

بسم الله الرحمن الرحيم

تفسیر

جواهر المشرک

از افاد لری حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ

مترجمہ

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام الدین رحمۃ اللہ

کتاب خانہ رشیدیہ

مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

القرآن الحكيم

مع تفهيم
جواهر القرآن

زفادت شيخ التفسير حضرت مولانا حسين علي صاحب رحمته الله

ترجمہ شیخ البند حضرت مولانا محمود الحسن دہلوی

ترسیم، اضافہ

مکتبہ

نشیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خلیفہ صاحب

فوائد موضع قرآن - مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رح
فوائد نسخ الرحمن از مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کتب خانہ رشیدیہ مدینہ ماریٹ اولپنڈی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

لاشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
سُورَةُ الْفَاتِحَةِ

خلاصہ سورۃ فاتحہ کے بہت سے نام ہیں جن میں سے اَمْرُ الْقُدْرَانِ سب سے زیادہ جامع اور مشہور ہے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اُمّ کے معنی یہاں مغز اور خلاصہ کے ہیں۔ یہ سورت چونکہ ان تمام مضامین کا خلاصہ ہے جو سارے قرآن میں بالتفصیل مذکور ہیں اس لئے یہ سورۃ مبارکہ ام القرآن کے نام سے موسوم کی گئی۔ اس کی دو تقریریں ہیں۔
پہلی تقریر مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم نے اس کی تقریر فرمائی کہ قرآن مجید میں چھ مضامین بیان کئے گئے ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) احکام (۴) قیامت، (۵) ماننے والوں کے اعمال اور (۶) نہ ماننے والوں کے اعمال۔ اور سورۃ فاتحہ میں یہ تمام مضامین بالاجمال موجود ہیں۔ الحمد للہ سے الرحمن الرحیم تک توحید۔ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ میں قیامت، اِنَّا لَعَبْدٌ اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ میں احکام کا بیان ہے کیونکہ تعبد میں عبادت کے تمام طریق اور احکام کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح الصلوات المستقیمہ سے شریعت کے تمام احکام مراد ہیں صراط الذین انعمت علیہم میں ایک طرف رسالت کا بیان ہے کیوں کہ صنم علیہم چار جماعتیں ہیں جن میں انبیاء علیہم السلام سر فہرست ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلِلّٰهِ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْہِم مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصَّٰدِقِیْنَ وَالشَّہِدَآءِ وَالْقُلُوبِ حٰنٍ وَحَسْبُ الدِّیْنِ ذِیْقَارُنَآ ؕ واور دوسری طرف ملتہ والوں کے احوال کی طرف اشارہ ہے یعنی ملتے والوں کو ہر قسم کے انعام و اکرام سے نوازا جائے گا۔ اور غیر المغضوب علیہم ولا الضَّالِّیْنَ میں نہ ملنے والوں کا ذکر ہے۔ اس طرح یہ سورت قرآن مجید کے تمام مضامین کا خلاصہ ہے اور اسی بنا پر اس کا نام اَمْرُ الْقُدْرَانِ ہے۔

دوسری تقریر کا دوسری تقریر میرا ہے شیخ حضرت مولانا امین علی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ نیز تفسیر مواہب الرحمن ص ۱۱۱ میں ہے کہ سارے آسمانی علوم اور قرآن مجید کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں موجود ہے۔ آہ کیوں کہ مضامین کے اعتبار سے قرآن مجید کے چار حصے ہیں اور ہر حصہ الحمد للہ شروع ہوتا ہے۔ پہلا حصہ سورہ فاتحہ سے سورہ مائدہ کے آخر تک ہے اس حصہ میں زیادہ تر خالقیت کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کا پیدا کرنے والا صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دوسرا حصہ سورہ النعام سے سورہ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے اس حصہ کا مرکزی مضمون ربوبیت ہے یعنی اس میں زیادہ تر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر چیز کو پیدا کرنے کے بعد اس کو حد کمال تک پہنچانے والا اور ہر چیز کی دیکھ بھال کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ تیسرا حصہ سورہ کہف سے سورہ احزاب کے آخر تک ہے اس میں زیادہ تر یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ تخت بادشاہی پروردہ خود حکم ہے وہی مالک و متصرف اور مختار و کار ساز ہے اور وہی برکات و منہ ہے اور وہ اپنی بادشاہی میں اپنے تصرفات اور اختیارات میں کسی کو شریک نہیں بناتا۔ چوتھا حصہ سورہ سبا سے قرآن مجید کے آخر تک ہے اس حصے کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ قیامت کے دن مالک و متصرف صرف اللہ ہی ہوگا۔ اور اس کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں ہوگا۔ یہ چاروں مضامین جو پورے قرآن میں تفصیل سے مذکور ہیں ان کا خلاصہ اور اجمالی خاکہ سورہ فاتحہ میں موجود ہے چنانچہ الحمد للہ میں حصہ اول کی طرف اشارہ ہے کیونکہ لفظ اللہ سے وصف مشہور مراد ہے یعنی خالق بطابق قاعدہ مشہورہ لکل فرعون مولى ای کل مبطل مع حق مشرکین عرب بھی اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کا اقرار کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَيْسَ سَأَلَتْهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ (زخرف ۷۷)

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ غرور یہی کہیں گے کہ (ان کو) اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

وَكَيْنُ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَيْفَ قَوْلُكَ اللَّهُ (لقمان ۲۷) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے
دوسرا حصہ رب العلمین میں مذکور ہے اور تیسرے حصہ کی طرف الرحمن الرحیم میں انصار ہے یعنی مالک و مختار اور تخت حکومت پر وہی تکیں ہے کیونکہ انتہائی رحمت اور غایت شفقت
بادشاہوں ہی کی صفتیں ہیں۔

اور جو متخاصم ملک کوموالدین میں مذکور ہے۔ نیز حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ کل شیء لباب ولباب القرآن الحوامیہ (خازن ص ۶۵) یعنی ہر چیز کا ایک خلاصہ ہوتا ہے۔ اور قرآن کا خلاصہ حوامیم ہیں۔ اور تمام حوامیم کا سبب اسورہ زمزم ہے۔ اور سورہ زمزم کا دعویٰ ہے کہ عبادت صرف اللہ ہی کی کرو اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ چنانچہ ارشاد ہے :-
فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۚ اِنَّ الدِّينَ اِلَّا لِلَّهِ الْحَالِصُ (زمزم ص ۱) سوائے خالص اعتقاد کر کے اللہ کی بندگی کرتے رہیے۔ یاد رکھو عبادت جو کہ رشتہ کے خالص ہو اللہ ہی

جواب تو اس کا جواب یہ ہے کہ چوتھے حصہ میں دو مضامین بیان کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ قیامت کے دن کوئی شفیع فہری نہیں ہوگا اور دوسرا یہ کہ عبادت اور پکار صرف اللہ ہی کی چاہیے اور کسی کی نہیں۔ اس طرح یہ دونوں سورتیں آپس میں بھی مرتبط ہو گئیں یعنی جب خدا کے یہاں کوئی شفیع فہری نہیں تو عبادت اور پکار بھی اس کے سوا کسی کی نہیں چاہیے چنانچہ سورہ سبائے ثمانت فہری کی نفی کی گئی ہے اور پھر سورہ یاسین، صافات، اور ص تینوں اس پر متفرع ہیں۔ سورہ تیس میں فرمایا کہ ہم نے بدکردار قوموں کو پکڑا مگر کسی نے ان کو نہ چھڑایا۔ صافات میں بیان فرمایا کہ چھڑانا تو ان کے جن کے بارے میں چھڑانے کا زعم ہے یعنی انبیاء علیہم السلام وہ تو خود خدا کے سامنے زاری اور عز و نیا ز کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور ص میں بیان کیا نہ صرف زاری کر رہے ہیں بلکہ اللہ کی طرف سے بعض جہانی مصائب میں خود گرفتار ہیں۔ اس طرح سورہ فاطر میں عبادت اور پکار کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ اور پھر زمر اور حوامیم سبعتیں اس کی توضیح کی گئی ہے۔ اور شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ سورہ سبا جو کہ تیس صافات اور ص بعدا مخفی اور سورہ فاطر، زمر اور حوامیم سبعت کا مبداء مخفی اس لیے دونوں سورتوں کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا۔

جس طرح سارے قرآن کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں موجود ہے اسی طرح سورہ فاتحہ کا خلاصہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں موجود ہے۔ پہلا حصہ لفظ اللہ میں مذکور ہے کیوں کہ اس سے وصف مشہور یعنی خالق مراد ہے تیسرا حصہ حسب بیان سابق الرحمن الرحیم میں مذکور ہے جب خالق بھی وہی ہے اور مالک بھی تو ظاہر ہے کہ ربی اور ربی رساں بھی وہی ہوگا اس طرح دوحصے صراحتاً اور ایک حصہ اشارۃً بسم اللہ الرحمن الرحیم میں آگیا جن تینوں حصوں کا تعلق دنیا سے تھا وہ بسم اللہ میں آگئے جب دنیا میں سب کا خالق اور پھر سب کا ربی اور مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو آخرت کا مالک اور وہاں کا متصرف و مختار بھی وہی ہوگا اور پھر ساری بسم اللہ کا خلاصہ بسم اللہ کی ب میں موجود ہے۔ گویا سارے قرآن کا اصل مقصد بار استعانت سے معلوم ہو جاتا ہے۔ جب کا متعلق محذوف ہے اور اصل عبارت اس طرح ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم استعینوا متعلق آخر میں اس لیے نکالا گیا ہے تاکہ مھر کا فائدہ دے ای بسم اللہ استعینوا خاصة لا بما اشرك به المشرکون بن عمر مہم وادعوا خاصة لا غیر۔ یعنی مفسر اللہ ہی کے نام سے استعانت کرو۔ اور اللہ ہی کو غائبانہ حاجات میں پکارو۔ اور مشرکین اور نہ ہی ان کو پکارو۔

تعلیم المستلّم سورہ فاتحہ کا ایک نام تعلیم المستلّم بھی ہے جس کے معنی ہیں "سوال کی تعلیم" سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سوال کی تعلیم دی ہے کہ تم مجھ سے یوں سوال کیا کرو اس لیے اس سورت کو تعلیم المستلّم بھی کہا گیا۔ چنانچہ پوری سورہ فاتحہ میں غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ یہ ساری کی ساری ایک عاجزانہ درخواست ہے جو بندہ اپنے مولائے سامنے پیش کر رہا ہے۔ پہلے اس کی حمد ثنا بجالاتا ہے۔ اس کے لائق ہر خوبی ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ اس کے خالق و مالک اور ساری کائنات کا پروردگار اور رحمان و رحیم اور مالک روز جزا ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور پھر اپنی بندگی اور بے چارگی کا اعتراف کر کے اس سے سیدھی راہ پر قائم رہنے کی توفیق مانگتا ہے۔ یہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی انتہائی شفقت اور مہربانی ہے کہ بندوں کو سوال کرنے کا طریقہ بھی سکھا دیا۔

چونکہ سورہ فاتحہ میں بندوں کو سوال کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس لیے اس سے پہلے لفظ قُولُوا (یوں کہو) مذکور ہے اور پھر تعریفی اور دعائیہ جملوں کی ابتداء میں بھی قُولُوا اعزّوہ ہے۔ مثلاً قُولُوا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَسْتَعِیْنِ قُولُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَلٰئِکَہِ یَوْمَ الدِّیْنِ۔ قُولُوا اَیُّکَ نَعْبُدُ۔ قُولُوا اَیُّکَ نَسْتَعِیْنُ۔ قُولُوا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ الخ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں سورہ فاتحہ کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

قال تعالى بسم الله الرحمن الرحيم اى قولوا بسم الله الخ ومعناه الله استعين خاصة وادعوه خاصة لا غير واقلبس بذكرا اسمه - نسى هذه الطريق في اصطلاحنا اذ ما جأ اى استعين بالله الرحمن الرحيم لانه هو الخالق المالك وفهم المعنى الوصفى عن العلم لشهرته بهذا الوصف قال تعالى وهو الله في السموات وفي الارض فقال تعالى وهو الذى فى السماء اله وفى الارض اله فهو الخالق الملك الرحمن الرحيم - اعلم يا اخى ان جميع القرآن منقسم الى اربعة اجزاء كل بحث يتبدأ بالحمد لله الاول من فاتحة الكتاب الى آخر سورة النساء والثانى من الانعام الى آخر سورة بنى اسرائيل والثالث من الكهف الى آخر الاحزاب والرابع من السبا الى آخر القرآن - فجمعت المضامين الاربعة فى الفاتحة والفاخرة فى بسم الله الرحمن الرحيم وبلغت آخر تمام القرآن فى الفاتحة فان لباب القرآن المحوى وخلاصة الحواميم فى حم المؤمن اى ادعوا الله مخلصين له الدين كما نبينه فى تفسير الحواميم وذكر فى السور السابقة انه تعالى هو الخالق لا غير فاعبدوا الله مخلصين له الدين وهذا المذكور ثابت فى الفاتحة والفاخرة فى بسم الله وبسم الله فى الباء كان الفظة الله جمعت فيه الالهية والربوبية والمقصود من الحصر فى الحمد له هو حصر العبادة التى اعظم شعابها الاستعانة فاذا قرأ القارى بسم الله استعين بتقديره بما هو حصر الاستعانة اى بالله

استعين لا بما اشرك به المشركون - فالفاخرة جامعة وامل القرآن وهي في البسطة والبسطة في الباء نقل عن علي رضي الله عنه ان العباد في بسمة الله جامعة كذا في المكتوبات للامام الرباني قدس سره والله اعلم بالصواب فشرع القرآن بجمع الاستعانة والاحتتم على قل هو الله احد وقل اعوذ برب الناس فالشروع بالاستعانة منه والاحتتم عليها كذا سنة رب العلمين في الاشجار والاشجار الى حبة تنبت فالمبدأ والمنتها للشمس التي هي الحبة وهذا يشعران المبدأ منه واليه المرجع والمصير صلى الله عليه وسلم في تفسيره اورفون کی کتابوں میں یہ بحث نہایت تفصیل سے مذکور ہے الحمد میں الف لام استغراق کے لیے ہے پھر اس پر اعتراضات اور ان کے جوابات کا ایک طویل سلسلہ ہے جو ختم ہونے پر نہیں آتا مثلاً اس پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر الف لام استغراق کے لیے ہو تو اسی کا مطلب یہ ہو گا تمام صفاتوں اور خوبیوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے لہذا اللہ کے سوا اس کی مخلوق میں سے کسی میں بھی کوئی صفت اور خوبی موجود نہیں ہوگی حالانکہ یہ بات صحیح نہیں بلکہ اللہ کی مخلوق میں بھی ہزاروں صفاتیں موجود ہیں اور خود قرآن میں مخلوق کی صفاتیں بیان کی گئی ہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی صفاتیں مثلاً روف ورحیم، سراج منیر و بشیر و نذیر وغیرہ قرآن میں موجود ہیں آپ کے سوا انبیاء علیہم السلام کی کئی صفات مومنین صالحین اور حضرت جبریل علیہ السلام کے بعض اوصاف کا بھی خود قرآن مجید میں ذکر موجود ہے۔ علاوہ ازیں کافروں میں بھی بعض قابل تعریف خوبیاں موجود ہوتی ہیں

تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ مخلوق میں جو صفات ہیں ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے نیز صفات عارضی ہوتی ہیں یعنی مخلوق کی موت و فنا پر وہ صفاتیں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ دائمی اور مستقل نہیں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ کی صفات دائمی اور مستقل ہیں۔ ان کو فنا نہیں وہ ازلی اور ابدی ہیں۔ مخلوق کی صفات کا سرچشمہ اور ان کا خالق اور معطی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور مخلوق کی تمام صفات کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے اس لیے تمام صفاتوں اور خوبیوں کا مالک اور سرور اور حقیقت اللہ تعالیٰ ہی ہے

لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخصوص طرز کے مطابق کہ ہر لفظ اور آیت کی ایسی مراد بیان کی جائے کہ جس پر کوئی اعتراض وارد نہ ہو سکے فرماتے ہیں کہ الحمد میں الف لام استغراق کے لیے نہیں بلکہ جنس اور عہد خارجی کے لیے ہے۔ اور قاعدہ نحو کے مطابق الف لام کا حقیقی معنی ہے ہی جنس اور عہد خارجی استغراق کو تحقیق نے الف لام کا مجازی حمل قرار دیا ہے۔ اور اس سے صرف وہی شفا مراد ہیں جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ منقسم ہیں اور مخلوق میں نہیں پائی جاتی ہیں یعنی صفات کار سازی یا بالفاظ دیگر صفات فاعلیہ یا صفات مافوق الاسباب مثلاً مالک و مختار و متصرف و کار ساز حاجت روا و مشککشا اور دور و نزدیک سے یکساں طور پر سب و بصیر ہونا وغیرہ مطلب یہ ہے کہ تمام صفات الوہیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ منقسم ہیں اور ان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس صورت میں نہ کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے اور نہ ہی جواب دینے کی زحمت اٹھانا پڑتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جاہا اپنی صفات الوہیت بیان فرمائی ہیں چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے۔

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (نمل ۵۵) کہہ دیجئے اللہ کے سوا نہ آسمان و نہ زمین والے غیب جانتے ہیں نہ زمین والے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت علم غیب کا ذکر ہے جو صفات الوہیت میں سے ہے۔ ایک جگہ فرماتا ہے اَللّٰهُ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَّا تَفِيَا بِلِقَآئِ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ بَلْ كُفِّرَتْ بَلْ تُزَكَّرُ (نمل ۵۵) اس میں بیان فرمایا کہ نقصان کا مالک صرف اللہ ہے۔ اس کے بغیر نہ کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے ایک جگہ ارشاد ہے کہ ساری مخلوق پر صبح و شام مختلف انعامات کی جو بارش ہوتی رہتی ہے۔ وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے چنانچہ فرمایا وَمَا بَكْرُكُمْ مِنْ تَعْمِيَةٍ فَمِنْ لَّدِنِ اللّٰهِ (نمل ۵۵) یعنی تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے ہیں ایک جگہ فرمایا يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اذْكُرْ وَاَنْعَمْتَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ عَلِمَ لَكَ يَوْمَئِذٍ نُّصْرًا (نمل ۵۵) اور اے نبی! یاد رکھو اس کو سوا کوئی معبود نہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق و رزاق اور نعم و مرہی ہونے کی صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ اور مذکورہ بالا تمام صفات الوہیت ہیں۔

ان کے علاوہ اور سینکڑوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات مخصوصہ بیان کی گئی ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ تمام صفات مافوق الاسباب ہیں اور عالم غیب سے تعلق رکھتی ہیں یہاں یہ بات سمجھ لی جائے کہ نظام عالم میں جو کام ہو رہے ہیں وہ دو عالموں سے خالی نہیں ہیں وہ یا تو ماتحت الاسباب میں یعنی اپنے اسباب عادیہ کے تحت انجام پذیر ہو رہے ہیں مثلاً بینائی و شنوائی رکھنے والا آدمی اپنے ارد گرد کی چیزوں کو دیکھ سکتا ہے اور قریب جوار کی آوازیں سن سکتا ہے یا مثلاً ایک آدمی اناج یا پھل اگانا چاہتا ہے تو وہ اس کام کے لئے اسباب استعمال کرتا ہے یعنی زمین میں ہل چلا کر اسے قابل کاشت بناتا ہے پھر اس میں بیج ڈالتا ہے اسے پانی دیتا ہے اس کی مٹی وغیرہ کرتا ہے۔ یہ تمام اسباب عادیہ ہیں ان کو استعمال میں لائے بغیر کام نہیں بن سکتا۔ دوسری قسم کے کام وہ ہیں جو مافوق الاسباب میں یعنی ان اسباب عادیہ سے بالاتر ہیں مثلاً ساری کائنات کے ذرے ذرے کو ہر وقت دیکھنا زمین و آسمان کی چھٹی ہوتی تمام چیزوں کا ہر آن مشاہدہ کرنا اسباب عادیہ سے بالاتر و بالا ہے اسی طرح زمین کے پیٹ میں پرے پرے جوں اور تخمیں کو شق کر کے ان سے پودوں کی شاخیں نکالنا انسانی دسترس سے باہر اور اسباب عادیہ سے بالاتر ہے تو حاکم ہوا کہ انسانی دسترس میں صرف وہی کام ہیں جو ماتحت الاسباب میں و مافوق الاسباب سارے امور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کے تحت داخل ہیں لہذا الحمد للہ سے مراد وہ تمام صفات ہیں جو مافوق الاسباب ہیں یعنی مافوق الاسباب تمام صفاتیں اور خوبیاں اللہ تعالیٰ کے ساتھ منقسم ہیں اور ان میں سے ایک صفت اور ایک خوبی بھی اللہ کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جاتی بشریکوں مگر چونکہ انہی صفات الوہیت یا مافوق الاسباب صفات ہی میں اپنے معبودوں کو خدا کا شریک سمجھتے تھے۔ اس لئے الحمد میں مشرکین کے اسی خیال باطل کی تردید فرمائی گئی ہے کہ تمام مافوق الاسباب صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں جملہ الحمد للہ واقع ہوا ہے وہاں سیاق و سباق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مشرکین کے اسی خیال کی تردید ہے کہ ان کے معبود معبود مافوق الاسباب صفات کے حامل ہیں۔ چنانچہ سورۃ انعام ۵۵ میں ارشاد ہے فَقَطِّعْ دَائِرَةَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (پہلا نام لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے) اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کار سازی کا ذکر فرمایا ہے مثلاً مصیبت کے وقت وہی حکم آتا ہے، خدا کی گرفت زبردست ہے، ظالموں کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ آخر میں فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یعنی یہ تمام صفات کار سازی اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ یہاں اگر الحمد کو صفات کار سازی سے محض نہ کیا جائے تو قبل سے اس آیت کا کوئی ربط باقی نہیں رہتا۔ اور سورۃ نمل ۵۵ میں ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰہ (تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سرور ہیں اور اس کے بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا ہے) اس آیت سے پہلے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے کہ اس تکذیب کرنے والی قوم کو کس طرح تباہ کیا گیا اور ایمان والوں کو کس طرح بچایا گیا چنانچہ ارشاد ہے اَنَّا كَاذِبٌ كَرِيْمٌ وَقَوْمٌ هٰمٌ لَّجَمْعٍ (ہم نے ان کو غمناک اور ان کی مادی قوم کو تباہ کر دیا) اور مومنین کے بارے میں فرمایا وَاجْعَلْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوا اَيْتٰنَ كَثُوْرًا (اور ہم نے ان ایمان والوں کو ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہتے بچایا)

اس کے بعد مومنین لوط اور منکرین لوط علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: **وَإِلَّا آمَنَّا بِهِ وَأَخْلَقَ أَهْلَهُ** (تو ہم نے لوط علیہ السلام اور اس کے اہل کو اس کی بیوی کے سوا بچا لیا، اور قاتل مقرر کیا) **عَلَيْهِمْ مَطَرٌ** اور ان کے منکرین پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا حضرت صالح اور حضرت لوط علیہما السلام اور ان کی مومن قوم کو نجات دینے اور ان کے منکرین کو تباہ و برباد کرنے کا ذکر کر کے آخر میں فرمایا: **قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى** یعنی نیک بندوں کو سلامتی عطا کرنا اور کافروں کو ہلاک کرنا یہ صفیں اللہ ہی کی ہیں۔ اللہ کے نیک بندوں پر اللہ کی طرف سے سلامتی تو نازل ہوتی ہے لیکن وہ کارساز اور متصرف و مختار نہیں ہوتے۔

اور سورہ جاثیہ کے آخری رکوع میں ارشاد ہوتا ہے: **قُلْ لِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** ہر سو تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو مالک ہے آسمانوں کا اور مالک ہے زمین کا مالک تمام جہانوں کا یہاں بھی صاف فرمایا کہ زمین و آسمان کا مالک و مختار اور ساری کائنات کا کارساز اللہ ہی ہے اور صفات کا رسازی اسی کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

اور سورہ صافات میں انبیاء علیہم السلام کے مختلف واقعات بیان کرنے کے بعد آخر میں فرمایا: **وَسَلِّمُوا عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالحمد لله رب العالمين** (اور سلامتی ہے تمام پیغمبروں پر اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے) مطلب یہ کہ تباہی اور عذاب سے رسولوں کو سلامت رکھنا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے پیغمبروں کا نہیں حاصل یہ کہ تمام مافوق الاسباب اور غائبانہ طاقتوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور تمام صفات الوہیت اسی کی ذات مقدسہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مشرکین نے اپنے زعم باطل میں اللہ کے جن پیغمبروں اور نیک بندوں کو غائبانہ اور مافوق الاسباب طاقتوں میں خدا کا شریک سمجھ رکھا ہے وہ خود اللہ کے محتاج ہیں۔ اور اڑے وقت ان کے کام نہیں آسکتے۔

سے **رَبِّ الْعَالَمِينَ** کا لفظ اللہ ذات باری تعالیٰ کا اسم علم ہے لیکن یہاں اس سے وصف مشہور مراد ہے یعنی خالق اور **الحمد لله رب العالمين** مع صفات باقیہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی دلیل بھی اس میں موجود ہے یعنی تمام صفات کا رسازی اور تمام اوصاف الوہیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ کیونکہ وہ خالق ہے وہ رب العالمین ہے۔ وہ رحمان و رحیم ہے اور وہ مالک روز جزا ہے۔ اور اس کے سوا زمین و آسمان میں کوئی ایسی بستی نہیں جو ان تمام صفات یا ان میں سے کسی ایک صفت سے متصف ہو۔ سورہ انعام رکوع نمبر میں ارشاد ہے: **أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّجُومَ** (تمام خوبیاں اس اللہ کے لیے زیبا ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور اندھیروں اور اجالے کو بنایا، اس میں زمین موصول اپنے محل سے مل کر منبر لعلت ہے یعنی جب آسمانوں اور زمین کا خالق اور اندھیروں اور اجالے کو پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ تو صفات کا رسازی بھی اسی کی ذات سے مختص ہیں کسی اور کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ اس کے متصل بعد فرمایا: **ثُمَّ اللَّيْلُ وَنَارُ الْكَوْنِ** (پھر افریقہ کو اپنے اہل معبودوں کو) اپنے پروردگار کے برابر قرار دیتے ہیں۔ اس سے بھی اسی حقیقت کو واضح فرمایا کہ جب ارض و سما اور لیل و نهار کا خالق اللہ ہے تو صفات کا رسازی کا مالک بھی تہا وہی ہے۔ اگر اس کے سوا کوئی اور خالق نہیں تو لامحالہ یہی ماننا پڑے گا۔ کہ اس کے سوا کارساز اور مافوق الاسباب متصرف اور مختار بھی کوئی نہیں مخفی نہ ہے کہ **الحمد لله رب العالمين** ایک دعویٰ ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ تمام صفات کا رسازی کا مستحق صرف اللہ ہے اس کے بعد **رَبِّ الْعَالَمِينَ**۔ **أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الرَّحِيمِ** اور **يَوْمَ الْقِيَامَةِ** سب اس دعویٰ کی دلیل ہیں۔ **سے** **رَبِّ الْعَالَمِينَ** لفظ اللہ سے چونکہ وصفی معنی مراد تھے یعنی خالق اس لئے اس کی مناسبت سے اس کے بعد دوسری صفت رب العالمین لائی گئی کیونکہ ہر مخلوق اپنے وجود کے لئے خالق کی محتاج ہے اور ہر معبود کے لئے رب اور پروردگار کی محتاج ہے۔ جس کے معنی ہیں ہر چیز کو بندہ کی اس کی حاکمیت کے بغیر نہ ہوتا اور موقوف کے مطابق اس کی ضرورتیں مہیا کرنے والا اور اسے نزلوں سے بچانے والا جیسا کہ امام سہلی حنفی نے نام واسطی سے نقل کیا ہے **هو الخالق ابتداء و مربی غذاء و الخافضات** (وہ واسم اللہ الاعظم مدارک ص ۱۵)

أَلْعَالَمِينَ عالم کی جمع ہے اور اسم آلہ کا صیغہ ہے اور یہاں اس سے مراد چیز مراد ہے جس کے وجود سے خالق کائنات کے وجود پر استدلال کیا جاسکے خواہ وہ انسان ہو یا دیگر حیوانات، نباتات ہوں یا جمادات۔ چنانچہ امام سہلی فرماتے ہیں **والعالم کل ما علم به الخالق من الاجسام والحواس والاعراض او کل موجود سوى الله تعالى** (ہی بہ لاندہ علم علی وجودہ الخ مدارک ص ۱۵) غرض کہ ہر وہ چیز جو خلقت و وجود میں ملے ہوئے ہے اور جس کا انسان آنکھوں سے مشاہدہ کر سکتا ہے۔ یا دیگر حواس کے ذریعے ان کا وجود محسوس کر سکتا ہے۔ وہ سب **العالمین** کے جامع لفظ میں داخل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا نظام ربوبیت مخلوق کی ہر نوع کو شامل ہے اور کائنات عالم کا ایک ذرہ بھی اس کی ربوبیت سے مستثنیٰ نہیں جس طرح ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح ہر چیز کا مربی اور معاف بھی وہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نظام ربوبیت

تمام انسانوں کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ نطفہ سے لے کر طفل تک اور طفل سے لے کر بڑھاپے تک تمام منازل سے انسان کو وہی گزارتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک بگے نہایت اختصار سے اس حقیقت کو بیان فرمایا **اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ وَجَعَلَ مِنْ بَعْدٍ ضَعْفٍ ثَوًّا ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ثَوًّا ضَعْفًا وَشَيْبًا** (خَلَقَ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ) (روم ۳۰) اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تم کو ناتوانی کی حالت میں پھر ناتوانی کی حالت کے بعد توانائی عطا کی پھر توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپہ کیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ جاننے والا قوت رکھنے والا ہے زمین و آسمان کا خالق اور کائنات کے ذرے ذرے کا پیدا کرنے والا وہی ہے۔ **خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَرْبَعَةِ أَيَّامٍ فَخَسَنَ صُورَكُمْ** (تغابن ۳) اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر پیدا کیا اور تمہارا نقشہ بنایا اور عمدہ نقشہ بنایا، اور ایک جگہ فرمایا **خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَتْ شَيْئًا** (فرقان ۲۱) اس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر سب کو الگ الگ اندازہ پر رکھا۔ اور ایک جگہ ارشاد ہے: **اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ** (ہ (زمرہ ۶) (اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے) ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ عالم کے ذرے ذرے کا خالق اللہ ہی ہے اور اللہ کے سوا کوئی اور خالق نہیں اسی طرح اللہ کی ربوبیت بھی عام ہے اور ساری کائنات اس کے نظام ربوبیت کے تحت داخل ہے چنانچہ اللہ نے اپنی ربوبیت عامہ کا اس طرح اعلان فرمایا: **رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا** (شعراء ۲۲) وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو مخلوقات ان کے درمیان ہے اس کا اور ایک جگہ فرمایا: **قُلْ غَيْرِ اللَّهِ أَبْعَدُ رَبًّا** (وہو ربُّكُمُ كُلُّ شَيْءٍ) (انعام ۲۰)۔ کہہ دیجئے کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کیلئے تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے۔ انسان اور دیگر حیوانات کیلئے اللہ کی طرح روزی بہم پہنچاتا ہے۔ اس کا ذکر اس طرح فرمایا **فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ** **أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا فَاَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا وَعَبَّأْنَا قُصُوفًا وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا وَحَدَّآئِنَ عُلبًا وَفَاكِهَةً وَأَبًّا مِمَّا كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ** (عبس ۱۷) سو انسان کو چاہیے کہ اپنے کھانے کی طرف دیکھے کہ ہم نے عجیب طور پر مانی

۵۵ اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ یہ دونوں صفت مشبہ کے صیغے ہیں اور دونوں میں مبالغہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اور دونوں رحم سے مشتق ہیں مفسرین کرام نے دونوں لفظوں کے مفہوم میں تلافی طلبوں سے فرق بیان فرمایا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ رحمان دنیا کے اعتبار سے ہے اور رحیم آخرت کے اعتبار سے یعنی دنیا میں اس کی رحمت مومنوں اور کافروں کے لیے عام ہے۔ دنیا میں دنیوی فوائد سے مومن اور کافر یکساں طور پر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ اس کی صفت رحمان کا اثر ہے اور آخرت میں اس کی رحمت مومنوں کے ساتھ مخصوص ہوگی اور کافراں سے محروم رہیں گے۔ یہ اس کی صفت رحیم کا اثر ہوگا۔ جاء فی الدعاء یا رحمن الدنیا لانہ یعلم المؤمن والکافر وحیم الاخوة لانہ یفضل المؤمن (مداد لکھ مش ج ۱) حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دونوں مصطلحوں ایک نہایت لطیف فرق بیان فرمایا کہ رحمان اس موصوف کو کہتے ہیں جو بالفعل رحمت کر رہا ہو اور جس کی رحمت کائنات کے ذرہ ذرہ کو شامل ہو اور رحیم صیغہ صفت مشبہ اس ذات کو کہتے ہیں۔ رحم جس کی صفت لازمہ اور خصوصیت ذاتیہ ہو صفت عارضہ نہ ہو تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو بالفعل ہر آن میں اپنی ساری مخلوق پر رحم فرما رہا ہے۔ یہ رحم اس کی ذات پاک کو لازم ہے اور اس کی صفت ذاتیہ ہے۔ اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرنے کیلئے رحمان کے بعد رحیم کو بھی ذکر کیا گیا۔

نہ صرف زمین و آسمان کے درمیانی خلا میں بلکہ زمین کے پیٹ میں بھی اس نے اپنی رحمت و نعمت کے بے شمار خزانے اپنی مخلوق کے لیغنی کر رکھے ہیں۔ جو محض اس کی شفقت سے اور مہربانی سے زمین کی سطح پر نمودار ہوتے ہیں۔ اور اس کی ساری مخلوق ان سے فائدہ اٹھاتی ہے زمین کی سطح پھیلوں پھیلوں، غلہ، ترکاریوں اور میووں سے مالا مال ہے اور پانی کے شفاف اور شیریں چشمے اس کے پیٹ سے اہل کر اس کی سطح پر بہ رہے ہیں۔ اور زمین کی گہرائیاں سوئے چاندی اور دیگر قیمتی معدنیات سے پُر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَهُوَ الَّذِي صَدَّقَ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ ثَلَاثِينَ مِائَةً يُخْشَى الْإِلَٰهَ فِي ذَلِكَ لَا يَتَّقُونَ وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مِّنْ مَّتَجَوِّرَاتٍ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزُرُوعٌ وَخَيْلٌ مُّصْنَوَاتٌ وَغَيْرُ مُصْنَوَاتٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفِصِلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأَرْضِ كُلِّهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (سورہ صافات: ۱۰) اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور اس میں ہر قسم کے پھلوں سے دو دو قسم کے پیدا کیے۔ شب کو دن سے چھپا دیتا ہے۔ بیشک ان (مذکورہ بالا امور) میں سوچنے والوں کے لیے (توحید کے) دلائل موجود ہیں اور زمین میں پاس پاس مختلف خطے اور انگوٹروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں جن میں سے بعضی تو اوپر جا کر دو تنے ہو جاتی ہیں۔ اور بعضی میں دو تنے نہیں ہوتے۔ سب کو ایک ہی طرب کا پانی دیا جاتا ہے۔ اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں ان امور میں بھی سمجھداروں کے لیے (توحید کے) دلائل ہیں)

خشکی کے علاوہ تری میں بھی اس کی رحمت عامہ کے آثار نمایاں اور ہویا ہیں مثال کے طور پر سمندر کی سطح جہازوں اور کشتیوں کے ذریعے نقل و حرکت اور آمد و رفت کے لیے ایک اعلیٰ شاہراہ کا کام دیتی ہے۔ اور اس کی گہرائی موتیوں اور دیگر مفید اور قیمتی اشیاء سے مالا مال ہے۔ نیز دریائوں اور سمندروں سے پہلی کا نازہ تازہ گوشت حاصل ہوتا ہے جو انسان کے لیے بہترین غذا ہے۔ **هُوَ الَّذِي تَحْمَدُ السَّحَابُ رِجَالًا وَتَسْتَجِيرُ فِيهِ السَّيَّحَاتُ** (انعام ۶۰) اور وہ ایسا ہے کہ اس نے دنیا کو بھی سحر بنایا کہ اس میں سے بھی تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے (موتیوں کا) گہنا نکالو جس سے تم پہننے ہو اور نوکشتیوں کو دیکھنا ہے کہ اس میں پانی کو چیرتی ہوئی۔ چلی جا رہی ہیں۔ اور تاکہ تم خدا کی (پیدا کی ہوئی) روزی تلاش کرو اور شکر کرو (ان تائید کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس جہان کا ذرہ ذرہ پیدا کر کے پورے نظام عالم کو اپنے نظام ربوبیت کے تحت رکھا ہوا ہے اور اس کا نظام ربوبیت اس کے رحم و کرم اور اس کی رحمت و شفقت کے تحت چل رہا ہے۔ پورے نظام عالم کا ایک ذرہ بھی ایک لمحہ کے لیے بھی اس کی رحمت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح یخ خشکی اور تری کی ساری نعمتیں عالم جمالی کی تربیت اور پرورش کے لیے پیدا فرمائی ہیں۔ اسی طرح اس کی رحمت بے پایاں نے عالم روحانی کی ترقی اور نشوونما کے لیے بھی انتظام فرمایا اور دنیا میں انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتابوں کے ذریعے عالم روحانی کی غذا کا بندوبست کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اپنے آخری پیغام قرآن مجید کی تعلیم کو خصوصیت سے اپنی رحمت کے ساتھ متعلق فرمایا چنانچہ ارشاد ہے **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ** (انبیاء ۱۰۷) رحمت۔ **أَرْسَلْنَاكَ كَاسْمَ مَظْهَرٍ** (یعنی ہم نے آپ کو اس لیے بھیجا ہے تاکہ سامے عالم پر رحم کریں۔ **يَا ذُرِّيَّتُ! إِنَّمَا مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ فِيكَ** (یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا (پھر) اس کو بولنا سکھایا۔ اس کی ربوبیت اور رحمت کس قدر عام اور حاوی ہے۔ کہ ایک طرف روح اور جسد کا تعلق باقی رکھنے کے لیے بے شمار مادی غذائیں مہیا کیں۔ اور دوسری طرف روح کی نشوونما کے لیے اعلیٰ درجہ کی روحانی غذائیں مہیا فرمائیں۔ **فَتَبَادَّلَهُ اللَّهُ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ**

۱۔ **مَلِكٌ يَوْمَ الدِّينِ** لفظ دین قرآن مجید میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ بعض مقامات میں پوری شریعت کو دین کہا گیا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے وَمَنْ يَكْتُمْ غَيْبًا
اَلَا سَلَامٌ عَلَیْكَ فَلَئِنْ لَّمْ یُفْعَلْ مِنْهُ دَالٌ عَلَمٌ (۹۶) یعنی جس نے اسلام کے سوا کسی اور دین کو پسند کر لیا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اکثر جگہوں میں الدین اللہ
کی توحید، اس کی خالص عبادت اور پکار کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ سورہ یوسف رکوع ۵ میں ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے قیدیوں کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا اِنَّ اَحْكَمَ اَمْرًا
لِّلّٰہِ اَمْرًا لَا تَعْبُدُوْا اِلٰہًا سِوَاہٖ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیْمُۃُ ہمیں حکم مگر اللہ کے لیے اس نے حکم دیا ہے کہ مت عبادت کرو اس کے سوا کسی کی یہی ہے دین محکم سورہ زمر رکوع ۱ میں فرمایا اَلَا لِلّٰہِ
الدِّیْنُ الْخَالِصُ۔ خبردار اللہ ہی کے لیے ہے خالص عبادت اور پکار۔ اور سورہ حم مومن رکوع ۳ میں فرمایا قَاذِعُوْا اللّٰہَ مَغْضُوْبِیْنَ کُلُّ الدِّیْنِ وَکُوْفِرُوْا الْکُفْرُوْنَ ۵
(سوال اللہ کو پکار و خالص کے اس کے لیے عبادت کو مگر کافروں کے لیے ناگواری کیوں نہ ہو۔ مگر جہاں لفظ الدین یوم کا مضاف ہو وہاں اس کے معنی جزاء کے ہوتے ہیں جیسا کہ **هٰذَا الَّذِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ**

میں ہے۔ یعنی روز جزا کا مالک اس دن میں تمام تصرفات اور اختیارات کا واحد مختار اور اعمال کی جزا و سزا مقرر کرنے والا اور اعمال پر نیک و بد نتائج مرتب کرنے والا اور اختیار رکھنے والا یہ مذکور دعویٰ یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کی تیسری دلیل ہے۔

روز جزا کی اہمیت اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو پیدا کیا اور نظام ربوبیت کے تحت ہر چیز کو انسان کی خدمت پر لگا دیا جیسا کہ دیکھو خشکی اور تری پہ اس کی رحمت اور نعمت کی چادریں پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مادی ترقی کے ساتھ ساتھ اس نے روح کی نشوونما کا انتظام بھی فرمایا اور راہ ہدایت اور صراطِ مستقیم بتانے کے لیے کتابیں اور رسول بھیجے اور آخر میں اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی آخری کتاب قرآن مجید نازل فرما کر نعمت اسلام کی تکمیل فرمادی۔ اس سارے نظام ربوبیت کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک ایسا دن ضرور ہونا چاہیے جس میں اس امر کا فیصلہ ہو سکے کہ کس اللہ کی ان تمام نعمتوں کا شکر ادا کیا اور کس نے ناشکری کی۔ کس نے اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت پر عمل کیا۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کی اور کس نے اس کی ہدایت کو اور اس کے احکام کو ٹھکرایا۔ ایسا دن تو دنیا میں ہو نہیں سکتا کیوں کہ یہ دارالعمل ہے اس لیے لامحالہ ایسا دن دنیا کے اختتام پر ہی ہو سکتا ہے اسی دن کا نام یوم الدین ہے اور اسی کو یوم آخریہ اور جزا وغیرہ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ دن دنیا کے ختم ہونے پر آئے گا۔ اور اس میں نیک و بد اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس دن میں ہر قسم کے تمام اختیارات صرف اللہ کے قبضہ میں ہوں گے۔ وہاں مجازی طور پر بھی کسی کو کوئی اختیار یا اقتدار حاصل نہیں ہوگا۔

اہل کتاب کا تصور آخرت اہل کتاب کے علماء و سوریہ ان کے احبار و رہبان اور ان کے پیروں اور پادریوں کو چونکہ حق چھپانے، غلط بیانی کرنے اور تورات اور انجیل کی آیتوں میں لفظی اور معنوی تحریفیں اور تبدیلیاں کرنے کی عادت پر چکی تھی اس لیے انہوں نے اپنے عوام میں بہت سے غلط عقائد پھیلا رکھے تھے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہابجا ان کے کرتوتوں کو ظاہر فرمایا ہے۔ تاکہ امت محمدیہ اس سے عبرت حاصل کرے چنانچہ ارشاد ہے **ثُمَّ لَنُحْصِيَنَّهُنَّ كَوْنَهُنَّ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ لَا يُفْقَهُونَ** (بقرہ ۶۴) پھر وہ اسے سمجھ لینے کے بعد بدل ڈالتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا **يُحْصِيَنَّهُنَّ الْكَلِمَ عَنْ قَوَائِمِهِ** پھر دیتے ہیں وہ کلام کو اس کے مواقع سے۔ اہل کتاب کے علماء اور گدی نشینوں کو حق پوشی سے منع فالتے ہوئے فرمایا **يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِالْحَقِّ بَالِغًا إِلَى آلِبَائِكُمْ وَتَكْفُرُونَ بِالْحَقِّ وَآتُكُمْ تَعْلَمُونَ** (آل عمران) کیوں مخلوط کرتے ہو حق کو باطل کے ساتھ اور کیوں چھپاتے ہو حق کو حالانکہ تم جانتے ہو۔ یہود اور نصاریٰ کے احبار اور رہبان سوریہ غیر اللہ کی نذر و نیاز اور کئی دوسرے ذرائع سے حرام مال بھی کھاتے تھے **سَمِعْتُمْ لِلْكُفْرِ بِالْكَافِرِينَ** (مائیدہ ۶۴) یہ لوگ غلط باتیں سننے کے عادی ہیں۔ بڑے حرام خورد ہیں۔

اہل کتاب کے پادریوں اور صوفیوں نے آخرت کے بارے میں ایک نہایت ہی غلط تصور عوام کے ذہن نشین کر رکھا تھا۔ اپنے متعلق تو انہوں نے عوامی ذہن میں یہ بات بٹھا رکھی تھی کہ ہم اللہ کے محبوب اور چہیتے ہیں اور اللہ کے بیٹے ہیں جس طرح باپ کی صفات بیٹوں میں ہوتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کی صفات ہم میں موجود ہیں۔ اس آخرت میں ہمیں تو کسی قسم کا عذاب ہوگا ہی نہیں **وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ** (مائیدہ ۳) یہود اور نصاریٰ نے کہا ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ اور عوام کو انہوں نے یقین دلایا کہ عذاب خدا کے جنت ان کے لیے رہزور ہے ان کے سوا اور کوئی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ **قَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَى** (بقرہ ۱۲۰) انہوں نے کہا کہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا مگر وہی جو یہودی ہوگا یا نصرانی۔ اور عوام کو انہوں نے یہ بھی باور کر رکھا تھا کہ اگر ہم کو عذاب ہو بھی تو صرف چند دنوں کے لیے ہوگا اور ہمیشہ کے لیے ہم عذاب میں نہیں رہیں گے **قَالُوا لَنْ نَمَسَّ النَّارَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيََنَا مَا مَعْدُودَةٌ** (بقرہ ۸۰) انہوں نے کہا کہ ہمیں تو صرف چند دن عذاب آئے گا۔ اہل کتاب کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور ان کے پیروں پادری حاجت روا، مشکل کشا اور شفیع غالب ہیں اور قیامت کے دن ان کو عذاب سے بچالیں گے۔ **رَبِّ احْبَبْ رَهْمًا وَرَهْبًا** انہوں نے اپنے پادریوں اور پیروں کو اور مسیح بن مریم کو خدا کے سوارب بنالیا تھا۔ سورہ فاتحہ میں جس طرح دو سکر باطل عقیدوں کی تردید کی گئی ہے اسی طرح **يَوْمَ هَالِكِ يُؤْهِلُ الدِّينَ** سے اہل کتاب کے غلط تصور آخرت کی تردید فرمائی کہ قیامت کے دن کا مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اسی کے ہاتھ میں سب کا حساب و کتاب اور عذاب و ثواب ہے۔ اور جن کو تم اللہ کے سوا معبود سمجھ رہے ہو اور ان کو مالک مختار اور شفیع غالب مان رہے ہو اور جن کے بارے میں تمہارا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن وہ خدا کے عذاب سے بچیں گے قیامت کے دن ان کا کوئی زور نہیں چلے گا اور نہ ہی ان کو کسی قسم کے تصرف کا اختیار ہوگا۔ اور نہ ہی وہ کوئی بات منوا سکیں گے۔ کیونکہ صرف وہی کر سکتا ہے جو مالک مختار ہو۔ اور قیامت کے دن کا مالک صرف اللہ ہی ہے اور سب کے نیک و بد اعمال کو جاننے والا بھی وہی ہے۔ اس لیے وہی لوگوں کے اعمال کی جزا و سزا کا مالک ہے وہ جس طرح چاہے اور جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس کے سوا کسی میں قدرت نہیں کہ اعمال کا حساب لے اور ہر ایک کے حسب حال اور حسب نیت نیک و بد اعمال کی جزا و سزا دے۔

یہود و نصاریٰ کے اس غلط تصور آخرت کا قرآن مجید میں تفصیلاً بھی رد کیا گیا ہے چنانچہ اہل کتاب کے اس باطل عقیدے کے رد میں کہ ہم اللہ کے پیارے ہیں اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ **كَيْسَ بَأْسَانِيَّتِكُمْ وَلَا آمَنَّا بِاللَّهِ لَكُنْتُمْ عَنْ جَعَلَكُمْ سُوًى فَتَجِزِيهِمْ وَلَا يَكْبِدُ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَيْسَ لَهُ تَفْصِيلٌ أَنْ يَنْشَأَ لَكُمْ سَاعَةً** یعنی نجات نہ تو تمہاری خواہشات پر موقوف ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوں پر بلکہ مالک الملک کا قانون یہ ہے کہ جو کوئی بھی برائی کرے گا اسے ضرور اس کا بدلہ ملے گا اور پھر وہاں اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مددگار نہیں پائے گا۔ اور ایک جگہ فرمایا **بَلَى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَإِنَّهُ فَتًى وَمِنْهُ لَمَقَاتِلٌ وَمِنْهُمْ تَرْهَاتِلٌ وَمِنْهُمْ مَقَاتِلٌ وَأُخِرَاتٌ مِمَّنْ يَتَرَفَاتِلُ** جس نے برائی کرائی اور اسے اس کے گناہوں نے گھیر لیا یہ لوگ جہنمی ہیں اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے یہ لوگ جہنمی ہیں اور جنت میں ہمیشہ رہیں گے اس آیت میں لفظ حسب سبب سے اس طرف اشارہ ہے کہ نجات اور عذاب اور ثواب و عقاب کا تعلق عمل سے ہے۔ یہ نہیں ہوگا کہ اعمال تو برے ہوں اور شرک ہے ملوث ہوں۔ لیکن کسی پیغمبر، ولی یا بزرگ کی مدد اور سفارش سے نجات مل جائے بلکہ وہاں تو اس اصول پر عمل ہوگا۔ جیسا کہ روئے دیکھا پاؤ گے **يَوْمَ هَالِكِ يُؤْهِلُ الدِّينَ** میں لفظ **مَالِكٍ** سے اس طرف اشارہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا فعل اور اعمال کی جزا و سزا عدل و انصاف کے عین مطابق ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی مجبور نہیں بلکہ وہ مالک ہے اور اپنے ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرے اس کے سامنے کسی کو چوں چہ کرنے کی جرأت نہیں۔

دنیا و آخرت کا مالک و مختار دنیا اور آخرت میں مالک و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ **لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ** (انبیاء ۲۳)۔ جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی

باز پرس نہیں کر سکتا اور اوروں سے باز پرس کی جا سکتی ہے۔ دنیا میں اگرچہ اللہ کے سوا کوئی مالک مختار ہونے کے مدعی بن گئے اور شرک نے بھی اپنے معبودوں کو مالک و مختار سمجھے رکھا۔ مگر آخرت میں شرکین کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ غلطی پر تھے۔ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی مالک مختار نہیں تھا۔ فرعون اور نمرود جیسے سرکش حکمرانوں کو بھی قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا کہ ان کے سب کو غلط تھے اور آج وہ بالکل بے بس اور بے یار و مددگار ہیں۔ ان کے اختیار میں کچھ نہیں اور تمام معاملات صرف اللہ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَلَا الْأَعْرَافُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ (الانفطار ۱) اس دن کوئی جان کسی جان کی کوئی اختیار نہیں رکھے گی اور حکم صرف اللہ ہی کا ہوگا۔ اسی طرح قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ دنیا اور آخرت میں مالک مختار صرف اللہ ہی ہے۔

عِبَادَتِ اللَّهِ اور **اِيَّاكَ تَسْتَعِينُ** سورہ فاتحہ میں یہ آیت مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ اِيَّاكَ تَعْبُدُ میں اِيَّاكَ مفعول کو نَعْبُدُ فعل پر مقدم کیا گیا ہے تاکہ صراحتاً نداء دے اور مطلب یہ ہو کہ عبادت صرف اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ اور اس کے سوا کسی پیغمبر، فرشتہ یا ولی کی عبادت اور پکار نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ وہ سارے خود اللہ کے حکم سے اسی ہی عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح اِيَّاكَ تَسْتَعِينُ میں نداء حاضر کے لیے مفعول پر کو فعل پر مقدم کیا گیا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ مدد صرف اللہ ہی سے مانگنی چاہیے۔ اور اس کے سوا کسی پیغمبر، فرشتہ یا ولی سے مانگنا اسباب امور میں مدد نہیں مانگنی چاہیے۔ امام ابن کثیر بعض بزرگوں نقل فرماتے ہیں کہ ساری قرآن کا مرکزی حصہ سورہ فاتحہ ہے اور سورہ فاتحہ کا مرکزی حصہ اِيَّاكَ تَعْبُدُ وَاِيَّاكَ تَسْتَعِينُ ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ الفاتحة تترت القراءان دسرها هذه الكلمة (اِيَّاكَ تَعْبُدُ وَاِيَّاكَ تَسْتَعِينُ) (ابن کثیر ص ۱۷۲)

عبادت کا مفہوم عبادت کے مفہوم میں دو چیزیں داخل ہیں ایک عبادت نازل فی انتہائی عاجزی اور ذلت دوم غایت تعظیم لیکن اس اعتقاد اور شعور کے ساتھ کہ معبود کو غالباً ناقص اور قدرت حاصل ہے جس سے وہ نفع نقصان پر قادر ہے۔ کیونکہ معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جس میں دو صفیں موجود ہوں (۱) یہ کہ وہ عالم الغیب ہو کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر کشف ہو اور زمین و آسمان کی ساری مخلوق کے ظاہر و باطن سر و علانیہ کو وہ اچھی طرح جانتا ہو (۲) یہ کہ وہ مالک و مختار و متصرف فی الامور اور اقتدار اعلیٰ کا مالک ہو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں اپنے لئے استحقاق عبادت و پکار کا ذکر فرمایا ہے وہاں اپنی اپنی دونوں صفتوں کو اس کی علت قرار دیا ہے اور جہاں کہیں غیر اللہ سے عبادت و پکار کی نفی کی ہے وہاں غیرتے دونوں صفتوں کی نفی فرمائی ہے کہیں دونوں صفتوں کی نفی ہے اور کہیں صرف ایک کی۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ رَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْخُصُوفُ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (قصص ۷۷)

دوسری جگہ فرمایا کہ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى وَمَنْ تَجَهِرْ بِالْقَوْلِ فَاسْمَعْ السَّمْعَ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (آلہ ۱۷)

اسی کی ملک میں ہیں جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان میں ہیں۔ اور جو چیزیں تحت الثری میں ہیں اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ توجہ سے کہی ہوئی بات کو اور اس سے زیادہ چھپی ہوئی بات کو بھی جانتا ہے۔ اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے اچھے اچھے نام ہیں اور ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْأَلْهَامُ يُرْجَعُ إِلَيْهِ فَمَا لَكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ وَمَا تُبْذِرُونَ مِنْ ثَمَرٍ إِلَّا لَهُ فَهِيَ تَحْشَرُ فَاغْنِ عَنْكُمْ عَنْتُمْ لَكُمْ (هود ۱۰)

اور آسمانوں اور زمین میں جتنی بھی غیب کی باتیں ہیں۔ ان سب کا علم صرف اللہ ہی کو ہے اور سب امور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں پس تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ کرو اور تنہا رب ان باتوں سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔ ان کے علاوہ آیت الکبریٰ اور دوسری کئی آیتوں میں بھی یہ مضمون وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

ان تمام آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی ان دونوں صفتوں کا ذکر فرمایا کہ وہ متصرف و مختار ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اسی کے قبضہ میں ہے۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق کے تمام معاملات اور سارے کارخانہ عالم کی تدبیر اور پورا نظام عالم اسی کے زیر اقتدار ہے۔ اور زمین و آسمان کے تمام غیوب کو جاننے والا بھی وہی ہے اور زمینوں جہوں میں دونوں صفتیں بیان کرنے کے بعد یہ اعلان فرمایا کہ جب عالم الغیب اور متصرف و مختار اللہ ہے تو معبود بننے اور پکار سے جانے کے لائق بھی صرف اللہ ہی ہے، تمام صفات کار سازی بھی اسی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ لہذا تم اسی کی عبادت کرو۔ اسی کو پکارو۔ اسی کے آگے جھکو اور اسی سے مانگو جو کچھ بھی مانگو۔ ایک مقام پر تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو خطاب کر کے صاف صاف ان کے رویہ پر انکار فرمایا کہ تم ایسے بے بس اور بے چارے معبودوں کو پکارتے ہو جو تمہارے نفع اور نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ تمہارے حالات کو جانتے اور نہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں۔ اور اس خداوند قادر و علام کو چھوٹے ہو جو سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ اور تمہارے نفع اور نقصان کا بھی پورا اختیار رکھتا ہے۔ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (مائیدہ ۱۰) کہہ دیجئے کیا تم خدا کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ نفع پہنچانے کا مالک اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ جاننے سنے والا ہے۔

اس بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ہر قول اور فعل، دعا اور پکار، ثنا اور تعظیم، رکوع اور سجود، قیام اور قعود وغیرہ جو اس اعتقاد اور شعور کے ساتھ ہو کہ معبود کو مافوق الاسباب ہمارے تمام معاملات پر غیبی قبضہ اور تسلط حاصل ہے۔ اور وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے وہ عبادت ہے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم نے عبادت کی تعریف کو ایک جامع تعبیر سے حسب ذیل عبارت میں بیان فرمایا ہے

العبادة عبارة عن الاعتقاد والشعور بأن للمعبود سلطة غيبية تهتد بها على النفع والضرر فكل ثناء ودماء وتعظيم يصاحبه هذا الاعتقاد والشعور بضمي عبادة (مدارج السالكين ص ۷۵) یعنی عبادت اس اعتقاد اور شعور کا نام ہے کہ معبود کو ایک غیبی تسلط حاصل ہے جس کی وجہ سے وہ نفع و نقصان پر قادر ہے۔ اس لیے ہر تعظیم ہر پکار اور ہر تعظیم جو اس مذکورہ اعتقاد و شعور کے ساتھ ہو وہ عبادت ہے

ایک شبہ کا جواب تقریر بالا سے اس شبہ کا جواب بھی ہو گیا کہ تعظیم و تکریم اور عزت و احترام تو اللہ کے سوا اوروں کا بھی کیا جاتا ہے۔ خدا کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم تو ساری امت پر فرض ہے استاد اور پیر و مرشد کا ادب و احترام بھی لازم ہے۔ اور والدین کی تعظیم و تکریم بھی ضروری اور لایا بدی امر ہے۔ لہذا اگر تعظیم و تکریم اور عجز کا نام عبادت

ہے تو پھر یہ بھی عبادت ہوگی۔ حالانکہ عبادت صرف اللہ کا حق ہے غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تعظیم صرف وہی عبادت ہے جس میں معبود کو مافوق الاسباب غیبی طور پر متصرف اور مختار اور عالم الغیب سمجھا جائے اور اگر معظم و محترم ہستی کو صفات بالا سے متصف نہ مانا جائے تو یہ تعظیم عبادت میں داخل نہیں۔ اس لیے ایسی تعظیم غیر اللہ کی بھی جائز ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ تعظیم میں ایک وہ جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے دوم وہ جو غیر خدا کے لئے بھی جائز ہے۔

تعظیم کی پہلی قسم

پہلے آیات قرآنیہ سے بوضاحت مذکور ہو چکا ہے کہ معبودیت کے لئے دو شرطیں ہیں ایک متصرف و مختار اور قدرت کاملہ کا مالک ہونا دوم زمین و آسمان کی تمام ظاہر اور غیبی چیزوں کا عالم ہونا۔ علامہ ابن قیم کی جو عبارت پہلے نقل کی جا چکی ہے۔ اس کا حاصل بھی یہی ہے کہ معبود وہی ہو سکتا ہے جسے علم اوقاف کے اعتبار سے تمام خلوق پر غیبی تسلط حاصل ہو جس کی وجہ سے وہ نفع اور نقصان پہنچانے پر قادر ہو۔ لہذا تعظیم کا ہر وہ طریقہ خواہ وہ حمد و ثنا ہو یا دعا و پکار، رکوع و سجود ہو یا کچھ اور جو اس اعتقاد اور شعور کے ساتھ بجالایا جائے کہ معظم و محترم ہستی مافوق الاسباب اختیار و تصرف کی مالک اور عالم الغیب ہے تو ایسی تعظیم عبادت ہوگی اور ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہوگی لہذا جب یہ عقیدہ ہو کہ فلاں کو مجھ پر ظاہری اسباب کے سوا مافوق الاسباب غیبی تسلط حاصل ہے۔ اور وہ غائبانہ مجھے نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے اس اعتقاد کے تحت کوئی بھی تعظیم ہاتھ پاؤں سے سر زد ہو یا زبان سے ثنا یا پکار ہو تو وہ اس کی عبادت ہوگی اگر یہ اعتقاد اللہ تعالیٰ کے متعلق ہو تو اس کے تحت کئے گئے تمام افعال تعظیم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہوں گے اور اگر معاذ اللہ مذکورہ بالا اعتقاد غیر خدا کے لیے ہو مثلاً فرشتہ، جن، پیغمبر، ولی زندہ یا فوت شدہ تو اس اعتقاد کے تحت سجدہ، رکوع، پکار، نذر و نیا، جھکنا، دو زانو بیٹھنا، قبر پر چادر یا پھول چڑھانا وغیرہ تعظیمی افعال ان کی عبادت ہوگی اور شرک ہوگا۔ لہذا تعالیٰ نے جہاں کہیں خالص عبادت کا حکم دیا ہے اور شرک سے منع فرمایا ہے وہاں یہی مراد ہے کہ مذکورہ بالا اعتقاد و شعور کے ساتھ تمام تعظیمی افعال و اقوال (سجدہ، رکوع، دعا، پکار، نذر، نیا وغیرہ) صرف اللہ تعالیٰ کے لیے بجالائے جائیں سورہ زمر و کوع میں ارشاد ہے۔ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ سَوَاءٌ خَالَصَ اعْتِقَادُكَ مِنَ اللَّهِ فِي عِبَادَتِكَ كَرْتَهُ رَحِمَهُ۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ غیبی تسلط اور مافوق الاسباب اقتدار اعلیٰ کے اعتقاد کے ساتھ ہر قسم کی تعظیم صرف اللہ ہی کی بجالاؤ نہ کہ کسی پیغمبر یا ولی یا فرشتہ کی اور سورہ زمر کے دوسرے رکوع میں فرمایا۔ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ اور ایک آیت کے بعد فرمایا قُلْ اللَّهُ أَعْبُدْ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي فَاعْبُدْهُ سَوَاءٌ أَمَّا اشْتَمَلَتْكُمْ مِنْ دُونِهِ۔ مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیں مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ میں غائبانہ تسلط اور مافوق الاسباب تصرف و قدرت کے تحت تمام تعظیمی افعال و اعمال صرف اللہ ہی کے لیے بجالاؤں اور اے مشرکین تم مذکورہ اعتقاد کے ساتھ تعظیمی افعال اللہ کے سوا جس کیلئے چاہو بجالاؤ۔ ابراہیم و اسماعیل اور ہابیل (ہبل) علیہم السلام کے لئے یالات اور دوسرے بزرگوں کے لیے لیکن میں تو ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ جو لوگ مذکورہ بالا تعظیم صرف اللہ کے لیے بجالائیں گے اور غیر اللہ کی ایسی تعظیم سے اجتناب کریں گے جنت اور نعم آخرت کی خوشخبری بھی ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَى (نہضہ ج ۲)۔ یعنی جو لوگ طاغوت کی عبادت اور غیبی تسلط کے اعتقاد کے تحت اس کے لئے تعظیمی افعال و اعمال بجالانے سے اجتناب کریں اور یہ سب کچھ صرف اللہ ہی کے لیے بجالائیں تو خوشخبری ایسے ہی لوگوں کے لئے حاصل ہے کہ غیبی تسلط اور مافوق الاسباب تصرف و قدرت کے اعتقاد کے تحت جو افعال تعظیمی بجالائے جائیں وہ عبادت میں داخل ہیں اور ایسی تعظیم اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا کسی پیغمبر، ولی، پیرو مرشد، استاد اور ماں باپ اور حاکم وقت وغیرہ کے لئے جائز نہیں۔

تعظیم کی دوسری قسم

تعظیم کی دوسری قسم یہ ہے کہ غیبی تسلط اور مافوق الاسباب قدرت و تصرف کا اعتقاد رکھ کر بغیر پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اسناد، پیرو مرشد اور دوسروں کی تعظیم و تکریم بجالانا، ان کی اطاعت کرنا، ان کے سامنے دو زانو بیٹھنا، ان کے ہاتھوں کو بوسہ دینا، ان کی خدمت میں تحفے تحائف اور ہدائے پیش کرنا وغیرہ وغیرہ یہ تعظیم چونکہ عبادت میں داخل نہیں اس لئے یہ اللہ کے سوا قابل احترام ہستیوں کے لئے جائز ہے کیونکہ اس میں وہ اعتقاد نہیں پایا گیا جو عبادت کی روح ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اور غیر عبادت میں فارق اور ماہ الامتیاز نیت اور اعتقاد ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ تعظیم کی بعض صورتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں وہ کسی بھی نیت سے غیر اللہ کے لئے جائز نہیں ہیں مثلاً سجدہ کرنا، خدا کے گھر کا طواف کرنا، حلف اٹھانا (قسم کھانا)، اور نذر و منت دینا وغیرہ یا امور ایسے ہیں کہ ہر حال میں اللہ ہی کے لئے کرنے جائز ہیں۔ غیر خدا کے لئے بالکل ناجائز ہیں۔ اگر یہ امور غیر خدا کے لئے مذکورہ بالا اعتقاد (غیبی تسلط اور مافوق الاسباب قدرت) کے ساتھ کئے جائیں تو صریح شرک ہیں اور اگر اس اعتقاد کے بغیر کئے جائیں تو شرک نہیں ہوں گے لیکن اس صورت میں حرام ہوں گے۔ حاصل کلام یہ کہ تعظیم کے وہ افعال و اقوال جو خدا کے ساتھ مخصوص نہ ہوں اور ان کو مذکورہ بالا اعتقاد کے بغیر خدا کے لیے بجالایا جائے تو وہ عبادت میں شمار نہیں ہونگے اس لئے ایسی تعظیم غیر خدا کے لئے جائز ہے۔

استعانت

وَإِذَا كُنْتَ تُعِيزُ۔ یہاں بھی مفعول کو فعل پر اس لئے مقدم کیا تاکہ صراحتاً ظاہر ہو کہ صرف اللہ ہی کی ہونی چاہیے اسی طرح استعانت (مدد طلب کرنا) بھی صرف اسی سے ہونی چاہیے۔ کسی اور سے استعانت یعنی حاجات و مشکلات میں پکارنا اور مدد مانگنا، چونکہ عبادت کی سب سے بڑی اور اہم شاخ ہے اس لئے عبادت کے بعد خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا۔ ہر آدمی جو کسی معبود کی عبادت کرتا ہے۔ دنیوی زندگی کے اعتبار سے اس کی عبادت کا مقصد اور لب لباب یہی ہوتا ہے کہ اس کی تمام حاجتیں پوری ہو جائیں اور اس کی تمام مشکلیں آسان ہو جائیں اسی لئے جناب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ دعا، پکار، عبادت کا مغز اور لب لباب ہے۔ اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَعْبَادُکَ۔ اور ایک روایت میں ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اَعْبَادُکَ (تفسیر ابن جریر ج ۲ ص ۲۴۱) ابو داؤد ج ۱ ص ۱۸۱ ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱ یعنی پکارنا ہی اصل عبادت ہے قرآن مجید میں بھی لفظ عبادت بمعنی دعا اور پکار وار دہوا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَقَالَ رَبُّکُمْ اَدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ۚ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَحْمِلُوْنَ جَهَنَّمَ ۚ اِخْرَجَ (مومن ص ۶) اور نہ ہمارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا جو لوگ (صرف) میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عقرب (موتے) ہیں ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے اس آیت میں پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی پکار کا حکم فرمایا ہے پھر پکار کو لفظ عبادت سے تعبیر فرمایا جیسا کہ خود نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ عبادتی سے مراد دعائی ہے یعنی اس آیت میں عبادت سے دعا اور پکار مراد ہے۔ تفسیر ابن جریر ج ۲ ص ۲۴۱ وابن کثیر ج ۲ ص ۵۵۵ سورہ زمر اور حوامیم کا مرکزی مقصد ہے۔ فَادْعُوْکُمْ مُّخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ (مومن ص ۶) اور سورہ فاطمہ میں اسی دعویٰ کو اَلَا تُعْبُدُوْنَکُمْ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تُعْبُدُوْنَ سے بیان کیا گیا ہے اس طرح سارے قرآن کا مرکزی مضمون حوامیم میں اور حوامیم کا خلاصہ سورہ فاطمہ میں اور فاطمہ کا لب لباب اَلَا تُعْبُدُوْنَکُمْ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تُعْبُدُوْنَ میں ہے۔

ایک شب

ہم ہر وقت یہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ ہر انسان دو سجدات سے مدد مانگتا ہے اور اسے اپنی مدد کے لیے پکارنا اور اس سے مدد کی درخواست کرتا ہے۔ یہ باہمی مدد و امداد کا سلسلہ اس قدر وسیع اور ضروری ہے کہ اس کے بغیر دنیا کا کاروبار ایک منٹ بھی نہیں چل سکتا اور اس باہمی امداد کا ثبوت خود قرآن مجید میں بھی موجود ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب یہودیوں کی شرارت بھانپ لی اور سمجھ لیا کہ وہ کفر پر اڑ گئے ہیں تو اعلان کیا:-

مَنْ آفَسَارَى إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ (آلی عمران ۵۲) اللہ کی طرف میرے مددگار کون ہیں تو حواریوں نے جواب دیا کہ ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار۔ اسی طرح حضرت ذوالقرنین نے بھی ایک قوم سے مدد کی درخواست کی تھی۔ سورہ کہف رکوع الیس ہے فَاعْبُدُونِي يٰقَوْمُ۔ یعنی تم لوگ قوت بازو سے میری مدد کرو۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو امداد باہمی کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ (مائدہ ۲) اور خدا خوفی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا سے مدد مانگنا جائز ہے آج کل کے اہل بدعت اس قسم کی چیزیں پیش کر کے عوام کو ورغلائے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو جی خدا نے ایک دوسرے سے مدد مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے متبعین سے مدد مانگی تھی۔ لہذا اولیاء اللہ سے بھی مدد مانگنا جائز ہے۔

اس کا جواب

اہل بدعت کے قول سے معلوم ہوا العباد ذالہ عوام الناس اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے حاجت روا اور مشکل کشا ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے مدد مانگی اور ذوالقرنین نے اپنی قوم سے۔ یہ اہل بدعت بھی عجب کشمکش اور غیصے میں مبتلا ہیں ایک طرف تو دعویٰ کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام حاجت روا اور مشکل کشا ہیں اور دوسری طرف عوام الناس کو انبیاء اور اولیاء کا حاجت روا سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ ربی یہ تو لازمی جواب تھا۔ اس کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ اِنَّا كُنْتُمْ عَيْنًا فِي مَعْنَى اسْتَعَاذَةِ اللَّهِ (سورہ بقرہ ۱۲۹) اس کا تفصیل حسب ذیل ہے:-

استعانت کی دو قسمیں

استعانت دو مانگنے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک استعانت ماتحت الاسباب یعنی ظاہری اسباب کے تحت کسی سے مدد مانگی جائے۔ یہ وہ امداد ہے جو تمام انسانوں انہوں نے محسوس کیا کہ یہودان کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو حواریوں سے فرمایا کہ کیا تم میں کوئی ہے جو اللہ کے دین کے لیے میری امداد کرے۔ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار۔ یہ سارا معاملہ ماتحت الاسباب تھا حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تھے۔ غائب نہیں تھے۔ انہوں نے بالمشافہ حواریوں سے اسباب عادیہ کے تحت امداد طلب کی اسی طرح ذوالقرنین نے بھی یاجوج ماجوج کو روکنے کے لئے دیوار بناتے وقت لوگوں سے جو کہا تھا۔ آعِیْثُوْنِیْ بِقُوَّتِیْ۔ کہ تم لوگ قوت بازو سے میری مدد کرو یہ مدد بھی ظاہری اسباب کے تحت تھی۔ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو غائبانہ پکارا اور نہ ان سے مافوق الاسباب مدد مانگی اور نہ ہی ذوالقرنین نے اپنی قوم سے ایسا کیا۔ جس طرح ظاہری اسباب کے تحت مدد امداد جائز ہے اسی طرح اسباب عادیہ کے تحت پکار بھی جائز ہے یعنی جو آدمی سامنے موجود ہو اسے پکار کر زبانی لے فلاں کہہ کر کوئی ایسا کام کرنے کا کہا جائے جو اسباب عادیہ کے تحت اس کی قدرت میں ہو مثلاً اسے کہا جائے کہ مجھے پانی پلا دو یا بازار سے سودا سلف لا دو وغیرہ۔ قرآن مجید میں ہے۔ جنگ اعدائیں وقتی افراتفری کی بنا پر جب کچھ صحابہ کرام حضور علیہ السلام سے علیحدہ ہو گئے تو آپ نے ان کو واپس بلا دیا۔ وَالرَّسُولُ یَدْعُوکُمْ فِیْ اٰخِرِکُمْ زَاٰلِہٖٓ اَوَّلِہٖٓ (آل عمران ۱۶۷) اور رسول پیچھے سے تم کو بلا رہے تھے حضور علیہ السلام کا یہ بلانا اور پکارنا اسباب ظاہری کے تحت تھا۔ اور اذان کو دی جا رہی تھی جو میدان اعدائیں آپ کی آواز سن رہے تھے۔ یہ پکار ماتحت الاسباب ہے اور اس کے بغیر دنیا کا کاروبار ہی نہیں چل سکتا۔ ایک جگہ فرمایا لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۤءَ الرَّسُوْلِ بَیِّنَکُمْ وَبَیِّنَکُمْ دُعَاۤءُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا (سورہ دھو ۹۶) یعنی جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو نام سے اور بلند آواز سے پکارتے ہو اس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پکارا کرو۔ معلوم ہوا کہ جو استعانت امداد باہمی اور پکار عادیہ اسباب کے تحت ہو وہ نہ صرف جائز ہے بلکہ اس کے سوا دنیا کا کاروبار ہی نہیں چل سکتا اور اِنَّا كُنْتُمْ عَيْنًا فِي مَعْنَى اسْتَعَاذَةِ اللَّهِ کا حصر مقصود نہیں اور نہ ہی اس کی قرآن میں مانعت ہے۔

استعانت کی دوسری قسم ہے مافوق الاسباب یعنی اسباب عادیہ کے بغیر کسی کو دور و نزدیک سے غائبانہ پکارا جائے اور اس سے استمداد کی جائے یہ پکار اور استعانت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور اللہ کے سوا کسی پیغمبر و فرشتہ یا ولی سے ہرگز جائز نہیں۔ تمام انسانوں بلکہ جانداروں کی مافوق الاسباب مدد اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ اس کی امداد میں قرب و بعد کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور یہ استمداد غیر خدا سے شرک ہے۔ اور یہی وہ استمداد و استعانت ہے جس کا اِنَّا كُنْتُمْ عَيْنًا فِي مَعْنَى اسْتَعَاذَةِ اللَّهِ میں حصر ہے۔ اس موقع پر تفسیروں میں ایک سوال و جواب مذکور ہے کہ انسان ایک دوسرے سے کئی امور میں مدد لیتا ہے۔ پانی مانگتا ہے۔ روٹی مانگتا ہے۔ اور اس سے کئی ضرورت کی چیزیں طلب کرتا ہے۔ تو پھر اِنَّا كُنْتُمْ عَيْنًا فِي مَعْنَى اسْتَعَاذَةِ اللَّهِ کا حصر کس طرح صحیح ہو اس کا جواب یہ دیگیا ہے کہ انسان ظاہری اسباب کے تحت ایک دوسرے سے جو امداد لیتا ہے۔ وہ ظاہری امداد بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتی ہے۔ کیونکہ مدد کرنے والے انسان کے جسم و جان کو خدا ہی نے پیدا فرمایا ہے اسے ہاتھ پاؤں اسی نے دیئے اور ان میں حرکت بھی اسی نے پیدا فرمائی لیکن استعانت اور استمداد کی مذکورہ بالا دو قسمیں ماتحت الاسباب و مافوق الاسباب بیان کرنے کے بعد اس قسم کے سوال و جواب کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی

ایک مغالطہ

بعض اہل بدعت اس موقع پر ایک مغالطہ پیش کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو درست ہے کہ غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔ خواہ کسی پیغمبر کی عبادت ہو یا فرشتہ اور ولی کی۔ لیکن انبیاء اور اولیاء کو حاجات و مشکلات میں امداد کے لیے غائبانہ پکارنا شرک نہیں بلکہ جائز ہے اور قرآن مجید کی جن آیتوں میں غیر خدا کی دعا سے منع کیا گیا ہے وہاں دعا سے مراد عبادت ہے نہ کہ پکار اور ثبوت یہ پیش کرتے ہیں کہ مفسرین نے یَدْعُوْنَ کی تفسیر یَحْبُدُوْنَ سے یَدْعُوْا کی تفسیر یَحْبُدُوْنَ اور اَدْعُوْا کی تفسیر یَحْبُدُوْنَ سے کی ہے۔

جواب

غیر خدا کو غائبانہ مافوق الاسباب پکارنا شرک ہے اور اہل بدعت کا استدلال سراسر غلط ہے کیونکہ پہلے بالتفصیل بیان ہو چکا ہے کہ دعا اور پکار کی دو قسمیں ہیں ایک مافوق الاسباب اور دوم ماتحت الاسباب۔ پکار کی پہلی قسم عبادت ہے اور اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور دوسری قسم چونکہ عبادت نہیں اس لیے وہ غیر اللہ کے لیے بھی جائز ہے۔ اور یہی وہ پکار ہے جس سے مغالطہ دیا جاتا ہے۔

۵۵ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ پہلی آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ سب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ نے ہر پھر ہر چیز اور ہر جاندار کو رفتہ رفتہ حد کمال تک پہنچانے والا بھی وہی ہے۔ سالک عالم کا نظام بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی متصرف و مختار ہے اور پھر محاسبہ اعمال کے دن یعنی قیامت کے دن کا مالک بھی وہی ہے جب انسان ان چاروں حقیقتوں کا اعتراف کر لے اور ان پر بخیرہ ایمان لے آئے تو وہ بلا ساختہ پکارا جائے گا اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ كَسْتَعِيْنُ یہ دراصل بندوں کا اپنے خدا سے عہد ہے کہ اے اللہ ہم صرف تیری ہی بندگی کریں گے صرف تجھے ہی حاجات و مشکلات میں مدد کے لیے پکاریں گے۔ اس کے بعد اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں اسی عہد پر استقامت کی دعا مانگی جا رہی ہے مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تیری سیدھی راہ جو تونے ہمیں دکھا دی ہے یعنی توحید اور صرف تیری عبادت و پکار اور صرف تجھی سے استعانت و استمداد کی راہ اب ہمیں قائم رکھ اور نادم آخرین ہمیں اس پر چلا۔ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اس سے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ والا سنہ مراد ہے۔ اس صورت میں الصِّرَاطُ کالْف لام عہد خارجی کے لئے ہو گا قرآن مجید کی دوسری کئی آیتوں میں صراط مستقیم سے توحید اور اللہ کی خالص عبادت و پکار کی طرف اشارہ ہے۔ ایک جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمَ کا یہ مفہوم بیان فرمایا۔ وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ وَ اَعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطُ الْمُسْتَقِيْمِ (مریم ۲) اور بے شک اللہ ہی میرا پروردگار ہے اور وہی تمہارا پروردگار اس لیے صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسے ہی پکارو وہی ہے صراط مستقیم (سبحی راہ) اور ایک جگہ تمام بنی آدم کو خطاب کر کے فرمایا اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ بِيْنِيْ اَدْرَاۤءَ اَنْ لَا تُعْبُدُوْا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ مُّندٌ وَّ مُّۢمِيْنٌ وَاَنْ اَعْبُدُوْا هٰذَا صِرَاطُ الْمُسْتَقِيْمِ (یس ۶۷) اے اولاد آدم! کیا میں نے تمہیں اس بات کی تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی بندگی مت کرنا اور صرف میری ہی بندگی کرنا یہی ہے صراط مستقیم۔

الصَّراطُ الْمُسْتَقِيمُ کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس سے مطلق راہِ حق مراد ہے جو اسلام کے تمام احکام کو شامل ہے۔ مثلاً عبادات، معاملات، اخلاق، معاشیات، سیاسیات احکام، برزخا مول آخرت وغیرہ۔ والہ لدبہ طریق الحق وهو ملة الاسلام لا مرد مد اد کے (جلد ۱ ص ۱۷) سورہ الفام رکوع ۱۴ میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ دہاں پہلے اللہ تعالیٰ نے مشرک سے منع فرمایا پھر والدین سے احسان اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ پھر قتل اولاد، قتل نفس، فرس اور دیگر تمام نواحش سے منع کیا۔ پھر تہیوں کی حق تلفی سے روکا پھر ناپ تول پر برا کرنے اور ہر حال میں عدل و انصاف کو قائم رکھنے کا حکم دیا اور آخر میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا۔ وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ۔ اوسے شک یہ ہے میرا رسمہ جو بالکل سیدھا ہے۔ سو اس راہ پر چلو۔ یہاں دین کے تمام احکام کو صراطِ مستقیم فرمایا۔


الصراط المستقیم مرکب تو صیفی ہے اور المستقیم اس چیز کو کہتے ہیں جو بالکل سیدھی ہو اور اس میں کسی قسم کی کمی اور بچ و خم نہ ہو اور الصراط المستقیم (سیدھی راہ) توحید یا پوری ملت اسلام کو اس لئے فرمایا کہ توحید کی راہ بالکل سیدھی ہے جس پر چلنے سے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر راہ توحید سے سرموہٹ گیا تو سیدھا آہنم میں پہنچے گا۔ اسی طرح ملت اسلام بھی سیدھی اور مبینی راہ ہے۔ اس میں نہ افراط ہے نہ تفریط جیسا کہ یہود نے حضرت عزیر کے بارے میں افراط اور حضرت یسوع علیہما السلام کے بارے میں تفریط سے کام لیا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں افراط سے کام لیا اور حضرت خاتم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تفریط کی اسی طرح باقی احکام شرعیہ میں بھی پہلی امتوں میں افراط و تفریط تھی لیکن شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر قسم کی اعتقادی اور عملی افراط و تفریط سے بالکل پاک ہے۔

لفظ ہدایتہ ہمیشہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ مفعول اول کی طرف ہمیشہ بلا واسطہ حرف جہاں مفعول ثانی کی طرف کبھی بلا واسطہ حرف جہاں مثلاً یُہْدِی عَنِ بَشَّاءٍ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (یونس ۴) اور وَهْدَ يَنْلَهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (انعام ۱۰)۔ اور کبھی بلا واسطہ حرف جہاں مثلاً وَهْدَ يَنْلَهُمَا الصَّبَا طِ الْمُسْتَقِيمِ (صافات ۴) اور وَهْدَ يَكْفِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا (فتح ۱)۔ لیکن استعمال کی ان دونوں صورتوں کے معنوں میں فرق ہے یہی صورت میں ہدایتہ کے معنی الامارۃ الطريق راہ نمودن یعنی راہ دکھانے کے ہوں گے۔ اور دوسری صورت میں اس کے معنی ایصال الی المطلوب بمنزل رسانیدن یعنی منزل مقصود تک پہنچانے کے ہوں گے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ میں نَا ضمیر منسوب مثکم مفعول اول ہے اور الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ مفعول ثانی ہے جو بلا واسطہ حرف جہاں استعمال ہوا ہے۔ اس سے ہدایت کے معنی یہاں ایصال الی الطَّوْر (منزل مقصود تک پہنچانے) کے ہیں۔ یہاں چونکہ منزل مقصود صراطِ مستقیم ہے اس لیے معنی یہ ہوں گے کہ ہم کو صراطِ مستقیم (سیدھی راہ) پر چلا اور اس پر قائم رکھ جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ کیا ہے ”چلا ہم کو راہ سیدھی“ اور یہاں بھی معنی ہوزوں اور مناسب ہیں کیونکہ جب ایک شخص احمد اللہ سے ایاتِ نسیعین تک بیان کر دے تمام باتوں پر اسان لے آتا ہے اور ان پر عامل ہو جاتا ہے تو صراطِ مستقیم تو اس سے دیکھ لیا اور سیدھی راہ اسے مل چکی۔ اس لیے اب اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ میں وہ سیدھی راہ دیکھنے کی دعا نہیں کر رہا بلکہ وہ یہ التجا کر رہا ہے کہ اے اللہ جو سیدھی راہ تو نے مجھے دکھا دی ہے۔ اب اس پر مجھے قائم رکھ و معناہ ادمہد ایتنا (قرطبی ص ۱۱۸)

ہدایۃ کی دو قسمیں ہیں ایک فطری دوسری کسبی۔ فطری ہدایت تو انسان اور غیر انسان سب کے لئے عام ہے اور اللہ کی طرف سے ہر ذی روح کو پیدائش کے ساتھ ہی عطا کی جاتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے **وَاَعْطَيْنَا كُلَّ شَيْءٍ حَقَّهُ هُدًى** (فصلہ ۲۷)۔ اور اس بے ہر چیز کو صورت عطا کی اور پھر اس کی راہنمائی فرمائی اور ایک جگہ فرمایا۔ **وَاَلْغَيْنَا قَدْرًا** فہدی لا اظہارہ جس بے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا اور راہنمائی فرمائی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مرغی کا بچہ ماں سے نکلنے ہی دانہ چلنے لگتا ہے جانوروں کے بچے پیدا ہوتے ہی پستان مادر سے دودھ پینے لگتے ہیں

آخر انھیں کون بتا لے کہ یہ ہماری غذا ہے اور اسے حاصل کرنے کا مقام اور طریقہ یہ ہے یہ راہنمائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور ہر ذی روح کی فطرت میں ودیعت ہوئی ہے۔ ہدایت کی دوسری قسم کسی ہے جو اللہ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام اور کتب سماویہ کے ذریعے حاصل ہوتی ہے پھر اس کے چار درجے ہیں۔ (۱) انابت یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنا اور ضد و عناد کو چھوڑ کر راہ ہدایت کی تلاش و جستجو کرنا۔ ہدایت صرف ان لوگوں کو ملتی ہے جن میں انابت الی اللہ اور تلباس حق کا جذبہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَ يَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ آتَاب (رعد ج ۳) اور دوسری جگہ فرمایا۔ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (شوری ج ۱) یعنی اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق صرف ان لوگوں کو دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع اور انابت کرتے ہیں۔

۱۲ الفاتحہ



سورة فاتحہ مکی ہے اور اس میں سات آیات ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ۞ اے خدا ہم کو صراطِ مستقیم ۞ صراطِ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا ۞ جن پر نہ تیرا غضب ہوا ۞ اور نہ وہ گمراہ ہوئے و گمراہ

(۲) ہدایت یعنی سیدھی راہ پانا یہ انابت اور رجوع الی اللہ کے بعد حاصل ہوتی ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔

(۳) استقامت۔ ہدایت کے بعد استقامت کا درجہ ہے جب ایک آدمی کو ہدایت حاصل ہو جاتی ہے اور اسے صراطِ مستقیم مل جاتا ہے تو اب وہ اللہ کی ہدایت کے مطابق سیدھی راہ پر چلتا ہے اور اس پر قائم ہو جاتا ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا (احقاف ج ۴) اس میں دوسرے اور تیسرے درجہ کا بیان ہے قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ میں ہدایت آگئی اور اسٹقامت۔

(۴) ربط القلب۔ راہ ہدایت اور صراطِ مستقیم پر استقامت کے بعد ربط القلب کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ درجہ رسوخ ایمان اور یقین کی پختگی کا سب سے اونچا اور بلند مقام ہے۔ جب مومن کو ایمان و یقین کا یہ درجہ حاصل ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے راہ ہدایت سے نہیں ہٹا سکتی اور نہ اس کے ایمان و یقین کو متزلزل کر سکتی ہے یہ درجہ بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے اصحابِ کبیر کا یہ درجہ حاصل تھا چنانچہ ارشاد ہے اَتَّكُمُ فَتَيِّبَةً اٰمَنُوْا بِرَبِّهٖمْ وَزِدْهُمْ مِّنْهُنَّ وَكَانَ لَكَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اَقْفَالٌ اَوْ كَقُبُرٍ ضَالِّيْنَ (کہف ج ۲) یہ درجہ ان کی ہدایت میں ترقی کر دی اور ان کے دل مضبوط کر دیے اس آیت میں تین درجات کا ذکر ہے۔ اٰمَنُوْا بِرَبِّهٖمْ میں ہدایت ترقی ہوئی۔ اَقْفَالٌ میں استقامت اور وَكَانَ لَكَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اَقْفَالٌ میں ربط القلب کا ذکر ہے۔ ہدایت کا یہ درجہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی حاصل تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَئِكَ اَللّٰهُ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَوَّزَتْ اِلَيْكُمُ الْاَكْفَرُ وَالْفُسُوْقُ وَالْعُصْيَانُ (حجرات مکیہ ج ۱) لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر اور فسق اور نافرمانی سے تم کو نفرت دے دی اھْدِنَا میں ہدایت کے آخری درجہ حاصل کرنے کی درخواست کی کسی ہے جیسی استقامت اور ربط القلب۔ کیونکہ انابت اور ہدایت تو پہلے حاصل ہو چکی ہے۔ ہدایت کی طرح نصیحت کے بھی چار درجے ہیں۔ ان کا نمبر آگے آئے۔ ۹ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ سے بدل الکل ہے اور بدل کا فائدہ یہ ہے کہ صراطِ مستقیم کی تفسیر اور تعین ہو جائے یعنی صراطِ مستقیم وہ راستہ ہے جس پر وہ لوگ قائم رہے جو اللہ نے انعام کیے مسدق ہیں اور جو مفسرین کے نزدیک اس سے انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء، اور صالحین مراد ہیں جیسا کہ ایک دوسری آیت میں اس طرف اشارہ ہے۔ وَمَنْ يُطِيعِ اِلٰهَ الْاَوَّلَ الْاَوَّلِ فَالْوَسُوْلُ قَاوِلُكَ مَعَهُ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصّٰدِقِيْنَ يَقِيْنِ وَالشّٰهِدَةِ اَرْءَ (بقیہ برصحت)

موضع قرآن و جن پر تو نے فضل کیا ان سے چار درجے مراد ہیں نبیین، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اور جن پر غصہ ہوا ان سے یہود اور گمراہوں سے نصاریٰ مراد ہیں۔ یہ تو اللہ ماحب بندوں کی زبان کو فرمائی نہ صراطِ کرم فتح الرحمن و مترجم گوید یعنی علم انسانی نام جن و نام ملائکہ و علیٰ ہذا القیاس واللہ اعلم ۱۲ و مگر تم کو یہ یاد دلاتا ہوں کہ انعام کردہ شہداء ہر گز چار فرقہ اند۔ نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین و انہما کہ قسم گرفتہ شدہ ہوا یہود و اند و گمراہان نصاریٰ۔ آمین قبول کن دعا و ما ۱۲

المآل

ہیں بہرہ مند ہو سکیں۔ اب ان سورتوں میں کسی ربط بطریق ذیل ہوگا۔ اللہ ہدایا لا یغبد وایا لا نستعین (فاتحہ) ولا نعبد ولا نستعین البقرة كما فعل الیهود والمشرکون (بقرة) ولا نعبد ولا نستعین آل عمران كما فعل النصارى (آل عمران) ونودی حقوق النساء رغبة ونودی صدقاتہن خلة (نساء) فانزل علینا ما نكف الانعام وافضالك فی الدنيا والاخرة (مائدة) اے اللہ ہم تیری بندگی کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اور تیرے سوا کسی کی بندگی اور پرستش نہیں کرتے جس طرح یہود اور مشرکین عرب گائے کی اور نصاریٰ آل عمران کے بزرگوں کی عبادت اور پرستش کرتے تھے۔ ہم عورتوں کے حقوق پر رضا و رغبت ادا کریں گے پس اے اللہ دنیا و آخرت میں اپنے فضل و احسان اور انعام و اکرام سے ہر سزا فرما۔

یہ کسی ربط سورۃ مائدہ تک ہے۔ اس کے بعد کسی ربط سورۃ انعام کے شروع میں مذکور ہوگا۔

دوسرا ربط سورۃ فاتحہ میں اٰھدنا الصراط المستقیم سے ہدایت کی درخواست کی گئی ہے اب سورۃ بقرہ کی ابتدا میں اس کی منظوری آگئی کہ یہ لکھا کتاب مرشد ہدایت ہے اور سیدنی راہ دکھاتی ہے اور ہر سورت میں ہدایت کا جامع اور مکمل پروگرام بیان فرمایا ہے۔

تیسرا ربط سورۃ فاتحہ میں تین جہاتوں کا ذکر تھا (۱) منعم علیہم (جن پر اللہ کا انعام ہوا) (۲) مغضوب علیہم (جن پر اللہ کا غضب ہے) (۳) الضالین (مگر لوگ) منعم علیہم سے مومنین اور میں جن کے بارے میں ہے۔ باقی دونوں گروہ غیر مومنین کے ہیں ان کے بھی چار طبقے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں بالتفصیل لکھی گئی ہے۔ مغضوب علیہم سے وہ لوگ مراد ہیں جو فساد و باطل کے ساتھ ساتھ فساد و باطل میں بھی مبتلا ہیں یعنی ان کے عقائد صحیح ہیں اور اعمال درست۔ یہ کافروں کا گروہ ہے اور الضالین سے مراد وہ لوگ ہیں جو صرف فساد و باطن کا شکار ہیں اور ان کے عقائد میں کفر و شرک کی وہی گندگی موجود ہے۔ البتہ ان کے کچھ ظاہری اعمال مسلمانوں کے سے ہیں یہ گروہ منافقوں کا ہے سورۃ فاتحہ میں ان تینوں جہاتوں کا ذکر اجمالی تھا اب سورۃ بقرہ کی ابتدا میں لف و نشر ترتیب کے طور پر تفصیل سے ان کا ذکر کیا گیا اللہ ساتھ ہی ان کے کچھ اوصاف اور ان کی جزا و سزا کا بیان بھی آگیا ہے۔ قال الاماھل المازی و یحتل ان یقال المغضوب علیہم هم الکفار والضالون هم المنافقون وذلك لانہ تعالیٰ بدأ بذكر المؤمنين والثناء علیہم فی خمس آیات من اول سورۃ البقرة ثم اتبعہ بذكر الکفار و هو قوله ان الذین کفروا ثم اتبعہ بذكر المنافقین و هو قوله من یقول امنا ثم کذب انما کذب و هو قوله انعمت علیہم ثم اتبعہ بذكر الکفار و هو قوله و هو قوله ان

المغضوب علیہم ثم اتبعہ بذكر المنافقین و هو قوله ولا الضالین (تفسیر سورۃ بقرہ ۱)

چوتھا ربط سورۃ فاتحہ میں بندوں سے ایتا لا نعبدک ذریعہ اللہ کی توحید کا اقرار کیا گیا ہے اور عبادت و استعانت کے اللہ کے ساتھ مخصوص ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ سورۃ بقرہ میں اسی دعویٰ توحید کو مختلف مقاصد کے پیش نظر تین جگہ ذکر کر کے ہر جگہ اسے دلیل عقلی سے واضح اور ثابت کیا گیا ہے۔ چنانچہ پہلے رکوع ۲ کی ابتدا میں یٰٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَعْبُدُوا رَبَّکُمْ سے دعویٰ پیش کیا اور پھر اللہ کی خلق کا حکم سے رَبَّنَا قَالِکُمْ دِلَّیْلُ عَقْلِیْ بِش کی۔ دوسری دفعہ رکوع ۱۹ میں ذَا لَہُمْ کُمْ اِلٰہٌ قَاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ سے دعویٰ پیش کیا اور اس کے بعد ان فی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے یعقلون تک دلیل عقلی بیان کی۔ تیسری بار رکوع ۳ میں اِنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ سے دعویٰ پیش کیا اور اس کے ساتھ اَلْحٰی الْقَیُّوْمُ سے العزَّی الْعَظِیْمُ تک دلیل عقلی پیش کی۔ دعویٰ توحید کو تین بار ذکر کرنے کا مقصد جداگانہ ہے۔ پہلے موقع پر شرک فی الدعا کی نفی مقصود ہے یعنی اللہ کے سوا غائبانہ دعا اور پکار سننے والا اور کوئی نہیں۔ دوسرے مقام پر نذر و نیاز اور منت میں شرک کی نفی مقصود ہے۔ اور تیسری جگہ شفاعت قہری کی تائید مقصود ہے۔

خلاصہ مضامین توحید رسالت، جہاد فی سبیل اللہ، اتفاق فی سبیل اللہ امور انتظامیہ اور امور معاشیہ۔ سورۃ بقرہ ہینہ منورہ میں سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ مدینہ اور اس کے قرب و جوار میں یہودی کافی تعداد میں آباد تھے۔ اس لئے اس سورت میں یہودی اصلاح کا پہلو بہت نمایاں ہے کیونکہ یہودیوں میں بڑے بڑے سرمایہ دار اور بڑے بڑے عالم اور پیر موجود تھے ان کی اصلاح سے پوری قوم کی اصلاح ہو سکتی تھی تمام انبیائے سابقین علیہم السلام اور تمام کتب سابقہ کی تعلیم و تبلیغ کا حاصل اور ان کی دعوت کا مرکزی نکتہ توحید باری تعالیٰ تھا۔ یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معبود و مستعان، مالک و مختار و نافع و ضار نذر و منت کا مستحق اور حاکم و کارساز سمجھنا۔ سورۃ بقرہ کا مرکزی مضمون یہی دعوت توحید ہے۔ باقی تمام مضامین اسی کے گرد گھومتے ہیں۔ اور اسی کے مقدمات اور لوازمات ہیں۔ اس سورت میں چار جگہ دعویٰ توحید کی عقلی دلائل اور عالمگیر حقائق و مستلمات سے مدلل اور واضح کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے تیسرے رکوع کی ابتدا میں یٰٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَعْبُدُوا رَبَّکُمْ سے تمام بنی آدم کو توحید کی عام دعوت دی گئی اس کے بعد الذی خلقکم الخ سے تسلیم خدہ حقائق اور دوزمر کے مشاہدات کے ذریعے اس کی وضاحت کر دی گئی۔ اس کے بعد انیسویں رکوع کے اخیر میں ذَا لَہُمْ کُمْ اِلٰہٌ قَاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ سے دعوت توحید کا اعادہ کیا گیا۔ اور ساتھ ہی ان فی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں اسے آفاقی مشاہدات اور سائنسی دلائل سے مدلل کیا گیا۔ آگے چل کر پچیسویں رکوع میں اِنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ سے پھر دعویٰ توحید کا اعادہ کیا گیا اور اس کے ساتھ اَلْحٰی الْقَیُّوْمُ سے العزَّی الْعَظِیْمُ تک دلیل عقلی پیش کر کے اسے اور زیادہ واضح اور مدلل کیا گیا ہے۔ دعوت توحید کے بار بار ذکر سے توحید کا ہر پہلو سے اثبات اور شرک کی ہر پہلو سے نفی مقصود تھی۔ یہود نصاریٰ اور مشرکین عرب تین قسم کے شرک میں مبتلا تھے۔ (۱) وہ انبیاء علیہم السلام، ملائکہ کو رام اور اولیاء اللہ کو عالم الغیب اور با اختیار سمجھ کر پکارتے اور حاجات و مشکلات میں ان سے استعانت کرتے تھے (۲) وہ اپنے مفروضہ معبودوں کو راہنی بکھنے کے لئے ان کے نام کی مذہب، سنتیں، نیازیں اور چڑھائے دیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے معبودوں کی یادگاریں قائم کی ہوئی تھیں اور ان کے نام کے استھان بنائے ہوئے تھے اور وہاں بصورت غلہ، نقدی یا جانور وغیرہ ان کے نام کے پڑھادے پڑھائے جاتے تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ اس طرح ہمارے معبود ہم سے خوش ہو جائیں گے اور ہمارے مال اور اولاد میں برکت دیں گے۔ یا اللہ سے برکت دلائیں گے۔ (۳) وہ اپنے جنوں کو اللہ تعالیٰ کے ماں سفارشی بنا کر پرستش کرتے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ بزرگان دین جن کی ہم عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب اور پیارے ہیں کہ اللہ ان کی بات رو نہیں کرتا اور وہ ہر مطالبہ کریں اللہ کو ماننا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں دعوت توحید کا تین دفعہ ذکر فرما کر شرک کی تینوں اقسام کی نفی فرمادی۔ پہلے مشرک پر شرک فی الدعا یعنی پکار اور دعا میں شرک کی نفی کی، دوسرے موقع پر نذر و نیاز میں شرک کی۔ اور تیسرے موقع پر شفاعت قہری کی نفی فرمائی۔

مرکزی مضمون اور باقی ذیلی مضامین کے اعتبار سے اس سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے شروع ہو کر پچیسویں رکوع میں ذَا لَہُمْ کُمْ اِلٰہٌ قَاحِدٌ ہے۔ اور دوسرا حصہ اسی رکوع میں یٰٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فی الْقَتْلِ سے لے کر سورت کے آخر تک چلا گیا ہے۔ پہلے حصے میں دو اعتقادی مسئلے بیان کئے گئے یعنی توحید اور رسالت اور دوسرے حصے میں بھی دو ہی مسئلوں کا بیان ہے مگر ان کا تعلق عمل سے ہے یعنی جہاد فی سبیل اللہ اور اتفاق فی سبیل اللہ اور ساتھ ساتھ امور انتظامیہ اور امور معاشیہ کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ حصہ اول میں ابتدائے سورت سے لیکر پندرہویں رکوع میں ذَا لَہُمْ کُمْ اِلٰہٌ قَاحِدٌ تک توحید کا مضمون بیان ہوا ہے۔ شروع کے دو رکعوں میں بطور تمہید تین جہاتوں کا ذکر ہے۔ بعد ازاں توحید کو ماننے اور نہ ماننے سے پیدا ہوئیں۔ پھر یٰٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَعْبُدُوا رَبَّکُمْ سے دعوئے توحید اور الذی خلقکم تا اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ دلیل عقلی اور کیف تکفروْنَ تا اَلِیْہِ تُرْجَعُوْنَ دلیل عقلی کا اتمہ بیان کیا گیا ہے جس میں بنایا گیا ہے کہ نظام عالم کا مالک و تدبیر کارساز اور ہر شے جلنے والا

صرف اللہ ہے اس لئے اپنی حاجات میں صرف اسے ہی پکارو۔ اس کے بعد توحید سے متعلق مشرکین کے دو شبہ ذکر کر کے ان کا جواب دیا ہے۔ مشرکین کا پہلا شبہ یہ تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی پوجا اور پرستش اور انہیں پکارنے سے روکتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ مجھے اللہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی پرستش سے منع کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ محمد کو کچھ کہتا ہے اپنی طرف سے کہتا ہے اور (عیاذ باللہ) خدا پافرا کر کہے جیسا کہ سورہ یونس ۴۴ میں ہے اَمْ يَقُولُونَ افَتَرَاہُ قَوْلَہُ تَعَالٰی لَنْ اَنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ الْخَبْرُ اس کا جواب دیا مشرکین کا دوسرا شبہ یہ تھا کہ ہم کس طرح محمد کا دعویٰ مان لیں اور اس کلام کو کس طرح خدا کا کلام سمجھ لیں حالانکہ اس میں اللہ کے نیک بندوں کے پکارنے کا بالکل خفیہ جزو سے تشبیہ دی گئی ہے جیسا کہ سورہ عنکبوت ۲۴ میں مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰہِ اَوْلِیَاءَ کَمَثَلِ الْعُشْکِ بِمَوْتِہِ ۚ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ اللہ کی طرف سے نہیں ہے اور نہ ہی یہ کلام اللہ کا کلام ہے تو اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِ الْخَبْرَ اس کا جواب دیا کہ مثال مثال کی ہے اور مکرر کی مثال سے مسئلہ توحید کو واضح کیا گیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کے اعتراضات کی وجہ سے مثالیں بیان کرنا چھوڑیں دیگا۔

مشرکین انبیاء و اولیاء کے علاوہ فرشتوں اور جنوں کو بھی پکارتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ اِهْبِزُوا اِيَّاهُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ قَالُوا سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلَيْسَ اَمِثٌ دُونُكُمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ (سبا ۵۷) اس لئے اس کے بعد چھٹے رکعہ میں قرآنِ فاتحہ کے لائق نہیں اور ابلیس اور اس کی ذریت کبریٰ آدم کے ساتھ شروع ہی مسلم ائمہ اربعہ کے ثابت کیا کہ فرشتوں کو تو آدم خاکی کی فطری غویبوں کا پتہ بھی نہ مل سکا اس لئے مذہب عالم الغیب ہیں اور نہ حاضر و ناظر لہذا وہ حاجات میں پکارتے جانے کے لائق نہیں اور ابلیس اور اس کی ذریت کبریٰ آدم کے ساتھ شروع ہی سے عداوت دشمنی ہے اس لئے وہ کس طرح تھا سہمائی اور پکارتے جانے کے لائق ہو سکتے ہیں جیسا کہ سورہ کہف ۷۷ میں ہے اَفَتَتَّخِذُونَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ اَسْطِطِعْتَ اَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَوْجِہِیْ مِیْنِ بَحْوَیْ گئے تھے اور معبود اس عہد پاک ہوتا ہے اس لئے وہ بھی دعا و پکار کے لائق نہیں ہیں۔

مدینہ منورہ اور اسکے گرد و فواہ میں یہودی قوم آباد تھی۔ ان میں بڑے بڑے عالم، پیر اور نواب موجود تھے اس لئے کیا یہ تھا؟ النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ دِینِ دَعْوَا توحید کو عمومی طور پر بیان کرنے کے بعد پانچویں رکوع سے رکوع سہم ہونے کی طرف موڑ دیا ہے کہ اے عالمو، پیرو اور نوابو مسئلہ توحید کو مان لو اگر تم نے نہ مانا تو تمہاری وجہ سے تمہارے معتقدین اور تمہاری رعایا بھی نہیں مانے گی۔ اور ان کا وبال بھی تم پر پڑے گا۔ اس مسئلے کو ماننے سے اگر تمہیں دنیوی ریاست اور نذر دنیا کی آمدنیاں چھوڑنی ہوں تو صبر کرو اگر مان لو گے اللہ تعالیٰ تمہیں پہلے کی طرح اپنی نعمتوں سے نوازے گا اور اگر نہ مانا تو عذاب میں مبتلا کئے جاوے گا۔ اُدْخُلُوا اِنْعِمَتِیَ الْاَلْحَقَّ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَنَّا بِمَا تَفْعَلُوْنَ سَیِّدٌ۔ یہودی قوم یہودیوں سے کیا دعویٰ رکوع کے آخر تک قوم یہودی کی تذکر و تفہیم کیلئے ان کے مختلف حالات و معاملات بیان کئے ہیں جن کی پانچ اقسام ہیں۔ فرع اول میں وہ نعمتیں اور نعمتیں بیان کی گئی ہیں جو ان کے آباء و اجداد پر ہوئیں تاکہ موجودہ بنی اسرائیل میں امید و خوف کا جذبہ پیدا ہو اور وہ دعویٰ توحید کو مان لیں۔ فرع ثانی میں بیان کیا گیا ہے کہ ان کے آباء و اجداد خدا کی نافرمانی کیا کرتے تھے اور اس کے حکموں میں محبت باری کرتے تھے۔ فرع ثالث میں بیان کیا گیا کہ موجودہ بنی اسرائیل بھی اپنے باپ دادا کی طرح خدا کے احکام کو ٹھکرارہے ہیں اور اس کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ فرع رابع میں کہا گیا کہ موجودہ بنی اسرائیل کے آباء و اجداد نے صرف انبیاء علیہم السلام کی تکذیب پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ جب انہوں نے مسئلہ توحید بیان کیا تو یہ لوگ انہیں قتل کرنے سے بھی نہ چو کہے۔ فرع خامش میں بیان کیا گیا ہے کہ گذشتہ بنی اسرائیل نے سابقہ انبیاء کی تکذیب کی اور انہیں قتل کیا لیکن وجود بنی اسرائیل آخری نبی کی تکذیب کر رہے ہیں اور اس کے لئے جوئے دعویٰ توحید کو ٹھکرارہے ہیں۔ اس کے بعد یہود کے ایک قول "نُوحِیْصِنٌ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْکُمْ وَ یُکْفِرُوْنَ بِمَآ وَاْرَاْعُکُمْ" کی پانچ طرح سے تردید کی گئی ہے اور آخر میں قلْ اِنْ کَانَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ سَیِّئًا فَخَدَّاصِلِی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ اس تفصیلی وعظ و تذکر سے بھی اگر یہودی ہدایت پر نہ آئیں اور مسئلہ توحید کو نہ مانیں اور اس ضد پر اڑے رہیں کہ جنت میں وہی جائیں گے اور کوئی نہیں جائیگا تو انہیں مباہلہ کا چیلنج دیا جائے کہ اگر وہ اپنے اس دعویٰ میں سچے ہیں تو میدان مباہلہ میں نکلیں۔ جب یہودی مباہلہ کیلئے تیار نہ ہوئے تب انہوں نے توحید پر شبہات و تردیدیں شروع کر دیئے اور غیر اللہ کو پکارا جو جائز ثابت کرنے کی کوشش میں لگ گئے پہلا شبہ ان کا یہ تھا کہ دَعْوَا توحید جو کیا یہ تھا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمُ دِینِ دَعْوَا اس کا لالہ والا جبرائیل فرشتہ ہے۔ اور وہ اور میکائیل دونوں قدیم سے ہمارے دشمن ہیں اور ہمیشہ ہماری مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ اسلئے یہ دَعْوَا توحید بھی ہمیں ہماری مخالفت کیلئے ہے اس لئے ہم اسے کبھی نہیں مانیں گے۔ دوسرا شبہ ان کا یہ تھا کہ ہمارے در و دہیٹے جو حضرت سلیمان علیہ السلام سے منقول ہو کر ہم تک پہنچے ہیں ان میں غیر اللہ کی پکارا موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی غیر اللہ کو پکارا کرتے تھے اور اسی پر ان کی حکمت کا مدار تھا۔ ان کا تیسرا شبہ یہ تھا کہ اُدرت و مروت دو فرشتے تھے جن کو اللہ نے جادو سکھانے کے لئے دنیا میں بھیجا تھا اور جادو میں غیر اللہ کی پکارا راجا جاتا ہے۔ توحید خود اللہ نے غیر اللہ کی پکارا کی تعلیم کیلئے فرشتوں کو بھیجا تو پھر یہ کیوں ناجائز ہے تو اللہ تعالیٰ نے رکوع ۲ میں قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ الْاِنْسِیْ وَ النَّاسِ وَ الْمَلٰٓئِکَہِ فَہُوَ اَعْدٰی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ کَیْفَ یَشَآءُ۔ اور لَمَّا اُنْزِلَ عَلَی الْمَلٰٓئِکَہِیْنَ سے شبہ ثالث کا جواب دیا۔

جب یہود کے شہادت کا تسلی بخش رد کر دیا گیا اور اب انہیں انکار و عمو کی کوئی وجہ نظر نہ آئی تو اب ہولنے یہ سب دس کی کہ مسلمانوں میں مل جل کر رہیں اور خفیہ طور پر ان میں وہم و گم شرک لفظ داخل کریں تاکہ آہستہ آہستہ غیر شعوری طور پر مسلمان پھر سے شرک میں مبتلا ہو جائیں۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہود کی اس سازش سے آگاہ فرمایا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ پیغمبر علیہ السلام را عیناً کہنا چھوڑ دیں کیونکہ یہ لفظ یہودیوں نے اپنی خفیہ سازش کے تحت مسلمانوں میں رائج کیا تھا تاکہ ان کے ذہن میں یہ تصور پیدا ہو جائے کہ خدا کا پیغمبر بھی گنہگار ہے اور اس طرح وہ پھر شرک کی دلدل میں پھنس جائیں کیونکہ اگر عیناً را عیناً کہے جسے گنہگاری کہہ نہ سکتے ہیں اور را عیناً کہے معنی ہوں گے گنہگاری کرتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ اَنْظُرْنَا کہنے کا حکم دیدیا۔ آخر میں کا عَفْوْاَ وَاَصْحَحْوْاَ سے یہ فرمایا کہ اہل کتاب عندو عناد اور بغض و حسد میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ وہ کبھی بائیس گے نہیں۔ اس لئے جب تک اللہ کی طرف سے جہاد کا حکم نہیں آتا۔ اس وقت تک صبر و تحمل اور درگزر سے کام لو۔

اس کے بعد یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کی پانچ معاندانہ باتوں کا شکوہ کر کے ان کا جواب دیا ہے۔ پہلا شکوہ: یہود و نصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ ان کے سوا جنت میں کوئی نہیں جائیگا تو اللہ تعالیٰ قُلْ هَٰؤُلَاءِ مِمَّنْ فَتَحْنَا لَهُمُ الدَّرَجَاتِ الَّتِي فِيهَا يَدْخُلُونَ (۱۳) سے اس کا جواب دیا۔ تیسرا شکوہ: مشرکین اللہ کے گھر میں خدا کی توحید بیان کرنے اور فالس اسے ہی پکارنے سے منع کرتے تھے جیسا کہ مقام حدیبیہ میں مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کعبہ میں داخل ہونے سے روکا۔ اُدُلِّفَ مَا كَانَ لِبَنِي إِسْرَءِيلَ أَن يَدْعُوا بِهِمْ مُّشْرِكِيهِمْ وَفِي الْأَفْئِدَةِ كَلَامُهُمْ كَالْمِغْرَمِ يُدْعُونَ لَهُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ أَن يَرْجِعُوا عَلَيْهِمْ وَأَن يَكُونَ لَهُمْ قُوَّةٌ مِّنْ دُونِ اللَّهِ أَن يَنْصَرِفُوا (۱۴) سے اس کا جواب دیا ہے۔ چوتھا شکوہ: یہودی کہتے تھے حضرت عزیر خدا کا بیٹا اور اس کا نائب ہے، عیسیٰ حضرت عیسیٰ کو اور مشرکین فرشتوں کو خدا کی اولاد بتاتے اور انہیں کار سازی میں اللہ کے نائب سمجھتے تھے۔ سُبْحَنَةُ طَبْلُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْحَمْدُ لَهُ (۱۵) سے اس کا جواب دیا۔ پانچواں شکوہ: مشرکین کہتے تھے کہ اللہ ہم سے کیوں ہم کلام نہیں ہوتا۔ اگر وہ براہ راست ہم سے باتیں کرے تو ہم مان لیں گے کَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَوْمِ عَادٍ وَنُوحٍ وَآلِ يٰسَافٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهِمْ لِلَّهِ أَفْئِدَةٌ أَظْهَرُ وَمَشَافِهَةٌ أَكْثَرُ (۱۶) سے اس کا جواب دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت یہ قدرتی حق کہ مشرکین اور اہل کتاب ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ آپ کا فرض صرف یہ ہے کہ آپ ان تک دعوت توحید پہنچا دیں باقی سونا آپ کے کام نہیں اور اگر آپ یہ چاہیں کہ یہود و نصاریٰ آپ سے خوش ہو جائیں تو وہ تو صرف اس شرط پر آپ سے خوش ہوں گے کہ آپ ان کا دین قبول کر لیں اور ان کی خواہشات کی پیروی کریں۔ اس کے بعد وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَٰكِبْرٌ مِّنْ ذَلِكَ وَمَا يَكْفُرُ بِهِمْ لِلَّهِ أَفْئِدَةٌ أَظْهَرُ وَمَشَافِهَةٌ أَكْثَرُ (۱۷) سے علم اور وحی آجائے کے بعد اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کر لی تو پھر آپ کو بھی خدا سے بچانے والا کوئی نہیں۔

ابتداء سورۃ میں دعویٰ توحید کو اَللّٰهُ خَلَقَكُمْ سے عقلی دلیل لکرت ثابت کیا گیا تھا۔ اب یہود کے حالات بیان کرنے کے بعد الَّذِيْنَ اٰتَيْنَاهُمُ الْكِتٰبَ نے دعویٰ توحید پر نقل دلیل پیش کی گئی ہے کہ یہودیوں جو

اس کے بعد مشرکین عرب اور یہود کی طرف سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر دو شبہات وارد کئے جاتے تھے ان کا جواب دیا ہے پہلا شبہ یہ تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل کا قبلہ صدیوں سے بیت المقدس چلا آ رہا ہے اور پیغمبر ﷺ ماہ اسکی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتا رہا لیکن اب اس نے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی ہے اس سے صاف معایم ہوتا ہے کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل کا مخالف ہے یا اس پر اصل قبلہ مشتبہ ہو گیا ہے اور وہ حیران و سرگردان ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کے جواب میں تحویل قبلہ کی چار علتیں بیان فرمائی ہیں۔
دو اجمالی اور دو تفصیلی۔ **لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ** الخ سے پہلی اجمالی علت بیان کی کہ تمام سمتیں اللہ کی ہیں وہ جس طرف چاہے منہ کرنے کا حکم دے۔ **اِنَّ الَّذِیْنَ اَدْنٰوْا الْکِتٰبَ** میں دوسری اجمالی علت بیان فرمائی کہ علما و یہود و اہل کتاب غیب جانتے ہیں کہ آخری پیغمبر کا قبلہ خانہ کعبہ ہوگا اگرچہ اب کتمان حق کر رہے ہیں اور **وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَیْهَا سَیِّئًا** تفصیلی علت بیان فرمائی کہ تحویل قبلہ سے غلط اور غیر مخلص کا امتحان مقصود ہے۔ **وَلَعَلَّآ یَكُوْنُ لِلنَّاسِ عَلَیْکُمْ حُجَّةٌ** میں دوسری تفصیلی علت بیان فرمائی کہ تحویل قبلہ کا حکم تو تورات و انجیل میں مذکور ہے۔ اگر تحویل کا حکم نہ آتا تو اہل کتاب کو ایک عذر ہاتھ آ جاتا اس کے بعد مومنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کا شکر بجالائیں جس نے ان کو آخری اور دو قبلتین (دو قبلوں والے) پیغمبر کی امت ہونے کا شرف بخشا ہے۔ **وَمِنْ اَمْرٍ اَشْبَهَ** ان کا یہ تھا بلکہ بعض نو سمسوں کے دل میں بھی یہ خیال گذرا کہ صفا و مروہ پر تواج تک بتوں کی پوجا ہوتی رہی ہے اب یہاں حج کے موقع پر اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ یہ جگہ اس قابل نہیں ہے تو **اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَارِ اللّٰهِ** (مکہ ۱۹) سے اس کا جواب دیا کہ صفا و مروہ تو اللہ کے دین کی یادگاروں میں سے ہیں اور اب بتوں سے پاک ہو چکی ہیں اس لئے اب وہاں بے کھٹکے اللہ کی عبادت کرو۔ دونوں شبہات کے درمیان **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْزُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ** سے مسلمانوں کو صبر و استقلال کی تلقین فرمائی۔ ممکن ہے کہ تحویل قبلہ کے بعد اہل کتاب و مشرکین سے مخالفت بڑھ جائے اور انہیں ان کی طرف سے مالی و رجا فی نقصان پر واداشت کرنا پڑے اس لئے تم صبر کرنا اور ثابت قدم رہنا۔ **اِنَّ اِلٰهَ الشُّبُهَاتِ** کے بعد **اِنَّ الَّذِیْنَ یُکْفُرُوْنَ** سے **وَلَا هُمْ یَنْظُرُوْنَ** تک علمائے اہل کتاب کو زجر فرمایا جو حق کو چھپاتے تھے یا اس کا انکار کرتے تھے۔ آگے **وَاللّٰهُمَّ اِلٰهَ وَّاحِدٌ** سے اس دعویٰ توحید کا ذکر فرمایا جس کے کتمان و انکار پر اہل کتاب کو زجر کیا گیا پھر دعویٰ کو دلیل عقلی سے ثابت کرنے کے بعد **وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ** تک ان لوگوں کے لئے تحریف اخروی ہے جو دعویٰ توحید کو نہیں مانتے اور محبت و بندگی کا جو تعلق انہیں خدا سے رکھنا چاہیے وہ ایسا تعلق غیر اللہ سے قائم کئے ہوئے ہیں اس کے بعد تمثیل اس تعلق کا مختصر بیان ہے جس میں دو چیزیں مذکور ہیں۔ اول خمریات عباد یا تحریمات غیر اللہ **یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ کُلُّوْا** سے **اِنَّ کُنْتُمْ** **اِیَّاکَ تُعْبُدُوْنَ** (مکہ ۲۱) تک اس کا بیان کہ یہ بھیرے اور سائبے وغیرہ جو تم نے اپنی طرف سے حرام کر رکھے ہیں، یہ حرام نہیں ہیں بلکہ حلال و طیب ہیں۔ انہیں کھاؤ اور اپنی طرف سے کسی حلال چیز کو حرام مت ٹھہراؤ۔ دوم نذر غیر اللہ اس کا ذکر **اِنَّهَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمِیْتَةَ** سے کیا کہ جو چیزیں غیر اللہ کی خوشنودی کیلئے ان کے نام پر بطور نذر و نیاز دیتے ہو یہ حرام ہیں اور اس کے ساتھ تین اور حریمات کا ذکر بھی فرمایا۔ آگے **اِنَّ الَّذِیْنَ یُکْفُرُوْنَ** سے **سِقَاقِ** تک ان لوگوں کے لئے زجر اور تحریف اخروی ہے جو حق بات بیان نہیں کرتے۔ اور غیر اللہ کی نذر و منت اور دیگر باطل طریقوں سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں۔

تحويل قبل کے بجایہ دیندار و نصاریٰ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف معاندانہ پرو پگینڈہ تیز تر کر دیا اور ہر ایک نے نیکی اور عمل صالح کو اپنے ہی قبیلے کی پیڑی میں منحصر کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوكُوا أَوْ لِبَنَاتِكُمْ هُمُ الْمُتَّقُونَ تک اس کا جواب دیا کہ اصل نیکی مخصوص مسلمانوں کی پابندی نہیں ہے بلکہ اصل نیکی تو خالص ایمان اور عمل صالح ہے۔ جو شخص ایمان لائے، شرک سے بچے اور نیکی ايمان بجالائے اصل میں نیکی اور متقی تو وہ ہے یہاں تک حصہ اول ختم ہوا۔ آگے حصہ دوم شروع ہوتا ہے جس میں جہاں فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کا بیان ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ صرف وہی قوم کر سکتی ہے۔ جو آپس میں منظم ہو اور جس کا اندرونی نظم و نسق درست ہو۔ اس لئے جہاد کے ساتھ ساتھ امور انتظامیہ کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے بارے میں اسلامی احکام کی پابندی صحیح طور پر صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ انسان کے باطن کی اصلاح ہو جائے اور اس کی طبیعت صلاحت و تقویٰ کی خوبیاں پیدا ہو جائیں اس لئے امور انتظامیہ کے دوش بہ دوش امور صلحہ کا ذکر کیا گیا ہے اور امور انتظامیہ کا ذکر تین جگہ آیا ہے۔ پہلے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ مِنْ عَمَلِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (رکوع ۲۴) میں وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ سے ناطق مال غیر کھانے، رشوت اور ناجائز مقدمہ بازی سے ممانعت فرمائی۔ اس کے بعد آگے چل کر پھر امور انتظامیہ کا بیان فرمایا۔ وَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ عُقْدَةً (رکوع ۲۸) سے تم کے احکام اور الَّذِينَ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْخَيْرَ وَالْأَمْرَ وَالْإِشْرَافَ (رکوع ۳۱) تک نکاح و طلاق، عدت و رجعت، ارضاعت اور ہیوی سے جن معاشرت کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ اور پھر رکوع ۳۹ میں اِذَا تَدَارَكَ إِلَيْكُمْ فَسَبِّحُوا لَهُ مِنْ حَمْدِ رَبِّكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْزُقُوا بِالْحَلَالِ (رکوع ۳۹) سے نماز، زکوٰۃ، روزہ، صدقہ اور حفظ و علی الصلوات (رکوع ۴۱) سے نماز کا حکم دیا ہے۔

تین اہم نظامیہ اور ایک امر معلیٰ کے بعد وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ (رکوع ۲۴) سے جہاد کا حکم نازل فرمایا اور ساتھ ہی وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا کیونکہ انفاق کے بغیر جہاد نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد وَهِيَ السَّامِ مَنْ يَعْجِزُكَ (رکوع ۲۵) سے آ لَا اِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ (رکوع ۲۶) تک مختلف طریقوں سے جہاد کی ترغیب دی ہے۔ اس کے بعد

تمہید ۷ تمہید میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ جس ہدایت کی تمہیں طلب ہے وہ تمہیں کہاں سے ملے گی۔ دوم اس ہدایت کے رد و قبول کے اعتبار سے لوگوں کی مختلف جماعتوں کا ذکر۔ قدیم سے قدرت کا یہ قانون ہے کہ جب کوئی داعی حق دعوت دین بیٹھ کر نمازے تو لوگ دو حصوں میں بٹ جایا کرتے ہیں۔ کچھ ماننے والے اور کچھ نہ ماننے والے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: **وَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ شُعُوبٍ مِّنْ قَبْلِكَ نَتَّبِعُهُنَّ مَنَّا وَنَتَّبِعُهُنَّ مَنَّا وَنَتَّبِعُهُنَّ مَنَّا وَنَتَّبِعُهُنَّ مَنَّا** (اعبدوا اللہ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَيْنِ يَخْتَصِمُونَ) (نمل ع ۴) اس کے بعد اگر اہل حق کو دنیوی اقتدار بھی حاصل ہو جائے تو زمانے والوں میں ایک خوشائیں کا گروہ پیدا ہو جاتا ہے جو ظاہر میں درست گمراہوں میں خطرناک دشمن ہوتا ہے۔ اسی طرح دعوت توحید کے آخری علمبرار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق کی دعوت پیش کی تو حضرت ابوبکر صدیق، حضرت خدیجہ، حضرت علی، حضرت زیدؓ اور دوسرے جہاں نشاںوں نے آگے بڑھ کر آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔ دوسری طرف ابواب، ابوجہل، عتبہ، شعیبہ اور ولید وغیرہ آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ پہلی جماعت آپ کی صداقت اور آپ کے لئے ہوئے دین کی حقانیت پر دل و جان سے ظاہر و باطناً ایمان رکھتی تھی۔ یہ یومنین کی جماعت کہلائی۔ دوسری جماعت سراسر اعلانیت آپ کی نبوت اور صداقت کی منکر تھی یہ کفار کی جماعت کہلائی ہجرت کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مادی قوت اور دنیوی اقتدار سے بھی سرفراز فرمادیا تو اب کافروں میں ایک اور گروہ پیدا ہو گیا۔ یہ لوگ مادی فوائد اور دنیوی منافع کی خاطر دوزخی چال چلتے گئے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے سامنے اسلام کا اظہار کرتے اور اسلام کے ظاہری احکام بجالانے مگر باطن میں دوسرے کافروں کی طرح کفر و شرک اور انکار و عناد کی بنیادوں پر کھڑے تھے۔ یہ منافقین کا گروہ تھا۔ ان کا حال یہ تھا کہ جب مسلمانوں کی معیت میں کوئی دنیوی نفع دیکھتے تو ان کے ساتھ ہو لیتے اور ان سے کہتے: **ذُرُونَا نَتَّبِعُكُمْ** (سورہ فتح ۲۴) اور جب سمجھتے کہ ان کی سنگت موت اور بھلاکت کے مراد ہے تو کہتے: **لَکُنَّا مَعَهُ الْقَعِيدِينَ** کہ ہمیں پیچھے رہنے والوں کے ساتھ رہنے دو (سورہ توبہ ۱۱) اور لنگرے ہلنے بنانے لگتے: **إِنَّا بُيُوتُنَا سَوْرَةٌ** کہ جی ہمارے گھر کیلے ہیں۔ (سورہ احزاب ۲۴)

اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں دعوت توحید پیش کرنے سے پہلے ان تینوں جماعتوں کا ذکر کر دیا ہے اور ساتھ ہی ان کے اوصاف اور ان کا انجام بھی بیان فرما دیا ہے تاکہ دعوت توحید کو قبول کرنے اور اسے رد کرنے کے نتائج و عواقب سامنے آجائیں اور انسان رد و قبول کے سلسلے میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے۔

سورنوں کی ابتداء میں ان حرف کے ذکر کرنے میں جو حکمتیں مفسرین کرام نے بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اعمال شرعیہ کی تدقیقیں ہیں۔ ایک وہ جن کی حکمت اور علت ہماری سمجھ میں آسکے، جیسے نماز، روزہ اور زکوٰۃ۔ یہ بات بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کہ نماز میں قیام اور رکوع و سجود وغیرہ کے ذریعے اپنے مالک اہل آفاقہ کے جلسے انتہائی عاجزی اور بے جاگی کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ روزہ سے شہوات نفسانیہ کو کمزور کر کے روحانی پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے۔ حج کے تجربہ سے غریبوں اور یتیموں کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور زکوٰۃ کے ذریعے ضرورت سے زائد دولت و سوسائٹی کے معذروہ اور محتاج طبقہ میں تقسیم کر کے ان کی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔ دوسری قسم ان اعمال کی ہے جن کی حکمت اور علت ہماری سمجھ سے بالاتر ہے مگر ہم ایسے اعمال بجالانے کے مکلف ہیں جیسا کہ افعال حج ہیں مثلاً معاف اور عفو اور عروہ کے درمیان سعی کرنا (دو نام طواف میں رمل کرنا) کندھوں کو بٹھا کر چلنا، اور جسرات پر سنگریزے پھینکنا۔ کمال انقیاد و تسلیم اسی کا نام ہے کہ حکم الحاکمین کے حکم کی تعمیل کی جائے خواہ اس کی علت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ بلکہ اطاعت کرنے کے لئے علت دریافت کرنا بے ادبی میں داخل ہے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ قرآن مجید کی آیتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک محکمات یعنی وہ جن کا مطلب معلوم اور راہ متعین ہے۔ ان کا حکم یہ ہے کہ ان کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔ دوسری "مشابہات" یعنی وہ جہ کی مراد مشتبہ ہے، واللہ کے سوا ان کی تفسیر مراد کسی کو معلوم نہیں۔ علمائے ربانیتین کا مشابہات کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں لیکن ان کا اصل مقصد خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ مشابہات کی دو قسمیں ہیں۔ قسم اول حرف مقطعات جو بعض سورتوں کی ابتدا میں آتے ہیں جیسے۔ اَللّٰہُ۔ اَلرَّ۔ اَللّٰہُ۔ طہ۔ یحٰی۔ وغیرہ (ابن کثیر ص ۱۵۵، روح المعانی ص ۳۸، خازن و معالم ص ۱۵۷، قرطبی ص ۱۵۸)۔ اور قسم دوم وہ الفاظ ہیں جن کے ظاہری اور لغوی معانی تو معلوم ہوں لیکن ان کی اصل مراد سوا اللہ کے کسی کر معلوم نہ ہو جیسے اللہ کی طرف یٰد (یا تہ) و وجہ (زہرہ) وغیرہ کی اصناف جیسے اُنِیْمَا تُوکُوْا فَاَشْكُرْ وَجْہُ اللّٰہِ (سورہ بقرہ رکوع ۱۴) اور یٰد اللّٰہِ قُوْا اٰیٰی بَھِمْ (سورہ فتح رکوع ۱)۔ اس آیت کریمہ میں ترکیب بخوی کی کئی صورتیں ہیں۔ (۱) ذٰلِکَ الْکِتٰبُ مُبْتَدَا اور لَا رَیْبَ فِیْہِ جملہ اس کی خبر ہو۔ (۲) ذٰلِکَ مُبْتَدَا اور الْکِتٰبُ اس کی پہلی خبر اور لَا رَیْبَ فِیْہِ خبر بعد خبر ہو یا علیحدہ جملہ ہو۔ اس صورت میں الْکِتٰبُ کا الف لام صحیفہ کیلئے ہوگا۔ اور ذٰلِکَ الْکِتٰبُ کا مطلب یہ ہوگا کہ کامل اور صحیح معنوں میں کتب یہی (قرآن) ہے۔ (روح المعانی ص ۱۸۱) یا الْکِتٰبُ کا الف لام علیحدہ کیلئے ہوگا۔ اور اس سے اشارہ اس کتاب کی طرف ہوگا جس کے نزول کی بشارت تورات و انجیل کے ذریعہ یہود و نصاریٰ کو مل چکی تھی۔ اور وہ جانتے تھے کہ بنی اسماعیل میں آخری نبی پیدا ہوگا۔ اور اس پر اللہ کی طرف سے کتاب نازل ہوگی (روح المعانی ص ۱۸۱) مگر اس صورت میں لَا رَیْبَ فِیْہِ کی علیحدہ جملہ قرار دینا زیادہ موزوں ہوگا۔ اور ترجمہ یوں ہوگا مجھے شک یہ وہی کتاب ہے یعنی جس کی بشارت انبیاء سابقین دے چکے ہیں۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ اٰی الْکِتٰبُ الذّٰی اٰخِیْرَ الْاَنْبِیَآءِ اَلْہِ تَقْدِیْمُوْنَ بِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی سَبَّحَہُ عَلٰی النَّبِیِّ الْمُبْعُوْثِ مِنْ دَلْدِ اسماعیل (تفسیر کبیر ص ۱۸۱ ج ۱)

(۳) ذیلک اگر کتب مبتدا، لا ریب فیہ جملہ مقررہ برائے تاکید ہدیٰ للمتقین خبر۔ اس صورت میں آیت کا ترجمہ یوں ہوگا۔ بے شک یہ کتاب ڈروالوں کے لئے صراہ ہدایت ہے۔ اس ترکیب کی صورت میں ذیب کے متعلق کوئی اشکال وارد ہوتا ہے اور نہ ہی کسی لفظ کو مقدار نہانے کی ضرورت ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اسی ترکیب کو ترجیح دیا کرتے تھے

یہاں ایک شبہ کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی کئی دوسری آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب (قرآن) بلا تفسیر تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ لِّلْهُدَىٰ وَقُلُوبًا

روشن و منور کرنے کی۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ (سورہ مؤمن ۲) وَیَهْدِیْ اِلَیْهِ مَن یُّنِیبُ (شوری ۲) مَن خَشِیَ الرَّحْمٰنَ الْغَیْبَ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِیبٍ (سورہ ق ۳) وَیَهْدِیْ اِلَیْهِ مَن اُنَابَ (رعد ۴) قالہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ

امردوم

یعنی ہدایت کو قبول کرنے اور اس کو روکنے کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسموں کا بیان

پہلی جماعت یعنی وہ لوگ جو ظاہر و باطن میں مسلمان ہیں۔ ان کی پانچ صفات بیان فرمائی ہیں ۱۔ متقین کی پہلی صفت، یومنون ایمان سے ماخوذ ہے اور ایمان کے معنی دل سے ماننے اور تصدیق کرنے کے ہیں (قرطبی ص ۱۲۱ ج ۱) اور غیب ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل کی رسائی اور دسترس سے ماوراء ہو۔ مالا یقع تحت الشعور ولا تقتضیہ بداهة العقل (روح المعانی ص ۱۱ ج ۱) **وہو قول** جو ہر مفسد میں ان غیب ہواذی یکون غائباً عن الحاسۃ (تفسیر کبیر ص ۱۲۱ ج ۱) اور یہاں غیب سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جن کا ادراک عقل و حس سے ناممکن ہے اور ان کے متعلق جو کچھ بھی معلوم ہے وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع و اخباری سے معلوم ہے۔ مثلاً ذات باری تعالیٰ، فرشتے، کتب سماویہ، انبیائے متقدمین علیہم السلام، احوال برزخ، علامات قیامت، حشر و نشر و صراط و میزبان، جنت و دوزخ وغیرہ۔ کل ما اخبر بہ الرسول علیہ السلام صلاً لا یتہدی الیہ العقول من اشراط الساعة و عذاب القبر و الحشر و النشر و الصراط و المیزان و الجنة و النار الخ (قرطبی ص ۱۲۱ ج ۱) انہ ما اخبر بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث جابر علیہ السلام و ہوا اللہ تعالیٰ ف ملائکتہ و رسلہ و الیوم و الآخر و القدر و الخیر و شرک الخ (روح المعانی ص ۱۱ ج ۱) ابن کثیر ص ۱۲۱ ج ۱، قرطبی ص ۱۲۱ ج ۱، ابن جریر ص ۱۲۱ ج ۱) توایت کا حاصل یہ ہوا کہ وہ لوگ ان تمام امور کو جو ان کی عقل و فہم اور حق و ادراک سے باہر ہیں، محض پیغمبر علیہ السلام کی اطلاع پر سمجھتے ہیں اور ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

یہاں ایک بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ عالم غیب کی تمام اشیاء اور ان سے متعلق احوال و کوائف مثلاً عالم برزخ اور بالبعد بشر کی تفصیلات و کوائف کو جو صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق ہی مانا جائیگا ظن نہیں اور عالم شہادت پر قیاس کے ذریعے عالم غیب کی کوئی چیز ثابت نہیں کی جاسکتی۔ عالم غیب کے امور جو نصوح قطعیہ سے ثابت ہیں مثلاً عذاب قبر و حشر و نشر وغیرہ ان کا انکار کفر اور جرم اور دلائل ظنیہ سے ثابت ہیں مثلاً زندگی کے بعض اعمال سے مردوں کا منتفع ہونا مثلاً ایصال ثواب، امت کے صلوة و سلام کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچنا، اور عالم برزخ میں ارواح کا اجساد مثالیہ میں متشہد ہو کر عبادات اور دیگر افعال بجا لانا وغیرہ ان کا انکار بدعت ہے اور وہ امور جن کی بنیاد محض ضعیف اور بالکل کمزور روایتوں پر ہوا ان کے انکار سے ایمان میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ ایسے امور کے رد و قبول میں قرآنی ارشادات اور صحیح روایتوں سے رہنمائی حاصل کی جائے گی۔ مردوں کا سنا، امت کے اعمال کا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش ہونا وغیرہ ایسے ہی امور ہیں۔ ان امور کی پوری تحقیق اپنی اپنی جگہ آئے گی۔ ۲۔ متقی لوگوں کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ نماز قائم رکھتے ہیں۔ نماز قائم رکھنے سے اس کو اس کے تمام فرائض و واجبات، سنن و مستحبات اور حقوق و آداب کے ساتھ ادا کرنا مراد ہے۔ یا تاتون بہا بحقوقہا (تفسیر جلالین ص ۱۱۱ ج ۱) عن ابن عباس اقامۃ الصلوٰۃ انتہا رکوع و السجود والتلاوة والختوم والاقبال علیہا فیہا وقال قتادۃ اقامۃ الصلوٰۃ المحاظۃ علی مواقیہہا ووضوہا و رکوعہا وسجودہا (ابن کثیر ص ۱۱۱ ج ۱) اقامتہا عبادۃ عن تعدیل ارکانہا وحفظہا من ان یقع خلل فی فرائضہا وسننہا وادابہا، (تفسیر کبیر ص ۱۱۱ ج ۱) ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز کی ایک ظاہری صورت ہے اور ایک باطنی حقیقت، ظاہری صورت تو یہ ہے کہ شرعی طریقہ کے مطابق نماز کی کابدن، اسکے کپڑے اور نماز پرٹھنے کی جگہ پاک ہو۔ اور نماز کو اس کے تمام ظاہری ارکان و آداب کی شرعی حدود کی پابندی کرتے ہوئے ادا کیا جائے اور نماز کی باطنی صورت یہ ہے کہ نماز کو فریضہ خداوندی سمجھ کر محض رضا سے مولیٰ کی خاطر پورے خشوع و حضور کے ساتھ ادا کیا جائے اور نماز کے دوران نماز ہی کو اپنے دل کی توجہ کا مرکز بنایا جائے۔ خیالات فاسدہ اور سادس شیطانیہ سے دل کو خالی اور پاک کھا جائے۔ لہذا نماز کو ان تمام ظاہری و باطنی حقوق کے ساتھ ادا کرنے کا نام اقامت صلوٰۃ ہے اور یہی متقین کی دوسری صفت ہے۔ اس صفت میں جس قدر کمال یا نقص ہوگا اسی قدر انفا میں فرق پڑ جائے گا۔ ۳۔ یتقین کی تیسری صفت یہ ہے بعض مفسرین نے اس آیت سے "زکوٰۃ" مراد لی ہے مگر اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ آیت اپنے عموم پر ہی معمول ہے اور تمام حقوق مالیہ کی ادائیگی کو شامل ہے خواہ وہ واجب ہوں یا غیر واجب، مثلاً زکوٰۃ، نفلی صدقہ، قربانی، اپنی ذات اور اہل و عیال پر خرچہ وغیرہ۔ واولی لتاویلات بالالیۃ واحقہا بصفة القوم ان یکون کانوا لجمیع الا ذمہ فی اموالہم مؤدین زکوٰۃ کان ذلک ادنفقہ من لزمته نفقته من اهل و عیال و غیرہم من تحب علیہم نفقته بالقرابة والملک و غیر ذلک (ابن جریر ص ۱۱۱ ج ۱) ابن کثیر ص ۱۱۱ ج ۱) ویدخل فیہ انفاق الواحب کالزکوٰۃ و الذکر والانفاق علی النفس وعلی من تحب نفقته علیہ والانفاق فی الجہاد اذا وجب علیہ والانفاق فی المندوب وهو صدقة التطوع ومواساة الاخوان وھذہ کلھا مما یدرج بہا (خازن ص ۱۱۱ ج ۱) بلکہ آیت اس سے بھی زیادہ عموم کی متحمل ہے۔ لفظ "ما" اپنے عموم اور وسعت کی وجہ سے ان تمام انعامات کو شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائے ہیں۔ خواہ مادی انعامات جیسے مال و اولاد، دولت و ثروت اور قوت و صحت وغیرہ۔ خواہ علمی جیسے علم و ہنر، عقل و حکمت اور فہم و فراست وغیرہ۔ لہذا اپنی قوت و صحت اور اولاد کے ذریعے دوسروں کی مدد کرنا، علم و حکمت سکھانا، مفید اور مخلصانہ مشورہ سے تعاون کرنا یہ سب اس آیت کے تحت داخل ہیں (الانفاق) البذل من النعم الظاہرۃ والباطنۃ وعلماً لایقال بہ ککنز لا ینفق منه (روح المعانی ص ۱۱۱ ج ۱) وقال بعض المتقدمین فی تاویل قولہ تعا و مہما رسوا قہم ینفقون ای ما علمنا ہر یعلمون (قرطبی ص ۱۱۱ ج ۱) ۴۔ یتقین کی چوتھی صفت ہے۔ اس آیت میں دو چیزوں کا ذکر ہے ایک وہ وحی جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ دوسری وہ وحی جو پہلے پیغمبروں پر اتاری۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کی کتابوں پر ایمان لانے سے مراد صرف یہ ہے کہ انہیں اللہ کی طرف سے مانا جائے اور انہیں سچا سمجھا جائے ان پر عمل کرنا واجب نہیں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے حق اور من عند اللہ ماننے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی کیا جائے اور اپنی زندگی اس کی ہدایت کے مطابق بسر کی جائے۔ آپ کی وحی صرف قرآن مجید ہی میں منحصر نہیں بلکہ آپ کے تمام دینی ارشادات جو کتب احادیث میں موجود ہیں یہ سب جی تھے تو جس طرح قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح قرآن کے علاوہ وحی وحی کو ماننا بھی فرض ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے اگر جاری ہوتی تو یہاں اس پر بھی ایمان لانے کا ذکر ضرور ہوتا۔ اس آیت میں جس ایمان کا ذکر ہے یومنون بالغیب کے الفاظ پورے عالم غیب پر حاوی تھے۔ مگر اس آیت میں عالم غیب کی صرف دو چیزیں کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے یعنی گذشتہ وحی اور موجودہ وحی پر ایمان لانا۔ تو اس شخصیت بعد التعمیم سے یہود و نصاریٰ میں سے جو لوگ ایمان لا چکے تھے ان کی عزت افزائی اور ان کی فضیلت کا اظہار مقصود ہے۔ (روح المعانی ص ۱۱۱ ج ۱) تفسیر کبیر ص ۱۱۱ ج ۱) تفسیر ظہری ص ۱۱۱ ج ۱) ۵۔ یتقین کی پانچویں صفت ہے۔ یہاں آخرت سے مراد دار آخرت یعنی قیامت ہے کہ نبوت جیسا کہ منکر خیم نبوت کا خیال ہے۔ چنانچہ دوسری آیت میں ارشاد ہے وَلَئِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَکَیْ الْحَیْوَانُ ط (عنکبوت ۲۷) قیامت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ حشر و نشر، حساب و کتاب، جنت و دوزخ اور یوم قیامت کو جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب کچھ ماننے اور اس کے وقوع پر یقین رکھتے ہیں۔ یہاں تک تو دعوت توحید کو قبول کرنے والوں اور کتاب ہدایت سے منتفع ہونے والوں کی صفات و علامات کا ذکر تھا۔ اب آگے ان صفات کا تذکرہ اور ان کے حاملین کا جزا کا بیان ہے۔

(تفسیر ظہری ص ۲۷ ج ۱، روح المعانی ص ۲۹ ج ۱) یعنی ان کافروں کے حق میں آپ کے انذار عدم انذار کے یکساں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا اور وہ ایمان نہیں لائیں گے یا لَا يُؤْمِنُونَ جملہ ان کی خبر ہے۔ اور سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ الْحَرُّ وَزَمْجَانٌ جملہ مقررہ ہے۔ اور خبر ان والجملة قبلها اعتراض (روح المعانی ص ۲۹ ج ۱، مدارک ص ۱۷ ج ۱) آیت کا مفہوم دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے۔ اللہ یہ جملہ معلوم ہے اور ماقبل کی علت اور اس کا سبب بیان کر رہا ہے۔ اعلیٰ اللہ تعالیٰ لما بین فی الآیۃ انہم لا یؤمنون اخبار فی ہذا کا الایۃ بالسبب الذی لاجلہ لہ یؤمنوا وهو الخبر (تفسیر کبیر ص ۲۹ ج ۱) حَتَّمَا اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ اسْتِغْنَاءَ تَعْلِيلِي مَا سَبَقَ مِنَ الْحُكْمِ (ابو السعود ص ۲۸ ج ۱) اشارۃ الی برہان الی للحکم السابق (روح المعانی ص ۲۹ ج ۱) یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انذار کے باوجود ایمان نہیں لائیں گے۔ کیونکہ ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگ چکی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ چکا ہے۔ قبول حق کی تمام راہیں ان پر بند ہو چکی ہیں اس لئے اب وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اس دولت سے ہمیشہ کے لئے محروم رہیں گے۔ اب یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہی نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اور اس طرح ان پر قبول ہدایت کی تمام راہیں روک دیں تو پھر اگر وہ ایمان نہیں لائے اور کفر پر مہر لگے تو انہیں سزا کس قصور پر دی جائے گی؟ کیونکہ مہر خداوندی کی وجہ سے وہ کفر پر مہر لگنے پر مجبور تھے۔ لہذا بات عدل و انصاف کے منافی ہے کہ ایسے لوگوں کو سزا دی جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے، وہ کسی کو بلا قصور سزا نہیں دیتا اس آیت میں ان کافروں کا جو انجام بیان کیا گیا گوہر خداوندی کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔ دیکھنے سننے کیلئے آئیں انھیں اور کان دیئے غور و فکر اور سوج بجا کیلئے دل و دماغ اور عقل و شعور کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ ارشاد ہے۔ وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَا عِلْمَ تَشْكُرُونَ (سورہ نحل رکوع ۱۱) پھر آقا و انفس کے واضح اور روشن دلائل کے دفتر اس کے سامنے کھول دیئے تاکہ وہ اپنے حواس کے ذریعے ان میں غور و فکر کر کے حق و باطل میں امتیاز کر سکے۔ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخُطُوبُ (حم السجدہ رکوع ۶) اور پھر اسی پر ہی بس نہیں کی بلکہ سیدھی راہ دکھانے اور عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ حق سمجھانے کے لئے پیغمبر بھی بھیجے جنہوں نے دن رات اللہ کا پیغام انہیں سنایا اور ان کے تمام شبہات دور کر کے اللہ کی محبت ان پر قائم کی رَسُولًا مُّبَشِّرًا وَمُنذِرًا عَلَىٰ كُلِّ قَوْمٍ لِّتَبَيَّنَ لِلنَّاسِ عَلَىٰ اللَّهِ حُجَّةٌ مِّنْ بَعْدِ الرُّسُلِ (سورہ نسا رکوع ۲۳) لیکن اس کے باوجود کہ حق ان پر واضح ہو گیا۔ اور انہوں نے حق کو اچھی طرح پہچان لیا۔ انہوں نے حق کو نہ مانا بلکہ محض ضد و عناد کی وجہ سے کفر و انکار پر ڈٹے رہے۔ نہ آنکھوں سے کام لیا نہ کانوں سے۔ نہ عقل و شعور کی کواستعمال کیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ کفر و انکار ان کے رگ و ریشہ میں مریت کیسے ان کی طبیعت ثانیہ بن گیا۔ ان کے حواس بیکار ہو گئے اور حق کا احساس و شعور ہمیشہ کیلئے ان سے رخصت ہو گیا۔ اور ان پر گمراہی کی ایک ایسی نایاب اور ظلمت چھا گئی کہ اب وہ اس سے باہر نہیں آسکتے مگر اہی کی اس کیفیت کو مہر سے تعبیر کیا گیا ہے تو یہ مہر ہوگی ہے تو وہ قانون تحریر کے تحت اپنے اسباب و علل کی بنا پر لگی ہے۔ جب کوئی شخص حق کو پہچاننے کے بعد محض ضد و عناد کی وجہ سے اپنے اڑے اور اختیار سے کفر کو ایمان پر ترجیح دیتا ہے تو اس سے ایمان کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور اس کے حواس بیکار ہو جاتے ہیں اور وہ جدھر جانا چاہے اسے ادھر ہی کو دھکیل دیا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا كَافِرِينَ (سورہ احزاب رکوع ۳) اور دوسری جگہ ارشاد ہے وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (سورہ نسا رکوع ۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ ان کے حواس پر چھ لگنا، اور سعادت ایمان سے ان کی ابدی محرومی، یہ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہیں۔ ان کے محمود و انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس مہر کی وجہ سے انہیں کفر پر مجبور کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ رَوَاتُ الدُّرُوحِ سے مہر جباریت سے تعبیر فرمایا کرتے تھے۔ اور عارفِ رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

اب نہ جبر و معنی جباریت معنی جباریت رازاری ست

اب یہاں ایک اور سوال باقی رہ جاتا ہے کہ حَتَّمَا اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ مہر لگانے کو اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مہر لگانا ان کے اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے انہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک تمام افعال عباد کا خالق خدا تعالیٰ ہے اور ہر کام کیلئے فاعل مباشر اور سبب کا مومن ضروری ہے اور کام کو چونکہ تینوں نسبت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مخلوق ہونے کی نسبت، فاعل سے صدور کی اور سبب سے ترتیب کی۔ اس لئے فعل کو تینوں کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کو قتل و غارت گری کے جرم میں پھانسی دے دی جاتی ہے تو اسے لوگ مختلف عبارتوں سے بلے زنی کریں گے۔ کوئی کہے گا "اللہ نے اس کا بیڑا غرق کر دیا" کوئی کہے گا "اس نے خود ہی اپنا خانہ خراب کر دیا" اور کوئی یوں گویا ہوگا کہ بد اعمالیاں اسے لے ڈوبیں، اپنی اپنی جگہ تینوں فقرے صحیح ہیں۔ جس نے اس مجرم کی تباہی کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے اس کی ہرگز یہ غرض نہیں اور نہ ہی سامعین نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کی تباہی کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ مجرم ہی الذمہ اور بے قصور ہے بلکہ اس کی تباہی کو اللہ کی طرف اس لئے منسوب کیا گیا ہے کہ وہ خالق الافعال ہے۔ باقی رہی اس کی تباہی تو وہ اس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح مہر لگانے کو مختلف نسبتوں کی وجہ سے مختلف ذوات کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ مہر لگانے کا اصل سبب چونکہ ان کے اپنے اعمال تھے اس لئے کبھی اس کیفیت کو ان کے اعمال سے وابستہ کیا گیا۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (تطہیف) اور کبھی ان معاندین نے اس مہر کی سی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے سب کچھ اپنی ہی طرف منسوب کر لیا۔ وَذَٰلُوا أَفْوَاقًا لَّوْ يَبْأُفِيْ اَكْبَرُ مَسْمَاتٍ سَعُونَ اِلَيْهِ وَفِيْ اِذَا اِنَّا وَ قَرْنَا وَمِنْ بَيْنِنَا وَ بَيْنِكَ حِجَابٌ فَاَعْمَلْنَا اِنْتَا عَمَلُوكَ (حم السجدہ رکوع ۱) اور اللہ تعالیٰ چونکہ خالق الافعال، علت الحلل اور سبب الاسباب ہے اس لئے اس لحاظ سے مہر لگانے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بھی کی گئی ہے جیسا کہ زیر بحث آیت میں ہے اس لئے مہر لگانے کو اللہ کی طرف منسوب کرنے سے ایمان سے ان کی محرومی، کفر پر موت اور ابدی عذاب کی ذمہ داری اللہ پر عائد نہیں ہوتی یہ سب کچھ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور ان کا اپنا ہی کیا دھرا ہے۔

یہاں تک کافروں کا ذکر تھا۔ اس کے بعد منافقوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔

تیسری جماعت (منافقین)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا مگر باطن میں کافر ہی رہے۔ ان لوگوں نے زبان سے تو اسلام کا اقرار کیا۔ مگر دل سے انکار کیا۔ اللہ اس آیت میں منافقین کے ایمان کی حقیقت بیان فرمائی کہ زبان سے تو وہ اللہ کی توحید و آخرت کا اقرار کرتے ہیں لیکن ان کے دل یقین و ایمان اور تصدیق و اذعان سے یکسر خالی ہیں۔ اس کے بعد منافقت اور دودھی چال سے ان منافقین کی غرض و فائت بیان کی گئی ہے۔ اللہ اس دودھی چال سے وہ مسلمانوں کو فریب دیکھان سے دُنیوی اور مادی فائدے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیوں کہ ظاہری طور پر اسلام قبول کر لینے سے دُنیوی احکام میں وہ مسلمان ہی شمار ہوں گے۔ ان کا جان و مال محفوظ ہو جائے گا اور مسلمانوں کو وقتاً فوقتاً حاصل ہونے والے اموال غنیمت اور

بیکرادی فوائد میں وہ ان کے ساتھ برابر کے شریک ہوں گے۔ یٰحَسْبُ عَوْنُ اللَّهِ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ دھوکہ اور فریب تو اسے دیا جاسکتا ہے جو لاعلم ہوا درحقیقت سے ناواقف ہو لیکن اللہ تعالیٰ تو عالم الخیب والشہادہ ہے۔ اور مظلوم اور ہرچیز کو جانتا ہے۔ اسے کیونکر دھوکہ دیا جاسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے ای چند عوون رسول اللہ (تفسیر مدارک صفحہ ۱۷، قرطبی صفحہ ۱۹۵، مظہری صفحہ ۲۵، خازن و معالم صفحہ ۲۵، کبیر صفحہ ۲۸، روح المعانی صفحہ ۱۴۳، انیشا پوری صفحہ ۱۷، بحر المحیط صفحہ ۱۷) یعنی اللہ کے رسول کو دھوکہ دیتے ہیں (اس سے یہ بھی بخوبی ظاہر اور معلوم ہو گیا کہ ان تمام مقتدرین اہل سنت و جماعت کا یہ متفقہ اور ملکہ عقیدہ تھا کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الخیب نہ تھے نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور پر) یا اللہ کو دھوکہ دینے سے ایمان والوں کو دھوکہ دینا اور وہ بھی صرف اس لئے کہ وہ مومن توحید کے پابند ہیں۔ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ کو دھوکہ دینا۔ وقیل لہم اذہم المؤمنون واذ احادہم المؤمنون فکانہم خادعوا اللہ تبارک و تعالیٰ (خازن صفحہ ۱۷) وقیل ذکر اللہ ہلہنا تحسین المؤمنین بالمخادعۃ الذین امنوا (معالم صفحہ ۱۷) اس صورت میں واقعہ تفسیر ہو گیا۔ اور وہ الذین امنوا کا عطف ماقبل پر تفسیری ہو گا۔ گئے منافق یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی اس دورنگی پسلی سے مسلمانوں کو دھوکہ دیکر مرنے کر رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو دھوکہ نہیں دے رہے بلکہ اپنی جانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اس منافقانہ روش سے غیر شعوری طور پر اپنی ہی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ ۱۷ مگر انہیں اس بات کا شعور و احساس تک نہیں ہے کہ ان کی یہ غلط روش خود انہی کی تباہی کا باعث ہو گی اور اس کا وبال خود انہی پر پڑے گا۔ (قرطبی صفحہ ۱۷، معالم صفحہ ۲۵، اگلی آیت میں منافقین کے حال پر مزید روشنی ڈالی ہے۔ ۱۸ ان کے باطن کی خرابی اور فساد و فحشاء کو بھاری سے تعبیر فرمایا۔ والمرض عبادۃ مستعدۃ للفساد الذی فی عقائدہم (قرطبی صفحہ ۱۷) اور یہ لفظ اتفاق رشک دریب، حمود و انکار، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے عداوت اور بغض و حسد وغیرہ سب کو شامل ہے۔

رفی قلوبہم مکرر شکر و نفاق (معالم صفحہ ۱۷) ابن جریر صفحہ ۱۸۱، استنجہ ہلہنا لما فی قلوبہم من الجہل وسوء العقیدۃ وعداۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیر ذلک من فنون الکفر (ابوالسعود) و مجاز ابان يستعار لبعض احوال لقلب کسوء الاعتقاد والعل والحسد المیل الی المعاصی فان صد دھم کانت تغلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلاً وحققاً (تفسیر نیشاپوری صفحہ ۱۷) اور بیماری عضوی کی اس غیر طبعی حالت کا نام ہے جس کی وجہ سے عضو کے طبعی افعال میں خلل و فساد واقع ہو جائے۔ یہ تمام امور چونکہ دل کو خدا کی معرفت اور اس کی سچی اطاعت اور مخلصانہ عبادت سے روکتے ہیں اس لئے یہ سب مافی اور قلبی امراض ہیں۔ (من الکبیر صفحہ ۱۷) شک و نفاق اور بغض و حسد کی بیماری جو ان کے دلوں کو لگی ہوئی تھی کم ہونے کے بجائے روز بروز بڑھتی گئی۔ جو جو قرآن نازل ہوتا ان کا کفر و نفاق بڑھتا جاتا کیونکہ ہر آیت کو ساتھ وہ منافقانہ سلوک کرتے۔ بظاہر اسے مانتے لیکن دل میں اس کا انکار کرتے یا توں جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو دشمنوں پر غلبہ اقتدار حاصل ہوتا گیا اور دین اسلام کی شان و شوکت میں ترقی ہوتی گئی تو ان کے دلوں کی جلن اور تکلیف اور ان کے سینوں میں بغض و حسد آگ بڑھتی گئی۔ و زیادۃ اللہ تبارک و تعالیٰ انہم مرضہم اما بتضعیف حسدہم بنعم اللہ تبارک و تعالیٰ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنین و اظلمۃ قلوبہم بتجدد کفرہم بما یزولہ سبحانہ شیئاً فشیئاً من الآیات والذکر الحکیم (روح صفحہ ۱۷) قرآن اللہ میں خفاء تعقیب کیلئے جس کا مطلب یہ ہے کہ فاکا مابعد ماقبل پر مرتب ہے۔ والفاء للدلالة علی توتبہم فہموا علی (ابوالسعود صفحہ ۱۷) یعنی ان کی بیماری انہیں کی بد اعمالیوں، و بد پرہیزیوں کا نتیجہ ہے۔ باقی رہا اضافہ مرض کو خدا کی طرف منسوب کرنا تو وہ مرض اس لئے ہے کہ وہ مسبب لاسباب ہے اور فاعل حقیقی ہے۔ آیت کے ان دونوں حصوں میں منافقین کے انجام کی علت اور سبب کا بیان تھا آگے ان کے انجام کا ذکر ہے۔ ۱۸ منافقین خبث باطن اور فساد عقیدہ کی خطرناک بیماری میں مبتلا تھے۔ خدا کی طرف سے آیات شفا لگانا نازل ہوتی رہیں۔ مگر انہوں نے ان سے اعراض کیا اور ان سے فائدہ اٹھانے کی ادنیٰ سی کوشش نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا مرض بڑھتا گیا اور آخر ان کی ہلاکت کا باعث ہوا اور وہ دائمی عذاب اور دردناک سزا کے مستحق قرار پائے۔ ہما کائوا لیکذبتہم وہ یہاں باسببیت گئے (در ما مصدر یہ ہے۔ (روح صفحہ ۱۷) ابوالسعود صفحہ ۱۷) اور فعل ناقص دوام واستمرار کیلئے ہے (ابوالسعود، روح صفحہ ۱۷) یعنی مسلسل کذب بیانی اور نفاق پر لگانا اور امر کی وجہ سے انہیں مذکورہ سزا کا حکم سنایا گیا ہے اور یہاں جھوٹ بولنے سے وہی نفاق مراد ہے یعنی دل میں سلام کا انکار چھپائے ہوئے ہیں مگر زبان سے امتنا باللہ و ربنا لبیوہم (آخر کا اقرار کرتے ہیں) ومعناہ بکذبہم وقولہم امتنا و لبیوہم امتنا باللہ و ربنا لبیوہم (مدارک صفحہ ۱۷) ای بکذبہم فی قولہم امتنا باللہ و ربنا لبیوہم (آخر کا اقرار کرتے ہیں) آگے منافقین کی مزید خباثتیں ذکر کر کے ان کے حال کو اور واضح کیا گیا ہے۔

۱۹ منافقین بظاہر مسلمان تھے لیکن دہرہ دہرہ سے ربط قائم کر رکھا تھا۔ مسلمانوں کے پوشیدہ راز ان تک پہنچاتے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف کساتے رہتے اور اس طرح فتنہ و فساد کیلئے زمین ہموار کر رہے تھے۔ و کان فساداً لمنافقین فی الارض انہم کانوا یما یلون الکفار و یما یلون علی المسلمین بافشاء اسرارہم الیہم و اعدائہم علیہم و ذلک مما یؤدی الی ہجیم الفتن بینہم (مدارک صفحہ ۱۷) والفساد منہا النفاق الذی صافرا بہ الکفار فاطلعوہم علی اسوار المؤمنین فان کل ذلک یؤدی الی خراب لا دھن و قلة الخیر و نزاع البرکۃ و تعطیل المناخ (روح صفحہ ۱۷) ۲۰ یعنی ہم نے تو مسلمانوں اور کافروں دونوں فریقوں سے میل جول قائم کر رکھا ہے اس سے ہمارا مقصد صرف دونوں فریقوں میں صلح و آشتی کی فضا پیدا کرنا ہے اور کچھ نہیں ان ہذا المدا واة سعی فی الاصلاح بین المسلمین والکفار (کبیر صفحہ ۱۷) قالوا انما نری الاصلاح بین المؤمنین و اهل کتاب (ابن جریر صفحہ ۱۷) ۲۱ یہ منافقوں کے دعوے کا نہایت ہی بلیغ طریقہ ہے کہ وہ جملہ منافقہ لاکر اور حرف تنبیہ سے سامعین کو متوجہ کر کے حرف تاکید اور کلمہ حصر سے اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ یہ لوگ مصلح ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں حالانکہ فتنہ و فساد کا سرچشمہ ہی لوگ ہیں اور زیادہ تر فساد انہیں کے ذریعے پھیل رہا ہے۔ ۲۲ ان کے دل میں نفاق کی وجہ سے اس حد تک مردہ اور بے حس ہو چکے تھے کہ اصلاح و فساد میں امتیاز نہیں کر پاتے اور شر و فساد کو امن و صلاح قرار دے رہے ہیں۔ و هذا اما نافی عن جہل مرکب فاعتقدوا الفساد صلاحاً و اصراراً و استکباراً (روح صفحہ ۱۷) ۲۳ یہ منافقین کی دوسری خباثت ہے۔ زبان سے آمنتا کہہ کر مومن ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں لیکن وہ جھوٹے ہیں۔ یہاں دوبارہ انہیں ایمان لانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ وہ منافقانہ طور پر ایمان لانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ ای ایماناً موقوفاً بالانحلال بعدل عن النفاق (کبیر صفحہ ۱۷) مقرر دنا بالانحلال من خالصاً عن شوائب النفاق (روح صفحہ ۱۷) اور الناس فی الف لام عہد کلہم اور اس سے مراد مہاجرین و انصار ہیں یا وہ مومنین مراد ہیں جو ال کتاب میں سے ایمان لا چکے تھے۔ عبد اللہ بن سلام وغیرہ من مومنی اهل کتاب قیل کما امن المهاجرون والارضاء (معالم صفحہ ۱۷) انہا للہدی کما امن رسول اللہ و من معد و ہم و ناس معبودون او عبد اللہ بن سلام و انشیاء (کبیر صفحہ ۱۷) صلاک مچا ۲۴ یہ منافقین کا قول ہے اور لفظ سفہا سے انہوں نے صحابہ کرام پر طعن کیا ہے یعنی ہم (خاکش بدین) ان بیوقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں جو اپنے نفع و نقصان کو بھی نہیں سمجھتے۔ و انہا سفہوہم جہلاً منہم حیث اشتغلوا بما لا یجبدی فی دہمہم (روح صفحہ ۱۷) امام رازی فرماتے ہیں کہ منافقین صاحب اقتدار لوگ تھے وہ دولت و اقتدار کے نشہ میں غمور طبقہ دین اسلام کو باطل سمجھتا تھا اور جو شخص باطل دین کو قبول کرے وہ بیوقوف ہو جاتا ہے (کبیر صفحہ ۱۷) جیسا کہ آج کل روشن خیالی کے مرض میں مبتلا اور نشہ اقتدار میں بدست طبقہ دین کا درد رکھنے والوں اور ان کی خدا اور رسول کے احکام سے بغاوت پر حرف گیری کرنے

والوں کو کم فہم، دُفیا نوسی اور موجودہ دور کے تقاضوں سے بے خبر و غیور القاب سے سرفراز فرماتے ہیں۔ یہ بعینہ ان منافقین کی تقلید ہے۔ **۱۱** یہاں بھی اسی زور اور تاکید کے ساتھ منافقین کا رد کیا گیا ہے۔ یعنی اصل میں بے وقوف تو وہ خود ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام کے متفقہ دین کو قبول کر لیا اور کم عقلی کا الزام لگا رہے ہیں۔ **۱۲** الا انهم هم السفهاء دون المؤمنين المصدقين باللہ و رسولہ و ثوابہ و عقابہ (ابن جریر ص ۱۹۹) **۱۳** ان کی بہالت اور نادانی کا یہ عالم کہ وہ اپنی اس کھلی ہوئی حماقت اور سفاقت کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔

۱۴ فائدہ ان آیتوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوئی ہے یہ آیتیں ان کے مومنین مخلصین ہونے کا بین اور لا فانی ثبوت ہیں ان کا ایمان اس قدر کامل، شوائب نفاق سے اس قدر پاک، خدا کے نزدیک استغفر پسندیدہ اور مقبول ہے کہ اسے منافقین کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ نیز اس مبارک جماعت کو بوقوف کہنے والوں کو پرلے درجے کے بوقوف قرار دیا ہے **۱۵** یہ منافقوں کی

الْحَمْدُ

۲۳

البقرة ۲

لَا تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝۱۱

فساد نہ ڈالو ملک میں کہہ تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں

۱۲ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَاسِدُونَ وَلَكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝۱۲

جان لو وہی ہیں خرابی کرنے والے لیکن نہیں سمجھتے

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ امْنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا

اور جب کہا جاتا ہے ان کو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے سب لوگ یعنی صحابہ تو کہتے ہیں

أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۝۱۳ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ

کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بے وقوف جان لو وہی ہیں

السُّفَهَاءُ وَلَكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۝۱۴ وَإِذَا لَقُوا

بے وقوف ہیں لیکن نہیں جانتے **۱۵** اور جب ملاقات کرتے ہیں

الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ

مسلمانوں سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں **۱۶** اور جب تنہا ہوتے ہیں اپنے شیطانوں (یعنی

شَیْطَانِهِمْ) قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ

مشران یہود و مشرکین **۱۷** **۱۸** (جا کر) تو کہتے ہیں بیشک تمہارے ساتھ ہیں ہم تو

مُسْتَهْزِئُونَ ۝۱۹ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمْدُحُ

ہنسی کرتے ہیں (یعنی مسلمانوں) اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے **۲۰** اسے اور ترقی دیتا ہے

فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝۲۱ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا

ان کو ان کی کسرٹی میں (اور) حالت یہ ہو کر دو **۲۲** (شک زدوں) حیران پھر رہے ہیں۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے مولیٰ

الصَّلَاةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبَّحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا

کراہی (فطری) ہدایت کے بدلے **۲۳** سونا فح نہ ہوئی ان کی سوداگری اور نہ

كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝۲۴ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْفَدَ

ہوئے وہ راہ پالنے والے **۲۵** ان کی مثال **۲۶** اس شخص کی سی ہے جس نے

مصر ۱

تیسری خباثت ہے کہ جب وہ با اثر اور مخلص مومنوں سے ملے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم خالص ایمان لائے ہیں آئنا سے منافقین مسلمانوں کو اس بات کا یقین دلانا چاہتے تھے کہ اب انہوں نے نفاق چھوڑ دیا ہے اور دل سے خالص ایمان قبول کر لیا ہے کیونکہ ان کا زبانی ایمان تو مسلمانوں کو پہلے بھی معلوم تھا۔ فلما اذا خلصنا بالقلب الدلیل علیہ ان الاقرار باللسان کان معلوماً آمنہم (کبیر (۲/۲۱۱) مگر یہی لفظان کے نفاق کی غمازی کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو پہلے سے اس نفاق کا علم تھا اب اس کی تردید کیلئے اور ان کے دلوں میں اپنے اخلاص کا سکہ بٹھانے کے لئے انہیں کوئی تاکید کی جملہ استعمال کرنا چاہیے تھا مگر اس کے باوجود وہ سرسری طور پر صرف اُمنّا کا لفظ استعمال کرتے ہیں اس لئے کہ نفاق قلبی کی وجہ سے وہ تاکید کیلئے کو گوارا نہیں کر سکتے۔ **۲۷** خلا کا صلہ عام طور پر بات ہے مگر یہاں (آئی آہے) اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں خلا ذہاب کے سنوں کو متضمن ہے اور مطلب یہ ہے کہ منافقین مسلمانوں سے ملنے کے بعد جب اپنے لیڈروں کے پاس جاتے ہیں تو وہاں مسلمانوں کے سامنے کئے ہوئے اقرار کے خلاف باتیں کرتے ہیں اس شخص کا فائدہ

یہ ہے کہ اس سے منافقین کی منافقت خوب عیاں ہو جاتی ہے۔ لہذا ایذا ہین محذوف سے متعلق ہے جو خلو کے فاعل سے حال ہے۔ اور شیاطین الی شیاطینہم۔ اور شیاطین سے علمائے یہود، اور اور مشرکین زیادہ۔ شرک و کفر کے لیڈر مراد ہیں۔ شیاطینہم سادہم و کبراً و کبراً رؤساء معترضے اس لئے من احبار الیہود و رؤسایہم و رؤسایہم و رؤسایہم (ابن کثیر ص ۱۵)

۱۹ یعنی دین اور ایمان اور عقیدہ میں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ انہا صاحبو و موافقو علی دینکم (مدارک ص ۱۸۱ ج ۱) **۲۰** یعنی ہم دل سے

تھوڑے مسلمان ہیں۔ دل سے تو تمہارے ساتھ ہیں مسلمانوں کے سامنے

۲۱ ایمان کا اظہار محض استہزاء اور تمسخر کے طور پر اور انہیں بوقوف بنانے کے

۲۲ نئے کرتے ہیں۔ تاکہ وہ ہمیں مسلمان سمجھیں اور ہم سے مسلمانوں کا معاملہ

۲۳ کریں۔ ہمارا مال و جان محفوظ ہو جائے اور ہمیں مال غنیمت وغیرہ میں

۲۴ سے حصہ مل جایا کرے۔ اغناستخف بهم فی ذلک القول اصون دماثنا

۲۵ واصوالنا و ذریاتنا و نھم ص ۱۸ ج ۱) **۲۶** بعض اوقات "جرم" کی ہر پر

لفظ "جرم" کا اطلاق کروا جاتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں

اس تمسخر اور استہزاء کی سزا دیگا۔ ان بنتقم منہم و یجاذبہم علی استہزاءہم فہم علی العقوبۃ باسم الذنب (رقطبی ص ۱۸ ج ۱) اور بعض نے کہا کہ جس طرح منافقین مسلمانوں کو بنا رہے ہیں

طرح اللہ بھی منافقوں کو بنا رہا ہے اور ان سے تمسخر کا معاملہ کر رہا ہے مثلاً دنیا میں ان پر اسلام کے احکام جاری کر رکھے ہیں اور انہیں مہلت دے رکھی ہے جب وہ کفر و کسرٹی کی انتہا کو پہنچ جائیں گے تو جہانک صرے جائیں گے

منافقین ان چیزوں کو اپنے حق میں مضید سمجھ رہے ہیں مگر حقیقت میں یہ چیزیں ان کی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ہیں۔ ۱۰۱ لایہ جاریۃ علی سبیل التمثیل والامراد یعلمہم سبحانہ معاملۃ المستہزیئ اما فی الدنیا

باجزاء احکام الاسلام و استمداد جھم من حیث لا یعلمون (روح مشرق ص ۱۸ ج ۱) **۲۷** دوسری تفسیر کے مطابق یہ اللہ کیستہ ہزیئ ہے ہمز کا بیان ہے۔ معطوف علی قولہ سبحانہ وقتاً کیستہ ہزیئ ہی ہمز کا بیان لے کر ای (روح مشرق ص ۱۸ ج ۱) **۲۸** فی طغیانہم یمدحہم سے متعلق ہے اور یعمہم ہون ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی وہ انہیں کسرٹی اور گمراہی میں بٹھار رہا ہے اور وہ بے اطمینانی اور شک و

تردد میں حیران و سرگرداں پھر رہے ہیں **۲۹** اُولَٰئِكَ سے مذکور منافقین کی طرف اشارہ ہے جن کی خباثتوں کا بھی ذکر ہوا ہے۔ ان کی تمام خباثتوں کا چہرہ اختیاری گمراہی ہے

[illegible]

171

وہیں تھے مالک مہر کار بن جاؤ جس (بی) اے بیا واسطے بہار کے

الحمد لله

فتح الرحمن و نه مترجم گوید حاصل مثل آنست که اعمال منافعال هر چه باشد چنانچه روشنی آن جماعه در رشد ۱۲ - و مترجم گوید حاصل مثل آنست که منافقان در ظلمات لغائبه افتادند و چون مواظب علیّه نشوند فی الجمله ایشانرا سببی میشود و آن مانع نمیکند مانند مسافران که در شب تاریک و در جریان باشند و در برق دوسه قدم بردند و باز ایستند و الله اعلم ۱۲ -

رشد و ہدایت کی آگ جلائی فلما اصابته ما حوله کے بعد یہ عبارت مخدوف ہے و عند رجال اخرين یعنی اس آگ جلانے والے کے پاس کچھ اور لوگ بھی موجود تھے مگر یہ لوگ اس آگ کی روشنی سے خروم رہے کیونکہ آگ کے لئے روشنی کے ساتھ ساتھ مینائی کا ہونا بھی ضروری ہے ذہب اللہ بنورہم اللہ نے ان سے نور بصیرت ہی عین لیا یہ کفار مکہ تھے جو آگ جلانے والے کے پاس موجود تھے جب قرب دہر کے لوگ اس نور ہدایت سے مستفید ہوئے تھے اس وقت کفار مکہ صند و عناد و انض و سکر و جہ سے کفر و عصیان اور تجرد و انکار پر کمر بستہ ہو گئے تو اس کا لازمی و کمونی نتیجہ یہ ہوا کہ ان سے وہ نور بصیرت جو فطرۃ ہر انسان کو ملتا ہے چھین لیا گیا اور ان کے دلوں سے احساس حق کی صلاحیت سلب کر لی گئی۔ و نزلہم فی ظلمات لا یبصرون ان کے دلوں اور کانوں پر مہر جباریت ثبت کر دی گئی اور ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے گئے اور انہیں گھپ اندھیرے میں چھوڑ دیا گیا کہ اب وہ کبھی راستہ نہیں دیکھ سکیں گے۔ صلوٰۃ علیہم و آلہم و سلم۔ اس آیت کا مفہوم عجیب و غریب ہے جو حنظلہ اللہ الخ کا ہے۔ یہ ہے اور اندھیرے میں اس لئے کہ ان کے کانوں پر مہر اور ان کی آنکھوں پر پردے۔ گوئیے اس لئے ہیں کہ ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے۔ جب ان میں حق سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں تو حق کوئی کاد و پردہ کی نہیں ہوگا۔ جب کچھ سمجھیں گے ہی نہیں تو بولیں گے کیا؟ اور لا یبصرون کا یہاں کا مفہوم ہے جو دلوں لا یبصرون کہ ہے۔

ایک بات ذہن نشین رہے کہ یہاں کفار کی ذوات کو ذات مستوق سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ ان کے قفسے کو قفسہ مستوق سے تشبیہ دی گئی ہے۔ و اما تشبیہ قفسہ مستوق المستوق (کبر ۲۹) آؤ کصیب پہلی تفسیر کے مطابق یہ منافقین کی دوسری مثال ہے اور آؤ تفسیر کے لئے ہے اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کے مطابق آؤ تو منع کیلئے ہے اور یہ منافقین کے حال کی واضح مثال ہے اور پھر اس تمثیل کی دو تفسیریں ہیں ایک واللہ یحیط بالکفرین تک اور دوسری یکاد البقی سے آخر ذکر تک۔ اور صیب سے پہلے لفظ ذوی یا اصحاب مخدوف ہے ای کا اصحاب صیب (مسلم ص ۱۵۷) یعنی منافقوں کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جو شدید بارش میں گھر جائیں اور صیب کے معنی موسلا دھار بارش کے ہیں۔ لے سارا ہر چیز کو کہتے ہیں جو اوپر کی جانب ہو السماء کل ما علاک فاطلک (قرطبی ص ۱۷۲) اور یہاں سما سے مراد اداول ہیں۔ ای من السحاب (مسلم ص ۱۷۲) یجعلون الخ ظلمات اور رعد سے متعلق ہے۔ اور حذر الموت یجعلون کا مفعول لہ ہے جو اس فعل کی علت بیان کر رہا ہے یعنی اس رعد سے کہ کہیں صواعق کی گرجا ر آواز سے وہ ہلاک ہو جائیں وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں تاکہ وہ صواعق کی آواز سن ہی نہ سکیں۔ اس تمثیل میں صیب سے مراد ایمان یا قرآن ہے۔ ظلمات اور رعد سے وہ شائد اور تکالیف مراد ہیں جو ایمان لانے کے بعد برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ یا اس سے قرآنی وعیدیں اور تنویہیں مراد ہیں اور برق سے ایمان کے دنیوی فوائد یا قرآن میں رشد و ہدایت کا ذکر مراد ہے اور صواعق سے مراد شرعی تکالیف یا قرآن کی وعدہ و وعید کی آیات ہیں (کبر ۲۹) ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴

کہ روشنی میں راستہ دیکھتے اور اندھیرے میں راستہ ٹھول ٹھول کر آگے بڑھنے کی کوشش کرتے یعنی ہر حال میں صدقِ دل سے اور خلوصِ نیت سے اسلام کی پیروی کرتے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ خطفِ البصائر سے یہاں آنکھوں کا اچک لینا اور انہیں بلکہ اس کے منی خیرہ اور حیران کرنے کے ہیں۔ یعنی قرآنی ہدایت کی روشنی جسے یہاں برق سے تعبیر کیا گیا روز بروز بھیل رہی تھی اور اسلام کی شان و شوکت اس تیزی سے بڑھ رہی تھی کہ منافقین کی آنکھیں اسے دیکھ کر خیرہ اور مرعوب ہو رہی تھیں مگر وہ مذہب کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے اور بعض موانع انہیں مخلصانہ ایمان سے روک رہے تھے۔ ۱۵۷ اس کا تعلق یَجْعَلُونَ آصَابَهُمْ فِيْ اِذَا نَهَضُوْا رِيْكَادُ الْبُرْقِ يَخْطَفُ ابْصَارَهُمْ سے ہے۔ علی سبیلِ لطف والنشر المونب یعنی انہیں کان اس لئے دیئے کہ وہ ان سے حقیقات سنیں مگر وہ حق سننے کی بجائے کافروں میں انگلیاں دے لیتے ہیں اور آنکھیں اس لئے دیں کہ وہ ان سے قرآنی ہدایت کی روشنی میں سیدھی راہ دیکھ کر منزلِ مقصود تک پہنچ سکیں۔ مگر انہوں نے ان سے بھی کام نہ لیا تو اگر اللہ چاہے تو رعد کی گڑک سے ان کی سماعت اور بکلی کی چمک سے ان کی بینائی سلب کر لے۔ ۱۵۸ اس کیلئے کوئی کام مشکل نہیں۔ ہر کام کیساں طور پر اس کی قدرت کے تحت داخل ہے۔

یہاں تک تمہید تھی جس میں ہدایت کے اصل حشرِ شہرہ کی نشان دہی کی گئی اور ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے اوصاف اور ان کے انجام کا ذکر تھا۔ اب اگلی آیت سے دعوئے توحید پیش کیا جا رہا ہے۔

دعوائے توحید

۱۷ تمہید میں تین جماعتوں یعنی مومنین، کفار اور منافقین کے اوصاف اور ان کی جزا و سزا بیان کرنے کے بعد اب یہاں ان سب کو مخاطب کر کے ان کے سامنے دعوتِ توحید بیان کی ہے۔ اس سورت میں دعویٰ توحید کو تین بار دہرایا گیا ہے جیسا کہ تفصیل پہلے گزر چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے یَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا إِلَهَكُمْ وَاحِدًا (رکوع ۳) میں دعویٰ توحید کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد وَالْهَمُّ الْوَاحِدُ الْحَقُّ (رکوع ۱۹) میں پہلی بار اس کا اعادہ فرمایا اور پھر اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (رکوع ۲۳) میں دوبارہ اعادہ فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین تین قسم کا شرک کرتے ہیں (۱) شرک فی الدعاء یعنی پکڑنے میں شرک (۲) ندرونیاز میں شرک (۳) شفاعت قبری کے ذریعے یعنی اپنے معبودوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تین جگہ دعویٰ توحید کو عقلی دلائل سے مل فرمایا کہ بالترتیب شرک کی مذکورہ بالا تینوں قسموں کی نفی فرمائی ہے۔ عبادت کے معنی غایت حضورؐ اور انتہائی عاجزی کے ہیں۔ اس لفظ کا جامع مفہوم علامہ ابن قیم رحمہ کی زبانی سنئے، الْعِبَادَةُ عِبَادَةٌ عَزَالَا حَقْدًا وَالشَّعْوَابَانِ لِلْمَجْلُوسَةِ غَيْبِيَّةٍ (ای فی العلم والنقص)، فوق الأسباب بقدر مجاہد علی النفع والضرر فکل دعاء وثناء وتغلیل منشأ من هذا الاعتقاد فی عبادة (مدارج السالکین ص ۴۶) یعنی یہ اعتقاد اور شعور کہ ہمارے حالات جاننے اور ان میں باختیار خود تصرف کرنے میں ہمارے معبود کا مافوق الاسباب غیبی قبضہ ہے۔ اور اسی اعتقاد کے تحت اپنے معبود کو پرکار بجائے، اس کی حمد و ثناء کی جائے، رکوع و سجود یا ندرونیاز سے اس کی تعظیم بجالائی جائے تو یہ سب کچھ عبادت ہے۔ تو یہ عبادت صحیح اقسامہ والا داعیہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ یہاں عبادت سے دعا، اور پرکار مراد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ الدعاء هو العبادة (ابوداؤد ح ۵۸۰۱، ترمذی ص ۲۸۷) یعنی دعا ہی اصل عبادت ہے۔ اور دعویٰ توحید ادبکہ میں حصہ اور تخصیص مراد ہے یعنی صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، صرف اسی کو پرکارو۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی عنہما آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ای افودوا الطاعة والعبادة لربکم دون سائر خلقہ (ابن جریر ص ۱۸۱) یعنی طاعت اور عبادت صرف اپنے رب ہی کی کرو اور اس کی مخلوق کو اس کی طاعت اور عبادت میں شریک نہ بناؤ۔ عبادت سے وہی دعا اور پرکار مراد ہے۔ اور حمز کا دوسرا قرینہ وہ نتیجہ ہے جو دعویٰ توحید کے عقلی دلائل کے بعد مذکور ہے یعنی فَلَا تَحْجُلُوا إِلَهًا آدًا ————— الَّذِي اب یہاں سے دعویٰ مذکور پر عقلی دلائل کی ابتداء رہتی ہے۔ الموصول صفة مادحة للرب وفيها أيضا تعليل لعبادة الربوبية على ما قيل (روح ص ۱۸۱) یہاں دعویٰ توحید پر جو عقلی دلیل پیش کی گئی ہے وہ پانچ امور پر مشتمل ہے۔ اولاً، خَلْقُكُمْ مِنِّي تمہیں پیدا کیا اور نعمت وجود سے سرفراز فرمایا۔ دوم، وَأَنْذَرْتُكُمْ مِنْ قَبْلِ كُمْ تمہارے آباء و اجداد، دوسرے تمام انسانوں، فرشتوں اور جنوں کا بھی وہی خالق ہے۔ ثلثاً، كُنْتُمْ تُفَكِّهُم تَاكُم تَمْتِنُهُمْ بن جاؤ کیونکہ توحید کی پابندی ہی سے تقویٰ حاصل ہو سکتا ہے۔ رابعاً، شك اور امید کیلئے موضوع ہے مگر جب اللہ کی طرف سے بتو یقین کے معنوں میں ہوتا ہے۔ قال سیبویہ لعل وعسى خوفا ترج وهما من الله واجب (معالم ص ۳۳) سوم، الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ فِرَاشًا زمین کو تمہارا سہارا بنائے اس نے فرش کی طرح ہموار بنا دیا ہے۔ ثم اس پر چل پھر سکتے ہو، بیٹھ سکتے ہو، اور اس پر اپنا کاروبار کر سکتے ہو۔ چہارم، وَجَعَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا فَآلِكُوا بَارَش کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کر کے اس سے تمہارے لئے روزی پیدا کی۔ ۱۷۸ یہ مذکورہ دلیل کا نتیجہ ہے۔ مخاطبین اپنا اپنے آباؤ اجداد کا، باقی تمام انسانوں، جنوں اور فرشتوں کا، زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق خدا ہی کو ماننے تھے۔ اور تمام کونی امور کو خدا ہی کے تصرف و اختیار میں سمجھتے تھے اس لئے ان مسلمہ امور کو بطور دلیل پیش کر کے فرمایا کہ جب یہ سب کام اللہ ہی کے ہیں، جب یہ سارے نعمات اسی ہی نے تم کو دیے ہیں جب تمہارا اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور رازق و مددگار وہی ہے اور ان تمام کاموں میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے تو پھر صرف اسی ہی کی عبادت کرو اور صرف اسی ہی کو اپنی حاجات و مشکلات میں غائبانہ پرکار دو اور اس کی عبادت اور پرکاری میں کسی نوری سناری یا خاک کی کو اس کا شریک مت بناؤ جس نے یہ ساری نعمتیں زندگی، یہ خوب صورت بدن، آنکھیں کان، ناک، دل، دماغ وغیرہ زمین و آسمان، زمین کے بے بہا ترلے، چاند، سورج اور تارے وغیرہ وغیرہ طلب اور درخواست کے بغیر تمہیں دیدی۔ کیا وہ طلب اور درخواست پر تمہیں کچھ نہیں دیکھا؟ پھر اس محسن مرقی کو چھوڑ کر اور لوگوں کو کیوں پکارتے ہو؟ ۱۷۹ اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ان تمام امور کا فاعل اور سب کا خالق و رازق صرف اللہ ہے۔ اور تمہارے یہ معبودان کاموں میں سے کوئی کام نہیں کر سکتے۔ وانتقم تلون انها لا تخلق شيئا ولا تزق واللهم الخالق الترزاق (مدارج ص ۱۸۱) دعویٰ توحید کو عقلی دلائل سے واضح کرنے کے بعد توحید سے متعلق مشرکین کے دو شبہوں کا جواب دیا ہے۔ ایک شبہ تو یہ تھا کہ یہ دعویٰ خدا کی طرف سے نہیں ہے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس سے باتیں بنا کر اور پھر انہیں خدا کی طرف منسوب کر کے ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے جیسا کہ دوسری جگہ اللہ نے ان کے اس شبہ کا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے۔ أَهَ يُقُولُونَ اقْتَوْنَهُ (یونس ص ۳۴) دوسرا شبہ یہ تھا کہ یہ مسئلہ توحید خدا کی طرف سے نہیں ہے اور نہ ہی یہ کتاب خدا کا کلام ہے کیونکہ اس میں اولیاء اللہ کیلئے مٹری جیسی گھٹیا چیزوں کی مثالیں بیان کی گئی ہیں جو اولیاء اللہ کے حق میں سخت توہین ہے۔ بھلا کیس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی توہین کرے؟ ۱۸۰ مشرکین کے پہلے شبہ کا جواب ہے یعنی جو کچھ ہم نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اگر اس کے اللہ کی طرف سے ہونے میں تمہیں کسی قسم کا شبہ ہے تو اس کا واحد علاج حسب ذیل ہے ومعنى قوله حرفي ريب منه في كونه وحيا من الله تعالى نشانه، (روح ص ۱۸۱) ۱۸۱ کہ تم بھی زیادہ نہیں صرف ایک ہی سورت ایسی بناؤ جو فصاحت و بلاغت میں، مضامین کی قدرت میں، واقعات ماضیہ اور آیہ کی صداقت میں، امثال و مواظکی اثر انگیزی میں، دلائل و براہین کی جامعیت اور معقولیت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ قرآن کی مثل اور ہم پلہ ہو۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ تھے کہ قرآن کا مجملہ ہونا صرف فصاحت و بلاغت ہی کے اعتبار سے نہیں ہے کیونکہ فَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى کا جملہ قرآن تمام دنیا کے منکرین کو دیا گیا ہے خواہ وہ عربی ہوں یا عجمی۔ اس لئے قرآن جس طرح فصاحت و بلاغت اور ترکیبی الفاظ کے اعتبار سے عجیب اسی طرح مضامین و مطالب، واقعات ماضیہ و آئینہ اور دلائل و براہین وغیرہ کے لحاظ سے بھی مجرب ہے۔ ۱۸۲ شہداء سے راہ

ان کے وہ معجزہ ہیں جن کی وہ پورا کرتے تھے اور جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ ان کے حامی ہیں، اور اُسے وقت میں کام آتے ہیں لہذا اب وقت ہے کہ وہ تمہارے کام آئیں۔ المعوذۃ الذین اتخذتمہم
 اللہ من دین اللہ اکبر (۳۳) استعینوا بالہمکم فی ذلک یمکنکم ویضربکم (ابن کثیر ص ۱۹) ای واستعینوا بالہمکم اتق تعبدنھا (معالم ص ۳۳) یا اس سے کفر وانکار میں ان کے ہم مسلک اور
 ان کے یار و مددگار راویں۔ المؤمنین الشہداء اکابرہم اومن یوافقہم فی انکار ما رشحہم صلی اللہ علیہ وسلم (کبیر ص ۳۳) مطلب یہ ہے کہ اپنے تمام اعوان والنصار کو بلا لوی اور اپنے معبودوں
 سے مڑی درخواست بھی کر لو، اور قرآن کا مثل بنا لاؤ۔ ۳۳ یعنی اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ انسانی کلام ہے، تم اس کا مثل بنا لاؤ کیونکہ تم بھی تو اہل لسان ہو اور تمہیں اپنی
 فصاحت و بلاغت اور زبان آوری پر ناز ہے۔ ۳۳ اس شرط کی جزائی ف ہے ای فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فامنوا۔ یعنی اگر تم قرآن کا مثل نہیں لا سکتے اور نہ ہی لا سکو گے تو تم مسلمہ کو حید
 مان لو۔ یہ قرآن مجید کا ایک اور معجزہ ہے کہ اس نے بلا خوف تردید
 اعلان کر دیا کہ قیامت تک قرآن مجید کا مثل کوئی پیش نہیں کر سکے گا۔
 چنانچہ آج تک قرآن کی ایک آیت کا مثل بھی پیش نہیں کیا جاسکا۔
 اور نہ ہی قیامت تک ایسا ممکن ہے (ابن کثیر ص ۳۳) یہ جزا
 محذوف یعنی فامنوا کے قائم مقام ہے۔ ۳۳ اگر تمام ذرائع
 اختیار کرنے کے باوجود پھر قرآن کا مثل پیش نہ کر سکو تو یقین کر لو
 کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے پیغمبر ہیں
 (اللہ تعالیٰ شکوت
 جیسی حقیر چیزوں
 کا ذکر کریں کرنا ہے)
 اگر اب بھی تم کفر و انکار پر اڑے ہو تو تمہارا ٹھکانہ جہنم کی وہ آگ
 ہوگی جس کا ایندھن خدا کے نافرمان بندے اور پیغمبر ہونے کے اور جو تم
 جیسے کافروں اور منافقوں ہی کیلئے تیار کی گئی ہے۔ لہذا اس ناجوہر
 سے بچو اور کفر و انکار سے باز آ جاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
 ایمان لے آؤ۔ جہنم میں پتھر کا ایندھن اسلئے استعمال کیا جائیگا
 تاکہ آگ کی گرمی میں شدت پیدا ہو۔ اور بعض مفسرین نے لکھا ہے
 کہ اس سے پتھر کی وہ مورتیاں مراد ہیں جنہیں سامنے رکھ کر شریکوں
 پوجا کرتے تھے۔ وقیل لہا دھا عجارة الاصلان والادالتی کانت تعبدا
 من دون اللہ (ابن کثیر ص ۱۵) اس سے ایک طرف تو ان پتھر کی مورتیوں کی جو
 سے آگ میں شدت پیدا ہوگی اور دوسری طرف جب مشرکین اپنے معبودوں کی
 یہ کسی اور بے بسی دیکھیں گے تو حسرت و افسوس کی وجہ سے ان کا عذاب بڑھنا
 ہو جائے گا۔ ایک جہنم کا عذاب اور دوسرا حسرت و ذمات اور تاسف و
 یاس کا۔ یہ منکرین کیلئے ڈراوا تھا۔ اب آگے مومنین کے لئے جنت کی
 خوشخبری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توفیق و مشیر کو ساتھ ساتھ رکھا ہے۔ من
 عادی اللہ انہ اذا ذکرایہ فی الوعدین یعقبہا بایۃ فی الوعد
 (کبیر ص ۳۳) جو لوگ مسلمہ توحید و رسالت پر ایمان لائے اور قرآن کو
 خدا کا کلام مانا اور اس کے مطابق عمل کیا انہیں خوشخبری سنائی جائے گی۔ ۳۳ یعنی
 انہیں آخرت میں ایسے باغات ملیں گے جن کے درختوں اور محلوں کے نیچے سے ندیاں
 بہتی ہوں گی۔ ای من تحت اشجارہا و مساکنہا (معالم ص ۳۳) ۳۳
 صہبا اور من شرق میں من ابتداء ہے۔ اور و ذقنا زینا کا
 مفعول ثانی ہے اور مفعول اول اس کا نائب فاعل ہے یعنی جب بھی نہیں
 جنت کے پھلوں سے کچھ کھانے کے لئے دیا جائیگا۔ ۳۳ وہ اسے دیکھتی

البقرة ۲

۳۷

الآ

لَرِضًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُسِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ

مَتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ

فِيهَا خَالِدُونَ ۝۳۷ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا

بِمَا بَعُوضَةٌ فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَمَا لِلدِّينِ أَمْوَافِعْلُونَ

إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ

مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۖ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا ۖ أَوْ يَهْدِي

بِهِ كَثِيرًا ۖ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ۝۳۸ الَّذِينَ

يَقْضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ ۖ وَيَقْطَعُونَ

مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ

أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝۳۹ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَ

كُنْتُمْ أَمْوَثًا فَاحْيَاكُمْ ثُمَّ مُمِيتَكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ

ثُمَّ يَمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يَمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ

منزل ۱

بول انہیں گے کہ یہ تو وہی مزیدار پھل ہے جو پہلے بھی تم کھا چکے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کریں گے۔ ۳۷ جنت میں جو پھل جنہیں کو دیا جائیگا وہ ظاہری شکل و صورت اور رنگ میں ملتا جلتا ہوگا مگر ذائقہ ہر ایک کا جدا گانہ
 ہوگا۔ قال ابن عباس ومجاهد والربیع متشابہا فی اللون مختلفا فی الطعم (معالم ص ۳۳) اور یہ چیز کوئی پھلوں ہی سے مخصوص نہیں ہوگی بلکہ جنت کے تمام کھانے ہی باہم ملتے جلتے ہوں گے۔ قال الحسن بن علی حدیثہم بالعصفۃ ذی کل
 مہا ثم یؤتی بالآخری فیقول ہذا الذی انینا بہ من قبل فیقول المملک کل فاللون واحد والطعم مختلف (کبیر ص ۳۳) ۱، ملوک ص ۳۳) جنت میں علی درجہ کی لذیذ بادی غذاؤں کے ساتھ سکون قلب کیلئے حسب منشاء حق
 بھی ملیں گے۔ ۳۷ یعنی وہ ہر قسم کی پیدری اور ناشائستہ اخلاق اور ناپسندیدہ عادات سے پاک ہوں گی۔ مطہرۃ من الغائط والبول والحیض والنفس والبصاق والمخاط والمنی والولد
 موضح القرآن فی جنت کے ہر موصوے کا مزاجیدہ اگرچہ صورت ملتی ہو صفت دیکھ کر حائس گے کہ وہی قسم ہے جو کھا چکے ہیں اور انہیں گے تو مزاجیادائیں گے۔ ۳۷ قرآن شریف میں کہیں مثلاً فرمائی ہے مکرئی کی کہیں مکی کی۔ اس
 پر کافر عیب پڑتے تھے کہ اللہ کی شان نہیں ان چیزوں کا ذکر کرنا یہ کلام اللہ کا ہوتا تو ایسے ذکر نہ ہوتے جس پر یہ دو آیتیں فرمائیں۔
 فتح الرحمن فلا کافراں جوں ذکر ذباب و مکتوب و قرآن شنید نظم کفر و غفصہ کو خدا تعالیٰ ذکر کریں چیزیں جس پر ارادہ کر وہ است۔ ۱۱ آیت نازل شدہ ۱۲

موضح القرآن فی جنت کے ہر موصوے کا مزاجیدہ اگرچہ صورت ملتی ہو صفت دیکھ کر حائس گے کہ وہی قسم ہے جو کھا چکے ہیں اور انہیں گے تو مزاجیادائیں گے۔ ۳۷ قرآن شریف میں کہیں مثلاً فرمائی ہے مکرئی کی کہیں مکی کی۔ اس
 پر کافر عیب پڑتے تھے کہ اللہ کی شان نہیں ان چیزوں کا ذکر کرنا یہ کلام اللہ کا ہوتا تو ایسے ذکر نہ ہوتے جس پر یہ دو آیتیں فرمائیں۔
 فتح الرحمن فلا کافراں جوں ذکر ذباب و مکتوب و قرآن شنید نظم کفر و غفصہ کو خدا تعالیٰ ذکر کریں چیزیں جس پر ارادہ کر وہ است۔ ۱۱ آیت نازل شدہ ۱۲

وكل قدر..... وقيل مطهرة عن مساوى الاخلاق (معالم ۳۱) ۳۱ یعنی نہ انہیں جنت سے نکالا جائیگا اور نہ ہی ان پر موت آئے گی۔ اور نہ ہی جنت کی نعمتیں فنا ہوگی
 دائون لا یوتون فیہا ولا یخرجون (معالم ۳۱) ۳۱ فافهم هذا النعیم فی مقام اید من الموت والانقطاع فلا آخر ولا انقضاء بل فی نعیم سمدی بدی علی الدوام
 (ابن کثیر ۳۱) ۳۱ مشرکین کے دوسرے شے کا جواب ہے۔ اور لایستی کے معنی ہیں لا یتزلزل کیونکہ جب انسانوں سے منقذہ اوصاف کو خدا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو ان اوصاف
 سے ان کے متعلق مراد ہوتے ہیں اور حیا کا نتیجہ چونکہ ترک فعل ہے اس لئے یہاں ہی مراد ہے فاذا ودا الحیا فی اللہ تعالیٰ لیس المراد منه ذلك الخوف لانی هو مبدأ الحیا وہ مقدمہ مل
 نزل الفعل لانی هو منتهیہ وغایتہ (کبر ۳۱) ۳۱ مثلاً کی تفسیر کے لئے ہے ما نکرہ مثلاً کی صفت ہے جو اس میں مزید ابہام پیدا کرتا ہے۔ اور بعوضہ اس سے بدل یا عطف بیان ہے

البقرة ۲۸

ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي

بھرا سی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ۳۱ وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ

الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ

زمین میں ہے سب ۳۱ پھر اسی نے (فصد کیا آسمان کی طرف سو ٹھیک کر دیا

سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَإِذْ

ان کو سات آسمان اور وہی ہر چیز سے خبردار ہے ۳۱ اور جب

قَالَ رَبِّكَ لِلْمَلِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ

کہا بڑے رب نے فرشتوں کو کہ میں بنائے والا ہوں زمین میں

خَلِيفَةً ۖ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا

ایک نائب ۳۱ کہا فرشتوں نے کیا قائم کرتا ہے تو زمین میں اس کو جو فساد کرے ہیں

وَيُسْفِكُ الدَّمَاءَ وَتَحْنُ نَسِيجَ بَحْمُوكَ وَ

اور خون بہائے ۳۱ اور ہم ۳۱ پڑھتے رہتے ہیں تیری خوبیاں اور

نُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَ

باد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو ۳۱ فرمایا بیشک مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے ۳۱ اور

عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى

سکھا دیئے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے ۳۱ پھر سامنے کیا ان سب چیزوں کو

الْمَلِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ

فرشتوں کے پھر فرمایا بتاؤ مجھ کو نام ان کے ۳۱ اگر تم

صَادِقِينَ ۖ قَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا بِمَا

سچے ہو ۳۱ بولے پاک ہے تو ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا

عَلَّمْتَنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ قَالَ يٰ آدَمُ

تو نے ہم کو سکھایا ۳۱ بیشک تو ہی ہے اصل جاننے والا ۳۱ فرمایا اے آدم

منزل ۱

کی گفتگو میں بھی مثالوں کا استعمال کرتے تھے بشرکین کا یہ اعتراض کہ خداوند تعالیٰ محض اور مکرری جیسی حقیر چیزوں کی مثالیں کہوں بیان کرتا ہے؟ یہ فرض ضد اور عناد پر مبنی تھا۔ درحقیقت ان لوگوں کو چہرہ تو مسلمہ توحید
 سے تھی اور یہ اعتراض تکذیب کا ایک بہانہ تھا۔ ہدایت دینے اور گمراہ کرنے کا یہ طریق نہیں کہ ان مثالوں کے ذریعہ ہدایت و ضلالت کا حثیت ہوتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کے ذیلیعہ مومنین کو مزید انشراح صدر اور الطمیان قلب حاصل ہوتا ہے اور
 گمراہوں اور مشرکوں کی لہجوں میں اور اضافہ ہو جاتا ہے (رہما ۳۱) ۳۱ دانتین سے لڑو لوگ میں جو ملو ایمان سے نکل جاتے ہیں۔ والہو ابداً لافاسقین ہذا الخارجون عن حد دایمان (روح ۳۱) ۳۱ یعنی ان کے ذریعے صرف ان لوگوں کو
 گمراہ کرتا ہے جو خود گمراہ رہنا چاہتے ہیں اور باختیار خود گمراہی اختیار کرتے ہیں۔ اضلال کو فاسقین سے مخصوص کر کے آگے ان کی کئی ایک خباثتیں بیان کی ہیں اس سے بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ان سے گمراہی پر قائم رہنے اور ان سے توفیق نہ
 کے سلب ہوجانے کا اصل سبب ان کی ہی خباثتیں ہیں لہذا اس گمراہی کے اسباب خود ان کے اپنے پاؤں پر ہیں اور ان اسباب میں اور ان کے آثار و نتائج میں وہی مکرری تعلق ہے جو ان میں اور علانے میں جس طرح آگ کا کام ہے جلانا اور بھسک کرنا اسی طرح
 تہر و مکرری اور عدد و انتہ کے توڑنے کا مکرری نتیجہ ہے ہدایت سے ابدی محرومی اور یہاں اضلال کو اللہ کی طرف محض اس لئے منسوب کیا گیا ہے کہ وہ فاعل حقیقی اور خالق افعال ہے۔ اسناد لاضلال لایخلق الضلال لایسبحانہ۔ علی علی اس جہیہ

۳۱

۳۱

۳۱

۳۱

۳۱

۳۱

الاشیاء مخلوقہ لہ تعالیٰ (ابوالسعود ص ۲۲) **۱۱** یہ الفاسقین کی صفت کا شفع ہے یعنی اللہ کے عہد توحید کو توڑتے ہیں اللہ کے وصل کو کاٹ کر غیر اللہ کو پکار رہے ہیں اور زمین میں شرک کے ذریعے فساد پھیلا رہے ہیں۔ عہد اللہ سے مراد توحید اور احکام الہی کا عہد ہے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ مَا عٰهَدَ اللّٰہُ لَیْہِمَا مِنْ التَّوْحِیْدِ اِلَاحْکَامِ۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں وسعنا الی جمیعہم فی توحید و ما وضع لہم من الدلۃ علی دہبیتہ وعہد الیہم فی امرہ و دحمہ ما احج بہ لرسولہ من المعجزات الخ (ابن کثیر ص ۲۲) یعنی اس عہد کی توثیق ہمیشہ آفاقی اور انفسی دلائل سے کتب منزلہ اور معجزات انبیاء علیہم السلام سے ہوتی رہی المراد ما وثق اللہ بہ عہدہ من الایات والکتاب (بیضاوی ص ۲۹) ان یوصل بہ کی ضمیر مجرور سے بدل لاشتمال ہے۔ ما اپنے عموم اور وسعت کے اعتبار سے ان تمام تعلقات کو شامل ہے جن کو قائم رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ المراد بہ الامر الشامل لما ذکر لہما یوجب قطعہ قطعہ الوسیلۃ بین اللہ تعالیٰ و بین العبد (روح ص ۲۲) یحتمل کل قطعۃ (لا یرضی بہا اللہ سبحانہ و تعالیٰ) (ابوالسعود ص ۲۲) الانشادۃ الی دین اللہ و عبادتہ فی الارض و اقامۃ شرائعہ و حفظ حد و دہ فی عامۃ فی کل ما امر اللہ بہ ان یوصل لہذا قول الجہور (قطبی ص ۲۲ ج ۱) **۱۲** شرک کرتے ہیں۔ لوگوں کو ایمان سے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے روکتے اور لڑکھائی کر دیتے ہیں۔ اور ہر کام خواہشات انسانیہ کے مطابق کرتے ہیں۔ خدا کی نافرمانیوں اور بد اعمالیوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ای یعبدن غیر اللہ تعالیٰ و یجورون فی الافعال (قطبی ص ۲۲) بالمعاصی و تعویق الناس عن الایمان بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وبالقرآن (معالم ص ۲۲ ج ۱) افساد ہمہ یا استد غائبہم الی الکفر التریغیب فیہ و حمل الناس علیہ (روح ص ۲۲ ج ۱) والاظہر منہ الصد عن طاعة الرسول لان تمام الصلاح فی الارض بالطاعة (کبیر ص ۲۲ ج ۱) **۱۳** اولیٰک سے اشارہ فاسقین کی طرف ہے۔ ہمہ ضمیر فصص کر کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا صفات سے متصف فاسقین ہی نقصان اٹھانے والے ہیں اور ہر کمال نقصان کے اعتبار سے ہے کیونکہ دولت ایمان کی تجرومی کی وجہ سے وہ دنیا و آخرت دونوں جہان میں خسارے میں رہے **۱۴** مشرکین کے دونوں شبہات کا جواب دینے کے بعد یہاں سے پھر اصل دعویٰ توحید کی طرف رجوع ہے اور مزید دلائل سے اسے ثابت کیا گیا ہے۔ استفہام تعجب اور انکار کیلئے ہے اور تکفرون کے معنی تشرکون کے ہیں یعنی ایسے واضح دلائل کی موجودگی میں تم کس طرح اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہو۔ کیف تکفرون باللہ بعد نصب الدلائل و وضوح البرہان ثم ذکر الکامل (معالم ص ۲۲) کیف تکفرون باللہ ای کیف تعبدون معہ غیرہ (ابن کثیر ص ۲۲ ج ۱) دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ کی موجودگی میں تمہارا شرک کرنا نہایت ہی قابل تعجب ہے۔ تم جانتے ہو کہ مجھے ورمیت، خالق زمین و سما اور عالم کل شئی اللہ ہی ہے اور یہ اوصاف کسی میں نہیں پائے جاتے۔ تو پھر کیوں اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ وَکُنْتُمْ مُّشْرِکًا یعنی تم بے جان لطف تھے نطفہ فی اصلاب اباؤکم (معالم ص ۲۲) فاحیاً کھڑے تھیں زندگی دی اور زندگی کو قائم رکھنے کے لئے تمام ضروریات ہتیا کیں۔ ثُمَّ یُحْیِیْہُمْ پھر جب تمہاری مقررہ عمر پوری ہو جائیں گی وہ تمہیں مار دے گا۔ ثُمَّ یُحْیِیْہُمْ پھر قیامت کے دن وہ تم سب کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ ثُمَّ اَلِیْہِ تُرْجَعُونَ پھر حسب و کتاب اور جزاء و سزا کے لئے تم اس کے سامنے لئے جاؤ گے۔ **۱۵** کائنات ارضی کو تمہارے لئے پیدا کیا تاکہ تم اس سے مادی فوائد حاصل کرو، اور اس میں غور و غوض کر کے خالق کی قدرت و صنعت کا اندازہ لگاؤ، زمین میں ہمارے صرف دینی فوائد ہی نہیں بلکہ اس میں دینی فوائد بھی ہیں اور سامانِ آخرت بھی۔ واما قوله لکم ذہب ویدل علی ان المذکور بعد قوله خلق لاجل تنفعنا فی الدین والدنیا (کبیر ص ۲۲ ج ۱) ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَاءِ — استوی کا مصلہ جب (الی) ہو تو اس کے معنی نقص کرنے اور متوجہ ہونے کے ہیں۔ استوی الی ای اقبل (قطبی ص ۲۲ ج ۱) زمین پیدا کرنے کے بعد وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا۔ فَسَوَّیْہُمْ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ تسویہ سے مراد یہ ہے کہ آسمانوں کو بالکل اوپر تک بنایا اور ان میں کسی قسم کی درزیاشکن باقی نہ رہنے دی۔ ومعنی تسویتہن تعدیل خلقہن و اخلاصہن من العوج والفسطوانتام خلقہن (کبیر ص ۲۲ ج ۱) وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ جس طرح وہ تمام کائنات ارضی و سماوی کا خالق ہے اسی طرح وہ سارے عالم کے ذرہ ذرہ کو جانتا ہے اور زمین و آسمان کی کوئی چیز اس کے علم محیط سے باہر نہیں۔ اس آیت کی ابتدا یعنی ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ میں مبتدا اور خبر مردو کے مرفوع ہونے کی وجہ سے حصر ہے پھر ثُمَّ اسْتَوٰی خَلَقَ پر معطوف ہے وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ پر معطوف ہوا اور یہ قاعدہ ہے کہ جب کلام کی ابتدا میں حصر ہو تو اس کے باقی اجزاء میں بھی حصر ہو گا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ ہی زمین و آسمان کا خالق و کاساز ہے اور صرف اللہ ہی ہر چیز کا عالم ہے۔

نتیجہ :- جب تم جانتے ہو کہ موت و حیات خدا کے قبضہ میں ہے، زمین و آسمان کا خالق بھی وہی ہے اور مہظاہر و چھپی ہوئی چیز کا جاننے والا بھی وہی ہے۔ جب یہ سب کام اسی کے ہیں اور ان میں کوئی اُس کا شریک نہیں تو پھر عبادت اور پکار میں اوروں کو کیوں اس کا شریک بناتے ہو؟ نیز تمام دینی و دنیوی نعمتیں بھی اسی ہی نے عطا کی ہیں اور بغیر اُنکے دی ہیں تو پھر وہ کون سی چیزیں ہیں جو وہ نہیں دے سکتا اور تم وہ غیروں سے مانگتے ہو۔ کوئی انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو پکار رہا ہے، کوئی ملائکہ مقررین سے امتیاز و وابستہ کئے ہوئے ہے اور کوئی جنوں کے یہاں پناہ ڈھونڈ رہا ہے۔ حالانکہ کوئی ناری یا خاکی خدا کا شریک نہیں ہو سکتا کیونکہ معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جو زمین و آسمان کا خالق و مالک اور ہر چیز کا عالم ہو مگر لوہیوں، ناریوں اور خاکیوں میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ **۱۷** اِدْ ظَرْف کا عامل یہاں محذوف ملنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ بعض مفسرین نے یہاں اُدْ کُحْ محذوف مانا ہے کیونکہ جہاں نے والا کو اُس میں عامل ہے۔ اور ظروف کے عامل کا ان پر مقدم ہونا جائز ہے۔

خَلِيفَةُ _____ خلیفہ اسے کہتے ہیں جو کسی دوسرے کے بعد اس کی جگہ اس کے فرائض سنبھالے۔ الخلیفۃ من یخلف غیرہ و یقوم مقامہ (بکیر ص ۱۷۱) **۱۸** فرشتوں کا سوال بطور اعتراض یا بنی آدم سے بوجہ حسد کے نہیں تھا بلکہ محض استفسار اور استکشاف کے طور پر تھا۔ لیس علی وجہ الاعتراض علی اللہ ولا علی وجہ الحسد لہی آدم کہ ما قد یتوہمہ بعض المفسرین (ابن کثیر ص ۱۷۱) اور بنی آدم کے متعلق فساد پر پاک کرنے اور خون ریزی کرنے کا نظریہ انہوں نے ان کو جنوں پر قیاس کر کے قائم کیا تھا کیونکہ پہلے زمین پر جن آباد تھے اور ان کا فساد فی الارض خون خرابہ فرشتے دیکھ چکے تھے۔ تو انہوں نے خیال کیا کہ بنی آدم جہنمیں اب خلیفہ بنایا جائیگا وہ بھی ایسے ہی ہوں گے۔ **۱۹** قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ قول ملائکہ نحن نسبہم محمد اے یرجع الی نفی النقص فی ملکہ تعالیٰ فی الحال وقولہ ہد نقد س لک یرجع الی نفیہ فی المستقبل فرشتوں کا یہ قول بھی فخر و غرور کی بنا پر نہیں تھا بلکہ محض نیاز مندی کے اظہار کے طور پر تھا جس طرح ایک مخلص خادم اپنے آقا سے کہتا ہے کہ حضور یہ خدمت آپ جس کے سپرد کرنا چاہتے ہیں وہ اس کا صحیح حق ادا نہیں کر سکے گا۔ میں جو ہمیشہ سے آپ کا مخلص خادم ہوں اور ہر وقت خدمت میں کمر بستہ رہتا ہوں یہ خدمت آپ میرے ہی سپرد کر دیں۔ یعنی یہی طریقہ فرشتوں نے اختیار کیا تھا۔ لیس المقصود **۲۰** الاستفسار عن المرجع لا العجب التفأخر (روح ص ۲۲) اعلیٰ طریقۃ من یجد فی خدمۃ مولا کا وہو یا مرہبا غیبا التخدم العصاة وانا محتہ ہذ فیہا (ابو السعود ص ۱۷۱) **۲۱** فرشتوں کا علم محدود تھا۔ سابقہ تجربہ کی بنا پر وہ صرف یہ اندازہ تو لگا سکے کہ یہ نئی مخلوق فسادی اور غریزہ ہوگی مگر اس مخلوق کی دوسری خوبیوں اور اس کے پیدا کرنے کی دیگر مصیحتوں سے وہ بالکل ناواقف تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے پیدا کرنے میں جو مصالح پوشیدہ ہیں، انہیں تم نہیں جانتے ہو۔ اے اعلیٰ من الحکم فی ذلک ما ہو خفی علیکم یعنی یكون فیہم الانبیاء والاولیاء والعلماء (ملک ص ۱۷۱) اے اعلیٰ من المصلحۃ الراجۃ فی خلق ہذا الصنف علی المفساد الذی ذکرتموها مالا تعلمون انتہو (ابن کثیر ص ۱۷۱) حاصل یہ ہے کہ ان میں فساد اور خون ریزی بھی ہوں گے لیکن ان میں جو خوبیاں ہوں گی وہ ان مفساد پر ترجیح ہوں گی۔ وہ یہ کہ ان میں انبیاء اور رسل ہوں گے، صدیقین اور شہداء ہوں گے، اولیاء اور علماء ہوں گے۔ انسان کی خلقت میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ انسان صفات خداوندی کا مظہر بنا۔ اگر انسان کو پیدا نہ کیا جاتا تو خداوند تعالیٰ کی صفات مثلاً رزاقیت، جباریت، مغفاریت وغیرہ کا ظہور نہ ہوتا۔ **۲۲** فرشتوں کے سوال کا اجمالی جواب تو اوپر گزر چکا اب ان کے مزید اطمینان کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کی اس برتری کا علم اظہار کیا جا رہا ہے۔ یہاں محل استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ گل اصفائی ہے اور اس سے مراد وہ ضروری اشیاء ہیں جو آدم علیہ السلام کے مناسب بھتیں ہر چیز مراد انہیں کہا فی قولہ تعالیٰ یا خذ کل سفینۃ غصبا وادیت من کل شیء، دفعتنا علیہم ابواب کل شیء اسماء سے اشیاء

کے خواص اور ان کی تاثیرات مراد ہیں۔ المواد بالاسماء صفات الاشياء دھوتہا و خواصہا روح مکتبہ ۱) اور تعلیم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی فطرت میں اس علم کی استعداد رکھ دی تھی اور انہوں نے اس فطری استعداد کے ذریعے ان اشیاء کے خواص و اوصاف بیان کر دیے۔ لہذا آدم کی برتری ان کی فطرت اور جبلت کے اعتبار سے تھی۔ یہ مطلب نہیں کہ فطری استعداد کے علاوہ ان کو علم یا گیا تھا۔ کیونکہ اس طرح یہ غرض لازم آتے ہیں کہ جب ان اشیاء کا علم حضرت آدم کو دیا گیا تو اس میں ان کا کیا کمال ہے؟ اور فرشتوں کو نہیں دیا تو اس میں ان کا کیا قصور ہے۔ ۱۹۹ یہ وہ اشیاء فرشتوں کے سامنے ہیں کہ ان سے سوال کیا کہ وہ ان اشیاء کے خواص بتائیں۔ ۲۰۰ اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو کہ ہماری موجودگی میں جو وقت اللہ کی تسبیح و تہلیل اور تحمید و تمجید میں مصروف رہتے ہیں کسی اور مخلوق کے پیدا کرنے کی ضرورت نہیں جس سے فساد اور خونریزی کا اندیشہ ہو۔ ۲۰۱ فرشتوں نے اپنے عجز اور قصور علم کا اعتراف کر لیا کہ اے اللہ! ہمیں تو صرف وہی چیزیں معلوم ہیں جن کا علم تو نے ہمیں ہماری استعداد کے

البقرة ۲

۳۰

الم

أَنْبِئُهُمْ بِأَسْمَاءِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَاءِهِمْ

بتا دے فرشتوں کو ان چیزوں کے نام ۲۰۰ پھر جب بتا دیے اس نے ان کے نام

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمُوتِ

فرمایا کیا نہ کہا تھا میں نے تم سے کہ میں خوب جانتا ہوں چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں کی

وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ

اور زمین کی اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو

تَكْتُمُونَ ۲۰۱ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا

بہجھاتے ہو ۲۰۱ اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو ذق

لِأَدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَ

آدم کو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور

كَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۲۰۲ وَقُلْنَا يَا أِدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ

ہو گیا وہ کافروں میں کا ۲۰۲ اور ہم نے کہا اے آدم رہا کر تو

وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا

اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے چاہو

وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ

اور پاس مت جانا اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے

الظَّالِمِينَ ۲۰۳ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا

ظالم ۲۰۳ پھر بلا دیا ان کو شیطان نے اس جگہ سے ۲۰۳ پھر نکالا ان کو

مِمَّا كَانَا فِيهِ ص وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

اس عزت و راحت سے جس میں تھے ۲۰۴ اور ہم نے کہا تم سب اترو تم ایک دوسرے کے

عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى

دشمن ہو گے ۲۰۴ اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانے ایک

منزل ۱

مطابق عطا فرمایا ہے اور جو چیزیں ہماری قابلیت اور استعداد سے بالا ہیں ان کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ لا علم لنا الا ما علمتنا بحسب قابلیتنا من العلم ما لمنا سبباً لعلمنا ولا قدرة لنا على ما هو خارج عن دائرة استعدادنا (ابوالسود مکتبہ ج ۱)

۲۰۰ تو ہی عظیم و حکیم ہے۔ نیز کوئی کام حکمت سے خالی نہیں مختلف مخلوق میں مختلف استعدادیں رکھنے کی حکمت کو تو ہی اچھی طرح

جانتا ہے۔ ۲۰۱ جب فرشتوں نے اپنے عجز اور قصور علم کا اعتراف کر لیا تو حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے وہی

سوال ان پر پیش کیا گیا۔ ۲۰۲ میں تمہاری حقیقت کو اور تمہارے ظاہری اور باطنی حالات کو اچھی طرح جانتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ

تمہاری حقیقت اور ہے اور انسان کی حقیقت اور ہے۔ یہاں تک

فرشتوں کا عجز، قصور علم اور کمالات میں حضرت آدم علیہ السلام سے فروتر ہونا درود روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ خود فرشتوں کے اپنے اقرار کی ذریعہ بھی

سے بھی اور اللہ تعالیٰ کے اعلان سے بھی جب اس نوری مخلوق کے عجز اور قصور علم کا یہ حال ہے اور وہ آدم سے بعض کمالات میں کم بھی نہیں کیونکہ وہ

ہیں تو پھر وہ خدا کے شریک کس طرح بن سکتے ہیں۔ لہذا انہیں متعجب نہ ہونے چاہئے۔

و جتنا اور عالم الغیب بہت سمجھو اور انہیں غائبانہ مت دیکھا رو۔ نیز فرشتے تو خود تمہیں جسے تمہیں دیکھنا ہے وہ تمہیں دیکھنا ہے کہ خدا کے خدا کی توحید کا اقرار اور شرک کی تردید کر رہے ہیں اور تم انہی کو خدا کا شریک بنا رہے ہو۔ ۲۰۳ فرشتوں کو سجدہ کا حکم ہان کے

عجز و نیاز کا اظہار اور حضرت آدم علیہ السلام کی ان پر برتری ثابت کرنے کے لیے دیا گیا۔ سجدہ سے مراد شرعی سجدہ ہے۔ یہ حکم اس علیہ السلام بھی

خاص وقت میں نوریوں کو ہوا تھا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں۔ یہ حکم فرشتوں کو پکارنے کے لائق

ہی سے مخصوص تھا اب اس پر یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ ایک انسان دوسرے انسان کو سجدہ کرے یا لادہ کا لام بمعنی آلی ہو گا تو اس صورت

میں جو حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہو گا اور حضرت آدم علیہ السلام کی حیثیت قبل کی ہو گی جیسا کہ ہم شب و روز بیت اللہ کی طرف سجدہ کرنے رہتے ہیں۔

(رہنہ مکتبہ ۱) سجدہ غیر اللہ کی پوری تحقیق سورہ یوسف کی تفسیر میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ لیکن اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ یہ سجدہ شرعی نہیں تھا

بلکہ نوری تھا اور اس سے مراد صرف عجز و انکسار کا اظہار تھا۔ ذیل المعنی اللغوی ولو یکن فیہ وضع الحبال بل کان محذور تذلل وانقیاد (رہنہ مکتبہ ۱) تسبیحاً و لا ابلیس اللہ کے اس حکم کی تمام فرشتوں نے فوراً تعمیل کی لیکن ابلیس اگر گیا۔ آبی و استکبر۔ اس نے کبر و عز و رو کی وجہ سے یہ کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے آپ کو حضرت آدم علیہ السلام سے برتر سمجھا۔ و کان من الکفرین ط اور اللہ کے علم میں وہ ازلی بد بخت تھا اور نہ ان کو معلوم تھا کہ وہ ایمان کے بعد کفر کر گیا۔ اور یہاں گان بمعنی صدارت ہے یعنی انکار اور استکبار کی وجہ سے وہ کافر ہو گیا۔ یہاں فرشتوں کے سجادوں پر ایک حقیقت واضح کر دی کہ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کیلئے ان کے سامنے ٹھکنے کا حکم ملا تھا۔ جو مخلوق تمہارے دادا کی تعظیم پر آمور کی گئی اب تم اس کے سامنے کیوں جھکتے ہو؟ اور اپنی خودی کو کیوں برباد کرتے ہو؟ جو لوگ جنات کو پوجتے ہیں وہ بھی غور کریں کہ جنات تو پہلے دن سے انسانوں کے دشمن ہیں اور ان کی دشمنی بالکل واضح ہے پھر ان کو وہ خدا کا شریک بناتے اور خدا کے سوا کس سے سجدہ کرتے ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے اَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَ وَدَرِيَّتُهُ اَوْلِيَاءُ مِنْ دُونِیْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ (سورہ کہف ۱۷) زوجہ سے مراد مانی تو ہیں جنہیں اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی دلجوئی اور تسکین خاطر کے لیے پیدا فرمایا۔

شروع میں یَا أَيُّهَا النَّاسُ کے خطاب عام کے ذریعے تمام انسانوں کو توحید کی دعوت عام دی گئی عقلی دلیل سے دعویٰ توحید کو مدلل اور واضح کیا گیا۔ اور دعویٰ توحید سے متعلق دو شبہات کا ہنایت تسلی بخش طریقہ سوازالہ کر کے ثابت کیا گیا کہ نہ فرشتے پرکارنے کے لائق ہیں نہ انبیاء علیہم السلام اور نہ جنات۔ اب اگلی آیت سے رُئے سخن یہودیوں کی طرف پھیر دیا گیا ہے ہجرت کے بعد مدینہ میں سب سے پہلی سورت جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ سورہ بقرہ تھی۔ مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں یہودیوں کی کافی آبادی تھی۔ ان میں بڑے بڑے نواب، علماء، پیر، اور درویش موجود تھے عوام کو ان سے محبت تھی۔ بلکہ مشرکین مکہ بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ اس لئے ان مولیوں اور پیروں کی اصلاح سے پوری قوم کی اصلاح ہو سکتی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اس میں جا بجا یہودیوں کو خطاب فرمایا۔ اور ان کی اصلاح کیلئے حکیمانہ پند و نصیحت کے مختلف طریقے اختیار فرمائے کہیں نرمی سے سمجھایا ہے کہیں سختی سے کہیں وعدہ الخاتم کے ساتھ اور کہیں وعید النقصان کے ساتھ، کہیں تو ان پر اور ان کے آباء و اجداد پر کئے گئے احسانات جملہ کر انہیں ایمان لانے کی ترغیب دی ہے اور کہیں ان کے غلط کاربائے دوں کا برا انجام یاد دلایا کہ انہیں ڈرایا ہے تاکہ وہ ضد و عناد اور انکار حق سے باز آجائیں کہیں ان کی شرارتوں اور خباثتوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ اپنے بے پایاں بخور و درگزر کا ذکر فرمایا ہے تاکہ ان کا جذبہ سپاس گزاری بیدار ہو اور ان میں غیرت و حیا کا کچھ احساس پیدا ہو اللہ تعالیٰ چونکہ ناصح ہر مان اور حکیم ہے اس لئے اس نے یہودیوں کے عوام و خواص کی اصلاح پند و نصیحت کا ہر ممکن انداز اختیار فرمایا ہے تاکہ وہ کسی نہ کسی طرح راہِ راست پر آجائیں اور دعوت حق قبول کر لیں۔ اور اگر وہ ضد و انکار پر پڑے رہے تو حجت خدا دیکھنا ان پر قائم ہو جائے۔ پانچویں کوہ کی ابتدا میں یٰبَنِی إِسْرَآئِیْل اذْكُرُوا النِّعْمَتَ الَّتِيْ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاذْكُرُوا الْعَهْدَ الَّذِیْ اَوْفِیْ بَعْهْدِكُمْ سے لیکر پندرہویں کوہ میں وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ تک بنی اسرائیل کی اصلاح کے عمومی پہلو کو مد نظر رکھا گیا ہے اور پھر وہاں سے سلسلہ رسالت و نبوت کا آغاز ہوتا ہے۔ اصلاح کے عمومی پہلو کے سلسلے میں تذکرہ و ارشاد کیلئے یاغی طریقہ اختیار کئے گئے ہیں۔

۱۱) یہودیوں کے باپ دادوں پر کئے گئے انعامات کا ذکر (۴) ان کے باپ دادوں کی خباثتوں کا ذکر (۳) نزولِ قرآن کے وقت موجودہ بنی اسرائیل کی بد اعمالیوں کا ذکر (۴) ان کی بد اعمالیاں تو ایک طرف رہیں ان کے باپ دادا تو حید بیان کرنے والے پیغمبروں کو قتل کرتے رہے اور ان کو جھٹلاتے یہ اس کا ذکر (۵) ان کے آباؤ اجداد کا ذکر چھوڑ دو موجودہ بنی اسرائیل کا یہ حال ہے کہ آخری پیغمبر جب آگیا تو یہ اسکو جھٹلانے لگے۔ حالانکہ اس کے آنے سے پہلے اس کی آمد کی خوشخبری دیا کرتے تھے، ان کی مخالفت کا ذکر۔

[illegible]

وکیلا (سورہ بنی اسرائیل رکعہ ۱) تورات کے اس مضمون کی قرآن مجید نے کئی جگہ تصدیق کی ہے چنانچہ سورہ مزمل میں ارشاد ہے **لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ قَاتِلْنِمْ ذَٰلِكُمُ الْكَاذِبِينَ** یعنی اللہ کے سوا کوئی ہر قسم کی عبادت کے لائق نہیں، اس کے سوا حاجات و مشکلات میں کوئی ملجا و مددگار نہیں لہذا اللہ ہی پکارو، اسے ہی اپنا کارساز سمجھو ضرورتوں اور مصیبتوں میں اسی ہی کی طرف رجوع کرو۔ ۵۹۹ یہ پہلی ہی ہے۔ گناہ لفظاً مفرد ہے لیکن معنی جمع ہے۔ معنہ اول من کفر بہ اول فریق او فوج کا فوجہ (کبیر ص ۴۹ ج ۱، قرطبی ص ۲۳) ان یہودیوں سے پہلے مشرکین عرب ثبوت توحید کا انکار کر چکے تھے پھر انہیں سب سے پہلے انکار کرنے والے کیوں فرمایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہودی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور آپ پر نزول قرآن کو اچھی طرح جانتے تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ تورات میں مذکور تھے۔ آپ کی بعثت سے پہلے یہودی عالم آپ کے ظہور کی خوشخبری دیا کرتے تھے۔ اور ان کو تورات کی وہ آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے جن میں قرآن اور صاحب قرآن کا ذکر ہوتا تھا تو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ بہت پہلے قرآنی دعوت کو قبول کرنے لگے مگر اس کے برعکس انہوں نے جانتے پہچانتے اس کا انکار کر دیا۔ اب ان کے مریدین مقتدرین نیز ان کی اولاد ان کی دیکھا دیکھی کفر و انکار کرے گی۔

فان وظیفتم کم ان تکونوا اول من امن به لما انکم تعرفون حقیقۃ الامر (روح ص ۲۲ ج ۱) مثلاً یہ دوسری ہی ہے یہودیوں کے علماء اور پیروں کی ساکھانی قوم میں خاصی مضبوط تھی۔ عوام کو ان کے ساتھ گہری محبت اور عقیدت تھی عوام ہمیشہ ان کی خوشنودی کے لئے انہیں نذریں نیازیں پیش کیا کرتے تھے۔ علماء یہودی کو یقین تھا کہ اگر ان کے عوام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا تو ان کی ریاست اور شان و شوکت خاک میں مل جائیگی اور ان کی مذروشیہ کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ تورات کی ان آیتوں کو اپنے عوام سے چھپانے لگے جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور آپ کی صفات و علامات بیان کی گئی تھیں۔ یہاں اسی کثرت سے علماء یہودی کو روکا گیا ہے اور لفظاً شتر ا دیہاں اپنے حقیقی معنوں میں نہیں ہے بلکہ اس سے مراد محض ترجیح اور استبدال ہے۔ یعنی ایک چیز کی جگہ دوسری چیز کو اختیار کرنا۔ اس آیت میں دنیوی دولت اور فانی منافع کو اظہار حق پر ترجیح دینے کو اشتراک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور تمنا کے ساتھ لفظ قلیدلہ بڑھانے سے دولت دنیا کی حقارت کی طرف اشارہ ہے یعنی میری آیتوں کے عوض تم جو رقم وصول کرتے ہو، وہ میری آیتوں یا دولت آخرت کی نسبت نہایت قلیل اور حقیر ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا کی آیتوں کو حقیر رقم کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے اور زیادہ رقم کے عوض جائز ہے۔ (من الکبیر ص ۴۹ ج ۱ والروح ص ۲۲ ج ۱) وغیرہما) حق چھپا گمراہی کا جہنم بھرنے کی یہ سنت آج بھی جاری ہے۔ یہودیوں کی طرح بہت مولوی اور پیرپ کو ایسے نظائیں گے جو لوگوں کو گیارہویں شریف کی ترغیب تو دیتے ہوں گے۔ اپنے دادا کی قبر پر حاضر ہو کر چڑھا دے اور نذریں پیش کرنے کی تلقین کرتے ہوں گے۔ حاجتوں اور مصیبتوں میں اولیاء اللہ کی قبروں پر حاضری دیکر انہیں مدد کیلئے پکارنے کی تعلیم بھی دیتے ہوں گے مگر اپنے مریدوں کے سامنے آپ نے انہیں قرآن مجید کی ان آیتوں کا وعظ کہتے ہوئے بھی نہیں سنا ہو گا جن میں اللہ نے

الْحَقُّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾ وَأَقِمْوَا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿۴۳﴾ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَسْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ﴿۴۵﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ إِلَى اللَّهِ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۴۶﴾ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَذْكَرُوا نِعْمَتِي الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۴۸﴾ وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنَ آلِ فِرْعَوْنَ

منزل ۱
غیر اللہ کی مذروشیہ اور چڑھا دے کو حرام کہا ہے اور جن میں اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے سوا کوئی حاجت روا اور شکل کشا نہیں میرے عالم الغیب اور کارساز نہیں اس لئے میرے سوا حاجات و مشکلات میں کسی اور کو مت پکارو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے یہودیوں کی طرح انہیں بھی یقین ہے کہ ان کی آمدنیاں بند ہو جائیں گی۔ اور ان کا جھوٹا ختم ہو جائے گا۔ مثلاً یہ تیسری ہی ہے۔ وَتَكْفُرُوا بِالْحَقِّ اس کا عطف تَلَسُّوا پر ہے اور یہ جو حق نہیں ہے۔ یہودی خود بھی کفر اور گمراہی میں مبتلا تھے اور دو ٹوک لوگوں کو بھی ہر گز طریقہ سے گمراہ کرنے کے لئے کوشاں تھے۔ اس سے پہلی آیت میں خود یہودی کفر و فسق و فساد سے باز رہنے کا حکم دیا گیا۔ اب اس آیت میں انہیں دوسرے لوگوں کو گمراہ کرنے سے روکا گیا ہے۔ اعلیٰ ان قول سبحانہ وامنوا بما انزلت امر بترك المكفر الضلال وقوله وَلَا تَلَسُّوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ امر بترك الاعواء والاضلال (کبیر ص ۴۹ ج ۱)

موضع القرآن لا توت پکڑ و محنت ہمارے سے اور زمانہ سے یعنی اس کی عادت کرو تو سب کام دین کے آسان پڑیں ۱۲۔ بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں پکڑے نہ جاویں گے۔ ہمارے باپ داوید پیغمبر ہم کو چھوڑا

علمائے یہود عجم کو گمراہ کرنے کے لئے دو طرح کے حربے استعمال کرتے تھے جن لوگوں کو حضور علیہ السلام کی تورات میں بیان کی گئی صفات و علامات کا تصور نہ تھا ان کے دلوں میں تو شبہات پیدا کر کے انہیں یقین دلا دیتے کہ یہ صفات و علامات اس پیغمبر پر منطبق نہیں ہوتیں۔ ایسے لوگوں کی ہدایت کا جادوئی سا امکان پیدا ہوتا ہے وہ اس طرح ختم کرتے۔ وَلَا تَلْسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ میں اسی کبروت سے منع فرمایا ہے۔ اور جو لوگ بالکل ہی بے خبر اور جاہل تھے ان سے وہ حق بات کو چھپاتے تاکہ وہ اندھیرے ہی میں رہیں اور ان کی ہدایت پانے کا کوئی امکان ہی نہ ہو۔ وَكُنْتُمْ أَكْثَرُ الْحَقِّ فِيهِ اس سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ یعنی تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تم ہم کو کتمان کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ خلق خدا کو گمراہ کرنا کتنا بڑا جرم ہے اور اس کی سزا کس قدر سخت ہے اس لئے تمہیں تو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وَأَقْبِمُوا الصَّلَاةَ بِإِخْرَارٍ مَرَّةً وَأَنْتُمْ لَا تَكُونُونَ يَهْجَا امر ہے۔ یعنی خود بھی ایمان لاؤ اور دوسرے لوگوں کو بھی ایمان لانے سے نہ روکو اور اس کے بعد اسلام کے دوسرے اعمال کی بھی پابندی کرو۔ بدنی اور مالی عبادتوں میں سب سے اہم نماز اور رکوع تھی اس لئے اس کا ذکر کر دیا۔ نیز ان دونوں عبادتوں میں ان کی بنیادی بیماری یعنی حُب دنیاء کا مکمل علاج تھا اس لئے ایمان کے بعد سب سے پہلے نماز اور رکوع کا حکم دیا۔ نماز سے باطن کی اصلاح ہوتی ہے۔ اس سے شخص دوسری بیماری سے دلوں کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ اور رکوع سے حرص و طمع اور حُب جاہ و مال سے نجات مل جاتی ہے۔ وَأَرْكَعُوا مَعَ الرَّاْكَعِينَ۔ یہ ساتواں امر ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ پورے پورے امت محمدیہ میں شامل ہو جاؤ اور اسلام کے تمام احکام قبول کر لو اور کچھ عین سے مراد امت محمدیہ کے نمازی ہیں کیونکہ رکوع امت محمدیہ کی خصوصیت ہے۔ اِیْ صَلُّوا مَعَ الَّذِينَ فِي صَلَاتِهِمْ كِرَامٌ (معالم ص ۱) یہاں استقامت اظہار حیرت و عجب کے لئے ہے یعنی تمہارا حال قابلِ تعجب ہے کہ تم لوگوں کو تو یونگی کا حکم دیتے ہو مگر خود نیکی نہیں کرتے ہو۔ یہ خطاب علمائے یہود سے ہے کہ وہ لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کی تلقین کرتے تھے مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ تورات میں نبی کریم علیہ السلام کی صداقت کی نشانیاں موجود تھیں مگر انہوں نے آپ کو نہ مانا۔ ان ایلمہود کا نوا یا مردوں غیر ہوا بتبع التوراة ثم انهم خالفوه لانهم وجدوا فيه ما يدل على صدق محمد صلى الله عليه وسلم ثم انهم هم ما امنوا به ككبريائه (۱) بعض مشرکین کا قول ہے کہ جب شرکین مکہ یا یہودیوں کے مسلمان رشتہ داروں میں سے کوئی شخص پوشیدہ طور پر علمائے یہود سے حضور علیہ السلام کے بارے میں پوچھتا تو اسے کہتے کہ وہ پیغمبر سچا ہے اسے مان لو لیکن خود اسے نہیں مانتے تھے کیونکہ انہیں اپنی نذر و نیازوں کے بندہ ہوجانے کا ڈر تھا۔ اِذَا جَاءَهُمْ اِحْدَى الْخَفِيَةِ لاسْتَعْلَامِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ صَادِقٌ فِيمَا يَقُولُ وَامْرَأَتِي فَاتَبَعُوهُ وَهُمْ كَانُوا لَا يَتَّبِعُونَ لَطَمَ عَصَاهُ فِي الْهَدْيِ وَالصَّلَاةِ الَّتِي كَانَتْ تَصِلُ إِلَيْهِمْ مِنْ اتِّبَاعِهِمْ (کبر ص ۱) نزول فی علماء اليهود وذلك ان الرجل منهم كان يقول لقريبه وحليفه من المؤمنين اذا ساله عن امر محمد صلى الله عليه وسلم انبت على دينه فان امره حق وقوله صدق (معالم ص ۱) وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ اور تم تو تورات کے عالم ہو۔ اور اسے پڑھتے رہتے ہو۔ اس میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات و علامات مذکور ہیں۔ نیز اس میں نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کا حکم ہے معناه تقوى دون التوراة وتد رسونها و تعلمون ما فيها من الحث على افعال البر والامتناع عن افعال الاثم (کبر ص ۱) أَفَلَا تَعْقِلُونَ تعجب ہے کہ مندرجہ بالا امور کے باوجود تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ یہ آٹھواں امر ہے علمائے یہود کے اسلام (مسئلہ ۱۰) قبول کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ ان کی آمدنی تھی جو انہیں معتقدین کے ذریعے حاصل ہوتی تھی نیز ان کی شان و شوکت اور ریاست و سیادت جو عجم پر قائم تھی اسلام قبول کرنے کی صورت میں ان سب چیزوں سے ہاتھ دھوئے پڑتے تھے۔ اور ساتھ ہی حرام خوری کی وجہ سے ان کے دل مُردہ ہو چکے تھے۔ ان کے دلوں سے خوفِ خدا اور احساسِ حق بالکل محو ہو چکا تھا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بیماری کا علاج بیان فرمایا۔ متصل بماقبلہ کا نہ صرف اسد بائشقی علیہم لما حیه من الکلفة وتترك الرياسة والاعراض عن المال بل جو ابذلک (بیضاوی ص ۱) اور ساتھ ہی نماز کے پابند ہوجانے کے تو نماز کا خور و اور اس میں اللہ کا ذکر اور وعد و وعید اور ثواب و عقاب کی یاد یہ سب چیزیں مل کر تمہارے دلوں کو دنیا کی محبت سے پاک کر کے ان میں آخرت کی رغبت اور محبت بھری دی گی (من الکبر ص ۱) (الرح ص ۱) مشہور ہے۔ من يتصبر يصبره الله۔

صبر آرد آرزو را شتاب صبر کن واللہ اعلم بالصواب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَا وَالْمُنْكَرِ۔ وَرَاتِبًا لِّكِبَرٍ۔ اِنَّهَا فِي ضَمِيرِ صَلَاةٍ کی طرف راجع ہے اور اس سے مراد استعانت بالصبر و الصلوة ہے جو قبل سے مفہوم ہے یعنی نفس کو مرغوبات سے روکنا اور اسے دنیا کے گناہوں و منافع اور بوقلمون تحائف کو ترک کرنے پر آمادہ کرنا بہت ہی شاق اور دشوار کام ہے۔ اَلَا عَلَى الْاَشْعَثِ عَنِ الْبَتَّةِ ن کے دلوں میں خدا کا خوف ہے اور وہ احکامِ خداوندی کے سامنے جھک جاتے ہیں ان کے لئے یہ کام کوئی مشکل نہیں کیونکہ انہیں تو اپنے آقا کی فرمانبرداری میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ لفظ ظن عربی زبان میں شک اور یقین دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ الظن من الاضداد يكون شكًا و يقينًا (معالم ص ۱) العرب قد سمى اليقين ظنًا والشك ظنًا (ابن جریر ص ۱) یہاں یقین کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یظنون یستقیقون (ابن جریر ص ۱) اسلام ص ۱) والظن هنا في قول الجهمود بمعنى اليقين (قرطبی ص ۱) یعنی وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں کسی کام پر آمادہ کرنے کے لئے وہی چیزیں متحرک ہو سکتی ہیں یعنی امید اور خوف۔ مَلْفُوقًا دَرَجَتِهِمْ میں صفت ربوبیت کی صراحت سے اشارہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے مہربان رب کے پاس جائیں گے جس سے ان کی تمام امیدیں وابستہ ہیں۔ وَأَتَّخِذُوا لِيْهِ رُجُوعًا۔ خدا کی طرف لوٹنے کا فوراً ذہن یوم آخرت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اور اس کا فتنہ سامنے آ جاتا ہے جس میں اللہ کے سوا کسی کی حکومت اور عدالت نہیں ہوگی۔ اس سے ترہیب کا پہلو نکلتا ہے۔ اور ان کے خوفِ آخرت کی طرف اشارہ ہے۔ قَالَ لِيُخْرِجَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ هَذِهِ الْقِصَّةِ اَنْ لَا تَعْبُدُوا مِنْ هُوَ عَدُوٌّ لَكُمْ وَاتَّبِعُوا هُدَى الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ الَّذِي اخذ عليكم العهد بان تبايعوه حين اخذ علي ادم عليه السلام حيث قال فمن تبع هذا فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون فلما علم لخطاب ولا يقول. كَيْفَ يَهْدِيهَا النَّاسُ عَمْدًا عَبْدًا وَارَكِبَكُمْ الْاَيَّةُ فَالان خصل الخطاب باهل الكتاب بقوله لِيُخْرِجَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى اذ كُرُوا الْاَخَذَ وَفِي فِي ضَمْنِهِ عِبَادَةُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِمَعْنَى قِصَّةِ اَدَمَ وَابليس سے ثابت ہوا کہ ابليس آدم علیہ السلام اور اولادِ آدم کا سخت دشمن ہے اس لئے اس کی عبادت مت کرو اور انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی ہدایت کی پیروی کرو کیونکہ اتباعِ ہدی کا تم سے ہمہ لیا جا چکے ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے یا یہا الناس الخ میں خطاب عام سے ذریعے مسئلہ توحید ماننے کی تمام بنی آدم کو دعوت دی اس کے بعد یعنی اسرائیل ذکر و الخ سے خاص ان کتاب کو اس مسئلہ کی طرف متوجہ کیا عوام ہمیشہ تین گروہوں کے تابع ہوتے ہیں۔ عالموں کے، پیروں اور گدی نشینوں کے اور سوم نوابوں کے بنی اسرائیل کا خطاب عام سب کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو خطاب کر کے فرمایا کہ میری نعمتوں کو یاد کرو اور میرے احکام کی پیروی کا تم نے جو میرے ساتھ ہمہ لیا تھا اسے پورا کرو۔ ان دونوں باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ سنا توحید کی مخالفت نہ کرو بلکہ اسے مان لو۔ اس کے عوض میں تم کو میری نعمتیں دوں گا اور دنیا و آخرت میں تم کو اجرِ عظیم عطا کروں گا۔ وَأَمَّا اِنْ اَنْزَلْتُمْ اِلَيْهِمْ سُلُوكًا فَجِدْهُمْ فِي الْقُرْآنِ مِنْ نَزْلِ كَيْفَ اس کومان لویہ کوئی نیا مسئلہ نہیں بلکہ تمہاری کتاب تورات میں بھی موجود ہے اگر تم اس مسئلہ کا انکار کرو گے تو تمہاری دیکھا دیکھی تمہارے مرید اور تمہاری رعیت بھی اس کا انکار کرے گی۔ اور اس کا گناہ اور وبال بھی تمہارے سر ہوگا وَلَا تَنْشُرُوْا بِالْاَيْتِ الْخَیْدَرِ وَرَدِّهِ اَوْ حَقِیْرِ وَنُورِیْ مَنْفَعِ، مَنْهَبِیْ اَوْ خَلْقِیْ رِیَاسَتِیْ کے بدلے مسئلہ توحید کو نہ چھوڑو وَلَا تَلْسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ الخ نسلِ خنبر لوگوں کو مسئلہ توحید کو چھپاؤ اور جن کو اس کا تصور نہ ہو علم ہے ان پر اس کو گمراہ نہ کرو وَلَا تَنْشُرُوْا بِالْاَيْتِ الْخَیْدَرِ یہ امر صلی ہے۔ شرک چھوڑ کر مسئلہ توحید کو مان کر نماز قائم کرو۔ یہودیوں کے مولویوں کے پیروں اور گدی نشینوں کا جو اقتدار ان کے عوام کے دلوں میں جما ہوا تھا، ان کی مذہبی آمریت اور ریاست، عوام سے حاصل ہونے والے مالی اور دنیوی فوائد ان تمام چیزوں کو یکدم چھوڑنا نہایت مشکل کام تھا۔ اور مسئلہ توحید کو ماننے سے یہ سب کچھ چھوڑنا پڑتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے اور رکوع دینے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ نماز سے ظاہری اور باطنی طہارت حاصل ہوتی ہے اور رکوع دینے سے ایشان کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور حُب جاہ و مال میں کمی واقع ہوتی ہے۔ وَأَسْتَعِيْنُوا بِالْصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ۔ اور جب تم مسئلہ توحید کو مان لو گے تو ظاہر ہے کہ تمہاری نذر و نیاز کی تمام آمدنیاں بند ہوجائیں گی۔ اور بہت سے تمہارے مرید اور نیاز مند بھی تم سے محروم ہوجائیں گے۔ اس لئے اس نقصان کی تلافی کے

اس میں یہود کے آباء واجداد پر اٹھ نعمتوں اور دو نعمتوں کا ذکر ہے۔ شروع میں اجمالی طور پر ترغیب و ترہیب کا اعادہ ہے اور پھر تفصیل ہے۔ یہ نعرہ گویا کہ اذکو وانعمتی اور ایتای خدا دھبون کی تشریح و توضیح اور تفصیل ہے۔ **ہاتھ** یہ ترغیب ہے۔ اس کی تفسیر گزر چکی ہے۔ **وَإِنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ** یہاں عالمین سے مراد صرف اس زمانے کے تمام لوگ ہیں یعنی اس آیت میں نزول قرآن کے وقت موجودہ بیویوں کے باپ دادوں کی ان کی تمام اہم عسرا و اہم بر فضیلت کا اظہار مقصود ہے۔ المراد فضلتکم علی عالمی زمانکم (کیر فہج ۱، قطبی فہج ۱، معالم فہج ۱) المراد بالعلمین سائر الموجدین فی وقت التفصیل (روح فہج ۱) لہذا اس سے بنی اسرائیل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت پر فضیلت لازم نہیں آتی۔ اور وجہ افضلیت کے لئے ہمیشہ کوئی امتیازی خوبی ہونی چاہیئے اور وہ عقیدہ توحید ہے۔ زمانہ قدرت میں صرف بنی اسرائیل ہی ایک ایسی قوم تھی جو مساک توحید کی صدیق پابندی۔ دنیا کی باقی قومیں کم و بیش شرک میں مبتلا تھیں لیکن رفتہ رفتہ قوم بنی اسرائیل بھی توحید سے دور ہوتی گئی۔ تاکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے تک یہودی کئی قسم کے شرکوں میں مبتلا ہو چکے تھے۔ **وَإِنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ** یہ ترغیب ہے۔ اور لہذا میں نے آپ کی اس کی صفات متعین کر دی ہیں کہ اس سے مراد اہل بیت آخرت ہے۔ دنیا میں جرم کی سزا سزا کینے کیلئے عام طور پر چار درجہ نجات میں سے کوئی ایک ذریعہ استعمال کیا جاتا ہے اور اکثر مجرم ان کے ذریعے قرار واقعی سزا سننے جاتے ہیں (۱) اگر مجرم کا باپ یا دادا یا اوپر کا کوئی مورث یا کوئی اور دور و نزدیک کا رشتہ دار دین یا دنیا کے لحاظ سے بڑا با اثر اور بار آور ہو، لوگ اس کے دنیوی کارناموں سے متاثر ہوں یا اس کی دینی اور مذہبی خدمات کی وجہ سے اسے اللہ کا ولی مانتے ہوں اور اس سے دلی عقیدت رکھتے ہوں تو ایسے شخص سے تعلق رکھنے والے مجرم کو محض اس تعلق اور انساب کی بنا پر چھوڑ دیا جاتا ہے (۲) کسی با اثر اور صاحب اقتدار آدمی کی سفارش سے بھی مجرم کی سزا معاف کر دی جاتی ہے (۳) بعض اوقات کچھ بڑے دلا کر مجرم بری کر لیا جاتا ہے (۴) اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ طاقت کے بل پر زبردستی مجرم کو چھڑا لیا جاتا ہے۔

یہودیوں میں شرک اور بد عقیدگی اس درجہ راسخ ہو چکی تھی کہ ان کا خیال تھا کہ ان حربوں کے ذریعے آخرت کی سزا سے بھی بچا جاسکے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آگاہ کر دیا کہ وہ ان یہ چیزیں کام نہیں آئیں گی۔ **آیت ۱۰** اس میں امر اول کی نفی ہے۔ ای لا یغنی احد عن احد (ابن کثیر رحمہ اللہ) لا تقضی یوم القیامۃ نفس عن نفس شیئاً عما وجب علیہا ولا تنصرونہا ولا تحتل لہا اصابعہا (روح ۲۵ ج ۱) ولا یقبل منہا شفاعۃ۔ یہ امر ثانی کی نفی ہے معتزلہ اور دیگر فرق باطلہ منکرہ شفاعت نے اس آیت کے عموم سے نفی شفاعت پر استدلال کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مطلق شفاعت کی نفی نہیں بلکہ شفاعت قہری کی نفی ہے جس طرح یہودیوں کا خیال تھا کہ ہمارے باپ دادا ہم کو ہادی بدعنوا نبیوں کے باوجود خدا کے عذاب سے چھڑالیں گے اور اللہ کو ان کی سفارش مانی پڑے گی۔ یا یہ نفی کفار اور مشرکین سے مخصوص ہے اور مطلب یہ ہے کہ کفار اور مشرکین کے حق میں کسی قسم کی شفاعت قبول نہیں ہوگی۔ والجواب انہا خاصۃ بالکفار للآیات الواردة فی الشفاعۃ والحادیث المرویۃ فیہا (ابو السعود رحمہ اللہ) ولا یؤخذ منہا عدل یہاں پیکر ذریعہ کے نافع ہونے کی نفی ہے۔ ولا ھم یُنصرون بہ چوتھے ذریعہ کے غیر نافع ہونے کا اعلان ہے۔ آگے انعامات کی تفصیل ہے۔ **آیت ۱۱** یہ پہلا انعام ہے۔ آل فرعون سے مراد یہاں قوم فرعون ہے جو کفر و شرک کے مسلک میں اس کی ہمنوا تھی۔ اما آل فرعون فلا شک ان المراد منہ ھم ہنا من کان من قوم فرعون وھم الذین عزموا علی ہلاک بنی اسرائیل (کبیر رحمہ اللہ ج ۱) آل فرعون قومہ واتباعہ واهل دینہ (قطبی رحمہ اللہ ج ۱) قوم فرعون سے نجات دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی طرف سے جو مظالم ان پر توڑے جاتے تھے اور جو تکلیفیں اور ایذائیں انہیں دی جاتی تھیں ان سے ان کو بچالیا۔ کیسو مومنینکم سوء الحداب۔ فرعون کی قوم چونکہ حکمران تھی اور بنی اسرائیل محکوم تھے اس لئے قوم فرعون ان کو بیگار میں کپڑ لیتے اور ان سے سخت محنت اور مشقت کراتے۔ اس طرح انہیں جمائی عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ **آیت ۱۲** یہ ذہنی اور روحانی کوفت تھی جو انہیں فرعونوں کی طرف سے اٹھانی پڑ رہی تھی۔ بنی اسرائیل کے بیٹوں کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ فرعون نے سن رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ انبیاء و سلاطین پیدا ہوتے رہیں گے۔ (یہاں تک کہ خاتم البیت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو جائے) اس سے فرعون نے اپنی سلطنت کیلئے خطرہ محسوس کیا۔ اور بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے لڑکوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ وقع الی فرعون وطبقته ما کان اللہ وعد ابراہیم ان یجعل فی ذریتہ انبیاء و ملوکاً فحافوا علی ذلک وانفقت کلھتم علی اعدائہم رجال معہم الشفار یطوفون فی بنی اسرائیل فلا یجدون مولوداً ذکر الا لا ذبحوا (کبیر رحمہ اللہ ج ۱)

کِنَّه لَفَتْ بِهٖ نِعْمَتٌ اَوْ مَصِیْبَتٌ و دونوں معنوں میں متعمل ہے۔ فیقال للنعمۃ بلاء وللنعمۃ الشدید بلاء (کیر مشہد ۱۰ وغیرہ) یہاں اگر ذلک کا اشارہ فرعونوں کے افعال کی طرف ہو تو بلاء کے معنی ابتلا اور مصیبت کے ہوں گے۔ اور اگر اشارہ نجات دینے کی طرف ہو تو اس کے معنی نعمت کے ہونگے اور یہی زیادہ موزوں ہے۔ البلاء ہہنا هو المحنة ان الشیر بلفظ ذلکم الی صنع فرعون والنعمۃ ان الشیر بہ الی الانجاء و حمل علی النعمۃ اذ لا نہا ہی النی صلات من الرب تعالیٰ ولان موضع الحجة علی الیہو انما هو تعالیٰ علی اسلافہم (کیر مشہد ۱۰ کذا فی الروح مشکہ ۱۰ والقرطبی مشکہ ۱۰ والبیضاوی مشکہ ۲) نلہ یہ دوسرا انعام ہے۔ بچھڑ میں با معنی لام ہے۔ یعنی ہم نے تمہارے لئے سمندر کو چیر کر اس میں راستے بنائے۔ ای فرقنا لکم (مسالم مشکہ ۱۰ قرطبی مشکہ ۱۰) یا "بلاء" سببیت کے لئے ہے۔ فرقناہ بسببکم وبسبب انجاء کم (کیر مشہد ۱۰ روح مشکہ ۱۰) اور ا لبحر سے مراد یہاں بحر احمر ہے جس کا دوسرا نام بحر قلم ہے دین کران البحر هو بحر القانزہ (قرطبی مشکہ ۱۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام شب و روز تبلیغ میں مصروف ہے مگر فرعون اور اس کی قوم پران کی دعوت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ و ارشاد و معجزات کے ذریعے ان پر حجت خداوندی قائم کر دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے مظلوم بنی اسرائیل کی آہ و بکا رسن کی جودت ہائے دراز سے فرعونوں کے ظلم و ستم سہہ سے بچھڑ اب فرعونوں پر عذاب الہی کے نزول کا وقت آپہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم کو ساتھ لے کر ہجرت کر جانے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ وہ راتوں رات چل نکلے اور چلتے چلتے سمندر کے کنارے جا پہنچے۔ اور فرعون کو خبر ہو گئی۔ وہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر ان کی تلاش میں چل نکلا۔ جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ سامنے سمندر ہے اور پیچھے دشمن اور وائیں بائیں پہاڑ تو گھبرا گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم خداوندی پا کر اپنا عصا سمندر میں مارا جس سے فوراً سمندر کا پانی سمٹ گیا اور اس میں بارہ کشادہ راستے بن گئے۔ اسرائیلی ان راستوں کے ذریعے سمندر پار کر کے جزیرہ منلے سینا میں پہنچ گئے۔ آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ جب فرعون لاؤ لشکر لیکر ساحل سمندر پر پہنچا اور سمندر میں خشک راستے دیکھے تو اس نے بھی اپنا گھوڑا سمندر میں اتار دیا اور اس کے پیچھے سارا لشکر سمندر میں گھس گیا۔ جب سارا لشکر سمندر میں اتر گیا تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو جاری کر کے سب کو غرق کر دیا فرعونوں کو غرق ہونے کا یہ نظارہ اسرائیلیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اللہ یہ تیسرا انعام ہے۔ سمندر پار کرنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لینے کے لئے حکم خداوندی سے کہہ طور پر پہنچے۔ وہاں آپ نے چالیس راتیں بسر کیں۔ اور اللہ کی طرف سے تورات حاصل کی۔ ثُمَّ اخذَکُمْ۔ اخذَکُمْ کا دوسرا مفعول محذوف ہے ای اخذَکُمْ العجل الہا۔ یعنی تم نے گوسالہ کو معبود بنا لیا (ابو السوید مشکہ ۱۰ قرطبی مشکہ ۱۰) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب بنا کر خود کہہ طور پر چلے گئے تو سامری نے جولیک منافق تھا، سونے کے زیورات اکٹھے کئے اور ان کو گھسلا کر ان سے بچھڑے کا بت تیار کیا اور حضرت ابن عباس اور عمر کے قول کی مطابقت مٹی کی وہ مٹی جو اس نے جبریل علیہ السلام کی سواری کے پاؤں کی جگہ سے اٹھائی تھی اس میں ڈال دی جس سے اس میں زندگی پیدا ہو گئی اور وہ جاندار بچھڑے کی طرح بولنے لگا۔ فلما جمعوہ النی السامری القبضۃ وقال کن عجل احسد الہ خوار فضاً کذلک (روح مشکہ ۱۰ قرطبی مشکہ ۱۰) اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ بچھڑے کے پیٹ کی ساخت میں

یَسُوءُ مَوْتُکُمْ سُوءَ الْعَذَابِ یَذْبَحُونَ اَبْنَاءَکُمْ وَیَسْتَحْیُونَ نِسَاءَکُمْ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّکُمْ عَظِیْمٌ ۝۴۹ وَاذْ قَرْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْکُمْ وَاَعْرَقْنَا الْاٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝۵۰ وَاذْ وَاَعَدْنَا مُوسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اَتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُونَ ۝۵۱ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ ۝۵۲ وَاِذْ اَتٰیْنَا مُوسٰی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُونَ ۝۵۳ وَاِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِہٖ یَقُوْمُوا اِنَّکُمْ سِیِّئٰتٍ اٰیٰتٍ اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے چالیس رات کا عجل پھر تم نے عجل کے بعد اور تم ظالم تھے اللہ و

یَسُوءُ مَوْتُکُمْ سُوءَ الْعَذَابِ یَذْبَحُونَ اَبْنَاءَکُمْ وَیَسْتَحْیُونَ نِسَاءَکُمْ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّکُمْ عَظِیْمٌ ۝۴۹ وَاذْ قَرْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْکُمْ وَاَعْرَقْنَا الْاٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝۵۰ وَاذْ وَاَعَدْنَا مُوسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اَتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُونَ ۝۵۱ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ ۝۵۲ وَاِذْ اَتٰیْنَا مُوسٰی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُونَ ۝۵۳ وَاِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِہٖ یَقُوْمُوا اِنَّکُمْ سِیِّئٰتٍ اٰیٰتٍ اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے چالیس رات کا عجل پھر تم نے عجل کے بعد اور تم ظالم تھے اللہ و

یَسُوءُ مَوْتُکُمْ سُوءَ الْعَذَابِ یَذْبَحُونَ اَبْنَاءَکُمْ وَیَسْتَحْیُونَ نِسَاءَکُمْ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّکُمْ عَظِیْمٌ ۝۴۹ وَاذْ قَرْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْکُمْ وَاَعْرَقْنَا الْاٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝۵۰ وَاذْ وَاَعَدْنَا مُوسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اَتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُونَ ۝۵۱ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ ۝۵۲ وَاِذْ اَتٰیْنَا مُوسٰی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُونَ ۝۵۳ وَاِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِہٖ یَقُوْمُوا اِنَّکُمْ سِیِّئٰتٍ اٰیٰتٍ اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے چالیس رات کا عجل پھر تم نے عجل کے بعد اور تم ظالم تھے اللہ و

یَسُوءُ مَوْتُکُمْ سُوءَ الْعَذَابِ یَذْبَحُونَ اَبْنَاءَکُمْ وَیَسْتَحْیُونَ نِسَاءَکُمْ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّکُمْ عَظِیْمٌ ۝۴۹ وَاذْ قَرْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْکُمْ وَاَعْرَقْنَا الْاٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝۵۰ وَاذْ وَاَعَدْنَا مُوسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اَتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُونَ ۝۵۱ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ ۝۵۲ وَاِذْ اَتٰیْنَا مُوسٰی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُونَ ۝۵۳ وَاِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِہٖ یَقُوْمُوا اِنَّکُمْ سِیِّئٰتٍ اٰیٰتٍ اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے چالیس رات کا عجل پھر تم نے عجل کے بعد اور تم ظالم تھے اللہ و

منزل ۱

ہو گئی اور وہ جاندار بچھڑے کی طرح بولنے لگا۔ فلما جمعوہ النی السامری القبضۃ وقال کن عجل احسد الہ خوار فضاً کذلک (روح مشکہ ۱۰ قرطبی مشکہ ۱۰) اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ بچھڑے کے پیٹ کی ساخت میں موضع القرآن و اس کا قصہ سورہ اعراف اور سورہ طہ میں بیان کیا گیا ہے۔ و چکری وہ حکم جن سے معاملے فیصل ہوں اور سداً سداً معلوم ہو۔

فتح الرحمن و مترجم گوید سبب شق پہراں آن بود کہ کاہن فرعون را خبر دادہ بودند کہ در بنی اسرائیل پسے پیدا شود کہ باعث ہرافتادان بادشاہی او گردد و اللہ اعلم ۱۲ و مترجم گوید کہ خدا نے تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام را وعدہ داد کہ چل شب در طور مختلف شود تا تورات عطا فرمایم۔ دریں مدت بنی اسرائیل با غوائی سامری گوسالہ پرستی اختیار کردند۔ خدا تعالیٰ بعد موسیٰ حکم فرمود کہ بعض ایشان بعض را بکشند و اس توہ ایشان الیست واللہ اعلم ۱۲ و مترجم گوید موسیٰ علیہ السلام ہفتاد و کس را از بنی اسرائیل با خود برد تا باوے کلام الہی اسما نما بند ایشان بعد از شنیدن خوابان رؤیت شدند و در طلب آن پا از حد ادب بیرون نہادند۔ خدا نے تعالیٰ آن ہمہ را بصاعقہ بسوزخت و باز بدعا موسیٰ زندہ ساخت۔ اشارہ بریں قصہ است ای آیت واللہ اعلم ۱۲

اس قسم کے سوراخ تھے کہ جب ان میں ہوا داخل ہوتی تھی اس وقت ہوا بھجڑے کی سی آواز پیدا ہو جاتی خواہ وہ صوتہ کان بالویر لاندہ کان عمل فیہ خود قافا ذاد خلت الریح فی جوفہ خا۔
 ولہ تکن فیہ حیاء وھذا قول مجاہد (قرطبی ص ۲۳ ج ۱) سامی نے اسرائیلیوں سے کہا کہ یہ تمہارا رب ہے اس کی پوجا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس میں حلول کے ہوئے ہے یہی عقیدہ عیسائیوں کا
 تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام میں حلول کے ہوئے ہے یہی عقیدہ آج کل کے بعض غالی مبتدعین کا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پیرو مشد میں داخل ہے۔ چنانچہ اسرائیلی حضرت ہارون علیہ
 السلام کے روکنے کے باوجود گوسالہ سامی کی پوجا کرنے لگے۔ **وَأَنْتُمْ ظَلِمْتُمْ** یعنی اس شرک کی وجہ سے تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ **ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ**۔ اس ارتکاب شرک
 کے بعد جب تم نے سچی توبہ کر لی تو ہم نے تمہارا یہ قصور معاف کر دیا۔ **لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ** تاکہ تم اس انعام کا شکر یہ ادا کرواؤ۔ **أَمْ نَدْعُكَ لِمَنْ شَرَكَ** سے باز رہو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو شعار زندگی بناؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ
 السلام چند دنوں کے لئے ہی اپنی امت سے غائب ہوئے تھے کہ سامی نے مکر و فریب سے ان کی امت کو گمراہ کر دیا۔ اس قسم کے سامی تقریباً ہر امت میں موجود ہوتے ہیں۔ امت محمدیہ میں بھی آج کی مذہبی اور
 سیاسی سامی موجود ہیں جنہوں نے کمال عیاری سے سادہ لوح قسم کے لوگوں کو غلط راہ پر ڈال رکھا ہے۔ **وَإِذْ أَنْتَبَا مُوسَىٰ لِكِتَابٍ وَالْفُرْقَانِ**۔ یہ جو تمہارا انعام ہے۔ کتاب اور الفرقان سے مراد تورات ہے کیونکہ
 یہ دونوں اس کی صفتیں ہیں۔ ان التورۃ لھا صفتان کونہما کتابا منزلا وکونہما فرقاناً تفرق بین الحق والباطل (کبیر ص ۲۵ ج ۱) **اِذْ أَنْتَبَا مُوسَىٰ لِكِتَابٍ وَالْفُرْقَانِ** تاکہ ایک جامع
 نظام زندگی تمہارے ہاتھ آجائے اور تم زندگی کے ہر شعبہ میں سیدھی راہ پر چل کر رضائے الہی حاصل کر سکو۔ پانچواں انعام۔ **وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ**۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور سے واپس آئے
 اور قوم کو گوسالہ پستی میں مبتلا پایا تو انہیں توبہ کرنے کی تلقین فرمائی **فَتَوْبُوا إِلَيَّ** یا **يَا رِبِّكُمْ** فاشکروا **أَنْفُسَكُمْ** یعنی جنہوں نے گوسالہ کی پوجا نہیں کی وہ ان کو قتل کریں جنہوں نے اس کی پوجا کی ہے۔
أَيُّ لِيَقْتُلَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔ وروی انداموں نہ یجبل لعل ان یقتل من عبد (صح ص ۱۲ ج ۱) توبہ کی اصل توبہ ہے کہ آدمی گزشتہ گناہوں پر نادم ہو اور آئندہ کیلئے گناہوں کے ترک کا عزم مصمم کرے
 مگر اسرائیلیوں کی توبہ کی قبولیت کے لئے قتل نفس کو شرط قرار دیا گیا۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** اذی الی موسیٰ علیہ السلام ان شرط توبہ ہم قتل نفس (کبیر ص ۲۵ ج ۱) **ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ**
 یعنی گناہ پر اصرار کرنے سے توبہ بہتر ہے کیونکہ اس سے تم گناہ شرک سے پاک ہو جاؤ گے اور آخرت میں ابدی زندگی پاؤ گے۔ **لَمَّا أَنْتَبَا مُوسَىٰ لِكِتَابٍ وَالْفُرْقَانِ** تاکہ ایک جامع
رَبُّكُمْ (کبیر ص ۲۵ ج ۱) **فَتَوْبُوا إِلَيَّ** یا **يَا رِبِّكُمْ** فاشکروا **أَنْفُسَكُمْ** یعنی جنہوں نے گوسالہ کی پوجا نہیں کی وہ ان کو قتل کریں جنہوں نے اس کی پوجا کی ہے۔
 کا ا خلاص دیکھا تو ان کی توبہ قبول کر لی اور انہیں معاف کر دیا۔ **يَا رِبِّكُمْ** فاشکروا **أَنْفُسَكُمْ** یعنی جنہوں نے گوسالہ کی پوجا نہیں کی وہ ان کو قتل کریں جنہوں نے اس کی پوجا کی ہے۔
 موسیٰ علیہ السلام تورات لیکر اپنی قوم کے پاس آئے اور قبول توبہ کے مذکورہ بالا واقعہ کے بعد ان سے کہا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اس پر عمل کرو ان میں بعض گستاخ اور ضعیف ایمان قسم کے لوگوں نے کہا کہ جب تک ہم
 خود تورات کے متعلق اللہ کا حکم نہیں سنیں گے اس وقت تک نہیں مانیں گے۔ نیز ان میں سے بعض نے کہا کہ تورات کے احکام مشکل ہیں ہم سے ان پر عمل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ بات ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے مشکل
 احکام نافذ فرمائے جس طرح آج کل نئی روشنی سے متاثر ذہنیتیں رکھنے والے مسلمان کہتے ہیں کہ کئی ایک احکام توبہ سے ہی سخت ہیں جو اسلام کے ابتدائی دور ہی کیلئے مومنین کے لئے ترقی یافتہ زمانہ میں توبہ
 بالکل ہی ناقابل عمل ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ستر نیک اور برگزیدہ آدمیوں کو چن کر کوہ طور پر لے گئے۔ وہاں انہوں نے پس پردہ اپنے کانوں سے اللہ کا کلام سنا مگر بھیجی مطمئن نہ ہوئے اور
 ایک اور پہل اور ناممکن مطالبہ پیش کر دیا کہ اللہ کا کلام تو ہم نے سن لیا مگر ہمیں کامل اطمینان صرف اسی صورت میں ہوگا کہ ہم اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ **فَأَخَذَ حُكْمُ الصَّعِقَةِ**۔ صاعقہ سے مراد گرجدار آواز ہے۔
 صیخہ سماویہ خود اہل صاعقین میتین (روح ص ۱۱ ج ۱) یہ مطالبہ چونکہ نہایت گستاخانہ اور محض ضد و عناد پر مبنی تھا۔ طلب ہدایت کے لئے نہیں تھا اس کی پاداش میں ایک گرجدار آواز کے ذریعے ہلاک کر دیا
 گیا۔ **لَا نَهْمُ لِيَا لَوْ اسأل سترشاد بل سوال تعنت و عناد (مدارک ص ۱۲ ج ۱) لغرط العناد والتعنت وطلب المستحيل فانهم ظنوا انه تعالى يشبه الاجسام فطلبوا رؤيته رؤية الاجسام في الجهالة**
والاحياء المقابلة للرائی وھی محال (بعض ص ۱۲ ج ۱) **وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ** یعنی تم نے اپنی آنکھوں سے صاعقہ کے ذریعے ایک دوسرے کو مرتے دیکھا۔ ای بنظر بعضکم لبعض حين اخذكم الموت
 (معالم ص ۱۲ ج ۱) **يَا رِبِّكُمْ** فاشکروا **أَنْفُسَكُمْ** یعنی جنہوں نے گوسالہ کی پوجا نہیں کی وہ ان کو قتل کریں جنہوں نے اس کی پوجا کی ہے۔
 صحیح نہیں کیونکہ اس سے امتناع فی الدنیا ثابت ہوتا ہے نہ کہ مطلق امتناع۔ اور اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ رؤیت باری تعالیٰ فی نفسہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں ممکن ہے لیکن دنیا میں اس کا وقوع نہیں ہوگا۔ البتہ
 آخرت میں مومنین ویدار الہی سے مشرف و محفوظ ہوں گے۔ واهل السنة والسلف علی جوازها فیہما وقوعها فی الآخرة (قرطبی ص ۱۲ ج ۱) **يَا رِبِّكُمْ** فاشکروا **أَنْفُسَكُمْ** یعنی جنہوں نے گوسالہ کی پوجا نہیں کی وہ ان کو قتل کریں جنہوں نے اس کی پوجا کی ہے۔
 یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصر میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ جب فرعون غرق ہو گیا اور اسرائیلی بالکل مطمئن ہو گئے تو انہیں قوم عمالقہ سے جو اس وقت ملک شام پر قابض تھے جہاد کر کے اپنا وطن آزاد کرنے کا حکم ملا تو
 یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سرکردگی میں جہاد کے لئے چل نکلے جب قریب پہنچے اور عمالقہ کی طاقت اور قوت کا پتہ چلا تو بہت ڈر بیٹھے اور ان سے لڑنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر اللہ نے ان کو یہ سزا دی کہ وہ
 پورے چالیس سال میدان تیر میں سرگرواں اور مائے مائے پھرتے رہے۔ **يَجْبُلُ بِالْجِبِلِّ** او بے آب و گیاہ تھا۔ اس میں نہ سایہ کے لئے کوئی درخت تھا نہ پینے کے لئے پانی اور نہ کھانے کے لئے کوئی چیز۔ جب انہوں نے
 دھوپ کی شکایت کی، اللہ نے ان پر بادل پھیرا کہ سایہ مہیا فرمادیا۔ جب بھوک کی شکایت کی، من و سلویٰ کا انتظام کر دیا۔ اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ **أَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ تَرْجِيئُ** کے ہیں وہ گوند
 کے مشابہ ایک میٹھی چیز ہے جو اس کی طرح صبح کے وقت پودوں پر گر جاتی ہے۔ اسرائیلی جب صبح اٹھتے تو پودوں پر انہیں تر نہیں پڑتا تھی بہت بڑی مقدار میں جسے وہ مزے سے کھاتے۔ **وَالْمَثَرُ وَرِثَانُهُ** الترحیبین وھوشی
 يشبه الصمغ حلومہ شقی من الحموضة کان ینزل علیہم کالطل (روح ص ۱۲ ج ۱) اور سلویٰ ایک قسم کی بٹیریں ہیں دھوپا ٹریشبہ السمانی اھو السمانی بعینہ (روح ص ۱۲ ج ۱) کان یبعث علیہم الجنوب ففحش
 علیہم السلوی وھی السمانی فیذی بھ الرجل منها ما یکفیه (مدارک ص ۱۲ ج ۱) یعنی اللہ تعالیٰ جنوب کی طرف سے ہوا چلا دیتا جس کے ساتھ بٹیریں آتی چلی آتیں اور وہ انہیں پکڑ کر ذبح کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک
 سہولت بھی مہیا کی کہ بٹیریں ان سے بھاگتی نہیں تھیں وہ جب چاہتے پکڑ لیتے تھے۔ **كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا ذَرَأْنَا لَكُمْ** قرآن مجید میں گزشتہ واقعات کے سلسلہ میں جہاں کہیں صیغہ امر استعمال ہوگا اس سے پہلے **قَالَ** یا
قُلْنَا وغیرہ حسب موقع مخدوف ہوگا (رضی ص ۱۲ ج ۱) **وَقُلْنَا لَكُمْ** کلوا من الطیبات (مدارک ص ۱۲ ج ۱) **وَقُلْنَا لَكُمْ** کلوا من الطیبات (مدارک ص ۱۲ ج ۱) **وَقُلْنَا لَكُمْ** کلوا من الطیبات (مدارک ص ۱۲ ج ۱)
 کا انہوں نے کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنا ہی نقصان کیا کیونکہ اس ناشکری کا وبال خود انہیں پر پڑا بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ وہ صرف انٹا ہی من و سلویٰ جمع کریں جتنا وہ کھا سکیں اور آئندہ
 کے لئے جمع نہ کریں مگر وہ حرص و لانج کے بندے بن گئے اور انہوں نے ذخیرہ اندوزی کے اللہ کی نافرمانی کی اور اس طرح انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ **يَا رِبِّكُمْ** فاشکروا **أَنْفُسَكُمْ** یعنی جنہوں نے گوسالہ کی پوجا نہیں کی وہ ان کو قتل کریں جنہوں نے اس کی پوجا کی ہے۔
 تیرہویں وفات ہو چکی تھی اور حضرت یوشع علیہ السلام آپ کے جانشین ہو چکے۔ ادھر بنی اسرائیل کے وہ بڑے بڑے سرکش بھی ختم ہو چکے تھے جنہوں نے جہاد سے انکار کیا تھا۔ اب حضرت یوشع علیہ السلام نے نوجوانوں کی نئی پود کو
 جہاد و عمارت پر آمادہ کیا اور ملک شام کو فتح کر لیا اس کے بعد انہیں بیت المقدس کے شہر میں داخل ہونے کا حکم ملا یہاں اقریہ سے مراد بیت المقدس کا شہر ہے۔ **وَهُوَ اخْتِيار قتادة والربیع وانی مسلم الاصفہا**

البقرة ٢

428

139

در جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تیرا یقین نہ کریں گے جب تک کہ نہ دیکھ لیں۔

جَهْرَةً فَآخَذَ شَكْمُ الصَّعِقَةِ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿٥٥﴾

۵۶) ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

بھرا کھڑا کیا ہم نے علم کو مر گئے پیچھے تاکہ تم احسان مانو اللہ مل

وَضَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمُنِّ وَ

اور سایہ کیا ہم نے تم پر اجر کا اور اتارا تم پر من اور

الْاَسْلٰوٰی کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاٰظِلُّوْا

سَلَامُی ھَلَلہ کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دیں۔ اور انہوں نے ہمارے لیے

وَلٰكِنْ كَانُوا۟ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِذْ قُلْنَا اَدْخُلُوْا

هَذِهِ الْقَرْيَةُ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا ۚ

اس شہر میں کھلے فط اور کھائے پھر اس میں جہاں چاہو زراعت سے لے کر اور

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اَوْ قُولُوا حِطَّةٌ تُغْفِرْ لَكُمْ

وَأَعْلَ هُوَ دُرُوزَانِے میں بھی دیکھے ہوئے اور کہتے جاؤ گئے تھے ۵۸ فَبَدَّلَ الَّذِينَ

وَصُورِ اور زیادہ بھی دینے لگی والوں کو فت پھر بدل ڈالا

ظَلَبُوا قَوْلَ غَيْرِ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى

الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٥٠﴾

ظالموں پر عذاب آسمان سے اُتے ان کی عدول بھی پیر

مطابق نظام سادات

۴۰ الفام ساری

۴ عذاب اول

۵۷۵

عال مؤکد نہ ہو بلکہ حال مقدمہ ہو جیسا کہ یا ایہا النبی انا ارسلناک
شاهدًا میں علامہ زمخشری نے لکھا ہے۔ (کشاف ص ۴۳ ج ۲) تو
اس صورت میں اصل عبارت یوں ہوگی دادخلوا باب المسببین تقدیر
لکم الجنۃ وقت حصول کفہ۔ اور مقصد یہ ہے کہ اس شہر میں کھائے
پینے کی چیزیں کثرت اور فراوانی سے موجود ہیں۔ طلب فراخی کو کھاؤ
پیو اور ساتھ بطور شکر نعمت خاکے گھر میں حاضر ہو کر اس کی عبادت
بجالاؤ حضرت شیخ رحمہ اللہ اسی معنی کو ترجیح دیتے ہیں ۱۱۱۱ حطۃ
مبتدا و مخدوف کی خبر ہے۔ ای مسئلنا حطۃ (ملک ص ۱۱ ج ۱)
کبریٰ ص ۵۳ ج ۱) یعنی ہماری درخواست گناہوں کی معافی ہے نَعْفُزُ
لَکُم حَطَّائِیا کُفَّیہ ادخلوا اور قولوا دونوں کا جواب ہے۔
یعنی جب تم میری عبادت بجالاؤ گے اور مجھ سے اپنے گناہوں کی
معافی مانگو گے تو میں تمہارے تمام گناہ معاف کر دوں گا۔ سنن
المُحْسِنِینَ عَمَّین سے مخلصین کا ملین مراد ہیں جیسا کہ حدیث
جبریل میں احسان کی تفسیر میں ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ مطلب
یہ کہ گناہوں کی معافی تو ان سب کے لئے ہے جو مذکورہ حکم کی تعمیل کیئے
مگر مخلصین کو مزید انعام و اکرام سے نوازا جائیگا۔ یا عَمَّین سے وہ لوگ
مراد ہیں جنہوں نے ماضی میں خدا کی نافرمانی نہیں کی تھی مثلاً گوسالہ کی
پوجا نہیں کی اور من و سلوی کا ذخیرہ نہیں کیا وغیرہ (قرطبی ص ۱۱ ج ۱)
۱۱۱۱ ان میں سے جو نافرمان اور بخود غلط کار تھے انہوں نے اللہ کی
طرف سے تلقین کردہ الفاظ کو چھوڑ کر متسخر و استہزاء کے طور پر کچھ اور
ہی الفاظ اپنے شروع کر دیئے۔ روایتوں میں آتا ہے کہ انہوں نے
حَطَّۃ کے بجائے حنطۃ کی رٹ شروع کر دی (قرطبی ص ۱۱ ج ۱) اور
ص ۲۶ ج ۱ وغیرہ) قوی مخالفت کے ساتھ ساتھ انہوں نے عملاً بھی اللہ
کے حکم کی مخالفت کی۔ چنانچہ دروازے سے جھک کر گزرنے کے بجائے
اُکڑتے اور اتارتے ہوئے گزرے۔

موضع القرآن جب فرعون غرق ہو چکا اور بنی اسرائیل خلاص ہو کر چلے جاتے ہیں ان کے خیمے چھٹ گئے تو سارے دن ابرہہ تنہا دھوپ کا بچاؤ اور ناناچ رہ پھینتا تو من و سلویٰ اترتا کھانے کو من ایک چیر ختی میٹھی دھینے کے سے دن رات کو ہرستی شکر کے گرد ڈھیر ہو رہی صبح کو سر آدمی اپنی قوت

کے برابر جن لاتا اور سولی ایک جانور کا نام ہے شام کو لشکر کے گرد ہزاروں جانور جمع ہوتے اندھیرا پڑے پکڑ لائے گلاب کرکے کھاتے دھن تک یہی کھایا کئے۔ **ف** اس جنگ میں پھنسے تھے اپنی تقصیر سے سورہ مائدہ میں اس کا بیان ہے۔ پھر ایک کھانے سے تنگ گئے تب ایک شہر میں پہنچا یا اور حکم کیا کہ دروازے میں سجدہ کر کر جاؤ اور حطہ کہو یعنی گناہ اترے۔ **ف** یعنی ٹھٹھے سے حطہ کے بدلے کہنے لگے حنظل یعنی گیہوں اور سجدے کے بدلے لگے سرین پر پھسلے پھر شہر میں جا کر ان پر طاعون پڑی یعنی وبا پھوٹے کی دو پہر میں قریب ستر ہزار آدمی مرے۔

فتح الرحمن | ۱۔ بنی اسرائیل مامور شد مذبحکباد و عماقہ و ایشیا و ایران باب تغافل کردند پس معاقب شدند بافتادن در میان چهل سال و آنجا چون آب طعام و خیمه بافقو و شد خدا تعالی بدعا موسی علیہ السلام من و سلوی نازل ساخت و از سنگی دوازده چشمه وال کرد و او را رسایه بآں گردانید۔ قدر این نعمتہا نشان خند و کفر نعمت گردن اشارت بہدیں قصہ است ایں آیت ۱۲ ۱۔ یعنی دیہی کہ در زمان حضرت موسی فتح شدہ بود ۱۲

البقرة ٢

۳۹

171

اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے ۱۲۲ تو ہم نے کہا مار اپنے عصا کو
 الْحَجَرُ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَا عَشَرَ نَبِيطًا
 بمقرر پر سو بہر نکلی اس میں سے بارہ ۱۲۳

پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ مل کھاؤ اور پیو

وَأَذَقْتُمُ يَمُوسَى لَنْ تَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ

فادح لئلا ربك يجرم لنا فيما نبت الارض
سود عا مانگ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے کہ نکال دے ہمارے واسطے جو اُگتا ہے زمین سے

تعماری اور نگہی اور گیہوں اور مسور اور پیاز

خَيْرٌ اِهْبِطُوا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مِمَّا سَاَلْتُمْ وَ

ان پر ذلت اور محتاجی علیہ اور پھر اللہ کا غصہ

لے کر یہ اس لئے ہوا کہ ہمیں منجھنے کے احکام خداوندی کو **۱۱۴**

منزل ۱

الغاصب

مدد عذاب ثانی

اور ضد و عناد کی وجہ سے بنی اسرائیل پر ذلت و رسوائی اور تنگدستی و محتاجی ہمیشہ کے لئے مسلط کر دی گئی۔ دنیا میں یہ قوم جہاں بھی ہے ذلیل و خوار اور فقیر و محتاج ہے۔ اگر ان میں دولت مند ہیں بھی تو لگتی کے چند آدمی باقی سب عوام تو ان کا شمار دنیا کی مفلس ترین اقوام میں ہے اب اسرائیلیوں کی ایک چھوٹی سی حکومت بھی دنیا کے نقشہ پر نمودار ہو گئی ہے مگر یہ حکومت غنیمت میں کچھ بھی نہیں۔ امریکہ کے مشرق وسطیٰ میں اپنے مخصوص سیاسی مفادات کے پیش نظر ایک کاغذی و صحابچہ سا کھڑا کر رکھا ہے اس کی اپنی کوئی طاقت نہیں اور نہ ہی کوئی منفرد پالیسی ہے اگرچہ امریکہ اس کی امداد سے دست کش ہو جائے تو سوچ ڈھلنے سے پہلے اسرائیلی حکومت کی ہڈی پسلی نہ ملے تو بے باک **يَعْصِبُ مِنَ اللَّهِ** باء و کے معنی یہاں استحقاق اور استوجاب کے ہیں (کیر ۲۵: ۱، ابن کثیر ۲: ۱، روح ۲: ۱) یعنی قوم بنی اسرائیل کفر و عصیان اور قتل انبیاء علیہم السلام کی وجہ سے غضب الہی کی مستحق ٹھہری **مَوْضِعَ الْقُرْآنِ** اس جگہ میں پانی نہ ملا تو ایک پتھر سے بارہ چشے نکلے بارہ قوم تھے کسی میں لوگ زیادہ کسی میں کم مرقوم کے موافق ایک چتر تھا اس سے پہچان لیا جب لشکر کوچ کرتا تو وہ پتھر ساتھ اٹھا لیتے جب قیام ہوتا تو رکھ دیتے۔ **فَمِنْ الرَّحْمَنِ** یعنی بنی اسرائیل دوازدہ قبیلہ لو دوازدہ قبیلہ ایک چشمہ معین شد ۱۲

فتح الرحمن و۔ یعنی بنی اسرائیل ووازوہ قبیلہ بود وازہ برائے بر قبیلہ یک چشمه معین شد ۱۲

البقرة ٢

٢٠

17

اور خون کرتے تھے نبیوں کا ناحق یہ اس لئے کہ نافرمان تھے

در حد پیر نہ رہتے تھے ۱۲۹ بے شک جو لوگ مسلمان ہوئے ۱۳۰ اور جو لوگ

یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابئین جو ایمان لایا (ان میں سے) التمریہ

اور روز قیامت پر اور کام کئے نیک تو ان کیلئے ہے ان کا ثواب ان کے

اب کے پاس اور نہیں ان پر کچھ خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

جب لیا، م نے تم سے قرآن لے لیا اور لیند کیا تمہارے اوپر کوہ طور کو

۱۱ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ لِيَّزِيْرَ الْبَلَدِ فَارْزُقُوْهُ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ حٰقِقِيْنَ ۝۱۲

۱۳

[illegible]

السَّامِ فَتَقْرَأُ بِأَمْرِ كَرِيمٍ قَارِئًا



منزل ۱

ع

۱۲

کی طرف اشارہ ہے اشارۃ الی الکفر والقتل الواقعین سبباً لما یقتل
(روح ۸۲ ج ۱) ہماری بابت یہ ہے کہ ہم کفر و قتل کے سبباً کافر ہیں
اور حدود شکنی نے انہیں اس حد تک پہنچا دیا کہ وہ آیات الہی کی تکذیب
اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنے لگے۔ کیونکہ جس طرح چھوٹی چھوٹی نیکیاں
بڑی نیکیوں کی طرف لے جاتی ہیں اسی طرح بعض اوقات چھوٹے چھوٹے
گناہ بڑے گناہوں کی طرف پھینچ لے جاتے ہیں۔ ای جرمہم العصیہ
والتمادی فی العدان الی ما ذکر من الکفر و قتل الانبیاء علیہم
السلام فان صفار الذخیر اذا دود و صر علیہا اذت المکابر
کما ان مدا مة صفار الطاعات مؤدیة الی تحری کبارہا۔
(ابن السور ۵۵ ج ۱) اکن فی البیضاوی (۲) یہاں تک نوع اول
کی تفصیل تھی۔ ۳ یہ آیت نوع اول کا تتمہ ہے اور الذین امنوا
سے مراد امت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے ای من امن
بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم (بحر ۲۲ ج ۱) وَالَّذِیْنَ هَادُوا۔
یہودیت کے پیرو یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت وَالنَّصَارَہُ
دین عیسوی کے متبعین وَالصَّابِیْنَ یہ لوگ بھی اہل کتاب ہی
کا ایک گروہ ہیں فرقۃ من اهل الکتاب (ابن کثیر ص ۱۸۸)
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ ہر فرقہ اپنے اپنے لقب و زنام پر خوش ہے مگر اصل
ذریعہ نجات یہ القاب اور انتسابات نہیں ہیں بلکہ نجات کا مدار تو ایمان
اور عمل صالح پر ہے۔ یہاں یہ مشبہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ آیت میں صرف
اللہ پر ایمان لانے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ صرف اللہ پر ایمان
لانا نجات کے لئے کافی ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری
نہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو
اس کی تمام صفات کمال اور نفوت جلال میں وحدۃ لاشریک مکیا
اور بے مثل مانا جائے اور اسکے تمام احکام کی تعمیل کی جائے لہذا یہ جملہ
ایمان بالرسول ایمان بالکتاب ایمان بالملائکہ وغیرہ سب کو شامل ہے۔
قد دخل فی الایمان باللہ الایمان بما اوجبه اعنی الایمان بوسلہ
(کبیر ص ۵۵ ج ۱) دوسری بات یہ ہے یہاں ایمان باللہ کا ذکر اجمالی ہے
قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں اسکی تفصیل موجود ہے چنانچہ سورۃ
حجرات رکوع ۲ میں ارشاد ربانی ہے اٰیْمَنَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ بِالْیَوْمِ

بِاللّٰهِ دُرُسِلِهِ تَوَكَّلْ كَيْدُنَا بُوَا وَجْهَهُ ذَا بِمَوِّ الرِّبْعِ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصُّلَّيُونَ ۝ اس آیت میں صاف اعلان کر دیا گیا ہے کہ مومن صرف وہی لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اللہ کے تمام رسولوں پر بھی ایمان لائیں اور ایمان بھی ایسا لائیں جو دیر و دور قسم کے شکوک و شبہات سے پاک ہو اور پھر ان کی عملی زندگی بھی اس ایمان کے عین مطابق ہو اور رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ **موضع القرآن** یعنی کسی فرقہ پر موقوف نہیں لگنا شرط ہے اور عمل نیک اپنے اپنے وقت میں جس نے یہ کیا ثواب پایا یہ اس واسطے فرمایا کہ بنی اسرائیل ہی پر مغرور بنتے کہ ہم پیغمبروں کی ادلاد ہیں ہم ہر طرح خدا کے یہاں بہتر ہیں۔ یہودی کہتے ہیں حضرت موسیٰ ؑ کی امت کو اور نصاریٰ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ ؑ کی امت کو، صائبین بھی ایک فرقہ ہیں حضرت ابراہیم ؑ کو مانتے ہیں۔ **و** جب رات اتری تو کہنے لگے ہم سے اٹے حکم نہ ہونگے تب پہلا آہل آباء کہ گر پڑے تب ذکر قبول کیا۔

فتح الرحمن ۱۔ حاصل معنی آیت آنکہ آدمی دراصل اندھ فرقہ کہ باشد چوں ایمان آورد از اہل نجات بود خصوصیت فرقہ معتبر نیست ۱۲

فتح الرحمن - حاصل معنی آیت آنکه آدمی دراصل انہر فرقہ کہ باشد چوں ایمان آورد از اہل نجات بود خصوصیت فرقہ معتبر نیست ۱۳

(اس میں نزول قرآن کے وقت موجودہ اسرائیل کے باپ دادوں کی تین خواتین اور شراقتیں بیان کی گئی ہیں۔)

۱۳ یہ پہلی جانت ہے یہاں میثاق سے مراد تورات پر عمل کرنے کا عہد و میثاق ہے بقول مافی النورۃ ص ۲۷۸، بالحدیظۃ علی ما فی التورۃ (ابوسعبدۃ ص ۵) وَرَفَعْنَا قُرْبَانُکُمُ الطَّوْرَ جب موسیٰ علیہ السلام تورات لے کر آئے اور بنی اسرائیل سے کہا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اس پر عمل کرو تو انہوں نے کہا کہ یہ احکام سخت ہیں جب تک اللہ خود ہم سے ہم کلام نہ ہو اور اسے ہم اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں ہم نہیں مانیں گے جس طرح آج کل مغرب زندہ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام کے احکام سخت ہیں جو موجودہ زمانے کے لئے غیر مفید ہیں اس لئے ان میں ترمیم ہونی چاہیے۔ اس پر انہیں صاعقہ بھیج کر ہلاک کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر انہیں دوبارہ زندہ کر دیا گیا مگر اس کے بعد پھر بھی وہ تورات کو ماننے پر تیار نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے طوفان بہار ڈال کر اُن کو اُن کے سر پر بکھڑ کر دیا اور فرمایا کہ تورات پر عمل کرنے کا عہد کرو ورنہ بہار اگر کرتے ہی ہلاک کر دیا جائیگا تو اس پر سب نے تورات پر عمل کر لینا عہد کیا۔ یہاں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ دین میں توجہ و اکراہ نہیں تو پھر اسرائیلیوں پر یہاں لنگا کر انہیں تورات پر عمل کرنے پر کیوں مجبور کیا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابتداءً قبولِ اسلام پر کسی کو مجبور کرنے کی اسلام میں قطعاً کوئی اجازت نہیں البتہ قبولِ اسلام کے بعد اگر کوئی شخص اسلام کے دستور حیات سے بغاوت کرے گا تو اسے مرکز برداشت نہیں کیا جائیگا۔ اسلام صرف چند مذہبی رسوم و احکام کا نام نہیں بلکہ وہ حکم الحاکمین کی حکومت و سلطنت کا کامل دستور اور مکمل آئین ہے اس لئے اسے قبول کرنے کے بعد اس سے بغاوت کو بشرط ضرورت جبر و اکراہ اور قوت و طاقت کے ذریعے روکا جائیگا بشرطیکہ حکومت اسلامی ہو۔ جیسا کہ دنیا کی تمام حکومتوں کا اصول ہے کہ وہ اپنے دستور اور آئین سے بغاوت و سرکشی کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتیں۔ اسرائیلی چونکہ اسلام قبول کر چکے تھے اور اب اس کے دستور (یعنی توراۃ) سے جو اس وقت اسلام کا دستور تھا سے بغاوت کر رہے تھے۔ اس لئے اسے برداشت نہیں کیا گیا اور جبر و اکراہ ان سے تورات پر عمل کرنے کا عہد لیا گیا۔ ۱۳۲ اس سے پہلے قلنا محمدؐ ہے یعنی ہم نے کوہ طور ان کے اوپر کھڑا کر کے ان سے کہا کہ تورات کی صورت میں جو احکام ہم نے تمہیں دیئے ہیں ان کی سختی سے پابندی کرو وَاذْكُرُوا مَا فِيْهِ اور اس کتاب کو درس و تدیس کے ذریعے یاد رکھو اس میں غور و فکر کرو اور اس کے امر و نہی پر عمل کرو واحفظوا ما فيه وادرسوا لتستشروہ ولا تغفلوا عنه (مدارک ص ۵) (البقرہ ص ۵) ای تدبروه واحفظوا ادامہ و وجیہ ولا تنسوه ولا تضیعوه (قرطبی ص ۴) ۱ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم دنیا کی تباہی اور آخرت کے عذاب سے بچ سکو لیکن تجھو امن الہلالہ فی الدنیا والعذاب فی الحبیب (معالمہ ص ۵) ۱۳۳ یہ اشارہ مذکورہ عہد و میثاق کی طرف ہے یعنی بختم عہد و میثاق کے بعد جو حق نے حسب عادت قدیر اس سے اعراض کیا۔ اور اسے پس پشت ڈال دیا من بعد اخذ ذلك الميثاق المؤكد (ابوسعبدۃ ص ۵) ای اعرضتم عن الوفاء بالميثاق بعد اخذها وخالفتم (روح ص ۲۵) ۱۳۴ لیکن اس عہد شکنی کے باوجود اللہ نے اپنی خاص نوازش و تہنیتی سے متنبہ موقع پر فوراً ہاک نہ کیا اور سمجھنے کے لئے تمہیں مزید ہدایت دیدی اگر وہ ایسا نہ کرتا تو دنیا سے کب کا تہارا نام و نشان مٹ چکا ہوتا۔ ولولا فضل الله تعالى عليكم بالاهمال فقاخيو العذاب لكنتم من الهالكين (ابوسعبدۃ ص ۵) ۱۳۵ سبت یعنی ہفتے کا دن دین یہودیوں منبرک در مقدس دن تھا جیسا کہ مسلمانوں کے لئے جمعہ اور عیسائیوں کے لئے اتوار ہے ہفتہ کے دن انہیں ٹھیل کے نکالنے سے روکا گیا تھا مگر انہوں نے خدا کے اس حکم کی پرواہ نہ کی اور ہفتہ کے دن بھی شکاریہ باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عبرتناک سزا دی جس کا ذکر آگے آیا ہے۔ یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں پیش آیا اور بنی اسرائیلیوں کا یہ واقعہ ہے وہ ساحل سمندر پر واقع ایلمہ نامی گاؤں کے باشندے تھے (روح ص ۲۵) (البقرہ ص ۵) ۱۳۶ ہم نے ان کی شکلیں مسح کر دیں اور انہیں ذلیل بند بنا دیا یہ مسیح حقیقی اللہ وحی تھا مجازی اور معنوی نہیں تھا اور مسیح کے بعثت دن کے اندر اندر سب ہلاک ہو گئے۔ وظاھر القرآن انهم مسحوا قردة على الحقيقة وعلى ذلك جمهور المفسرين وهو الصحيح..... ولم يعيشوا الا ثمن ثلاثة ايام (روح ص ۲۵) ۱۳۷ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے موجودہ بنی اسرائیل کو خطاب کر کے فرمایا کہ اپنے اسلاف کے عصیان و عدوان کا یہ واقعہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو یہ تمہاری آبائی تاریخ کا ایک مسلم واقعہ ہے اور ان کا جو شر ہو واوہ بھی تمہیں بخوبی معلوم تو اب اس واقعے اندازہ کر لو کہ اگر تم اسی طرح عصیان غدار اور شرور سرکش ہو۔ ہے تو تم پر بھی قہر خداوندی نازل ہو کر ہے گا۔ انہ تعالیٰ لما اخبرهم بما عامل به اصحاب السب فكأنه يقول لهم اما تحافون ان يانزل عليكم بسبب تمردكم وما نزل عليهم من العذاب فلا تغفروا وبالاهمال لمحمدؐ عليكم (البقرہ ص ۵) ۱۳۸ سا کی ضمیر مذکورہ سزائی طرف راجع ہے۔ نكالا نكال کے معنی عبرت کے ہیں نکالا عبوة تنكل لمعتبر بها ای منعقد و ترود عنه (ابوسعبدۄ ص ۵) ۱۳۹ لما بین بدیہا۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس واقعہ کے ظہور کے وقت قرب و جوار میں موجود تھے۔ ای لمن قرب منها (بقرہ ص ۵) ۱۴۰ لما حولها من القرى (بحر ص ۲) وَمَا خَلْفَهَا وہ لوگ جو اس زمانہ کے بعد ہوں گے۔ ای من جاء بعدهم (نہر) وما یحدث بعدھا من القرى التي لو تکن (بحر) یعنی ہم نے اس سزا کو موجبہ لوگوں اور آنے والی نسلوں کے لئے عبرت بنا دیا کہ وہ اسے یاد کر کے خدا سے ڈرتے رہیں اور اس کی نافرمانی کی جرأت نہ کریں وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ متیقین سے بنی اسرائیل کے وہ لوگ مراد ہیں جو اسرائیلیوں کو سبت میں شکار کرنے سے روکتے تھے۔ یہ واقعہ ان کے لئے بھی نصیحت آموز ہے واللہ کی اطاعت اور اس کی حدود کی پابندی کرنے کی زیادہ سے زیادہ ترغیب و تنبیہ یا متیقین سے عام پرہیزگار اور خدا ترس لوگ مراد ہیں الذین نهوهم عن الاعتداء من صالحی قومهم اولکل متوق سمعها (مدارک ص ۵) ۱۴۱ یہ دوسری جانت ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو گلے زد کرنے کا حکم دیا مگر وہ حبش باطن کی وجہ سے اس حکم کو مذاق سمجھنے لگے اور اس معاملہ کو چالیس سال تک مالتے رہے مفسرین نے لکھا ہے کہ گلے زد کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص کو اس کے عزیزوں نے اس کی دولت حاصل کرنے کے لئے رات کی تاریکی میں قتل کر دیا۔ صبح ہوئی تو دشمنوں نے پکار دیا اور معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ہدایت طلب کر کے کہ انہیں گلے زد کر کے اس کا کوئی حصہ مشغول کے جسم سے لگانے کا حکم دیا تاکہ وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتہ بتا دے۔ اس واقعہ کا پہلا حصہ بعد میں اذا قتلت نفسا فاذا رايتهم فيها میں مذکور ہے اور اذا قال ۱۴۲ ان روايات المتعلق حافظ ابن كثير في طرازہ۔ الظاهر انها مأخوذة من كتب بني اسرائيل وهي مما يجوز نقلها ولكن لا تصدق ولا تكذب فلذلك لا يعتمد عليها (الماوافي الحق عندنا والله اعلم) (ابن كثير ص ۲) اس باب

موسى لقومہ میں واقعہ کا آخری حصہ مذکور ہے۔ واقعہ کی ترتیب کو اس لئے بدلا گیا تاکہ ایک ہی واقعہ سے متعلق ان کی دو خباثتوں کی واضح طور پر نشاندہی کی جاسکے اور گائے ذبح کرنے کے سلسلے میں پس پیش اور مال مٹول دوم نے گناہوں پر قتل کا الزام۔ اگر واقعہ کو اصل ترتیب سے ذکر کیا جاتا تو اس سے مقصد حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر مفسرین کی یہی رائے ہے لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ دو قتل واقعے ہیں عیساکہ گذشتہ واقعات کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ واڈ سے جتنے واقعات بیان کئے گئے ہیں وہ سب قتل واقعات ہیں۔ نیز بعض روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ گائے ذبح کرنے کے حکم اور گائے ذبح کرنے کے ذمیان چالیس سال کا طویل وقفہ تھا (دارک ص ۱۵۷ ج ۱، کبیر ص ۱۵۷ ج ۱) نعل کا اتنا عرصہ بے گورکھن پڑا رہنا اور کچھ متعین نہ ہونا یہ امور بھی عقل و قیاس سے بعید ہیں۔ اس سے بھی اشارہ ملتا ہے کہ یہ ایک واقعہ نہیں بلکہ دو مستقل واقعے ہیں ان پر ہو سکتا ہے کہ پہلے انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہو طویل پس پیش اور جستجو کے بعد جب وہ مطالبہ گائے ذبح کرنے میں کامیاب ہو گئے ہوں تو قتل کا واقعہ پیش آگیا ہو اور انہیں اس گائے کا گوشت مقنول

۲ البقرة ۴۲ الم

فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّبَايِنٍ يَدِيهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٦﴾

پھر کیا ہم نے اس واقعہ کو عبرت کے لئے ان لوگوں کے لئے جو وہاں تھے اور حویجیچے آنے والے تھے اور نصیحت دینے والوں کے واسطے اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا

اللہ فرماتا ہے تم کو ذبح کر دو ایک گائے مثلاً وہ بولے کیا تو ہم

هٰزُوا قَالُوا عَوِذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٤٧﴾

سے نہیں کرتا مثلاً کہا پناہ خدا کی کہ ہوں میں جاہلوں میں سے

قَالُوا ادْعُ لَنَارِكَ يَبْنَ لَنَا مَا هِيَ قَالَتْ إِنَّهُ

بولے کہ پکار رہا ہے واسطے اپنے رب کے تبادے ہم کو کہ وہ گائے کیسی ہے مثلاً کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ

يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ

ایک گائے ہے نہ بولتی اور نہ بن بیابا درمیان میں ہے

ذَلِكَ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٤٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَارِكَ

یہاں اور جوانی کے اب کر ڈالو جو تم کو حکم ملا ہے بولا کہ دعا کرتا ہے واسطے اپنے رب کے

يَبْنَ لَنَا مَا لَوْنُهَا قَالَتْ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ

کہ تبادے ہو کہ کیسا ہے اس کا رنگ مثلاً کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے

صَفْرَاءٌ فَاقْعَلُ لَوْنَهَا تَسْرُّ النَّظِيرِينَ ﴿٤٩﴾ قَالُوا ادْعُ

نزد نزدیک ہے اس کی نزدیکی خوش آتی ہے دیکھنے والوں کو بولے دعا کر

لَنَارِكَ يَبْنَ لَنَا مَا هِيَ لَإِنَّ الْبَقَرَ تَشْبَهُ عَلَيْنَا

ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ تبادے ہم کو کس قسم کی ہے وہ مثلاً کیونکہ اس گائے میں شبہ بڑا ہے ہم کو

وَأَتَاكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ كَهْتَدُونَ ﴿٥٠﴾ قَالَتْ إِنَّهُ يَقُولُ

اور ہم اگر اللہ نے چاہا تو ضرور راہ ہائیں گے کہا وہ فرماتا ہے

منزل ۱

کے بدن سے لگانے کا حکم دیا گیا ہوتا کہ وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کی نشاندہی کرے وقیل اللہ مجوزان یکر تترتب نزولہا علی موسی علیہ السلام علی حسب تلاوتہا بان یا مومم اللہ تعالیٰ بح البقرة ثم بقم القتال فیہ صواب بعضہا (روح ص ۲۸ ج ۱، قرطبی ص ۱۵۷ ج ۱) لیکن ایک سوال باقی رہ جائیگا کہ اس صورت میں گائے ذبح کرنے کے حکم کی وجہ کیا ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک واقعہ ہونے کی صورت میں جس چیز کو مفسرین کریم نے ذبح کیلئے گائے ہی کو منتخب کرنے کی حکمت کہا ہے اس صورت میں وہی ذبح بقرہ کی علت ہوگی مصریوں کے ساتھ صلیب پر ہونے کی وجہ سے اسرائیلی بھی گوسالہ پرستی کے شرک میں مبتلا ہو چکے تھے۔ وہ گائے کی پوجا کرتے اور اس کی تعظیم بجا لاتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے باوجود انہیں گوسالہ پرستی سے قیے انسانی تھا اگرچہ عملی طور پر وہ گائے کی پوجا نہیں کرتے تھے لیکن گوسالہ پرستی سے وہ پوجے طور پر متغیر بھی نہیں تھے جبھی تو سامری کے گوسالہ کو دیکھتے ہی اسکے سامنے سجدہ پڑھنے لگتے اس لئے ان کے سابق معبود کو ان کی نظروں میں ذلیل کرنے اور انہیں اس کی عبادت سے کلی طور پر متنفر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تاکہ توحید کی جڑیں ان کے دلوں کی گہرائیوں میں پھیل کر خوب مضبوط ہو سکیں۔ وقیل نامہ امروا بذبح البقرة دون غیرہا من البھا لئلا یفعلوا فیہا فضل قرا بینہم و لعبادہم العجل فاذا د الله ان یمون معبودہم عندہم (دارک ص ۱۵۷ ج ۱) وانا اخصل البقر من سائر الحیوانات لانہم کانوا یعظمون البقر و یعبدہا من دون اللہ فاخترنا واذلک الخ (مجموعہ ص ۱۵۷ ج ۱) اسرائیلی سمجھے کہ گائے تو ایک مقدس اور عظیم جانور ہے بھلا اللہ تعالیٰ اسے ذبح کرنے کا حکم کیسے دے سکتا ہے یا انہوں نے ذبح بقرہ کے ذریعے قاتل کے پتہ لگانے کو بعد از عقل سمجھا اس لئے کہا ہونے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام ہم سے سنی مذاق کر رہے ہیں۔ قَالَ عَوِذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ کیونکہ احکام خداوندی کی تبلیغ میں تضر کرنا جاہلوں اور یوقوفوں کا کام ہے اور انبیاء و علیہم السلام کو یہ چیز زیب نہیں دیتی لان البقر فی انشاء تبلیغ امر اللہ سبحانہ جہل و سفہ (ابوالہریرہ ص ۱۵۷ ج ۱) اب یہاں تک

سورہ بقرہ

اسرائیلیوں کے تعنت اور حکم خداوندی کے امتثال میں لیت ولس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے یہاں ماہی کے ذریعے گائے کی حقیقت منقہ سے سوال نہیں ہے بلکہ یہ سوال محض ایضاح حال کیلئے ہے لَا فَارِضٌ وَلَا بِکْرٌ یعنی وہ نہ بولتی نہ جوانی کی لفظیں سمیٹنے والی تھیں (ص ۱۵۷ ج ۱) عَوَانٌ بَيْنَ ذَلِكْ یہ ماقبل کی تائید عنوان سے کہتے ہیں جو نہ کوڑ و لوں غموں کے درمیان ہو وسط بین المین (مالم ص ۱۵۷ ج ۱) ای لاہی صغیرہ ولاہی مسننہ (قرطبی ص ۱۵۷ ج ۱) فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ یعنی حکم کی تعمیل کرو اور زیادہ سوال و جواب نہ کرو۔ ای من ذبح البقرة ولا تکبروا السوا موضع القرآن و یہ قصہ سورہ اعراف میں ہے۔

فتح الرحمن و مترجم گریڈ ۱۰ اسرائیلی کشتہ یافتہ و کشتہ آن معلوم نہ ہو خدا تعالیٰ حکم فرمود کہ گاویرا ذبح کنند و بعضوی اذان مقنول نہ ہوندا زندہ شود و از قاتل خود خبر دہد و قصہ گاویرا بلیغ خطیر کہ زندہ و بزد و نہ مقنول زندہ شد و پسران علم خود را نام برد کہ ایشان کشتہ پس قاتل را بقصاص رسانید نذاں با قاتل را از میراث محروم ساختند و اللہ اعلم

ولا تتعنوا (روح ۱۵) تعبدوا لا مروتا کید و تنبیہ علی ترک التعتن فہا ترکوہ (قرطبی ۱۵۴ ج ۱) ۱۴۱ جب عمر کے متعلق اطمینان ہو گیا تو اب رنگ کے متعلق سوال کر دیا صفراء فاقعہ کو نہ ہا فاقعہ کے معنی تیز رو رنگ کے ہیں شدید الصفرة تکاد من صفرة ہا تبیض (ابن کثیر ۱۵ ج ۱) کس التظہیر یعنی اس کا تیز اور گہرا زرد رنگ بدنام ہو بلکہ ایسا خوشنما ہو کہ دیکھ کر راحت اور مسرت محسوس کریں ۱۴۲ یہ اسرائیلیوں کی سرکشی اور ان کے خبث باطن کی انتہا ہے کہ حکم خداوندی کی تعمیل میں کیسی چالاک سے پس و پیش کر رہے ہیں ان البقرہ کشاہہ علینا یعنی مذکورہ بالا اوصاف تو بہت سی گالیوں میں پائے جاتے ہیں ان سے گائے کی تعین نہیں ہوتی اس لئے مزید وضاحت فرمائی جائے وَلَا تَأْكُلْ أَمْوَالَهُمْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَهْتَدُوا وَلَا يَرْجِعُوا بَارِئًا سَوَالٍ كَيْ دَعَا سَ كائے کے حصول میں دشواری برپا ہو رہی تھی اس لئے اب انہوں نے اپنی غلطی محسوس کی اور اس پر نادم ہوئے اور آخری سوال میں اپنی کامیابی کو مشیت ایزدی سے متعلق کیا گویا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم مطلوبہ گائے حاصل کر کے ہی دم لیں گے۔ حدیث میں ہے کہ اگر وہ افتاء اللہ نہ کہتے تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے تھے (قرطبی ۱۵ ج ۱) ۱۴۳

یعنی اس سے محنت کا کام نہ لیا جاتا ہو۔ تَنْبِيْرُ الْأَرْضِ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ یہ ماقبل کی تفسیر ہے۔ مُسْلِمٌ بے عیب ہو بریکہ من العیوب (معالم ۱۵ ج ۱) لَا شَيْءَ فِيهَا وَهِيَ كَالْأَرْضِ وَلَا تَسْقِي حَرْثَهَا اور اس میں کسی دوسرے رنگ کا دارغ و صہب نہ ہو ای لیس فیہا لون یخالف معظم لونہا ہی صفراء کلہا لا بیاض فیہا و لا حمق و لا سواد (قرطبی ۱۵ ج ۱) جئت بالحق طرہاں حق بمعنی حقیقت ہے یعنی اب تم نے مطلوبہ گائے کی ٹھیک ٹھیک حقیقت بیان کی ہے۔ ای اظہرت حقیقۃ ما امرنا بہ فالحق ہنا بمعنی الحقیقۃ (روح ۱۵ ج ۱) فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ یعنی ان کی طبیعت گائے کے ذبح کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی تھی اس لئے بار بار سوال کرتے تھے۔ ذبح تو کیا مگر بڑی مشکل سے بنی اسرائیل کو کوئی سی گائے ذبح کرنے کا حکم ملتا تھا۔ مگر انہوں نے اندرہ تعنت اس میں موٹگیابیاں شروع کر دیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذکورہ بالا اوصاف کی گائے کے لئے ایک طرف تو انہیں بہت زیادہ قیمت ادا کرنا پڑی اور دوسرا حصہ دراز تک اس کی تلاش میں مارے مارے پھرے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر وہ کوئی سی گائے لیکر ذبح کر ڈالتے تو ان کا کام بن جاتا۔ لَوْ ذَبَحُوا أَوَّلَ بَقْرَةٍ ارَادُوا لِأَجْزَائِهِمْ وَلَكِنْ شَدَّ دَعَا عَلَى أَنْفُسِهِمْ فَشَدَّ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ (روح ۱۵ ج ۱) ۱۴۴ یہ تیسری ذباخت ہے پہلی تفسیر کے مطابق یہ مذکورہ واقعہ کا پہلا حصہ ہے جسے بعد میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور دوسری تفسیر کے مطابق یہ مستقل واقعہ ہے جو پہلے واقعہ کے بعد پیش آیا۔ اذ دَعَا دَرَّعَے ماخوذ ہے جسکے معنی ہٹانے اور دفع کرنے کے ہیں اور یہ اصل میں تنداد دَعَا تھا۔ تاکو قرب فخرز کی وجہ سے دال سے تبدیل کیا گیا اور پھر اسے ساکن کر کے دوسرے دال میں ادغام کر دیا گیا اور ابتداء میں ہمزہ وصل کا اضافہ کیا گیا۔ باب تفاعل کا خاصہ شراکت ہے اس لئے مطلب یہ ہوا کہ تم میں سے ہر شخص قتل کا الزام دوسرے پر پھینکے گا۔ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ یعنی جس چیز کو تم منسل چھپانے کی کوشش کر رہے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے کا فیصلہ

۱۴۱ جب عمر کے متعلق اطمینان ہو گیا تو اب رنگ کے متعلق سوال کر دیا صفراء فاقعہ کو نہ ہا فاقعہ کے معنی تیز رو رنگ کے ہیں شدید الصفرة تکاد من صفرة ہا تبیض (ابن کثیر ۱۵ ج ۱) کس التظہیر یعنی اس کا تیز اور گہرا زرد رنگ بدنام ہو بلکہ ایسا خوشنما ہو کہ دیکھ کر راحت اور مسرت محسوس کریں ۱۴۲ یہ اسرائیلیوں کی سرکشی اور ان کے خبث باطن کی انتہا ہے کہ حکم خداوندی کی تعمیل میں کیسی چالاک سے پس و پیش کر رہے ہیں ان البقرہ کشاہہ علینا یعنی مذکورہ بالا اوصاف تو بہت سی گالیوں میں پائے جاتے ہیں ان سے گائے کی تعین نہیں ہوتی اس لئے مزید وضاحت فرمائی جائے وَلَا تَأْكُلْ أَمْوَالَهُمْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَهْتَدُوا وَلَا يَرْجِعُوا بَارِئًا سَوَالٍ كَيْ دَعَا سَ كائے کے حصول میں دشواری برپا ہو رہی تھی اس لئے اب انہوں نے اپنی غلطی محسوس کی اور اس پر نادم ہوئے اور آخری سوال میں اپنی کامیابی کو مشیت ایزدی سے متعلق کیا گویا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم مطلوبہ گائے حاصل کر کے ہی دم لیں گے۔ حدیث میں ہے کہ اگر وہ افتاء اللہ نہ کہتے تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے تھے (قرطبی ۱۵ ج ۱) ۱۴۳

البقرة ۲

۴۳

آلہ

إِنَّهَا بَقْرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ

وہ ایک گائے ہے محنت کرنے والی نہیں ۱۴۱ جو جوتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیتی کو

مُسْلِمَةٌ لَا شَيْءَ فِيهَا ط قَالُوا النَّ جِئْتَ بِالْحَقِّ

بے عیب ہے کوئی دارغ اس میں نہیں ہوتا اب لایا تو ٹھیک بات

قَدْ بَخَّوْهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۱۴۱ وَإِذْ قَتَلْتُمْ

پھر اس کو ذبح کیا اور وہ گلتے نہ تھے کہ ایسا کریں گے اور جب مار ڈالا تھا تم

نَفْسًا فَادَّرَأْتُمْ فِيهَا ط وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ

نے ایک شخص کو پھر گئے ایک دوسرے پر دھرنے ۱۴۲ اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم

تَكْتُمُونَ ۱۴۲ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ط كَذَلِكَ يُحْيِي

چھپاتے تھے پھر ہم نے کہا مارو اس مردہ پر اس کا ایک حصہ اسی طرح زندہ کرے گا

اللَّهُ الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۱۴۳ ثُمَّ

اللہ مردوں کو زندہ کرے اور دکھائے تم کو اپنی قدرت کے نمونے تاکہ تم غور کرو و پھر

قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ فِي يَوْمِ الْحَبَارَةِ

تہاے دل سخت ہو گئے اس سب کے بعد ۱۴۴ سو وہ ہو گئے جیسے پتھر

أَوْ أَشَدَّ قَسْوَةً ط وَإِنَّ مِنَ الْحَبَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ

یا ان سے بھی سخت عسلہ (کیونکہ) پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے جاری ہوتی ہیں

مِنْهُ الْأَنْهَارُ ط وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشْفَقُ فَيَخْرِجُ مِنْهُ

نہریں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور نکلتا ہے ان سے

الْمَاءُ ط وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ط وَمَا

پانی اور ان میں سے بھی ہیں جو گرہ پڑتے ہیں اللہ کے ڈر سے اور

اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۱۴۴ أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ

اللہ بے خبر نہیں تہاے کاموں سے ۱۴۵ اب کیا تم نے مسلمانوں کو توقع رکھتے ہو کہ

منزل

کر چکا تھا۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا کا کی ضمیر نفس کی طرف راجع ہے کیونکہ نفس مؤنث معنوی ہے۔ اس کی طرف مذکورہ مؤنث دونوں ضمیریں راجع ہو سکتی ہیں اور بعضہا کی ضمیر گائے کی طرف راجع ہے مطلب یہ کہ گائے کے بدن کا کوئی حصہ مقتول کے بدن سے لگا دو تو وہ زندہ ہو کر قاتل کا پتہ بتا دے گا۔ وقال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ان الضمیر فی بعضہا راجع الی النفس ایضا و معناه اضربوا النفس القتيلة بعض نفسہا کالید و خولہا واللہ اعلم ۱۴۵ یہاں مترادف ہے جو اس واقعہ کی عبرت اور غلطی کے اظہار کیلئے لایا گیا ہے۔ اس واقعہ میں منکرین حشر و نشر کے لئے عبرت ہے یعنی جس طرح اللہ نے اس مردہ کو زندہ کر دیا تھا اسی طرح وہ تمام مردوں کو زندہ کرے گا۔ دَیْرُیْکُمْ آیتہ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ اللہ تعالیٰ قدرت کے یہ نشانات اس لئے ظاہر فرماتا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور تاکہ تم عقل سے کام لیں اس کی قدرت کاملہ پر استدلال کر سکو ویریکم آیتہ علی اللہ قادر علی کل شیء لعلکم تعقلون فعقلون علی قضیۃ عقولکم وھما من قدر علی احياء نفس واحدۃ قدر علی حیاء موضع قرآن و بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا تھا۔ اس کا قاتل معلوم نہ تھا۔ اس کے وراثت ہر کسی پر دعویٰ کرتے تھے حتیٰ تعالیٰ نے اس طرح اس مردے کو جلایا۔ اُس نے بتایا کہ ان وارثوں نے مارا تھا۔

جمعہ (مذکر متعجب) یعنی جو ذات ایک مردہ کو زندہ کر سکتی ہے وہ سب کو خلعت حیات دوبارہ عطا کر سکتی۔ اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں! **آلہ** ذالک سے تمام گذشتہ واقعات، انعامات، آیات اور معجزات کی طرف اشارہ ہے۔ ماسبق من الآيات التي علموها (روح ۲۹ ج ۱) یعنی چاہئے تو یہ تھا کہ ان تمام آیات و معجزات اور توفیقات و تدبیرات کے بعد تمہارے دل نرم ہو جاتے ہیں۔ ان میں خوف پیدا ہو جاتا ہے اور پورے اخلاص کے ساتھ اللہ کے حکام کی پیروی کرتے اور سچی نیت سے اس کی اطاعت کرتے مگر اس کے باوجود تمہارے دل سخت ہو گئے اور تم نے بڑھ چڑھ کر مردود اللہ کر توڑا اور اس کے پیغمبروں کی مخالفت کی۔ تم یہاں ترقی بیان کے لئے نہیں بلکہ استبعاد کیلئے ہے۔ آخر الاستبعاد القسوة بعد مشاہدۃ ما یزلی نار ابو السعد (ج ۱) یعنی قبول حق کی طرف ان کے دل ذرا مائل نہ ہوئے مذکورہ بالا عبرتناک اور عبرت انگیز واقعات کے مشاہدہ کرنے کے بعد نرم ہونے کے بجائے ان کے دل اور سخت ہو گئے **آلہ** اور سخت بھی کیسے پیغمبر کی طرح بلکہ پیغمبر سے بھی سخت و اشد من الحجارة لَمَا يَنْفَجَرُ مِنْهُ إِلَّا نُهُورٌ كَمَا يَنْفَجَرُ مِنْهُ كَوْكَبٌ يَنْفَجَرُ مِنْهُ نَارٌ

الْمَا ۴۴ **البقرة**

يَوْمَ مَنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ لَيْسَ يُعْمَلُونَ

وہ مائیں تمہاری بات **آلہ** اور ان میں ایک فرقہ تھا کہ سنتا تھا

كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ

اللہ کا کلام پھر بدل دالتے تھے اس کو جان بوجھ کر

وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝۵۰ وَإِذَا الْقَوَالِيزِ الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا

اور وہ جانتے تھے اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے کہتے ہیں ہم

أَمَنَّا وَإِذَا خَلَا بِعَضُدُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قَالُوا

مسلمان ہوئے تھے اور جب تنہا ہوتے ہیں ایک دوسرے کے پاس تو کہتے ہیں

أَتَحَدِّثُكُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ

تم کیوں کہتے ہو ان سے جو ظاہر کیا ہے اللہ نے تم پر تاکہ چیلانیں تم کو

بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝۵۱ أَوَلَا

اس سے تمہارے رب کے آگے کیا تم نہیں سمجھتے کیا اتنا بھی نہیں

يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا

جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ

يُعْلِنُونَ ۝۵۲ وَمِنْهُمْ أُمِّيُونَ لَا يَعْلمُونَ

ظاہر کرتے ہیں **آلہ** اور بعض ان میں بے پڑھے ہیں انہیں خبر رکھتے

الْكِتَابِ إِلَّا أَمَانِي وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝۵۳

کتاب کی **آلہ** سوائے جھوٹی آرزوؤں کے اور ان کے پاس کچھ نہیں مگر خیالات

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ

سو خرابی ہے ان کو جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر

يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُشْرُوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا

کہہ دیتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے **آلہ** تاکہ لیویں اس پر حقیر اسامول

یہاں بھی جہاں سے اور کچھ پتھر ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے تھوڑا بہت پانی نکل آتا ہے۔ قُرْآنٌ مِنْهَا لَمْ يَكُنْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو خوف خدا کے مارے گر پڑتے ہیں۔ پیغمبروں سے پانی کا نکلنا تو کوئی بعید نہیں البتہ پیغمبروں کے خوف خدا سے گرنے پر شبہ کیا جاسکتا ہے مگر یہ بھی کوئی بعید نہیں کیونکہ تمام جمادات کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک قسم کا شعور عطا کیا ہوا ہے جسے شعور بسیط کہتے ہیں۔ اور اس شعور کی بنا پر جمادات میں خوف و مسرت، حُب و بغض اور دیگر اعراض پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں احادیث کے متعلق آتا ہے۔ احد جبل يحبنا ونحبه یعنی احد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر تو پھر بھی کسی چیز میں تاثر قبول کرتے ہیں مگر ان کے دل تنے سخت ہیں کہ ان میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ والمعنى ان المجادة تتأثر وتنفعل وقلوبهم مؤداة لا تتأثر ولا تنفعل عن امر الله تعالى اصلا

آلہ یہ ان کی بد اعمالیوں پر وعید ہے یعنی جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور انہیں ساری بد اعمالیوں کی ضرورت سزا دیگا۔ یہاں تک نوع ثانی ختم ہوئی جس میں ان کی خباثتوں کا ذکر تھا۔ اب آگے اس نوع کا قلم ہے جس میں خباثت کے لحاظ سے یہودیوں کے پانچ گروہوں کا ذکر ہے۔ پہلا گروہ احبار و رہبان یعنی یہودیوں کے علماء اور درویشوں کا ہے جو کچھ بوجھ کر تورات میں تحریف کرتے تھے۔ دوسرا گروہ منافقین یہودی کا تھا۔ تیسرا گروہ ان پڑھادرجہلاء کا تھا جو مولویوں اور پیروں کی تباہی ہوئی باتوں پر ایمان رکھتے تھے۔ چوتھا گروہ ان علماء یہود کا تھا جو تحریفی طور پر تورات کی تحریف کرتے تھے۔ اور پانچواں گروہ ان صاحبزادگان کا تھا جو اپنے آباؤ اجداد پر ناز تھا۔ **آلہ** یہاں ہمزہ استفہام از کا قیاس ہے کہ لے اور خطاب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علمائے کو ہے مطلب یہ کہ آپ ان یہود سے یہ توقع نہ رکھیں کہ یہ ایمان لے آئیں گے کیونکہ ان کے اس وقت یہ پانچ گروہ ہیں اور ان سب کی خباثت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ان سے ایمان کی توقع بیکار ہے وَقَدْ كَانَ قَوْمٌ مِّنْهُمْ اس فریق سے یہود کے وہ علماء مراد ہیں جو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں موجود تھے۔ المراد بالفرق من كان في زمن محمد عليه الصلوة والسلام (کیر ۲۵ ج ۱) قال عاهدوا الذين يهودونه والذين يكتفونهم العلماء منهم (ابن کثیر ۲ ج ۱) اور کلام اللہ سے مراد توراۃ سے **آلہ** یحرفونہ یہود کے علماء اچھی طرح جانتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری موعظ قرآن وادہ جان میں منافع تھے خوشامد کے واسطے اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخر الزمان کی باتیں مسلمانوں کے پاس بیان کرتے اور وہ جو مخالف تھے ان کو اس پر الزام دیتے کہ اپنے علم میں سے ان کے ہاتھ سن کر بول دیتے ہو۔ ۱۲

رسول ہیں اور تورہ میں جس آخری پیغمبر کا ذکر ہے وہ آپ ہی ہیں مگر جان بوجھ کر وہ ان آیتوں میں تحریف کرتے جن میں آپ کے اوصاف ذکر ہوتے تھے۔ ان کی یہ تحریف کسی غلط فہمی پر مبنی نہ تھی بلکہ دیدہ و دانستہ تھی۔ عہدِ اولیٰ ما انزل اللہ فی کتابہم من نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فخر فخرہ عن مواضعہ (ابن کثیر ص ۱۷) یہاں تحریف عام ہے لفظی اور معنوی دونوں کو شامل ہے۔ علماء یہودیوں نے اس طرح کی تحریف کیا کرتے تھے۔ کبھی تورہ کی آیتوں کے الفاظ ہی تبدیل کر دیتے تھے کبھی ان کے مضمون کو اس طرح مسخ کر کے بیان کرتے کہ اصل مطالبہ انہیں کوئی تعلق ہی باقی نہ رہ جاتا۔ قرآن مجید کے الفاظ میں تو تحریف ناممکن ہے۔ البتہ قرآن کی معنوی تحریف کرنے والے یہودیوں کے جانشین مولویوں اور یہودیوں کی حج امت محمدیہ میں بھی کمی نہیں۔ قرآن مجید کی معنوی تحریف کی ایک دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔ پنجاب کے ایک پیر قرآن مجید کی ایک آیت اِذَا آتٰ اَنَا بَشَرًا مِّثْلُكُمْ کی تفسیر یوں کیا کرتے تھے کہ یہاں اَنَا کی خبر محذوف ہے اصل میں یہ آیت یوں تھی اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یعنی میں تو میں ہوں اور بشر تمہاری طرح ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ بڑے بڑے مولویوں اور یہودیوں کو یہ کہتے ہوئے نہیں گئے کہ قرآن میں جہاں کہیں مِنْ دُونِ اللہ یعنی بغیر خدا کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہے وہاں عبادت سے مراد بندگی ہے۔ غائبانہ دعا و پکار اور نہیں۔ اسی طرح مِنْ دُونِ اللہ سے مراد بت ہیں نہ کہ اللہ کے نیک بندے حالانکہ عبادت کے معنی معیج حشر میں پکارا دینا رکھتے ہیں۔ نیز مِنْ دُونِ اللہ سے خود قرآنی تصریح کے مطابق انہیں انبیاء اور کہیں فرشتے مراد ہیں کہیں اولیاء اللہ اور کہیں جن مراد ہیں اور کہیں بھی مراد ہیں مگر یہ مولوی اور پیر اصل حقیقت کو جلتے پھرتے ہوئے محض حیرت و دنیا کی خاطر عوام کو اصل بات نہیں بتاتے عین بَعْدَ مَا عَقَّبُوهُمْ وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔ ۵۱ یہ منافقین یہود کا ذکر ہے۔ یہ مسلمانوں کے سامنے ایمان کا اظہار کرتے تھے۔ وَ اِذَا اخْلَافَهُمْ اِلٰی بَعْضِہُمْ اِلٰی بَعْضٍ یعنی جب منافقین یہود ان یہودیوں سے ملے جو منافق نہیں تھے۔ قَالُوا اَنْتُمْ مَحْجُوۃٌ عَلٰیہُمْ جَبْہٌ جب منافقین یہود مسلمانوں سے ملے تو انہیں اپنے ایمان کا یقین دلاتے اور ان کی خوشامد کیلئے ان سے کہہ دیتے کہ حضور علیہ السلام کی صفات و نعمت و نورات میں نہ کم ہیں اور وہ تمام صفات آپ پر منطبق ہوتی ہیں لیکن یہ منافق اپنے لیدروں کے پاس جلتے تو وہ انہیں ڈانٹ پٹاتے کہ تم وہ اس مسلمانوں کو کہیں بتاتے ہو جو اللہ نے تم کو نورات میں بتائے ہیں اِی تَخْبُرُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا بَیْنَهُمۡ اِلَی اللہ تَعَالٰی لَکُمۡ خَاصَّةٌ مِنْ نِّعَتِ نَبِیِّہِ مُحَمَّدٍ صَلٰی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (روح معنی ص ۱۷) اَلْحَاقُوا بِہِ یعنی قیامت کے دن اللہ کے سامنے تمہارے ان اقراروں سے تم پر احتجاج کرے گی اس لئے تم عقل سے کام لو اور اس معاملے میں احتیاط کرو۔ ۵۲ اہل یعنی اللہ تعالیٰ ان کی ہر پوشیدہ اور ظاہر بات کو جانتا ہے اگر ان کے منافقین مسلمانوں کو نہیں بتائیں گے تو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی مسلمانوں کو بتا دے گا۔ فَحِیْذَ یُظْہِرُ اللہ تَعَالٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ مَا اَرَادُوا اِخْفَاۡہُ بِوَاسِطَةِ الْوَحٰی اِلَی النِّبِیِّ صَلٰی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَیَحْصِلُ الْمَحَاجَۃُ (ابو السعد ج ۱ ص ۱۷۷) پھر بھی احتجاج کا موقع مل جائے گا۔ ۵۳ یہ تیسرا گروہ ہے جاہل اور کندہ ناتراش مریدوں اور عقیدت مندوں کا کہ جو غلط سلطابتیں اپنے علماء اور فقرائے سن لیں بس انہیں کو دین سمجھ لیا یہ خود تو نورات پڑھ نہیں سکتے تھے اس لئے سنی سانی باتوں پر ایمان رکھتے تھے۔ اِلَّا اَمَانِیًّا مِنْ غُرُثِ قَصُوۡرٍ جُوۡیِ اَرۡزُوۡنٍ اَوۡ تَمَنَّاۡؤُنَ کے بغیر حیرانوں نے اپنے غلط کارا ویر تحریف علماء کو

البقرة ۲

۴۵

المرآۃ

قَوْلٍ لِّہُمْ مِّمَّا کَتَبْتَ اٰیٰتِہُمْ وَوَلِیُّہُمْ لَہُمْ

مِمَّا یَکْسِبُوۡنَ وَقَالُوۡا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا

اٰیٰمًا مَّعَدُوۡدَةً ۚ قُلْ اَتَّخِذُتُمْ عِنۡدَ اللّٰہِ عَہۡدًا

فَلَنْ یَّخْلِفَ اللّٰہُ عَہۡدَہٗ اَمْ تَقُوۡلُوۡنَ عَلٰی اللّٰہِ

مَا لَا تَعْلَمُوۡنَ ۙ ۵۰ بَلٰی مَنۡ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّ

اَحَاطَتْ بِہِ خَطِیۡئَتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ

ہُمۡ فِیہَا خٰلِدُوۡنَ ۙ ۵۱ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا

الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ ہُمۡ فِیہَا

خٰلِدُوۡنَ ۙ ۵۲ وَاِذۡ اَخَذْنَا مِیثَاقَ بَنِیۡ اِسْرَآءِیۡلَ

لَا تَعْبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰہَ تَعَالٰی وَبِالْوَالِدِیۡنِ اِحْسَانًا وَّ

ذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیۡنِ وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ

مَعۡرُوفًا وَاَعۡصِمُوۡا عَنْ حَرۡفِیۡہٗ ۙ ۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

منزل

سن گھنٹیں اور وہ کچھ نہیں جانتے تھا کہ کاذب اخذ و تقلید امن شیا طینہم المحرفین (روح معنی ص ۱۷) کاذب مختلفہ سمعوا من علماء ثم فنقلوها علی التقلید (محرم ص ۱۷) وہ آرزوئیں اور تمنائیں کیا تھیں وہ بھی سن لیجئے علماء پہلے ہی عوام کو بتا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کا مواخذہ نہیں کرے گا۔ اور ہمارے آبا و اجداد یعنی انبیاء علیہم السلام انہیں بخشتا لیں گے۔ اور جنت ہمارے اور ہمارے مریدین ہی کے لئے ہے۔ اور اگر ہم میں سے کوئی دوزخ میں گیا بھی تو چند ہی دنوں کے لئے جائے گا۔ جس طرح آج کل کے بناوٹی پیروں نے اپنے مریدوں کو یہی کچھ سکھا رکھا ہے۔ چنانچہ ان کے مریدین علانیہ کہتے ہیں یہیں نماز پڑھنے کی موضع قرآن۔ یہ وہ لوگ ہیں جو عوام کو ان کی خوشی کے موافق باتیں جوڑ کر لکھ دیتے ہیں اور بت کرتے ہیں خدا یا رسول کی طرف ۲۱۷ گھیر لیا گناہ نے یعنی گناہ کرتا ہے اور شرمندہ نہیں ہوتا۔ ۱۲ فتح الرحمن۔ ۱۔ مگر ہم گویہ کہ از عقائد باطلہ یہود آں بود کہ می گفتند یہود نباشند در دوزخ مگر دوزخ چند دایں خطا است زیرا کہ دخول جنت موقوف بر ایمان است بعد از دوزخ قیامت و پیغمبر زانیست جنس یہودی غیر آن اعتبار ندارد و اشارت بہیں معنی است دریں آیت ۱۲

ضرورت نہیں۔ ہم نے اپنا ماتحت کامل پیر کے ماتحتیں دے رکھا ہے وہ ہمارا ماتحت پکڑ کر عین پلصط سے پار کر دیں گے۔ اور اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے اور یہ بچا رہے گا تو دیکھتے ہی رو جائیں گے۔ وہ انہیں ان الله يعفو عنهم و ينحوهم ولا يؤخذ بهم بخطاياهم ان ابائهم لا يشفون لهم (روح ۲۰ ج ۱) فان الجنة لا يدخلها الا من كان و هو امان النار لا تنهم الا ابائهم احد و دة (روح ۲۰ ج ۱) و ان هم لا يشفون (روح ۲۰ ج ۱) مگر یہ سب ان کے امام باطلہ اور ظنون فاسدہ ہیں۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ ۳۵۸ یہ چوتھا گردہ ہے اور یہ بھی ان کے خواص اور علمائے ہی کی ایک جماعت ہے۔ انہوں نے یہ کیا کہ اپنی طرف سے تورات کے چند نسخے تیار کئے اور تورات میں جہاں کہیں توحید کا بیان تھا یا حضور علیہ السلام کا ذکر اور آپ کی اُخت تھی اسے اس طرح بدل ڈالا کہ اصل سے اسے کوئی نسبت ہی نہ رہی۔ پھر اصل تورات کے نسخے چھپا ڈالے اور اپنے ماتحتوں سے تیار کئے ہوئے حرف نسخے اپنے عوام اور مشرکین عرب میں تقسیم کر دیے اور کہتے یہ تھے کہ دیکھو یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں تو اس نبی کا کہیں ذکر نہیں اور نہ ہی اس توحید کا بیان ہے جو وہ پیش کرتا ہے (روح ۲۰ ج ۱) اس جرم کی سنگینی اور ان کے علماء کی تحقیق و تدلیل کے پیش نظر ان کا ذکر ویل و ہلاکت اور ذلت و رسوائی کی وعید شدید کے ساتھ کیا ہے۔ لیس تشرؤا لہم تمنا قلیل لظ اس تحریف و تبدیل سے ان کا مقصد کوئی دین کی خدمت نہیں بلکہ محض دولت دنیا کی خاطر انہوں نے ایسا کیا۔ دولت دنیا خواہ دھیروں ہو مگر آخرت اور دین کے مقابلے میں وہ بالکل حقیر اور بے حقیقت ہے اس حقاقت کے پیش نظر اسے قلیل فرمایا۔ ۳۵۹ یہ ماقبل کی تفصیل ہے پہلے وعید کا صرف اجمالی ذکر تھا اب اس کے ساتھ اس کی علت کا بھی ذکر ہے۔ اور لفظ ویل کے تکرار سے وعید میں شدت اور مبالغہ پیدا ہو گیا ہے۔ الغاء لتفصیل ما اجل ما فيه من التنصيص بالحلة ولا يخفى ما في هذا الاجال و التفصیل من المبالغة في الوعيد والزجر والتهويل (روح ۲۰ ج ۱) یعنی ان کی اس وعید کا سبب ان کی تحریف و تبدیل اور وہ حرام کما فی ہے جو وہ تحریف کے ذریعے کلمتے ہیں ۳۶۰ یہ پانچواں گردہ صاحب زادگان کا ہے جنہوں نے مکر و فریب سے عوام کو یقین دلا رکھا تھا کہ وہ چونکہ اللہ کے پیغمبروں کی اولاد ہیں اور ان کی نسل پاک پشتوں سے نکلی ہوئی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان پر کوئی مواخذہ نہیں کرے گا اور بڑے بڑوں کی ٹپس انہیں معاف کرے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ دعویٰ نقل فرمایا ہے۔ لکن ابناء الله و احبائهم (مانہ ۲۳) اور اگر ہمیں سزا دی بھی گئی تو وہ محض معمولی سی اور چند دنوں کیلئے ہوگی قل اتخذتم عند الله عهدا۔ یہ یہودیوں کے مذکورہ دعویٰ کی تردید ہے یعنی جہنم سے محفوظ رہنے کیلئے تم نے اللہ سے کوئی عہد کیا ہو ہے جس کی بنا پر وہ تمہیں اس سے محفوظ رکھے گا یعنی اگر اس نے ایسا عہد کیا ہوا ہے تو بھرتو وہ یقیناً اسے پورا کرے گا مگر یہ ظاہر ہے کہ اللہ نے تم سے ایسا کوئی عہد نہیں کیا۔ یا عہد سے مراد عہد توحید ہے اور مطلب یہ ہے کہ کیا تم نے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا اقرار کر کے اللہ سے توحید کا عہد کر لیا ہے کیونکہ جس نے اللہ سے توحید کا عہد کیا ہو ہے اللہ نے بھی اسے جہنم سے بچانے کا عہد کیا ہو ہے۔ قال ابن مسعود عہدا بالتوحيد يدل عليه قوله تعالى لا اله الا الله عند الرحمن عہدا یعنی قوله لا اله الا الله (معالم ۲ ج ۱) و روی عن ابن عباس رضي الله عنهما ان معنى الآية هل قلتم لا اله الا الله و امنتم و اطعتم (روح ۲۰ ج ۱) ۳۶۱ ابھی حرف ستراک ہے ماقبل کی نفی اور مابعد کا اثبات کرتا ہے۔ دہلی و بل حرقا استدلال و معناه ہی نفی الخبر لما ضی و اثبات الخبر لما مستقبل (معالم ۲ ج ۱) یہ بھی یہودیوں کے غلط و غور اور ان کی جھوٹی آرزوؤں کی تردید ہے یعنی جیسا تم نے سمجھ رکھا ہے اور دل میں کئی امیدیں اور آرزوئیں پال رکھی ہیں ایسا نہیں بلکہ ہر بکرہ و راکو خواہ وہ کوئی ہواس کے بد اعمال کی ضرور سزا ملے گی بقول اللہ تعالیٰ ایس الامم کمنا تمینتم و لا کمنا قشتمون بل لا امر من عمل سيئة و احاطت به خطيئته فلهذا من اهل النار (ابن کثیر ۱۹ ج ۱) اور سیئہ سے یہاں کفر و شرک مراد ہے۔ و ذهب كثير من السلف الى انها ههنا الكفر (روح ۲۰ ج ۱) سیئہ شرک کا عن ابن عباس و مجاهد و غیرہا رضي الله عنهم (مدارک ۱۵ ج ۱) اور ممکن ہے کہ سیئہ سے مراد مطلق معصیت ہو جو سب کو شامل ہو۔ و احاطت به خطيئته اور لگنا ہوں نے اسے گھیر لیا ہو یہاں تک کہ اس پر نیکی کی تمام راہیں بند کر دی ہوں اور اس پر لگنا ہوں کا اس قدر غلبہ ہو کہ اس کے پلے کوئی نیکی نہ ہو یہاں تک کہ ایمان بھی مغفود ہو۔ لہذا اس صورت میں یہ آیت مؤمنین کو شامل نہ ہوگی۔ بلکہ صرف مشرکین اور کفار ہی سے متعلق ہوگی لہذا معتزلہ اور خوارج کا اس آیت سے استدلال کہ یمن عاصی غدا فی النار ہوگا باطل ہو گیا۔ ۳۶۲ ہر شے خدا جل و دت اور خلوت سے یہاں دوام مراد ہے۔ ۳۶۳ کفار و مشرکین کی وعید کے بن یہاں مؤمنین صالحین کے لئے خلوت فی الجنة کی خوشخبری بیان کی ہے اور یہاں بھی خلوت سے مراد دوام ہے۔ امام سید محمود اوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں دو لطیف نکتے بیان فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ عمل کا عطف ایمان پر اس بات کی دلیل ہے کہ عمل ایمان کی حقیقت سے خارج ہے اور اس کا جزو نہیں کیونکہ جزو کا عطف کل پر نہیں ہو سکتا۔ دوم یہ کہ اصحاب ناری کی وعید بیان کرنے وقت حرف فار استعمال کیا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا مابعد ماقبل پر مرتب اور اس کا نتیجہ ہے لیکن معول جنت کو خلوت فی الجنة کی خوشخبری سناتے ہوئے حرف فار استعمال نہیں فرمایا تو اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہل نار کا خلوت فی النار ان کے اعمال سیئہ کا نتیجہ ہے اور اہل جنت کا خلوت فی الجنة محض اللہ کی مہربانی اور اس کے لطف و کرم سے ہے (روح ۲۰ ج ۱) یہاں تک نوع ثانی ختم ہوئی۔

نوع ثالث

اس میں نزول قرآن کے وقت موجود بنی اسرائیل کی خباثتیں اور شرارتیں بیان کی گئی ہیں۔ یعنی ضد و عناد اور عدوان و عصیان کوئی تمہارے اسلاف ہی میں مخصوص نہیں تھا تم بھی انہیں کے نقش قدم پر چل رہے ہو۔ یعنی جو احکام تورات میں تم تمام بنی اسرائیل کو دیئے گئے تھے اور جو عہد و تم سے لئے گئے تھے تمہارے اسلاف نے ان احکام کو ٹھکرایا اور ان عہد کو توڑا اب تم بھی اللہ تعالیٰ کے ان احکام سے سزا بن کر رہے ہو اور اس کے عہد و مواثیق کو پاش پاش کر رہے ہو۔ ۳۶۴ یہ موجود بنی اسرائیل کی پہلی خباثت ہے۔ بنی اسرائیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وساطت سے تورات میں ان احکام کی پابندی کا عہد لیا گیا تھا۔ سب سے پہلا عہد جو ان سے لیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں، اسی کو کارساز اور مالک و مختار سمجھیں اور اسے ہی حاجات میں پکاریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ توحید چونکہ حق اللہ ہے اور تمام اعمال کی رستہ و جان ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اس کا ذکر کیا۔ لا تعبدون بظاہر خبر ہے لیکن معنی کے لحاظ سے امر ہے اور یجیر اس لئے اختیار کی کہ امر بصورت خبر زیادہ مؤثر ہوگا۔ قال للرحماني خبر بمعنى الطلب هو اكد (ابن کثیر ۱۵ ج ۱) و بالوالدين احسا غنا حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد کا درجہ ہے اور ان میں پھر والدین کے حقوق سب پر مقدم ہیں اس لئے حق اللہ کے بعد ماں باپ سے حسن سلوک کا حکم دیا۔ قرآن مجید میں کی جگہ توحید کے ساتھ ساتھ والدین کے حقوق اور اکرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ و بالوالدين لا تعبدون محذوف ہے اور احساناً اس فعل مقدّم کا مفعول مطلق ہے مطلب یہ ہوا کہ حقوق اللہ کے بعد والدین کے حقوق کماتمہ اور اکرو۔ والدین کے حقوق بہت ہیں مثلاً ان کا اکرم و احترام کرنا، ان کے جائز احکام کی تعمیل کرنا، ادب سے اور نرمی سے باتیں کرنا، ان کی مالی اعانت کرنا وغیرہ۔ والدین کے یہ حقوق بہر حال لازم ہیں اگرچہ وہ کافر یا کیوں نہ ہوں اگر والدین مشرک ہوں اور مشرک کرنے پر مجبور کریں تو اس معاملہ میں ان کی اطاعت جائز نہیں البتہ ان سے حسن سلوک فرض ہے۔ ۳۶۵ ان سب کا عطف والوالدين پر ہے۔ والدین کے بجز والدین یقینوں اور غریبوں سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ یہاں حسن سلوک سے مراد ان کی مالی اعانت ہے۔ و قولوا للناس حسنا اور بنی اسرائیل سے اس امر کا عہد لیا گیا تھا کہ وہ تمام لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آئیں حسنا قولاً و عذوف کی صفت ہے۔ ای قولوا للناس حسنا اور حسنا کو بطور مبالغہ قولاً پر محمول کیا گیا ہے یعنی لوگوں سے ایسی گفتگو کرو جو سربا حسن اخلاق ہو و آتموا الصلوة و اتوا الزکوٰۃ بنی اسرائیل سے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا عہد بھی لیا گیا تھا۔ یہاں نماز اور زکوٰۃ سے وہی نماز و زکوٰۃ مراد ہے جو بنی اسرائیل پر فرض تھی۔ ۳۶۶ لیکن تمہارے یہ عہد پورا نہ کیا بلکہ ان احکام سے روگردانی کی، توحید کو چھوڑ دیا اور مشرک

اختیار کر لیا۔ حضرت عزیر علیہ السلام اور اپنے دوسرے بزرگوں کو خدا کے نائب اور کارساز مانا۔ انسانی حقوق پر مال کے نماز و زکوٰۃ سے لاپرواہی کی اور تم میں سے بہت تھوڑے اس عہد پر قائم رہے۔ ۵۔
 اَنْتُمْ مُعْرِضُونَ۔ یہ اعراض اور عہد شکنی تم سے کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہمیشہ سے تمہاری عادت قدیم ہی یہی ہے۔ تمہارے آباء و اجداد کا بھی یہی شیوہ تھا۔ اب تمہارا دستور بھی یہی ہے ای دانتم قوم عاد تک
 الاعراض والنولی عن الموائیق (روح ضلح ۱) آج اگر دیکھا جائے تو بنی اسرائیل کے یہ تمام حالات مسلمانوں میں بھی پیدا ہو چکے ہیں جس طرح وہ اللہ کے نبیوں اور ولیوں کو خدا کا شریک بناتے اور پکارتے تھے اور
 اللہ تعالیٰ کی حدیں توڑتے تھے بالکل اسی طرح آج اہل اسلام بھی کر رہے ہیں۔ ۱۱۔ یہ دوسری خیانت ہے۔ بنی اسرائیل سے تو رات میں یہ بھی عہد لیا گیا تھا کہ وہ آپس میں اتفاق سے رہیں اور خانہ جنگیوں کا اجتناب
 کریں۔ اپنے کسی بھائی کو اس کے گھر سے نہ نکالیں اور نہ ہی کسی کو قتل کریں۔ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ كُنْتُمْ هٰؤُن۔ اور تم نسلاً بعد نسل اس عہد و پیمان کا اقرار کرتے چلے آئے ہو اور آج بھی تم معرف ہو
 کہ تم نے اس عہد کا اقرار کیا اور اسے قبول کیا۔ ۱۲۔ یہاں سے

اسرائیلیوں کی عہد شکنی کا بیان ہے۔ یعنی تمہیں خانہ جنگی سے منع کیا
 تھا مگر تم بچتے اقرار کے باوجود باز نہ رہے اور اپنے بھائی بندوں کو قتل
 کرنا شروع کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ کے
 دو مشہور قبیلے اوس اور خزرج صدیوں سے ایک دوسرے کے دشمن
 چلے آ رہے تھے۔ مدینہ میں اور اس کے گرد و نواح کی بستیوں میں یہودی
 بھی ایک اقلیت کی حیثیت سے آباد تھے اور ان کے دو قبیلے بنی قریظہ
 اور بنی نضیر مشہور تھے۔ اقلیت کو ہمیشہ دوسروں کے سہارے چلنا پڑتا
 ہے اس لئے بنی قریظہ نے قبیلہ اوس سے معاہدہ کر لیا اور بنی نضیر قبیلہ
 خزرج کے حلیف بن گئے۔ اوس اور خزرج کے درمیان آئے دن
 خونریزی لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں اس لئے ان کے معاہدہ یہودیوں کو
 بھی اپنے اپنے حلیف قبیلہ سے مل کر ان لڑائیوں میں حصہ لینا پڑتا
 تھا اور اس طرح ایک طرف کے یہودیوں کے ہاتھوں دوسری طرف
 کے کئی یہودی قتل ہو جاتے تھے۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ
 ہے۔ ۱۳۔ مذکورہ جنگ و جدال اور قتل و غارت کے دوران
 فریقین میں سے کئی خاندانوں کو اپنے گھر چھوڑ کر بے خانماں ہونا
 پڑتا۔ ہر فریق کی اپنے گھروں سے بے دخلی کا سبب دوسرے فریق
 کے یہودی بننے کیونکہ یہودیوں کا ایک فریق اپنے حلیف کافروں سے
 مل کر فریق ثانی کے حلیف یہودیوں کو ان کے گھروں سے نکال دیتا۔
 اس لئے اخراج کو ان کی طرف منسوب کیا۔ ۱۴۔ ظاہر ہون میں
 متظاہرون تھا ایک تا بغرض تخفیف حذف کر دی گئی ہے اور
 یہ تخریجوں کی ضمیر سے حال ہے۔ علیحدہ میں ہم ضمیر فریق کی طرف
 راجع ہے جو معنی جمع ہے راجع سے مراد خدا کی نافرمانی اور عدل
 سے مراد ظلم ہے۔ بالاشد والعدوان بالمعصیۃ والظلم (معالم
 مکتبہ ۱) مطلب یہ ہے کہ تم اپنے بھائیوں کے خلاف غیر اقوام کی مذمت کرتے
 ہو اور یہ مذہبی کسی نیک اور تعمیری کام کے لئے نہیں ہوتی۔ اس میں
 ایک طرف تو تم خدا کی نافرمانی کرتے ہو۔ کیونکہ اس نے تمہیں اپنے
 بھائی بندوں کے قتل اور اخراج سے منع کیا ہے اور دوسری طرف قتل و
 اخراج کے ذریعے اپنے بھائیوں پر ظلم کرتے اور ان کی حق تلفی کرتے

المائدہ ۴۷ البقرة ۲

حَسَنًا وَاَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اَلَا
 قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا
 مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تَحْرِجُونَ
 اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ
 تَشْهَدُونَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هُوَآءٌ تَقْتُلُونَ
 اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ
 تَظَاهِرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْاَشْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ
 يَأْتِيَكُمُ اسْرٰى تَفْدُوهُمْ وَهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ
 اِخْرَاجُهُمْ اَفْتَوُمْنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ
 تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلْ ذٰلِكَ
 مِنْكُمْ اِلَّا خُرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
 كَرْتًا ۙ

منزل

ہو ۱۵۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ یہودیوں کے ایک فریق کے آدنی دوسرے فریق کے ہاتھوں قید ہو جاتے تو یہ لوگ فدیہ کر لینے قیدیوں کو چھڑا لیتے جب ان سے پوچھا جاتا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو تو
 وہ لوگ کہتے کہ خدا نے ہمیں فدیہ دیکر قیدیوں کو چھڑا لینے کا حکم دیا ہے ہم اس لئے ایسا کرتے ہیں۔ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط یہ جملہ بھی تخریجوں کی ضمیر سے حال ہے۔ یعنی فدیہ دیکر قیدی کو چھڑا
 کے حکم پر تو تم عمل کرتے ہو مگر اپنے بھائیوں کو ان کے گھروں سے نکالتے وقت یہ خیال نہیں کرتے ہو کہ ایسا کرنا تم پر حرام ہے۔ اَفْتَوُمْنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ط استفہام تہدید اور دھمکی کے طور
 پر ہے اور الکتاب سے مراد تورات ہے کیونکہ خطاب بنی اسرائیل سے ہے یعنی تم نے تورات کے ایک حصہ کو مان لیا اور ایک حصہ کو ٹھکرادیا فدیہ دینے کے حکم پر عمل کر لیا اور قتل و اخراج سے نبی کی پرواہ کی۔ ۱۶۔ خدا کا بعض
 حکموں کو ماننا اور بعض کو رد کر دینا یہ بہت بڑا جرم ہے اور خدائی احکام کے ساتھ ایک قسم کا تمسخر اور استہزاء ہے اس آیت میں اس جرم کی سزا بیان فرمائی ہے کہ تم میں سے جو شخص ایسا کرے گا وہ دنیا و آخرت میں مضبوط
 اور مضبوط ہوگا۔ دنیا میں دولت و رسوائی کے سوا اسے کچھ نہیں ملیگا۔ چنانچہ یہودیوں کا یہی حشر ہوا کہ اس کے چند ہی سال بعد بنی نضیر کو ذلت و خواری سے جلا وطن کیا گیا اور بنی قریظہ کے مردوں کو قتل کیا گیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو

غلام بنایا گیا۔ **ع ۱۷** اور قیامت کے دن انہیں بہت ہی سخت عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ اشد العذاب سے مراد جہنم کا ابدی عذاب ہے اور وہ سب سے سخت اس لحاظ سے ہوگا کہ وہ کبھی ختم نہیں ہوگا والہاد بہ الخلود فی النار و اشد بیتیہ من حیث انہ لا انقضاء لہ (روح مشکوٰۃ ج ۱) یہ گذشتہ وعید کے لئے ایک قسم کی تاکید ہے یعنی اللہ تعالیٰ کھات میں ہے۔ وہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں وہ تمہارے اعمال کی تم کو پوری پوری سزا دیگا۔ ان آیتوں کے مخاطب وہ بنی اسرائیل ہیں جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے لیکن اب پوری امت محمدیہ بھی ان احکام کی مخاطب اور مکلف ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال ان بنی اسرائیل قد عنوا وانتم تعنون بهذا ایامہ محمدیہا عجوزی مجاہد (روح مشکوٰۃ ج ۱) **ع ۱۸** ان لوگوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی حالانکہ آخرت حاصل کرنا زیادہ پورا اور آسان ان کے پاس موجود تھا۔ خدا کی کتاب تورات ان کے پاس موجود تھی مگر انہوں نے اس پر عمل کر کے سامانِ آخرت تیار کر لیا بجائے اسے دنیا حاصل کرنا اور دنیا کو ذریعہ بنایا۔ فلا یخفف عنهم العذاب ان کے عذاب میں قطعاً کوئی تخفیف نہیں ہوگی نہ دنیوی سزائیں آخرت میں ولا ھم ینصرون ۱۷ فعل مہول لاکر اور فاعل کا ذکر نہ کر کے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مذکورہ عذاب سے بچانے کے لئے انہیں کسی طرف سے کسی قسم کی مدد نہیں پہنچے گی نہ دولتِ دنیویہ کی ذریعہ انہیں عذاب سے بچھڑا جاسکے گا نہ ان کے اسلاف کی وجاہت اور بزرگی کام آسکے گی اور نہ ہی انہیں اپنے ان بزرگوں کی سفارش اور کار سازی سے نجات مل سکیگی جن کو انہوں نے خدا کے نائب اور کارساز سمجھے رکھا۔ یہ بات کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ یہ تو اللہ کا ایک عالمگیر اور اعلیٰ قانون ہے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ کے عذاب سے اور اس کی طرف سے انہوں کی تکلیفوں سے کسی کو کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔

البقرة ۲

۴۸

الحا

یُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ

پہنچائے جاویں سخت سے سخت عذاب میں ع ۱۷ اور اللہ بے خبر نہیں

عِبَادًا تَعْبُدُونَ ۱۸ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ

بتارے کاموں سے ع ۱۸ وہ یہ وہی ہیں جنہوں نے مولیٰ دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَخَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ

آخرت کے بدلے ع ۱۸ سو نہ ہلکا ہوگا ان پر عذاب

وَلَا هُمْ يَنْصَرُونَ ۱۹ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

اور ہم ان کو مدد پہنچے اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب ع ۱۹

وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ

اور ہم نے درپے درپے بھیجے رسول اور دیئے ہم نے عیسیٰ

مَرْيَمَ الْبَيْتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ط

مریم کے بیٹے کو معجزے مریم علیہ اور قوت دی اس کو روح پاک سے

أَفَكُنَّ كَاذِبًا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمْ

پھر بھلا کیا جب پاس لایا کوئی رسول وہ حکم جو نہ بھایا تمہارے جی کو

أَسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ۲۰

تو تم تکبر کرنے لگے ع ۲۰ پھر ایک جماعت کو بھلایا اور ایک جماعت کو

ما تہوون بالآخرة

ما تہوون بالآخرة

ما تہوون بالآخرة

ما تہوون بالآخرة

ما تہوون بالآخرة

ما تہوون بالآخرة

ما تہوون بالآخرة

ما تہوون بالآخرة

ما تہوون بالآخرة

نوع راجع

اس میں بنی اسرائیل کے آباؤ اجداد کی انتہائی کج روی اور سنگدلی کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ اول تکذیبِ رسول، دوم قتلِ انبیاء، یعنی احکام کا ماننا نہ ماننا ایک طرف رہا تمہارے اسلاف کی کج روی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے خدا کے احکام لائے والے اس کے پیغمبروں کی تکذیب کی اور سرے سے انہیں ماننا ہی نہیں اور پھر تکذیب ہی پر بس نہیں کی بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام کو تو وہ سنگدل قتل کرنے بھی نہ چکے۔ **ع ۲۱** تمہاری ہدایت اور رہنمائی کے لئے حضرت موسیٰؑ کو شریعت کا ایک دستور دیا جس میں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سے احکام دیئے گئے۔ الکتاب سے تورات مراد ہے۔ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی میں تین تورات پر عمل کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد بھی انبیاء و رسل کا سلسلہ جاری رکھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہزاروں کی تعداد میں بھیجے دکانوا الی زمن عیسیٰ علیہ السلام اربعۃ الاف و مائۃ و ثلاثۃ بعض نے اس سے بھی زیادہ لکھے ہیں مثلاً حضرات یوشع، شمعون، داؤد، سلیمان، عزیر، حزقیل، الیاس، یونس، زکریا اور کئی علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے۔ **ع ۲۲** البیتات یعنی واضح اور کھلے دلائل، اس سے مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے مثلاً مردوں کو زندہ کرنا، کوڑھی اور مادہ زادانہ کو تندرست کرنا وغیرہ یا البیتات سے انجیل مراد ہے کیونکہ اس کی آیتیں بھی رشد و ہدایت کی واضح نشانیاں تھیں۔ المعجزات الواضحات من احیاء الموتی و ابراء الکملہ و الابص و الاخباء و املغیبات اوالانجیل (ابوالسعود ص ۱۲) قرآن مجید میں کسی پیغمبر کو اس کے باپ کی طرف منسوب کر کے ذکر نہیں کیا گیا البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اکثر والدہ کی نسبت سے ذکر کیا گیا ہے اس میں ایک طرف تو ان لوگوں کے خیال کی تردید ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام موضح قرآن و البیتات یعنی قدم غیر کے انہیں چھپنے تو چھپوانے کو موجود ہونے ہوا آپ ان کے سنانے میں قصور نہیں کرتے اور خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونوں جملہ صواب و ریح القدس کہتے ہیں حضرت جبریلؑ کو ہر وقت ان کے ساتھ رہتے تھے۔ فتح الرحمن و لا منع کذبہ شدت ارتکاب و جلا وطن کرنا و در ظلم مدد گاری نمودن و فرمودہ شہد بقدا و اسیران و ایشاں از بہر احکام بقدا و اسیران عمل کہ مذکورہ موافق نفس ایشاں اقتاد و دین طاعت نفس است طاعت خدا نیست ۱۲

عزل

دلائل کے ساتھ تمہیں مسئلہ توحید سمجھایا، تمہارے اطمینان قلب کی خاطر پیغمبروں نے مجھنے دکھائے مگر اس کے باوجود جب بھی کوئی پیغمبر دعوت توحید لیکر آیا اور خدا کی طرف سے دوسرے احکام نہیں دیے جو تمہاری خواہش کے مطابق نہیں ہوتے تھے تو تم نے فوراً ان کا انکار کیا اور غرور و تکبر اختیار کر لیا اور تمہارا یہ رویہ ایک پیغمبر کے ساتھ نہیں تھا بلکہ تم نے ہر پیغمبر کی آمد پر یہی کچھ کیا۔ **آیت ۱۷** خدا کا پیغمبر پیغام توحید لیکر آیا اور پیغام توحید جھوٹے پیروں غلط کاموں، لوگوں، دنیا پرست سرمایہ داروں اور لوٹاؤں کے لئے پیغام موت ہے کیونکہ پیغام توحید کو ماننے سے نذریں بنائیں جاتی ہیں، عوام پر سے بناوٹی تقدس اور مصنوعی اقتدار کا اثر باطل ہو جاتا ہے۔ یہودیوں میں یہ طبقہ موجود تھے اس لئے جب بھی کوئی پیغمبر آتا یہ لوگ اس کو اپنے لئے خطر سمجھتے اور ٹٹ کر اس کی مخالفت اور تکذیب کرتے۔ اور اگر موقع مل جاتا تو اسے قتل کر دیتے۔ یہ ان کی انتہائی خباثت اور سندنالی تھی (کبر پیغمبر لیر)

آیت ۱۸ یہ فروع دین کا تتمہ ہے۔ اور موجودہ یہودیوں کا مقولہ ہے۔ "غُفَّ الغُفَّ کی جمع ہے اندر غُفَّا سے کہتے ہیں جس پر غُفَّا چڑھا ہوا ہو یہ طلب یہ کہ ہمارے دلوں پر غُفَّا چڑھے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے تمہاری دعوت اور وعظ و تبلیغ کا اثر ان تک نہیں پہنچ سکتا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت میں یہ لفظ غُفَّ ہے جو غُفَّا کی جمع ہے۔ اس صورت میں طلب یہ ہو گا کہ ہمارے دل تو پہلے ہی سے علم و حکمت سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے علوم کی ضرورت نہیں۔ قال بن عباس ای قابونا مثلثة علماء لا فتننا جالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا غیرہ (رقیبی ص ۱۷) بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ۔ بَلْ أَضْرَبُكَ بِهَذَا عَنِ الْإِيمَانِ سے ان کی نفرت کی وجہ وہ نہیں جو انہوں نے بیان کی ہو بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے مسلسل انکار اور غصہ و عناد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں داندہ و دکہ کر دیا ہے۔ انہیں اپنی رحمت سے دور کر کے ان سے ایمان کی توفیق چھین لی ہے۔ اس سے مراد ہر چیز ہے قَلِيلًا مَّا يَكْفُرُونَ۔ قَلِيلًا مفعول مطلق محذوف کی صفت ہے۔ اور مَا معنی قلت کی تاکید کیلئے ہے (روح ص ۱۷ ج ۱) مطلب یہ ہے کہ وہ بہت ہی محتوے ایمان لاتے ہیں۔ اس محتوے سے ایمان سے مراد وہ ایمان ہے جو وہ بعض چیزوں پر لاتے ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

۴۹

۱۷

ایمان رکھنے کے لئے اور اپنے بھائی کے پاس کوئی نہیں بھرنے کے لئے

منزل ۱

ہے افتؤمنون ببعض الكتب وتكفرون ببعض۔ یا یہاں قات عدم پر معمول ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ ملعون و مقہور ہونے کی وجہ سے وہ ذرا ایمان بہنیں لائیں گے۔ معذکار لا یؤمنون اصلاً لا قليلاً ولا کثیراً الا کثیراً ص ۵۱۷

موضع قرآن و جب غلبہ کا فرد کا دیکھنے تو دعائے مانگتے کہ نبی آخر الزمان شہناپ پیدا ہو، جب پیدا ہوا تو آب ہی منکر ہوئے۔

فتح الرحمن لله تفریق است بآن قعد که بهر دیر یا غطفان جنگ می کردند و هر میت می یافتند آخردا کرده بحق محمد نبی می کفر فرج ادد و آخر الزمان موعود است ما را نصرت ده بعد از آن فتح یافتند ۱۲

نوع خامس

نوع رابع میں یہودیوں کے اسلاف کی کج روی اور سنگدلی کا نمونہ پیش کیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کی تلقین و تبلیغ معجزات انبیاء علیہم السلام اور تورات و انجیل کی آیات بینات کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اب یہاں موجود یہودیوں کی کج روی اور شرارت کا ذکر ہے جو اس سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ وہ شند و ہلاکت کے مذکورہ دلائل اور افہام و تفہیم کے معتبر ذرائع کی موجودگی میں کفر و انکار کے ساتھ ساتھ کھان کے خبث باطن کا یہ حال ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور قرآن کے نزول سے قبل یہ لوگ ان دونوں کو مانتے تھے بلکہ جب ان کی جانی پہچانی ہوئی یہ چیزیں سامنے آئیں تو بعض وحش اور ضد و عناد کی وجہ سے دونوں کا انکار کر دیا۔ **حکۃ** کتاب سے مراد قرآن ہے اور تنویر انہما عظمت کیلئے ہے۔ ہوالقرآن وتنکیرہ للتفخیر (ابو السموٰی) **مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ**۔ مآ معہم سے مراد تورات ہے یعنی قرآن مسئلہ توحید میں، تردید و شرک میں، نبوت میں اور دیگر کئی احکام میں تورات کی تائید و تصدیق کرتا ہے۔ قرآن کی صداقت کی ایک دلیل تو یہ ہوئی کہ کافروا من قبل یستفتیحوں یہاں یستفتیحوں بمعنی یفتون ہے کیونکہ باب استفعال کی ایک خصوصیت موافقت جرد ہے جیسے استقر بھی بمعنی قریب ہے اور فتح کے معنی بتانے اور ٹھہرنے کے بھی آتے ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے من قولہم فتح علیہ اذ علمہ ووقفہ کما فی قولہ تعالیٰ۔ **أَتُحَدِّثُوهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ** (روح ۲۳ ج ۱) یعنی یہی یہودی اس سے پہلے کفار اور مشرکین کو بتایا کرتے تھے۔ عرب میں جو آخری نبی پیدا ہونے والا ہے اس کے ظہور کا وقت قریب آ پہنچا ہے اور اس نبی پر اللہ کی طرف سے ایک کتاب نازل ہوگی۔ ای یخوفون المشرکین ان نبیایبعث منہم وقد قرب ذہانہ (روح ۲۳ ج ۱، بحر ۲۳ ج ۱) یہ قرآن اور حدیث قرآن کی صداقت پر دوسری دلیل ہے۔ **حکۃ** جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب آگئی اور خدا کا وہ رسول بھی آگیا جن کو وہ اچھی طرح جانتے پہچانتے تھے تو انہوں نے محض بغض و حسد اور ضد و عناد کی وجہ سے اور اپنے فتنے و اقتدار کی حفاظت اور حرص دنیا کی خاطر ان دونوں کا انکار کر دیا۔ بغیا وحسدا وحرصا علی الریاسۃ (ملک ۳۳ ج ۱) کفر و الہما ادلی کا جواب ہے اور لقا ثانیہ اولی کی تاکید ہے یا لہما ادلی کا جواب ہے **فَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الْکُفْرِ** ان کافروں کے لئے کفر والہ کی وجہ سے خدا کی رحمت سے دوری ہے۔ نہ دنیا میں ایمان کی توفیق نصیب ہوگی نہ آخرت میں نجات نصیب ہوگی۔ **حکۃ** یہاں اشتراء کے معنی بیچنے کے ہیں یعنی جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانیں بیچ دی ہیں اور جس کام کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے وہ بہت بُرے۔ یہ نوع خامس کا متم ہے۔ **أَن یُکْفَرُوا بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ دَلٰلٰتِہٖ** یہ بے بس کا مخصوص بالذم ہے یعنی جس بُرے کام کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے وہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ آیات بینات کا کفر و انکار ہے اور **مَا آتٰہُمُ اللَّهُ** سے مراد قرآن ہے جس کا کتاب **مُصَدِّقًا** کے الفاظ میں پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ **والمجادبا انزل اللہ کتٰب مصدق (روح ۲۳ ج ۱) بَعَثْنَا لِّکَ الْکِتٰبَ**۔ **بَعَثْنَا** ان یُکْفَرُوا کا مفعول لہ ہے اور ان کے کفر و انکار کی علت بیان کر رہا ہے اور **مِنْ دَلٰلٰتِہٖ** سے وحی مراد ہے۔ اور **مِنْ دَلٰلٰتِہٖ** سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب نے قرآن کا انکار کسی غلط فہمی کی بنا پر نہیں کیا وہ قرآن کے کلام اللہ ہونے کو اچھی طرح جانتے ہیں اور انکار محض بغض و حسد کی بنا پر کر رہے ہیں کیونکہ ان کا خیال تھا کہ آخری نبی بھی ہمارے جیسا نازل ہوگا لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ وہ تو نبی تمجیل میں پیدا ہو گیا ہے تو حیرت کرنے لگے کہ نبی تمجیل کے پیغمبر کیوں وحی نازل ہوئی ہے۔ **۹۰ اَن یُظْهِرُوا اَنَّ هٰذَا الْفَضْلَ الْعَظِیْمَ بِالْغُبُوۃِ الْمُنْتَظَرَةِ یُحْصَلُ فِی قَوْمٍ مِّمَّ فُلْہَا وَجَدُوۃً فِی الْعَوْبِ حَلْمٌ ذٰلِکَ عَلٰی الْبَغٰی وَالْحَسَدِ** (کبیر ۲۳ ج ۱) یعنی وہ دوسرے غضب کے مستحق ہو گئے ایک غضب تو توحید کو چھوڑ کر شرک کرنے اور گوسالہ پرستی کی وجہ سے نازل ہوا، اور دوسرا غضب آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے کی وجہ سے **وَاللّٰکِیْفِیْنَ عَذَابَ قَوْمٍ هٰۤیۡنَ** اور ان کافروں کے لئے ایسا عذاب تیار ہے جو ان کے بغض و عناد اور کبر و غرور کو توڑ کر انہیں ذلیل و خوار کر دے گا۔ اب آگے یہود کے دعویٰ ایمان کی تردید و تکذیب ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے پانچ دلیلیں قائم فرمائی ہیں۔

یہود کے ایک قول ہٹل کی تردید

یہاں تک افہام و تفہیم اور تبلیغ و ارشاد کے تمام ذرائع اور طریقے استعمال کرنے کے بعد آگے یہودیوں کی انتہائی ضد اور ہٹ دھرمی کا شکوہ کیا جا رہا ہے اور ان کی غلط بیانی کا مسکت جواب دیا جا رہا ہے۔ **حکۃ** جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کتاب اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہے اس پر ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی تو خدا کی کتاب کو مانتے ہیں ہم کس کس کا انکار کرتے ہیں مگر صرف اس کو جو ہم پر نازل ہوئی یعنی ہم تو صرف اپنی کتاب تورات کو مانتے ہیں اس کے سوا کسی اور کتاب کو نہیں مانتے گے۔ **وَلِیُکْفَرُوۡنَ بِمَا وُضِعَ لَکَ اٰیٰتِہٖ** اور یہ قول یہود کے لئے بطور تمہ لایا گیا ہے **وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ** یہ یہود کے کذب دعویٰ کی پہلی اور دوسری دلیل ہے اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہوتے تو قرآن پر ضرور ایمان لاتے۔ کیونکہ قرآن خود تعلیمات حقہ کا حامل اور اصول دین میں پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے لیکن ان کی ضد اور عصبیت کی حد یہ ہے کہ قرآن باوجودیکہ حق ہے اور پھر قرآن کوئی نئی اور غیر مانوس بات بھی پیش نہیں کرتا بلکہ وہی دعوت توحید پیش کرتا ہے جو ان کی تورات میں موجود ہے مگر چونکہ یہ قرآن ان کی قوم کے کسی آدمی پر نازل نہیں ہوا اس لئے وہ اسے نہیں مانتے **حکۃ** یہ یہودیوں کے دعویٰ ایمان میں جھوٹے ہونے کی تیسری دلیل ہے یعنی تمہارا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ تم اپنی قوم کے انبیاء کو مانتے ہو نیز اس دلی اور کتاب کو مانتے ہو جو تم پر نازل ہوئی ہے اگر تمہارا اپنی قوم کے انبیاء اور اپنی کتاب پر ایمان ہوتا تو تم نے اللہ کے پیغمبروں کو کیوں قتل کیا ہوتا؟ کیونکہ تورات تو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ بلکہ وہ تو انبیاء علیہم السلام کے اتباع کا حکم دیتی ہے۔ اس سے یہودیوں کے ایمان بالانبیاء اور ایمان بالنبوۃ کے دعویٰ کی حقیقت معلوم ہوگئی **حکۃ** یہ یہودیوں کے کذب دعویٰ کی چوتھی دلیل ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس توحید باری کے واضح دلائل لیکر آئے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی عبادت اور پرکار کے لائق نہیں۔ **الاظہوان یزاد بالادلۃ علی الوحدا نیۃ** فانشاء داخل فی التفریع بما بعد (روح ۲۳ ج ۱) **ثُمَّ اتَّخَذَ صُورَ الْعِجَلِ مِنْ بَعْدِہٖ**۔ **بَعْدِہٖ** کی ضمیر کا مرجع جملہ ما قبل کا مضمون ہے۔ ای بعد حی موسیٰ علیہ السلام تھا (روح ۲۳ ج ۱) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توحید کے دلائل واضحہ کے ساتھ آمد کے بعد تم نے گوسالہ کو معبود اور کارساز بنالیا۔ اور اس کی غزریں اور منبتیں دینا شروع کر دیا۔ **وَأَتَّخَذَ ظَلَمُوۡنَ**۔ اور اس شرک اور گوسالہ پرستی کی وجہ سے اس سے ان کے دعویٰ توحید کا پول اور کذب ظاہر ہو گیا۔ **حکۃ** یہ یہودیوں کے کذب دعویٰ کی پانچویں دلیل ہے یعنی تورات کو بھی تم نے ہرگز نہیں مانا جب تورات تمہارے سامنے پیش کی گئی تو تم نے اسے ملنے اور اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ تورات کو مٹانے کے لئے ہم نے کوہ طور کو اٹھا کر تمہارے سروں پر ٹھکرایا، تمہارے سروں پر پہاڑ ٹھکرا کر کہہ نہیں یہ حکم دیا گیا تورات کے احکام کو قبول کرو اور ان پر مضبوطی سے عمل کرو۔ **قَالُوۡا سَمِعْنَا وَعَصٰیۡنَا** تو ان ظالموں نے زبان سے تو ماننے کا اقرار کر لیا لیکن عملی طور پر نافرمانی کی اور اسے نہ مانا۔ یا واد مطلق جمع کے لئے ہے۔ **سَمِعْنَا وَعَصٰیۡنَا** دونوں باتیں انہوں نے مختلف اوقات میں کہی تھیں **سَمِعْنَا** تو اس وقت کہا جب پہاڑ ان کے سر پر لا کر ٹھکرایا گیا اور **عَصٰیۡنَا** سو وقت کہا جب پہاڑ ٹھکرایا گیا۔

۲۵ یہ لوگ تورات پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ کفر و شرک سے انہیں خاص انس رہا ہے یہی وجہ ہے کہ سامری کے گوسالہ کی محبت ان کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور شرک و بت پرستی کی محبت ان کے رگ و پے میں اس طرح جاری و ساری تھی جس طرح کپڑے میں رنگ و جسم کی گہرائیوں میں پانی سرایت کر جاتا ہے۔ کیا ابتداً داخل الصبغ الثوب الشرب اسماق البدن (بصناوی ص ۳۳) اس گوسالہ پرستی کی گہری محبت ہی کا نتیجہ تھا کہ جب انہیں کا دے ذبح کرنے کا حکم ملا تو انہوں نے اس میں پس و پیش کیا تو کیا تورات شرک اور بت پرستی کی اجازت دیتی ہے؟ ۲۶ اگر واقعی تم مومن ہو تو یہ جیلا ایمان ہے جو تم سے ایسے ناشائستہ اور بے افعال کا ارتکاب کرا رہا ہے یعنی قتل انبیاء و شرک اور گوسالہ پرستی اور تورات کا ارتکاب یہ تمام امور قبیحہ اور افعال شنیعہ متفقنا اے ایمان کے خلاف ہیں۔ لہذا تمہارا اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل شدہ ہدایت اور وحی پر بھی ایمان نہیں ہے۔

یہود کو مباہلہ کا چیلنج

جس طرح آج کل کے بعض پیشہ ور گدلی نشین اپنے مریدوں کے سامنے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ چونکہ بزرگوں کی اولاد ہیں اس لئے وہ اور ان کے مرید نیز عارفیت ضرورت میں جائیں گے اسی طرح یہودیوں کے مولوی اور پیر بھی دعویٰ کرتے تھے کہ جنت میں صرف وہی اور ان کے پیروکار جائیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے افہام و تفہیم کے

انوار کے بیان اور ان کے ایک باطل قول کی تردید کے بعد ان کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ یہ چیلنج ان کے اسی سبب بلند بانگ دعویٰ کے جواب میں ہے کہ ہم اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں کی اولاد ہیں اس لئے ہم خدا کے چہینے اور محبوب ہیں اور جنت میں ہمارے سوا کوئی نہیں جائے گا۔ سبب نزول ہا قولہم کن یٰٰد خل الجنة الخ و نحن آباءہ اللہ و احباؤہ الخ و کن تمسنا النار الخ (روح مشحون ج ۱، قسطی ج ۲، معالم ص ۱۱، ابن کثیر ص ۱۱) تو اس کا جواب مباہلہ سے دیا گیا۔

۲۷ الدار الاخرة سے مراد جنت ہے اور الناس سے مراد تمام لوگ ہیں جو ان کے دین پر نہیں تھے فتمتوا الموت یعنی ہر فرقہ دوسرے کی موت کی تمنا کرے یعنی موت کی بددعا کرے جیسا کہ مباہلہ میں ہوتا ہے۔ ای ادعوا بالموت علی الکاذب من الفرقین والمراد منہ

المباہلۃ کما صرح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ من السلف (جامع البیان ص ۱۱، قسطی ص ۱۱) ان کنتم صدیقین ہ اگر تم

اس دعویٰ میں سچے ہو کہ جنت صرف تمہارے ہی لئے ہے تو آؤ اور مباہلہ کرو۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں موتی موت سماوی اپنی موت کی تمنا مراد ہے یعنی اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اللہ سے اپنی لئے موت مانگو کیونکہ جس شخص کو یقین ہو کہ وہ جنت میں جائے گا اس کی دلی خواہش یہ ہوگی کہ وہ اس دنیا کے جھیلوں سے نجات پائے اور

آخرت کی طرف منتقل ہو کر جنت میں اپنا بسیرا کرے۔ ۲۸ یہودیوں کو اپنی سابقہ بد اعمالیوں کی بنا پر اس بات کا یقین ہے کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں اس لئے وہ مباہلہ پر کبھی تیار نہ ہوں گے اور نہ ہی موت کی آمد نہ کریں گے۔ انہی میں دعواہم کاذبون (معالم ص ۱۱، قسطی ص ۱۱) واللہ علیہم بالظالمین ۵ اللہ

تعالیٰ ان ظالموں کو اچھی طرح جانتا ہے اور ان کی تدبیروں اور منتھنڈوں سے خوب واقف ہے۔ ۲۹ سجد میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ہم کی ضمیر ان یہودیوں کی طرف سے جن کا پہلے ذکر ہو رہا ہے یعنی اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہ موت کی تمنا کبھی نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہ لوگ نہ ننگی پر بڑے حرص ہیں اور تمام لوگوں سے بڑھ کر انہیں زندگی پیاری ہے کیونکہ انہیں اپنی بار اعمالیوں کی وجہ سے اپنا بد انجام معلوم ہے یا ان کی حرص یہ بھی کہ عوام الناس پر ان کے تقدس و اقتدار کا سکھایا ہوا تھا اور زندگی پر حساب آمدنی کا سلسلہ جاری تھا۔ اس مفت کے عیش و عشرت کی وجہ سے وہ جانتے تھے کہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ ۳۰ من حیث المعنی اس کا عطف الناس پر ہے یعنی یہ یہودی تو مشرکوں سے بھی بڑھ کر زندگی پر حرص ہیں کیونکہ مشرکوں کو آخرت میں عذاب کا کوئی ڈر نہیں تھا اس لئے کہ وہ آخرت کے قائل ہی نہیں تھے اور نہ ہی یہودیوں کے مولویوں اور پیروں کی طرح انہیں نذر دنیا کی آمدنیاں وصول ہوتی تھیں۔ یٰٰو احدہم لویعشر الف سنۃ ہ ہم کی ضمیر بھی ان یہودیوں کی طرف راجع ہے یہ ان کی حرص کی زیادتی کا مزید بیان ہے۔

موضع قرآن فلا کہتے تھے کہ جنت میں ہمارے سوا کوئی نہ جاوے گا اور ہم کو عذاب نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یقیناً بہشتی ہو تو تم نے سے کیوں ڈرتے ہو؟ فتح الرحمن: فلا دیگر از تحریف یہود اس بود کہ می گفتند

البقرة ۲

۵۱

السم

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۹۲

پھر بنالیا تم نے بپھڑا اس کے گئے پیچھے اور تم ظالم ہو

وَاذْأَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ط

اور جب ہم نے لیا قرار تمہارا اور بلند کیا تمہارے اوپر کوہ طور کو ۱۵

خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا ط قَالُوا سَمِعْنَا

پھر جو ہم نے تم کو دیا زور سے اور سنو۔ بولے تمنا ہم نے

وَعَصَيْنَا وَأَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ط

اور نہ مانا اور پلائی گئی ان کے دلوں میں محبت اسی بپھڑے کی سبب کفر کا ۱۶

قُلْ بِسْمِ اللَّهِ يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيْمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

کہتے کہ بڑی باتیں سکھانا ہے تم کو ایمان تمہارا اگر تم

مُؤْمِنِينَ ۹۳ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ

ایمان والے ہو ۱۷ کہہ دے کہ اگر ہے تمہارے واسطے آخرت کا گھر

عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَتُّوا

اللہ کے ہاں تنہا سوا اور لوگوں کے ۱۸

السَّوْتِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۹۴ وَلَنْ يَسْتَمُوهُ

آرزو کرو اگر تم سچ کہتے ہو فلا حد اور ہرگز آرزو نہ کریں گے موت

أَبَدًا إِمَّا قَلَّامَتْ آيِدِيهِمْ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ

کی کبھی بھی بسبب ان گناہوں کے کہ بھیج چکے ہیں ان کے ہاتھ ۱۹ اور اللہ خوب جانتا ہے

بِالظَّالِمِينَ ۹۵ وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ

گنہگاروں کو اور تو دیکھے گا ان کو سب لوگوں سے زیادہ حرصی

عَلَىٰ حَيَاتِهِمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ

زندگی پر ۲۰ اور زیادہ حرصی مشرکوں سے بھی ۲۱ جا ہوتا ہے ایک ایک انہیں کا

منزل

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

وَقَالَ

.. یہودیوں کے شبہات کا ازالہ

الْبَقَرَةُ ٢ ٥٢ التَّوْبَةُ

کلمہ پاوے ہزارہ برس اور مہینے اس کو بچانے والا عذاب سے

اس قدر جینا اور اللہ دیکھنا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ فلا تو کہہ رہے جو کوئی

عموم کے دشمن جبریل کا کہنا ہے کہ اس نے قرآن اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر

لنہ کے حکم سے کہ سچا بنانے والا ہے اس کلام کو جو اس کے پہلے ہے اندر دیکھا ہے اور

خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو جو کوئی ہووے دشمن اللہ کا اور اسکے فرشتوں کا

اور اس کے پیغمبروں کا اور جبریل اور میکائیل کا **اور** تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا **وَل**

اور ہم نے اتاریں تیری طرف آیتیں روشن اور انکار نہ کریں گے ان کا منکر

ہی جو گمراہ فرمان ہیں غلطہ کیا جب کبھی باندھیں گے کوئی قرار تو پھینک دیں گی اسکر ایک ہوتا

ان میں سے اچھے بلکہ ان میں اکثر یقین نہیں کرتے اور جب پہنچا ان کے پاس

رسول اللہ کی طرف سے نقد بلیق کرنے والا اس کتاب کی جواز کے پاس، علاوہ تو یہ بینک یا

ایک جماعت نے اہل کتاب سے اللہ کی کتاب کو

منزل

تَمَّ اشْرَافُكُمْ عَلَى الْغَنَى وَالْكَوْنِ وَالْأَمْرِ وَالْمَقَرِّ فَيُشْفِقُونَ وَأَمَّا رَأْسُكُمْ فَكَوْنُكُمْ حَادٍ وَكَمُّكُمْ زَكْرٌ لَكُمْ وَنَمَائِسُ بَحْثٍ وَحَالُكُمْ حَاجٍ وَمِنْ غَمِّ اللَّهِ كَيْدُكُمْ لَكُمْ أَمْرٌ

موضع قرآن و ایہ بڑے کہا کہ کلام لاتا ہے جس اودھ سما لاشمن کوئی بار سہا ہے دشمنوں کو عمر بغالب کر گیا کوئی اور فرشتہ لاتا تو ہم مانتے اس بلاتہ تعالیٰ نے فرما کہ فرشتے تو کرتے ہیں حکم نہیں کرتے حوائج کا دشمن ہوا اللہ نے شکس کا دشمن ہے

ح امرن کہہ دیا کہ یہ جو کچھ بول رہے ہیں اس کی وضاحت نہ کرنا ہے بلکہ سب سے پہلے خود کو درویش بنانا چاہیے۔ اگر وہ اپنے آپ کو غریب سمجھے گا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کا حال درست کرے گا۔

وَعُوذُكَ تَوْجِيهُ الْمَسْكِينِ

صحیح۔ اگر لوہرات میں اس کی اجازت نہ ہوئی تو وہ ہرگز ایسا نہ کہتے اور عوام کو گمراہ کر نیکی کے جادو کی پونہتیاں ان کو دکھاتے جو شیطانوں نے گھم گھم کر حضرت ہیں اور ان میں غیر اللہ کو پکارنا لکھا ہے۔

ح الرمن لله دبر الانه مفوات يهوداں بود که جبرئیل را دمن می داشتند

پہلے شبہ کا جواب :- مسئلہ من شرطیہ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے ای فعل اولاً وجہ لہا اوما اشبه هذا التقدير (بحرہ ۱۵۳) ای من کان عدوہ فلا انصاف لہ (جامع مکاشفہ) منشی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ آپ ان کے شبہ کا جواب دیں کہ جو شخص حضرت جبریلؑ کا دشمن ہے اس کی دشمنی بلا وجہ ہے اور انصاف پر مبنی نہیں آگے اس کی پانچ علتیں اور بیلیں بیان کی گئی ہیں قَاتِلَتْہُ نَزْلَہُ یہ جزاء محذوف کی پہلی علت ہے یعنی جبریلؑ سے عداوت رکھنا تو بالکل بے معنی اور غیر منصفانہ حرکت ہے اس لئے کہ انہوں نے جو کچھ آپ کے قلب پر نازل کیا ہے وہ اپنے پاس سے اور اپنی مرضی سے نازل نہیں کیا بلکہ وہ تو اللہ کا کلام ہے اور انہوں نے اللہ ہی کے حکم سے نازل کیا ہے اس لئے حضرت جبریلؑ سے دشمنی سراسر حماقت ہے۔ مَصَدَّقًا لِّمَا بَیِّنَ دِیْنِہِ یہ نیز محذوف کی دوسری علت ہے اور مَصَدَّقًا نَزْلَہُ کی ضمیر منصوب سے حال ہے یعنی جو کتاب حضرت جبریلؑ نے اللہ کے حکم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہے وہ بھی کوئی نئی اور انوکھی نہیں بلکہ پہلی کتابوں کے بنیادی اور اصولی مضامین کی تصدیق کرتی ہے۔ اور وہی دعوت توحید پیش کرتی ہے جو اس سے پہلے خود تورات نے پیش کی تھی ہُدًی وَبُشْرًی لِلْمُؤْمِنِیْنَ

تو دین مَصَدَّقًا بمعطوف ہیں یہاں قرآن کی دو صفتیں اور بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ سیدھی راہ دکھاتا ہے اور کفر و شرک کے اندھیروں کی نکال کر ایمان اور توحید کی روشنی کی طرف لاتا ہے۔ دوسری یہ کہ وہ ماننے والوں کو آخرت میں ابدی زندگی کی خوشخبری سناتا ہے تو ایسی کتاب لانے والے سے عداوت سراسر بے انصافی اور حماقت ہے۔ ۱۵۹

پچھلی آیت میں تو دلائل سے عداوت جبریلؑ کی غیر معقولیت بیان کی تھی اب اس آیت میں جبریلؑ اور دوسرے فرشتوں سے عداوت رکھنے والوں کا انجام بیان کیا ہے اس لئے یہ عداوت جبریلؑ کی غیر معقولیت کی پانچویں دلیل ہے۔ عَدُوٌّ عداوت سے اسم ہے اور عداوت محبت اور دوستی کی ضد ہے اور اس سے مراد وہ فعل ہے جو دوستی اور محبت کے منافی ہو۔ تمام فرشتوں کے ذکر کے بعد جبریلؑ اور میکائیلؑ کی تخصیص باقی فرشتوں پر ان کی فضیلت اور برتری کے اظہار کے لئے ہے یا دونوں کی تخصیص اس لئے کی ہے کہ یہودیوں نے ان دونوں کا ذکر کیا تھا اور انہیں کے سبب سے یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالَّذِیْہِمْ ذُکْرُہُمْ نَزَّلَتْ الْاٰیۃُ بِسْمِہُمْ (روح ۲۴) من شرطیہ ہے اور جواب شرط محذوف ہے۔ تقدیر لا فہو کا قر مجزی یا شد العذاب (روح ۱۵۳) یعنی جو شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں اور رسولوں کا خصوصاً جبریلؑ اور میکائیلؑ کا دشمن ہو وہ کافر ہے اور اسے سخت سزا دی جائے گی۔ قَاتِلَتْہُ نَزْلَہُ اللہ کے یہ جواب شرط محذوف کی علت ہے یعنی ان کی سزا کی علت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کا دشمن ہے اور ان کے کفر کی وجہ سے انہیں سزا دیگا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں سے دشمنی خدا کی ناراضی اور اس کے غضب کا موجب ہے آگے اہل کتاب کیلئے زبر و تنبیہ ہے۔ ۱۶۰

ہم نے آپ کیلئے واضح دلائل اور ایسی کھلی نشانیاں دی ہیں کہ ان کا انکار صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے ضد و عناد کی وجہ سے فسق و فجور کو اپنا شیوہ بنا رکھا ہے الْمُتَمَرِّضِیْنَ فِی الْکُفْرِ الْخَاجِرِیْنَ عَنِ الْحُدُودِ (روح ۲۳) یہ یہودی ضد و عناد اور تمرد و کفر کی ہیں اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ ایسے واضح دلائل کا بے کھٹکے انکار کر دیتے ہیں۔ ۱۶۱

ان کے طغیان و عصیان کا یہ حال ہے کہ انہوں نے جب کبھی کوئی عہد کیا اسے پورا نہ کیا بلکہ ان میں ہمیشہ ایک بہت بڑی جماعت ہتھکنی پر کمزور رہی۔ گویا ہتھکنی، غدار اور نافرمانی ان کی عادت قدیمہ اور قومی خصوصیت ہے۔ بَلْ اَکْثَرُہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ بلکہ ان کی اکثریت کا تو اپنی کتاب پر بھی مخلصانہ ایمان نہیں تھا صرف منافقانہ طور پر نہایت اقرار تھا لیکن ان کا عمل اس کے خلاف تھا۔ (کہر ۳۳) ان کو جن کے خبت باطن کا یہ حال ہو کہ اپنی کتاب اور اپنے رسول کو بھی نہ مانیں بھلا وہ دوسری قوم کے نبی اور اس کی کتاب کو کیوں ماننے لگے۔

دوسرے شبہ کا جواب :- ۱۶۲ رسول سے ملا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب ان امرائیلوں کے پاس خدا کا پیغمبر ایسا پیغام لے کر آیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات کی تصدیق کرتا ہے اور دعوت توحید اور اصول دین انہوں نے بیان کئے ہیں ان کی تائید و توثیق کرتا ہے۔ صدق ما یدھا من قواعد التوحید و اصول الدین و احادیث الامم الموعظہ بالحکم (روح ۲۳) نَبَذَ قَرْنِیْ

وَرَاۤءَ ظُہُورِہُمْ کَاۡتِبٌۭ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۱ وَاتَّبَعُوْا

اپنی پیٹھ کے پیچھے گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں تھے اور پیچھے ہو لئے

مَا تَشٰوُ الشَّیْطٰنُ عَلٰی مُلْکِ سُلَیْمٰنَ ۚ وَمَا کَفَرَ

اس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلیمانؑ کی بادشاہت کے وقت ۱۹۳۷ اور کفر نہیں کیا

سُلَیْمٰنَ وَلٰکِنَّ الشَّیْطٰنَ کَفَرٌ وَّ اٰیَعْلَمُوْنَ

سلیمانؑ نے کفر کیا لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ سمجھاتے تھے

النَّاسِ السَّحَرٰۃُ وَمَاۤ اَنْزَلَ عَلَی الْمَلٰٓئِکِیْنِ بِاٰیٰتِ

لوگوں کو جادو اور اس علم کے پیچھے ہو لئے جو اترا دو فرشتوں پر شہر بابل میں

ہٰرُوتَ وَّمَارُوتَ ۚ وَمَا یَعْلَمِیْنِ مِنْۢ بَیِّنٰتٍ حَتّٰی

جن کا نام ہاروت اور ماروت ہے ۱۹۷ اور انہیں سمجھاتے تھے وہ دونوں فرشتے کسی کو جب تک

یَقُوْلَ اِسْمَآءُ حُنَ فِتْنَةٌ فَلَا تَکْفُرْ فِیَتَعْلَمُوْنَ

یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو آزمائش کے لئے ہیں سو تو کا فرمت ہو ۱۹۶ پھر ان سے سیکھتے

مِنْہُمْ مَا یَفْرِقُوْنَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِہٖ ۚ وَ

وہ جادو جس سے جادائی ڈالتے ہیں مرد میں اور اس کی عورت میں ۱۹۸ اور

مَا هُمْ بِضٰرِیْنِ بِہٖ مِنْۢ بَیِّنٰتٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ۚ وَ

وہ اس سے نقصان نہیں کر سکتے کسی کا بغیر حکم اللہ کے اور

یَتَعْلَمُوْنَ مَا یُضَرُّہُمْ وَلَا یَنْفَعُہُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا

سیکھتے ہیں وہ چیز جو نقصان کرے ان کا اور فائدہ نہ کرے ۱۹۹ اور وہ خوب جان سکتے ہیں

لَمَنْ اَشْتَرٰہُ مَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْۢ خَلٰقٍ ۚ وَکَبِّرْ

کہ جس نے اختیار کیا جادو کو نہیں اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ اور بہت ہی بڑی

مَا شَرَوْاۤ اَنْفُسَہُمْ کَوْکَاۡنًا یَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۲ وَلَوْ اَنَّہُمْ

چیز ہے جس کے بدلے بیچا انہوں نے اپنے آپ کو ۱۹۹ اگر ان کو سمجھ ہو تو اور اگر وہ

تحقیق السحر: — اس آیت میں جادو کو کفر کہا گیا ہے اس لئے جادو سے یہاں دواؤں کے ذریعے یا ماتحتی مصفا سے عجیب غریب کرتب کھانے مراد نہیں کیونکہ بعض لوگ ان پہنچی جادو، اور سحر کا اطلاق کرتے ہیں اور یہ کفر بھی نہیں بلکہ اس سے جادو کی وہ تمام قسمیں مراد ہیں جن میں غیر اللہ کو رکھا جاتا ہے اور اور اس وجہ سے استعانت کی جاتی ہے اور اس میں شرک و فحشاء پڑھتے جاتے ہیں۔ ویستعان فی تحصیله بالتقرب الی الشیطان بازکاب القباہ قولاً کالرقی الی فیہا الفاظ الشرک الخ (روح مشکوٰۃ) شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جادو کی تیرہ قسمیں ہیں اور سب کا خلاصہ غیر اللہ کو پکارنا، غیر اللہ کو قوا دار عالم الغیب سمجھنا ہے اس کے بعد فرمایا ہے کہ جادو کی سزا قتل ہے اور قتل کے بعد نہ اس کا جنازہ پڑھا جائے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے برادر! دغا غیر اللہ کہہ کر بڑے آثار عجیبہ ظاہری شود سحر است ہیں است ماہیت و الفاظ دعوت قمری ای مرسل الرحمتہ و منزل النعمتہ و در دعوت عطا و کل حاصل فی من الخیر فهو منک نیز گویند اتہا العالم بحفیات الامر و مطلع الی التمرؤ و تدفیر غریبی است اگر دغا قوی یا فعلی کہ موجب کفر باشد مثل ذکر نام بتوں و اصرار حبشیہ بہ تعظیمیکہ شایان رب الغر است الی ثبات عموم علوم و قدرت و غیبیاتی و شکل کشتنی یا ذبح لغیر اللہ یا سجد لغیر اللہ و غیر ذلک قبح شود بلاشبہ آں سحر کفر است و صاحب آں مرتد شود، انتہی مختصر فی التوسل لابن تیمیہ ص ۱۳۱ استغناء لغیر اللہ و اقسام لغیر اللہ سحر است ۴

اسی طرح امام ابن تیمیہؒ "قاعدہ جلیلہ" میں فرماتے ہیں کہ جادو میں غیر اللہ کو یکساں کرنا لازم ہے۔

جس طرح یہودیوں نے اللہ کے معبود پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذمہ جادو، اور غیر اللہ کو بچانے جیسا شرک لگا دیا تھا اور ثبوت میں غیر مستند نوشتے پیش کئے تھے۔ اسی طرح آج کل بھی قرآن کی خلاص توحید کے مقابلہ میں شرک پسند پیر اور بدعت نواز مولوی اپنے فخر کیہ اعمال و عقائد اور بدعت کو جو ثابت کرنے کے لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر بزرگان دین کا نام لیتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ حضرات بھی غیر اللہ کو نہ صرف بچانے کی اجازت دیتے تھے بلکہ خود بھی بچا کر کرتے تھے اور ثبوت "قصیدۂ نعمانیہ، قصیدۂ غوثیہ، لطائف المنن اور حجتہ الاسرار" ایسی غیر مستند درجے کے روایات ہیں پیش کرتے ہیں بحالانکہ یہ بزرگان جو ان قسم کی خرافات سے بالکل بری تھے۔ اگر قرآن کے مقابلہ میں ایسی عبادتیں اور کتابیں بزرگوں کی طرف منسوب کر کے پیش کی جائیں تو اگر واقعی وہ بزرگ و اولیاء اللہ تھے جیسے مذکورہ بزرگان تو اس نسبت کا مصافحہ کلا کر دینا چاہیئے جس طرح وضاعوں اور کذابوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جھوٹی حدیثیں لگا دی ہیں اسی طرح توحید کے غداروں اور سنت کے باغیوں نے یہ سن گھڑت خرافات ان بزرگوں کے ذمہ لگا دی ہیں اور اگر ان عباراتوں کی نسبت ان بزرگوں کی طرف صحت سے ثابت ہو جائے تو ان میں تاویل کی جگہ ملے اور ان کا ایسا محمل بیان کیا جائے جو قواعد شرعیہ کے موافق ہو، اور اگر الفاظ میں تاویل کی گنجائش نہ ہو تو کہہ جائے کہ یہ کلمات اس شخص سے غلبہ حال کی حالت میں صادر ہوئے ہوں گے جس میں وہ معذور ہے۔ ہر حال قواعد شرعیہ کے خلاف کسی کا کوئی قول قابل قبول نہیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا ولی اور امام کیوں نہ ہو۔

شرعیات اماموں اور ولیوں کے تابع نہیں بلکہ امام اور ولی شریعت کے تابع ہیں۔ **۱۹۵** وَمَا أُنْزِلَ مِنْ مَّامُوصُولٍ هِيَ نَافِيَةٌ عَنْهُمْ جیسا کہ بعض کو غلطی لگی ہے اس کا عطف مَا تَنْتَلُوْا پر ہے یعنی یعنی یہودیوں نے تورات کا پیغام توحید چھوڑ دیا اور کوشیطان کو شیطانوں اور کلموں اور بات و دامت کے جادو کی اتباع اور پیروی شروع کر دی۔ یہاں انزل سے مراد وحی نہیں بلکہ الہام کے ذریعہ تعلیم مراد ہے۔ ۱۰ الانزال بمعنی الالہام والتعلیم (معالمہ ۱۷۱) الملکین میں شہر و قراۃ نام کے فتح سے ہے۔ ۱۰ القراءۃ المشہورہ مفتاح اللہ (کبریہ ۱۷۲) اسی بنا پر محققین کی رائے یہ ہے کہ بات و دامت اور بات و دامت دونوں فرشتے تھے جنہیں لوگوں کے امتحان اور ابتلا کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا تھا۔ ذہب کثرو عن السلف الی انہما کانا ملکین من السماء وانہما انزل الی الارض (ابن کثیر ۱۷۳) و هذا الملک

انزالاً لتعلیلہ لسمحرا تبارع من اللہ تعالیٰ للناس روح منہ ج ۱

ان فرشتوں کو زمین پر اتارنے کی وجہ کے متعلق علمائے تحقیق نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں سحر اور جادو کا چرچا عام تھا اور جادوگر کثرت تھے بعض دفعہ جادوگر نبوت کا دعویٰ کرتے اور جادو کے عجیب و غریب کتب دکھا کر لوگوں سے اپنی جھوٹی نبوت منوالیتے۔ جادوگر لوگوں کو ایسے ایسے شے دکھاتے کہ وہ حیران رہ جاتے سفلی عملیات اور جادو کے ٹوکوں سے عوام اس قدر متاثر ہوئے کہ انہیں حق سمجھنے لگے اور ان کے ذہنوں میں ایسی الجھنیں پیدا ہو گئیں کہ وہ جادو اور مجرہ کے درمیان امتیاز نہیں کر پاتے تھے۔ اس طرح جادو کے ذریعہ روز بروز گمراہی پھیل رہی تھی۔ لوگ انبیاء علیہم السلام، اللہ کے نیک بندوں اور جادوگروں اور شعبانہ زوں کو ایک ہی سمجھنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کا فیصلہ کرنے اور جادو اور مجرہ میں امتیاز قائم کرنے کے لئے ان فرشتوں کو جادو کی حقیقت سے آگاہ کر کے زمین پر بھیجا تاکہ لوگ جادو اور مجرہ کی حقیقت اور باہمی امتیاز کو سمجھ کر جادوگروں کے کفر و فریب سے بچ سکیں۔ (من الکبیر ج ۱، والروح ص ۳۲، والبرہ ص ۳۲)

یہودیوں نے ہاروت و ماروت کے متعلق ایک عجیب و غریب اور جھوٹا قصہ مشہور کر رکھا تھا جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ نے ان دونوں فرشتوں کو بطور آزمائش بشری لوازمات دیکر زمین پر بھیجا تو انہوں نے ایک کجی نہ رکھنے کے درغلنے پر ہمت کو سمجھ لیا۔ شراب نوشی کی ایک آدمی کو ناحق قتل کیا۔ اور زہر و کجی سے منہ کالا کیا۔ اس کے بعد انہوں نے زہر و کجی کو سمجھ کر عظیم تباہی اور وہ اس کے ذریعے آسمان پر چلی گئی تو اللہ نے اسے زہر و سیارہ بنادیا۔ ہاروت و ماروت اپنے گناہوں کی وجہ سے آسمان پر نہ جاسکے اور اب انہیں الٹا لٹکا کر عذاب یا جا رہا ہے۔ تعجب ہے کہ بعض مفسرین نے جھوٹا قصہ بلا تکیہ لڑی کتابوں میں درج کر دیا ہے لیکن تحقیق مفسرین نے اس پر شدید انکار کیا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں۔ واعلم ان هذه الرواية فاسدة مردودة غیر مقبولة لانه ليس في كتاب ما يدل على ذلك بل فيه ما يبطلها (کنیر ص ۳۵۵ ج ۱) قرطبی لکھتے ہیں۔ قلنا هذا كله ضعيف وجيد عن ابن عمر وغيره لا يصح منه شيء (قرطبی ص ۳۵۵ ج ۱) امام ابو حیان رقمطراز ہیں۔ وهذا كله لا يصح منه شيء والملائكة معصومون لا يعصون الله ما امرهم ويفعلون ما يأمرون (بخاری ج ۱)

علامہ خازن لکھتے ہیں۔ ذہان بھنک کا الوجہ دیکھنا قصہ جھوٹا ہے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ امام رازی کا مذکورہ بالا قول نقل کر کے عراقی سے نقل فرماتے ہیں۔ وفضل الشهاب العراقي على ان من اعتقد في هاروت وماروت انهما ملكان يعذبان على خطيئتهما مع الزهرة فهو كافرا لله تعالى العظیم روح ص ۳۵۵ ج ۱) یہ واقعہ موضع قرآن میں بھی ہے جو شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کے نام پر کتابی صورت میں چھپی ہوئی ہے مگر تحقیق مثلاً محدث العصر حضرت علامہ مولانا سید محمد نور شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ تفسیر شاہ عبدالقادر کی نہیں ہے کسی نے لکھ کر ان کے نام منسوب کر دی ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی موضع قرآن صرف وہی حواشی ہیں تو قرآن مجید کے مثنوی پر چھپے ہوئے ہیں بعض ناشرین نے اب ان میں بھی کچھ اور رو بہل کر دیا ہے ۱۹۶۱ء تعلیم سے سبب اور تعلیم کے معنی یہاں درس و تدریس کے نہیں ہیں بلکہ یہاں تعلیم بمعنی اعلام ہے۔ انہ من اعلام لا من التعلیم فیعلمان بمعنی یُعَلِّمان (قرطبی ص ۳۵۵ ج ۱) وقرأ طلحة بن مصرف یُعَلِّمان من الاعلام من التعلیم علیہما بعضہم قراءة التشدید روح ص ۳۵۵ ج ۱) اور من زائد ہے تاکلیف استعراق کے لئے۔

روح ص ۳۵۵ ج ۱) فتنہ کے معنی آزمائش اور امتحان کے ہیں۔ واما الفتنۃ فی هذا الموضع فان معناها اختصار الاختبار والامتحان (ابو السعود ص ۳۵۵ ج ۱) یعنی جب کوئی ان دونوں فرشتوں کے پاس جادو دیکھنے کے لئے آتا تو وہ پہلے اندازہ خیر و خرابی اس پر واضح کرتے تھے کہ دیکھو جادو پر امتحان رکھنا اور اس پر عمل کرنا کفر ہے اور ہم تو محض اس لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ جادو اور مجرہ کا فرق لوگوں پر واضح کر دیں لہذا جادو کے حواصل ہم نہیں بتلائیں گے ان کو ناجائز طور پر استعمال نہ کرنا اور اس طرح ہم تمہارے لئے امتحان اور آزمائش کا ذریعہ ہیں۔ دیکھنا کہ میں جادو کے پیچھے چکر پٹا ایمان نہ ضائع کر بیٹھتا۔ مذکورہ بیان سے ہاروت و ماروت فرشتوں کا دامن بھی شرک اور جادو سے پاک ہو گیا جو کہ یہودیوں نے ان کے ذمہ لگایا تھا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ خود جادو نہیں کیا کرتے تھے اور نہ ہی غیر اللہ کو پکارتے تھے وہ تو اللہ کے حکم سے محض لوگوں کے امتحان کے لئے جادو کی حقیقت واضح کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ ۱۹۵۵ فرشتوں کے روکنے کے باوجود لوگ اس جادو کو ناجائز طور پر استعمال کرنے لگے اور زیادہ تر خاندان یہودی کے درمیان جاہلی ڈالنے کے لئے اسے استعمال کرتے تھے۔ واما هم یفعلون ما یمنون

یہ من احداً الا یاذن اللہ جادو ٹوٹنے اور ٹوٹنے کے لئے سے جو بھی آغاز ظاہر ہوتے ہیں وہ اللہ کے حکم اور اس کی قضاء سے ہوتے ہیں کیونکہ فاعل اور موثر حقیقی وہی ہے نہ کہ یہودی۔ یہ چیزیں تو محض اسباب کا درجہ رکھتی ہیں۔ قال سفیان الثوری الا بقضاءه وقد رتہ ومشیتہ (معالم ص ۳۵۵ ج ۱) اس لئے ضروری نہیں کہ ہر ٹوٹنے اور ٹوٹنے کے لئے اور ٹوٹنے کے لئے کا اثر ظاہر ہو۔ ۱۹۵۵ یہ بد بخت یہودی جو کچھ سیکھتے ہیں اس کے ذریعہ دوسروں کو نقصان پہنچانا تو ان کے بس کی بات نہیں البتہ یہ جادو دنیا اور آخرت میں ان کے لئے مضر نقصان ہی نقصان ہے اور اس میں انہیں ذرہ برابر فائدہ نہیں۔ وَلَقَدْ عَلِمُوا — علما کا فاعل یہودیوں کے علماء ہیں — قیل عائد علی علماء الیہود (بحر ص ۳۵۵ ج ۱) اشتراکاً میں ضمیر مفعول مآئت لکوا کی طرف راجع ہے جس سے مراد جادو ہے۔ اور اشتراکاً سے مراد استبدال ہے۔ ای استبدال ما تتلوا الشیاطین بکتاب اللہ (ابو السعود ص ۳۵۵ ج ۱) یعنی ان یہودیوں کے یہودیوں کو چھیڑی طرح معلوم ہے کہ جس نے خدا کی کتاب کو چھوڑ کر اس پر جادو اور سحر کو مقبول کو ترجیح دی اور توحید سے منہ موڑ کر شرک و غیر اللہ کو پکارنے میں لگ گیا وہ آخرت میں سخت بد نصیب ہوگا۔ خدا کی کتاب تو رت یا قرآن مراد ہے۔ علامہ ابو حیان ایک صورت یہ بھی لکھتے ہیں کہ اشتراک کی ضمیر تورات یا قرآن شریف کی طرف مراد ہو، اور اشتراک بمعنی یہودی جس نے تورات یا قرآن کو چھوڑ اس کے عوض جادو کی کتابوں پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ اوکتاہم الذی باعوه بالسحر والقرآن لانه تعوضوا عنه بکتب السحر (بحر ص ۳۵۵ ج ۱) بس کا مخصوص بالذم محذوف ہے یعنی السحر اور شرور بمعنی باعوا ہے اور انفسہم سے پہلے لفظ خطیئہ محذوف ہے یعنی یہ جادو جس کے عوض انہوں نے اپنی آخرت کا حصہ بیچ ڈالا ہے وہ بہت ہی بُری چیز ہے۔ ای بس ما باعوا به حظوظ انفسہم السحر من البحر ص ۳۵۵ ج ۱، والفرق ص ۳۵۵ ج ۱)

تو کاذباً یحکمون وہ اس سوئے کے خباثت سے گرجتے تھے مگر چونکہ انہوں نے اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کیا اس لئے ان سے علم کی نفی کی ہے۔ ۱۹۵۵ اگر یہ یہودی اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لاتے آتے اور جادو کو چھوڑ کر قرآن کے مطابق عمل کرتے۔ یہ ان معاذین کے لئے ترغیب ہے اور اللہ تعالیٰ کی انتہائی رحمت و شفقت ہے کہ وہ ایسے سرکشوں اور فسادیوں کے لئے بھی رشد و ہدایت کی تمارا ہیں کھولتا ہے۔ لَمْ تُؤَبِّدْ مِنْ جَنْدِ اللَّهِ خَیْرًا مِمَّنْیَ کُذِّبَ کَاجَاب ہے۔ یعنی اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو انہیں اللہ کی طرف سے اجر ملتا اور اللہ کا ثواب یقیناً سحر اور کفر سے بہتر ہے۔ تَوَكَّلُوا یَحْكُمُونَ ۚ کاش کہ وہ اس حقیقت کو جانتے ہوتے۔

یہاں تک تو یہودیوں کے شہادت کا جواب تھا۔ اب آگے مسلمانوں کو یہودیوں کے جھگڑوں اور ان کے ناپاک عزائم سے آگاہ کیا گیا ہے۔ یہودی تحریف و تبلیغ کے ماہر تو تھے ہی جس کی قرآن نے بھی شہادت دی ہے اور خود مجرہ تورات بھی ان کی تحریف اور تبسبب حق کا ایک عظیم شہادہ ہے یہودیوں نے سوچا کہ مسلمانوں میں علانیہ طور پر اور براہ راست شرک کا دخل کرنا تو بہت مشکل ہے لہذا کسی تدبیر اور سازش سے کام لینا چاہیے۔ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اپنی طرف منعطف کرنے کے لئے لفظ راعنا استعمال کرتے تھے اس لفظ کے چونکہ دو معنی تھے ایک صحیح اور ایک موبہم شرک اس لئے منافقین یہود نے بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ کو راعنا کے لفظ سے مخاطب کرنا شروع کر دیا۔ بظاہر اس لفظ کے معنی بہت عمدہ تھے یعنی ہمارا بھی خیال فرمائیے یہودیوں نے سوچا کہ جب لفظ مسلمانوں میں راعنا ہو چکا ہے تو ہمیں اس سے اپنا مطلب نکالنا چاہیے۔ کیونکہ اس لفظ کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ ہمارا نگہبانی اور حفاظت فرمائیے۔ راعنا فی اللغة راعنا ولزناک لا ملأفا علة من اثنين فتكون من رعاک اللہ ای احفظنا ولنحفظک وادقنا ولنوقبک (قرطبی ص ۳۵۵ ج ۱) اس لفظ سے ان کا مقصد مسلمانوں میں غیر اللہ کے حافظ و ناظر ہونے کا خیال ڈالنا تھا تاکہ غیر شرعی طور پر مسلمانوں میں شرک کا عقیدہ رائج ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے ایسے موبہم شرک لفظ سے منع فرمادیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ موبہم شرک الفاظ کا استعمال جائز نہیں۔ ان سے ہر حال میں اجتناب ہی کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ آج کل بعض جاہلوں میں اسی قسم کے موبہم شرک لفظ راعنا ہیں مثلاً ”جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول نے چاہا“ اور ”یا پرستاد“ اور ”یا رسول اللہ“ اور ”یا خواجہ محین الدین اجیری“ وغیرہ وغیرہ۔ ۱۹۵۵ اللہ نے مسلمانوں کو ”راعنا“ کے لفظ سے منع فرمادیا کیونکہ یہ لفظ موبہم شرک تھا اور اس کے تحت یہودیوں کی ناپاکیتیں

۴۴ حافظ ابن کثیر نے امام ابن جریر سے نقل کیا ہے کہ: «فمن قرأ سورة النحل في صلاة الصلوة لم يزل الله عز وجل يبعث إليه ملائكة من ملائكة الوحي فيقولون يا محمد ان الله عز وجل يحب من قرأ سورة النحل في صلاة الصلوة» (ابن کثیر ج ۲ ص ۱۷۲)

۲۷۲ =

مسلمانوں کو یہودی
سازش (اسلام آباد) کی بیخ
سازش (اسلام آباد) کی بیخ
سازش (اسلام آباد) کی بیخ

۲۵۰ =

ما عننا بكمه النفس
لكننا لا حكم

سید باقی ہے بھی
مشتاقِ نواز و سلاطینِ اوتھ
سے بھی ۱۱

100

رایا کہ ایسے علموں سے آخر
ن کلام فرماتے بعض بات
تنتے رہو کہ پوچھنا ہی نہ پڑ
خ ہوتی ہیں اگر اللہ کی طرف

۱۰۰ - و در آیت

بنیادیں رکھنے کے لئے لئے سیدھے مطالبات پیش کر دیئے۔ تمہارے یہ مطالبات بالکل فیسے ہی ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئے گئے تھے **۱۷** کفر کو ایمان سے تبدیل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو ترجیح دے اور بجائے ایمان کے کفر کو اختیار کرے۔ ای یختارہ ویأخذ لنفسه (البقرہ ص ۱۷) یعنی جس شخص نے پیغمبر پر معاندانہ سوالات کر کے کفر اختیار کیا وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ **۱۸** اہل کتاب سے بعض مفسرین نے علماء یہود و مراعاتیہ ہیں لیکن یہ کوئی علماء یہودی سے مخصوص نہیں۔ عیسائی پادریوں کی بھی ہمیشہ سے یہی خواہش رہی ہے اور آج پادری لوگ جس سرگرمی سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں وہ اس بات کا بین ثبوت ہے۔ آیت میں تو مفسد یہ ہے اور کفاراً جہید دن کا مفعول ثانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ یہ اہل کتاب ہیں اسلام سے بھڑک کر دوبارہ کافر بنانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ کبھی تو وہ تمہارے الفاظ تمہاری زبانوں سے کہلاتے ہیں اور کبھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری مشرکانہ رسوم جاری کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ **۱۹** حسداً — وعدہ کا مفعول لڑ ہے یعنی وہ مسلمانوں کا استدراج محض فانی

البقرہ ۲

۵۸

الْمَا

قَبْلُ وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ

اس سے پہلے **۱۷** اور جو کوئی کفر لیوے بدلے ایمان کے تو وہ بہکا

سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝۱۸ وَكَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

سیدھی راہ سے **۱۸** دل چاہتا ہے بہت سے اہل کتاب کا

لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا مَّحْسَدًا

کہ کسی طرح تم کو پھر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر بنا دیں **۱۹** بسبب اپنے دلی حسد

مِّنْ عِندِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

کے **۱۹** بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ہے ان پر

الْحَقُّ فَأَعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ

حق سو تم درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جیتک بھیجے اللہ اپنا حکم **۲۰**

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۹ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ

بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور قائم رکھو نماز کو اور

آتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ

دیتے رہو زکوٰۃ **۲۰** اور جو کچھ آگے بھیج دو گے اپنے واسطے **۲۱** بھلائی

تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ

پاؤ گے اس کو اللہ کے پاس **۲۱** بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو سب

بَصِيرٌ ۝۲۰ وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن

دیکھتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہرگز نہ جاویں گے جنت میں مگر جو

كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا

ہوں گے۔ یہودی یا نصرانی **۲۲** یہ آرزوئیں باندھ لی ہیں انہوں نے کہ لے آؤ

بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۲۱ بَلْ أَقَامُوا اسْمَ

سنہ اپنی اگر تم سچے ہو کیوں نہیں جس نے تابع کر دیا

منزل

بعض وعدات اور حسد کی وجہ سے چاہتے ہیں اور اس بغض و حسد کا سرچشمہ ان کی نفسانی خواہشات ہیں۔ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ یعنی مسلمانوں کو مرتد کرنے کے سلسلے میں ان کی سرگرمیاں کسی غلط فہمی یا نادانی پر مبنی نہیں ہیں بلکہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں دیدہ و دانستہ کر رہے ہیں۔ تورات کے بیانات اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے حق ان پر واضح ہو چکا ہے۔ اس لئے اب وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں، محض رشک و حسد کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ۔ امر سے مراد حکم جہاد ہے۔ والمراد بہ الامر بالقتال (روح معنی ۱۵) اہل کتاب کی مذکورہ حرکتوں پر مسلمانوں کا اشتغال لازمی تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انتقامی کارروائی سے فی الحال منع فرمایا۔ اور عفو و درگزر کا حکم دیا یعنی جہاد کا حکم آنے تک صبر و سکون اور عفو و درگزر سے کام لو۔ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ وہ جب چاہے گا ان سرکشوں اور معاندوں سے انتقام لے لے گا اور اسلام اور اہل اسلام کی مدد کرے گا **۱۸** وَالصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ جب تک جہاد کا حکم نہیں آتا اس وقت تک نماز، زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کی پابندی کرتے رہو۔ نماز اور زکوٰۃ وغیرہ امر مصلح میں سے ہیں ان سے باطن کی اصلاح ہوتی ہے جس سے ایک طرف تو دشمنوں کی تکلیف ازیت پر صبر و سکون کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور دوسری طرف ان سے عقیدہ توحید میں کچھلکی اور استواری پیدا ہوتی ہے جو مسلمان کو دشمنان توحید اور باغیان اسلام سے جہاد کرنے کے لئے تیار کرتی ہے۔ **۱۹** پہلے عفو و درگزر اور نماز و زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ یہاں انہیں احکام کی ترغیب فرمائی کہ اگر تم ان میں سے کوئی سُنائی کام کر دو گے تو وہ ضائع نہیں کیا جائیگا بلکہ اس کا ثواب اللہ کے پاس محفوظ رہیگا جسے تم آخرت میں اللہ کے یہاں پاؤ گے۔ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ۔ یہ بھی قابل کی تاکید ہے یعنی تمہاری چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا بدلہ بھی ملے گا کیونکہ تمہاری ہر نیکی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہے لہذا نیکی لے سنا ہے ہونے کا وہاں ادنیٰ احتمال بھی نہیں۔

اہل کتاب اور مشرکین مسلمانوں کے خلاف ہر حربہ استعمال

کر چکے۔ ان میں شرک پھیلانے اور انہیں گمراہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کر چکے انہیں ہر موقع پر نا کامی اور نامرادی کا سامنا کرنا پڑا تو اب انہوں نے پیتر تبدیل کر ایک اور پروپگنڈہ شروع کر دیا یعنی اپنے غلط اور مشرکانہ عقائد اور اعمال کو عجیب و غریب نمائندگی اور طعن سازی سے مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے لگے۔ چنانچہ اگلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ان ناشائستہ حرکات کا شکوہ فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ معقول و مجرب سے انکی اصلاح بھی فرمادی ہے

پانچ شکوے

پہلا شکوہ **۲۱** یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ آخرت میں نجات صرف یہودیوں کی ہوگی اور عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ ان کے بغیر جنت میں کوئی نہیں جائے گا۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے موضع قرآن **۲۲** یعنی یہود کے بہکائے سے تم اپنے نبی پاس شبہ نہ لاؤ جیسے وہ اپنے نبی پاس لائے تھے۔ شبہ نہ لکھنے کو یا یقین چھوڑ کر انکا پکڑنا ہے **۲۳** فَتَحِ الرِّجْلُ فَل یعنی امر کنہ جہاد یا ایشاں **۱۲**

کے دعویٰ کی تصدیق و تکذیب کے لئے لایا گیا ہے وجہ ”کے معنی چہرہ کے ہیں لیکن یہاں مجاہد اس سے مراد ذات یا ارادہ اور قصد ہے یعنی اس نے اپنی ذات کو خدا کے سپرد کر دیا۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا۔ اخلص لہ نفسه اذ قصد فلم يشرك به تعالى غيرة اوله يقصد سواہ۔ روح منہج (۱) و هو محسن اسلحہ کے فاعل سے حال ہے۔ جب یہو اور نصاریٰ نے دعویٰ کیا کہ ان کے سوا کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔ تو اس کا جواب دیا گیا کیوں نہیں جس نے مجاہد آپ کو خدا کے سپرد کر دیا اور صرف اسی کا ہوا کر دیا گیا اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کیا۔ اور ہم کام میں صرف اللہ کی رضا کو نظر رکھا تو اس کا اجر ہر گز ضائع نہیں ہوگا بلکہ خدا کے یہاں محفوظ رہے گا۔ تو معلوم ہوا جنت میں صرف وہ جائے گا۔ جو شرک نہ کرے لہذا یہود و نصاریٰ کا دعویٰ غلط ہے کہ ان کے ساتھ جنت میں کوئی نہیں جائے گا۔ کیونکہ تو حضرت عزیر اور حضرت مسیح کی عبادت کرتے اور ان کو پکارتے ہیں۔

۱۱۱ اس جملے کی تینوں ضمیریں محقق کی طرف راجع ہیں کیونکہ وہ محقق جنت ہے یعنی ان لوگوں کو آخرت میں نہ گذشتہ زمانہ پر افسوس ہوگا نہ آئندہ کا غم ستائے گا۔

دوسرا شکوہ :- ۵۲ یہودیوں نے کہا کہ نصاریٰ کا دین ہل
 ہے کیونکہ وہ تثلیث اور الوہیت مسیح کے قائل ہیں۔ انہوں نے شرک کو
 اپنا دین بنایا ہوا ہے لہذا ان کا دین غلط ہے وَقَالَتِ الْيَهُودُ
 كَيْسَتْ آلِهَةُكَ عَلَىٰ أَشْيَاءٍ ۖ وَرِيسَانِي بُرَىٰ كَيْسَتْ يَهُودِيٍّ
 کا دین ہل ہے اور غلط ہے کیونکہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام اور انجیل مقدس کو
 نہیں مانتے۔ وَهَٰؤُلَاءِ لَوَنَ الْكِتَابِ ۖ الْكِتَابِ مِیْنِ الْفَلَامِ
 جن کے لئے ہے اور اس سے مراد تورات اور انجیل ہے یعنی یہ دونوں
 فرقہ اپنی اپنی کتاب پڑھتے ہیں اور پھر ایسا دعویٰ کرتے ہیں جس کی تردید
 خدا کی اپنی کتاب کر کے ہے یا کتاب سے مراد تورات ہے کیونکہ تورات
 کو نصاریٰ ہی مانتے ہیں مطلب یہ کہ دونوں فرقہ ایک ہی کتاب کو مانتے
 ہیں۔ پھر اس کے باوجود ایک دوسرے کے دین کا ابطال کرتے ہیں۔ ۵۳
 اَلَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ یعنی جو لوگ علم نہیں رکھتے جن کے پاس کتاب

اور اللہ کا دیا ہوا ارشاد ہدایت کا علم نہیں ہے۔ یہاں اس سے مراد مشرکین عرب ہیں۔ وہ مشرکوں کو العرب فی قول الجحہ دور

البقرة ٢

59

17

وَجُهِهَ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ

مُنہ اپنا اللہ کے ادر وہ نیک کام کریں والا ہے تو اسی کے لئے ہے نواب سکا پنے کے پاس ۱۳۱۵
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ

اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ عملیں ہوں گے اس لئے کہ اور یہود تو کہتے ہیں کہ

نصاری نہیں کسی راہ پر ۱۵ اور نصاری کہتے ہیں کہ

لَيْسَتْ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ ۚ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ط

یہود نہیں کسی راہ پر باوجودیکہ وہ سب پرستے ہیں کتاب

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ

اسی طرح کہا ان لوگوں نے جو جاہل ہیں ﷺ ان ہی کی سی بات
 قَالَ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ

اب اللہ حکم کریگا ان میں قیامت کے دن جس بات میں وہ

يَخْتَلِفُونَ ﴿٣٣﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسِيحَ اللَّهِ

تھکرتے تھے ﷺ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں
 أَنْ يُدْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۚ أُولَٰئِكَ

کہ لیا جاوے وہاں نام اس کا ۳۱۸ اور کوشش کی ان کے اچاڑنے میں ایسوں کو
مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَسْأَلُوا إِزْوَاجَهُمْ لَهُمْ

لا تَقْ بَہِیں کہ داخل ہوں ان میں مگر ڈرتے ہوئے ۱۲۹ ان کیلئے
 فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۳۰﴾

دُنیا میں ذلت ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيُّمَا تُولُوْا فَاِنَّكُمْ وُجْهٌ لِلّٰهِ ط

اور اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب سو جس طرف تم منہ کرو وہاں ہی متوجہ ہے اللہ ﷻ

سنزل ا

مثلاً قولہ: ان اہل کتاب اور اہل علم کی طرح مشرکین عرب بھی ایسے ہی دعویٰ کیا کرتے تھے۔ اور اپنے دین جاہلیت اور شرک کے سوا باقی تمام ادیان کو باطل سمجھتے تھے۔ قالوا اهل كل دين ليسوا على شيء موضع قرآن ولا جن پاس علم نہیں وہ عرب لوگ ہیں کہ آگے حضرت ابراہیمؑ کا دین نہ کہتے تھے پھر آخر بہک بت پوجنے لگے۔ ایسے شخص کو مشرک کہئے وہ اپنی ہی راہ حق بتاتے تھے۔ فلا نصاریٰ آپ کو منصف جلالتے تھے اور یہود کو ظالم کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ سے دشمنی کی اور ہم نے ان کو مانا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب نصاریٰ نے غلبہ پایا تو مسجد بیت المقدس کو ویران کیا اور یہود کی مسجدیں اجاڑیں یہود کی ضد سے یہ کیا انصاف ہے کہ آدمیوں کی ضد سے اللہ کی مسجدیں ویران کریں اور فرماتا ہے کہ یہ سبھی لائق نہیں کہ اس ملک میں حاکم رہیں۔ آخر اللہ نے وہ ملک شام مسلمانوں کے ہاتھ لگایا۔

فتح الرحمن ۱- دیگر از مهنوت اهل کتاب آن بود که مرفقه از یهود و نصاری دیگر را انکار میکرد و اشارت بهمین معنی است این آیت ۱۲ و در آیت تعریف است بکفار مکه و اشارت بمغلوب شدن ایشان و الله اعلم - دیگر از مهنوت یهود آن بود که چون استقبال بیت المقدس منسوخ شد استهزا می کردند اشارت بهمین معنی است در آیت ۱۳

(دارک مشہد ۱) قالوا فی سیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ انہم لیسوا علی شئ من الدین (معالم ۱ ج ۱) جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کا یہ دعویٰ بھی عرب کے جاہل مشرکوں کے دعویٰ کی طرح سراسر جاہلانہ اور احمقانہ ہے۔ **۱۱۵** بینہم کی ضمیر یہود و نصاریٰ کی طرف متوجہ ہے۔ یوم القیامۃ فیما دونوں طرفیں محکم کے متعلق ہیں۔ فیہ مختلفون کے متعلق ہے یعنی دنیا میں تو یہ عبادت ہی رہیں گے۔ ان کے جھگڑوں کا دو ٹوک فیصلہ تو قیامت کے دن خدا ہی کریگا۔

تیسرا شکوہ ۱۱۵ من یہاں استفہام انکاری کیلئے ہے یعنی خدا کے گھروں سے روکنے والوں سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ ولایراد بالاستفہام حقیقۃً ما ہو معنی النفی فیول الی الخبراۃ احد اظلم من ذلك (مع ۱ ج ۱) من منع اور صاحب اللہ میں مفسرین نے بعض روایات کی بنا پر تخصیص کی ہے بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ ہی جنہوں نے یہودیوں کو بیت المقدس سے نکالا۔ اور بیت المقدس کو مساکین کیا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ اس سے مراد مشرکین مکہ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو مقام حدیبیہ پر بیت اللہ سے روکا لیکن بہتر یہ ہے کہ آیت اپنے عموم پر ہے اور اس سے مراد ہر وہ شخص ہو جو عیسیٰ کو غیر آباد کرے خواہ انہیں گرا کر خواہ ان میں خالص توحید کے ذکر سے روک کر خواہ ان میں شرک کی تبلیغ اور غیر اللہ کی پکار کے ذریعے۔ و ظاہر لایۃ العموم فی کل مانع فی کل مسجد و خصوصاً لیسبک بمنعہ ریح و منعہ مساجد اللہ مبدل منہ ہے اور ان میں کفر فیہا اسمہ بالک لا شمال ہے۔ اور اللہ کے ذکر سے یہاں مطلق ذکر مراد نہیں کیونکہ اس سے تو دنیا کا کوئی کافر سے کافر انسان بھی نہیں روک سکتا۔ بلکہ ذکر اللہ سے نفی شرک اور توحید کے ساتھ اللہ کا ذکر مراد ہے۔ اسی ان یذکر فیہا اسمہ وحدہ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ مطلب یہ ہے کہ جو شخص خدا کے گھروں میں خالص توحید کے ساتھ خدا کے ذکر سے روکتا ہے وہ سب بڑا ظالم ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی یا مشرک اور خواہ کوئی تہ کل کا بناسی مسلمان۔ وسعی فی تحریفہا تحریف عام ہے۔ خواہ عمارت کے گرنے سے خواہ خالص توحید کے ساتھ خدا کے ذکر اور نماز سے روکنے کے ذریعہ ہو۔ **۱۱۹** انہیں تو خدا کے گھر میں ان کی تعظیم حرمت کی بنا پر ڈٹے ڈٹے داخل ہونا چاہیے تھا۔ چہ جائیکہ یہ ظالم ان کی تحریف کے درپے ہو جاتے۔ کہتم فی الدنیا خزی وکم فی الآخرۃ عذاب عظیمہ ایہ ظالموں کے لئے دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں عذاب جہنم ہے۔ **۱۲۰** آیت میں خطاب مسلمانوں کو ہے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی ہو کہ اگر کفار و مشرکین تمہیں مسجدوں سے روکیں تو تم فکر مت کرو مشرق و مغرب اور باقی تمام اطراف اللہ ہی کی ہیں۔ تم جہاں کہیں بھی ہو کرو وہیں قبلہ ہو کر میری عبادت کر لیا کرو اور نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ اللہ ہر جگہ موجود ہے تم جہاں بھی اسے پکارو گے وہ تمہاری پکار سنے گا۔ اسی فی امکان فحلتم التولیۃ شطر القبلة (مع ۱ ج ۱) دارک مشہد ۱) ان اللہ واسع علیہ اللہ تعالیٰ کی حکومت اور رحمت بہت وسیع ہے اور وہ بندوں کے مصالح سے بخوبی واقف ہے اسی لئے اس نے عبادت کے معاملہ میں کسی جگہ کی تخصیص نہیں فرمائی کہ یہاں عبادت کرو اور یہاں نہ کرو۔

البقرة ۲

۶۰

الم

ان اللہ واسع علیہ **۱۱۵** وقالوا اتخذ اللہ ولداً

بیشک اللہ بے انتہا بخش کرینا اور کچھ جاننے والا اور کھتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد

سبحنہ بل لہ ما فی السموت والارض کل

وہ تو سب باتوں پر اس کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں **۱۱۶**

لہ فانثون **۱۱۶** بدیع السموت والارض و اذا

اسی کے تابعدار ہیں بنیا پیدا کرنے والا ہے آسمان اور زمین کا **۱۱۷** اور جب

قضے امراً فایسما یقول لہ کن فیکون **۱۱۷** و

حکم کرتا ہے کسی کام کو تو یہی فرماتا ہے اس کو کہ ہو یا پس وہ ہو جاتا ہے اور

قال الذین لا یعلمون کولایکلمنا اللہ او تاتینا

کہتے ہیں وہ لوگ جو کچھ نہیں جانتے **۱۱۸** کیوں نہیں بات کرتا ہم سے اللہ یا کیوں نہیں آتی

ایہ کذلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم

ہمارے پاس کوئی آیت اسی طرح کہہ چکے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے انہی کی سی بات **۱۱۹**

نشاہت قلوبہم قد بینا الایت لقوم یوقنون

ایک سے ہیں دل ان کے بیشک ہم نے بیان کر دیں نشانیاں ان لوگوں کے واسطے جو یقین رکھتے ہیں خدا

انما ارسلناک بالحق بشیراً و نذیراً و لا تسئل عن

بیشک ہم نے تم کو بھیجا ہے بجا و حقیقت کے نبی اور ڈرانی والا اور تجھ سے پوچھ نہیں

اصحاب الجحیم و لن ترضی عنک الیہود و لا

دوزخ میں رہنے والوں کی قتل اور ہرگز راضی نہ ہوں گے تجھ سے۔ یہود اور نہ

النصری حتی تتبع ملتہم قل ان ہذا اللہ

نصاری جب تک تو تابع نہ ہو ان کے دین کا تو کہہ جو راہ اللہ بتا دے

ہو الہدی و لئن اتبعت اہواءہم بعد الذی

وہی راہ سیدھی ہے۔ اور اگر بالعرض تو تابعداری کرے ان کی خواہشوں کی بعد اس

منزل ۱

سید قاضی شمس الدین

سید محمد بن علی شمس الدین

سید محمد بن علی شمس الدین

چوتھا شکوہ ۱۲۰ قالوا کا فاعل یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب تینوں گروہ ہیں کیونکہ تینوں کا ذکر پہلے گزرا ہے۔ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور مشرکین عرب کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اتخذ اللہ ولداً سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے لئے حقیقی اولاد ثابت نہیں کرتے تھے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کو اس قدر پیارا

موضع قرار دے دیں کہ یہودی و نصاریٰ کا جھگڑا تھا کہ ہر کوئی اپنے قبلہ کو بہتر بتاتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخصوص ایک طرف نہیں اس کے حکم سے جس طرف منہ کر دے وہ متوجہ ہے۔ **۱۲** یعنی اگلی امت جو موجود تھے وہ بھی اپنے نبی سے ہی کہتے تھے جواب کے لوگ کہنے لگے **۱۲** یعنی تجھ پر الزام نہیں کہ ان کو مسلمان کیوں نہیں کیا **۱۳**

فتح الرحمن فل و مجاز سفوات ابن کتاب آن بود کہ یہود عزیر و نصاریٰ عیسیٰ را بہر خدا می گفتند خدا تعالیٰ نازل کرد **۱۳**

ہیں کہ اس نے ان کو بیٹے بنالیا ہے اور بیٹے سے ان کی مراد نائب و مختار یعنی جس طرح بیٹا اپنے باپ کا نائب ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنے اختیارات میں سے کچھ اختیارات دیکر اور اپنے نائب بنا کر بنائیں بھیجا ہوا ہے۔ اب وہ اللہ کے عطائی اختیارات مثلاً علم غیب، حاجت روائی، مشکل کشائی وغیرہ کے ذریعہ لوگوں کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ ان کی غالبانہ پکار سنتے اور ان کی حاجات و مشکلات میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ اب آگے اس کا جواب ہے ۲۲: زمین و آسمان کی ہر مخلوق خدا کی مملوک اور ہر چیز اس کی ملکیت ہے خواہ انبیاء ہوں یا مملکہ۔ خواہ اللہ کے نیک بندے اور دیگر اشیاء۔ لہذا یہ سب خدا کے مملوک ہوئے تو پھر اس کے بیٹے کس طرح بن سکتے ہیں۔ نیز بیٹے کی ضرورت تو اس کو ہوتی ہے جو محتاج ہو اور فانی ہوتا کہ اس کا نام زندہ رہے اور اس کا کوئی وارث ہو سکے۔ تو اللہ تعالیٰ تو محتاج نہیں اور نہ وہ فانی ہے۔ وہ زمین و آسمان کا تنہا مالک و بادشاہ ہے۔ زمین و آسمان کے تمام اختیارات اس کے اپنے ہاتھ میں ہیں۔ اس لئے اسے کسی نائب یا وارث کی ضرورت نہیں۔ ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا زَيْنَ وَآسْمَانَ كِیْ سُلْطٰنٍ﴾

مخلوق جن میں حضرت عزیر حضرت مسیح اور ملائکہ کرام بھی شامل ہیں سب خدا کے فرمانبردار اور مطیع ہیں۔ اور اس کی ربوبیت کے مقرر اور اس کے دبار میں اپنی عہدیت کے معترف ہیں۔ اور اپنی حاجات میں اللہ ہی کو رپکا رتے ہیں۔ اس لئے وہ اس کے بیٹے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ تو اس کے برگزیدہ بندے ہیں۔ ۲۳: وہ زمین و آسمان کو بغیر کسی کی مدد کے اور بغیر کسی سابقہ مثال کے از سر نو پیدا کرنے والا ہے اِذَا قُلْعَ اَصْرًا۔ یہاں قضی یعنی ادا ہے۔ ای ادا شدی (روح مشکب) یعنی وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے قُلْعًا یَقُولُ لَہٗ کُنْ فَیَکُونُ تو اس ارادہ کرتے ہی وہ چیز وجود میں آجاتی ہے کُنْ کہ جسے ہو جانا یہ سرعت اور جلدی سے کہنا ہے۔ یہ طلب نہیں کہ لفظ کن بولتا ہے تو وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ وہاں تو صرف ارادہ کی دیر ہوتی ہے کہ چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا احوال عن سرعت التکوین و تقدیل و لا قول ثمر (مدارک مشق ج ۱) تو جو اللہ اتنا زبردست اور قادر ہو کہ صرف ارادہ کرے اور کام ہو جائے تو تم ہی بتاؤ کہ اسے ناموں کی کیا ضرورت ہے۔ لہذا اس کا کوئی دلدار نائب نہیں۔

پانچواں شکوہ ۲۴: جو شکوہ توحید میں گمراہ کرنے سے متعلق تھا۔ اور یہ رسالت پر جرح و قدر سے متعلق ہے۔ الذین لا یعلمون ۲۵: بعض نے مشرکین عرب کو لائے ہیں اور بعض نے یہود و نصاریٰ لیکن بہتر یہ ہے کہ اس سے تینوں گروہ مراد ہوں کیوں کہ بے جا اور معانہ لہ سوال تینوں گروہوں سے ثابت ہیں مشرکین کے مطالبہ کیا تھا ﴿فَلَمَّا تَشْنَا بِآیٰتِہٖ کَمَا اُرْسِلَ الْاَوَّلُونَ﴾ (انبیاء ۱۰۷) اور یہود و نصاریٰ کے متعلق ارشاد ہے یَسْئَلُکَ اَهْلُ الْکِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْہُمْ کِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ (نساء ۲۲) باقی رہی یہ بات کہ مشرکین تو بے علم

مصحح قرآن ۲۶: یعنی یہودیوں کو لوگ بالانصاف بھی تھے کہ اپنی کتاب کو پڑھتے تھے سمجھ کر وہ اس قرآن پر ایمان لائے ایک ان کے عالم تھے عبد اللہ بن سلام ان کے ساتھ گئی اور بھی مسلمان ہوئے۔ ۲۷: یعنی اسرائیل بہت معزول اس پر تھے کہ ہم اولاد و ابراہیم میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو وعدہ دیا کہ نبوت اور بزرگی تیرے گھر میں رہے گی اور ہم ابراہیم ۲۸

کے دین پر ہیں اور اس کا دین ہر کوئی مانتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ان کو سمجھاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ ابراہیم کی اولاد کو ہے جو نیک راہ پر چلیں اور اس کے وسیطے تھے پیغمبر ایک مدت اسحق کی اولاد میں بزرگی تھی۔ اب اسمعیل کی اولاد کو پہنچی اور اس کی دعا ہے دونوں کے حق میں اور فرماتا ہے کہ دین اسلام ہمیشہ ایک ہے۔ سب پیغمبر اور سب ملتیں اسی پر گزریں وہ یہ کہ جو حکم اللہ کا پہنچے پیغمبر کے ہاتھ سے قبول کرنا۔ اب مسلمان ہیں اسی راہ پر اور تم اس سے بچ کر ہو۔

فتح الرحمن ۲۹: کہ گویا اس جاتا سیقول لہما ر خدا تعالیٰ اشبات می فرماید نبوت پیغمبر اراصلی اللہ علیہ وسلم از قصہ دعلے ابراہیم کہ در نبوت مذکور است و ترجمہ می دہد ملت خفیفہ را کہ حضرت سر سبز ابراہیم ۳۰ مبعوث شدند و در میگردان قول ہو در کہ حضرت یعقوب مارا یہودیت وصیت کردہ است و از تفریق در انبیا انہی میفرماید یعنی معتقد بعضے باشند و مکر بعضے واللہ اعلم۔ ۳۱: یعنی آناں کہ تورات می فہمند تقدیق شریعت محمدیہ می کنند و ناگہ تصدیق آن نمی کنند تورات را نفہمیدہ اند ۳۲

جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَرٍ وَلَا نَصِيرٍ ۱۲۰

علم کے جو تجھ کو پہنچا تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت نہ ہوا اور نہ مددگار رہا ۱۲۰

الَّذِينَ اتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ

وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب وہ اس کو پڑھتے ہیں جو حق پڑھنے کا ہے ۱۲۱

يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمِنْ يَكْفُرُ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۱۲۱

اس پر یقین لاتے ہیں ۱۲۱ اور جو کوئی منکر ہوگا اس سے تو وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں ۱۲۱

يٰۤاَيُّهَا اِسْرَآءِیْلُ اِذْكُرُوْا اِنْعَمَتِیْ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ

اے بنی اسرائیل یاد کرو احسان ہمارے جو ہم نے تم پر کیا ۱۲۲

وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۱۲۲

اور اس کو کہ ہم نے تم کو برائی دی اہل عالم پر ۱۲۲ اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کام آوے

نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَیْءٌ وَلَا یَقْبَلُ مِنْہَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُہَا شَفَاعَةُ وَلَا ہُمْ یَنْصُرُوْنَ ۱۲۳

کوئی شخص کسی کی طرف سے ذرا بھی اور نہ قبول کیا جائے گا اس کی طرف سے بدلہ اور نہ کام آوے اس کو سفارش اور نہ ان کو مدد پہنچے ۱۲۳ اور جب آزمایا

اِبْرٰہِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاسْتَجٰہَنَ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ

ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں ۱۲۴ پھر اس نے وہ لہدیٰ کہیں تب فرمایا میں تجھ کو کرونگا

لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَبَالُ

سب لوگوں کا پیشوا ۱۲۵ بولا اور میری اولاد میں سے بھی فرمایا نہیں بچھے گا

عٰہِدِی الظَّالِمِیْنَ ۱۲۶

میں راہ راست ظالموں کو ۱۲۶ اور جب مقرر کیا ہم نے خانہ کعبہ کو اجتماع کی جگہ

لِلنَّاسِ وَاٰمَنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰہِیْمَ

لوگوں کے واسطہ اور جگہ امن کی ۱۲۷ اور بناؤ ابراہیم کے گھر سے ہونے کی جگہ کو

یہ پہلا تک تیرا اہل کتاب میں سے زمانے والوں کا ذکر تھا اب آگے ان لوگوں کا ذکر ہے جو ان میں سے ایمان لے آئے جنہوں نے تورات کو کا حقہ پڑھا۔ اس میں کسی قسم کی تحریف نہ کی اور پھر اس کی تعظیم کے مطابق عمل بھی کیا۔ اس آیت کا تعلق اصل دعویٰ اُعدائے ذاریج سے ہے اور یہ اس دعویٰ کی نقلی دلیل ہے۔ لیس رسول عہد کے لئے ہے اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے ایمان لا چکے تھے مثلاً عبداللہ بن سلام، ابن صویہ اور ابن یامین وغیرہ قال لضعفائہم من امن من الیہود کابن سلام وابن صویہ وابن یامین (مجموعۃ ۱۲) الکتاب سے مراد تورات و انجیل ہیں علیٰ اداۃ الجنس اور تلاوت کے معنی یہاں اتباع اور پیروی کے ہیں جیسا کہ والقلم اذا تلاھا میں تلا بمعنی اتباعھا و ذہب علیٰ شریھا کے ہیں۔ ای یتبعونہ حق اتباعہ قال عکرمۃ اما سمحت

قول للہ تعالیٰ والفضل اذ انزلناھا (قرطبی ۲۵۹) یعنی وہ اہل کتاب اپنی کتاب کی اتباع کا حق ادا کرتے ہیں حق اتباع یہ ہے کہ وہ اس کے تمام اوامر و نواہی کی تعمیل کرتے ہیں اور اس میں لفظی یا معنوی تحریف نہیں کرتے اور اگر تورات بمعنی قرأت ہو تو مطلب پھر بھی یہی ہوگا کہ وہ اسے اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح وہ نازل ہوئی ہے اور اس میں تحریف نہیں کرتے۔ یقرؤنہ کما انزل اللہ ولا یحرفون الکلم عن مواضعه ولا یتاء ولونہ علی غیر الحق (کبیر ص ۱۲) **۱۲** اُولَٰئِكَ یُؤْمِنُونَ بِہٖ۔ یہ کی ضمیر کو بعض مفسرین نے کتاب کی طرف راجع کیا ہے اور اسے راجع قرار دیا ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ اس صورت میں یتلونہ، حتیٰ تلاوتہ اور اُولَٰئِكَ یُؤْمِنُونَ بِہٖ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہوگا اور تنوع عبارت اور تاکید کے بغیر جملہ ثانیہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ یہ ضمیر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو کیونکہ اِنَّمَا اَرْسَلْنَاکَ مِیۡنَ اَیۡہِکَ اَدۡرَکَہُ ذَکَرٌ مِّمَّا کَذَرَہُ ذَکَرٌ ہاں اس صورت میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہوگا۔ یا ضمیر ہدٰی اللہ کی طرف راجع ہو۔ (بحر ص ۱۲) تو دونوں صورتوں میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو اہل کتاب اپنی کتاب کو کما حقہ پڑھتے ہیں اس کے اوامر و نواہی کی تعمیل کرتے ہیں اور اس میں کسی قسم کی تحریف نہیں کرتے وہ تو اس آخری نبی کو مانتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں یا اس کی لائی ہوئی کتاب کو مانتے ہیں۔ جب تمہا سے یہ علماء تسلیم کرتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ پیغمبر سچا ہے اور جو دعویٰ توحید اس نے پیش کیا ہے وہ بھی صحیح اور درست ہے۔ اس سے بھی معلوم ہو گیا کہ اس پیغمبر کی صداقت اور اس کی پیش کردہ دعوت توحید کی حقانیت خود ان کی اپنی کتاب میں بھی مذکور ہے بھی تو انہوں نے ان کی تصدیق کی ہے اس طرح یہ آیت دعویٰ توحید کی نقلی دلیل ہوگی۔ **۱۳** جن لوگوں نے اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی لائی ہوئی ہدایت کا انکار کیا وہ سخت خسارے میں رہیں گے کیونکہ انہوں نے ایمان کے عوض کفر خرید کر سودا ہی ایسا کیا ہے جس میں ہر خسارہ ہی خسارہ ہے۔

یہاں تک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنے انعامات و احسانات کا ایک ایک کمرہ کے ذکر کیا ہے پھر ان کی شرارتوں اور خباثتوں کو واضح فرمایا ہے۔ ان کی سرکشی اور ضد و عناد کی مثالیں بیان کی ہیں سب کچھ یاد دل کر آپ خرمین انعامات یا د کرنے اور عذاب و انتقام سے ڈرنے کا حکم دیا ہے اس مکتبہ ترغیب و ترہیب کے بعد اس سلسلہ مضامین کو ختم کر دیا ہے۔ نیز یہ ترغیب و ترہیب آئندہ مضامین کیلئے بطور تہئید لائی گئی ہے۔ **۱۴** میرے ان تمام انعامات کو یاد کرو جو ابھی ابھی تمہیں یاد دلانے میں خصوصاً اس نعمت توحید کو جس کی وجہ سے تمہارے خلاف کو دنیا میں سب سے اونچا اور ممتاز مقام حاصل ہوا۔ **۱۵** میرے پیغمبر پر ایمان لے آؤ اور دعوت توحید کو لو ورنہ قیامت کے دن تیرے عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں اس آیت کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے

حصہ دوم۔ رسالت و ما یتعلق بہا

یہ حصہ ص ۱۲۱ ابتداءً سے شروع ہو کر باب ۱۰۱ میں رکوتا ہے اُولَٰئِكَ ہُمُ الْمُتَّقُونَ پر ختم ہوا ہے۔ پہلے مختصری تمہید ہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور شخصیت نبوت پر یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے منکرات سے دلائل پیش کئے گئے ہیں پھر رسالت پر چند شبہات کے جوابات اور آخر میں پیغام رسالت یعنی مسئلہ توحید کی مزید عقلی دلائل سے وضاحت کی گئی ہے۔ نزول قرآن کے وقت عرب میں مذہبی لحاظ سے تین گروہ زیادہ مشہور و معروف تھے (۱) مشرکین عرب (۲) یہودی (۳) نصاریٰ۔ یہ تینوں گروہ نسلی اور روحانی اعتبار سے اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسلک کرتے تھے۔ مشرکین عرب بُت پرستی کے باوجود اپنے آپ کو ابراہیمی کہتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متبع ہونے کے مدعی تھے اور پھر زاد دعویٰ ہی نہیں کرتے تھے بلکہ شریعت ابراہیمی کے بعض اعمال بھی بجا لاتے تھے۔ گوان اعمال کی شکل و صورت مسخ کر ڈالی تھی۔ مثلاً حج کرنا، قربانی دینا، ڈاڑھی رکھنا، ختم کرنا وغیرہ اور حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام سے محبت و عقیدت غلو کے درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ ان دونوں رسولوں کے بت بنا کر بیت اللہ میں رکھے ہوئے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے۔ ان کی ندیں منبتیں دیتے، ان کے نام پر ساند چھوٹے اور انہیں حاجت روا و مشکل کشا اور عالم الغیب سمجھ کر غائبانہ پکارتے تھے۔ اسی طرح یہودی اور عیسائی بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا مانتے تھے۔ اور یہود و فریق کا دعویٰ تھا کہ وہ ان کے مذہب پر ہیں اور ان کا مذہب انہیں سے چلا ہے۔ ان کے علاوہ یہود و نصاریٰ حضرت احمٰی حضرت یعقوب، حضرت موسیٰ علیہم السلام اور اس سلسلے کے باقی تمام پیغمبروں کو بھی ملتے تھے نصاریٰ ان کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی قائل اور متبع تھے۔

مخاطبین کے نزدیک ان مسلم شخصیات کی تصدیقات کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دو دلیلیں بیان کی گئی ہیں پہلی دلیل تو یہ ہے کہ یہ وہی پیغمبر ہے جس کی آواز بعثت کیلئے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ میں کھڑے ہو کر خدا کی جانب سے دعا کی تھی کہ اے اللہ اس شہر مکہ میں ایک ایسا رسول بھیجا جو ان کو تیرے احکام سنائے، تیرا دین سکھائے اور ان کے غا ہر وہاں کا تذکرہ کرے اب وہ رسول آگیا ہے اور بالکل انہیں صفات سے متصف ہے جو دعائے ابراہیم میں مذکور تھیں۔ لہذا اگر تم ابراہیمی ہونے کے دعویٰ میں سچے ہو تو اس پیغمبر کو مان لو جو ان کی دعا کا ثمر ہے۔ دوسری دلیل یہ دی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم، حضرت احمٰی، حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کے سلسلہ کے باقی تمام پیغمبر خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب کے سب یں توحید کے پابند تھے، صرف ایک خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ صرف اسے ہی عبادت و مشکلات میں پکا رکرتے تھے۔ مرتے وقت اپنی اولاد کو بھی توحید پر پابند ہونے کی وصیت کیا کرتے تھے۔ یہ تمام بزرگ شرک و بُت پرستی سے سخت بیزار تھے۔ چونکہ نظریہ توحید کے اعتبار سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ان تمام بزرگوں سے متفق ہیں اور اسی نظریہ توحید کی دعوت دیتے اور تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں جو خود تمہارے ان روحانی اور جسمانی آباء و اجداد کا تھا۔ لہذا جس طرح یہ پیغمبر اس نظریہ کے حق ہونے کی دلیل ہے اسی طرح یہ اس توحید کو پیش کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی بھی دلیل ہے۔ رسالت پر مخالفین جو شبہات تھے ان کی تقریر ان کے مواقع پر ملے گی۔

تمہید

تمہید میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے اور سب کے مذہبی پیشوا تھے۔ انہوں نے ہی خانہ کعبہ تعمیر کیا اور اسے اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت سے آباد کیا۔ اس تمہید پر اگلے دلائل کی بنا ہے نیز آگے متحول قلم کا حکم آ رہا ہے یہ اس کے لئے بھی تمہید ہے کہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے اس لئے اس کی طرف رخ کیے نماز پڑھنے پر اعتراض بے جا ہے۔

۱۶ اِذْ کَانَ عَمَلٌ قَالِیۡ ہُوَ جَلَّیۡ اَرٰہِیۡ۔ والاختیار ان لیكون العالم فیہ ملفوظا بہ دھوقال انی جاءک (مجدد ص ۱۲) ابتداء کے معنی امتحان اور آزمائش کے ہیں جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لینا ہے تو اس سے اس کا مقصد بندوں کے اعمال کو جاننا نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو پہلے بھی جانتا ہے بلکہ اس سے ان کے احوال کا خود ان کے لئے اور دوسرے لوگوں کے لئے اظہار مقصود ہوتا ہے تاکہ خود ان بندوں پر اپنی حقیقت واضح ہو ہو جائے اور دوسروں کو اس سے سبق حاصل ہو سکے۔ وابتداء اللہ العباد لیس لعلہم احوالہم بالابتلاء لانہ عالم بھم ولکن لعلہم العباد احوالہم بمعالمہ ص ۱۵) کلمات کلمہ کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ امور اور احکام ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا تھا۔ ان کلمات کے بارے میں مفسرین نے بہت سے اقوال ذکر کئے ہیں۔ بعض نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اس سے مراد خصائل فطرت ہیں یعنی سخی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، ناخن تراشنا، بخلوں اور زیناف کے بال صاف کرنا وغیرہ بعض نے اسی قسم کے کچھ اور احکام ذکر کئے ہیں لیکن اتنے بڑے حلیل و نقیض پیغمبر کا ابتداء اور پھر ایسے آسان احکام میں، یہ بات قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی۔ یہ صحیح ہے کہ ان خصائل کو حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے مگر حدیث میں یہ کہیں مذکور نہیں کہ جن کلمات میں ان کا امتحان لیا گیا تھا وہ یہ خصائل ہیں۔ اس لئے

قریب قیاس یہ ہے کہ اس سے مراد پیاسے پیٹے اور پیادی جان کی قربانی ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے کی قربانی دینے کا اشارہ فرمایا تو اس کے لئے تیار ہو گئے۔ اللہ کی توحید کی خاطر انہیں مال میں ڈال گیا مگر اس شدت میں بھی انہوں نے صبر کیا اور صرف اللہ کو مدد کے لئے پکارا اور غیر اللہ کی مدد کا خیال تک لیس نہ لائے۔ العاشری ما ابتلاہ بہ فی مالہ وولداہ ونفسہ وسلم مالہ للضیقات وولداہ للقربان ونفسہ للنیران وقلوبہ للرجحان فانخذہ اللہ خلیلاً (بحرہ ص ۳۱) قاتلہ ہنک کٹ وہ امتحان میں پوسے اترے اور تمام باتوں کو خدا کی مرضی کے مطابق کر دکھایا۔ ۳۷۷ یہاں امام سے مراد صاحب شریعت رسول ہے یعنی وہ رسول جو پہلے کسی نبی کا متبع نہ ہو بلکہ اس کے بعد آنے والے تمام انبیاء اس کا اتباع کریں۔ اس سے مراد شیعوں کا اصطلاحی امام نہیں ہے۔ قال ہل التحقیق والمراد بالامام ہذا النبی ای صاحب شرع متبع (بحرہ ص ۳۱) یعنی اللہ تعالیٰ نے ابتلا میں کامیابی پر اعزاز و اکرام کے طور پر آپ کو قیامت تک آنے والی نسلوں کا اصول دین اور عقائد نو حید میں امام و پیشوا بنا دیا۔ قیامت تک جو رسول اور نبی آئیں گے وہ انہی کی نسل سے ہونگے اور انہی کی ملت کے متبع ہوں گے۔ واما ضلہ

البقرة ۲

۶۴

آلہ ۱

مُصَلِّهِمْ وَعَهْدَنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ

نماز کی بلکہ اللہ اور حکم کیا ہم نے ابراہیم اور اسمعیل کو کہ

طَهَّرَ ابْنَيْهِ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَ

پاک کر رکھو میرے گھر کو واسطے طواف کرنے والوں کے اور عاکف کرنے والوں کے اور

الرُّكَّعَ الشُّجُودَ ۝۱۲۵ ۝ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ

رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے ۱۲۵ ۝ اور جب کہا ابراہیم نے اے رب میرے

اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ

بنا اس کو شہر امن کا ۱۲۶ ۝ اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو

مِنَ الشَّجَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

میں سے جو کہے ان میں سے ایمان لادے اللہ پر اور قیامت

الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ

کے دن پر ۱۲۷ ۝ فرمایا اور جو کفر کریں اسکو بھی نفع پہنچاؤں گا مگر قسورے دنوں پر ۱۲۸ ۝

أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝۱۲۹

اس کو جبراً بلاؤں گا دوزخ کے عذاب میں اور وہ بری جگہ ہے رہنے کی

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ

اور یاد کر جب اٹھاتے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی

وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ

اور اسمعیل اور دعا کرتے تھے اے پروردگار ہمارے قبول کریم سے ۱۲۹ ۝ بیشک تو ہی ہے

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۱۳۰ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ

سننے والا جاننے والا اے پروردگار ہمارے اور کریم کو حکم بردار

لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَمَا رَا

اپنا ۱۳۰ ۝ اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرما بردار اپنی اور بتلا ہم کو

منزل ۱

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی

علیہ السلام عامۃ مؤبدۃ اذالم یبعث نبی بعدک الاکان من ذریبتہ ما موردا بتابع ملتہ (ابو السعود ص ۱۵) قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي یہ حجاز ملک کے کافی پر معطوف ہے اور عطف تلقین کے قبیل سے ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تمام لوگوں کی پیشوائی کا اعزاز ملا تو خوش ظاہر کی کہ ان کی اولاد سے بھی دین کے پیشوا اور انبیاء پیدا ہوں ۱۲۵ ۝ بعد سے مرد و بی عہد مامت ہے جس سے نبوت مراد ہے۔ فالمتبادر الیہد لامامۃ ولیست ہی ہذا الا النبوة (روح ص ۳۱) اور ظالمین سے مراد ان فرماں ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ تمہاری اولاد سے جہاں فرماں ہونگے وہ اس نعمت سے محروم نہیں گے اور فرمانبرداروں میں سے جنہیں اللہ چاہے گا۔ نیز نبوت عطا فرمائے گا حضرت شیخ قدس موعنے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ لوگ دین میں تیری اقتدار کریں گے۔ اور فائدہ اٹھائیں گے عرض کیا میری اولاد سے بھی کوئی فائدہ اٹھائے گا فرمایا جیسا انابت کی اہمیت کی وہ فائدہ اٹھائیں گے۔ الحاصل اسے یہود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معاندوں کو کوئی فائدہ نہیں اور تم معاند ہو اس لئے ومن ذریعتی سے مراد ہے ومن یتبع من ذریعتی۔ قَالَ لَا يَأْتِيَنَّكَ عَهْدُ الطَّاغُوتِ مَا بِالْغَنَمِ لمن عائد مطلب یہ جو ظالم اور مشرک ہو گا اور منکر کرے گا وہ نفع نہیں اٹھائے گا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ جو ظالم نہیں ہو گا وہ پیشوا بنے گا۔ ۱۲۹ ۝ البیت سے مراد خانہ کعبہ ہے مثلاً اسم ظرف ہے اور تا مباہلہ کے لئے ہے یعنی وہ مقام جہاں لوگ بار بار آئیں۔ امن مصدق ہے جس سے مراد موضع امن یعنی امن کی جگہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ابتلا میں کامیابی کے ذکر کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لئے مرجع و امن بنا دیا ہے کہ دور دور سے لوگ ہزاروں کی تعداد میں خصوصاً حج کے موقع پر ہاں جمع ہوتے ہیں اور جو لوگ حرم کعبہ کی حدود میں داخل ہو جاتے ہیں وہ اللہ کی پناہ اور اس کے حفظ میں ہوتے ہیں۔ انسان تو انسان ان حدود میں پرندگی اور جانوروں کا شکار بھی جائز نہیں۔ وہ بھی وہاں محفوظ و مامن ہیں۔ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ اس گھر کی پناہ دور دور سے لوگ میری عبادت کے لئے آتے ہیں اور خائفین پناہ لیتے ہیں ہر قسم کو شرک کی گندگی سے پاک رکھنا۔ ۱۳۰ ۝ اس میں خطاب مائتہ

سے ہے اور مقام ابراہیم سے وہ پختہ مرا ہے جس پر کھڑے ہو کر انہوں نے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی۔ دھوقول جہود المسلمین (روح ص ۳۱) حج کے موقع پر اس جگہ جو دور کعبت نفل ادا کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسی حکم کے تحت ہیں۔ اور خفیہ اور مالکیہ کے نزدیک واجب ہیں۔ ۱۳۰ ۝ لفظ عہد کا صاحب الی ہو تو اس کے معنی وصیت کرنے کے ہوتے ہیں اور اس سے مجاہدہ امرا مراد ہوتا ہے۔ العہد اذا تعدی بالی یکون بمعنی التوسیۃ ویتجاوز بہ عن الامر (روح ص ۳۱) لہذا یہاں عہد بنا آئی ابراہیم واسمعیل کے معنی ہوں گے۔ امرنا ابراہیم واسمعیل یعنی ہم نے ابراہیم اور اسمعیل کو حکم دیا۔ ان مامورہ کے بیان کے لئے ہے اور قطعاً کعبہ سے مراد یہ ہے کہ وہ اُسے توں اور بت پرستی سے پاک رکھیں اور اس میں خالص اللہ کی عبادت کریں اور اس میں شرک نہ ہونے دیں۔ والمغنی انہ لا ینصب فیہ وشن ولا یعبد فیہ غیر اللہ (بحرہ ص ۳۱) کیونکہ پہلے جب کبھی خانہ کعبہ باوقفاں وقت مشرکین نے اپنے بزرگوں کی مورتیاں بنا کر اس میں رکھی ہوئی تھیں اور ان کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ذکر و انہ کان عامراً علی عہد نوح و انہ کان فیہ اصنام علی اشکال صاحب ہر و انہ طال العہد فعبدت عن دون اللہ فامر اللہ بتطہیرہ من تلك الاوثان قالہ جبیر ومجاہد وعطاء ومقاتل (روح ص ۳۱) بحر ص ۳۱

یعنی بر گھر اس میں اصناف محض کعبہ کا شرف ظاہر کرنے کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا تو کوئی رائلٹی گھر نہیں ہے یا یہ اصناف ایسی ہی ہے جس طرح ملاوک یا مخلوق کی اصناف مالک اور خالق کی طرف ہوتی ہے اصناف البیت الی نفسه اضافہ تشریف و تکریم بھی اضافہ مخلوق الی خالق و مملوک الی مالک (قرطبی مکتب ۲) للٹائفین میں لام تعلیلیہ ہے۔ ای لا جملہم فاللام تعلیلیہ (روح الملک ۱۵) طائفین سے مراد وہ بیرونی لوگ ہیں جو وہاں جائیں اور عکین سے وہاں کے باشندے مراد ہیں اور التکریم اللہ وجود سے مراد نمازی ہیں مطلب یہ ہوا کہ ہم نے ابراہیم اور اسمعیل کو حکم دیا کہ ہمارے آنے والوں، وہاں کے باشندوں اور دیگر تمام عبادت گزاروں کی خاطر میرے گھر کو شرک اور بت پرستی سے پاک رکھو اور وہاں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کا طریقہ جاری کرو تا کہ ہر شخص کو توحید و یگانگی پیدا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں مشرک لوگ موقع پا کر سمیت اللہ میں پھر غریگوں کی صورتیں رکھ کر شرک کرنا شروع کر دیں اور بہت التذہب آئے جانے والے لوگوں میں شرک کے جرائم پھیل جائیں۔ اس تہمید کے بعد اب مکہ کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے آپ نے ان کے لئے دو دعائیں کی تھیں ایک مادی اور دنیوی زندگی کیلئے اور دوسری روحانی اور اخروی زندگی کے لئے۔

۱۔ دعا کا کافا مل محذوف ہے یعنی اذکر ہذا۔ ۲۔ بکدۃ سے مکہ مکرمہ مراد ہے۔ ۳۔ امین فاعل نسبت کے لئے ہے جیسا کہ تامل و لابن اذنا امن۔ یہ پہلی دعا کا پہلا حصہ ہے اس میں مکہ شہر کو امن و سکون کا گوارہ بنانے کی دعا ہے کہ اس شہر اور اس کے مضافات کو ڈاکوؤں، چوروں اور غارت گروں سے محفوظ رکھنا تاکہ وہاں کے باشندے امن و چین سے تیری خالص عبادت کر سکیں اور تیری توحید پھیل سکیں یہ پہلی دعا کا دوسرا حصہ ہے مکہ اور اس کے مضافات پر امن اور رگستانوں سے گھرے ہوئے ہیں جہاں کہی باری کا کوئی امکان نہیں اس لئے ان کے معاشی اطمینان کے لئے بھی دعا کی کہ انہیں پھلوں سے روزی مہیا کی جائے جن آمناء اھلہ سے بدلہ بعض ہے یعنی ہاں مکہ میں سے جو زمین ہوں ان کو روزی عطا کرنا پہلے لا ینال عھدی التعلیمین کا فیصلہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذہن میں یہ بات بیچھکی تھی کہ شاید اس روحانی نعمت کی طرح یہ دنیوی نعمت بھی اللہ کے فرمانبرداروں کے ساتھ مخصوص ہوگی اس لئے آپ نے دعا میں مؤمنین کی تحفہ کی لیکن اس شبہ کا اگلی آیت میں ازالہ کر دیا گیا ہے ایمان کے تمام اجزاء کا ذکر کرنے کی بجائے صرف ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت یعنی مبداء و معاد پر اس لئے اکتفا کیا ہے کہ ان دونوں پر ایمان لانا باقی پر ایمان لانے کو سترم ہے اور باقی تمام اجزاء ایمان اس کے ضمن میں آجاتے ہیں۔ واقعہ فی متعلق ایمان بذکر المبدأ و المعاد لتضمن ایمان ہما بجمیع ما یجبل ایمان بہ (روح مستح ۱) بحر ص ۳۸۳ ۱۔ ومن کفر کا معطوف علیہ محذوف ہے۔ ای اذکر من آمن ومن کفر (روح مستح ۱) یعنی جو ایمان لائے گا اس کو بھی روزی دوں گا اور جو کفر کرے گا اس کو بھی۔ فامتعہ۔ من کفر پر معطوف ہے اور قلیلاً۔ زماناً محذوف کی صفت ہے اور اس سے مراد اس کی پوری زندگی کا زمانہ ہے وہ چونکہ آخرت کی ابدی زندگی کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے اس لئے اسے قلیل فرمایا۔ یعنی جو شخص کفر

لا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ۱۲ دعا ۱۵ دعا ۱۵

البقرة ۲

۶۵

المر

مَنَّا سَكَنًا وَتَبَّ عَلَيْنَا إِنْكَ أَنْتَ السَّوَابُ
قاعدے سے حج کرنے کے اور ہم کو معاف کر بیشک تو ہی ہے توبہ قبول کرنے والا
الرَّحِيمُ ۱۲۸ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ
ہم پر رحمت کرنے والا اور ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول سے انہی میں سے کہ
يَسْأَلُوهُ عَنِّيهِمْ إِيَّتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھا دے ان کو کتاب اور تیری باتیں
وَيُزَكِّهِمْ ۱۲۹ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۳۰ وَمَنْ
اور پاک کرے ان کو بیشک تو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا ۱۲۹ اور کون ہے جو
يَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ ط
پھرے ابراہیم کے مذہب سے مگروہی جس نے حق بنایا اپنے آپ کو ۱۳۰
وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۱۳۱ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ
اور بیشک ہم نے ان کو منتخب کیا دنیا میں اور وہ آخرت میں
لِلسَّالِحِينَ ۱۳۲ اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ لَقَالَ
نیکیوں میں ہیں ۱۳۲ یاد کرو جب اس کو کہا اس کے رب نے کہ سبجاری کر دے تو بولا
أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۳۳ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ
کہ میں حکم بردار ہوں تمام عالم کے پروردگار کا اور یہی وصیت کر گیا ابراہیم
بِابْنِهِ وَيَعْقُوبَ يٰبَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ
اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی اصف کر لے بیٹو بیشک اللہ نے چن کر دیا ہے تم کو
الدِّينَ فَلَا تَتَوَشَّوْا إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۱۳۴ أَمْ
دین سو تم ہرگز نہ مرنے مگر مسلمان کیا
كُنْتُمْ شُهَدَاءَ ۱۳۵ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ
تم موجود تھے جس وقت قریب آئی یعقوب کے موت ۱۳۵ جب کہا

مَنْزِلًا

کر گیا اسے بھی دنیا کی چند روزہ زندگی میں دنیوی رزق سے فائدہ اٹھانے کا موقع دوں گا۔ فنبہ سبحانہ و تعالیٰ علی ان الرزق رحمة دنیویة نعم المؤمن والکافر بخلاف الامامة والتقدم فی الدین (بیضاوی ص ۲) نعم اصطفیٰ کا الی عذاب النار لیکن آخرت میں کافر کو جہنم میں دھکیل دیا جائیگا جس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ اب آگے اپنے لئے دعا مانگتے ہیں ۱۔ اِذْ كَرِهَ اللَّهُ
وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ ۱۳۶ اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ لَقَالَ
قاعدہ کی جمع ہے جس کے معنی بنیاد کے ہیں۔ اسمعیل کا معطف ابراہیم پر ہے یعنی جب دونوں باپ بیٹا بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے تو اس وقت دعا مانگ رہے تھے کہ لے اللہ! محض اپنے فضل و رحمت سے ہمارے اعمال قبول فرما۔ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ انت ضمیر فضل اور خبر کا معرف ہونا حصہ بر دلالت کرتا ہے اور جملہ کا اسمیہ اولاد سے مؤکد ہونا دونوں بزرگوں کی قوت یقین اور سختی ایمان کو ظاہر کرتا ہے یعنی بیشک یقیناً صرف تو ہی ہماری دعا کو قبول کرنے والا اور ہماری نیتوں کو جاننے والا ہے۔ ۱۳۷ مُسْلِمِينَ لَكَ۔ اسلم وجہہ سے مانگو ہے۔ ای مخلصین موحدين لك

ورفع صفۃ ۱۱) ای موحّدین مخلصین لا نعبد الا ایاہ (کبیر صفۃ ۱۲) یعنی ہمیں مزید اخلاص نصیب فرما اور اپنی توحید اور خالص عبادت پر ثبات و دوام عنایت کر کہ ہمیشہ دل و جان اور زبان سے رفیع اور نقصان میں تجھے ہی پُکاریں اور مالی، بدنی اور زبانی عبادتیں تیری ہی بجا لائیں یعنی ہمیں صفتِ اخلاص اپنی توحید، اور خالص عبادت پر قائم رکھ۔ وَہِیْ ذُرِّیَّتِنَا کَا عَظْفٍ اَجَعَلْنَا کِیْ فِہِیْمِ مَفْعُولٍ پَر ہے مطلب یہ کہ ہماری اولاد میں بھی ہمیشہ ایک ایسی جماعت برقرار رہے جو توحید کی پابند ہو، صرف تیری ہی عبادت کرے اور صرف تجھے ہی پُکارے، توحید کی اشاعت کرے اور شرک سے روکے وَ اَدْنَا مَنَا سِکْنًا یہاں ارادت بمعنی تعلیم ہے اور مناسک سے مراد احکام شریعت اور امورِ حج ہیں۔ عَلِمْنَا وَ عَرَفْنَا... شَرَّائِعَ دِیْنِنَا وَ اَعْلَامَ حِجَّتِنَا (صالحہ صفۃ ۱۳) یعنی ہمیں حکمِ شریعت اور امورِ حج تعلیم فرما وَ کُتِبَ عَلَیْنَا ہَا یہاں توبہ سے مراد وہ عوام کی توبہ نہیں جو گناہوں سے ہوتی ہے بلکہ یہ توبہ خواصِ انخاص کی ہے جس کا مقصد درجات کی بلندی اور مقامات کی رفعت کے لئے دُعا، التجا ہوتا ہے۔ وَ تَوْبَةُ خَوَاصِّ الْخَوَاصِّ لِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ وَ التَّرَقُّیْ فِی الْمَقَامَاتِ (دعوت صفۃ ۱۴) اِنَّكَ اَنْتَ الرَّحِیْمُ کیونکہ توبہ قبول کرنے والا اور اپنی رحمت کے سایہ میں لینے والا تو ہی توبہ ہے۔ اب آگے دوسری یعنی روحانی دعا کا ذکر ہے۔ اَللّٰہُمَّ ضَمِیْرُ کَا مَرْجِعِ اُمَّتٍ مُّسْلِمَةٍ ہے رَسُوْلًا مِنْہُمْ ہَا یہاں بھی مُمْ کَا مَرْجِعِ اُمَّتٍ مُّسْلِمَةٍ ہے اور اُمَّتٍ مُّسْلِمَةٍ کے ساتھ ذُرِّیَّتِنَا کی قید لگدڑ چکی ہے مطلب یہ ہے کہ ہم دونوں کی اولاد میں جو امتِ مسلمہ ہوں میں سے ایک رسول برپا کرنا یہ دُعا صرف اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہے جب کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد سے ان صفات کا حامل رسول مبعوث ہو لہذا حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں پیدا ہونے والے انبیاء کے ذریعہ یہ دعا پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ ذُرِّیَّتِنَا میں نَا سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام ہیں اس لئے کہ بنائے کعبہ کے وقت یہی دونوں وہاں موجود تھے۔ مِنْہُمْ سے یہی واضح ہو گیا کہ یہ امتِ مسلمہ چونکہ انسان ہیں، خاکی ہیں، بشر اور نبی آدم ہیں لہذا ان میں سے جو رسول پیدا ہوگا وہ بھی انسان اور بشر ہی ہوگا نہ کہ کسی اور جنس اور نوع کا ہوگا۔ آگے اس رسول کی چند صفات بیان کی ہیں۔

[illegible]

سایک شہ کا جواب
کہ ہاں ہے باب داوا
پتھر کے اس سے
مجموعہ کے قریب
ساکو ۱۲
جواب ۱۲

مغیہ جو مقصد کی ہے
یعنی کوہان تو کیا ہے
پولیس کے ایک عین
صفائے ۱۲

۱۷۱

منزل ۱

کوداؤں سے دکل اور واضح کرنے کے بعد یہود و نصاریٰ کے بعض غلط فطریات کی تردید کی ہے۔ **مشکوہ** - باوجود اس کے کہ یہود و نصاریٰ کے آباء و اجداد جن کا ذکر اور پر کیا جا چکا ہے وہ سب کے سب دین اسلام اور ملت توحید کے پابند تھے لیکن یہ خود بھی شرک پر ڈٹے ہوئے ہیں اور لوگوں کو بھی شرک کی دعوت دیتے ہیں اور خود بھی مشرکانہ عقائد کو عین ہدایت تصور کرتے ہیں چنانچہ یہودی کہتے تھے کہ تم یہودی بن جاؤ اور حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا نائب اور متصرف سمجھو اور نصاریٰ کہتے تھے کہ تم عیسائی ہو جاؤ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا نائب اور نجات دہندہ سمجھو تو ہمیں راہ ہدایت مل جائے گی۔ **جواب مشکوہ** - صللہ منسوب ہے اور اس کا عامل منتہی محمد و ف ہے اور خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی آپ انہیں جواب دیں کہ تم یہودیت اور نصرانیت قبول نہیں کر سکتے بلکہ تم تو ملت ابراہیمی کی پابندی کریں گے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین توحید کی پیروی کریں گے جو باطل اور شرکانہ ادیان سے کنار کش اور دور تھے۔ **وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ** یہ مدعی یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب تو مشرک و بت پرست ہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام شرک سے دور تھے لہذا تم اُنہی کی پیروی کریں گے۔ یہ ان جھوٹے مدعیان ابراہمیت کے لئے نازیبا نہ عجز ہے جنہوں نے توحید کو چھوڑ کر شرک کو دین بنایا ہوا تھا اور بنبرگوں کو خدا کا نائب اور متصرف سمجھ کر انہیں پکارتے تھے۔ **وَالْمَقْصُودُ التَّعَرُّضُ بِالْهَلْ لِكِتَاب**

والعرب الذين يدعون اتباعه..... فان في كل طائفة منهم شريكاً فاليهود قالوا عزير بن الله والنصارى لمسيح ابن الله والعرب عبد والاصنام وقالوا الملكة بنات الله (رد المحتار) یہ تو اہل کتاب کے غلط نظریے کا الزامی جواب تھا یعنی انہوں نے کہا کہ یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تو جواب دیا گیا کہ ہم تو ابراہیمی ہو گئے۔ یہودی یا نصرانی نہیں ہو گئے۔ اب آگے اس کا تحقیقی جواب دیا گیا ہے کہ آباؤی نسبت یا قبائلی عصبيت پر ایمان کا مدار نہیں بلکہ ایمان تو اللہ کی توحید، اس کے رسولوں کی رسالت اور اس کے دیگر احکام ماننے کا نام ہے۔ ۲۵۸ یہ خطاب مانوں کے ہے کہ تم انہیں جواب دو کہ ہم یہودیت یا نصرانیت کو نہیں جانتے۔ ہم تو خدا واحد کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔ ۲۵۹ اَلَيْسَ اَنْزَلَ الْكِتَابَ الْاَوَّلَ اور اپنے آخری رسول کی وساطت سے جو کچھ اس نے ہم پر اتارا ہے، ہم اسے بھی مانتے ہیں۔ ۲۶۰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں مختلف خاندانوں کو قبائل کہا جاتا ہے اسی طرح بنی اسرائیل کے خاندان اسباط کہلاتے تھے۔ والسیط فی بنی اسرائیل بمنزلۃ القبیلۃ فی ولد اسماعیل (قرطبی ج ۲ ص ۱۰۲) یعنی ہم ان تمام صحائف کو بھی مانتے ہیں جو حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحق اور یعقوب علیہم السلام پر نازل ہوئے میزان صحائف کو جو بنی اسرائیل میں ہونے والے باقی تمام انبیاء کرام پر اتارے۔ ۲۶۱ اور ہم تو رات و دن انہیں کو بھی مانتے ہیں۔ تو رات و دن انہیں کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھیں اور اپنے اپنے وقت میں سرچشمہ تھیں اور واجب العمل تھیں۔ اب ان پر عمل واجب نہیں۔ یہود و نصاریٰ کی وحی سے اسباط کے بنی حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا ہے۔ ۲۶۲ اَوَلَيْسَ الَّذِيْنَ مِنْ رَبِّهِمْ اَنْ يَّعْلَمُوْهُ باقی تمام نبیوں پر جو کچھ تراجم اس پر بھی ایمان لائے ہیں۔ لَا تَقْرَءُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّتَىٰ تَمَامُ اَنْبِيَاۥهُمْ اَلَيْسَ اَنْ يَّعْلَمُوْهُ کہ جو حق مانتے ہیں اور ان میں کسی نسلی یا قبائلی بنیاد پر تفریق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں جیسے یہود و نصاریٰ نے کیا ہے۔ اے کیا فرق اہل کتاب کا صنوا ببعض و کفر و ببعض بل نو من بہم جمیعاً (روح منہ ۱۵۳) وَخُنْ لَهُ مُسْلِمُوْنَ۔ لہٰذا کی تقدیم کی وجہ سے اس میں حصہ ہوا ہو گیا یعنی ہم ایمان تو ان تمام انبیاء پر لاتے ہیں اور جو کچھ ان پر اتارا ہے بھی مانتے ہیں لیکن انقباض و عبودیت کو صرف اللہ کے ساتھ ہی مخصوص کرتے ہیں اور اپنی تمام ضروریات و حاجات کو اسی کے سپرد کرتے ہیں اور اسی کو مختار و متصرف سمجھتے ہوئے خاص اس کی عبادت کرتے اور اسے ہی پکارتے ہیں جیسا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ ۲۶۳ یہود و نصاریٰ مدعی تھے کہ ہدایت کا مدار یہودیت اور نصرانیت ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا اصل معیار بیان فرمایا کہ اہل ہدایت تو انبیاء کرام اور ان کی تعلیمات کی پیروی کا نام ہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین اگر ایسا ہی ایمان لے آئیں جیسا کہ تمہارا ایمان ہے یعنی تمام انبیاء و پر ایمان تو پھر یقیناً وہ بھی ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔ ۲۶۴ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۚ اور اگر وہ تم جیسا ایمان لانے سے پہلوئی کریں اور اس سے انکار کریں تو سمجھ لو کہ یہ لوگ بغض و حسد اور ضد و عناد میں گرفتار ہیں طلب ہدایت یا احقاق حق ان کا مقصد نہیں ہے۔ اے خدا ہمارا لافی خلاف و علاوہ و لیسوا من طلب الحق فی شئ (مدارک ص ۱۵۸)

یہودی و نصرانی جو ان کے عقائد پر ایمان لائے ہیں ان کے عقائد پر ایمان لائے ہیں ان کے عقائد پر ایمان لائے ہیں

البقرة ۲

۶۸

السماء

بِهٖ فَقَدْ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۚ

ہدایت پائی انہوں نے بھی ۲۶۱ اور اگر پھر جاویں تو پھر وہی ہیں

شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۲۷﴾

خند پر سواب کافی ہے تیری طرف سے ان کو اللہ اور وہی ہے سنے والا جاننے والا

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۚ وَ

ہم نے قبول کر لیا رنگ اللہ کا ۲۶۲ اور کس کا رنگ بہتر ہے اللہ کے رنگ سے ۲۶۳ اور

خُنْ لَهُ عَبْدُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ قُلْ اَتَحَاجُّوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ

ہم اسی کی بندگی کرتے ہیں وہ کہہ دے کیا تم جھگڑا کرتے ہو ہم سے اللہ کی نسبت کہ ۲۶۴ حالہ کی

رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَ

ہے رب ہمارا اور رب تمہارا اور ہمارے لئے ہیں عمل ہمارے اور تمہارے لئے ہیں عمل تمہارے اور

خُنْ لَهُ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ اَمْ تَقُولُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ

ہم تو خالص اسی کے ہیں کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور

اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ کَانُوْا هُودًا

اسماعیل اور اسحق اور یعقوب اور اس کی اولاد تو یہودی تھے

اَوْ نَصٰرٰی قُلْ اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمَ اللّٰهُ ۚ وَمَنْ اَظْلَمُ مِّنْ

یا نصرانی ۲۶۵ کہہ دے کہ تم کو زیادہ خبر ہے یا اللہ کو اور اس سے بڑا ظالم کون جس نے

کَتَمَ شَہَادَۃً عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

بھٹائی وہ گواہی جو ثابت ہو چکی اس کو اللہ کی طرف سے ۲۶۶ اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ تِلْكَ اُمَّہٗ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا کَسَبَتْ

کاموں سے ۲۶۷ وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی ان کے واسطے ہے جو انہوں نے کیا

وَلَكُمْ مَّا کَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تَسْأَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۚ

اور تمہارے واسطے ہے جو تم نے کیا اور تم سے کچھ پوچھ نہیں ان کے کاموں کی ۲۶۸

منزل

لیس غرض یہ طلب الدین والا انقیاد للحق وانما غرضہم المنازعة و اظهار العدل وۃ (کبریٰ ص ۱۵۸) فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ یہ دشمنان توحید کی مخالفت اور سلوات کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کے لئے تسلی اور مدد کا وعدہ ہے کہ آپ کی شہید مخالفت اور کثرت عدو کی پرواہ نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وہ ان کے کفر و انکار اور ضد و عناد کو موعظ القرآن و نصاریٰ کے پاس دستور تھا کہ جس کو اپنے دین میں داخل کرنے ایک زبردست مسئلہ بناتے اور اس کے کپڑے بھی رنگ دیتے اور اس پر ڈال بھی دیتے۔ یہ ان کے مقابل فرمایا۔

فتح الرحمن و یعنی دین اور اسلام ۱۴۱ مگر ترجمہ گوید چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمذہب ہجرت فرمودہ شانزہ ہا یا ہفتہ ہا بطرف بیت المقدس نمازی لڑا و آرزو میکرد کہ خدایتعالیٰ کعبہ قبلہ و مری ساز و خدا تعالیٰ نازل کرو۔ قَدْ دَرٰی تَقَلُّبَ الٰی اُخْرٰہ بعد ازاں جواب شبہ سنہا اور بن سئلہ نازل کرو سَيَقُوْلُ الشُّقْمَا کَرِہًا اَزَاں اور فرمود یہ میری شقاقت جہاد و ریساری انا حکام توحید و قصاص حج و صوم و غیرہ و نکاح طلاق کہ اہل جاہلیت تحریف کردہ بودند یا رعایت انصاف نمیکردند بیان حقیقت حال فرمود و رد و ابطال ثبوت مخالفین کرد و سوال ہائے ایشان را جواب داد و ایں سیاق ممتد است تا آخر الکہ تَرٰ لٰی الَّذِیْنَ خَرٰو

کو بھی جانتے ہیں۔ اور آپ کے خلوص اور طہارت باطن سے بھی واقف ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان معیاری اور عند اللہ مقبول تھا۔ اور وہ ہدایت یافتہ تھے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کا ہدایت یافتہ ہونا ان جیسا ایمان لانے پر موقوف کیا گیا ہے۔ ۲۶۳ یہ منہوب ہے اور اس کا عامل محذوف ہے۔ ۲۶۴ اُمّت کی مناسبت سے یہاں قِبَلْنَا کو حذف ماننا زیادہ موزوں ہے۔ اے قبلنا صِبْغَةَ اللہ اور صِبْغَةَ اللہ سے مراد دین تو حید اور ملت حقہ ہے۔ نصرانی اپنے بچوں اور ان کے مذہب میں داخل ہونے والوں کو ایک خاص قسم کے زرد رنگ میں نہلایا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اب یہ پاکیزہ اور پاک نصرائی بن گیا ہے اور گناہوں سے پاک ہو گیا ہے اس فعل کو وہ پتھر کہتے ہیں تو اس کے جواب میں مسلمانوں کو ارشاد ہوا کہ تم کہو کہ تم نے تو اللہ کے دین اور اس کی توحید کا رنگ قبول کر لیا ہے جس سے ہر قسم کی نجاست دور ہو جاتی ہے۔ ۲۶۵ یہاں استفہام انکار کے لئے ہے یعنی اللہ کے رنگ سے کسی کا رنگ اچھا نہیں اللہ کا رنگ تو اسلام اور توحید کا رنگ ہے۔ جسے قبول کر لینے سے ظاہر و باطن طہر و طیب ہو جاتا ہے۔ اور اس مصنوعی اور بناوٹی رنگ میں یہ خوبی کہاں؟ وَتَخُنُّكَ عَابِدُونَ ہم نے اللہ کے دین اور توحید کے رنگ کو

قبول کر لیا ہے۔ اس لئے ہم تو ہر قسم کی عبادت صرف اللہ کی لیے بجالائیں گے تمام مالی، بدنی اور زبانی عبادتیں اسی کے ساتھ مخصوص کریں گے۔ اسی کی تدبیر منتہیں دیں گے۔ اسی کے سامنے سجدہ کریں گے۔ اور اسی کو پکاریں گے۔ یہ بد بخت کا خلاصہ اور مقصود ہے۔ ۲۶۶ یہ خطاب یہود و نصاریٰ سے ہے اور فی اللہ میں مضاف محذوف ہے۔ اے فی دینہ او القرب منہ (قرطبی رحمہ اللہ) حضرت شیخ نے فرمایا یعنی تم ہم سے اللہ کے دین اور اس کی توحید کے بارے میں جھگڑتے ہو کہ اللہ کا سچا دین یہودیت اور نصرانیت ہے اور حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کے نائب اور مختار اور متعرف ملے بغیر خدا مٹی نہیں ہو سکتا۔ نیز ہم چونکہ اللہ کے محبوب اور حبیب ہیں اس لئے ہم خدا سے زیادہ قریب ہیں۔ خالوا نحن باولی باللہ منکم لاننا ابناء اللہ واحباء (قرطبی رحمہ اللہ) وَهُوَ رَبُّكُمْ وَرَبُّكُمْ۔ لیکن یہ تمہارا بھگڑا بالکل لغو ہے۔ اس لئے کہ جس طرح وہ تمہارا رب ہے اسی طرح وہ ہمارا رب ہے۔ ہمارا تمہارا پروردگار اور آقا وہی ہے، اس کے سوا کوئی آقا اور ذات نہیں اور اس کی ربوبیت کسی قوم اور قبیلے کے ساتھ مخصوص بھی نہیں ہے۔ لَسْنَا اَعْمَالًا لَّكُمْ وَلكُمْ اَعْمَالٌ لِّكُمْ تمہارے اعمال تمہارے ساتھ اور ہمارے اعمال ہمارے ساتھ۔ خدا کا قرب تو انسان کو اس کے اعمال کے مطابق حاصل ہوتا ہے۔ اگر اس کے اعمال شرک اور ریا سے پاک ہوں گے تو قبول ہوں گے۔ اور اسے قرب خداوندی حاصل ہوگا۔ اور اگر اس کے اعمال شرک کی نجاست سے آلودہ ہوں گے تو وہ راندہ درگاہ ہوگا اور سیدھا جہنم میں جائیگا وَتَخُنُّكَ عَابِدُونَ اس لیے ہم تو اپنے اعمال کو شخص خدا کی مانند بنانے کے لیے بجالاتے ہیں۔ اور ان کو شرک اور ریاکاری سے پاک رکھتے ہیں۔ قال سعید بن جبیر الاخلاص ان لا تشرك في دينه ولا ترائي احد في عمله درود مثل جلد ۱۔ یہ جملہ بھی مقصودی ہے۔ یہاں تین مقصودی جملے کے بعد دیئے گئے ہیں۔ یعنی تَخُنُّكَ مُسْتَعْمِلُونَ۔ اور تَخُنُّكَ عَابِدُونَ اور تَخُنُّكَ مُخْلِصُونَ مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والو اس بات کا اعلان کرو کہ ایمان تو ہم تمام پیغمبروں پر لائے ہیں اور سب کی نبوت کا اقرار کیا ہے۔ لیکن جھکیں گے صرف اللہ کے آگے اور عبادت بھی صرف اسی ہی کی کریں گے اور پکاریں گے بھی خالصاً صرف اسی ہی کو ان کاہلوں

۱۔ اس آیت پر پہلی شرح
۲۔ اس آیت پر دوسری شرح
۳۔ اس آیت پر تیسری شرح
۴۔ اس آیت پر چوتھی شرح
۵۔ اس آیت پر پانچویں شرح
۶۔ اس آیت پر ششمی شرح
۷۔ اس آیت پر ہفتمی شرح
۸۔ اس آیت پر ہشتمی شرح
۹۔ اس آیت پر نہم شرح
۱۰۔ اس آیت پر دہم شرح

سبق ۲ ۶۹ البقرة ۲

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّهُمْ عَنْ قِبَلَتِهِمْ

اب کہیں گے بیوقوف اللہ لوگ کہ کس چیز نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے قبلے سے

الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ

جس پر وہ تھے نہ تو کہہ اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب

يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۲۶

چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ اور اسی طرح

جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

کیا ہم نے تم کو امت معتدل بنائی تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۝۲۷ وَمَا جَعَلْنَا

اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا نہ تو اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے

الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتُمْ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعِ

وہ قبلہ کہ جس پر تو پہلے تھا ۲۷ مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا

الرَّسُولَ فَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ

رسول کا اور کون پھر جائے گا اٹلے پاؤں سے ملے اور بے شک یہ بات

لَكَبِيرَةٌ اِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ

بھاری ہوئی مگر ان پر جن کو راہ دکھائی اللہ نے اور اللہ ایسا نہیں

لِيُضَيِّعَ اٰيَاتِنَا لَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَكَرُوفٌ رَّحِيمٌ ۝۲۸

کہ ضائع کرے تمہاری آیات ۲۸ بیشک اللہ لوگوں پر بہت متفین نہایت مہربان ہے

قَدْ تَرَى ثَقْلَكَ وَجْهَكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُكَلِّبَنَّكَ قِبْلَةً

بیشک تم دیکھتے ہیں بار بار اٹھتا ہے منہ کا آسمان کی طرف ۲۹ سو البتہ پھیرے گئے تم حج کو جس قبلہ

تَرُضُّهَا مِنْ قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ

کی طرف تو راضی ہے ۳۰ اب پھر منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے اور جس جگہ

منزل ۱

موضح قرآن حضرت جب کے سے مدینہ آئے ایک سو اسی نماز پڑھی بیت المقدس کی طرف پھر حکم آیا کہ پھر کعبہ کی طرف تب یہود اور بعض کچے مسلمان ان کے ہرکے سے شیعہ لگے ڈالنے کہ وہ قبلہ تمہارا سب نبیوں کا اس کا چھوڑنا نشان نبی کا نہیں اللہ تعالیٰ نے لگے ہی فرمایا کہ لوگ کہیں گے یعنی جس طرح ان دونوں باتوں میں دیکھا کہ تمہارے پاس ہے پوری بات اور مخالفوں کے پاس ناقص ایک یہ کہ تم سب نبیوں کو مانتے ہو اور یہود اور نصاریٰ کسی کو نہیں دیکھا یہ کہ تمہارا قبلہ کعبہ ہے کہ ابراہیم کے وقت سے مقرر ہوا ہے۔ ابراہیم پیشوا ہے سب کا یہود اور نصاریٰ کا قبلہ بھیچے ثابت ہوا اسی طرح ہر بات میں تم پورے ہو اور امتیں ناقص ان کو حاجت ہو کہ تم بتاؤ اور تم کو حاجت نہیں کہ کوئی تجاویز دے یعنی تمہارا قبلہ ابراہیم کے وقت سے کعبہ مقرر ہے اور چند روز بیت المقدس ٹھہرایا۔ ایمان آ زمانے کو اور اس میں جو لوگ ایمان برقرار ہے ان کو پورا دیا ہے۔

فتح الرحمن ۱ یعنی اپنے در سابق علم الہی مقرر شد آنت کہ قبل امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ باشد توجہ بیت المقدس یک چند بنا بمحکمت احتیانت ۱۱

میں کسی پیغمبر کو اللہ کا شریک نہیں بنائیں گے۔ ۲۶۵ جب یہود و نصاریٰ کو ہر طرح کے دلائل سے لاجواب کر دیا گیا اور کہا گیا کہ اگر توحید و حیا و صداقت ہے تو ہم موحّد ہیں۔ اور اگر اتباع معیار حق ہے تو ہم تمام انبیاء پر لگان لیتے اور ان کے پیغام توحید کو مانتے ہیں۔ مگر جب ان سے اس کا کوئی جواب نہ بن سکا تو انھوں نے یہ غلطی و دھوکہ شروع کر دیا کہ پہلے تمام انبیاء علیہم السلام تو ان کے مذہب پر تھے۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ وہ سب یہودی تھے اور نصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ وہ سب نصرانی تھے تو اللہ تعالیٰ نے بطور زحیم فرمایا کہ کیا اب تم یہ کہتے ہو کہ تمام انبیاء علیہم السلام ہمارے مذہب پر تھے اور ہمارے طریقے اور ہمارے طریقے عبادت بالشرک تھے۔ کُلُّكُمْ أَكْفَرُ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَهُ **جواب شکوہ** کیا ان انبیاء کے دین اور مذہب کو تم خدا سے زیادہ جانتے ہو، ظاہر ہے کہ اللہ کا علم تم سے زیادہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے پہلے واضح طور پر بیان فرمادیا ہے کہ ان تمام انبیاء علیہم السلام کا دین اسلام تھا اور وہ سب کے سب توحید پر قائم تھے۔ اور شرک نہیں تھے۔ ۲۶۶ یہ اہل کتاب کے لیے زحیم اور شکوہ کا جواب بھی ہے۔ استفہام انکار کے لیے ہے اور شہادت سے اللہ تعالیٰ کی وہ شہادت مراد ہے جو تورات اور انجیل میں موجود ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام توحید پر تھے اور مذاہب بالحد سے کوسوں دور تھے۔ شہادۃ التوحد والا انجیل علی الانبیاء کا انواع التوحید والحنیفیۃ (کبیر ص ۱۵) یعنی سب سے بڑا ظالم وہ ہے جس نے اللہ کی اس شہادت کو چھپایا جو اس کے پاس موجود ہے جیسا کہ یہود اور نصاریٰ نے کیا۔ ان کے پاس تورات و انجیل میں انبیاء کرام کے توحید پرست ہونے کی شہادت موجود تھی لیکن اس کے باوجود انھوں نے ان کو یہودی اور نصرانی ظاہر کیا۔ ۲۶۷ یہ ان کے لیے وعید شدید ہے کہ اللہ ہمارے اعمال سے خبر نہیں، انبیاء کرام پر ہمارے غلط اقراءت اور خدا کی شہادت کا کھانا اور ہمارے دوسرے اعمال سب اس کی نظر میں ہیں وہ تمہیں اس کی پوری پوری سزا دے گا۔ ۲۶۸ یہود اور نصاریٰ کے دلوں میں اپنے آباؤ اجداد پر غرور و مضبوطی سے بیٹھ چکا تھا۔ اور وہ اپنی نجات کے لیے بس اپنے اسلاف ہی کے اعمال کو کافی سمجھتے تھے اس لیے ان کے اس بے فائدہ فکر کو توڑنے کے لیے اور انھیں اس غلط خیال کے بد انجام سے ڈرانے کے لیے اس آیت کا اعادہ کیا گیا تاکہ یہ دیکھ سکیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت سے باز رکھا اور ان کے دل پر کمال علیہ (مردم ص ۱۵)

یہاں تک تو توحید و رسالت کے نقلی دلائل کا بیان تھا اب آگے رسالت کے متعلق یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کے بعض شہادت کا جواب دیا گیا ہے۔

پہلا شبہ جب آپ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس وقت آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ سولہ یا سترہ ماہ بعد آپ کو خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم مل گیا۔ تحویل قبلہ کا حکم دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بطور پیش گوئی آپ کو بتا دیا کہ مستقبل قریب میں جب آپ کو تحویل قبلہ کا حکم ملے گا اس وقت احمق اور بے وقوف لوگ اس بات پر اعتراض کریں گے کوئی کہے گا کہ اس نے بیت المقدس کو جو تمام انبیاء کا قبلہ تھا چھوڑ دیا ہے اس لیے یہ پیغمبر نہیں، کوئی کہے گا کہ بیت المقدس سے بیت اللہ کا رخ کیا ہے شاید وطن کی یاد دے ستایا ہے اور دیکھو عنقریب مدینہ چھوڑ کر مکہ واپس آئے والہ غرض جتنے منافی باتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شبہ یا اعتراض کا جواب دیا ہے۔ ۲۶۹ **یقول** کو بعض مفسرین نے ماضی کے معنوں میں لیا ہے ان کا خیال ہے کہ یہ آیت تحویل قبلہ کے بعد نازل ہوئی لیکن جو مفسرین کی رائے یہ ہے کہ سَیَقُولُ مستقبل کے لیے ہے اور یہ آیت تحویل قبلہ سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ اللہ نے بے وقوفوں کے اعتراض کی پہلے ہی سچے آپ کو اطلاع دے دی تھی۔ سیقول ظاہر فی الاستقبال وانہ اخبار من اللہ تعالیٰ نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم وانہ بصدر منہوہذا القول فی المستقبل وذلك قبل ان یومروا باستقبال الکعبۃ (مجموعہ ص ۱۵) السفہاء سے بعض نے یہود مولے ہیں۔ اور بعض نے مشرکین مکہ اور بعض نے منافقین۔ لیکن لفظ اپنے غم کے لحاظ سے سب کو شامل ہے اس لیے اسے عموم پر محمول کرنا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ سب دشمن تھے تحویل قبلہ کی آیتیں موقع پاکر سب نے اعتراضات کیے تھے۔ اور ماہستقامیہ اور استفہام طرز اور استہزا کے لیے ہے۔ مَا وَكَلَهُمْ عَنْ قَبِلَتِهِمْ اسْتَبْرَاءً وَابَ لِمُسْلِمِينَ (قرطبی ص ۲۷) قبلتہم سے مراد بیت المقدس ہے جو پہلے مسلمانوں کا قبلہ تھا۔ یعنی کم عقل اور احمق لوگ اعتراض کریں گے۔ اور بطور طنز کہیں گے کہ ان مسلمانوں کو اپنے پہلے قبلہ کے سچیز نے ہٹا دیا ہے، یعنی ایک طرف تو یہ شخص پہلے انبیاء کے اتباع کا دعویٰ کرتا ہے۔ دوسری طرف انبیاء کا قبلہ چھوڑ رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حیران و سرگرداں ہے اور اس پر حق مشتبہ ہو گیا ہے۔ ان کے اس اعتراض کے اللہ تعالیٰ نے چار جواب دیے ہیں۔ دو اجمالی اور دو تفصیلی۔ اس اعتراض کے جوابات کا سلسلہ انیسویں رکوع میں دَاوْلَتُکَ هُمْ اَلْمُقْتَدِرُونَ تک چلا گیا ہے۔ ۲۷۰ پہلا اجمالی جواب یعنی تمام ستیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ اور کسی سمت میں کوئی تقدس نہیں رکھا ہوا۔ وہ جس طرف چاہے منہ کرنے کا حکم دے دے۔ اور ہم تو حکم کے بندے ہیں۔ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا تو دوسرے منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے اب کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ملا ہے تو اس حکم کی تعمیل کریں گے کیونکہ اس کے احکام کی تعمیل ہی اصل ہدایت ہے۔ یَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق دیتا ہے۔ اور اس کا حکم سیدھی راہ ہے۔ ۲۷۱ مفسرین نے کذلک کو تشبیہ کیلئے قرار دیا ہے لیکن حضرت شیخ نے فرمایا کہ کذلک یہاں تشبیہ متعارف کے لیے نہیں بلکہ تشبیہ اور مشبہ بہ مقدر ہونے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ بیان کمال کے لیے ہے۔ وسط کے معنی خیال اور بہتر کے ہیں تو مطلب یہ ہے کہ اس طرح ہم نے تم کو بہترین اور خیر امت بنا دیا ہے یعنی یہ ہمارا کمال ہے اسی طرح اور بھی کئی جگہوں میں کائنات تشبیہ کے لیے نہیں بلکہ بیان کمال کیلئے ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَكَذَلِكَ اَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا (دعوت ص ۵) یعنی قرآن کو ایسا حکم عربی بنانا ہمارا کمال ہے۔ چونکہ دنیا کی رہنمائی اور پیشوائی ہمارے سپرد ہونے والی ہے اس لیے کعبہ کو جو جغرافیائی اعتبار سے ساری دنیا کے سینٹر میں واقع ہے ہمارا مرکز بنا دیا ہے۔ ۲۷۲ مرکزیت نہیں اس لئے عطا کی ہے تاکہ میرا پیغمبر کو میری توحید بتائے۔ اور میرے احکام سے تم کو آگاہ کرے اور تم دوسرے لوگوں کو توحید بتاؤ اور ان تک میرے احکام پہنچاؤ۔ اس میں خطاب صواب کرام سے ہے۔ اور شہدار شہید کی جمع ہے۔ جو شہادۃ سے اخذ ہے جن کے معنی میں بیان کرنا اس لئے شہید اور اسی طرح شاہد کے معنی ہوں گے اللہ کی توحید بیان کرنے والا اور راہ حق بتانوالا۔ جیسا کہ علامہ ابن مینی حنفی نے لکھا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا لِلّٰهِ بِالْوَحْدَانِيَّةِ (جامع ص ۲۶) یعنی آپ کو ہم نے توحید بیان کرنے والا بنا کر بھیجا اسی طرح سورہ مائدہ میں وَكَانُوا عَلَیْہِ شَهِدًا آءِ کے تحت علامہ موصوف لکھتے ہیں (قبا و غلاب بدل (جامع ص ۲۶) یعنی ظاہر یہود و توراة کے محافظ تھے کہ اس میں تبدیلی نہ ہونے پائے اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے سورہ مزمل میں شَهِيدًا کا ترجمہ بتانے والا لکھا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ لِكُمْ دَسْوَلًا شَهِيدًا (عَلَيْكُمْ) ہم نے بھیجا ہمارے طرف رسول بتانے والا ہمارا۔ شاہ عبدالقادر (لیکن مشرک پسند اور بدعت نواز مولوی کہتے ہیں کہ یہاں شہید کے معنی گواہ کے ہیں اور گواہ صرف وہی ہو سکتا ہے جو موقع پر موجود ہو اور واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو امت پر گواہ فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ ہر امتی کے ساتھ موجود ہوتے ہیں اور ان کی تمام حرکات و سکنات کو دیکھتے ہیں ورنہ گواہ نہیں بن سکتے تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر و ناظر ہیں۔

پہلا جواب لفظ شہید یہاں یعنی گواہ نہیں بلکہ جیسا کہ پہلے جامع البیان اور ترجمہ موضع قرآن کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے۔ یہاں شہید کے معنی بیان کرنے والے اور بتانے والے کے ہیں۔ اور سیاق و سباق کے اعتبار سے بھی یہی معنی موزوں ہیں کیوں کہ اسی آیت میں صواب کرام کے لئے بھی لفظ شہید استعمال کیا گیا ہے اور یہ لفظ بعینہ وہی مفہوم ادا کر رہا ہے۔ جو سورہ آل عمران رکوع ۳ میں ایک پوری آیت میں بیان کیا گیا ہے یعنی كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلْعَالَمِينَ تَسْلُمُونَ يَا لَعَنُوا دِفَ وَتَهْتَكُونَ عَنِ الْمُتَكِبِرِ دَسْوَلًا وَتُسَبِّحُونَ بِاَللّٰهِ

دوسرا جواب

دوسرا جواب | کیونکہ فقہائے حنفیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ گواہی کے لئے واقعہ کا آنکھوں سے مشاہدہ کرنا ضروری نہیں کیونکہ قرآن مجید میں وارد ہے۔ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِن كَانَ قَتِيلًا مِّنْ قَتْلِ الْأَيَّةِ يَهَاں اس شخص کو شاہد پر گواہ) فرمایا جس نے زلیخا کی دست اندازی کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کیا تھا بلکہ محض علامات کی بنا پر گواہی دی تو معلوم ہوا کہ گواہی کے لیے مشاہدہ ضروری نہیں اسی طرح اگر ایک شخص موقع پر موجود نہ ہو۔ لیکن واقعہ کی خبر اس تک کسی ایسے معتبر اور بادوثوق ذریعہ سے پہنچ جائے جس سے اس کو واقعہ کی صداقت کا یقین ہو جائے تو اس کی گواہی دینا جائز ہے جتنا پختہ ہدایہ ج ۳ ص ۱۶۱ پر ہے اِنَّمَا يَجُوزُ لِلشَّاهِدِ بِالشَّاهِدِ وَذَلِكَ بِالتَّوَاتُرِ وَادِّخَالِهَا فِي شَيْءٍ بَعْضٍ

تیسرا جواب | شہید کے معنی یہاں نگہبان اور رقیب کے ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ خدا کا رسول تم پر (یعنی صحابہ کرام پر) نگہبان ہونا کہ تم دین اسلام سے نہ ہٹنے پاؤ اور دین میں تحریف نہ ہونے پائے۔ اور تم ان لوگوں پر نگہبان ہو جو تم سے دین سیکھیں۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے اَنْ حَضَرَ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں دیکھوں گا۔ کہ میری امت کے کچھ لوگ لئے جا رہے ہوں گے لیکن قبل اس کے کہ وہ مجھ تک حوض کوثر پہنچیں انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے امتی ہیں۔ تو مجھے جواب ملے گا کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے آپ کو معلوم نہیں تو:-

فَاَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكَنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا
 دَمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِم (صحیح بخاری ص ۲۷۲)

اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے خود بیان فرمادیا کہ جب تک میں ان میں موجود رہا ان کے حالات سے آگاہ رہا تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا گواہ ہونا صحابہ کے لیے ہے اور ہر امتی
 پر آپ گواہ نہیں ہیں اور نہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

چوتھا جواب | یا گواہ سے مراد یہ ہے کہ جب قیامت کے دن آپ کی امت پہلی امتوں پر گواہی دے گی کہ ان کے پیغمبروں نے ان کو اللہ کے احکام پہنچائے ہیں اور آپ اپنی امت پر تبلیغ رسالت کی گواہی دیں گے۔ جیسا کہ حضرت قتادہ فرماتے ہیں۔ **يَتَكُونُوا شُهَدَاءَ كُلِّ النَّاسِ لَمَّا تَكُونُ هَذِهِ الْأُمَّةُ شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ أَنَّ الرِّسْلَ قَدْ بَلَغَتْكُمْ** ویکون الرسول علی هذه الامۃ شہیداً ان قد بلغ ما ارسل به (ابن جریر ص ۲۶) جیسا کہ حدیث میں ہے۔ **يَجَاءُ بَنُو حَمَّانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** فيقال له هل بلغت فيقول بلغت يعني نعم يا رب فيسئل امته هل بلغكم فيقولون ما جاءنا من نذير فيقال من شهودك فيقول محمد وامته فقال رسول الله ﷺ فيجاء بكم فنشهدون (الصحيح البخاري ص ۲) یعنی قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام سے سوال ہوگا کیا تم نے میرے احکام اپنی امت تک پہنچائے تو وہ جواب دیں گے کہ اے میرے رب میں نے پہنچا دیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی امت سے سوال فرمائے گا کیا اس نے تم کو میرے احکام پہنچائے تو وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں۔ تو حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا۔ تیرے گواہ کون ہیں تو وہ جواب دیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت میری گواہ ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا چنانچہ پھر نہیں بلایا جائے گا اور تم گواہی دو گے۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ قوم نوح امت محمدیہ پر اعتراض کرے گی کہ تم کس طرح گواہی دے سکتے ہو تم اس وقت موجود ہی نہیں تھے۔ تو امت محمدیہ جواب دے گی کہ اللہ تعالیٰ بعث ابننا رسولاً وانزل علیہ الكتاب فكان فيما انزل اليهنا خبركم عن محمد يعني الله تعالى نے ہماری طرف اپنا رسول بھیجا اور اس پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں تمہارا ذکر بھی فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی توحید اور اس کے احکام کا حق پہنچائے تھے۔

پانچواں جواب اگر بالفرض مان لیا جائے کہ تمام دلائل قطعیہ اور نفوس صریحہ کے خلاف یہاں لفظ شہید کے معنی حاضر و ناظر ہی کے ہیں اور اس سے حضور علیہ السلام کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو رہے تو پھر صرف حضور علیہ السلام ہی کو نہیں بلکہ ساری امت محمدیہ کو حاضر و ناظر ماننا بڑے گا کیونکہ اسی آیت میں امت محمدیہ کے لیے بھی لفظ شہد آء استعمال کیا گیا ہے جو شہید کی جمع ہے۔ بلکہ اس صورت میں تو امت کا رتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جائے گا۔ کیونکہ آپ تو صرف اپنی امت کے گواہ ہیں اور یہ امت پہلی تمام امتوں پر گواہ ہے جیسا کہ لکنونوا شہداً علی الناس سے ظاہر ہے۔

چھٹا جواب اگر شہید کے وہی معنی تسلیم کر لیے جائیں جو مبتدعین کہتے ہیں تو اس آیت اور قرآن مجید کی دوسری آیتوں کے درمیان ایسا اختلاف اور تضاد رونما ہوگا جس کا اٹھانا ممکن نہیں ہوگا مثلاً سورہ بقرہ جس میں یہ آیت ہے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کے بعد تقریباً ۱۶، ۱۷ سورتیں اور نازل ہوئیں اور ان کے بعد سورہ منافقون نازل ہوئی جس کا شان نزول صحیح روایتوں کے مطابق یہ ہے کہ غزوہ تبوک کے سفر میں عبداللہ بن ابی ربیع المنافقین نے موقع پا کر اپنے ساتھی منافقین سے کہا کہ اس پیغمبر اور اس کے ساتھیوں نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے۔ ان کی وجہ سے ہمیں بہت تکلیف ہے جب ہم مدینہ واپس پہنچیں گے تو والعیاذ باللہ ان کینوں کو شہر سے نکال دیں گے۔ عبداللہ کی یہ باتیں ایک کم سن صحابی حضرت زید بن ارقم نے سن لیں اور اپنے چچا سے کہہ دیں۔ انہوں نے سارا ماجرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا۔ تو آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا تو اس نے قسمیں کھا کر حضور علیہ السلام کو یہ باور کرایا کہ اس نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ چنانچہ آپ نے زید بن ارقم کو جھٹلایا اور عبداللہ بن ابی کو سچا مان لیا تو اس پر سورہ منافقون نازل ہوئی جس سے آپ پر حقیقت حال منکشف ہوئی۔

اگر آپ حاضر و ناظر ہوتے تو یقیناً آپ کو عبداللہ بن ابی کی باتیں معلوم ہو جاتیں اور آپ زید بن ارقم کی تصدیق فرماتے اور عبداللہ کی قسموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کو جھٹلا دیتے۔ اس لئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہید کے معنی یہاں حاضر و ناظر کے نہیں ہیں جیسا کہ فریق مخالف کا زعم ہے۔

ایک شبہ بعض مبتدعین یہاں حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی ایک عبارت پیش کر کے اس سے حضور علیہ السلام کا حاضر و ناظر ہونا ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شاہ صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے ”یعنی وہاں رسول شام و شام گواہ زیر اکراہ و مطلع است بہ نور نبوت بہ رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کلام درجہ از دین من رسیدہ الخ (تفسیر عزیزی ص ۱۷۷) یعنی اور رسول تمہارا تم پر گواہ کیونکہ آپ نور نبوت سے اپنے ہر امتی کا تہہ جانتے ہیں کہ وہ کس درجہ پر پہنچا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ ہر امتی کے تفصیلی حالات سے آگاہ ہیں اور حاضر و ناظر ہیں۔

جواب

یہ عبارت حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہے بلکہ مدرج ہے بعد میں کسی نے بڑھائی ہے کیونکہ اس کے بعد آگے چل کر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: "شہادت درینجا یعنی گواہی نیست بلکہ معنی اطلاع و گہبائی است تا از جادہ حق بیرون نروند چنانچہ واللہ علی کل شیء شہید۔" و در مقولہ حضرت علیہ السلام کہ کُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتُ اَنْتَ الْكَافِيْبُ عَلَيْهِمْ اَنْتَ عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ تفسیر عزیزی ص ۱۶۱ یعنی اس آیت میں شہادت کے معنی گواہی کے نہیں بلکہ اطلاع اور گہبائی کے ہیں تاکہ وہ راہ حق سے باہر نہ جاسکیں جیسا کہ واللہ علی کل شیء شہید میں اور حضرت علیہ السلام کے قول کُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِيدًا میں شہید کا یہی معنی گواہ نہیں بلکہ اس کے معنی نگران اور نگہبان کے ہیں یہ عبارت اس بات کا کھلا ہوا قرینہ ہے کہ پہلی عبارت حضرت شاہ صاحب کی نہیں ہے کیونکہ دوسری عبارت میں انھوں نے لفظ شہید کا جو مفہوم بیان فرمایا ہے وہ پہلی عبارت کے بالکل منافی ہے۔

دوسرا جواب

یہ دوسرا جواب ہے اور پہلے جواب کی تفصیل ہے یعنی تحویل قبلہ کا حکم ہم نے اس لیے دیلے تاکہ کھرے کھوٹے اور منافع و منافق میں امتیاز ہو جائے۔ مکہ معظمہ میں تو آپ کعبہ کی طرف ناز پڑھتے تھے ہجرت کے بعد بیت المقدس قبلہ مقرر کیا گیا۔ اور پھر سورہ سترہ ماہ کے بعد دوبارہ کعبہ ہی کو قبلہ مقرر کیا گیا اس طرح نسخ قبلہ دو دفعہ واقع ہوئی ہے۔ یہاں جعل بمعنی صیغہ ہے لہذا اس کے دو مفعول ہونے چاہئیں چنانچہ اس کا مفعول اول مخذوف ہے یعنی الکعبۃ اور القبلة مفعول ثانی ہے۔ اور التی کنت علیہا، الکعبۃ کی صفت ہے والفقہ وما جعلنا الکعبۃ التی کانت قبلہ لك اولاً ثم صرفت عنہا الی بیت المقدس قبلتك الان اکلأ لنجعلک دجراً مستحاً ج ۱) یعنی کعبہ کو جو پہلے آپ کا قبلہ تھا۔ اور جس کے بعد بیت المقدس کو آپ کا قبلہ بنایا گیا اب دوبارہ آپ کا قبلہ صرف اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ فرمانبردار اور نافرمان میں امتیاز ہو جائے لہذا لنعلمک استقبال کے لئے ہے لہذا اس سے شبہ پڑتا ہے۔ کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں تھا کہ کون مانے گا اور کون نہیں مانے گا۔ حالانکہ یہ چیز اہل اسلام کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ازل سے ابد تک تمام کلیات و جزئیات کا علم رکھتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں علم سے مراد خارج میں تمیز اور اظہار ہے۔ اسید بہ التمییز فی الخادج (روح ص ۱۵) خوضم العلم موضع التمییز لان بہ یقع التمییز (مداد ص ۱۶) یعنی ہم نے تحویل قبلہ اس لیے کی ہے تاکہ ہمارے پیغمبر کے فرمانبرداروں اور نافرمانوں میں امتیاز ہو جائے جو لوگ تحویل قبلہ کے حکم کو بخوشی مان لیں گے وہ فرماں بردار ہوں گے اور جو نہ مانیں گے بلکہ اس کی جھٹیلیں اڑائیں گے وہ نافرمان ہوں گے۔ چنانچہ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ موقع پر کئی مسلمان مرتد ہو گئے۔ مگر یہ وہی مسلمان تھے جو بظاہر مسلمان کہلاتے تھے لیکن حقیقت میں مسلمان نہیں تھے یعنی منافقین یہ لوگ پہلے تو پویشیدہ طور پر مخالفت کرتے تھے مگر تحویل قبلہ کے موقع پر علانیہ اس کا تمسخر اڑانا شروع کر دیا تاکہ مخلص مسلمانوں کے دلوں میں بھی شبہات پیدا ہو جائیں تحویل قبلہ بھی مخلص و منافق اور طیب و خبیث کے درمیان امتیاز کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرًا فَاَنْتَ اَلَّذِيْنَ هَدٰى اللّٰهُ ہدایت سے مراد ایمان ہے لہذا خلق الہدی الذی ہوا الایمان فی قلوبہم و در طبری ص ۲۷۱) یعنی تحویل قبلہ ایک بھاری آزمائش تھی مگر جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان پیدا کر دیا تھا ان کے لئے اس کا مقابلہ کرنا آسان تھا کیونکہ وہ نہ معلومتوں کو دیکھتے ہیں نہ حکمتوں کو۔ ان کی زندگی کا ماحصل تو بس ایمان و تسیم ہے جہاں حکم ہوا وہیں سر جھکا دیا لہذا ایمان سے مراد ناز ہے، جیسا کہ صحیح روایتوں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تحویل قبلہ کے بعد بعض مسلمانوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ جو مسلمان بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھتے ہوئے فوت ہو گئے ہیں ان کی نمازوں کا کیا ہوگا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اللہ تعالیٰ نہاری نماز کو ضائع نہیں کرے گا۔ بیت المقدس کی طرف نہاری پڑھی ہوئی نمازیں سب درست ہیں کیونکہ وہ بھی ہمارے حکم کے مطابق پڑھی گئی تھیں۔ اس طرح یہ سوال مفقود کا جواب ہے اور ممکن ہے ایمان اپنے ہی مفہوم یعنی تصدیق بالقلب اور اقرباً لللسان۔ پر باقی ہو۔ تو اس صورت میں اس آیت میں مسلمانوں کے اس شبہ کا ازالہ ہوگا۔ کہ جب اصل قبلہ کعبہ تھا تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھنے اور اسے اپنا قبلہ سمجھنے سے ہمارے ایمان میں تو کوئی خلل واقع نہیں ہوا اِنَّ اللّٰهَ بِاَلْسَانِیْمْ لَکَرُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۵۔ اللہ تعالیٰ ایسا شفیق و مہربان ہے کہ اس کے تمام احکام شفقت و رحمت پر مبنی ہیں چنانچہ تحویل قبلہ کا حکم بھی اسی قبیل سے ہے۔ اور وہ کسی کا اخلاص و ایمان کے ساتھ کیا ہوا عمل بھی ضائع نہیں کرتا لہذا اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ کعبہ کو آپ کا قبلہ بنادیا جائے کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا۔ نیز اہل عرب کے لیے اس میں زیادہ کشش تھی۔ اور انھیں اسلام سے قریب لانے کا ایک عمدہ ذریعہ تھا۔ اہل کتاب میں سے جنہوں نے ایمان لانا تھا وہ لچکے تھے اور جو باقی تھے ان کے ایمان سے آپ مایوس تھے جیسا کہ اَفْتَطَمْعُوْنَ اَنْ یُّکُوْهُمُ الْکُھْرِ الْاَلِیۃ اور وَاِنْ تَسْرَضُوْا عَلَیْکُمْ اَلِیْہُودُ وَاَلِالنَّصَارَی الْاَلِیۃ سے واضح ہے اور آپ کو یہ توقع بھی تھی کہ تحویل قبلہ ہو جائے گی۔ کیوں کہ اب دین کی امامت و سیادت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل کی طرف منتقل ہو چکی تھی۔ اس لیے اب ضروری تھا کہ قبلیہ مقرر ہو جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا تھا اس لئے آپ وحی کی آمد کی توقع پر بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم آپ کی بے چینی اور انتظار کو دیکھ رہے ہیں مگر بعض حکمتوں کے تحت اب تک آپ کو تحویل قبلہ کا حکم نہیں دیا۔ آیت کا مذکورہ بالا مطلب اس روایت کی بنا پر ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کی آمد کے منتظر رہتے تھے اور بوجہ اشتیاق بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تھے لیکن حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کہ لفظ ثقلب باب تفعیل سے ہے جس کا خاصہ تکلف ہے صراح میں ہے ثقلب الشیء ظہر البطن کا تحتیۃ تتقلب فی الترمضاء یعنی سخت گرمی میں سانپ کے تکلیف کے ساتھ چلنے پر ثقلب کا لفظ بولتے ہیں۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم دیکھ رہے ہیں تکلیف اور ناگواری کے ساتھ آپ کے بار بار آسمان کی طرف دیکھنے کو کہ ہمیں تحویل قبلہ کا حکم نہ آجائے کیونکہ آپ کی خواہش یہ تھی۔ ابھی تحویل قبلہ نہ ہوا اور بیت المقدس ہی قبلہ رہے تاکہ اس معاملہ میں یہودیوں سے موافقت رہے۔ اور شاید وہ اسی وجہ سے ایمان قبول کر لیں آیت کا یہ مفہوم حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے یہ مفہوم چونکہ لغت اور عرف کے بھی مطابق ہے اور اس سے اسلام کے کسی منصوص اور قطعی حکم کی مخالفت بھی نہیں ہوئی اس لئے آیت کی یہ تفسیر و تاویل، تفسیر بالرائی کے دائرہ میں داخل نہیں بلکہ یہ اس تاویل کے زمرہ میں داخل ہے جس کی غیر مجازات ہے چنانچہ علامہ تفسیر نے لکھا ہے التاویل صرف لایۃ الی معنی موافق لما قبلہا وبعدها تحتلہ الایۃ غیر مخالف للکتاب السنۃ من طریق الاستنباط لا الاتفاق فی علوم القرآن ص ۱۶۱ و تفسیر فائز ص ۱۶۱) یعنی تاویل یہ ہے کہ آیت کو ایک ایسے معنی پر محمول کیا جائے جو سابق و سابقین میں رنہ و عرفاً، اس کی گنجائش بھی ہو اور وہ کتاب و سنت سے مستنبط احکام کے خلاف بھی نہ ہو۔ اور پھر اس تفسیر کی تائید میں دو قرینے بھی موجود ہیں۔ پہلا قرینہ وَلَیْنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَ شَہْوٰتِہِمْ یَبْغَدُوْا عَلَیْکَ اَعْمٰیۃ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر زجر فرمایا کہ یہ لوگ اس قدر حساد اور ضدی ہیں کہ کبھی آپ کا اتباع نہیں کریں گے اس لئے آپ ایسے لوگوں کا اس قدر کیوں خیال فرماتے ہیں دوسرا قرینہ وَلَیْنِ اَتَّبَعْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْکِتٰبَ یُحْلِیْ اَبَیۡہَ مَا تَبِعُوْا اَقْبَلَتْکَ۔ یہ بھی اس پر شاہد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی طرف مائل کرنے اور ان کے قلوب کی تالیف کے لئے ان سے کسی قدر ظاہری

۲۷۲ الذین سے اہل کتاب کے اہل علم لوگ ملا ہیں۔ وان کان عامًا مجسب للفظ لکنہ مختص بالعلماء منہم (دکیر مش ۲۳) یعرفونہ کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے جن کا ذکر بطور خطاب پہلی آیت میں موجود ہے یعنی علماء اہل کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تورات و انجیل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف اس وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں کہ علماء اہل کتاب کو پورا پورا یقین ہے کہ یہ اوصاف صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی منطبق ہوتے ہیں اور وہی ان کا مصداق ہیں حضرت شیخ نے فرمایا کہ یَعْرِفُونَهُ کی ضمیر کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو نہانا اگرچہ فی نفسہ صحیح ہے لیکن سیاق و سباق کے مناسب نہیں لہذا یعرفونہ کی ضمیر قبلہ کی طرف راجع ہے۔ القول الثانی الضمیر فی قوله یعرفونہ راجع الی امر القبلۃ (دکیر مش ۲۳) تو مطلب یہ ہو گا کہ تحویل قبلہ کے حق ہونے کو اہل کتاب سی طرح یقینی طور پر جانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بچوں کو جانتے ہیں۔ **۲۷۳** مگر اس کے باوجود ان کی ایک جماعت حق کو چھپاتی ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے بیان شدہ اوصاف یا تحویل قبلہ کے

قَدِيْرَةُ اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ ماننا اور پھر منستر جزا کو جمع کر کے ان میں دوبارہ جان ملانا بھی اس کی قدرت کے تحت داخل ہے۔ ۵۸۵ تحویل قبلہ سے متعلق پہلا حکم بھی اگرچہ عام تھا لیکن یہاں اس بات کی صراحت فرمادی کہ یہاں حکم قیامِ مدینہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام احوالِ سفر و حضر کو شامل ہے۔ وَرَأَيْتُكَ لَدَحَقِّ هُنَّ رَيْتُكَ اور یہ استقبالِ کعبہ کا حکم اللہ کی طرف سے ہے اور قیامت تک کے لئے ہے۔ اب اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ استقبالیۃً ہذا القبلةً ہواحق ای الثابت الذی لا یعرض لہ نسیم ولا تبدیل (مجرعہ ۱۵۴) ای الثابت الموافق للحکمة (روح ص ۲۵۶) وَمَا اَللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تمہارے تمام اعمال اس کی نگاہ میں ہیں اور وہ تمہارے نیک و بد اعمال کے مطابق تمہیں جزا دے گا۔ ۵۸۶ آگے چونکہ تحویل قبلہ کی چوتھی دلیل کا بیان تھا جو دوسری اجمالی دلیل کی تفسیل ہے اس لئے تحویل قبلہ کے حکم کا یہاں پھر عادیہ فرمایا تاکہ دلیل بلا فصل حکم سے متعلق ہو سکے لَئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْكَ حُجَّةٌ یہ تحویل قبلہ کی دوسری تفسیلی علت ہے۔ البتہ اس سے مراد تمام مخالفین۔

المشرکین بانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مدعی ملۃ ابراہیم و یخالف قبلتہ (روح مشاع ۲) یعنی کہ تخیل قبلہ کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ مخالفین کو ان معقول اعتراضات کا موقع بھی نہ مل سکے **مشاع** یہ الناس سے استثناء ہے۔ اَلَّذِیْنَ ظَلَمُوا سے مراد معاندین اور "مُلوگ" ہیں۔ اَلَا الْمَعَانِدِیْنَ مِنْهُمْ (مدارک مشاع ۱) یعنی مخالفین میں سے جو لوگ مندی نہیں ہیں تخیل قبلہ کے بعد ان کے پاس نوکود معقول اعتراض باقی نہیں رہے گا۔ البتہ جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے مخالفت کر رہے ہیں وہ تو تخیل قبلہ کے بعد بھی حجت بازی سے باز نہیں آئیں گے۔ چنانچہ یہودی کہیں گے، محض اپنے آبائی شہر کی محبت اور آبادی دین کی طرف رغبت کی وجہ سے اس پیغمبر کے کعبہ کو قبلہ بنایا ہے۔ مشرکین معاندین کہیں گے کہ اب اسے سمجھائی ہے اس نے اپنے باپ دادا کا قبلہ مان لیا ہے، اور محقر قریب ہی اپنے دین کو چھوڑ چھوڑا ہمارے دین میں واپس آنا چاہتا ہے وغیرہ الک فَلَا تَحْشَوْهُمْ وَاَحْشَوْنِیْ ہذا تم ان کی مخالفت سے مت ڈرو اور تخیل قبلہ کے بارے میں ان کے اعتراضات کی پروا مت کرو اور میرے عذاب سے ڈرو اور میرے احکام کی تعمیل کرو۔ فَلَا تَخَافُوا مَا عَنْهُمْ فِیْ قِبَلَتِکُمْ فَانْهَرُوا لَیْزُہُمْ وَتَنْکُرُ (مدارک مشاع ۱) وَلَا تَحْشَوْا نَفْسَیْ عَلَیْکُمْ اس کا عطف لِئَلَّا یَكُوْنَ پر ہے۔ اتمام نعمت سے یہاں مراد تعین قبلہ ہے و اتمام النعمۃ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَكُمْ أَنْ تَقُوتُوا أَنْتُمْ وَأَعْلَانُ تَقَاتِهِمْ يَوْمَ قِيَامِهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور جس جگہ سے تو بچے سو منہ کر اپنا مسجد

الْحَرَامِ وَإِنَّهُ لَنَحِيقُ مِنَ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ

حرام کی طرف سے اور بیشک یہی حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں

عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٣٩﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

تھارے کاموں سے اور جہاں سے تو نکلے منہ کر اپنا

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا

مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو منہ کرو

وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ

اسی کی طرف تاکہ نہ رہے لوگوں کو تم سے

حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ

جھگڑے کا موقع مگر جو ان میں بے انصاف ہیں ان سے سوائے (یعنی انکے)

وَأَخْشَوْنِي قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَكُمْ أَنْ تَقُوتُوا أَنْتُمْ وَأَعْلَانُ تَقَاتِهِمْ يَوْمَ قِيَامِهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور اس کے اسرار اور سکھاتا ہے تم کو جو تم نہ جانتے تھے

الهداية الى القبلة (قطبی ص ۲۱۵) تحویل قبلہ اس لئے کی ہے کہ تم پر بنوئی اور روحانی نعمتوں کا اتمام کرو۔ دنیا میں اس طرح کہ کعبہ کو تمہارا مرکز اور قبلہ بنا دینے کی وجہ سے تمہیں وہ شرف اور برتری حاصل ہوئی ہو اور کسی کو حاصل نہیں۔ ما حصل للعرب من الشرف بتحويل القبلة الى الكعبة (مجموعہ ص ۱۱) کعبہ جو مکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکات و تجلیات کا مرکز ہے اس لئے نماز جیسی عبادت کے لئے جو مومنین کے لئے معراج کا درجہ رکھتی ہے۔ خانہ کعبہ کو قبلہ مقرر کرنا سب سے بڑی انروی اور روحانی نعمت ہے وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔ تاکہ تمہیں ملت ابراہیمی کی سیدھی راہ مل جائے۔ کَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ اس کی تفسیر کورع ۱۵ میں گذر چکی ہے۔ کاف تشبیہ کے لئے ہے اور نامہ مصدر یہ ہے یعنی جس طرح ہم نے ان نبیوں والا پیغمبر میں بھیج کر تم پر بہت بڑا انعام و احسان کیا۔ اسی طرح تعین قبلہ سے ہم نے تم پر اپنی نعمت تمام کر دی۔ وَيُعَلِّمُكُمُ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ۔ اور وہ پیغمبر تمہیں وہ باتیں بتاتا ہے جن کو تم جانتے ہو اور نہ وحی کے بغیر ان کو معلوم کر سکتے ہو۔ مہملاً طریق الی معرفتہ سوی الوحی

روح ص ۲) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین

صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ صفیات یا پانچ حیثیتیں بیان فرمائی ہیں۔

۱) آپ کتاب اللہ کی آیتیں پڑھ کر لوگوں کو سناتے ہیں (۲) آپ لوگوں

کو کتاب اللہ کے الفاظ کی کیفیت ادا، اس کے مطالب معانی اور اسرار

رموز سکھاتے ہیں۔ (۳) اپنی سنت اور اسوہ حسنہ کے ذریعے کتاب اللہ

کے احکام کی صحیح تعبیر و تصویر اور ان کا عملی نمونہ بتاتے ہیں (۴) ظاہری

تعلیم کے ساتھ ساتھ لوگوں کی روحانی تربیت کر کے ان کے عقائد،

اعمال اور اخلاق کا تزکیہ بھی فرماتے ہیں (۵) تمام امور دین جن کا لوگوں

کو علم نہ ہو، اور نہ ہی وہ کسی ذریعہ سے ان کا علم حاصل کر سکیں۔ خدا کا

پیغمبر لیے تمام امور میں اللہ کی طرف سے ان کی راہنمائی کرتا ہے اور ان

آیت میں یہ تمام افعال رسولانہ سے حال ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ

ان تمام صفات و حیثیات سے اللہ تعالیٰ ہی نے آپ کو متصف کر کے بھیجا

ہے۔ یہ نہیں کہ لوگوں نے اور سوسائٹی کے افراد نے یہ ڈیوٹیاں آپ کے ذمہ

لگا دی تھیں جیسا کہ منکرین حدیث کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خدا کی طرف

سے ڈیوٹی صرف یہ تھی کہ آپ آیتیں پڑھ کر لوگوں کو سنادیں اور بس۔ باقی

کام آپ نے اپنے طور پر کئے۔ یا لوگوں کی درخواست پر آپ ایسا کرتے تھے

اس زیادتی سے

ساتھ بطور تاکید

کیا ہے تاکہ

دوبارہ یاد دلا

کے لئے

منزل ۱

منزل ۱

والهداية للدين الذي شرعته لانبياي واصفيائي (ابن جرير ص ۲۱۵) یعنی اے ایمان والو میری اس نعمت کا شکر ادا کرو کہ میں نے تم کو اسلام اور دین توحید کی توفیق دی ہے جسے میں نے اپنے تمام انبیاء اور برگزیدہ بندوں کے لئے مقرر کیا تھا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ مِّنْ أَمْرٍ عَظِيمٍ۔ موقع قرآن و یعنی یہ ضد کرنی کہ ہمارا قبلہ بہتر یا تمہارا عجب ہے بہتر ہی اس کو جو نیکیوں میں زیادہ۔ ہر امت کو ایک ایک قبلہ کا حکم ہوا تھا۔ آخر سب کو ایک جگہ جمع ہونا ہے۔ فل مسجد الحرام کہتے ہیں

کے مسجد کو جرم کے معنی جس جگہ بند ہونا چاہئے اس مکان میں کئی باتیں منع ہیں۔ آدمی کو مارنا اور جانور کو ستانا اور درخت اور گھاس اکھاڑنا اور پرامال اٹھانا۔

فتح الرحمن و در تورات مذکور است کہ امتی از بنی اسماعیل پیدا خواہد شد کہ تخطیہ کمبہ کنند پس توجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکعبہ حجت بامبرہ است بر صدق نبوت آنحضرت از نزدیک اخبار میبود و اگر چه سہنا بہو

رہتا تھا۔ اب تحویل قبلہ کی وجہ سے معاندین کو ایذا رسانی کا ایک اور بہانہ ملتا آگیا۔ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ وہ ہر قسم کی مشکلات اور مصائب میں اپنے خدا پر بھروسہ رکھیں اسی کے ساتھ اپنا تعلق بڑے رکھیں اور اسی کے آگے جھکیں۔ صبر و صلوٰۃ کی پابندی ان میں ایسا استقلال اور سکون پیدا کرے گی کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اور ہر خطرہ سے محفوظ ہو جائیں گے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ صبر کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ خصوصی مدد فرماتا ہے۔ یہ اس خصوصی نصرت و یاری ہی کے آثار تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کئی محروکیوں میں قلتِ عدد اور بے سروسامانی کے باوجود فتیاب ہمے۔

(بقیہ ص ۷۵) وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا (نساء ۹۷) جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا تو ایسے شخص بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء و صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔ قال الجہولون المفسرین انہ ادا صراط النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وانترعوا ذلک من قولہ تعالیٰ وَمَنْ یُطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُولَہٗ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْہِمْ اَخْرَجَ (قرطبی ص ۱۲۷ ج ۱)

ایک شبہ اگر الصراط المستقیم سے مندرجہ بالا چار گروہوں کی راہ راہ ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اھدنا الصراط المستقیم میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے اور اس میں النبیین کا درجہ بھی شامل ہے تو اس کے حاصل کرنے کی درخواست بھی اس میں شامل ہوگی اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اب بھی درجہ نبوت حاصل کرنے کا امکان موجود ہے۔

جواب اول تو یہی غلط ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے بلکہ اس میں تو صرف ان جماعتوں کی راہ پر چلنے کی اور قائم رکھنے کی درخواست ہے نیز درخواست اور دعا ہمیشہ ایسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہے جس کا حصول کسب اور محنت سے ممکن ہو اور جس فضل و کمال کا حصول کسب اور محنت سے ناممکن ہو، اس کے لئے درخواست کرنا بالکل بے معنی اور عبث ہے اس لئے اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ اھدنا الصراط المستقیم میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے تو درجہ نبوت چونکہ کسب و ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ نبوت ایک محض وہی چیز ہے اور اس کے بارے میں قانونِ خداوندی یہ ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهُ (انعام ۷۵) لہذا درخواست کا تعلق نبوت سے نہیں بلکہ درخواست صرف صدیقین، شہداء اور صالحین کے کمالات کے لئے ہے۔

نہ غَیْرِ الْمُغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ یہ آذینِ انعمت علیہم سے بدل ہے یا اس کی صفت ہے اور ولا الضالین — غیر المغضوب علیہم پر معطوف ہے۔ اور لا تاکید نفی کے لئے ہے جو لفظ غیر سے مفہوم ہے۔ بدل من الذین انعمت علیہم اور صفة لہ، ولا مزیدۃ لتاکید ہا فی غیر من معنی النفی (مظہر ج ۱ ص ۱۸۱) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ مغضوب علیہم سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے (ابن جریر ص ۱۷۱ ج ۱ ص ۱۷۱) غضب کے معنی شدید غصہ کے ہیں اور یہ ایک نفسانی کیفیت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات میں غضب کے معنی ارادہ بخوبی اور قصد برکے ہیں۔ ومعنی الغضب فی صفة اللہ تعالیٰ ارادۃ العقوبۃ فیہ صفة ذات و ارادۃ اللہ تعالیٰ من صفات ذاتہ (قرطبی ص ۱۷۱ ج ۱) اور ضلال کے معنی سبھی راہ سے بھٹک جانا اور راہ ہدایت سے علیحدہ ہو کر چلنا۔ الضلال فی الدین الذہاب عن الحق (روح ص ۱۷۱ ج ۱) ان آیتوں کا حاصل یہ ہے اے اللہ ہم کو ان لوگوں کی راہ پر قائم رکھیں جو حق پر لٹنے انعام فرمایا اور جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔ جن لوگوں پر تیرا غضب ہوا مثلاً یہود اور جو لوگ راہ حق سے گمراہ ہوئے مثلاً نصاریٰ ان کی راہ سے ہم کو بچا مغضوب علیہم کی تفسیر یہود سے اور ضالین کی نصاریٰ سے بطور تمثیل ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ مغضوب علیہم صرف یہود ہی ہیں اور ضالین سے صرف نصاریٰ ہی ہیں اس لئے یہود و نصاریٰ کے علاوہ مشرکین اور منافقین بھی ان دونوں لفظوں میں داخل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت چونکہ یہود و نصاریٰ مذہب اور خانقاہیت کے اجاہ وارتھے اور ساتھی راہ حق سے گمراہ اور بھٹکے ہوئے تھے اور خداوند تعالیٰ کے قہر و غضب کے مستحق تھے اس لئے المغضوب علیہم اور الضالین کی تفسیر ان دونوں گروہوں سے کی گئی۔

ہدایت کی طرح گمراہی کے بھی چار درجے ہیں ۱۔ ریب و شک۔ یہ درجہ گمراہی کا پیش خمیر ہوتا ہے۔ پہلے آدمی کے دل میں توحید اور دین حق کے بارے میں شبہات و شکوک پیدا ہوتے ہیں جو اسے صراط مستقیم اور راہ ہدایت سے بھٹکاتے ہیں۔ (۲۔ ضلالت (گمراہی) توحید اور دین حق سے متعلق شکوک و شبہات کا ازالہ نہ کیا جائے اور وہ کسی کے دل میں جاگزیں ہو جائیں تو آدمی ضلالت اور گمراہی میں جاگرتا ہے اور راہ حق کو چھوڑ کر باطل کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ (۳۔ جدال۔ ضلالت کے بعد جدال کا درجہ ہے گمراہی کے بعد گمراہ شخص اپنے باطل نظریات اور غلط عقائد کو حق اور صحیح ثابت کرنے کے لئے اہل حق سے جھگڑا اور مجادلہ و منازعہ کرتا ہے اور منہ و عناد سے ہر حق بات کو رد کر دیتا ہے۔ (۴۔ ہرجاربت یا طبع علی القلب یا ختم علی القلب۔ گمراہی کے بعد جب آدمی حق کے مقابلہ میں جھگڑا اور جدال شروع کرتا ہے اور تمام عقلی اور نقلی دلائل سے حق کے واضح اور ثابت ہوجانے پر بھی حق کو نہیں مانتا اور اپنی ضد اور عناد پر پڑنا رہتا ہے تو اب اس کے دل پر جبر لگ جاتی ہے یعنی اس کے دل میں جو کفر و نفاق اور شرک ہے وہ دل سے باہر نہیں نکل سکتا اور جو چیز اس کے دل سے باہر ہے یعنی ایمان و یقین اور توحید و اخلاص وہ اس کے دل میں داخل نہیں ہو سکتی۔ جب آدمی گمراہی کے اس درجہ میں پہنچ جاتا ہے تو اس کا راہ راست پر گمانا ممکن ہو جاتا ہے اس درجہ میں اس سے ہدایت کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس کو ہرجاربت سے تعبیر فرماتے تھے قرآن میں یہ چاروں درجے کہیں جدا جدا اور کہیں دو دو یا اس سے زیادہ یکجا مذکور ہیں۔ سورہ مومن ۷۷ میں دو آیتوں کے اندر چاروں درجے ایک ساتھ مذکور ہیں۔ وَكَذٰلِكَ جَاءَکُمْ یٰٓوْسُفٌ مِّنْ قَبْلِہٖ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا زِلَّتُمْ فِی شَکٍّ مِّمَّا جَاءَکُمْ بِہٖ طَٰحَتِیْ اِذَا هَلَکَ فُلُکُمْ لَنْ یَّجِدَکَ اللّٰهُ مِّنْۢ بَعْدِہٖ رَسُوْلًا وَّكَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَنِ هُوَ مُّسْرِیْ مُّسْرِیْ مُّسْرِیْ ۚ اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ لِیَغَیْبَنَّ عَنْہُم مَّا کُتِبَ لَہُمْ فَمَنْ عِنْدَ اللّٰهِ وَیَعْنَدُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَّكَذٰلِكَ یُطْبِیْعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِہٖ مَّتٰکِبًا ۚ اِنَّہٗ یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۚ اور یقیناً اس سے قبل یوسف (علیہ السلام) تمہارے پاس دلائل (توحید و نبوت) لے کر آچکے ہیں سو تمہیں امویں برابر شک میں رہے جو تمہارے پاس لائے تھے۔ یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہو گئی تو تم کہنے لگے کہ بس اللہ اب ان کے بعد کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں اور توحید میں شک کرنے والوں کو گمراہ کر دیتا ہے جو محض ضد و عناد کی وجہ سے، بلا کسی دلیل کے جو ان کے پاس موجود ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑنے لگاتے ہیں۔ یہ (کج بحثی اور جھگڑا) خدا تعالیٰ کو بھی سخت ناپسند ہے اور ایمان والوں کو بھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ہر مغرور اور جاہل کے پورے دل پر جبر لگا دیتا ہے۔ اس آیت میں کذلک میں دونوں جگہ کاف تعلیل ہے اور یعنی لام ہے جیسا کہ ترجمہ میں ظاہر کر دیا گیا ہے اس آیت میں چاروں درجات بالترتیب مذکور ہیں۔ پہلے وہ لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے ہوئے دلائل توحید و نبوت کے بارے میں ریب و شک میں پڑے رہے اس درجہ سے گمراہ ہوئے اور راہ ہدایت اور راہ توحید و جبر لگ کر بھٹک گئے اس کے بعد انہوں نے ضد و عناد سے جھگڑا اور مجادلہ شروع کر دیا اور توحید اور دین حق سے دور بھٹک گئے اس لئے اللہ نے ان کے دلوں پر جبر ہدایت لگا دی ضلالت کے یہ چار درجے درجہ چاروں درجوں کے مقابلہ میں ہیں۔ اول انابت کے مقابلہ میں ریب و شک دوم ہدایت کے مقابلہ میں ضلالت سوم استقامت کے مقابلہ میں جدال و مخالفت چہارم ربط علی القلب کے مقابلہ میں طبع علی القلب۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین میں ضلالت کے چاروں درجات مذکور ہیں۔ پہلے تینوں درجے الضالین میں اور چوتھا درجہ مغضوب علیہم میں۔ (وہ کے مسئلہ پر ملاحظہ ہو)

۵۸۸ پہلے مصائب پر صبر کرنے کی تلقین فرمائی۔ اب یہاں بیان فرمایا کہ تخیل قبلہ کے معاملہ میں اگر کوئی مسلمان یہودیوں کے ہاتھوں شہید ہو جائے تو اس کی موت چونکہ اللہ کی راہ میں واقع ہوئی ہے اس لئے اسے مردہ مت کہو اسی طرح جو لوگ اللہ کے دین کی خاطر کافروں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو کر داغ جانی دے گئے کیونکہ وہ بھی اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں۔ انہیں بھی مردے مت کہو۔ بَلْ اَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ ہ بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا ادراک نہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شہداء کی ایک بہت بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ ان کو دنیا سے رخصت ہو جانے اور فی سبیل اللہ مقتول ہو کر طبعی موت پا جانے کے بعد عالم برزخ میں ایک امتیازی زندگی اور حیات عطا کی جاتی ہے جو دوسرے غیر شہداء مومنین کو حاصل نہیں ہوتی اور اس حیات کا تعلق چونکہ عالم برزخ سے ہے۔ اس لئے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تم اپنے حواس و مشاعر سے اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ اس مسئلہ کی مکمل تحقیق سورہ آل عمران میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ

۵۸۹ ملاحضہ کے معنی آزمائش اور امتحان لینے کے ہیں۔ والمعنی لہتمو حزنکم (قرطبی ص ۲۷۱) یعنی ہم تمہارا امتحان لیں گے خوف سے مراد دشمن کا خوف ہے اور اس میں وہ تمام ڈراوے و ہلکے اور مشکلات و مصائب بھی داخل ہیں جو تخیل قبلہ کے سلسلہ میں ان کو یہودی کی طرف سے پہنچیں گی۔ اور بھوک سے قحط سالی مراد ہے۔ اموال کی کمی سے موشیوں اور کھیتوں کا ضائع ہونا، جانوں کی کمی سے عزیزوں اور دوستوں کی موت اور پھلوں کی کمی سے باغات کی تنہائی یا بچوں کی موت مراد ہے۔ کیونکہ بچہ انسان کا ایک عمدہ نتیجہ اور پیارا پھل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ تم پختہ کی طرف سے امتحان و ابتلا کے طور پر مشکلات و مصائب آئیں گی تاکہ کھرے کھوٹے میں امتیاز ہو جائے۔ وَکَثُرَ الصَّبْرُ یہاں حضور علیہ السلام کو مخاطب فرمایا کہ آپ مصائب میں صبر کرنے والوں اور اللہ پر بھروسہ رکھنے والوں کو خوشخبری سنا دیں اس سے معلوم ہوا کہ مصائب مشکلات کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۵۹۰ اگر تخیل قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابریں کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے متعلق صرف وہی صابر ہیں جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پیرا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ اشادۃ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمة (روح ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلا اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

ما المصائب کم کدود قبلوں والا کوئی ہے لہذا اسے یاد کرو اور اس کا شکر کرنا کی کمی سے عزیزوں اور دوستوں کی موت اور پھلوں کی کمی سے باغات کی تنہائی یا بچوں کی موت مراد ہے۔ کیونکہ بچہ انسان کا ایک عمدہ نتیجہ اور پیارا پھل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ تم پختہ کی طرف سے امتحان و ابتلا کے طور پر مشکلات و مصائب آئیں گی تاکہ کھرے کھوٹے میں امتیاز ہو جائے۔ وَکَثُرَ الصَّبْرُ یہاں حضور علیہ السلام کو مخاطب فرمایا کہ آپ مصائب میں صبر کرنے والوں اور اللہ پر بھروسہ رکھنے والوں کو خوشخبری سنا دیں اس سے معلوم ہوا کہ مصائب مشکلات کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۵۹۰ اگر تخیل قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابریں کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے متعلق صرف وہی صابر ہیں جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پیرا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ اشادۃ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمة (روح ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلا اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

۵۸۸

البقرة ۲

۷۷

سینقول ۲

فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُوْنَ ۝۵۸۸
سو تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھوں تم کو اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو خدا
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ
اے مسلمانوں! مدد لو صبر اور نماز سے
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۵۸۹
بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور نہ کہو ان کو جو مارے گئے
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۵۹۰
خدا کی راہ میں مارے گئے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن
تَشْعُرُوْنَ ۝۵۹۱
تم کو خبر نہیں اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو کھوٹے سے ڈر سے اور
الْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۝۵۹۲
بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میوؤں کے ۵۸۹
وَكَثُرَ الصَّبْرُ ۝۵۹۳
اور خوشخبری دے ان صبر کرنے والوں کو کہ جب پہنچے انہیں کچھ مصیبت
قَالُوا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُونَ ۝۵۹۴
تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۵۹۰ ایسے ہی لوگوں پر
صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قَفْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں
الْمُهْتَدُونَ ۝۵۹۵
سیدھی راہ پر چلنے والے۔ بیشک صفا اور مروہ نشانیوں میں سے ہیں
اللّٰهُ فَمَنْ حُجَّ الْبَيْتَ اَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ
اللہ کی راہ سے جو کوئی حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ تو کچھ گناہ نہیں اس کو

منزل ۱

تصرف کا اختیار ہے اور ہم اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ دنیا میں اگرچہ ہم مصائب میں مبتلا رہے ہیں اور کفار کی ایندائیں سہی ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم و آرام عنایت فرمائے گا پہلے حصہ میں بندگی اور مملوکی کا اعتراف ہے اور دوسرے حصہ میں بعثت بعد الموت کا اقرار ہے۔ واللہ معنا کالاقرباء بالملك والعبودية للہ فہو المصروف فینا بسا یرید من الہم وانا الیہ راجعون اقرباء لبعث (مجموعہ ج ۱) اُولٰٓئِكَ یرمکونہ بالا صابریں کی طرف اشارہ ہے یعنی جو لوگ مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُونَ کہتے ہیں علیہم

موضع قرآن وایہاں سے اشارہ ہے کہ جہاد میں محنت اٹھاؤ اور مضبوطی اختیار کرو۔ فتح الرحمن ص ۱۲ بعد ازین خدائے تعالیٰ امری فرماید بر صبر بر شقہائے جہاد و ثواب صبر ذکر میکند ۱۲ و بعض اہل اسلام صفا و مروہ لا از شعا کمر طوا غیت گمان کروہ ازاں دست بازداشتند پس نازل شد اس آیت ۱۲

اور انجیل میں مذکور تھیں۔ اور عموم کی صورت میں بینات سے مراد قرآن کی وہ آیات ہونگی جن سے مسئلہ توحید کو خوب واضح کر کے بیان کیا گیا ہے اور جن میں مثالیں دے دے کر شرک کی تردید اور توحید کا اثبات کیا گیا ہے اور ہدیٰ سے مراد توحید اور احکام کی آیتیں ہیں جن میں اَبَعَدَ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ۔ الکتاب جنس ہے اور اس سے مراد تورات و انجیل ہے اور عموم کی صورت میں قرآن مجید بھی اس میں شامل ہوگا۔ یعنی ہم نے آیات بینات اور رشد و ہدایت کی باتیں کھول کھول کر اس لئے بیان کیں تاکہ انہیں لوگوں تک پہنچا یا جائے۔ لیکن ان لوگوں نے محض نفسانی خواہشات کی خاطر انہیں چھپا ڈالا اور لوگوں پر ان کو ظاہر نہ کیا۔ اُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعُنُونَ۔ خدا کی لعنت یہ ہے کہ وہ ان کو اپنی رحمت سے محروم کر دے گا۔ اور ان کو دردناک عذاب کا مزہ چکھائے گا اور فرشتوں اور جنوں اور انسانوں کی لعنت سے لعنت کی بددعا مراد ہے۔ اِی یَعْدُ هُمْ عَنْ رَحْمَتِهِ وَيَذِیْقُهُمُ الِیْمَ نَقِمَتَهُ۔۔۔۔۔ ان لعنة اللہ عنین الدعاء علیہم بالابعد عن رحمة اللہ تعالیٰ (روح مستح ۲) یعنی حق چھپانے والوں پر خدا کی بھی لعنت اور مچھکار پڑتی ہے اور انسان اور جن و ملک بھی ان پر لعنت کی بددعا کرتے ہیں۔ ۵۲۹۷ یہ ماقبل سے استثناء ہے اور تائبوں سے مراد یہ ہے کہ ماقبل اور صفاد مروجہ کے معاملہ میں انہوں نے حق بات چھپانے سے توبہ کر لی اور صلحا کا مطلب یہ ہے کہ اپنی اصلاح کر لی اور حق بات کو مان لیا اور بتینوں سے مراد یہ ہے کہ جس حق کو چھپاتے رہے یعنی ماقبل اور معاملہ صفاد مروجہ۔ اب اسے خوب بیان کیا اور اس کی خوب نشانی کی۔ فَاُولَٰئِكَ اَتُوبُ عَلَیْهِمْ یعنی میں ایسی توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کر لیتا ہوں وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ اور نہ صرف توبہ ہی قبول کرتا ہوں بلکہ پچھلے گناہ معاف کر کے اس کو اپنی رحمت میں لیتا ہوں یہ تو ان علماء کا حکم تھا جو تحویل قبلہ اور صفاد مروجہ کے شعائر اللہ میں سے ہونے کو حق جانتے تھے اور پھر جان بوجھ کر حق چھپاتے تھے لیکن بعد میں توبہ کر لی۔ اب آگے ان لوگوں کا حکم بیان فرمایا جو سرے سے ان باتوں کو مانتے ہی نہ تھے اور ان کا انکار کرتے تھے۔ ۵۲۹۸ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اسم موصول عموم کے لئے ہے اور کفروا سے تمام منکرین اور کفار مراد ہیں کذا قال الامام الرازی (کبیر ص ۲۷) اُولَٰئِكَ عَلَیْهِمُ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ جملہ اسمیہ ستمرا در دوام کے لئے ہے یعنی ایسے لوگوں پر ہمیشہ خدا کی لعنت برسی رہتی ہے اور فرشتے اور تمام انسان بھی ان پر لعنت بھیجتے رہیں گے ۵۲۹۹ وہ لعنت و پھٹکار میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے عذاب میں نہ کمی کی جائے گی اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

یہاں تک تو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اثبات اور شبہات کا جواب تھا اور کتمان حق کے انجام بد کا ذکر تھا۔

رابطہ گذشتہ آیتوں کا ماقبل سے تو ربط یہ ہے کہ ان میں تحویل قبلہ اور صفاد مروجہ سے متعلق احکام کو چھپانے والوں اور سرے سے ان کا انکار کرنے والوں کے لئے دعویٰ شدید اور کتمان احکام سے توبہ کرنے والوں، اپنی اصلاح کرنے والوں اور ان کو بیان کرنے والوں کے لئے بشارت کا بیان تھا اور مابعد والی آیتوں سے ان کا ربط اس طرح ہے کہ اگلی آیتوں میں دعویٰ توحید کا اعادہ کیا گیا ہے۔ لہذا مسئلہ توحید کو چھپانے والوں اور اس کا انکار کرنے والوں کا بھی وہی مشرک ہوگا جو پہلے بیان ہوا۔ ۵۲۹۸ یہاں دعویٰ توحید کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اس سے یہ اشارہ بھی ہو گیا کہ سب سے پہلے جس چیز کا اظہار واجب ہے اور جس کا چھپانا کسی حال میں بھی جائز نہیں وہ توحید ہے۔ لِمَا حَذَّرَ تَعَالٰی مِنْ کِتْمَانِ الْحَقِّ بَيْنَ اَنْ اُولَٰئِكَ مَا یَجِبُ اِظْہَارُہٗ وَلَا یَجُوزُ کِتْمَانُہٗ اَصْلُ التَّوْحِیْدِ (قطبی صفحہ ۳) اور اعادہ دعویٰ کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ شروع میں تو شرک فی الدعا کی نفی تھی۔ اب یہاں سے شرک فعلی کی نفی مقصود ہے یعنی جس طرح اللہ کے سوا کوئی پکارنے کے لائق نہیں اسی طرح اللہ کے سوا نذر و منت کا مستحق بھی کوئی نہیں اور نہ ہی کسی کی تعظیم کے لئے ساند وغیرہ چھوڑنے کا ہرگز جیسا کہ آگے اِنَّا کَوْنُ عَلَیْکُمْ الْمِیْتَةُ الْخَالِیَةِ غَیْرِ اللّٰہِ کی نذر و نیاں اور کُلُّوْا مِنْہَا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا الخ میں تحریمات غیر اللہ کا بیان آیا ہے۔ اِلٰہ سے مراد وہ ذات ہے جو عالم الغیب قادر علی الاطلاق، مالک و مختار، حاجت روا و مشکک لکشا ہونے کی وجہ سے تمام عبادات مالمیہ، بدنیہ، اور لسانیہ کی مستحق ہو جسے حاجات میں پکارا جائے، مصائب و بلیات میں جس کی پناہ ڈھونڈی جائے جس کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کی نذر و منتیں دی جائیں۔ اور رنج و بلا اور قحط و وبا میں جس کی دوائی دی جائے اس سے مدد طلب کی جائے۔ اور واحد سے مراد یہ ہے کہ وہ بے مثل اور یگانہ ہے۔ ذات و صفات میں بے نظیر ہے، اور استحقاق عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اَکْثَرُ النَّاسِ عَلٰی اَنْ الْوَاحِدُہُنَا بِمَعْنٰی لَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا شَبِیْہَہٗ فِی ذَاتِہٖ وَلَا فِی صِفَاتِہٖ وَلَا فِی اَفْعَالِہٖ۔۔۔۔۔ واصح الاقوال عند ذوی العقول السلیمة انه الذی لا نظیر لہ ولا شبیہ لہ فی استحقاق العبادۃ (روح مستح ۲) فرد فی الوہیۃ لا شریک لہ فیہا ولا یصح ان یسمی غیرہ الہا (مدارک ص ۱) اِلَّا اِلٰہَ الْاَکْثَرُ۔ لہذا نفی جنس کے لئے ہے اور اس کی خبر غمدوف ہے اور اِلَّا بمعنی غَیْرِہٖ اِی لَآ اِلٰہَ مَوْجُودَہٗ غَیْرِہٖ یعنی نفس الامر اور عالم وجود میں اللہ کے سوا کسی الہ کا نام و نشان تک موجود نہیں۔ پہلے جملہ سے اس بات کی نفی کی ہے کہ دنیا میں مستحق عبادت صرف اللہ ہی ہے اور اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ تو شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید دنیا میں اللہ کے سوا کوئی اور بھی الہ ہو لیکن مستحق عبادت نہ ہو، تو اس جملہ میں سرے سے وجود الہ ہی کی نفی فرمادی۔ وصریح علی ماقبل لما عسی ان یتوہم ان فی الوجود الہا لکن لا یتستحق العبادۃ (روح مستح ۲) یہ دونوں صفتیں دعویٰ توحید پر بطور دلیل لائی گئی ہیں۔ کیونکہ جن تو وہ ہے جس نے ہمیں دنیوی نعمات سے مالا مال فرمایا ہے۔ اور رحیم وہ ہے جو آخرت میں ہم پر اپنی رحمت خاصہ کے دروازے کھولے گا۔ جب دنیا و آخرت میں وہی ہمارا ولی نعمت اور مہربان ہے اور باقی ساری کائنات ارضی و سماوی اور مخلوقات نوری و ناری اور خاکی سب اس کی محتاج و دست نگر ہے تو وہی جن رحیم ہی ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہے۔ اس کے سوا کوئی علوی یا سفلی ارضی یا سماوی، نوری، ناری یا خاکی عبادت کا مستحق نہیں۔ نہ پکارنے کے لائق نہ نذر و منت کے۔ یہاں تک تو دعویٰ توحید کا اعادہ تھا۔ آگے اس کے اثبات کے لئے عقلی دلیل بیان کی گئی ہے جو مختلف سات دلیلوں پر مشتمل ہے۔ ۵۲۹۹ اِنَّ حَرْفَ مُّشَبَّہٍ بِالْعَلِّ لَہٗ اَوْ فِی خَلْقِہٖ السَّمَوٰتِ اَوْ فِی خَلْقِہٖ الْاَرْضِ اَوْ فِی خَلْقِہٖ الْاَنْۢبِیَآءِ اَوْ فِی خَلْقِہٖ الْاَنْۢبِیَآءِ اَوْ فِی خَلْقِہٖ الْاَنْۢبِیَآءِ۔ زمین و آسمان کا پیدا کرنا اور نہ صرف ان کی ذوات کو بلکہ ان کے دیگر متعلقات کو اور پھر فضائے آسمانی اور بطن ارضی میں بے ہزار مخلوق کو پیدا کرنا یہ اس کی توحید کی پہلی عقلی دلیل ہے۔ وَ اَخْتِلَافِ الْاَنْۢبِیَآءِ اَوْ فِی خَلْقِہٖ الْاَنْۢبِیَآءِ۔ یعنی جو بحر میں جہاز سمندروں میں مال تجارت لے کر نقل حرکت کرتے ہیں، یہ بھی خدا کی قدرت کا ملکی دلیل ہے۔ جو بھٹی دلیل دَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مَنًۢیً۔ الْفَلَکِ پرمعطوف ہے۔ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا اَسْمَانُ سَمَانُ سَمَانُ سے بارش کا اتارنا، پھر اس کے ذریعے خشک اور بنجر زمین کو سرسبز اور شاداب کرنا اور اس میں ہر قسم کی مہربانیاں، غلے، پھل پھول اور چڑی بوٹیاں پیدا کرنا یہ سب اس کی وحدانیت کے منہ بولتے دلائل ہیں۔ پانچویں دلیل وَ بَنَّا فِیہَا مَعِیْنَ مَحْجُوۃً اَنْۢبِیَآءَ یَاۡۤنْزِلُ پرمعطوف ہے۔ یعنی ہر قسم کے چوپائے اور جانور زمین میں پھیلا دیئے۔ چھٹی دلیل۔ وَ تَقْوِیْفِ الرِّیَاحِ یہ مَا اَنْزَلَ پرمعطوف ہے۔ اور تصرف الریح سے ہواؤں کا مختلف سمتوں سے چلنا اور مختلف اوصاف سے متصف ہونا مثلاً سرد، گرم، تیز اور آہستہ وغیرہ۔ ساتویں دلیل وَالسَّحَابِ الْمُسْتَحَرِّبِیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ بَادِلِ کے زمین و آسمان کے درمیان

پر بنا رکھی تھیں اور ان سے محبت اور تعظیم کا وہی معاملہ کرتے تھے جو انہیں خدا سے کرنا چاہیے تھا۔ خداوند تعالیٰ چونکہ خالق و مالک اور محسن و منعم ہے لہذا اس کی محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے اور اسی کے سامنے جھکا جائے، اسی سے مانگا جائے اور اسی کی نذر و منت دی جائے۔ مگر مشرکین یہی معاملات اپنے انداز سے کرتے ہیں جنہیں انہوں نے خدا کے سوا کارساز بنا رکھا ہے۔ ان کی عبادت کو خدا کے تقرب کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔ ان سے نفع و نقصان کی امید رکھتے ہیں۔ ان کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں ان کے لئے نذرین مانتے اور ان کی خوشنودی اور تعظیم کے لئے بحیرہ و اساکہ چھوڑتے ہیں۔ انہا ہی لاوثان القی اتخذوا الہمة لتقرہم الی اللہ ذللاً و رجوا من عندہا النفع والضرر و فسدوا بها المسائل و نذر روالہا النذر و قریبوا لہا القربا میں و هو قول اکثر المفسرین (کبیر و حاشیہ)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں انداد اور لاوثان و اصنام سے تعلق کے تراشیدہ بت مراد ہیں مشرکین انہیں کوسب کچھ سمجھتے تھے اور انہیں کے لئے سب کچھ کرتے تھے مگر یہ سمجھنا نادانی ہے کیونکہ بت

تو انہوں نے محض توجہ کی بکسوتی اور یادگار کے طور پر رکھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ عبادت و تعظیم کا جو سلوک کرتے تھے وہ محض اس لئے کرتے تھے کہ وہ ان کے بزرگوں کے مجسمے اور ان کی یادگار ہیں اور اس عبادت و تعظیم سے ان کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ہمارے بزرگوں کی جیس خوشنودی حاصل ہو جائے اور وہ ہماری حاجت روائی اور تکفلی کریں۔ اگر کوئی شخص بت نہ بنائے اور بت کے بغیر ہی اللہ کے نیک بندوں سے محبت و عقیدت اور عبادت و تعظیم کا وہی بڑا ذکر کرے جو اسے اللہ سے کرنا چاہیے مثلاً اسے عالم الغیب، مالک محتارہ حاجت و اور مشکل کشا سمجھے اور اس کی خوشنودی کے لئے اس کے نام کی نذرین خیریں دے اور اس سے نفع و نقصان کی توقع رکھے تو اس شخص نے اس اللہ کے نیک بندے کو خدا کا بندہ بنایا اور اسے اس وحدہ لاشریک کا مثل اور شریک ٹھہرایا۔ کیونکہ اس نے اس سے محبت کا وہ معاملہ کیا جو اسے صرف خدا ہی سے کرنا چاہیے تھا۔ اس لئے یہاں انداد کے تحت ہر وہ شخص اور ہر وہ چیز مندرج ہے جس سے خدا کی محبت کا سلسلہ جاری کیا جائے۔ لہذا مشرکین نے تو خدا کی محبت میں کسی ایک شریک بنا رکھے ہیں لیکن مومنین خدا کی محبت میں کسی کو اس کا مثل اور شریک نہیں سمجھتے اور غیر خدا کے ساتھ خدا کی محبت کا سلسلہ نہیں کرتے اور خدا کی محبت ان کے دلوں میں ہر چیز کی محبت سے بڑھ کر ہے۔ محبت کے درجات مختلف ہیں۔ خدا کی محبت، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، بزرگان دین کی محبت، ماں باپ کی محبت، بھائی بہنوں کی محبت، اولاد کی محبت وغیرہ ہر ایک سے محبت کا وہی سلوک کیا جائے گا جو اس کے شایان شان اور مناسب حال ہو۔ خدا کی محبت یہ ہے کہ اسی کی عبادت بجالائے، اسی کو پکارے، اسی سے مانگے، اسی کی نذر و منت دے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ پیغمبر علیہ السلام کی محبت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا سچا اور آخری رسول مانے۔ دل و جان سے آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرے، آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجے اور اسی میں اپنی مسادت اور سجات سمجھے۔ بزرگان دین کی محبت یہ ہے کہ انہیں اپنے پیشوا سمجھے اور ان کے نقش قدم پر چلے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اب کوئی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرنے لگے۔ آپ کو مالک و مختار سمجھ کر پکارنے لگے۔ آپ کی

مذکورہ بات مشرکین کا بیان ہے۔
مذکورہ بات مشرکین کا بیان ہے۔
مذکورہ بات مشرکین کا بیان ہے۔

فَتَبَرَّأ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنْهَا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝۱۶۷ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوْا اُخْطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۶۸ اِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالشُّوْءِ وَالْفَحْشَآءِ وَانْ تُقُوْا عَلٰى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۱۶۹ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا الْفَرِيقَيْنَا عَلَیْہِ اَبَآءُنَا اَوْ لَوْ كَانْ اَبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُوْنَ ۝۱۷۰ وَمَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءَ کَافِرُوْنَ اِیْسٰی ہِے جیسے پکارے کوئی شخص ایک چیز کو جو کچھ نہ سنے سوا پکارنے اور چلانے کے لہذا مہرے گرنے اندر ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے

نذرینیت دینے لگے تو وہ محب رسول نہیں بلکہ مشرک ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنے پروردگار کو مثیل رسول سمجھنے لگے اور شریعت کے احکام میں اسے پیغمبر کی طرح اتھارٹی ماننے لگے تو وہ بھی اس اندھی محبت کی وجہ سے۔ موضع قرآن وال جن کو لوگ پوجتے ہیں سوا اللہ کے وہ اس روز پوجنے والوں کو جواب دیں گے اور ان کی امی سب طرف سے لوٹے گی اور افسوس کھا دیں گے اس وقت کچھ فائدہ نہیں افسوس کا یہاں سے بت پرستوں کا احوال ہے کہ عرب کے لوگوں نے دین ابراہیم کی طرح بگاڑا تھا اول سوا خدا اور کو پوجنے لگے اور ان کی نیا نیا لادریج کرتے کہ وہ مردار ہوتا ہے اور کفر ہے اور مویشی میں سے کئی چیزیں حرام ٹھہریں۔ سورہ مائدہ اور انعام میں جن کا بیان ہے اور گوشت خوک حلال سمجھا ان باتوں پر اللہ تعالیٰ ان کو الزام دیتا ہے۔ فلا یمنی منی اسی طرف سے بناو جسے اب بھی غلط العالم بہت ٹھہرے ہیں ۱۲۔ فلا یمنی جسے ہم ہوا کہ باپ دادوں کی رسم خلاف حکم خدا پر پھراس پر نہ چلے فلا یعنی ان کافروں کو سمجھانا ایسا ہے جیسا کوئی جنگل کے جانوروں کو بلاوے وہ سوائے آواز کچھ نہیں سمجھتے یہی حال ہے جو شخص کہ آپ علم نہ رکھے اور علم والوں کی بات قبول نہ کرے۔ ۱۳۔ فتح الرحمن۔ مترجم گوید اہل جاہلیت چیز کا از خود خویش حرم ساختہ بودند مانند بھائے و سوا سب خدا کے تعالیٰ و در ایشان نازل کرد و اللہ اعلم ۱۳۔

کذا لک جعلناکم امة وسطا میں ہے اور رؤیت سے رؤیت بصری مراد ہے اور حملات اعمال الہیہ سے حال ہے و حال من اعمال الہیہ ان کا منت بصریہ (روح ص ۲) یعنی اس طرح ان کے مزعمہ اسباب نجات کو باطل کر کے اور ان کی آرزوؤں پر پانی پھیر کر ہم ان کے اعمال کو سراپا حسرت و ندامت بنا کر ان کو دکھائیں گے یعنی ان کی وہ تمام عبادت جو دنیا میں انہوں نے کی تھیں شرک کی وجہ سے سب رائیگاں جائیں گی اور آخرت میں حسرت و ندامت کے بغیر انہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ۱۳۷ اور وہ کفار اور مشرکین کبھی جہنم سے نہیں نکل سکیں گے یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ کفار اور مشرکین ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ دلیل علی خلود الکفار فیہا وانہم لا یخرجون منها (قرطبی مش ۲) وَمَا هُمْ بِخارجینَ مِنَ النَّارِ کی ترکیب مسند الیہیں نفی نصر کا فائدہ دیتی ہے یعنی خروج من النار کی نفی کفار میں محصور ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ جو مومن گنہگار اپنے گناہوں کی سزا بھگتے کے لئے دوزخ میں جائیں گے، وہ اس میں ہمیشہ نہیں رہیں گے جیسا کہ معتزلہ و خوارج کا خیال ہے۔ المتبادر فی امثاله حصہ النفی فی المسند الیہ..... ففیہ اشارۃ الی عدم خلود عصاة المؤمنین الداخلین فی قوله تعالیٰ والذین امنوا اشد حبا لله فی النار (روح ص ۲) ۱۳۸ دلائل توحید اور مشرکین کے لئے تنزیف اخروی کے بعد اب آگے شرک فعلی کی دو ذوقیوں یعنی تحریم لعلہ اور نذر لعلہ یا بالفاظ دیگر تحریمات مشرکین اور نیانات مشرکین کی تردید کی گئی ہے مشرکین اپنے معبودوں کو خوش کرنے کے لئے توہم کا شرک فعلی کیا کرتے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ جانوروں کو اپنے معبودوں کے لئے نامزد اور معین کر کے چھوڑ دیتے تھے۔ وہ جہاں چاہیں بلاد و ملک گھومیں پھر اس اور دکھائیں پئیں۔ اور اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اس سے ہمارے معبود ہم پر خوش اور مہربان ہو جائیں گے اور آٹے وقت ہماری مدد کریں گے اور ہمارے مال و جان میں برکت دیں گے اور ہم سے بیماری اور تکلیف دور کریں گے۔ ایسے جانوروں کے متعلق انہوں نے یہ عقیدہ بنایا ہوا تھا کہ ان کا کھانا، ان کا دودھ پینا اور ان سے کسی قسم کا انتفاع جائز نہیں۔ وہ اس کے کھانے اور اس سے انتفاع کو حرام سمجھتے تھے اور ڈرتے تھے کہ اگر ہم نے اس جانور کو استعمال کیا یا اسے کوئی تکلیف پہنچائی تو ہمارے معبود ہم پر ناراض ہو جائیں گے اور ہمیں تکلیف پہنچائیں گے تو یہ شرک اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو اپنے معبودوں کی خوشی کے لئے محض اپنے وہم باطل اور خیالی خا کے تحت حرام کر دیتے تھے حالانکہ انہیں اس کا کوئی حق نہیں تھا۔ یہ تو تحریمات مشرکین یا تحریمات لغیر اللہ ہیں۔ شرک فعلی کی دوسری قسم یہ تھی کہ وہ مصائب سے نجات اور مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اپنے معبودوں کی نذرین اور منتیں مانگتے تھے مثلاً کہتے تھے کہ اگر ہمارا فلاں کام ہو گیا یا فلاں مصیبت مل گئی تو ہم فلاں معبود کے استھان اور اس کی عبادت کا پرغذہ، نقدی، کپڑا یا کوئی جانور بطور نذر و نیاز لے جائیں گے یا وہاں لے جائے بغیر ہی غریب میں تقسیم کر دیں گے۔ اور کبھی ایسا بھی کرتے تھے کہ حاجت اور مصیبت کے بغیر ہی اپنے مال مولیٰ میں اپنے معبودوں کا حصہ مقرر کر دیتے تھے اور اس سے ان کا یہ مقصد ہوتا تھا کہ ہمارے معبود ہم سے خوش رہیں گے اور ہمارے مال و جان میں برکت دینگے اور ہمارے مال و جان کو مصائب و بیماریوں سے محفوظ رکھیں گے۔ یہ نذر و مشرکین یا نذر لغیر اللہ کہلاتی ہیں اور ان کے متعلق مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ان کا کھانا اور استعمال کرنا جائز ہے حالانکہ یہ چیزیں تقرب لغیر اللہ کیلئے نامزد ہو جانے کی وجہ سے حرام ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قسم کی تعینات اور تفصیلات کا حکم بیان فرمایا جو مشرکین نے اپنے زعم میں جائز کر رکھی تھیں چنانچہ فرمایا کہ جن حلال و طیب چیزوں کو تم نے اپنی طرف سے حرام کر رکھا ہے وہ حلال ہیں ان کو کھاؤ اور جو نذریں نیازیں تم نے غیر اللہ کی خوشنودی اور تعظیم کے لئے مقرر کر رکھی ہیں اور انہیں تم حلال سمجھتے ہو، وہ قطعاً حرام ہیں انہیں مت کھاؤ چنانچہ پہلے یا آیتہا **الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا** اسے **إِنْ كُنْتُمْ رِیَّاءً تَعْبُدُوا** تک تحریمات مشرکین یعنی تحریم بغیر اللہ کا حکم بیان کیا گیا ہے اور **إِنَّمَا حَرَّمَ** سے **لِقَوْلِ شِقَاقِ ابِعَبْدِ** تک نذر بغیر اللہ کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت ان جانوروں کی حلت کا اعلان کرنے کے لئے نازل ہوئی جن کو بعض لوگوں نے بالکل حرام کر رکھا تھا یعنی بحیرہ سائبہ وغیرہ قال ابن عباس **رَضِیَ نَزَلَتْ الْآیَةُ فِي الَّذِينَ حَرَّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمُ السَّوَابَ وَالْوَصَائِلَ وَالْبَحَائِرَ** (کبیر ص ۲۷) انہا نزلت فی ثقیف و خزاعة و بنی مدلج فیمأخروہ علی انفسہم من الانعام رقیطی ص ۲۷ ج ۲ اس آیت میں حلالاً طیباً سے وہ حلال جانور مراد ہیں جو مشرکین نے اپنی طرف سے حرام کر رکھے تھے مثلاً بحیرہ، سائبہ وغیرہ وقد فسرها بعضهم بالبحیرة والسائبة والوصيلة والحمار یعنی کلا البھیمة واخواتها ولا تأکلوا المیتة واخواتها (تفسیر احمدی ص ۲۷) اس سلسلہ کی مزید تحقیق سورہ مائدہ ص ۴۸ میں آئے گی۔ اس آیت سے تمام

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اكْلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ

اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو

وَأَشْكُرُوا لِلَّهِ أَنْ كُنْتُمْ رِبَاةً تَعْبُدُونَ ﴿۸۲﴾

اور شکر کرو اللہ کا اسلئے اگر تم بندے ہو اس نے تم پر

حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَنزِيرِ

یہی حرام کیا ہے مردہ جانور اور لہو اور گوشت سور کا

وَمَا أَهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَ

اور جس جانور پر پکارا اہل اللہ کے سوا کسی کا نام نہ لے کر کھائے جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ نوافرائی کرے

لَا عَادٍ فَلَا إِشْمَ عَلَيْهٖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۸۳﴾

بے زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں اسلئے شک اللہ ہے بڑا بخشنے والا نہایت مہربان و دال

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنْ

بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ نازل کی اللہ ہے

الْكِتَابِ وَيَشْتُرُونَ بِهِ شِمًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ

کتاب اسلئے اور لیتے ہیں اس پر محضوٹا سامول وہ

مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ

نہیں بھرتے اپنے پیٹ میں مگر آگ اسلئے اور نہ بات کریگا ان سے

اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

اللہ قیامت کے دن اسلئے اور نہ پاک کریگا ان کو اور ان کے لئے ہے عذاب

أَلِيمٌ ﴿۸۴﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلٰلَةَ

دردناک یہی ہیں جنہوں نے خریدا گمراہی کو

بِالْهُدٰى وَالْعَذَابِ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَىٰ

ہدے ہدایت کے اور عذاب بدلے بخشش کے سو کس قدر صبر کرنے والے ہیں وہ

منزل

حلال اشیاء سے امتناع کی اجازت ثابت ہوتی ہے۔ اسلئے خطوط خطوۃ کی جمع ہے یعنی نقوش قدم ای اشارہ کما حکى عن الخلیل (روح ص ۱۲۷) اور اس سے وہ تمام گمراہی کے طریقے مراد ہیں جو شیطان لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اختیار کرتا ہے شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔ اور اس کے جاری کئے ہوئے طریقوں مثلاً تحریات لغیر اللہ وغیرہ سے پرہیز کرو۔ وہی طرائقہ و مسائلکہ فیما اضل تباعہ فیہ من تحریج البجائر والسوائب والوصائل ونحوها (ابن کثیر ص ۱۲۷) شیطان سے نفرت دلانے کے لئے فرمایا۔ یعنی شیطان تو تمہارا علانیہ دشمن ہے وہ ہمیشہ تمہیں ہلاکت و تباہی کی راہ ہی بتائیگا۔ اسلئے کلمہ حصہ اور مطلب یہ ہے کہ شیطان ہدیشہ شیطنت ہی کرے گا۔ اس سے بھلائی یا غیر خواہی کی کوئی توقع نہیں۔ السوء سے مراد وہ اغال ہیں جو عقل برے اور قیوح ہوں اور الفخشاوہ جگوشر لیت لے بھی برا ٹھہرایا ہو۔ یہاں الفخشا سے طواف بحالت عریانی مراد ہے۔ مشرکین نے طواف کرنے کو بھی اپنے معبودوں کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھتے تھے اس لئے باقی امور شرکیہ کے ساتھ اس سے بھی منع فرمایا۔ اسلئے یہ السوء پر معطوف ہے۔ قول بغیر علم سے یہاں خدا پر افتراء مراد ہے یعنی جس طرح شیطان دیگر مہرے ادبے حیاتی کے کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔ اسی طرح وہ دین کے بارے میں خدا پر بہتان تراشی پر اکساتا ہے جو لوگ اپنی خواہشات نفس کو دین کہتے ہیں وہ خدا پر افتراء کرتے ہیں کیونکہ ان کی خواہشات کو خدا نے دین نہیں بنایا۔ چنانچہ خدا کی حلال چیزوں کو حرام کرنا اور حرام چیزوں کو حلال ٹھہرانا اور برہنہ ہو کر طواف کرنے کو عبادت سمجھنا یہ سب خدا پر افتراء اور شیطان کا فریب ہے اسلئے مشرک اپنے باپ دادا کی دیکھا دیکھی شرک کرتے تھے اور انہی کی تقلید میں اپنی طرف سے اشیاء کی تحریم کرتے تھے۔ جب انہیں کہا جاتا کہ ان آہائی رسوم کو چھوڑ کر خدا کی کتاب کی پیروی کرو تو ان کا جواب یہ تھا کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین ہی کی پیروی کر رہے ہیں اور اس کے مقابلہ میں کسی اور دین کو نہیں مانیں گے۔ یہ ان کی جہالت اور ضد و جمود کی حد تھی تو اللہ تعالیٰ نے آگے اس کا جواب دیا اَوْ لَوْ كَانَ أَتَابَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ یعنی اگر ان کے آباء و اجداد صاحب علم ہوتے، توحید کو جانتے ہوتے اور راہ ہدایت پر ہوتے اور پھر یہ لوگ ان کا اتباع کرتے تو کوئی بات بھی تھی۔ تو کیا اگرچہ وہ دین سے ناواقف اور سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں پھر بھی یہ ان کا اتباع کریں گے۔ اسلئے یہ کفار و مشرکین کی مثال ہے جو اندھا ہند اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ما اسم موصول ہے، اور اس سے مراد چوپائے ہیں جو آواز تو سننے میں مگر سمجھتے کچھ نہیں۔ یہ مشرکین کی نادانی اور بے حسی کی مثال ہے یعنی جس طرح ایک چوپائے کو آواز دی جائے تو وہ آواز تو سن لے گا لیکن جو کچھ اس کو کہا گیا ہے اس کا مطلب نہیں سمجھے گا۔ اسی طرح ان کا حال ہے کہ یہ آواز تو سن لیتے ہیں مگر سمجھتے کچھ نہیں۔ عن مجاہد کمثل لذي ينطق مثل ضربه الله لمن يسمع ما يقال له ولا يعقل كمثل البهيمة تسمع النعيق ولا تعقل (ابن جریر ص ۱۲۷) یہ

کو بھی اپنے معبودوں کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھتے تھے اس لئے باقی امور شرکیہ کے ساتھ اس سے بھی منع فرمایا۔ اسلئے یہ السوء پر معطوف ہے۔ قول بغیر علم سے یہاں خدا پر افتراء مراد ہے یعنی جس طرح شیطان دیگر مہرے ادبے حیاتی کے کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔ اسی طرح وہ دین کے بارے میں خدا پر بہتان تراشی پر اکساتا ہے جو لوگ اپنی خواہشات نفس کو دین کہتے ہیں وہ خدا پر افتراء کرتے ہیں کیونکہ ان کی خواہشات کو خدا نے دین نہیں بنایا۔ چنانچہ خدا کی حلال چیزوں کو حرام کرنا اور حرام چیزوں کو حلال ٹھہرانا اور برہنہ ہو کر طواف کرنے کو عبادت سمجھنا یہ سب خدا پر افتراء اور شیطان کا فریب ہے اسلئے مشرک اپنے باپ دادا کی دیکھا دیکھی شرک کرتے تھے اور انہی کی تقلید میں اپنی طرف سے اشیاء کی تحریم کرتے تھے۔ جب انہیں کہا جاتا کہ ان آہائی رسوم کو چھوڑ کر خدا کی کتاب کی پیروی کرو تو ان کا جواب یہ تھا کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین ہی کی پیروی کر رہے ہیں اور اس کے مقابلہ میں کسی اور دین کو نہیں مانیں گے۔ یہ ان کی جہالت اور ضد و جمود کی حد تھی تو اللہ تعالیٰ نے آگے اس کا جواب دیا اَوْ لَوْ كَانَ أَتَابَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ یعنی اگر ان کے آباء و اجداد صاحب علم ہوتے، توحید کو جانتے ہوتے اور راہ ہدایت پر ہوتے اور پھر یہ لوگ ان کا اتباع کرتے تو کوئی بات بھی تھی۔ تو کیا اگرچہ وہ دین سے ناواقف اور سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں پھر بھی یہ ان کا اتباع کریں گے۔ اسلئے یہ کفار و مشرکین کی مثال ہے جو اندھا ہند اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ما اسم موصول ہے، اور اس سے مراد چوپائے ہیں جو آواز تو سننے میں مگر سمجھتے کچھ نہیں۔ یہ مشرکین کی نادانی اور بے حسی کی مثال ہے یعنی جس طرح ایک چوپائے کو آواز دی جائے تو وہ آواز تو سن لے گا لیکن جو کچھ اس کو کہا گیا ہے اس کا مطلب نہیں سمجھے گا۔ اسی طرح ان کا حال ہے کہ یہ آواز تو سن لیتے ہیں مگر سمجھتے کچھ نہیں۔ عن مجاہد کمثل لذي ينطق مثل ضربه الله لمن يسمع ما يقال له ولا يعقل كمثل البهيمة تسمع النعيق ولا تعقل (ابن جریر ص ۱۲۷) یہ

اور ان حق سے بہرے ہیں کیونکہ اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتے اور حق بات کا اقرار کرنے کے لئے ان کی زبانیں گونگی ہیں اور وہ سیدھی راہ سے اندھے ہیں۔ جب علم کے تمام راستے ہی بند ہیں تو کیا خاک نہیں گے۔ اسلئے پہلے عام انسانوں سے خطاب تھا۔ اب مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ مشرکین کی طرح حلال و حرام کے بارے میں من مانی نہ کریں اور جن چیزوں کو ہم نے حلال کیا ہے ان کو نہ صرف حلال سمجھیں بلکہ ان کو کھائیں اور اس طرح اپنے عمل سے بھی اپنے اعتقاد کی تصدیق کر دیں بعض اوقات انسان ایک چیز کو عقیدے کی حد تک تو مان لیتا ہے لیکن اس پر عمل کرنے سے بھجکتا ہے اس لئے ایمان والوں سے صریح قرآن و ابی مویشی پڑھتی ہی چیزیں حرام ہیں سو بھی جب آدمی بھوک سے مرے لگے تو یہ بھی معاف ہیں بشرطیکہ بھکی نہ کرے یعنی نوبت اضطرازی نہیں پہنچی اور کھانے لگے اور نہ ایسی نہ کرے کہ ضرورت کھائے ۱۲ بخ الرحمن و مترجم گوید اگر کوئی کہ دین آیت حصر کردہ شد تحریم را در اشیاء مذکورہ حالانکہ در حدیث سبأ و حمار و مانند آنرا نیز حرام شدہ شد است پس وجہ تطبیق چه باشد گویم حصر اضافی است بہ نسبت بجا و سوائب کہ عام می دانند پس در ہیئہ الامام پنج چیز حرام نیست غیر اشیاء مذکورہ و در نہایت و سبأ مانند آن سخن نہ داشتند۔

ارشاد فرمایا کہ اگر واقعی دل و جان سے تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہو اور تحریمات غیر اللہ کے ذریعے شرک سے سچی تو کہہ چکے ہو تو اس بات کا عملی ثبوت بھی دو اور وہ یہ ہے کہ سائبہ بکیرہ وغیرہ کو کھاؤ اور ان سے فائدہ اٹھاؤ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ ابھی تم خالص اللہ کی عبادت نہیں کر رہے ہو بلکہ تمہارے اعمال میں ابھی شرک کا شائبہ موجود ہے۔ اور پھر اللہ کا شکر بھی بجا لاؤ جس نے تم کو یہ حلال چیزیں عطا فرمائی ہیں کیونکہ اس کا شکر بھی ایک بہت بڑی عبادت ہے اور اس کے بغیر عبادت کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی دی ہوئی حلال چیزوں کا ایک شکر یہ یہی ہے کہ انہیں شرک کا ذریعہ نہ بنایا جائے اور اپنی طرف سے ان کو حرام نہ کیا جائے۔ **۳۱** اب یہاں سے ان چیزوں کی حرمت کا بیان شروع ہوتا ہے جن کو مشرکین حلال سمجھتے تھے۔ اس آیت میں حصہ کے متنازع چیزوں کی حرمت بیان کی گئی ہے (۱) مردار (۲) پہنے والا خون (۳) خنزیر (۴) نذر غیر اللہ۔ اب ایک شرکال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں استما کلمہ حصہ استعمال کر کے حرام چیزوں کو صرف چار میں بند کر دیا ہے حالانکہ ان چار چیزوں کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں حرام ہیں جن کی حرمت خود قرآن میں اپنی اپنی جگہ مذکور ہے تو پھر اس حصہ کا کیا مطلب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں چھپالیوں کی حلت و حرمت کا کوئی قانون بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ مقصود صرف مشرکین کی غلط فہمی کی تردید ہے۔ مشرکین نے بکیرہ، سائبہ اور وصلہ وغیرہ کو جن کا ذکر سورہ مائدہ میں آئے گا، اپنی طرف سے حرام کر رکھا تھا تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن چیزوں کو تم نے حرام ٹھہرا رکھا ہے وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حرام تو صرف یہ اشیاء ہیں۔ لیکن لہذا ان الایۃ قصیرۃ الخ صریحاً صاف ذکر مطلقاً کیا ہوا لفظاً اور... بل مقید بما اعتقد وہ حلال اور وہ حلال (۲) حیثیت سے مراد وہ جانور ہے جو ذبح کے یا ہلاک کے بغیر از خود مر جائے یا اسے ذبح کر لیا جائے لیکن وہ ذبح شرعی طریقہ کے مطابق نہ ہو۔ وہی القمات من غیر ذکوة شرعیۃ (روح ملاحظہ) جس طرح مردار کا گوشت کھانا حرام ہے اسی طرح اس کے باقی تمام اجزاء سے فائدہ اٹھانا بھی جائز نہیں۔ البتہ اس کے بال، ہڈی بشرطیکہ اسے تمام رطوبتوں سے پاک صاف کر لیا گیا ہو اور اس کا چمڑہ دباغت (زرنگائی) کے بعد پاک ہیں۔ ان کا استعمال جائز ہے اور کوم (خون) سے مراد دم مسفوح ہے یعنی وہ خون جو جانور کے بدن کے کسی حصہ سے بہہ کر نکلے جیسا کہ ذبح کے وقت رگوں سے خون نکلتا ہے۔ وکعبہ الخنزیر خنزیر کے تمام اجزاء یعنی گوشت کھال، ہڈی، چربی، بال وغیرہ سب حرام ہیں۔ اس کے بدن کے کسی حصہ سے انتفاع جائز نہیں کیونکہ وہ نجس لعین ہے اور گوشت کی تفصیص صرف اس لئے کی گئی ہے کہ گوشت ہی جانور کا مقصود ہے اور ضروری حصہ ہوتا ہے جب وہ حرام ہے تو باقی اجزاء بطریق اولیٰ حرام ہوں گے۔ ان محرمات میں سے جو بھی چیز مآ اھل بہ لایخیر اللہ ہے اھل اھلاد سے ہے جس کے معنی آواز بلند کرنے اور شہرت دینے کے ہیں۔ الاھلال اصلہ دفع الصوت (کبیر صفحہ ۲) یعنی وہ جانور بھی حرام ہیں جنہیں غیر اللہ کے نام پر شہرت دیدی جائے۔ اور غیر اللہ کی تعظیم اور خوشنودی کے لئے نامزد کر دیا جائے۔ مثلاً اگر کسی مشرک نے اپنے محبوب کے لئے بکریا مرغانا مراد کر دیا یا کسی مسلمان نے کسی نبی یا ولی کے لئے کوئی جانور نامزد کر دیا اور مقصد یہ رکھا کہ یہ راضی ہو جائیں گے اور میری حاجت پوری کر دیں گے یا مشکل آسان کر دیں گے تو یہ جانور حرام ہیں اگر اسی نیت سے ان کو ذبح کیا گیا اور ذبح کے وقت خدا ہی کا نام لے کر ان کی گردن پر چھری چلائی تو پھر بھی یہ حلال نہیں ہوں گے۔ کیونکہ اس مشرک کی نیت کی وجہ سے وہ جانور حرام ہو گیا ہے۔ لہذا اب خدا کا نام لے کر ذبح کرنے سے وہ حلال اور پاک نہیں ہوگا۔ جس طرح کتا اور خنزیر خدا کا نام لے کر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح غیر اللہ کی تعظیم اور خوشنودی کی خاطر نامزد کیا ہوا جانور بھی خدا کا نام لے کر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو سکتا۔ جو شخص غیر اللہ کے تقرب اور رضا کے لئے ایسا کرتا ہے یعنی غیر اللہ کے لئے جانور کو نامزد کر کے پھر اسی نیت پر اسے ذبح بھی کر دیتا ہے تو وہ شخص مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور وہ ذبیحہ حرام ہوتا ہے۔ قال العلماء لوان مسلماً ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحها التقرب الی غیر اللہ صادمۃ وذبیحۃ ذبیحۃ صادمۃ (کبیر صفحہ ۲) نیشاپوری صفحہ ۲ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی فتاویٰ عزیزیہ میں رقمطراز ہیں کہ:-

در حدیث صحیح وارد شدہ کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی ہر کہ ذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواہ در وقت ذبح نام خدا بگوید یا نہ۔ زیرا کہ چون شہرت داد کہ اس جانور بلے فلانست ذکر نام خدا بوقت ذبح فائدہ نہ کر دہے آں جانور منسوب باں غیر گشت و خستہ دلاں پیدا شد کہ زیادہ از خستہ مردار است و ہر گاہ ایں خستہ دروے سرایت کر دہد دیگر مذکور نام خدا و نہ حلال نمی شود و مانند سنگ و خوک کہ اگر بنا خداوند مذکور شود حلال نمی گردند۔ (فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۱)

صحیح حدیث میں ہے کہ جو شخص جانور ذبح کرنے سے غیر اللہ کا تقرب چاہے وہ ملعون ہے ذبح کے وقت خدا کا نام لے یا نہ لے کیونکہ جب اس نے مشہور کر دیا کہ یہ جانور فلاں غیر خدا کے لئے تو ذبح کے وقت خدا کا نام لینے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ جب وہ جانور بطور نذر و منت غیر خدا کی طرف منسوب ہو گیا تو اس میں مردار سے بھی بڑھ کر نجاست پیدا ہو گئی اور اس میں اس طرح گھس جائے گی کہ اب وہ خدا کا نام لے کر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوگا۔ جس طرح کتا اور خنزیر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوتے۔

اس کی مزید تحقیق سورہ مائدہ میں آئے گی۔ **۳۲** انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس آیت میں اضطرابی حالت کا حکم بیان فرمایا کہ اگر کوئی شخص بھوک سے مر جا رہا ہو اور کھانے کے لئے کوئی حلال چیز موجود نہ ہو، یا کسی کو کسی ظالم و جاہل نے حرام چیز کھانے پر مجبور کیا ہو اور نہ کھانے کی صورت میں جان کا خطرہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں مذکورہ بالا احرام چیزوں مثلاً غیر اللہ کی نیاز وغیرہ میں سے بقدر ضرورت کھالے تو اسے گناہ نہیں چکا وھذہ الضرورة لها سببان احدهما الجوع الشدید وان لا یجد ما کولاً حلالاً لیسد بہ الریق فعند ذلک یمکن مضطراً الشانی اذا اکرهہ علی تناولہ مکروہ فیحل لہ تناولہ (کبیر صفحہ ۱) مگر اس اجازت کے ساتھ دو قیدیں بھی لگا دیں ایک غیر باغی اور دوسری ولاعادی۔ غیر باغی کا مطلب یہ ہے کہ صرف بوقت ضرورت کھالے اور بلا ضرورت نہ کھالے اور ولاعادی کا مطلب ہے کہ بقدر سد ریق کھالے اور ساتھ نہ لے جائے مگر آج کل عرسوں میں کیا ہوتا ہے غیر اللہ کی نیازیں پیٹ بھر کر کھاتے ہیں اور بھلے طور پر کھاتے ہیں ان کو کھانے کے لئے ان اللہ عفوہ رحیمہ جو تمہارے گناہوں پر بھی بعض اوقات مواخذہ نہیں کرتا اور مشکل اوقات میں آسانیاں بہم پہنچا دیتا ہے **۳۳** نذر غیر اللہ کے احکام بیان کرنے کے بعد اب ان لوگوں کے لئے زجر اور تحویل اخروی بیان فرمائی جو نہ صرف یہ کہ نذر غیر اللہ کے احکام چھپاتے ہیں بلکہ خود غیر اللہ کی نذر میں نیازیں کھاتے بھی ہیں جن کو اللہ نے صاف صاف حرام فرمایا ہے۔ آج کل جو مولوی اور گدی نشین نذر دنیا کا صحیح مسئلہ بیان نہیں کرتے بلکہ خود غیر اللہ کی نیازیں منے سے کھاتے ہیں ان کے لئے بھی آخرت میں یہی سزا مقرر ہے۔ یہ آیت اگرچہ یہود کے حق میں نازل ہوئی تھی جو تورات میں بیان کے ہوئے حلت و حرمت وغیرہ کے احکام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تورات میں بیان کردہ اوصاف چھپاتے تھے لیکن اس کا حکم عام ہے اور امت محمدیہ صلی علیہا الصلوٰۃ والسلام کے علماء کو بھی شامل ہے جو خدا کی کتاب کے احکام کا حقہ لوگوں تک نہیں پہنچاتے خصوصاً توحید کے اثبات اور شرک و بدعت اور نیازات غیر اللہ کی تردید کے متعلق قرآنی آیات کو لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرتے۔ اور اس حق پوشی سے ان کا مقصد صرف دنیا کی حقیر دولت کمانا اور اپنی گدیوں کو محفوظ کرنا ہوتا ہے کیونکہ حق بتلے سے جائز نذر دنیا کی تمام آمدنیاں بند ہو جاتی ہیں اس لئے ان دنیوی منافع اور آمدنیوں کو بحال رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نذر غیر اللہ کے خدائی احکام کو لوگوں سے چھپائیں کیونکہ اگر عوام کو معلوم ہو جائے کہ غیر اللہ کی نذر دنیا دہن میں ناجائز اور حرام ہے تو پھر وہ کیوں انہیں نذر نیازیں پیش کریں گے۔ **۳۴** حق چھپانے کی وجہ سے جو قسمیں، نذریں اور ہدیے ان کو ملتے ہیں۔ یہ سب جہنم کی آگ ہیں اور یہ ظالم دنیا میں یہ چیزیں کھا کر جہنم کی آگ سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ چونکہ یہ چیزیں جہنم کی آگ ہیں، جلتے کا سبب اور موجب ہیں تو گویا جہنم کی آگ ہیں۔ لہذا لما اکل ما یوجب النار فکانہ اکل النار (کبیر صفحہ ۲) **۳۵** ان سے کام

النَّارُ ۱۵۰ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ

دور پر ۱۵۰ یہ اس واسطے کہ اللہ نے نازل فرمائی کتاب سچی اور

الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۱۵۱ لَيْسَ

جنہوں نے اختلاف کیا کتاب میں وہ بیشک مندر میں دور جا پڑے اللہ کی نیکی کچھ بھی

الْبَرَّانِ تَوَلَّوْا أوجُوهَكُمْ قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ

ہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف اللہ مگر لیکن

الْبَرَّانِ تَوَلَّوْا أوجُوهَكُمْ قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ

بڑی نیکی مگر تو یہ ہے جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور

الْكِتَابِ وَالسَّبِيحِينَ وَأَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ

سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر ۱۵۱ اور مال اس کی محبت پر ۱۵۱ رشتہ داروں کو

وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَ

اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور

فِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ

گردنیں چھڑانے میں ۱۵۲ مگر اور قائم رکھے نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور پورا کر دیوالی

بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ۱۵۳ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ

اپنے اقرار کو جب عہد کریں ۱۵۳ اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں

وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ

اور لڑائی کے وقت ۱۵۴ یہی لوگ ہیں سچے ۱۵۴ اور یہی ہیں

الْمُتَّقُونَ ۱۵۵ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ

پر ہمیں بزرگوار اے ایمان والو فرض ہوا تم پر

الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ ۱۵۶ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ

قصاص ۱۵۶ برابری کرنا مقتولوں میں ۱۵۶ مگر آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام مگر

منزل ۱

نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ قیامت کے دن خدا کی رحمت و شفقت سے محروم کر دیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ مہربانی اور رحمت کے ساتھ ان سے کلام نہیں کرے گا بلکہ حکم ہوگا اخسوا (دفع ہو جاؤ) اور انہیں
نیازیں کھانے اور دوسرے گناہوں کی میل اور گندگی سے پاک نہیں کرے گا۔ اے لایطہرہم من دنس الذنوب (روح ص ۲۵) اُولَٰئِكَ الَّذِينَ اسْتَرَوْا الصَّلَاةَ۔ ان لوگوں نے تو حق چھپا کر ہدایت کے عوض گمراہی
خرید لی۔ کتاب اللہ جس کے احکام سراسر حق و ہدایت تھے اور جس میں نذر و نیاز غیر اللہ کی حرمت ہو تو وہ بھی اسے چھپایا اور ہدایت کی جگہ گمراہی پھیلانی محض دنیا کی حقیر دولت اور گدیوں کی حفاظت کی خاطر بسبب کتمان
الحق بسطامع الدنیا والافاضال الدنیویۃ (روح ص ۲۵) اگر یہ لوگ نذر غیر اللہ کا مسئلہ جس کی حرمت ان کی کتاب میں بصراحت مذکور ہے اور اسی طرح دیگر مسائل کو بیان کرتے اور ان پر عمل پیرا ہوتے تو ان کے لئے
معفرت تھی لیکن انہوں نے یہ مسئلہ چھپایا اور عملاً اس کی خلاف ورزی کی اس وجہ سے ان کے لئے عذاب ہے۔ انہوں نے تو بتایا میں تو ہدایت کے بجائے گمراہی اختیار کی اور آخرت کی زندگی کے لئے جو سب سے بڑی

نعمت ہدایت یافتہ ہونے کی صورت میں ان کے لئے مقدر تھی اسے
گمراہی اختیار کر کے عذاب دائمی سے تبدیل کر لیا۔ ۱۵۹ یہ فعل
التعجب ہے یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہنم کا عذاب برداشت کر نیکی
کے لئے وہ بہت دلیر ہیں جی تو وہ بے کھنگے کتمان حق کئے جا رہے ہیں۔
اور خدا کے عذاب کی ذرا پرواہ نہیں کرتے مگر اللہ تعالیٰ انہیں علی النار
اذ یعملون عملاً یؤدی الیہا (قرطبی ص ۲۳) ۱۶۰ ذَٰلِكَ
سے مذکورہ عذاب کی طرف اشارہ ہے اور بان۔ لیستیقنوا محذو
کے متعلق ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ
الْحَقُّ (حجۃ ۱) اے لتستیقنوا بان اللہ الحق اور ایک جگہ فرمایا
ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ (انفال ۲۵) اور
الْكِتَابِ سے جس کتاب مراد ہے۔ الکتب جنس ہے۔
الحق سے مراد سچائی یا دلیل اور حجت ہے۔ بالحق ای بالصدق
وقیل بالحجة (قرطبی ص ۲۳) اور بالحق میں بالمعنی لام
ہے اور اس کے بعد مضاف محذوف ہے اے لظہار الحق وادام
یعنی یہ عذاب اس لئے دیا جائے گا تا کہ ان کو یقین ہو جائے کہ اللہ
نے ان پر اظہار حق کے لئے کتاب نازل فرمائی جس میں نیابت غیبت
کی حرمت کا بیان تھا مگر وہ باز نہ آئے کیونکہ وہ محض ضدی اور
معاند تھے۔ ۱۶۱ اب جن لوگوں نے ہماری کتابوں میں اختلاف
پیدا کیا ہے اور ان کے تمام احکام کو قبول کرنے میں تامل کیا ہے
ان لوگوں کے پاس نہ کوئی صحیح دلیل ہے اور نہ کوئی معقول عذر۔
انہوں نے محض شدید مخالفت کی بنا پر ایسا کیا ہے اور یہ مخالفت
قبول حق سے بہت دور ہے اور ضد و عناد کی حد تک پہنچی ہوئی ہے
تو جو لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کو چھپائیں اور گمراہی کی
راہ اختیار کریں۔ ان کی یہی سزا ہے۔ چنانچہ یہودی علماء اور ان کے
قصاص لیا کہ دتا کہ پیر جو بھی طرح جانتے ہیں کہ نذر غیر اللہ کی حرمت ان کی توہرات میں موجود
ہے مگر اس کے باوجود وہ اس کو چھپاتے ہیں وہ محض ضد و عناد کی
بنا پر ایسا کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے وہ اس عذاب شدید کے مستحق
تھے اے گمراہ یہی حال بعض موجودہ پیروں اور گمراہی نشینوں
کا ہے جو محض ضد و عناد کی وجہ سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ یہاں فرمایا کہ

ما یعنی یہ دنیا میں
گمراہی اور آخرت میں
عذاب اس لئے ہے
کہ بعض عمائد کو
سے کتاب اللہ
حکم کو چھپو
مذمت کے خاطر
فی قولہ کہ مسئلہ
کی زبردستی پر
مراد سے اصحاب
پر منصوب علی المدح
بہ حجت حق کی وجہ
سے اے ذوالیقینوں
پر ہمیں بزرگوار
استدلالی شان ظاہر
کرنے کے اعتبار
میں عنوان تعمیر
سے نصب کی طرف
تبدیل کیا گیا
مذمت کے دور
تقصیر کی ابتداء
سے بعد انتظامی
قصاص لیا کہ دتا کہ
ملک قتل و غور زنی
سے محفوظ ہو جائے

جنہوں نے اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے محض ضد و عناد کی وجہ سے اختلاف کیا ہے اور دوسری جگہ فرمایا کہ اختلاف صرف بڑے بڑے عالموں اور پیروں نے کیا ہے وَمَا اخْتَلَفَ إِلَّا الَّذِينَ آذَنُوا قَبْلَ ۱۶۲
اولیک اور جگہ فرمایا کہ ان علماء اہل کتاب نے اختلاف جان بوجھ کر کیا وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ آذَنُوا قَبْلَ ۱۶۲ لَفْظاً بَرّ عام ہے اور نیکی
کی تمام انواع کو شامل ہے۔ البر جامع لافوا الخیر والطاعات المقربۃ الی اللہ تعالیٰ والخطاب لاهل لکتابین (روح ص ۲۵) اس آیت میں یہود و نصاریٰ کو خطاب ہے۔ بحث رسالت کے اختتام
موضع قرآن و یہود نے اپنی کتاب میں سے نبی آخر زمان کی صفت چھپا ڈالی اور بہت آیتوں کے معنی بدل ڈالے غرض دنیا کے واسطے ۱۶۳

فتح الرحمن ۱۶۳ یعنی توجہ بہت مشرق و مغرب چنانکہ یہود و نصاریٰ زعم میکنند نیکو کلمے معیت بلکہ نسخہ شدہ است ۱۶۴ یعنی صاحب آن نیکو کاری کہ ملہائے دلائل اختلاف نہ اندازت ۱۶۵ یعنی
در آزادی بندگان یا خلاصی مکاتیب ۱۶۶ یعنی اعتبار مماثلت در کثرت کماں ۱۶۷ یعنی مثل اوست در حکم ۱۶۸ یعنی مثل اوست در حکم ۱۶۹

پہر بخوبی قبلہ کے متعلق دوبارہ اہل کتاب کے خیال کی تردید فرمادی ہے۔ بخوبی قبلہ کے معاملہ کو اہل کتاب بڑے شہ و مد کے ساتھ بیان کرتے تھے اور اس کے ذریعہ لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متفر کرنے کی کوشش کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تاکید ان کا دوبارہ رد فرمایا ہے۔ یہودی مغرب کی طرف بیت المقدس کو صبح قبلہ سمجھتے تھے اور عیسائی جانب شرق کو کیونکہ حضرت مریم درود کے وقت شہر شرق کی جانب نکلی تھیں اور دونوں گروہوں کا عقیدہ تھا کہ ان کا قبلہ صبح ہے باقی تمام قبلے غلط ہیں۔ اور اصل نیکی نہیں ہے بلکہ اصل نیکی تو خالص ایمان اور عمل صالح یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کو ماننا اور ان کی تعمیل ہے وہ ہر سمت منہ کرنے کا حکم دیدے ہیں وہی اصل قبلہ ہے نیز اس میں ان مشرک اقوام کی بھی تردید ہے جو ان بتوں کو غیر و شر اور موت و حیات کا منبع و مصدر سمجھ کر مقدس جانتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ ۳۳۳ البتہ چونکہ معنی ہے اور من امن ذات ہے جو اس پر محمول نہیں ہو سکتی اس لئے یہاں یا تو البتہ سے پہلے ذیٰ — محذوف ہے یا من آمن سے پہلے

البقرة ۲

۸۶

سیقول ۲

وَالَّذِينَ بِالْأُنثَىٰ ظَنُّوا أَنَّهُم مِّنْ عِزِّي لَهُم مِّنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَأَتَوُا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ وَالَّذِينَ مَنَعُوا آلَهُم مَّا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِن رَّبِّهِمْ فَهُمْ يَكْفُرُونَ

اور عورت کے بے عورت نہ سمجھتے تھے کہ اس کے بھائی کی طرف سے ۳۳۳ کچھ بھی ملے تو بوجہ لڑکی کرنی چاہیے

بِالْمَعْرُوفِ وَأَذْأَرْ إِلَيْهِ بِأَحْسَنِ ذَلِكَ تَخْوِيفٌ مِّنْ

مواظف دستور کے مک اور ادا کرنا چاہیے اس کو خوبی کے ساتھ ۳۳۳ دتا یہ آسانی ہوتی تھامے

رَبِّكُمْ وَرَحْمَةً مِّنْ عَذَابٍ لِّمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ عَذَابٌ

رب کی طرف سے اور مہربانی پھر جو زیادتی کرے اس فیصلہ کے بعد تو اس کے لئے ہے عذاب

الْيَمِّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ

درناک و اور تمہارے واسطے قصاص میں زندگی ہے اے عظماء و

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۚ كَتَبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ

تاکہ تم بچتے رہو ۳۳۳ و مک فرض کر دیا گیا تم پر جب حاضر ہو کسی کو تم میں

الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ

موت بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال ۳۳۳ وصیت کرنا ماں باپ کے واسطے اور

الْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۚ فَمِنْ

رشتہ داروں کے واسطے انصاف کے ساتھ یہ حکم لازم ہے پر ہیز گاروں پر مک پھر جو کوئی

بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا أَشَدُّ عَلَى الَّذِينَ

بدل دے وصیت کو بعد اس کے حسن چکا تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے

يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ فَمَنْ خَافَ مِنْ

اس کو بدلا بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے مک پھر جو کوئی خوف کرے

مَوْصٍ جَنَفًا أَوْ أَشْأَفَ صَلَاحَ بَيْنِهِمْ فَلَا إِثْمَ

وصیت کرنے والے سے طرفداری کا یا گناہ کا پھر ان میں باہم صلح کر ادرے ۳۳۳ تو اس پر کچھ گناہ

عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

انہیں بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے مک اے ایمان والو!

مَنْ لَّمْ يَجِدْ دِينَكَ فَارْتَدَّ عَلَىٰ رَأْسِهِ

۱۲

مَنْ لَّمْ يَجِدْ دِينَكَ فَارْتَدَّ عَلَىٰ رَأْسِهِ

مَنْ لَّمْ يَجِدْ دِينَكَ فَارْتَدَّ عَلَىٰ رَأْسِهِ

مَنْ لَّمْ يَجِدْ دِينَكَ فَارْتَدَّ عَلَىٰ رَأْسِهِ

مَنْ لَّمْ يَجِدْ دِينَكَ فَارْتَدَّ عَلَىٰ رَأْسِهِ

مَنْ لَّمْ يَجِدْ دِينَكَ فَارْتَدَّ عَلَىٰ رَأْسِهِ

مَنْ لَّمْ يَجِدْ دِينَكَ فَارْتَدَّ عَلَىٰ رَأْسِهِ

مَنْ لَّمْ يَجِدْ دِينَكَ فَارْتَدَّ عَلَىٰ رَأْسِهِ

مَنْ لَّمْ يَجِدْ دِينَكَ فَارْتَدَّ عَلَىٰ رَأْسِهِ

سیقول ۲

البقرة ۲

۸۶

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

۳۳۳

طرح نہ ہو جو خدا پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو خدا کے شریک سمجھتے تھے اور انہیں پکارتے تھے والہماذہذا الایمان ایمان خال عن شائبۃ الاشراک لا کایمان الیہود والنصارى الفاضلین عزیز ابن اللہ والمسیح ابن اللہ (روح ۳۵ ج ۲) اسی طرح فرشتوں، پیغمبروں اور کتابوں پر بھی بلا تفریق ایمان لائے۔ ایسا نہ ہو کہ بعض فرشتوں اور پیغمبروں کو مانے اور بعض سے عداوت رکھے اسی طرح بعض کتابوں کو مانے اور بعض کو نہ مانے۔ ایسا ایمان قابل قبول نہیں ۳۳۴ اب یہاں سے اعمال صالحہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔ اعمال کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کا تعلق مال خرچ کرنے سے ہے۔ دوسرے وہ جن کا تعلق انسان کے بدن سے ہے۔ حجتہ کی ہنمیر المال کی طرف راجع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مال و دولت کی محبت کے باوجود وہ اسے خرچ کرے۔ ذوی القربی۔ یہ اتنی کامفعل ہے اور رشتہ دار سے مراد غریب اور محتاج رشتہ دار ہیں والبتامی یتیم کی جمع ہے اور یتیم ہر اس نابالغ کو کہتے ہیں جس کا باپ مرچکا ہو جب یتیم کا اپنا کوئی مال نہ ہو۔ تو اس کی پرورش بھی اسکے قریبی رشتہ داروں پر لازم ہے۔ والمسلکین مسکین کی جمع ہے یعنی حاجت مند اور محتاج وابن السبیل یعنی مسافر جو سفر میں بے خرچ ہو جائے اگرچہ اس کے گھر میں مال موجود ہو والذین اس سے مراد بھی حاجت مند لوگ ہی ہیں تو مساکین اور سائلین میں یہ فرق ہے کہ مساکین وہ ہیں جو کسی سے نہ مانگیں اور سائلین وہ ہیں جو مانگ لیں۔ اہل الحاجة شہر ضرر بان منہج من یکف عن السؤال وهو المارہلہنا ومنہم من یسأل ویبتسط وهو المارہلہ بقولہ والسائلین (کبیر فہم ۲ ج ۲) ۳۳۵ رقبۃ کی جمع ہے اور رقبہ سے مجازاً شخص مراد ہے۔ الرقبۃ مجازاً عن الشخص (روح ۳۵ ج ۲) رقبہ میں خنجر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں چھڑیا جائے۔ ای فی تخلص الرقاب وفکا کما در روح ۳۵ ج ۲ یہاں فکر رقبہ سے بعض مفسرین نے غلاموں کو آزاد کرانا اور بعض نے قیدیوں کو چھڑانا مراد لیا ہے مگر عموم لفظ اس بات کا مقتضی ہے کہ اس سے یہ دونوں مراد ہوں اور ان کے علاوہ وہ مقروض جو موجود ہو اور مشرک نہ ہو اس کی امداد کرنا بھی اس میں شامل ہو۔ یہاں تک مالی صدقات کا ذکر تھا۔ اب آگے نماز کا ذکر ہے جو تمام عبادات بدنیہ میں سب سے اعلیٰ ہے۔ وأقام الصلوة اقامت صلوة کا مفہوم ویقیمون الصلوة کے تحت گذر چکا ہے۔ وآتی الزکوۃ پہلے نفل صدقات کا ذکر تھا یہاں فرضی صدقہ یعنی زکوۃ کا ذکر فرمایا ہے۔ والادبا للصلوة المفروضة کا لزوۃ فی وآتی الزکوۃ بناء علی ان المراد ہما من ایتاء المال نوافل للصدقات (روح ۳۵ ج ۲) ۳۳۶ عقائد و اعمال کی تصحیح کے بعد اب جن اخلاق کا ذکر کیا جا رہا ہے اور عہد سے یہاں کوئی خاص عہد اور نہیں بلکہ اس سے ہر وہ عہد مراد ہے جو کسی انسان نے کسی دوسرے انسان سے کیا ہو یا اللہ تعالیٰ سے کیا ہو۔ ای فیما بینہم و بین اللہ تعالیٰ و فیما بینہم و بین الناس دقطنی قہقہ والظاہر حمل العہد علی ما یشمل حقوق الحق وحقوق الخلق (روح ۳۵ ج ۲) انسانوں سے کئے گئے صرف ان وعدوں کا پورا کرنا جائز اور لازم ہے جو شریعت کے خلاف نہ ہوں۔ خلاف شریعت کام کے متعلق وعدہ پورا کرنا جائز نہیں۔ خدا سے کئے ہوئے عہد میں خدا کے نام کی نذر اور خدا کے نام کی قسم بھی شامل ہیں۔ اگر خدا کے لئے نذر مانی ہے تو اسے پورا کرنا واجب ہے البتہ غیر اللہ کی نذر و منت ناجائز اور شرک ہے اور کوئی جہالت سے مان بیٹھے تو اس سے توبہ کرے اور اس کو پورا نہ کرے۔ اسی طرح اگر کسی نے خدا کے نام کی قسم کھائی ہے اگر وہ ناجائز کام پر نہیں تو اسے ضرور پورا کرے اگر ناجائز کام پر ہے تو قسم توڑ دے۔ غیر اللہ کے نام کی قسم کھانی درست نہیں۔ ۳۳۷ الصبرین منسوب علی المدح اور اس کا عامل محذوف ہے یعنی امدح۔ الصبرین کو ما قبل سے اس لئے جدا کیا گیا ہے تاکہ صابرین کی مزید فضیلت ثابت ہو جائے الباساء والضراء دونوں کے معنی شدت اور تکلیف کے ہیں لیکن باساء کا تعلق مال سے ہے یعنی فقر و فاقہ وغیرہ اور ضراء کا تعلق بدن سے ہے جیسے بیماری الباساء فی الاموال کا فقر والضراء فی الانفس کا لمرض (مبضادی ۳ ج ۲) اور الباس سے مراد جنگ و جہاد العدو (روح ۳۵ ج ۲) مطلب یہ کہ صرف آرام سے نماز پڑھنے ہی سے کام نہیں چلے گا بلکہ جہاد بھی کرنا پڑے گا۔ اور مال و جان میں تکلیفیں بھی برداشت کرنی پڑیں گی اس آیت میں جہاد کی ترغیب ہے۔ ۳۳۸ اولک سے مذکورہ بالا صفات یعنی تصدق لوگ مراد ہیں یعنی نیکی کے سچے طالب تو وہ لوگ ہیں جن میں ایمان و عمل (یعنی اللہ کے احکام کو دل و جان سے مننے) اور حسن اخلاق کی مذکورہ بالا تمام خوبیاں موجود ہوں نہ کہ وہ لوگ جنہوں نے مشرک و مغرب کی طرف منہ کرنے کو ہی نیکی سمجھ رکھا ہے اور اپنی ہند پر اڑے ہوئے ہیں۔ اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔ یہ آیت تمام اعمال خیر کی جامع ہے۔ اس میں تمام بنیادی عقائد اور ضروری اعمال آگئے ہیں اس کی ظاہر سے یہ آیت اصول دین میں سے ایک بہت بڑی اصل ہے۔

حصہ دوم

(۱) جہاد فی سبیل اللہ (۲) انفاق فی سبیل اللہ

یہاں تک سورہ بقرہ کا پہلا حصہ جس میں توحید و رسالت کا بیان تھا ختم ہو گیا۔ اب آگے دوسرا حصہ شروع ہو رہا ہے۔ اس حصہ میں دو مسئلے بیان کئے گئے ہیں جن کا تعلق عمل سے ہے ایک تمہید جہاد فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں اللہ کی توحید اور اس کے دین کی خاطر کرنا اور دوسرا انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کے دین کی خاطر اپنی دولت خرچ کرنا۔ اصل مسائل شروع کرنے سے پہلے امور انتظامیہ بیان فرمائے ہیں۔ کیونکہ باہمی نظم و ضبط اور محبت والہ کے بغیر اجتماعی قوت کے ساتھ جہاد ناممکن ہے اور امور انتظامیہ کی پابندی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ انسان کے دل میں خدا کا خوف اور اس کا باطن درست اور اس کی نیت نیک ہو اس لئے امور انتظامیہ کے ساتھ اور ان کے درمیان چند امور مصلحہ کا ذکر فرمایا۔ مثلاً نماز، روزہ، حج۔ اس کے بعد جہاد کا ذکر ہے اور جہاد کے حکم کے ساتھ ساتھ امور مصلحہ بھی ذکر ہو رہے ہیں۔ تاکہ روزہ سے باطن کی صفائی حاصل ہو جائے اور حج کے موقع پر بیت اللہ میں حاضر ہو کر اللہ سے فتح کے لئے دعا کرو کیونکہ وہاں دعا قبول ہوتی ہے اور نماز سے باہمی محبت پیدا ہوگی۔ ۳۳۹ امور انتظامیہ میں سے یہ پہلا امر انتظامی ہے۔ یہودیوں کے مذہب میں قتل کی سزا صرف قتل ہی تھی۔ معافی کی صورت کوئی نہیں تھی۔ عیسائیوں کے یہاں بس ایک ہی عفو و درگزر کا قانون تھا۔ قصاص نہیں تھا۔ عرب میں قصاص اور عفو دونوں چیزیں موجود تھیں لیکن ان میں بہت افراط و تفریط سے کام لیا جاتا تھا۔ اگر قاتل کوئی معمولی آدمی ہوتا اور مقتول بڑا خاندانی تو اس کے عوض قاتل کے قبیلہ سے کئی آدمی قتل کر دیے جاتے تھے۔ اس طرح بڑے لوگ اپنے زحموں کے عوض بھی گئی گئی دیتیں وصول کرتے تو اللہ تعالیٰ نے قصاص اور دیت کے احکام نازل فرما کر ان تمام بے اعتدالیوں کی اصلاح فرمادی۔ قصاص کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے ساتھ وہی کچھ کیا جائے جو اس نے دوسرے کے ساتھ کیا ہو (کبیر فہم ۲ ج ۲) روح ۳۵ ج ۲) یہاں مراد یہ ہے کہ قاتل کو مقتول کے بدلے قتل کیا جائے اور قصاص صرف حکومت ہی لے سکتی ہے عوام کو اختیار نہیں ہے کہ وہ خود اپنے مقتولین کا قصاص لینے پھریں کیونکہ اس سے بہت بُری بے اعتدالیوں کا دروازہ کھل جائے گا۔ علاقوں بڑھ جائیں گی اور زمین میں فساد برپا ہو جائے گا۔ اتفاقاً الفتویٰ علی اند لا یجوز لاحد ان یقتل من احد حقہ دون السلطان ولین للناس ان یقتل بعضہم من بعض (دقطنی ۳۵ ج ۲) ۳۴۰ حنفیہ کے نزدیک اگر کسی نے آزادانے غلام کو یا کسی مردے کو قتل کر دیا تو غلام کے بدلے آزاد اور عورت کے بدلے مرد کو قصاص میں قتل کیا جائے گا حضرت علی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما، سعید بن مسیب، ابراہیم خنی، سفیان ثوری، ابن ابی لیلی، قتادہ اور حکم بن عتیبہ کا بھی یہی مسلک ہے (دقطنی ۳۵ ج ۲) امام شافعی اور دوسرے ائمہ کے نزدیک غلام کے بدلے آزاد کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ البتہ عورت کے بدلے مرد سے قصاص لیا جائے گا۔ اس آیت

سَيَقُولُ ۚ

مرو کسی اور سالہ برای کرد اللهی اس بات پر کہ تم کو بہایت فی اور سالہ ام اسان مالو کئے

الحافظ علی البیاضی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی کہ اطلاق یطریق کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں کوئی چیز بڑی مشقت سے برواشت کی جائے مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ مشکل اور مشقت سے روزہ رکھ سکیں۔ وہ فدیہ
مومنہ قرآن یعنی روزے سے سلیقہ آجاوے جی روکنے کا تو یہ جگہ روک سکے۔ **۱** اول یہ حکم اترا کہ مریض و مسافر چاہیں تو پھر قضا کر لیں اور جن کو طاق ہے یعنی بے عذر ہیں وہ چاہیں کہ قضا کریں تو بالفضل روزے کے
بدلے ایک فقیر کو کھلا دیں اور تو بھی بہتر ہے روزہ ہی پھر اس کے بعد جو آیات انہی اس میں فقط مریض و مسافر کو رخصت ملی قضا کی اور کسی کو نہیں **۲** اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا مہینہ اسی سے ٹھہرا کہ اس میں اترا قرآن میں قرآن کی
خدمت اس مہینہ میں پہلے چاہیئے اسی سبب سے رسول خدا نے تقیہ کیا تراویح کا اور آپ چند روز جماعت کر کر پھر ذکر و انوار کی قرآن میں اشارات ہیں صریح فرض نہ ہو جاوے **۱۲**
فتح الرحمن **۱** فدیہ دادن کہ عبارت از یک طعام مسکین است بیک مدوای حکم منقول است از قاسم و سعید بن جبیر و ہمیں است مذہب شافعی و دریں صورت نیز حکم است غیر منسوخ **۲** یعنی در رمضان یک فدیہ
از لوح محفوظ با آسمان دنیا فرو داما و از انجا بدفعات بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرو داما و چند سال **۱۳**

جملہ معتزہ جس میں اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے سے قرب کا بیان ہے روزہ چونکہ قرب الہی حاصل کرنے کا موجب ہے اس لئے روزہ کے بعد قرب الہی کا ذکر کیا گیا ہے نیز پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور بڑھائی کا بیان تھا اس لئے اس سے اللہ کے بعد کا تصور آسکتا تھا۔ اس لئے صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارا خدا دوسرا ہے یا نزدیک۔ اگر دوسرا ہے تو اس کو روزہ روزے پکارتے ہیں اور اگر نزدیک ہے تو آیت پکارتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ عَرَفْتُمْ مَعْنٰی ہِیْ مِیْرَہٗ قُرْبٌ اور بعد کے متعلق یعنی اے پیغمبر جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں کہ آیا ہمارا رب قریب ہے یا دور، تو آپ ان سے فرمائیں کہ میں نزدیک ہوں دور نہیں ہوں۔ اس سے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ہر جگہ قریب ہے جہاں چاہو اس کی عبادت کرو اور جہاں سے چاہو پکارو لیکن مشرکین جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی قبروں پر جا کر ان کو مافوق الاسباب حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے پکارتے تھے وہ اللہ کے بندے وہاں بھی ان سے دور ہوتے تھے اور ان کی دعاء و پکار کو نہ سن سکتے تھے اور نہ ان کی حاجت روائی کی قدرت رکھتے تھے۔

۳۴ اُجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَاكَ يَہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کی دلیل بیان فرمائی ہے۔ یہاں اجابت کے معنی قبول کرنے کے ہیں اور دعا، یعنی عبادت کے اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خالص میری عبادت کرتے ہیں اور توحید کے پابند ہیں ان کی عبادت اور پکار قبول کر لیتا ہوں تو اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی عبادت اور دعا مردود ہوتی ہے ای اقبل عبادة من عبدني فالدعاء بمعنى العبادة والاجابة بمعنى القبول (قرطبی مشنہ ج ۲) **۳۵** جس طرح وہ مجھے حاجات میں پکارنے میں اور میں ان کی پکار سننا ہوں اسی طرح انہیں بھی چاہیئے کہ وہ میری دعوت ایمان و توحید قبول کریں اور میری اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ فلیستجبوا لی اذا دعوتهم للإيمان والطاعة كما فی الجیبہ إذا دعونی لحوائجهم ومدادك مثلاً ج ۱، روح مکتبہ) وَلْيُقِيمُوا آيَاتِي اور خالص ایمان پر ثبات قدم رہیں اور اس میں شرک کی ملاوٹ نہ کریں۔ امر بآلثبات والمدامدع علی الایمان (روح مکتبہ ج ۲) لَعَلَّهُمْ يُشْعِدُونَ تاکہ ان پر شہادت کے دروازے کھل جائیں اور وہ دین و دنیا کی مصالح کو سمجھ سکیں۔ ای یهدون لمصالحهم ودنیاهم (روح مکتبہ ج ۲) شروع شروع میں جب رمضان کے روزوں کی فرضیت نازل ہوئی اس وقت جس طرح دن کو کھانے پینے اور جماع سے علیحدگی کا حکم تھا اسی طرح رات کو بھی ان چیزوں سے بچنا لازم تھا۔ صرف اس قدر اجازت تھی کہ غروب آفتاب کے وقت روزہ افطار کرنے کے بعد سے لے کر سو جانے تک کھانے پینے اور جماع کی اجازت تھی۔ ایک دفعہ سو جانے کے بعد اجازت نہیں تھی اس تنگی کی وجہ سے بعض دفعہ صحابہ کرام کو بہت تکلیف اٹھانی پڑتی۔ چنانچہ حضرت قیس بن صرمہ انصاری کا واقعہ ہے کہ وہ روزہ سے تھے اور دن بھر ایک بارغ میں مزدوری کرتے رہے افطار کے وقت گھر آئے اور بیوی سے کھانے کی کوئی چیز طلب کی چونکہ کوئی چیز موجود نہیں تھی اس لئے ان کی بیوی کہیں سے کوئی چیز لینے کے لئے گئی۔ جب لیکر واپس آئی تو وہ دن کے ٹھکے ماندے سو چکے تھے اس لئے اب کچھ نہیں کھا سکے۔ صبح پھر روزہ رکھنا تھا۔ اگلے دن جب دوپہر ہوئی تو بیہوش ہو گئے۔ یہ واقعہ حضور علیہ السلام سے بیان کیا گیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی (قرطبی مشنہ ج ۲) كَيْفَ الْقَصِيرَاتِ الرَّفَّتْ كَمَا مَفْعُولٌ فِيهِ ہے اور الرفث مراد ہے۔ والرفث

کتابیہ عن الجمع لان الله عز وجل كرم يميني (قرطبي ص ۳ ج ۲) یعنی اب روزوں کی راتوں میں بیویوں سے مشغول ہونا تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔ **۱۳۳** یعنی اب رات کے وقت میاں بیوی کا باہمی اختلاط جائز ہے۔ عربی زبان میں لباس کے معنی راحت اور سکون کے بھی آتے ہیں حضرت ابن عباسؓ سے یہاں یہی مقول ہے ای ہن سکس نکم وانتم سکس لہن قالہ ابن عباسؓ (روح ص ۲ ج ۲) یعنی عورتیں تمہارے لئے آرام اور سکون کا باعث ہیں اور تم ان کے لئے۔ **۱۳۴** خیانت دراصل عہد پورا نہ کرنے سے عبارت ہے الخيانة عبادۃ عن عدم الوفاء بما يجب عليه (کبیر ص ۲ ج ۲) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اگر رمضان کی راتوں میں حرمت جماع کا حکم باقی رہتا تو تم اس کو پورا نہ کر سکتے اور تم سے اس حکم کی خلاف ورزی ہو جاتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے حرمت جماع کا حکم اٹھالیا اور بوقت شب بیوی سے مباشرت کی اجازت دیدی اس سے معلوم ہوا کہ ابھی تک صحابہ کرامؓ سے اس حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوئی تھی۔ ان المراد علم الله انکم کنتم تخفون انفسکم لودامت تلك الحرمة ومعناه ان الله يعلم انه لودام ذلك التكليف الشاق لوقوعه في الخيانة وعلى هذا التفسير ما وقعت الخيانة (کبیر ص ۲ ج ۲) فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی فرمائی اور سابقہ حکم اٹھالیا وسع علیکم ان اباح لکم الاکل والشرب والمباشرة فی کل اللیل (کبیر) بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض صحابہؓ سے خیانت یعنی حکم کی خلاف ورزی ہو گئی تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے وہ حکم اٹھالیا اور گذشتہ خیانت کا گناہ معاف کر دیا۔ **۱۳۵** مباشرت سے مراد جماع ہے اور مَا كُتِبَ لَكُمْ (جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں لکھا ہے) سے مراد اولاد ہے قال ابن عباس ومجاهد والحکم بن عتیبہ وعکرمۃ والحسن والسدی والربیع والضحاك معناه وابتغوا الولد (قرطبی ص ۳ ج ۲) یعنی اب اجازت ہے رات کو اپنی بیویوں سے مباشرت کرو اور غزلنے جو

اولاً و تہامی امت میں لکھی ہے۔ اس کی تلاش کرو۔ اس آیت سے اس طرف اشارہ ہے کہ مباشرت سے بنی مسکین کے علاوہ سب بڑے مقصد افرائش نسل ہے و کُلُّوْا و اَشْرَبُوْا یعنی اب رات کے وقت عورتوں سے مباشرت کے علاوہ تمہیں کھانے پینے کی بھی اجازت ہے۔ ۱۵۷ اس آیت میں تینوں چیزوں یعنی مباشرت، کھانے اور پینے کی آخری غایت اور حیدیان کردی ہے جس تک یتیموں کام جائز نہیں غایۃ الثلاثة الامشیاء من الجماع والاکل والشرب (بحرہ ص ۲) خیط البیض (سفید دھاری) اسے روشنی کی وہ لمبی لکیر مراد ہے جو صبح کے وقت افق کے ساتھ ساتھ نمودار ہوتی ہے اور خیط الاسود (سیاہ دھاری) سے مراد رات کی تاریکی ہے۔ الخیط الابيض هو اول ما يبد ومن الفجر ما عترض في الافق كالحيط الممتد من الخيط الاسود وهو ما يمتد من سواد الليل (ملک ص ۱) من الفجر الخیط الابيض کا بیان ہے اور اس بیان سے اس طرف اشارہ ہے کہ سفیدی سے بیان معترض یعنی صبح صادق کی سفیدی مراد ہے جو زمین کے ساتھ ساتھ پھیلتی ہے اور بیان متطیل یعنی صبح کاذب کی سفیدی مراد نہیں جو صبح صادق سے پہلے ایک لمبے خط کی صورت میں آسمان پر ظاہر ہوتی ہے۔ سیاہ دھاری سے سفید دھاری کے نمودار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رات کی تاریکی صبح صادق کی روشنی افق کے ساتھ ساتھ ظاہر ہو جائے پس اس حد تک یعنی طلوع صبح صادق تک مباشرت اور کھانا پینا جائز ہے۔ ۱۵۸ پہلے روزے کی ابتدا بیان کی۔ اب یہاں اس کی غایت کا ذکر ہے یعنی صبح

صادق سے نے کمرات کی ابتدا تک روزہ پورا کرو معلوم ہوا کہ رات روزہ میں داخل نہیں اور رات غروب آفتاب سے شروع ہوتی ہے لہذا غروب آفتاب کے ساتھ ہی روزہ ختم ہو جاتا ہے۔ غروب آفتاب کے بعد صبحی کے غائب ہونے کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ مکروہ ہے جیسا کہ پہلا میں شہور ہے۔ فظاً اهل لایۃ ان الصوم ینتہی عند دخول اللیل (کبیر صفحہ ۲۷۳) اس آیت میں اعتکاف کا حکم بیان فرمایا ہے یعنی ویسے روزوں میں رات کے وقت بیوی سے مباشرت جائز ہے مگر اعتکاف کی صورت میں رات کو بھی مباشرت جائز نہیں۔ مباشرت سے مراد جماع ہے۔ اگر رات کے وقت معتکف نے بیوی سے صحبت کر لی تو اس کا اعتکاف باطل ہو گیا۔ قُلْ حَدُّوْا اللّٰہَ۔ تِلْكَ مِنْ حُدُودِ اللّٰہِ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ احکام اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ ان کے قریب بھی مت جاؤ۔ اِیْ هٰذِهِ الْاَحْکَامُ حُدُودُ اللّٰہِ فَلَا تَخْلُوفُوهَا (قرطبی صفحہ ۳۳۲) یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے رُفْسے کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمام احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے احکام و امر و نواہی کا علم ہو جائے اور وہ اس کے اوامر و نواہی کی مخالفت سے بچ کر پرہیزگار بن جائیں۔

اعتکاف کے مسائل حنفیہ کے نزدیک رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کسی ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھنا سنت مؤکدہ ہے جس میں پانچوں نمازیں باجماعت پڑھی جاتی ہوں۔ اگر ایک محلہ میں ایک آدمی اعتکاف بیٹھ جائے تو دوسروں سے اعتکاف ساقط ہو جائے گا کیونکہ وہ سنت کفایہ ہے۔ اعتکاف کے لئے مسجد اور روزہ شرط ہے۔ اعتکاف کی حالت میں طبعی حاجات

مثلاً کھانا پینا اور قضائے حاجت کے بغیر مسجد سے نکلنا جائز نہیں بعض شرعی ضروریات کے لئے بھی مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔ مثلاً دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے جانا اگر اعتکاف والی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ اور نماز جنازہ وغیرہ۔ اگر کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے لئے مسجد سے باہر نکلے تو ضرورت سے زیادہ مسجد سے باہر نہ رہے۔ اگر بلا ضرورت مسجد سے باہر نکلا تو اس سے اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان سے اعتکاف بھی باطل ہو جاتا ہے۔ اعتکاف کی حالت میں نہ بلا ضرورت دنیوی باتیں جائز ہیں اور نہ ہی بالکل خاموش رہنا جائز ہے بلکہ ذکر اللہ، تلاوت قرآن اور صلوٰۃ و سلام میں مصروف رہنا چاہیے۔

قصاص اور وصیت دو انفرادی امر بیان کرنے کے بعد ایک امر مصلح یعنی روزہ کا بیان فرمایا۔ روزہ چونکہ تقویٰ و طہارت کی ترغیب دیتا ہے اور باطن کا تزکیہ کرتا ہے کیونکہ روزہ کے ذریعہ مسلمان

البقرة ۲

۹۲

سیقول ۲

يَتَّقُونَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ

پہچتے رہیں ﴿۱۸۷﴾ اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں با حق ﴿۱۸۷﴾ اور

تَدُلُّوْا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِكُلِّ كَلِمَةٍ تَقِيْقَامُنْ أَمْوَالِ

نہ ان کو پہنچاؤ حاکموں تک کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں

النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۸﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ

سے ظلم کر کے (ناحق) اور تم کو معلوم ہے ﴿۱۸۸﴾ تجھ سے پہچتے ہیں مال

الْأَهْلَةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ

لئے چاند کا ﴿۱۸۸﴾ کہہ دے کہ یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کیلئے ﴿۱۸۸﴾ اور

الْبِرِّ بَانَ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ

نیکی یہ نہیں کہ گھروں میں آؤ ان کی پشت کی طرف سے ﴿۱۸۸﴾ اور لیکن

الْبِرُّ مِنَ الشَّيْءِ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا

نیکی یہ ہے کہ جو کوئی دے اللہ سے اور گھروں میں آؤ دروازوں سے ﴿۱۸۸﴾ اور اللہ سے

اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ

دڑتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو ﴿۱۸۹﴾ اور لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے

يَقَاتِلُوكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۱۹۰﴾

جو لڑتے ہیں تم سے اور کسی پر زیادتی نہ کرو ﴿۱۸۹﴾ بیشک اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے زیادتی کرنے والوں کو ﴿۱۹۰﴾

وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ

اور مار ڈالو ان کو جس جگہ پاؤ ﴿۱۹۰﴾ اور نکال دو ان کو جہاں

حَيْثُ أَخْرِجُوهُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا

سے انہوں نے تم کو نکالا اور دین سے بچلانا قتل کرنے سے زیادہ سخت ہے ﴿۱۹۰﴾ اور نہ

تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يَقْتُلُوكُمْ فِيهِ

لڑو ان سے مسجد حرام کے پاس جب تک کہ وہ نہ لڑیں تم سے اس جگہ

منزل ۱

اور آخرتین جہنمیں ذلیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا جب کہ وہ بھی وقت زیارت تھا یہ چار مہینے وقت امان تھے کہ تمام عرب میں راہیں جاری ہوتیں اور لڑائی موقوف رہتی اللہ تعالیٰ ان کا حکم فرماتا ہے اس پہنچ میں اور بھی لڑائی کے حکم اور جہاد کے آداب فرماتا ہے۔ یہ جو فرمایا کہ جو تم سے لڑیں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو اس کے معنی یہ کہ لڑائی میں لڑ کے اور عورتیں اور بوڑھے قصداً نہ مارے لڑنے والوں کو ماریے ۱۲

فتح الرحمن ۱۲ مترجم گویہ ظاہر نزدیک اس بندہ آنت کہ سوال کردند از اشہر حج کہ شوال ذلیقعدہ و نہ روزہ از ذی الحجہ باشند کہ ایام حج موقت است بآنها یا نہ و کیوں از تحریفات جاہلیت آن بو کہ از حال احرام از بالا سے دیوار جستہ و یا از نقب دیوار گذشتہ بہ خانہ می آمدند و اندر دروازہ نمی آمدند پس نازل شد آیت واللہ اعلم ۱۳ و لایعنی بامروان احرام حج بندہ ۱۲ یعنی در مقابلہ او قتل جائز است ۱۲

۱۸۷ روزہ کے بعد صبح صادق سے روزہ شروع کرنا اور غروب آفتاب کے درمیان اکل و شرب اور جماع ممنوع ہے حالانکہ یہ چیزیں فی نفسہ حلال ہیں روزہ میں حلال چیزوں سے روک کر حرام چیزوں سے دور رہنے اور بچنے کا جذبہ پیدا کیا گیا ہے چنانچہ اسی مناسبت سے روزہ کے بعد اکل حرام کی ممانعت فرمائی ۱۸۸ یہاں کھانے سے لینا اور قبضہ کرنا مراد ہے۔ المراد من الاکل ما یجوز الی الخذ والاستیلا ۱۸۹ ص ۱۲۰ اہل سے مراد ہر وہ طریقہ ہے جو حرام ہو اور شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ ہو۔ والمراد من الباطل الحرام کالسرقة والغصب وکل ما لیس باذن بأخذہ الشرع ۱۹۰ تو اس تفسیر کے مطابق توحید اور حق چھپانے کی بنا پر جو نذریں نیازیں اور تحفے تحائف مؤرخ قرآن ۱۹۱ جب روزہ فرض ہوا تو مسلمان سارے رمضان عورت کے پاس نہ جاتے اور پہلی امت کی طرح راکھ کو سکر بھرنے کھاتے۔ اس پر بھی بعضے شخص نے کہہ سکے پھر حضرت کے پاس عرض کیا تم یہ آیت اتری یعنی تم اپنی چوری کرتے تھے اللہ نے منع نہیں کیا اور کھانا صبح تک رخصت ہے جب دھاری سفید پڑے وہی صبح صادق ہے اور جب تک روشنی اونچی رہے ستوں ہی وہ صبح کاذب ہے مگر اعتکاف میں رات دن عورت پاس نہ جاوے و نہ پہنچاؤ حاکموں تک یعنی کسی کے مال کی خبر نہ دو یا رشوت نہ دو کہ حاکم کو تحقیق کر کر کسی کا مال کھا جاؤ۔ و لوگوں نے حضرت سے پوچھا کیا سبب ہے چنانچہ ایک حالت پر نہیں رہتا اللہ صاحب نے جواب فرمایا کہ اس پر حال بدلتے رکھتے ہیں تا جہنم کی حد پہنچے پھر جہنم سے برس مٹھے اس پر خلق کے معاملے اور اللہ کی عبادت کو وقت مقرر ہو عبادت جو برس پر مقرر ہے ایک روزہ ہے جس کا حکم مذکور ہوا دوسرے حج اس کا حکم آگے شروع ہوتا ہے۔ کفر کی غلطیوں میں ایک یہ تھی کہ جب گھر سے نکل کر حرام باندھا حج کا پھر کچھ ضرورت ہوئی کہ گھر میں جائے تو دروازے سے نہ جاتے چھت پر چڑھ کر آتے اللہ نے اس کو غلط کیا۔ و حج کے ساتھ یہ مذکور بھی ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے جائے مان بھی اگر یہاں دشمن کو دشمن پاتا تو بھی کچھ نہ کہتا اور حج کے اول

وصول ہوں گے۔ وہ بھی باطل ذریعے کے تحت داخل ہوں گے۔ اسی طرح رشوت، جھوٹے مدعی کی وکالت اور دیگر غیر شرعی پیشوں سے جو کمائی حاصل ہوگی وہ سب اس کے تحت آئے گی۔

۱۵۱ اس کا عطف تا کلو آپ ہے یعنی نہ غیر شرعی اور حرام ذریعے سے ایک دوسرے کا مال کھاؤ اور نہ ہی اپنا مال بطور رشوت حاکموں کو دو لٹا کلو فریقاً من اموال الناس بالاثم حکم کو رشوت دینے کا مقصد ہمیشہ یہی ہوا کرتا ہے کہ جو فیصلہ اپنے خلاف جاتا ہو اسے اپنے حق میں فیصلہ کر لیا جائے اور اس طرح ناجائز طور پر ایک اصل حقدار کی حق تلفی کر کے غیر شرعی طریقے سے اس پر قبضہ کیا جائے رشوت دینے کے اس گھٹیا مقصد کو اللہ تعالیٰ نے یہاں ذکر کیا ہے یعنی اس گھٹیا اور غیر شرعی مقصد کی خاطر حاکموں کو رشوت نہ دو۔ **۱۵۲** اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تم دوسرے بھائی کی حق تلفی کر رہے ہو۔ اور اس کے مال پر ناجائز قبضہ کر رہے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص رشوت دیکر یا اپنی چرب زبانی کے ذریعے نج یا قاضی سے اپنے حق میں فیصلہ کر کر دوسرے کا مال حاصل کر لیتا ہے تو قاضی کا فیصلہ اگرچہ بظاہر نافذ ہو جائے گا مگر عند اللہ وہ شخص سخت مجرم اور اس کا مال لینا اس کے لئے حرام ہے کیونکہ قاضی یا جج کے فیصلہ سے حرام چیز حلال نہیں ہو سکتی ومن الاکل بالباطل ان یقضى القاضی لک وانت تعلم انک مبطل فالحرام لا یصدیحل ولا بقضاء القاضی لانه انما یقضى بالظاهر هذا اجماع فی الاموال (قرطبی ص ۳۳ ج ۲) **۱۵۳** اھلک

ہلال کی جمع ہے جس کے معنی نئے چاند کے ہیں بعض لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند کے بارے میں سوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ چاند سورج کی طرح ایک حال پر نہیں رہتا ہر ماہ کا چاند پہلے باریک سا ہوتا ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے چودھویں تاریخ کو پورا ہو جاتا ہے اور پھر گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دوبارہ پہلے کی طرح باریک رہ جاتا ہے۔ ذکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسئل عن زیادة الاهلة ونقصانها فی اختلاف احوالها دار بن جریر ص ۲ ج ۲) **۱۵۴** یہ اس سوال کا جواب ہے یعنی یہ چاند لوگوں کے لئے اپنے معاملات میں تعیین اوقات کا ذریعہ ہے نیز ان کے سب سے بڑے مذہبی اور سماجی اجتماع کی تعیین بھی اسی کے ذریعہ ہوتی ہے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ چاند کے گھٹنے بڑھنے کے متعلق چونکہ سوال نامناسب اور موقع اور محل کے مطابق نہیں تھا اس لئے ان کے سوال کے مطابق جواب نہیں دیا گیا بلکہ جواب میں چاند کی کمی بیشی کی حکمت بیان کر کے اشارہ فرمایا ہے کہ ایسے بیکار اور بے فائدہ سوالوں اور کاموں سے اجتناب چاہیے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ان کی ایک فضول رسم آگے بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ ایسے فضول کام نیکی میں داخل نہیں ہیں لیکن حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے یہ پوچھا تھا کہ حج کیلئے اشہرج کی تعیین ضروری ہے یا حج دوسرے مہینوں میں بھی کیا جاسکتا ہے تو اس کا جواب دیا گیا کہ اشہرج کی تعیین ضروری ہے۔ مگر اس طرح بھی آیت کا ماقبل سے کوئی ربط ظاہر نہیں ہوتا اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوال یہ تھا کہ روزہ بذات خود قرب خداوندی کا ذریعہ ہے اس کے لئے ماہ رمضان کا چاند دیکھنے کی تخصیص کیا ضروری ہے چاند دیکھ کر بغیر کوئی سے تیس دنوں کے روزے رکھ لئے جائیں تو کیا جرح ہے تو جواب دیا گیا کہ رمضان کی تخصیص ضروری ہے۔ اور اسی لئے چاند کی کمی بیشی سے بارہ ماہ معین کئے گئے ہیں تاکہ ہر شخص آسانی سے ایک ماہ کا اختتام اور دوسرے ماہ کی ابتدا سمجھ سکے۔

۱۵۵ زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ حج کے احرام کی حالت میں اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ مکان کی پھلی دیوار توڑ کر یا اسے پھاڑ کر گھر میں آتے تھے اور اس کو وہ بہت بڑی عبادت سمجھتے تھے اسلام کے بعد تو مسلمانوں نے بھی اپنی عادت قدیمہ کے مطابق ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس غلط روش سے منع فرمایا اور ان پر واضح فرمایا کہ یہ غیر معقول حرکت نیکی اور ثواب کا کام نہیں۔ ان ناسا من العرب کانوا اذا حجوا لم یدخلوا بیوتہم من ابوابہا کانوا ینقبون فی ادبارھا الخ (ابن جریر ص ۲ ج ۲) **۱۵۶** یعنی نیکی یہ نہیں کہ تم اس قسم کی جاہلانہ رسوا کی پابندی کرو بلکہ نیکی کی حقیقت تو تقویٰ ہے اس لئے تم تقویٰ اختیار کرو یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام بجالاؤ۔ اور جن کاموں سے اس نے روکا ہے ان سے بچو۔ یہ ماقبل کے لئے ایک تمثیل تھی یعنی چاند کے بارے میں سوال کرنا بالکل بے معنی اور لٹا سا سوال ہے بلکہ اسی طرح جیسا کہ حج کے موقع پر گھروں میں پھلی طرف سے داخل ہونا ایک لٹا کام ہے۔ **۱۵۷** دنیا اور آخرت میں فلاح اور کامیابی کا راز خوف خدا ہی میں مضمر ہے خدا سے ڈر کر اس کے مقرر کئے ہوئے آئین حیات کے اتباع ہی سے دین و دنیا میں کامیابی اور کامرانی حاصل ہو سکتی ہے۔ **۱۵۸** یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ سے لے کر یہاں تک تین امور انتظامیہ قصاص، وصیت، مال غیر سے اجتناب اور ایک امر مصلح یعنی روزہ کا بیان تھا اب آگے جہاد کا حکم ہے۔ **۱۵۹** رابطہ **۱۶۰** دوسرے حصہ میں پہلے تین امور انتظامیہ بیان فرمائے کیونکہ نظم و نسق اور اتحاد و باہمی کے بغیر جہاد ناممکن ہے۔ پھر ایک اور امر مصلح بیان فرمایا کہ باطن کی صفائی ہو اور امور انتظامیہ پر بخوشی عمل کیا جاسکے اب آگے اصل مضمون کا ذکر ہے یعنی امر قتال اور یہ قتال محض اللہ کی توحید کو بلند کرنے کے لئے ہے مسلمانوں نے مکہ میں پورے تیرہ برس انتہائی منظمی کی حالت میں گزارے مشرکین کی طرف سے ہر قسم کی ایذائیں اور تکلیفیں برداشت کیں۔ آخر دینیہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے مگر دشمنوں نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی اپنی مدافعت کے لئے جنگ کرنے کی اجازت دیدی۔ لیکن ساتھ ہی تین شرطیں بھی عائد فرمادیں۔ اول یہ کہ لڑائی میں پہل نہ کریں اور صرف اس صورت میں لڑیں جبکہ کفار خود لڑائی کا آغاز کریں۔ ظاہر من یناجز کو القتال ابتداء اودفعاً عن الحق (بخاری ص ۲ ج ۲) دوم لڑائی صرف انہیں سے کی جائے جو میدان جنگ میں تم سے لڑ رہے ہیں یا دشمن کو مکہ پہنچا رہے ہیں یا انہیں جنگ کی تدبیریں بتا رہے ہیں۔ اور جو لوگ لڑائی میں کسی قسم کا حصہ نہیں لے رہے ان سے تعرض نہ کیا جائے یہ دونوں شرطیں الذین یقاتلونکم سے مفہوم ہیں تیسری شرط ولا تعدوا کہ حد سے تجاوز نہ کرو۔ اس کے متعلق حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا قول ہے لا تقاتل من لا یقاتلک یعنی النساء والصبيان والرهبان (ابن جریر ص ۲ ج ۲) یعنی جو لوگ لڑنے کے قابل نہیں یا لڑائی میں شریک نہیں ہیں مثلاً عورتیں، بچے اور ان کے مذہبی رہنما وغیرہ انہیں مت قتل کرو۔ فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں) یہاں سبیل سے مراد اللہ کا دین اور اس کی توحید ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے دین کو عزت حاصل ہو اور کفر کو حیدر بلند ہو۔ ای باہد ولا یعدوا الذین واعلاء کلمتہ (روح ص ۲ ج ۲) **۱۶۱** ان اللہ لا یحب المُنَافِئین یہ حکم ماقبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ مقررہ حدود سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ **۱۶۲** ہم کی غمخیزان یقاتلونکم کی طرف آج ہے ضمیر المفعول عائداً علی الذین یقاتلونکم وهذا امر یقتلہم حیث یمام فی کل مکان (بخاری ص ۲ ج ۲) یعنی جو مشرکین تمہارے ساتھ برسرِ پیکار ہیں جب وہ تم سے لڑنے کے لئے نکل پڑیں تو جہاں کہیں بھی تمہاری ان سے مدد پھر ہو جائے تم ان سے لڑو اور قتل کرو خواہ حرم ہی میں مقابلہ کیوں نہ ہو جائے وَاخِرُ جَوَہِرُ مِنْ حَبِثٍ اَخِرُ جَوَہِرُ کہ حَبِثٌ یہاں تعلیلیہ ہے یعنی ان کو مکہ سے نکالو کیونکہ انہوں نے تم کو نکالا ہے یا ظنیرہ ہے یعنی جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے۔ وہاں سے تم ان کو نکالو۔ یعنی مکہ مکرمہ سے یا جہت نشینیہ کے لئے ہے یعنی جس طرح انہوں نے تم کو سرزمین مکہ سے نکالا ہے اسی طرح تم ان کو وہاں سے نکال دو مطلب یہ ہے کہ مشرکین کے قتل و اخراج میں سے جو ممکن ہو اس پر عمل کرو۔ والامراد افعلا کل ما یتیسر لکم من ہذین الامور فی حق المشرکین (روح ص ۲ ج ۲) **۱۶۳** یہ اقلوہم کی علت ہے اور فتنہ سے مراد مشرک ہے مشرکین نے مسلمانوں پر طنز کی تھی کہ انہوں نے حرم کعبہ کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی اور اس میں جنگ و قتال شروع کر دیا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جو بیت اللہ میں مشرک اور بت پرستی کرتے ہو وہ گناہ تو قتل اور خونریزی سے بھی بڑھ کر ہے اور اس سے زیادہ بُرا ہے۔ اللہ نے تو اپنے خلیل حضرت ابراہیم کو حکم دیا تھا کہ وہ بیت اللہ کو مشرک سے پاک رکھیں تم نے بیت اللہ کو مشرک و بت پرستی کا مرکز بنا دیا ہے۔ ای شرکھم باللہ اشد حراماً من القتل الذی عیدو کہ یہ فی شان ابن الحضرمی (بخاری ص ۲ ج ۲) **۱۶۴** وَلَا تَقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِذَا كَانُوا مِنْكُمْ يَكْفُرُوا فِی الْاَوَّلِ لَئِنْ قَاتَلْتُمُوهُمْ لَکُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (آل عمران ص ۲ ج ۲) **۱۶۵** اَلَّذِیْنَ یَقَاتِلُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیُحْصِیْہُمْ اللّٰهُ فِیْ اَوَّلِ الْاَوَّلِ (آل عمران ص ۲ ج ۲) **۱۶۶** اَلَّذِیْنَ یَقَاتِلُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فِیْ اَوَّلِ الْاَوَّلِ (آل عمران ص ۲ ج ۲) **۱۶۷** اَلَّذِیْنَ یَقَاتِلُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فِیْ اَوَّلِ الْاَوَّلِ (آل عمران ص ۲ ج ۲) **۱۶۸** اَلَّذِیْنَ یَقَاتِلُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فِیْ اَوَّلِ الْاَوَّلِ (آل عمران ص ۲ ج ۲) **۱۶۹** اَلَّذِیْنَ یَقَاتِلُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فِیْ اَوَّلِ الْاَوَّلِ (آل عمران ص ۲ ج ۲) **۱۷۰** اَلَّذِیْنَ یَقَاتِلُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فِیْ اَوَّلِ الْاَوَّلِ (آل عمران ص ۲ ج ۲)

کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے ان سے لڑیں۔ کَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ۔ ایسے ضدی اور منافق کفار کی یہی سزا ہے کہ جب وہ حرم کعبہ میں بھی شرفسادا قتل و خونریزی سے باز نہ آئیں تو وہیں ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ۳۶ یعنی اگر وہ ایمان لے آئیں اور شرک چھوڑ دیں اور جنگ قتال سے باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گزشتہ گناہ معاف فرما کر انہیں اپنی رحمت میں شامل فرمائے گا ای عن قتالکم بالایمان فان الله یغفرلہم جمیع ما تقدم ویرحمہم کلا منہم بالعرفو عما اجتمعو (قرطبی ۲/۳۳۷) وَقَاتِلُوهُمْ اِنْہُمْ یُکْفِرُوْا عَنْ عِبَادَتِیْ سُبْحَیْہِمْ اور فتنہ سے مراد شرک ہے یعنی مشرکین عرب سے اس وقت تک جہاد جاری رکھو جب تک کہ سرزمین عرب سے شرک کا بالکل خاتمہ ہو جائے اور ہر طرف صرف اللہ کی عبادت اور پرکار ہونے لگے۔ ضمیمہ المفعول عائد علی من قاتلہ وھم کفار وکفارتھما والفتنة ہہنا الشک وما تابعہ من اذی المسلمین امر وابقنا لہم حتی لا یعبدا غیر اللہ ولا یسبحوا سوا اللہ

البقرة ۲

۹۴

سیقول ۲

فَان قَاتِلُوهُمْ فَاَقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكَافِرِيْنَ ۙ (۱۹۱)

پھر اگر وہ خودی لڑیں تم سے تو ان کو مارو یہی ہے سزا کافروں کی ۱۹۱

فَاِنْ اٰتٰہُمْ اٰمَانَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۙ (۱۹۲)

پھر اگر وہ باز آئیں تو بیشک اللہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۱۹۲

حَتّٰی لَا تَكُوْنُ فِتْنَةٌ وَّیَكُوْنُ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ۚ فَاِنْ اٰتٰہُمْ اٰمَانَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۙ (۱۹۳)

یہاں تک کہ نہ رہے باقی فساد اور حکم رہے خدا تعالیٰ ہی کا پھر اگر وہ باز آئیں تو کسی پر زیادتی نہیں مگر ظالموں پر ۱۹۳

الْحَرَامُ بِاللّٰہِ الْحَرَامُ وَ الْحَرَامُ قِصَاصٌ فَمَنْ اَعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاَعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اَعْتَدٰی عَلَیْکُمْ ۚ (۱۹۴)

مہینہ بدل (مقابل) ہے عزت والے مہینے کا ۱۹۴ اور ادب رکھنے میں بدلا ہے پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم اس پر زیادتی کرو جیسی اس نے زیادتی کی ۱۹۴

عَلَیْکُمْ مِّنْ وَّاسِعٍ وَّاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۙ (۱۹۵)

تم پر وسیع اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ اللہ ساتھ ہے بہترین کاروں کے ۱۹۵

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تَقْلُبُوْا اَیْدِیْکُمْ اِلَی الْتٰہْلٰکَةِ ۚ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۙ (۱۹۶)

ہلاکت میں اور نیکی کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو ۱۹۶

وَاَتَّبِعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ ۚ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَبَسَّرْ مِنْ الْہٰدِیْ وَلَا تَخْلَقُوْا رِءْوَاۓ وَّسْکُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ کُمِیْسِرٌ ۙ (۱۹۷)

اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے لئے ۱۹۷ پھر اگر تم روک دینے جاؤ تو پھر سے چوکھ کر میسر ہو قربانی سے ۱۹۷ اور حجامت نہ کرو اپنے سروں کی جب تک پہنچ نہ چکے

منزل ۱

الکتاب فی قبول الحجیۃ قالہ ابن عباس (مجموعہ ۲)

یعنی لا یتکون شرک باللہ وحقی لا یعبدا دونہ احد وان جری

۳۶ اگر وہ کفر و شرک سے باز آجائیں اور تم سے

لڑائی بند کر دیں اور دین اسلام اور توحید کو قبول کر لیں تو پھر ان

پر کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے۔ البتہ ان میں سے جو ظالم ہوں یعنی

کفر و شرک پر قائم ہوں اور تم سے برسر پیکار ہوں ان سے بیشک لڑو

اور انہیں قتل کرو۔ فان اتھموا عن قتالکم ودخلوا فی ملتکم

واقربوا بما انکم اللہ من فرائضہ وترکوا ما اھم علیہ من

عبادۃ الاوثان (ابن جریر ۲/۳۳۷) اور عدوان سے یہاں

جنگ اور سزائے قتل مراد ہے۔ والملا باعدان ہہنا الفتنة

والمقاتلة (ابن کثیر ۲/۳۳۷) ۱۹۳ سال کے بارہ مہینوں

میں سے چار مہینے یعنی حرم، رجب، ذیقعدہ اور ذی الحجۃ شہر

کہلاتے تھے اور ان میں جنگ و قتال جائز نہیں تھا۔ ذیقعدہ مہینے

میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک کثیر جماعت کے

ساتھ بقصد عمرہ مکہ مکرمہ پہنچے تو مشرکین مکہ نے آپ کو مقام احد میں

میں روک دیا اور مسلمانوں پر بے رحمی اور سنگباری کے ذریعہ

اس عزت والے مہینے میں جنگ کی ابتداء کی۔ اس وقت دونوں فریقوں

میں یہ معاہدہ ہوا کہ مسلمان اگلے سال عمرہ کریں۔ جب اگلے سال مسلمان

عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تو دل میں تردد پیدا ہوا کہ اگر کفاسے پہل

کی اور لڑائی شروع کر دی تو پھر ہم کیا کریں اگر جوابی کاروائی نہ کریں تو یہ

بھی مناسب نہیں اگر لڑیں تو عزت والے مہینے کی بے حرمتی ہوتی ہے تو اللہ

مذکورہ جنگ ۱۹۳ سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینے یعنی حرم، رجب، ذیقعدہ اور ذی الحجۃ شہر کہلاتے تھے اور ان میں جنگ و قتال جائز نہیں تھا۔ ذیقعدہ مہینے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ بقصد عمرہ مکہ مکرمہ پہنچے تو مشرکین مکہ نے آپ کو مقام احد میں میں روک دیا اور مسلمانوں پر بے رحمی اور سنگباری کے ذریعہ اس عزت والے مہینے میں جنگ کی ابتداء کی۔ اس وقت دونوں فریقوں میں یہ معاہدہ ہوا کہ مسلمان اگلے سال عمرہ کریں۔ جب اگلے سال مسلمان عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تو دل میں تردد پیدا ہوا کہ اگر کفاسے پہل کی اور لڑائی شروع کر دی تو پھر ہم کیا کریں اگر جوابی کاروائی نہ کریں تو یہ بھی مناسب نہیں اگر لڑیں تو عزت والے مہینے کی بے حرمتی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جوابی کاروائی میں تم پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ عزت والا مہینہ تو عزت والے مہینے کے بدلے ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے اس مہینے کی مضع قرآن کی اور تم پر ظلم کیا اور ایمان لانے پر تیار نہ ہو گئے کہ یہ مار ڈالنے سے زیادہ ہے اب ان کو ایمان نہ رہی جہاں جاؤ مارو آخر جبکہ کہ فتح ہوا تو حضرت نے بھی حکم کیا کہ جو ہتھیار سامنے کے کسی کو مارو اور باقی سب کو امن۔ ۱۹۷ یعنی اس سب پر اگر اب بھی مسلمان ہوں تو توبہ قبول ہے ۱۹۷ یعنی لڑائی کافروں سے اسی واسطے ہے

کہ ظلم ہو قوف ہوا و دین سے گمراہ نہ کر سکیں اور حکم اللہ کا جاری رہے۔ اگر تباہ ہو کر رہیں تو لڑائی کی حاجت نہیں اور ایمان تو دل پر موقوف ہے زور سے مسلمان کرنا کیا حاصل ۱۹۷ ۱۹۷ یعنی اگر کوئی کافر مارا حرام کو مارنے کے اس مہینے میں تم سے نہ لڑے تو تم بھی اس سے نہ لڑو اور مکے کے لوگ انہیں مہینوں میں ظلم کرتے رہے مسلمانوں پر پھر مسلمان پر کیوں قصور کریں بلکہ سفر حدیبیہ میں ماہ ذیقعدہ تھا حضرت عمرؓ کے کو گئے اور کافر لڑنے کو مجبور ہوئے یہ آیت اسی واسطے اتری کہ مسلمان خطرہ کرتے تھے کہ اگر مارا حرام میں کافر لڑنے لگیں تو ہم کیا کریں ۱۹۷ ۱۹۷ یعنی جہاد نہ چھوڑ بیٹھو اسی میں تمہاری ہلاکت ہے۔

فتح الرحمن ۱۹۷ حاصل آیت آنت کہ در مسجد حرام ابتداء قتال نہ باید کرد و چون کافران ابتداء کنند و مقابلہ ایشان باید جنگ کردن کہ این معنی با حرمت مسجد و شہر نہاد نہ دار و چنانچہ ابتداء کشتن مسلمان درست نیست

۱۹۷ یعنی شروع لازم می شود ۱۹۷

[illegible]

۱۲ | خیر چلے کر حجامہ پڑا فائدہ یہ کہ سو ال نہ کرے

سیقول ۲

بہتر فائدہ زاد راہ کا پختہ سوال کو امتہ اور مجھ سے دڑتے رہو اے عقلمند و مہر

ملزلہ

۱۲۔ غسل یعنی با وضو منوعہ احرام بہرہ و رشدہ جو کہ مترجم کو یہ دیں آیت چندہ

سالی کی تعمیر اس
طرف مشرق کی طرف
ساتھ ہونے کے
بعد بعد اس سے
مشرق و شمال
اور قرآن و احادیث
والعقائد میں
ہے ۱۲

سالی قرآن اور فقہ
مشرق و شمال
افغان کے ساتھ
سب مشرق کے
فلسفہ میں
کے ساتھ
ہے ۱۳

سالی دقت

مرض سے یا دشمن
افربانی پہنچانی یا
اور قربانی کم سے کم
اس سے پہلے بہت
کے سے اور بدن
اب گنت تھے اور
سبب خلق گنت پیش

اور حج و عمرہ میں قربانی ضرور نہیں مگر کسی سبب سے یہاں اللہ تعالیٰ نے تین سبب فرمائے ایک یہ کہ احرام کر کے شخص روکا گیا مرض سے یا دشمن احرام سے نکلے پہلے حجامت نہ کرے دوسرا یہ کہ آزار سے یا سر کے بالوں سے عاجز ہو کر احرام کی بیعت حجامت کرے تو اس کا بدلہ ہے یا قربانی پہنچانی یا نہ کرے ایک ہی سفر میں دونوں ادا کرے تو قربانی ضرور ہے۔ یہ قربانی پیلا نہ ہو تو دس روز سے تین حج کے دنوں میں اور سات یا چھ اور قربانی کم سے کم عمر ملنے سے جو قربانی آئی سو یکے کے ساکنوں پر نہیں ۱۲ حج کے واسطے احرام باندھنے کا وقت غرة شوال سے تا شب عید قربان اس سے پہلے بہت شروع کرنے کی اور زبان سے کہہ لیک تمام پھر جب احرام میں داخل ہوا تو ہر مہر رکھے مرد عورت کی محبت سے اور ہر گناہ سے اور آپس کے جھگڑے سے اور بدن برائی سے بچنے اور عورت کی طے پہننے مردھانکے لیکن نہ پرکھ نہ ڈالے اور کفر کی ایک غلطی بھی نہ کرے بغیر خرچ حج جانا ثواب گنت تھے اور فتح الرحمن ۱۳ یعنی درج رمہ العقبہ کندنہ کنی و درمکہ الرسی بین الصفا والمروة فارغ شونہ بمکہ ۱۴ یعنی پس ایسا رواشتہ باشد و بایں سبب حق کند شہ

علامہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اگر ایک سال کوئی آدمی حج کو نہ جائے تو تمام جہان تباہ ہو جائے۔ قیل لوفکرکوا عما لم یظنوا ولم یخروا (ملک ص ۲۳ ج ۱) اور حج و عمرہ کے تمام سے مراد یہ ہے کہ ان کے فرائض و واجبات کے ساتھ ادا کیا جائے اور ان میں سستی نہ کی جائے اور اللہ کا مطلب یہ ہے کہ حج محض اللہ کی رضا کے لئے کیا جائے حج سے تجارت یا نمائش مقصود نہ ہو وادھمات میں بشرائطہما وفرائضہما الوجه اللہ تعالیٰ بلاتران ونقصان (ملک ص ۱۵ ج ۱) اب آگے احکام کی جزوی تفصیلات کا ذکر ہے۔ ۱۳۷۵ یہاں مآ موصولہ ہے اور من المذی اس کا بیان ہے اور ف کے بعد علیکم اسم فعل محذوف ہے اور یہ جملہ شرط کی جزا ہے اس آیت میں احصاء کا حکم بیان فرمایا احصاء سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص احرام باندھ کر بغرض حج یا عمرہ بیت اللہ کی طرف جا رہا ہو لیکن راستے میں کسی دشمن یا بیماری کی وجہ سے راستے کی کسی رکاوٹ کی بنا پر وہ بیت اللہ تک نہ پہنچ سکے تو اب وہ حج کو کر نہیں سکتا لیکن احرام سے بھی باہر آنا ہے۔ اس لئے یہاں ایسے عازم حج کو احرام کھولنے کا طریقہ بتایا ہے کہ وہ قربانی کا ایک جانور حرم میں بھیج دے تاکہ وقت مقررہ پر اسے اس کی طرف سے ذبح کر دیا جائے۔ ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو بیت اللہ میں بطور ہدیہ بھیجا جائے۔ اور اس میں وہ تمام جانور جائز ہیں جو قربانی میں جائز ہیں۔ ۱۳۷۶ محل سے حدود حرم مراد ہیں کیونکہ حاجیوں کے لئے قربانی کی وہی جگہ ہے۔ ای مکانہ الذی یجب غزوہ فیہ وهو الحرم (مدارک ص ۱۱ ج ۱) سو نہ انا چونکہ احرام سے باہر آنے کی علامت ہے اس لئے اشارہ فرمایا کہ جب تک تمہیں یقین نہ ہو جائے کہ تمہاری ہدی حدود حرم تک پہنچ گئی ہے اس وقت تک تم سر نہ اکر احرام سے باہر مت نکلو۔ ۱۳۷۷ یہ دلائل فقہاء پر منفرع ہے یہاں بیمار کا حکم بیان فرمایا کہ اگر کوئی عازم حج بیمار ہو جائے اور ایسی بیماری لاحق ہو جس کی وجہ سے قبل از وقت سر نہ اکر کی ضرورت پیش آجائے یا اس کے سر سے پھوٹے پھنسیاں نکل آئیں جن کی وجہ سے سر نہ اکر نہ ہو سکے۔ ۱۳۷۸ تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ قبل از وقت سر نہ اکر لے لیکن اسے اس کا شرعی فدیہ ادا کرنا پڑے گا۔ اور فدیہ تین چیزوں میں سے ایک چیز ہے یا تو تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو صدقہ فطر کے اندازے کے مطابق غلہ دے اور یا پھر ایک جانور کی قربانی کرے خواہ بکری ہو خواہ گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ۔ ۱۳۷۹ اب یہاں سے حالت امن کے احکام کا بیان شروع ہوتا ہے۔ امن سے مراد یہ ہے کہ احصاء کی حالت نہ ہو۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمتع کا حکم بیان فرمایا ہے۔ حج اور عمرہ کرنے کے تین طریقے ہیں۔ (۱) افراد یعنی پہلے حج کا احرام باندھ کر حج کیا جائے اور اس کا احرام شرعی طریقہ سے ختم کر کے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کیا جائے۔ والا فراد وهو ان یحرم بآحرام واحد بعد الفراغ منه بالحق (روح ص ۲۵ ج ۲) یا برکس کیا جائے یعنی پہلے عمرہ کیا جائے اور اس کا احرام ختم کر کے پھر حج کا احرام باندھ کر حج بجا لائے لیکن یہ ضروری نہیں کہ دونوں ایک ساتھ ہوں۔ (۲) قرآن۔ قرآن یہ ہے کہ حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھے۔ احرام باندھتے وقت دونوں کی نیت کرے اور دعائیں بھی دونوں کا نام لے اور پھر حج کے احکام ادا کرے اور ان کے ساتھ ہی عمرہ کے احکام بجا لائے القرآن هو ان یحرم بہما معاً ویاتی بمناسک الحج فیدخل فیہا مناسک الحقی (روح ص ۲۳) تمتع اور وہ یہ ہے کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھے اور اس کے احکام بجا لائے اور پھر مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھ لے اور اس کے مناسک ادا کرے اور پھر حج کا احرام کھول دے وهو ان یحرم بالعمرة فی الشہل کحج ویاتی بمناسکھا ثم یحرم بالہج من جوف مکہ ویاتی بأعمالہ (روح) پھر تمتع کی دو قسمیں ہیں ایک مع سوق الہدی یعنی قربانی کا جانور ساتھ ہو۔ دوم بغیر سوق الہدی یعنی قربانی کا جانور ساتھ نہ ہو پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ عمرہ بجا لانے کے بعد احرام نہ کھولے بلکہ مناسک حج ادا کرنے کے بعد دونوں احرام اکٹھے کھولے۔ اور دوسری صورت میں عمرہ ادا کرنے کے بعد سر کے بال تراش کر عمرہ کے احکام سے حلال ہو جائے اور پھر مکہ میں مقیم رہے اور یوم ترویہ یا اس سے پہلے مکہ میں ہی سے حج کا احرام باندھے اور حج ادا کر کے اس کا احرام کھول دے۔ اس آیت میں تمتع کا حکم بیان فرمایا ہے کہ جو شخص تمتع کرے اس پر ایک جانور کی قربانی لازم ہے بعض مفسرین نے یہاں تمتع کو لغوی معنوں پر محمول کر کے قرآن کو بھی اس میں شامل کر لیا ہے مگر آیت کے الفاظ اس کے تحت نہیں کیونکہ آیت میں آلی انتہاء کے لئے ہے اور اس میں عمرہ سے حج کی طرف منتقل ہونے کا ذکر ہے اور یہ چیز صرف تمتع پر صادق آسکتی ہے نہ کہ قرآن پر کیونکہ قرآن میں حج اور عمرہ دونوں اکٹھے ادا کئے جاتے ہیں اس لئے یہاں صرف تمتع کا ذکر ہے اور قرآن کا ذکر و انتہاء الحج والعمرة اللہ میں آچکا ہے کیونکہ وادھمات جمع کیلئے ہے اس لئے آیت افراد اور قرآن دونوں کو شامل ہے۔ قالہ الشیخ الامام رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۱۳۸۰ جو شخص تمتع کرے مگر ہدی دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ تو اس کے لئے یہاں ایک رخصت کی صورت بیان فرمادی کہ وہ اس کی جگہ دس روزے رکھ لے ان میں سے تین روزے تو ایام حج ہی میں رکھے اور سات حج سے فارغ ہونے کے بعد واپس لوٹنے سے گھر واپس آنا مراد نہیں بلکہ اعمال حج سے فراغت مراد ہے۔ وقال ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ المولد من الرجوع الفراغ من اعمال الحج والاحذ فی الرجوع (کبیر ص ۲۲ ج ۲) لہذا اگر کوئی حج سے فارغ ہو کر مکہ ہی میں سات روزے بھی رکھ لے تو جائز ہے۔ ۱۳۸۱ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ محض تاکید ہے یا کاملۃ سے فضیلت اور ثواب میں کامل مراد ہے اور یہ اس شبہ کے ازالہ کے لئے فرمایا کہ اگر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ قربانی کی جگہ دس روزے کس طرح کام دے سکیں گے۔ یہ تو اس کے مقابل میں بہت کم ہیں۔ تو فرمایا کم نہیں ہیں بلکہ یہ دس روزے فضیلت اور ثواب کے لحاظ ہدی کے برابر ہوں گے۔ اور ہدی کا پورا پورا بدلہ ہوں گے۔ ۱۳۸۲ ذالک کا اشارہ تمتع کی طرف ہے جو من مکر میں نہ رہتے ہوں یعنی باہر سے آنے والوں کے لئے مکہ یعنی حدود حرم میں رہنے والوں کے لئے جائز نہیں ہیں۔ امام شافعی ج ذالک کا اشارہ ہدی اور بدل ہدی کی طرف راجع کرتے اور ہدی یا بدل ہدی کو آفاقی تمتع پر ایک جنایت کی وجہ واجب قرار دیتے ہیں۔ آفاقی پر اپنے میقات سے حج کا احرام باندھنا واجب تھا لیکن تمتع کی صورت میں اس نے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا اور بیت اللہ میں اگر عمرہ ادا کیا۔ اب چونکہ حج کا احرام اس نے حرم سے باندھا ہے اور اس طرح ترک واجب کا ارتکاب کیا ہے لہذا اس جنایت کی وجہ سے اس پر ہدی واجب ہے لیکن یہ کہیں کہیں کہیں اس صورت میں ذالک علی من ہونا چاہئے بخلاف من کیونکہ ہدی واجب ہے اور واجب کا صلہ علی آتا ہے۔ واثقوا اللہ واعلموا ان اللہ شدید العقاب ہ اللہ کے ادا و نواہی میں اس سے ڈرتے رہو اور یہ بات ذہن میں رکھو کہ نافرمانوں کے لئے اس کا عذاب بڑا سخت ہے تاکہ تم اس کی نافرمانی سے بچے رہو۔ ۱۳۸۳ حج سے پہلے وقت مضاف محذوف ہے یعنی حج کا وقت مشہور و معروف ہے یعنی اودہ شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔ فَمَنْ قَرَضَ فِیْہِنَّ الْحَجَّ فَرَضَ کَیْفَہُمْ مَقَرُّہُمْ اَوْ لَازِمَ کَرِیْنِہُمْ سے مراد یہ ہے کہ حج کا احرام باندھ لے ای الزم نفسه فیہن الحج بالاحرام (روح ص ۲۲ ج ۲) س فٹ سے فحش کلامی، جماع اور اس کے محرکات مثلاً بوسہ اور لمس وغیرہ مراد ہیں۔ ای لاجتماع اولاً فحش فی الکلام (روح ص ۲۲ ج ۲) الجہا ۶ ود واعیہ مخطوۃ علی المحرم (ابوبکر جصاص) اور فسوق سے ہر قسم کے غیر شرعی افعال کا ارتکاب مراد ہے۔ ولا خروج عن حدود الشرع بارتکاب لمحظورات (روح ص ۲۲ ج ۲) اور جدال سے ساتھیوں اور لوگوں سے جھگڑنا اور سخت کلامی مراد ہے (لاخصاص مع الخدم والرفقة) (روح ص ۲۲ ج ۲) اور فی الحج سے ایام حج مراد ہیں۔ یعنی جو شخص احرام باندھ کر حج پر روانہ ہو جائے، ایام حج میں اسے ان تمام چیزوں سے اجتناب کرنا چاہئے وَمَا تَفَعَّلُوا مِنْ خَیْرٍ یَعْلَمُہُ اللہ اس لئے تمہاری کوئی نیکی منافع اور رائگان نہیں جائے گی بلکہ تمہارے درجات اخلاص کے مطابق تمہیں ہر نیکی کا صلہ ملے گا۔ ۱۳۸۴ کچھ لوگ زاد سفر کے بغیر ہی سفر حج پر نکل پڑتے اور اپنے آپ کو منوکل کہتے لیکن راستہ میں گداگری کرتے اور لوگوں پر رنج و جھنجھٹ جالتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ گھر سے سفر خرچ لے کر چلو۔ دکان اہل الیمن لایتزودون ویقولون نحن متوکلون فیکونون کلامی الناس فنزل فیہم (ملک ص ۱۱ ج ۱) فَإِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ یہاں گداگری اور سوال کرنے سے بچنا مراد ہے یعنی سب سے اچھا زاد راہ اپنی عزت نفس اور خودداری کی حفاظت کی خاطر گداگری اور سوال سے بچنا ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ط

کچھ گناہ نہیں تم پر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا ۳۸۲

فَإِذَا أَقَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ ط

پھر جب عواف کے لئے لوگو عوفات سے تو یاد کرو اللہ کو نزدیکی مشعر

الْحَرَامِ مَوَازِئِكُمْ كَمَا هَدَیْكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ

الحرام کے ۳۸۳ اور اس کو یاد کرو جس طرح تم کو سکھایا اور بے شک تم تھے

مِّنْ قَبْلِهِ لَیْسَ الضَّالِّیْنَ ۝۱۹۸ ثُمَّ أَفِضُوا مِّنْ

اس سے پہلے ناواقف و پھر طواف کے لئے پھر وہاں

حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ

سے سب لوگ پھر میں ۳۸۴ و استغفرت چاہو اللہ سے بیشک اللہ تعالیٰ

عَفُورٌ رَّحِيمٌ ط فَإِذَا أَقَضْتُمْ مِّنْ مَّنَاسِكِكُمْ

بخشنے والا ہے ہرمان ۳۸۵ و پھر جب پورے کر چکولہ اپنے حج کے کام کو

فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ وَأَتَذْكُرُوا فَمِنَ

تو یاد کرو اللہ کو جیسے تم یاد کرتے تھے اپنے باپ دادوں کو بلکہ اس سے بھی زیادہ ۳۸۶ پھر کوئی

النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ

آدمی تو کہتا ہے و اے رب دے ہم کو دنیا میں اور اس کے لئے

فِي الْآخِرَةِ مِّنْ خَلْقٍ وَمِنْهُمْ مَّن يَّقُولُ

آخرت میں کچھ حصہ نہیں ۳۸۷ اور کوئی ان میں کہتا ہے

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً ط

اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۹۹ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا

اور بچاؤ ہم کو دوزخ کے عذاب سے ۳۸۸ اہی لوگوں کے واسطے حصہ ہے اپنی

منزل

۱۹۹

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

وتزودوا ما تبلغون به فان خيرا لزاما تكفون به وجوهكم عن السؤال (كبیر ص ۲۵۳) اور یہ وہی زادہ ہے جو انسان اپنے گھر سے لے کر چلے نہ کہ وہ نام نہاد توکل و اتقون یا ولی الالباب تمام احکام میں میرے لئے تقوی اختیار کرو۔ اور میرے سوا کسی سے مت ڈرو۔ کیونکہ عقل کامل کا یہی تقاضا ہے۔ ای اخصوالی التقوی فان مقتضی العقل الخالص عن الشوائب ذلك (روح ص ۲۵۳) یہاں فضل سے مراد تجارت اور تلاش معاش ہے وہو الریح والنفع بالتجارة والكداء (مذک ص ۲۵۳) بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حج کے موقع پر تجارت کرنا مزدوری وغیرہ کرنا جائز نہیں۔ ایسا کرنے سے حج باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے غلامی میں فرق آ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس خیال کی تردید فرمادی اور ایام حج میں مکہ مکرمہ میں طلب معاش کے لئے تجارت اور مزدوری کی اجازت دیدی۔ هذه الآية نزلت رد اعلیٰ من یقول لا یجوز للتجار والاحماء (كبیر ص ۲۵۳) ۳۸۳ مکہ مکرمہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ایک بہت بڑا میدان ہے اس کا نام عوفات ہے ۹ رذی الحج کو چھپے پھر تمام حاجی یہاں پہنچ جاتے ہیں اور آخر وقت عصر تک تکبیر و تہلیل اور ذکر اللہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اس کا نام اصطلاح میں وقوف عرفہ ہے اور یہ حج کا بہت بڑا رکن ہے۔ غروب آفتاب کے بعد یہاں سے مزدلفہ کے لئے روانگی ہوتی ہے اور مزدلفہ میں پہنچ کر مغرب کی نماز پڑھنے کے وقت میں عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھی جاتی ہے۔ عوفات سے مزدلفہ کی طرف جانے کو فاضلہ کہتے ہیں اور مشعر الحرام اصل میں تو وہ میدان ہے جو مزدلفہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان ہے مگر ذکر اللہ کے حق میں سارا میدان مزدلفہ مشعر حرام ہے اور مشعر حرام کی تخصیص شرف و فضیلت کے لئے ہے۔ اور یہ میدان مکہ مکرمہ سے کوئی چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ ویسے تو تمام اعمال حج میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا حکم ہے لیکن مزدلفہ کی رات میں خصوصیت سے حکم دے کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ رات اپنی قومی بڑائی اور خاندانی برتری کے انہار کے لئے نہیں ہے اور نہ ہی عیش و طرب اور جشن میلہ کے لئے ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں کیا جاتا تھا کہ مختلف قبیلوں کے شعرا اور خطباء اپنی قومی برتری کے انہار کے لئے قصیدے اور خطبے پڑھا کرتے تھے۔ ۵ اذ کرمہ گما ہدکم پھر اللہ کی یاد اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق کرو۔ اپنی مرضی اور خواہش سے نہ نئے طریقے ایجاد نہ کرو۔ ۵ اذ کرمہ مِّن قَبْلِهِ لَیْسَ الضَّالِّیْنَ یعنی خدا کی ہدایت اور رہنمائی سے پہلے تم ہالک دین و ایمان سے غافل اور بے خبر تھے۔ والمراد من الضلال الجہل بالایمان وحریم اطاعات (روح ص ۲۵۳) تو اللہ نے اپنا پیغمبر بھیج کر انہیں مناسک حج اور دیگر احکام سے آگاہ فرمایا۔ ۳۸۴ قریش نے زمانہ جاہلیت سے اپنے لئے ایک امتیاز قائم کیا ہوا تھا اور وہ یہ تھا کہ لوگ اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر سمجھتے تھے اور حج کے موقع پر مزدلفہ ہی سے واپس آ جاتے تھے۔ جبکہ دوسرے تمام لوگ عرفات تک جاتے۔ اور وہاں وقوف کر کے واپس آتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر یہ بات بھی یاد رکھو کہ واپس واپس سے لوٹنا مکہ جہاں سے عام لوگ واپس آتے ہیں یعنی عرفات سے اخروج البخاری عن عائشة رضی

اللہ عنہا قالت كانت قریش ومن دان دینہا یقفون بالمدلفة وكانوا یسمون الخمس وكانت سائر العرب یقفون بعرفات (روح ص ۲۵۳) اس آیت میں تم تعقیب حکمی کے لئے نہیں بلکہ محض تعقیب ذکر کی کے لئے ہے کیونکہ افاضہ یعنی عرفات سے مزدلفہ جانے کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے۔ اب یہاں تاکید کے لئے فرمایا پھر اس کو کہ مزدلفہ سے مت واپس آ جاؤ بلکہ جہانک دوسرے لوگ جاتے ہیں یعنی عرفات تک تم بھی وہاں تک جاؤ اور وہیں سے تمہاری واپسی ہونی چاہیے۔ ۳۸۵ اگر مناسک حج کی ادائیگی میں یا موقع کے سلسلے میں کوئی غلطی ہو جائے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ مومن قرآن کا گناہ نہیں کرتا نہ فضل اپنے رب کا یعنی حج کے سفر میں مال تجارت بھی لے جاؤ روزی کدنے کو منع نہیں۔ لوگوں نے اس میں شبہ کیا تھا کہ شاید حج قبول نہ ہو اس واسطے فرمایا۔ ۳۸۶ بھی کفر کی غلطی تھی کہ کہنے کے ساکن عرفات تک نہ جاتے کہ عرفات حرم سے باہر ہے حرم کی حد یہ کہڑے رہتے سو فرمایا کہ جہاں سے سب لوگ مجلس طواف کو تم بھی چلو اور انکی تعقیب پر نام ہو فتح الرحمن ۱۲ یعنی تجارت ۱۲ ۱۲ یعنی از عرفات نہ از مزدلفہ چنا کہ قریش مخرب کردہ بودند ۱۲ ۱۲ بعد از خدا تعالیٰ تصویر میفرماید مال کا فرومومن ۱۲

سخن فرمایا کہ وہ توبہ کرنے والوں سے رحمت اور مغفرت سے پیش آتا ہے۔ **۱۳۸** زمانہ ہماریت میں مشرکین عرب حج سے فارغ ہو کر مکہ کی طرف لوٹتے اور اپنے آباء و اجداد کی تعریفیں کرتے اور اپنی خاندانی بڑائی بیان کرتے اور اپنے بڑوں کے کارناموں پر فخر کرتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح پہلے تم لوگ اپنے آباء کی بڑائی بیان کرتے تھے اس طرح اب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کیا کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو تم اپنے باپ دادا سے بھی بڑھ کر کیا کرو۔ اب آگے جا بیٹوں کی دوستیں بیان کی ہیں۔ **۱۳۹** پہلی قسم کے حاجی تو وہ ہیں کہ جس طرح ان کی زندگی کی ساری ٹمک دو کامطلب صرف حصول دنیا ہوتا ہے اسی طرح حج بھی وہ دنیوی غرض ہی کے لئے کرتے ہیں جیسا کہ مشرکین عرب یہ لوگ حج اس لئے کرتے تھے کہ حج کے موقع پر اور حج سے فارغ ہو کر اپنے آبائی مفاخر بیان کریں اور اپنی عظمت اور بڑائی کا اظہار کریں۔ نیز ان مقامات مقدسہ میں اللہ تعالیٰ سے ولت مال مویشی اور دشمنوں پرستندہ کی لئے دعا کریں۔ چنانچہ یہ لوگ قوف عرفہ اور قوف مزدلفہ کے وقت اللہ تعالیٰ سے اونٹ کالے اور بھیڑ بکری کے لئے دعائیں کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے بخشش اور انعام آخرت کی دعا بھی کرتے

البقرة ۲

۹۸

سقول ۳

كَسْبُوا ۖ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۲۲ **وَإِذْ كُرُوا لِلَّهِ**

کمانی سے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے اور یاد کرو اللہ کو

فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ ۖ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ

کتنے کے چند دنوں میں ۱۳۸ پھر جو کوئی جلدی پہلا گیا دو ہی دن میں

فَلَا إِشْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِشْمَ عَلَيْهِ ۚ

تو اس پر گناہ نہیں اور جو کوئی روک گیا تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں

لِمَنِ الشَّقُّ ۖ وَأَتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ

جو کہ ڈرتا ہے ۱۳۹ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو بیشک تم سب اسی کے پاس

تُحْشَرُونَ ۝۲۳ **وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ**

جمع ہو کے ۱۴۰ اور بعض آدمی وہ ہے کہ پسند آتی ہے تجھ کو اس کی بات

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَى مَا فِي قُلُوبِهِ ۚ

دنیا کی زندگی کمانی کے کاموں میں ۱۴۱ اور گواہ کرتا ہے اللہ کو اپنے دل کی بات پر

وَهُوَ اللَّهُ الْخَصَّامُ ۝۲۴ **وَإِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ**

اور وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب پھرے پھرے پاس سے تو دوڑتا پھرے ملک میں

لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۚ وَاللَّهُ

تاکہ اس میں خرابی ڈالے ۱۴۲ اور تباہ کرے کھیتیاں اور جانیں اور اللہ

لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ ۝۲۵ **وَإِذَا قِيلَ لَهُ اسْقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ**

نا پسند کرتا ہے فساد کو اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو آمادہ کرے کہو

الْعِزَّةَ بَارِئًا شَمًّا فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَيْسَ إِلَهُ بَدَ ۝۲۶

غور کر گناہ پر ۱۴۳ تو کافی ہے اس کو دوزخ اور وہ بیشک بڑا ٹھکانا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي نَفْسَهُ ابْنِخَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۚ

اور لوگوں میں ایک شخص وہ ہے جو بیچتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضا جوئی میں ۱۴۴

منزل ۱

۱۳۸ اور ایام تشریق

۱۳۹ عباد کی پیروی

۱۴۰ عباد کی پیروی

عن ابن عباس رعان المشركين كانوا يقولون اذا وقفوا اللهم ادرنا ابلًا وبقلاً وغنماً وعبداً وامعاءً وما كانوا يطلبون التوبة والمغفرة (کبیر ص ۲۳ ج ۲) كانوا يستلثون الابل والغنم والظفر بالعدو ولا يطلبون الاخرة (قطبی ص ۳۳ ج ۲) تو ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ بس جو کچھ تم نے دنیا کھا، دنیا میں دیدیا۔ آخرت میں ان کے لئے کچھ نہیں البتہ جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ۱۳۸ یہ حاجیوں کی دوسری قسم ہے۔ یہ لوگ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ سے دنیوی مقاصد کے لئے دعا کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ آخرت میں کامیابی اور جہنم کے عذاب سے بچنے کی دعا کرتے ہیں۔ اور حسنة سے دونوں جگہ دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں مراد ہیں۔ والذی علیہ اکثر اهل لحدان المراد بالحسنتين نعم الدنيا والاخرة وهذا هو الصحيح (قطبی ص ۳۳ ج ۲) یہ گروہ مومنین کا ہے جو حج کے موقع پر اللہ سے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کی تمام نعمتیں مانگتے ہیں۔ ان کا سطح نظر صرف دنیا ہی نہیں ہوتی اور یہی مومن کی شان ہونی چاہیے بلکہ مومن کا اصل مقصد طلب آخرت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے دنیوی منافع حاصل کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ دنیا طلب آخرت کی راہ میں حائل نہ ہو جاوے۔ اُولَئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۖ يَهْدِي اللَّهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۚ وہ لوگوں کی کثرت کے باوجود تھوڑے سے وقت میں سب کا حساب لے لیگا۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ جلدی ہی حساب لینے والا ہے کیونکہ قیامت قریب ہے اس لئے نیکی کی طرف توجہ کرو۔ ۱۳۹ م معدوات سے مراد تین ایام تشریق ہیں یعنی ۱۲ ذوالحجہ ۹ ذی الحجہ کی رات مزدلفہ میں گزرا کر علی الصبح حجاج کرام منی کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔

موضع قرآن

۱۳۸ ان آیتوں میں فرمایا کہ کفر کے وقت دستور بخارج سے فارغ ہو کر تین دن اور عید کے بعد خوشی کرتے اور بازار لگاتے اور اپنے باپ دادوں کے سلسلے بیان کرتے اب اللہ صاحب نے اس کے بدلے تین دن ٹھہرا مقرر کیا کہ اللہ کو یاد کرو ان دنوں میں دو پہر کو کنکریں پھینکتے ہیں اور ہر نماز کے بعد بکیر کہتے اور سوائے نماز ہر وقت اور کوئی چاہے تو وہی دن رات رخصت ہو اور تین دن سے توبہ ہے اور فرمایا جن کو رغبت فرمائی دنیا پر ہے وہ آخرت سے محروم ہیں۔ اب حج کا مذکور ہو چکا فلحال ہر منافق کا ظاہر میں خوشامد ہے اور اللہ کو گواہ رکھے کہ میرے دل میں تمہاری محبت ہے اور جھگڑے کے وقت کبھی نہ کرے اور قابو پاوے تو لوٹ اور مار مچا دے اور منہ کرنے سے اور ضد چڑھے زیادہ گناہ کرے۔ ایک شخص اخص بن ثریق تھا اس نے بھی حضرت سے یہی سلوک کیا۔

یہ مقام مکہ مکرمہ سے کوئی چار میل کے فاصلے پر شمال سے ذرا مغرب کی طرف ہٹ کر واقع ہے۔ اس جگہ ۱۲ لکیر ۱۲ کو غروب آفتاب تک قربانیاں کی جاتی ہیں اور حجرات کی رمی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ یہ ایام، تکبیر، قلیل اور میری حمد و ثنا اور دعا و پکار ہی میں گزارو۔ ۳۹۹ منی میں قیام کے دوران میں جگہوں پر جنہیں حجرات کہتے ہیں۔ کنکریاں پھینکی جاتی ہیں۔ پہلے دن یعنی ۱۲ کو غروب کے بعد حجرہ عقبہ پر سات کنکریاں پھینکے۔ اور ہر کنکری کے ساتھ بکیر کہے۔ دوسرے اور تیسرے دن زوال شمس کے بعد تینوں جہروں پر رمی کرے۔ پہلے مسیخ کے ساتھ والے حجرہ کو پھر اس کے ساتھ والے پر اور سب سے آخر میں حجرہ عقبہ پر ہر حجرہ پر سات کنکریاں پھینکے اور ہر کنکری کے ساتھ بکیر کہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منی میں قیام کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ دسویں تاریخ کے بعد دو دن ٹھہرے اور ۱۲ کی شام کو مکہ مکرمہ چلا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ۱۳ کو بھی وہاں ٹھہرے اور حجرات کی رمی کرے مگر ۱۳ کو بھی زوال آفتاب کے بعد نہیں بلکہ پہلے دن کی طرح طلوع صبح کے بعد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں صورتوں کا اختیار دیا ہے کہ جس پر چاہے عمل کرے کوئی گناہ نہیں مگر یہ گناہ و ثواب تو اس کے لئے ہے جسے خدا کا خوف ہو اور گناہ و ثواب کا احساس ہو جس کے دل میں خدا کا خوف نہیں اسے گناہ و ثواب کی کیا پروا ہے۔

۳۹۹ اپنے تمام اعمال میں خدا سے ڈرتے رہو اور اس بات کا یقین رکھو کہ دوبارہ زندہ ہونے کے بعد تم خدا کی یہاں کٹھے کئے جاؤ گے اور تمہارے تمام اعمال کا حساب ہوگا۔
 ربط۔ یہاں تک توجہ کے ضروری احکام کا بیان تھا۔ حکم جہاد کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرے گھر کی اس طریقے سے حامی دو اور اس طریقے سے مجھے دعا مانگو تو میں تمہیں فتح دوں گا۔ اب آگے پھر جہاد کا حکم آ رہا ہے۔ چنانچہ اگلی آیت سے جہاد کی دوسری بار ترغیب و تحفیض شروع ہو رہی ہے۔ ومن الناس من یحبک سے لے کر فان اللہ بہ علیہ تک ترغیب الی الجہاد ہے۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کئی طریقوں سے جہاد کی ترغیب دی ہے۔ (۱) شروفا دیرپا کرنے والے اور فتنہ انگیز عناصر جنہوں نے زمین کو فتنہ و فساد کی آماجگاہ بنایا ہو ہے ایسے لوگوں کا خاتمہ کیوں نہیں کرتے ہو۔ ایسے شریکوں سے جہاد نہ کرنا بھی اتباع شیطان میں داخل ہے۔ (۲) جہاد کے ذریعے خدا کی رضا حاصل کرو۔ (۳) اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور اس کے تمام احکام مالوان میں سے ایک جہاد بھی ہے۔ (۴) اگر خدا کے احکام سے سزا کی کرو گے تو سخت سزا ملے گی جی تیرا

کا حال دیکھ لو خدا کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کا کیا حشر ہوا۔ (۵) مشرکین اور کفار رولت دنیا کے نشہ میں بدست ہو کر اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ لہذا ان سے جہاد کرو۔ (۶) اللہ کے فطری دین تو جس میں ان لوگوں نے اختلاف پیدا کر رکھا ہے ان کی فتح کئی کرو۔ (۷) جنت میں جانا آسان کام نہیں۔ اس کی خاطر تمہیں مال و جان کی قربانی دینی پڑے گی۔ (۸) اللہ کے دین کی خاطر جہاد میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ ضائع نہیں جائے گا۔ ۳۹۳ یہ پہلی ترغیب ہے یعنی کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو محض دنیوی اغراض و مقاصد کے پیش نظر آپ سے ایسی بیعتیں اور فیصیح و بلیغ باتیں کرتے ہیں کہ آپ ان کی باتوں کو بہت وقعت دینے لگتے ہیں اور ان کو پسند کرتے ہیں۔ المعنی ومنہم من یروقک و یعظم فی نفسک ما یقولہ (روح ص ۲۵۳، ۲۵۴) ہاں کہ اس سے مراد اخنس بن ثریق ہے جو بہت بڑا منافق تھا مگر محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت ہر اس آدمی کے حق میں ہے جو ان آیات میں مذکورہ اوصاف کا حامل ہو۔ القول الثانی وهو اختیار اکثر المحققین والمفسرین ان ہذا الآية عامۃ فی حق کل من کان موصوفاً بہذہ الصفات المذکورۃ (کبیر ص ۲۵۳، ۲۵۴) و کیشہد اللہ علی ما فی قلبہ و ہوا لک الخصاصۃ کو گواہ بنائے کا مطلب یہ ہے کہ وہ قسمیں کھاتے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ وہ

”خدا شاہد ہے“ خدا گواہ ہے“ وغیرہ الفاظ کہتے ہیں۔ یعنی وہ اپنے مافی الضمیر کی سچائی پر خدا کو گواہ بناتے ہیں۔ اور قسمیں کھا کھا کر آپ کو اپنے اخلاص کا یقین دلاتے ہیں حالانکہ وہ آپ کے شدید ترین مخالف ہوتے ہیں۔ ۳۹۳ جب تک آپ کے پیچھے بہتے ہیں اس وقت تک تو چھٹی چڑی باتیں کرتے رہتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑے ہی خلص ہیں لیکن جب آپ کے پاس سے اٹھ جاتے ہیں تو شروفا دیرپا کھنے کی سعی اور کوشش کرتے رہتے ہیں۔ شروفا دیرپا یا تو کھیتوں اور مویشیوں کی تباہی مراد ہے اور یا مراد یہ ہے کہ آپ کے پاس سے اٹھ کر مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی بابت شبہات پیدا کرتا ہے اور کفر و شرک کی تائید میں عجیب و غریب جیلے نکالتا ہے۔ انہ کان بعد لا نصیرا من حضرت النبی علیہ السلام یشغل بأحوال الشبه فی قلوب المسلمین دبا ستغیرا ج الحیل فی تقویۃ الکفر (کبیر ص ۲۵۳، ۲۵۴)

و یھلک الخوٹ والسئل جیسا کہ اخنس نے کیا تھا کہ حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر اسلام سے محبت کا اظہار کرتا ہے جب آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر نکلتا تو مسلمانوں کے ایک کھیت کے پاس سے گذرنا تو کھیت کو جلا دیا اور ان کے مویشی قتل کر دیئے۔ واللہ لا یحب الفساد اللہ تعالیٰ شروفا کو پسند نہیں کرتا اس لئے فساد سے اجتناب کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔ ۳۹۴ اصل میں ذلک کی مذہب مگر

یہاں اس سے سخت اور غور مراد ہے۔ العزۃ فی الاصل خلاف الذل وادید بها الانفۃ والحکمۃ محاذاً (روح ص ۲۵۹، ۲۶۰) اور پھر اس نفاق اور فطری خباثت کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی رعب کا ضدی اور مشکور بھی ہے۔ یہاں تک کہ جب کوئی غیر خواہ ازراہ نصیحت اسے خدا سے ڈرنے اور شروفا دیرپا سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے تو سخت اور غور اسے اور آمادہ گناہ کر دیتا ہے۔ اور وہ پہلے سے بھی بڑھ کر شروفا دیرپا

میں حصہ لیتا ہے۔ فحسبہ جھنڈو و بئس المہاد۔ کسی ناصع مشفق کی نصیحت اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اسے جہنم کی آگ سیدھا کرے گی جو بہت ہی بُری جگہ ہے۔ ۳۹۵ یہ دوسری ترغیب ہے۔ بئس شرا سے ہے جس کے معنی یہاں بیچنے کے ہیں اور اس سے جہاد میں جان دینا مراد ہے۔ ابتغاء یشری کا مفعول لہ ہے۔ ای بیعہا ببذل لہا فی الجہاد (روح ص ۲۵۹، ۲۶۰) یعنی منافقین کے مقابلہ میں کچھ ایسے خلص اور جان نثار لوگ بھی ہیں جو محض اللہ کی رضا کے لئے جہاد میں اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ واللہ ردو ذلک الجہاد عباد سے مراد مؤمنین ہیں۔ مؤمنین پر اللہ تعالیٰ خاص طور پر جہاد میں

ہے کہ انہیں بلند درجات حاصل کرنے کے لئے اپنی راہ میں پیادیاں جانیں تھ دینے کی راہ دکھائی اور اپنی رضا مندی کے حصول کے طریقے انہیں بتائے۔ ۳۹۶ یہ جہاد کی تیسری ترغیب ہے۔ کافۃ ادخلوا کی ضمیر سے حال ہے اور سلم کے معنی استسلام اور اطاعت کلی کے ہیں یعنی تم سارے کے سارے مکمل طور پر اللہ کے فرمانبردار بن جاؤ اور کوئی اس اطاعت سے یا ہر نہ رہے۔ ای استسلموا للہ و اطیعوا

..... کافۃ لا یخیر جاحد منکم یدک عن طاعتہ (مدارک ص ۲۵۳، ۲۵۴) یا اس کے معنی امن اور صلح و آشتی کے ہیں اور اس سے مراد دین اسلام ہے۔ ولا تتبعوا اخطوات الشیطن ایمان والوں کو حکم ہو رہا ہے کہ تم دین اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور عقائد سے لیکر اعمال تک اور عبادات سے لیکر اخلاق تک کے متعلق اسلام کی تمام ہدایات پر عمل کرو اور شیطان کے پیچھے لگ کر اسلامی

احکام کی جگہ جابلانہ رسوم کی پابندی مت کرو۔ اور نہ ہی ایسا کرو کہ اسلام کے بعض احکام کو مانو اور بعض احکام کو نہ مانو۔ اللہ لکھ عذ و صلیب۔ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ وہ ہمیشہ تمہیں گمراہ کرنے کے متعلق ہی سوچتا رہتا ہے اور تمہارے دلوں میں نئے نئے خیالات اور نئی نئی جہتیں پیدا کرتا ہے تاکہ تمہارے عقائد و اعمال کو خراب کر ڈالے بعض نو مسلم جنہوں نے یہودیت ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا انہوں نے

بعض سابقہ رسوم کو ترک نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ ۳۹۷ یہ جہاد اور تحریف ہے اور چوتھی ترغیب ہے یعنی جب دلائل واضح ہو جائے پاس آچکے ہیں۔ اور دین اسلام کی صداقت و حقانیت تم پر واضح ہو چکی ہے تو اب بھی اگر تم پھسل گئے اور ڈگمگائے یعنی اسلام کے بعض احکام پر عمل نہ کیا مثلاً جہاد کرنا چھوڑ دیا تو پھر سن لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست اور صاحب حکمت ہے اسے سزا دینے سے

کوئی نہیں روک سکتا اور بتقاضائے حکمت جو سزا دینا چاہے اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ ۳۹۸ یہ تحریف دنیوی ہے۔ وہ شریکوں جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر وقت شرارتوں میں مصروف رہتے ہیں اور جن کی شرارت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اب وہ قیامت سے پہلے شروفا دیرپا سے باز نہیں آئیں گے۔ ان سے کیوں جہاد نہیں کرتے ہو۔ یسخر وک کی ضمیر یہود کی طرف راجع ہے (روح ص ۲۵۹، ۲۶۰) یہودی اللہ تعالیٰ کے عظیم کے قابل تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ جب ٹھانڈا اور شان و شوکت سے آتا ہے تو بادلوں پر سواری کر کے آتا ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی ڈالی تھی

و بادلوں ہی سے ڈالی تھی۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں کے خیال کے مطابق فرمایا کہ یہ یہودی جو اسلام کو قبول نہیں کر رہے یہ اس انتظار میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے بادلوں پر سوار ہو کر آئیں اور قیامت قائم

ہو جائے تو پھر انہیں اسلام کی صداقت کا یقین ہو جائے گا۔ اور وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ وذلک لان الیہود کانوا علی مذہب التشبیہ وکانوا یجوزون علی اللہ الحی والقیوم وکانوا یقولون انہ تعالیٰ یخفی عنہ علیہ السلام علی الطور فی ظل من الغمام (کبیر ص ۲۸۵) اور تورات میں ہے: ”دیکھو خداوند ایک تیزرو بادل پر سوار ہو کر مصر میں آتا ہے اور مصر کے بت اس کے حضور رزاں ہوں گے“ (کتاب یسعیاہ باب ۱۹، فقرہ ۱)

تذکرہ ۱۔ اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ جسم ہے اور نہ کسی جسم کے مشابہ ہے۔ اور آنا جانا جسم کی صفات میں سے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ آمد و رفت سے منزہ اور پاک ہے۔ اس لئے بہت سے مفسرین نے اس آیت کو متشابہات میں سے قرار دیا ہے اور اس کی تفسیر سے سکوت اختیار کیا ہے۔ اور بعض نے یہاں مضاف محذوف مانا ہے یعنی امر اللہ یا عنہ اللہ۔ جو تو جہم نے اپنی لکھی ہے اسے امام رازی رحمہ اللہ نے ترجیح دی ہے وقضی فیہ

البقرہ ۲

۱۰۰

سیقول ۲

وَاللّٰهُ رَعُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا

اور اللہ نہایت مہربان ہے اپنے بندوں پر اور اے ایمان والو داخل ہو جاؤ

فِی السِّلْمِ کَافَّةً ۝ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط

اسلام میں پورے سہ اور مت چلو۔ شیطان کے

اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝۲۰۸ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِنْۢ بَعْدِ

بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ پھر اگر تم پھلنے لگو بعد اس کے کہ

مَا جَآءَ تِکُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ

پہنچ چکے تم کو صاف حکم تو جان رکھو کہ بیشک اللہ زبردست ہے

حَکِیْمٌ ۝۲۰۹ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّاتِیَہُمُ اللّٰہُ

حکمت والا کہہ کیا وہ اسی کی راہ دیکھتے ہیں کہ آوے ان پر اللہ

فِی ظُلُمٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالسَّیِّئَةِ وَقُضِیَ الْاَمْرُ ط

ابر کے سائبانوں میں ملامت اور فرشتے اور طے ہو جاوے فقہ

وَرٰلِی اللّٰہُ تُرْجِعُ الْاُمُوْرَ ۝۲۱۰ سَلِّیْۤا سِرَآءِیْلَ

اور اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے سب کام و پوچھ بنی اسرائیل سے

کَمْ اَتٰیہُمْ مِّنْ اٰیۃٍ بَیِّنَةٍ ط وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمۃَ

کس قدر عنایت کیں ہم نے ان کو نشانیاں کھلی ہوئیں ۲۱۰ اور جو کوئی بدل دے اللہ کی نعمت

اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْہُ فَانَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۲۱۱

بعد اس کے کہ پہنچ چکی ہو وہ نعمت اس کو تو اللہ کا عذاب سخت ہے ۲۱۱

زَیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَیَسْخَرُوْنَ مِنْ

فریفتہ کیا ہے کافروں کو دنیا کی زندگی پر اور ہنستے ہیں

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۝ الَّذِیْنَ اسْقَوْا فَوْقَہُمْ یَوْمَ الْقِیَمۃِ ط

ایمان والوں کو ۲۱۱ اور جو پرہیزگار ہیں وہ ان کافروں سے بالاتر ہونگے قیامت کے دن ۲۱۱

منزل ۱

سب جہاد کی قمری
نہیں اسلام
تمام احکام پر عمل کرنا
ان میں سے ایک جہاد
جہاد کی قمری
نہیں اسلام
تمام احکام پر عمل کرنا
ان میں سے ایک جہاد
جہاد کی قمری
نہیں اسلام
تمام احکام پر عمل کرنا
ان میں سے ایک جہاد

۲۵
۹

۲۵
۹

سب جہاد کی قمری
نہیں اسلام
تمام احکام پر عمل کرنا
ان میں سے ایک جہاد
جہاد کی قمری
نہیں اسلام
تمام احکام پر عمل کرنا
ان میں سے ایک جہاد
جہاد کی قمری
نہیں اسلام
تمام احکام پر عمل کرنا
ان میں سے ایک جہاد

فرمایا ان لوگوں کے دلوں میں دنیا کی دولت اور ظاہری شان و شوکت کی محبت بس چکی ہے۔ دین کے مقابلہ میں دنیوی وقار و اقتدار، زندگی کی مادی آسائشیں اور ٹھٹھاٹھ ہاٹھ انہیں بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے انہوں نے ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کو قبول کیا ہے جس سے انہیں تمام دنیوی مقاصد اور مادی خواہشات کے پورا ہو جانے کی قوی امید ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام قبول کر کے ان لوگوں نے کیا حاصل کیا ہے۔ ان کے پاس دولت ہے، زمینیں، مغللات ہیں، نہ باغات، کیونکہ ان کو تازہ نظروں اور کچھ فہموں نے ان چیزوں ہی کو زندگی کا حاصل سمجھا ہوا ہے۔ لہذا وہ حالیہ ہے حالانکہ یہ غریب و محتاج سے ڈرتے ہیں اور اس کے تمام احکام کی تعمیل کرتے ہیں قیامت کے دن ان کافروں کو یہ قرآن و فیہ حال ہے صاحب ایمان کا کہ اللہ کی رضا پر اپنی جان دیوے۔ وایمینی پیغمبر اور قرآن پر یقین نہیں لاتے تو اب منتظر ہیں اللہ آوے اور ہم کسی کو اس کے عمل کے موافق جزا دیوے۔

فتح الرحمن فی بیان عذاب اور ۱۲

سے بہت بلند درجات میں ہوں گے کیونکہ ایسے ضدی اور معاند کفار و منافقین کا ٹھکانا جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوگا اور یہ خدا سے ڈرنے والے فکراؤں میں اعلیٰ علیین میں ہوں گے۔
فَوْقَهُمْ كَوْمًا تَاقِيْمَةً اٰی فی الدرجه لا نہ فی الجنة والكفار فی النار (قرطبی ص ۳۷۲) لان الفقراء فی علیین والکفار والمنافقین فی اسفل السافلین (معال ص ۱۷۱) ۱۰۱

البقرة ۲

۱۰۱

سيقول ۲

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۲۱۲ كَانِ النَّاسُ

اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار ۲۱۲ تھے سب لوگ

اُمّةٌ وَّ اَحَدَةٌ قَدْ فَبَعَثَ اللّٰهُ السَّبِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ

ایک دین پر ۲۱۲ وہ پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر خوشخبری والے اور

مُنْذِرِيْنَ ۝۲۱۳ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيُحْكَمَ

ڈرانے والے ۲۱۳ اور اتاری ان کے ساتھ کتاب سچی کہ فیصلہ کرے

بَيْنَ النَّاسِ فَبِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ

لوگوں میں جس بات میں وہ جھگڑا کریں ۲۱۴ اور نہیں جھگڑا والا کتاب میں

اِلَّا الَّذِيْنَ اَوْشَوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ

مگر انہی لوگوں نے جن کو کتاب ملی تھی اس کے بعد کہ ان کو پہنچ پڑے صاف حکم

بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۝۲۱۴ فَهَدٰى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِلَى

اپس کی سند سے ۲۱۴ پھر اب ہدایت کی اللہ نے ایمان والوں کو اس سچی بات

اِخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاٰذِنِهِ ۝۲۱۵ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ

کی جس میں وہ جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے ۲۱۵ اور اللہ بتلاتا ہے جس کو

يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۲۱۶ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ

چاہے سیدھا راستہ ۲۱۶ کیا تم کو یہ خیال ہے کہ

تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ وَلَكِنَّا يٰۤاَيُّكُمْ مِّثْلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا

جنت میں پہلے جاؤ گے حالانکہ تم پر نہیں گذرے حالات ان لوگوں جیسے جو پہلے

مِنْ قَبْلِكُمْ مَّسْتَهْمُ الْبَاسِ وَالضَّرَّاءُ وَرَزَقُوْا

تم سے پہلے ۲۱۷ کہ پہنچی ان کو سختی اور تکلیف اور جھجھکاتے گئے

حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ ۝۲۱۸

یہاں تک کہ کہنے لگے رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے کب اترے گی

منزل ۱

۱۰۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

صراحت موجود ہے جیسا کہ سورہ یونس ۲۷ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّ اَحَدَةً فَاَخْتَلَفُوْا۔ اور چونکہ قرآن کے بعض حصے بعض حصوں
موضع قرآن
۱۰۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱

نَصَرَ اللَّهُ آلَ إِبْرَاهِيمَ إِذْ نَصَرَ اللَّهُ قَرِيبَ ۖ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا

النبي مدد اللہ سے حق میں سخت مضبوط ہو۔ مثلاً جہاد میں شرکت نہ کرنے اور اگر ام و راحت سے گھر بیٹھے رہنے کو تم پسند کرتے ہو۔ اس لئے کہ اس طرح مال و جان محفوظ رہے گا۔ لیکن دراصل ترک

يَنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّهِ وَاللَّيْلِ

خیر خرچ کرے اللہ کہدو کہ جو کچھ تم خرچ کرو مال سو ماں باپ کیلئے

وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَ

اور قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور محتاجوں کے اور مسکینوں کے اور مسافروں کے اللہ اور

مَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۖ كَتَبَ

جو کچھ کرو گے تم بھلائی سو وہ بیشک اللہ کو خوب معلوم ہے قتل زمین ہوئی

عَلَيْكُمْ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا

کشم پر لڑائی اور جبری لگتی ہے تم کو ۱۴۱۶ اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور

شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا ق

۱۴۱۷ ہو شر لکم واللہ یعلم وآنتم لاتعلمون ۱۴۱۸

بڑی ہر ہمتا سے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ

تجھ سے پوچھتے ہیں ہرمینہ ہرام کو کہ اس میں لڑنا کیسا ہے ۱۴۱۹

قِتَالٍ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدَقَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكَفَرُوا

لڑائی اس میں بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے ۱۴۲۰ اور اس کو نہ

بِهِ وَالْمَسْجِدَ الْحَرَامَ قَوْلًا وَاخْرَاجَهُمْ مِنْهُ

ماننا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا اس کے لوگوں کو وہاں سے

أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط

اس سے بھی بڑا گناہ ہر اللہ کے نزدیک لڑنے اور لوگوں کو دین کو بھلا نامہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے قتل

منزل ۱

وہ چیز تمہارے حق میں سخت مضبوط ہو۔ مثلاً جہاد میں شرکت نہ کرنے اور اگر ام و راحت سے گھر بیٹھے رہنے کو تم پسند کرتے ہو۔ اس لئے کہ اس طرح مال و جان محفوظ رہے گا۔ لیکن دراصل ترک جہاد میں تمہارا سراسر نقصان اور خسار کا وارین ہے۔ کیونکہ اس طرح تم کافروں کے ہاتھوں ذلیل ہو جاؤ گے۔ وہ تمہارا استیلا ناس کر دیں گے۔ مال لوٹ لیں گے۔ عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیں گے۔ تمہارے شہروں پر قبضہ کر لیں گے۔ اور تمہارا دین دنیا سے مٹا ڈالیں گے۔ یہ دوسری طرز پر جہاد کی ترغیب ہے۔ وَاللَّهُ يَخْلُكُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ اللہ تعالیٰ کا علم کامل اور ہر چیز پر حاوی ہے۔ انسان کا علم ناقص اور محدود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے فوائد اور نقصانات سے بخوبی آگاہ اور ہر کام کی حکمتوں کو جانتا ہے۔ لہذا اس نے جو جہاد کا حکم دیا ہے اس میں یقیناً مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری ہے۔ ۱۴۱۵ قتال فیہ، الشہر الحرام سے بدل الاشتال ہے اور الشہر الحرام سے مراد یہاں رجب ہے اور یسئلون کا فاعل مشرکین ہیں۔

ایک دفعہ مقام منخل میں مسلمانوں کا مشرکین سے مقابلہ ہو گیا جس میں ایک مشرک عمر بن الحنفی مارا گیا۔ مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ آج جہاد کی آخری یعنی تیس تاریخ ہے مگر اتفاق سے چاند انیس کا تھا اور اس دن رجب کی پہلی تاریخ تھی۔ کانوا یظنون تلك الليلة من جمادی وكانت اول رجب ولم يشعروا (ابن جریر ص ۱۹ ج ۲) جب اس واقعہ کا علم مشرکین قریش کو ہوا تو ان کا ایک وفد حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے سوال کیا کہ کیا رجب جو کہ شہر حرام ہے اس میں قتال جائز ہے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سوال مسلمانوں نے کیا تھا۔ کیونکہ اس واقعہ کی وجہ سے انہیں ندامت ہوئی کہ ہم نے شہر حرام میں قتل کر کے بڑا گناہ کیا ہے۔ قُلْ قِتَالٌ یہ اس سوال کا جواب ہے کہ واقعی شہر حرام میں قتال الزانی کرنا، بہت بڑا گناہ ہے۔ ۱۴۱۸ یہاں سے شہر حرام میں قتال کے جواز کی پانچ دلیلیں بیان کی گئی ہیں۔ ص ۱۹ اور قِتَالٌ دونوں نکرے ہیں اور چونکہ دونوں کے ساتھ جار مجرور متعلق ہے اس لئے ان میں تخصیص پیدا ہو گئی ہے اور ان کا مبتدا ہونا صحیح ہے۔ جیسا کہ امام ابن مالک نے الفیہ میں اس کی مثال یوں دی ہے۔ ودرغبة فی الخیر سبیل اللہ سے مراد اسلام ہے۔ عن سبیل اللہ وهو الاسلام (روح ص ۱۹ ج ۲) یعنی اسلام سے اور توحید سے روکنا اور یہ پہلی علت ہے وَالْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اس کا عطف سبیل اللہ پر ہے یعنی مسلمانوں کو مسجد الحرام سے روکنا یہ دوسری علت ہے۔ ۱۴۲۰ اور مسجد حرام کے اہل کو وہاں سے نکالنا اور اہل سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین ہیں۔ یہ لوگ مسجد حرام کے اہل اس لئے تھے کہ یہ اس کی آبادی کے پورے پورے حقوق ادا کرتے تھے۔ چنانچہ اس کا سبب بڑا حق تو یہی تھا کہ اس میں صرف خلئے واحد کی عبادت کی جائے اور اس میں شرک نہ کیا جائے۔ اور اس حق کو وہ کما حقہ ادا کرتے تھے۔ وهو النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنون وأنما كانوا أهله لأنهم القائلون بحقوقه (روح ص ۱۹ ج ۲) یہ تیسری علت ہے۔ أَكْبَرُ عِنْدَ

۱۴۱۵ قتال فیہ، الشہر الحرام سے بدل الاشتال ہے اور الشہر الحرام سے مراد یہاں رجب ہے اور یسئلون کا فاعل مشرکین ہیں۔

۱۴۱۶ اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور

۱۴۱۷ ہو شر لکم واللہ یعلم وآنتم لاتعلمون ۱۴۱۸

بڑی ہر ہمتا سے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

۱۴۱۹

۱۴۲۰ اور اس کو نہ

اللہ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ فتنہ سے مراد شرک ہے۔ والفتنة التي انته على ما مقيمون یعنی اللہ کے نزدیک شہر حرام میں یہ گناہ قتل کی نسبت زیادہ سنگین ہیں۔ یعنی الشہر اکبر من القتل (ابن جریر ص ۱۹ ج ۲) اسی طرح شرک جو تم شہر حرام میں کرتے ہو وہ قتل سے زیادہ سنگین جرم ہے۔ یہ چوتھی علت ہے۔ حاصل جواب یہ ہے کہ مسلمانوں نے رجب کے مہینہ میں جو قتل کیا ہے وہ عمد اور قصداً اس ماہ میں نہیں کیا بلکہ غلطی سے کیا ہے اور تم جو یہ گناہ ہمیشہ عزت والے مہینوں میں کرتے رہتے ہو وہ قتل سے کہیں بڑھ کر ہیں تم ان کا خیال نہیں کرتے ہو۔ اور اگر سوال مسلمانوں موضع قرآن اول لوگوں نے پوچھا تھا کہ مالوں میں سے کس مال کا خرچ کرنا بہت ثواب ہے جواب فرمایا کہ مال کوئی ہو لیکن مال جس قدر بڑھ جائے پر خرچ ہو ثواب زیادہ ہے۔ فتح الرحمن ۱۴۱۵ یعنی رجب و ذی القعد و ذی الحجہ و محرم کہ در شریعت اہل ایم جنگ کون باہنا حرام بود پس سوال کردند کہ در شریعت محمدیہ حکم تحریم باقی ماند یا نہ ۱۴۱۶ یعنی ترویج شرک ۱۴۱۷ حاصل جواب آنست کہ قتال کفار جائز است و تحریم قتال مسلمین مغلطہ بیشود ۱۴۱۸

نے کیا تھا تو پھر جواب کی نوعیت تسلیم کی ہوگی یعنی مسلمان کو تسلی دی کہ اگر تم سے رجب میں قتل ہو گیا ہے تو یہ کوئی زیادہ بڑی گناہ کی بات نہیں خود مشرکین اشہر حرم میں جو جو کثرت کرتے ہیں وہ قتل سے بھی بڑے گناہ ہیں۔ **۱۰۴** یہ خطاب مسلمانوں سے ہے۔ یعنی اگر تمہیں مشرکین سے اشہر حرم میں لڑنا پڑے تو بے کھٹکے ان سے لڑو۔ کیونکہ مشرکین تو اس بات کا تہیہ کر چکے ہیں کہ وہ بلا امتیاز اشہر حرم ہمیشہ تم سے لڑتے ہیں یہاں تک کہ تمہیں دین اسلام سے پھیر کر دوبارہ کافر بنالیں۔ یہ اشہر حرم میں جواز قتال کی پانچوں علت ہے۔ الغرض اشہر حرم میں قتال نہ کرنے کی تو صرف ایک علت ہے مگر قتال کے جواز کی پانچ علتیں ہیں **۱۰۵** استطا عوا۔ یعنی اگر ان کے اختیار میں اور قابو میں ہو۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ بات بعید ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں اور تمہیں دوبارہ کافر بناسکیں۔ قولہ ان استطاعوا استبعاد لا استطاعتہم کقول الرجل لعدوہ ان ظفرت بی فلا تبغ علی (کبیر ص ۲۰۲)۔

البقرة ۲

۱۰۴

سیقول ۲

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ

اور کفار تو ہمیشہ تم سے لڑتے ہی رہیں گے۔ یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں تمہارے دین کو۔

إِنْ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ

اگر قابو پا دیں اور جو کوئی پھرے تم میں سے اپنے دین سے۔

فِيْمَتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

پھر مر جاوے حالت کفر ہی میں تو ایسوں کے ضائع ہوئے عمل

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ

دنیا اور آخرت میں اللہ اور وہ لوگ رہنے والے ہیں دوزخ میں

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۱۰۵

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ **۱۰۵** ان الذین آمنوا والذین

هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ

ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں وہ

يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۱۰۶

امیدوار ہیں اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ **۱۰۶**

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ

تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا **۱۰۷** کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے

كَبِيرٌ وَمَنْ نَفَعَهُ لِّلثَاثِ ذُوَاتِهُمَا ۝۱۰۸

اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو **۱۰۸** اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے

تَفْعُهُمَا ۝۱۰۹

فائدے سے **۱۰۹** اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خمر کریں **۱۱۰** کہ ہے

الْعَفْوَ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ

جو کچھ لینے خرچ سے **۱۱۰** اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے حکم تاکہ تم

منزل ۱

سلا حجاز قتال کی پانچوں علت ۱۰

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

فالایة تهدید اللہ مسلمانین لیثبتوا علی دین الاسلام (رقطبی ص ۳۰) یعنی تم میں سے اگر کوئی مشرکین کے کہنے سننے سے اپنے دین اسلام سے پھر گیا۔ اور تو بہ کے بغیر کفر پر مگر گیا تو اس کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت جائیں گے اور ان کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ مرتد کے دنیا میں اعمال ضائع ہونے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کی وجہ سے جو اسے فوائد حاصل تھے وہ ان سے محروم ہو جائے گا۔ اور آخرت میں اس کے اسلام پر جو اجر و ثواب مرتب ہوئے والاکتا۔ وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ لبطلان ما تخیلوا و فوات ما للاسلام من الفوائد فی الادوی و سقوط الثواب فی الاخوی (روح منلا ص ۲) **۱۰۵** یعنی مرتد کی وہی سزا ہے جو دوسرے کافروں کی ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اور ان کا گذشتہ ایمان ان کے کام نہیں آئے گا۔ کسائر الکفرۃ ولا یغنی عنہم ایہا نہم السابق علی المردۃ شیئاً (روح منلا ص ۲) اب آگے جاؤ فی سبیل اللہ کا اجر و ثواب بیان کے جہاد کی مزید ترغیب دیتی ہے اور جن مسلمانوں سے رجب میں غلطی سے قتل ہو گیا تھا۔ اور انہوں نے مذکورہ بالا جواب سے یہ تو سمجھ لیا تھا کہ وہ گناہ سے بچ گئے ہیں۔ مگر ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شاید اس جہم کے سر کرنے میں وہ ثواب سے محروم رہیں گے تو اگلی آیت میں انہیں خوشخبری دی کہ انہیں اللہ کی رحمت سے مزور حصہ ملے گا۔ انہیں نا امید نہیں ہونا چاہیے **۱۰۶** ایمان چونکہ تمام اعمال کی قبولیت کی شرط ہے اور اس کے بغیر نہ ہجرت مفید ہے نہ جہاد۔ اس لئے پہلے اس کا ذکر فرمایا **وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ** اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے اپنا وطن چھوڑنا۔ **وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ** اللہ کے دین اور اس کی توحید کی خاطر کوسر بلند کرنے کے لئے کفار سے جہاد کیا۔ **أُولَٰئِكَ**

يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ۔ **أُولَٰئِكَ** سے صفات بالا کے حاملین کی طرف اشارہ ہے اور رجاء سے قطع اور یقین مراد ہے۔ المراد من الرجاء القطع والیقین۔ (کبیر ص ۳۲) اور خبر بمعنی اس سے یعنی یہ لوگ اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہوں بلکہ اس کی رحمت کا یقین رکھیں۔ **۱۰۷** مغفرت کے ساتھ صفت رحمت کا ذکر کر کے ایمان والوں کو مزید اطمینان دلایا کہ گناہ کی معافی کے ساتھ ساتھ اجر و ثواب بھی ملے گا۔

موضع قرآن۔ حضرت نے ایک فوج بھیجی جہاد پر انہوں نے کافروں کو مارا اور لوٹ لائے مسلمانوں کو خبر تھی کہ وہ جمادی الثانی کا ہے اور وہ عمرہ رجب تھا کافروں نے اس پر بہت طعن کیا اور مسلمانوں کو شبہ پڑا اس پر یہ آیت اتری یعنی ان مہینوں میں ناحق کی لڑائی اشد گناہ ہے اور جن کافروں نے مسلمانوں سے ان مہینوں میں قصور نہ کیا ان سے لڑنا منع نہیں۔

فتح الرحمن۔ یعنی دنیا ۱۲۔ یعنی حرام اندوہنا فتح آہنا التفات نباید کرد ۱۲۔ یعنی از حاجت ضروری ۱۲۔

ای انفقوا ما فاضل عن قدر الحاجة (مدار ۱۵۵) کُنْ الْاَلْفُ يَبْتِغِيَنَّ اللهُ لَكُمْ جِرْطَةً يَها خَرَجْتُمْ كَرْنِے کا حکم بیان کیا ہے کہ ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تمام ہولناکیاں کر لے گا۔ اور ان میں تمہاری سہولت اور تمہارے فائدے کو مد نظر رکھتا ہے۔ فی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَرَفٌ تَتَفَكَّرُونَ کے متعلق ہے یعنی یہ سہولت کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ تم دین و دنیا کے معاملہ میں غور کرو اور اپنی دولت کا ایک حصہ اصلاح معاش پر خرچ کرو اور باقی ماندہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ فقیر و غنی و من اموالکم ما یصلحکم فی معاش الدنیا و تنفقون الباقی فیما ینفعکم فی العقبیٰ (قولہ ۱۵۶) انفاق میں بھی دو جہتیں تھیں۔ ایک مالی نقصان۔ دوسرا اخروی نفع۔ اخروی نفع دنیوی نقصان کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہے اس لئے ضروریات زندگی سے زیادہ دوسرے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ لیکن اگر جہاد فرض ہو جائے تو شرک کو مسئلے کے لئے سارا مال خرچ کر ڈالو۔ ۱۵۷ تیسرا مسئلہ قرآن مجید میں یتیموں کا مال کھانے کی سخت ممانعت وارد ہوئی تو صحابہ کرام میں سے جس کے زیر کفالت کوئی یتیم تھا۔ انہوں نے یتیموں

البقرة ۲

۱۰۶

سیقول ۲

عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ اَذَىٌّ فَاعْتَرِزُوا النِّسَاءَ فِي

الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ ۖ فَاِذَا

طَهَّرْنَ فَاتَوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ

يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَاؤُكُمْ

حَرْثٌ لَّكُمْ مِّنْ فَاتُوا حَرْثَكُمْ اَنْ يَّشْتُمُوْا وَقَدْ مَوَّ

اَلْاَنفُسُكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مُّسْلِمُونَ ﴿۲۲۳﴾

وَكَبِّرُوا لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً

لِّاِيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَاتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ

النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُوَاخِذُكُمُ اللّٰهُ

بِالْغُفْوِ اِيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُّوَاخِذُكُمْ بِمَا

كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾

منزل

تو اس کی اجازت نہ دیتا اور تم پہ اس معاملہ میں تنگی پیدا کر دیتا۔ ای یضیق علیکم ولم یجوز لکم مخالطہم (روح ۲۵۱) اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيْمٌ وہ جو چاہے حکم دے سکتا ہے۔ کوئی اسے روکنے والا نہیں۔ مگر وہ صرف وہی احکام صادر فرماتا ہے جو اس کی حکمت اور مصلحت کے مطابق ہوں۔ اس کی بھی دو جہتیں تھیں۔ اگر یتیموں کا مال علیحدہ رکھا جائے تو اس میں جمع ہے اور اگر موصوع قرآن لا حیض کہتے ہیں غون کو جو عورتوں کی عادت ہے اور خلاف عادت آوے سنا نا ہے حکم ہوا کہ اس وقت یہ عورت سے۔ رسول خدا نے فرمایا کہ اگر اسے آگے نہ چلے پھر جب پاک ہوں تو جاوے جہاں سے حکم دیا اللہ نے یعنی دوسری جگہ جو ناپاک ہے۔ اس کا تو حکم کبھی نہیں۔ فلا یعنی جس راہ سے چاہو جاؤ لیکن کبھی ہی میں کبھی وہی جہاں تم ڈالتے تو آگے اور آگے کی تدبیر کر دینی اس صحبت میں نیت چاہیے اولاد کی ناثواب ہو۔ فلا یعنی خدا کی قسم اچھے کام چھوڑنے پر نہ کھلے مثلاً ماں باپ سے نہ بولو نہ لگایا اس فقیر کو نہ دو لگا۔ اور اگر کھا بیٹھے تو قسم اڑے اور کفارہ دیوے فلا تا کاری قسم وہ جو منہ بولے اور دل کو خیر نہ ہو۔

یعنی لا اللہ العزیز والقدیر یعنی اللہ تعالیٰ جو عزت و قدرت کا تمام ہولناکیاں کر لے گا۔ اور ان میں تمہاری سہولت اور تمہارے فائدے کو مد نظر رکھتا ہے۔ فی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَرَفٌ تَتَفَكَّرُونَ کے متعلق ہے یعنی یہ سہولت کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ تم دین و دنیا کے معاملہ میں غور کرو اور اپنی دولت کا ایک حصہ اصلاح معاش پر خرچ کرو اور باقی ماندہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ لیکن اگر جہاد فرض ہو جائے تو شرک کو مسئلے کے لئے سارا مال خرچ کر ڈالو۔ ۱۵۷ تیسرا مسئلہ قرآن مجید میں یتیموں کا مال کھانے کی سخت ممانعت وارد ہوئی تو صحابہ کرام میں سے جس کے زیر کفالت کوئی یتیم تھا۔ انہوں نے یتیموں

۱۵۷ تیسرا مسئلہ قرآن مجید میں یتیموں کا مال کھانے کی سخت ممانعت وارد ہوئی تو صحابہ کرام میں سے جس کے زیر کفالت کوئی یتیم تھا۔ انہوں نے یتیموں

کے کھانے پینے کا انتظام اپنے سے الگ کر دیا۔ اگر کسی یتیم کا کچھ بچ رہتا تو وہ دوسرے وقت یتیم کو دیدیا جاتا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ وہ کھانا خراب ہو جائے نیز ان کا کھانا علیحدہ تیار کرنے میں بھی بہت وقت لگتا۔ اس لئے صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا یتیموں کے کھانے کا علیحدہ انتظام رکھا جائے یا اپنے ساتھ ملائے کی اجازت ہے؟ قُلْ اَصْلَاحٌ كَمَنْ خَيْرٌ تو اس کا جواب دیا گیا کہ وہ طریقہ اختیار کرو جس میں یتیموں کی اصلاح ہو اور ان کا فائدہ ہو۔ یعنی یتیموں کو مال دینا واجب نہیں البتہ ان کی غیر خواہی مزدوری ہے۔ قاعدہ ۱۔ قرآن مجید میں جہاں دو ٹکے بیان کرنے ہوں اور ان میں سے ایک سیاق سے معلوم ہو جائے اور ایک سیاق سے معلوم نہ ہو تو جو مسئلہ سیاق سے معلوم ہو جائے اس کی صراحت نہیں کی جاتی اور جو سیاق سے معلوم نہ ہو اسے صراحتہ بیان کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی ایسا ہے۔ یہ بات سیاق سے معلوم تھی کہ یتیمی کو مال دینا مزدوری نہیں اس کا ذکر نہیں کیا گیا اور ان کی اصلاح کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۵۸ اور اگر تم ان کے کھانے پینے کا انتظام اپنے ساتھ مخلوط رکھو تو اس کی بھی اجازت ہے کیونکہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں اگر بھائیوں بھائیوں میں مضامندی سے بھڑکنا بہت (اوضا و امر ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ غرض یہ ہے کہ یتیموں کا مال ناحق نہ کھایا جائے۔ اس آیت میں بشرط اصلاح یتیموں کو ساتھ کھنے کی ترغیب فرمائی ہے۔ ۱۵۹ اللہ تعالیٰ تو جانتا ہی ہے کہ یتیموں کا خیر اکتھا کرنے سے کس کی نیت نیک ہے اور کس کی نیت خراب ہے۔ کون یتیموں کے مال کی اصلاح اور حفاظت چاہتا ہے۔ اور کون ان کے مال میں خیانت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ الذی یقصد بالمخالطة الخيانة و افساد مال الیتیم و اكله بخیر حق عن الذی یقصد اصلاح (معالم ۱۵۹) وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۚ الْعَهْدُ الَّذِیْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ اللّٰهِ لَا تَنْکُحُوا مَا بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ اللّٰهِ تَعَالٰی نے تمہارے لئے سہولت پیدا کر دی ہے۔ اور اگر وہ چاہتا

ملا جائے تو احتیاط نہیں رہتی۔ مکتبہ۔ اگر تباہی کے پاس اپنا مال موجود ہو تو ان پر اپنا مال خرچ کرنا ضروری نہیں البتہ ان کے مال کی اصلاح اور حفاظت ضروری ہے لیکن شرکین کے مقابلہ میں شرک مٹانے کے لئے جہاد میں سب مال خرچ کرنا نہایت ضروری ہے۔ **۱۲۳۱** چوتھا مسئلہ۔ یہاں ایک طرف تو حسن و جمال اور دنیوی مال و دولت ہے اور دوسری طرف شرک یا مشرک کی رفاقت سے اپنے دین کی مبادی کا خطرہ ہے۔ دوسری جہت کو ترجیح دیکر مشرک مرد سے مؤمنہ کا اور مشرک عورت سے مؤمن مرد کا نکاح حرام قرار دیا۔ **۱۲۳۲** وَاَنْجَبْتُمْ لَكُمْ جَنْ

جمال اور دنیوی مال دین اور ایمان کے مقابلہ میں بے حقیقت ہیں اس لئے ایمانداروں کی جو غلطی ہو ظاہری حسن اور دنیوی مال سے محروم ہو اس آزاد عورت سے بہتر ہے جو حیدرہ و جمیلہ ہونے کے ساتھ دولت مند بھی ہو مگر مشرک ہو جس اور دنیوی مال کو شرک کے مقابلہ میں ٹھکرا دو اور شرکین سے رشتہ نکاح مت جوڑو۔ **۱۲۳۳** جس طرح مؤمن مرد کا نکاح مشرک عورت سے جائز نہیں ہے۔ اسی طرح مؤمن عورت کا نکاح مشرک سے جائز نہیں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر عریضی نے ہلوی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں اگر مرد یا عورت نے شرک کیا ان کا نکاح ٹوٹ گیا۔ شرک یہ کہ اللہ کی صفت بغیر میں جانے مثلاً کسی کو سمجھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا بُرا کرنا اس کے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ کی تعظیم غیر پر حضرت کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اس سے حاجت مانگے اس کو مختار جان کر۔ **۱۲۳۴** مشرک مرد اور مشرک عورتیں باہمی میل جول اور دین بہن کے ذریعے شرک اور کفر کی طرف بلاتے ہیں۔ جس کا انجام جہنم کا عذاب ہے۔ اِی الی الاعمال الموحیۃ للذکر (قرطبی مش ۳) اس لئے ان کے ساتھ رشتہ نامہ مت کرو۔ **۱۲۳۵** وَاللّٰهُ یَدْعُوْا اِلَی الْحُکْمَۃِ وَاللّٰهُ خَفِیْرٌ اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی صحبت و رفاقت اور ان کے میل جول کے ذریعے اعتقاد حق اور عمل صالح کی دعوت دیتا ہے جن کا ثمرہ اور نفع اللہ کی بخشش اور جنت ہے۔ اِی الی اعتقاد الحق والعمل الصالح الموصولین الیہما (روح منہاج ۲) بِاِذْنِہٖ۔ اِی بتوفیقہ الذی من جملتہ ارشاد المؤمنین لمقاربیہم والحقیر (روح منہاج ۲) یحضر اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے کہ وہ ایمان والوں کے ذریعے ان کے متعلقین کو سیدھی راہ دکھا دیتا ہے اس لئے مسلمانوں کو رشتہ نامہ کرتے وقت ہمیشہ ایمان اور عمل صالح کو معیار قرار دینا چاہیے نہ کہ ظاہری شان و شوکت اور مال و دولت کو۔ **۱۲۳۶** پانچواں مسئلہ۔ اگر یہ دیکھا جائے کہ حیض والی عورت اپنی منکوحہ ہے تو اس سے صحبت جائز ہے لیکن اگر حالت حیض کو مدنظر رکھا جائے تو صحبت جائز نہیں کیونکہ عورت کا بدن ناپاک ہے نیز فریقین کے ہمار ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے اس لئے ترجیح اس شق کو دے کر اس حالت میں صحبت کو حرام قرار دیا گیا جس کی وجہ سے وطی کی حرمت عارضی ہے اور حیض سے طہارت کے بعد وطی جائز ہے۔ استلذا ذکوا ذی کے مقابلہ میں ترک کرو۔ اگر ایذا بدنی ہو تو چند روز بیوی سے مقاربت نہ کرو لیکن اگر بیوی مشرک ہو تو اسے سرے سے چھوڑ ہی دو۔ **۱۲۳۷** قُلْ هُوَ اَذٰی۔ یعنی حیض کی حالت میں وطی عورت کے لئے باعث تکلیف ہونے کے ساتھ ساتھ مرد کے لئے بھی بدلو اور نجاست کی وجہ سے موجب تکلیف ہے۔ اِی ہوشی تنادی بہ المداۃ وغیرہا ای برائتہ دملحیض (قرطبی مش ۳) فَاَنْتَرٰکُوْا النِّسَاءَ فِی الْمَحِیْضِ مقصد یہ ہے کہ زمانہ حیض میں بیوی کی جماعت سے پرہیز کیا جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ حالت حیض میں عورتوں سے بالکل ہی علیحدگی اختیار کی جائے اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے سے بھی پرہیز کیا جائے۔ والمراد من اعتزال النساء اجتناب محامعتہن (روح منہاج ۲) والمراد من هذا الاعتزال ترك المجامعة لا ترك المجالسۃ او الملائقہ فان ذلک جائز (فتح البیان ۱۵۲)

خلاصہ۔ دوسروں کو نقصان نہ پہنچاؤ اور ان کی خاطر اپنے مالی اور بدنی منافع قربان کر دو لیکن جہاد میں مشرک کو بے خوف مار ڈالو۔ اتفاق میں اگرچہ دنیاوی نقصان ہے لیکن آخری نفع کی وجہ سے ضرورت سے زائد مال خرچ کرو لیکن شرک کے مقابلہ میں تمام مال خرچ کر ڈالو۔ دفع شرک کے موقع کے بغیر بھی یتیم کا مال اس کے سپرد کرنا ضروری نہیں البتہ ان کے مال کی اصلاح ضروری ہے خواہ علیحدہ رکھو یا اپنے ساتھ ملاؤ لیکن مشرک بیوی سے محالطت اور میل جول حرام ہے اور اگر مشرک نہیں تو بوجہ حیض چند روز اس سے فتر بیان نہ کرو۔

۱۲۳۸ یہ حکم سابق کی تاکید ہے۔ نصاریٰ حالت حیض میں عورتوں سے جماع بھی کر لیا کرتے تھے اور یہودی اس حالت میں بالکل ہی عورتوں سے قطع تعلق کر لیتے۔ یہاں تک کہ ان کا کھانا پینا بھی الگ کر لیتے۔ مگر اسلام نے اس افراط و تفریط کے درمیان ایک عمدہ راہ بتائی کہ اس حالت میں جماع سے پرہیز کرو مگر اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے میں ان کے ساتھ ہی رہو سہو۔ اور جماع سے ممانعت صرف اس وقت تک ہے کہ وہ حیض سے پاک ہو جائیں اور انہیں حیض کا آنا بند ہو جائے۔ **۱۲۳۹** تَطْهَرْنَ بَابُ تَغْتَلَّ ہے جو مبالغہ پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے یہاں اس سے طہارت بالماء یعنی غسل مراد ہے۔ فاذا تطهرن یعنی بالماء (قرطبی مش ۳) یہاں ایک شبہ کیا جاسکتا ہے کہ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے عدم قربان کی غایت مطلق طہر بیان فرمائی ہے یعنی جماع کی ممانعت صرف حیض سے پاک ہونے تک ہے جب حیض آنا بند ہو جائے تو جماع جائز ہے مگر فاذا تطهرن جو اپنے قبل پر متعزز ہے۔ یہاں جواز جماع تطہر بالماء یعنی غسل پر موقوف کیا ہے یعنی جب وہ غسل کر لیں تو ان سے جماع کی اجازت ہے تو آیت کے پہلے حصہ سے معلوم ہوا کہ صرف نقطہ حیض سے وطی جائز ہو جاتی ہے مگر آیت کا دوسرا حصہ اس امر کا مقتضی ہے کہ غسل کے بعد وطی جائز ہے۔ دونوں حصوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حیض منقطع ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ حیض پورے دس دن جاری رہنے کے بعد بند ہو۔ دس دن چونکہ حیض کی اکثر مدت ہے۔ اس لئے اس کے بعد حیض آنے کا کوئی امکان نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حیض دس دن سے کم مدت جاری رہنے کے بعد بند ہو۔ دونوں صورتوں کے احکام الگ الگ ہیں۔ پہلی صورت میں خون حیض بند ہونے کے بعد غسل سے پہلے بھی وطی جائز ہے لیکن دوسری صورت میں غسل سے پہلے جماع جائز نہیں۔ تو اس آیت میں دونوں صورتوں کے احکام بیان کر دیئے گئے ہیں اور آیت میں صنعت احتیاط ہے یعنی ایک لفظ آیت کے پہلے حصے سے محذوف ہے اور ایک دوسرے حصہ سے جو لفظ پہلے حصے میں مذکور ہے وہ دوسرے حصہ میں لفظ محذوف پر دلالت کرتا ہے اور اصل عبارت یوں تھی ولا تقربوهن حتی یطهرن ویطهرن فاذا تطهرن فانتوهن تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ عورتوں سے جماع مت کرو یہاں تک کہ وہ خون حیض سے پاک ہو جائیں اور انہیں خون آنا بند ہو جائے (یہ پہلی صورت کا حکم ہے) اور یہاں تک کہ وہ غسل کر لیں (یہ دوسری صورت کا حکم ہے) پس جب وہ خون حیض سے پاک ہو جائیں (یعنی یطهرن پر متعزز ہے) اور غسل کر لیں۔ (یہ یطهرن بالتشدید پر متعزز ہے) تو ہمیں ان سے جماع کی اجازت ہے۔ یہ تقریر حضرت سید الفروشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جو انہوں نے درس بخاری میں بیان فرمائی تھی۔ فانتوهن جماع سے کنایہ ہے اور من حیث امرکہ اللہ میں مقام وطی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی طہارت کے بعد جس مقام میں وطی کرنے کی اللہ نے اجازت دی ہے اس مقام میں تم وطی کر سکتے ہو اور اس سے مراد عورت کا قبل ہے۔ کیونکہ وطی کا فطری اور طبعی مقام یہی ہے اور اس کے فطری ہونے کی سبب بڑی دلیل یہ ہے کہ حیض آنے کی رہنمائی صرف فطرت ہی کرتی ہے، وہ اپنی جنس کے اسی مقام میں فعل جماع کرتے ہیں۔

۱۳۵ تو ایسے سے مردہ لوگ ہیں جن سے مذکورہ بالا احکام کی تعمیل میں کوتاہی ہو جائے اور وہ فرما اس سے کچھ تو بہ کر لیں مہم سے اذیت کا بعض لذتوں کا لالچ ان کی طبیعت (روح ص ۲۷) اور مستطہرین سے وہ لوگ مرد ہیں جو حالت حیض اور غیر فطری مقام میں بیوی کی طبیعت سے پرہیز کرتے ہیں۔ المودلایا تہا فی زمان الحیض وان لایا تہا فی غیر الما فی الما رکبہ ص ۲۷) حرث مصدر ہے اور اس سے پہلے معنای مخدوف ہے۔ ای مواضع حرثہ (روح ص ۲۷) یعنی تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی اور زراعت کی جگہیں ہیں۔ عورتوں کو کھیتوں سے تشبیہ دی ہے۔ کیونکہ جس طرح کھیتوں میں بیج ڈالنے سے اس میں مختلف قسم کے پھل میوے اور غلے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح عورت کے رحم میں تخم ریزی کرنے سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ بیوی سے اگرچہ اور بھی کئی منافع حاصل کئے جاتے ہیں لیکن نکاح کا اصل مقصد نسل کشی اور تولید و تناسل ہے۔ جو لوگ خانہ فی منصوبہ بندی کے لئے بچوں کی پیدائش روکنے کے دہے ہیں وہ شادی کی اصل غرض و غایت ہی سے نابلد ہیں۔ شاید انہوں نے شادی کی غرض و غایت صرف عینی تسکین ہی سمجھ رکھی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس معاملہ میں انسان اور دیگر حیوانات میں کوئی حدامتیہ زبانی نہیں رہیگی۔ ۱۳۶ آئی یہاں کیفیت کے معنوں میں ہے۔ یعنی تم اپنی کھیتی میں جاؤ۔ جس طرف سے چاہو۔ یہودیوں میں مشہور تھا کہ اگر بیوی سے پشت کی طرف سے جماع کیا جائے تو اس طرح حمل قرار پا جائے کی صورت میں جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ بھینسا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال کی تردید فرمائی کہ جس کیفیت اور جس ہیئت سے تم چاہو اپنی بیویوں سے جماع کر سکتے ہو لیکن یہ خیال رہے کہ جماع ہو مقام حرث ہی میں اس سے تباہی نہ کر کے مقام فرث (یا خانہ کی راہ) کی طرف مت بڑھنا۔ یہاں بھی خاتوہن کی بجائے خاتوا حرثکم سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ صرف اسی مقام میں وطی جائز ہے جو کھیتی اور نسل کشی کی جگہ ہے۔ اس سے عورتوں سے غیر فطری فعل کی ممانعت ثابت ہوتی ہے چنانچہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے اپنی بیوی سے غیر فطری فعل کیا اس نے مجھ پر نازل کئے گئے اللہ کے احکام کی تکذیب کی۔ تو اللہ کا جو حکم اس بارے میں آپ پر نازل ہوا ہے وہ یہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے صرف مقام حرث میں وطی کی اجازت دی ہے۔ ۱۳۷ یعنی اپنے لئے کوئی عمل صالح آگے بھجودے۔ اس سے جماع کے وقت اللہ کا نام لینا اور شیطان سے پناہ مانگنا مراد ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ دعا پڑھ کر بیوی سے صحبت میں مشغول ہوگا تو اگر اس صحبت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزند عطا کیا تو وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا (روح ص ۱۳۷) وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے ادا کرنا اور اپنی تعمیل کرتے رہو۔ وَاعْلَمُوا اَنَّكُمْ مُّسْلِمُونَ اور یہ حقیقت ہمیشہ ذہن میں رکھو کہ ایک نہ ایک دن ضرور اس کے سامنے جزا و سزا کے لئے حاضر ہونا ہے۔ یہ اس لئے فرمایا تاکہ یہ چیز خوف خدا پیدا کرنے میں مدد و معاون ہو۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ جن مومنوں نے مذکورہ بالا احکام کو قبول کر لیا اور ان کی تعمیل کی انہیں بے حد و بے اندازہ انعام و اکرام کی خوشخبری دے دیجئے۔ ۱۳۸ ربط۔ اپنے ذوق بہن مسائل کے بعد اور انتظامیہ کا دوبارہ ذکر۔ جب بیویاں حیض سے پاک ہو جائیں تو ان سے مخالفت کرو۔ اگر تم ان سے صحبت نہ کرنے کی قسم بھی کھا چکے ہو تو اسے توڑ ڈالو۔ اور قسم توڑنے کا کفارہ دیدہ۔ زمانہ جاہلیت میں ایک نئی رسم یہ تھی کہ لوگ نیک کاموں پر خدا کی قسم کھا لیتے تھے مثلاً فلاں رشتہ واو سے نیک سلوک نہیں کریں گے۔ فلاں دوا دیسوں کے درمیان صلح نہیں کریں گے۔ وغیرہ وغیرہ اور پھر ان قسموں کی پابندی کرتے۔ اور اس طرح خدا کے نام کو نیک کام کے نہ کرنے کا بہانہ بنا لیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔ کیونکہ اس سے بہت سے امور انتظامیہ میں تعطل پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ عَرْضَہ کے معنی ہدف اور نشانہ کے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے معنی ماحر اور ماننے کے بھی ہیں اور یہاں یہی معنی زیادہ چسپاں ہیں۔ العرضۃ عبارة عن المانع (کبیر ص ۲۷) لَا يُبَدِّلُ كَلَامَ تَعْلِيلٍ كَيْلُہُ ہے، اَنْ مصدر یہ ہے اور اس سے پہلے حرف جار بن مقدر ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نام کو اپنی قسموں کی وجہ سے نیکی اور تقویٰ کے کاموں اور لوگوں کے درمیان صلح کرنے کیلئے مانع نہ بناؤ۔ تقدیر الایۃ ولا تفعلوا ذکر اللہ مانعاً بسبب ما یمنکم من ان تلبوا الخ (کبیر ص ۲۷) حضرت شیخ نے فرمایا کہ ایمان سے ماعلیہ لایمان مراد ہے۔ یعنی وہ امور جن پر قسم کھائی جائے مطلب یہ کہ اللہ کے نام کو نیکی اور تقویٰ اور اصلاح بین الناس سے روکنے کا ذریعہ نہ بناؤ اور اگر کہیں ایسی قسم کھا بیٹھو تو اسے فوراً توڑ ڈالو۔ ۱۳۹ اللہ تعالیٰ تمہارے اقوال و اعمال کو بخوبی سنتا اور جانتا ہے اس لئے ہر بات سوتے سمجھ کر منہ سے نکالو۔ اور ہر کام خدا کی رضا کیلئے کرو۔ اس آیت میں یمنین منعقدہ کا ایک حکم بیان کیا ہے کہ نیکی کے کاموں پر قسمیں مت کھایا کرو اور قسموں کے بہانے نیکی کے کام مت چھوڑو۔ آگے یمنین لغو اور یمنین غموس کا ذکر ہے۔ ۱۴۰ یمنین لغو کا حکم ہے کہ اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ نہ دنیا میں کفارہ ہے نہ آخرت میں نزلہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک لغو کی صورت یہ ہے کہ کسی نہ کسی گذشتہ واقعہ کو صحیح سمجھتے ہوئے اس کے متعلق قسم کھائی کہ ایسا ہوا ہے حالانکہ واقعہ میں ایسا نہیں تھا۔ فعندنا ہوا ان یحلف علی شئ یظنہ علی ما حلف علیہ ثم یظهر خلافہ فانہ لا قصد فیہ الی الکذب (ابو السعود ص ۳۷) مثلاً زید کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ خالد لاہور چلا گیا۔ اور اس نے کسی کو بتاتے وقت اس پر قسم کھائی کہ خالد لاہور چلا گیا ہے حالانکہ یہ خبر غلط تھی مگر زید نے اس خبر کو صحیح سمجھ کر قسم کھائی تو یہ یمنین لغو ہوگی اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ جن مجاہد بخنی، زہری، قتادہ، سلیمان بن یسار وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔ و قول ابی حنیفۃ ہو قول ابن عباسؓ والحسنؓ والمجاہدؓ والنخعیؓ والزہریؓ وسلیمان بن یسار و قتادہؓ والسدّیؓ ومکحولؓ (کبیر ص ۳۷) وَلَٰكِنْ يَتَوَلَّوْا اِذَا كُنْتُمْ اَعْدَاؤُكُمْ فَكُلُوْا مِنْكُمْ یمنین غموس کا حکم ہے۔ اور یمنین غموس یہ ہے کہ عمدہ اور قصد کسی گذشتہ واقعہ کے متعلق جھوٹی قسم کھائی جائے یعنی یمنین لغو پر تو کوئی مواخذہ نہیں البتہ دل کے ارادہ اور قصد سے تم جو جھوٹی قسمیں کھاؤ گے ان پر مواخذہ ہوگا۔ اور یہ مواخذہ آخری عذاب کی صورت میں ہوگا۔ دنیا میں اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ وَاللّٰهُ عَفُوٌّ رَّحِيْمٌ۔ وہ بخشنے والا ہے۔ چنانچہ غیر ارادی اور لغو قسموں پر مواخذہ نہیں کرتا۔ اور توبہ بار ہے۔ ارادۃ جھوٹی قسموں پر فوراً مواخذہ نہیں کرتا بلکہ بندوں کو توبہ کرنے اور گناہوں پر نادم ہونے کا موقع دیتا ہے۔ ۱۴۱ ربط۔ قسم کی جاہلی رسوم میں سے ایک ایلا، کا غلط استعمال تھا۔ اس لئے یمنین کے بعد جاہلی ایلا کی اصلاح فرمائی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ناراض ہو جاتا اور اس کو ناپسند کرتا تو وہ اس سے ایلا کر لیتا۔ یعنی قسم کھا لیتا کہ میں اپنی بیوی سے عہدبری نہیں کروں گا۔ اور ایلا کی ان کے رواج میں کوئی مدت مقرر نہیں تھی۔ اس لئے ایک طرف تو خاوند ایلا کی وجہ سے ساری عمر اپنی بیوی سے تعلقات زوجیت منقطع رکھتا دوسری طرف وہ اس کی زوجیت سے خارج بھی نہ ہوتی تاکہ وہ دوسرے آدمی سے نکاح کر لے۔ اس طرح وہ بیچاری ساری عمر معلق رہتی تھی اور تکلیف ٹھاتی تھی۔ اسلام نے ان خرابیوں کو دور کر کے ایلے جاہلیت کے ایلا میں اصلاح کی اور اس کے لئے چار ماہ مدت مقرر کر دی تاکہ خاوند ایلا کے بعد اس عہد میں اپنی بیوی کے متعلق آخری فیصلہ کرنے سے پہلے ٹھنڈے دل سے سوتے سمجھ کر کوئی رائے قائم کرے اگر سوچ بچار کے بعد اس فیصلہ پر پہنچے کہ اسے اپنی بیوی سے صلح کر لینے چاہیئے اور دوبارہ اس سے تعلقات زوجیت استوار کر لینے چاہئیں تو اسے چاہیئے کہ وہ ایلا کے دن سے چار ماہ کے اندر اندر اس سے عہدبری کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے اور اگر اس عہد میں اس نے یہی طے کیا ہے کہ وہ دوبارہ اپنی اس بیوی سے تعلقات برقرار رکھنا نہیں چاہتا تو وہ چار ماہ تک اس کے قریب نہ جائے اور اس سے صحبت نہ کرے۔ چار ماہ کا عہد کرنے پر خود بخود عورت کو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی جس کی عدت گزارنے کے بعد وہ جہاں چاہے نکاح کرے۔ بیٹوں

ایلا سے ہے۔ جس کے لغوی معنی مطلق قسم کھا لینے کے ہیں مگر اصطلاح شرع میں بیوی سے ترک صحبت پر قسم کھانے کو ایلا کہتے ہیں۔ امانی عوف الشرح فہو عین علی تریک الوطی (کبیر ۲۵۲) ایلا کے مختلف الفاظ ہیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ یہ جملہ خبر مقدم ہے۔ تربصا ربعة اشہرج۔ تربص کے معنی انتظار اور توقف کے ہیں اور یہ جملہ مبتدأ مؤخر ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلا کر لیتے ہیں (یعنی ان سے ہمبستری نہ کرنے کی قسم کھا لیتے ہیں) ان کے لئے چار ماہ کی جہلت ہے تاکہ وہ اس معاملہ میں اپنی طرح غور و فکر کر لیں۔ قَاتَ فَاءٌ وَ قَاتَ اللہ عَفْوٌ رَّحِيمٌ فَاءٌ عَمَّا کے معنی رَجَعُوا کے ہیں یعنی حلف اٹھانے کے بعد اگر وہ چار ماہ کے اندر اندر ترک جماع سے رجوع کر لیں۔ اور عورت کو تکلیف دینے اور اسے چھوڑنے کے ارادے سے باز آجائیں اور اپنی قسم توڑ دالیں تو اللہ تعالیٰ قسم توڑنے اور عورت کو بلاوجہ تکلیف پہنچانے کا گناہ معاف کر دے گا اور اس کے لئے اصلاح احوال کے ارادے کی تکمیل میں اپنی رحمت اور مہربانی سے مدد دے گا۔ اور اگر عورت کو چھوڑنے کی کارادہ ہو تو اس کا حکم اگلی آیت میں بیان فرمایا ہے۔ ۲۵۳ اور اگر وہ اپنی بیوی کو چھوڑنے اور انہیں طلاق دینے کی کا عزم کر لیں تو بھی اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو خوب سنتا اور ان کی نیتوں کو خوب جانتا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک مدت ایلا کے بعد تفریق قاضی کی ضرورت ہے۔ مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک تفریق قاضی کی ضرورت نہیں بلکہ چار ماہ گزرنے پر خود بخود طلاق واقع ہو جائے گی۔ کما هو منقول عن عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وزید بن ارقم وابن مسعود رضی اللہ عنہم رواہ الامام محمد بن الحسن رحمہ اللہ فی الموطا ص ۲۱۷ آگے چار امور اخطا میں کا ذکر فرمایا ہے۔ (۱) طلاق (۲) عدت (۳) رضاعت اور (۴) نکاح۔ ایلا کے ذکر میں چونکہ طلاق کا ذکر آگیا تھا۔ اس لئے اس مناسبت سے پہلے طلاق کے اور عدت کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ ۲۵۴ عدت کے اعتبار سے عورت کی کئی قسمیں ہیں۔

۱۔ وہ عورت جو بھی تک بالغ نہ ہوئی ہو۔ (۲) جو عمر سے بالغ ہوئی ہو اور ابھی تک حیض نہ آیا ہو۔ (۳) جو صالپے کی وجہ سے جس کو حیض آنا بند ہو چکا ہو۔ ان کو اگر طلاق ہو جائے تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ اس کا بیان سورہ طلاق پارہ ۲۸ میں ہے۔ (۴) عدت اگر اسے طلاق مل جائے یا اس کا خاوند مر جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اس کا بیان بھی سورہ طلاق میں ہے۔ (۵) وہ عورت جو حاملہ نہ ہو اور اس کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے۔ اس کا بیان سورہ بقرہ ۲۳۳ میں ہے۔ (۶) وہ عورت جو نہ حاملہ ہو نہ صغیرہ اور نہ آزاد اگر اسے طلاق مل جائے تو اس کی عدت تین حیض ہے اس آیت میں اس کی عدت کا ذکر ہے۔ (۷) وہ عورت جسے خلوت صحیحہ سے پہلے ہی طلاق مل جائے اس کی کوئی عدت نہیں۔ اس کا حکم سورہ امزاب ۶۷ میں بیان کیا گیا ہے۔ قروء، قرء کی جمع ہے۔ یہ لفظ حیض اور طہر دونوں معنوں میں مشترک ہے مگر یہاں اس سے مراد حیض ہے کیونکہ اس آیت میں ثلثہ کا

۱۔ وہ عورت جو بھی تک بالغ نہ ہوئی ہو۔ (۲) جو عمر سے بالغ ہوئی ہو اور ابھی تک حیض نہ آیا ہو۔ (۳) جو صالپے کی وجہ سے جس کو حیض آنا بند ہو چکا ہو۔ ان کو اگر طلاق ہو جائے تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ اس کا بیان سورہ طلاق پارہ ۲۸ میں ہے۔ (۴) عدت اگر اسے طلاق مل جائے یا اس کا خاوند مر جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اس کا بیان بھی سورہ طلاق میں ہے۔ (۵) وہ عورت جو حاملہ نہ ہو اور اس کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے۔ اس کا بیان سورہ بقرہ ۲۳۳ میں ہے۔ (۶) وہ عورت جو نہ حاملہ ہو نہ صغیرہ اور نہ آزاد اگر اسے طلاق مل جائے تو اس کی عدت تین حیض ہے اس آیت میں اس کی عدت کا ذکر ہے۔ (۷) وہ عورت جسے خلوت صحیحہ سے پہلے ہی طلاق مل جائے اس کی کوئی عدت نہیں۔ اس کا حکم سورہ امزاب ۶۷ میں بیان کیا گیا ہے۔ قروء، قرء کی جمع ہے۔ یہ لفظ حیض اور طہر دونوں معنوں میں مشترک ہے مگر یہاں اس سے مراد حیض ہے کیونکہ اس آیت میں ثلثہ کا

سب قول ۲ ۱۰۹ البقرة ۲

يُولُونُ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرْبِصُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ
 قلم کھاتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے سے ان کے لئے جہلت ہے چار مہینے کی ۲۵۲
 قَاتَ فَاءٌ وَ قَاتَ اللہ عَفْوٌ رَّحِيمٌ ۲۵۳ وَ اِنْ عَزَمُوا
 بھرا گیا ہم مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر ٹھہر لیا
 الطَّلَاقُ قَاتَ اللہ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۲۵۴ وَ اَلْمُطَلَّقَاتُ
 چھوڑ دینے کو تو بیشک اللہ سنے والا ہے ۲۵۴ ط اور طلاق والی عورتیں
 يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۲۵۵ وَلَا يَحِلُّ
 انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو تین حیض تک ۲۵۵ اور ان کو حلال
 لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ
 نہیں کر چھپا رکھیں ۲۵۵ جو پیدا کیا اللہ نے ان کے پیٹ میں
 أَنْ كُنَّ يُؤْمِنَنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبَعُولَتُهُنَّ
 اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر ۲۵۵ اور ان کے خاوند
 أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۲۵۶
 حق رکھتے ہیں ان کے لوٹا لینے کا اس مدت میں ۲۵۶ اگر چاہیں سلوک سے رہنا
 وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۲۵۷
 اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے دستور کے موافق ۲۵۷
 لِلرِّجَالِ عَلَيْهِمْ ذَرْبَهُ ط وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۲۵۸
 اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ زبردست ہے تدبیر والا ۲۵۸
 الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاْمَسَاكِ مَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ
 طلاق جتنی ہے رہا تک ۲۵۸ اس کے بعد رکھ لینا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا
 بِإِحْسَانٍ ۲۵۹ وَلَا يَحِلُّ لَكُمُ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا
 بھلی طرح سے اور تم کو روا نہیں کہ لے لو ۲۵۹

منزل ۱

لفظ استعمال ہوا ہے جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے خاص ہے اور کتاب اللہ کے خاص پر عمل فرض ہوتا ہے لیکن اگر اس آیت میں قرء سے مراد طہر لیا جائے تو خاص پر عمل نہیں ہو سکتا کیونکہ طلاق بطلان طہر میں دی جائے گی۔ حالت حیض میں طلاق دینی جائز نہیں۔ اب جس طہر میں طلاق دی گئی ہے۔ اگر اس کو شمار کیا جائے تو طلاق کے بدترین طہر پورے نہیں ہوتے بلکہ دو پورے اور تیسرے کا کچھ حصہ

موضع قرآن ۱

یعنی جس نے قسم کھائی کہ اپنی عورت پاس نہ جاوے تو چار مہینے میں جاوے اور قسم کی کفارت ہے نہیں تو طلاق ٹھہرے۔ ۲ جب مرد نے عورت کو طلاق کہی ابھی اس عورت کو اور نکاح روا نہیں جب تک تین بار حیض آئے یا حمل ہوئے تو معلوم ہو جائے گی کہ بٹیا کسی کو نہ لگ جاوے اسی واسطے عورت پر فرض ہے کہ اس وقت حمل ہو تو ظاہر کر دے اس مدت کا نام ہے عدت اس مدت تک مرد چاہے تو پھر عورت کو رکھے اگرچہ عورت کی خواہش نہ ہو۔ اسی واسطے فرمایا کہ عورتوں کے حق بھی مرد پر بہت ہیں۔ لیکن اس جگہ مرد کی کو درجہ دیا۔

۱۔ یعنی زنان را بر مردان حق است چنانچہ مردان را بر زنان حق است ۱۲

اور اگر اس طہر کو نظر انداز کر دیا جائے تو عدت تین طہروں سے بڑھ جائے گی لیکن اگر قرآن سے حیض مراد لیا جائے تو اس قسم کی کوئی خرابی لازم نہیں آئے گی اور طلاق والے طہر کے بعد والے پورے تین حیض عدت ہوگی **۱۳۹** حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ما سے مراد حمل اور حیض ہے یعنی اگر معتدہ حاملہ ہو یا اسے حیض آجائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ حمل یا حیض کو چھپائے اور کسی پر ظاہر نہ کرے۔ قال ابی جابر الحمل والحیض ای لا یحل لہا ان کانت حاملۃ ان تکتہ حملہا ولا ان کانت حائضۃ ان تکتہ حیضہا الخ (روح مستخرج ۲) زمانہ جاہلیت میں بعض طلاق یافتہ عورتیں زمانہ عدت میں بعض اغراض کے تحت ایسا کیا کرتی تھیں۔ چنانچہ بعض حاملہ عورتیں جن کو طلاق مل جاتی وہ اپنا حمل ظاہر نہ کرتیں۔ کیونکہ اگر وہ حمل ظاہر کر دیتی ہیں تو بچہ پیدا ہونے تک کوئی ان سے نکاح نہیں کرے گا۔ اور یہ بچہ پہلے خاوند کا قرار پائے گا اور دوسرا خاوند اس کی پرورش کے سلسلے میں مناسب توجہ اور شفقت سے کام نہیں لے گا۔ اس لئے وہ حمل کا کسی سے ذکر نہ کرتیں اور دشنام سے کہتیں

البقرة ۲

۱۱۰

سبیقول ۲

اَتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَلَّا يُقِيْمَا

اِذَا دَيَا هُوَا عَوْرَتُوْنَ مِنْ دَلَّ مَكَرَ جَبْ خَاوَنَدَ عَوْرَتِ دُولُوْنَ دَرِيْ اِسْ بَاتِ سَ كَقَامِ كَمَ

حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ

رُكْعَ سَيِّئِ كَ عَمَلِ اللّٰهِ كَا ۱۳۹ دَلَّ پھر اگر تم لوگ ڈر اس بات سے کہ وہ دونوں قائل نہ رکھ سکیں گے اللہ کا حکم

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُوْدُ

تَوَكُّفِ كَنَاهِ نَبِيْ دُولُوْنَ پھر اس میں کہ عورت بدلہ دے کر چھوٹ جائے ۱۴۰ یہ اللہ کی باندھی ہوئی

اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ

عَدِيْ مَ سَوَانِ سَ آگے مت بڑھو اور جو کوئی بڑھ چلے اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ ۲۳۹ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ

سَوَدِيْ لُوْگ مَیْنِ ظَالِمِ دَلَّ پھر اگر اس عورت کو طلاق دی جی تیسری بار تو باطل نہیں

لَہٗ مِنْۢ بَعْدِ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَہٗ ۲۴۰

اِسْ کَوَدَ عَوْرَتِ اِسْ کَ بَعْدِ جَبْ نَاکَ نَکَاحِ نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوا ۱۴۱ دَلَّ پھر اگر

طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ طَلَّ

طَلَّاقِ دِلِیْ دُوسرا خاوند ۱۴۲ تَوَكُّفِ کَنَاهِ نَبِیْ دُولُوْنَ پھر یا ہم مل جاویں اگر خیال کریں کہ

اَنْ يَّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يَبَيِّنُهَا

کَ قَامِ کَ رُکْعِیْنِ گے اللہ کا حکم اور یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی بیان فرماتا ہے ان کو

لِقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ ۲۴۰ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ

وَاسَطِ مَا نَحْنُ دَالُوْنَ کَ دَلَّ اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پہنچیں

اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرَّحُوْهُنَّ

اِبْنِیْ عَدَتِ تَبْکَ مَ کَوَ رُکْعِ لُوْ اِنْ کُوْ موافق دستور کے یا چھوڑ دو ان کو

بِمَعْرُوْفٍ مَّوَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضَرَارًا لِّتَعْتَدُوْا

بَحَلِّیْ طَرَحِ سَ اور نہ رو کے رکھو ان کو ستانے کے لئے تاکہ ان پر زیادتی نہ کر دے ۱۴۱

منزل ۱

کہ ہماری عدت گذر چکی ہے اور دوسرے خاوند سے نکاح کر لیتیں اس طرح جب دوسرے خاوند کے نکاح میں پیدا ہوتا اور اسی سے ملحق ہو جاتا اور بعض معتدہ عورتیں جو حاملہ نہ ہوتیں وہ آخری حیض ختم ہونے سے پہلے ہی کہہ دیتیں کہ ان کا حیض بند ہو چکا ہے اور وہ پاک ہو چکی ہیں تاکہ خاوند کا حق رجعت باطل ہو جائے اور وہ رجوع نہ کر سکے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس ناشائستہ حرکت سے منع فرمایا ہے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں خاوند کی حق تلفی ہوتی ہے۔ جو کسی طرح جائز نہیں۔ پہلی صورت میں ایک شخص کا بیٹا دوسرے سے ملحق ہو جاتا ہے۔ اور دوسری صورت میں خاوند کا حق رجعت باطل ہو جاتا ہے۔ **۱۳۹** ان شرطیں ہیں مگر بشرط تعلیق کے لئے نہیں ہے۔ یعنی مذکورہ بالا نہی ایمان کے ساتھ مشروط نہیں ہے کہ ایمان والی عورتوں کے لئے تو حمل اور حیض کو چھپانا جائز نہیں اور غیر مؤمنہ مثلاً کتابیہ کے لئے چھپانا جائز ہے۔ بلکہ یہ شرط محض وعید و تہدید کیلئے اور حرمت کتمان کی تاکید کیلئے ہے یعنی جو عورتیں خدا پروردیوم آخرت پر ایمان رکھتی ہیں ان کی شان نہیں کہ وہ خدا کے احکام کی مخالفت کریں۔ ہذا وعید عظیم شدید لتاکید حرمة الکتمان (قرطبی ۱۱۹ ج ۳) لیس المراد ان ذلک النہی مشروط بكونها مؤمنة ولا شک ان هذا اِتھدید شدید علی النساء (کبیر ۱۳۹) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایمان کا کامل درجہ بیان کیا گیا ہے یعنی جن عورتوں کا ایمان کامل ہے وہ تو مافی الارحام کو نہیں چھپائیں گی۔ اور اللہ کے اس حکم کی پوری پوری تعمیل کریں گی **۱۴۰** بَعُولَہُ بَعْلٌ کی جگہ ہے جس کے معنی خاوند کے ہیں البعولۃ جمع البعل وهو الزوج (قرطبی ۱۱۹ ج ۳) رَدُّ مَصْدَرٌ ہے جو اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے اور اس سے مطلقہ عورتوں کو نکاح اور زوجیت میں واپس لے آنا مراد ہے اور یہ صرف جمعی طلاق سے مخصوص ہے۔ احق بردھن الی النکاح والرجعة الیہن، وهذا اذا کان الطلاق رجعیاً لادلیہ بعدھا (روح مستخرج ۲) اور ذلک سے

مراد طلاق کے بعد
لو کہ عورت کا حق ہے
لیکن اگر اس سے بکلی
مستغنی ہو۔ عورت
پھر ظلم نہ کرنا مقصود
نہ ہو ۱۴۱
سے عدت نہ کرنا
کے لئے واجب ہو

زمانہ عدت کی طرف اشارہ ہے۔ اِنِّیْ فِیْ نَوَانِ التَّرْبِیْ (ابو السعود ۱۳۶ ج ۲) مطلب یہ ہے کہ طلاق رجعی کے بعد اگر خاوند رجوع کرنا چاہے تو عدت ختم ہونے سے پہلے وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اگر عورت رضامند نہ ہو تو بھی خاوند کو ایسا کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ وصیغۃ التفضیل لا فادۃ ان الرجل اذا اراد الرجعة والمرأة نأبأھا وجباً یناد بقولہ علی قولہا (ابو السعود ۱۳۶ ج ۲) **موضع قرآن** یعنی عدت تک مرد چاہے تو عورت کو پھر رکھے۔ یہ بات پہلی طلاق میں ہے اور دوسری میں۔ بعد اس کے نہ پھر سکے گی تو موافق شرع اس کے حق ادا کر سکے تو رکھے کہ پھر قضیہ نہ ہو۔ اور نہ رکھے کہ تو رخصت کرے اس نیت سے نہ اٹکائے کہ عاجز ہو کر جو میں نے دیا تھا وہ پھر عائد ہے یہ جب روا ہے کہ ناچاری ہو اور دونوں کی خونہ ملے اور مرد کی طرف سے ادائے حق میں قصور نہ ہو۔ اس وقت سب لوگ مل کر عورت سے کچھ پھر وادیں اور مرد کو راضی کر کر طلاق دیو ادیں اس کو نخل کہتے ہیں۔ **۱۴۱** یعنی تیسری طلاق کے بعد پھر نہیں سکتے بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندھ سکتا جب تک بیچ میں اور خاوند کی صحبت نہ ہو چکے۔

فتح الرحمن یعنی حلال نیت کہ بدل طلاق ازہر بکیر ۱۲ **۱۴۱** یعنی در معاشرت ۱۲ **۱۴۱** یعنی اد دخول کند ۱۲ **۱۴۱** یعنی نزدیک رسیدند بانقضائ عدت ۱۲

اِنْ اَرَادَ اَصْلًا حَاطِ يَہَاں بَی مَحْت رَجَعَت کَے لَے اِلَادَ اَصْلًا کَا اِشْتَرَا ط مَرَاو نَہِیْنَ بَلْکَ قَصْدًا اَصْلًا اَو اَرَادَ اَصْلًا کَی تَرْغِیْب مَقْصُوْدَہِ اَو اَسَاس طَرَف اِشَارَہِ ہِے کَہ رَجَعَت کَی خَاوند کی نیت اصلاح احوال کی ہوتی چاہیے نہ کہ عورت کو تکلیف دینے اور ضرر پہنچانے کی۔ و لیس المراد بہ شرطیۃ قصد اصلاح لعمریۃ الرجعة بل هو المحدث علیہ والزجر عن قصد الضرر (ابو السعود منشہ ۲) لیس المراد من التعلیق اشتراط جواز الرجعة باعادة الاصلاح۔۔۔ بل المراد تحریضہ علی قصد الاصلاح (روح مشکوٰۃ ۲) آیت کے پچھلے حصہ میں عورت پر خاوند کی فوقیت اور تیری کی طرف اشارہ تھا۔ اب اگلے حصے میں صراحت کر دی گئی کہ جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں اسی طرح عورتوں کے کچھ حقوق ہیں جن کی ادائیگی مردوں کے ذمے ہے تاکہ مرد اس اصول اور غلط فہمی میں نہ رہیں کہ ان کے ذمہ عورتوں کا کوئی حق نہیں۔ **۲۵۴** یعنی جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں اسی طرح مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے حقوق کی یہ مماثلت کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے نہیں بلکہ محض وجوب کے اعتبار سے ہے جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق کی ادائیگی واجب ہے اسی طرح مردوں پر عورتوں کے حقوق کا ادا کرنا فرض ہے۔ والمراد بالمماثلة المماثلة في الوجوب لا في جنس الفعل (روح مشکوٰۃ ۲) **بِالْمَعْرُوفِ** سے اس طرف اشارہ ہے کہ خاوند بیوی کے یہ حقوق شریعت اور عقل سلیم کے مطابق ہوں گے جو حقوق اپنی طرف سے گھر کر بنائے گئے۔ یا رسوم جاہلیت کی پیداوار ہوں گے ان کی ادائیگی ضروری نہیں۔ بالمعروف بالوجه الذی لا ینکر فی الشرع وعادات الناس (مدارک منشہ ۱) وَلِلرِّجَالِ عَلَیْہِمْ ذَکَرُجَلَّ ط البتہ مردوں کا حق عورتوں کی نسبت کچھ زیادہ ہے۔ اور انہیں عورتوں پر فضیلت ہے کیونکہ وہ گھر کے منتظم ہوتے ہیں۔ وَاللّٰہُ سَعْدٌ لِّزَکٰتِہُمْ وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اس لئے وہ جو چاہے حکم دے۔ کوئی اس کا مزاحم نہیں۔ نیز اس کے تمام احکام ضرور کسی نہ کسی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہوتے ہیں۔ **۲۵۵** یہاں الطلاق بمعنی مصدر یعنی التظلیق ہے وهو مفعول التظلیق الذی ہو فعل الرجل (روح مشکوٰۃ ۲) یعنی طلاق دینے کا فعل جس کے بعد رجوع کیا جاسکتا ہے اور نکاح کے بغیر عورت کو دوبارہ اپنی زوجیت میں رکھا جاسکتا ہے وہ دوبارہ طلاق ہے۔ بشرطیکہ طلاق لفظ صریح کے ساتھ ہو۔ نہ کہ کنایہ کے ساتھ اگر خاوند نے اپنی بیوی کو دوسری طرح طلاق دیا ہے تو یہ رجعی ہوگی۔ اور ان کے بعد عدت کے اندر دوبارہ رجوع کر سکتا ہے اور اپنی بیوی کو بغیر نکاح دوبارہ اپنے گھر میں آباد کر سکتا ہے۔ اور اگر عدت گزر گئی تو اب بھی اسے واپس لاسکتا ہے مگر ب نکاح کی ضرورت ہوگی۔ زمانہ جاہلیت میں طلاق کی کوئی تعداد مقرر نہیں تھی۔ جو شخص جتنی چاہتا اپنی بیوی کو طلاق دیتا۔ اور پھر عدت گزرنے سے پہلے رجوع کر لیتا۔ بعض لوگ عورتوں کو تنگ کرنے کے لئے بار بار ایسا کیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر اس کا سد باب کیا۔ اور رجوع کرنے کی اجازت کو دو طلاقوں تک محدود فرمادیا۔ **فَاِمْسَاکُکَ بِعَصْرُوفٍ اَوْ تَسْمِیْہِمْ کَرًا حَسَنًا**۔ فارضیحہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل پر مرتب ہے۔ یعنی دو طلاق دینے کے بعد خاوند کو اختیار ہے۔ اگر چاہے تو عدت کے اندر رجوع کر لے یا اس کی عدت گزر جانے دے تاکہ عدت گزر جانے سے خود بخود رشتہ و نکاح منقطع ہو جائے مگر رشتہ و نکاح منقطع کرنے سے نیت بخیر ہو یعنی باہمی نزاع و خلاف کو ختم کرنا مقصود ہو۔ عورت کی دشمنی اور اس کو تکلیف دینا مقصود نہ ہو بعض لوگوں نے ایک روایت کی بنا پر ادھر ہج باحسان سے تیسری طلاق مراد لی ہے یعنی دو طلاقوں کے بعد یا تو عدت کے اندر رجوع کر لے یا دوسرے طہر میں اسے تیسری طلاق دیدے تاکہ وہ بائیں ہو جائے تو اس صورت میں **فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَہُ** الایہ اس کا بیان ہوگا اور علیحدہ طلاق نہیں ہوگی مگر پہلا معنی راجح ہے۔ اور حضرت ابن مسعود، ابن عباس مجاہد، عروہ اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے (ابن جریر منشہ ۲) اور جس روایت کی بنا پر تیسری باحسان سے تیسری طلاق مراد لی گئی ہے اس کے متعلق علامہ قرطبی نے نقل کیا ہے کہ وہ ثابت نہیں۔ **وَذَكَرَ الْکَیْ لَا الطَّبَرِیُّ هَذَا الْخَبْرَ وَقَالَ اِنَّہٗ غَیْرُ ثَابِتٍ مِّنْ جَہَةِ النُّقْلِ (قرطبی ج ۳ منشہ ۳) لَیْکِنَ الطَّلَاقُ مَرَّتَیْنِ عَامَہِ** اس سے کہ یہ دونوں طلاقیں بابل ہوں یا ان میں سے ایک بطور خلع ہو لہذا طلاق بصورت خلع جو اس کے بعد مذکور ہے وہ تیسری طلاق نہیں بلکہ ان دو ہی میں شامل ہے لہذا **فَاِنْ طَلَّقَهَا** سے تیسری طلاق کا ذکر ہے۔ **۲۵۶** زمانہ جاہلیت کی ایک ظالمانہ رسم یہ تھی کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا تو جو کچھ اسے دیا ہوا ہوتا وہ بھی اس سے چھین لیتا تو اللہ تعالیٰ نے اس بدسلوکی سے منع فرمایا کہ جو کچھ تم اپنی بیویوں کو دے چکے ہو طلاق کے بعد اس میں سے کچھ بھی مت واپس لو۔ البتہ ایک صورت میں طلاق کے عوض کچھ مال لینے کی اجازت دیدی اور وہ یہ ہے کہ خاوند بیوی کے تعلقات اس قدر کشیدہ ہو جائیں کہ ان کے درمیان صلح کی کوئی صورت نہ نکل سکے اور عورت کی طرف سے شرعی حدود کے مطابق حقوق زوجیت ادا کرنے کی کوئی توقع باقی نہ رہے اور طلاق ناگزیر ہو جائے تو اس صورت میں جائز ہے کہ عورت کچھ دیکر خاوند سے طلاق حاصل کر لے۔ طلاق کی اس صورت کو شریعت کی اصطلاح میں خلع کہتے ہیں۔ **۲۵۷** یہ ماقبل کی تفصیل ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت فرمادی کہ خلع کی صورت میں عورت کے لئے خاوند کو مال دینا اور خاوند کو اس کا لینا ہر دو جائز ہیں۔ اور خلع خفیہ اور مالکیہ کے نزدیک طلاق بائن ہے۔ حضرت عثمان، علی، ابن مسعود، ثوری، اور اعلیٰ اور تابعین کی ایک جماعت سے یہی منقول ہے۔ **رَوٰی عَنْ عَثْمَانَ وَعَلٰی وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَجَمَاعَةٍ مِّنَ التَّابِعِیْنَ** ہو طلاق وہ **بِهٖ قَالَ مَالُکُ وَالثَّوْرٰی وَالْاَوْثَاعِیُّ وَالْجَوْحِیْفَةُ وَاصْحَابُہٗ وَالشَّافِعِیُّ** فی احد قولہ (قرطبی منشہ ۳) لیکن شوافع کے نزدیک خلع طلاق نہیں بلکہ فسخ ہے۔ لہذا ان کے نزدیک ولا یحل سے فیما افتدت بہ تک جملہ معترضہ ہے بیان خلع کے لئے اور **فَاِنْ طَلَّقَهَا** سے تیسری طلاق مراد ہے۔ **تِلْكَ حُدُودُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْہَا** یعنی احکام مذکورہ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی کی حدود ہیں ان سے تجاوز مت کرو۔ جو لوگ اللہ کی حدود توڑتے ہیں وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ **۲۵۸** اس کا تعلق الطلاق مرتن سے ہے اور اس میں تین طلاقوں کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ دو طلاقوں کے بعد تو اگر رجعی ہوں، خاوند رجوع کر سکتا ہے اور اگر ایک بصورت خلع ہو تو دوبارہ نکاح کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے عدت کے اندر تیسری طلاق بھی دیدی تو اب وہ اس سے نہ رجوع کر سکتا ہے اور نہ نکاح ہی کر سکتا ہے۔ البتہ ایک طریقہ ہے جس سے وہ عورت دوبارہ اس کے نکاح میں آسکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ عورت انقضائے عدت کے بعد کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرے اور وہ آدمی اس سے محبت کے بعد اسے طلاق دیدے اور اس کی عدت گزر جائے تو پہلا خاوند اس سے نکاح کر سکتا ہے مذکورہ آیت میں یہی حکم بیان کیا گیا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کی اجازت سے نکاح منع ہو سکتا ہے کیونکہ یہاں فعل نکاح کو عورت کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ **۲۵۹** یہ ماقبل کی تفصیل ہے اور طلاق کا قائل دوسرا خاوند ہے یعنی اگر دوسرا خاوند بھی اس کو طلاق دیدے تو یہ عورت اور اس کا پہلا خاوند اگر یہ سمجھتے ہوں کہ اب وہ شرعی حدود کے مطابق ایک دوسرے کے حقوق ادا کر سکیں گے تو ان کے لئے جائز ہے کہ وہ دوبارہ نکاح کر کے تعلقات زوجیت استوار کر لیں۔ مگر اس مطلقہ کے پہلے شوہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کے جواز کے لئے پانچ شرطیں ہیں۔ (۱) پہلے خاوند کی عدت پوری کریں (۲) عدت کے بعد دوسرے خاوند سے شرعی عقد کرے۔ (۳) دوسرا خاوند اس سے وطی کرے (۴) وطی کے بعد دوسرا خاوند اسے طلاق دے دے (۵) دوسرے خاوند کی طلاق کی عدت پوری کرے۔ ان میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہوگی

تو پہلے شوہر سے اس کا نکاح جائز نہیں ہوگا۔ مذهب جہود والمجہدین ان المطلقة بالثلاث لا تحل لذلک الزوج الا بجمس طرائق تعد منه وتعد لسانی ويطأها ثم يطلقها ثم تعد منه (کبیر ص ۲) وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ حد و اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکام اور قوانین ہیں اللہ تعالیٰ علم و بصیرت رکھنے والوں کے لئے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ وہ سوچ سمجھ کر ان پر عمل کریں اور ان کی پابندی کریں۔ ۵۴۰ آجکلہں میں اجل سے مراد عدت ہے اور بلوغ اجل سے عدت کا قریب الاختتام ہونا مراد ہے بقرنیتہ فامسکوهن بمعروف الخ کیونکہ رجعت تو عدت کے اندر ہی ہو سکتی ہے۔ اختتام عدت کے بعد نہیں ہو سکتی المراد مقدار بتلہ دون انفصائتہ لا حکام القرآن جصاص، طلاق رجعی کے بعد خاوند کو دوا اختیار دیے گئے ہیں۔ اگر وہ چاہے تو عدت کے اندر رجوع کر کے مطلقہ بیوی کو پھر اپنے گھر میں آباد کر لے۔ یا عدت میں رجوع نہ کرے اور اسے چھوڑ دے مگر اللہ تعالیٰ کو یہ رگزنہ نہیں کہ عورت کو کسی صورت میں تنگ کیا جائے۔ اگر دوبارہ اس سے زوجیت کے تعلقات استوار کیے جائیں تو اسے دوبارہ اپنی زوجیت میں لا کر تنگ کرنا مقصود نہ ہو۔ اسی طرح اگر اسے چھوڑ دینے ہی کا فیصلہ کیا جائے تو بھی شرعی حدود کی پابندی سے باہمی نزاعات کو ختم کرنے کے لئے کیا جائے نہ کہ عورت کو ذلیل کرنے اور اس کی دشمنی کے لئے اور ممکن ہے کہ ترمیم بمعروف سے مطلقہ کو ثواب مستعد دینے کی طرف اشارہ ہو جیسا کہ آگے آیا ہے۔ اس آیت کا مفہوم بعینہ وہی ہے بحال طلاق مرنن فامساک بمعروف او قسر یح یا حسان میں مذکور ہو چکا ہے۔ پھر اس کا اعادہ کیوں کیا گیا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تو عام حکم دیا کہ رجعی طلاق کے بعد عدت کے دوران اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لو اور یہاں یہ فرمایا کہ عدت کے زمانہ میں جو تم نے مطلقہ کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ اختتام عدت کے قریب اس پر ایک دفعہ پھر غور و فکر کرو جو ممکن ہے کہ پہلے فیصلہ کی نسبت اب تم زیادہ بہتر اور زیادہ مفید فیصلہ کر سکو۔ ہذا تفصیل ما اشد الیہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۵۴۱ یہ حکم ماقبل کی تاکید اور توضیح ہے نہ بانہ جاہلیت میں بعض لوگ اپنی بیویوں کو تنگ کرنے کیلئے انہیں طلاق دے دیتے۔ جب ان کی عدت قریب لا ختام ہوتی تو رجوع کر لیتے پھر کچھ عرصہ بعد طلاق دیدیتے اور رجوع کر لیتے یہ سلسلہ جاری رکھتے تاکہ وہ بیچاری نہ اس کے پاس آسام اور سکون کی زندگی گزار سکے اور نہ ہی کسی دوسرے خاوند سے نکاح کر سکے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ اگر مطلقہ رجعیہ کو واپس لانا چاہو تو حسن معاشرت کی نیت سے واپس لاؤ تنگ کرنے اور اسے تکلیف پہنچانے کی غرض سے ایسا نہ کرو۔ روی مالک عن ثور بن ذبیہ الدلیلی ان الرجل کان یطلق امرأۃ ثم یراجعها ولا حاجة له بها ولا یرید امساکها کما یطو بدن لك العدة ولیضارها فانزل الله تعالى

البقرة ۲

۱۱۲

سب قول ۲

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَ

اور جو ایسا کرے گا وہ بیشک بڑا ہی نقصان کریگا ۵۴۰ اور

لَا تَتَّخِذْ وَايَةَ اللَّهِ هُنَّ أَرْوَاحُكُمْ

مت بھراؤ اللہ کے احکام کو ہنسی اور یاد کرو

نِعِمَّتِ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ

اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور اس کو جو اتاری تم پر

مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةَ يَعِظُكُمْ بِهِ

کتاب اور علم کی باتیں کہ تم کو نصیحت کرتا ہے اس کے ساتھ اور

اللَّهُ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور جب

طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيُغْنِ أَجَلُهُنَّ

طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پورا کر چکیں اپنی عدت کو تو اب نہ رو کو ان کو اس سے

أَنْ يُنْكِحْنَ أَرْوَاحَهُنَّ إِذَا تَرَاضُوا بِئِنَّهُنَّ

کہ نکاح کر لیں اپنے خاوندوں سے ۵۴۱ جبکہ راضی ہو جاویں آپس میں و

بِالْمَعْرُوفِ ذَلِكَ يُوعِظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ

موافق دستور کے یہ نصیحت اس کو کی جاتی ہے جو کہ تم میں سے

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَمَنْ أَرْزَىٰ لَكُمْ

ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر اس میں تمہارے لئے بڑی ستمی ہے

وَأَظْهَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

اور بہت پاکیزگی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے و

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ

اور بچے والی عورتیں دودھ پلاویں اپنے بچوں کو دو برس پورے

۲۹۵

یعنی شش ماہ

ما رمضان یعنی بیچوں کو دودھ پلانے کا

بیان ۱۳

مستفاد قدس سالہ

ادبیات یعنی نوین

وین اللہ سالہ

عبارت اختلاف

وہلک و فساد

منزل ۱

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضَرَارًا ۵۴۱ (قرطبی ص ۳) نقلہ ابن کثیر ص ۲۷ عن ابن عباس ومجاهد ومسروق والحسن وقتادة والضحاك والربيع ومقاتل بن حیان وغير واحد۔ ۵۴۰ حقوق زوجیت میں کوتاہی کرنے والوں کے لئے یہ ایک وعید شدید ہے یعنی جو بیوی کو محض تنگ کرنے کی غرض سے اپنے پاس روکے گا وہ ظالم ہے اور اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ اس بدسلوکی کی دنیا یا آخرت یا دونوں میں سخت سزا پائے گا۔ وَلَا تَتَّخِذْ وَايَةَ اللَّهِ هُنَّ أَرْوَاحُكُمْ وَلَا تَتَّخِذْ وَايَةَ اللَّهِ هُنَّ أَرْوَاحُكُمْ۔ ۵۴۱ (قرطبی ص ۳) وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةَ يَعِظُكُمْ بِهِ مَا أَنْزَلَ، نعمت اللہ پر معطوف ہے۔ کتاب و حکمت سے مراد قرآن حکیم ہے کیونکہ اس میں صریح قرآن و حکم ہے عورت کے ولیوں کو کہ اس کے نکاح میں اسی کی موٹی رکھیں جہاں وہ راضی ہو وہاں کر دیں اگر چہ اپنی نظر میں اور جگہ بہتر معلوم ہو۔ فتح الرحمن ۱۰ یعنی باشعراں دیگر کہ بالشان رغبت پیدا کر دند ۱۲

مما تاتون وماتذرون فليجذرو من جزائه وعقابه
 (روح مشکۃ ج ۲، ابوالسعود مکتبۃ ج ۲) اوانه علیہ کل
 شیء فلا یمر الا بما فیہ الحکمة والمصلحة فلا
 تخالفوه (روح مشکۃ ج ۲) یہاں بلوغ اجل و انقضاء
 اجل اور اختتام عدت مراد ہے۔ بقدرینہ فلا تعضلوہن لکن
 زمانہ جاہلیت کی ایک رسم یہ بھی تھی کہ بعض لوگ اپنی مطلقہ بیویوں
 کو دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے اور اسے اپنی
 ذلت سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس رسم کو توڑنے کا حکم دیا اور
 فرمایا کہ جب تمہاری مطلقہ بیویوں کی عدت پوری ہو جائے تو
 انہیں اپنی مرضی کے مطابق منتخب کئے ہوئے خاوندوں کے ساتھ
 شادی کرنے سے مت روکو۔ الخطاب للزوج المطلقین
 حیث کانوا یعضلون مطلقاً تم بعد مضي العدة
 ولایدعوہن ان ینزوجن ظلماً وقسر الحیة الجاہلیة
 (روح مشکۃ ج ۲) اس آیت میں بھی اشارہ نکلتا ہے کہ عورتوں
 کے الفاظ سے نکاح منعقد ہو سکتا ہے کیونکہ یہاں بھی فعل نکاح
 کو عورتوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اِذَا تَرَ اَصْوَ ابَیْنَهُمْ
 بِالْمَعْرُوفِ یعنی بشرطیکہ عورتیں اپنے نئے خاوندوں کا انتخاب
 شرعی احکام اور معرفت کے تقاضوں کے طریقوں کے مطابق کریں۔
 مثلاً غیر کفو کا شوہر منتخب نہ کریں۔ اور مہر مثل میں کمی نہ کریں۔ اگر
 ایسا کریں تو ان کے اولیاء کو اقرار کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ بالمعروف
 بما یحسن فی الدین والمروءة من الشرائط او بمہر المثل و
 الکفو لان عند عدم احدهما للاولیاء ان یتعرضوا۔
 (مدارک مشکۃ ج ۲) ذَلِکَ یُؤَ عْظِیْہ۔ یہ احکام تو سب منوں
 کے لئے یکساں طور پر واجب العمل ہیں مگر ان احکام پر دل و جان عمل
 کرنے والے اور ان کی قدر و منزلت پہچاننے والے صرف مومنین کا ملین
 ہی ہیں۔ اس لئے ان کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ خصہ بالذکر
 لانه المسارعة الی الامتنان جلا لا للہ تعا وخوفاً من
 عقابہ (روح مشکۃ ج ۲) ذَلِکُمْ اَذِکُمُ لَکُمْ وَاَطَرُہُ
 ذَلِکُمْ سے مذکورہ احکام کے مطابق عمل کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

فتح الرحمن ما یعنی پیش از دو سال ۱۲

فتح الرحمن وایعنی پیش از دو سال ۱۲

113

سیقول ۲

جو کوئی چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت ۵۴۶۲ اور لڑکے والے یعنی

باب: برے کھانا اور گڑبگڑا دن کا موافقہ دستہ: ۵۴۶۳ قکلف ہندو

نَفْسٍ إِلَّا وَسْعَهَا لَا تَضْيَئُ وَالِدَةً أُولَدِهَا

وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ يُولَدُ لَهُ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ

فَأَنزَلْنَا آفَاقَهُ أَكْشَادًا ۖ وَمِنْهُمْ أَوْتَارُ

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

تو ان پر کچھ گمان نہیں اور اگر تم لوگ چاہو کہ دودھ پلاؤ مکی

دایہ سے اپنی اولاد کو تو بھی تم پر کچھ گناہ نہیں جبکہ حوالہ کم دو جو تم نے

دینا چھٹا باب سے موافقہ دستہ رکھ ۵۳۵ اور ڈرم اللہ سے اور جان رکھ

ان الله بما تعملون بصير ﴿١٢﴾ والذين يتوفون

مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَهْلَهُمْ وَاجْتَنِبُوا زِينَكُمْ إِنَّكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ

الرُّبْعَةَ أَشْهُرُ وَعَشْرَةٌ ۖ فَإِذَا الْكُفُورُ أَجْلُهُمْ



منزل ۱

ملوثوں میں والدہ پر دودھ پلانا واجب ہے۔ لیکن اگر آدا ان یستتم الرضاعة سے اس طرف اشارہ ہے کہ دودھ پلانے کی پوری اور کامل مدت دو سال ہے اس سے زیادہ نہیں مطلب یہ ہے کہ دو سال سے زیادہ دودھ پلانا جائز نہیں۔ البتہ اگر بعض وجوہ کی بنا پر دو سال سے کم دودھ پلایا جائے تو جائز ہے۔ فقہاء اسلام نے اس آیت سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ جو رضاعت حرمت نکاح میں مؤثر ہے وہ وہی ہے جو رسول کے اندر ہو۔ دو سال کے بعد کی رضاعت کا حرمت نکاح میں کوئی اعتبار نہیں۔ واستدل بالآیۃ علی ان اقضی مدۃ الرضاع حولان ولا یعتد بہ بعد فلا یعط حکمہ وانہ یجوز ان ینقص عنہما (روح معنی ۲/۲۷۳) الرضاعة المحرمة المجادیة هجرى النسب فما هی ما کان فی حولین لانه بانقضاء الحولین تمت الرضاعة ولا رضاعة بعد الحولین معتبرة (قوطلی ص ۱۶۳) خفیہ میں سے صاحبین کا یہی مسلک ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ فان الامم قولہما وهو مختار الطحاوی (فتح القدیر ص ۱۶۳)

البقرة ۲

۱۱۴

سیقول ۲

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْتُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ

تو تم پر کچھ گناہ نہیں اس بات میں کہ کریں وہ اپنے حق میں

بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝۲۳۷ وَلَا جُنَاحَ

قاعدہ کے موافق ۲۳۷ اور اللہ کو تمہارے تمام کاموں کی خبر ہے وہ اور کچھ گناہ نہیں

عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ

تم پر اس میں کہ اشارہ میں کہو پیغام نکاح ان عورتوں کو

أَوْ أَكُنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ

یا پوشیدہ رکھو اپنے دل میں ۲۳۸ اللہ کو معلوم ہے کہ تم البتہ

سَتَدَّكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تُؤَاوِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ

ان عورتوں کا ذکر کرو گے مگر لیکن ان سے نکاح کا وعدہ نہ کر رکھو چھپ کر مگر

تَقُولُوا اقُولًا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْرُضُوا عَقْدًا

یہی کہ ہمد و کوئی بات رواج شریعت کے موافق اور نہ ارادہ کرو

النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ

نکاح کا یہاں تک کہ پہنچ جاوے مدت مقررہ اپنی انتہا کو ۲۳۹ اور جان رکھو کہ

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا

اللہ کو معلوم ہے جو کچھ تمہارے دل میں ہے سو اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو

أَنَّ اللَّهَ عَفُورٌ حَلِيمٌ ۚ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ

کہ اللہ بخشنے والا اور تحمل کرنے والا ہے وہ کچھ گناہ نہیں تم پر اگر

طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا

طلاق دو تم عورتوں کو اس وقت کہ ان کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ اور نہ مقرر کیا ہو

لَهُنَّ فَرِيضَةٌ مِّمَّا مَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرًا

ان کے لئے کچھ مہر ۲۴۰ اور ان کو کچھ خرچ دو مہر مقدور والے پر اس کے موافق ہے

منزل ۱

۲۳۷ مولود لہ سے مراد باپ ہے کیونکہ بچہ ہی کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ بچے کی ماں کا خرچ از قسم خود رک لباس باپ کے ذمہ ہے۔ اور معروف سے مراد یہ ہے کہ خرچ میں نہ اسراف ہو اور نہ تنگی بلکہ مرد کی مالی حالت کے مناسب ہو۔ ای بلا اسراف و تقتیر (روح معنی ۲/۲۷۳) مد رک (معنی ۱) ای بالمتعارف فی عرف الشرع من غیر تفریط ولا افراط (قوطلی ص ۱۶۳) یدل علی ان الواجب من النفقة والكسوة هو علی قدر حال الرجل فی اعساده وفساده (احکام القرآن للخصاص ص ۱۶۳) نفس (لا وسعها) امام نسفی فرماتے ہیں کہ یہ جملہ معروف کی تفسیر ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے نہ تو خاوند کو اس کی وسعت سے زیادہ خرچ کرنے پر مجبور کیا جائے اور نہ ہی عورت کو تنگدستی کی زندگی گزارنے پر۔ ای لا تکلف المرأة للصبر علی التقتیر فی الحجرة ولا یكلف الزوج ما هو اسراف بل یراعی القصد (قوطلی ص ۱۶۳) بیٹے کی وجہ سے خاوند کی طرف سے عورت کو اور عورت کی طرف سے خاوند کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے مثلاً اگر ماں کسی بیماری یا جسمانی کمزوری کی وجہ سے دودھ نہ پلا سکتی ہو تو اسے مجبور نہ کیا جائے۔ یا اگر وہ دودھ پلانا چاہتی ہو تو بلا وجہ اس سے بچہ نہ چھینا جائے اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی جائے اور ماں کی طرف سے تکلیف دینے کی صورت یہ ہے کہ وہ خاوند کو تنگ کرنے کے لئے بچہ کو دودھ نہ پلائے یا اس کی وسعت سے زیادہ اس پر اخراجات کا بوجھ ڈالے۔ وعلی التوازی مثلاً ذلک اگر بچے کا باپ مر جائے تو بچے کے دشتا پر وہ تمام حقوق ادا کرنے واجب ہوں گے جو باپ پر واجب تھے مثلاً اس کی والدہ کی خوراک اس کا لباس اور اسے تکلیف نہ دینا وغیرہ علیہ مثل ما علی والد الطفل من الانفاق علی والدۃ الطفل والقیام بحقوقها وعدم الاعتراض بها وهو قول الجمهور (ابن کثیر ص ۱۶۳) یہ اس صورت میں ہے جب بچے کا اپنا مال موجود نہ ہو۔ اگر اس کا اپنا مال ہو تو اس کے اور اس کی والدہ کے اخراجات اس کے مال میں سے ادا کئے جائیں گے۔ فَإِنْ أَرَادَ اِفْصَالُ سَكَنَ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا طَبَعِ رِضَاعَتِ (دوسال) کی تکمیل سے پہلے اگر خاوند بیوی بچے کی ضرورت اور مصلحت کو سامنے رکھ کر باہمی رضا مندی اور مشورے سے اس کا دودھ چھڑا دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ۲۴۱ اتیتم میں ابتداء سے مقررہ اجرت نے موضع قرآن

۳۰ ج ۱۳
۲۴۱
مطلوبہ غرضوں کی
جواز قسموں کا بیان
دو کاموں پر
کا مضمون

۲۴۱ موضع قرآن طلاق کی عدت تین حیض فراتی اور موت کی عدت چار مہینے دس دن۔ دونوں جب سب حمل معلوم نہ ہو اور اگر حمل معلوم ہو تو حمل تک ۴ ماہ یعنی عورت ایک خاوند سے چھوٹی ہے اور عدت میں ہے تب تک کسی اور کو روا نہیں کہ اس سے نکاح باندھ لیوے یا صاف وعدہ کر لے تاس سے پہلے اور کوئی نہ کہہ بیٹھے پروہ یہ کہ ایک بات کہدے مروج سے مثلاً عورت کو کہے کہ تجھ کو کوئی عزیز کر لے گا یا کہے کہ مجھ کو ارادہ نکاح کا ہے۔

فتح الرحمن ۱۲ یعنی بتصریح بعد عدت ۱۲ ۱۲ یعنی ہر ۱۲ ۱۲ یعنی ہر ۱۲

کی ذمہ داری اور ضمانت اٹھانا مراد ہے اور معروف سے شرعاً اور مروۃً اچھا اور مستحسن طریقہ مراد ہے۔ اور بعض دفعہ والدہ کی موجودگی میں بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر بچے کو کسی دوسری عورت کا یا دایہ کا دودھ پلانے کی ضرورت پیش آجاتی ہے تو اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ بوقت ضرورت ایسا کرنا جائز ہے بشرطیکہ دایہ کی مقررہ اجرت جو شرعاً اور عرفاً مناسب ہو۔ مال منول اور کی بیشی کے بغیر اس کے حوالے کر دی جائے۔ **وَ اتَّقُوا اللَّهَ وَ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ** اللہ بیکماریہ اللہ سے ڈرو اور اس کی حدود کو مت توڑو اور یقین رکھو کہ وہ حاضر و ناظر ہے۔ اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ اس لئے تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق جزاء و سزا ملے گی۔ یہاں احکام رضاع کا بیان تھا۔ آگے بیوہ کی عدت اور اس سے متعلق بعض دوسرے احکام کا بیان ہے۔ **۵۶۶** پہلے گزر چکا ہے کہ بیوہ کی عدت چار ماہ اور دس دن صرف سی صورت میں ہے جب وہ حاملہ نہ ہو۔ اگر وہ حاملہ ہوگی تو اس کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ سورہ

طلاق میں مذکور ہے۔ **۵۶۷** اس آیت میں بیوہ عورتوں کے نکاح کا حکم بیان ہوا ہے کہ عدت کے بعد اگر وہ اپنی مرضی سے کسی آدمی سے شرعی عقد کرنا چاہیں تو ان کے اولیا کو انہیں سے نہیں روکنا چاہیے بشرطیکہ وہ اپنے کفو میں نکاح کریں۔ غیر کفو میں نکاح کرنے سے رشتہ داروں کو روکنے کا حق ہے۔ آج کل بیوہ عورتوں پر انتہائی ظلم کیا جاتا ہے بعض عورتیں عین جوانی میں بیوہ ہو جاتی ہیں مگر انہیں عمر بھر غاوند کے بغیر رہنا پڑتا ہے اور ورثہ انہیں عقیدتانی کی اجازت نہیں دیتے اور اس میں اپنی ذلت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر جہالت اور خدا کی نافرمانی ہے اور اس بیوہ کی حق تلفی ہے۔ **وَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ** اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ اس لئے اس کے احکام کی مخالفت مت کرو۔ **۵۶۸** بیوہ عورت کے سامنے اس سے نکاح کرنے کے ارادے کا اظہار عدت کے دوران صراحتہً جائز نہیں۔ البتہ اشارۃً ایسا کرے تو جائز ہے مثلاً بیوہ یا اس کے ولی کے سامنے یوں کہے کہ "خدا کرے کہ میرا گھر بھی آباد ہو جائے" یا اس قسم کا کوئی اور جملہ۔ اسی طرح اگر ولی میں ارادہ کرے کہ عدت کے بعد اس سے نکاح کر دے گا مگر اس کا صراحتہً اظہار نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ **عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تَأْخُذُوا بِهِنَّ سَيَرَأِيَنَّ اللَّهُ كَيْفَ يَسْخَرُ مِنْكُمْ كَافِرِينَ** اللہ کو معلوم تھا کہ تم ضرور ان کا ذکر کرو گے۔ اور ولی میں ان کی طرف دھیان کرو گے اور اس سلسلے میں اپنے اوپر پورا کنٹرول نہیں کر سکو گے۔ اس لئے تمہیں تشارۃً ذکر کرنے کی اجازت دیدی لیکن نکاح کرنے کا صریح وعدہ اس کی **موخ قرآن** **۵۶۹** اگر نکاح کے وقت مہر کہنے میں نہ آیا تو بھی نکاح درست ہے مہر بچہ بچہ ہو سکتا ہے۔ پھر اگر مہر لگا دے عورت کو طلاق دے تو مہر بھی لازم نہ آیا لیکن کچھ حرج دینا ضرور ہے شرع کیا کہ ایک جوڑا اپوشاک کا موافق حال کے۔ **۵۷۰** یعنی اگر مہر ٹھہر چکا تھا۔ پھر بن ہاتھ لگائے طلاق دے تو پھر ادھا مہر لازم ہوا۔ مگر عورتیں درگزر کریں کہ بالکل چھوڑ دیں یا مرد درگزر کرے تو بہتر ہے کہ بونہ **اللہ نے بڑائی دی ہے مرد کو اور اس کو مختار کیا نکاح رکھنے اور**

البقرة ۲

۱۱۵

سیقول ۲

وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدْرُكَ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى

اور تمہی والے پر اس کے موافق جو خرچ کہ قاعدے کے موافق ہے لازم ہے

الْمَحْسِنِينَ ۲۷۰ وَ ان طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

تمہی کرے والوں پر طلاق اگر طلاق دو ان کو ہاتھ لگائے

تَسُوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ

سے پہلے اور پھر اچھے تحفے تم ان کے لئے ہر تو لازم ہوا تھا

مَا فَرَضْتُمْ اِلَّا اَنْ يَعْفُونَ اَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بَيْنَ

اس کا کہ مقرر کر چکے تھے لیکن مگر یہ کہ درگزر کریں عورتیں یا درگزر کرے وہ شخص کہ جسے اختیار

عُقْدَةِ النِّكَاحِ وَ اَنْ تَعْفُوا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی

میں ہے گھر نکاح کی یعنی خاوند خدا اور تم مرد درگزر کرو تو قریب ہے پھر ہیز گاری سے

وَلَا تَسْؤُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ

اور نہ بھلا دو احسان کرنا آپس میں بے شک اللہ جو چہ تم کرتے ہو

بَصِيرٌ ۲۷۱ حَافِظُوا عَلَى الصَّلٰوٰتِ وَالصَّلٰوَةِ الْوُسْطٰی

غوب جانتا ہے کہ خبردار رہو سب نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے قطعاً

وَقَوْمُوا لِلّٰهِ قِنْدَتَيْنِ ۲۷۲ فَاِنْ خِفْتُمْ فِرْجًا لَا اَوْ

اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے کہ پھر اگر تم کو ڈر ہو کسی کا دھم تو پیادہ بڑھ لویا

رُكْبَانًا فَاِذَا اٰمَنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ

سوار پھر جس وقت تم امن پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جس طرح کہ تم کو سکھایا ہے

مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۲۷۳ وَالَّذِينَ يَتَوْفَوْنَ مِنْكُمْ

جس کو تم نہ جانتے تھے کہ اور جو لوگ تم میں سے مر جادیں

وَيَذَرُونَ اَزْوَاجًا وَصِيَّةً لَا اَزْوَاجَهُمْ مَّتَاعًا

ادھ چھوڑ جادیں اپنی عورتیں تو وہ وصیت کر جادیں اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا

منزل ۱

توڑنے کا اپنی بڑائی رکھے۔ **فَاتَّكَلَا**۔ چار صورتیں ہو سکتی ہیں یہاں دو کا حکم فرمایا۔ ایک یہ کہ مہر نہ ٹھہرا تھا اور لگا لگانے سے پہلے طلاق دے اور دوسری صورتیں باقی رہیں ایک یہ کہ مہر ٹھہرا تھا اور لگا لگانے سے پہلے طلاق دے۔ دوسری یہ کہ مہر نہ ٹھہرا تھا اور لگا لگانے سے پہلے طلاق دے اس میں مہر مثل پورا دیا جائے یعنی جو اس عورت کی قوم میں رواج ہے اور جب غلوت ہو چکی تو گویا ہاتھ لگایا۔ **۵۷۱** بیچ والی نماز عصر سے کہ دن اور رات کے بیچ میں ہے اس کا تقبید زیادہ کیا اور طلاق کے حکموں میں نماز کا حکم فرمایا کہ دنیا کے معاملے میں غرق ہو کر بندگی نہ بھول جاؤ اسی واسطے عصر کا تقبید زیادہ ہے کہ اس وقت دنیا کا شغل اکثر ہے فرمایا کہ کھڑے رہو ادب سے تو جو حرکت جس سے معلوم ہو کہ آدمی نماز میں نہیں ہے اسی سے نماز ٹوٹی ہے جیسا کہ ان پدینا کسی سے بات کرنی اور سوائے اس کے **۵۷۲** یعنی بڑائی کا وقت ہو تو ناچاری کو سواری پہنچی اور پیادہ بھی اشارہ سے نماز روکے گو قبلہ

فتح الرحمن ۱۲ یعنی زوج خود گذشتہ تمام دہد ۱۲ یعنی از خود و مانند آں ۱۲

[illegible]

إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ الْخُرَاجِ فَإِنْ خَرَجْنَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

فِي مَا فَعَلْنَا فِي أَنْفُسِهِمْ مِنْ مَّعْرُوفٍ ط وَاللَّهُ

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۲۳۰ وَلِلَّهِ طَلَقَتْ مَتَاعُ بِالْمَعْرُوفِ ط

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۲۳۱ كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ

آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۲۳۲ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا

مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أَلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ

لَهُمُ اللَّهُ مَوْتُوا أَنفُسَهُمْ إِنْ اللَّهَ كَذَبُوا

فَضَّلُوا عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۲۳۳

وَقَالُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

عَلِيمٌ ۲۳۴ مَنْ ذَا الَّذِي يَفْرِضُ اللَّهُ قَرْضًا حَسَنًا

فِيضِعْفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ط وَاللَّهُ يُقْبِضُ وَ

يَبْسُطُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْغَنِيُّ ۲۳۵ وَاللَّهُ يَخْتَارُ ط

وَاللَّهُ يَخْتَارُ ط وَاللَّهُ يَخْتَارُ ط وَاللَّهُ يَخْتَارُ ط

منزل ۱

امور صلح بیان کئے گئے ہیں مسئلہ جہاد کو دوبارہ ذکر کرنے سے پہلے ایک قدیم واقعہ بطور عبرت اور تخلیف بیان فرمایا ہے۔ یہ واقعہ بنی اسرائیل کے کسی قبیلہ کا ہے۔ جب ان کو جہاد کا حکم ملا تو وہ گھروں سے بھاگ نکلے کہیں وہ جہاد میں شریک ہو کر لقمہ اجل نہ بن جائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر موت مسلط کر دی اور وہ مر گئے۔ وہ نکلے تھے جان بچانے کے لئے مگر یہ تدبیر ان کے کام نہ آئی جس موت سے بھاگے تھے۔ اسی کا لقمہ بن گئے۔ ہم قوم بنی اسرائیل دناہم منکم ہم اہل الجہاد فہر بواحد الموت فاما تہم اللہ تعالیٰ ثمانیۃ ایام ثم احیاءہم (ابو السعد ج ۲ ص ۲۳۳) تھوڑے ہی عرصے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کر لیں اور انہیں یقین ہو جائے کہ خدا کی قدرت کے سامنے کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ واقعہ نقل کر کے مسلمانوں کو ڈر سنا دیا کہ وہ جہاد سے جی نہ چرائیں کیونکہ موت تو ہر حال آئے گی۔ جہاد سے بھاگ کر موت سے کوئی نفع نہیں سکتا ۱۱۷

کو پامال کرتے ہیں اور ان کی قدر نہیں کرتے۔ اب آگے حکم جہاد کا اعادہ فرمایا ہے۔ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَخَاطَبُ اسْتِ حَمْدًا ۲۳۰۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور ان اسرائیلیوں کی طرح بزدلی نہ دکھاؤ جو موت کے ڈر سے گھر چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے۔ اَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اللہ تعالیٰ تمہاری باتیں سنتا ہے۔ اس لئے اسے معلوم ہے کون تم میں سے دوسروں کو جہاد کی ترغیب دیتا ہے اور کون جہاد سے منکر کرتا ہے اور وہ دل کے بصیرت جانتا ہے۔ اس لئے اسے یہ بھی معلوم ہے کہ کون دین کی خاطر جہاد کرتا ہے۔ اور کون مال غنیمت اور دنیا کی حاصل کرنے کی نیت سے جہاد میں شریک ہوتا ہے۔ اسی کو ہم سمیع کلامکم فی ترغیب لغیر فی الجہاد دینی تفسیر الغیر عنہ وعلیمہما فی صدورکم من البواعث فالاغراض فان ذلک الجہاد لغرض لدین اولعاجل الدنیا (کبیر ص ۲۳ ج ۲) حکم جہاد کے بعد یہ جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے اور اللہ کو خرچ دینے سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا مراد ہے۔ والمراد النفقة فی الجہاد لانہ لما امر بالقتال فی سبیل اللہ ویحتاج فیہ الی المال حتی علی الصدقة لیتہمہا اسباب الجہاد (ملاک ص ۱۱ ج ۱) فیضعفہ لہ اضغافا کثیرا ط اللہ کی راہ میں دیا ہوا تمہارا مال ضائع نہیں کیا جائے گا بلکہ اسحقاق سے کہیں زیادہ تمہیں اس کا اجر و ثواب دیا جائے گا۔ واللہ یقبض ویبسط جہاد میں خرچ کرنے کی وجہ سے دولت کی کمی کا خطرہ محسوس نہ کرو کیونکہ دولت کی کمی بیشی اور رزق کی فراخی و تنگی تو خدا کے اختیار میں ہے جب اس نے دولت دی ہے تو اسے اس کی راہ میں خرچ کرو۔ وہ تمہیں اور زیادہ دیگا یہ خرچ کرنے پر ثواب آخرت کا وعدہ فرمایا۔ اور یہاں دنیا میں وسعت رزق کی امید دلانی۔ وَاللّٰہُ تَرْجِعُونَ انعام کار خدا کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اور تم سے سوال کیا جائیگا کہ تم نے خدا کی دی ہوئی دولت کہاں کہاں خرچ کی وہاں ایک لکھ پائی کا حسد

میں ایک مرتبہ فرمایا کہ جہاد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے اور کون جہاد سے منکر کرتا ہے اور وہ دل کے بصیرت جانتا ہے۔ اس لئے اسے یہ بھی معلوم ہے کہ کون دین کی خاطر جہاد کرتا ہے۔ اور کون مال غنیمت اور دنیا کی حاصل کرنے کی نیت سے جہاد میں شریک ہوتا ہے۔ اسی کو ہم سمیع کلامکم فی ترغیب لغیر فی الجہاد دینی تفسیر الغیر عنہ وعلیمہما فی صدورکم من البواعث فالاغراض فان ذلک الجہاد لغرض لدین اولعاجل الدنیا (کبیر ص ۲۳ ج ۲) حکم جہاد کے بعد یہ جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے اور اللہ کو خرچ دینے سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا مراد ہے۔ والمراد النفقة فی الجہاد لانہ لما امر بالقتال فی سبیل اللہ ویحتاج فیہ الی المال حتی علی الصدقة لیتہمہا اسباب الجہاد (ملاک ص ۱۱ ج ۱) فیضعفہ لہ اضغافا کثیرا ط اللہ کی راہ میں دیا ہوا تمہارا مال ضائع نہیں کیا جائے گا بلکہ اسحقاق سے کہیں زیادہ تمہیں اس کا اجر و ثواب دیا جائے گا۔ واللہ یقبض ویبسط جہاد میں خرچ کرنے کی وجہ سے دولت کی کمی کا خطرہ محسوس نہ کرو کیونکہ دولت کی کمی بیشی اور رزق کی فراخی و تنگی تو خدا کے اختیار میں ہے جب اس نے دولت دی ہے تو اسے اس کی راہ میں خرچ کرو۔ وہ تمہیں اور زیادہ دیگا یہ خرچ کرنے پر ثواب آخرت کا وعدہ فرمایا۔ اور یہاں دنیا میں وسعت رزق کی امید دلانی۔ وَاللّٰہُ تَرْجِعُونَ انعام کار خدا کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اور تم سے سوال کیا جائیگا کہ تم نے خدا کی دی ہوئی دولت کہاں کہاں خرچ کی وہاں ایک لکھ پائی کا حسد

موضع قرآن وایہ حکم جب تھا کہ مردے کے اختیار پر رکھا تھا وارثوں کو دلوانا۔ اب جو سب کے حصے اللہ صاحب نے تمہارا دیئے عمت کا بھی تمہارا دیاب مردے کا دلوانا موقوف ہوا۔ قلیہ خیر فاما بختا یعنی جو رادینا اس طلاق پر کہ ہر نہ تمہارا ہوا اور لکھا گیا یہاں سب پر حکم فرمایا سب طلاق والیوں کو جو رادینا بہتر ہے اور اس پہلی کو ضرور ہے۔ قلیہ یہاں حکم نکاح و طلاق کے تمام ہوئے۔ قلیہ یہ پہلی امت میں ہوا کہ کئی ہزار شخص تمہارا لیکر اپنے وطن کو چھوڑ نکلے ان کو ڈر ہوا غنیمت کا اور لڑنے سے جی چھپایا یا ڈر ہوا یا کا اور یقین نہ ہوا تقدیر کا۔ ایک منزل پر پہنچ کر سارے مر گئے پھر سات دن کے بعد پیغمبر کی دعائے زندہ ہوئے کہ آگے کو توبہ کریں یہاں اس واسطے فرمایا کہ جہاد سے جی چھپانا عبت ہے موت نہیں چھوڑتی ۱۱۷

فتح الرحمن وایہ یعنی بکری غیر برادر دن ۱۲ وایہ یعنی نکاح بطور شرع ۱۳ وایہ مترجم گوید اس آیت نزدیک جہود منسوخ است بہ آیت الیہ اشہد عشرۃ اللہ علم ۱۴ وایہ مترجم گوید الیہ الشان قومی از بنی اسرائیل بودند کہ از ترس دبا و بھوار رفتند و انجا غضب الہی یکبارہ ہلاک شدند و باز دعا و خیر تیل علیہ السلام نہنگانی یافتند۔ واللہ اعلم ۱۵

ہوگا اس لئے اب وقت ہے اپنی دولت کو خدا کے پسندیدہ مصارف میں خرچ کر لو جن میں سب سے بہتر مصرف جہاد ہے۔ ۱۷۷۹ھ بنی اسرائیل کا یہ واقعہ ترغیب الی الجہاد کے لئے ذکر فرمایا ہے۔ نیز اس واقعہ سے سبق دیا کہ جہاد امیر اور اطاعت امیر کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً ایک ہزار سال قبل کا ہے۔ اور جس نبی کا یہاں ذکر ہے اس سے مراد حضرت ثمویل علیہ السلام ہیں۔ قال ابو عبد اللہ ہواشمویل بن حنہ بن العاقرو علیہ الاکثر روح ص ۱۶ ج ۲ اس زمانہ میں قوم عمالقہ کا غلبہ ہو چکا تھا انہوں نے بنی اسرائیل کے کئی علاقوں پر قبضہ کر کے ان لوگوں سے نکال دیا تو قیوم کے شرفاء اور اصحاب المرأے نے حضرت ثمویل علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ ہمارے لئے ایک امیر مقرر فرمائیں تاکہ ہم اس کی ماتحتی میں دشمنان دین سے جہاد کریں۔ ۱۷۸۰ھ حضرت ثمویل علیہ السلام کو یقیناً بنی اسرائیل کی گذشتہ تاریخ اور ان کی سابقہ کج روی کی روایات معلوم تھیں اس لئے فرمایا کہ سوچ سمجھ کر بات کہو۔ ایسا نہ ہو کہ

البقرة ۲

۱۱۸

سبقول ۲

يَبْصُرُ ص وَالْيَهُ ثُرَجْعُونَ ۱۷۸۱ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَا مِنْ

وہی کشائش کرتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹنا ہے جاؤ گے ط کیا نہ دیکھا تو نے ایک جماعت

بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى إِذْ قَالُوا لِبَنِي لَهِم

بنی اسرائیل کو موسیٰ کے بعد جب انہوں نے کہا اپنے بنی سے

أَبْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ هَلْ

مقرر کر دو ہمارے لئے ایک بادشاہ تاکہ ہم لڑیں اللہ کی راہ میں ۱۷۸۲ھ پیغمبر نے کہا کیا

عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا ط

تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر حکم ہو تم کو لڑائی کا تو تم اس وقت نہ لڑو ۱۷۸۳ھ

قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ

وہ بولے ہم کو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑیں اللہ کی راہ میں اور ہم تو

أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَاءُنَا ط فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ

نکال دیئے گئے اپنے گھروں سے اور بیٹوں سے پھر جب حکم ہوا ان کو

الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ط وَاللَّهُ عَالِمُ بِالظَّالِمِينَ ۱۷۸۴

لڑائی کا تو وہ سب پھر گئے مگر کھڑے سے ان میں کے ۱۷۸۵ھ اور اللہ تعالیٰ نوب جاننا ہے کہ گارڈ

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ

اور فرمایا ان سے ان کے نبی نے بیشک اللہ نے مقرر فرمادیا ہمارے لئے طالوت کو

مَلِكًا ط قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ

بادشاہ ۱۷۸۶ھ کہنے لگے کیونکر ہو سکتی ہے اس کو حکومت ہم پر اور ہم

أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ

زادہ مستحق ہیں سلطنت کے اس سے اور اس کو نہیں ملی کشائش

الْمَالِ ط قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ

مال میں ۱۷۸۷ھ پیغمبر نے کہا بیشک اللہ نے پسند فرمایا اس کو تم پر اور زیادہ

منزل ۱

ترغیب الی الجہاد
میں سے سبق
دیا کہ جہاد
امیر اور اطاعت
امیر کے بغیر
نہیں ہو سکتا
یہ واقعہ
حضرت مسیح
علیہ السلام
سے تقریباً
ایک ہزار
سال قبل کا
ہے اور جس
نبی کا یہاں
ذکر ہے اس
سے مراد
حضرت
ثمویل علیہ
السلام
ہیں

تمہارے امیر پر تم پر جہاد فرض کر دیا جائے اور پھر تم جہاد کرنے سے پس و پیش کرنے لگو اور بنو دل بن جاؤ۔ قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَاءُنَا ط تو انہوں نے اس کا جواب دیا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم جہاد کریں جبکہ ہمیں اپنے گھروں سے نکال دیا گیا ہے اور ہمیں اپنے بیٹوں سے جدا کر دیا گیا ہے یعنی ایک طرف تو جہاد کے متعلق خدا کا حکم ہوگا اور دوسری طرف یہ صورت حال ہے تو اب اس سے بڑھ کر جہاد کا اور کیا محرم ہو سکتا ہے۔ ۱۷۸۱ھ مگر وہی کچھ ہوا جس کا حضرت ثمویل علیہ السلام کو اندیشہ تھا شروع میں تو ان لوگوں نے بڑی جرأت اور دلیری کا مظاہرہ کیا مگر دشمن کی تعداد اس کی شان شوکت اور اس کا لاؤ لشکر دیکھ کر ان میں سے اکثر ہمت ہار بیٹھے۔ ہزاروں میں سے صرف تین سو تیرہ ثابت قدم رہے ۱۷۸۲ھ یہ ماقبل کی تفصیل ہے۔ یہاں سے اس واقعہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے کہ کس طرح ان پر قتال فرض ہوا اور کس طرح انہوں نے اس حکم سے لوگردانی کی۔ حضرت ثمویل علیہ السلام نے خدا کے حکم سے بنی اسرائیل کے سامنے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا امیر لشکر مقرر کیا ہے لہذا تم اس کی اطاعت کرو اور متحد ہو کر اس کی کمان میں جہاد کرو۔ ۱۷۸۳ھ حضرت ثمویل علیہ السلام کا یہ اعلان سننے ہی دولت مند اسرائیل بول اٹھے اور تعجب اور حیرت سے کہنے لگے کہ طالوت جو ایک غریب اور مفلس آدمی ہے اسے ہم پر امارت اور ریاست کا کس طرح حق حاصل ہو سکتا ہے جبکہ ہم دولت مند اور بل ثروت قوم میں موجود ہیں۔ نیز طالوت نہ تو سبط نبوت یعنی لاوی بن یعقوب کی اولاد میں سے ہے اور نہ سبط مملکت یعنی یہود کی اولاد سے کیونکہ طالوت حضرت یعقوب علیہ السلام کے سب سے چھوٹے بیٹے بنیامین کی اولاد سے تھا۔ اس لئے اس کے مقابلہ میں ہم امیر بننے کے زیادہ مستحق ہیں۔ یہ استفہام ظہار تعجب و حیرت کے لئے ہے۔ اس سے ان کا مقصد پیغمبر کی تکذیب و تردید نہیں تھی۔ بلکہ اس انتخاب پر حیرت و تعجب مقصود تھا۔ والا استفہام حقیقی اور اللہ تعجب لا لتکذیب نبیہم

والا نکار علیہ فی رائی (روح ص ۱۶ ج ۲) ۱۷۸۴ھ اللہ کے پیغمبر نے ان کے شبہ کے تی طرح کے جواب دیئے (۱) یہ انتخاب انسانی نہیں بلکہ خدائی ہے۔ اس لئے جو حکمتیں اور معجزات اس میں پوشیدہ ہیں۔ وہاں تک تمہارے عقلی ذہنوں کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ تمہارا فرض یہ ہے کہ اسے بلا چون و چرا مان لو۔ (۲) تم نے جو امارت و سیادت کا معیار مقرر کیا ہو ہے کہ امیر وہی ہو سکتا ہے جو دولت مند ہو اور خاندان امارت سے تعلق رکھتا ہو تو یہ اصل یہ کوئی معیار نہیں۔ ان دو صفوں کی جگہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو دو ایسی خوبیاں عطا فرمائی ہیں جن کا امیر میں ہونا نہایت ضروری ہے اور جو ان پہلی دو صفوں سے کہیں زیادہ اہم ہیں۔ **موضع قرآن** واللہ کو قرآن سے یعنی جہاد میں خرچ کرے اسی طرح فرمایا مہربانی سے اور سبکی کا اندیشہ نہ رکھے اللہ کے ہاتھ کشائش ہے۔ ۱۷۸۵ھ بعد حضرت موسیٰ کے ایک مدت بنی اسرائیل کا کام بنانا پھر جب ان کی نیت بری ہو گئی ان پر غم مسلط ہوا۔ جالوت بادشاہ کافرنے ان کے اطراف کے شہر چھین لئے اور لوٹا اور بندی پکڑ لے گیا وہاں کے بھاگے لوگ شہر بیت المقدس میں جمع ہوئے حضرت ثمویل پیغمبر سے چاہا کہ کوئی بادشاہ با اقبال مقرر کر دو کہ بغیر سردار با اقبال ہم لڑ نہیں سکتے۔

ایک علم دوسری جسمانی طاقت۔ یہ دونوں خوبیاں تم سب کے بطور طاقت میں موجود ہیں (۳) حکومت اور امارت خدا کے اختیار میں ہے اور تمام بندے بھی اسی کے مخلوق و مملوک ہیں اس لئے وہ جسے چاہتا ہے امارت و سیادت سے سرفراز فرماتا ہے اس پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہیں ۱۱۸ھ جب اسرائیلیوں نے طاقت کی امارت پر شہرت اور تعجب کا اظہار کیا تو حضرت شموئیل علیہ السلام نے حکم الہی سے اعلان فرمایا کہ طاقت کے من جانب اللہ امیر ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تابوت سکینہ جو بھی تمہارے پاس تھا مگر فلسطینی اسے تم سے چھین کر لے گئے تھے جس میں تمہارے لئے اطمینان قلب کا سامان ہے اور اس میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے باقی ماندہ تبرکات ہیں وہ تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ جب سے فلسطینی وہ تابوت چھین کر لے گئے وہ چین سے نہ بیٹھے کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا رہے۔ آخر تنگ آکر اس صندوق کو بیل کاڑی پر لاداد اور اسے چھوڑ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرشتوں کو متعین کر دیا جو بیلوں کو نہانک کرتی اسرائیل کے علاقے میں لے آئے۔ (کنز فی البحر المحیط ص ۲۲)

تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۳ لیکن حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرشتے اس صندوق کو ہوا میں اڑا کر لائے تھے۔ اور لا کر طاقت کے سامنے رکھ دیا۔ تمام لوگ یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ قال ابن عباس جلاوت الملائكة تحمل لتابوت بين السماء والأرض حتى وضعت بين يدي طاوت والناس ينظرون (ابن کثیر ص ۱۳۳) سکینہؓ یعنی سکون و اطمینان کا باعث اور سبب سے مراد تو طاوت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو طاوت کا ایک نسخہ بطور تبرک اس صندوق میں محفوظ کیا ہوا تھا۔ بوقت جہاد لے اپنے ساتھ رکھتے تھے جس بنی اسرائیل کے دل مطمئن رہتے تھے۔ دھواں التوراة المودعة فيه بناء على ما مر من ان موسى عليه السلام اذا قاتل قدمه فنسكن اليه نفوس بني اسرائيل (ابو السعدي ص ۲۳۳) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بقیہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کچھ تبرکات مراد ہیں اور اس کا عطف سکینہ تفسیر میں ہے۔ ان فی ذلک لآیۃ لکم یعنی اس طریق سے تابوت کے واپس آ جانے میں تمہارے لئے ایک دلیل اور نشانی ہے۔ جو طاوت کی امارت پر دلالت کرتی ہے۔ اگرچہ ایماندار ایمان ہے تو اطمینان کے لئے یہ دلیل کافی و نشانی ہے۔ ۱۱۸ھ جس فوج کو طاوت لیکر دشمن کے مقابل میں نکلے تھے ان میں کچھ مخلص تھے مگر اکثریت ان لوگوں کی تھی جو اخلاص کی خوبیوں سے محروم تھے اور اتنی بڑی فوج جو ہزاروں سپاہیوں پر مشتمل تھی اس میں منافقین بھی ہوں گے اس لئے ضروری تھا کہ منافقین اور مخلصین میں امتیاز کیا جائے اور میدان جنگ میں پہنچنے سے پہلے ہی غیر مخلصین کو الگ کر دیا جائے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی جنگ میں موجودگی ہمیشہ نقصان کا باعث ہوا کرتی ہے۔ اس لئے راستہ میں واقع ہوئے والے ایک دبا کے ذریعے ان کا امتحان کیا گیا ۱۱۸ھ یہ امتحان کی تفصیل ہے یعنی جو شخص اس میں سے پیٹ بھر کر پانی پی لے گا وہ میرے ساتھیوں اور رفیقوں میں سے نہیں ہے۔ اور وہ میرے ساتھ جہاد میں شریک نہیں ہو سکیگا۔ نفی صرف رفاقت کی ہے۔ ان کو ایمان سے خارج قرار دینا مقصود نہیں ہے بلکہ عجز و اوجا

بَسْطَةَ فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ

مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۲۴۰

جس کو چاہے اور اللہ کو فضل کہہ دو اس سب کچھ جاننے والا ہے اور کہا بنی اسرائیل سے

نَبِيَّهُمْ اِنْ آيَةُ مُلْكِهِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ التَّابُوتُ

ان کے نبی نے کہ طاوت کی سلطنت کی نشانی یہ ہے کہ آدھے تمہارے پاس ایک صندوق

فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ

کہ جس میں تسلی خاطر ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بھی ہوئی چیزیں ہیں ان میں سے جو

الْمُوسَىٰ وَالْهَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ اِنْ

چھوڑ دیتی تھی موسیٰ اور ہارون کی اولاد اٹھالادیں گے اس صندوق کو فرشتے ۱۱۸ھ بیشک

فِي ذٰلِكَ لَايَةٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۲۴۱

اس میں پوری نشانی ہے تمہارے واسطے اگر تم یقین رکھتے ہو تو

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ

پھر جب باہر نکلا طاوت فوجیں لے کر کہا بیشک اللہ

مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ

تمہاری آزمائش کرتا ہے ایک نہر سے تمہارے سوس لے پانی پیا اس نہر کا تو وہ۔

مِيْنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّيْٓ اِلَّا مَن

میرا نہیں ہے اور جس نے اس کو نہ چکھا تو وہ بیشک میرا ہے مگر جو کوئی

اَغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيْدِهِۦ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا

بھرے ایک چلو اپنے ہاتھ سے پھر بنی لباس نے اس کا پانی نہ چھوڑا

مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَ اَهُۥٓوَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُۥ

نے ان میں سے ۱۱۸ھ پھر جب پار ہوا طاوت اور ایمان والے اس کے ساتھ

فی هذه الحرب ولحقهم (قرطبی ص ۲۳۳) وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّيْ۔ اور جس نے پانی کو نہ چکھا وہ میرے ساتھیوں میں سے ہوگا۔ اِلَّا مَن اَغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيْدِهِۦ اصل حکم لوہی تھا کہ اس پانی میں سے کوئی چکھے تک نہیں مگر ساتھ رخصت دیدی کہ کوئی ایک ہاتھ سے چلو بھر پانی پی لے تو مضافاً بقیہ نہیں مگر پیٹ بھر پانی پینے کی اجازت نہیں معنایہ الرخصة فی اغتراف الغرفۃ بالید دون الکرم (ملک ص ۱۱) موضع قرآن و طاوت کی قوم میں آگے سے سلطنت نہ تھی اور کسب کرتا تھا ان کی نظریں وہ حقیر لگا۔ نبی نے کہا کہ سلطنت حق کسی کا نہیں ہے اور بڑی لیاقت ہے عقل اور بدن کی کشائش یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان خیمہ کو ایک عصا بتایا کہ جس کا قد اس کے برابر ہو سلطنت اس کو ہے اس کے برابر قد کسی کا آیا۔ قی اس قوم میں ایک صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے حضرت موسیٰ اور ہارون کے لڑائی کے وقت ہزار کے آگے چلے اور دشمن پر حملہ کرتے تو اس کو آگے دھکیلتے پھر اللہ فتح دیتا۔ جب بدنیت ہو گئے وہ صندوق ان سے چھینا گیا غنیم کے ہاتھ لگا اب جو طاوت بادشاہ ہوا وہ صندوق خود بخود رات کے وقت اس کے گھر کے سامنے آجوتا ہوا۔ سبب یہ کہ غنیم کے شہر میں جہاں رکھا تھا ان پر بلا پڑی پانچ شہر و بڑاں ہوئے تب ناچار انہوں نے دو بیلوں پر لاد کر نہانک دیا پھر فرشتے بیلوں کو نہانک کر یہاں لے آئے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِّنْهُمْ

یہ سب رسول فضیلت دی ہم نے ان میں بعض کو بعض سے کوئی تودہ ہے

مَنْ كَلَّمَ اللَّهَ وَرَفَعَ بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ

کہ کلام فرمایا اس سے اللہ نے اور بلند کئے بعضوں کے درجے اور

اتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيْتَ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ

دینے ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے صریح اور قوت دی اس کو روح

الْقُدْسِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَقْتُلَ الَّذِينَ مَنَ

القدس یعنی جبریل علیہ السلام اور اگر اللہ چاہتا تو نہ لڑتے وہ لوگ جو ہوئے ان پیغمبروں

بَعْدَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَ تَهُمَ الْبَيْتَ وَلَكِنْ

کے پیچھے بعد اس کے کہ پہنچ چکے ان کے پاس (توحید کے) واضح دلائل تھے لیکن

اِخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَّنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ

ان میں اختلاف پڑ گیا پھر کوئی تو ان میں ایمان لائے اور کوئی کافر ہوا

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَقْتُلُوا قَدْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ

اور اگر چاہتا اللہ تو وہ ہم باہم نہ لڑتے لیکن اللہ کرتا ہے

مَا يُرِيدُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا

جو چاہے اے ایمان والو خرچ کرو اس میں سے جو

رَزَقْنَاكُمْ مِّن قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعَ فِيهِ

ہم نے تم کو روزی دی پہلے اس دن کے آنے سے کہ جس میں نہ خرید و فروخت

وَلَا خَلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ

ہے اور نہ آشنائی اور نہ سفارش تھے کیونکہ جو کافر ہیں وہی ہیں

الظَّالِمُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

ظالم (مشرک) فلا اللہ اس کے سوا کوئی عبادت (پکار) تھے لائق نہیں (وہی ہے) زندہ سب

منزل ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْبَقَرَةِ

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِّنْهُمْ

مَنْ كَلَّمَ اللَّهَ وَرَفَعَ بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ

اتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيْتَ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ

الْقُدْسِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَقْتُلَ الَّذِينَ مَنَ

بَعْدَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَ تَهُمَ الْبَيْتَ وَلَكِنْ

اِخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَّنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَقْتُلُوا قَدْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ

مَا يُرِيدُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا

رَزَقْنَاكُمْ مِّن قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعَ فِيهِ

وَلَا خَلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ

الظَّالِمُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

ظالم (مشرک) فلا اللہ اس کے سوا کوئی عبادت (پکار) تھے لائق نہیں (وہی ہے) زندہ سب

منزل ۱

۱۲۵ امام رازی امام ابو مسلم سے ناقل ہیں کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تسلیہ کے لئے ہے۔ پہلے اللہ نے اسرائیلیوں اور عیسائیوں کی کج روی اور کج بحثی کا ذکر کیا۔ چنانچہ یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ تم کو خدا کی ذات کا آنکھوں سے مشاہدہ کرا دو اور بت پرستوں کی طرح ہمارے لئے بھی ایک معبود مقرر کر دو (یہ مطالبہ سورہ اعراف ۱۷۴ میں جو پہلے نازل ہو چکی تھی مذکور ہے) اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھنے کے باوجود ان کی تکذیب کرنا حضرت شعیب سے امیر مقرر کرنے کا مطالبہ کرنے کے بعد طاوت کی امارت پر اعتراض کرنا وغیرہ۔ یہ تمام واقعات بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ تمام انبیاء علیہم السلام بڑی شان اور بزرگی والے تھے۔ ان کی قوموں کا رویہ آپ نے دیکھ لیا۔ لہذا اگر آپ کی قوم بھی قیام معجزات اور وضوح دلائل کے باوجود ایمان نہیں لاتی تو اس پر

غمانگین اور دلگیر ہونے کی ضرورت نہیں۔ تمام انبیاء اور اقوام عالم میں اللہ کا دستور ہی یہی ہے دین الکبر۔ طحطا ص ۱۵۲ حضرت انبیاء علیہم السلام اللہ کی تمام نوری ناری اور خاکی مخلوق سے افضل و برتر ہیں۔ البتہ ان کے درجات باہم متفاوت ہیں۔ ہر پیغمبر کو کوئی نہ کوئی ایسی خصوصیت حاصل ہے جو دوسرے کو حاصل نہیں۔ آگے اس کی تفصیل ہے۔ من کلم اللہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام

مراد ہیں جن سے اللہ نے کو طور پر بلا واسطہ کلام فرمایا اور رفع بعضہم درجہ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ املکم موسیٰ علیہ السلام (قرطبی ص ۲۶۲، مدارک ص ۹۹) و المراد بعضہم ہذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکاشف عنہ الاخبار بكونه صلی اللہ علیہ وسلم منہم (روح ص ۳، مدارک قرطبی)

۱۲۵ بنیات سے معجزات اور انجیل کی آیات واضح مراد ہیں۔ روح القدس اور تائیدی تفسیر رکوع ۱۱ میں گذر چکی ہے۔ امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ بعض انبیاء کو بعض پر جزوی فضیلت ہے۔ لیکن تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اجبت الامۃ علی ان بعض الانبیاء افضل من بعض وعلى ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل من الكل (کبیر ص ۲۱)

۱۲۵ اگر اللہ چاہتا تو وہ دین حق کے واضح ہو جانے کے بعد تمام لوگوں کو توحید پر قائم رکھتا اور ان میں اختلاف واقع نہ ہونے دیتا اور اس طرح جنگ و جدال کی نوبت ہی نہ آتی۔ لیکن اختلافوا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اللہ نے لوگوں سے اختیار چھین کر ان کو توحید قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ کیونکہ جبری ایمان مطلوب نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ

بندے کو ایمان قبول کرنے پر مجبور کرتا تو ثواب و عقاب کا سلسلہ خدا کی حکمت بالغہ کے سراسر منافی اور بالکل بے معنی ہوتا۔ نیز اس طرح ابتلا اور آزمائش کی حکمت فوت ہو جاتی۔ جو رسالت و نبوت کا اصل مدعا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھیج کر اور ان کے ذریعے ایمان و توحید کا راستہ دلائل و بنیات سے واضح فرما کر بندوں کا امتحان کیا کہ کون ماننا ہے اور کون نہیں ماننا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ يَبْلُوَكُمْ فِي مَا آسَكُمُ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ط اس لئے اللہ نے بندوں پر جبر نہیں کیا۔ بلکہ انہیں اختیار دیا ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر اپنے اختیار اور پسند کے مطابق حق و باطل میں سے کوئی ایک راستہ منتخب کر لیں۔ اس لئے لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ کسی نے ایمان اور توحید کی راہ اختیار کی اور کسی نے مشرک و کفر کا راستہ لیا۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَقْتُلُوا حضرت شیخ نے فرمایا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَقْتُلُوا موضع سران فلا یعنی عمل کا وقت ابھی ہے آخرت میں نہ عمل بچتے ہیں نہ کوئی آشنائی سے دیتا ہے نہ کوئی سفارش سے چھڑا سکتا ہے جب تک پڑنے والا نہ چھوڑے۔

سے پس اس جملے کا اعادہ اس لئے کیا گیا ہے تاکہ وَلَيْكُنَّ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ اس پر مرتب ہو سکے۔ یہ اعادہ ۱۰ اعادہ بعد العہد کے قبل سے ہے۔ لوگوں میں دین کا اختلاف اور پھر اس اختلاف کی بناء پر جنگ و قتال یہ سب کچھ خدا کے تصرف و اختیار سے باہر نہیں۔ اگر وہ چاہتا تو اس اختلاف اور باہمی قتال کو روک سکتا تھا۔ مگر اس نے چاہا کہ لوگوں کو ایک راہ پر چلنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ بلکہ انہیں موقع دیا جائے کہ وہ اپنے اختیار سے جو نشی راہ چاہیں اختیار کریں۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ وجوب اور مشروعیت قتال کی ایک علت وَكَذَلِكَ دَفَعَ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ میں بیان ہو چکی ہے اور یہ مشروعیت قتال کی دوسری علت ہے یعنی اگر اللہ

چاہتا تو جہاد و قتال کے بغیر ہی سب لوگوں کو دین حق اور توحید پر متفق کر دیتا۔ لیکن اس نے بندوں کے ابتلاء و امتحان کے لئے ان پر قتال واجب کر دیا ہے۔ ان آیات کا خلاصہ ربط یہ ہے وَكَذَلِكَ دَفَعَ اللَّهُ مَشْرُوعِيَّةَ جِهَادِ كِلَيْهِ عِلَّتِ بَيَانُ فَرَاكَ تِلْكَ آيَةُ اللَّهِ الْآتِيَةِ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت بیان کی کیونکہ ان مذکورہ واقعات کی خبر آپ کو نہ تھی یہ سب کچھ آپ وحی من جانب اللہ کے ذریعے بتا رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے سپے رسول ہیں۔ آپ کے ذکر مبارک کی مناسبت سے اس کے بعد تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ الْآتِيَةِ میں باقی انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی وَلَيْكُنَّ اِخْتَلَفُوا سے يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ تک میں قتال کی دوسری علت بیان فرمائی۔ یعنی تم نے تمام رسولوں کو فضیلت اور برتری عطا فرمائی اور بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ لیکن اس تفاوت درجات کے باوجود ان سب کا دین ایک تھا اور سب نے اپنے اپنے وقت میں دلائل و ثبوتات سے دین توحید کو واضح فرمایا مگر ان کے بعد پچھلے لوگوں نے اس میں اختلاف کیا۔ کچھ توحید پر قائم رہے اور کچھ توحید کو چھوڑ کر شرک کرنے لگے یہاں تک کہ نوبت جنگ و قتال تک پہنچی اگر اللہ چاہتا تو تمام مشرکوں کو خود ہلاک کر دیتا یا ان کو ایمان اور توحید قبول کرنے پر مجبور کر دیتا تو جہاد و قتال کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ لیکن اللہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ ابتلاء اور آزمائش کے لئے قتال واجب کر دیا۔ ۹۹؎ اس کا ہر فعل اس کے اپنے ارادے کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کا فعل نہ کسی دوسرے کے ارادہ کے ماتحت ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی اسے اس کے ارادہ سے باز رکھ سکتا ہے۔ اور امر بالانفال سے اس کا ارادہ بندوں کی آزمائش ہے کہ کون قتال و جہاد میں حصہ لیتا ہے اور کون نہیں لیتا۔ امر بالانفال اور ترغیب

تلک الرسل ۳ ۱۲۲ البقرہ ۲

لَا تَأْخُذْكَ سَنَةٌ وَلَا تَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

کا تھامنے والا نہیں پچھ سکتی اسکو اور نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمان اور

مَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ

زمین میں ہے اللہ ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس کے پاس مگر

بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج

اجازت سے (وحی، جانتا ہے جو کچھ ان (سفارش کرنے والوں) کے روبرو ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ج

اور وہ سب احاطہ نہیں کر سکتے کسی چیز کا اس کی معلومات میں سے مگر جتنا کہ وہی چاہے

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ

گنجائش ہے اس کی کرسی دہم اور قدرت میں تمام آسمانوں اور زمین کو اور گراں نہیں اسکو

حِفْظُهُمَا ج وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۱۵۵ لَا اِكْرَاهِي

تھنا مان کا اور وہی ہے سب سے برتر عظمت والا زبردستی نہیں

الَّذِينَ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ

دین کے معاملہ میں گمراہی سے ہدایت گمراہی سے اب جو کوئی انکار

بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ

کرے غیر اللہ کے معبود ہونے سے اور یقین لائے (صرف) اللہ کی عبادت اور تو اس نے پکڑ لیا

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ

حلقہ مضبوط جو ٹوٹنے والا نہیں ہے اور اللہ سب کچھ سنتا

عَلِيمٌ ۱۵۶ وَلِلَّهِ الَّذِينَ اٰمَنُوا يَخْرَجُهُمْ مِنَ

جانتا ہے اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا یہ نجات ہے ان کو

الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

اندھیروں سے روشنی کی طرف ہے اور جو لوگ کافر ہوئے

منزل ۱

الی الجہاد کے بعد آگے پھر بائیں بار جہاد کے لئے مال خرچ کرنے کا حکم ہے۔ ۹۹؎ یعنی نیکی کمانے اور اللہ کی راہ میں مسرت کرنے کا موقع اس دنیا

موضع قرآن ف۔ یعنی جہاد کرنا یہ نہیں کہ زور سے اپنا دعویٰ قبول کرو اتنے ہیں بلکہ جس کام کو سب نیک کہتے ہیں اور کرتے نہیں وہی کرو اتنے ہیں۔

فتح الرحمن ۱۔ یعنی حجت اسلام ظاہر شد پس گویا جبر کون نیست اگرچہ فی الجملہ جبر باشد ۱۲

أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ يَخْرِجُوهُمْ مِّنَ السُّورِ

ان کے رفیق ہیں شیطان نکالتے ہیں ان کو روشنی سے

إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا

اندھیروں کی طرف تھے یہی لوگ ہیں دوزخ میں رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ

خَالِدُونَ ﴿٥٥﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ

رہیں گے تھے کیا نہ دیکھا تو نے اس شخص کو جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے

فِي رَبِّهِ أَنْ اتَّهَمَهُ اللَّهُ الْمَلِكُ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ

اس کے رب کی بابت اسی جہ سے کہ وہی تھی اللہ نے اس کو سلطنت میں جب کہا ابراہیم نے میرا رب

الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أَحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ

وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے سنو وہ بولا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں کہا

إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ

ابراہیم نے کہ بیشک اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے

فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ط وَ

اب تو لے آ اس کو مغرب کی طرف سے سنو تب حیران رہ گیا وہ کانسر اور

اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٦﴾ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ

اللہ سیدھی راہ تھیں دکھاتا ہے انصاف کو یا نہ دیکھا تو نے اس

عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ

شخص کو کہ گذر وہ ایک شہر پر اور وہ گلابڑا تھا اپنی جھتوں پر سنو بولا

أَنِّي يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ

م کہو نہ زندہ کرے گا اس کو اللہ مر گئے تھے پھر مردہ رکھا اس

اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ط قَالَ كَمْ لَبِثْتَ

شخص کو اللہ نے سو برس پھر اٹھایا اس کو کہا تو کتنی دیر یہاں رہا

ہی میں ہے۔ دنیا میں کی ہوئی نیکی اور دنیا میں دی ہوئی خیرات ہی آخرت میں کام آئے گی۔ آخرت میں نہ تو تجارتی کاروبار ہوگا کہ عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ کی قسم کھا لے۔ نہ وہاں دوست کام آئیں گے اور نہ ہی کسی کی سفارش کام آسکے گی۔ یہاں اس شفاعت کے نافع ہونے کی نفی ہے۔ جس کے مشرکین قائل تھے یعنی شفاعت قہری۔ والکفر وکفر ہم الظلموت ہ یہاں واو تعلیل ہے مطلب یہ کہ جہاد میں خرچ کرو کیونکہ یہ کافر مشرک ہیں اور مشرک کو دنیا سے مٹانا ہے۔ اللہ کے مقرر کئے ہوئے اصول عقائد اور آئین حیات کو نہ ماننے والے ہی اصل ظالم ہیں۔ جو خدا کی نافرمانی سے اپنی جانوں پر ظلم کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

تھے یہاں دعویٰ توحید کا دوبارہ اعادہ کیا گیا ہے

اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے یہاں اعادہ دعویٰ سے

مقصد شفاعت قہری کی نفی ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ

کا خیال تھا کہ ہمارے آباؤ اجداد جو اللہ کے پیارے اور

برگزیدہ پیغمبر تھے وہ ہیں خدا کے عذاب سے بچائیں گے

اور ہمارے حق میں خدا کو ان کی سفارش ماننے پڑے گی

تو مطلب یہ ہوا کہ جس طرح اللہ کے سوا کوئی کارساز اور

فریادرس نہیں جس کو پکارا جائے یا جس کی تعظیم اور

رضا ہوئی کے لئے نذرین نیازیں دی جائیں اسی طرح

اس کے سامنے کوئی شفیع غالب بھی نہیں کہ دنیا و آخرت

میں مصیبت کے وقت اس کی پناہ ڈھونڈی جائے اور

اسے سفارشی بنایا جائے۔ لہذا کسی کو شفیع غالب سمجھ

کر نہ پکارا جائے۔ اس جگہ دعویٰ توحید کا اعادہ ماقبل

کی دلیل بھی ہے۔ یعنی کافروں کے اصل ظالم ہونے کی

وجہ یہ ہے کہ وہ مشرک کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کا کوئی شریک

نہیں۔ دعویٰ توحید پر یہاں چھ عقلی دلیلیں بیان فرمائی ہیں۔

پہلی دلیل الحی وہ زندہ ہے ایسا زندہ کہ زندگی اس

کی صفت ذاتی ہے وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔

جس پر کبھی عدم نہیں آیا اور نہ ہی کبھی اس پر موت آئیگی

جیسا کہ سورہ فرقان میں ہے۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ

الَّذِي لَا يَمُوتُ۔ دوسری دلیل القیوم وہ خود

بھی قائم و دائم ہے۔ اور ہر چیز کو بھی اس نے سہارا دیکھا

اور قائم کر رکھا ہے وہ سب کا رازق اور نگہبان ہے۔

القائم المحافظ لكل شیء دا ملحطی له مابہ

قوامہ (روح ص ۳) تیسری دلیل لا تاخذہ

سنۃ ولا نوم وہ ہر وقت خبردار اور بیدار رہتا

ہے اور اپنی مخلوق سے کبھی غافل نہیں ہوتا اسے نہ

اونگھ آتی ہے نہ نیند۔

نوم انبیاء علیہم السلام کے بارے میں محدثین کرام

فرماتے ہیں کہ ان کے لئے نیند نہیں آتی۔

موضح قرآن و یعنی جہاد ہے کافروں کی ضد توڑنے کو بدایت اللہ کرتا ہے جس کی قسمت میں رکھی ہے۔ ان کو شہید آیا تو ساتھ ہی اس پر خبردار کر دیا و ایک بادشاہ تھا وہ اپنے تئیں سجدہ کروانا تھا سلطنت کے غور سے حضرت ابراہیم نے اس کو سجدہ نہ کیا۔ اس نے پوچھا انہوں نے کہا میں اپنے رب ہی کو سجدہ کرتا ہوں۔ اس نے کہا رب تو میں ہوں۔ انہوں نے کہا میں رب عالم کو نہیں کہتا۔ رب وہ ہے جو جلائے اور مائے۔ اُسے دو قیدی مرگائے جس کو جلا نا پہنچتا تھا مار ڈالا۔ جس کو مارنا پہنچتا تھا۔ جھوڑ دیا تب نہیں بڑا کی دلی سے اس کو جواب کیا۔

کامسک یہ ہے کہ وہ ناقض وضو نہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رات اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے گھر میں بسر کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا اور کر کے حضرت میمونہؓ کے گھر تشریف لائے اور چار رکعت نماز ادا فرمائی اور پھر سو گئے۔ رات کے آخری حصہ میں آپ بیدار ہوئے اور وضو فرما کر نماز تہجد وتر اور فجر کی سنتیں ادا کیں۔ اس کے بعد پھر سو گئے۔ یہاں تک کہ نماز صبح کے بعد آپ نے جاکر نماز فجر ادا کی لیکن وضو نہیں فرمایا۔ اس موقع پر روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ فصلی فی تِلْكَ اللَّيْلَةِ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَفَخَ دُخانُ اِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ اَنَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلَّى دُحُلًا بَتَوْضًا أَوْ رُبْعًا رَوَاتِي فِي هَذِهِ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيظَهُ (صحیح مسلم ص ۲۶ ج ۱) اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے قالت عائشہ ففعلت يارسول الله انام قبل ان توتر فقال يا عائشة ان عيني تنامان ولا ينام قلبي جامع ترمذی وغیرہ) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میری صرف آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا رہتا ہے لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ کا یہ واقعہ کئی راویوں نے بیان کیا ہے اور اس ایک ہی واقعہ کی تفصیلات بیان کرنے میں راویوں کے درمیان شدید اختلاف ہے۔ حضرت شیخؒ نے اس واقعہ کے اکثر طرق نقل کر کے انکے باہمی اختلافات کی نشاندہی فرمادی ہے۔ ملاحظہ ہو آپ کی تصنیف تحریرات حدیث از ص ۶۶ تا ۶۷ مثلاً ایک روایت میں ہے کہ نماز عشا کے بعد حضور علیہ السلام نے حضرت میمونہؓ کے گھر چار رکعت نماز ادا کی اور پھر آپ سو گئے۔ یہاں تک کہ خرافوں کی آواز آنے لگی۔ ایک روایت میں سونے اور خرافوں کا ذکر نماز تہجد اور صبح کی سنتوں کے درمیان کیا گیا ہے اور ایک دوسری روایت میں یہ دونوں چیزیں صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان مذکور ہیں۔ اسی طرح بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس رات آپ تہجد کی نماز میں ہر دو رکعت کے بعد سوئے اور پھر اٹھ کر وضو فرمایا۔ لیکن دوسری روایتوں میں ہر دو رکعتوں کے بعد نیند اور وضو کا ذکر

البقرة ۲

۱۲۴

تلك الرسل ۳

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتُ

بُولَايْنِ رَهَابِكِ يَوْمًا يَدُونَ سَمِعْتُ كُفْرًا

مِائَةً عَامًا فَأَنْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ

يَتَسَنَّهْ وَأَنْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَ آيَةً

لِلنَّاسِ وَأَنْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا

ثُمَّ نَكْسُوها لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ

أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَذْهَبَ

رَبُّ أَرْنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوْ لَمْ تُؤْمِنْ

قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قُلُوبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً

مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ

مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَ

أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (۲۶۰) مَثَلُ الَّذِينَ

جَان لَمْ يَكُنِ اللَّهُ زَبْرَدَةً بَعْدَ ذَٰلِكَ

مَثَلُ الَّذِينَ

مَثَلُ الَّذِينَ

مَثَلُ الَّذِينَ

مَثَلُ الَّذِينَ

مَثَلُ الَّذِينَ

مَثَلُ الَّذِينَ

مَثَلُ الَّذِينَ

مَثَلُ الَّذِينَ

مَثَلُ الَّذِينَ

مَثَلُ الَّذِينَ

مَثَلُ الَّذِينَ

مَثَلُ الَّذِينَ

ما يترى
نصفه
بقراتون
اول ۱۲

ما يترى
نصفه
بقراتون
اول ۱۲

موضع قرآن و یہ شخص حضرت عزیرؑ تھے

تھے بخت نصر ایک بادشاہ تھا کافر بنی اسرائیل پر غالب ہوا۔ شہر بیت المقدس کو ویران کیا تمام لوگ بندی میں پڑے گئے۔ نبی حضرت عزیرؑ اس شہر پر گذرے تعجب کیا کہ یہ شہر کیوں آباد

ہو۔ اسی جگہ انہی روح قبض ہوئی۔ سو برس کے بعد زندہ ہوئے۔ انکا کھانا اور پینا پاس دھرا تھا۔ اسی طرح اور سواری کا گدھا مر کر بڑیاں اسی شکل میں دھری تھیں وہ انکے رو برو زندہ ہوا۔ اس سو برس میں بنی اسرائیل قید سے مخصوص ہوئے اور شہر پھر آباد ہو رہا۔ انہوں نے زندہ ہو کر آباد ہی دیکھا۔ و چار جانور لائے ایک مرغ ایک کوا ایک کبوتر انکو اپنے ساتھ بلایا۔ کہ پہچان رہے پھر ذبح کیا ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے ایک پر پر ایک پر وھڑا ایک پر پاؤں پہلے پیچ میں کھڑے ہو کر ایک کو پکارا اسکا سراٹھ کر ہوا میں کھڑا ہوا پھر وھڑا پھر پر لگے پھر پاؤں وہ دوڑتا چلا آیا اسی طرح چاروں آئے۔ فائدہ یہ تین تھے فرمائے اس پر کہ اللہ آپ بہایت کریم والا ہے جس کو چاہے اگر شہر پڑے تو ساتھ ہی جواب بھیجے اب آگے پھر جہاد کا مذکور ہے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا۔

فتح الرحمن و یعنی میں یقین می خواہم ۱۲

منزل ۱

نہا رہے۔ ایک اختلاف یہ بھی ہے کہ بعض روایتوں میں فجر کی سنتوں کے بعد مطلق نیند اور خراٹوں کا ذکر ہے بعض میں اضطجاع (یعنی پہلو کے بل لیٹنا) اور بعض میں اعتبار (یعنی گھٹنوں کو کھڑے کر کے دونوں ہاتھوں کا دائرہ بنا کر ان کے سہارے بیٹھنا) کا ذکر ہے۔

یہ واقعہ چونکہ ایک ہی دفعہ پیش آیا ہے اس لئے اس کی تفصیلات میں اس قدر متضاد اختلافات کا وجود ناممکن ہے۔ لیکن مختلف طرق میں غور و فکر سے تطبیق و ترجیح کی حسب ذیل صورت نظر آتی ہے۔ اصل روایت میں نیند اور خراٹوں کا ذکر صرف ان چار رکعتوں کے بعد ہے۔ جو نماز عشاء کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر ادا کی تھیں لیکن بعض راویوں نے تہجد کے بعد یا فجر کی سنتوں کے بعد بھی اس کا ذکر کر دیا۔ اسی طرح اصل واقعہ میں یہ ہے کہ فجر کی سنتوں کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاء فرمایا۔ اور اسی حالت میں آپ کو خفیف سی نیند آگئی اور سانس نکلنے کی آواز سنائی دینے لگی جس کو راوی نے نفع سے تعبیر کیا ہے اور نفع ہی کو بعض راویوں نے غلطی یا خطیط (خراٹے) سے تعبیر کر ڈالا ہے۔ جیسا کہ حافظ بدر الدین مینی فرماتے ہیں۔ نفع بالحاء المعجمة ای من خیشومه وهو المحبر عنه بالخطیط (مدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ثانی ص ۲۵۵) اور اس طرح اعتبار کی حالت میں نیند کسی کے حق میں بھی ناقض وضو نہیں۔ اصل بات تو یہ تھی۔ پھر اسی مفہوم کو بعض راویوں نے روایت بالمعنی کر کے شتم اضطجاع خنام سے ادا کر دیا۔

باقی رہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت تو اس کے الفاظ تو بظاہر قاعدہ کلیدی کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ بجات خواب نیند سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بند ہو جاتی تھیں لیکن آپ کا دل ہمیشہ بیدار رہتا تھا لیکن درحقیقت یہ قاعدہ کلیہ نہیں تھا۔ بلکہ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اور قلب مبارک دونوں چیزیں نیند سے متاثر ہو جاتی تھیں اور بعض اوقات ایسا ہوتا کہ صرف آنکھیں نیند سے بند ہو جاتیں۔ لیکن دل بیدار رہتا۔ چنانچہ جب آنکھیں بند ہو جاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر چکا ہے۔ جب نیند کی وجہ آپ کی اور آپ کے ہم سفر صحابہ کی نماز غیبت ہو گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے از سر نو وضو کر کے نماز ادا فرمائی۔ اس واقعہ کی توجیہ کرتے ہوئے بعض محدثین نے فرمایا ہے کہ اس موقع پر آپ کی آنکھوں کے ساتھ دل پر بھی نیند طاری ہو گئی تھی۔ اس لئے آپ وقت پر بیدار نہ ہو سکے اور اسی لئے آپ نے وضو کی تہجد فرمائی جیسا کہ اوپر مالک شرح موطا امام مالک ص ۳۱۸ ج ۱ میں ہے۔ انہ کان فی وقت ینام و فی وقت لا ینام فصادت الوادی نومه۔

سنت یہ جو تھی دلیل ہے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب کو اسی نے پیدا کیا اور سب کچھ اسی کے قبضہ اور اختیار و تصرف میں ہے۔ پھر کون ہے جو اس پر جبر کر سکے اور اس سے اپنی بات منوان سکے۔ من ذالذی یشفع عنده الا باذنه یہ پانچویں دلیل ہے۔ استفہام انکاری ہے مطلب یہ کہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتا اور نہ ہی اس کی مرضی کے خلاف کسی جرم کو سفارش کر کے سزا سے بچا سکتا ہے۔ جیسا کہ عام مشرکوں کا خیال تھا کہ جن بزرگوں کو ہم پکارتے ہیں وہ ہیں بخشوا لیس گئے۔ اور خدا سے ہمارے تمام کام بھی کرا دیں گئے۔ فی ذالک تالیس للکفار حیث ذموا ان الساتم شفعاء لهم عند اللہ تعالیٰ (روح ص ۹ ج ۳) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شفاعت کا مسئلہ قرآن مجید میں مختلف عنوانات سے بیان کیا گیا ہے۔ کہیں فرمایا من ذالذی یشفع عنده الا باذنه (بقرہ ص ۳۴) کہیں فرمایا لا تفع الشفاعۃ الا لمن اذن له (سجۃ ص ۱) کہیں ارشاد ہے (طہ ص ۶) کہیں ارشاد ہے (البقرہ ص ۲) کہیں فرمایا الا من شہد بالحق (نصرہ ص ۷) کہیں ارشاد ہے (التکوٰث الا من اذن له الشحۃ و قال هو ابا بناء ع ۱۲) ان کے علاوہ اور بہت سی آیتوں میں مسئلہ شفاعت مذکور ہے۔ ان تمام آیتوں کا مشترک مفہوم یہ ہے کہ ان میں شفاعت قہری کی نفی کی گئی ہے۔ جس کے مشرکین معتقد تھے اور اس کے سوا شفاعت کی ایک اور قسم کا اثبات کیا گیا ہے یعنی شفاعت بالاذن۔ پھر اس جائز شفاعت کی دو قسمیں ہیں ایک شفاعت فی الدنیا اور دوم شفاعت فی آخرت۔ شفاعت فی الدنیا یعنی دنیا میں شفاعت مومن اور کافروں کے لئے جائز ہے۔ مومن کے لئے دنیا میں شفاعت یہ ہے کہ اس کے گناہوں کی بخشش اور حق پر اس کی استقامت کے لئے دعا کرے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امر ہوا۔ وحل علیہم ان صلوتکے سکن۔ لهم واستخف لهم اللہ (توبہ ص ۱۲) اور کافر کے لئے شفاعت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے راہ راست پر آجانے کی دعا کرے۔ لیکن یہ صرف اسی وقت تک جائز ہے جب تک اس کے دل پر مہر جباریت نہ لگ جائے اور جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے دل پر مہر جباریت لگ چکی ہے۔ اس وقت اس کے حق میں دنیا میں شفاعت نہ کی جائے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں وارو ہے خلما نبین له ان عدد اللہ تنبر ائمہ باقی رہی آخرت میں شفاعت تو وہ قبل العلم مومنوں اور کافروں دونوں کے لئے جائز ہے۔ لیکن بعد العلم صرف مومنوں کے لئے جائز ہے اور کافروں کے لئے جائز نہیں۔ اور علم سے مراد یہ ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ مشفوع مومن ہے یا کافر۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن قبل العلم کافروں کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو فرشتے جہنم کی طرف لے جائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی اصحابی پکار کر ان کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس پر اللہ کی طرف سے آپ کو جواب ملے گا کہ آپ کو معلوم نہیں۔ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ اس پر آپ خاموش ہو جائیں گے اور پھر ان کی شفاعت نہیں کریں گے۔ ان آیتوں کے الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا اور آخرت میں پہلے شفاعت کرنے والوں کو باقاعدہ اذن دیا جائے گا کہ فلاں فلاں کے لئے شفاعت کرو تو قبول ہوگی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے (صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آخرت میں شفاعت کبریٰ کا اذن ملنا ثابت ہے) اس لئے من اذن لنا اور لمن اذن لنا وغیرہ سے اذن کا متبادر مفہوم یعنی اجازت مراد نہیں ہے۔ بلکہ دوسری آیتوں کی روشنی میں اس آیت میں مشفوع لئے سے مراد مومن ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے الا من شہد بالحق۔ جس نے حق کی شہادت دی یعنی مومن۔ اس کی تائید ایک دوسری آیت سے ہوتی ہے۔ الا من اذنتی جس کو خدا پسند کرے اور وہ صرف مومن ہی ہو سکتا ہے جن آیتوں میں بلا اجازت کلام کی نفی ہے۔ وہاں آخرت کی شفاعت مراد ہے۔ اور مشفوع لئے صرف ایمان والے ہیں اور جن آیتوں میں کلام کی نفی کی گئی ہے ان میں دنیا کی شفاعت سے متعلق ہیں اور بعض آخرت سے اور بعض دونوں کی محتمل ہیں مسئلہ شفاعت کی پوری تحقیق سورۃ بوش کی تفسیر میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ یہ چھٹی دلیل ہے اور یہ محاورہ ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے احاطہ علی کا بیان مقصود ہے یعنی وہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کے تمام ظاہر و باطن اور گذشتہ و آئندہ حالات و واقعات کو خوب جانتا ہے دلیل علی احاطۃ علمہ بجمیع الکائنات ہامینہا حاضرہا و مستقبلہا (ابن کثیر ص ۳۰۹ ج ۱) حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ

ما بین ایدہم ۵ ما خلفہم میں ضمیر غائب من الذی کی طرف راجع ہے۔ یعنی وہ لوگ جن کو مشرکین اپنے شفعاء غالب سمجھتے تھے وہ لا یحیطون بنی من علمہ اور اس کی مخلوق میں سے کوئی جن دبشر کوئی پیغمبر یا کوئی فرشتہ اللہ کے معلومات میں سے کسی ایک چیز کی حقیقت اور کنہ کو بھی نہیں جانتا۔ ہاں جو تھوڑا بہت علم اللہ نے ان کو دیدیا ہے۔ اس سے آگے ان کے علم کی حدود نہیں بڑھ سکتیں۔ دسح کوسبہ السبوات والا دھن مہری سے یا تو اس کا حقیقی معنی مراد ہے۔ لیکن اس کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا اس سے مراد علم ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے یا یہ قدرت اور سلطنت سے کنایہ ہے۔ کرسبہ ملکہ وسلطانہ (معالم ص ۲۲۴ ج ۱) امل اومن الکرسی السلطان والقدرۃ والملك (کبیر ص ۲۴۰ ج ۱۲) مطلب یہ ہے کہ اس کی قدرت اور حکومت پوری کائنات پر حاوی ہے۔ سب اس کے محکوم و مملوک ہیں اور کوئی اس کا شریک اور ہمسر نہیں۔ ولا یؤدہ حفظہا زمین و آسمان کی حفاظت اور نگہبانی سے وہ تھکتا اور اکتا نہیں۔ یہ ساتویں دلیل ہے۔ وهو العلی العظیم ۵ وہ ہر چیز سے بلند تر اور بزرگ تر، ہر چیز اس کے سامنے ہیچ اور حقیر ہے۔ یہ آیت کریمہ آیۃ الکرسی کے نام سے مشہور ہے اور قرآن مجید کی تمام آیتوں سے افضل ہے اس لئے کہ اس میں اللہ کی توحید اور اس کی صفات کا کامل اور جامع بیان ہے۔ آیت الکرسی کی ابتدا میں بھی حصر ہے۔ یعنی هو الہی القیوم میں اور آخر میں بھی یعنی هو العلی العظیم میں۔ کیونکہ دونوں جگہوں میں خبریں معرّفہ ہیں اس لئے آیت کے باقی تمام حصے بھی حصر پر ہی مشمول ہوں گے۔ کیونکہ یہ قانون ہے کہ کلام کے کسی ایک حصہ میں جب حصر ہو تو اس کے باقی حصے بھی حصر پر ہی مشمول ہوتے ہیں۔ یہ آیت جہاد سے متعلق ہے اور اس میں جہاد سے متعلق ایک شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے یعنی جہاد کا مقصد یہ نہیں کہ کافروں کو بزور شمشیر مسلمان بنایا جائے۔ بلکہ اس کا مقصد جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے یہ ہے کہ دنیا کو فتنہ و فساد سے پاک کیا جائے۔ اور کفار کو مومنوں کو جبراً کافر بنانے سے روکا جائے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے قاتلو حتی لا تنکون فتنۃ امی حتی لا یفتن مومن (مدارک) ایمان کا تعلق چونکہ دل سے ہے اور دل پر جبر نہیں ہو سکتا کیونکہ دل اسی بات کو مانتا ہے۔ جسے وہ اپنے اختیار سے پسند کرتا ہے اس لئے اسلام میں کسی کو جبراً مومن بنانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اس طرح انسان مجبور ہو جائے گا۔ اور اس سے اس کا اختیار چھین جائے گا اور ابتلاء و امتحان کی حکمت فوت ہو جائے گی۔ نیز جبر کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ کسی کو اس کی مرضی کے خلاف ایسے فعل پر مجبور کیا جائے جس میں فی نفسہ کوئی بہتری نہ ہو یا اگر ہو تو اس کو نظر نہ آتی ہو۔ مگر یہاں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام سرتاپا خیر ہی خیر ہے۔ نیز اسلام کی راہ اس قدر واضح ہو چکی ہے کہ کفر کی راہ سے اس کا امتیاز باطل آسان ہے۔ ادنی تامل سے اسلام کی خوبیاں اور کفر کی برائیاں سمجھ میں آ سکتی ہیں اور انسان رضا و رغبت سے اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اس لئے جبر و اکراہ کی ضرورت ہی نہیں۔ ہاں اگر کوئی مسلمان عیاذ باللہ دین اسلام کو چھوڑ کر کفر کی طرف چلا جائے تو وہ چونکہ اسلام کا باغی ہے۔ اس لئے اسے دوبارہ اسلامی آئین قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اگر اس نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا تو اسے مسلمانوں کی جماعت میں شامل کر لیا جائیگا۔ ورنہ اس کی گردن اڑادی جائے گی۔ قد تبین الموشد من النبی یہ ماقبل کی علت ہے تعلیل صدر بکلمۃ التحقیق لزیادۃ تقریر مضمونہ (روح ص ۱۳ ج ۳) حضرت عمرؓ، حسین بن علیؓ، مجاہد اور قتادہ سے منقول ہے کہ طاغوت سے مراد شیطان ہے۔ امام مالک اور امام ابن جریر فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا ہر معبود طاغوت ہے۔ وعن مالک بن انس کل ما عبد من دون اللہ فاعل (روح ص ۱۳ ج ۳) والاصواب من القول عندی فی الطاغوت انه کل ذی طغیان علی اللہ فعبد من دونہ اما بقهر منه لمن عبده و اما بطاغته من عبدا انسانا کان ذالک المعبود او شیطانا او دنیا او صنفا او کائنا ما کان من شیء (ابن جریر ص ۱۲ ج ۳) اور العروۃ الوثقی سے مراد ایمان اور خالص توحید ہے بالعروۃ الوثقی قال مجاہد الحروۃ الا یمان (قرطبی ص ۲۸۲ ج ۳) یعنی جس نے شیطان کا اتباع ترک کر دیا اور ہر غیر اللہ کی عبادت چھوڑ دی اور کفر و شرک سے توبہ کر کے خدائے واحد پر دل و جان سے ایمان لے لیا اس نے ایک ایسی مضبوط اور محکم کڑی کو تمام لیا جو کبھی نہیں ٹوٹے گی۔ یہ مضبوط کڑی ایمان اور اسلام ہے۔ جسے تمام لینے کے بعد دنیا اور آخرت میں خدائی راہنمائی اور دستگیری حاصل ہو جاتی ہے دل مطمئن ہو جاتا ہے اور تمام کام آسان ہو جاتے ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ نے دو کوئی قانون بیان فرمائے ہیں۔ پہلا قانون یہ ہے کہ اگر کسی وقت مومنوں کے دلوں میں توحید کے بارے میں کوئی ادنیٰ سا شبہ بھی واقع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً شبہات کے اندھیروں کو نور ہدایت سے دور فرما کر ان کے دلوں کو مطمئن کر دیتا ہے اور دوسرا قانون یہ ہے کہ اگر کبھی کسی مشرک کے دل میں دلائل توحید کو دیکھ کر توحید کی طرف میلان پیدا ہو جاتا ہے تو جھٹ شیطانی ان کو شبہات کی الجھنوں میں ڈال کر ان کے راہ راست پر آنے کے امکان کو ختم کر دیتے ہیں۔ یہ پہلے قانون کا بیان ہے۔ دلی کے معنی ناصر اور مددگار کے ہیں۔ ظلمات سے کفر و شرک اور شبہات کے اندھیرے مراد ہیں اور نور سے مراد یقین و ایمان کی روشنی ہے اور الذین آمنوا سے وہ لوگ مراد ہیں جو حق کے متلاشی اور ایمان لانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ والمراد مجہم من اداد الا یمان (روح ص ۱۴ ج ۳) یعنی جو لوگ حق کے طالب ہوں اللہ کی طرف انا بت کریں اور ایمان لانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری فرماتا اور ان کی مدد کرتا ہے اور انہیں کفر و شرک اور شکوک و شبہات کی الجھنوں سے نکال کر ان کے دلوں کو نور ایمان سے منور اور دولت یقین سے مالا مال کر دیتا ہے۔ یہ دوسرا قانون ہے۔ لیکن جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے کفر پر رہنا چاہتے ہیں اور اپنے اختیار سے کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے ایمان کی توفیق بھیج کر شیطانیوں کو ان پر مسلط کر دیتا ہے جو ان کے دلوں میں طرح طرح کے شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے دل شبہات کی سیاہی سے بالکل ڈھک جاتے ہیں اور ان سے ظہری نور بھیج لیا جاتا ہے اور ان کے دلوں پر ہر جباریت ٹک جاتی ہے۔ شبہ ادلتک کا اشارہ الذین کفرو کی طرف ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے عناداً اور اختیاراً کفر قبول کیا ہے۔ وہ جہنمی ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس کے بعد اللہ نے تین قصے بیان فرمائے ہیں۔ جو ان دونوں قاعدوں پر نف و نشر غیر مرتب کے طور پر متفرع ہیں۔ شبہ یہ پہلا واقعہ ہے جو دوسرے قاعدے پر متفرع ہے۔ اور اس پر بطور مثال ذکر کیا گیا ہے کہ ضدی اور معاند آدمی کو وضوح حق کے باوجود قبول حق کی توفیق نہیں ملتی۔ جیسا کہ فردوس کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ٹھوس اور اطمینان بخش دلائل سے خدائی توحید واضح کر کے اس پر حجت خداوندی قائم کر دی۔ مگر اس کے باوجود اس نے اسے قبول نہ کیا کیونکہ وہ ضد و عناد کی وجہ سے قبول حق کی استعداد سے محروم ہو چکا تھا۔ جس شخص سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مناظرے کا یہاں ذکر ہے۔ مفسرین نے اس سے فردوس مراد لیا ہے۔ جو اس زمانے کا بڑا ظالم و جابر اور سرکش بادشاہ تھا اور اپنے کو خدا کا اوتار سمجھتا تھا۔ ہذا الذی حاج ابراہیم فی ربہ وهو ملک بابل مسرود بن کنعان بن ککوئ بن سام بن نوح (ابن کثیر ص ۳۱۳ ج ۱، قرطبی ص ۲۸۳ ج ۳) آٹھ سے پہلے لام تعلیلیہ محذوف ہے۔ یعنی خدا کے بارے میں اس کے جھگڑنے کا سبب یہ تھا کہ خدائے اس کو حکومت دی، اقتدار بخشا اور وہ نشہ اقتدار سے غور ہو کر غرور کرنے لگا اور خدا کا شریک بن گیا۔ لان اتاہ اللہ یعنی ان ابتداء الملك البطل وادرنہ

اکبر محتاج لذلک (مدارک ص ۱۰۲ ج ۱) صفحہ ۱۷۷ اذ ظرف حاج کے متعلق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول مژدہ کے سوال کا جواب ہے۔ مژدہ کے سوال کیا تھا۔ کہ وہ رب کو سنا ہے۔ جس کی توحید کی تودعوت دیتا ہے۔ قالہ انقول لمؤد من ربک الذی ندعو الیہ ؟ (روح ص ۱۴ ج ۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں اللہ کی دو ایسی صفاتوں کا ذکر کیا جو باطل واضح تھیں اور جن کا روزمرہ کی زندگی میں مژدہ بھی مشاہدہ کرتا تھا۔ یعنی زندہ کرنا (پیدا کرنا اور مارنا۔ موت و حیات خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے زندگی عطا کرتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے زندگی سلب کر لیتا ہے قال انا حی و امیت۔ اس ضدی معنی نے ان کے قول کو غلط مفہوم میں لیا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ جس کو زندگی دیتا یا جس سے زندگی چھینتا ہے۔ وہ ظاہری اسباب ہی کے ذریعے ایسا کرتا ہے اور اس طرح ظاہری اسباب کے ذریعے تو میں بھی ایسا کر سکتا ہوں۔ مثلاً جسے چاہوں معاف کر دوں اور جسے چاہوں قتل کر دوں۔ مژدہ خوب جانتا تھا کہ موت و حیات اس کے قبضہ میں نہیں۔ مگر محض ضد و خاد اور ڈھٹائی کی بنا پر اس نے یہ جواب دیا۔ و اما ابراد ان بیدعی لنفسہ هذا المقام عناداً مکابرة۔ (ابن کثیر ص ۳۱۳ ج ۱) صفحہ ۱۷۷ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ وہ ضد اور ڈھٹائی پر تلا ہوا ہے۔ اس لئے فوراً ایسی دلیل پیش کر دی جس کے سامنے وہ باطل بے بس ہو گیا۔ اور اس کی ضد اور ڈھٹائی کی بھی پیش نہ پل سکی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا ان کی پہلی دلیل اس سرکش پر کارگر نہیں ہوتی تو فوراً دوسری دلیل پیش فرمادی۔ جس طرح طبیب حاذق جب دیکھتا ہے کہ مریض کو ایک نسخہ سے فائدہ نہیں ہوا تو اس کیلئے دوسرا نسخہ تجویز کر دیتا ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو سورج کو مشرق کی طرف سے نکالتا ہے اگر تو خدا ہے تو اسے مغرب کی طرف سے نکال کر دکھا۔ فہت الذی کفر اس پر وہ کافر جھگڑا بوجہ زندہ ہو گیا اور اپنا سامنے لیکر گیا۔ واللہ لا یہدی القوم الظالین جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے حق قبول نہیں کرتے اور اپنے لئے عذاب جہنم کا سامان جہیز کرتے ہیں ایسے ظالموں کو خدا ہدایت قبول کر سکتی تو فرشتے نہیں دیتا۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں یعنی جو لوگ ضد اور عناد کی وجہ سے توحید کی مخالفت کرتے ہیں اور اللہ کی طرف انابت نہیں کرتے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اور وہ کسی صورت میں راہ راست پر نہیں آسکتے۔ یہ دوسرا واقعہ ہے جو پہلے قاعدہ پر متفرع ہے اور اتنو یعید ہے۔ یعنی دوسری نوع کے بیان کے لئے ہے۔ یہ قصہ پہلے قاعدہ پر متفرع ہے اور اس کی تیشیل ہے کہ جو لوگ اللہ کی طرف انابت کرتے ہیں۔ حق و صداقت اور اطمینان باطن کے تلاشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کس طرح ان کی دستگیری کرتا اور ان کے اطمینان کا سامان جہیز کرتا ہے۔ استنہاد علی ما ذکر من ولایتہ تعالیٰ للہمنین و تقربہ لہ (ابو اسود ص ۴۸۳ ج ۲) کا لڈی میں کھاف تیشیل کے لئے ہے یعنی اس کے منجملہ شواہد میں سے ایک یہ ہے۔ اس قسم کے اور بھی کئی واقعات ہر جگہ ہیں مثلاً ایک واقعہ بارہ دوم میں الم ترالی الذین خرجوا ین مذکور ہوا ہے کہ بعض مومنوں کو قتال نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مار کر پھر زندہ فرمایا یا کاف زندہ ہے۔ الذی ہم کے بارے میں اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام تھے۔ دامادہو عزیر بن شتر خیالاً آخر جہ الحاکم عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و اسحق بن بشر عن ابن عباس و عبد اللہ بن سلام و الیہ ذہب قتادة و عكرمة و الربیع و الضحاک و السدی و خلق کثیر (روح ص ۲۰ ج ۳) اور قریہ سے مراد بیت المقدس ہے جسے بخت نصر نے تباہ و برباد کر دیا تھا۔ و قال عكرمة و الربیع و دہب ہی بیت المقدس و کان قد خربہا بختنصر و هذا هو الکلا شہر (روح ص ۲۱ ج ۳، بحر ص ۲۹۱ ج ۲) صفحہ ۱۷۷ انہوں نے جب اس کی تباہی کا منظر دیکھا تو اظہار تاسف کے طور پر کہا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی والوں کو دوبارہ کس طرح زندہ کرے گا۔ مطلب یہ نہیں کہ انہیں ان کے دوبارہ ہی اٹھنے کا یقین نہیں تھا بلکہ وہ کیفیت احیاء کا مشاہدہ کرنا چاہتے تھے۔ فاماتہ اللہ۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کیفیت احیاء کا مشاہدہ کرانے کے لئے ان پر موت وار کر دی اور وہ پورے سو سال اسی حالت میں زمین کے اوپر ہی پڑے رہے اور سو سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد اللہ نے ان کو زندہ کیا۔ خال کم لبشت یہ سوال و جواب احاطہ صفات سے انکے عجز کے اظہار کے لئے کیا گیا ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے حالت موت کی مدت صرف ایک دن یا اس سے بھی کم بتائی یہ محض ان کا اندازہ اور تخمینہ تھا۔ سو سال کا عرصہ انہیں ایک روزہ خواب کی طرح معلوم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حالت موت میں یہ جہل القدر پر بغیر علیہ السلام اختلاف لیل و نہار اور انقلابات زمانہ سے بالکل بے خبر تھا۔ اگر انہیں ان چیزوں کا احساس ہوتا تو مدت کا وہ یہ تخمینہ بیان نہ کرتے بلکہ ان کو پوری مدت کا ٹھیک ٹھیک علم ہوتا۔ اس واقعہ سے سمجھ مونی کی نفی ہوتی ہے۔ کیونکہ حضرت عزیر علیہ السلام دنیا میں ہونے والے تمام انقلابات سے بے خبر تھے۔ سو سال کے عرصہ میں نہ تو رات دن کے اختلاف کا ان کو پتہ چلا اور نہ ہی انہیں بیرونی آوازیں سنائی دیں۔ نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ ان کے ابدان مبارک میں موجود نہیں رہتیں اور ان کی حیات دنیوی ناسوتی نہیں ہوتی بلکہ برزخی ہوتی ہے۔ صفحہ ۱۷۷ یعنی تم تو پورے سو سال حالت موت میں رہے ہو۔ مگر دیکھ لو اس کے باوجود تمہارا کھانا پینا خراب نہیں ہوا۔ اس میں کسی قسم کا تغیر اور بویہ نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ آج بھی اسی طرح تروتازہ ہے جس طرح آج سے سو سال پہلے تھا۔ و انظر الی حمادک۔ الخ۔ حضرت عزیر علیہ السلام جب یہاں سے گزرے تھے اس وقت گدھے پر سوار تھے۔ آرام کرنے کے لئے گدھے کو وہاں چھوڑ کر لیٹ گئے۔ اور حالت نوم ہی میں ان کی روح قبض کرنی گئی۔ اور گدھا بھی مر گیا اور اس اثنا میں اس کا گوشت پوست تو مٹی نے کھالیا۔ مگر ہڈیوں کا ڈھانچہ صحیح سلامت پڑا رہا۔ تو اللہ نے فرمایا اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھو ہم اسے کس طرح زندہ کرتے ہیں تاکہ تم تمہیں بعث بعد الموت یعنی دوبارہ ہی اٹھنے پر لوگوں کے لئے دلیل اور برہان بنا دیں۔ و لنجعلک امة للناس و دلالة علی البعث بعد الموت (قرطبی ص ۲۹۴ ج ۳) صفحہ ۱۷۷ انشاء کے معنی ہلانے اور جنبش دینے کے ہیں۔ ہماری قدرت کاملہ کا اپنی آنکھوں سے نظارہ کر لو اور مشاہدہ کر لو کہ ہم کس طرح گدھے کی ہڈیوں کو گوشت پوست پہنا کر اور اس میں روح پھونک کر اسے دوبارہ زندہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دیکھتے دیکھتے ہی گدھے کو زندہ کر دیا۔ صفحہ ۱۷۷ علم سے یہاں علم مشاہدہ اور معانیہ مراد ہے۔ کیونکہ خدا کی قدرت کا علم و یقین تو انہیں پہلے ہی حاصل تھا۔ مگر وہ علم شہود نہیں تھا۔ قال مکی امہ اخبر عن نفسه عند ما عاين من قدرة الله تعالى فی احیائہ الموقی فیتقن ذالک بما مشاہدہ (قرطبی ص ۲۹۶ ج ۳) صفحہ ۱۷۷ یہ واقعہ بھی پہلے قاعدہ پر متفرع ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اگرچہ اللہ کی قدرت علی الاجیا کا پورا پورا یقین تھا۔ وہ اس کی کیفیت کا مشاہدہ کر کے مزید اطمینان قلب حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا۔ کیونکہ جو علم مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے وہ بدیہی اور ضروری ہوتا ہے اور علم استدلالی سے زیادہ محکم اور پائیدار ہوتا ہے۔ معناه بلی امت و لكن لا یزید سکوناً و طمانیۃ بصامة علم السورة علم الاستدلال و تظاہر الادلة اسکن للقلوب و ازید للبصيرة (مدارک ص ۱۰۳ ج ۱) الم یکن ابواہم علیہ السلام شاکاً احیاء اللہ الموقی قط و انما طلب المعاینة (قرطبی ص ۲۹۶ ج ۳) اللہ تعالیٰ کا یہ سوال کہ کیا تمہیں میری قدرت علی الاجیا پر ایمان نہیں۔

الكلام متروك فاملسن ابيك ثم قطعهن اقربى من

في الانفاق ١٢

۲ اتفاق
۱۲

تلك الرسل ٣

خارج کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ

اس سے اگیں سات بالیں ہر بال میں سو سودا نے

۱۔ اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے اور اللہ نہایت بخش کریم والا ہے سب کو جتنا ہے

جو لوگ غریب کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر

خروج کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ سنا تے ہیں۔ انہی کیلئے ثواب انکا

ایسے رب کے یہاں اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ غلین ہوں گے۔

جواب دینا نرم اور درگزر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جس

۱۵۴۰ کے پیچھے ہو سنا اور اللہ بے پرواہ ہے نہایت عمل والا ہے ۱۵

ایمان والہ مت ضائع کرو اپنی خوات احسان رکھو اور

لَا ذِي بُكَاءٍ يَنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِکُلِّ شَیْءٍ اَسْأَلُکَ بِہٖ اَنْ تَجْعَلَ لِمَوْلَاکَ یَا اَرْحَمَ الرَّحِمِیْنَ

۵۲۲ سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف تھر کہ اس پر مٹی

منزل ۱

موضح قرآن ف - یعنی مانگنے والے کو نرمی سے جواب دینا اور اس کی بد خوئی پر درگزر کرنی بہتر ہے۔ اس سے کہ دیوے پھر اس کو بار بار دبا دے۔ یہ سمجھے کہ میں نے اللہ کو دیا ہے۔ اس کو کیا پروا ہے۔ مگر اپنا جھلکرتا ہوں۔

ثَرَابٌ فَاصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۝ لَا

ہے کچھ مٹی پھر برسا اس پر زور کا مینہ تو کر چھوڑا اس کو باطل صاف ۱۱

يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۖ وَاللَّهُ لَا

ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے ثواب اس چیز کا جو انہوں نے کمایا اور اللہ نہیں

يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِينَ

دکھاتا سیدھی راہ کافروں کو ف اور مثال ان کی جو

يُبْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۖ وَ

خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی خوشی حاصل کرنے کو اور

تَشَبِهَاتٍ مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ

اپنے دلوں کو ثابت کر کر ایسی ہے جیسے ایک باغ ہے بلند زمین پر اس پر

أَصَابَهَا وَابِلٌ فَاتَتْ أَكْثُهَا ضَعْفَيْنِ ۚ فَإِنْ لَّمْ

پڑا زور کا مینہ تو لایا وہ باغ اپنا پھیل دو چند اور اگر نہ

يُصِبْهَا وَابِلٌ قَطْرٌ ۖ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

پڑا اس پر مینہ تو چھوڑی کافی ہے ۱۲ اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھتا ہے ف

أَيُّودًا أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ تَحْيِيلٍ ۚ وَ

کیا پسند آتا ہے تم میں سے کسی کو یہ کہ ہودے اس کا باغ کھجور اور

أَعْنَابٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ لَهُ فِيهَا

انگور کا بہتی ہوں تہے اس کے نہیں اس کو اس باغ میں

مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۚ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ

اور بھی سب طرح کا میوہ حاصل ہو اور آگیا اس پر بڑھاپا اور اس کی

ذُرِّيَّتُهُ ضَعْفَاءٌ ۚ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ اللَّهِ ۚ إِنَّكَ

اولاد میں ضعیف تب آپڑا اس باغ پر ایک بگولہ حسین آگ

منزل ۱

اسے ابھی طرح معلوم ہے کہ کون کتنے ثواب کا مستحق ہے۔ ۱۱ خرق کرنے کی ترغیب اور خرق کا ثواب بیان کرنے کے بعد اب ان امور کو بیان کیا جاتا ہے جو مذکورہ بالا ثواب کے استحقاق کے لئے ضروری ہیں۔ مَتَّ کے معنی احسان جملانے کے ہیں اور اذی کے معنی تکلیف دینے کے ہیں اور اس سے مراد ہر وہ قول و فعل ہے جس سے متصدق علیہ (جس کو خیرات دی جائے) کو تکلیف پہنچے مثلاً اسے یہ کہ "یار بڑا بھڑا لو ہے، چٹ ہی گیا ہے چھوڑتا ہی نہیں۔" کیسا بڑھ کٹ ہے کتنا کمائی نہیں۔" صدقہ کرنے کے بعد لینے والے سے کام کرنا بھی اذی میں داخل ہے۔ اس لحاظ سے احسان جملانا بھی اذی میں داخل ہے۔ مگر احسان جملانے کی بیماری چونکہ عام تھی۔ اس لئے اسے علیحدہ ذکر کیا۔ لہم اجس ہم عند ربہم۔ یعنی جو لوگ صدقہ کرنے کے بعد احسان جملاتے ہیں اور نہ ہی کسی اور طریقے سے سائل کو تکلیف دیتے ہیں

صدقہ و خیرات کا ثواب صرف انہیں لوگوں کو ملتا ہے۔ کیوں کہ من ہر اذی دونوں ایسی برائیاں ہیں کہ ان کی وجہ سے صدقہ اللہ کی رضا کے لئے نہیں رہتا۔ اس لئے صدقہ باطل ہو جاتا ہے اور اللہ کے یہاں سے اس کا کوئی اجر و ثواب نہیں ملتا۔ ۱۲ قول معروف سے مراد ہے سائل کو نرمی سے مال دینا اور مغفرت سے مراد یہ ہے کہ اگر سائل درشتی سے پیش آئے تو اس سے درگزر کیا جائے اور ناشائستہ الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ ۱۱ ای کلام جلیل یہود بہ السائل مثلاً یرحمک اللہ و یوزکک اللہ انشاء اللہ تعالیٰ اعطیک بعد ہذا دمغفرة ای ستر لما دفع من السائل من الاحاف فی المسئلة وغیرہ مما یشغل علی المسئول و صفح عنہ (روح ص ۳۴ ج ۳) و اللہ غنی حلیم یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہارے صدقات کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے تمہاری ہی اصلاح و تقویٰ ہے اور وہ برو بار ہے۔ گناہوں پر فوراً گرفت نہیں کرتا۔

مثال برائے اخلاص فی الاتقان ۱۲

۱۲ اب یہاں نہایت تاکید کے ساتھ من اور اذی سے منع فرمایا ہے اور واضح کر دیا ہے کہ من اور اذی سے صدقہ باطل ہو جاتا ہے اور اس کا کوئی ثواب نہیں ملتا۔ الذی ینفق سے مراد منافق یا مشرک ہے۔ و غالب المضربین حتی ان المراءبہ المتناق (روح ص ۳۵ ج ۳) رشاء۔ ینفق کا مفعول لڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک منافق ریاکار کی مثال دے کر ایمان والوں کو سمجھایا کہ جس طرح وہ منافق محض لوگوں کے دکھاوے کے لئے خیرات کرتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ پر اس کا ایمان ہے اور نہ محاسبہ آخرت پر تو ظاہر ہے کہ رضائے الہی اور ثواب آخرت کی طلب کا تو اس نے دل میں کٹھن تک نہیں ہو گا تو جس طرح اس ریاکار منافق کی خیرات باطل رائیگاں اور کارت ہے اور اس کیلئے کوئی ثواب نہیں۔ اسے ایمان والو! اسی طرح تم بھی اپنے صدقات

موضح قرآن۔ ف اور مثال فرمائی خیرات کی جیسے ایک دانہ بویا اور سات بایں نکلیں سات سودا خٹے ملے یہاں فرمایا کہ نیت شرط ہے اگر دکھاوے کی نیت سے خرق کیا تو جیسے دانہ بویا پھر میں جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی جب مینہ پڑا وہ صاف رہ گیا اس میں سے کیا اُگے گا۔ ف مینہ سے مراد بہت مال خرق کرنا اور اس سے مراد تھوڑا مال سو اگر نیت درست ہے تو بہت خرق کا بہت ثواب اور تھوڑا بھی کام آتا ہے۔ جیسے غلے میں زمین پر باغ ہے تب مینہ برسے اسکو فائدہ ہے بلکہ اس بھی کافی ہے اور نیت درست نہیں تو جقدر زیادہ خرق کرے ضائع ہے کیونکہ زیادہ مال دینے میں دکھاوہ بھی زیادہ ہے۔ جیسے پتھر پر دانہ جتنا زور کا مینہ برسے اور ضرر کرے کہ مٹی دھوئی جاوے۔

فتح الرحمن۔ ف ترجمہ گوید حاصل این مثل آنست کہ کل منان و مرانی و دنیا می نماید کہ کل است و در آخرت جطی شود و بیت فائدہ نمی دهد چنانکہ بر سنگی خاک افتادہ باشد و بظاہر چنان می نماید کہ قابل ذرا مست و چون باران بہر و نحو شود و اللہ اعلم ۱۲ ف ترجمہ گوید حاصل این مثل آنست کہ کل اہل اخلاص فائدہ ہامید ہر از سائقین باشد یار از اصحاب مین ۱۲

کوئی اور آدمی کے ذریعے باطل نہ کرو۔ جس طرح اس ریاکار نے ریاکاری سے اپنا عمل باطل کر دیا۔ ۲۴۰ مسئلہ کی ضمیر سے ریاکار خیر کثرت مراد ہے۔ صفوان کے معنی ہموار اور صاف پتھر وابل۔ شدید بارش اور صلد۔ وہ صاف پتھر جس پر کوئی گرد و غبار نہ ہو۔ جو شخص ریاکاری سے مال خیر کرتا ہے۔ اس کے عمل کے رائیگاں اور بے نتیجہ ہونے کی مثال یہ ہے کہ جس طرح ایک باطل صاف اور نرم پتھر ہو اور اس پر معمولی سی مٹی ہو پھر اس پر سخت زور کی بادش ہو جائے تو وہ پتھر مٹی سے باطل صاف ہو جاتا ہے اور اس پر مٹی کا ایک ذرہ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ یہی حال ریاکاروں کے غیب۔ مخلصانہ اور ریاکارانہ اعمال کا ہے کہ وہ ریاکاری کے سیلاب میں بہ کر نالغ ہو جاتے ہیں اور ان پر کوئی ثواب نہیں ملتا۔ لایققدرون علی شئی رمسا کسبوا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کیا ہے۔ مگر آخرت میں کوئی چیز ہاتھ نہیں آئے گی۔ واللہ

تلك الرسل ۳ ۱۳۰ البقرة ۲

فَاُخْرِقَتْ كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ

تجھ جس سے وہ بارے ۲۴۰ جل گیا۔ یوں سمجھتا ہے تم کو اللہ آیتیں تاکہ تم

تَتَفَكَّرُونَ ۲۴۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ

غور کرو مٹا اے ایمان والو خیر کرو

طَيِّبَتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنْ

سحری چیزیں اپنی کاپی میں سے اور اس چیز میں سے کہ جو ہم نے پیدا کیا تمہارے واسطے

الْاَرْضِ مَنْ وَلَا تَمْسُوْا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تَنْفِقُوْنَ وَ

زمین سے ۲۴۰ اور قصد نہ کرو گندی چیز کا اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو

لَسْتُمْ بِاِخْذِيْهِ اِلَّا اَنْ تُغِيْضُوْا فِيْهِ طَوَّعًا

حالانکہ تم اس کو کبھی نہ لوگے مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ ۲۴۰ اور ہمارے رکھو

اِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۲۴۲ الشَّيْطٰنُ يَّعِدُّكُمْ الْفَقْرَ

کہ اللہ بے پرواہ ہے تو بیوں والا ۲۴۰ شیطان ڈراتا ہے تم کو تنگ دستی سے

وَيٰۤاَمْرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ يَّعِدُّكُمْ مَّغْفِرَةً

اور حکم کرتا ہے فحشاء (بخل) کا ۲۴۰ اور اللہ وعدہ دیتا ہے تم کو اپنی بخشش

مِنْهُ وَفَضْلًا ط وَاللّٰهُ وَاَسْمَعُ عَلِيْمٌ ۲۴۳ يُّوْنٰى الْحِكْمَةَ

اور فضل کا اور اللہ بہت کثرت والا ہے سب کچھ جانتا ہے ۲۴۰ غایت کرتا ہے سمجھ

مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّوْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ

جس کسی کو چاہے۔ اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی

خَيْرًا كَثِيْرًا ط وَمَا يَذْكُرْ اِلَّا اُولُوْا الْاَلْبَابِ ۲۴۴

خوبی ملی ۲۴۰ اور نصیحت وہی قبول کرتے ہیں جو عقل واسے ہیں ۲۴۰

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذِرٍ

اور جو خرچ کرو گے تم خیرات یا متبول کرو گے کوئی منت

۳۴

۲۴۰

۲۴۰

۲۴۰

۲۴۰

۲۴۰

۲۴۰

۲۴۰

لا یبھدی المقوم الکفرین جن کو اللہ نے عقل و بصیرت کی دولت دی مگر انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور جان بوجھ کر کفر اختیار کیا۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ ایمان کی توفیق نہیں دیتا ہے اور انہیں ہدایت نہیں دیتا۔ ۲۴۰ ریاکاروں اور منافقوں کی مثال بیان کرنے کے بعد ان مومنین کے صدقات کی مثال بیان فرمائی جو محض اللہ کی رضا جوئی اور تزکیہ نفس حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ ابتداء مفعول نہ ہے۔ تشبہ اس پر معطوف ہے۔ من انفسہم میں من ابتداء یہ ہے یعنی وہ اللہ کی رضا جوئی اور دل کے کامل تین اور ایمان کی وجہ سے خرچ کرتے ہیں۔ وقال الشعی والسدی وقادة ابضاد ابن زید و ابو صالح وغیرہم و تشبہا معنا و تنقنا ای ان نفوسہم سہا بصا ترخھی تشبہم علی الانفاق فی طاعة اللہ تعالیٰ تشبہا (قرطبی ص ۳۱۴ - ج ۲) ربوۃ کے معنی ہیں بیل یعنی وہ جگہ جو دوسری زمین کی نسبت کچھ اونچی ہو۔ اور حلق سے یہاں شہم مراد نہیں بلکہ ہلکی اور خفیف بارش مراد ہے۔ والطل المطر الضعیف المستدق من القطر الخفیف قالہ ابن عباس وغیرہ (قرطبی ص ۳۱۴ ج ۲) تیش کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی رضا کے لئے اور پورے ایمان و اخلاص کے ساتھ مال خرچ کرتے ہیں۔ ان کے صدقات اس طرح چھوٹے پھلتے اور بار آور ہوتے ہیں جسطرح ٹیلے پر ایک باغ ہو اور اس پر موسلا دھار بارش برے تو اس باغ کے درخت دگنا چھل دیتے ہیں۔ اور اگر موسلا دھار بارش نہ ہو بلکہ خفیف بارش ہی پڑ جائے تو بھی وہ باغ کافی چھل دیتا ہے۔ اسی طرح اخلاص نیت سے کئے ہوئے صدقات کا اجر خدا کے یہاں کئی گنا ملتا ہے اگر اخلاص اعلیٰ درجہ کا نہ بھی ہو تو مطلق ایمان اور نیت کی درستی بھی صدقات کا ثواب بڑھانے کے لئے کافی ہے۔ واللہ بما تعملون

منزل ۱

موضح قرآن ط اب مثال فرمائی احسان رکھنے والے کی جو اپنی اچھی خیرات کو ضائع کرے۔ جیسے جوانی کے وقت باغ حاصل کیا تو قح سے کہ بڑی عمر میں کام آوے۔ عین کام کے وقت جل گیا۔ ۱ یعنی خیرات قبول ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال ملایا ہو۔ حرام کا نہ ہو اور بہتر چیز اللہ کی راہ میں دیوے۔ یہ نہیں کہ بڑی چیز خیرات میں لگا دے کہ لینے دینے میں آپ ویسی چیز قبول نہ کرے مگر ناہیار ہو کہ کیونکہ اللہ بے پرواہ ہے محتاج نہیں اور غیوروں والا ہے خوب سے خوب پسند کرتا ہے ۱ یعنی جب دل میں خیال آوے کہ مال خیرات میں لے آؤں تو میں غلظ رہ جاؤں اور بہت آوے بیانی پر کہ اللہ کی تاکید نہ کر بھی خرچ نہ کرے تو جان لیوے کہ یہ شیطان کی طرف سے آیا اور جب خیال آوے کہ خیرات سے گناہ بچنے جاؤں گے اور اللہ کے ہاں ملی نہیں جائے گا تو اور دے گا تو جان کر یہ اللہ کی طرف سے آیا۔ فتح الرحمن ط حاصل اس نفل آنست کہ کل منان و مرانی در وقت شدت احتیاج جھٹ شود چنانکہ بوستان ایں شخص در وقت شدت احتیاج بسوخت ۱۲

بصیرہ اس لئے وہ مخلص اور ریاکار کو خوب جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ ۵۲۵ یہ ریاکاروں کے اعمال کے ضائع اور بے نتیجہ ہونے کی دوسری تفسیل ہے یعنی ایک آدمی جو بڑا بڑا کام کرے اور روزی کمانے کے لائق نہ رہا ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہوں جو ابھی کمانے کے قابل نہ ہوں۔ اس کا ایک کچھ روں اور انگوٹوں کا سرسبز و شاداب باغ ہو اور اس کو بگولا جلا دے یعنی عین اس وقت وہ باغ جل کر تباہ ہو جائے۔ جب کہ مالک اس کے پھل کا سخت محتاج ہو یہی ریاکاروں کے اعمال کا حشر ہو گا۔ کہ میدان حشر میں جب ان کی سخت ضرورت ہوگی۔ وہ کام نہیں آسکیں گے۔ کیونکہ وہ تو دنیا ہی میں ریاکاری کے بگوں سے جل کر راکھ ہو چکے ہوں گے۔ کذا اللعینین اللہ۔ اللہ تعالیٰ اس طرح نقیصات کے ذریعے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو اور انجام سوچ کر کوئی قدم اٹھاؤ۔ ۵۲۶ یہاں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں حلال و حلیہ اور عمدہ چیزیں خرچ کرو۔ مال حرام اور گنہگار چیزیں خدا کی راہ میں نہ دو۔ یہاں امر و وجوب کے لئے ہے اور اس سے مراد زکوٰۃ مفروضہ ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، عبیدہ سلمانی اور ابن سیرین سے منقول ہے۔ عن عبیدۃ ۱ سلمانی قال سالت علیا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ عن هذه الآية فقال نزلت فی الزکاة المفروضة (روح ص ۳۹ - ج ۳) فقال علی بن ابی طالب و عبیدۃ ۱ سلمانی دابن سیرین ہی الزکاة المفروضة (قرطبی ص ۳۲۰ - ج ۳) ما کتبتم سے مال تجارت اور ما اخرجنا لکم من الارض سے زمین کی پیداوار مثلاً غلہ اور معدنیات وغیرہ۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ جس طرح مال تجارت میں فرض ہے۔ اسی طرح زمین کی پیداوار میں بھی فرض ہے۔ والقصیل فی کتاب الفقه ۵۲۷ لا یتیموا۔ یتیم سے ہے۔ جس کے معنی قصداً اور ارادہ کرنے کے ہیں یہ اصل میں لا یتیموا تھا۔ ایک تار بطور تخفیف حذف کر دی گئی ہے۔ منہ تنفقون کے متعلق ہے اور یہ یتیموا کے فاعل سے حال مفرد ہے۔ ای لا تقصدوا الخبیث فاعلیین الانفاق منہ اور دستم باخذیہ تنفقون کی ضمیر سے حال ہے اور الخبیث سے بیکار اور رومی چیز مراد ہے۔ الخبیث امی المر دئی (روح ص ۳۹ - ج ۳) یعنی رومی اور گھٹیا چیزیں خدا کی راہ میں دینے کا ارادہ تک مت کرو۔ اپنا حال ہی دیکھ لو اگر تمہیں تمہارے حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں کوئی رومی چیز دے دی جائے تو اسے لینے کے لئے تیار نہیں ہو اور لطیف خاطر اسے قبول نہیں کرتے ہو تو پھر خدا کی راہ میں ایسی ناپسندیدہ چیزیں کیوں دیتے ہو۔ واعلموا ان اللہ غنی حمید ۵ اس بات کا یقین رکھو کہ اللہ کو تمہارے صدقات کی ضرورت نہیں وہ ان سے بے نیاز ہے یہ احکام محض تمہاری بھلائی اور بہبود کے لئے نازل کرتا ہے۔ اور وہ صفات کمال سے متصف ہے۔ اس لئے اس کمال کے نام پر عمدہ سے عمدہ اور پاکیزہ تر چیزیں قربان کرو۔ نہ کھٹیا اور بے کار چیزیں۔ ۵۲۸ یعدو وعدہ سے مشتق ہے اور وعدہ اصل لغت کے اعتبار سے خیر و ثروتوں میں مستعمل ہے۔ یہاں بقرنیہ مابعد ثمر کے لئے ہے اور اس کے معنی تخویف یعنی ڈرانے کے ہیں اور الفخا ہر بری خصلت کو کہتے ہیں۔ مگر یہاں اس سے بخل مراد ہے۔ ای الخصلة الفحشاء وہی البخل و مترك الصدقات (روح ص ۴۰ جلد ۳) المراد بھائی هذا الموضع البخل (جصاص) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فحشاء سے یہاں بخل مراد ہے اور باقی اکثر جگہوں میں اس سے زنا مراد ہے مطلب یہ ہے کہ شیطان تمہارے دلوں میں یہ دوسرا ڈالتا ہے کہ اگر مال خرچ کریں گے تو دولت کم ہو جائے گی اور غم ہو جائے گا۔ اس قسم کے دوسرے ڈال کر بخل اور کجی پر اکساتا ہے۔ واللہ یعدکم مغضرة منہ و فضلاً لیکن اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ مال خرچ کرنے پر گناہوں کی معافی اور دولت میں اضافہ کا وعدہ فرماتا ہے۔ واللہ واسع علیم ۵ اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے وہ خرچ کرنے کی ہمت اور خرچ کرنے پر فراموشی عطا کرتا ہے۔ اور وہ غیب و شہادت کا جاننے والا ہے اسے معلوم ہے کہ کون خرچ کرتا ہے اور کہاں اور کس نیت سے خرچ کرتا ہے۔ والمراد ہذا انہ سبحانہ و تعالیٰ یعطی من سعة و یجلم حیث یضع ذالک و یعلم الخیب و الشہادة (قرطبی ص ۳۲۹ - ج ۳) حکمت سے مراد دین و دنیا کی صحیح سمجھ ہے جو ہر قول اور عمل میں انسان کی صحیح راہنمائی کرے قال مجاہد الاصابۃ فی القول و الفعل (قرطبی ص ۳۳۰ - ج ۳) عن مجاہد انہ الاصابۃ فی القول و الفعل (روح ص ۴۱ - ج ۳) دولت کو صحیح مصارف میں خرچ کرنے اور دیگر امثال اقوال میں ہر لحاظ سے صحیح اور سیدھی راہ اختیار کرنے کی سمجھ اور حکم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے وہ جسے چاہتا ہے اس سے سرفراز فرماتا ہے۔ یہ ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے ذریعے سے انسان دینی اور دنیوی فوائد حاصل کر سکتا اور دونوں قسم کے نقصانات سے بچ سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ حکمت کو خیر کثیر فرمایا۔ ۵۲۹ پند و نصیحت سن تو ہر کوئی قیابے گراس سے نادمہ وہی لوگ اٹھاتے ہیں جبکہ اللہ نے حکمت اور عقل دی۔ ۵۳۰ تم جو صدقہ کرتے ہو خواہ فرضی ہو خواہ غنی۔ اللہ کی راہ میں یا شیطان کی راہ میں تمہارا ہوا زیادہ۔ اسی طرح تم جو نذیر مانتے ہو خواہ وہ اللہ کی تعظیم و رضا کے لئے ہو خواہ غیر اللہ کی تعظیم اور خوشنودی کیلئے۔ اللہ ان سے بیخبر نہیں سب کو جانتا ہے اور ہر ایک پر اس کے مطابق جزا دے گا۔ وما انفقتم من نفقة فی سبیل اللہ ادنی سبیل الشیطان او نذرتم من نذر فی طاعة اللہ ادنی معصیۃ فان اللہ یعلمہ لا یخفی علیہ دھو مجازیک علیہ (مدارک ص ۱۰۶ - ج ۱) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نذر کے معنی آتے ہیں ایک معنی شہور جس کا صلہ علی آتا ہے۔ دوسرا معنی ہمد و پیمان کرنا جس کا صلہ الی ہوتا ہے یہاں معنی ثانی مراد ہے تاکہ حدیث کی مخالفت لازم نہ آئے کہ نذر سے بخل کمال خرچ کرنا ہوتا ہے لہذا معنی یوں ہونے کو کہ تم جو ہمد و پیمان کرتے ہو کہ تم خدا کے واسطے دو گے لہذا ہمد و پورا کرو اور مال دو۔ ۵۳۱ خدا کے احکام کو ٹھکرا کر اپنے حق میں نا انصافی اور ظلم کرنا یوں کا کوئی مددگار نہیں جو انہیں اس ظلم کے بدلہ عذاب الہی سے بچا سکے نہ بذریعہ طاقت نہ بذریعہ سفارش ای اعوان یصورہ من باس اللہ تعالیٰ لا شفاعۃ ولا مداحۃ (روح ص ۴۳ - ج ۳) ظالمین کا لفظ عام ہے تمام ریاکار خیرات کے احسان قبول کرنے والے اللہ کی راہ میں گھٹیا چیزیں دینے والے۔ ناجائز مصارف میں دولت خرچ کرنا والے بخلاف ثریعت نذیر منبتیں ماننے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا والے وغیرہ سب میں فاعل ہیں فیئشل المنفقین بالریاء والامن والاذی والمتخرین للخبیث فی الانفاق والمنفقین فی باطل و الناذرین فی معصیۃ المتنعین عن اد اوما نذر دانی حق والمباخلین بالصدقة مما اتاہم اللہ تعالیٰ من فضله (روح ص ۴۳ - ج ۳) صدقات سے یہاں جہور کے نزدیک نفی صدقات مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اگر نفی صدقات ظاہر غریبوں کو دیئے جائیں تو یہ بھی اچھا ہے کیونکہ اس سے دوسروں کے دلوں میں بھی خیرات کا جذبہ بیدار ہو گا۔ اور اگر نفی صدقات پوشیدہ طور پر مستحقین کو دے دیئے جائیں تو یہ ظاہر دینے سے بہتر ہے کیونکہ اس طرح عمل ریاکاری سے محفوظ رہتا ہے لیکن اعمال مفروضہ مثلاً زکوٰۃ۔ صوم رمضان اور فرض نماز کا اظہار بہتر ہے تاکہ ترک فرض کے لازم سے محفوظ رہے۔ والمراد من الصدقات علی ما ذہب الیہ جہود المفسرین صدقات التطوع (روح ص ۴۴ - ج ۳) ذہب جہود المفسرین

اِنَّ اِنْ هَذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ صَدَقَةِ الْاَنْطُوْعِ لَا اِنْ اَخْفَا فِيْهَا اَفْضَلُ مِنَ الْاِظْهَارِ وَكَذَلِكَ سَائِرُ الْعِبَادَاتِ الْاَخْفَاءُ اَفْضَلُ فِيْ تَطَوُّعِهَا لَا اِنْ تَقَاءَ الرِّيَاءُ عَنْهَا وَلَيْسَ كَذَلِكَ الْوَاجِبَاتِ قَالَ الْحَسَنُ اِظْهَارُ الزَّكَاةِ اَحْسَنُ وَاَخْفَاءُ اَفْضَلُ (قرطبي ص ۳۲۲ ج ۳) القول الاول وهو قول الاكثرين ان المراد منه صدقة التطوع قالوا لان الاخفاء في صدقة التطوع افضل من الاظهار في الزكاة افضل (كبير ص ۵۱۹ ج ۲) ويكفر عنكم من سيئاتكم ان نيكولون کی برکت سے اللہ تمہاری خطائیں معاف کر دے گا۔ واللہ بہا نفعولون خیر اللہ تعالیٰ نے اپنے عالم الغیب خیر و جبر اور حاضر و غائب ہونے کے نظریے کو بار بار دہرایا ہے کیونکہ انہوں سے بچنے کا سب سے زیادہ موثر اور اکیبریٰ نسخہ یہی ہے کہ بعض مسلمان اس خیال سے اپنے کافر شریکوں کو صدقہ نہیں دیتے تھے کہ شاید تعلقہ کسی اور کسی کی وجہ سے ایمان لے آئیں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر صدقہ دیا کرو باقی وہی اہل ہدایت تو تم اسکے ذمہ دار نہیں ہو۔ وہ اللہ کے اختیار میں ہے۔

تلك الرسالة ۳ ۱۳۲ البقرة ۲

فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۚ (۲۰) **توبہ اللہ کو سب معلوم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں**۔
تَبَدُّوا الصَّدَقَاتِ فَيَعْمَأَهِمْ ۖ وَإِنْ تَخَفَوْهَا **ظاہر کر کے دو خیرات** تو کیا ابھی بات ہے اور اگر اس کو بچھاؤ
وَتَوْتَوْهَا الْفُقَرَاءَ ۖ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَيُكَفِّرُ **اور فقیروں کو پہنچاؤ**
عَنْكُمْ مِنَ سَيِّئَاتِكُمْ ۖ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۚ (۲۱) **پکھ لے گا تمہارے اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے**
لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يُشَاءُ ۚ وَمَا تَنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَا يُنْفِكُمْ ۖ وَمَا **تیرا ذمہ نہیں ان کو راہ پر لانا اور لیکن اللہ راہ پر لا دے جس کو**
تَنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۖ وَمَا تَنْفِقُوا مِنْ **پہنچاؤ اور جو کچھ حسنہ کر دے تم مال سوا اپنے ہی واسطے**
خَيْرٍ يُؤْتِيْكُمْ ۖ أَنْتُمْ لَا تَظْلُمُونَ ۚ (۲۲) **خیرات سو پوری ملے گی تم کو اور تمہارا حق نہ رہے گا خیرات ان فقیروں**
الَّذِينَ أَحْصَوْا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا **کے لئے ہے جو رکے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں بل پھر نہیں سکتے**
فِي الْأَرْضِ يُحْسِبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ **مک میں** **سمجھے ان کو نادانف مالدار انکے سوال نہ کرنے سے**
تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَ **تو پہچانتا ہے انکو ان کے چہرے سے نہیں سوال کرتے لوگوں سے لپٹ کر اور**

جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ کان ناس من الانصار ہم قرابات من بنی قریطۃ والضمیر دکان الا یصدقون علیہم رعبۃ منهم فی ان یسلوا اذا احتاجوا انزلت الایۃ بسبب اولئک (قرطبی ص ۳۳ ج ۳) سے تمہارے صدقہ سے اگرچہ تمہاروں کو فائدہ پہنچتا ہے مگر یہ فائدہ دینی اور فانی ہے ان سے اصل فائدہ تو تم اٹھاؤ گے جب آخرت میں ان صدقات کا ثواب تمہیں ملے گا۔ و ما تنفقون یہ لفظ خبر ہے مگر معنی نہیں ہے یعنی تم اللہ کی رضا جوئی کے سوا کسی اور غرض مثلاً ریاکاری وغیرہ کے لئے خیرات مت کرو۔ الثانی ان ہذا وان کان ظاہر لہذا خبر الا ان معنای فی ای و لا تنفقوا الا ابتغاء وجه اللہ (کبیر ص ۵۲ ج ۲) و ما تنفقوا ایغ یہ جملہ ماقبل کی تاکید ہے اور اس میں اخلاص بت کی ترغیب ہے مطلب یہ کہ اخلاص نیت سے تمہارا خرچ کیا ہوا مال انبیاں نہیں جائے گا بلکہ تمہیں اس کا پورا پورا اجر و ثواب ملے گا اور تمہاری ذمہ داری ختم ہوگی۔

۲۲ للفقراء مندومذوف کی خبر ہے۔ ای ہذا المصدقات للفقراء (مدارک ص ۱۰۷ ج ۱) یعنی ان صدقات کے اصل مستحق تو وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں گھر سے ہوئے ہیں۔ مراد مجاہدین اور طالبان ہوم دین ہیں۔ جنہیں دین کے کاموں سے اتنی فراغت نہیں ملتی کہ وہ خود روزہ کا سکیں۔ اصل میں یہ آیت اصحاب صفہ کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ یہ کم و بیش تین سو فقراء مجاہدین تھے جن کا کوئی کاروبار نہیں تھا یہ لوگ ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے اور علم دین حاصل کرتے تھے اور اگر ضرورت ہوتی تو جہاد میں بھی شریک ہوتے تھے۔ بحسبہم الجاہل یہ فقیر و محتاج مجاہد اور طالب علم چونکہ گداگری نہیں کرنے اور لوگوں سے بھیک نہیں مانگتے اس لئے جو لوگ ان کے حال سے واقف نہیں ہیں وہ انہیں دولت مند سمجھتے ہیں۔ تعرفہم بسیمہم۔ سیمہ کے معنی علامات اور نشانی کے ہیں۔ اور الحاف کے معنی ہیں اصرار اور الحاح یعنی مانگنے میں ضد کرنا اور لئے بغیر طلب یہ ہے کہ ان کی غلطی ان کے چہرے کی ظاہری حالت۔ ان کی عاجزی اور انکساری سے معلوم ہو سکتی ہے مجرورہ کسی سے گزشتہ سوال نہیں کرتے۔ الحاف۔ سوا کا مذوف کی صفت ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ الحاح و اصرار سے سوال نہیں کرتے تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر بوقت ضرورت بغیر الحاح سوال کیا جائے تو جان نہ ہے جیسا کہ سورۃ توبہ کی اس آیت سے معلوم ہوا ہے وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ

منزل ۱

موضح قرآن ۱ یعنی منت قبول کی تو واجب ہو گئی۔ اب ادا نہ کرے تو گنہگار ہے۔ نذر اللہ کے سوا کسی کی نہ چاہیے۔ مگر یہ کہے کہ اللہ کے واسطے نفل شخص کو دوں تو مختار ہے۔ اگر نیت دکھا دے کی نہ ہو تو خیرات کھلی بھی بہتر ہے اور دلوں کو شوق آ دے اور چھی بھی بہتر ہے کہ لینے والا نہ شرمادے۔
فتح الرحمن ۱ یعنی بسبب اشتغال بجا و کسب کردن غنی تواند ۱۲

أَجَلَكُمْ عَلَيْهِ (توبہ ۱۲) مَا تَنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ جو کچھ خرچ کرتے ہو وہ اللہ کے علم میں ہے وہ نہیں اس کی پوری پوری جزا دے گا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر وقت اور ہر حال میں خیرات کرنے اور خدمت دین میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے پیل و نہار سے عموماً اوقات اور سوداگری سے عموماً احوال ملاوے پیل کو نہار پر اور سوداگری پر مقدم کر کے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ صدقہ میں انفراد اور چھپا کر دینا افضل و بہتر ہے۔ المراد باللیل والنهار جميع الاوقات كما ان المراد بما بعده جميع الاحوال وقدم الليل على النهار والسري على العلانية للايذان بلزيمه الاخفاء على الاظهار (روح ص ۴۹ ج ۳) ۳۵۳ یہاں سے ان لوگوں کا بیان شروع ہوتا ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بجائے کسی کو قرض حسد دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں اگر کسی کو قرض دیتے ہیں تو وہ بھی سود پر یہ ان لوگوں کیلئے زجر ہے جو دنیا میں سودیہ میں قیامت کے دن ان کا ستر اس طرح ہوگا کہ جب وہ قبروں سے اٹھیں گے تو ان کے حواس باختہ ہوں گے اور وہ اس شخص کی مانند ہوں گے وار لڑکھڑاتے ہوئے میدان حشر میں سود خواروں کی یہ خصوصی علامت ہوگی جس سے ہر ایک

دن میدان حشر میں سود خواروں کی یہ خصوصی علامت ہوگی جس سے ہر ایک انہیں پہچان لے گا اور یہ میدان حشر میں انہیں رسوا کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ ولعل الله تعالى جعل ذلك علامة له يعرف بها يوم الجمع الا عظم عقوبته له كما جعل لبعض المطيعين اماره نليق به يعرف بها كرامة له (روح ص ۴۹ ج ۳) وقالوا كلهم رجعت كالجنون عقوبته له وتغيبا عند جميع اهل المحشر (قرطبي ص ۳۵۴ ج ۳) امام سیوطی فرماتے ہیں کہ شیطان کے من سے جنون کا پیدا ہونا اطباء کی اس تحقیق کے خلاف نہیں ہے کہ جنون غلبہ سودا سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ ایک چیز کے کئی سبب ہو سکتے ہیں جنون کا سبب قریب تو غلبہ سودا ہے مگر سبب بعید شیطان ہے جس کی طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے مثلاً یہ ممکن ہے کہ ایک آدمی کے اخلاق فاسدہ میں جنون پیدا کرنے کی استعداد اپنے کمال تک پہنچ جائے اور اسکے بعد شیطان سے جنون بالفعل پیدا ہو جائے لیکن ضروری نہیں کہ ہر مس شیطانی موجب جنون ہو اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ ہر جنون میں مس شیطانی کا دخل ہو (روح ص ۴۹ ج ۳) ۳۵۴ ذالک سے گذشتہ عذاب کی طرف اشارہ ہے ذالک العقاب (مدارک ص ۱۰۵ ج ۱) ذالک انشاده الى الاكل اوالى ما نزل به من العذاب (روح ص ۵۰ ج ۳) یہ انہیں اس جرم کی سزا دی جائے گی کہ انہوں نے تجارتی کاروبار اور سودی کاروبار کو یکساں قرار دیا و احل الله البيع و حرم الربوا حالانکہ یہ دونوں چیزیں برابر نہیں ہیں۔ ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے چنانچہ تجارت کو تو اللہ نے جائز اور حلال کیا ہے مگر بار اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے جب ربائی حرمت نازل ہوئی تو کافروں و خواروں نے اسکے جواب میں الزامی طور پر کہا کہ بیع بھی تو ربائی کی طرح نفع کمانے کا ایک طریقہ ہے لہذا اگر بار با حرام ہے پھر بیع و شرا کے ذریعے نفع کمانا بھی حرام ہونا چاہیئے۔ یہ انہوں نے الزام کیا حالانکہ انہیں کہنا یوں چاہیئے تھا کہ ربائی بیع ہی کی طرح ہے ہذا جس طرح بیع جائز ہے اسی طرح ربائی بھی جائز ہونا چاہیئے۔ ۳۵۵ حرمت سود نازل ہونے کے بعد جس نے سود لینے اور اسے جائز نہیں سمجھنے سے توبہ کر لی اب گذشتہ گناہ پر اسکو مواخذہ نہیں ہوگا اور جو سود دہلے چکا ہے اسے واپس کرنا ضروری نہیں جو لے چکا سو لے چکا ہی ما تقدم اخذ قبل التحميم لا يستوجبه (روح ص ۵۱ ج ۳) ۵۱۱ و امر الله اور آخرت کا معاملہ خدا کے سپرد ہے چاہے تو اسے معاف فرمادے۔

۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

تعلق الرحمن ۳

۱۳۳

البقرة ۲

مَا تَنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ (۱۳۳)

جو کچھ خرچ کرو گے کام کی چیز وہ بیشک اللہ کو معلوم ہے۔ و جو لوگ

يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً

خرچ کرتے ہیں اپنے مال کو اللہ کی راہ میں رات کو اور دن کو چھپا کر اور ظاہر میں

فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

تو ان کے لئے ہے ثواب ان کا اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے ان پر

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۱۳۴)

اور نہ وہ غمگین ہوں گے

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا

جو لوگ کھاتے ہیں سود

لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ

نہیں اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ شخص کہ جس کے حواس کھو دیے ہوں

مِنَ الْمَسِّ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّا الْبَائِعُونَ

نے بیٹ کر یہ حالت ان کی اس واسطے ہوئی کہ انہوں نے کہا کہ سوداگری ہی تو ایسی ہی ہے جیسے

الرِّبَا وَمَا أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ

سود لینا

جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ

پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور وہ باز آگیا تو اسکے واسطے ہے جو پہلے ہو چکا ہے

وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ

اور معاملہ اسکا اللہ کے ہاں ہے اور جو کوئی پھر سود لینے سے باز نہ آئے تو وہی لوگ ہیں دوزخ والے۔

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (۱۳۵)

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ و مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے

الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ

خیرات کو پسند اور اللہ خوش نہیں کسی ناشکر گنہگار سے۔ و

منزل ۱

موضع قرآن یعنی بڑا ثواب ہے ان کا دینا جو اللہ کی راہ میں اٹک گئے ہیں مگر انہیں سکے اور اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتے جیسے حضرت کے اصحاب تھے اہل صفہ گھر بار چھوڑ کر حضرت کی صحبت پختی تھی علم کھینچنے کو اور جہاد کرنے کو اس طرح اب بھی جو کوئی حفظ قرآن کو یا علم دین میں مشغول ہو لوگوں کو لازم ہے کہ ان کی مدد کریں۔ و یہاں تک خیرات کا بیان تھا آگے سود کو حرام فرمایا جب خیرات کا تقدیر ہوا تو قرض دینا اولیٰ ہے قرض پر سود کا ہے کو لیا جائے یعنی منہ سے پہلے جو لیا دنیا میں پھروانا نہیں پہنچتا اور آخرت میں اللہ کا اختیار ہے چاہے تو بخشے باقی بعدت کے جو کوئی لیوے وہ دوزخی ہے اور خدا کے حکم کے سامنے عقل لانی اسکی ہی سزا ہے جو فرمائی۔ و یعنی مال دار ہو کر محتاج کو قرض بھی مفت نہ دے جب تک سود نہ رکھ لے بیعت کی ناشکری ہے۔

فتح الرحمن یعنی سودے کے قبل آیت تحریر کرتے بازگو اندیش لازمیت ۱۲ فل یعنی بعد از تحریر ۱۴

البقرة ٢

۱۳۵

تلك الرسول ۳

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ

لوگ ایمان لائے اور عیسٰی نیک گئے اور قافلہ رکھا نماز کو

وَاتُوا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا

اور دیتے رہے مژگۃ ان کے لئے ہے ثواب ان کا اپنے رب کے پاس اور نہ

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٤٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

ان کو خون ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۵۴۲ اے ایمان

اٰمَنُوْا تَقُوْا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا اِنْ

والدہ: ڈرو اللہ سے اور جھوٹا دوجو کھاتی رہ گیا ہے سوداگر

كُنْتُمْ مَوَظِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَاذْنُوا

تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا **۱۵۳** پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیرا ہو جاؤ

بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ

لکھنے کو اللہ ہے اور اس کے رسول سے **عقود** اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے واسطے

رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٤٩﴾ وَإِنْ

ہے اصل مال تھارا نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر **ظلم** اور اگر

كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظَرَ إِلَى مَيْسِرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا

ہے شکست تو بہت دینی چاہیے کنش ہونے تک اور بخش دو تو

خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (٢٨٠) وَاتَّقُوا يَوْمًا

بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم کو سمجھو **موسوف** اور ڈرنے پر اس دن سے

تَرْجِعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا

کہ جس دن لوٹے جاؤ گے اللہ کی طرف پھر پورے پانچ سو سال ہر شخص کو جو پھر

كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٣٨١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا

سید محمد قزوینی
کتاب: تہذیب دینی

مس ۲ تخفیف
الزودی ۱۲

۳۳ مضمون جہاد اور

احمدی مہری آباد امیر
انتظامیہ کا بیلا

1

منزل ۱

جائے اور اگر انہوں نے سود کو حلال تو نہیں سمجھا لیکن سود لینا ترک نہیں کیا تو وہ اسلامی حکومت کے آئین کے باقی ہیں اسلئے بوجہ بغاوت ان سے جنگ لازم ہے۔ فان لم تفعلوا ای ما امرتم بہ من الانقامہ ترک البقایا امامیہ انکار حرمۃ وامامیہ الاعتراف فاذا نواجر ب من اللہ ورسولہ وھو کحب المرتدین علی الاول وکحب البغاة علی الثانی (روح ۵۳ ج ۳، قرطبی ۳۶۴ ج ۳، خزائن ۲ ج ۱) ۵۴۹ اگر تم نے آئندہ کیلئے سود لینے سے توبہ کر لی ہے تو تم اپنا ترانس المال لے سکتے ہو مگر اس سے زائد لینے کی اجازت نہیں تاکہ نہ مقروض نظر ہو۔ اور نہ تم پر بھلے بعض لوگ جکے دماغوں پر جیک کا سود حلال نہ کیا جنوں

بکرے تو تم پر ظلم ہے اور منج کے بعد اٹھ چڑھا ہوا سو دم مانگو تو تمہارا ظلم ہے **و** یعنی جب دنیا دار

سوار ہے وہ کہتے ہیں کہ سود صرف وہی حرام ہے جس میں کسی فریق پر ظلم ہو اور بینک کے سود میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ معاملہ فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے لہذا یہ جائز ہے خدا جانے ان لوگوں کے ذہنوں میں ظلم کا کونسا تصور جائز نہیں ہے۔ قرآن مجید نے تو اصل رقم سے زائد رقم وصول کرنے ہی کو ایک فریق کے حق میں ظلم قرار دیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرض خواہ کو حکم دیا کہ تم اپنا اصل مال لے سکتے ہو مگر اس سے زائد لینے کی اجازت نہیں اور نہ ہی اصل رقم چھوڑنے کا مطالبہ ہے تاکہ تم دونوں فریق ظلم سے بچ جاؤ کیونکہ مقروض سے مقدار قرض سے زائد رقم وصول کرنا اس کے حق میں ظلم ہے اور قرض خواہ کے راس المال میں کمی کرنا اس کے حق میں ظلم ہے۔ لائنظلمون غرماءکم باخذ الزیادة ولا تظلمون انتم من قبلہم بالنقص من دأسی امال (روح ص ۵۳ ج ۳) یہاں کا منہ نامہ ہے اور دوسرے اسکا ناعل ہے خفزة میں فاء جزائیہ ہے اور نظرة مصدر ہے اور اس کے معنی ہمت دینے کے ہیں اور یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی فحلیکم نظرة (روح ص ۵۴ ج ۳) مطلب یہ ہے کہ اگر مقروض تنگ دست ہو اور فوری طور پر تھرا راس المال واپس نہ کر سکتا ہو تو اسے ہمت دیدو اور جب وہ قرض ادا کرنے کے قابل ہو جائے اسوقت اس سے اپنا حق وصول کر لو گے۔

آن مصدر یہ ہے اور جملہ تاویل مفرد مبتدا ہے اور خبر لکم اس کی خبر ہے۔ پہلے قرض کا مطالبہ کرنے میں نرمی برتنے کی تلقین فرمائی اب یہاں سرے سے اصل مطالبہ سے ہی دستبردار ہو جانے کی ترغیب دی یعنی اگر مقروض اتنا غریب ہو کہ قرض ادا نہ کر سکتا ہو تو اسے معاف کر دو اس طرح نہیں اور زیادہ ثواب ملے گا یعنی ہمت دینے کی نسبت اس میں زیادہ ثواب ہے اسی اکثر خذوا من الامطار (روح ص ۵۴ ج ۳) یعنی ان انصدق خیرکم و افضل لان فیہ الثناء الجمیل فی الدنیا و الثواب الجمیل فی العقی (خازن ص ۲۵ ج ۱) یہ تفسیر اخروی تھی اب آگے تفسیر اخروی ہے ۵۴ اس آیت کے پہلے حصے میں برے اعمال سے بچنے اور دوسرے حصے میں نیک اعمال بجالانے کی ترغیب ہے۔ یوماً سے مراد قیامت کا دن ہے یوم قیامت کی دہشتناکی کے پیش نظر گناہوں سے بچنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور یہ سنو کہ وہاں بے انصافی نہیں ہوگی بلکہ اعمال کی پوری پوری جزا دی جائیگی۔ دل میں نیک اعمال کا مزید شوق پیدا ہوتا ہے۔ یہاں تک جہاد اور انفاق کا مضمون مع متعلقات ختم ہوا۔ اب آگے تیسری بار امور انتظامیہ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اگلے رکوع میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر ادھار پر لین دین کیا جائے تو اسے لکھ لینا چاہیے۔ اس ضمن میں تحریر لکھنے شہادت اور رہن کے احکام بھی بیان کئے گئے ہیں یہ سب امور انتظامیہ ہیں یہ احکام اسلئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ مسلمانوں کے باہمی معاملات کا انتظام حسن و خوبی سے چلتا رہے اور باہمی نزاع اور جھگڑا پیدا نہ ہو ۵۵ یہاں لفظ ان جو تنک کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے کے بجائے لفظ اذا استعمال کیا گیا ہے جو وقوع فعل پر دلالت کرتا ہے اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ لین دین کا معاملہ جب بالفعل واقع ہوا اسوقت وثیقہ لکھنے کی ضرورت ہے اس سے پہلے نہیں۔ یہاں لفظ دین عام ہے۔ من اور بیع دونوں کو شامل ہے تمام تجارتی معاملات چار قسموں میں مختصر ہیں (۱) بیع العین بالعین یعنی سودا دست بدست ہونے کا حکم آگے الا ان نکون تجارة حاضرة میں آ رہا ہے (۲) بیع الدین بالدین یعنی سودے کی مجلس میں نہ خریدار قیمت ادا کرے اور نہ فروخت کنندہ مال حوالے

البقرة ۲

۱۳۵

تلک الرسول ۳

اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاَكْتُبُوهُ وَ

جب تم آپس میں معاملہ کرو ادھار کا کسی وقت مقرر تک تو اس کو لکھ لیا کرو گے اور

لِيَكْتُبَ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ

چاہیے کہ لکھ دے تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف سے لکھے اور انکار نہ کرے لکھنے والا

اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ

اس سے کہ لکھ دیوے جیسا سکھایا اس کو اللہ نے سوا لکھو چاہیے کہ لکھ دے۔ اور بتلا تا جاوے وہ شخص کہ

الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلِيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسَ

جس پر قرض ہے اور دے اللہ سے جو اس کا رب ہے۔ اور کم نہ کرے

مِنْهُ شَيْئًا فَاِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا

اس میں سے کچھ بے عقل ہو پھر اگر وہ شخص کہ جس پر قرض ہے۔ بے عقل ہے

اَوْ ضَعِيفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيعُ اَنْ يُمْلِكَ هُوَ فَلْيُمْلِلِ

یا ضعیف ہے یا آپ نہیں بتلا سکتا۔ تو بتلا دے

وَلِيَّهِ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ

کار گزار اسکا انصاف سے لکھو اور گواہ کرو دو شاہد اپنے

رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَاَتٌ

مردوں میں سے پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں ان

مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشَّهَدَاءِ اَنْ تَضِلَّ اِحَدُهُمَا

لوگوں میں سے جو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں تاکہ اگر چھوٹ جائے ایک ان میں سے تو

فَتَذْكُرْ اِحَدَهُمَا الْاُخْرٰی وَلَا يَأْبَ الشَّهَدَاءُ اِذَا

یاد دلا دے اس کو وہ دوسری ۵۵ اور انکار نہ کریں گواہ جس وقت

مَادَعَوْا وَلَا تَسْمُوْا اَنْ تُكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا

وہ بلا تا جاویں اور کاہلی نہ کرو اس کے لکھنے سے چھوٹا ہو معاملہ یا بڑا

منزل ۱

کرے دونوں چیزیں ادھار ہوں بیع ناجائز ہے (۳) بیع العین بالدین یعنی خریدار مال وصول کرے لیکن رقم بعد کو ادا کرنے کا وعدہ کرے (۴) بیع الدین بالعین یعنی خریدار رقم پہلے ادا کر دے لیکن مال بعد میں وصول کرے اسے اصطلاح شریعت میں بیع سلم کہتے ہیں ان دونوں قسموں کا حکم اس آیت میں بیان کیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ جب تم کوئی ایسا سودا کرو جس میں قیمت یا بیع (فروخت شدہ چیز) ادھار ہو اسکو لکھ لیا کرو۔ القول الثالث و هو قول اکثر المفسرين بقی ہما قسما بیع العین بالدین و ہما اذا باع شیا ثمن مؤجل و بیع الدین بالعین و ہما المسمی بالسلم و کلاهما اذا خلاص تحت هذه الآية (کبیر ص ۵۴ ج ۲) یہ معاملہ لکھنے کا حکم اسلئے دیا ہے تاکہ بعد میں کسی قسم کا نزاع اور جھگڑا پیدا نہ ہو۔ جمہور کے نزدیک یہ تحریر مستحب ہے۔ بقربینہ ما بعد فان امن بعضکم بعضا یعنی اگر کسی نے کسی پر اعتماد کرتے ہوئے اس سے خرید نہ کھوئی ہو تو ضرر الذکر ادا تھی میں کوتاہی نہ کرے۔ و الجمہود علی استحبابہ (ابو السعود ص ۵۴ ج ۲، روح ص ۵۵ ج ۳) یہ لکھنے کے شرعی طریقے کا بیان ہے بالعدل بکتاب سے منطبق ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص یہ تحریر لکھے وہ عدل و انصاف سے کام لے اور فریقین میں سے کسی ایک کی طرف دلی کر کے دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے و لا یأب کاتب ان بکتاب

یہ کاتب کیلئے دوسری ہدایت ہے یعنی اگر کاتب سے ایسی تحریر لکھنے کو کہا جائے تو اسے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ یہاں یہ ہدایت فرمائی کہ تحریر لکھوانے کی ذمہ داری اس شخص پر عائد ہوتی ہے جس نے دوسرے کا قلم دینا ہو، کیونکہ یہ تحریر نیز لکھنا قرار ہے اور اقرار اسی کی طرف سے ہوتا ہے جس کے ذمہ کچھ واجب الادا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی یقین فرمادی کہ جس کے ذمہ حق ہو۔ دستاویز لکھواتے وقت اسے خدا خوفی سے کام لینا چاہیے اور جتنا اس نے دوسرے کا دینا ہے وہ صحیح صحیح لکھنا چاہیے اور اس میں ذرہ برابر بھی نہیں کرنی چاہیے۔ جس کے ذمہ حق ہو اگر وہ کم فہم ہو یا بہت بوڑھا ہو یا کسی اور وجہ سے دستاویز لکھوا سکتا ہو مثلاً کوٹنگا ہو یا زبان نہ جانتا ہو وغیرہ تو پھر اس کی طرف سے اس کا ولی عدل و انصاف سے دستاویز لکھوا کر صاحب حق کے حوالے کرے۔ یہاں شہادت کے احکام بیان فرمائے ہیں یعنی مذکورہ بالا معاملہ میں تحریر پر دو گواہ بھی بنا کر آیت میں خطاب مومنوں کو ہے اور ایمان والوں کو لکھ دیا ہے کہ وہ اپنے مردوں میں سے دو گواہ منتخب کریں اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ گواہوں کا مسلمان ہونا بالکل مرد اور آزاد ہونا شرط ہے وہی ذکر الرجال مضامین ضمیمہ المصنفین دلالة على اشتراط الاسلام والبلوغ والذكورة

البقرة ۲

۱۳۶

تلک الرسل ۳

إِلَىٰ أَجَلِهِ ذَلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

اس کی عبادت ہے اس میں پورا انصاف ہے اللہ کے نزدیک اور بہت درست رکھنے والا ہے گواہی کو

تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا

اور لکھ دینے کے لئے یہاں نہ پڑو۔ مگر یہ کہ سودا ہو یا حقوں ہاتھ

وَأَشْهَدُوا وَإِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا

اور گواہ کر لیں کہ جب تم سودا کرو گے اور نقصان نہ کرے لکھنے والا اور نہ

شَهِيدٌ وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا

گواہ اور اگر ایسا کرو تو یہ گناہ کی بات ہے تمہارے اندر اور ڈرتے رہو

اللَّهُ وَيَعْلَمِ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۲۸

اللہ سے اور اللہ تم کو سب کچھ جانتا ہے اور اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے ۲۸

كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنِ

تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ کوئی لکھنے والا تو کرو

مَّقْبُوضَةً فَإِنْ مِنْ بَعْضِكُمْ بَعْضًا فُلْيُودٌ

ہاتھ میں رکھنی چاہیے پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو چاہیے کہ پورا ادا

الَّذِي أَوْثَقَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا

کرے وہ شخص کہ جس پر اعتبار کیا اپنی امانت کو اور ڈرتا رہے اللہ سے جو رب ہے اس کا اور

تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ

مت چھپاؤ گواہی کو اور جو شخص اس کو چھپا دے تو بیشک گناہگار ہے

قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝۲۹

دل اس کا ۲۹ اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے اللہ ہی کا ہے جو

منزل ۱

استحبابی ہے دلائل کا کاتب ولا شہید یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ کسی کو ضرر نہ پہنچایا جائے۔ دستاویز لکھنے والے اور گواہ کو اس سلسلہ میں تکلیف نہ دی جائے مثلاً اگر کوئی کاتب یا گواہ کسی مجبوری کی بنا پر یہ خدمت انجام دینے سے قاصر ہو تو اسے اس پر مجبور نہ کیا جائے یا کاتب اور گواہ کو بعد میں کوئی یہ نہ کہے کہ تم نے یہ معاملہ کیوں لکھا یا تم نے اس بارے میں کیوں گواہی دی ۲۹ اگر تم ایسا کرو گے اور دوسروں کو ضرر پہنچانے سے باز نہیں رہو گے تو یہ تمہاری طرف سے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی ہوگی اسلئے تم اللہ کے احکام کے بارے میں اس سے ڈرتے رہو اور یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ وہ تمہیں احکام دین سکھاتا ہے اور اس کا اسے حق پہنچتا ہے کیونکہ

فِي الشَّاهِدِينَ وَالْحَيَّةِ لَا تَمْتَدُّ مِنْ الرِّجَالِ الْكَامِلُونَ (روح ۳۵)

۳۵ ای من رجال المومنین والحرية والبلوغ مشروط مع

الاسلام (مارک ص ۱۹ ج ۱) اگر گواہی کیلئے دو مرد و میرزا آسکیں تو ایک مرد

کیا ساتھ ایسی دو عورتوں کو گواہ بنایا جائے جو قابل اعتماد ہوں عورتوں پر چونکہ

نسیان غالب ہوتا ہے اسلئے دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر قرار دیا تاکہ اگر

ایک عورت بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلاوے شہد کا لفظ

یہاں عام ہے اور جو لوگ کسی معاملہ میں گواہ بن چکے ہوں یا انہیں گواہ بننے کیلئے

کہا جائے دونوں کو شامل ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے۔

اذمادعو الاداء الشهادۃ او لخصها (روح ص ۳ ج ۳) مطلب یہ

ہے کہ اگر گواہوں کو گواہی دینے کیلئے یا کسی معاملہ میں گواہ بننے کیلئے بلایا جائے

تو انہیں انکار نہیں کرنا چاہیے ۳۵ تکتبہ میں غیر مفعول دین یا قی کی طرف

راجع ہے اور صغیر او کبیر دونوں اس سے حال ہیں یعنی دین اور ادھار

کا معاملہ ہر حال میں لکھ لیا کرو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا محض سستی کی وجہ سے اس

میں کوتاہی نہ کرو اسی اجلہ میں الی معنی یہ ہے یعنی تحریر میں ادارتی کی

آخری مدد بھی لکھو ۳۵ ذالک سے لکھنے کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ

ہے کہ ایسے معاملہ کو لکھ لینا زیادہ سے زیادہ قرین انصاف ہے اور اس طرح

گواہی بھی ہر قسم کے رد و بدل سے محفوظ رہے گی اور معاملہ ہر قسم کے شک و شبہ

سے بالاتر رہیگا الا ان تكون تجارة حاضرة یہ ماقبل سے استثناء ہے

پہلے بیان فرمایا کہ اگر کسی لین دین کے معاملہ میں قیمت یا مبیع ادھار ہو تو اس کے

متعلق ایک دستاویز لکھ لیا جائے تاکہ اگر سودا دست بدست ہو اور کوئی چیز

ادھار ہو تو پھر لکھنا ضروری نہیں۔ اہم مامم کے علاوہ باقی قراء نے تجارت کو

مرفوع پڑھا ہے اس صورت میں کاتب نام ہوگا اور تجارت اس کا فاعل ہوگا۔

اہم مامم کی قراءت میں تجارت منصوب ہے اور کون کی خبر ہے اس کا اہم اس میں

غیر متر ہے جس کا مرجع قراء کے نزدیک تجارت مؤخر ہے بعض کے نزدیک اس کا

مرجع معاملہ ہے جو سیاق کلام سے مفہوم ہے (روح ص ۶ ج ۳) فقال

! لیس رحمہ اللہ تعالیٰ الضمیر یجوز الی المبیع والتمن جمیعاً و

حصل التجار علیہا بتقدیر ذات الی الا ان تكون ذات المبیع

تجارة حاضرة ۳۵ بعض مفسرین نے اس حکم کو معاملہ بالذین مخصوص

کیا ہے اور بعض نے اسے عموم پر عمل کیا ہے ہر حال یہ حکم مجبور کے نزدیک

ساقیہ پر پڑتی
دین مکتی ۱۲۰

۳۹

موضح قرآن ۱ اس آیت میں دو چیز کا تقدیر فرمایا ایک تو مدے کے معاملہ کو لکھ رکھنا کہ اس میں چھ فیصد نہ ہو اور اپنے تئیں شہرہ نہ پڑے اور شاہد کو دیکھ کر یاد آوے۔ دوسرے یہ کہ شاہد کو لینا ہر معاملہ پر دو مرد یا ایک مرد اور دو تئیں جنہو ہر کوئی پسند کرے اور تقدیر فرمایا کہ نوینہ اور شاہد نقصان کسی کا نہ کریں جو حق واجب ہے سو ہی ادا کریں اور لکھنے میں جو دین والا اپنی زبان سے کہے سو لکھیں یا اس کا کوئی بزرگ کہے اگر اس کو عقل نہ ہو۔

السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبَدُّوْا فَمَا فِي أَنْفُسِكُمْ

کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے شے اور اگر ظاہر کرو گے اپنے جی کی بات

أَوْ تَخْفَوْهُ يَحْصِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرْ لِمَنْ يَشَاءُ

یا چھپاؤ گے اس کو حساب لے گا اس کا تم سے اللہ پھر بخشنے کا جس کو چاہے

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اور عذاب کرے گا جس کو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

أَمَّا الرُّسُولُ فَإِنَّهُ أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَ

ان بیا رسول نے جو کچھ انرا اس پر اس کے رب کی طرف سے اور

الْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَيْكَتِهِ وَكِتَابِهِ

مسلمانوں نے بھی سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں کو اس کی کتابوں کو

وَرُسُلِهِ لَا تَفِرُّقَ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ قَفْ وَقَالُوا

اور اس کے رسولوں کو کہتے ہیں ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے پیروں میں سے ہٹ اور کہہ اٹھ

سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

کہ ہم نے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے

لَا يَكْفُرُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا

اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی سے کہ جو کچھ اس کی گنجائش ہے اسے اسی کو ملے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑتا

مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تَأْخُذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَانَا

ہے جو اس نے کیا۔ اے رب ہمارے نہ پڑ ہم کو اگر بھولیں یا چوکیں

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ

اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے

مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ

لوگوں پر شے اے رب ہمارے اور نہ اٹھوا جبکہ ہم کو طاقت نہیں ہے

منزل ۱

وہ دین دنیا کی تمام مصلحتیں بخوبی جانتا ہے شے یعنی اگر حالت سفر میں تم کسی سے معاملہ بالذین کرو (ادھار خرید و فروخت کرو) اور دستاویز لکھنے والا نہ مل سکے تو پھر جس کے ذمہ حق ہے اس سے کوئی چیز مثلاً زیور وغیرہ رہن رکھ لو تا کہ نہیں اطمینان ہو جائے اور حق کے ضائع ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے دھنی کے بعد تمنا سے اللہ محذوف ہے یہاں سفر کی قید اتفاق ہے احترازی نہیں ہے کیونکہ سفر میں یہ احتمال قوی ہے کہ کاتب میسر نہ آ سکے اسلئے رہن رکھنا حالت سفر سے مخصوص نہیں بلکہ حالت حضر میں بھی جائز ہے اسی طرح اگر لکھنے والا بھی مل جائے تو بھی رہن رکھنا اور لینا جائز ہے آنفقت الفقہاء الیوم علی ان الدھن فی السفر والحضر سواء و فی حال وجود الکاتب وعدمہ (کبریہ ۵۵۸ ج ۲) شے امانت سے یہاں وہ حق مراد ہے جو دیون کے ذمہ واجب الادا ہے یعنی اگر ایک شخص دوسرے کو امین سمجھ کر اس سے ادھار خرید و فروخت کرتا ہے اور اس سے کسی قسم کی دستاویز نہیں لیتا نہ کسی کو گواہ بناتا ہے اور نہ ہی کوئی چیز بطور رہن اس سے لیتا ہے اپنے پاس بلکہ اسکی امانت و دیانت پر اعتماد کرتے ہوئے معاملہ کرے تو دوسرے شخص پر لازم ہے کہ وہ اسکا حق ادا کرے اور خدا سے ڈرے نہ اس کے حق میں کمی کرے اور نہ ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لے الذی اتقن خلیوۃ کا فاعل اور امانتہ اسکا مفعول ہے۔

یہ گواہوں کیلئے ہدایت ہے کہ جب وہ کسی معاملہ میں گواہ بن جائیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ صحیح صحیح گواہی دیں اور اسکا کوئی جھٹھا کچا کر یا اس میں ترمیم کر کے کسی کو نقصان نہ پہنچائیں جو شخص ایسا کرتا ہے وہ کوئی معمولی گناہ نہیں کرتا بلکہ بہت بڑا گناہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس شخص کا کادول مجرم ہے کیونکہ جب تک دل میں کسی فعل کا اذہ پیدا نہ ہو اسوقت تک اعتناء سے کوئی فعل سرزد نہیں ہو سکتا اور دل چونکہ تمام بدن کا مدبر اور بادشاہ ہے اسلئے اسکا جرم بھی بہت بڑا ہوگا۔ لکنہ اشرف الاجزاء و درسیہ اذہ فعلہ اعظم من افعال سائر الجوارح فیکون فی الکلام تنبیہ علی ان الکلمات من اعظم الذنوب (روح ص ۶۳ ج ۳) اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ سے بڑے اور واقف ہے وہ تبارک و تعالیٰ کو بھی جانتا ہے اسلئے وہ ضرور تبارک اعمال کی تہیں جزا دیگا یہاں پر امور انتظامیہ کا بیان ختم ہو گیا اب آگے توجید پر چوتھی دلیل عقلی پیش کی گئی ہے۔

توجید پر چوتھی عقلی دلیل

اس سے پہلے سورت کے مختلف حصوں میں تین دفعہ دعویٰ توجید مذکور ہو چکا ہے اور ہر جگہ اسے عقلی دلائل سے مدلل کیا گیا ہے دعویٰ توجید کو بار بار دہرانے کی وجہ بھی مذکور ہو چکی ہے یہاں سورت کے آخری رکوع کی ابتداء میں دعویٰ توجید عقلی دلیل پیش کی گئی ہے یہ ایک ایسا جامع جملہ ہے کہ یہ ساری کائنات کو شامل ہے اور کوئی چیز اس سے باہر نہیں رہتی اور اللہ خبر ہے جسے افادہ حصر کیلئے مبتدا پر مقدم کیا گیا ہے یعنی ساری کائنات پر تنہا اللہ ہی کا قبضہ ہے اور ہر چیز اسی ہی کے تصرف و اختیار میں ہے اور انہیں کوئی اسکا شریک نہیں لہذا عبادت بھی اسی ہی کو کرو اور حاجات و مشکلات میں صرف اسی ہی کو پکارو شے یہاں ما سے مراد اعتقادات اختیار ہیں کہ وسوس کیونکہ ابداء اور اخفاد دونوں میں اختیار فاعل کو دخل ہے۔ اور وسوس خود بخود دل میں آتے ہیں ان میں فاعل کو کوئی دخل نہیں ہوتا اسلئے وسوس پر کوئی مؤخذہ نہیں کیونکہ وہ اس آیت کے تحت داخل ہی نہیں ہیں فیغفر لمن یشاء الخ۔ محاسب کے بعد جسے وہ چاہے گا محض اپنے فضل احسان سے معاف کر دے اور جسے چاہے گا قانون مدل و حکمت کے تحت

ساقط مراد میں تقریباً ۱۲ دال بعد ۱۲

سر یعنی اس کو توجید پر چوتھی دلیل عقلی پیش کی گئی ہے ۱۲

۳ مسئلہ توجید ماننے کے بعد اللہ سے دعا مانگنے کے طریقے ۱۲

مذکورہ اس سورہ جلیلہ میں اللہ تعالیٰ توجید و رسالت نماز، زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق، جہاد، اتفاق اور حرمت: ربا وغیرہ احکام بیان فرماتے ہیں اب سورت کے اختتام پر ارشاد فرمایا کہ خدا کا پیغمبر اور تمام مومنین ان احکام

موضح قرآن و یہاں سے معلوم ہوا کہ دل کے خیال پر بھی حساب ہو گا یہ مثلاً اصحاب نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ حکم سخت مشکل ہے۔ فرمایا کہ بنی اسرائیل کی طرح انکارت کرو۔ بلکہ قبول رکھو اور اللہ سے مدد چاہو۔ پھر لوگوں نے کہا کہ ہم ایمان لاتے اور قبول کیا۔ اللہ کے ہاں یہ بات پسند ہوئی تب اگلی دو آیتیں اتریں۔ ان میں حکم آیا کہ مقدور سے یا ہر چیز کی تکلیف نہیں اب جو کوئی دل میں خیال کرے گناہ کا اور عمل میں نہ لائے وہ گناہ نہیں سمجھتا فتح الرحمن۔ یعنی از قلم نفاق و اخلاص و حدود نصیحت و دل آن از قلم حدیث نفس ۱۲ و ۱۳ یعنی بعض را معتقد بعض را منکر فی ہاشم ۱۲

تلك الرسل

اور نہ آسمان میں ۵۶ وہی تمہارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱- يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۚ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً ۖ وَأَنْزَلَ مِنَ

- ۱- سَمَاءَ مَاءٍ فَخَرَجَ بِهِ مِنَ الشَّرَابِ مِنْ قَالِكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَدَادًا وَإِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (۳۷) دعویٰ توحید پر دلیل عقلی۔
- ۲- كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أََمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ مِيتَكُمْ ثُمَّ أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يَحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مِمَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۳۸) متعلق بدلیل عقلی
- ۳- أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ (۳۹) متعلق بدعویٰ توحید
- ۴- وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَنَهُ عِزُّهُ قُلْ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ لَّهُ قَانِتُونَ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا اقْتَضَىٰ آمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (۴۰)
- ۵- أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا لَنَعْبُدَ إِلَهَكَ وَآلَهُ أَبَاكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْهَارَا قَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (۴۱)
- ۶- صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً زُوتُنْ لَهُ عِبْدُونَ قُلْ أَتُحَاجُّونَنِي فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَكُنَّا أَعْمَالًا وَلَكُمْ أَعْمَالٌ كُفُّوا عَنْهُ وَتَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ (۴۲)
- ۷- قُلْ أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْوَلَدُ الْأَوَّلُ حِينَ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَاحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ سَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيحِ وَالسَّحَابِ الْمُسْتَبِينَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَتْلُوهُمُ يَعْقِلُونَ (۴۳) نفی شرک فعلی
- ۸- اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا تَكْرَاهُ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمَرْ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (۴۴) نفی شفاعت قہری
- ۹- لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَنْ تَبُدَّ وَمَا فِي آفَافِكُمْ أَوْ تُخَفُّوهُ يَخَافُكُمْ بِهِ اللَّهُ فَتُحْفَرُ لَكُمْ كَيْشَاءَ وَيَعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۴۵) توحید پر چرخی عقلی دلیل

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ

نام | اس سورت کے چوتھے رکوع میں آل عمران کا ذکر ہے۔ اس لئے اسی مناسبت سے اس کا نام سورہ آل عمران رکھا گیا ہے۔

شان نزول | مفسرین نے لکھا ہے کہ بحران کے نصاریٰ کا ایک وفد مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جو ان کے ساتھ چیدہ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ وفد میں تین آدمی سرکردہ تھے یعنی عاتق، سید اور ابو جہشہ۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑنے لگے اور کہا کہ وہ اللہ کے ولد اور نائب ہیں اور حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہا السلام ہمارے معبود ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا رب تو زندہ جاوید اور سارے جہان کا نگہبان اور رازق ہے زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں وہ ماں کے رحم میں اپنی مرضی کے مطابق بچے کی شکل بنا رہا ہے، وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ اب تم بتاؤ کیا ان صفات میں سے کوئی ایک صفت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں پائی جاتی ہے جب ان صفات میں سے کوئی صفت بھی ان میں نہیں تو پھر وہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں اس پر سورہ آل عمران کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں (خازن: ج ۱ ص ۲۶۶ وحاشیہ شاہ عبدالقادر)

سورہ آل عمران کو سورہ بقرہ سے تین طرح کا ربط ہے۔

ربط | ربط اول (نامی) سورہ فاتحہ میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ سے اتر لیا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں صرف اسی کو پکاریں اور صرف اسی ہی سے حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب مدد مانگیں سورہ بقرہ میں گائے کی عبادت اور تعظیم سے نفرت دلائی اور سورہ آل عمران میں یقین فرمایا کہ اللہ کی عبادت اور پکاریں اللہ کے نیک بندوں کو شریک نہ کریں جس طرح نصاریٰ نے آل عمران کی عبادت کی حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کو الہ بنایا۔ ربط دوم۔ سورہ بقرہ کے آخر میں فَاَنْصُرْ مَنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ سے مسلمانوں کو کافروں کے مقابلہ میں اللہ سے مدد اور نصرت طلب کرنے کی تعلیم دی گئی۔ سورہ آل عمران میں بتایا وہ کون سے کفار ہیں جن کے خلاف اللہ سے مدد مانگنے کا حکم ہوا ہے یعنی اس سے مراد مشرکین ہیں جو اللہ کے بندوں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں اللہ کے بندوں کو مالک مختار سمجھ کر مصیبتوں میں پکارتے ہیں جیسا کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کو معبود سمجھتے اور انکو مافوق الاسباب پکارتے ہیں۔ ربط ثالث۔ سورہ بقرہ میں قرآن مجید کے تمام مضامین کو اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے اور سورہ آل عمران میں ان میں سے چار زیادہ اہم مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ اول۔ توحید جس کے ساتھ ساتھ نصاریٰ کے مشرکانہ عقائد کا رد بھی کیا گیا ہے اور زیادہ زور مشرک اعتقادی کی نفی پر دیا گیا ہے۔ دوم۔ رسالت یعنی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، سوم۔ جہاد فی سبیل اللہ اور چہارم۔ انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا

خلاصہ مضامین | اس سورت کے خلاصہ مضامین کی دو تقریریں ہیں۔

تقریر اول۔ اس سورت میں مشرکین نصاریٰ کے شبہات کا انکار کیا گیا ہے۔ انہیں کچھ شبہات توحید کے بارے میں تھے اور کچھ رسالت کے بارے میں۔ توحید کے متعلق ان کے دلوں میں پانچ شبہات تھے

شبہات متعلقہ توحید

پہلا شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں روح اللہ، کلمہ اللہ اور ابن اللہ (کامیابی اللہ) کا نام لیا جانے والا (خازن ص) وغیرہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق ہے اور وہ اللہ کے نائب ہیں۔ اللہ نے ان کو تصرف کا اختیار دے رکھا ہے۔ اس لئے ان کو پکارنا چاہیئے۔

دوسرا شبہ حضرت مسیح علیہ السلام مادرزاد اندھوں اور کوٹھڑیوں کو تندرست اور چمکا ہوا کر دیتے تھے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے مٹی کے بے جان پتلے میں چھونک مار کر اسے جاندار بنا دیتے اور گھر میں رکھی ہوئی چیزیں تباہ دیتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ متصرف و مختار کارساز اور عیب دان تھے۔

تیسرا شبہ میں اپنے بڑوں کی کچھ ایسی عبارتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی عبادت اور پکار کا حکم دیا تھا اور اسی وجہ سے ہمارے اکابر ان کو پکارتے تھے جو تھنا شبہ۔ حضرت مریمؑ کے پاس ہر وقت بے موسم کے پھل موجود رہتے تھے حالانکہ انکو کوئی لاکر نہیں دیتا تھا تو اس سے معلوم ہوا وہ خود صاحب اختیار و تصرف تھیں اور جب چاہتیں بے موسم کے میوے حاصل کر لیتی تھیں اس لئے حاجتوں اور مشکلوں میں انہیں مدد کے لئے پکارنا چاہیے۔

پانچواں شبہ۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر میں انکے انتہائی بڑھاپے کے زمانے میں بیٹا پیدا ہوا جب کہ انکی بیوی صاحبہ بھی ولادت کے قابل نہ تھیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کو اختیار اور تصرف حاصل تھا اور وہ کارساز تھے جبھی تو بے موسم بیٹا پیدا کر لیا۔

شبہات کے جوابات

پہلے شبہ کا جواب۔ ھُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ الْآيَاتِ مِنْهُ اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں اور انکا حکم یہ ہے کہ ان کی تائید و تحکیمات کے مطابق کی جائے گی۔ اگر انکی تائید سمجھیں تو ان میں زیادہ بحث و کرم کرنے کی اجازت نہیں بلکہ ان پر استقرا جمالی ایمان کافی ہے کہ ان سے اللہ کی جو مراد ہے وہ برحق ہے۔ لہذا ایسے موسم شرک الفاظ سے استدلال کرنا جائز نہیں۔ جس طرح بنی اسرائیل سامری کے پچھڑے کی آواز سے دھوکہ کھا کر اسے اللہ سمجھنے لگے تھے مگر اللہ نے انکو اس میں معذور قرار نہیں دیا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا اَفَلَا يَرَوْنَ اَنْ لَا يُرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يُلَاقُوا يَمْلِكُ لَهُمْ فَتْرًا وَلَا يَكْتُمُ لَهُمْ (طہ ۷۴)

دوسرے شبہ کا جواب۔ رکوع ۵ میں اِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ اِنِّي اَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ الطَّيْرِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَانْفَعُ فَيُرِيكُمْ اٰيَاتِ اللَّهِ الْخَالِجَةِ اس شبہ کا جواب دیا کہ مٹی سے پرندہ پیدا کرنا، مادہ زرد اندھے اور کورمھی کو اچھا کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا اور بعض غائب چیزوں کی اطلاع دے دینا یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے معجزہ کے طور پر تھا۔ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قدرت اور طاقت کو کوئی دخل نہیں تھا کیونکہ معجزات محض اللہ کے حکم سے اور انکی قدرت سے انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتے ہیں انکا ظاہر کرنا انکے اختیار میں نہیں ہوتا یہاں پہلے چار کاموں کے ساتھ باذن اللہ کی قید لگائی اور پانچویں کے بعد فرمایا اِنِّي فِي ذٰلِكَ لَايَةُ لَكُمْ مَطْلَبٌ يَكُ سَارٍ کام محض اللہ کے حکم سے بطور معجزہ ظہور پذیر ہوئے ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قدرت کو دخل نہیں تھا۔

تیسرے شبہ کا جواب۔ رکوع ۵ میں اِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ اِنِّي اَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ الطَّيْرِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَانْفَعُ فَيُرِيكُمْ اٰيَاتِ اللَّهِ الْخَالِجَةِ اس شبہ کا جواب دیا کہ مٹی سے پرندہ پیدا کرنا، مادہ زرد اندھے اور کورمھی کو اچھا کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا اور بعض غائب چیزوں کی اطلاع دے دینا یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے معجزہ کے طور پر تھا۔ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قدرت اور طاقت کو کوئی دخل نہیں تھا کیونکہ معجزات محض اللہ کے حکم سے اور انکی قدرت سے انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتے ہیں انکا ظاہر کرنا انکے اختیار میں نہیں ہوتا یہاں پہلے چار کاموں کے ساتھ باذن اللہ کی قید لگائی اور پانچویں کے بعد فرمایا اِنِّي فِي ذٰلِكَ لَايَةُ لَكُمْ مَطْلَبٌ يَكُ سَارٍ کام محض اللہ کے حکم سے بطور معجزہ ظہور پذیر ہوئے ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قدرت کو دخل نہیں تھا۔

چوتھے شبہ کا جواب۔ ھُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ الْآيَاتِ مِنْهُ اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں اور انکا حکم یہ ہے کہ ان کی تائید و تحکیمات کے مطابق کی جائے گی۔ اگر انکی تائید سمجھیں تو ان میں زیادہ بحث و کرم کرنے کی اجازت نہیں بلکہ ان پر استقرا جمالی ایمان کافی ہے کہ ان سے اللہ کی جو مراد ہے وہ برحق ہے۔ لہذا ایسے موسم شرک الفاظ سے استدلال کرنا جائز نہیں۔ جس طرح بنی اسرائیل سامری کے پچھڑے کی آواز سے دھوکہ کھا کر اسے اللہ سمجھنے لگے تھے مگر اللہ نے انکو اس میں معذور قرار نہیں دیا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا اَفَلَا يَرَوْنَ اَنْ لَا يُرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يُلَاقُوا يَمْلِكُ لَهُمْ فَتْرًا وَلَا يَكْتُمُ لَهُمْ (طہ ۷۴)

پانچویں شبہ کا جواب۔ ھُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ الْآيَاتِ مِنْهُ اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں اور انکا حکم یہ ہے کہ ان کی تائید و تحکیمات کے مطابق کی جائے گی۔ اگر انکی تائید سمجھیں تو ان میں زیادہ بحث و کرم کرنے کی اجازت نہیں بلکہ ان پر استقرا جمالی ایمان کافی ہے کہ ان سے اللہ کی جو مراد ہے وہ برحق ہے۔ لہذا ایسے موسم شرک الفاظ سے استدلال کرنا جائز نہیں۔ جس طرح بنی اسرائیل سامری کے پچھڑے کی آواز سے دھوکہ کھا کر اسے اللہ سمجھنے لگے تھے مگر اللہ نے انکو اس میں معذور قرار نہیں دیا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا اَفَلَا يَرَوْنَ اَنْ لَا يُرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يُلَاقُوا يَمْلِكُ لَهُمْ فَتْرًا وَلَا يَكْتُمُ لَهُمْ (طہ ۷۴)

چوتھے شبہ کا جواب۔ ھُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ الْآيَاتِ مِنْهُ اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں اور انکا حکم یہ ہے کہ ان کی تائید و تحکیمات کے مطابق کی جائے گی۔ اگر انکی تائید سمجھیں تو ان میں زیادہ بحث و کرم کرنے کی اجازت نہیں بلکہ ان پر استقرا جمالی ایمان کافی ہے کہ ان سے اللہ کی جو مراد ہے وہ برحق ہے۔ لہذا ایسے موسم شرک الفاظ سے استدلال کرنا جائز نہیں۔ جس طرح بنی اسرائیل سامری کے پچھڑے کی آواز سے دھوکہ کھا کر اسے اللہ سمجھنے لگے تھے مگر اللہ نے انکو اس میں معذور قرار نہیں دیا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا اَفَلَا يَرَوْنَ اَنْ لَا يُرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يُلَاقُوا يَمْلِكُ لَهُمْ فَتْرًا وَلَا يَكْتُمُ لَهُمْ (طہ ۷۴)

پانچویں شبہ کا جواب۔ ھُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ الْآيَاتِ مِنْهُ اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں اور انکا حکم یہ ہے کہ ان کی تائید و تحکیمات کے مطابق کی جائے گی۔ اگر انکی تائید سمجھیں تو ان میں زیادہ بحث و کرم کرنے کی اجازت نہیں بلکہ ان پر استقرا جمالی ایمان کافی ہے کہ ان سے اللہ کی جو مراد ہے وہ برحق ہے۔ لہذا ایسے موسم شرک الفاظ سے استدلال کرنا جائز نہیں۔ جس طرح بنی اسرائیل سامری کے پچھڑے کی آواز سے دھوکہ کھا کر اسے اللہ سمجھنے لگے تھے مگر اللہ نے انکو اس میں معذور قرار نہیں دیا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا اَفَلَا يَرَوْنَ اَنْ لَا يُرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يُلَاقُوا يَمْلِكُ لَهُمْ فَتْرًا وَلَا يَكْتُمُ لَهُمْ (طہ ۷۴)

ان پانچوں شبہات کے دو مشترک جواب بھی دیے ہیں۔ اول۔ اِنَّ اللّٰهَ اَصْطَفٰ تٰمِزًا رَّيَّةً لِّجَعْلُهَا مِنْ بَعْضِ (ع ۴) یہ تمام حضرات بلاشبہ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے لیکن معبود بننے کے لائق نہیں تھے کیونکہ ان میں سے بعض بعض کی اولاد تھے اور مخلوق تھے لہذا جو خود اپنے وجود میں دوسروں کا محتاج ہو دوسرے کا حاجت روا اور کارساز کس طرح بن سکتا ہے۔ دوم۔ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (ع ۴) سمیع ہلک شئی (سب کچھ سننے والا) اور عَلِيم ہلک شئی (سب کچھ جاننے والا) صرف اللہ ہی ہے یہ حضرات ان صفات سے متصف نہیں ہیں لہذا وہ اللہ اور معبود بننے کے لائق بھی نہیں ہیں کیونکہ معبود کے لئے ان دونوں صفات سے متصف ہونا ضروری ہے۔ بیان بالا سے معلوم ہوا کہ نصاریٰ زیادہ زور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت پر دیتے تھے اسلئے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی الوہیت کی نفی پر زیادہ دلائل قائم فرمائے ہیں۔

شبہات متعلقہ رسالت

مشرکین عرب کی طرح مشرکین نصاریٰ کو اصل خداوند کو توحید سے نفی اسلئے انکے انکار کیلئے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت طعن کرتے اور اس میں شبہات پیدا کرتے تھے چنانچہ نصاریٰ اور مشرکین نے آپ کی رسالت میں شبہات کا اظہار کیا۔ پہلا شبہ: پہلے انبیاء علیہم السلام پر اونٹ کا گوشت حرام تھا مگر انہیں نے اسے حلال کر دیا ہے یہ تو پہلے نبیوں کی مخالفت کرتا ہے اس لئے سچائی نہیں ہے۔

دوسرا شبہ:۔ قدیم سے بیت المقدس تمام انبیاء علیہم السلام کا قبلہ چلا آ رہا ہے مگر اس نبی نے تمام انبیاء کا قبلہ چھوڑ کر ایک نیا قبلہ بنالیا ہے۔

تیسرا شبہ:۔ جنگ احد میں مسلمانوں کو کفار کے ہاتھوں شکست ہوئی اور انہیں شدید جانی اور مالی نقصان ہوا اگر یہ پیغمبر ہوتا اور یہ مسلمان سچے دین پر ہوتے تو کیوں شکست کھاتے اور مارے جاتے

شبہات کے جوابات

پہلے شبہ کا جواب۔ مَلِكُ الطَّعَامِ كَانَ جَلًّا لِّبَنِي إِسْرَآئِيلَ تَادَا مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (ع ۱۰) نصاریٰ کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ پہلے انبیاء پر اونٹ کا گوشت حرام تھا بنی اسرائیل کے لئے کھانے کی

سب چیزیں جن میں اونٹ کا گوشت بھی شامل ہے حلال تھیں۔ البتہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اطہار کے شور سے کی بنا پر اونٹ کے گوشت سے پرہیز کر رکھی تھی۔
 دوسرے شبہ کا جواب۔ اِنَّ اَزَلَ بَيْتٍ دُهِجَ لِلنَّاسِ تَا فَاتَ اللّٰهُ عَنِّيْ تَعْنِيْ الْحَلٰلِيْنَ (ع ۱۰) دنیا میں سب سے پہلی عبادت گاہ خانہ کعبہ ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام کا قبلہ رہا ہے۔
 تیسرے شبہ کا جواب۔ اِذْ اَعْدَدْتَ مِنْ اَهْلِكَ (ع ۱۳) تَاذَ اللّٰهُ ذُوْ خَصْلٍ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (جنگ احادیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حسب وعدہ فتح دی جیسا کہ ارشاد ہے وَلَقَدْ مَّحَّدَقْنٰكُمْ اللّٰهُ وَعَدَ اِذْ حَمَوْنٰهُمْ بِاٰذِنِهِ الْاَيُّه (ع ۱۶) لیکن ان سے ایک غلطی سرزد ہو گئی جس کی وجہ سے فتح شکست میں تبدیل کر دی گئی۔ اس لئے یہ وقتی شکست محض ابتلاء اور امتحان کے لئے تھی ورنہ جنگ بدر میں باوجود اس کے کہ مسلمان کافروں کی نسبت تعداد میں بہت تھوڑے تھے اللہ نے ان کی مدد فرمائی اور ان کو کافروں پر فتح دی۔

خلاصہ مضامین کی دوسری تقریر

سورۃ آل عمران میں چار مضامین بیان کئے گئے ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) جہاد اور (۴) انفاق۔ ابتداء سورت سے اِنَّا مَوْحِدُكُمْ بِالْكِتٰبِ جَعَدَا اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (ع ۸) تک توحید کا بیان ہے اور قُرْاٰذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِنْتَآ اَلْبَيْتِ (ع ۹) سے فَقَدْ هَدٰى اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (ع ۱۰) تک رسالت کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقٰتِهٖ (ع ۱۱) سے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (ع ۱۹) تک جہاد فی سبیل اللہ کا مضمون بیان کیا گیا ہے شروع میں ترغیب الی الجہاد کے ساتھ ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کا بھی ذکر ہے۔

چاروں مضامین کا اعادہ

پھر وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ میں مضمون توحید کا بالاجمال اعادہ کیا گیا ہے اور رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ (ع ۲۰) میں مضمون رسالت اور فَالَّذِيْنَ هَلَجَرُوْا اِذْ اُخْرِجُوْا (ع ۱۱) میں جہاد اور انفاق کا اجمالی ذکر دہرایا گیا ہے۔

مضامین اربعہ کا اجمالی اعادہ

پھر آخری آیت میں چاروں مضمونوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِیْنَ تَوْحِيْدٍ كَيْفَن مَّرَحَةٍ اَوْ رِاسَتٍ كَيْفَن تَبَعًا اَوْ اِهْبُوْا اَوْ صَابِرُوْا اَوْ رَاطِبُوْا اِیْنَ جِهَادٍ كَيْفَن مَّرَحَةٍ اَوْ اِنْفَاقٍ كَيْفَن اَجْمَالًا اِنَّا لَنُفَصِّلُ لَكُمْ

توحید

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس سورت میں نصاریٰ کے شرکیہ عقائد کی تردید کے ساتھ ساتھ چھ بار توحید کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔

پہلی بار

پہلے سورت کی ابتداء میں اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے دعویٰ توحید پیش کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ یعنی پکارے جانے کے لائق نہیں پھر اِنِّیْ الْقَيُّوْمُ سے هُوَ الْحَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (ع ۱) تک جو آیات توحید ہیں۔ ان میں توحید کی تین دلیلیں بیان کی گئی ہیں۔ دلیلیں وحی سُوْرَلْ عَلَیْكَ اَلْكِتٰبِ بِالْحَقِّ مَّحَمَّدٌ قَا تَمَّ بَیِّنٌ یَّدِیْرُ سے دلیل نقل و اَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِلَ مِنْ خَبْلِ هُدًى لِلنَّاسِ سے اور دلیل عقل اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْكَ شَیْءٌ اِنِّیْ الْاَرْضُ وَ الْاَسْمَا ؕ اَرْضٌ مِّنْ بَیْنِ الْاَشْیَآءِ مِثْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْ کَفَرُوْا اَوْ کَانَ عَلَیْهِمْ اَلْحٰکِمُ (ع ۱۸) سے۔

دوسری بار

پھر شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ تَا هُوَ الْحَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (ع ۱۸) میں مضمون توحید بیان کیا گیا ہے اس جگہ توحید پر تین دلائل تقیید پیش کئے گئے ہیں۔ دلیل نقل کتب سابقہ سے شَهِدَ اللّٰهُ سے اسی طرف اشارہ ہے اِیْ شَهِدَ اللّٰهُ فِی الْکِتٰبِ السَّابِقَةِ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنی اللہ نے پہلی کتابوں میں گواہی دی ہے (بیان کیا ہے) کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ دلیل نقلی فرشتوں اور دلیل نقلی انبیاء سابقین اور علماء ربانین سے وَ الْمَلٰٓئِکَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ میں اسی کا بیان ہے۔

تیسری بار

تیسری بار قُلِ اللّٰهُمَّ مُلْكُ الْمُلْکِ سے تَرَدُّدٌ مِّنْ تَشَاَرٍ بَعْضُ حَسَابٍ (ع ۳) میں توحید کا مضمون بیان کیا گیا ہے یہ توحید کی پہلی تمام دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب دلیل وحی دلیل نقل اور دلیل عقل سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا عبادت اور پکار کے لائق اور کوئی نہیں تو پھر اللہ سے اس طرح دعا کیا کر دے کہ اے اللہ ہماری حاجتیں پوری فرما یا ہمارا مقصود بالنداء محذوف ہے اِیْ اخفی حاجتی

چوتھی بار

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ سے وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (ع ۴) تک میں چوتھی بار توحید کا مضمون بیان کیا گیا ہے یعنی اگرچہ انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین اللہ کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندے ہیں لیکن معبود یا حاجت روا بننے کے لائق نہیں ہیں کیونکہ خَرِیْبَةٌ بَعْضُهَا مِثْلُ بَعْضٍ وہ مخلوق ہیں اور ایک دوسرے کی اولاد ہیں۔ اس لئے وہ خود محتاج ہیں اور عبادت اور پکار کے لائق نہیں ہیں۔ بیزر سمیع لکل شَیْءٍ (سب کچھ سننے والا) اور علیم لکل شَیْءٍ (سب کچھ جاننے والا) بھی اللہ ہی ہے وہ نہیں ہیں۔

پانچویں بار

وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ اِلٰی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (ع ۱۱) میں پانچویں بار توحید کا ذکر آیا ہے یعنی زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے اور تمام اختیارات اور تصرفات اللہ کے قبضہ میں ہیں نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مانی علیہا السلام کے قبضہ میں۔ لہذا نہ ان کی عبادت کرو اور نہ ان کو پکارو۔

چھٹی بار

پھر اٰخِرِیْنَ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (ع ۱۹) میں مضمون توحید کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی دفعہ مضمون توحید کا ذکر کر کے دو شبہوں کا جواب دیا گیا ہے۔ پہلا شبہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کلمۃ اللہ روح اللہ اور ابن اللہ جیسے موم شرک کلمات ملے ہیں۔ هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْکِتٰبَ اِنْ سے اس کا جواب دیا گیا کہ یہ متشابہات ہیں سے ہیں ان پر اجمالی ایمان لانا کافی ہے ان کا علم خدا کے حوالے کرنا ضروری ہے اور ان کے معانی کے درپے ہونا جائز نہیں۔ اسکے ضمن میں دینی اور انروی توفیق بھی ہے۔

دوسرا شبہ یہ تھا کہ کافروں کے پاس مال بہت ہے اگر کافر اللہ کو ناپسند ہوتے تو ان کو اس قدر دولت کیوں دیتا۔ مَرِیْنِ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ الْبَنٰتِ (ع ۲۴) سے اس کا جواب دیا کہ یہ محض چند روزہ مٹاؤ اور ماضی زبیر ہے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں تو اللہ کے یہاں ہیں اور صرف انہیں لوگوں کو ملیں گی جنہوں نے ایمان کے بعد شرک نہ کیا اور اعمال صالحہ انجام دے۔ اس کے ضمن میں دنیا دار عالموں اور پیروں کے مسئلہ توحید کو نہ ماننے کی وجہ بھی فرمادی کہ وہ چند روزہ دولت سے فریب خوردہ ہو گئے ہیں اور توحید کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ دوسری بار ذکر توحید کے بعد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ اَلَا سَلَامٌ وَ مَا اَخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اَوْفَوْا اَلْکِتٰبَ اِنْ بَعِثَ اللّٰهُ نَبِیًّا لِّیْکُمْ لَیْسَ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ اِلٰہِ اِلَّا حَقٌّ اَلَا یَتَذَكَّرُ اَلَا اَلَا یَتَذَكَّرُ (ع ۲۵) میں مضمون توحید بیان کیا اور اللہ کو بھی یہی توحید والا دین (اس کو پسند ہے) پھر اس سے اہل کتاب کے عالموں نے محض خدا اور خدا کی وجہ سے اختلاف کیا اور اسکے خلاف لکھ گئے اور اب پچھلے ان کی عجاہیں دیکھ کر دھوکے میں مبتلا ہو رہے ہیں تیسری بار ذکر توحید کے بعد فرمایا کہ جب مسئلہ توحید کی مخالفت صرف ضدی اور خدا کے باغی عالموں ہی نے کی ہے تو ان سے پورا پورا بایکاٹ کیا جائے اور مسلمان ایسے باغیوں اور گمراہوں سے دوستی نہ کریں۔ چنانچہ فرمایا لَا یَتَّخِذُ الْکٰفِرُوْنَ اَوْلِیَآءَ

اس کے بعد قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ مَا يُشْعِرُ دُنْ (ع ۷) و سراسر شکوہ، یا اہل الکتاب لم تکفروا یا بیت اللہ ما و تکتُمون الحق و انتم تعلمون (ع ۸) تیسرا شکوہ۔ و قاتل طایفۃ من اهل الکتاب امنوا باللہی ما واللہ ذو الفضل العظیم (ع ۹) چوتھا شکوہ۔ و من ان تامنہ یفطر سیریدہ الیک ما و لہم عذاب الیم (ع ۱۰) پانچواں شکوہ۔ و ان منهم نفر یقایتون الیستہم بالکتاب ما و یقولون علی اللہ الکذب و ہم یعلمون (ع ۱۱) اس کے بعد ما کان لبشر ان یتوہیہ اللہ الکتب ما یا ممرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون (ع ۱۲) میں توحید سے متعلق تیسرے شبہ کا جواب دیا ہے۔ شبہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ ایسے کلمات تھے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو پکارنا چاہیے۔ جواب دیا کہ یہ ان پر ہتھان ہے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ کا پیغمبر شرک کی تعلیم دے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ (۹۷) سے رسالت کا مضمون شروع ہوتا ہے۔ وہ رسول آگیا جو پہلے انبیاء کی دعوت توحید کی تصدیق کرتا ہے اور جس پر ایمان لانے کی تمام انبیاء عظیم اسلام نے اپنی امتوں کو تلقین کی تھی۔ لہذا اس پر ایمان لاؤ اور اس کی دعوت یعنی توحید کو مانو۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (ع ۱۰) ایمان کے درجہ کمال کو تم اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک تم مسئلہ توحید کو نہ مان لو اور اس کی خاطر اپنی محبوب ترین دینی و دنیاوی ریاست، نشان و شوکت اور گدیاں نہ چھوڑ دو۔ اس کے بعد اُکُلُ الطَّعَامِ كَانَ حِلاَلًا لِّبَنِي إِسْرَآئِيلَ سے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُسْتَرْحِينَ تک میں رسالت سے متعلق پہلے شبہ کا جواب ہے۔ اور إِنَّ أَوَّلَ بُيُوتٍ ذُنُوعَ لِلنَّاسِ لِلَّذِي حُبِّبَ لَنَا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ (ع ۱۱) سے آخر تک جہاد فی سبیل اللہ اور اس کے ساتھ ساتھ اتفاق فی سبیل اللہ کا مضمون مذکور ہے ابتدا میں جہاد کی ترغیب ہے اس کے بعد چار دفعہ جہاد کا اور چار دفعہ اتفاق کا ذکر ہے۔

رکوع ۱۱ کی مذکور بالا آیت سے ۵ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رَحِيمٌ (ع ۱۳) تک مضمون جہاد ہے اور یَا یٰہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَکُمُ الرِّبَا (ع ۱۴) کی ابتدا سے وَهٰذِیْ ذِمَّتُکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِہٖ لَئِنْ کُنْتُمْ اٰتٰیْتُمْہُمْ اَمْوَالَکُمْ فَاَنتُمْ عَلٰیہُمْ حٰکِمُوْنَ (ع ۱۵) تک جہاد کا ذکر ہے اور اٰلِیُّہِمْ اَلَّذِیْنَ یَغْلِبُوْنَہُمْ (ع ۱۶) سے وَ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّکُمْ عَلٰیہُمْ حٰکِمُوْنَ (ع ۱۷) تک جہاد کا ذکر ہے اور اٰلِیُّہِمْ اَلَّذِیْنَ یَغْلِبُوْنَہُمْ (ع ۱۸) تک انفاق کا مضمون مذکور ہے اس کے بعد کُلُّ نَفْسٍ ذٰلِقَةٌ لِّلْمَوْتِ الْاٰیۃ اور لَتَنْتَبُوْنَ فِیْ اَمْوَالِکُمْ وَ اَنْفُسِکُمْ الْاٰیۃ (ع ۱۹) میں جہاد اور انفاق کی طرف اشارہ ہے مضمون جہاد کے سلسلے میں مشرکین اور نصاریٰ کے ایک شبہ کا جواب دیا ہے۔ شبہ یہ تھا کہ اگر یہ بغیر سچا ہونا اور مسلمانوں کا دین خدا کا پسندیدہ دین ہونا تو جنگ و جدال میں ان کو شکست نہ ہوتی اس شبہ کا جواب اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے۔ وَ اِذْ عٰذَرْتُمْ مِّنْ اٰہْلِکَ (ع ۲۰) میں فرمایا کہ اللہ نے کب مسلمانوں کو چھوڑا ہے جنگ و جدال میں ہمت ہارنے کا ارادہ کر رہے تھے تو اللہ نے ان کی مدد فرمائی اور ان کے دلوں سے وہ غلط ارادہ مٹا دیا اور ان کے دلوں میں اخلاص اور ہمت پیدا ہو گئی اور پھر جنگ بدر کا واقعہ دیکھ لو اس میں قتل و ذوالقت سامان کے باوجود اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی اور ان کو فتح دی۔ پھر فرمایا اِنْ یَسْتَفْکِرُوْا فَاِنَّہُمْ لَیَفْکِرُوْنَ (ع ۲۱) مثلاً (ع ۲۲) جنگ اُحد میں اگر مسلمانوں کا جانی اور مالی نقصان ہوا ہے۔ تو یہ کوئی بڑی بات ہے۔ کافر بھی تو جنگ بدر میں اتنا بڑا نقصان اٹھا چکے ہیں۔ اس کے بعد اصل جواب دیا کہ وَ لَقَدْ حٰدَّکُمُ اللّٰهُ دُعَآءَہٗ اِذْ تَخَصَّصْتُمْ فَاِذْ جَعَلْنَا اِلٰہَکُمْ اِلٰہَ یٰحٰیئُہُ الَّذِیْ نَزَّلْنَا سُلٰلٰتِہٖ بِاَمْرِہٖ اَللّٰهُ عَلٰیہِمْ رَءِیْفٌ (ع ۲۳) یعنی اللہ نے تو مسلمانوں کو فحش کر دیا دعوہ پورا فرمادیا تھا چنانچہ مسلمان کافروں کو کاٹ کاٹ کر چھینک رہے تھے حتیٰ اِذَا فُتِنْتُمْ وَّمَنَّا نَعْتُمْ فِی الْاٰخِرِ وَ حَکِیْمٌ مِّمَّہَا تِلْکَ کہ مسلمانوں سے ایک غلطی ہو گئی کہ انہوں نے بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر مورچہ چھوڑ دیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فتح شکست میں بدل گئی تھم مِّنْہُمْ مَّنْ فُتِنَ فَاَنْتُمْ عَلٰیہُمْ حٰکِمُوْنَ (ع ۲۴) اور یہ بعض مسلمانوں کے امتحان اور ابتلا کے لئے تھا اِنَّا سَلَّمْنَاکُمْ لَہٗ لَئِنْ کُنْتُمْ اٰتٰیْتُمْہُمْ اَمْوَالَکُمْ فَاَنتُمْ عَلٰیہُمْ حٰکِمُوْنَ (ع ۲۵) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی یہ غلطی معاف کر کے وَ لَقَدْ عَفَا عَنْکُمْ اَللّٰهُ عَلٰیہِمْ رَءِیْفٌ (ع ۲۶) فرمادیا۔

وَلَا تَحْزَنْ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَالُهُمْ أَمْوَالُهُمْ أَمْوَالُهُمْ (ع ۱۱)، ان لوگوں کے فضائل اور درجات بیان فرمائے جو اس جہاد میں شہید ہوئے اور اس سے پہلے اور اسکے بعد ان منافقین کو زہر کیا گیا ہے جو مجاہدین کو طعن دیتے تھے۔ آخر میں لَعَنَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ (ع ۱۲) اور إِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ آؤُتُوا الْكِتَابَ (ع ۱۳) میں مشرکین اہل کتاب پر زہر ہے جو اللہ پر افسوس کرتے تھے اور جن سے سکر توحید بیان کرنے کا عہد لیا گیا تھا، مگر انہوں نے دولت دنیا کی خاطر اللہ کے عہد کو پس پشت ڈال دیا اور حق کو چھپایا مضمون جہاد کی ابتدا میں لَبَسُوا نَاسًا (ع ۱۴) اور سورت کے اختتام پر وَاتَّخَذُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَعْنَةً (ع ۱۵) میں فرمایا کہ اہل کتاب سب یکساں نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لاکچھے ہیں۔ لہذا آخرت میں نجات کی خوشخبری بھی دی ہے

آخری پیغمبر آج کا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا لایا ہوا پیغام توحید مان لو اور حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کی عبادت اور پکار چھوڑ دو۔ آخری پیغمبر کے ساتھ مل کر اشاعتِ توحید کی خاطر مشرکین سے جہاد کرو۔

ذکر مضمون توحید بار اول | ۱۔ اس پر کلام سورہ بقرہ میں لکھ دیا ہے۔ اللہ لا الہ الا هو۔ یہ دعویٰ توحید ہے۔ اَلْحٰی الْقَیُّوْمُ مبتداً محذوف کی خبر ہے دھارک ج ۱۱۳، یہاں سے لے کر الحزب الحکیم تک۔ دے توحید کی پہلی دلیل ہے جو تین ضمنی دلیلوں پر مشتمل ہے۔ (۱) دلیل وحی (۲) دلیل نقلی اور (۳) دلیل عقلی۔ پہلی دونوں دلیلوں کا ذکر اشارۃً ہے اور تیسری کا مراحضہ۔ ۲۔ یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی آپ کا یہ دعویٰ اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ وحی ربانی کے تابع ہے۔ اللہ نے آپ پر جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں آپ کو یہ دعویٰ پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ۳۔ یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی آپ کا یہ دعویٰ اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ وحی ربانی کے تابع ہے۔ اللہ نے آپ پر جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں آپ کو یہ دعویٰ پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ۴۔ یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی آپ کا یہ دعویٰ اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ وحی ربانی کے تابع ہے۔ اللہ نے آپ پر جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں آپ کو یہ دعویٰ پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

الکتاب سے حال نوکدہ ہے درود ج ۳ ص ۳۵، بحر ج ۲ ص ۳۴، ماہین میدیہ سے کتب سابقہ مراد ہیں قرآن مجید کے کتب سابقہ کا مفہوم یہ ہے کہ کتب سابقہ میں توحید و رسالت، نفی شرک اور عدل و احسان کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں قرآن ان سے اختلاف نہیں کرتا بلکہ انکی تصدیق کرتا ہے امل دمنہ انہ لم یبعث نبیا قط الا بالبدعاء الی توحید والایمان و تنزیہہ عما لا یملیق بہ والعدل و الاحسان والنشائج النقی ہی صلاح اهل کل زمان فالقرآن مصدق لتلك المکتب فی کل ذالک (بحر ج ۲ ص ۳۴) اور الفرقان سے مراد قرآن ہے کیونکہ اس سے حق و باطل اور عدل و جور میں امتیاز ہوتا ہے درود ج ۳ ص ۳۵، خازن ج ۱ ص ۲۶) اس آیت میں ویس نقلی من الکتاب السابق کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ دعوت صرف قرآن ہی میں نہیں بلکہ تمام کتب سابقہ جو اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں کیلئے ذریعہ ہدایت مقبیل ہیں یہ دعویٰ توحید و توحید و تقا جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل ۸۱ میں ہے۔ وَ اَتَيْنَا مُوسٰی الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِيْ اِسْرٰئِیْلَ اَلَّا يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَ کِلٰلًا اٰخِرِیْنَ اللّٰہ تعالیٰ اس دعویٰ توحید کیساتھ

اپنی آخری کتاب حق و باطل کا فیصلہ کرنے کے لئے اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے یہ دعویٰ توحید کو مدلل بیان فرماتے کے بعد نہ ماننے والوں کیلئے تحریف اخروی ہے یہ عقلی دلیل ہے جو ہر دلوں متنعان صرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو ہر چیز کو جانتا ہو اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہ ہو اور وہ قادر مطلق ہو اور ہر کام اسکی قدرت کے تحت داخل ہو اس آیت میں پہلی شق بیان فرماتی کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی چیز اس کے علم غیب سے باہر نہیں اس کے برعکس حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام میں یہ صفت موجود نہیں تھی اسلئے وہ موجود و متنعان نہیں بن سکتے۔ هُوَ الَّذِیْ یُبْصِرُ کُلُّ شَیْءٍ عَنِ الدُّیْرِ دلیل کا دوسرا حصہ ہے جس میں دوسری شق کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر مطلق ہے کہ ماں کے پیٹ میں اپنے اختیار سے بچے کی صورت ڈال کر پالتا ہے حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ محترمہ علیہما السلام تو ایسا ہرگز نہیں کر سکتے تھے بلکہ انکی صورتیں بھی اللہ ہی نے انکی ماؤں کے رحم میں بنائی تھیں اسلئے وہ موجود و متنعان نہیں بن سکتے لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یہ دلیل عقلی کا نتیجہ ہے نتیجہ کا بیان صراحت سے فرما کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ تقریب نام ہے اور ذیل دعوے کے مبنی مطابق ہے

نصاری کے شبہ کا جواب

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ عیسائیوں کے دلوں میں توحید و رسالت سے متعلق بعض شبہات تھے جنہیں ایک ایک کر کے اس سورت میں دور کیا گیا ہے۔ انکا پہلا شبہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں روح اللہ، کلمۃ اللہ ابن اللہ سب کا انجیل میں ہے اور اس قسم کے اور کئی الفاظ وارد ہوئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ایک خاص نسبت ہے جسکی بنا پر وہ اللہ کے نائب ہیں اور اللہ نے انکو عیب دانی اور جنت روائی کے خصوصی اختیارات دے رکھے ہیں چنانچہ اگلی آیت میں انکے اسی شبہ کا جواب دیا گیا ہے۔ اسیں شک نہیں کریں کہ کتاب تو خدا ہی نے نازل کی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہا السلام کی متعلق روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے الفاظ موجود ہیں مگر اسکی آیتیں اپنے مفہوم و معنی کے اعتبار سے دو قسم کی ہیں ایک محکم دوم متشابہ محکم تو وہ ہیں جنکا معنی متفق علیہ اور مفہوم معقول اور قابل فہم ہو اور متشابہ وہ ہیں جنکی تاویل مختلف فیہ ہو اور انکا ظاہر فہم سے بالا ہو مثلاً حرفی قطعاً اور یہ اللہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ وغیرہ المحکمات ہی المتفق علی تاویلہا

والمعقول معاھا و المتشابہات ہی المختلف فی تاویلہا (المعصر من مختصر مشكل الآثار طحاوی ج ۲ ص ۱۶۴) اُمُّ الْکِتٰب یعنی کتاب کی اصل اور مرکزی حصہ اور احکام کا مجموعہ یہ محکمات ہیں احکام انہیں سے ثابت ہونگے نہ کہ متشابہات سے بلکہ متشابہات کا مفہوم محکمات کی روشنی میں متعین کیا جائے گا۔ ای اھلہ و العمدۃ فیہ یورد الیہا غیرھا (روح ج ۲ ص ۸) شبہ ذلیع سے دل کی کبی، حتی سے روگردانی اور ہوائے نفس کی طرف بھٹان

سورة دالہ
لکھنؤ
۱۲
شعبان
۱۲۰

ال عمران ۱۲۳
تلك الرسل ۳

يَسْأَلُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑥ هُوَ الَّذِي

طرح چاہے۔ کسی کی بندگی نہیں اسکی سوا زبردست ہے حکمت والا وہی ہے جس نے

أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ

اماری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں ہیں محکم یعنی انکے معنی واضح ہیں وہ اصل

أُمُّ الْكِتَابِ وَآخَرٌ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ

ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں متشابہ یعنی جیسے معنی معلوم یا معین نہیں ہے سو جن کے دلوں میں

زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ

مچی ہے وہ پیروی کرتے ہیں متشابہات کی گمراہی پھیلانے کی غرض سے

وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ⑦

اور مطلب معلوم کرنے کی وجہ سے اور ان کا مطلب کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے ⑦ اور

الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ لَا كُلُّ مَنْ

مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اس پر یقین لائے۔ سب ہمارے رب کی

عِنْدَ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ⑧ رَبَّنَا

طرف سے اتری ہیں شبہ اور سمجھانے سے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے۔ ⑧ اے رب

لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ

نہ پھیر ہمارے دلوں کو جب تو ہم کو ہدایت کر چکا اور عنایت کر ہم کو اپنے پاس

لَدُنْكَ رَحْمَةً ⑨ أَنْتَ الْوَهَّابُ ⑩ رَبَّنَا أَنْتَ

سے رحمت تو ہی سب کچھ دینے والا ہے ⑨ اے رب تو

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ⑪ إِنَّ اللَّهَ لَا

جمع کرنے والا ہے لوگوں کو ایک دن ⑪ بیشک اللہ خلاف نہیں

يُخْلِفُ الْمِعَادَ ⑫ أَنْ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تَغْنِيَ

کرتا وعدہ ⑫ بیشک جو لوگ کافر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے

مازل ۱

سورة یوسف
۱۲
شعبان
۱۲۰

سورة یوسف
۱۲
شعبان
۱۲۰

موضع قرآن ۱۔ اس سورت میں نصاریٰ کو بھانا منظور ہے۔ کہ حضرت یحییٰ کو خدا کی عورت کہتے اور حضرت یسے کو خدا کا بیٹا اور وہ بیکے تھے اس پر کہ اللہ کی ہر بانی کے الفاظ انکے حق میں سننے تھے ایسے کہ بندگی سے زیادہ تہ چاہیں اس واسطے اللہ صاحب فرماتا ہے کہ ہر کلام میں اللہ نے بعض باتیں رکھی ہیں جنکے معنی صاف نہیں کھتے تو جو گمراہ ہو انکے معنی عقل سے لگے پڑنے اور جو مضبوط علم رکھے وہ ان کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھے۔ جو کتاب کی جڑ ہے۔ اس کے موافق کچھ پادے تو سمجھے اور جو نہ پادے تو اللہ پر چھوڑے کہ وہی بہتر جانتے ہم کو ایمان سے کام ہے۔

وَالْحَيْلِ الْمُسَوِّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ

اور گھوڑے نشان لگاتے ہوتے اور مویشی اور کھیتی ۲۰ یہ فائدہ

مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَ أَحْسَنِ الْمَآبِ

اٹھانا ہے دنیا کی زندگی میں اور اللہ ہی کے پاس ہے ۲۱ اچھا ٹھکانا

قُلْ أَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ ذَلِكُمْ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا

کہہ دے کیا بتاؤں میں تم کو اس سے بہتر ۲۲ پرہیزگاروں کے لئے

عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اپنے رب کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے جاری ہیں نہریں

خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ

بیشمار رہیں گے ان میں اور عورتیں ہیں ستھری اور رضامندی

مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بِصِيرٍ بِالْعِبَادِ ۚ الَّذِينَ

اللہ کی ۲۳ اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے وہ جو

يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّكَ أَمِنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا

کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لاتے ہیں سو بخش دے ہم کو گنہ ہمارے

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ

اور بجا ہر کو دوزخ کے عذاب سے ۲۴ وہ صبر کرنے والے ہیں اور

وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ ۝

اور ہم حکم بجالانے والے ہیں اور خوجہ کرنے والے اور گنہ بخشانے والے بھی رات میں ۲۵

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَا شَرِكَ لَهُ

اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اور فرشتوں نے اور علم

الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ

والوں نے بھی وہی حاکم انصاف کا ۲۶ کسی کی بندگی نہیں سوا اس کے زبردست ہے

منزل ۱

کے لئے تیار ہو جاؤ جنہیں دنیا میں عذاب غرق سے ہلاک کیا گیا اور آخرت میں بھی سخت عذاب دیا جائے گا۔ اور جب اللہ کا عذاب آپہنچے گا۔ اس وقت مال و دولت اور اولاد و انصار کام نہیں آئیں گے ۱۳۔ جو لوگ توبہ کے دلائل واضح اور براین قاطعہ کے باوجود آیات الہی کا انکار کریں، توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کریں، غیر اللہ کی عبادت کریں اور حاجات و مشکلات میں غیر اللہ کو پکاریں، انہی سزا اسکے سوا کیا ہے کہ وہ جہنم کا ایندھن ہونگے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے ۱۴۔ کذاب ال فرعون بتدا مخذوف کی خبر ہے۔ ۱۵۔ اہلہم کذاب ال فرعون اور داب کے معنی حال کے ہیں یعنی تکذیب و انکار میں ان کافروں کا حال اور وہ یہ بالکل وہی ہے جو فرعونوں اور ان سے پہلے کافروں کا تھا۔ اس طرح عذاب میں بھی انکا وہی حال ہوگا جو انکا ہوا۔ داب ہولا، الکفرة فی تکذیب الحق کذاب من قبلہم من ال فرعون وغیرہم مدارک (ج ۱ ص ۱۱۵) اسی حال ہولا فی الکفر و استعظام العذاب کمال ال فرعون (روح ۳۳-۳۴) ۱۶۔ یہ انکے داب اور حال کی تفسیر ہے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا تو اللہ نے انہیں ان کے جرائم کی وجہ سے متلائے عذاب کر دیا اور ایسے لوگوں کیلئے خدا کا عذاب بہت سخت ہے۔ آیات سے مراد یہاں کتب الہی کی آیتیں ہیں یا مراد اللہ کی توحید اور انبیاء علیہم السلام کی صداقت کے دلائل ہیں۔ ۱۷۔ المراد بالآیات اما المتوفی کتب اللہ تعالیٰ او العلامات الدالہ علی توحید اللہ تعالیٰ وصدق الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (روح ۵۰ ص ۳۴) ۱۸۔ بحر ۲۰ ص ۳۹۰۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔

کی طرف سے حضرت شیخ جلال الدین غفرلہ عنہما بشیر بنعم الجنتہ وترغب فی الآخرة بعد التزمینی الدین یعنی دینی ساز و سامان سے نفرت دلانے کے بعد یہاں اخروی نعمتوں کی بشارت اور ترغیب دی ہے کہ ذاتی المدارک ج ۱ ص ۱۱۶ ص ۲۲
للذین اتقوا آخر مقدم ہے اور جنت تخری الخ مع معظوفات مبتدأ مؤخر ہے اور یہ ماقبل کی تسلسل ہے۔ کلام مستأنف فیہ دلالة علی بیان ما هو خبر من ذلک عن جناتہ بنبدأ وللذین اتقوا (مبارک ج ۱ ص ۱۱۶) یعنی دینی
مناجی سے جو چیزیں بہترین وہ ہیں کہ اللہ سے ڈرنے والوں کو آخرت میں نہروں اور چشموں والے دائمی اور غیر فانی باغات اور پاکیزہ بیویاں ملیں گی اور انہیں اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوگی اس سے معلوم ہو گیا کہ خبر سے مراد جنت میں
واللہ بعبادہ العباد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب دیکھتا ہے کسی بندے کا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اسلئے ہر شخص کو اس کے ہر عمل کی جزا ملے گی۔ اللہ الذین یقولون عمل نہیں ہے اور اعباد الذین اتقوا کی نعمت
یا اس سے بدل ہے۔ وان یکون فی جنت الجنت علی انتاباع للذین اتقوا انما ادبلا (روح ج ۳ ص ۱۰۲) یعنی جن لوگوں کے لئے مذکورہ اخروی نعمتیں ہیں وہ اپنے ایمان اور اعمال پر نازاں و شاداں نہیں رہتے بلکہ ہر وقت

ال عمران ۳

۱۴۶

تلک الرسل ۳

الْحٰکِمِۙ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قَدْ وَمَا

حکمت والا ۲۵۰ بیتک دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمان کی عبادت ہے اور مخالفت

اٰخِطَفَ الدِّیْنَ اَوْ تَوَّالِکِیْبَ الْاٰمِنَۙ بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ

نہیں ہونے کتاب والے مگر جب ان کو معلوم ہو چکا

الْعِلْمُۙ بَغْیًاۙ بَیْنَهُمْۙ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِۙ فَاِنَّ اللّٰهَ

آپس کی ضد اور حد سے ۲۵۰ اور جو کوئی انکار کرے اللہ کے حکموں کا تو اللہ

سَرِیْعُ الْحِسَابِۙ اِنْ حَاجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ

جلدی حساب لینے والا ہے پھر بھی اگر تم سے مجھ پر تو کہہ دے میں نے تابع کیا۔

وَجَرِّیْ لِلّٰهِۙ وَمِنْ اَتْبَعْنَ وَقُلْ لِلَّذِیْنَ اَوْتُوْا الْکِیْبَ

اپنا منہ اللہ کے حکم پر اور انہوں نے بھی کہ جو میرے ساتھ ہیں ۲۵۰ اور کہہ دے کتاب والوں کو

وَالْاٰمِیْنِۙ اَسْلَمْتُمْۙ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدْ اهْتَدَوْاۙ وَاِنْ

اور ان پر اصرار کو کہ تم بھی تابع ہوتے ہو پھر اگر وہ تابع ہوئے تو انہوں نے راہ پائی یہی ۲۵۰ اور اگر

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُۙ وَاللّٰهُۙ بِصِیْرٍۙ بِالْعِبَادِۙ

میں نے پیچھے تو میرے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ کی نگاہ میں میں بسندے ف

اِنَّ الدِّیْنَ یَّکْفُرُوْنَۙ بِاٰیٰتِ اللّٰهِۙ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ

جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں

بَغِیْرَ حَقٍّۙ وَیَقْتُلُوْنَ الدِّیْنَۙ یَاۤمُرُوْنَ بِالْقِسْطِۙ مِنْ

کو بغیر حق اور قتل کرتے ہیں ان کو جو حکم کرتے ہیں انصاف کرنے کا لوگوں

النَّاسِۙ قَبْشَرُهُمْۙ بَعْدَ اٰبِ اٰلِیْمٍۙ اُولٰٓئِکَ الدِّیْنَ

ہیں سے سو خوشخبری سنا دے انکو عذاب دردناک کی ۲۵۰ یہی ہیں جو کہ

حَبِطَتْۙ اَعْمَالُهُمْۙ فِی الدُّنْیَاۙ وَالْاٰخِرَةِۙ نَوْمًاۙ لَهُمْۙ

محنت ضائع ہوئی دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں

منزل ۱

۱۴۶

مراد ۱۲

۲۵۰

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے اور اس کی رحمت کی پناہ ڈھونڈتے
رہتے ہیں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ اس آیت میں نفس ایمان پر طلب
مغفرت کو متفرع کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس ایمان ہی سے بندہ
اللہ کی رحمت و مغفرت اور جہنم سے رستگاری کا مستحق ہو جاتا ہے اور باقی طاقت
اس کیلئے موقوف علیہ نہیں ہیں۔ دل ہذا علی ان العبد یحب والایمان
یستوجب الرحمة والمغفرة لا من الله تعالى (کبیر ج ۲ ص ۶۲۲)
کذا فی الروح۔ ج ۳ ص ۱۰۲۔ الجرح ۲ ص ۳۹۹) ۲۵۰ (المعبودین میں
جہنم سے اور معظوفات الذین اتقوا ہی کا تابع ہے انصاف
مسئلہ توحید بیان کرنے میں ہر تکلیف اور مصیبت میں صبر و استقلال سے کام لینے
والے۔ الصدیقین ظاہر و باطن میں سچے باتوں میں بھی اور دل کے ارادوں
میں بھی۔ اللہ تعالیٰ اللہ کی اطاعت اور عبادت پر ہمیشہ قائم رہنے والے۔
المُتَّقِیْنَ اللہ کی وحی ہوئی دولت سے توحید اور دین اسلام کی اشاعت
میں خرچ کرنے والے الْمُتَّقِیْنَ بِالْاَسْحَابِ بوقت سحر نماز پڑھنے
والے اور مسک توحید کے بیان میں کوتاہی اور دوسرے گناہوں کیلئے اللہ
سے بخش مانگنے والے۔ اکل من المرح

ذکر مضمون توحید بار دوم

۲۵۰ یہ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے یعنی اللہ کی شہادت کتب سابقین
اور فرشتوں کی شہادت انبیاء علیہم السلام کے پاس اور علماء ربانین بھی لکھ
گئے ہیں۔ اور قائلانہا بنفسطیتینوں سے حال ہے۔ اس میں توحید
پر دلیل نقلی کی تین قسموں سے استدلال کیا گیا ہے (۱) دلیل نقلی کتب سابقہ
سے (۲) دلیل نقلی فرشتوں سے اور (۳) دلیل نقلی انبیاء علیہم السلام اور علماء
ربانین سے شہد اللہ سے مراد ہے اللہ کی شہادت کتب سابقہ میں اس
سے تم اول کی طرف اشارہ ہے اور شہادت ملائکہ سے تم دوم اور شہادت
اولی العلم سے تم سوم مراد ہے ۲۵۰ یہ دلائل مثلاً کاتب اور شہادہ ہے اور فرشتوں
صفتیں ذکر کر کے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ چونکہ قوت کے اعتبار سے وہ
سب پر غالب اور تدبیر و حکمت کے لحاظ سے ہر چیز پر حاوی ہے اسلئے اسے
کسی شریک اور معاد کی ضرورت بھی نہیں ۲۵۰ یہ ماقبل ہی کی تاکید و
تائید ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ کے یہاں پسندیدہ و حق صرف اسلام ہی ہے
پہلے انبیاء علیہم السلام کا دین بھی اسلام ہی تھا اور کتب سابقہ میں بھی یہی

دین پیش کیا گیا ہر قسم کی عبادت اور اطاعت کو خالص اللہ کے لئے کرنے اور صرف اللہ ہی کو عبادت و طاعت کا مستحق سمجھنے کا نام اسلام ہے۔ قال ابن الانباری المسلم معناه المخلص لله عبادته۔۔۔۔۔۔
فالاسلام معناه اخلاص الدين والعقيدة لله تعالى (کبیر ج ۲ ص ۶۲۸) سورة النعام ۲۰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین ۵ لا شریک
لہ ج و بذالک امرت وانا اول المسلمین ۵ ۲۵۰ الذین اوتوا الکتاب سے یہود و نصاریٰ کے ملا۔ مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو کتب سابقہ میں دین اسلام اور مسلمہ توحید کو کھول کر بیان کر دیا تھا چنانچہ

موضح قرآن ف۔ ان پڑھے کہتے تھے عوب کے لوگوں کو کہ ان کے پاس اگلے پیغمبروں کا علم نہ تھا۔
فتح الرحمن۔ ف۔ یعنی حقیقت حال دانستند ۱۲۔

مَنْ تُصِرُّنَّ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ

ان کا مدکار ۱۳۷ کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو جن کو ملا کچھ ایب حصہ

الْكِتَابِ يُدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ

کتاب کا ان کو بلاتے ہیں اللہ کی کتاب کی طرف تاکہ وہ کتاب ان میں حکم کرے پھر نہ

يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ

پھرتے ہیں بعض ان میں سے تغافل کر کے ۱۳۷ یہ اس واسطے کہ

قَالُوا لَنْ نَمَسَّنَا النَّارَ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ وَغَرَّهُمْ

کہتے ہیں وہ ہم کو ہرگز نہ لگے گی آگ دوزخ کی مگر چند دن گنتی کے ۱۳۷ اور بکے ہیں

فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ فَكَيْفَ إِذَا جُمِعْتُمْ

اپنے دین میں اپنی بنائی باتوں پر ۱۳۷ پھر کیا ہوگا حال جب ہم انکو جمع کریں گے

لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ قَدْ وَفَّيْتُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

ایک دن کہ اسکے آنے میں کچھ شبہ نہیں اور ہر پورا پورے کا ہر کوئی اپنا کیا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٤﴾ قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي

اور ان کی حق تلفی نہ ہوگی ۱۳۷ تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے

الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتُعِزُّ

جس کو چاہے اور سلطنت چھین لیوے جس سے چاہے اور عزت

مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ

دیوے جس کو چاہے اور ذلیل کرے جس کو چاہے تیرے ہاتھ ہے سب خوبی ۱۳۷ بیشک تو

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥﴾ تَوَلَّجَ الْبَيْلَ فِي لَيْلٍ وَتَوَلَّجَ النَّهَارَ

ہر چیز بدست در ہے تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کر دیتا

فِي الْبَيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَتُخْرِجُ الْمَمِيتَ

کروات میں سے اور نکالے زندہ مردے سے اور نکالے مردہ

علاہ اہل کتاب بھی اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں۔ باقی توحید کے بارے میں ان کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے یا تورات و انجیل میں توحید کے خلاف جو مواد ملتا ہے یہ علماء یہود و نصاریٰ کی ضد اور بغض و حسد کا نتیجہ ہے اور تورات و انجیل میں تحریف بھی انہی کے ہاتھوں کی کارروائی ہے۔ یہاں تک دین عقل و نقل اور دلیل وحی سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ اور یہ بات کتب سابقہ میں اللہ کی شہادت سے اور فرشتوں، انبیاء سابقین اور علماء بائیین کی شہادت سے بھی ثابت ہو چکی ہے اسکے بعد اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ سے مضمون بالا کی تاکید اور تاکید فرمائی کہ اللہ کی خالص عبادت اور اس کی خالص پکار والا دین ہی اللہ کے یہاں پسندیدہ ہے اسکے بعد ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے اس مسئلہ توحید میں اختلاف کیا مسئلہ توحید میں اختلاف کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تیس باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ اول یہ کہ اس اجماعی اور اتفاقی مسئلہ میں اختلاف کرنے والے صرف اہل کتاب کے علماء ہی ہیں۔ سب سے پہلے اختلاف ان علماء ہی نے کیا ہے۔ اسکے بعد ان کے پیروکار ان کے پیچھے لگ گئے۔ چنانچہ سورہ بقرہ ۲۶ میں اختلاف کو الذین اوتوا الکتاب الذین اوتوا الکتاب (یعنی اہل کتاب کے علماء) میں منحصر فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ

وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ ۚ أَلَا يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا

اختلاف جنات و نادانی یا کسی غلط فہمی کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ وہ مسئلہ توحید کی حقیقت

کو اچھی طرح جانتے ہیں اور انہیں اس کا پورا پورا علم ہے اسلئے انہوں نے یہ

اختلاف جلنے اور بجھنے کے بعد کیا ہے جیسا کہ آیت زیر تفسیر میں ہے اے میں

اللہ تعالیٰ نے ان کے اختلاف کو اس وقت سے مخصوص کیا ہے جب کہ اللہ کے

پیغمبروں اور اس کی کتابوں کے ذریعے توحید کا صحیح علم ان کے پاس آچکا تھا۔

سوم یہ کہ مسئلہ توحید میں ان کا اختلاف دیانت اور عینیت پر مبنی نہ تھا بلکہ

محض بغض و حسد اور ضد و عناد کی وجہ سے تھا چنانچہ سورہ شوریٰ (۲۶) میں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ ۚ فَمَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

یہاں بعبیاً۔ تَعْبُدُوا کا مفعول رہے اور تفرق و اختلاف کی علت بیان

کر رہا ہے اور آیت زیر تفسیر میں بھی بعبیاً اختلاف کی علت بیان کر رہا ہے مطلب

یہ کہ اہل کتاب کا تفرق و اختلاف محض بغض و حسد کی وجہ سے تھا نہ کسی اور

وجہ سے۔ وَمَنْ يَتْلُكُم بِآيَاتِ اللَّهِ تَوَجِّدُ كَذِبًا كَذِبًا بِالْأَدْلَاءِ عَلَيْهِمْ

سے واضح کر دینے کے بعد اب کسی کا انکار شروع نہیں ہوگا اور ان دلائل قطعیہ

کے مقابلہ میں گمراہ مویوں اور پیروں کے اقوال اور عقیدوں کی قرینات محبت نہیں

ہوں گی اور جو لوگ ان کی تقلید کریں گے وہ معذور نہیں ہوں گے جیسا کہ سورہ

شوریٰ (۲۶) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے الَّذِينَ يَحْجُونَ فِي آيَاتِهِ

مَنْ يَحْجُونَ مَا يَحْتَجُّونَ حُجَّتَهُمْ ۚ وَاحْضِرْ عِندَ رَبِّهِمْ

اب اللہ کی توحید اور اس کی آیات کا انکار کرنے والوں کو حساب و کتاب کے انجام

سے خبردار رہنا چاہیے یہ تحریف اخروی ہے ۲۹ اگر عوام اہل کتاب اپنے

گمراہ اور ضدی مویوں اور پیروں کے شریک اقوال اور عبادتیں پیش کریں

تو آپ اسکا صاف صاف جواب دیدیں کہ توحید کے عقلی اور نقلی قطعی دلائل کے

مقابلہ میں یہ شریک عبادتیں ناقابل تسلیم ہیں اسلئے میں اور میرے تمام متبعین خدا

اللہ ہی کو اپنا حاکم اور معبود سمجھتے ہیں۔ صرف اسی کی عبادت کرتے اور صرف

اسے ہی پکارتے ہیں ۱۳۷ اسلئے سورہ استغاثہ ۱۳۷ میں لکھا ہے اے

استغاثہ فی معرض التقریب و المقصود منه الا مراء کبرج ۲ ص ۴۳

اور امیہین سے مراد مشرکین عوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو حکم دیا کہ آپ اہل کتاب اور مشرکین عوب سے فرمائیں کہ وہ اسلام قبول

کریں اور اللہ کی عبادت و اطاعت اور دعا و پکاریں کسی کو اللہ کا شریک نہ بنائیں اگر وہ لوگ اسلام لے آئیں اور ضدی لوگوں کی شریک عبادتیں چھوڑ کر مسئلہ توحید کو مان لیں تو وہ بھی آپ اور آپ کے متبعین کی طرح ہدایت یافتہ ہو

جائیں گے۔ کیونکہ اسلام ہی حق اور اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا تَعْبُدُونَ الْبَتَّةَ ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا تَعْبُدُونَ الْبَتَّةَ ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا تَعْبُدُونَ الْبَتَّةَ ۚ

کیونکہ آپ کے ذمہ حکم پہنچا تھا وہ آپ نے محض پہنچا دیا۔ اسی لا یضرب شیا ذمہ علیہ الا البلاغ و قد ادبہ علی اکل وجہ و ابلاغہ (زوج۔ ج ۳ ص ۱۹) اور اللہ اپنے بندوں کے حالات بخوبی جانتا ہے اسلئے وہ

انہیں ان کے اعمال پر پوری پوری جزا دے گا۔ ۱۳۷ یعنی توحید کے مبلغین کے قاتلوں کیلئے زہر اور اخروی تحریف ہے الذین یبکفون سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضد اور عناد کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کرتے اور مسئلہ توحید کو نہیں مانتے

موضع قرآن ۱۳۷ یہ ذکر یہود کا ہے کہ تفسیر میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرے پر کہ اسکے اگلے صفحہ بنا کر کہہ گئے ہیں کہ ہم ہیں اگر کوئی بہت بڑا گناہگار بھی ہوگا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پاوے گا

موضع قرآن ۱۳۷ یہ ذکر یہود کا ہے کہ تفسیر میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرے پر کہ اسکے اگلے صفحہ بنا کر کہہ گئے ہیں کہ ہم ہیں اگر کوئی بہت بڑا گناہگار بھی ہوگا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پاوے گا

موضع قرآن ۱۳۷ یہ ذکر یہود کا ہے کہ تفسیر میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرے پر کہ اسکے اگلے صفحہ بنا کر کہہ گئے ہیں کہ ہم ہیں اگر کوئی بہت بڑا گناہگار بھی ہوگا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پاوے گا

موضع قرآن ۱۳۷ یہ ذکر یہود کا ہے کہ تفسیر میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرے پر کہ اسکے اگلے صفحہ بنا کر کہہ گئے ہیں کہ ہم ہیں اگر کوئی بہت بڑا گناہگار بھی ہوگا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پاوے گا

موضع قرآن ۱۳۷ یہ ذکر یہود کا ہے کہ تفسیر میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرے پر کہ اسکے اگلے صفحہ بنا کر کہہ گئے ہیں کہ ہم ہیں اگر کوئی بہت بڑا گناہگار بھی ہوگا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پاوے گا

موضع قرآن ۱۳۷ یہ ذکر یہود کا ہے کہ تفسیر میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرے پر کہ اسکے اگلے صفحہ بنا کر کہہ گئے ہیں کہ ہم ہیں اگر کوئی بہت بڑا گناہگار بھی ہوگا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پاوے گا

موضع قرآن ۱۳۷ یہ ذکر یہود کا ہے کہ تفسیر میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرے پر کہ اسکے اگلے صفحہ بنا کر کہہ گئے ہیں کہ ہم ہیں اگر کوئی بہت بڑا گناہگار بھی ہوگا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پاوے گا

موضع قرآن ۱۳۷ یہ ذکر یہود کا ہے کہ تفسیر میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرے پر کہ اسکے اگلے صفحہ بنا کر کہہ گئے ہیں کہ ہم ہیں اگر کوئی بہت بڑا گناہگار بھی ہوگا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پاوے گا

موضع قرآن ۱۳۷ یہ ذکر یہود کا ہے کہ تفسیر میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرے پر کہ اسکے اگلے صفحہ بنا کر کہہ گئے ہیں کہ ہم ہیں اگر کوئی بہت بڑا گناہگار بھی ہوگا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پاوے گا

موضع قرآن ۱۳۷ یہ ذکر یہود کا ہے کہ تفسیر میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرے پر کہ اسکے اگلے صفحہ بنا کر کہہ گئے ہیں کہ ہم ہیں اگر کوئی بہت بڑا گناہگار بھی ہوگا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پاوے گا

۳۳ اولئک کا اشارہ مذکورہ صفات شنیعہ (کفر بآیات اللہ، قتل انبیاء علیہم السلام و قتل آمرین بالقسط) کے حاملین کی طرف ہے۔ اور دنیا میں اعمال کے بے نتیجہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں وہ ان تمام حقوق سے محروم رہیں۔ جنکا ایک مسلمان مستحق ہوتا ہے مثلاً مال و جان کی حفاظت اور استحقاق مدح و غیرہ اور آخرت میں اعمال کے ضائع ہونے کا مہمزمہ ہے کہ آخرت میں انکے اعمال بے اثر ثابت ہونگے۔ اور دفعہ مذاب اور جلب ثواب کا سبب نہیں بن سکیں گے۔ اسی اولئک المحضون تنلک الصفات الشنیعة الذین بطلت اعمالهم و سقطت عن حیث الاعتیار و خلیت عن الثرة فی الدنیا حیث لم تحقن دمائهم و اموالهم ولم یستحقوا بها مدحا و ثناء و فی الآخرة حیث لم یثقل علیهم العذاب ولم ینالوا لیبها الثواب (روح - ج ۳ ص ۱۰۹) ۳۳ اس آیت میں اہل کتاب کے غایت ترو اور انکی انتہائی سرکشی کا شکوہ کیا گیا ہے یعنی اللہ کی کتاب سے اعراض کر کے گمراہ اور ضدی ٹولہوں کی عبادتوں سے تسک کرتے ہیں الذین اتوا انبیاء من الکتاب سے اہل کتاب کے عالم لو ہیں۔ اور کتاب اللہ سے مراد تورات و انجیل ہے و کانوا یرعون الی حکم التوراة و الانجیل و کانوا

مِنَ الْحَيِّ ذُو تَرْزُقٍ مَّنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ لَا يَتَّخِذُ
 زندہ ہے اور نورزق دے جسکو چاہے بے شمار و مل نہ بنادیں
 الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ
 مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر
 وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ
 اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اس کو اللہ سے تعلق مگر اس حالت
 تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَّةً وَيُحَذِّرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ ط
 میں کہ کرنا چاہو تم ان سے بھاؤ ۳۴ اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنے سے اور
 إِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۲۸ قُلْ إِنْ تَخَفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ
 اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ۳۴ تو کہہ اگر تم بھاؤ گے اپنے ہی کی بات
 أَوْ تَبْذُرُوهُ يَعْلَمُهُ اللَّهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا
 یا اے ظاہر کرو گے جانتا ہے اس کو اللہ اور اسکو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو
 فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَوْمَ تُجَدُّ
 کچھ ہے زمین میں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جس دن مجرود
 كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ
 پادے گا ہر شخص جو کچھ کرے اس نے نیکی اپنے سامنے اور جو کچھ کرے
 مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ط
 ہے اس نے برائی ۳۴ آرزو کرے گا کہ مجھ میں اور اس میں فرق پڑ جاوے دور کا
 وَيُحَذِّرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ ط وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ط
 اور اللہ ڈراتا ہے تم کو اپنے سے اور اللہ بہت مہربان ہے بندوں پر ۳۴
 قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
 تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تاکہ تم سے تم سے اللہ

یابون (کبیر ج ۲ ص ۶۳۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو دین اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ تمہارا دین کونسا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں دین ابراہیم علیہ السلام پر ہوں جو شرک و باطل سے بیزار اور توحید کے داعی اور پرستار تھے اس پر وہ کہنے لگے کہ وہ تو یہودی تھے تو آپ نے فرمایا کہ تورات لاؤ اور اسی سے اس کا فیصلہ کرو مگر وہ اس پر تیار نہ ہوئے اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے (قرطبی ج ۲ ص ۵۰) ذالک کا اشارہ توری اور اعراض کی طرف ہے جو توری کے ضمن میں مذکور ہے یعنی کتاب اللہ کے فیصلے سے اعراض اور روگردانی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں صرف چند دنوں کے لئے عذاب دیا جائے گا۔ اسلئے خدا کی نافرمانی اور کتاب اللہ سے روگردانی کا جرم ان کی نگاہوں میں بالکل معمولی چیز ہے۔ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ نیز ان یہودیوں کے ضدی اور معاند مولویوں اور پیشروں نے جو من گھڑت باتیں اور اپنی شرک و عبادتیں دین کا جزو بنا رکھی تھیں۔ انکی وجہ سے وہ دھوکے اور فریب میں مبتلا تھے کہ چونکہ ہم اللہ کے لاڈلے اور چینی ہیں اسلئے ہمیں ہمارے گناہوں پر معمولی سی گرفت ہوگی۔ اسی غم اخزاء ہم علی اللہ و ہو حقو لہم عن ابناء اللہ و احباؤہ فلا یبعدنا بذنوبنا الامدة بسيرة (مدارک ج ۱ ص ۱۱۸) ۳۵ یہ ان فریب خوردہ یہودیوں کے لئے اخروی تخویف ہے۔ لیوم میں لام معنی فی ہے (قرطبی ج ۴ ص ۴۵) روح ج ۳ ص ۱۱۲ یعنی دنیا میں تو وہ کتاب اللہ کی طرف آنے سے انکار کر رہے ہیں اور جھوٹی آرزوں سے دل بہلا رہے ہیں مگر اسوقت ان کا کب حال ہوگا جب ہم ان سب کو ایک ایسے دن میں جمع کریں گے جس کی آمد میں کوئی شک نہیں اور انکی آرزوں کے علی الرغم ہر شخص کو اس کے اعمال کی پوری پوری جزا دی جائیگی اور اپنے ذاتی اعمال صالحہ کے بغیر نیکوں سے انتساب کسی کام نہیں آئے گا۔ اور وہاں کسی پر ظلم بھی نہیں ہوگا۔ نہ کسی کے اعمال صالحہ کی جزا میں کمی کی جائے گی اور نہ کسی کے گناہوں کی وجہ سے اس میں اضافہ کیا جائیگا اور نہ کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا دی جائے گی۔

ذکر توحید بار سوم

۳۶ قُلِ اللَّهُمَّ جِب دَلَالٍ قَلِيلَةٍ وَتَقِيَةٍ وَتَقِيَةٍ ثَابِتَةٍ بِرُغْمِ اللَّهِ كَمَا سَوَا
 کوئی اللہ (معبود) نہیں تو اب اسکا کفر بیان فرمایا کہ غائبانہ حاجات میں صرف اللہ

ہی کو پکارا اور پکارتے وقت یوں کہا کہ اے اللہ ان صفات کے مالک میری فلاح حاجت پوری کر۔ اللہم غلیل اور سبب اور بصیرہ کے غیروں کی رائے میں اصل میں یا اللہ تھا۔ حرف ند کو حذف کر کے اس کے عوض میں یہ موشدہ مفرقہ کا آخرین اضافہ کر دیا گیا۔ فَلَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ عَنِ الْكُفْرِ لَآتِيَنَّكَ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ دُونِهِ ۚ اِنَّكَ كَذِبٌ مُّذْمُومٌ (روح ج ۳ ص ۱۱۳) کبیر ج ۲ ص ۶۳۸ اور ملکہ بھرمیم سے کامل قدرت و اختیار اور مکمل غلبہ و اقتدار مراد ہے تو مالک الملک کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی متصرف اور علی الوصفیۃ عند المبدء و الخراج (روح ج ۳ ص ۱۱۳) کبیر ج ۲ ص ۶۳۸ اور ملکہ بھرمیم سے کامل قدرت و اختیار اور مکمل غلبہ و اقتدار مراد ہے تو مالک الملک کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی متصرف اور

موضع قرآن
 فتح الرحمن۔ ۱ مترجم گوید و امر این دعا بنات است بمغلوب شدن کافران واللہ اعلم ۱۲

ہر قسم کے اختیار و اقتدار کا واحد مالک ہے۔ تمام تصرفات اور اختیارات اسی کے قبضہ میں ہیں اور ان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ **فما لک الملک هو الملک** الحقیقی المتصرف باشاء کیف شاء ایجاداً و انعداماً و احوالاً و اماراتہ و تعذیباً و اثابہ من غیر مشارک و لامانع (روح ج ۳ ص ۱۱۳) جب یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مالک الملک علی الاطلاق ہے تو اس کے بعد کچھ تصرفات کا ذکر کیا۔ **خواللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں: تَقُوْیَ الْمُلْکَ مَنْ نَّشَاءُ**۔ یہ جملہ مع معطوفات منادی سے حال ہے۔ کیونکہ منادی معنی مفعول ہوتا ہے۔ یا یہ جملہ مع معطوفات منادی کی صفت ہے اور جملہ (جو اگرچہ نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے، جب کسی مفرد معروض کے ساتھ مخصوص ہو تو وہ معرفہ کے حکم میں ہوتا ہے اور معرفہ کی صفت واقع ہو سکتا ہے۔ کما فی الرحمنی قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ اور یہاں ملک سے مراد حکومت و سلطنت ہے مطلب یہ ہے کہ توجہ چاہتا ہے۔ دنیا کی حکومت دے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ جیسا کہ آئے دن حکومتوں میں رد و بدل اور انقلاب رونما ہوتا رہتا ہے الخ۔ مبتدا مؤخر ہے اور اس میں الف لام استعراق کے لئے ہے بیدار خبر مقدم ہے تاکہ حصہ اور تخصیص کا فائدہ دے اور یکدہ سے یہاں قدرت اور قبضہ مراد ہے یعنی ہر قسم کی خیر اور بھلائی صرف تیری ہی قدرت اور صرف تیرے ہی قبضہ و اختیار میں ہے اور متصرف علی الاطلاق تو ہی ہے تیرے سوا کوئی مالک و مختار، قادر و کارساز، حاجت روا اور مشکل کشا نہیں۔ تعریف الخیر للتحصیم و تقدیم الخیر للتحصیم ای بقدر ذلک الخیر کلہ لا بقدرہ احد من غیرک تنصرف فیہ قبضاً و بسطاً حسبما تقتضیہ مشیتک۔ (ابو السعد ج ۲ ص ۶۴) یہ بھی مع معطوفات منادی سے حال یا اس کی صفت ہے۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرنے سے دن رات کا چھوٹا بڑا ہر نام مراد ہے۔ مثلاً اگر رات کا کچھ حصہ دن میں داخل ہو جائے جیسا کہ موسم گرما میں ہوتا ہے تو دن بڑا ہو جاتا ہے اور اگر دن کا کچھ حصہ رات میں شامل ہو جائے تو رات بڑی ہو جاتی ہے یہ حضرت ابن عباس، مجاہد، قتادہ اور حسن وغیرہم سے منقول ہے ای ندخل ما نقص من احدھما فی الاخراج (قرطبی ج ۴ ص ۵۴) اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے لیل و نہار کا اختلاف اور رات دن کا ایک دوسرے کے بعد آمد ہے۔ و تخرج الخ من المیت حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ زندہ سے مراد مومن اور مردہ سے مراد کافر ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ مومن سے کافر کو کافر سے مومن پیدا کرتا ہے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کے کھان اور آذر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ یخرج المومن من الکافر کابراہیم من الکافر کابراہیم من اذیر الکافر من المومن مثل کھان من نوح علیہ السلام (کبیر ج ۲ ص ۶۳، قرطبی ج ۴ ص ۵۴) اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ مردہ سے مراد لطفہ اور اندھے سے مراد جاندہ سے نکلتے ہیں اور زندہ سے مراد جاندہ میں جو لطفہ اور اندھے سے پیدا ہوتے ہیں (کبیر قرطبی وغیرہ) و تَرْزُقُ مَنْ نَّشَاءُ بِخَيْرٍ حَسَابٍ یہاں تک صفتیں تمام ہوئیں اور مقصود باندہ مخدوٹ ہے ای اقض حاجتی یعنی ای مالک الملک الخ میری ہر حاجت پوری کر ۳۸ اس آیت میں مسلمانوں کو کافروں سے قطع تعلقی کا حکم دیا جا رہا ہے۔ پہلے بیان فرمایا کہ مالک الملک، معز وذل اور قادر مطلق صرف اللہ ہی ہے اس لئے اسی پر بھروسہ رکھو اور ان کافروں کی پرواہ نہ کرو۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ جو محض ضد و عناد کی وجہ سے توحید کو نہیں مانتے اور اسلام قبول نہیں کرتے چنانچہ وہ نہ بخیران باوجود بے دلیل ہونے کے شرک پر اڑا رہا اور یہودیوں کو کتاب اللہ (تورات) کے مفصلہ کی طرف بلایا گیا مگر وہ محض ضد کی وجہ سے تورات کا مفصلہ ماننے سے بھی انکاری ہو گئے اس لئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان سے ہر قسم کے دوستانہ تعلقات منقطع کریں۔ ۳۹ یہ مومنوں کے لئے زجر ہے یعنی جو مسلمان ان کافروں سے دوستی رکھے گا۔ خدا کی دوستی کا رشتہ اس سے منقطع ہو جائے گا اور خدا کی جماعت میں اس کا شمار نہیں ہوگا ای فیلس من حزب اللہ و لامن اولیائہ فی شئ (قرطبی ج ۴ ص ۵۴) کافروں سے معاملات اور دینی دوستی تو کسی صورت میں جائز نہیں البتہ اگر ان سے جان کا خطرہ ہو یا اس کے علاوہ کسی بھاری نقصان کا اندیشہ ہو تو ظاہری طور پر میل ملاقات اور خاطر مدارت میں کوئی حرج نہیں ۴۰ اس لئے ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز رہو ۴۱ یہ تحذیف دینوی ہے یعنی اللہ تبارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اگر تم خفیہ طور پر ان کافروں سے تعلقات رکھو گے تو یہی اس کے علم میں ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ دنیا میں ہی تمہیں اس کی سزا دے دے۔ و یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَوَاتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ یہ مابل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے تمام معلومات اور حقائق پر حاوی اور ہر چیز پر قادر بھی ہے اس لئے وہ کافروں سے تمہاری پوشیدہ دوستی کو جانتا اور اس پر سزا بھی دے سکتا ہے۔ ۴۲ ہم کا عامل تَوَدُّ ہے جو بعد میں آ رہا ہے اور یہ تحذیف اخروی ہے۔ تَوَدُّ لَآئِنْ بَیِّنَہَا وَ بَیِّنَہُ اَمَدًا الْبَعِیْدَ اِذَا قِیَامَتُ کے دن جب ہر آدمی کے نیک اور برے اعمال اس کے سامنے کر دیئے جائیں گے اور اعمال کا حساب کتاب ہوگا تو ہر آدمی تنا کرے گا کہ کاش! اس کے اور اس کے بد اعمال کے درمیان بہت فاصلہ ہوتا اور وہ ان کو نہ دیکھ پاتا۔ فیکون الضمیر فی بینه عامداً علی ما عملت من سوء (بحر ج ۲ ص ۶۴) ۴۳ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مین رحمت اور مہربانی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے عذاب سے ڈراتا ہے تاکہ وہ اس کی نافرمانیوں سے باز رہیں اور اس کی اطاعت کریں اور اسی میں ان کی دینی اور دنیوی بھلائی ہے ۴۴ یہ فات اللہ لا یحب الکفرین تک تحذیف علی سبیل الترقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ مسلمانوں سے کہہ دیں کہ کافروں سے دوستی مت کرو بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو اپنی محبت کا مرکز بناؤ اور اللہ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو اگر پیغمبر کی اطاعت سے روگردانی کرو گے تو اسلام سے خارج ہو کر کافروں میں شامل ہو جاؤ گے اور کافروں کا انجام سب سے بدتر ہوگا۔ یُحِبُّکُمْ اللہ یہ امر کا جواب ہے۔ یعنی جب تم میری اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو جائے گا اور تم سے محبت کرے گا۔ و یُحِبُّوْکُمْ ذُنُوْبُکُمْ یُحِبُّکُمْ پر معطوف ہے۔ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ ۵ لیکن اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے اعراض کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو پسند نہیں کرتا اور انہیں اپنے انعام و اکرام سے نہیں نوازتا۔

ذکر توحید بار چہارم

۴۵ ذریعۃ الین سے بدل یا حال واقع ہے۔ نصب علی البدلیۃ من الآلین ادا الحالیۃ منہما (روح ج ۳ ص ۱۳۲) یہود و نصاریٰ اس شبہ میں گرفتار تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو باقی مخلوق سے منتخب کر کے سب سے اونچا مقام اور مرتبہ عطا فرمایا ہے اور انہیں خاص خاص اختیارات بھی عطا کئے ہیں چنانچہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کارساز اور معبود سمجھ کر بکا کرنا اور پوجنا شروع کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمام انبیاء علیہم السلام باوجود علم و مرتبہ اور رفعت شان کے انسان اور بشر تھے اور ہر ایک دوسرے کی اولاد اور نسل تھے اور اپنی پیدائش اور بقا میں محتاج تھے۔ اس لئے وہ معبود اور کارساز نہیں ہو سکتے۔ ان نصاریٰ بخیران لما غلوا فی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام و جعلوہ ابن اللہ سبحانہ و اتخذوہ السہانزلت ردا علیہم و اعلاما لہم بانہ من ذریعۃ البشر المنقبین فی الاطوار المستحیلۃ علی الالہ (روح ج ۳ ص ۱۳۰، بحر ج ۲ ص ۲۳۴) وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۵ اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ جن بزرگوں سے متعلق معبود ہونے کا شبہ تھا اسے دو طرح سے رفع کیا گیا۔ اول اس طرح کہ یہ حضرات باہم والد و مولود ہیں۔ دوم۔ یہ حضرات ہر چیز کو جاننے اور سننے والے نہیں ہیں۔ سبب بکل شئ اور علیم بکل شئ صرف اللہ کی صفت ہے۔ اس لئے وہی معبود برحق ہے۔ اور اس کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ ۴۶ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت مریم صدیقہ کو بھی معبود مانتے تھے۔ انہیں شبہ اسلئے ہوا کہ یحییٰ میں بے موسم کے پھل ان کے پاس موجود ہوتے تھے۔ تو اس سے انہوں نے یہ سمجھا کہ ان کو کچھ مافوق الاسباب اختیار حاصل تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ دیکھو تو یہی حضرت مریم کتنی دعاؤں کے بعد پیدا ہوئیں اور کس طرح ان کی پرورش کی گئی بھلا جو اپنی پیدائش اور پرورش میں دوسروں کی محتاج ہو وہ کس طرح معبود بن سکتی ہے۔

جب حضرت مریم کی والدہ امید سے ہوتی تو انہوں نے نذرمانی کر کے اللہ میرے بس سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ تیری عبادت اور تیرے گھر کی خدمت کے لئے وقف ہوگا۔ لک میں لام تعین کے لئے ہے واللہ من لدی لتنعیل و المراد لخدمۃ بنیک۔ (روح - ج ۳ ص ۱۳۳) ومعنی لک ای عبادتک (قرطبی ج ۴ ص ۶۶) ان کی شریعت میں اس قسم کی نذرمانا جائز تھا۔ کچھ جب لڑکی پیدا ہوتی تو انہیں افسوس ہوا اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے لگیں کہ یہ تو لڑکی ہے اب میں اپنی نذر پوری نہیں کر سکتی اگر لڑکا ہوتا تو اسے تو اللہ کے گھر کی خدمت کے لئے وقف کر دیا جاتا۔ کیونکہ اسرائیلی شریعت میں لڑکی سے یہ خدمت نہیں لی جاسکتی تھی۔ یہ جملہ معترضہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ حضرت مریم کی والدہ کا مقولہ نہیں ہے یعنی اللہ کو خوب معلوم ہے کہ اس کے لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اس لڑکی کی جگہ اگر لڑکا پیدا ہوتا تو وہ اس لڑکی کے برابر نہ ہوتا کیونکہ جو اسرار و رموز اس لڑکی سے وابستہ ہیں۔ وہ اس کے لڑکا ہونے کی صورت میں مفقود ہوتے۔ ویس الذکر الذی طلبت کالانشی التی وھبت لھا واللہ فیہما للھد مدارک ج ۱

ال عمران ۳

۱۵۰

تلک الرسل ۳

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۳۱ قُلْ

اور بخشنے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے قل تو کہہ

اطيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

عالم مانو اللہ کا اور رسول کا اٹکھ پھر اگر اعراض کریں تو اللہ کو محبت نہیں

الْكَافِرِينَ ۳۲ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ

ہے کافروں سے قل بیشک اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم

إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۳۳ ذَرِّيَّةً بَعْضُهَا

کے گھر کو اور عمران کے گھر کو سارے جہان سے قل جو اولاد تھے ایک گھر

مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۳۴ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ

کی ۵۴ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے جب کہا عمران کی عورت

عِمْرَانُ رَبِّ ارْنِي نَذْرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا

نے کہ اے رب میں نے نذر کیا تیرے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے سب سے آزاد

فَتَقَبَّلَ مِنْي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۳۵ فَلَمَّا

رکھ کر سونو گچھ سے قبول کر بیشک تو ہی ہے اصل سننے والا اور جاننے والا ۵۵ پھر جب

وَضَعْتُهَا قَالَتْ رَبِّ ارْنِي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

اس کو جانا بولی اے رب میں نے تو اس کو لڑکی جنی ۵۶ اور اللہ کو خوب

بِمَا وَضَعْتُ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا

معلوم ہے جو کچھ اس نے جانا اور بیٹا نہ ہو جیسی وہ بیٹی ۵۷ اور میں نے اس کا

مَرْيَمَ وَإِنِّي أَخَافُ هَٰذَا بِكَ وَذَرِّيَّتَهُمَا مِنَ الشَّيْطَانِ

نام رکھا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مودود

الرَّجِيمُ ۳۶ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا

سے ۵۸ پھر قبول کیا اس کو اس کے رب نے اچھی طرح کا قبول ۵۹ اور بڑھایا

منزل

۱۴۰) یہ حضرت مریم کی والدہ کا مقولہ ہے وہ اللہ تعالیٰ سے

مناجات کرتی ہوئی کہتی ہیں کہ اے اللہ میں نے اس بچی کا نام مریم رکھا

ہے اور اسے اور اس کی اولاد کو شیطان کے شر سے تیری پناہ اور خلعت

میں دیتی ہوں کس قدر خالص توحید کا جذبہ ہے۔ بلاشبہ ہر قسم کے شر سے

صرف اللہ ہی محفوظ رکھ سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول

فرمائی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان

اگلے پہلو میں انگلی سے چوکا لگاتا ہے جس کی وجہ سے وہ چیخا مچا ہے لیکن مریم

اور اس کے بیٹے کو اللہ نے شیطان کے چوکے سے محفوظ رکھا (قرطبی ج ۴ ص ۶۶)

روح - ج ۳ ص ۱۳۴ وغیرہ) شہ اسرائیلی شریعت میں اگرچہ خدمت مسجد

کے لئے ہاشور اور عاقل لڑکے ہی کی نذر قبول ہو سکتی تھی اور لڑکی کی نذر قبول

نہیں ہوتی تھی لیکن حضرت مریم کی والدہ کا اغلاص اور ان کی تضرع و زاری اللہ

کو پسند آئی۔ اس لئے اس نے حضرت مریم کی کسی ہی میں نذر قبول فرمائی دیکھ

ج ۲ ص ۹۵ روح - ج ۳ ص ۱۳۴) وَ أَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَجَبَانِي

روحانی اور اخلاقی اعتبار سے اس بچی کی بہت عمدہ تربیت فرمائی۔ عبارت

عن حسن النشأة والجودة في خلق وخلق خائشاها على

الطاعة والعبادة (بحر ج ۲ ص ۴۴) اے محراب کے معنی حجرے

اور خلوت گاہ کے ہیں۔ رزق سے کھانے پینے کی چیزیں مراویں اور رزق کی

تہنیں تفخیم کے لئے ہے اور کھانا تو رزق پر ولالت کرتا ہے۔ حضرت مریم کے

والدان کے بچپن ہی میں وفات پا چکے تھے اسلئے ان کی پرورش کا سوال

پیدا ہوا تو اس کا فیصلہ قرعہ کے ذریعے کیا گیا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ قرعہ

حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا آپ رشتہ میں حضرت مریم کے خاویجی تھے

اسلئے وہی انکے کفیل ہوئے حضرت زکریا علیہ السلام جب بھی حضرت مریم کے

جرحہ میں آتے انکے پاس بے موسم کے ترونا نہ مل دیتے۔ تو امرت الرذایات

بہ ان زکریا علیہ السلام کان یجد عندها خاکیہ التشتا

فی الصیف وفاکیہ الصیف فی الشتاء (کیر ج ۲ ص ۶۶)

۵۷ حضرت زکریا علیہ السلام ان سے پوچھتے کہ اے مریم یہ ترونا نہ پھل

کہاں سے آئے ہیں۔ تو وہ جواب دیتی کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں اور اللہ

نے کسی انسان کے واسطے بغیر مجھ دیئے ہیں میں اپنے اختیار سے کہیں

سے نہیں لاتی ہوں۔ اس سے عیسائیوں کے اس شبہ کا ازالہ کر دیا۔ کہ

موضع قرآن۔ فلا یعنی کوئی کسی کی محبت کا دعویٰ کرے تو اس طرح محبت کرے جس طرح محبوب چاہے نہ جس طرح اپنی پکارا اس کی طرح چاہے تو محبوب اس کو چاہے تو یہی کہ ان پر جہان ہوا و گناہ پر نہ پکڑے اور خیالات

عبت ہیں فلا یعنی بندے کی محبت ہی کہ شوق سے اللہ کے کام پر اور حکم پر دوڑے اب آگے سے مذکور ہے کہ اللہ نے حضرت مریم کو اور حضرت عیسیٰ کو محبت کے پائندہ کے لفظ فرمائے ہیں۔ سو محبت اللہ کی بندوں پر تو وہی ہے جو سن چکے اور

پسند کے لفظ اکثر مقربوں کو فرمائے ہیں ایسے لفظوں سے شبہ نہ کھانا چاہیے۔ قل عمران حضرت موسیٰ کے باپ کا نام بھی ہے شاید یہاں بھی منظور ہے قل اس امت میں دستور تھا کہ بعض لڑکوں کو ماں

باپ اپنے حق سے آزاد کرتے اور اللہ کی نیاز کرتے پھر تمام ممالک دنیا کے کام میں نہ لگاتے اور ہمیشہ مسجد میں وہ عبادت کیا کرتے عمران کی عورت کو حمل تھا اس نے آگے سے ہی نذر کر رکھی وہ یزید میں اللہ نے فرمایا کہ اللہ کو بہتر معلوم ہے اور

بیشاں نہ ہو جیسی وہ بیٹی باقی اس کا نام ہے وہ ناامید ہوئی کہ میری نذر پوری نہ ہوئی کیونکہ دستور لڑکی کے نیاز کرنے کا نہ تھا۔ فتح الرحمن قل مترجم گوید کہ نصاریٰ با حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم در باب عیسے

علیہ السلام گفتگو کووندقی سبحانہ و تعالیٰ اس آیات نازل ساخت بعد از نزول آیتہا نصاریٰ را باطل دعوت کردند بعد ما جرح شدہ جزیر قبول نمودند المالم ۱۲ قل یعنی دختر خدمت بیت المقدس رانمی شاید ۱۲

جو اذکر ائمتہ لادلیاں مریم لابنۃ لها علی المشہور و هذا هو الذی ذهب الیہ اهل السنة والشیعة وخالف فی ذالک المحتزلتہ (روح بح ۳ ص ۱۴۰)

ایک شبہ کا جواب :- حضرت زکریا علیہ السلام کے یہاں ایسی عمریں بچے کے پیدا ہونے سے جس میں عادیہ بچہ پیدا نہیں ہو سکتا عیسائی اس شبہ میں پڑ گئے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو کچھ تصرف اور اختیار حاصل تھا جس کی وجہ سے ان کے یہاں بڑھاپے میں بیٹا پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انکی ترویذ فرمائی۔ ہنالک ظرف ہے زمان اور مکان دونوں کے لئے یہاں مکان کی طرف اشارہ ہے یعنی جب حضرت زکریا

اور جملہ اسمیہ لاکر حضرت ذکریا علیہ السلام نے اللہ کے سامنے اقرار کیا اے
اللہ دعائیں قبول کرنے والا اور آرزوئیں بر لانے والا صرف تو ہی ہے تیرے
سوا اور کوئی حاجت روا اور مشکک نہیں۔ بھلا جو اس طرح اللہ سے
انجا کرے وہ کس طرح موجود اور کارساز ہو سکتا ہے ۵۵ خاتم

یہ بھی چنانچہ جب حضرت زکریا علیہ السلام اپنے حجرہ میں کھڑے ہو کر نماز
 پڑھ رہے تھے اس وقت فرشتوں نے آپ کو خوشخبری دی ۵۶

منقول ہے اور حضرت یسے علیہ السلام کو کلمہ اسیے کہا گیا کہ انکی پیدائش اسباب عادیہ کے بغرض نطق کن سے ہوئی۔ و المراد بالکلمۃ عیبی

بذلك لانه وجد بكلمة كن - من دون توسط سبب
عادى الخ (روح - ج ٣ ص ١٢٤) يعنى عيسى عليه السلام فى قول

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی حبیبِ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لئے غیب اور تصدیقِ کلمہ کی تھی۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے

اس کا خواب سنا تب قبول کیا اور حضرت

ن محل آں فرزند ۱۲

تلك الرسل

اس کو اچھی طرح بڑھانا اور سپرد کی نوکریا کو جس وقت آتے اس کے پاس نوکریا:

لَكَ هَذَا أَقَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ

کہ چاہے بے تپاس رہے وہیں دعا کی ذکر کیا ہے اپنے رب سے کہا
 رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ

دعا کا
بھرا اس کو آواز دی فرشتوں نے جب وہ کھڑے تھے نماز میں
الْمَحْرَابِ ۛ اِنَّ اللّٰهَ يَنْشُرُكُ بِكُمۡي مَّصِیۡقًاۚ بِالْحَکِیۡمَةِ

ایک سحر کی دھڑ اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نہ جاوے گا اور نبی ہوگا صالحین سے دس لاکھ

قَالَ رَبِّ اَنِّیْ یَکُوْنُ لِیْ غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِی الْکِبَرُ وَ

کہا اے رب کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا اور

أَمْرًا تِيْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اَللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿٣٠﴾ قَالَ

عورت میری باغیچہ ہے **ہم** فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہے **ش** کہا

رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً ۖ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ

اے رب مقدر کو میرے لئے بچہ نشانی مہیا کیا، نشانی تیرے لئے یہ ہے کہ نہ بات کرے گا تو لوگوں سے

منزل

موضع قرآن فلانکی ماں نے خواب دیکھا کہ اگرچہ یہ لڑکی ہے اللہ نے یہی نیاز میں قبول کی اسکو مسجد میں بے جا وہ علمی مسجد کے بزرگوں نے پہلے کہا کہ لڑکی کا رکنا دستور نہیں جیب اسکا خواب سنا تب قبول کیا اور حضرت زکریا کی عورت انکی خالہ تھی وہی رکھنے لگی انکے واسطے الگ مسجدیں ایک جہ بنایا۔ وہ کو یہ وہاں عبادت کرتیں۔ رات کو حضرت زکریا اپنے ساتھ چڑھتے جاتے ان سے یہ کرامت دیکھی کہ بے موسم میوہ خدا کے یہاں سے آیا

نبہ حضرت زکریا جو ساری عمر اذیہ سے ناامید تھے اب امیدوار ہوئے کہ شاید میرے موسمِ محرم کو بھی ملے اسی عہدِ اولاد کی دعا کی وٹ۔ گواہی دے گا اللہ کے حکم کی یعنی عیسیٰ کی جو حضرت یسے پیدا ہوئے۔ حضرت یحییٰ لوگوں کو آگے سے خبر دیتے تھے۔ حضرت یسے کو اللہ نے خطاب دیا ہی اپنا حکم یعنی محض حکم سے پیدا ہوئے بغیر باپ کے۔

فتح الرحمن ۱ یعنی میوه نرستان در تابستان و میوه تابستان در زمستان ۲ یعنی عیسیٰ علیه السلام را باورد دارد ۱۲ و ۳ یعنی نشان محل آن فرزندان ۱۲

وهدى الله تعالى وروح منه في المشهود (روح ج ۳ ص ۱۴۰، کبیر ج ۲ ص ۶۶۴) سید ۱ سے مراد ہے دین کے معاملات میں رہنما اور پاکبازی میں سب سے فائق اور برتر۔ خصوصاً اپنے نفس پر قابو رکھنا اور لذت و شہوات اور گناہوں سے گناہ کش ہو کر نبیائے کرام کے ساتھ من الصالحین کی قید بظاہر زائد معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر نبی لازمی طور پر صالح ہوتا ہے لیکن یہ قید صلاح کا اعلیٰ درجہ بیان کرنے کے لئے ذکر کی گئی ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کو صلاح و تقویٰ کا درجہ اتم حاصل تھا یہاں تک کہ انہوں نے زندگی بھر گناہ کا خیال تک نہیں کیا۔ کذا فی الکبیر ج ۲ ص ۶۶۵ ۷۷۵ اُنی معنی کیف ہے اور وقد بلغنی الکبر اور و اُنی عاقل دونوں جملے حالیہ ہیں اور لی میں یائے متکلم سے حال ہیں۔ خوشخبری سن کر حضرت زکریا علیہ السلام کو اس پر تعجب ہوا کہ بیٹا پیدا ہونے کے ظاہری اسباب معقول ہیں۔ میں ہوں تو ننانوے سال کا بوڑھا بیوی ہے تو وہ سرے سے قابل ولادت ہی نہیں۔ اسلئے ان حالات میں ہمارے ہاں بیٹے کا پیدا ہونا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت پر دلالت کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ

ال عمران ۳

۱۵۲

تلك الرسل ۳

اَيَّامِ الْاَرْمَزَا وَادْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاَبْجَارِ ۝۱۴۰ وَادْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاَبْجَارِ ۝۱۴۰

تین دن مگر اشارہ سے ۱۴۰ اور یاد کر اپنے رب کو بہت اور تسبیح کر ایشام اور صبح ۱۴۰ اور جب فرشتے بولے اے مریم اللہ نے تجھ کو پسند کیا و طهرک واصطفک علی نساء العالمین ۝۱۴۱ ۝۱۴۱

اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھ کو سب جہاں کی عورتوں پر ۱۴۱ اے مریم ہندگی

لرَبِّكَ وَاسْجُدْ وَارْكَعْ مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝۱۴۲ ۝۱۴۲

کراپنے رب کی اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کر نبیوں کے ساتھ ۱۴۲ یہ خبریں

مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ غَيْبٌ كِي هُنَّ جَوْبِيَّتِي هُنَّ جَوْبِيَّتِي هُنَّ جَوْبِيَّتِي

غیب کی ہیں۔ ہم جو بھیجتے ہیں تجھ کو اور تو نہ تھا ان کے پاس

اَذْيَلْقُونَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۝۱۴۳ ۝۱۴۳

جب ڈالنے لگے اپنے قلم کہ کون یہ پرورش میں لے مریم کو اور تو نہ تھا

لَدَيْهِمْ اَذْيَلْقُونَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۝۱۴۳ ۝۱۴۳

ان کے پاس جب وہ جھڑکتے تھے ۱۴۳ جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ

اللَّهُ يُبَشِّرُكَ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝۱۴۴ ۝۱۴۴

تجھ کو بشارت دیتا ہے ایک اپنے حکم کی جس کا نام مسیح ہے عیسے بیٹا مریم کا مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں مقربوں میں ۱۴۴

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝۱۴۵ ۝۱۴۵

اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب کہ ماں کی گود میں ہو گا اور جبکہ پوری عمر کا ہو گا اور نیک نیتوں سے

قَالَتْ رَبِّ اَنْي يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۝۱۴۶ ۝۱۴۶

وہ کہے۔ بولی اے رب کہاں سے ہو گا میرے لڑکا اور مجھ کو ہاتھ نہیں لگایا کسی آدمی نے ۱۴۶

منزل ۱

کی قدرت کا طرہ پران افراطیں تعجب کا اظہار کرتے ہیں ۱۴۰ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ میری قدرت کاملہ کی کوئی انتہا نہیں اسی طرح خلاف عادت بلا اسباب عادیہ میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً ط اب اللہ سے دعا کی کہ کوئی ایسی علامت مقرر کی جائے۔ جس سے معلوم ہو جائے کہ بیوی امید سے ہے تاکہ اس نعمت کا شکریہ ادا کرنے کا سامان پہلے ہی سے کیا جاسکے اور ظہور عادیہ تک اس میں تاخیر نہ ہو نیز بطور شکر نعمت پہلے سے زیادہ عبادت کروں ای علامتہ اعلم بھا وقت حمل امر اُنی فانزید فی العبادۃ شکرک ومعالم فہا راج ۱ ص ۲۹۰) لیتقی تلک النعمۃ بالشکر حبین حصولہا ولا یخرجہ عنی ظہور و اعتقاد (روح ج ۳ ص ۱۵۰) ۱۵۰

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے گھر میں حمل کی علامت یہ ہوگی کہ تم متواتر تین دن تک لوگوں سے بات چیت نہیں کر سکو گے۔ تمہاری زبان بند ہو جائے گی اور تین دن صرف اشاروں ہی سے کام چلاؤ گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ انہ تعالیٰ جس لسانہ ثلثۃ ایام فہم یقتدون یکلم الناس الارمزا (کبیر ج ۲ ص ۶۶۸) ۱۴۰ ۱۴۰

خود ہم کو عشی اور صبح صادق سے چاشت تک کو ابکار کہتے ہیں تسبیح سے بعض مفسرین نے مانا اولیٰ ہے اور بعض نے ذکر سے ذکر قلبی اور تسبیح سے ذکر لسانی مراد لیا ہے مطلب یہ کہ ان ایام میں شکر نعمت کے طور پر صبح شام زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

نتیجہ یہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے بیٹے کی اللہ سے دعا کی جب بیٹے کی خوشخبری ملی تو اللہ کی قدرت کا طرہ تعجب کا اظہار کیا یہ چیزیں عجز و احتیاج اور نقصان قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔ پھر بیوی کے حاملہ ہونے کی اللہ سے علامت دریافت کرتے ہیں جو نقصان علم کی دلیل ہے۔ اس لئے وہ موجود و متعان بننے کے لائق نہیں ہیں۔ ۱۴۱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ قدرت مخلوقی سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور پھر ہمیں ہی بانیں بھی کی تھیں اور پھر جب بڑے ہوئے تو ان کے ہاتھوں پر بڑے عجیب و غریب معجزے ظاہر ہوئے مثلاً مٹی کے پرندے میں جان ڈالنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا اور لوگوں کو ان کی پوشیدہ باتیں بتانا۔ تو ان تمام چیزوں سے یہود و نصاریٰ کے دلوں میں مختلف شبہات پیدا ہوئے

موضع قرآن ۱۴۰ ۱۴۰

مریم کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے ۱۴۰ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۴۰ مسجد کے بزرگوں نے جب حضرت مریم کی ماں کا خواب سنا تو سب لگے چاہئے کہ ہم پالیں مریم کو فیصل اس پر ہوا کہ ہر ایک نے اپنا قلم جس سے لکھتے تھے۔ ہتھ پانی میں ڈال کر سب کے قلم بہاؤ پر رہے اور حضرت زکریا کا قلم اٹھا اور بہاوت ان ہی کی طرف انکا پانا مٹھا ۱۴۰ منہ رحمہ اللہ ۱۴۰ حضرت عیسیٰ کی بشارت پہلے نبیوں نے دی تھی کہ مسیح پیدا ہوگا جس سے نبی المرسل کا مروج ہوگا مسیح کے معنی جسکے ہاتھ لگانے سے بیمار اچھے ہوں یا جسکو کہیں دھن نہ ہو ہمیشہ سیاحی میں رہے سو حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور یہود انکو نہیں مانتے جب یہودیں دجال پیدا ہوگا وہ آپ کو مسیح کہے گا یہود اس کو مسیح جانیں گے ۱۴۰ منہ رحمہ اللہ ۱۴۰ یعنی ہدایت کی باتیں سکھادے گا لوگوں کو سو وہ باتیں حضرت عیسیٰ نے ماں کی گود میں کہیں یا نبی ہو کر کہیں ۱۴۰ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمن ۱۴۰ یعنی قرمہ می انداختند ۱۴۰

یہودیوں نے حضرت مریم صدیقہ کے بارے میں زبانِ طعن و دزدکی اور ان پر بدکاری کی جھٹ مائی۔ دوسری طرف عیسائیوں نے افراط سے کام لے کر حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو باوقی الاسباب قدرت اور تصرف و اختیار کا مالک قرار دیا اور انہیں حاجات اور مشکلات میں پکارنے لگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے یہ تمام شہادت دور فرمائے۔ پہلے حضرت مریم صدیقہ کی عظمت اور پاکدامنی کی شہادت دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش محض قدرتِ خداوندی سے بغیر باپ کے ہوئی ہے اور حضرت مریم صدیقہ عقیقہ اور پاکدامن ہیں۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کر کے فرمایا کہ یہ تمام معجزے محض اللہ کے حکم سے ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے ان کے ظہور میں ان کے تصرف اور اختیار کو کوئی دخل نہ تھا۔ ان کے ضمن میں حضرت مریم کی الوہیت کی بھی تردید فرمادی۔ اصطفتک تجھے باقی تمام تمام بیت اللہ پر فوقیت دی اور خصوصی خوبیوں سے قنا ز فرمایا۔ و طهر لک اخلاق ذمیرہ عادات صیغہ کفر و معصیت یا حیض و نفاس وغیرہ سے پاک رکھا و اصطفتک علی نساء۔ العلین یہاں نسائ العلین سے حضرت مریم کے زمانہ کی عورتیں مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان کو اس زمانہ کی عورتوں پر فوقیت اور بزرگی عطا کی اسلئے اس سے ان کا حضرت فاطمہ الزہرا حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہن سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔ و التعلیل فی روح المعانی ج ۳ ص ۴۰۵۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مریم اللہ کی طرف سے اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے آگے رکوع اور سجدہ کرنے پر مڑو تھیں لہذا وہ معبود اور الہ نہیں ہو سکتیں ۱۰۳۔ یہ مجملہ مقصد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ واقعات جو آپ بیان کر رہے ہیں۔ یہ سب سنیکڑوں برس پہلے کے ہیں۔ ان واقعات میں آپ جو وہ نہیں تھے لیکن اس کے باوجود آپ ان کی صحیح صحیح تفصیلات بیان فرما رہے ہیں۔ لہذا یہ اس بات کی تین دلیل ہے کہ یہ غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی بتائی ہیں اور آپ اللہ کے پیے نبی ہیں۔ فیہ دلالت علی نبوة محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حیث اخیر من قصہ تم حکایا و مریم و لم یکن قرأ الکتاب و اخبر عن ذلک و صدقہ اهل الکتاب بذلک (قرطبی ج ۴ ص ۸۵) حضرت مریم کے والد چونکہ پہلے ہی فوت ہو چکے تھے اسلئے ان کی پرورش کا سوال پیدا ہوا تو بیٹل سیلانی کے تمام خدام باہم جھگڑنے لگے ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ حضرت مریم کی کفالت اس کے پرہیزگار چنانچہ اس جھگڑے کو قروہ کے ذریعے طے کیا گیا۔ قروہ ڈالنے کا یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ ہر مدعی اپنا پنا قلم لائے ان سب قلموں کو پتے ہوئے پانی میں ڈالا جائے جس کا قلم بھرا رہے اور پانی کے ساتھ نہ چلے اسے کفالت کا حقدار قرار دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس طرح قروہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام پڑا۔ (قرطبی ج ۴ ص ۸۶) بعض نے لکھا ہے کہ جو حقدار ہوگا اس کا قلم پانی کے بہاؤ کی مخالفت سمت کو حرکت کرے گا کیونکہ ۲ ص ۶۷، ہر حال یہ حضرت زکریا علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا ۱۰۴۔ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو انسانی شکل میں حضرت مریم کے پاس بیٹھنے کی خوشخبری سناتے کے لئے بھیجا چنانچہ حضرت جبریل نے خوشخبری واضح کر دیا کہ وہ محض کلمہ کن سے پیدا ہوگا اور اس کا نام عیسیٰ اور لقب مسیح ہوگا اور وہ ماں کی طرف منسوب ہوگا کیونکہ وہ باپ کے بغیر ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں بڑی شان والا اور خدا کے مقربین میں سے ہوگا۔ ۱۰۵۔ یہ بھی فرشتے کا کلام ہے یعنی وہ پیر شیر خوارگی کے زمانہ میں ہی بائیں کمرے کا اور بڑھاپے میں بھی اور صالحین میں سے ہوگا شیر خوارگی کے زمانہ میں بائیں کمرے کو آتا تو ایک معجزہ تھا۔ اسلئے اس کا ذکر کرنے کی وجہ تو یہ تھی کہ اس کے ذکر کوئی کمال نہیں پھر اس کے ذکر کی انوکھا وجہ ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مریثیتیں برس کی ہوئی اس وقت اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھایا چنانچہ ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں اور ان کا کہوت میں بائیں کمرے کا بھی باقی ہے کیونکہ کہوت چالیس سال کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔ اسلئے وہ آسمان سے اتریں گے اور دوبارہ زمین پر آکر چوبیس سال زندگی بسر کریں گے اور اس طرح کہوت میں بائیں کمرے کا خدائی وعدہ پورا ہوگا۔ و علی ما ذکر فی سن الکھولۃ یروا تبخیمہ علیہ السلام کھلا تبخیمہ لہم کذا الیک بعد نزولہ من السماء و ببلوغہ ذالک السن بنا علی ما ذهب الیہ سعید بن المسیب و زید بن اسلم و غیرہما انہ علیہ السلام دفع الی السمار و هو ابن ثلاث و ثلثین سنہ و اند سینزل الی الارض و یمنی حیاتیہا اربعاً و عشرين سنۃ کما روہ ابن جریر بسند صحیح (روح ج ۳ ص ۱۶۴، کبیر ج ۲ ص ۶۷، قرطبی ج ۴ ص ۹۰) و یلکم الناس فی المہد و کھلا قال (ابن زید) رفعہ اللہ الیہ قبل ان ینزل کھلا قال و ینزل کھلا ابن جریر ج ۳ ص ۱۸۴) یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دفع الی السماء کی واضح دلیل ہے۔ نیز یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے بطلان پر نص صریح ہے کہ اس سے ان کے تغیر احوال کا پتہ چلتا ہے۔ بطلان کے پتے سے پیدا ہونا۔ طفل ہونا اور کھل ہونا وغیرہ اور جو ذات اس قدر متغیر اور انقلاب زمانہ سے متاثر ہو وہ معبود اور الہ بننے کے لائق نہیں جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ المراد منہ بیان کھولہ متقلبا فی الاحوال من الصبا الی الکھولۃ و التخییر علی الالہ تعالیٰ محال و المراد منہ الرد علی وفد یجران فی قولہم ان عیسیٰ کان الشہاد کبیر ج ۲ ص ۶۷، ۱۰۶ حضرت مریم چونکہ ابھی کنواری تھیں۔ اور نہایت ہی عقیقہ اور پاکدامن تھیں، اسلئے یہ خوشخبری سن کر تعجب اور حیرت سے بولیں کہ مجھے تو کسی مرد نے بھجوا کر انک نہیں میرے بیٹا کس طرح پیدا ہوگا۔ ۱۰۷ اس پر فرشتے نے کہا کہ تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح ظاہری اسباب کے بغیر جو چاہتا ہے پیدا کر لیتا ہے۔ اس کے لئے یہ کام کوئی مشکل نہیں۔ جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کام کے مکمل ہوجانے کے لئے صرف اس کا ارادہ ہی کافی ہوتا ہے۔ و یحکمہ الکتب و الحکمۃ و التورۃ و الانجیل ۵ یہ بھی فرشتے کا مقولہ ہے اور بیشتر ک پر معطوف ہے۔ فرشتے نے مزید کہا کہ اللہ تعالیٰ اس ہونے والے بچے کو کتاب و حکمت اور تورات و انجیل کا علم دے گا۔ یہاں کتاب میں الف لام کا جھک ہے اور اس سے قرآن مراد ہے۔ اور حکمت سے سنت رسول اللہ یا جنتہ بائیں مراد ہیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اس وقت قرآن و سنت کا علم ان کو اللہ کی طرف سے وہی طور پر عطا ہوگا۔ و مسوکلہ الی بنی اسرائیل۔ رسول کا حامل ناصب مخدوف ہے ای یجعلہ رسولاً (روح ج ۳ ص ۱۶۶) انی میں رسولاً عامل ہے۔ یعنی وہ بچہ نبی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا اور ان سے کہے گا کہ میں اللہ کی طرف سے تمہارے پاس اپنی صداقت کی نشانیاں لے کر آیا ہوں۔ ۱۰۸ یہ انی قد جئکم سے بدل ہے اور اذن اللہ سے مراد امر اللہ ہے اور یہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی تفصیل شروع ہوتی ہے ان کا ایک معجزہ تھا کہ وہ مٹی سے ہرندے کی شکل بنا کر اس میں دم کر دیتے تو وہ زندہ ہوجاتا۔ باذن اللہ کا اضافہ کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ مٹی کے بت کا زندہ ہوجانا یہ محض اللہ کے حکم سے تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس میں کوئی تصرف یا اختیار نہیں تھا۔ و المراد بامر اللہ و الشاہد اللہ الی ان احیاءہ من اللہ تعالیٰ و لکن بسبب النفخ و لیس ذالک لخصر صیغۃ فی عیسیٰ علیہ السلام الف (روح ج ۳ ص ۱۶۸) ۱۰۹ یہ خلق پر معطوف ہے۔ اگر اسے کہتے ہیں۔ جو ماں کے پیٹ سے ہی اندھا پیدا ہوا ہو اور امراض کو مری کو کہتے ہیں۔ یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات تھے۔ جب انکے پاس کوئی علاج کے لئے آتا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ عطا کر دیتا۔ اسی طرح مردوں کو زندہ کرنے کے لئے بھی دعا سے دعا مانگتے اور یہ سب کچھ اللہ کی مشیت اور اس کے حکم سے ہوتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کاموں کا اختیار نہیں تھا۔ ۱۱۰ اسلئے وہ الہ اور معبود نہیں تھے۔ و کان یدعونہم بالدعاء الی اللہ تعالیٰ بشرط الایمان (روح ج ۳ ص ۱۶۹) ۱۱۱ یہ بھی ان کا معجزہ تھا۔ وہ لوگوں کو بتا دیتے تھے کہ وہ کیا کھا کر آتے ہیں۔ اور کیا گھر بچا کر رکھا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے بتانے سے انہیں معلوم ہوتا تھا۔ وہ خود غیب نہیں جانتے تھے۔ ۱۱۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذکورہ معجزات دکھا کر اپنی قوم سے کہیں گے کہ اگر ایمان لانا چاہو اور میری تصدیق کرنی چاہو تو یہ معجزات میری رسالت و نبوت کی بہت بڑی دلیل ہیں۔ کیونکہ یہ عمارق عادت امویہ پیغمبر کے سوا کسی جھوٹے مدعی کے ہاتھ پر ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتے۔ ۱۱۳ مصداقاً کا عطف رسول پر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک فریضہ یہ بھی تھا کہ وہ تورات کی تصدیق کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ تورات خدا کی کتاب ہے اور اسکی تعلیمات پر ایمان لانا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے و لا یحل لکم تبخیم الذی حرم علیکم۔ تورات کے بعض احکام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے مسوخ بھی کئے گئے مثلاً کئی چیزیں جو تورات میں حرام تھیں حلال کر دی گئیں۔ و جئکم بایۃ من مریکم۔ مذکورہ دلائل میری نبوت و رسالت پر کافی ہیں۔ اسلئے خدا سے ڈرو۔ میرا انکار نہ کرو اور میری اطاعت کر دو ۱۱۴ اور میرے ان حیرت انگیز اور تعجب خیز معجزات سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوجانا اور مجھے متصرف و مختار اور کارساز نہ سمجھ بیٹھا میں خدا کا شریک نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بندہ ہوں جو خدا سے واحد تبارک پروردگار ہے۔ وہی میرا پروردگار اور کارساز ہے۔ ۱۱۵ صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسے ہی پکارو اور میری صراطِ مستقیم اور سیدھی راہ ہے جس کی طرف تمام انبیاء علیہم السلام دعوت دیتے رہے۔ ۱۱۶ یہاں کلام میں اندماج ہے یعنی غلام سے پہلے کچھ عبارت مخدوف ہے اھی فلو دعینی کما بشر بہ و مبلغ قومہ المرسلۃ۔ یعنی جس حضرت عیسیٰ علیہ السلام حسب شہادت پیدا ہو چکے اور تبلیغ رسالت کا فریضہ انجام دید یا تو یہودیوں نے ان کے خلاف حدود و نفع

کی وجہ سے سازشیں شروع کر دیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے کفر و انکار اور عداوت کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے ماننے والوں کو اپنی مدد اور نصرت کی دعوت دی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتے کا قول درصلا الہی بنی اسرائیل تک اور اس کے بعد اندماج ہو کر مذکورہ عبارت اس کے بعد محذوف ہو کر کذا فی الروح ج ۳ ص ۱۱۴ اس سے بھی عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیح کی تردید ہو گئی کہ جو شخص خود عالم اسباب میں مدد اور نصرت کا طالب ہے وہ کس طرح الہ بن سکتا اور دوسروں کی مشکل کشائی اور حاجت برآری کر سکتا ہے۔ یہ حوالہ عیسیت حواری کی حج ہے یہ لوگ اپنے علاقہ کے سردار تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نہایت اخلاص سے ایمان لائے تھے وہ پول اٹھے کہ ہم اللہ کے دین کی خاطر آپ کی مدد کریں گے۔ آپ اس پر گواہ رہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور دل و جان سے اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ وقیل کانوا ملوکا۔۔۔۔۔ قتالہ ابن عون (قزطی ج ۴ ص ۹۸) و کذا فی الکبیر ج ۲ ص ۱۸۶ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے وعدہ نصرت کے بعد حواریوں نے اللہ سے مناجات شروع کر دی اور صدق نیت سے اقرار کر لیا کہ وہ اللہ کے نازل کردہ تمام احکام پر ایمان لے

ال عمران ۳

۱۵۴

تلك الرسل ۳

كَذَلِكَ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَ

اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے۔ جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو یہی

یَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَ

کہتا ہے اس کو جو سو وہ ہو جاتا ہے اور سکھاتا ہے اس کو کتاب اور

الْحِكْمَةَ وَالْثَوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ۝ وَرَسُولًا

تہ کی باتیں اور تورات اور انجیل اور کرے گا اس کو پیغمبر

إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ هَآ أَنَّىٰ قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ

بنی اسرائیل کی طرف بیشک میں آیا ہوں تمہارے پاس نشان بیکر

مِّن رَّبِّكُمْ لَا أَنَّىٰ أَخْلَقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ

تمہارے رب کی طرف سے کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو گارے سے پرندہ کی شکل

الطَّيْرِ فَانْفُخْ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ

پھر اسی میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا جانور اللہ کے حکم سے

وَأُبْرِئُ الْوَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ

اور اچھا کرتا ہوں مادرِ نادانہ کو اور کوڑھی کو اور بھلاتا ہوں مردے

بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا

اللہ کے حکم سے ۶۹ اور بتا دیتا ہوں تم کو جو کھا کر آؤ اور جو

تَدَّخِرُونَ لِأَنفُسِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

رکھ کر آؤ اپنے گھروں میں ہے اس میں نشانی ہے۔

لَكُمْ إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا

تم کو اگر تم ایمان رکھتے ہو ۷۰ اور سچا بتاتا ہوں اپنے سے پہلی

بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ الثَّوْرَةِ وَلَا حِلَّ لَكُمْ بَعْضَ

کتاب کو جو تورات ہے ۷۱ اور اس واسطے کہ حلال کروں تم کو بعضی

منزل ۱

آئے ہیں اور اس کے پیغمبر کی اطاعت قبول کر چکے ہیں اس لئے انہیں بھی ان لوگوں کی فہرست میں شامل فرمایا جائے جو اللہ کی توحید اور اس کے پیغمبروں کی صداقت کی گواہی دیتے ہیں ای اکتبانی جملۃ من شہد لکنا بتجید ولانبیاءک بالصدقہ (کبیر ج ۲ ص ۹۸) اس سے معلوم ہوا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی جو مسیحی تھے وہ تو صرف اللہ ہی کو معبود مانتے تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام سے متعلق ان کا صرف یہی نظریہ تھا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کا اتباع ان پر لازم ہے ان کو الہ یا ابن اللہ کہنا وغیرہ خرافات تو ان کے تصور میں بھی نہ تھیں ۷۷ ممکن ہے کہ یہی لفظ ہے جس کے معنی گہری اور خفیہ تدبیر سوچنے کے ہیں۔ اور یہ چیز اپنے اصل کے اعتبار سے بری اور معیوب نہیں ہے اس لئے اللہ کی طرف اس کی نسبت بے شک کی جائے۔ البتہ خفیہ تدبیر اگر کسی ناجائز کام کے لئے ہوگی تو معیوب مذموم ہوگی مسکودا کا فاعل یہودی ہیں یہ لوگ چونکہ مشرک اور بدعقیدہ تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توحید پرستی اور حق بیانی سے برہم ہو کر ان کے دشمن بن چکے تھے اس لئے انہوں نے ان پر ایما و اور بیدینی کا الزام لگا کر اپنی مذہبی عدالت سے ان کے کافر اور واجب القتل ہونے کا فیصلہ حاصل کر لیا۔ یہودی چونکہ رومیوں کی مشرک اور بت پرست حکومت کے ماتحت تھے اور رومی حکومت کی منظوری کے بغیر کسی کو قتل کی سزا نہیں دے سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام پر بغاوت کا ایک جھوٹا مقدمہ بھی قائم کر دیا اور رومی عدالت سے ان کے قتل کے احکام حاصل کرنے اس وقت منرائے موت صلیب کے ذریعہ دی جاتی تھی۔ اس لئے اب وہ ان کو سولی پر لٹکانے کی تیاریاں کرنے لگے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام تدبیریں خاک میں ملا دیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ان سے بچا کر آسمان پر اٹھالیا جب یہودی حضرت کو سولی کے لئے پکڑنے آئے تو جس آدمی کو اندر بھیجا اللہ نے اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کا متشکل بنا دیا اور ان کو اوپر اٹھالیا۔ چنانچہ یہودیوں نے اٹھ کر اس کو مسیح سمجھ کر سولی پر لٹکا دیا۔ ۷۸ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے بھی عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیح کی تردید ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام الٰہ اور متصرف و مختار ہوتے تو یہودیوں کے کمرے خود بخود بچ جاتے لیکن اس میں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے محتاج تھے متوفی نوئی سے ائم فاعل ہے اور نوئی کے معنی کسی چیز کو پورے طور پر لینے اور حصول

کرنے کے ہیں المستوفی اخذ الشئ وافیہ (کبیر ج ۲ ص ۹۸) اور رافیک ماقبل کی تفسیر ہے اور اخذ صرف کر دینا ہے یعنی یہودی جب حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کی خفیہ تدبیریں سوچ رہے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ خوشخبری سادی کہ میں تم کو پورا پورا یعنی روح مع الجسد آسمانوں پر اٹھا لوں گا۔ اور ان کافروں کے ناپاک منصوبوں سے تم کو بچا لوں گا۔ الماد آخذک وافیہ بروحک ویدنک فیکون ورافیک الی کا مضمر ما قبلہ (روح ج ۳ ص ۱۰۹) اللہ تعالیٰ نے رافیک کے ساتھ اس سے پہلے متوفیک کا اضافہ فرمایا ہے۔ حالانکہ دفع الی السماء پر ولات کرنے کے لئے رافیک الی ہی کافی تھا۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اسکی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر صرف رافیک الی پر ہی اکتفا کیا جاتا تو اس سے شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کا رفق ہو رہے جس کا انہیں ہوا۔ اس لئے متوفیک لاکر صراحت فرمادی کہ دفع روح مع الجسد ہوا ہے نہ کہ صرف روح کا۔

موضع القرآن ۱۔ حضرت عیسیٰ کو تورت اور ہر کتاب بغیر پڑھے آتی تھی۔ اور یہ سب مجھ سے ہوتے تھے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ولما علم الله ان من الناس من يخطر بباله ان الذي رفع الله هوروحه لا جسده ذكر هذا الكلام ليدل على انه عليه الصلوة والسلام رفع بتمامه الى السماء بروحه وجحد
(الخ (کبریا ۲ ص ۹۸۹)

یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمانوں پر اٹھانے جانے کی صریح اور واضح دلیل ہے اس کے علاوہ اور کئی آیتوں میں بھی اس کی صراحت ہے اور نزول مسیح کے بارے میں حدیثیں تو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں جیسا کہ امام ابن جریر اور دیگر مفسرین نے کہا ہے۔ قال ابو جعفر واولی هذه الاقوال بالصحة عندنا قول من قال معنى ذالك ان قابضك من الارض ورافحك الى لتواتر الاخبار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال ينزل عيسى بن مريم فيقتل الرجاء ثم يبعث في الارض۔ الخ (ابن جریر ۳ ص ۱۸۴) چنانچہ ایک مرفوع روایت میں ہے جسے حضرت ابو ہریرہ

روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم ضرور بالصورۃم میں حاکم عادل بن کرنازل ہوں گے الخ۔ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ ان سعید بن المسیب سمع ابا ہریرۃ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضح الخنزير الخ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹۶) ج ۱ ص ۳۳۶ ج ۱ ص ۴۹۰) یہ روایت حدیث کی تمام متداول کتابوں میں موجود ہے۔ نزول کے بارے میں کتب حدیث میں جتنی بھی روایتیں موجود ہیں ان سب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کی صراحت موجود ہے کسی ایک روایت میں بھی قیل عیسیٰ کا لفظ نہیں آیا اور نہ ہی کسی مرفوع حدیث میں اور نہ ہی صحابہ کرام تابعین اور تابع تابعین کے کسی اثر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا ذکر آیا ہے بلکہ صحابہ اور تابعین سے حیات مسیح تواتر کے ساتھ ثابت ہے حضرت ابن عباس سے جو متوفیک کا معنی متیک بخاری میں منقول ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ روایت منقطع ہے اور اس کے مقابلہ میں حضرت ابن عباس سے جو روایت صحت کے ساتھ منقول ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے چنانچہ علامہ قرطبی رقمطراز ہیں۔ والصحيح ان الله تعالى دفعه الى السماء من غير وفاة ولا نوم كما قال الحسن وابن زبیر وهو اختيار الطبري وهو الصحيح عن ابن عباس وقالا الفحاك (قرطبی ج ۴ ص ۱۰۰) ثانیاً اگر روایت صحیح بھی ہو تو بھی اس کا مفہوم یہ نہیں کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں بلکہ اس صحت میں آیت میں تقیید و تاخیر ہوئی کیونکہ داوطلب جمع کے لئے آتی ہے ترتیب لازم نہیں اور مطلب یہ ہوگا کہ تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور میرے آخر زمانہ میں زمین پر اتار کر تجھے موت دینے والا ہوں۔ جیسا کہ حضرت قتادہ سے منقول ہے۔ عن قتادة قال هذا من المقدم والمؤخر ای احضرك الى وموتك (روح - ج ۳ ص ۱۶۹)

اس سے پہلے مذکور ہے یعنی الفصح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنی قوم کو توبہ کی دعوت دی

ع ۱۳

ال عمران ۳

۱۵۵

تلك الرسل ۳

الَّذِي حَرَّمَ عَلَيْكُمْ وَجَعَلْتُكُمْ بَايَةً مِنْ رَبِّكُمْ

وہ چیزیں جو حرام تھیں تم پر اور آیتوں تمہارے رب کی

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ إِنَّ اللَّهَ كَرِيمٌ وَرَبُّكُمْ

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو بیشک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا

فَاعْبُدُوهُ ۝ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ فَلَمَّا أَحَسَّ

سر اس کی بندگی کرو یہی راہ سیدھی ہے و مستقیم معلوم کیا

عِيسَى مِنْهُمْ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ ط

عیسیٰ نے بنی اسرائیل کا کفر بولا کہ ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ میں ہے

قَالَ الْخَوَارِثُ يُونُ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ ۝ أَمَّا بِلِلَّهِ

کہا خواربوں نے ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کی ہم یقین لائے اللہ پر

وَأَشْهَدُ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ

اور تو گواہ رہ کہ ہم نے حکم قبول کیا ہے اے رب ہم نے یقین کیا اس چیز کا جو تو نے

وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝

تواری اور ہم تابع ہوئے رسول کے سو تو لکھ لے ہم کو ماننے والوں میں

وَمَكْرُوا وَمَكْرَ اللَّهِ ۝ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝

اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا دوسرے سے بہتر ہے و مکر

إِذْ قَالَ اللَّهُ لِعِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَى

جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں نے تو کو تم کو اور اٹھاؤں گا اپنی طرف

وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاجْعَلْ مِنَ الَّذِينَ

اور پاک کر دوں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا ان کو جو تیرے

اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝

تابع ہیں غالب ان لوگوں پر جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک

منزل ۱

لفظ توفی کے معنی تمام اہل لغت کے نزدیک اخذ الہی و احیاء کے ہیں اور قرآن مجید میں یہ لفظ حیات کے مقابلہ میں کہیں استعمال نہیں ہوا

موضع قرآن۔ ف۔ حضرت عیسیٰ کے وقت تورات میں سے کئی حکم جو شکل تھے جو توف ہونے باقی وہی تورت کا حکم تھا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و حضرت عیسیٰ کے بارہ بار کا خطاب تھا حواری حواری اصل کہتے ہیں دھوبی کو ان میں پہلے دو شخص جو ان کے تابع ہوئے دھوبی تھے حضرت عیسیٰ نے کہا کہ کپڑے کیا دھوتے ہو میں تم کو دل دھونے سکھا دوں وہ انکے ساتھ ہوتے اس طرح سب کا یہی خطاب مٹھریا۔ فلما اس آیت کے معنی یہ کہ حضرت عیسیٰ اصل رسول تھے واسطے بنی اسرائیل کے۔ جب معلوم کیا کہ یہ میرا دین قبول نہ کریں گے چاہا کہ اور کوئی میرے دین کو رواج دے حواریوں کے ہاتھ سے غیروں کو دین پہنچا۔ اب تک بنی اسرائیل انکے دین میں کم ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسوقت کے بادشاہ کو بہکایا کہ یہ شخص محمد ہے تورت کے حکم سے خلاف بتاتا ہے اس نے لوگ بھیجے کہ ان کو پکڑ لاؤ جب وہ پہنچے حضرت عیسیٰ کے یار سرگئے اس شتابانی میں حتی تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھالیا۔ اور ایک صورت ان کی رہ گئی اسی کو پکڑ لائے پھر سولی پر چڑھایا ۱۲ منہ رحمہ

فتح الرحمن۔ ف۔ الفصح اس بشارت در حق عیسیٰ علیہ السلام متحقق شد و یہود و راجدین خود دعوت نمودند ۱۲۔ یعنی با کافراں ۱۲

حیات کے مقابلہ میں لفظ موت آیا ہے مثلاً کہتے ہو انا فاحیا کم ثم یسئکم ثم یحکم (بقدر ۳۷) ام یحکم الارض کفانا احياء وامواتا (مرسلات ۱۷) بلکہ توفی کے مقابلہ میں ہونا اور رہنا آیا ہے۔ یہاں کہہ رہا ہے کہ توفی کے بعد عیدم شہید اہم امت فہم فلما توفیتہم کنت انت الوئیب علیہم (مائدہ ۱۶) البتہ اس لفظ کا اطلاق موت پر بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہاں بھی اخذ الہی و اذبا ہوتا ہے تو موت بھی توفی کا ایک فرد ہے۔ جس طرح بدن کے ساتھ اٹھالیا بھی اس کا فرد ہے مگر اس آیت میں رفع روح مع الجسد اور ہے نہ کہ موت۔ مرزائیوں کی طرف سے ایک قاعدہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب توفی سے باب تغفل ہو اور عامل اللہ ہو اور مغفول ذی روح ہو تو وہاں قبض روح کے سوا کوئی معنی نہیں ہوتا۔ یعنی رفع مع الجسد اور نہیں ہوتا۔ یہ امت مرزائیہ کی طرف سے سراسر فریب اور دھوکہ ہے۔ اول تو اسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی کا دفع روح مع الجسد ثابت نہیں اسلئے یہ الفاظ کسی دوسرے کے لئے وارد نہیں ہوتے۔ ثانیاً یہ قاعدہ من مخرت اور جعل ہے کسی لغت کی کتاب میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جب رفع کا نامل اللہ ہو اور مغفول ذی جسد ہو اور اس کا

تلك الرسل ۳ ۱۵۶ ال عمران ۳

ثُمَّ اِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَاَحْكُم بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ

پھر میری طرف ہے تم سب کو پھر آنا پھر فیصلہ کروں گا تم میں جس بات میں تم

فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ فَاَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَاَعَدَّ لَهُمْ

مقرر ہے تھے سو وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کو عذاب کروں گا

عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ

سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں

مِّنْ نَّصْرِيْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا

ان کا مددگار تھے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام کیا

الصَّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ اٰجُورَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

کئے سہراں کو پورا دے گا ان کا حق ملے اور ان کو خوش نہیں آئے

الظَّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَ

بے انصاف یہ پڑھ سناتے ہیں ہم تجھ کو آیتیں اور

الَّذِيْ كَرَّمْنَا بِكَ ۚ اِنَّ مَثَلَ عِيسٰی عِنْدَ اللّٰهِ

بیان تحقیقی بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک

كَمَثَلِ اٰدَمَ ۚ خَلَقْنَاهُ مِنْ سُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ

جیسے مثال آدم کی بنایا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو کہ ہو جا

فَيَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ

وہ ہو گیا تھے حق وہ ہے جو تیرا رب کے پھر موت رہ تھ

السُّتُرِيْنَ ۝ فَمَنْ حَآخَكَ فِيْهِ مِنْ مُّبْعَدٍ مَّا

لائے دلوں سے پھر جو کوئی مجھ کو دے تو ہے اس قصہ میں بعد اس کے

حَآءُكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اٰنْبَاءَنَا

کہ آجی تیرے پاس خبر بھی تو تو کہہ دے آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹے

منزل ۱

صلواتی ہو تو وہاں رفع جسد کے سوا کوئی معنی نہیں ہو سکتا۔ قرآن سے مندرجہ اور محاورات عرب سے اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں مل سکتا۔ والتفصیل فی رسالہ عقیدۃ الاسلام للشیخ النور شاہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۹۷ پہلے تین دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات سے مخصوص تھے اور یہ وعدہ ان کے متبعین اور ان پر ایمان لانے والوں کے ساتھ ہے۔ ماذیہم انتجوا سے مسلمان اور یہ مسیحی مراد ہیں اور الذین کفروا سے مراد یہود ہیں۔ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اور ان کے قتل کے درپے ہوئے۔ فوقیت اور غلبہ سے معنوی اور قوت و دلائل کے اعتبار سے ظہر مراد ہے۔ چنانچہ اس حیثیت سے یہودی ہمیشہ مغلوب رہے ہیں اگر مادی اور سیاسی حیثیت سے فوقیت مراد ہو تو اس اعتبار سے بھی یہودی ہمیشہ ذلیل و خوار اور مقہور و محکوم ہی رہے ہیں۔ ثُمَّ اِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَاَحْكُم بَيْنَكُمْ یَسْئَلُکُمْ۔ اور جب تم سب میدان حشر میں میرے سامنے حاضر آؤ گے تو عملی اور حتمی فیصلہ تمہارے اختلافات کا میں خود کروں گا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوا سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے تھے اور انہیں قتل کرنا چاہتے تھے یا جنہوں نے ان کو معبود بنالیا تھا۔ آخرت کا عذاب تو ظاہر ہے اور دنیا کے عذاب سے قید و بند اور قتل کا عذاب مراد ہے۔ چنانچہ دنیا میں بھی ان لوگوں کو عذاب دیا گیا اور آخرت میں بھی دیا جائیگا۔ وکذا انک فعلہ من کفر بالمسیح من الیہود ادخلوا فیہ واطرافہ من الضادی عذبہم فی الدنیا بالقتل والنسی و اخذ الاموال ازالہ الایدی عن الممالک و فی الدار الآخرة عذابہم اشد واشق۔ ابن کثیر ص ۱۱ اور ان کافروں کا کوئی یار و مددگار نہیں ہوگا جن کو انہوں نے اپنے حاجت روا اور مشکلاتا سمجھ رکھا ہے وہ انہیں نہ دنیا میں خدا کے عذاب سے بچا سکیں گے اور نہ آخرت میں لے اور جن لوگوں نے اللہ کے تمام پیروں کو مانا اور ان کے لئے ہوئے پیغام توحید کو تسلیم کیا اور عیسیٰ کی طرح اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارا اور اعمال صالحہ بجالا کر ایمان کے تمام تقاضے پورے کئے تو انہیں انکے اعمال کا پورا پورا اجر ملے گا اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظَّٰلِمِيْنَ ۝ پہلے نو مبین کے اجر و ثواب میں کمی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مزدور کو اس کی مزدوری نہ دینا یا اس میں کمی کرنا ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا۔

سورہ یوسف
۱۲
مذکورہ
۱۲
سورہ یوسف
۱۲
مذکورہ
۱۲
سورہ یوسف
۱۲
مذکورہ
۱۲

اسلئے اس بات کا اونے احتمال بھی نہیں ہے کہ وہ کسی کے اجر میں کمی کرے گا۔ ۱۲ یہ جملہ معترضہ ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے انہار کیلئے لایا گیا ہے۔ ذالک مبتدأ ہے اور نزلہ عیبک اسکی خبر ہے من آیات و اندھک الحکیم خبر بعد خبر ہے یا نزلہ میں غیر منصوب سے سال ہے اور ذکر حکیم سے مراد قرآن ہے یعنی جو کچھ ہم آپ پر نازل کر رہے ہیں۔ یہ آپ کی بخت کے واضح دلائل ہیں اور حکمت سے مراد قرآن کی آیتیں ہیں جنکا علم وحی کے بغیر نالگن ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں۔ اسی الحجج الدلائل صدق نبوک اذا علمتہم بالابیعہ الاتاری کتاب او معلوم دست جواحد منها فلم یبق الا ان یصدق عرفتہ من طریق الوحی (روح ج ۳ ص ۱۲۵)

وضع قرآن و حضرت عیسیٰ کے تابع اول انصار تھے اب مسلمان ہیں۔ سو ہمیشہ یہودی پر غالب رہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و نصاریٰ اس بات پر حضرت سے بہت مجھڑتے کہ عیسیٰ بندہ نہیں اللہ کا بیٹا ہے آخر کہنے لے کر کہ وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو بتاؤ کس کا بیٹا ہے اس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ آدم کو تھان نہ باب عیسیٰ کو باب نہ ہونو کیا عجب ہے ۱۲ منہ

۳۵ یہ سابقہ شبہ کے جواب کی تکمیل ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ان کے معبود ہونے کی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی یہ کام قدرت خداوندی کے سامنے مشکل یا عجیب ہے ان کی پیدائش قدرت خداوندی کا ایک نمونہ ہے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ماں اور باپ دونوں کے بغیر قدرت خدا کا نمونہ تھی جس طرح حضرت آدم کی پیدائش محض اللہ کی قدرت اور اس کے ارادے سے ہوئی اسی طرح حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہوئی۔ ۳۶ الحق خبر ہے اور اس کا مبتدا ہو مخدوف ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے کہ وہ آدم علیہ السلام کی طرح محض ہماری قدرت کا ملکہ سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور اللہ نہیں تھے۔ اور ان کی والدہ حضرت مریم صدیقہ پاکباز عورت تھی یہ سب حق ہے اس میں کوئی شک نہیں اور اس کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ کے نظریات غلط اور باطل ہیں مثلاً نصاریٰ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ معبود اور کار ساز ہیں اور یہودیوں نے حضرت مریم کو زانیہ کی تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے خیالات کا ابطال فرمایا قال ابو مسلم المراد ان هذا الذي انزلت عليك هو الحق من خبر عيسى عليه السلام لا ما قالت النصارى واليهود فانصارى قالوا

ان ميرم ولدت الہا والیہود من امر عی علیہا السلام بالانک وکیر ۶

۳۷ فیہ کی خبر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہے الوہیت عیسیٰ کو

دلائل قطعیہ سے باطل کرنے کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے

فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کے الہ (معبود) نہ ہونے اور اللہ کا بندہ اور رسول ہونے

کے قطعی اور یقینی دلائل کے واضح ہو جانے کے بعد بھی اگر وہ بخوان الوہیت

عیسیٰ کے بارے میں آپ سے اختلاف اور جھگڑا کریں تو آپ انہیں مباہلہ

کا چیلنج کر دیں کیونکہ دلائل سے تو مسدود واضح ہو چکا ہے اور ان سے کہیں کہ تم

بھی اپنی عورتوں اور بچوں کو لے آؤ اور ہم بھی لے آتے ہیں۔ اور پھر عاجزی اور

خشوع سے دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں لیکن وفد بخوان کے

پادری اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ سچے رسول ہیں اور آپ کے مقابلہ میں

مباہلہ کرنے سے وہ تباہ ہو جائیں گے اسلئے وہ مباہلہ پر آمادہ نہ ہوئے اور آپ

سے صلح کر لی۔ یہ آیت مباہلہ کے نام سے مشہور ہے جس کا شان نزول اور صحیح

مغہوم اوپر بیان کیا جا چکا ہے شیعہ حضرات اول تو قرآن مجید کو صحیح مانتے ہی

نہیں بلکہ اس میں پیسوں غلطیاں اور خامیاں نکالتے ہیں اور اگر مانتے ہیں تو

خواہ مخواہ قرآن کی آیتوں سے کھینچ کر ان کی امامت اور حضرت علی کی

خلافت بلا فصل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ آیت مباہلہ سے بھی

شیعوں نے حضرت علی کی خلافت بلا فصل پر استدلال کیا ہے وہ کہتے ہیں جب

یہ آیت نازل ہوئی اسوقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

علی حضرت فاطمہ اور حسین کو ساتھ لیا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ انفسا سے

حضرت علی اور انبائنا سے حضرات حنین اور نساہنا سے حضرت فاطمہ راہیں

تو معلوم ہوا کہ حضرت علی نفس رسول ہیں اور نفس رسول کی موجودگی میں اور

کوئی خلافت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

۳۸ جواب: یہ شیعوں کی طرف سے ایک سراسر غلطی ہے اور اس آیت سے

ان کا استدلال از سر تاپا باطل ہے۔ اول اسلئے کہ ان کا استدلال اس آیت سے

نہیں بلکہ ایک روایت سے ہے کیونکہ روایت کو ساتھ ملائے بیڑان کا مطلب

آیت سے نہیں نکلا سکتا۔ بلکہ آیت میں اس طرف ادنیٰ سا اشارہ بھی موجود نہیں۔

دوم اسلئے کہ انفسا سے صرف حضرت علی کو مراد لینا یہ مغضربین کی تفسیرات کے

خلاف ہے۔ بلکہ اس سے خود حضور علیہ السلام کی ذات یا آپ کے ساتھ

حضرت علی اور دوسرے مسلمان مراد ہیں چنانچہ مشرطری فرماتے ہیں۔

ال عمران ۳

۱۵۷

تلك الرسل ۳

وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَ

اور تمہارے بچے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور

أَنْفُسَكُمْ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ فَتَجْعَلُ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى

تمہاری جان پھر ایسا کریں ہم سب اور لعنت کریں اللہ کی ان

الْكَاذِبِينَ ۱۱ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا

پر جو جھوٹے ہیں ۱۱ بیشک یہی ہے بیان سچا ۱۱ اور کسی

مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ

کی بندگی نہیں ہے سوائے اللہ کے اور اللہ جو ہے وہی ہے زبردست

الْحَكِيمُ ۱۲ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ

حکمت والا ۱۲ پھر اگر قبول نہ کریں تو اللہ کو معلوم ہیں فساد کرنے والے ۱۲

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا

تو کہہ اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہم میں

وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ

اور تم میں کہ بندگی نہ کریں ہم محمد اللہ کی اور شریک نہ ٹھہرا دیں اس کا

شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ

کسی کو اور نہ بناوے کوئی کسی کو رب سوائے

دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا

اللہ کے ۱۳ پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو کہہ دو گواہ رہو

بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۱۴ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ

کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں۔ ۱۴ اے اہل کتاب کیوں

تُعَاجِزُونَ فِي أَبْرَهِيمَ وَمَا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ

جھجکتے ہو ابراہیم کی بابت ۱۴ اور توریت

منزل ۱

لا نسلم ان المراد بانفسنا لا مبریل المراد نفسه الشریفی صلی اللہ علیہ وسلم (ج ۲ ص ۱۹۲) اور معالم میں ہے عنی نفسه وعلی رضی اللہ عنہ والعرب تسمی ابن عم الرحمن نفسه كما قال الله تعالى ولا تفرقوا انفسكم بريد اخوانكم وقيل هو على النعم لمجاعة اهل الدين اصل بات یہ ہے کہ یہ حضرات چونکہ آپ سے علیحدہ گھر میں رہتے تھے اسلئے مباہلہ میں ان کو شریک کرنے کے لئے آپ نے ان کو اپنے گھر ملا یا

موضع قرآن ۱ اللہ تعالیٰ نے علم فرمایا کہ نصاریٰ اس قدر سمجھائے پر بھی اگر قائل نہ ہوں تو ان کے ساتھ قسم کرو یہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دونوں طرف اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہوں اور دعا کریں کہ جو کوئی تم میں جھوٹا ہے اس پر لعنت اور عذاب پڑے پھر حضرت آپ اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین اور حضرت علی کو لے کر گئے ان نصاریٰ میں جو دانا تھے انہوں نے مقابلہ نہ کیا اور جزیہ دینا قبول رکھا۔ ۱۲ منہ ۲ فتح الرحمن ۱۱ یعنی بعضی گھنڈیہودی بودو یعنی گھنڈی نصاریٰ بودو ۱۲

لیکن مباہلہ کی نوبت ہی نہ آئی اگر بخیر ان کے میاں میاں مباہلہ کرتے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو بھی نفیاً ساتھ لے جاتے اور تمام مسلمانوں کو اپنے اہل و عیال سمیت مباہلہ کے لئے نکلنے کا حکم دیتے۔ علامہ ابو حیان اندلی فرماتے ہیں۔ ولوعزم نضادی بخیر ان علی المباہلۃ وجاءوا الیہا لعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسلمین ان یخرجوا ابابہا الیہم للمباہلۃ (بحر ج ۱ ص ۴۹) اور حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ تو فرماتے ہیں کہ مباہلہ کے لئے تو حضور علیہ السلام خلفائے ثلاثہ کو بھی مع اہل و عیال ساتھ لے چلے تھے جیسا کہ امام ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔ عن جعفر بن محمد عن ابیہ فی ہذہ الابتہار تعالوا اندع ابناؤنا الیہ قال فجاء بابی بکسر وولدا وولدا وولدا وبعثان وولدا وبعثی وولدا (در منشور ج ۲ ص ۴۰ روح ج ۳ ص ۱۰) اسلئے اس آیت سے شیعوں کی مخالفت کا استدلال سراسر باطل ہے اس آیت سے نہ حضرت علی کی خلافت بلا فصل ثابت ہوتی ہے اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ مباہلہ میں حضرت علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ عنہم کے سوا کوئی اور شریک نہیں ہوا۔ بلکہ معلوم ہو گیا کہ حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو بھی مباہلہ میں شریک ہونے کے لئے مع اولاد بلا گیا اور اگر مباہلہ ہو جاتا تو تمام مسلمانوں کو مع اہل و عیال مباہلہ میں شریک ہونے کا حکم دیا جاتا۔

ال عمران ۳

۱۵۸

تلك الرسل ۳

وَالْأَنْجِيلُ لِلَّذِينَ بَعْدَهُ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

اور انجیل تو انہیں اس کے بعد کی باتیں

تَعْقِلُونَ ۚ هَآنَتْكُمْ هُوَ لَا حَاجَتُمْ

میں نہیں سمجھتے ہو تم لوگ جھجکتے ہو جس بات میں

فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ

تم کو کچھ خبر تھی اب کیوں جھجکتے ہو

فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

جس بات میں تم کو کچھ خبر نہیں ہے اور اللہ جانتا ہے

وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ لِأَهْلِ

اور تم نہیں جانتے نہ تھا ابراہیم

يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا

یہودی اور نہ نصرانی لیکن تھا حنیف یعنی سب جھوٹے مذہبوں

مُسْلِمًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٦٧﴾

مسلم اور نہ تھا سے بیزار اور مجرم بردار اور نہ تھا مشرک

إِنَّ أَوَّلَى الْبَشَرِ بِإِبْرَاهِيمَ لِلْذِّكْرِ

لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے ان کو مٹی جو ساتھ

اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا

اس کے تھے اور اس نبی کو اور جو ایمان لائے اس نبی پر

وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٨﴾ وَذُتْ طَائِفَةٌ

اور اللہ والی ہے مسلمانوں کا اور آرزو ہے بعض

مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّوكُمْ وَمَا

اہل کتاب کو کہ کسی طرح گمراہ کریں تم کو

منزل ۱

موضح قرآن۔ ول یہود و نصاریٰ کا ایک جھگڑا یہ تھا کہ ہر کوئی کہتا تھا کہ ابراہیم ہمارے دین پر تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ واللہ صاحب نے فرمایا کہ ابراہیم کو یہودی یا نصرانی اگر اس معنی سے کہتے ہو کہ تورت اور انجیل پر عمل کرتا تھا یہ تو صریح بے عقلی ہے تورت اور انجیل اس سے بعد نازل ہوئی ہیں اور اگر یہ فرض ہے کہ اس وقت بھی اہل ہدایت کا نام یہ دو تھا یا نصرانی تو بھی غلط ہے بلکہ ابراہیم نے اپنے تئیں حنیف کہا ہے یا مسلم حنیف کے معنی جو کوئی ایک راہ حق پکڑے اور سب راہیں باطل چھوڑے اور علم کے معنی علم بردار اور اگر یہ فرض ہے کہ دینوں میں یہود کے دین کو یا انصاری کے دین کو زیادہ مناسبت ہے ابراہیم کے دین سے سو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ زیادہ مناسبت ابراہیم سے اس وقت کی امت کو تھی یا پچھلی امتوں میں اس نبی کی امت کو ہے تو یہ امت نام میں بھی اور راہ میں بھی ابراہیم سے مناسبت زیادہ رکھتی ہے پھر فرمایا کہ اپنی راہ کے حق ہوے پوری کی موافقت دلیل جب پکڑے کہ اپنے اوپر وہی نہ آئی ہو سورہ اللہ والی ہے مسلمانوں کا کہ یہ اس کے علم پر چلتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ

فتح الرحمن دس یعنی در مسائل منصوصہ و تورت اختلاف کر دینا بغیر منصوصہ چہرہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو بندہ کہ استقبال کہہ کر کج گذار و فتنہ نماید و از جنابت قتل کند حاصل آئندہ نام کسی بود کہ بشریعت ابراہیمی متدین باشد ۱۲

پاتخ شکوے

۱۲۵

۲۰۱۶

۳. جواب از
قول یہود ۱۲

سے یہودی کے
دوسرے عقود
کی تردید

أول عمران ٣

159

تلك الرسل ٣

يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٤٩﴾
 گمراہ نہیں کرتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے
 يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ
 اے اہل کتاب کیوں انکار کرتے ہو اللہ کے کلام کا
 وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿٥٠﴾ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ
 اور تم قائل ہو اے اہل کتاب کیوں
 تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْفُرُونَ بِالْحَقِّ
 ملاپتے ہو سچ میں جھوٹ اور چھپاتے ہو سچی بات
 وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٥١﴾ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ
 جان کر اہل کتاب نے جو چھ اندر کہا جیسے
 أَهْلَ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ
 اہل کتاب نے مان لو جو چھ ان پر مسلمانوں پر
 آمِنُوا وَجِبَةِ النَّهَارِ وَافْكَرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ
 دن چمکے اور منکر ہو جاؤ آخر دن میں شاید وہ
 يَرْجِعُونَ ﴿٥٢﴾ وَلَا تَتَّبِعُوا إِلَّا مَن تَبِعَ
 پھر جاویں ۹۹ م اور نہ مانیں مگر اسی کی جو چلے
 دِينَكُمْ ط قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَىٰ اللَّهِ
 تمہارے دین یہ کہہ دے کہ بیشک ہدایت وہی ہے جو اللہ ہدایت کرے
 أَنْ يُؤْتِيَ أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوتِيتُمْ أَوْ يُجَازِيَكُمْ
 اور یہ سب کہہ اس لئے ہے کہ اور کسی کو بھی کیوں مل گیا جیسا کچھ تم کو ملا تھا یا وہ غالب
 عِنْدَ رَبِّكُمْ ط قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ
 کیوں آگئے تم پر رب کے آگے تلہ تو کہہ ڈائی اللہ کے ہاتھ میں ہے دیتا ہے

منزل ۱

[illegible]

المسیح ابن اللہ تعالیٰ عن ذالک علواً کبیراً (روح ج ۳ ص ۱۹۶) بعض نے کہا ہے کہ مشرکین سے مشرکین کو براہیں کیونکہ وہ بھی اس بات کے مدعی تھے کہ وہ دینِ ابراہیم پر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انکے دعویٰ کی بھی تردید فرمادی کہ تم مشرک ہو ابراہیم مشرک نہیں تھے اسلئے تم کس طرح انکے دین پر ہو سکتے ہو۔ اسی عہدۃ الاحسانم کالعرب الذین کانوا یدعون انہم علی دینہ (روح ج ۳ ص ۱۹۵) انکے دعویٰ کی تکذیب کے بعد فرمایا کہ ابراہیمی ہونے سے زیادہ قریب ہونے کا صرف وہی لوگ حق رکھتے ہیں جو انکے دین کے صحیح منبع تھے اسی طرح پیغمبر یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر ہیں۔ کیونکہ یہ سب ان کی ہمت کے منبع ہیں۔ واللہ وینی المؤمنین اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار اور ناصر ہے اہل باطل کی ریشہ دوانیوں سے دنیا میں انہیں محفوظ رکھے گا بشرطیکہ وہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کریں کیونکہ اللہ کی ولایت اور نصرت و اعادہ و صفایمان سے متعلق ہے ۹۵

ال عمران ۳

۱۶۰

تلک الرسل ۳

مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۹۳﴾ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ

جس کو چاہے اور اللہ بہت کھنکھائش والا ہے خالص کرنا ہے اپنی مہربانی

مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۹۴﴾

جس پر چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے اور بعض

أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنَّهُ بِقِنطَارٍ

اہل کتاب میں وہ ہیں اگر تو ان کے پاس امانت رکھے

يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنَّهُ بِدِينَارٍ

دھیرمال کا تو ادا کر دے گا اور بعض ان میں وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس امانت

لَا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا ﴿۹۵﴾

رکھے ایک اشرفی تو ادا نہ کریں گے مگر جب تک کہ اس کے سر پر کھڑا رہے

ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّينَ

یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم پر اُمی لوگوں کے حق

سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ

بینے میں کچھ گناہ ملتے اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر اور وہ

يَعْلَمُونَ ﴿۹۶﴾ بَلَى مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ

جانتے ہیں کہ کیوں نہیں جو کوئی پورا کرے اپنا قرار اور وہ پرہیزگار ہے

فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿۹۷﴾ إِنَّ الَّذِينَ

تو اللہ کو محبت ہے پرہیزگاروں سے ان کے لئے جو لوگ

كَشَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانَهُمْ شِمًا

مول لیتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر عقوراً

تَلَبُّلاً أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

سامول ان کا کچھ حصہ نہیں آخرت میں

صنزل ۱

برگشتہ کرنے کی کوشش میں مصروف تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو اسلام سے ہٹا کر اپنے دین پر لے آئیں۔ اسی لئے وہ یہ غلط پروپیگنڈا کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے دین پر تھے ۹۶ لیکن مسلمانوں کو تو وہ اسلام سے برگشتہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے اسلئے اپنا ہی نام اعمالِ سیاہ کر کے اپنی ہی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور انکی نادانی کا یہ عالم ہے کہ اس کا انہیں شعور تک نہیں ۹۷ دوسرا شکوہ اہم راز می فرماتے ہیں کہ پہلے اس طائفہ کا ذکر کیا جو جاہل اور نادان تھا۔ اب یہاں ان علماء اہل کتاب کو مخاطب فرمایا جو اللہ کی آیات کو جانتے تھے جو تورات میں موجود تھیں اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ولایت کرتی تھیں۔ علامہ کو سی فرماتے ہیں کہ آیات سے تورات و انجیل کی وہ آیتیں مراد ہیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام اور توحید ہے۔ لم تکلّف دین بافی کتب من ان الدین عند اللہ الاسلام و انتم تشاہدون ذالک (روح ج ۳ ص ۱۹۶) یعنی جب تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھتے ہو کہ توحید حق اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا سپہا پیغمبر ہے تو پھر دیدہ و آنستہ کیوں اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہو ۹۸ بس کے منی چھپانے اور غلط کرنے کے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اپنی باطل باتوں اور تحریفوں کے ذریعے حق بات (توحید) کو کیوں چھپاتے ہو۔ نیز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ذکر جو تمہاری کتابوں میں موجود ہے۔ اس پر کیوں پردہ ڈالتے ہو حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ حق ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سپہ رسول ہیں ۹۹ تیسرا شکوہ طائفہ اہل کتاب سے مراد یہودی ہیں۔ اور آئمنا میں ایمان لانے سے مراد بطور نفاق اظہار ایمان ہے اور الذین آمنوا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مراد ہیں۔ وجہ انہما سے دن کا پہلا حصہ اور آخر انہما سے دن کا آخری حصہ یعنی شام مراد ہے۔ یہودی اسلام کی بڑھتی ہوئی نشان و شوکت دیکھ کر حسد و بغض سے جل اٹھے تھے اور ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کرنے اور اسلام کا دھار انکے دلوں میں کم کرنے کے لئے اجتماعی منصوبہ تیار کیا اور اس منصوبے کے کرنے دھرتے یہودی کے بڑے بڑے عالم تھے چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ صبح کے وقت ظاہری طور پر محض زبانی زبانی اسلام

موضع قرآن و یعنی یہود نے آپس میں مشورت کی کہ تم صبح کو جا کر ظاہر میں مسلمان ہو جاؤ اور شام کو پھر جادو تو شاہد مسلمان بھی پھر جاؤ جس جانیں کہ یہ لوگ مغفّت تھے کہ اپنا دین چھوڑ کر ہمارے دین میں آئے تھے پھر کچھ ایسی ہی غلطی پائی کہ پھر گئے اور آپس میں کہا کہ دل سے ہرگز نہ یقین کر لو مگر اپنے دین والوں کی بات نہ کسی کے دل میں رہے اسلام نہ آجائے سو اللہ تعالیٰ نے ان کا فریب کھول دیا فرمایا کہ تو کہہ ہدایت دی ہے جو اللہ دے تمہارے فریب سے کوئی گمراہ نہ ہو گا مگر تم یہ حسد کرتے ہو کہ آگے نبوت اور بزرگی نبی اسرائیل میں تھی اب اور فرقے میں کیوں ہوئی یا دین کی مددگاری میں ہمارے مقابل اور کوئی کیوں ہو لایہ اللہ کا فضل ہے جس کو ہر با و دیا کسی کا حق نہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ یہ اللہ صاحب مسلمانوں کو سنانا ہے کہ جس کی نیت یہ ہے کہ پرایا حق کھانے کو یہ مسلمان لیا کہ تم کو یغور دین والوں کی امانت میں خیانت کرنی روا ہے ان کی بات دین کے مقدم میں کیا نہ ہو سکے ہمارے ہاں بھی کا فر حربی کا مال زور سے لینا روا ہے لیکن امانت میں خیانت روا نہیں ۲۰ منہ رحمہ فتح الرحمن۔ ۱۔ یعنی مالا بر مال عوب کہ ہم دین مانیتند تو اخذہ نخواستہ ۱۲

موضع قرآن و یعنی یہود نے آپس میں مشورت کی کہ تم صبح کو جا کر ظاہر میں مسلمان ہو جاؤ اور شام کو پھر جادو تو شاہد مسلمان بھی پھر جاؤ جس جانیں کہ یہ لوگ مغفّت تھے کہ اپنا دین چھوڑ کر ہمارے دین میں آئے تھے پھر کچھ ایسی ہی غلطی پائی کہ پھر گئے اور آپس میں کہا کہ دل سے ہرگز نہ یقین کر لو مگر اپنے دین والوں کی بات نہ کسی کے دل میں رہے اسلام نہ آجائے سو اللہ تعالیٰ نے ان کا فریب کھول دیا فرمایا کہ تو کہہ ہدایت دی ہے جو اللہ دے تمہارے فریب سے کوئی گمراہ نہ ہو گا مگر تم یہ حسد کرتے ہو کہ آگے نبوت اور بزرگی نبی اسرائیل میں تھی اب اور فرقے میں کیوں ہوئی یا دین کی مددگاری میں ہمارے مقابل اور کوئی کیوں ہو لایہ اللہ کا فضل ہے جس کو ہر با و دیا کسی کا حق نہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ یہ اللہ صاحب مسلمانوں کو سنانا ہے کہ جس کی نیت یہ ہے کہ پرایا حق کھانے کو یہ مسلمان لیا کہ تم کو یغور دین والوں کی امانت میں خیانت کرنی روا ہے ان کی بات دین کے مقدم میں کیا نہ ہو سکے ہمارے ہاں بھی کا فر حربی کا مال زور سے لینا روا ہے لیکن امانت میں خیانت روا نہیں ۲۰ منہ رحمہ فتح الرحمن۔ ۱۔ یعنی مالا بر مال عوب کہ ہم دین مانیتند تو اخذہ نخواستہ ۱۲

وَلَا يَكْلَمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ

اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ اور نہ نگاہ کرے گا ان کی طرف قیامت کے

الْقِيَامَةِ وَلَا يَزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

دن اور نہ پاک کرے گا ان کو اور ان کے واسطے عذاب

أَلِيمٌ ۝۷۰ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُنَ أَلْسِنَتَهُمُ

ہے دردناک جگہ ۷۰۔ اور ان میں ایک فریق ہے کہ زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں

بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُمْ مِنَ

الْكِتَابِ ۝۷۱ وَيَقُولُونَ هُم مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَ

کتاب تاکر تم سمجھو کہ وہ کتاب میں ہے اور وہ نہیں

مَا هُمْ مِنَ عِندِ اللَّهِ ۝۷۲ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ

وہ نہیں اللہ کا کہا اور کہتے ہیں وہ اللہ کا کہا ہے اور

الْكُذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝۷۳ مَا كَانَ

میں کذب اور ان کو معلوم ہے کہ کذب کا کام

لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ

نہیں کہ اللہ اس کو دیوے کتاب اور حکمت

وَالشُّبُهَاتِ ثُمَّ يَقُولُ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا

اور پیغمبر کرے پھر وہ کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے

لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّنَ

ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر لیکن یوں کہ تم اللہ والے ہو جاؤ

بِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ الْكِتَابَ وَمِمَّا

جیسے کہ تم سیکھتے تھے کتاب اور جیسے

منزل ۱

قبول کر لیا کریں اور شام کو دین اسلام سے بیزاری کا اعلان کر دیا کریں اور اس کے ساتھ یہ بھی واضح کر دیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہم نے اپنی کتابوں کو دیکھا اور اپنے علماء سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ دین دینا
بائندہ سچا نہیں اس لئے ہم نے اس کو چھوڑ کر پھر سے اپنا پہلا دین قبول کر لیا ہے نیز وہ کہتے سارا دن اس پیغمبر کے پاس گذار رہے پیغمبروں اور دیوبوں کی بے ادبی کے سوا اس سے اور کچھ نہیں سنا وہ صاف کہتا
ہے کہ نبی اور ولی نہ کارساز ہیں نہ حاجت روا۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ جب ہم اسلام کو چھوڑ کر اس کے بارے میں مذکورہ بالا دیکھا کس دینگے تو مسلمانوں کے دلوں میں بھی یہ خیال پیدا ہوگا کہ جب پہلی کتابوں
کے اتنے بڑے عالم اسلام سے برگشتہ ہو گئے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی یہ دین سچا نہیں۔ اس طرح مسلمانوں میں بھی اسلام سے بیزاری اور بغض پیدا ہو جائے گی اور اسلام کی ترقی رک جائے گی۔ لیکن اللہ
تعالیٰ جو غیب و شہادت کا جاننے والا ہے اس نے مسلمانوں پر یہودیوں کا یہ منصوبہ شکست کر کے اسے ناکام بنا دیا۔ ومعنی الآیۃ ان الیہود قتل بعضهم بعضا اظہروا الایمان بحمد اول النہار ثم اکفروا بہ آخرہ فانکم

اذا فعلتم ذالک ظہر لمن یتبعہم رتیب فی دینہ فیجہون عن

دینہ الی دینکم ویقولون ان اهل الکتاب اعلم بہ منا قرطی

ن ۴ مر ۱۱۱ قال الحسن وادی نواطاً اثنا عشر رجلاً من اہار

یہود خیبر وقری عربیۃ وقال بعضهم لبعض ادخلوا فی

دین محمد اول النہار بالسان دون الاعتقاد واکفروا آخر

النہار وقولوا انا نظرنا فی کتبنا وشناورنا علماءنا فوجدنا محمداً

لیس بذالک وظهر لنا کذبہ وبطلان دینہ فاذا فعلتم ذالک

شک اصحابہ فی دینہم فقالوا انہم اهل الکتاب وھم اعلم بہ فیجہون

عن دینہم الی دینکم (درج ۳ ص ۲۰۰) شلہ یہ بھی ان منسوبہ بازار

یہود ہی کا قول ہے۔ البتہ قل ان الہدی ہدی اللہ جملہ معترضہ ہے

جو قول یہود کا جواب ہے اور ان یوقی جملہ استفہامیہ ہے اور معترضہ استفہام

مخوف ہے۔ اصل اَنْ یُوقی تھا جیسا کہ ابن کثیر کی قراءت میں ہے لیکن

یہ استفہام انکاری ہے۔ اور اوجہ جوم یوقی پر معطوف ہے

مطلب یہ ہے کہ یہودیوں نے آپس میں طے کیا کہ ظاہری طور پر اسلام کا

اظہار تو مسلمانوں کے سامنے کر دینا لیکن صدق دل سے اس کو نہ ماننا اور نہ ہی

اپنے دین کے متبعین کے علاوہ کسی کی یہ بات ماننا کہ تمہارے دین کی طرح

کسی اور کا دین ہے یا تمہاری کتاب کی طرح کسی اور دین والوں کے پاس

بھی کوئی سچی کتاب ہے یا یہ کہ کسی دوسرے دین والے خدا کے پاس تم پر

قیامت کے دن دلیل اور حجت سے غالب آجائیں گے۔ قال الشیخ رحمہ

اللہ تعالیٰ والاولی ان یقال ان قولہ لا تؤمنوا مقولۃ اہل

الکتاب وقولہ تعالیٰ قل ان الہدی جملۃ واقعۃ بین کلامہم

وان یوقی بحذف ہمزۃ الانکار مقولۃ الیہود شلہ یہ

یہودیوں کے قول کی تردید ہے یہودیوں نے جو یہ فرض کر رکھا تھا۔ کہ

رسالت ونبوت بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص ہے اسلئے انکے علاوہ اور

کسی قوم میں نہ کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے اور نہ اللہ کی کوئی کتاب نازل

ہو سکتی ہے۔ اصل میں یہودیوں کے مولیوں اور کلمی نشینوں نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کا یہ ایک بہانہ تراشا تھا۔ اصل عند تو انکو مسئلہ

توحید سے تھی کیونکہ اس سے ان کی گدیوں اور آمدنیوں پر زبردستی تھی۔

تو اللہ تعالیٰ نے انکے اس خیال کا ابطال فرمایا کہ فضل و رحمت کے خزانے

جن میں رسالت ونبوت بھی شامل ہے۔ سارے کے سارے خدا کے قبضے میں ہیں وہ ان میں سے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اس کی رحمت صرف بنی اسرائیل ہی سے مخصوص نہیں اسکی رحمت نہایت وسیع اور بے پایاں

ہے جسے وہ اپنی رحمت کے کسی عطیہ کا مستحق سمجھتا ہے اسے اس سے نواز دیتا ہے۔ شلہ چوتھا شکوہ۔ یہودیوں میں دو قسم کے لوگ تھے کچھ دیاندار اور امین جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے دوسرے ساتھی جو مسلمان

موضع قرآن۔ ول یہودیوں صفت تھی کہ ان سے اللہ نے قرار لیا تھا اور تمہیں دی تھیں کہ برائی کے مددگار رہو پھر نرض دنیا کے واسطے پھر گئے اور جو کوئی جھوٹی قسم کھا دے دینا ملنے کے واسطے اسکی ہی حاکم ہے۔

۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی بن پڑھوں کو دعا دیتے ہیں اپنی عبارت بنا کر قرآن کی طرح پڑھنے لگے کہ اللہ نے یوں فرمایا ہے۔

فتح الرحمن۔ یعنی تکلف از خود چیز می نوشتہ در کتاب غلط ساختہ می خوانند۔ ۱۲

ہو چکے تھے اور جو لوگ یہودیت پر قائم تھے وہ پہلے درجہ کفایت اور بددیانت تھے۔ پہلے گروہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ اس قدر امین ہیں کہ اگر دولت کا ڈھیر بھی انکے سپرد کر دیا جائے تو وہ اس میں ایک پائی کی خیانت نہیں کریں گے اور پوری امانت واپس کر دیں گے لیکن اس کے برعکس دوسرے گروہ کی بددیانتی اور خبط مال کا یہ عالم ہے کہ اگر صرف ایک دینار ہی انکے حوالے کر دیا تو وہ اسے بھی ہضم کر جائیں گے۔ اور واپس کرنے کا نام نہیں لیں گے یا اگر آپ انکے سر پر چڑھے رہیں تو البتہ واپسی کی امید ہو سکتی ہے ان پر کھڑے رہنے سے بار بار تقاضا کرنا مراد ہے۔ آج کل بھی ایسے مقصب پیر اور گدی نشین موجود ہیں اگر انکو کسی طریقے سے توجید پرستوں کا مال ہاتھ آجائے تو اسے ہضم کر جائیں اور واپس کرنے کا نام تک نہیں لیں۔ **سئلہ** امین۔ امی کی جمع ہے اور وہ ام القریٰ کی طرف منسوب ہے۔ ام القریٰ مکہ کا نام ہے اور امین سے یہاں عرب کے لوگ مراد ہیں۔ اس بددیانت خیانت اور بد معاملگی کی وجہ یہ بیان کرتے کہ عرب کے لوگوں کے جو اموال ہمارے ہاتھ لگ جائیں انہیں خرد برد کرنے میں ہم پر کوئی گناہ نہیں اور نہ عقاب ہے بلکہ ہمیں اسکا پورا پورا حق ہے اسی سے عینا فیما اصناف

ال عمران ۳

۱۶۲

تلك الرسل ۳

كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ

کہ تم آپ بھی پڑھتے تھے **سئلہ** اور نہ یہ کہے تم کو
تَتَّخِذُوا الْمَلِكَةَ وَالسَّبِينَ أَرْبَابًا يَا قَوْمُ

مشرقاؤ فرشتوں کو اور نبیوں کو رب **سئلہ** کیا تم کو
بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ وَلَا

کفر سکھانے کا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو **سئلہ** اور جب
أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ السَّبِينَ لَمَّا آتَيْتُكُمْ

لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ وہ جو کچھ میں نے تم کو دیا
مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ

کتاب میں اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول
مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَكَا

کہ سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی
لَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ

مدد کرو گے **سئلہ** فرمایا کہ کیا تم نے استدار کیا اور اس شرط پر
عَلَىٰ ذَلِكُمْ أَصْرِي قَالُوا أَأَقْرَرْنَا

میرا عہد قبول کیا بولے ہم نے استدار کیا۔
قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ

فرمایا تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں **سئلہ** و
فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۸۱﴾

پھر جو کوئی پھر جائے اس کے بعد تو وہی لوگ ہیں نافرمان **سئلہ**
أَفْغَيْرُ دِينٍ اللَّهُ يَبْغُونَ وَلَئِنْ أَسْلَمَ مِنْ

اب کوئی اور دین ڈھونڈتے ہیں سوائے دین اللہ کے اور اسی کے حکم میں ہے جو
منزل ۱

۸۱

ملاحظہ فرمائیے
بعض رسالت کی
ابتدا ۱۲

من اموال العرب عتاق و خدم دروج۔ ج ۳ ص ۲۰۲ اور پھر انکے ساتھ یہودیوں کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ یہ علم ان کی کتاب تورات میں موجود ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے انکو اس طرح لوگوں کا مال خرد برد کرنے کا حکم دیا ہے اس طرح ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر افترا کیا جسے اللہ تعالیٰ نے آیت کے اگلے حصے میں بیان فرمایا ہے **سئلہ** یعنی ان کا یہ دعویٰ کہ یہ علم اللہ کی کتاب تورات میں موجود ہے سراسر جھوٹ اور اللہ تعالیٰ پر افترا ہے اور پھر ان ظالموں کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ بات تورات میں نہیں ہے مگر اسکے باوجود جان بوجھ کر عداقت پیدا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ناجائز طریقے سے کسی کا مال کھانا ان پر بھی حرام کیا تھا۔ اسی وقد اختلفوا هذه المقالة وانتكوها بهذه الضلالة فان الله حرم عليهم اكل الاموال الاجفها وانها هم قوم بهت (ابن کثیر ج ۱ ص ۴۴) **سئلہ** کہ جبلی ماقبل کی نفی کے لئے ہے۔ یہودیوں نے کہا تھا کہ امین کے اموال میں ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں تو اس کا رد فرمایا کہ کیوں نہیں۔ ذمہ داری تو ہر شخص پر عائد ہوتی ہے جب کوئی شخص کسی سے کوئی عہد کرتا ہے تو اسکی پابندی اس پر لازم ہے لہذا جو شخص اپنے عہد کی پابندی کرے اور خدا سے ڈرے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے خلاصہ یہ کہ جس طرح تم نے سمجھ رکھا ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ اصل حقیقت یوں ہے۔ **سئلہ** تحویف اخروی عبد اللہ سے مراد ایمان و اطاعت کا عہد یہ عہد کئی پروردگار خودی سے یعنی جو لوگ دنیا کے معنی سے مفاد کی خاطر اللہ کے عہد اطاعت اور آپس کے حلفی معاملات کی پرواہ نہیں کرتے، اللہ سے کئے ہوئے عہد اور بندوں سے طے شدہ معاہدوں کو توڑتے ہیں۔ آخرت میں ان لوگوں کا کوئی حصہ نہیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے ایضاً عہد اور محافظت میں پر دنیا کے حقیر مفاد کو ترجیح دی اور ایفاء و محافظت کی صورت میں جو آخرت کا اجر و ثواب ان کیلئے مقدر تھا اس سے محروم ہو گئے **سئلہ** قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے خطاب شہادت محبت اور اسکی نگاہ رحمت سے بھی محروم رہیں گے اور اسکے عفو عام سے بھی کوئی حصہ نہیں پائیں گے۔ اسلئے وہ گناہوں کی نجاست اور آلودگی سے پاک نہیں ہو سکیں گے اور ناز و جنم کا دردناک عذاب پائیں گے۔ **سئلہ** پانچواں شکوہ ان ناسئین اہل کتاب میں ایک جماعت یعنی ان کے علماء کی جماعت، ایسی بھی تھی جو اللہ کی کتاب میں تحریف کرتی تھی اور اپنی گھڑی ہوئی عبارت کو تورات سے ملا کر اس طرح پڑھتی تھی کہ سننے والے سمجھیں کہ ہر سب کچھ خدا کی کتاب ہی سے چڑھ رہے ہیں۔ من اهل الكتاب الخائنین بجا عتہ بلون السنتہم بالکتاب ایچر فونہ

موضع قرآن۔ و یہود مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تمہارا نبی ہم کو کہتا ہے کہ نبی اللہ کی ہم تو آگے سے اسی کی بندگی کرتے ہیں مگر وہ چاہتا ہے کہ میری بندگی کرو سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو اللہ نبی کرے اور وہ لوگوں کو کفر سے نکال کر مسلمان بنائے پھر کیونکر انکو یہ بات سکھاوے مگر تم کو یہ کہنا ہے کہ تم میں جو آگے دینداری تھی کتاب کا پڑھنا اور سکھانا وہ نہیں رہی اب میری صحبت میں وہی کمال حاصل کرو ۱۲ من بعد اللہ تعالیٰ اللہ نے قرآن یا نبیوں کا یعنی نبیوں کے مقدم میں بنی اسرائیل سے قرآن لیا۔ ۱۲ من بعد اللہ تعالیٰ فتح الرحمن و۔ یعنی از بنی آدم پہلیا گرفت برائے پیغمبران ۱۲

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَ

کوئی آسمان اور زمین میں ہے طوعی سے یا لاچارمی سے اور

إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿۸۳﴾ قُلْ أَمَّا بِاللهِ وَمَا

اسی کی طرف سب پھر جائیں گے ۸۳ قُلْ اَمَّا بِاللّٰہِ اور جو کچھ

أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

اترا ہم پر اور جو کچھ ابراہیم پر

وَأِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْإِسْبَاطِ

اور اسماعیل پر اور اسحاق پر اور یعقوب پر اور ابراہیم پر

وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالرَّبِّيُّونَ مِنْ

اور جو ملا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو ملا نبیوں کو ان کے

رَبِّهِمْ وَلَا تُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ

پروردگار کی طرف سے ۸۴ ہم جدا نہیں کرتے ان میں کسی کو ۸۴ اور ہم اسی

لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَسْتَبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ

کے منہاں ہر دین میں اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے

دِينًا فَكُنْ يُقْبَلُ مِنْهُ ۖ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ

اور کوئی دین سوا اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں

مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللهُ قَوْمًا

خواب ہے ۸۵ کیونکر راہ دے گا اللہ ایسے لوگوں کو

كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ

کہ کافر ہو گئے ایمان لاکر اور گواہی دے کر کہ بیشک رسول

الرَّسُولُ حَقٌّ وَحَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۖ وَاللهُ

سچا ہے اور آئیں ان کے پاس نشانیاں روشن ۸۶ اور اللہ

منزل ۱

قالہ مجاہد (روح ج ۳ ص ۲۰۴) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علماء اہل کتاب نے خود ساختہ اعتقادی مسائل اپنی طرف سے اللہ کی کتاب میں درج کر دیئے تاکہ سننے والا سمجھے کہ یہ سب اللہ کی کتاب کا ہے بالکل اسی طرح جیسا کہ آجکل کے شرک پسند مولوی شریک عقائد کے ساتھ قرآن مجید کی آیتیں اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ سننے والے سمجھیں کہ یہ سب کچھ قرآن میں لکھا ہے ۹۱ علماء یہود و نصاریٰ کبھی تو اپنی بنائی ہوئی عبارتوں کو تورات و انجیل کی آیتوں سے اس طرح غلط فہم کر کے پڑھتے کہ سننے والا سمجھے کہ یہ سب اللہ کی کتاب کی آیتیں ہیں جس کا پہلے ذکر فرمایا اور کبھی اپنی من گھڑت عبارتوں اور خود ساختہ شریک عقیدوں کے متعلق صاف صاف کہہ دیتے کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں اسی کو یہاں بیان فرمایا ویقولون مع ما ذکر من الی والتخریف علی طریقۃ النصرة علی التوریتۃ والتخریص الخ (ابو السعود ج ۲ ص ۲۱، روح ج ۳ ص ۲۰۵) جیسا کہ آجکل مشرک لوگ نقل لا املک لکم ضر اور لا شئنا ان اللہ ولا اعلم الغیب میں بالذت کی قید لگا کر کہتے ہیں کہ یہاں ذاتی اختیار اور ذاتی علم غیب کی نفی ہے نہ یہ تحریف اور کذب و افتر کسی غلط فہمی کی بنا پر نہیں بلکہ وہ عمداً قصداً یہ کارروائی کر رہے ہیں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ نے تورات و انجیل کو بدل دیا تھا اور ان میں اپنی طرف سے بہت کچھ شامل کر دیا تھا جس پر یہ آیت نازل ہوئی عن ابن عباس ان الآیۃ نزلت فی الیہود والنصارى جميعا وذلك انهم حرفوا التوراة والانجیل والمحقوا بکتاب اللہ ما لیس منه (معالم و خازن ج ۱ ص ۳۱۲)

ایک شبہ کا جواب

اللہ نصاریٰ بخران نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود انہیں فرمائے ہیں کہ ان کو رب بنالیا اور انکی عبادت کرنا اور ان کو پکارنا جیسا کہ آجکل کے یہودی پرست حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر حضرت عیسیٰ اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف سے صفائی دی ان نصاریٰ بخران کا تو یقولون ان عیسیٰ اہم ان یتخذ رباً فقال اللہ تعالیٰ رد اعلیہم ما کان للبشر الخ (معالم و خازن ج ۱ ص ۳۱۲) یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کو کتاب اور نبوت عطا کرے اور اسے علم و فہم سے نوازے تو اس سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ تو اسے بھیجے توحید کی دعوت دینے کے لئے اور وہ لگ جائے اپنی عبادت کی دعوت دینے میں یہ ایک ناممکن بات ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کچھ ایسی صفات سے متصف ہوتے ہیں کہ وہ الوہیت اور نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتے ان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام موصوفون بصفات لا یحکم مع تلك الصفات (اعداد الالبینۃ والربوبیۃ الخ (ذکر ج ۲ ص ۲۳۳) و لکن کونوا دینا نبتین یتوکلن ہے کہ کوئی پیغمبر لوگوں کو اپنی بندگی اور عبادت کی طرف بلائے بلکہ ہر پیغمبر لوگوں سے یہی کہے گا کہ تم سب اللہ والے بن جاؤ اللہ کے دین کو مانو اور اس پر عمل کرو چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو یہی تلقین کی تھی ۸۳ یہ کونوا سے متعلق ہے باسبب اور ما مصدر یہ ہے یعنی تم لگاتار اللہ کی کتاب کے پڑھنے پڑھانے اور درس و تدریس میں لگے رہتے ہو اسلئے تمہیں تو ہر حال میں باطل اور شرکیہ عقائد سے بچنا چاہیئے اور صرف خدا سے واحد کی عبادت کرنی چاہیئے۔

مسئلہ یہ کہ
ایمان تو تمام
پیغمبروں پر ملتا ہے
یہ لیکن ہمیں
صرف اللہ کے
سامنے ۱۲
سزا دہ مع
تخلیف آخری ۱۲

۳ پہلے بھی
کہتے رہے کہ
خدا رسول اللہ
کا ناما تھی ۱۲

۸۴ یعنی جس طرح خدا کا کوئی پیغمبر لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت نہیں دے سکتا اسی طرح وہ اللہ کے سوا دوسرے پیغمبروں اور فرشتوں کی پکار اور عبادت کی تلقین بھی نہیں کر سکتا ۸۵ استفہام تعجب اور انکار کیلئے ہے یعنی یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جب تم توحید کا اقرار کر چکے ہو تو کوئی پیغمبر تمہیں کفر اور شرک کرنے کا حکم دے اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کسی کو (خواہ وہ پیغمبر ہو یا فرشتہ) خدائی صفات میں شریک ماننا خدا کے سوا کسی کی عبادت کرنا اور حاجات میں پکارنا کفر ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کی طرف شریک عقائد کی نسبت کے بارے میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جامع فائدہ بیان فرمایا جو حسب ذیل ہے یہ تو ناممکن ہے کہ قرآن مجید یا اللہ کی کسی دوسری کتاب میں اللہ کے کسی نیک بندے کی طرف کوئی شریک عبارت منسوب ہو کیونکہ اللہ کی تمام کتابیں مسکوتہ بیان کرنے کے لئے نازل ہوئیں اور سب میں مسکوتہ توحید کے خلاف کوئی چیز نہیں

ہیں صادر ہوئی ہوگی جو احکام شرعیہ میں حجت نہیں۔ یہاں تک توجیہ کا بیان
مخالف کے رسالت کا بیان ہے۔

مذہب و مروجہ
تخوین افروزی

ع
ا

منزل ۱

موضع قرآن۔ اول یعنی یہود پہلے اقرار کرتے تھے کہ یہ نبی حقیق ہے جب ان سے مقابلہ ہوا تو عمر بھگئے اور بڑھتے گئے ان کا میں یعنی ان کو تو یہ کہنا نصیب ہی نہ ہوا کہ قبول ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ
فتح الرحمن و۱۔ یعنی اصرار کروند تا وقت غوغوہ ۱۲

السلام تمام فرشتے، اور تمام مومنین جن و انس اپنے ارادہ اور اختیار سے دین اسلام کے پابند ہیں اور صرف اللہ ہی کو اپنا معبود و مستعان سمجھتے ہیں اور اسے ہی دن رات پکارنے میں اور اسی طرح زمین و آسمان کی باقی تمام جاندار اور غیر جاندار مخلوق بھی اللہ کے توحیدی قوانین کی مطیع و فرمانبردار ہے۔ تو پھر یہ لوگ اللہ کے دین کو چھوڑ کر باطل دین کے لیے کچھ کیونکر مڑتے ہیں اور اللہ کے سوا غیروں کو کیوں پکارتے ہیں۔ جب انجام کار سب کو اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ تو چاہیے کہ اللہ کے دین کی پیروی کر کے اس وقت کے لئے کچھ سامان کیا جائے۔ ۱۲۰ پہلے بیان فرمایا کہ وہ مجھ کو پیغمبر اپنے سے پہلے تمام پیغمبروں کی تصدیق کرے گا اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو اس تصدیق کے اعلان و اظہار کا حکم دیا گیا یعنی اعلان کر دو کہ اللہ نے جو احکام ہم پر نازل فرمائے۔ ہمارا اس پر مبنی ایمان ہے اور پہلے انبیاء پر جو کچھ ابراہیم اسے بھی برحق مانتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب کا مشن ایک تھا اور سب کو دین توحیدی دے کر بھیجا گیا ۱۲۱ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام اگرچہ اسباط میں شامل تھے مگر خطاب چونکہ یہود و نصاریٰ سے ہے اسلئے ان کا ذکر اہتمام سے کیا گیا ۱۲۲ یہاں تفریق سے تکذیب و تصدیق میں تفریق مراد ہے یعنی یہ کہ بعض کو مانا جائے اور بعض کا انکار کیا جائے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا دونوں گروہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہودیوں نے حضرت یسوع علیہ السلام کا بھی انکار کیا۔ باقی رہی رتبے اور فضیلت کے اعتبار سے تفریق تو وہ جائز بلکنفس الامر میں واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اسی بالتصديق والتكذيب كما فعل اليبود والنصارى والتفریق بغیر ذلک بالتفصیل جائز درج ۳ ص ۲۱۵، وَخُذْ لَكَ مَسْلَمُونَ۔ یہ جملہ مقصودی ہے اور ظرف کی تقدیم افادہ صریح ہے اور مطلق کے معنی ہیں خاص اللہ کی عبادت کرنے والے اور شرک نہ کرنے والے اسی مخلصون لدی العبادۃ (روح ج ۳ ص ۲۱۵) موحدون مخلصون انفسا لا یخلع لہ شریکی فی عبادۃ تبارک مز ۱۳۱، غازی ج ۱ ص ۳۱۵، ابوالسعود ج ۲ ص ۴۶۷) دغن لہ مفادون بالطاعة متذللون بالعبودية مفرون لدی بالالوهة والربوبية و انه لا اله الا هو (ابن جریر ج ۳ ص ۲۲۳) حاصل یہ کہ ایمان تو ہمارا تمام انبیاء علیہم السلام کہے اور ہم سب کو برحق سمجھتے ہیں مگر معبود صرف خدا کو سمجھتے ہیں۔ اسی کی عبادت کرتے۔ اسی کے آگے جھکتے۔ اسی سے مانگتے اور حاجات و مشکلات میں اسی کو اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ان انبیاء اور برگزیدہ بندوں کو اس کا شریک نہیں مانتے۔ نہ علم میں نہ قدرت میں، نہ سمع میں نہ بصر میں اور نہ اس کی دوسری صفات میں۔ تعالیٰ شانہ ۱۲۳ دین اسلام کی خفایت اور اسکے پسندیدہ حق ہونے کا اعلان کرنے کے بعد اسلام سے اعراض کرنے والوں کو تحریف اخروی کے ساتھ زجر فرمایا کہ جو شخص دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے اور توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کرے تو وہ عند اللہ مقبول نہیں ہوگا اور اسکے تمام اعمال رائیگاں ہونگے اور وہ آخرت میں ان اعمال سے محروم ہو کر دائمی عذاب میں مبتلا ہوگا یہی خسران آخرت کا مفہوم ہے۔ والخسران فی الآخرة هو حرمان الثواب وحصول العقاب (روح ج ۳ ص ۲۱۶) ۱۲۴ یہاں قوم سے مراد اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تو ان کا آپ پر ایمان تھا اور وہ آپ کے بارے میں تورات کی بیان کردہ صفتیں اور پیشگوئیاں پڑھ کر سنایا کرتے تھے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ کانوا من قبل یستفتون علی الذین کفروا (بقرة ع) انہوں نے اس بات کا کئی بار اقرار کیا اور اسکی شہادت دی اس کے علاوہ پیغمبر کی صداقت کے عقلی و نقلی دلائل بھی ان کے سامنے آ گئے۔ ان تمام باتوں کے باوجود جب انہوں نے جان بوجھ کر کفر اختیار کیا اور با اختیار خود کو کفر کو ترجیح دی تو مصلاب ان کے ایمان لانے اور راہ است پر آنے کی بھی کوئی توقع ہو سکتی ہے کیونکہ جب یہود و نصاریٰ نے دیکھا کہ جس پیغمبر کی پیشگوئی تورات و انجیل میں موجود ہے اور جس کے متعلق انہیں توقع تھی کہ وہ بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا۔ وہ تو عرب کے قبیلہ بنی تمیم میں پیدا ہو گیا ہے تو بعض وحید کی وجہ سے انکار کر دیا ۱۲۵ جو لوگ اپنی جانوں پر اس طرح ظلم کریں کہ اللہ کی دی ہوئی عقل سے ذرا کام نہ لیں اور محض ضد و خاد اور بغض و حسد کی بنا پر حق سے آنکھیں بند کر لیں اور اسے قبول کرنے سے انکار کر دیں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دنیا میں یہ سزا دیتا ہے کہ انکے دوں پر مہر جباریت لگا کر ان سے توفیق ہدایت ہی سلب کر لیتا ہے اور وہ بھی راہ اسلام پر نہیں آ سکتے۔ الغلبین الذین ظلموا انفسہم بالاخلال بالنظر (روح ج ۳ ص ۲۱۶) اسی ماوا موا مختارین الکفر (مراک ج ۱ ص ۱۳۱) ۱۲۶ یہ تحریف اخروی ہے۔ اولئک سے مذکورہ بالا صفات شیعہ کے حاملین کی طرف اشارہ ہے یعنی جو لوگ حق کو سمجھ بوجھ کر محض ضد و حسد کی وجہ سے کفر و انکار کرتے ہیں۔ ان پر اللہ کی لعنت، فرشتوں اور تمام انہوں کی لعنت ہے۔ اللہ کی لعنت تو یہ ہے کہ اللہ انہیں اپنی رحمت سے دور اور جنت سے محروم اور عذاب میں مبتلا کر دے فرشتوں اور انسانوں کی لعنت سے مراد یہ ہے کہ وہ زبان سے ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لعنتہ بالابحاث من الجنة و انزال العقوبة والحذاب واللعة من الملائكة ہی بالقول و کذا لک من اناس الخ (کبر ج ۲ ص ۴۸) اور اناس سے مراد تمام انسان ہیں خواہ مسلمان ہوں خواہ کافر کیونکہ کافر بھی ہر جہوئے اور باطل پرست پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اگرچہ انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی جہوئے اور باطل پرست ہیں۔ ۱۲۷ فیہا میں ضمیر لعنت کی طرف راجع ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں لگاتار ان پر لعنت کا نزول ہوتا رہے گا۔ اور آخرت میں ان کے عذاب میں نہ کمی کی جائے گی اور نہ انہیں ہمت دی جائے گی۔ ۱۲۸ یہ ماقبل سے استثناء ہے یعنی جن لوگوں نے ایمان کے بعد کفر کیا اور کفر و ارتداد کے بعد پھر توبہ کر لی اور آئندہ کے لئے اپنا رویہ درست کر لیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور ان کے گزشتہ گناہ معاف کر کے انہیں مزید فضل و رحمت سے نوازے گا ۱۲۹ پہلے ان لوگوں کا ذکر تھا جنہوں نے ارتداد اور کفر بعد الایمان کے بعد توبہ کر لی اور صلاح و تقویٰ کا راستہ اختیار کر لیا۔ یہاں ان لوگوں کا ذکر فرمایا جنہوں نے ایمان کے بعد کفر کیا اور پھر دیدہ و دانستہ کفر پر ڈٹے رہے۔ یہاں تک کہ کفران کے دیوں میں راسخ ہو گیا تو ایسے لوگوں کے دیوں پر چونکہ مہر جباریت لگ جاتی ہے اسلئے ان سے توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اور انہیں توبہ کی کبھی ہمت نہیں ہوتی یہاں سلب ہمت ہی کو عدم قبول توبہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر وہ توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ کیونکہ توبہ بڑے سے بڑے مجرم کی بھی عند اللہ مقبول ہے۔ جب تک وہ محکات الموت میں داخل نہ ہو جائے۔ قالہ ایش روح اللہ روحہ۔ واولئک ہم الصائون ۵ اور یہی لوگ درحقیقت گمراہ ہیں کیونکہ مہر جباریت کی وجہ سے وہ کبھی ہدایت یافتہ نہیں ہوں گے فیلس یقول یعنی جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور توفیق توبہ کے بغیر ہی مر گئے۔ وہ آخرت میں عذاب الہی سے کسی صورت نہیں بچ سکیں گے اگر بالفرض قیامت کے دن زمین بھر سونا انکے ہاتھ آجائے اور وہ اسے بطور فدیہ دے کر عذاب سے بچنا چاہیں تو یہ فدیہ ان سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے۔ الکلا و رد علی سبیل الفضل والتقدیر والمعنی لوان لکافر قد مل الاصل ذہابا یوم القيمة لہ فی تخلیص نفسه من العذاب (غازن ج ۱ ص ۳۱۵، کبر ج ۲ ص ۴۸) ۱۳۰ اولئک لہم عذاب الیم۔ انہیں بہر حال دردناک عذاب دیا جائے گا۔ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ اگر فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ تو ویسے ہی معافی مل جائے۔ وفی تعقیب ما ذکرہ هذه الجملة مبالغة فی التحذیر والاقتطال من لا یقبل منه الفداء ربما یعنی عنہم تکرم (روح ج ۳ ص ۲۲۰) ۱۳۱ دَمَا لَہُمْ مِنْ نَصْرٍ ۵ نہ فدیہ دے کر بچ سکیں گے نہ معافی مل سکے گی اور نہ ہی کسی یار و مددگار کی نصرت و یاری اور نہ ہی کسی سفارشی کی سفارش سے نجات مل سکے گی۔ انہ تعالیٰ ہا بہن انہ لا خلاص لہم عن هذا العذاب الیم بسبب العذبة بینا ایضا انہ لا خلاص لہم عنہ بسبب النصرة والاعانة والشفاعة الخ (کبر ج ۲ ص ۴۸)

لن قتالوا ۴

منزل ۱

حلال بود پیش از نزول نذریت الا گوشت و شیر شتر و تخم گوسفند و شیر بخت ابراهیم نیست خاصه بنی اسرائیل بود بسبب تحريم جد ایشان ۱۲ و بعضی نقشی کرد در سنگ خا هر شده ۱۵

كَانَ اٰمِنًا وَّ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ

اس کو امن ملا ۱۶۷ اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص

اَسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَّمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ

قدرت رکھتا ہو اس کی طرف راہ چلے کی ۱۶۸ اور جو نہ مانے تو پھر اللہ پرور نہیں رکھتا

عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۙ ۹۷ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ

جہاں کے لوگوں کی ۱۶۸ قلم تو کہہ اے اہل کتاب کیوں شکر ہوتے ہو

بَايْتِ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ شَهِيدٌ عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ ۙ ۹۸ قُلْ

ایک کے کلام سے اور اللہ کے روبرو ہے جو تم کرتے ہو ۱۶۹ قلم تو کہہ

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنِ

اے اہل کتاب کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے ایمان

اَمَنْ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّ اَنْتُمْ شٰهَدَآءُ ۚ وَمَا اللّٰهُ

۱۷۰ لایستواں کو کہ دھنڈھٹے ہو اس میں عیب ہے تم خود جانتے ہو ۱۷۱ اور اللہ

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۙ ۹۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ

۱۷۱ خبر نہیں تمہارے کام سے اے ایمان والو اگر

طٰطِعُوْا فِرْيَاقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اَوْشَوْا الْكِتٰبَ يَرُدُّكُمْ

تم کہا تو گئے بعض اہل کتاب کا تو پھر کر دینگے وہ

بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كُفْرٰٓيْنِ ۙ ۱۰۰ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ

تم کو ایمان لائے پھر کافروں کا فریق ہو اور تم پر

تُنَزَّلُ عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهُ ۚ وَمَنْ يَعْصِمْ

پڑھی جاتی ہیں آیتیں اللہ کی اور تم میں اس کا رسول ہے ۱۰۱ اور جو کوئی مضبوط ہو

بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ ۱۰۱ يٰٓاَيُّهَا

اللہ کو تو اس کو ہدایت ہوئی سیدھے رستہ کی ۱۰۱ اے

منزل

ال عمران ۳

ہی گئی تھیں ابراہیمی شریعت سے ان کو بھی کوئی واسطہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وعلی الذین ہادوا حرمنا علیہم کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیہم شیئاً مما الا ما حملتہ
 ٹھہر رہا اور الحوا یا اوما اختلط لعظم ذلک جزینہم بغیرہم وانا لصدقون انعام ۱۸۷) اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو تو تورات لاؤ اور اس میں سے یہ حکم نکال کر دکھا ورنہ حالانکہ تورات میں اس کا
 کوئی ذکر نہیں بلکہ تورات میں تو ان چوپایوں کی حلت کا حکم موجود ہے چنانچہ کتاب پیدائش باب ۹ آیت ۳ میں ہے۔ نہر چلتا پھر تاجا نڈا رہتا ہمارے کھانے کو ہو گا۔ ہر سبزی کی طرح میں نے سب کا سب تم کو
 دے دیا۔ ۱۸۸ اللہ تعالیٰ کے اس واضح بیان سے یہودیوں کے جھوٹ اور کذب و افترا کا بھانڈا اچھوٹ گیا اب اگر اس کے بعد بھی وہ غلط بیانی سے باز نہ آئیں اور بدستور اکایرا فیما علیہم السلام
 اور آسمانی کتابوں پر افترا کرتے اور بہتان نرختے رہیں تو یہ بہت بڑے ظالم ہیں کیونکہ وہ حق واضح ہو جانے کے بعد بھی اپنی نثراتوں سے باز نہیں آئے ۱۸۹ اللہ تعالیٰ نے توحید اور دفع بہتان کے سلسلے
 میں جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ سب حقیقت اور صداقت پر مبنی ہے لہذا تم
 توحید پر قائم ہو جاؤ اور ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو جو باطل
 دینوں سے یکسو اور شرک سے بیزار تھے اور ملت ابراہیمی سے ملو اسامیہ
 حقیقا مسائل عن الباطل وھی ملۃ الاسلام (جامع البیان ص ۵۵)

بیان بالا سے معلوم ہو گیا کہ اوٹ کا گوشت ابراہیمی مذہب میں حرام
 نہیں تھا اور نہ نبی اسرائیل پر حرام تھا اب اس اعتراض کو چھوڑ دو اور حق
 بات کو قبول کرو اور ملت ابراہیمی کا پورا پورا اتباع کرو۔ شرک کو چھوڑ
 دو اور توحید کو قبول کرو۔ ۱۹۰ لکھ لکھ ہی کا دوسرا نام ہے قال
 مجاہد بکثری مکر زقعی ص ۱۳۸) البتہ من اسماء مکہ علی المشہورہ اب کثیر
 ص ۳۸۲) تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ دینا میں سب سے پہلا
 گھر ہے لوگوں کے لئے معبود اور عبادت گاہ بنایا گیا وہ وہ گھر ہے
 جو کہ میں نے یعنی خانہ کعبہ ای لعموم الناس لبادنہم ونسکیم یطہرون
 میں بہتات ڈالتے ہیں وہ دیکھتے ہیں عندہ (ابن کثیر ص ۳۸۲) ان هذا البیت
 وضع اللہ ۱۰۰ قلعاً للطاعات والخیرات والعبادات رکبہ ص ۱۲
 صحیح حدیث میں وارد ہے کہ زمین پر سب سے پہلی عبادت گاہ مسجد
 حرام ہے ثبت فی صحیح مسلم عن ابی ذر قال سالت رسول اللہ
 اللہ علیہ وسلم عن اول مسجد وضع فی الارض قال المسجد الحرام
 (قطبی ص ۱۳۸) صبر کا اور ہڈی وضع کی تعمیر سے حال میں یعنی خانہ کعبہ
 خیر و برکت کی جگہ ہے اور تمام نبی آدم کے لئے مرکز ہدایت ہے بیت اللہ
 کے مبارک ہونے کا ایک اثر یہ ہے کہ جو عمل دانا ادا کیا جائے اس کا اجر
 و ثواب دوسری جگہوں کی نسبت کئی گنا زیادہ ملتا ہے جملہ مبادی کا تضاعف
 اصل فیہ قالہ کثرۃ الخیر (قطبی ص ۱۳۸) وقیل لات الطاعات وسائر احوال
 تضاعف ویزداد ثوابا عندہ (خازن ص ۱۳۲) اور خانہ کعبہ جو کہ تمام جہان
 کے مسلمانوں کا قبلہ نماز ہے نیز دانا حج اور عمرہ ادا کیا جاتے اس لئے وہی
 ساری دنیا کیلئے رشد و ہدایت کا مرکز ہے لہذا قبلہم و منقید ہم
 (مدارک ص ۱۳۲) فیہ کی تعمیر کا مرجع بیت یعنی خانہ کعبہ ہے
 اور آیات سے بیت اللہ کی فضیلت اور حرمت کی نشانیاں مراد ہیں
 جن میں سے کچھ تو اس سے پہلے مذکور ہو چکی ہیں مثلاً بیت اللہ کا مبارک
 مرکز ہدایت ہونا اور کچھ کا ذکر آ رہا ہے مثلاً اس میں داخل ہونے والوں کا امن اور

ما ازالم مرد و پڑھنا
 بلکہ بعد از اول بلانہ
 اہل کتاب ۱۶
 مذکور ثانی بلانہ
 اہل کتاب ۱۶
 یعنی اللہ کی تعمیر
 میں بہتات ڈالتے ہیں
 متنبیہ بلانہ نوین
 باعجاب بہتات وابتقا
 رسول ۱۲
 مروت کا ذکر
 عقیقہ تعمیر برائے
 قریب الی الجہاد

محفوظ ہو جانا اور اس کے حج کا فرض ہونا و اجملة امامت انفة جی بھا بیاناً و تفسیر اللہای روح ص ۱۰۰) قال الزحاج ان قوله ومن دخلت امناً بقية تفسیر الايات الخ
 رکبہ ص ۱۳۸) اور مقام ابراہیم مبتدا ہے اور اس کی خبر متھا عندون ہے روح یعنی بعد ان آیات بنیات کے مقام ابراہیم ہے اور مقام ابراہیم سے مشہور تفسیر کے مطابق وہ تھہر مراد ہے جس پر پھرے
 موضع قرآن ۱۰۱ یہ بھی یہود کا بتہ تھا کہ ابراہیم کا گھرانہ ہمیشہ سے شام میں رہا اور بیت المقدس کو قبلہ رکھا اور تم کے میں ہو اور کعبہ کو قبلہ کرتے ہو تم کیونکر اس ابراہیم کے وارث ہوئے موائد
 فرمایا کہ ابراہیم کے نام سے اذل عبادت خانہ اللہ کے نام پر ہی بنا اور اس میں بزرگی کی نشانیاں اور حقائق ہمیشہ دیکھتے رہے ہیں اصل مقام ابراہیم کا یہ ہے۔ ۱۰۲ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے بنیوں کا
 جواب دے کر مسلمانوں کو فرمایا کہ ان کی بات مت منو یہی علاج ہے تمہیں نئے نئے اپنی راہ سے نکل جاؤ گے اب بھی ہر مسلمان کو چاہیے کہ تیسے دلوں کی بات نہ سے اسی میں دین کی سلامتی ہو اور پھرنے سے بچنے میں
 فتح الرحمن ص ۱۰۱ یعنی بہتات می آرید تا نزدیک مردمان ظاہر شود کہ کج است ۱۱

لن نزالوا ۴

۲
شہر بلوچستان اور
بچہ من المکرارم
جادی رکھے لاکھ
سے زبردست
۱۲ دئی

منزل ۱

فتح الرحمن ص ۱ یعنی اوس و خنزرق و عرب سجد و یمنیه و عرب و عجم باید بگردشنی باشند ۱۲ معنی تفرق در اصول دین حرام است که جمعی معتزلی باشند و جمعی شیعه و علی بن ابی القیاس ۱۳ معنی یعنی واجب بالکفایت است که جمعی با مر معروف و نهی از مکر قاصد نمایند ۱۴ معنی مانند سب و دو نصای می شود که به مقتدا چند فرقه گشتند ۱۵

واجب مالکاتیه است که محض بامر معروف دینی از مکرر قلمبندید ۱۲ اما یعنی مانند یهود و نصاری مشرک که بختلو چند فرقه گشتند ۱۲

بیا جائے کہ خطاب ساری امت سے ہے۔ تو رسول کے ان موجود ہونے کا مطلب یہ ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت آپ کی نبوت کے دلائل اور آپ کا اسوہ حسنہ اور آپ نے امت میں جو قرآن چھوڑا ہے۔ وہ ان میں موجود ہے اس لئے اس آیت کا برہنوں کے اس عقیدہ باطلہ یعنی حضور علیہ السلام کے حاضر و ناظر ہونے سے کوئی تعلق نہیں جتنا نچر علامہ قرطبی نے امام زجاج سے نقل کیا ہے جو دلائل یکتوں ہذا الخطاب لاصحاب محمد خاصۃ لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فیہم وہمیشا ہدوتہ و یحوزات یکتوں ہذا الخطاب یصح الامۃ لان آثارہ و علا ماتہ و انقبات الذی اوتی فیہا مکات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہم فینا دات لہ نشاہدہ (قرطبی ج ۲ ص ۱۵۱) اور علامہ سید محمود اوسی حنفی لکھتے ہیں والا کثرون علی تخصیص ہذا الخطاب باصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ الاداس والخذج منہم ومنہم من جلد عامان اثر المؤمنین و جمیع الامۃ و علیہ معنی کو نہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہم آثارہ و شواہد نبوتہ فیہم لانہا باقیۃ حقو لیک احوال اللہ (روح معطلہ ص ۱۷۶) اعظام سے مراد ہے اللہ پر ایمان لانا اور اس کے دین پر غلبہ سے قائم رہنا المراد بالاعتصام باللہ الایمان بید سجدتہ والتسکب بدینہ مکاتہ بہن جریح روح چہاں یہاں اہل کتاب کی طرف سے ڈالے جانے والے شبہات کے اثر بد سے محفوظ رہنے کا کیری نسخہ بیان فرما دیا اور وہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان لے آئے اور اس کے دین پر غلبہ سے قائم ہو جائے تو وہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی شبہات سے اس کا ایمان متزلزل ہو سکتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اعظام سے اللہ پر ہر دوسرے اور نزل کرنا مراد ہو۔ سمجھا کہ ابو العالیہ سے منقول ہے المرأۃ ائمتہ باللہ تعالیٰ والی التوکل علیہ والی اللہ اللہ روح انو مطلب یہ ہو گا کہ جو شخص اللہ پر ہر دوسرے اور اس کو اپنا عباد وادی سمجھے وہ اسے تمام شبہات سے محفوظ رکھے گا۔ وعت یجعل رید صلیا و مضرعا عند الشبہہ یحفظہ عن الشبہہ و ملاک ص ۱۳۱

حصہ دوم

یہ یقین امور پر مشتمل ہے، (۱) جہاد کا، (۲) اتفاق (۳) جہاد سے متعلق ایک شبہ کا جواب۔ ابتداء میں بیابنا الدین استوائتوا اللہ رکوع ۱۱۷ سے ان اللہ بما یصلون محیط رکوع ۱۲) تک ترغیب الی الجہاد کا بیان ہے۔
 کافروں کی طرف سے یہ نتیجہ کیا گیا تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو جنگ احدهم میں شکست ہوئی اور انہیں شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ اگر واقعی وہ سچا پیغمبر ہوتا تو اس کو شکست نہ ہوتی اور نہ ہی اسے نقصان اٹھانا پڑتا۔ آگے چل کر اس کا تفصیلی جواب فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے تو حسب وعدہ فتح دے دی تھی لیکن مسلمانوں سے کوتاہی ہوئی کہ انہوں نے مورچہ چھوڑ دیا۔ اور ان کی فتح وقتی شکست سے بدل گئی۔ **۱۵۱ھ** یہ نتیجہ ہے اس میں حکم دیا کہ تم غزوہ بدر میں اللہ سے ڈرو اور اس کے تمام احکام کی پیروی کرو اور مرتے دم تک تو حید اور دین اسلام پر قائم رہو اور صرف اللہ کی عبادت کرتے رہو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ ای مخلصون لغو سکھم للہ عزوجل لا تجحدون فیہا شریکۃ سواہ اصلا روح ص ۱۱) کیونکہ جب تک دل میں خدا کا خوف نہ ہو اور مسینہ میں تو حید اور دین اسلام کو زندہ رکھنے کی سچی تڑپ نہ ہو اس وقت تک کوئی آدمی جہاد پر آمادہ نہیں ہو سکتا **۱۵۲ھ** جملہ اللہ (اللہ کی رحمت) سے مراد یہاں قرآن ہے جس کی صریح سند کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ ہر جملہ اللہ الحمد و صحت السماء الی الارض (ابن جریر ص ۱۲) اور مقتضام کے معنی تسک اور مضبوطی سے پکڑنے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان پر مضبوطی سے قائم رہو ولا تقربوا جس کتاب اور دین حق پر نہیں قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے علیحدگی مت اختیار کرو ولا تقربوا عن الحق (الذی امرکم بالاعتصام بہ روح ص ۱۱) یا مطلب یہ ہے کہ آپس میں اتفاق اور محبت سے رہو۔ اتفاق و عداوت سے پرہیز کرو۔ (نفی عن المعاداة والمخاصمة فانہم کانوا فی المخاصمة مواظبین علی المحاربة والمناذعة فہما اللہ عنہا رکیر ص ۱۲) کیونکہ جب تک آپس میں اتفاق اور ہم آہنگی نہیں ہوگی اس وقت تک جہاد میں کامیابی نہیں ہو سکتی **۱۵۳ھ** اس آیت میں اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت کی باہمی عداوت اور دشمنی کی طرف اشارہ ہے زمانہ کفر کی عداوتیں اور لڑائیاں جو پشتہا پشت سے چلی آرہی تھیں اسلام کی برکت سے وہ یکسر ختم ہو گئیں۔ انصار کے دو قبیلے خزرج اور اسحق نے ان کے مابین کئی پشتوں سے جنگ و جدال اور قتل و خون کا سلسلہ چلا کر نامتناحب ان دونوں قبیلوں نے اسلام قبول کر لیا تو ان کی دشمنی ختم ہو گئی۔ جنگیں و قوت ہو گئیں اور آپس میں مہیاؤں کی طرح محبت اور الفت سے رہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں ان کی پرانی عداوت کا ذکر کر کے اسلام کے ذریعے محبت و الفت پیدا کرنے کی نعمت کا ذکر فرمایا ہے تاکہ انہیں اس نعمت کی قدر کا اچھی طرح احساس ہو سکے۔ اور یہاں نعمت سے مراد اسلام ہے جس کی برکت سے محبت اور الفت پیدا ہوئی امرتانی بتدکیر نعمہ واعظمہا الاسلام واستبای نبیہ محمد علیہ السلام فان یہ زالت العداوة والفرقة وکانت المحبة والافتخار (قرطبی ص ۱۶) **۱۵۴ھ** شفا کے معنی کنارے کے ہیں اور حفرة من النار سے مراد جہنم ہے وہ لوگ جو تک پہلے مشرک تھے اس لئے وہ جہنم کے کنارے پر کھڑے تھے صرف مرنے کی دیر تھی مرنے ہی جہنم میں پہنچ جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے نعمت اسلام سے ان کو مالا مال کر دیا اور اس طرح انہیں جہنم سے بچا لیا۔ اے جہنم علی طرقت حفرة من جہنم اذ لم یکن بینکم وبينہا الاموت (روح ص ۱۲) وکنتم مشغبین علی ان تقولوا انکم فاقذکم منها یا اسلام (مدارک ص ۱۳) اللہ تعالیٰ نے یہاں صحابہ کرام کو مخاطب کر کے ان پر یوسفوں کا ذکر فرمایا ہے ایک دینیو یعنی دنیا میں باہمی محبت و اتفاق کا پیدا ہونا اور دوسری اخروی یعنی آخرت میں جہنم سے نجات پانا۔ فائدہ اس آیت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے دشمنان صحابہ نے مستہزاکہ رکھا ہے کہ ان کے درمیان باہمی عداوت اور دشمنی تھی لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ اسلام لانے کے بعد صحابہ میں عداوت اور دشمنی باقی نہیں رہی تھی بلکہ ان میں محبت اور الفت پیدا ہو گئی تھی وہ آپس میں مہیاؤں کی طرح ہو گئے تھے۔ اور دوسرا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ انہیں جہنم کی آگ سے بچا کر جنت کا مستحق بنا دیا گیا ہے۔ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء **۱۵۵ھ** لفظ خیر عام ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں کو شامل ہے اس لئے تعمیم کے بعد تخصیص ان دونوں کاموں کی اہمیت اور مزید فضیلت کے اظہار کے لئے ہے۔ معروف ہر وہ کام ہے جو کتاب و سنت کے مطابق ہو اور منکر وہ کام ہے جو ان کے مخالف ہو۔ المعروف کا حلقہ کتاب والسنة والمنکر کا حلقہ ما عدا ہما (مدارک ص ۱۳) پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایمان اور تقویٰ کے ذریعے اپنی اصلاح کا حکم دیا پھر ارشاد فرمایا کہ اپنی اصلاح کے بعد اب دوسروں کی اصلاح کی طرف توجہ کرو۔ وما استقل الی مخاطبتہ المؤمنین اصمہم اولابا لتقوی والایمان ثم امرہم بالسعی فی القاء الخیر فی الامیات والطاعة رکیر ص ۱۲) اور مطلب یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جو سلسلہ تمہارے اندر جاری ہے اسے قائم رکھو یہ سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے یہ مطلب نہیں ہے کہ اب یہ سلسلہ شروع کرو کیونکہ یہ سلسلہ تو پہلے سے موجود تھا۔ لقرینہ کنتہ خیر امۃ حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں مسلمانوں پر فرض ہے ان کی ایک جماعت قائم رہے جہاد کرنے کو اور دین کی باتوں کا خیال رکھنے کو تاکہ دین کے خلاف کوئی کچھ نہ کرے جو اس پر قائم رہیں۔ وہی کامیاب ہیں اور یہ کہ کوئی کسی سے تعرض نہ کرے۔ موسیٰ بدین خذ اور یسعی بدین خود یہ راہ مسلمانوں کی نہیں۔ **۱۵۶ھ** یہاں حصر فلاح کا ل کے اعتبار سے ہے نہ کہ فلاح مطلق کے اعتبار سے اسی ہم الاختصاص بالصلاح الکامل (مدارک ص ۱۳) **۱۵۷ھ** یہ مسلمانوں کے لئے زجر ہے اور سامعہ بھی اخروی تہذیب ہے۔ اصلاح احوال کا حکم دینے کے بعد دوبارہ تفرق و اختلاف سے منع فرمایا اور اختلاف کی صورت میں عذاب اخروی کی دہمکی دی تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں اتفاق اور محبت کی جڑیں مضبوط ہو جائیں اور میدان جنگ میں ڈٹ کر کفار کا مقابلہ کر سکیں۔ تصحوا اور اختلاف کو بعض مفسرین نے ایک ہی معنی میں لیا ہے۔ اور لفظ کو

تاکید پر محمول کیا ہے۔ اور اختلاف سے توحید باری تعالیٰ اور دیگر اصول دین میں اختلاف مراد ہے اور بعض مفسرین نے تفرق تو اسے باہمی عداوت اور اختلاف سے مذہبی اختلافات مراد لئے ہیں۔ داخلوا
فی التوحید والتنزیہ واحوال المحاد قیل دھذا محقق تفرقوا دکرہ لتاکید وقیل التفرق بالعداۃ والاختلاف بالذیاتۃ (رد ح ۲۳۳) اور الذین سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے
توحید اور دیگر اصول دین میں اختلاف کیا۔ وہم الیہود والنصارى فانہم اختلفوا وکفر بعضہم بعضا (سارک ۱۳۱) یعنی الیہود والنصارى فی قول جمہور المفسرین (قرطبی ۱۶۳) اور منیات سے
تورات و انجیل کی وہ صریح اور واضح آیتیں مراد ہیں جن میں دین اسلام، توحید، صداقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کا تفصیلی ذکر موجود ہے اور جن کے بعد انہیں کسی قسم کا اختلاف نہیں کرنا چاہیے تھا۔
من بعد ما جاءہم فی التوراة والانجیل تلك النصوص الظاہرة الخ (کبیر ۲۳۲) واللہ اعلم بالحق من اختلاف کرنے والوں کی طرف اشارہ ہے یعنی جن لوگوں نے
دین میں اختلاف و تفرق ڈالا ہے ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ اس طرح اس میں مسلمانوں کے لئے زجر ہے ۱۵۴ یم منسوب علی الظرفیۃ ہے اور عذاب عظیم سے متعلق ہے اسے نصب علی انظر
والتقدیر وہم عذاب عظیم فی هذا اليوم الخ (کبیر ۲۳۳) یعنی یہ عذاب اس دن میں ہو گا جس میں کچھ چہرے سفید اور نورانی ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے اور وہ قیامت کا دن ہے۔
جس میں مومنین کے چہرے جگمگا رہے ہوں گے اور کافروں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ اور یہ اس لئے ہو گا تاکہ میدان حشر میں ہر شخص مومن اور کافر، سچا اور شقی اور نیک بخت اور بد بخت کو ان
علامتوں سے پہچان لے۔ والجملة فی بیاف الوجہ وسوادھا اهل الموقف اذا راہا یاف وجہ المؤمن عرفوا اهل السعادة واذا راہا سواد وجہ الکافر عرفوا
مت اهل السعادة (خازن ۳۳۳) یہاں دونوں گروہوں کے انجام کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور انھیں تم سے پہلے قیال لہم مخذوت ہے ۱۵۵ العذاب سے عذاب
معہود مراد ہے یعنی وہ عذاب جو صفت عظیم سے متصف ہے مخذوت میں فہم فیہ ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل پر مرتب ہے اور اس کا نتیجہ ہے اور
بہا میں ب سببہ ہے مطلب یہ کہ یہ عذاب ان کے کفر و انکار کا نتیجہ ہے ان پر ظلم نہیں ہے ۱۵۶ یہ مومنوں کے لئے خوشخبری ہے اور رحمۃ اللہ سے مراد جنت ہے جنت کو لفظ رحمت سے تعبیر فرمانے میں
اس طرف اشارہ ہے۔ کہ مومن اگرچہ تمام عمر عبادت الہی میں بسر کر ڈالے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ کی نافرمانی نہ کرے تو آخرت میں جو انعام اسے ملے گا۔ وہ محض اس کی رحمت اور اس کے فضل سے ملے گا۔
وانما عبرت ذالک بالرحمة اشعار بالمتوہات استغفر فی عمرہ فی طاعة اللہ تعالیٰ فاندلایال ما یزال الا برحمته تعالیٰ (روح ۲۳۲) ہم فیہا خلدوت ہ اور وہ جنت
میں ہمیشہ رہیں گے نہ انہیں موت آئے گی اور نہ جنت اور اس کی نعمتوں پر فنا آئے گی۔ فی جنتہ د کرامتہ خالدوت باقوت (قرطبی ۱۶۹) ۱۵۸ تک سے گذشتہ آیات کی طرف اشارہ ہے
یعنی یہ آیتیں ہم آپ پر اصل حقیقت واضح کرنے کے لئے نازل کرتے ہیں ای نکشف ما الامر علیہ فی الدنیا والاخرۃ (ابن کثیر ۳۹۹) ۱۵۹ پہلے کفار کے لئے سخت سزا کا اعلان تھا۔ اس لئے ساتھ ہی
اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے۔ وہ بلا وجہ کسی کو سزا نہیں دیتا وہ حاکم عادل ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب کہ وہ مالک و مختار اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اور سب کچھ جانتا ہے۔ اس لئے اسے اپنی مخلوق پر ظلم کرنے
کی کیا ضرورت ہے ۱۶۰ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اور اس میں جابر و در کی تقدیم انادہ حصر کے لئے ہے یعنی زمین و آسمان کی ساری کائنات صرف اللہ ہی کی ہے، ساری کائنات کو اللہ ہی نے پیدا فرمایا
اور وہی ہر چیز کا مالک ہے اور ہر چیز میں تصرف اور مختار ہے ای لہ سبحانہ وحدہ ما فیہا من المخلوقات ملکا وخلقاً و تعویلاً (روح ۲۳۲) ۱۶۱ تمام معاملات کا فیصلہ اور تمام امور کا انجام دہ
کے ہاتھ میں ہے جب زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور معرف و مختار اللہ ہی ہے تو پھر وہی عبادت اور لپکا کے لائق ہے اس لئے عبادت صرف اسی کی کرو اور ضرورتوں اور مصیبتوں
میں صرف اسے ہی لپکا و قال الشیخ۔ اس میں تشبیح علی الجہاد ہے۔ یعنی سب کچھ خدا ہی کے قبضہ میں ہے اور فتح و شکست اس کے اختیار میں ہے۔ تو پھر اس پر بھروسہ کرتے ہوئے کفار سے جہاد کرو۔
اور ہمت نہ مارو۔ وہ ضرورتیں فتح دے گا ۱۶۲ للناس خیر امۃ سے متعلق ہے جیسا کہ ابن عباس، ابو ہریرہ، مجاہد، عطاء، عکرمہ اور ربیع رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ یعنی خیر الناس للناس
والمحتی انہم خیر الامم والنفع للناس (ابن کثیر ۳۹۹) یعنی تم ایک ایسی امت ہو جو سب امتوں سے بہتر ہو اور تمام امتوں سے بڑھ کر لوگوں کے لئے مفید اور نفع رسا ہو۔
حضرت شیخ فرماتے ہیں یہاں فلتکونوا اعلیٰ ذالک مخذوت ہے یعنی تم اسی پر قائم رہو اور تمہارا شیوہ یہاں ہے کہ توحید بیان کرتے رہو اور توحید کی خاطر مشرکین سے جہاد میں مصروف رہو۔ ۱۶۳
یہ جہاد نہ ہے اور اس میں امت مسلمہ کے افضل اور خیر الامم ہونے کی علت بیان کی گئی ہے۔ ہذا کلام مستأنف والمقصود مستہ بیان علت ذلک الخیرۃ دھوہم خیر امۃ (خازن ۲۳۲) اس آیت
میں معروف اور مشرکے اگرچہ بعض مفسرین توحید اور مشرک مراد لیا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ دونوں لفظوں کو عموم پر محمول کیا جائے اور معروف سے وہ تمام نیک کام مراد ہوں جو شرعاً معروف اور جائز ہوں
اور مشرکے مراد تمام گناہوں و انکاروں کی معروف و المنکر العموم (بحر ۲۳۲) اد المتبادر من المعروف الطاعات ومن المنکر المعاصی النی انکرھا الشرع (روح ۲۳۲) اس طرح توحید سے لے کر چھوٹے سے چھوٹا
نیک کام معروف میں داخل ہے اور مشرک سے لے کر چھوٹے سے چھوٹا منکر کا فروغ ہو جو وہ زمانہ کی نئی تہذیب نے اب نئے اندے دیکر منکرات میں اضافہ کر دیا ہے مثلاً سنیما تھیٹر، ناچ گھر، جم خانے،
مشراب خانے، سیورک سکول، فولو اسٹوڈیو وغیرہ سب منکرات کے اڈے ہیں۔ اور ان میں جو کچھ سوراہا ہے وہ سب منکرات ہیں اور ان سے منع کرنا علماء و فاضلین پر فرض ہے۔ جن مفسرین نے معروف اور
منکر کو توحید اور مشرک سے مخصوص کیا ہے انہوں نے معروف اور مشرک سے فرد کال کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایمان جو کہ تمام امتوں میں مشترک تھا اور اس امت کی خصوصیت امر بالمعروف اور نہی عن
المنکر تھی اس لئے اس خصوصیت کو ذکر میں ایمان پر مقدم کیا نیز اس سے اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اگرچہ بعض پہلی امتوں پر بھی فرض تھا لیکن امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
کو اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جو نظام عطا فرمایا ہے وہ پہلی امتوں کی نسبت ہر لحاظ سے کامل و مکمل اور جامع ہے اور اس کا دائرہ عمل انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے عقائد
سے لے کر اعمال تک اور اخلاقیات و معاشیات سے لے کر سیاسیات تک تمام شعبوں کی تنظیم و اصلاح کی ذمہ داری اس امت پر ڈالی گئی ہے اور اسے خبردار کیا گیا ہے کہ دنیا میں نظام حق کو قائم رکھنے اور اسے چلانے
کے لئے شریعت حق کا اتباع کیا جائے اور کوئی قدم اس کے خلاف نہ اٹھایا جائے۔ اہمیت میں خطاب تو اگرچہ صحابہ کرام سے ہے مگر بقرینہ علت اس سے ساری امت مراد ہے قالے الزجایح قولہ
فلتہذی الامۃ الخطاب خیرہ مع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکنہ عام فی کل امۃ الخ (خازن ۳۳۳) اور ایمان باللہ سے مراد یہ ہے کہ دل و جان سے اس کی ہستی کا یقین کیا جائے اور
بلا شرکت غیرے اس کی خالص اطاعت اور عبادت کی جائے اور اس کے دئے ہوئے نظام حیات کے سامنے سرانقیاد ختم کر دیا جائے۔ ای و نصدقوت باللہ و تخلصوت لہ التوحید والعبادۃ
(خازن ۳۳۳) ۱۶۴ یہ اہل کتاب کے لئے اس دین کو قبول کرنے کی ترغیب ہے۔ جس کی وجہ سے اس امت کو باقی تمام امتوں پر افضلیت کا درجہ ملا یعنی اہل کتاب ایمان لے آئیں اور حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کریں تو یہ دنیوی ریاست اور ثنائ و ثنوت کے مقابلہ میں ان کے لئے دنیا اور آخرت کے اعتبار سے بہت بہتر اور مفید ہو گا۔ کیونکہ ایمان لانے کی صورت میں
ایک طرف تو وہ افضل امت میں شامل ہو جائیں گے اور دوسری طرف آخرت میں اجر عظیم اور ثواب جزیل کے مستحق ہوں گے اور ان میں جو علماء ہیں ان کو عوام پر دنیا میں دینی بیاد و ریاست بھی حاصل
ہوے گی۔ دلو آمتوا الحصلت لہم ہذا الدینا مع الثواب الحظیم فی الآخرة فکات خیرا لہم مما اقتنوا (کبیر ۲۳۲) ۱۶۵ یہ جہاد متلفظ ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ

اہل کتاب کے کچھ ذی علم اور صاحب فہم ایمان لائے ہیں جس کا یہودیوں میں سے عبد اللہ بن سلام ان کے مجاہد اور ان کے دوسرے ساتھی اور عیسائیوں میں سے یحییٰ بن عادی بن حاتم وغیرہ لیکن ان کی اکثریت کفر پر ہے اور وہ تورات و انجیل کی ان آیتوں سے جن میں آخری پیغمبر پر ایمان لانے کے احکام ہیں روگردانی پر تھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے جو ایمان لائے ہیں۔ منکرین کو ان سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

نہ یصرونکہ لا اذی یہ ترغیب الی الجہاد ہے، اذی مزر کے مقابلہ میں بلکہ اور معمولی سی تکلیف کو کہتے ہیں۔ الاذی بمعنی النصر البسیو (روح ص ۳۳) اور اس سے مراد لگائی گھوڑی طعن و تشنیع اور دھمکی وغیرہ ہے۔ الاخرامقتضی اعلیٰ اذی بقول سے طعن فی الدین اور تہدید اور تحذیر الیک۔ مدارک ص ۱۳۱ یعنی اہل کتاب تم کو مالی یا جانی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور نہ ہی انہیں تم پر غلبہ حاصل ہو سکے گا۔ بس زیادہ سے زیادہ وہ تمہارے خلاف زبانی پوسیدگی ڈال رہا ہے اور اللہ کی آیتوں کی تکذیب و تحریف کرتے رہیں گے۔ یعنی کمزور بہم و تعریفہم و بھگتہم۔ لا اذی

ال عمل ۳

۱۷۲

لن تنالوا

الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَنْ يَضُرَّوْكُمْ اِلَّا اَذٰی طُرْدَانٍ يُقَاتِلُوْكُمْ

ما فرمان ہیں ۱۷۲ وہ کچھ نہ بگاڑ سکیں گے تمہارا کرتا زبانی سے ملے اور اگر تم سے لڑیں گے

يُؤْلُوْكُمْ اَلْدَّبَارَ قَتْلًا يَضُرُّوْنَ ۝ ضُرِبَتْ

تو پیٹھ دیں گے ۱۷۳ پھر ان کی مدد نہ ہوگی ۱۷۴ ماری گئی

عَلَيْهِمُ الدَّلٰلَةُ اِنْ مَا ثَقِفُوا اِلَّا بِالْحَبْلِ مِنَ اللّٰهِ

ان پر دلت جہاں دیکھے جائیں سوائے دستِ اویز اللہ کے

وَحَبْلِ مِنَ النَّاسِ وَبَآءُ وَبَغَضٍ مِنَ اللّٰهِ وَ

اور دستِ اویز لوگوں کے ۱۷۵ ملے اور کیا انہوں نے عفتہ اللہ کا اور

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا

لازم گردی ان کے اوپر حاجت مند ۱۷۶ یہ اس واسطے کہ وہ انکار

يَكْفُرُوْنَ بِآيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِيَاۗءَ بِغَيْرِ

کرتے رہے ہیں اللہ کی آیتوں سے اور قتل کرتے رہے ہیں پیغمبروں کو

حَقِّ ذٰلِكَ ۚ مَّا عَصَوْا وَكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ ۱۷۷ كَيْسُوا

ناحق ۱۷۷ یہ اس واسطے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور حدود سے نکل گئے ۱۷۸ وہ سب

سَوَآءٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَمَةٌ قٰآءِمَةٌ يَّتَكُوْنَ

برابر نہیں اہل کتاب میں ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر پڑھتے ہیں

آيٰتِ اللّٰهِ اِنَّآءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ ۱۷۹ يَوْمِنُوْنَ

گرتیں اللہ کی راتوں کے وقت اور وہ سجدے کرتے ہیں ۱۸۰ اعلیٰ ایمان لائے ہیں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور حکم کرتے ہیں اچھی بات کا اور

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ط

منع کرتے ہیں برے کاموں سے اور دوڑتے ہیں نیک کاموں پر ۱۸۱ اعلیٰ اند

منزل ۱

تكون لهم الخليفة (قرطبي ص ۱۷۲) یہ ماقبل کا نتیجہ

ہے۔ مسلمان مجاہدین کو اللہ تعالیٰ اطمینان دلا دیا کہ اہل کتاب تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے راول تو وہ تمہارے مقابلہ میں آئیں گے ہی نہیں اور اگر کبھی جرات کر کے مقابلہ میں آجی گئے تو شکست کھا کر پیٹھ پھیرتے ہوئے بھاگ نکلیں گے اور مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکیں گے نہ لا ینصرون مغلوب اور شکست خوردہ ہونے کے بعد پھر انہیں کبھی نصرت و غلبہ اور شوکت و قوت حاصل نہیں ہوگی ای انہم بعد صبر و درتہم تمہارے میں لا یحصل لہم شوکت و لا قوۃ البتہ (کبیر ص ۱۷۳) یا مطلب یہ ہے کہ جن مشرکین عرب کی مدد پر ان کو اعتماد ہے شکست کی صورت میں کوئی ان کی مدد نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی منافقین ان کی مدد کو پہنچیں گے۔ یہ پیش گوئی حرفِ بحرف صحیح نقلی اہل کتاب نے ہر محرم میں شکست کھائی۔ اور ہر میدان میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ وکل هذه الاخبار وقعت كما اخبر الله عنها فان اليهود لم يقاتلوا الا انهم مودعا اقد موعا علی محاربة وطلب ریاستہ الاخذوا الحج (کبیر ص ۱۷۴) جلے کے معنی عہد اور ذمہ کے ہیں والحمد للہ الذی ملة (مدارک ص ۱۳۱) جل من اللہ سے مراد عقد و موداعہ جزیہ ہے اور جل من الناس سے لوگوں کی طرف سے امان نفس اور حفاظت مال وغیرہ کا عہد مراد ہے۔ ای بذمۃ من اللہ و هو عقد الذمۃ لہم و ضرب المجزیۃ علیہم و الزامہما احکام الملۃ و جل من الناس ای امان منہم لہم مکانی المہادن و المعاهد الحج (ابن کثیر ص ۱۷۵) حاصل یہ کہ یہودیوں پر ذلت و رسوائی مسلط کر دی گئی ہے سادہ معجزان کا مال اور ان کی جان بے وقعت ہیں اور سوائے دوسو تلوں کے نہ ان کا مال و جان محفوظ ہے۔ اور نہ ہی ان کو عزت اور وقار کی زندگی نصیب ہے۔ اول یہ کہ وہ کسی مسلم حکومت کے ذی بن کریں ان کو جزیہ ادا کریں اور اس طرح وہ حقوق ذمہ حاصل کر لیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ دوم یہ کہ کسی

مباحثات بلاتے ہوئے اہل کتاب

دوسری قوم سے دوستی اور نصرت و مدد کا کوئی معاہدہ کر لیں اور اس طرح ان کو زندگی میں کچھ جبین نصیب ہو جائے ان دونوں صورتوں کے سوا دنیا میں نہ ان کی کوئی خود مختار حکومت قائم ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی ان کا مال و جان محفوظ ہو سکتا۔ آج اگر دنیا کے ایک مختصر حصے میں یہودیوں کی حکومت قائم ہو گئی ہے تو حقیقت میں اس کا اپنا کوئی وجود نہیں وہی جل من الناس کے تحت امریکہ کے مہارے جی رہے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے۔ اسرائیلی حکومت کا وجود مغرب کے ان سیاسی جوڑے بازوں کے اپنے ذاتی مفادات کا نتیجہ ہے۔ اور کچھ نہیں ۱۷۹ یہ ان کی بد عملیوں کا نتیجہ ہے۔

موضح قرآن ۱۸۱ بہ امت ہر امت سے بہتر ہے اسی دو صفت سے امیر مروت یعنی جہاد اور ایمان یعنی توحید کا عقیدہ اس قدر اور دین میں نہیں ہے و سوائے دنیاوی یہودیوں میں کہیں اپنی حکومت سے نہیں رہتے پیچیدہ و ذرا اللہ کے کہ بعضی زمین تو ریت کی عمل میں لاتے ہیں اس کے طفیل سے پڑے ہیں اور بغیر و تداویر لوگوں کے یعنی کسی زمین میں اس کی پناہ میں پڑے ہیں۔

فتح الرحمن ۱۲ یعنی مگر بعد و ذمہ ۱۲ ملے یعنی آنا کہ از ایشان مسلمان شدہ اند ماہ عبد اللہ بن سلام ۱۲

أُولَئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ

وہی لوگ نیک بخت ہیں اور جو کچھ کریں گے وہ لوگ نیک کام

فَلَنْ يَكْفُرُوهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ إِنَّ الَّذِينَ

اس کی ہرگز ناقدری نہ ہوگی اللہ اور اللہ کو خبر ہے ہر سزاگاروں کی وہ لوگ جو

كَفَرُوا لَنْ تُغْنِي عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ

کافر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے ان کو ان کے مال اور نہ اولاد

مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا

اللہ کے آگے کچھ نہ ہوگا اور وہی لوگ رہنے والے ہیں آگ میں دوزخ کی وہ اس آگ

خَالِدُونَ مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَذِهِ الْحَيَاةِ

میں ہمیشہ رہیں گے مثلاً جو خرچ کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ

میں اس کی مثال جیسے ایک ہوا کہ اس میں ہوا ہلا جاگئی تھیں کو اس قوم کی

ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَاهْلَكَتْهُ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَ

کہ انہوں نے اپنے حق میں برا کیا تھا پھر اس کو بذر گئی اللہ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن

لَكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں مثلاً اے ایمان والو نہ

تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأُولُكُمْ خَبَرًا لَّا

بناؤ بھیدی کسی کو مثلاً انہوں کے سوا مثلاً وہ کہ نہیں کرتے تباہی خرابی میں

وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ

انہی خوشی ہے تم جس قدر تکلیف میں رہو نکلی پڑتی ہے دشمنی ان کی زبان سے ۱۴۹

وَمَا تَخْشَىٰ صُورُهُمْ كَبُرَ قَدْ بَسَّآ لَكُمْ

اور جو غمناک ہے ان کے جی میں وہ اس سے بہت زیادہ ہے ہم نے تمہارے لئے تم کو

منزل ۱

کی سزائے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے یعنی ان بد اعمالیوں کی وجہ سے وہ غضب الہی کے مستحق ہو چکے ہیں اور دنیا میں ان پر غضب الہی کا ظہور ابدی ذلت اور رسوائی کی صورت میں ہو چکا ہے وہ جہاں کہیں بھی ہیں ذلیل و خوار اور دوسروں کے محتاج ہیں۔ مسکنۃ سے اکثر مفسرین نے جزیہ مراد لیا ہے جو ذلت و رسوائی کی علامت ہے والاکثرون حملوا المسکنۃ علی الجزیۃ دھوقولہ الحسن الخ (۱۴۳) اور بعض نے اس لفظ کو فقر و فاقہ پر محمول کیا ہے یہودیوں میں جو مالدار ہیں وہ معدودے چند ہیں اور ان کی اکثریت فقرا و زنگدستی میں مبتلا ہے اور جو مالدار ہیں وہ بھی اپنا غنا ظاہر نہیں کرتے فہم فی الغلاب مساکین و قلمایو جدید یہودی بظہر الحق (روح صحیح) ۱۴۹ ذاک سے مذکورہ سزاؤں کی طرف اشارہ ہے اور آیات سے نورات کی وہ آیتیں مراد ہیں جن میں مسئلہ توحید کا بیان تھا۔ اور جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلالت کرتی تھیں (روح صحیح) ۱۴۹ یعنی ان کو مذکورہ سزائیں اس لئے دی گئیں کہ ایک توحید اللہ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے دوم اس لئے کہ وہ اللہ کی توحید بیان کرنے والے پیغمبروں کو بیداری سے قتل کیا کرتے تھے ۱۴۹ ذاک سے کفر اور قتل بانیہ کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار اور انبیاء علیہم السلام کو قتل اس لئے کیا کرتے تھے کہ خدا کی لگاتار نافرمانی اور اس کی سسل حدود شکنی کی وجہ سے ان کے دل سیاہ اور سخت ہو چکے تھے کفر و عصیان ان کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ اور منہ و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر ہمہ جہا ریت ثبت ہو چکی تھی اس لئے ایمان و اطاعت کی نواں سے توقع ہی نہیں تھی۔ ان سے اگر صادر ہو سکتے تھے۔ تو کفر و عصیان اور قتل انبیاء ایسے برے افعال اور سنگین جرائم ہی ما ہو سکتے تھے لیسوا سوا حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب قوموں پر خدا کا غضب آتا ہے تو ان کا ہر ہر فرد بدکار نہیں ہوتا بلکہ ان میں بعض نیکو کار بھی ہوتے ہیں اور ان نیکو کاروں کے ڈھیروں میں کوئی کوئی سچا موتی بھی ہوتا ہے یہی حال اہل کتاب کا تھا۔ جہاں ان کے عاملوں، پیروں، اور دانشوروں اور سجادہ نشینوں کی اکثریت دنیا دار، غلط کار اور حق پوش معنی دہاں ان میں خال خال خدا سے ڈرنے والے جتن کھنے اور توحید بیان کرنے والے عالم بھی موجود تھے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہود کے باطل پرست اور شرک پسند عاملوں کی شرارتوں اور ان کی سزاؤں کا ذکر فرمایا اب یہاں سے یہود کے ان عاملوں اور پیروں کا ذکر شروع ہوتا ہے جنہوں نے دین توحید یعنی اسلام قبول کر لیا تھا اور پھر توحید کی تبلیغ و اشاعت بھی کرتے تھے اور خود بھی توحید پر قائم تھے چنانچہ فرمایا کہ اہل کتاب سب یکساں نہیں ہیں بلکہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی موجود ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول حق کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور دین توحید (اسلام) کو قبول کر کے نہ صرف خود اس پر قائم ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ ۱۴۹ یہ استیفاء لیسوا سوا کا بیان ہے، امت قائمۃ سے مراد یہ ہے کہ وہ توحید اور دین اسلام پر ثابت قدم ہیں، ان کا ایمان نہایت مضبوط ہے، ان کے دل شک و اضطراب سے خالی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی پر قائم ہیں۔

تجوید تفسیر
بولے مشرکین
بال کتاب ۱۲

مشرکین کمال
خرچ کرنا منافع
ہے اور مشرک کا
جواب ۱۲

مشرکین کے لئے
ایسے مشرکین سے
دل دہشتی ملت
رکھو ۱۲

انہا ثابتۃ علی التمسک بالمدین الحق ملازمۃ لہ غیر مضطر بفتح فی التمسک بہ (کیر ص ۳۳) ای امت مستقیمۃ علی طاعة اللہ تعالیٰ ثابتۃ علی امرہ الخ (روح صحیح) اور یتلوت آیات اللہ الخ قال الشیخ ای بیینوت التوحید و لیجدون للہ خاصۃ یعنی وہ توحید بیان کرتے اور صرف اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں یا اس سے کثرت نماز کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں اور کثرت سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ وہم لیسجدون یتلوت کی ضمیر سے حال ہے اور لیسجدون کے معنی یصلون کے ہیں کیونکہ تلامدات موضع قرآن و یہودیوں پر پانچ سات آدمی حق پرست تھے وہ مسلمان ہو گئے ان کے سردار عبداللہ بن سلام تھے جن تعالیٰ ہر جگہ اہل کتاب کی ندمت میں سے ان کو نکال لیتا ہے یہ بھی انہیں کا مذکور تھا۔ ۱۴۹ یعنی جہاں خرچ کیا اور اللہ کی بقاء و دنیا آخرت میں وہ دیا نہ دیا ہر ایک ہے

سجدے میں نہیں ہوتی۔ اور نماز سے بچنے کی نازیبا نماز عشا مراد ہے۔ وعبر بالآلادۃ فی ساعات اللیل عن التہجد بالفقرات (بحر ص ۳۹) عبور بالسجود عن الصلوات آلات التلاوة لا تکتون فی السجود وقیل ہی صلاۃ التہجد وقیل ہی صلاۃ العشاء الخ (خازن ص ۳۹) ای یقیمون اللیل دیکثرو التہجد وتیلون الفقرات فی صلواتہم (ابن کثیر ص ۳۹) ۱۷۲۔ مومنین اہل کتاب کی مزید مدح اور تعریف فرمائی کہ وہ اللہ پر اور آخرت پر ٹھیک ٹھیک مثل تعین مصطفویہ کے مطابق ایمان لاتے ہیں اور اپنے گذشتہ شریک عقائد مثلاً ابنیت مسیح اور عزیز سے نائب ہو چکے ہیں نیز اپنے سابقہ تصور آخرت سے بھی دستبردار ہو چکے ہیں۔ کیونکہ پہلے وہ آخرت میں شفاعت قہری کے قائل تھے۔ وذلک لان اہل الکتاب فیہ شرک ولیقوت الیوم الاخر فیو ما یصنعہ المؤمنون (خازن ص ۳۹) اور پھر صرف یہی نہیں کہ خود ہی ایمان لاکر نیک اعمال میں مصروف ہو گئے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی ایمان اور اعمال کی دعوت دیتے اور کفر اور منکرات سے ان کو منع کرتے ہیں اور رعناے الہی کی خاطر اس کی طاعت اور بندگی میں دوسروں سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں وادلت امت الصلیین ۵ یعنی اہل کتاب میں سے جو لوگ مذکورہ بالا صفات جلیلہ سے منصف ہیں اللہ کے نزدیک ان کا شمار نیکو کار لوگوں میں ہے ای ص ح جملۃ الصالحین الذین صلت احوالہم عند اللہ عزوجلہ (خازن ص ۳۹) یہاں تک تو ان کی مدح و تائیدی آگے ان کے اعمال صالحہ کی جزا کا ذکر ہے ۱۷۳۔ ایمان لانے کے بعد اب وہ جو بھی نیک عمل بجا لائے گے اس کے اجر و ثواب سے وہ محروم نہیں رہیں گے بلکہ ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اور ان کا سابقہ کفر اور ان کے گذشتہ برے اعمال اس پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔ ای لن یحسموا الذابۃ البتۃ (روح ص ۳۹) وما تفعلوا من خیر قلن تجددوا واذابہ بلہ یشکرکم ویتجاوزن علیہ (قرطبی ص ۳۹) واللہ علیم بالمتقین برہرہم کار لوگ اللہ سے چھپے ہوئے نہیں ان کی نیکی اور پرہیزگاری کی عزت جزا دے گا۔ اس میں متقین کے لئے آخری جزا کا وعدہ ہے۔ ومعنی علیہم بہم انہ مجاز بہم علی تقواہم ووفی ذالک وعد للمتقین ووعید للمعصرطین (بحر ص ۳۹) ۱۷۴۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے مومنین اہل کتاب کا ذکر فرمایا ان کی خوبیاں گناہوں اور انہیں بشارت آخری سے نوازا اب یہاں سے کفار اہل کتاب کا ذکر کر کے انہیں آخری تنوین فرمائی۔ قال مقاتل لما ذکرنا فی صومنی اہل الکتاب ذکر کفارہم وھو قولہ الذین کفروا (قرطبی ص ۳۹) اور کفار اہل کتاب سے یہاں مراد عام ہے خواہ عوام ہوں یا خواص مریدین اور متبعین ہوں یا ان کے علماء و سجادہ نشین اور متبعین جن طرح مریدین اپنے پیروں اور سجادہ نشینوں پر خرچ کرتے ہیں۔ ان کی خدمت میں نذرانے اور شبیریائیں پیش کرتے اور ان نذرانوں کے ذریعے اپنے پیروں سے آخرت میں نفع کی امید رکھتے ہیں اور اس توقع میں رہتے ہیں کہ ان نذرانوں اور نذرانوں کے عوض ان کے پیر۔ قیامت کے دن ان کی سفارش کریں گے اور خدا کے عذاب سے ان کو بچھڑائیں گے اسی طرح پیر اور سجادہ نشین بھی دنیا میں بزم خود اپنی دولت نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں مثلاً بزرگوں کے مزارات اور ان کی خانقاہیں تعمیر کرتے ہیں، مریدوں اور مزارات پر نذرانے لانے والوں کے لئے سرائیں بنواتے اور منگ جاری کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہودیوں کے ان بیویوں اور سجادہ نشینوں اور اسی طرح ان کے مریدوں کا اس طرح دنیا میں دولت خرچ کرنا بالکل بیکار ہے اس کا ان کو سبب فائدہ نہیں پہنچے گا۔ کیونکہ اتفاق اور دوسرے اعمال صالحہ کا آخرت میں مفید اور نفع بخشنے والا ایمان خالص اور توحید پر موقوف ہے اور شرک اور کفر میں تھمک میں ۱۷۵۔ لہذا انجام کار ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ خود فی انذار ان کے کفر و شرک پر قائم رہنے کا نتیجہ ہے۔ اس آیت سے معتزلہ کے اس خیال کی تردید ہوتی ہے کہ شقاق المؤمنین مخلد فی النار ہوں گے۔ کیونکہ اذ ذلک اصحاب النار کی ترکیب مفید حصہ ہے تو مطلب یہ ہوا کہ صرف کفار ہی ایسے جہنمی ہیں جو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور اس سے کبھی نہیں نکلیں گے تو معلوم ہوا کہ انہیں گنہگار جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے جیسا کہ معتزلہ کا خیال ہے۔ ولما افادت ہذا الکلمۃ معنی المحصر ثبت ان الخلود فی النار لیس الا للکافر (کبیر ص ۳۹) ۱۷۶۔ حور کے معنی شدید سردی کے ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے العصر البود الشدید (قرطبی ص ۳۹) روح ص ۳۹) کبیر ص ۳۹) اور ظلموا انفسہم میں ظلم سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے شرک اور کفر و عصیان کے ذریعے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور ہلاکت و خسران کے مستحق ہوئے ظلموا انفسہم بالکفر والمعاصی ومنع حق اللہ تعالیٰ فیہ (مخالم و خازن ص ۳۹) حضرت شیخ کی تفسیر کے مطابق اتفاق سے یہاں یہودیوں کے پیروں کا مریدوں پر اور مریدوں کا پیروں پر خرچ کرنا مراد ہے نفقۃ الیہود علی علمائہم اجامح البیان ص ۳۹) پہلے لکھا ہے کہ آخرت میں کفار کو ان کے مال و منال سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا تو یہاں ایک شبہ پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ اگر کفار دین میں اپنی دولت نیک کاموں میں خرچ کر ڈالیں تو شاید آخرت میں اس کا انہیں ثواب مل جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس شبہ کا ازالہ فرمادیا کہ کافروں کا دنیا میں صدقہ و خیرات کرنا اور نیک کاموں میں اپنی دولت کو لگانا اجر آخرت کے اعتبار سے بالکل بے سود ہے آخرت میں انہیں اس کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ کیونکہ اعمال صالحہ کے عند اللہ مقبول اور باعث اجر و ثواب ہونے کے لئے ایمان اور اخلاص اور توحید شرط ہے اور کفار اس سے محروم ہیں اس لئے ان کے تمام اعمال باطل اور ناجائز ہیں۔ کافروں کی خیرات کے بے سود ہونے کو اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت ہی آسان مثال کے ذریعے واضح فرمایا ہے جس طرح کافر اور شرک قوم کی سرسبز و شاداب کھیتی ہو لیکن انہوں نے اسے برباد اور پالنے سے محفوظ رکھنے کا کوئی انتظام نہ کیا ہوا اور وہ اس کی شادابی کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں۔ اور اس کی پیداوار کے بارے میں بہت پر امید ہوں کہ اچانک ہوا کا طوفان آجائے جس میں شدت کی سردی اور برباد اور پالا سو اور اس ہلاتی ہوئی کھیتی کو بالکل تباہ و برباد کر کے رکھ دے اور کھیتی والے کت افسوس مٹے رہ جائیں اور ان کی اس کھیتی سے غلہ اور دیگر منافع حاصل کرنے کی تمام امیدیں خاک میں مل جائیں بالکل ہی حال کفار کی خیرات کا ہے جس طرح ان کھیتی دانوں کو اس نفع کی بڑی امید تھی مگر طوفان باد و برد نے ان کی امیدوں پر پانی بھیر دیا اسی طرح کافر دنیا میں رفاه و تہامہ کے کاموں میں اور دیگر کارنامے خیر میں اپنی دولت خرچ کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ اگر واقعی قیامت آئی تو انہیں اس کا اجر و ثواب ملے گا۔ لیکن کفر و شرک کی وجہ سے ان کے تمام اعمال باطل اور ناجائز ہیں مثلاً نفقۃ الکفارین فی بطلانہما و ذہابہما و عدم متعلقہما کمثل درع اصابعہ ریح باردۃ و اناس فاحرقۃ و اھلکۃ فلم ینتفع اصحابہ بشئ بعد ما کانوا یرجون فامدتہ و نفقۃ (قرطبی ص ۳۹) مثال میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی کھیتی کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ کافروں کی خیرات کی ایسی چیز سے تشبیہ مقصود تھی جو بالکل تباہ و برباد ہو چکی ہو اور یہ بات صرف کافروں کی کھیتی ہی میں پائی جاسکتی ہے کیونکہ دنیا میں تو وہ اس کے منافع سے محروم ہو ہی گئے آخرت میں بھی انہیں اس کا کوئی صلہ نہیں ملے گا۔ لیکن مسلمان کے دنیا میں مالی نقصان کا معاملہ اس سے جدا گانہ ہے دنیا میں مالی نقصان کی وجہ سے اگرچہ وہ اس کے فوائد و منافع سے محروم ہو جاتا ہے۔ لیکن اس نقصان کے عوض آخرت میں اجر و ثواب کی صورت میں اسے اس کا صلہ ضرور ملے گا۔ (کبیر ص ۳۹) ۱۷۷۔ ان کے نفقات و صدقات کو اللہ تعالیٰ نے باطل اور مردود کر کے ان پر ظلم نہیں کیا یہ ان کی اپنی ہی بے راہ روی کا نتیجہ ہے کیونکہ انہوں نے ایمان و طاعت اور توحید خالص سے اعراض کیا جو صدقات اور دیگر اعمال کے قبول ہونے کی شرط اولین ہے اور شرک و طغیان اور کفر و عصیان کی راہ اختیار کر لی جو غضب الہی کی طرف لے جاتی ہے۔ لان عملہم لمدیک للہ دھم بالوحلانیۃ و اسوت و لامرہ متبعون و درسد مصدقون بل کانت ذالک منہم دھم بد مشرکوت و لامرہ مغالضون و درسد مکذوبون بعد تقدم منه الیہم اند لا یقبل عملات عامل الامع اخلاص التوحید لہ الخ (ابن جریر ص ۳۹) ۱۷۸۔ یہ آیت مومنین کے لئے نذر ہے اس میں ماقبل سے نرنی کر کے فرمایا کہ اجر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کرتے رہو اور غیر ملکیوں سے پوشیدہ اور گہری دوستی بھی مت رکھو قال الشیخ بطائتہ کے معنی راز دار دوست یعنی جس کے

سامنے آدمی اپنے تمام اُرد ذاتی راز کھڈا دے اور بظاہر اوجھل خاصہ اللہ تعالیٰ سے پہلے انصار کے بعض قبیلوں کے کچھ قریب و جوار کی بنا پر اور کچھ ماہین القباہی معاہدات کی بنا پر یہود سے دوستانہ تعلقات تھے یہ تعلقات اسلام کے بعد بھی انصار نے بدستور قائم رکھے ہجرت کے بعد جب مدینہ منورہ دارالاسلام بن گیا۔ اور اسلام دن بدن ترقی کرنے لگا تو ان یہودیوں نے انصار سے دوستانہ تعلقات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اندر ہی اندر کھانوں کے خلاف ریشہ دو انیاں شروع کر دیں ظاہری طور پر مسلمانوں کے گہرے دوست بنے ہوئے تھے لیکن دلوں میں مسلمانوں کے خلاف سخت عداوت رکھتے تھے اور مسلمانوں سے ان کے پوشیدہ راز حاصل کر کے کافروں کو پہنچاتے رہتے اور ہر ممکن طریق سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صورت حال سے آگاہ فرمایا اور ان کو یہودیوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے سے روک دیا۔ قال ابن عباس کان رجال من المسلمين یوصلون الیہم لما بینہم من القرابۃ والصداقۃ والحلف والجراس والرضاع فانزلہ اللہ عزوجل ہذہ الایۃ وقہا ہم عن مباہمتہم مخوف الصنفۃ (خاندن ص ۳۲) لایالونکم خبا لا خیال کے معنی مساوی اور شراکت کے ہیں۔ یعنی یہ یہودی اگرچہ ظاہری تعلقات کی بنا پر تمہارے خلاف جنگ میں علامتہ شریک نہیں ہوں گے لیکن خفیہ طور پر تمہارے خلاف کمر و فریب اور سازشیں کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑیں گے۔ ۱۷۹ ظاہر میں تو وہ تمہارے جانی دوست بنے ہوئے ہیں اور تمہاری خیر خواہی کرتے ہیں لیکن ان کی دلی آرزو اور خواہش یہ ہے کہ تمہیں کوئی فائدہ اور آرام و راحت میسر نہ ہو اور تم سخت تکلیف اور مشقت میں مبتلا رہو ان کی دلی عداوت اور اور ان کا اندرونی بغض و حسد ان کی زبانوں سے کئی بار ظاہر ہو چکا ہے یہودی اگرچہ اپنے مبغضانہ جذبات کو چھپانے کی کوشش کرتے لیکن شدت عداوت کی بنا پر بعض دفعہ غیر اعتداری اور غیر شعوری طور پر ان کی زبانوں سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن سے ان کی خفیہ عداوت ظاہر ہو جاتی ہے۔ صحیحی صدر ہم اکبر زبان سے تو وہ کھل کر عداوت و تکذیب کا اظہار نہیں کرتے ان کی باتوں سے جو بغض و عداوت کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ اس عداوت اور بغض و حسد کے مقابلے میں بہت کم ہے جو تمہارے خلاف ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے۔ یعنی من العداۃ والغیظ اکبرای مافیضہ ونہ (خاندن ص ۳۲) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے عالموں اور پیروں کے جو حالات اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں وہ آج کل کے علماء و مسود اور پیران مباحہ کا پر پوری طرح متفق ہیں اس طرح ان آیات کا حاصل آسان ہو جاتا ہے ۱۸۰ کفار سے ترک موالات کے بارے میں ہم نے کھلے الفاظ میں اپنے احکام دے دیئے ہیں اور وہ آیتیں کھول کر بیان کر دی ہیں جن میں کفار کی دوستی سے روکا گیا ہے اے اظہر نالکھم الایات الداتۃ علی النفی عن موالات اعداء اللہ فخال و رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روح ص ۳۳) یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان یہودیوں کے بغض و عناد اور حسد و عداوت کی نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں تاکہ ان کو فوراً پہچان لو اور ان سے علیحدہ رہو۔ اوقد اظہر نالکھم الاکالات الواضحات الی یتیمہا الی من العداۃ و روح ص ۳۳) قومی اور ملی دشمنوں سے دوستانہ تعلقات سیاسی نتائج کے لحاظ سے بہت ہی خطرناک ہوتے ہیں بعض اوقات دشمن کو کئی گیدی رازوں کا پتہ چل جاتا ہے جس سے کئی اہم جنگی اور دوسرے تعمیری منصوبے ناکام ہو جاتے ہیں۔ جنگ جتنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی خفیہ جنگی تدبیروں کو دشمن کی برساتی سے بلا زحما جائے۔ یہ وقت چونکہ مسلمانوں کی جنگی تیاریوں کا محتاس لئے مسلمانوں کو خبردار کر دیا گیا تاکہ وہ محتاط رہیں ۱۸۱ کتاب میں لام جس کا ہے اور اس سے تمام آسمانی کتابیں ہیں اور تمہیں غائب سے منافقین یہود و ملوث یہ مسلمانوں کی نیک دلی اور یہودیوں کے روائی بغض و عداوت کا بیان ہے مطلب یہ کہ تم تو ان سے دوستی بھی رکھتے ہو اور تمام آسمانی کتابوں کو حسنی کہ تو رات آدر انجیل پر بھی ایمان رکھتے ہو۔ اور ان کا حال یہ ہے کہ تم سے دوستی اور محبت تو ذکر کر رہے تمہاری کتاب یعنی قرآن پر بھی ایمان نہیں رکھتے حاصل یہ کہ وہ تمہارے ساتھ کسی وجہ میں اس اور محبت نہیں رکھتے ۱۸۲ اے غرض انا ملے یعنی انگلیں کا ٹٹا یہ ایک محاورہ ہے اور اس وقت بولا جاتا ہے جب آدمی شدت غیظ سے دیوانہ ہو رہا ہو اور غصے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا ہو۔ والحض عیارتۃ عن شدۃ الغیظ مع عدم القدرة علی انفاذہ (قرطبی ص ۳۳) یہاں ان کے نفاق کا بیان ہے مطلب یہ کہ ان سے دوستی اور خیر خواہی کی امید بالکل بیکار ہے کیونکہ ان کے دلوں میں کفر و عناد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور ان کا دعویٰ ایمان سراسر منافقانہ ہے تمہارے سامنے تو وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب آپس میں مل بیٹھتے ہیں تو تمہارے خلاف شدت غیظ و غضب سے وانت پیستے ہیں۔ مسلمانوں کی شوکت و کثرت اور اسلام کی ترقی انہیں ایک آگہ نہیں بھاتی مگر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کچھ کر بھی نہیں سکتے اس لئے شدت غیظ سے بھجھک اٹھتے ہیں والحقی اذ اخلا بعضہم بعض اظہر واشدۃ العداۃ وشدۃ الغیظ علی المؤمنین حتی یبلغ نلک الشدۃ الی بعض الانامل الخ (کیر ص ۳۳) ۱۸۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا ہے کہ آپ منافقین سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے مجید جانتا ہے اور اس نے تمہارے اندرونی کینہ اور بغض کی ہم کو اطلاع دے دی ہے باقی تمہاری یہ خواہش کہ اسلام مغلوب ہو جائے اور مسلمان ناکام ہو جائیں۔ یہ کبھی پوری نہیں ہوگی تم مثلیک شدت غضب میں مرتے رہو۔ ۱۸۴ اے خطاب مسلمانوں سے ہے اور اس میں اسلام کے خلاف منافقین کے بغض و حسد اور کینہ پروری کا مزید بیان ہے یعنی ان کی عداوت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ تمہاری خوشحالی اور تمہارے نفع کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتے اگر تمہیں دشمنوں پر نفع حاصل ہو جائے یا تم پر خوشحالی کا دور آجائے تو اس سے ان کے دل رنجیدہ ہو جاتے ہیں لیکن اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے یا تم مشقت میں پڑ جاؤ تو اس سے انہیں بہت خوشی ہوتی ہے ان تمام آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ ایمان والوں کے خلاف جن لوگوں کی کینہ پروری اور ان کے بغض و عداوت کا یہ حال ہو وہ ہرگز اس لائق نہیں ہیں کہ ان کو اپنا راز دار بنا یا جائے خصوصاً جب کہ جہاد کا معاملہ پیش ہو جس پر مسلمانوں کی دنیا اور آخرت کی بھلائی کا مدار ہے والحقی فی الایۃ ان من کات ہذا صنفہ من شدۃ العداۃ والحقد والفرح بفر ول الشدۃ علی المؤمنین لیکن اهلالات یتخذ بظانۃ لایسانی ہذا الامم الجسیمۃ من الجہاد الذی ہو ملاک الدنیا والآخرۃ (قرطبی ص ۳۳) ۱۸۵ یہاں مسلمانوں کو صبر و تقویٰ کی تلقین فرمائی۔ فرمایا کہ دشمنوں کے کمر و فریب اور ان کی چالوں سے محفوظ رہنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ تم صبر و استقلال سے کام لو۔ ان کی طرے سے تمہیں تو تکلیفیں دی جاتی ہیں انہیں برداشت کرو۔ دین اسلام پر قائم رہو۔ اور خدا کی اطاعت کو اپنا شعار بناؤ۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اور اس کی نافرمانی سے بچو تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کی ہر فریب چالوں سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ ان چند کلمات میں اللہ تعالیٰ نے جہاد میں کامیابی حاصل کرنے اور دشمنوں کے کمر و فریب سے محفوظ رہنے کے لئے نہایت اختصار کے ساتھ دوزیر اصول بیان فرمائے ہیں ایک استقلال دوم خدا کا خوف ہذا تعلیم من اللہ وہا شادای ان یتنح علی کید العدو بالصبر والتقویٰ (مدارک ص ۳۳) ان اللہ بما یعملون محیط ہ منافقین جو کہہ ہیں وہ اللہ کے علم میں ہے اس لئے وہ اپنے کرتوتوں کی سزا ضرور پائیں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تسلی دی ہے اور منافقین کو عذاب اخروی کی تحریف فرمائی ہے۔ ۱۸۶ اب یہاں ہے جنگ احد کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ والہم یور علی انہا غزوۃ احد (قرطبی ص ۳۳) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا تعلق ان تفسیروں والہم سے ہے یعنی اگر تم ہمت و صبر و استقلال سے کام لو گے تو کافر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ آگے صبر و تقویٰ کے نتائج اور اس کے لئے دو نمونوں کا بیان ہے۔ جنگ بدین مشرکین کو مسلمانوں کے ہاتھوں انتہائی ذلت و رسوائی کے کھانکٹ اٹھانا پڑی۔ ان کے سر سردار اور جنگجو بہادر قتل ہو گئے اور سرگرفتار ہو کر مسلمانوں کے قیدی ہوئے مالی نقصان اس کے علاوہ تھا اور ذلت و رسوائی اتنی ہوئی کہ کسی کو منہ دکھانے کا قابل نہ رہا۔ اب وہ شکست خوردہ مشرکین انتقامی جنگ کی تیاری کرنے لگے چنانچہ واقعہ بدر سے ایک سال بعد سن ۶۲۷ء کے اواخر میں جنگی تیاریاں مکمل کر لیں۔ اب ان کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سات سو زرہ پوش و دس سو گھڑ سوار اور باقی شتر سوار تھے۔ اور ان کا کوئی لشکر کا خالی ہاتھ نہ تھا۔ مشرکین چونکہ جوش انتقام میں دیوانے ہوئے جا رہے تھے اس لئے تمام قبیلوں کے سرداروں نے بھی جنگ میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ حدیث کہ مشرکین کی عورتوں نے بھی اس جنگ میں شرکت کی جو باجوں اور ہتھیاروں کی قضا مقتولین کے مرنے کا لاکر اپنے جواؤں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکادی تھیں اور مسلمانوں کے ساز و سامان

کایہ حالی تھا کہ مجاہدین کی تعداد صرف ایک ہزار تھی اور پوری فوج میں صرف دو گھوڑے تھے اور تمام مجاہدین کے پاس تلواریں بھی نہیں تھیں اور پھر عین اس وقت جب کہ دشمن سلائے آبا اور مسلمان ابھی نماز صبح ہی میں مصروف تھے۔ عبداللہ بن ابی ربیع المناقیہ اپنے تین سوسہ تھیں کو ساتھ لے کر میدان جنگ سے واپس آگیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب مسلمان مجاہدین کی تعداد صرف سات سو رہ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ سے پہلے تمام مجاہدین کی صفیں مناسب جنگی ترتیب کے مطابق بنائیں اور مختلف فوجی دستوں کو مختلف موڑوں پر متعین فرمایا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی صفت بندی کی حالت کا ذکر فرمایا ہے واللہ سميع علیہ السلام پہلا نمونہ یہ اذ غدوت سے بدل ہے۔ اور طائفان سے انصار کے دو قبیلے مراد ہیں یعنی قبیلہ خزرج کے بنو سلمہ اور قبیلہ اوس کے بنو حارثہ و الطائفان بنو سلمہ بن الحارثہ و بنو حارثہ بن الاوس (قرطبی رحمہ اللہ) اور ہمدان بنہ ارادہ اور حدیث افس یعنی و سوسہ دونوں میں مستعمل ہے۔ لیکن یہاں و سوسہ اور حدیث افس نفس مراد ہے و انظارا ان ہذا اللہ

ال عمران ۳

۱۷۶

لن تنالواہم

الْآيَاتِ أَنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٧٦﴾ هَآؤُنَا أَوْلَا نَحْبُونَهُمْ
یہ اگر تم کو عقل ہے تو سن لو تم لوگ ان کے دوست ہو

وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا
اور وہ تمہارے دوست نہیں اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو اللہ اور جب

لَقَوْكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَصَوْا عَنْكُمْ
تم سے ملنے میں کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو کٹ کٹ کھاتے ہیں

الْأَنفَالِ مِنَ الْغِيْظِ قُلْ مُؤْتُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
تم ہر انگلیاں غصہ سے ۱۷۷ تاکہ مردم اپنے غصہ میں اللہ کو

اللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۚ إِنَّ تَسْسُكُمُ
خوب معلوم ہیں دونوں کی باتیں ۱۷۸ تم کو ہے

حَسَنَةً تَسْؤُهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ
کچھ بھلائی تو بری لگتی ہے ان کو اور اگر تم پر برائی کوئی برائی

يَفْرَحُوا بِهَا طَوَّانٌ تُصْبِرُوا وَآتُوا تَقْوَا لَا يَضُرَّكُمْ
تو خوش ہوں اس سے ۱۷۹ اور اگر ظہرے رہو اور بچتے رہو کچھ نہ لگے گا

كَيْدُهُمْ شَيْءٌ طَائِرٌ ۚ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۚ
تہارا ان کے فریب سے ۱۸۰ بے شک جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے علم میں ہے

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ
اور جب صبح کو نکلا تو اپنے گھر سے بٹھانے لگا مسلمانوں کو

مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ اذْهَبَتْ
لڑائی کے ٹھکانوں پر ۱۸۱ اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے جب قصد کیا

طَائِفَتَيْنِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا ۚ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ
دو فوجوں نے تم میں سے کرنا مردی کریں اور اللہ مسلمانوں کا ۱۸۲

منزل ۱

لہ لیکن عن عزم..... بل کات مجی و حدیث نفس و
دوسو ستہ (روح ص ۱۷۶) اور قتل کے معنی بزدلی اور کم ہمتی
دکھانے کے ہیں ہوا میں کہ جب عبداللہ بن ابی ربیع المناقیہ
اپنے تین سو تین ساتھیوں کو لے کر میدان جنگ سے یہ کہتا ہوا
واپس چلا گیا کہ جب ہماری بات نہیں مانی گئی تو ہم کیوں ان کا
ساتھ دیں اور محنت میں اپنی جانیں ضائع کریں عبداللہ بن ابی
نے بھی حضور علیہ السلام کو مشورہ دیا تھا کہ جنگ کے لئے میرے
باہر نہ جائیں بلکہ شہر ہی میں رہیں اگر مشرکین نے شہر پر حملہ کیا تو یہیں ان
سے جنگ کریں گے تو مسلمانوں کے ان دونوں گروہوں کو قتل
سامان اور قتل عدد کی بنا پر خیال گذرا کہ وہ بھی آگے بڑھنے کے
بجائے پیچھے ہٹ جائیں۔ غرضیکہ ان کی بزدلی اور کم ہمتی دکھانے کی
وجہ شک و نفاق یا ضعف ایمان نہیں تھا۔ بلکہ مادی وسائل کی کمی کی
وجہ سے ان کے ارادے میں ضعف آگیا۔ و ذلک انہ اتماکان ذلک
منہما عن ضعف و دھن اصابعہما غیبتہ فی دینہما میرتہ ان
بش ص ۱۷۶ لیکن ابھی یہ ارادہ دوسوہ کی حد سے آگے نہیں بڑھا تھا
اور نہ ہی انہوں نے اس پر عمل کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دستگیری
فرمائی۔ اور ان کی ہمتیں پھر سے مضبوط کر دیں۔ اور اپنی مدد اور
نصرت سے ان کو تمام کیا۔ اور دونوں قبیلے نے جوش شجاعت
کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی غرض
سے درگزر فرمایا۔ یہ کم ہمتی کے اظہار کا ارادہ وقتی طور پر صبر و تقویٰ
سے ذہول کا نتیجہ تھا۔ ادھر خدا پر بھروسہ اور تقویٰ سے ذہن
مادی وسائل کی قلت و کثرت کی طرف منتقل ہوا۔ ادھر فوراً گئی
اس کا اثر نتیجہ سامنے آگیا۔ ۱۷۷ یہاں اللہ تعالیٰ نے تمام یہاں
دلوں کو نصیحت فرمائی کہ انہیں صرف خدا کی ذات پر اعتماد اور
بھروسہ کرنا چاہیے نہ کہ مادی وسائل پر مادی وسائل اور ظاہری
ساز و سامان کو اسباب عادیہ کی حد تک اختیار کرنا چاہیے اور
ان کو کامیابی اور ناکامی میں موثر حقیقی نہیں سمجھنا چاہیے۔ بعض جاہل
صوفی ترک اسباب کا نام تو لے رکھتے ہیں حالانکہ یہ نظر یہ سراسر اسلام
کے خلاف ہے۔ اور خود حضور علیہ السلام کے اسوہ حسنہ کے بھی خلاف

۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲

ہے قال سہل من خال ان التوکل بکون بتوکل السبب فقد طعن فی سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی رحمہ اللہ) توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ پر بھروسہ کرے اور یقین رکھے کہ
موضع قرآن ۱ یعنی مسلمانوں کو کافروں سے دوستی نہ کرنی چاہئے وہ ہر طرح دشمن ہیں و اکثر منافق بھی یہودی ہیں تھے اس واسطے ان کے ذکر کے ساتھ انکا ذکر بھی فرمایا اب آگے جنگ احد کی باتیں مذکور ہیں
کو اس میں مسلمانوں نے بعض کافروں کا کہاں بیا تھا اور لڑائی سے پھر چلے گئے اور منافقوں نے اپنے نفاق کی باتیں ظاہر کی تھیں۔
فتح الرحمن ۱ درغزوہ احد اہل نفاق میل کر دیا تاکہ وہ شہر مخفی بنوں نہ و اصحاب خود اعتماد کر دینا آمدہ جنگ کنند بعد از آنکہ نہ ہمت واقع شد منافقان اہل نفاق طعن کر فتنہ و وقت حرب حضرت پر پیغمبر بر شعی جماعہ مقیدہ مقتد
کہ از میانہ چند چوں آثار فتح ظاہر شدن گرفت آن جماعت در پی غارت افتادند و عیال پیغمبر برداشتند و ایس عیالان ہر ہمت بر مسلمانان افتادہ و ہم فرار کر دندال ماشاء اللہ و بنو لایہ شہادت حضرت پر پیغمبر نافع شد
منافقان مقتد اللہ کردند پس در جواب طعن منافقان و عتاب خلاف امر کنندگان و فتنہ بے وفایان حق بجا نہ نازل کرد ۱۷۲

اللہ کی فتنہ پوری ہو کر رہے گی اور ہر کام کے لئے اللہ نے تکیہ بنی طور پر جو اسباب عادیہ مقرر فرمائے ہیں ان کو ٹٹل میں لائے اور ان کو محض عادی و سائل خیال کرے اور مؤثر حقیقی صرف خدا کو جانے لے حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہ ان نصیب و انتقام کا دوسرا نمونہ ہے یعنی صبر و تقویٰ اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید عیسیٰ اور نصرت آسمانی کے سامان ہم پہنچ جاتے ہیں۔ چنانچہ جنگ بدر کے موقع پر ایسا ہی ہوا تم تعداد میں بہت قلیل تھے اور سامان جنگ بھی بالکل معمولی تھا۔ اذلہ ذیل کی جمع ہے جس کے معنی حق اور پیٹ کے ہیں یعنی تعداد اور سامان کی قلت کے باعث ہی ماکہ اعلیہ من الضعف فقلۃ السلاح والمال والمركوب (بحر ص ۳۳) ای بقلۃ الحدود والسلاح رجاء البیان ۵۵) چنانچہ مسلمانوں کی کل تعداد ۳۱۳ تھی اور پوری فوج کے پاس سواری کے لئے صرف دو گھوڑے اور سترادسٹ تھے اور تلواریں بھی صرف غائب آٹھ تھیں اور باقی سامان جنگ بھی نہایت قلیل اور ناکافی تھا۔ لیکن اس بے سروسامانی کے باوجود انہوں نے بہت نہ ماری اور نہ ہی صبر و تقویٰ کا دامن ہاتھ سے چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عیسیٰ مدد اور نصرت بھی فوراً پہنچی۔ بدر کا واقعہ یاد دلا کر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد میں ثابت قدم رہنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ نیز اس میں کافروں کے شبہ کے جواب کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کافروں کا شبہ یہ تھا کہ جنگ ایک حد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور انہیں نقصان اٹھنا پڑا اگر اسلام سچا دین ہوتا تو اس کے ماننے والے کیوں اس طرح ذلیل ہوتے یہاں اشارہ فرمایا کہ اگرچہ دنیا میں فتح و شکست صاف امت کا معیار نہیں۔ فتح کی مثال کنز کے ڈول کی سی ہے کبھی کسی کے ہاتھ کبھی کسی کے ہاتھ اس لئے اے ایمان والو! احد کی وقتی شکست سے دلگیر اور افسردہ خاطر نہ ہونا اگر احد میں ایسا ہو گیا ہے تو ہوا کیا جنگ بدر میں جب کہ تم بالکل بے سروسامان تھے کیا اس وقت میں نے تم کو غیبی مدد سے منظور و مقرر نہیں کیا تھا اس شبہ کا اصل جواب آگے آرہا ہے۔ ۱۹۰ یعنی تقویٰ اور خوف خدا سے شکرگزاری کے جذبہ کو تقویت پہنچتی ہے اور شکر گذاری ایک ایسا مبارک عمل ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام نعمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۱۹۱ اذ غلظت فصرۃ کمرے متعلق ہے۔ اور یہ تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتوں کے آواز کے وعدے بھی جنگ بدر ہی سے متعلق ہیں۔ جنگ بدر میں بالکل مشرکین کی تعداد کے مطابق صرف ایک ہزار فرشتے اتارے گئے تھے جنہوں نے مسلمانوں کے دوش بدوش کافروں سے جنگ کی جیسا کہ سورہ انفال ۷ میں ہے۔ اِذْ تَخَلَّيْتُمْ بِرُكْبَتِكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَتِيْ مُدْكُم بِآلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفٰٓيْنَ ۱۹۲ لیکن اس کے بعد جب کافروں نے یہ افواہ اڑا دی کہ کرزن حابر و مہربانی مزید دوسرا ہزار سپاہیوں کی کمک لے کر پہنچ رہا ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تین ہزار فرشتوں کی کمک نازل کرنے کا وعدہ فرمایا تاکہ مسلمان مطمئن اور

من تنالوا ۱۷۷ ۱۷۷

وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٧٢﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرِ وَانْتَصَرْتُمْ فَانْقَرُوا اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٧٣﴾ اِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ اَلَنْ يَكْفِيَكُمْ اَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثِ اَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُزْلٰٓئِن ۙ ﴿١٧٤﴾ بَلْ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوا وَيَاْشُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمِدُّكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿١٧٥﴾ وَ مَا جَعَلَ اللَّهُ الْبَشْرٰى لَكُمْ تَابِعًا وَ لَتُطْبِئْنَ قُلُوْبُكُمْ بِهِ ۚ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١٧٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْ يَكْبِتْهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا كٰذِبِيْنَ ۙ

منزل ۱

۱۹۲ اس کے بعد جب یہ خبر پھیلی کہ پانچ ہزار سپاہیوں کی مزید کمک نہیں پہنچ رہی ہے تو مسلمان اس خبر سے ذرا دلگیر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مزید موضع قرآن ۱۷۷ حضرت کے سے مدینہ میں آئے اس کے ایک برس چھ مہینے بعد جنگ بدر ہوئی مکہ کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے فتح دی مسلمانوں کو شہزادی کا فرما لے گئے اور شہزادہ آئے۔ اگلے سال کافرجہ سکر مدینہ پر چڑھا آئے حضرت نے مسلمانوں سے مشورت کی اکثر کہنے لگے کہ ہم شہر میں لڑیں گے حضرت کی مرضی بھی یہی تھی اور بعض کہنے لگے کہ یہ عار ہے۔ بلکہ ہم میدان میں مقابل ہوں گے۔ آخر یہی مشورت قبول ہوئی۔ جب حضرت شہر سے باہر چلے عبداللہ ابن ابی کافرخدا مدینہ کا ساکن وہ بھی شریک جنگ تھا۔ ناخوش ہو کر پھر گیا کہ ہمارے قوی پڑیں نہ کیا اور اس کے ہکالے سے دقتیہ انصار کے بھی پھر چلے آجراتان کے سردار عوام کو سمجھا کر لے آئے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تقویت دیتا ہے کہ اللہ پر توکل چاہیے اعانت حکم میں اندیشہ نہ کریں۔ فتح الرحمن مدینہ نبی سلمہ دینی عار نہ کر دایہ قرار بخاطر ایشان گذشتہ بود باز خدا تعالیٰ ایشان را از بین محفوظ داشت ۱۲ دیکھیں خود را داسپان خود را ایک آراستہ ۱۲

پانچ ہزار فرشتے نازل کرنے کا وعدہ فرمایا لیکن جب کرنے میں تاخیر ہوئی تو انہوں نے فرشتے بھی نازل نہ ہوئے قال الشیخ بلغ البنی صلی اللہ علیہ وسلم
 واصحابہ یوم بدر ان کوزبت جابر المحادی یومید ان میدا مشرکین فشق ذاک علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی المسلمین فانزل اللہ تعالیٰ (الن یکفیکم الی قولہ مسو صین)
 فبلغ کوننا لمن یمتہ فقلہ میدہم ووجع فقلہ میدہم اللہ ایضا بالتحسنة الاث دکانوا فقامد وابلت رطبی ص ۱۹۱ اور مسوین کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتے مخصوص نشانات اور اعتباری
 علامات کے ساتھ نازل ہوں گے۔ آیت کا حاصل یہ ہوا کہ تین ہزار پرہیزگار نہیں مگر تم صبر و تقویٰ پر قائم رہو اور مشرکین کے امدادی دستے آپہنچے۔ اور انہوں نے تم پر چانک حملہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ بھی فوراً
 اعتباری علامتوں والے پانچ ہزار فرشتے تمہاری امداد کے لئے بھیج دے گا۔ چونکہ مشرکین کو تین ہزار اور پانچ ہزار کی کمک نہیں پہنچی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتے نازل نہیں فرمائے
 تھے کیونکہ فرشتوں کی ان دونوں جماعتوں کا نزول مشرکین کو ان کی موعودہ مناسبت پر معلق تھا۔ اس لئے نہ ان کو کمک پہنچی نہ فرشتے نازل ہوئے۔ البتہ ایک ہزار فرشتے پہلے ہی نازل ہو چکے تھے ۱۹۰ جملہ
 میں ضمیر غائب مذکور مدد کی طرف راجع ہے۔ ہر ایک ہزار فرشتوں کے بالفعل انزال آدین ہزار اور پانچ ہزار کے وعدہ انزال کی صورت میں نمودار ہوئی۔ العزیز یعنی ایسی قدرت و قوت والا جو ظاہری اسباب کے سوا
 بھی غایب اور مخفی دلا سکتا ہے۔ الحکیم جو اپنی حکمت بالغہ کے مطابق تمام کاموں کو ظاہری اسباب پر مرتب فرماتا ہے یعنی جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے تائید غیبی سے جو تمہاری کامیابی اور تمہاری کے ظاہری اسباب بہت
 فرمائے تھے یہ محض تمہاری خوشی اور دلجوئی کی خاطر تھے۔ باقی رہی فتح و نصرت تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھی جو ایسا زبردست ہے کہ ان اسباب کا محتاج نہیں لیکن اپنی کوئی حکمت کے تحت ہر کام کو اس کے
 سبب سے معلق فرماتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے صاف اعلان فرمایا ہے کہ حقیقت میں کار ساز اور نصرت و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے فتح و ظفر اور امداد و نصرت نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے اور نہ ہی فرشتوں کے جنگ
 بدر اور جنگ احد کے واقعات ہمارے سامنے ہیں صحابہ کرام کی متفہم جماعت مشرکین کے مقابلہ میں صحت آرا ہے اور سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگترین ہستی بنفس نفیس ان میں موجود ہے۔ مگر اس کے باوجود امداد و خداوندی کے محتاج ہیں
 بدر میں ایک ہزار فرشتہ بالفعل امداد کے لئے میدان جنگ میں موجود ہے اور کچھ ہزار آنے کے لئے حکم ربانی کے منتظر کھڑے ہیں مگر ان سب کی شہیت ظاہری سبب سے بڑھ کر کچھ زمین اور حقیقی مؤثر اور نامر و مددگار صرف اللہ ہے
 جل جلالہ و تعالیٰ جده۔ یعنی لا تجبوا النصر علی الملائکۃ والجنہ وکثرة العددا فان النصر من عند اللہ لا من غیرہ والاعراض ان یکون توکلہم علی اللہ لا علی الملائکۃ الذین امدواہم (خازن و معالم ص ۳)
 ۱۹۱ لیقطعہم من لام نصرکم سے متعلق ہے۔ قطع کے معنی قتل کے ہیں اور طرقت جماعت اور گروہ کے معنی میں ہے لیہلک طائفة منهم بالقتل والا سوائے رماک جگہ ۱۹۱ یعنی جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری
 غیب سے امداد اس لئے فرمائی تاکہ کافروں کی ایک جماعت تمہارے ہاتھوں ماری جائے اور وہ ذلیل و خوار ہو جائیں اور نامراد ہو کر گھروں کو لوٹیں اور اس طرح کفر کا زور ٹوٹ جائے۔ اور کافروں کی شان و شوکت اور ان کا
 رعب و وقار مسلمانوں کے ہاتھوں خاک میں مل جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بدر میں کفر و شرک کے سر لیڈر اور سرغنے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور ستر قیدی ہوئے ۱۹۲ اس آیت کا تعلق جنگ احد سے ہے صحیح مسلم میں
 ہے کہ۔ جنگ احد میں حضور علیہ السلام کا سامنے کا ایک دانت شہید کر دیا گیا۔ اور آپ کے سر مبارک میں بھی زخم آیا۔ آپ زخم سے خون پونچھ رہے تھے اور ساتھ ہی فرماتے جارہے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ سے
 دوسرا سامنے با عینتہ و هوید عوہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۱۹۱ یعنی اس قوم کو کس طرح ہدایت نصیب ہوگی۔ جس نے اپنے پیغمبر کو زخمی کر دیا حالانکہ وہ ان کو خدا کی طرف بلاتا ہے گویا کہ آپ نے ان کے لئے توفیق
 ایمان کو مستحق سمجھا اور ان کی ہلاکت کے لئے بددعا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر آپ کا استبعاد و دور فرما دیا اور آپ کو ان کے اسلام لانے کی امید دلا دی۔ استبعاد و توفیق من فعل ذالک بہ
 وقولہ تعالیٰ لیس لک من الامر شئاً تقریب لما استبعد و اطاعتی اسلام محمد قرطبی ص ۱۹۱) اویوب اور ایدین بھم میں اومعنی الا ان ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین
 کے ایمان سے یابوس ہو کر ان پر بددعا کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان مشرکین کی عاقبت اور انجام کار کو میں جانتا ہوں نیز ان کے تمام امور اور معاملات میرے اختیار و تصرف میں ہیں کیونکہ میرا علم محیط اور
 قدرت ہر چیز پر حاوی ہے آپ کا نہ علم ہر چیز پر محیط ہے اور نہ قدرت اس لئے آپ کو بددعا کرنے کا اختیار نہیں یہاں تک کہ ان میں سے بعض کو میں توبہ کی توفیق دیدوں اور وہ اسلام قبول کر لیں اور جو کفر پر قائم رہیں
 ان کو دائمی عذاب میں مبتلا کروں ومعنی الایۃ لیس لک من الامر مصالح عبادی شئاً الا ما وحی الیک فان اللہ تعالیٰ هو مالک امرہم نامات یتوب علیہم ویطہرہم فیسوا او یصلکھ
 ویعذبہم انما صرح اعلیٰ انکض (خازن ص ۱۹۱) یا یہ دونوں لیتقطع پر معطوف ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں اس لئے تمہاری امداد فرمائی تاکہ وہ کافروں کو ہلاک کرے یا ذلیل کرے یا ان کو توبہ
 کی توفیق دے یا ان کو عذاب دائمی میں مبتلا کرے والمعنی ان مالک امرہم علی الاطلاق وهو اللہ تعالیٰ نصرکم علیہم بہلکھم اویکبھم اویتوب علیہم ان اسلموا او یعذبہم ان اصرہوا
 ویس لک من الامر شئاً ان انت الاعداء صریحاً بانذارہم وجہادہم روح ص ۱۹۱) بعض روایات کے مطابق آپ بعض مشرکین پر چالیں دن بددعا کرتے رہے اس پر یہ آیت نازل
 ہوئی بہر حال شان نزول جو بھی یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ غیب دان تھے اور نہ مختار ۱۹۲ قال الشیخ یہ توحید کی پانچویں عقلی دلیل کا اعادہ ہے۔ زمین و آسمان میں جو
 کچھ ہے سب خدا کے قبضہ قدرت میں ہے ہر چیز اس کی ملکیت میں اور اس کے اقتدار و تصرف کے ماتحت ہے وہ کسی کو معاف کرنے یا سزا دینے میں نہ کسی خاص سبب کا محتاج ہے اور نہ مجبور ہے وہ عام
 قانون رحمت کے تحت جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا اور اپنے خاص قانون عدل و انصاف کے تحت جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے لیکن اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ وفی تخصیص التذیل
 یہ استلزامہ الی ترجیح جہۃ الاحصاء والاعلام روح ص ۱۹۱) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بغیر من لیشاء من المتبیین منهم ویعذب من یشاء من المصرین المعاندین منهم
 یعنی ان میں سے جو لوگ خدا کی طرف انابت کریں گے اور توحید اور دین اسلام قبول کر لیں گے ان کے گزشتہ گناہ معاف فرما دے گا۔ اور جو لوگ ضد و عناد سے کفر پر اصرار کریں گے۔ ان کو اللہ تعالیٰ عذاب
 دے گا۔ ۱۹۳ حضرت شیخ نے فرمایا کہ ترغیب الی قتال کے بعد یہاں سے بیکر و ہمد یعلون تک ترغیب الی الانفاق ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کیوں نہیں کرتے خرچ کرنا تو درکنار تم کو کسی کو قرض بھی سود کے
 بغیر نہیں دینے ہوا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دینا تو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تو دوزخ کی آگ سے بچنے، اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کے استحقاق اور دخول جنت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں انفاق فی سبیل اللہ
 کی طرف ایک عجیب انداز سے ترغیب فرمائی ہے پہلے مختلف طریقوں سے مسلمانوں کے دلوں میں جہاد کی سپرٹ پیدا کی اس کے بعد چانک سود خوری سے ممانعت کے احکام نازل فرما دیے۔ سودی کاروبار سے ممانعت
 بھی دراصل روح جہاد کی تقویت کے لئے ہے جہاد میں جان کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ اور جو شخص اس قدر بخیل اور گنجوس ہو کہ اگر کسی کو قرض دے تو اس پر بھی سود وصول کرے اور خدا کے لئے قرض حسنہ کے طور پر ذرہ بھر کسی
 سے ہمدردی نہ کرے تو اس سے یہ توقع کس طرح کی جاسکتی ہے کہ وہ پیاری جان کی قربانی دے گا۔ اس لئے سود پر قرض دینے سے منع فرمایا اور اس کے ضمن میں جھنوں سے ہمدردی اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا سبق
 دیا۔ اعتقاد مضاعفہ روونے پر دونا کی قید سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہاں سود مرکب سے منع کیا گیا ہے اور سود مفرد سے منع نہیں کیا گیا بلکہ یہ قید مراعات واقع کیلئے ہے کیونکہ جاہلیت میں سود مرکب (سود در سود) ہی
 کا زیادہ رواج تھا۔ اس لئے اس سے منع فرمایا۔ لہذا اس قید سے سود مفرد کی حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا روح ص ۱۹۱) کبیر ص ۱۹۱) یا یہ صفت سود خوری کی مزید قباحیت ظاہر کرنے کے لئے ہے قال الشیخ
 الا نورحمہ اللہ تعالیٰ وانقوا اللہ لعلکم تفلحوا ہ سود خوری سے ممانعت کے بعد خدا سے ڈرنے کا حکم دیا گیا تاکہ پہلے تقویٰ کو نمودار کرنے والے اعمال کا سد باب ہو جائے اور پھر تقویٰ اپنی کامل
 صورت میں جلوہ گر ہو۔ امید فلاح کو خوف خدا پر مرتب کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ مومن کو امید و بیم اور خوف ورجا کے درمیان رہنا چاہیے ایک طرف خدا کے عذاب سے ڈرنا رہے اور دوسری طرف

شیخ علام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا وسیع اور کشادہ جنت جن منفی لوگوں کے لئے تیار کیا گیا ہے وہ دو فریق ہیں۔ الذین ینفقوت سے واللہ یحب المحسنین تک پہلے فریق کا ذکر ہے اور یہ فریق اعلیٰ ہے۔ اور الذین اذا اخلوا سے وہم لعلون تک دوسرے فریق کا ذکر ہے اور یہ پہلے کی نسبت ادنیٰ ہے۔ ۱۸۰ یہ المقتبین کی نعت ہے اور فریق اعلیٰ کی پہلی صفت ہے۔ اس میں ترغیب الی الانفاق کا پہلی بار اعادہ کیا گیا ہے۔ نفرت ینفقوت کی تفسیر سے سال ہے اور سراسر سے فراخی اور سراسر سے منگدستی مراد ہے۔ عن ابن عباس فی العس والیس ابن جریر ص ۱۵۰ یعنی وہ ہر حال میں اللہ کی راہ میں شریح کرنے میں خواہ دولت مند ہوں یا مفقوک الحال ہوں والکافین الخیظہ فریق اعلیٰ کی دوسری صفت ہے۔ کفظم الخیظہ کے معنی غصہ پی جانے اور ضبط کرنے کے ہیں یعنی وہ لوگ غصے کی حالت میں مغلوب الغضب نہیں ہو جاتے۔ بلکہ غصے کو کمرپی جاتے ہیں اور اس پر نفا یو پا لیتے ہیں اور اس کو عملی جامہ نہیں پہناتے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے الکافین الخیظہ فرمایا ہے افانین الخیظہ نہیں فرمایا کیونکہ غصہ غیرت و حیثیت اور حرارت طبعیہ سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے اس لئے غصہ کا بالکل پیدا ہی نہ ہونا یہ کوئی خوبی نہیں بلکہ عیب ہے خوبی تو یہ ہے کہ غصہ آئے لیکن اسے ضبط کر لیا جائے والعافین عن الناس یہ فریق اعلیٰ کی تیسری صفت ہے یعنی وہ تصور دار لوگوں کے تصور معاف کر دیتے ہیں اور دل میں کسی قسم کی ناراضگی نہیں رکھتے یہ درجہ الکافین الخیظہ سے بلند تر ہے یعنی وہ نہ صرف یہ کہ غصہ پی جاتے ہیں اور انتقام نہیں لیتے بلکہ سراسر سے تصور اور خطابی کو معاف کر دیتے ہیں اور خطا کار کے متعلق دل میں کوئی کدورت نہیں رکھتے واللہ یحب المحسنین یہ ماقبل کا کلمہ ہے اور احسان سے یہاں انعام مراد ہے اور یہ درجہ پہلے دونوں درجوں سے بلند تر ہے یعنی وہ غفور و درگذر سے آگے بڑھ کر انعام و اکرام اور حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔ ۱۸۱ اس کا مطن الذین ینفقوت پر ہے۔ اور یہ متقین کے فریق ادنیٰ کا ذکر ہے۔ ذکر اللہ تعالیٰ فی ہذہ الایۃ صفا ہمدون الصنف الاول فالحقہم بہ برحمتہ ومنہ فہو لا وہم لا وہم التوابون

فریق ادنیٰ کا ذکر ہے

۱۸۰

۱۸۱

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۸۰﴾ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا
اور اللہ چاہتا ہے نیکی کرنے والوں کو اور وہ لوگ کہ جب کر بیٹھیں کچھ
فَاحْشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا
کھد محنا یا برا کام کریں اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش ہمیں
لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ قَدْ
اپنے گنہوں کی ۱۸۰ اور کون ہے گناہ بخشتے والا سوا اللہ کے ۱۸۱
وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۱۸۱﴾ أَلَيْسَ
اور اڑتے نہیں اپنے کئے پر اور وہ جانتے ہیں اپنی کی
جَزَاءُ وَهُمْ مَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّتُ جَعْرِیٰ مِنْ
جزا ہے بخشش ان کے رب کی اور باغ جن کے نیچے
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ ﴿۱۸۲﴾
نہیں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ ان باغوں میں اور کیا خوب مزدوری ہے کام کرنے والوں کی ۱۸۲
قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۖ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
ہو چکے ہیں تم سے پہلے واقعات سو پھرو زمین میں
فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْذِبِينَ ﴿۱۸۳﴾ هَٰذَا
اور دیکھو کہ کیا ہوا انجام کھٹانے والوں کا ۱۸۳ یہ بیان
بَيِّنٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۱۸۴﴾
ہے لوگوں کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ہے دُر نے والوں کو ۱۸۴ اور
لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا ۚ وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ
سست نہ ہو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم
مُؤْمِنِينَ ﴿۱۸۵﴾ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ
بیان رکھتے ہو ۱۸۵ اگر پہنچا تم کو زخم تو پہنچ چکا ہے ان کو بھی

منزل ۱

اللہ نے ان کو سنبھلنے کی توفیق دے دی۔ اسی طرح جو مسلمان جنگ احد میں پیچھے ہٹ کر بھاگ نکلے تھے اور بعد میں تائب ہو گئے تھے۔ وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ ذکر اللہ سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ وہ لوگ بغاوت و انکار کے جذبہ کے تحت خدا کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ ارکام الہی سے ذہول اور وعید اخروی سے غفلت کی وجہ سے ان سے معصیت کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔ مگر جو جنہی ان کو خدا کا حکم اور اس کی وعید یاد آتی ہیں وہ فوراً نادم ہو جاتے اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ ۱۸۳ یہ جملہ مقررہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تنبیہ فرمادی کہ اللہ کے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا نہ کوئی پیغمبر نہ کوئی ولی اور نہ کوئی فرشتہ اس لئے اللہ کے سوا کسی کے سامنے گناہ کی معافی کی درخواست نہ کی جائے۔ ولہ یصبروا علی ما فعلوا وہم لعلون۔ یعنی جب ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے موضع قرآن ۱۸۵ یعنی کافروں کا مقابلہ نبیوں سے قدیم دستور ہے ہر ملک کی خبر تحقیق کر دو تو جانو کہ اول نبیوں پر بھی تکلیفات گذری ہیں۔ آخر تھک جانے والے خراب ہوئے جنگ احد میں ستر مسلمان کامل شہید ہوئے اور لڑائی بگڑی اس واسطے ہی تعالیٰ انقریت فرماتا ہے۔

تو وہ فوراً پشیمان ہو کر خدا سے استغفار کرتے ہیں۔ اور جان بوجھ کر گناہ پر اصرار نہیں کرتے۔ اصرار یہ ہے کہ انسان بار بار گناہ کرے اور دل سے ہر دفعہ یوں کہے کہ اچھا اب کر گناہ کر لیا ہوں کل تو یہ کر لوں گا والا صراحتاً التسلو لیت والتسلو لیت ان يقول الذوب غدا (قرطبی ص ۲۱۱) تو اس اصرار کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسے کبھی توبہ کی توفیق نہیں ملتی اور وہ اسی طرح گناہیں ہی مٹاتے ہی دنیا سے چل بسا ہے۔ یہ دونوں فریقوں کے لئے مشترکہ آخری بشارت ہے کہ ان کو گناہوں کی معافی مل جائے گی۔ اور بطور انعام جنت کی پریشانی اور دائمی زندگی نصیب ہوگی اس معافی نامہ میں وہ تمام گناہ بھی داخل ہیں جن سے جنگ احد میں مختلف لشکروں میں غلباں اور کوتاہیاں سرزد ہو گئی تھیں۔ یہ توبہ دینی ہے اور سنن سے مراد گذشتہ مکذبین کے واقعات ہیں ای وقتاً فی الامم (المکذبتہ اموج ص ۲۱۱) یعنی اللہ کی توحید اور خدا کے پیغمبروں کو بھٹکانے والوں کی تباہی و بربادی کے کئی واقعات تم سے پہلے وقوع پذیر ہو چکے ہیں ان سے اندازہ لگا لو کہ مکذبین کا کیا حشر ہوا اس سے مسلمانوں کو گناہوں (مثلاً سود خوری، میدان جنگ میں بزدلی دکھانے اور امیر کی اطاعت سے سرتابی کرنے وغیرہ) سے بچنے اور طاعات (مثلاً جہاد، انفاق، اطاعت امیر وغیرہ) بجالانے کی ترغیب دینا مقصود ہے (روح ص ۲۱۱)۔

۱۸۱۔ ہذا کا اشارہ قرآن کی طرف ہے قال الحمت وقتا وابت حریجہ والربیع الاشارة الى الفترات (بجرح ص ۲۱۱) قرآن کی صفت بیان کو تمام لوگوں کے لئے عام کیا۔ اور ہدایت و موعظت کو متقیین سے مخصوص کر دیا کیونکہ یہ قرآن اعلان و اظہار اور بلاغ و بیان تو تمام دنیا کے لئے ہے لیکن اس کی ہدایت اور پند و نصیحت سے نفع صرف وہی لوگ اٹھاتے ہیں جن کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور وہ اللہ کی طرف انابت کریں اور صند و عنایت سے بچیں یا ہذا سے پہلے تمام مذکورہ واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۸۲۔ یہاں پھر مضمون جہاد کا اعادہ کیا گیا ہے اور یہ سلسلہ رکوع ۱۸ میں فلکم اجر عظیم تک چلا گیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تشبیح علی القتال اور ترغیب الی الجہاد کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو جنگ احد کے نقصانات کے بارے میں تسلی بھی ہے اور انہیں صبر و استقامت کی تلقین فرماتی ہے۔ من اھم دسلاھم بمانا لھم یوم احد صحت القتال والجراح وحثلھم علی قتال عدوھم ونھاھم عن العجز والفسل (قرطبی ص ۲۱۱) لانتھم وادھت سے ہے جس کے معنی کمزوری دکھانے کے ہیں یعنی اسے ایمان والوں دشمن کے مقابل میں کمزوری اور بزدلی منت دکھاؤ اور احد میں جو کچھ ہو چکا اب اس کا غم اور افسوس بھڑو دوا دیا د رکھو اگر تم ایمان کے تمام تقاضے صحیح معنوں میں پورے کرو گے تو دنیا میں ہمیشہ سر بلند اور غالب رہو گے اور دنیا کی کوئی طاقت تم کو مغلوب و مقہور نہیں کر سکے گی۔ ہاں اگر کبھی وقتی طور پر شکست بھی ہو گئی تو وہ اللہ کی طرف سے آزمائش اور امتحان کے طور پر ہوگی۔ ۱۸۳۔ یہ جہاد سے منقطع مذکورہ شیعہ کا علی سبیل الترتیب جواب ہے اور القوم سے مشرکین مراد ہیں۔ اور تقدس القوم ہوائے محذوف کے قائم مقام ہے مثلاً فلا تخرنوا یعنی اگر احد میں تم نے مشرکین کی طرف سے زخم کھائے اور شکست اٹھائی ہے تو اس کا غم مت کرو وہ بھی توبہ دین سے تمہارے ہاتھوں شکست کھا چکے ہیں مگر احد میں تم کو شکست ہوئی تو یہ اللہ کی طرف سے ایک آزمائش تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جزائے محذوف فلا تھتھو (بجرح ص ۲۱۱) مدارک ص ۲۱۱ یعنی اگر احد میں تم کو شکست ہوئی ہے تو تم اس سے شکست بخاطر نہ ہو جاؤ اور نہ آئندہ کے لئے جہاد میں کمزوری دکھاؤ تم دیکھتے نہیں کہ بدر میں مشرکین کو تمہارے ہاتھوں بری طرح شکست ہوئی مگر اس کے باوجود وہ کمزور نہیں ہوئے اور احد میں تمہارے ساتھ لڑنے کے لئے لاؤ لشکر لے کر پہنچ گئے۔ جنگ احد میں ستر مسلمان شہید اور ستر زخمی ہوئے تھے۔ ۱۸۴۔ ویعلم میں دادا طر ہے۔ اور اس کا معطوف علیہ محذوف ہے۔ ای بیكون کیت ذکیت ویعلم الخ اور معطوف علیہ محذوف اس لئے کیا گیا ہے تاکہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ مداخلت ایم سے مقصد صرف کھرے کھوٹے کا اظہار ہی نہیں بلکہ اس میں آدھ بھی کئی مصلحتیں ہیں (بجرح ص ۲۱۱) لیکن حضرت شہداء ولی اللہ دہلی فرماتے ہیں کہ داؤد زائد ہے اور یعلم ما قبل کی علت ہے۔ اور تھتھ یعلم پر معطوف ہے اور علم سے یہاں اظہار اور تمیز مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ازل ہی سے سب کو جانتا ہے اور شہداء سے شہداء احمد مراد ہیں واسیادھم شھداء احد کما قالہ المحسن وقتا وابت استحق روح ص ۲۱۱) حاصل آیت یہ ہوا کہ ہم فتح و شکست کو تمہارے دشمنوں کے درمیان اس لئے گھماتے ہیں تاکہ مومنوں اور منافقوں کو ظاہر کر کے ایک دوسرے سے ممتاز اور الگ کر دیں اور خوش قسمت مومنوں کو درجہ شہادت سے سرفراز کریں۔ ای یوم اللہ الذین اصواتھم فی الموضع صحت المناقذ ویتخذھم شھداء یکرم اقوا بالاشھادۃ (معالم ص ۲۱۱) واللہ لا یحب الظلمت یعنی ان کافروں خالموں کی وقتی فتح سے ان کے حق پر ہونے کا تو کسی کے دل میں دوسوہ بھی نہ آئے اللہ تعالیٰ تو ان کو پسند ہی نہیں کرتا۔ کافروں کی یہ ہنگامی کامیابیاں تو اللہ کی مکیوبی مصلحتوں کے تحت رونما ہو رہی ہیں۔ ۱۸۵۔ یہ بھی یعلم پر معطوف ہے فحیص کے معنی ہیں خالص کرنا اور یہاں مراد ہے گناہوں سے پاک وصاف کرنا اور محض سے مراد مٹانا اور فاکرنا ہے یعنی فتح و شکست کے الٹ پھیر کرنے میں ایک مصلحت یہ بھی ہے تاکہ ایمان والوں کو گناہوں کی میل سے پاک وصاف کیا جائے اور کافروں کا استیصال کر کے ان کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر فتح کافروں کی ہو تو اس سے مومن اور منافق میں امتیاز نہ ہوتا ہے۔ اور مسلمان مقتولین شہادت کا درجہ پاتے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور اگر فتح مسلمانوں کی ہو تو اس سے کافروں کا استیصال ہو جاتا ہے یعنی ان کا انت الدولۃ علی المومنین فللتیمیز والاستشھاد والتمیص وانت کانت علی الکافرین فلفقھم وجموا (ناساھم مدارک ص ۲۱۱)۔ ۱۸۶۔ ترغیب الی الجہاد کے بعد مومنوں کے لئے زجر و توبیخ ہے اور علم سے یہاں بھی بدلتور اظہار اور تمیز مراد ہے اور خطاب ان لوگوں سے ہے جنہوں نے احد میں کمزوری دکھائی اور شکست خوردہ ہو کر بھاگ نکلے تھے یہاں فتح و شکست کے الٹ پھیر کا اصل مقصد بیان کیا گیا ہے جو مداخلت کی مذکورہ تینوں علتوں کا نتیجہ ہے۔ خطاب لھنھم یوم احد وھو کلام متکلف لبیان ماھی الغایۃ القصوی صحت المداونۃ والینتجۃ لما ذکرہ صحت العلل الثلاث الاولی (روح ص ۲۱۱) یعنی تم احد کی شکست و ریخت اور جراحات سے اس قدر کیوں دلگیر ہو گیتم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت کے اعلیٰ درجات استلاء و امتحان، میدان جنگ میں کشت و خون اور صبر و استقامت کے بغیر ہی حاصل کر لو گے ہرگز نہیں بلکہ تم کو بڑے بڑے مشکل اور دشوار امتحانات سے گذرنا ہوگا میدان جنگ میں ہمت و استقلال سے محض اللہ کی رضا کی خاطر اور توحید کو سر بلند کرنے کے لئے جہاد کرنا ہوگا۔ اور پھر جہاد میں تمہارا مالی نقصان بھی ہوگا۔ نہیں زخم بھی آئے گا اور احباب و اقارب کی شہادت کا صدمہ بھی اٹھانا ہوگا۔ ۱۸۷۔ ان تلقوہ اور سائیتوہ میں غمیں ضرب الموت کی طرف راجع ہے اور الموت سے موت شہادت مراد ہے۔ الم اذ بالموت ہتا الموت فی سبیل اللہ غلاف دھی الشھادۃ (روح ص ۲۱۱) اس آیت میں روئے سخن ان مسلمانوں کی طرف ہے جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور بعد میں اس غیر حاضری پر سخت نادم ہوئے اور تمنا کرنے لگے کاش کہ اب ہمیں اللہ کی راہ میں جہاد کا موقع ملے اور ہم بھی شہادت کی سعادت ظفری حاصل کر لیں، لیکن جب ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے جنگ احد میں اپنی تنہائے شہادت پورا کرنے کا موقع دیا تو ان میں سے بہت سوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وفات قدم نہ رہ سکے اس پر اللہ تعالیٰ نے بطور زہر و عقاب فرمایا کہ تم تو شہادت فی سبیل اللہ کی تمنا کرتے تھے لیکن جب اللہ نے تم کو موقع دیا اور تم نے اپنی آنکھوں سے اس کا محاسبہ کر لیا تو میدان چھوڑ بھاگے قالایۃ عتاب فی حق من انھم لا یبادکات منھم حدی لبئی صلی اللہ علیہ وسلم علی الخرج صحت المدینۃ (قرطبی ص ۲۱۱)۔ ۱۸۸۔ یہ بھی مومنین کے لئے زجر ہے۔ جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبر کی امارت میں پچاس تیر اندازوں کا دستہ لشکر کی پشت پر متعین فرمایا تاکہ دشمن سچے سے اگر حملہ نہ کر سکے۔ اور ان کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو فتح ہو یا شکست وہ ہر حال میں اسی جگہ ٹہریں اور یہاں سے ہرگز نہ ہٹیں اور ہر جنگ شروع ہو گئی اور حضور علیہ السلام اور صحابہ نے مشرکین پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ سب بھاگ نکلے جب تیر انداز دستہ نے دیکھا کہ میدان مشرکین سے خالی ہو چکا ہے اور مسلمان فوجیاب ہو کر مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہماری فوج ہو چکی ہے اس لئے

اب یہاں بھڑے رہنے کی ضرورت نہیں چنانچہ وہ اپنے امیر کے روکنے کے باوجود مورچہ چھوڑ کر میدان کی طرف اپنے اور مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے صرف چند تیر انداز حضرت عبداللہ بن جبر کے ساتھ باقی رہ گئے چنانچہ جب سپاہ مشرکین کے دائیں بازو کے امیر خالد بن ولید نے دیکھا کہ مسلمانوں کی پشت خالی ہے تو اڑھائی سو سواروں کے دستے سے فوراً پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور عبداللہ بن قیسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ میں مسلمانوں کا جھنڈا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھانے کے لئے سامنے ہو گئے اور ان قیدی شہداء کے ہاتھوں شہید ہو گئے ان قیدیوں نے بھیا کر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالا ہے اس لئے چار گاہا میں نے خود کو قتل کر دیا اس پر امیر بنو نضیر نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ محمد قتل ہو گئے جیسا کہ پیغمبر یہ ہوا کہ اکثر مسلمانوں کی ہمتیں پست ہو گئیں کچھ ان میں سے بھاگ نکلے اور کچھ مشرکین سے علی کی سوچنے لگے اور اس اقوام سے منافقین نے فائدہ اٹھایا۔ اور بعض منجبت ایمان مسلمانوں سے کہنے لگے کہ اگر محمد قتل ہو گئے ہیں تو تم اپنے پہلے دین

۱۸۲ سن ثلوا م

قَرَحُ مِثْلُهُ ۖ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ

زخم ایسا ہی ہے اور یہ دن باری باری بدلتے رہتے ہیں ہم ان

النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ

لوگوں میں اور اس لئے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے اور کرے تم

مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝

ہیں سے شہید اور اللہ کو محبت نہیں ظالم گریہ والوں سے لے

وَلِيُخَيِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيُخَيِّقَ الْكَافِرِينَ ۝

اور اس واسطے کہ پاک صاف کرے اللہ ایمان والوں کو اور منافقوں کو کافروں کو

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ

کہ تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے جنت میں اور ابھی تک معلوم نہیں کیا

الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝

اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمُوتُونَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ

اور تم تو آرزو کرتے تھے مرنے کی اس کی ملاقات سے

تَلْقَوْهُ قَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝

سو اب دیکھ بیا تم نے اسکو آنکھوں کے سامنے

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

اور محمد تو ایک رسول ہے جو پہلے اس سے پہلے بہت

الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى

رسول ۱۳۱ پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مار گیا تو تم پھر جاؤ گے

أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَكُنْ

الٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جائے گا اٹھے پاؤں تو جبر کرنا

مذلل

میں واپس آ جاؤ وذلک ان اسواقین ذلوا الضعفة المسلیین
ان کا ت محمد قتل فالحقوا بیدیکم دیکھو ۱۳۱ اس پر بعض
انصاریوں نے ان سے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں
تو محمد کا رب تو قتل نہیں ہوا۔ اسی مقصد اور مشن کی خاطر لڑو
ہیں کی خاطر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لڑتے رہے یعنی دین اسلام اور رب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مذاہب میں ہیں کہ ان پر موت نہ آئے بلکہ وہ اللہ کے رسول بن گئے اور موت تو ہر
جاندار کے لئے مقدر ہے جو اپنے وقت پر ضرور آئے گی۔ تو کیا اگر محمد
صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا شہید کر دئے جائیں تو تم دین اسلام
کو چھوڑ کر پھر سے پہلا دین قبول کر لو گے ہاں آپ سے پہلے بھی تو ہزاروں
پیغمبر گزرے ہیں لیکن جب وہ دنیا سے رخصت ہو گئے تو ان کی
امتوں نے ان کی وفات کے بعد ان کے دین کو چھوڑا نہیں بلکہ وہ ان
کے بعد بھی انہیں کے دین پر قائم رہے حاصل یہ کہ پیغمبر کی وفات
سے اس کا دین ختم نہیں ہو جاتا۔ اور نہ باطل ہو جاتا ہے ۱۳۲ لیکن
اس بہانے کے باوجود اگر کوئی دین اسلام سے پھر جائے تو وہ خدا
کا پیغمبر بنے گا اور یہی اس کے امتداد سے مذہب اسلام اور
پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر کچھ اثر پڑے گا۔ بلکہ اس
سے وہ اپنی ہی مائیت خراب کرے گا۔ بل بضر نفسہ دیبھا
للعقاب بسبب الخائفة واللہ تعالیٰ لا تنفع الطاعة ولا
تضر المعصية غناہ (قرطبی ج ۲) وسیعزی اللہ الشاکرین
اور جو لوگ نعمت اسلام کی قدر کریں گے اور دین توحید پر قائم اور مومنین
ثابت قدم رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کو اس کی عمدہ جزا دے گا۔ الذین
لم یقلبو اوسماھم شاکرین لانھم شکر وانعۃ لاسلام
نیما فعلوا (مدارک ج ۱) ۱۳۵ پھر مضمون جہاد کا اعادہ ہے
یہاں سے واللہ یحب المحسنین تک مختلف طریقوں سے ترغیب
الی قتال ہے۔ ہذا احسن علی الجہاد و اعلام ان الموت
لا ید منہ (قرطبی ج ۲) یعنی موت کے ڈر سے جہاد مت ترک
کر کیونکہ موت تو ہر حال میں اپنے مقررہ وقت پر آئے گی خواہ تم
گھر ہی کیوں نہ بیٹھے رہو اس لئے پھر بہتر یہی ہے کہ تم خدا کی راہ

ملاکندری دکن
دلت مومنین کیلئے
دعوت ۱۳

سج ۵

میں مرنے ہوئے مارے جاؤ اور رتبہ شہادت حاصل کرو ۱۳۶ جہاد کرنے سے گھٹے میں کوئی بھی نہیں رہتا کیونکہ موت تو ہر حال میں آکر رہے گی۔ خواہ گھر بیٹھا رہے یا جہاد میں شریک ہو۔ جہاد سے اگر کسی
کی فرض ثواب دنیا یعنی مال غنیمت ہو تو اسے اس سے جو اس کا مقصد ہے مل جاتا ہے اور کسی کی غرض محض اللہ کے دین کو سر بلند کرنا اور آخرت میں اجر و ثواب پانا ہو تو اللہ کے یہاں اس کی بھی کمی نہیں اس
آیت میں تیر اندازوں کے فعل سے تحریر ہے جنہوں نے مال غنیمت کی خاطر اپنا مورچہ چھوڑا۔ نیز ان لوگوں کی مدح ہے جو مورچہ پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے و ہذا التحریض
تختلفہما لئلا یوم احد من مصاحبة رسول اللہ علیہ وسلم... و اشارۃ الی صدح اثباتین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روح پیچہ و سنجہی
انشاکین جنگ احد میں جو لوگ ثابت قدم رہے اور اپنے فرائض سے غافل ہو کر مال غنیمت کی طرف مائل نہیں ہوئے ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے مزید انعام و اکرام کا وعدہ فرمایا ہے اور جزا کی آیت کو غنیمت
موضح قرآن ۱ یعنی فتمہ اور شکست بدلتی چیز ہے اور مسلمانوں کو شہادت کا درجہ عطا تھا اور مومن اور منافق کا پرکھنا منظور تھا اور مدحارنا۔ اس واسطے اتنی شکست ہوئی نہیں۔ تو اللہ کا فردوں سے راضی نہیں۔

کو ہم چھوڑ کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ ان کی جزا اس قدر بڑی ہے کہ اس کا اندازہ سوا اللہ تعالیٰ کے اور کسی کہ نہیں۔ دستبردار الجناہ المہمہ الذین تشرعوا نعمة الله فلهما ليخلصهم شئ من الجهاد (مدارک ص ۱۶۱) اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کے مخلص اور بہادر مجاہدین کی ہمت و شجاعت اور ان کے عزم و استقلال کا ذکر کے زیر آئینہ انداز سے مسلمانوں کو غیرت و جرات دلائی ہے اور اقبیاء سابقین کے متبعین کی طرح ثابت قدم رہنے کی تلقین کی ہے۔ ومعنی الایۃ تشجیع المؤمنین والامام بالاعتداء بحمت تقدمت خياص اتباع الانبياء (قرطبی ص ۱۶۱) اس بیتوں سے یہ بات کی جمع ہے جو سب کی طرف منسوب ہے اور اس سے انبیاء علیہم السلام کے مخلص اللہ والے اور فرمانبردار لوگ مراد ہیں والیہوین الربانیون (مدارک ص ۱۶۱) اور بعض نے کہا ہے کہ یہ بات کی طرف منسوب ہے جس کے معنی جماعت کے ہیں اور یہاں کے معنی مطلق جماعت کثیرہ یا دس ہزار افراد پر مشتمل جماعت کے ہیں تو اس طرح متبیتوں کے معنی ہوں گے بہت سی جماعتیں یا ہزار ہا افراد پر مشتمل جماعتیں والیہوین الکثیرۃ..... وقال ابان بن تغلب (الربیع عشرۃ الالاف قرطبی ص ۱۶۱) صا ہوتا ۱۱ ہزاروں نے جہاد کی مشقوں اور تکلیفوں کے پیش نظر بزدلی نہیں دکھائی وہاں ضعیف یعنی سست اور کمزور نہیں ہوئے وہاں استقامت اور دشمن کے سامنے ہچکے نہیں نہ صلح کے لئے اور نہ اس کا دین قبول کرنے کے لئے ایضا جینوا..... و صاف تو دعوت الجہاد..... و ما خضعوا لحد دھم

(روح ص ۱۶۱) واللہ بحب الصبرین اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتا ہے۔ جو اس کی راہ میں اس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور صبر و استقامت دکھائیں ۱۸۱۸ء یہ ماقبل کا تتمہ اور تائید ہے حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ پہلی امتوں کے جہان نثار مجاہدین جہاد میں سستی بزدلی اور کمزوری دکھانے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے اس طرح صبر و استقامت کی دعائیں اور گناہوں کی معافی کے لئے درخواستیں کیا کرتے تھے اس لئے تمہارا طرز عمل بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ۱۸۱۹ء تو اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر و استقلال کے عوض اور ان کی دعا و زاری کی بنا پر ان کو دنیا کی جزا یعنی فتح و نصرت اور مال نعمت ابھی دی اور آخرت میں بھی ان کو اجر جزیل ثواب جمیل اور جنات نعم عطا کرتے کا فیصلہ فرمایا اور یہ سب کچھ ان لوگوں کے اخلاص نیت اور احسان عمل کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ مخلص اور محسن لوگوں کو پسند فرماتا ہے ۱۸۲۰ء یہ مومنوں کو کافروں کے اتباع سے زچہ ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ الذین کفروا سے مشرکین مراد ہیں جو مسلمانوں کو شرک کی طرف بلاتے اور ان کو جہاد میں شریک ہونے سے روکتے تھے قال اللہ

ہم ابو سفیان و اصحابہ صیاد الاوثان (بکر ص ۱۶۱) یعنی اسے ایمان والو مشرکین کی اطاعت مت کرو اور جہاد میں سستی اور کمزوری مت دکھاؤ یا۔ الذین کفروا سے وہ منافقین مراد ہیں جنہوں نے

ثکلت احدکم وقت مسلمانوں سے کہا تھا کہ اپنے آبائی دین میں واپس آ جاؤ قال علی رضی اللہ عنہ یعنی المنافقین فی قلوبہم للہ منیت عند الہنیمۃ اس جعوا الی اخوانکم وادخلوا فی دینکم (معالم ص ۱۶۱) یعنی اگر تم ان منافقوں کی بات مان لو گے تو وہ تمہیں پھر سے کفر و شرک کی طرف دھکیل دیں گے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم دنیا اور آخرت کی خیر و سعادت سے محروم ہو جاؤ گے اور یہ سب سے بڑا خاف

۱۸۲۱ء یہ مشرکین اور منافقین تمہارے خیر خواہ نہیں ہیں یہ کبھی آڑ سے وقت میں تمہارے کام نہیں آئیں گے اس لئے اللہ تعالیٰ جو تمہارا دوست اور بہترین ناصر و مددگار ہے۔ جو کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اور جو

زمرہ جاوید ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اس کے ہوتے ہوئے تم کیوں کمزوری دکھاتے اور نصرت و یاری اور پناہ جوئی کے لئے غیروں کی طرف بھگتے ہو ان آیتوں کا شان نزول اگرچہ خاص ہے لیکن ان کا حکم

قیامت تک کے لئے عام ہے اگر مسلمان کسی بھی زمانے میں کفار و مشرکین کی اطاعت کریں گے اور اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہبی معاملات، ملی اور سیاسی مسائل، معاشی اور معاشرتی امور میں غیر مسلموں کی

تقلید کریں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ غیر شعوری طور پر اسلام سے بالکل بیگانہ ہو جائیں گے۔ نام اسلام کا ہو گا مگر کام سادے کا فراتہ ہوں گے جیسا کہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ۱۸۲۲ء یہ آیت

ما قبل کا تتمہ ہے المرعب خوف و ہراس بامیں باء سببیہ ہے اور جبہ میں نمیز و سرے مای کی طرف راجع ہے جو معبودان باطل سے گناہ ہے۔ اور اس کا مصافحہ و محذوف ہے ای تم مجبور و مہملہ سلطانا تحت

اور دلیل حجتہ دینا بعد از ادبہا (قرطبی ص ۱۶۱) یعنی کافروں کی اطاعت مت کرو اور کمزوری مت دکھاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے اور دیکھو ہم بھی ان مشرکین کے دلوں پر تمہارا ادب اور خوف مسلط

کئے دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بزدلانہ انداز میں شکست کھا کر ہجرت نکلیں گے اور یہ اس لئے کہ وہ اللہ کے ساتھ اس کی عبادت میں ایسے مجبور و ملوث ہوئے اور غائبانہ دعا و دعاویار کے

لافتی ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل اور حجت نازل نہیں فرمائی یعنی ان کی بزدلی اور خوف و ہراس کی وجہ اور علت شرک ہے کیونکہ شرک کا اعتقاد اور بھروسہ غیر اللہ کے کمزور ترین سہاروں پر ہوتا ہے اور کمزور

سہاروں پر اعتماد کا انزنیفاتی اور کمزوری اور بزدلی ہوتا ہے۔ اور یہ انقاد و لب کا واقعہ عین جنگ احد میں نہایت مجزا نہ طریقے سے پیش آیا۔ احد میں جب مشرکین نے تیر انداز

۱۸۲۳ء یہ فائدہ اٹھا کر سچے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور حضور علیہ السلام کے شہید ہونے کی افواہ پھیل دی۔ اس پر مسلمان بدول ہو کر منتشر ہو گئے اور ایک جماعت آپ کے ساتھ ثابت قدم رہی اس پر

حضرت بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کو آواز دی جب ان کو ہتھیار چلا کر آپ تو زندہ ہیں اور شہید نہیں ہوئے تو سب واپس آ کر آپ کے گرد جمع ہونے لگے اس وقت مشرکین کے

دلوں پر مسلمانوں کا اس قدر رعب چھایا کہ سب میدان چھوڑ بھاگے حضور علیہ السلام نے ان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا چنانچہ مسلمان مجاہدین نے حمراء الاسد (ایک جگہ) تک مشرکین کا تعاقب کیا۔ ان الکفار

لما استولوا علی المسلمین وھن موھمہم اوقع اللہ الرعب فی قلوبہم فتروکھم وھم دنا منھم من غیر سبب (کبیر ص ۱۶۱) دیش منوی الظلمین، دنیا میں تو ان کو تمہارے ہاتھوں ذیل

کروں ہی گا۔ آخرت میں بھی ان کے لئے بدترین ٹھکانہ ہے یعنی جہنم ۱۸۲۴ء حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ احد کی پہلگی شکست کی وجہ سے دشمنوں نے مسلمانوں کے سامنے جس شبہ کا اظہار کیا اور

جس کی وجہ سے بعض مسلمانوں کے دلوں میں بھی یہ دوسوہ پیدا ہوا کہ واقعی اللہ نے تو ہمیں مدد اور نصرت کا وعدہ دیا تھا۔ تو پھر ہمیں شکست کیوں ہوئی قال قاسم من اصحابہ من ایت اصابتا ہذا

وعدنا اللہ النص (مدارک ص ۱۶۱) اللہ تعالیٰ نے یہاں اس کا اصل جواب ارشاد فرمایا ہے اور مسلمانوں کی اس پہلگی شکست کی اصل وجہ بیان فرمائی ہے اس سے پہلے وہ وعدہ اس شبہ کا جواب گزر چکا ہے

۱۸۲۵ء یہ اس کا حاصل صرف نفسی اور دلاسا ہے۔ صدق راستہ کر دیتی سچ کر دکھایا اسی حقیق (مدارک) کس کا ثناء اور ثقل کرنا۔ باذنہ یعنی اللہ کی توفیق اور اس کی طرف سے اسباب کی آسانی سے ای بتیسیرہ و توفیقہ

(روح ص ۱۶۱) اور وعدہ سے مراد نصرت و امداد کا وعدہ ہے جو ان تصبروا و انتقوا الخ (۱۱۳ ع) میں مذکور ہے یعنی اللہ نے تو اپنے وعدہ کے مطابق تمہاری مدد کی اور تمہیں ہمت اور توفیق عطا فرمائی چنانچہ یہ

اللہ کی مدد اور اس کی طرف سے ہمت افزائی ہی کا اثر تھا کہ تم جنگ میں مشرکین کو کاٹ کاٹ کر ڈھیر کر رہے تھے۔ اور کشتوں کے پتے دکا رہے تھے ۱۸۲۶ء یہ شکست کی اصل وجہ کا بیان ہے حضور علیہ السلام نے

عبداللہ بن جبریر کی سرکردگی میں ۵۰ تیر اندازوں کا دستہ ایک گھاٹی میں متعین فرمایا تھا جب مسلمانوں کی فتح ہو گئی تو ان تیر اندازوں میں اختلاف و رائے ہو گئی اکثر نے کہا اب ہمارا یہاں ٹھہرنا ضروری نہیں کیونکہ ہماری

فتح ہو چکی ہے۔ امیر دستہ اور تقریباً دس اور سپاہیوں نے کہا کہ ہمیں ہر حال میں یہیں کھڑے رہنے کا حکم ہے اس لئے اپنے مورچہ کو مستحضر ہو کر دیکھو کہ وہ مہمانانہ اور حضور علیہ السلام کے احکام و نواہی کے حکم کی نافرمانی

کرتے ہوئے گھاٹی چھوڑ کر چلے گئے اور مال غنیمت سیٹھنے میں مصروف ہو گئے مہمجنون مسلمانوں کی فتح اور کافروں کی شکست مطلب یہ کہ اللہ نے تو اپنا وعدہ پورا فرمادیا۔ یہاں تک کہ تم نے اپنا محبوب مقصد (یعنی فتح و

ظفر پا بیا کر اس کے بعد تم نے کمزوری ہمت کا ثبوت دیا اور میرے پیغمبر کے حکم کی تعمیل میں جھگڑنے لگے اور آخر ہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حکم امیر کی خلاف ورزی کی اور وہ چھوڑ دیا اور نتیجہ میں تمہاری فتح

شکست میں بدل گئی حاصل یہ کہ جو کچھ تمہارا محض نہہاری اپنی غلطی کی بنا پر ہوا۔ اللہ کے وعدہ نصرت میں کوئی تخلف نہیں ہوا۔ ۱۸۲۷ء یہ ان مومنوں کے لئے زجر و عتاب ہے۔ جنہوں نے طمع مال کی خاطر درہ

چھوڑ دیا اور جو اپنے امیر کے ساتھ ثابت قدم رہے اور بعض ثواب آخرت کی خاطر اس درہ پر ہی اپنے امیر سے ہمراہ حمراء اور مشرکوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ان کے حسن صنیع کی طرف اشارہ ہے

الغالب مع من اتهم لا مع من ثبت قات من ثبت قات بالثواب (قرطبی ص ۲۳) ثم صرحم عنہم جب تم نے یہ غلطی کی تو اللہ نے تم کو کافروں سے پھیر دیا اور تم منہزم ہو کر منتشر ہو گئے۔ بیتلکم اللہ نے یہ وقتی شکست بھی نہیں دیکھانے اور مشرکین کے سامنے ذلیل کرنے کے لئے نہیں دی تھی۔ بلکہ اس سے متبارا ابتلاء وامتحان مقصود تھا۔ یہ اللہ کی طرف سے درہ چھوڑنے والوں اور میدان سے بھاگنے والوں کیلئے عام معافی نامہ ہے جب اس غلطی اور کوتاہی کے بعد وہ سخت نادم ہوئے اور گڑ گڑا کر اللہ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو توبہ کی دعائیں قبول کیں اور ان کو معافی عطا فرمائی۔ لہذا اب آخرت میں ان کو اس پر گرفت نہیں ہوگی۔ المراد بذال العقوبۃ الذنب دھو عام لساناً المنصرفین رروح ص ۲۳۹ اللہ تعالیٰ ہر حال میں مسلمانوں پر متفضل اور بہبان ہے اگر ان کو شکست دینا ہے تو امتحان و ابتلاء میں ثابت قدم رہنے کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے کیونکہ اس سے ان کا ابتلاء مقصود ہوتا ہے جو ان کے حق میں سراسر رحمت ہے امتحان و ابتلاء میں ثابت قدم رہنے سے ان کے ایمان میں پختگی آتی ہے اور ان کے دل شکوک و شبہات کی میل کچیل سے صاف اور معنی ہو جاتے ہیں۔ ہو متفضل علیہم فی جمیع الاحوال سواء ادلیہ لہم ادا ولی علیہم کلات الابتلاء

ال عمران ۳

۱۸۴

لن تنالوا

يُضْرَأُ اللَّهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّكْرِينَ ﴿١٨٤﴾ وَمَا

بِكَافٍ لَكَ اللَّهُ كَافٍ ۖ اور اللہ تو آپ دے گا شکر گزاروں کو اور

كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ كِتَابُ مُوَجَّلٍ

کوئی مر نہیں سکتا بجز حکم اللہ کے۔ لکھا ہوا ہے ایک وقت قدر ۲۱۵

وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا ۖ وَمَنْ

اور جو کوئی چاہے گا بدلہ دنیا کا دیونگے ہم اسکو دنیا ہی سے ۲۱۶ اور جو

يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۖ وَسَنَجْزِي

کوئی چاہے گا بدلہ آخرت کا اس میں دے دیں گے ہم اسکو اور ہم تو آپ دیونگے

الشَّكْرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيِّ قُتِلَ مَعَهُ رِثْيُونٌ

احسان ماننے والوں کو اور بہت نبی ہیں جن کے ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے

كَثِيرٌ ۖ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

طالب پھر نہ ہارے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ کی راہ میں اور نہ

وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴿١٨٦﴾

سست ہوئے ہیں اور نہ دب گئے ہیں ۲۱۷ اور اللہ محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں کو

وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا

اور کچھ نہیں بولے مگر یہی کہا کہ اے رب ہمارے بخش

ذُنُوبَنَا وَأَسْرِافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا

ہمارے گناہ اور جہم سے زیادتی ہونی ہمارے کام میں اور ثابت رکھ قدم ہمارے

وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿١٨٧﴾ فَاتَّخَذَهُمُ اللَّهُ

اور مدد دے ہم کو قوم کفار پر ۲۱۸ پھر دیا اللہ نے ان کو

ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحَسُنَ ثَوَابُ الْآخِرَةِ ۖ وَاللَّهُ

ثواب دنیا کا اور خوب ثواب آخرت کا اور اللہ

منزل

ما ترغیب

ما ترغیب

ما ترغیب

ما ترغیب

ما ترغیب

ما ترغیب

ما ترغیب

ما ترغیب

ما ترغیب

ما ترغیب

ما ترغیب

ما ترغیب

ما ترغیب

ما ترغیب

ما ترغیب

کے ایمان میں پختگی آتی ہے اور ان کے دل شکوک و شبہات کی میل کچیل سے صاف اور معنی ہو جاتے ہیں۔ ہو متفضل علیہم فی جمیع الاحوال سواء ادلیہ لہم ادا ولی علیہم کلات الابتلاء
مرحۃ کما ان النصرة رحمة رمدارک ص ۱۱۱ یہ یمنیں اور حضرات
صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت کی انتہا ہے ۲۲۴
اذ ظفرت صرغم سے متعلق ہے اذ تصعدون متعلق بصرکم
(ابو السعد ص ۹۹) تصعدون جب تم وادیوں میں سے ہو کر جنگ
کی کوشش کر رہے تھے۔ (قرطبی ص ۲۳) تنون۔ کس سے ہے جس کے
معنی گردن موڑ کر ادھر ادھر دیکھنے کے ہیں۔ فی اخر لکم پیچھے سے یہو
کہ من و ما تمکد روح ص ۱۱۱ جب اللہ نے تم کو کافروں سے پھیر کر
منہزم کر دیا تو تمہارا یہ حال تھا کہ تم بدحواسی کے عالم میں میدان
سے وادیوں میں بھاگ رہے تھے اور خوف و ہراس کی وجہ سے ادھر
ادھر گردن موڑ کر کسی طرف نہیں دیکھتے تھے اور خدا کا رسول نہیں سمجھتے
سے واپس ہار رہا تھا۔ اس میں بھاگنے والوں کے لئے زبردست زجر اور
توبیخ ہے کہ خدا کا رسول جسکے حکم کی تعمیل تم پر فرض تھی وہ تمہیں ہار رہا
تھا لیکن تم سیدھے بھاگے جا رہے تھے ۲۲۸ غم اول سے مراد قتل و
ہزیمت کا غم ہے اور غم ثانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ربیع مراد
ہے جو مسلمانوں کی وجہ سے آپ کو اٹھانا پڑا۔ اے انا بکم غما بکم
غم اذ قتلتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعصیانکم
لہ و مخالفتکم امہ (روح ص ۱۲) لکھنا اگر انا بکم سے
متعلق ہو تو بظاہر مفہوم غیر مرتبط سا ہو جاتا ہے کیونکہ غم کی جزا غم
سے دنیا حزن کا سبب تو بن سکتا ہے نہ کہ عدم حزن کا اس لئے
حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ لکھنا انا بکم سے متعلق نہیں بلکہ اس کا متعلق
محزون ہے اے اے خبر کہم بذالک المذکور لکھنا تمہارا
الحج اور یہاں پہلی نام زجریں بیان کرنے کی وجہ بتائی ہے مطلب یہ
کہ ان نام مذکورہ واقعات کی اطلاع تم کو اس لئے دے رہا ہوں تا
کہ تم فرت شدہ منافع اور جو تکلیفیں تم کو پہنچی ہیں ان پر مفسوس اور
غم نہ کرو حضرت شاہ ولی اللہ اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں
ایں پند دادن برائے آنست کرتا اندوہناک نشوید۔ اللہ تمہارے

ظاہری اعمال اور باطنی اغراض و نیات کو بخوبی جانتا ہے اس لئے ظاہر و باطن میں اس کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو اس طرح اس میں نیک کاموں کو ترغیب اور برے کاموں سے ترہیب ہے و لہذا
ترغیب فی الطاعة و ترہیب عن المعصية رمدارک ص ۱۱۱ ۲۱۹ خاصاً امنۃ سے بدل ہے جب مسلمانوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی جو غلغلہ مسلمان میدان میں باقی تھے ان پر ایک دم غزوہ کی طاری ہو گئی
موضع قرآن ۱۸ اس جنگ احمیں یعنی مسلمان کامل بھی بہت ہتھے تھے اس واسطے کہ ایک کافر نے اپنی فوج میں پکارا کہ محمد کو مار آیا اور حضرت کے زخم سے خون بہت گیا تھا صنعت اگر گڑھے میں گرے تھے مسلمانوں
نے حضرت کو نہ دیکھا یہ بات یقین ہو گئی جب حضرت ہوشیار ہوئے تو میدان میں جو لوگ حاضر تھے ان کو جمع کر کے پھر لڑائی قائم کی نب کا فر پھر کر چلے گئے سو اللہ نے فرمایا کہ رسول زندہ رہے یا نہ
ہے دین اللہ کا ہے اس پر قائم رہو اس سے اشد نفرت ہے کہ حضرت کی وفات پر بیٹھے لوگ پھر جاویں گے اور جو قائم رہیں گے انکو بڑا ثواب ہے اسی طرح ہٹا بہت لوگ حضرت کے بعد مرتد ہوئے اور حضرت
صدیق چلے ان کو پھر مسلمان کیا اور بعضوں کو مارا شہید بھی ہو لوگ دین پر ثابت رہیں گے ان کو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی لیکن جو کوئی اس نعمت کی قدر نہ کرے ۱۲۰

اور وہ کھڑے کھڑے ہی اذیت لگے۔ اور ان کے ہاتھوں سے تلواریں چھوٹ چھوٹ کر زمین پر گر گئیں۔ عین لڑائی اور جنگ مہم کا زمانہ میں نبیؐ کا آجانا یہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی تھی اس کا اثر یہ ہوا کہ تھکے مارے، زخمیوں سے چور اور سب سے ہوتے مجاہدین کے دلوں سے خوف و ہراس کا اثر کا فوراً ہو گیا اور وہ تازہ دم ہو کر اتر کر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ طائفۂ منکم یہ غنودگی تمام مسلمانوں طاری نہیں ہوئی تھی بلکہ صرف مخلص مؤمنین پر ات ہذا الطائفۃ هم المؤمنون الذین کانوا علی البصیرۃ فی ایمانہم کبیر ص ۱۱۱، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنے انعام و احسان کا ذکر فرمایا کہ کس طرح اس نے شکست و خذلان کے بعد دوبارہ فتح عطا کی اور کس طرح ان کے خوف و ہراس کو سکون و اطمینان سے تبدیل کیا۔ جو لوگ صادق الایمان تھے ان پر عین معرکہ جنگ میں غنودگی ڈال دی جس سے خوف و ہراس جاتا رہا۔ ۲۳ اس طائفہ سے منافقین مراد ہیں اجمع المفسرون علی ات ہذا الطائفۃ هم المنافقون (بحر ص ۱۱۱) قند اھنہم انفسہم ان کو تو پس اپنی جانوں کی فکر تھی۔ نہ اسلام کی فکر تھی، نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تھا اور نہ مسلمانوں کا کیونکہ یہ لوگ تو اسے ہی مال غنیمت کی خاطر تھے نہ اسلام کے لئے غیر الحقیقت حقائق اور ایسا لگن جو خدا کے شایان شان نہ ہو یہ یقیناً باللہ غیبا لظن الحقیقت الذی یحب ان یظن بہ (کبیر ص ۱۱۱) اظن الجاہلیۃ یہ فعل مطلق ہے، تنبیہ کے لئے یا ماقبل سے بدل ہے اور لفظ جاہلیت محاورہ قرآنی میں اسلام سے پہلے فخر و شکر کے لئے استعمال ہوا ہے اہل اخلاص پر تو ہلکی سی تنبیہ طاری کہ وہی جو ان کے لئے زوال خوف اور ثبات و استقامت کا باعث ہوئی لیکن منافقین اس رحمت نفاس سے محروم رہے اس لئے ان کی گھبراہٹ اور بزدلی بحال رہی اور لگے وہ اپنے کفر و نفاق کا انہماک کرنے اور اللہ کی ذات منزہ صفات سے متعلق ایسی بدگمانیاں کرتے گئے جو سراسر اس کی شان پر پایاں کے خلاف اور بالکل دور جاہلیت کے مشرکوں اور جاہلوں کے خیالات باطلہ سے ملتی جلتی تھیں مثلاً وہ یہ گمان کرنے لگے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے تائب و نصرت اور فتح و ظفر کا وعدہ کرے اور پھر اسے پورا نہ کرے ای یظنون ات اخلاص وعدہ سبحانہ حاصل (روح ص ۱۱۱) ۳۳ وہ تو ان کے باطن کا حال تھا۔ اب ظاہر کا حال بھی من لو استفہام انکار کے لئے ہے اور امر سے فتح و نصرت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ منافقین آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جس فتح و نصرت کا محمدؐ سے وعدہ کرتا ہے وہ ہرگز نہیں آئے گی۔ المعنی یقول لیس لنا من انظر الذی وعدنا نبیہ محمد شئی (قرطبی ص ۱۱۱) یا استفہام اپنے اصل پر ہے تو مطلب یہ ہو گا کہ منافقین بطور سوال نبیؐ کو مخاطبہ حضور علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ حضور! جس فتح و نصرت کا اللہ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے کیا وہ آئے گی؟ یقول المحاضرین متھم لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صوریۃ الاستیلاء ہلک لنا من ام اللہ تعالیٰ وعدہ یا انصر شئی (روح ص ۱۱۱) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ جواب دینے کا حکم دیا کہ فتح و نصرت کا معاملہ مکمل طور پر خدا کے اختیار میں ہے جب اس نے اپنے رسول سے وعدہ کر لیا تو وہ ضرور اس کی مدد فرمائے گا۔ مخفون فی انفسہم مالا

ال عمران ۳

۱۸۵

لن تسالوا

يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا

الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا

خُسْرَيْنِ ﴿١٣٩﴾ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ

النَّاصِرِينَ ﴿١٤٠﴾ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا

الرَّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُزَلْ بِهِ سُلْطَانٌ

وَمَا لَهُم بِالنَّارِ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ﴿١٤١﴾ وَلَقَدْ

صَدَقَكُمْ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحْسَبُونَهُم بِأَذْيَةٍ كُنْتُمْ

إِذَا قُتِلْتُمْ وَتَنَارَ عِلْمُ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِمَّنْ

بَعْدَ مَا آتَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا

وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ

لِيَنْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ

آزاد ص ۱۱۱ اور وہ تم کو معاف کر چکا اور اللہ کا فضل ہے

منزل ۱

بید و نالک ان کی یہ ساری نیامندیوں اور چالو سبیاں محض منافقانہ ہیں وہ اپنے دلوں میں ایسی ایسی باتیں چھپاتے ہوئے ہیں جن کو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتے ۳۳ یہ ماقبل سے بدل ہے یا سوال مفید کا جواب ہے۔ اور منافقین جو کچھ اپنے دلوں میں چھپاتے پھرتے تھے اس کا بیان ہے والجملة لما بدل من يخفون اداسات دفع جوابا عن سؤاله نشأ ما قبله كانه قیل ما الذی اخفوه؟ فقیل ذلک (روح ص ۱۱۱) اور الامر سے وہی فتح و نصرت کا وعدہ مراد ہے منافقین آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے وعدہ وغیرہ نہیں اگر واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے موضع قرآن د یعنی اس جنگ میں جو مسلمانوں کے دل ٹوٹے تو کافروں نے اور منافقوں نے وقت پایا لینے الزام دینے لگے۔ بعضے خبر خواہی کے پڑے ہیں بھولنے لگے تاکہ لڑائی پر دلیری نہ کریں۔ حق تعالیٰ خبردار کرتا ہے کہ دشمن کافر بہ نہ کھاؤ۔ مثلاً یعنی وہ جو ہمیں خدا کے اور چور کے جی میں ڈرہوتا ہے اس واسطے اللہ کے دل میں بیعت ڈالے گا۔

لن تنالوا

کھروں میں البتہ باہر نکلتے جن پر لکھ دیا تھا مارا جانا

جواب شک ۱۲

فتح الرحمن مبعوثي الذين كانوا راغبين في اختيار نسبت قدس سره بالامانة الكبرى

موتی پر ہے کہ اترتے جاوے یا کھڑے رہ جائے۔

آمادہ کرنے کا شیطان کو بھی موقع مل جاتا ہے یعنی جنگ احد میں جو مسلمان شکست خوردہ ہو کر بھاگ نکلے تھے انہیں کسی پچھلے گناہ کی شامت سے شیطان نے ان کو ہلکا پھسلا کر ان کے قدم ڈمگادے اور وہ میدان سے ہٹ گئے۔ اس سے چند آیتیں پہلے بھی اللہ نے ان مومنین کے لئے معافی کا اعلان فرمایا ہے اب ان کی مزید تسکین و تشفی کے لئے دوبارہ معافی کا اعلان فرما دیا اللہ کا فضل و کرم اور اس کی شہادت و رحمت سے بھرپور الفاظ کے ساتھ تیر اندازوں یا میدان سے ہٹنے والوں سے جو غرضش ہوئی اس پر صرف تنبیہ فرمائی اور اس کی پاداش میں کوئی تباہ کن شکست بھی نہیں دی۔ اور پھر ان کا قصور بھی ایسا سادہ فرمایا کہ آخرت میں اس پر ان کو کوئی دار و گیر نہیں ہوگی اس لئے اب اس قصور کی بنا پر دنیا میں ان صحابہ کرام یعنی اللہ عنہم پر تعینِ دہانت کرنا بھی کسی کو خوش نہیں آئے۔ جو لوگ اللہ سے اپنے گناہوں کی موضعِ قزلن یعنی اول قبر مسلمانوں کا تھکا کر فیل کو مارتے تھے اور وہ بھگتے تھے اور آنا فتح کے نظارتے تھے کسی کو خوشی تھی مال کی بوند کسی کو غلبہ سما کی جب کلاؤں سے پیچ کر کے ملکی ہوئی تب مقدمہ اٹا ہو گیا وہ بے ملکی ایک یہ کہ حضرت نے پچاس آفتیہ لڑا تو پہاڑی راہ پر بھڑکے تھے مہمانی کو باقی لشکر لڑنے لگا جب ان تیر اندازوں نے فتح و غلبہ دیکھا سب جگہ سے چاٹ کر چلے آ دیں جنہوں نے نہ کیا پر نہ مانا دیاں دس آدمی راہ گئے اس طرف سے کافروں کی فوج پھاڑی پر پڑی دوسری یہ کہ جب کافر بھاگنے لگے مسلمان دوڑتے تھے تب کہ حضرت چلے آتے رہے کہ میری طرف آؤ گے منہ جاد اس طرف تو غنیمت نظر آئی لوگ پھرے اس کے ملکی سے شکست پڑی وہ یعنی فہم نے رسول کا دل تنگ کیا اس کے جسے تم پر ملے گی آئی تاکہ لوگ کو

معافی مانگ لیتے ہیں اللہ ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور آخرت میں ان پر مواخذہ نہیں فرمائے گا اور جو حرم اور گنہگار اس سے معافی نہیں مانگتے ان پر فوراً گرفت نہیں فرماتا بلکہ انہیں توبہ استغفار کا موقع دیتا ہے ۲۳۸ اللہ کفر و اسے منافقین مراد میں دھمکنا نفوت کعبہ اللہ بن ابی دھمکنا روح صبیحہ، لاخوانہم میں لام بمعنی فی ہے اور اتوان سے یہاں مذہبی بھائی مراد ہیں یعنی منافقین اور اگر آخرت سے نسبی اتوات مراد ہوں تو اس میں وہ غلط مومنین بھی شامل ہوں گے جو ان کے ہم نسب تھے ای تی حق اتوانہم فی النسب او فی العفاق رمدارک صبیحہ، اس آیت سے لا الہ الا اللہ تحش و تنک ایمان والوں کو خطاب ہے اور اتوان منافقین کی طرح ہونے سے روکا گیا ہے جن کا تقیہ پر بھی ایمان نہیں تھا اور وہ اپنے ان مذہبی بھائیوں (منافقوں) یا نسبی بھائیوں (مسلمانوں) کے حق میں جو کسی تجارتی یا دوسرے سفر میں مرحمت یا کسی غزوہ میں شہید ہو گئے یوں کہتے تھے کہ اگر یہ ہمارے بھائی سفر پر نہ جاتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوتے تو موت اور قتل سے بچ جاتے اور زندہ رہ کر خوب منے کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب فرمایا کہ تم ہی اور محبت تو میں خود ہوں موت و حیات میرے اپنے قبضہ میں ہے اگر تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہو گے تو وہاں بھی موت تمہیں اپنے معین وقت پر آکر دبوچ لے گی اس لئے اللہ تعالیٰ اس پر قیاد ہے کہ وہ جس کو جہاد چاہے مارے اور پھر اللہ کی راہ میں اور پھر جہاد کرتے ہوئے مرجاتا تو سراسر اللہ کی رحمت و مغفرت کا موجب ہے ان آیتوں میں خطاب مومنوں سے ہے لیکن اس کے ضمن میں منافقوں کو زجر بھی کیا گیا ہے ۲۳۹ لیسجل میں لام عاقبت کا ہے اور قیاد سے متعلق ہے ای قیاد ذالک واعتقدوا لیکون ذالک حسرت فی قلوبہم لمدارک صبیحہ، یعنی ان منافقوں نے مذکور بالا بات کہی کہ اگر وہ گھر رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے اور دل میں بھی یہ اعتقاد جمالیہ کہ واقعی گھر میں رہنا موت اور قتل سے بچا سکتا ہے تو اس اعتقاد کا نتیجہ اور انجام یہ ہو گا کہ ان کے دلوں میں حسرت و افسوس اور ندامت و پشیمانی پیدا ہوگی اور اس سے ان کو سخت اذیت اور تکلیف پہنچے گی والا شناسوا فی القول لکن باعتبار ما فیہ صحت الاعتقاد واللام لام العاقبۃ (روح صبیحہ) اور اگر لام کا متعلق محذوف مانگیں یعنی الحق اللہ ذالک الاعتقاد فی قلوبہم تو اس صحت میں لام عاقبت کا نہیں بلکہ تعلیلیہ ہوگا ۲۴۰ یہ منافقوں کے قول مذکور کا رد ہے لہذا موت و حیات اللہ کے اختیار میں ہے سفوح حق کو اس میں کوئی دخل نہیں وہ جب چاہے مافق اور مجاہد کو زندہ سلامت واپس لے آئے اور جب چاہے گھر میں بیٹھے بٹھائے اور جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کو قتل اجل بنا دے ۲۴۱ لکن تلتئم کی جزا محذوف ہے یعنی فلا تلتئموا اور لمغفرة الجزاء محذوف کی علت ہے اور یجمعون کی ضمیر الذین کفر و اکی طرف راجع ہے کف راہ منافقین چونکہ دنیا کے بندے تھے ان کی ساری دوزخ و دھوپ اس صرف دینی فوائد کے لئے تھی اور ان کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ ان کی عمریں بہت لمبی ہوں اور وہ دنیا میں رہ کر خوب منے کر لیں سفر میں مرنے والوں اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں

۱۸۷

۱۸۷

۱۸۷

مَصَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ

اپنے بڑاؤ پر مٹا دے اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچھ تمہارے دل میں ہے

وَلِيَمْحَصَّ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

اور صحت کرنا تھا اس کا جو تمہارے دل میں ہے ۲۳۸ اور اللہ جانتا ہے

بِذَاتِ الصُّدُورِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ

دلوں کے بھیید ۲۳۹ جو لوگ تم میں سے ہٹ گئے

يَوْمَ التَّلَاقِ ۚ الْجَمْعُ لَكُمْ إِنَّمَا اسْتَزَلَّكُمْ

جس دن لڑیں دو ۲۴۰ فوجیں سو ان کو بہکا دیا

الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۚ وَلَقَدْ عَفَا

شیطان نے ان کے گناہ کی شامت سے اور ان کو بخش چکا

اللَّهُ عَنْهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۚ يَا أَيُّهَا

اللہ اللہ بخشنے والا ہے حق کریم ۲۴۱ اے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَ

ایمان والو تم نہ ہو ان کی طرح جو کافر ہوئے اور

قَالُوا إِخْوَانُهُمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ

کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو جب وہ سفر کو نکلیں ملک میں

أَوْ كَانُوا غَزَىٰ لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا شَاؤُوا

یا ہوں جہاد میں اگر رہتے ہمارے پاس تو نہ مرتے

وَمَا قَتَلُوا ۚ لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي

اور نہ مارے جاتے ۲۴۲ تاکہ اللہ ڈالے اس گمان سے افسوس

قُلُوبِهِمْ ۖ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ وَاللَّهُ بِمَا

ان کے دلوں میں ۲۴۳ اور اللہ ہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ

منزل ۱

موضع قرآن اس ٹکست میں جن کو شہید ہونا تھا ہو چکے اور جن کو بٹھانا تھا ہٹ گئے اور جو میدان میں باقی رہے ان پر ادنگھ آئی اس کے بعد رعب و دہشت دفع ہو گئی اور اتنی دیر حضرت کو غشی رہی پھر جب ہوشیار ہوئے سب نے حضرت پاس جمع ہو کر پھر لڑائی قائم کی اور سست ایمان والے کہنے لگے کہ کچھ بھی کام ہمارے ہاتھ ہے ظاہر یہ معنی کہ اس ٹکست کے بعد کچھ بھی ہمارا کام بنا رہے گا یا بالکل بگڑ چکا یا یہ معنی کہ اللہ نے چاہا سو کیا ہمارا کیا اختیار اور نیت میں یہ معنی تھے کہ ہماری مشورت پر عمل نہ کیا جواتے لوگ مرے اللہ تعالیٰ نے دونوں معنوں کا جواب فرما دیا اور بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی حکمت منظور تھی تا صدق اور منافق معلوم ہو جاویں۔ ۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس جنگ میں جو لوگ ہٹ گئے ہیں ان پر گناہ نہیں رہا۔

کے بارے میں ان کا مذکورہ قول جہاں ان کے باطنی خیالات اور قلبی رجحانات کو طشت از بام کرتا ہے وہاں اس سے یہ بھی ممکن تھا کہ کہیں مسلمانوں کے دلوں میں کم ہمتی یا جہاد سے جی چرانے کا دوسرا پیدا ہو جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان والوں کو جہاد کی ترغیب فرمائی اور اللہ کی راہ میں ان کو جو تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں ان کے بارے میں ان کی تسلی اور تشفی فرمادی و فیہ تزعیز المؤمنین فی الجہاد.... ذلن بیلہم و تسلیۃ عما اصابہم فی سبیل اللہ تعالیٰ اثرا یطال ما عسی ان یتبطہم عن اعلاء کلمۃ اللہ تعالیٰ روح صلیحہ ابیجی اسے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے باز جائے یا کسی اور دینی کام میں موت طبعی سے مر جائے تو غم کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ کی رحمت و مغفرت ان نفسانی خطوط اور دنیوی منافع سے کہیں بہتر ہے جن کو حاصل کرنے میں یہ کفار اور منافقین دن رات مصروف ہیں ۲۲۲ اگر تم طبعی موت مر جاؤ یا اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جاؤ تو تمہارے لئے خوف و ہراس کی

ال عمران ۳

۱۸۸

لن تنالواہم

تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۱۵۶ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

تمہارے سب کام دیکھتے ہو اور اگر تم مارے گئے اللہ کی راہ میں

أَوْ مِتُّمْ لَمْ غَفِرَ اللَّهُ مِنْ اللَّهِ وَرَحْمَةً خَيْرٌ مِمَّا

یا مر گئے تو بخشش اللہ کی اور مہربانی اسکی بہتر ہے اس چیز سے جو وہ

يَجْمَعُونَ ۱۵۷ وَلَئِنْ مِتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَا إِلَى اللَّهِ

جمع کرنے میں ۱۵۷ اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو اللہ ہی کے آگے

تُخْشَرُونَ ۱۵۸ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لَنْتَ لَهُمْ

اچھے ہو گئے سب ۱۵۸ سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل علیا ان کو

وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نُفِضُوا مِنْ

اور اگر تو سوتا تند خو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس

حَوْلِكَ ۱۵۹ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ

سے ۱۵۹ سو تو ان کو معاف کر اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور

شَاوَرَهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى

ان سے مشورہ لے کام میں ۱۶۰ پھر جب قصد کر چکا تو اس کام کا تو پھر پھر

اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۱۶۱ إِنْ يَنْصُرْكُمْ

اللہ پر اللہ کو محبت ہے توکل والوں سے ۱۶۱ اگر اللہ تمہاری مدد

اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۱۶۲ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا

کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہو سکے گا اور اگر مدد نہ کرے تمہاری تو پھر ایسا مومن

الَّذِي يَنْصُرْكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

جے جو مدد کرے تمہاری اس کے بعد ۱۶۳ اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا

الْمُؤْمِنُونَ ۱۶۴ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغْلِبَ وَمَنْ

مسلمانوں کو اور نبی کا کام نہیں کہ کچھ چھپائے ۱۶۴ اور جو کوئی

منزل ۱

کوئی دوسرا نہیں کیونکہ تم موت اور قتل کے بعد خدا کے حضور و رحیم کی بارگاہ میں حاضر کئے جاؤ گے جو تمہیں اپنی رحمت اور بخشش سے نوازے

گا آخرت میں خدا کی رحمت و مغفرت کے امیدوار صرف تم ایمان والے ہو کفار، مشرکین اور منافقین آخرت میں رحمت و مغفرت کے بھائے

خدا کے غضب و عقاب کا سوراہہ بنیں گے یہاں اللہ کے آسمان سے بہانہ تک خطاب ایمان والوں سے ہے لیکن اس سے منافقین کا

ذہن بھی مقصود ہے ۱۵۶ یہاں سے علی اللہ فلیتوکل المؤمنون

تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے نہماں مازائدہ تاکید کے لئے لایا گیا ہے جنگ احد میں جن صحابہ کرام کے پاؤں اکھڑ گئے تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نہایت ہی مشفقانہ سلوک فرمایا اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کے نیک سلوک کو سراہتے ہوئے ارشاد فرمایا

کہ آپ کا یہ سلوک محض اللہ کی مہربانی اور اسکی توفیق کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ ہی نے آپ کے دل میں اتنا فرمایا کہ آپ ان سے رفق اور مہربانی کا

سلوک کریں اگر اس موقع پر آپ ان صحابہ کا سختی سے نوش بیٹے اور درشتی سے پیش آتے تو ان کے دل ٹوٹ جاتے اور ان کے دلوں میں

نفرت کے جذبات انگڑائیاں بیٹھ گتے اور نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ آپ سے علیحدہ ہو جاتے اند علیہ السلام ماس فقہ بن نفی یوم احد

ولہ یعنفہم بین الحرب تعالیٰ اند اعما فعل ذالک یوفیق اللہ تعالیٰ ایہ زقرطبی ۵ م ۲۷۰ فقط بد زبان غلیظ القلب سخت

دل ۱۵۷ صحابہ کرام سے مزید رحمت و شفقت سے پیش آنے کی توفیق فرمائی کہ ان سے جو غلطی ہوئی اس سے آپ بھی درگزر فرمائیں اور اللہ

سے بھی ان کے لئے بخشش کی دعا کریں اور ان میں جو اصحاب رائے ہیں ان سے تو آپ جنگی معاملات اور دیگر امور جن کے بارے وحی سے کوئی حکم

نازل نہ ہوا سو ان سے مشورہ بھی فرمایا کریں اس سے ان کے دلوں میں مزید خوشی اور راحت پیدا ہوگی نیز ان کی قدر دانی ہوگی

و شاورہم ای فی اصرا الحرب و نحوه مما لہ یخول علیک فیہ وی تطیب لہم لیسہم و ترویح لقلوبہم و مافلا قدرہم

رہارک ص ۲۳۵ جب مشورہ وغیرہ ہوئے اور آپ کسی کام کا عزم اور پختہ راہ کر لیں تو اس میں کامیابی کے لئے آپ کا اعتماد

اور جہد و سعی اللہ پر ہونا چاہیے نہ کہ اسباب و ذرائع پر اور مشوروں پر یعنی اذ احصل الرائی التاكد بالمشورة فلا یجب ان یقع الاعتماد علیہ بل یجب ان یکتو الاعتماد علی اعانة اللہ و تسدیده و عصمته الخ دیکھو کہ اسباب میں تاثر پیدا کرنا اور باہمی صلاح و مشورہ سے سوچی ہوئی تدبیروں اور سکیموں کو کامیاب کرنا اور اتفاقاً صدوجا جات کو بر لانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لا ند سبحانہ السنن لا قوم و الملجأ الاعظم الذی لا یخولہ اسباب الایہ و لا تنقص الحاج الاعند ما بر روح بیضا اس لئے جنگ و قتال سے پہلے تمام ممکنہ اسباب مہیا کرنے اور باہمی مشورہ کرنے کے بعد کامیابی کے لئے محض اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور جہد و سعی کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھ دے گا کیونکہ جو لوگ ظاہری اسباب مہیا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا موضع قرآن و یعنی نیک کام پر نکلے یا مارے گئے تو نکلے پر افسوس نہ کرے اس میں انکار کرتا ہے تقدیر کا اور آخرت کا فائدہ نہ دیکھتا دیکھتے جیسے کو عزیز لکھنا یہ سب نصبت ہے کہ کافروں کی فٹ شایہ حضرت کادل مسلمانوں سے خفا ہو اسکا اور چاہا ہو گا کہ اس سے انکی مشورت نہ لیجئے سو حق تعالیٰ نے سفارش کی اور فرمایا کہ اول مشورت لیجئے پھر جب ایک بات ٹھہر چکے تو پھر پس و پیش نہ کرے

يَغْلُ يَاتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثُمَّ تَوَفَّى كُلُّ

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ ١٦١ ۝

رِضْوَانِ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطِ اللَّهِ وَمَا لَهُ

جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ ١٦٢ ۝

اللَّهُ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ ١٦٣ ۝

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ

أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي

ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ ١٦٤ ۝

أَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَدْ

أَصَبْتُمْ مِثْلَهَا لَاقِلْتُمْ أَتَىٰ هَذَا قُلُوبًا مِّنْ

عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ ١٦٥ ۝

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

مَنْزِل

ہم بھروسہ کرتے اور تمام مناجات کو اس کے سپرد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند کرتا اور انکی مدد فرماتا ہے ۱۸۹ فتح و شکست اور نصرت و خذلان سب اللہ کے ہاتھ میں ہے ۔ وہ ہرگز نہیں ہوتا ہے تو بے سروسامانی کے باوجود غلبہ عطا فرماتا ہے اور بڑی بڑی طاقت و راہ کثیر فوجوں کو مغلوب کر دیتا ہے جیسا کہ جنگ بدر میں ہوا ہے سروسامان اور مٹھی بھر مسلمانوں نے اللہ کی تائید و امداد سے مشرکین کی عظیم فوج کو شکست ناک ویدی لکین اگر اللہ تعالیٰ تمہاری امداد اور نصرت سے دست کش ہو جائے تو پھر زمین و آسمان میں کوئی تمہارا تار و عنقا اور بارود و گار نہیں ہوگا جیسا کہ جنگ احد میں ہوا اس لئے حقیقی اعتماد اور بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی ہونا چاہیے علی اللہ فلیتوکل المؤمنون اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے کیونکہ انہوں نے صرف ایک اللہ کو اپنا معبود و عبادت اور پکار کے لائق کارساز، حاجت روا اور مشکل کشا مانا ہے اور ان کا ایمان ہے کہ صرف اللہ پر توکل و اعتماد ہی سے ان کو ہر کام میں کامیابی اور ہر میدان میں غلبہ حاصل ہوگا اور وہ جاننے پر ہیں کہ فساد و فتنہ کسی کے ہاتھ میں ہے اور کل گاہ عالم کا ہر معاملہ اسی کے قبضہ میں ہے۔ یعنی ہماشت ان ۱۸۹

کلمہ بیل اللہ دانہ راد لقضائہ و لا دافع لحکمہ و جب ان لا یتوکل المؤمنون الا علیہ (کیرج ۲۳۴) ۱۸۹ یہاں سے

۱۸۹ لے کر اللہ بصیر و عاقل و حکیم و متین و قہر و جبار اور ان کا شکوہ ہے جنگ بدر کے بعد جب مال غنیمت تقسیم کیا جاتا تھا اس وقت ایک حبیب یا چادر خیرہ غنیمت سے غائب پایا گیا تو بعض من فقیہ نے کہہ دیا کہ رسول نے لے لیا ہوگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ

نے اس آیت میں بطور زجر فرمایا کہ مال غنیمت سے اس طرح بلا اطلاع کوئی چیز لے لینا تو صریح خیانت ہے اور کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت جیسے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرے جواب کے اس طرز سے اشارہ فرمادیا کہ نبوت اور خیانت کسی ایک شخص میں جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ خیانت ایک جرم اور کبیرہ

گناہ ہے اور انبیاء علیہم السلام ہر قسم کے گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں الم اذ ان النبوة و الخيانة لا یجتمعان (کیرج ۳۴۴) المعنی ان لا یملک ذاک متہ لات العنول معصية و العنی

جمل اللہ علیہ وسلم معصوم من المعاصی فاعین ان یقع فی شئ منہا و ہذا النبی اشراقی انہ لا ینبغی ان یتوہم فیہ ذاک (عروج ۳۴۴) قرآن مجید کے اس فقرہ اور میں نے ان تمام غلط خیالات کی تردید کر دی جو نبوت کے

بائے میں کسی کے دل میں پیدا ہو سکتے تھے مشرکین اور منافقین تو بے ہی مرتبہ نبوت کے شرف و فضل سے نادقتن اور بے خبر تھے اہل کتاب اگرچہ نبوت سے آشنا تھے مگر فرشتہ انک خیال میں نبی کی حیثیت موت کا بن کی سی رہ گئی۔ اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ نبی ایک کاہن ہوتا ہے جو آئندہ کی خبریں دیتا ہے اور

عصمت کو وہ لازمہ نبوت نہیں سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ بائبل میں جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کی طرف کئی کبیرے گناہ منسوب کئے گئے ہیں اس آیت میں ان تمام غلط خیالات کی تردید فرمادی ۱۸۹ جو شخص دنیا میں خیانت کرے گا قیامت کے دن وہ مال خیانت موضع قرآن ۱۸۹ اس سے مراد مسلمانوں کی خاطر جمع کرنی

ہے یہ نہ جانیں کہ حضرت نے ہم کو خطا ہر معاف کیا اور دل میں خفا میں پھر کبھی خفگی نکالیں گے یہ نبیوں کا نہیں کہ دل میں کچھ اور ظاہر میں کچھ سمجھنا ہے کہ حضرت پر گمان نہ کریں کہ غنیمت کا مال کچھ چھپا رکھیں شاید اس واسطے فرمایا کہ وہ تیر انداز موریہ چھوڑ کر دوڑے غنیمت کو کیا حضرت ان کو حصہ نہ دیتے یا بعض چیز چھپا رکھتے اور کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں غنیمت سے ایک چیز کم ہو گئی کسی نے کہا شاید حضرت نے اپنے واسطے رکھی ہوگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۱۸۹ یعنی نبی اور سب خلق برابر نہیں طمع کے کام ادنیٰ کام نبیوں سے نہیں ہوتے ۱۸۹ یعنی تم بدر کی لڑائی میں ستر کا فردوں کو مار چکے ہو۔ سادہ ستر کو کھڑا لائے تھے اسی لڑائی میں تمہارا ستر آدمی شہید ہوئے تو بدول کیوں ہوتے ہو۔ سو یہ بھی اپنے قصور سے کہ بے حکمی سے لڑے یا قصور یہ کہ بدر کے اسیروں کو مار نہ ڈالا مال لے کر چھوڑ دیا اور حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر ان کو چھوڑتے

ہو تو تم میں ستر آدمی شہید ہوں گے لوگوں نے قبول کر لیا اور ان کو چھوڑ ڈالا

فتح الرحمن ۱۸۹ مترجم گوید چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصرت بودند و غنیمت این آیت نازل شد تا کسی گمان خیانت نکند و اللہ اعلم ۱۸۹

اٹھائے ہوئے عداوت خداوندی میں حاضر ہوگا جسے اللہ تعالیٰ اپنے جو شخص اپنے ہر قول و فعل میں مضائقہ الہی کا طالب و متلاشی ہے جیسا کہ ہر پیغمبر کی شان ہے کیا وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو غضب الہی کا مستحق ہو کہ جہنمی ہو چکا ہو جیسا کہ مخالف اور بدستور مجرموں کا حال ہے مطلب یہ کہ یہ دونوں ایک جیسے نہیں ہیں تو پھر یہ کس طرح تصور کیا جاسکتا ہے کہ اللہ کا پیغمبر جس کی زندگی کا مقصد ہی رضائے الہی کی طلب ہو وہ خیانت اسے جرم کا ارتکاب کرے جو سر اس غضب الہی اور عذاب خداوندی کا موجب ہے ھمداً لہ تعالیٰ کہ یہاں ان کے درجات مختلف ہیں جو لوگ اللہ کی رضا پر چپے والے ہیں ان کے انعام و اکرام اور درجات مہیبت ہوں گے اور جو راہ حق کی مخالفت کر کے غضب خداوندی کے خریدار ہوئے ان کے لئے ذلت و رسوائی اور درجات میغوریت ہوں گے اس طرح یہ آجملہ اخروی بشارات اور تنویہ پر بھی مشتمل ہے ھمداً لہ تعالیٰ کہ میں چونکہ دماً لہ تعالیٰ کا حامل ھمداً پر صریح نہیں اس لئے یا ھمداً سے پہلے لام مقدر ہے یا دماً لہ تعالیٰ سے پہلے ذوق۔ ای ھم ذود درجات ای منازل..... وھذا معنی قول مجاہد والسد مے ھم درجات (روح ج ۴ ص ۱۲۱) ھمداً پر بھی دماً لہ تعالیٰ ہی سے متعلق ہے۔ یعنی پیغمبر کی بعثت تو اللہ تعالیٰ کی ایک بہترین نعمت اور اس کا عظیم احسان ہے جو اس نے مومنین پر فرمایا ہے اس لئے نہیں تناسل نہت عظمیٰ کا شکر یہ ادا کرنا اور اللہ کے پیغمبر کا اتباع کرنا چاہیے نہ کہ اس قسم کی غلط باتیں پیغمبر کی ذات کی طرف منسوب کرنے لگو۔ حضور علیہ السلام کی بعثت اگرچہ سارے جہان کے لئے بہترین نعمت تھی لیکن اس نعمت سے فائدہ اٹھانے والے چونکہ مومنین ہی ہیں اس لئے نکاح ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ اور پھر من انفسھم کا اندازہ کیے اپنی مزید رحمت و شفقت کی طرف اشارہ فرمایا۔ رسول کی بعثت بھی اللہ کی رحمت اور نعمت تھی کیونکہ اس کے ذریعے انسان آخرت کی ابدی اور آرام و چین کی زندگی حاصل کر سکتے ہیں لیکن پھر رسول انسانوں ہی کی جنس سے مبعوث فرمایا اس کی مزید شفقت اور رحمت ہے سمجھیں ہونے کی وجہ سے وہ ان خوف و تکلیف اس سے ہدایت حاصل کر سکتے ہیں نیز اس صورت میں پیغمبر کی طبیعت خواہشیں اور فطری ضرورتیں دوسرے انسانوں سے ملتی جلتی ہوں گی اس لئے اس کی زندگی ان کے لئے اسوہ حسنہ بن سکے گی اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں ہی کی جنس سے تھے۔ ارادہ المومنین کلھم ومعنی من انفسھم انہ واحد منهم و بشیر مشھم (قطبی ج ۴ ص ۱۲۱) آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صفات بیان فرمائی ہیں۔ یا دوسرے نقطوں میں انہیں رسالت کے تین فرائض کہہ لیجئے۔ اول یہ کہ وہ لوگوں پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور ان کے الفاظ پڑھ کر ان کو سنا تے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ ماننے والوں کی عملی تربیت کرتے ہیں اور اخلاق روزیہ، عقائد باطلہ اور اعمال سیئہ مثلاً شرک و کفر اور آبی رزم و رواج سے ان کے ظاہر و باطن کو پاک کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ وہ ان کو کتاب اللہ کے مطالب و معانی اور اس کے اسرار و رموز سکھاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈیوٹی صرف یہی نہیں تھی کہ آپ اللہ سے کتاب حاصل کر کے لوگوں کو دے دیں اور لوگ خود ہی اسے پڑھیں، سمجھیں اور اس پر عمل کریں جیسا کہ منکر بن حدیث کا خیال ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ اللہ کی کتاب کو پڑھ کر لوگوں کو سنانا کتاب اللہ کے اسرار و معانی ان کو سمجھانا اور کتاب اللہ کی تعلیمات کے مطابق ان کی عملی تربیت کرنا یہ بھی پیغمبر علیہ السلام کے فرائض میں سے ہے اور یہ تمام فرائض اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذمہ لگائے ہوئے تھے۔ جیسا کہ قرآن کے اسلوب بیان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ہم نے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ بالا صفات سے متصف اور مہذب و بالا فرائض کا ذمہ دار بنا کر بھیجا قرآن کا انداز بیان اس خیال کی ترمید کرتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ بالا کام اپنے طور پر یا لوگوں کی درخواست اور تعزین کی بنا پر سرانجام دیتے تھے جیسا کہ بروینزیوں کا نظم ہے

فنازلہ - اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تین صفات بیان کی گئی ہیں ان کا تعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے براہ راست اور بلا واسطہ تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس ان کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ ان کو کتاب اللہ کے اسرار و معارف سمجھائے اور ان کا تذکرہ فرمایا تو اس آیت میں جس طرح حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم کے فضائل و مناقب اور محامد و محاسن بیان کئے گئے ہیں اسی طرح اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی بہت بڑی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ وہ خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ اور اخلاق روزیہ اور اخلاقی ذمہ سے منظر و مزنی تھے آخر میں دان کا تو اہل قبل یعنی قبل صبیح کی جامع تعبیر سے اس ناپاک ماحول کی تصویر بھی پیش فرمادی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ کی بعثت سے پہلے وہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے وہ زندگی کے ہر شعبہ میں سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے تھے ان کے اکثر عقائد و اعمال اور اخلاق و شغلات عدا کے پیاں پسیدہ نہیں تھے وہ لوگ انسان ہونے کے باوجود انسانیت سے کوسوں دور حیوانیت و بربریت سے قریب تر تھے اس ناپاک ماحول کے ذکر سے بعثت رسول کے احسان عظیم کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے ۲۵۲ یہ مومنین کے لئے زہر ہے جنگ احد میں مسلمانوں کے ستر آدمی شہید ہوئے اور وقتی طور پر ان کو شکست بھی ہوئی تو اس پر مسلمانوں نے حیرت و استعجاب سے کہا کہ یہ شکست کہاں سے آگئی ہم اللہ کے مہمان بندے اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے اس کی توحید کی خاطر مشرکین سے جہاد کر رہے ہیں ہم مومن ہمارے مقابل مشرک اور ہم میں خدا کا نبی موجود ہے ہم سے اللہ کا وعدہ فتح و نصرت بھی لیکن ان سب باتوں کے باوجود پھر بھی شکست ہم کو ای من ابنا ھذا الاھن ام و اھلہ و نحن نقاتل فی سبیل اللہ و نحن مسلمون و فینا انبیاء و اھل و ھم مشرکون (قطبی ج ۴ ص ۱۲۱) اس پر اللہ تعالیٰ نے بطور زہر فرمایا کہ جب تم پر مصیبت آئی یعنی احد میں تمہارے ستر آدمی مارے گئے تو تم بول اٹھے کہ یہ مصیبت ہم پر کہاں سے آگئی حالانکہ تم کافروں کو اس سے پہلے جنگ بدر میں اس سے دگنا نقصان پہنچا چکے تھے۔ بدر میں تم نے ان کے ستر آدمی قتل کئے اور

ستر قید کئے قتل ہوئے عند انفسکم مسلمانوں کو ان کی حیرت و استعجاب کا جواب دیا گیا کہ یہ شکست تمہاری اپنی ہی عملی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے تم نے مرکز کو چھوڑ دیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پرواہ کی اور مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے ای انھا السبب لدھبت خالفت الرماۃ اھم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بترکھہ المکتور و حرصوا علی الغنیمۃ فاقابلہم اللہ تعالیٰ بذلک (روح ج ۴ ص ۱۲۱) ۲۵۲ یوم الفتحی المجعات (جس دن دو جماعتوں کی مدد بخیر ہوئی) اسے جنگ احد مراد ہے اور اذن اللہ سے اللہ کے ارادہ اور اس کی قضاء و قدر کی طرف اشارہ ہے۔ پہلے فرمایا کہ احد کی شکست تمہاری اپنی ہی بعض عملی خامیوں کا نتیجہ تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شکست کی تمام تر ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنی شفقت و رحمت سے اس بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے فرمایا کہ احد میں جو وقتی شکست ہوئی تھی اس کے بارے میں اللہ کا ارادہ اور فیصلہ یہی تھا کہ وہ واقع ہو کیونکہ اس میں کئی مصلحتیں پوشیدہ تھیں ۲۵۳ دوسرا بیجا پہلے بے علم پر محض ہے اور اس کا عطف باذن اللہ پر ہے از قبیل عطف سبب بر سبب اور علم سے مراد اظہار ہے عطف علی باذن اللہ من عطف علی المسبب عالم ادلیظہم للناس و نسبت لدھم ایمان الموصوت (روح ج ۴ ص ۱۲۱) یعنی اللہ تعالیٰ نے احمق مسلمانوں کی شکست کا قضاء و قدر میں اس لئے فیصلہ فرمایا کہ محض مومن اور منافق ظاہر ہو جائیں اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کون لوگ خلوص دل سے ایمان لائے ہیں اور کون لوگ منافق ہیں ۲۵۴ قیل لھم کا عطف نا فقا پر ہے یا یا یقینات ہے اور ھم ضمیر الذین نافقوا کی طرف راجع ہے اور اس سے مراد عبد اللہ بن ابی اور اس کے وہ تین سوسا تھی ہیں جو احد میں مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر واپس چلے گئے جب وہ واپس جانے لگے تو عبد اللہ بن عمر بن حرام اور دوسرے مسلمانوں نے ان کو سمجھا بھجا کر واپس لانے کی کوشش کی اور ان منافقین سے کہا کہ واپس کیوں جاتے ہو؟ اوسمما سے سمجھا گئے بڑھو اور قتالو فی سبیل اللہ اللہ کے دین اور اس کی توحید کو سر بلند کرنے کے لئے مشرکین سے جہاد کرو اور اھل اور اگر تم اللہ کی خوشنودی اور ثواب آخرت کے لئے نہیں لڑنا چاہتے تو کم از کم اپنے مال و جان اور اپنے شہر سے مدافعت ہی کے لئے کافروں سے لڑو اور ادفعوا عن اھلکم و بھلکم و دھمکم ان لھم تقاتلوا فی سبیل اللہ تعالیٰ (ابو السعود ج ۳ ص ۱۲۱) و قیل انھم خیر و اسبت ان یقاتلوا للاھلۃ اولاد فاع الکفار عن انفسھم و اھلھم و روح ج ۴ ص ۱۲۱) ۲۵۶ یہ منافقین

کا جواب ہے مسلمانوں کی پسند و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ کہنے لگے کہ اگر یہ جنگ کسی دشمن کی ہوتی تو ہم ضرور اس میں تمہارا ساتھ دیتے مگر یہ جنگ نہیں یہ تو خود کشی ہے۔ دشمن کی فوج زیادہ اس کے پاس تم سے سامان جنگ زیادہ اور چھاپے شہر سے باہر نکل کر ایسے زبردست دشمن سے لڑنا یہ کونسی دانشمندی ہے اے محمد! مایہ صبح ان یسعی قتالہ لا تبعنا کم یعنون ان ما انتہ فیہ لخطا ریکم یسبشی ولا یقالہ مثلہ قتالہ اما ہوا نقاء النفس فی التھلکۃ لہا رکج اصہ لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم اس کو جہاد سمجھتے تو ضرور اس میں شریک ہوتے اور تمہارا ساتھ دیتے لیکن یہ تو جہاد ہے ہی نہیں یہ تو ظلم اور خونخواری ہے ہمہ لکفر یومئذ اقرب منہم لایمان یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کے نفاق اور پوشیدہ کفر کو واضح تر الفاظ میں بیان فرما دیا ہے کہ جب انہوں نے یہ باتیں کہیں اس وقت وہ ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب ہو گئے۔ پہلے تو وہ اپنے اقوال و افعال میں پوری احتیاط سے کام لیتے تھے جس سے ان کا نفاق پوشیدہ اور مخفی تھا۔ لیکن ان کے جہاد میں شریک نہ ہونے اور ان کی مذکورہ بالا باتوں سے ان کے نفاق کا بھانڈا بھوٹ گیا۔ اور وہ بالکل ننگے ہو گئے

انہم کانوا یظہرون الایمان ولم تکن تظہرہم اما انہم نکل علی الکفر فلما اتخذوا دعوت المؤمنین نقاد ما قالوا ازادوا قس بالکفر وتباعدوا عن الایمان (بجرح ص ۳۵۷) ۲۵۷ یہ جملہ مستانہ ہے جو منافقین کا مطلق حال بیان کر رہا ہے یعنی وہ زبانوں سے ایک ایسی بات کا اقرار کرتے ہیں جو ان کے اندر دنی اور باطنی عقیدہ کے خلاف ہے زبان سے تو وہ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے ان کے دلوں میں تو وہی کفر و شرک کا اعتقاد ہے امل اوان سائہم مخالف قلبہم فہم دان کانوا یظہرون الایمان باللسان لکنہم یضہرون قلوبہم الکفر (کبیر ص ۳۵۷) واللہ اعلم بما یکتمون اللہ تعالیٰ ان کے نفاق اور ان کی پوشیدہ خباثتوں کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کی نسبت زیادہ جانتا ہے کیونکہ ان کو تو ظاہری علامتوں سے کچھ مخفی رہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کی پوری حقیقت کو تمام تفصیلات کے ساتھ جانتا ہے ۲۵۸ یہ الذین نافقوا سے بدل ہے اور منصوب ہے کیونکہ مبدل منہ فعل نصب میں ہے منصوب علی الذم ادعی اندفعت للذین نافقوا او بدل منہ روح ج ۳ ص ۱ اور لاخوانہم میں اخوت سے نسبی یا قرب و جوار اور وطنیت کی اخوت مراد ہے اور اخوان سے وہ مومنین مراد ہیں جو جنگ احد میں شہید ہوئے معاذ لاجل اخوانہم وہما شہدا المقوتون من الخراج وہم اخوة نسب ومجاورة لاخوة الدین ای قالوا ہولاء الشہداء لو قتلوا ای بالمشیۃ ما قتلوا (قرطبی ج ۳ ص ۲۳۷) یعنی منافقوں نے ان شہداء کے بارے میں جو احادیث شہید ہوئے اور جو نسب کے اعتبار سے ان کے قبیلا اور قبائلی بند تھے یہ کہا کہ اگر وہ ہماری بات مان لیتے اور اس جنگ میں شریک نہ ہوتے اور مدینہ ہی میں بیٹھ رہتے تو ان کی جانبیں بچ جاتیں اور وہ مارے نہ جاتے ۲۵۹ یہ منافقین کے مذکورہ قول کا جواب ہے۔ قل میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

ال عمران ۳

۱۹۱

لن تنالوہم

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَفَتِ الْجَمْعُ فِي بِلَادِنَا اللَّهُ وَ

اور جو کچھ تم کو پیش آیا اس دن کہ میں دو فوجیں سوائے اللہ کے حکم سے ۲۵۷ اور

لَيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۶۶ وَلَيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۱۶۷

اس واسطے کہ معلوم کرے ایمان والوں کو اور تاکہ معلوم کرے ان کو جو منافق تھے ۲۵۸

وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ ادْفَعُوا

اور کہا گیا ان کو کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا دفع کرو دشمن کو ۲۵۹

قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَا اتَّبَعْنَاكُمْ هُمْ لِلْكَفَرِ

بولے اگر ہم کو معلوم ہو لڑائی تو اللہ تمہارے ساتھ نہیں ملے ۲۶۰ وہ لوگ اس دن کفر

يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ يَقُولُونَ

کے قریب ہیں بہ نسبت ایمان کے کہتے ہیں اپنے منہ

بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۱۶۸ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا

سے جو نہیں ان کے دل میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو

يَكْتُمُونَ ۱۶۹ الَّذِينَ قَالُوا لِأَخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا

کچھ چھپاتے ہیں ۲۶۱ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو اور آپ بیٹھ رہے ہیں

لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرَأُوْا عَنْ أَنْفُسِكُمْ

اگر وہ ہماری بات ماننے تو مارے نہ جاتے ۲۶۲ تو کہہ دے اب بٹھا دیجو اپنے اوپر سے

السُّوْتِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۱۷۰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

موت کو اگر تم سچے ہو ۲۶۳ اور تو نہ سمجھ ان لوگوں

قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَانًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب

يُرْزُقُونَ ۱۷۱ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۱۷۲

کے پاس کھاتے پیتے ۲۶۴ خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے

منزل ۱

ہے۔ یعنی آپ منافقین سے فرمادیں کہ اگر تیاری یہ بات درست ہے کہ گھر میں بیٹھ رہنا موت سے بچاؤ اور زندگی کی ضمانت ہے تو تم جو گھروں میں بیٹھ رہے ہو اور جنگ میں شریک نہیں ہوئے پھر تم اپنی جانوں سے موت کو روک لو یہ گویا کہ منافقین کی ان کے دعویٰ میں تکذیب ہے ای ان کان القعود لیبدہم بہ الشخص من القتل والموت فلیتبعی انکم لا تموتون والموت لا بدات الیکم ولکنتم فی بدوہ مشیدۃ (ابن کثیر ص ۳۵۷) مفسرین نے لکھا ہے کہ جس دن منافقین نے یہ بات کہی تھی اس دن ان کے ستر آدمی مر گئے تھے ردی افہامات یوم قاتلوا ہذہ المقاتلۃ سبعون منافقا موضح قرآن ف یہ بھی منافقوں کا کلام تھا کہ ہم کو معلوم ہو لڑائی یعنی ظاہر میں کہا جس وقت لڑائی دیکھیں گے تو شامل ہوں گے یا کہا کہ ہم لڑائی کے قاعدے سے واقف نہیں اور دل میں طعن دیا کہ ہماری مشورت نہیں مانتے ان کو معلوم نہیں کہ ایسے لفظ سے کفر کے قریب ہو گئے اور ایمان سے دور۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی مصلحت میدا ۱۲

ہر ایک ج ۱۵، قرطبی ج ۴ ص ۲۶، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۶۷، لا یضیع احیاء الموتی تک شہداء کے لئے اترونی بشارت ہے پہلے منافقین کی اس بات کا رد فرمایا کہ خدا اور اعتیاد کے ذریعے موت مل سکتی ہے اب یہاں فرمایا کہ جس قتل سے تم ڈر رہے ہو وہ تو ڈرنے کی چیز نہیں وہ تو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اور دین و دنیا کی بہت بڑی سعادت ہے جن لوگوں کو یہ شہادت کی موت نصیب ہو جاتی ہے اور وہ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں تو قتل ہو جانے کے بعد برزخ میں ان کو ایک امتیازی حیات حاصل ہوتی ہے جو عامۃ المسلمین کو حاصل نہیں ہوتی اس لئے شہادت کی موت تو ایسی چیز نہیں کہ اس سے بچنے اور جانے کی تدبیریں سوچی جائیں بلکہ اسے تو حاصل کرنے کی تمنا ہر ایک کے دل میں ہونی چاہیے۔ القفل الذی یحذر روند، ویحذر موت منہ یس مایحذر بل ہو صحت اجل المطالب الخ یسنا نس فیہا المتناضون (روح ج ۴ ص ۱۲)

تحقیق حیات شہداء

حیات شہداء کے بارے میں قرآن مجید کی دو آیتیں ہیں ایک تو یہی زیر تفسیر آیت اور دوسری آیت سورہ بقرہ ۱۹۱ میں گزر چکی ہے یہاں فرمایا کہ شہداء کو مردے مت سمجھو اور وہاں فرمایا کہ ان کو مردہ مت کہو۔ حالانکہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ شہداء قتل کر دیے جاتے ہیں اور ان کی روحیں ان کے ابدان غصیریہ سے پرواز کر جاتی ہیں اور ان کے ابدان سے اس طرح جدا ہو جاتی ہیں کہ ان سے ان کا کوئی تعلق باقی نہیں رہتا جیسے کہ علامہ بیضاوی کا قول آگے آ رہا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کرام کی دنیوی زندگی تو اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے اور روح کے بدن سے نکل جانے کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے اس لئے ظاہر ہے کہ شہادت کے بعد جو ان کو زندگی اور حیات حاصل ہوتی ہے وہ دنیوی نہیں ہوتی بلکہ اس سے مختلف ہوتی ہے جب وہ دنیا میں زندہ تھے تو ان کی زندگی بھی دنیوی تھی یعنی روح اور بدن دونوں کے ملاپ سے وہ زندہ تھے لیکن موت سے دنیوی زندگی ختم ہو گئی اور برزخ کا زمانہ شروع ہو گیا اس لئے اب اس زندگی کو برزخی زندگی کہا جائے گا اور یہ زندگی بلا مشارکت بدن غصیری صرف روح کے لئے ہوگی یہ معاملہ چونکہ عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ برزخ عالم غیب کی چیز ہے اس لئے اس برزخی حیات کی کیفیت کے بارے میں عقل و فکر رائے اور قیاس سے کچھ کہنے کا کسی کو کوئی حق نہیں اور نہ ہی اس معاملہ میں نصوص کتاب و سنت سے جو کچھ ثابت ہو اس سے تجاوز کرنا جائز ہے۔ علامہ سید محمود آلوسی سورہ بقرہ میں دلالت لا تشعرون کے تحت فرماتے ہیں۔ ای لا تمسحون ولا تدركون ما حالهم بالمشاعر لانها من احوال البرزخ التي لا یطلع علیہا ولا یتلقی للحلہ بها الا بالوحی (روح ج ۴ ص ۱۲) حیات شہداء کی کیفیت کی طرف قرآن مجید میں تو چند اجمالی اشارات ہی ہیں تفصیل نہیں ہے مثلاً قرآن مجید میں اس طرف اشارہ ہے کہ قتل کے بعد شہداء کو جو حیات ملتی ہے وہ دنیوی نہیں بلکہ برزخی اور عالم غیب کی ایک حالت ہے۔ احياء عند ربهم عند ربهم سے اسی طرف اشارہ ہے وہ اپنے مہربان رب کے پاس اور عالم غیب میں زندہ ہیں۔ علامہ خازن لکھتے ہیں۔ انهم احياء عند الله تعالى في عالم الغيب لانهم صاروا الى الآخرة (تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۲) قرآن مجید میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ شہداء عالم برزخ میں کھاتے پیتے بھی ہیں۔ حیات شہداء کی تفصیل کیفیت سب سے عمدہ اور صحیح ترین وہی ہے جو خود صاحب وحی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وہ کس طرح زندہ ہیں ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ وہ قتل ہو چکے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا وہ اس طرح زندہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے جسم عطا فرما کر ان کو جنت میں آزاد چھوڑ دیا ہے۔ وہ جنت میں جہاں چاہیں آتے جاتے اور سیر کرتے ہیں۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔

وقال اخذت ارواحهم في اجوات طيور خضر وانهم يبرزون في الجنة وياكلون وتنحرون وهذا هو الصحيح من الاقوال لان ما صح به النقل فهو الواقع (قرطبی ج ۴ ص ۱۲) اور علامہ ابو اسود حنفی امام واحدی سے نقل ہیں الاصح في حياة الشهداء ما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم من ان ارواحهم في اجوات طيور خضر وانهم يبرزون في الجنة وياكلون وتنحرون (ابو اسود ج ۱ ص ۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عبداللہ بن مسعود سے آیت ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا الآية کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا ارداحهم في جوت طيور خضر بها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شاءت ثم تأوى الى تلك القناديل الحديث (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۸، جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۳۸، ابن ماجہ ص ۲۲، تفسیر ابن جریر ج ۴ ص ۱۳۸، اسی طرح حضرت کعب بن مالک رضی عنہ سے روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ارواح الشهداء اعني طيور خضر تعلق من ثمر الجنة او تنجى الجنة (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۹۶ ابن ماجہ ص ۱۳۸، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۳۸، مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۸) اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اصيب اخوانكم باحد جعل الله ارداحهم في اجوات طيور خضر تود انهم اذا الجنة وتاكل من ثمارها وتأوى الى قناديل من ذهب في ظل العرش الحديث (مسند رک حاکم ج ۲ ص ۲۹۵، تفسیر ابن جریر ج ۴ ص ۱۳۸، مسند احمد ج ۲ ص ۱۳۸، ابوداؤد ج ۳ ص ۱۳۸) اسی طرح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی ایک مرفوع حدیث مروی ہے ملاحظہ ہو۔ درمشور ج ۲ ص ۹۵۔ ان حدیثوں کے الفاظ میں اگرچہ ضعف سا اختلاف ہے لیکن حاصل سب کا وہی ہے جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے ان حدیثوں میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت وضاحت سے شہداء کی برزخی زندگی کی حقیقت بیان فرمادی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین سے بھی کچھ منقول ہے اور اسی کو تحقیق مضمون نے راجع اور صحیح قرار دیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن عباس، کعب الاحبار، عکرمہ، سدی، کبیر، ابو الخلیفہ، قتادہ، ربیع وغیرہم کے اقوال کے لئے ملاحظہ ہو۔ تفسیر ابن جریر ج ۲ ص ۱۳۸، ج ۴ ص ۱۳۸، تفسیر وفننورج ص ۱۵۵، ج ۲ ص ۹۵۔ حاصل کلام یہ کہ عالم برزخ میں شہداء کی حیات کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ارواح کو پرندوں کی شکلیں عطا ہوتی ہیں جن میں داخل ہو کر وہ جنت میں گھومتے پھرتے اور کھاتے پیتے ہیں اور ان کو عرش کے نیچے قنادیل میں سیرا کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ طیوری اجسام مثالی ہیں۔ نہ کہ غصیری کیونکہ شہداء کے غصیری ابدان تو قبروں میں مدفون ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ عالم برزخ میں شہداء کی حیات محض روحانی اور برزخی ہے جسمانی نہیں ان کے ابدان قبروں میں ہیں۔ لیکن ان کی ارواح طیوری قالبوں میں نعیم جنت سے متمتع ہو رہی ہیں۔ علامہ بیضاوی سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں۔ ولكن لا تشعرون ما حالهم وهو تنبيه على ان حيوتهم ليست بالجسد ولا من جنس ما يحس به من الحيوانات وانما هي امر لا يدرك بالعقل بل بالوحی (تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۱۲) لیکن تم نہیں جانتے کہ وہ کس حال میں ہیں اور یہ اس امر پر تنبیہ ہے کہ ان (شہداء) کی حیات جسمانی نہیں اور نہ زندوں کی مانند ظاہری حواس سے محسوس قسم کی زندگی ہے اور نہ اس کا ادراک عقل سے ہو سکتا ہے بلکہ اس کی کیفیت کا ادراک صرف وحی سے ہو سکتا ہے اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں حیات شہداء بمعنی تعلق ارواح بابدان است بل ان تبقا لى لذاتی كموتوت بآلات بدنیت نہ تعلق ارواح بابدان سابقہ نہ تبقا لى روح باوراک و شورش (عزیزی ص ۲۹۵) یعنی حیات شہداء کا مطلب یہ ہے کہ وہ لذات چل کر کئے کیلئے جن کا حصول آلات پر موت ہے ارواح ابدان ثانیہ سے تعلق ہو جائیں یہ مطلب نہیں کہ ارواح سابقہ (غصیری) ابدان سے تعلق ہو جائیں اور نہ یہ کہ روح کا ادراک و شعور باقی رہے

اس دنیا سے آب و گل سے رحلت و انتقال کی کیفیت اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم کے لئے ایک ہی مقرر فرمائی ہے اور وہ ہے موت اور اس سے کسی فرد بشر کو مفر نہیں جیسا کہ ارشاد ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (انبیاء ۲) یعنی ہر جی موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔ خواہ پیغمبر ہو یا غیر پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا خدا کے تمام پیغمبر باغرموت نوش فرما چکے ہیں حضرات ادریس الیاس اور خضر علیہم السلام کے بارے میں محقق اور صحیح مذہب یہی ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے اَمَّ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذَا خَضَعَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ

(بقدرہ ۱۶) کیا تم اس وقت موجود تھے جب حضرت یعقوب پر موت کا دنت آیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا حتیٰ اِذَا هَلَكَ نَفْسُكَ تَلْتَمِسُ يَبْنُكَ اللَّهُ مِنْ بَدَنٍ ۚ سَوَّلًا (مومن ۴) یہاں تک جب وہ فوت ہو گئے تم کہنے لگے کہ اب تو اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِمْ اِلَّا آيَةُ الْاٰزْمِنِ فَتَوَلَّوْا كُلُّ

مِنْشَأَتُهُ (سبا ۲) پس جب ہم نے اس (سلیمان) پر موت کا حکم جاری کر دیا تو ان (جنوں) کو اس کی موت کا پتہ کسی نے نہ دیا مگر گھن کے کیرے نے جو اس کے عصا کو کھانا کھانا اور خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اَتْلُفْتُمْ مَيِّتُونَ (زمرہ ۳) آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع بھی ہو چکا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں موجود ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس صدمہ میں جا کر گاہ کی شدت کو برداشت نہ کر سکے اور از خود رفتہ ہو کر اعلان کرنے لگے خبردار کوئی بیعت کہے کہ حضور فوت ہو گئے ہیں۔ ورنہ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صورت حال دیکھی تو آپ نے تمام صحابہ کرام کے سامنے ایک طریخ خطبہ ارشاد فرمایا اس کا اقتباس ملاحظہ ہو صحت کات یحید محمد اذان

محمد اقدم مات ومن کانت یعبد اللہ حی لا یموت وقال انک میت وانھم میتون صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۸) تم میں سے جو نبی سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ آپ تو فوت ہو گئے اور آپ پر موت وارد ہو چکی اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا سو اللہ زندہ جاوید ہے اور یہ آیت بھی پڑھی بیشک آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب خطبہ دیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی ان کی کسی بات پر انکار نہیں کیا اور حضرت عمر نے بھی تسلیم کر لیا کہ واقعی آپ وفات پا چکے ہیں چنانچہ تمام صحابہ کرام نے یہی جھجھ کر کہ آپ وفات پا چکے ہیں آپ کے جد اعلیٰ کو قبر مبارک میں دفن کیا الخرق موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام بنی آدم اسی دروازے سے گذر کر عالم برزخ میں پہنچے اور جو باقی میں وہ بھی اسی دروازے سے گذریں گے۔ اور موت کے معنی ہیں روح کا بدن عقری سے نکل جانا اور اس سے جدا ہو جانا۔ امام راعب اصغہا فی اس آیت میں موت کا مفہوم اس طرح بیان فرماتے ہیں فتولہ کل نفس ذائقۃ الموت فبما رآہ عن ذوال القوۃ الحیوانیۃ وایضا الخروج عن الجسد (خزرات ص ۲۹) یعنی موت قوت حیات کے زائل ہو جانے اور روح کے بدن سے جدا ہو جانے کا نام ہے۔ علامہ ابو عبد اللہ قرطبی کہتے ہیں داخل الموت هو الوقت الذی فی معلومہ سبحانہ ان ما وجہ الحی تغلق جسدہ (قرطبی ج ۳ ص ۲۲) اہل موت اس وقت کا نام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق جاندار کی روح اس کے بدن سے جدا ہو گئی۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں قتال العلماء الموت پس بعدہ محض ولا یتا موت وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومضارۃ وحیولۃ بینہما وبتبدل حال وانتقال من دار الی دار (شرح الصدور ص ۱۵۷ ویشری الکتیب ص ۱) علماء نے کہا ہے کہ موت عدم محض اور فناء صرف کا نام نہیں بلکہ موت بدن سے تعلق روح کے منقطع ہو جانے، روح اور بدن میں جدائی اور پردہ حائل ہو جانے اور ایک دار دنیا سے دوسرے دار عالم برزخ کی طرف منتقل ہونے سے عبارت ہے اور علامہ سید محمود اوسوی حنفی رقمطراز ہیں الاماتۃ بمعنی اخراج العود واسبب الحیاۃ (روح ج ۳ ص ۲۸) امانت کے معنی ہیں روح کا نکال لینا اور زندگی کا سلب کر لینا۔ اور پھر موت کی یہ کیفیت مذکورہ بالا مفہوم کے ساتھ سب کے لئے یکساں ہے اور تمام بنی آدم انبیاء علیہم السلام ہوں یا شہداء اور عامۃ المسلمین پر موت اخراج روح از بدن اور امانت روح از جسد ہی کے طریق پر وارد ہوتی ہے البتہ اعزاز واکرام اور تحقیر و تذلیل کا فرق ضرور ہوتا ہے انبیاء علیہم السلام، شہداء اور دیگر مومنین سے قبض روح کا معاملہ علی حسب مراتب اعزاز و اکرام سے کیا جاتا ہے اور کفار و مشرکین سے تذلیل و امانت کے ساتھ شہداء کے بارے میں تو پہلے گذر چکا ہے کہ ان کی رو میں ان کے ابدان عصریہ سے نکال کر پردوں کے مثالی قابلوں میں داخل کر دی جاتی ہیں اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ بھی ان کے ابدان طاہرہ سے نکال کر جدا کر لی جاتی ہیں چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ کی وفات بھی اللہ تعالیٰ کی عادت مستمرہ اور دستور تجارت کے مطابق اسی طرح واقع ہوئی کہ آپ کی روح طیبہ و طاہرہ آپ کے بدن مبارک سے نکالی گئی جیسا کہ خود آپ کا ارشاد ہے ان جمیع الانبیاء قبضہ اس واحکمہ ملک الموت وهو الذی سیقبط روحی -

(قرطبی ج ۳ ص ۲۲) یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کی رو میں ملک الموت نے قبض کیا اور وہی میری روح کو بھی قبض کرے گا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ قبضہ اللہ وان رأسہ لیمن معی وحق صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۸) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض فرمائی اس وقت آپ کا سر مبارک میرے سینے اور حق کے درمیان تھا اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں فی سوانیہ ہما من ہما بهذا الاسناد عند احمد بن حنبلہ وادخلہما صحتہ فیہما جلیبا

قطاطیب متعارفہ ابیاری ج ۱ ص ۱۵۸) اس روایت کو امام احمد نے بھی اس اسناد کے ساتھ مشام سے بواسطہ ہمام روایت کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب آپ کی روح مبارک (بدن سے) نکلی تو ایسی خوشبو آئی کہ میں نے اس سے عمدہ خوشبو کبھی نہیں سونگی۔ یہ خوشبو آپ کی روح طیبہ کی تھی۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اخراجت الینا عائشۃ کساء وادار غلیظا فقلت قبض روح البی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذبت (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۵۸) حضرت عائشہ نے ہمیں ایک چادر اور ایک موٹا بھیند دکھایا اور کہا کہ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح طیبہ ان دو کپڑوں میں قبض ہوئی۔ باقی یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح ان کے ابدان سے نکلنے کے بعد کہاں رہتی ہیں اور ان کا مستقر کہاں ہے تو اس بارے میں صحیح مسلک یہ ہے کہ عالم برزخ میں ان کی ارواح کو ان کے عصری بدنوں کے متشکل اور مماثل شک وکافور کے مثالی اجسام عطا کئے جاتے ہیں اور ان کا مقام و مستقر جنت کا اعلیٰ ترین اور سب سے اونچا ورجا اعلیٰ علین ہے ویسے جنت میں وہ جہاں چاہیں آتے جاتے اور جنت کے مہربان سے تناول فرماتے ہیں۔ چنانچہ علامہ سیوطی اور علامہ سید محمود اوسوی امام شافعی سے نقل ہیں ارواح الانبیاء تخت من جسدھا و تنصیر من جسدھا مثل المسک والکافور و نکوت فی الجنة تا کل و تشرب و تنتعم الخ (شرح الصدور ص ۱۵۷ ویشری الکتیب ص ۱۵۸) روح المعانی ج ۵ ص ۱۵۸ تفسیر مظہری ج ۱ ص ۲۲۰ یعنی انبیاء علیہم السلام کی ارواح ان کے بدنوں سے نکل کر ان کے مماثل شک وکافور کے جسموں میں متشکل ہو جاتی ہیں اور جنت میں کھاتی پیتی ہیں۔ اسی طرح علامہ ابن قیم اور حافظ ابن رجب حنفی فرماتے ہیں الانبیاء علیہم السلام فلا شد ان اس واحکمہ عند اللہ فی اعلیٰ علین فقد ثبت فی الصحیح ان لکلمۃ تکلم بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ ان قال اللہم الرفیق الاعلی (روح ج ۱ ص ۱۵۸) شرح الصدور ص ۱۵۸) ان روایتوں اور عباراتوں سے تین باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ شہداء اور دیگر اموات کی طرح انبیاء علیہم السلام کی ارواح بھی ان کے ابدان سے نکالی جاتی ہیں دوم یہ کہ ان کی ارواح کو ان کے ابدان کے مماثل شک وکافور کے مثالی اجسام دیئے جاتے ہیں سوم یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا مستقر اعلیٰ علین ہے نہ کہ ان کے ابدان کیونکہ ان کے ابدان مبارک کہ تو قبر و راضی میں مدفون ہوتے ہیں لیکن دیگر اموات کے برعکس ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ فیض اور شرف عطا فرمایا ہے کہ ان کے ابدان قبروں میں بالکل اسی طرح صحیح سالم رہیں گے جس طرح رکھے گئے تھے اور وہی ان کو نہیں کھائے گی ان کے ابدان کو محفوظ رکھنے کی اللہ کی طرف سے نہایت ہے

لیکن غیر انبیاء علیہم السلام خواہ شہداء ہوں یا عامۃ المسلمین ان کے لئے ایسی کوئی ضمانت نہیں اور اگر کسی صدیق و شہید کا یا کسی اور برگزیدہ خدا کا بدن قبر میں محفوظ رہے اور مٹی اسے نہ کھائے تو یہ بھی کوئی بجز نہیں۔ بلکہ عین ممکن ہے۔ باقی رہا ارواح کا تعلق ابدان کے ساتھ تو اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے تو اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اور نہ ہی صحابہ کرام۔ تابعین، اتباع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے ارشادات و اقوال میں تعلق روح بحکم عنصری کا کوئی نفیاً و اثباتاً ذکر و ذکر ہے۔ برزخ میں حیات انبیاء علیہم السلام اور حیات شہداء کرام کی جو کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے وہ اوپر مذکور ہو چکی ہے۔ قرونِ ثلاثہ میں یہ اسی طرح منقول ہو کر نیچے تک چلی آئی ہے لیکن تعلق کا قصہ کسی نے نہیں پھیرا۔ البتہ چوتھی صدی کے بعد سے شارحین حدیث نے بعض حدیثوں میں تفسیق کے سلسلے میں تعلق روح بحکم عنصری کا مختلف عنوانات سے ذکر کیا ہے کسی نے اتصالِ معنوی سے کسی نے اشتراق سے کسی نے اشتراط سے اور کسی نے مثل تعلق صاحب خانہ بخانہ و عاشق بمحقوق وغیرہ الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ البتہ اس پر سب متفق ہیں کہ یہ تعلق ایسا نہیں جیسا کہ حیات و دنیا میں تھا بلکہ یہ تعلق بے کیف ہے اور اس کی حقیقت و کتبہ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اس لئے عالم برزخ میں تعلق ارواح یا بدن عنصریہ کے بارے میں سکوت سب سے احتیاط مسک ہے کیونکہ قرونِ ثلاثہ مشہور و مبایعہ میں تعلق کا کوئی ذکر و ذکر نہیں لیکن اگر کوئی شخص غیر معلوم البقیۃ تعلق کا اثبات کرتا ہے تو وہ بھی قابلِ ملامت نہیں کیونکہ متقدمین میں ایک کثیر تعداد مختلف عنوانات کے ساتھ اس کی قائل ہے لیکن اس تعلق کے باوجود ان کے مدفون فی القبر و ابدان میں کسی قسم کی حرکت یا جنبش پیدا نہیں ہوتی اور نہ قیامت سے پہلے ان کے یہ ابدان قبروں سے باہر نکلیں گے حقیقت اپنی جگہ اٹل و تسلیم شدہ ہے خلاصۃ الکلام یہ کہ برزخ میں انبیاء علیہم السلام کو جو حیات حاصل ہے وہ ہمارے اور اک و حوا سے بالائے لیکن حیات شہداء سے بہت بلند اور اعلیٰ ہے اور پھر حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تمام انبیاء علیہم السلام کی نسبت ارفع و اعلیٰ اور اتم و اکمل ہے والہ اعلم بالصواب۔

ایک اشکال

یہاں ایک اشکال ہے جس نے بڑے بڑوں کو متحیر و سرگردان کر رکھا ہے اور جسے حل کرنے کے لئے بڑے بڑے مہسوسدان قلم و سوا قلم دوڑا چکے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا مقام و مستقر اعلیٰ عین ہے اور وہ نہ ان کے عنصری ابدان میں موجود ہیں اور نہ قبروں کے قرب و جوار میں اور ان کے ابدان قبروں میں مدفون و محفوظ ہیں اور ارواح کا ابدان میں اعادہ و تفریق ثانیہ پر ہو گا اور اس وقت وہ قبروں سے نکلیں گے اس سے پہلے نہیں لیکن صحیح حدیثوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مثب محراج میں مختلف آسمانوں پر کئی انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی اور بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کی امامت بھی فرمائی نیز حدیث میں ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے کیشب احمر کے قریب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا نیز آپ نے فرمایا میں نے یونس علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اونٹنی پر سوار تلبیہ پڑھ رہے ہیں اور وادی میں اتر رہے ہیں اور بعض کا ملین نے حالت بیداری میں حضور علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا بعینہ یہی اشکال غیر انبیاء کے بارے میں ہے کیونکہ بعض کا ملین کو بھی بیداری کی حالت میں دیکھا گیا ہے تو ان مشاہدات اور مصوصات سے بظاہر یہ قاعدہ ٹوٹتا ہوا نظر آ رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور دیگر اموات کے ابدان عنصریہ میں نہ قبروں میں جنبش ہوتی ہے اور نہ ہی قیامت سے پہلے وہ قبروں سے باہر نکلیں گے۔

اشکال کا حل

اس اشکال کے کئی حل پیش کئے گئے ہیں لیکن بیشتر توجیہات دل کو مطمئن نہیں کر سکتیں بلکہ ان سے مزید پیچ در پیچ اشکالات پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں صرف ایک حل ایسا ہے جس سے یہ اشکال نہایت عمدہ طریقہ سے حل ہو جاتا ہے اور کوئی الجھن باقی نہیں رہتی۔ محققین علماء اور صوفیائے بھی اسے ترجیح دی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح حیات دنیا میں، روح ابدان عنصریہ کے ذریعے متحرک ہوتی اور تمام اعمال و تصرفات بحالقی میں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور بعض کالمین کی ارواح وفات کے بعد عالم برزخ میں مثالی اور برزخی اجسام کے ذریعے حرکت کرتی اور نماز، تلاوت قرآن، حج اور کئی دوسرے اعمال بحالقی میں اگر کسی مامل بزرگ کو حالت بیداری میں کسی غیر یا کسی فوت شدہ کی زیارت شکل انسانی نصیب ہو جائے تو یہ شکل اسکی مثالی شکل ہے اور اسکی روح مثالی جسم منتقل ہو کر اس کے سامنے آتی ہے اور اسکا عنصری جسم قبر میں بلا حرکت و جنبش موجود ہو گا۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں وعندی ان الحیاة فی البرزخ ثابتة لکل موت میوت من شہید، غیرہ وان الارواح دان کانت جواهر قائمة یا فتنها صاعیة لما یجسی بہ موت البدن لکن لا مانع من تخلقها ببدن برزخی معایر لہذا البدن الکلیف (روح ج ۲ ص ۷۲) یعنی میرے نزدیک برزخ میں ہر میت کو حیات حاصل ہے اور ارواح اگرچہ جو اس میں اور قائم یا نفہا ہیں اور ابدان محسوسہ کے مغیر ہیں لیکن اس میں کوئی مانع نہیں کہ ارواح کا تعلق برزخی جسم سے ہو جائے جو اس عنصری بدن کے مغایر ہو اور دوسری جگہ فرماتے ہیں الارواح المقدسة قد تظہر متشکلة و یجتمع بها الکلیف من العباد وقد صاع انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم قائم ابلیسی فی قبورہ دراء فی السماء دراء بطول بالیبت (روح ج ۵ ص ۳۲) پاکیزہ رو جس کبھی متشکل ہو کر ظاہر ہوتی ہیں اور کامل بندے ان سے ملاقات کرتے ہیں اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھڑے ہو کر قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور شب معراج میں، انکو آسمان پر بھی دیکھا اور انہیں خانہ کعبہ کا طواف کرتے بھی دیکھا اور بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کی امامت کے بارے میں آپ کا اپنا ارشاد ہے جس کی امام ابو بلی نے سند میں امام طبرانی نے کبیر میں تخریج کی ہے قال مثل لی النبوت فصیلت بہم ربضادی ج ۳ ص ۱۱۱ و مظہری ج ۵ ص ۳۹۹ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام میرے لئے مثالی اجسام میں حاضر کئے گئے اور میں نے انہیں نماز پڑھائی علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں۔ لکن تمام ہذا التوجیہ ان یقال ان المنظر ایہ ہی اس دا حہم قلعلہا مثلت لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الدنیا کما مثلت لہ لیلة الاسماء دا حہم اجدہم فی القیوس قال ابن المنیر وغیرہ یجعل اللہ فروحہ مثالا خیری فی الیقظة کما یری فی النوم (فتح الملہم ج ۳ ص ۳۳) یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے اور ان کو اور حضرت یونس علیہ السلام کو بچ کرنے دیکھنے کی پوری توجیہ یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے دیکھا وہ ان کی ارواح تھیں تو شاید دنیا میں آپ کے لئے ان کو مثالی شکلیں دی گئی ہوں جیسا کہ شب معراج میں انبیاء علیہم السلام کو آپ نے مثالی اجسام میں دیکھا لیکن ان کے ابدان عنصریہ قبروں میں موجود تھے اور وہ قبروں سے نہیں نکلے، ابن منیر وغیرہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کی روح کو مثالی جسم عطا فرماتا ہے اور وہ جس طرح خواب میں دکھائی دیتا ہے اسی طرح بیداری میں بھی نظر آتا ہے۔ اور علامہ سیوطی لکھتے ہیں وکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء فی لیلة الاسماء فی السموات فیصح انہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مثل الاجسام (شرح الصدور ص ۱۱) اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج میں انبیاء علیہم السلام کو آسمانوں میں دیکھنا تو اس کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ وہاں آپ نے ان کی ارواح کو دیکھا تھا جو مثالی اجسام میں متمثل تھیں۔ اسی طرح اگر کسی خوش بخت انسان کو بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہو جائے تو اکثر صوفیہ یہ فرماتے ہیں کہ اس نے آپ کے جسم مثالی کی زیارت کی ہے نہ کہ جسم عنصری کی چنانچہ امام غزالی فرماتے ہیں لیس المدا اندیری جسمہ و بدنہا بل مثالا لہ صار ذالک المثال التمثالی

بہا المعنی الذی فی نفسہ، روح المعانی ج ۲۲ ص ۲۱۲ اور شیخ علاء الدین قزوینی فرماتے ہیں "و سادہ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم عالمی متوسط در عالم اجساد و ارواح اقبات کردہ اند کہ آنرا عالم مثال گویند الطیف از عالم اجساد و اکثرت از عالم ارواح و ظہور ارواح در صورت مختلفہ مبتنی بران ساختہ و ظہور جبریل علیہ السلام بصورت وحیہ کلبی و مثل اور مریم را بصورت بشری و اعلیٰ از ان عالم میدانند و تبار علیہ جائز بود کہ موسیٰ علیہ السلام با وجود استقرار در آسمان ششم شش و پیکر مثالی در تہمتش باشند و آنحضرت (علیہ السلام) دو مکان مشاہدہ فرمودہ و بعد از اثبات عالم مثال جواب از مسائل کثیرہ میردن آید و اشکالات بسیار بشی بیان سحت جنت و رؤیت او در عرض مائل مثلاً منحل گردانستی کلام الشیخ (جذب القلوب ص ۱۲۰) صوفیائے کرام عالم اجساد و ارواح کے درمیان ایک اور عالم تسلیم کرتے ہیں جسے وہ عالم مثال کہتے ہیں جو عالم اجساد سے زیادہ لطیف لیکن عالم ارواح کے مقابلہ میں کثیف ہے اور ارواح کا مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ان کے نزدیک اسی عالم مثال کے وجود پر مبنی ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام کا حضرت وحیہ کلبیہ کی شکل میں اور حضرت مریم علیہا السلام کے سامنے بشری صورت میں پیش ہونا اقل سے ہے اور اس بنا پر یہ جائز ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے آسمان پر موجود ہونے کے ساتھ ساتھ پیکر مثالی کے ساتھ قبر میں بھی پیش (مہر نماز پر نظر رہے) ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رشب معراج میں، ان کو دونوں جگہ دیکھا ہوا اور عالم مثال کا وجود تسلیم کر لینے سے بہت سے مسائل کا جواب نکل آتا ہے اور بہت سے اشکالات حل ہو جاتے ہیں مثلاً جنت کی وسعت کا بیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں اجتناب کو دیوار کی عرض میں دیکھنا وغیرہ یہ سب عالم مثال کی چیزیں ہیں (۱)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں طویل بحث و تحقیق کے بعد اصل حقیقت کی طرح ترجمانی فرماتے ہیں "و حقیقت آنست کہ تحقیق مسو حیات انبیاء علیہم السلام و غیر انان موقوف بمعرفت این عالم است و تحقیق دیدن آنحضرت موسیٰ و یونس و علیہا السلام بمعرفت زمان و مکان روحانیات و تیز و فرق آہنا از زمان و مکان جسمانیات چنانچہ محققین صوفیہ کردہ اند دست و ہدایہ جذب القلوب ص ۱۳۰ اور حقیقت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور غیر انبیاء کی عالم برزخ میں حیات کا مسئلہ اس عالم روحانی مثال کی پہچان پر منحصر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت موسیٰ اور یونس علیہما السلام کو دیکھنے کی تحقیق روحانیات کے زمان و مکان کی معرفت اور محققین صوفیہ کے بیان کے مطابق جسمانیات کے زمان و مکان سے ان کے امتیاز ہی سے پائیدگی کو پہنچتی ہے

اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام کو کئی بزرگوں نے عالم بیداری میں دیکھا ہے تو چونکہ قول محقق اور ملک صحیح کے مطابق ان کی وفات ہو چکی ہے اس لئے صوفیائے کرام میں سے بھی بعض کا ملین نے فرمایا ہے کہ خضر علیہ السلام کی رؤیت مثالی اور عالم مثال کی چیز ہے جسے حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ نہیں جیسا کہ حضرت شیخ صدر الدین اسحاق قزوینی اپنی کتاب تبصرة المتدعی و تذکرۃ المنتہی میں فرماتے ہیں۔ ات وجود المحضر علیہ السلام فی عالم المثال (روح ص ۱۳۰) فرعون پر یزقوں کی ضمیر سے حال ہے اور فضل سے وہ انعام و اکرام مراد ہے جو شہادت کے بعد جنت میں ان کو عطا کیا گیا ہے جنت کی یہ خاص نعمتیں اور یہ اعزاز و اکرام چونکہ شہادت کی جزا ہے اس لئے نعمت شہادت بھی فضیلت میں داخل ہے۔ دھوئی استہادۃ و ماساق الیہم من الکرامۃ و التفضیل علی غیرہم من کونہم اجزاء مقر بین معراجہم رزق الجنة و تعیمہا (مدارک ج ۱ ص ۱۵۱) یعنی بما اعطاہم من الثواب و الکرامۃ و الاحسان و الافضال فی داس النعیم (خازن ج ۳ ص ۳۴) مطلب یہ کہ درجہ شہادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عالم برزخ میں ان کو جن نعمتوں سے نوازا ہے۔ وہ ان میں خوش و خرم ہیں۔ و کینستبشیر و ت الخ یہ پر یزقوں پر معطوف ہے اور الذین لم یلقوا بہم سے وہ مجاہدین مراد ہیں جن کو یہ شہداء جہاد میں مصروف چھوڑ کر آئے تھے جب شہداء نے عالم برزخ میں اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعام و اکرام اور وہاں کی عیش و عشرت اور نعمتیں مقیم کو دیکھا تو انہیں مجاہدین کے حق میں بہت خوشی ہوئی کہ جب وہ شہادت پا کر وہاں پہنچیں گے تو ان کو بھی اسی اعزاز و انعام سے نوازا جائے گا۔ ہم استشهداء الذین یا تو نہم بعد من اخوانہم المؤمنین الذین ترکوہم یجاہدوت

فیستشهدون فرحوا لانفسہم و من یلق بہم من الشہداء اذ یھیروا اى ما صاروا الیہ من کرامۃ اللہ تعالیٰ (بحر ج ۲ ص ۱۵۱) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ الذین لم یلقوا بہم میں تمام ایمان والوں کی طرف اشارہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب شہداء عالم برزخ میں پہنچے اور اللہ کے انعام و احسان کا معاینہ کیا تو ان کو عین الیقین حاصل ہو گیا کہ دین اسلام ہی دین حق ہے اس لئے ان کو تمام مومنین کے بارے میں خوشی ہوئی کہ اگر ان کا خاتمہ ایمان اور دین اسلام پر ہی ہوا تو ان کا انجام بہت عمدہ ہو گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ثواب جزیل حاصل کریں گے۔ الاشارة بالاستبشیر الذین لم یلقوا بہم اى جمیع المؤمنین وان لم یلقوا بہم لکنہم لہما بیتا ثواب اللہ دفع الیقین بان دین الاسلام ہدایہ الذین یتب اللہ علیہ فہم فرحوا لانفسہم بما اتاہم اللہ من فضلہ مستبشیر و ت للمؤمنین الخ (قرطبی ج ۴ ص ۲۵۱) یہ الذین لم یلقوا بہم سے بدل الا انتمال ہے یا منصوب تبرزع خافض ہے اور اصل میں لئلا یابان لا تھا اور یتبشرون کے مقولہ لری جگہ واقع ہے (روح ج ۴ ص ۱۳۰) بہر صورت اس میں شہداء کی خوشی کا اصل متعلق بیان کیا گیا ہے یعنی شہداء کو زندہ مجاہدین یا قیامت تک ہونے والے تمام مومنین کے بارے میں خوشی اس لئے ہو گی کہ آخرت میں ان مجاہدین اور مومنین، کو نہ کسی قسم کا خوف لاحق ہو گا اور نہ نعم تو خوشی کا منشا مجاہدین اور مومنین کی ذوات و اشخاص نہیں بلکہ ان کا نیک انجام اور آخرت کی نعمتیں ہیں۔ خوف ڈر کا اطلاق آئینوں سے نقصان یا منتقل میں نازل ہونے والی کسی ناپسندیدہ بات پر ہوتا ہے اور حزن و غم و اندشتہ شغف کے قوت ہونے پر ہوتا ہے مطلب یہ کہ ان شہداء اور مومنین کو آخرت میں نہ توقیامت کے احوال اور عذاب و عقاب کا ڈر ہو گا۔ اور نہ ہی دنیا کی عیش و عشرت کے ماتھے جانے کا غم و لا خوف علیہم فیما سیتہم من احوال القیامۃ و لا حزن لہم قیامۃ اتہم من نعیم الدنیا کیر ج ۳ ص ۱۵۱) پہلے بیان فرمایا کہ شہداء کو اپنے ساتھیوں و بعد میں شہید ہونے والوں یا جملہ مومنین کے نیک انجام کی بنا پر انتہائی خوشی ہو گی اب یہاں ان کی اپنی خوشی کو بیان فرمایا ہے نعمة من اللہ اور فضل سے وہ تمام نعمتیں اور اللہ کی وہ تمام نوازشیں مراد ہیں جو عالم غیب میں شہداء پر ہوتی ہیں مثلاً جب شہید مومنین سے گھال اور خاک و خون میں ست پت ہو کر اپنی جان آفریں کے سپرد کر دیا جائے اس وقت اس کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں۔ اسے جنت میں اپنا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے اسے عذاب قبر سے مامون و محفوظ کر دیا جاتا ہے قیامت کے دن وہ فزع اکبر (سب سے بڑی گھبراہٹ) سے محفوظ رہے گا۔ اسے عزت اور وقار کا تاج پہنایا جائے گا۔ اور اسے گنہ گاروں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ وغیرہ ذالک (قرطبی ج ۴ ص ۱۵۱) اور ذات اللہ لا یضیع اجر المؤمنین یہ نعمة پر معطوف ہے قیامت کے دن یہ حقیقت بھی شہداء کی خوشی اور مسرت میں اضافہ کا باعث ہو گی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے کسی عمل کو اکارت اور مایگیں نہیں فرما رہا۔ بلکہ ان کے ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل پر بھی اجر و ثواب اور جزا و جلیل عطا فرما رہا ہے۔ اس سے اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ آخرت کا اجر و ثواب کوئی شہداء ہی سے مخصوص نہیں بلکہ تمام مومنین ان کے تمام اعمال صالحہ پر اجر و ثواب ملے گا۔ یعنی کما اتہ تعالیٰ لا یضیع اجر المجاہدین و الشہداء کذا انک لا یضیع اجر المؤمنین (خازن ج ۳ ص ۱۵۱) الذین استجابوا سے ذو فضل عظیم تک مومنین کے لئے آخری بشارت ہے اور اس کے ضمن میں کفار کے لئے تحویل آخری کی طرف اشارہ ہے الذین مبتدوا و الذین تا اجر عظیم اس کی خبر سے اور استجابوا بمعنی اجابوا اى اطاعوا اللہ و الرسول باقتداء بالامام (روح ج ۴ ص ۱۵۱) یعنی انہوں نے اللہ کے رسول کے احکام کی تعمیل کی (نعم) اسے وہ جو ہیں اور جہتیں مراد ہیں جو مسلمانوں کو جنگ امد میں آئیں۔ للذین احسنوا منہم و اتقوا جملہ جہاد میں ہے اور احسنوا منہم مرکب تو مبین مبتدوا مؤخر ہے۔ اور جملہ الذین استجابوا کی خبر ہے کما احسنوا انہوں نے پورے اخلاص باطن سے احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل کی و اتقوا اور مخلصانہ اطاعت کے بعد معصیت اور نافرمانی سے اجتناب کیا۔ احسنوا فیما اتوا بہ من طاعة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و اتقوا ارتکاب شئ من المنہیات بعد ذالک (کیر ج ۳ ص ۱۵۱) منہم میں من بعضیہ نہیں

بلکہ یہاں یہ ہے کیونکہ جنہوں نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی وہ سارے کے سارے محسن اور متقی تھے اس لئے یہ دو صفتیں بیان کرنے سے علت و سبب کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے یعنی الذین استجابوا لاس لئے لائقِ مدح ہیں کہ وہ صفت احسان اور انعام سے متصف ہیں و ذہب غیر واحد الیٰ اتھا لیبیان المقصود من الجمع بین الوصفین المدح والتعلیل لا التفتید للاثبت المستحبین کلہم محسنون ومتقون (روح ج ۴ ص ۲۸) لاث الذین استجابوا للہ والرسول قد احسنوا کلہم و اتقوا لا بعضہم مدح و تعلیل (روح ج ۳ ص ۲۸) حاصل مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے زحمت سے چورہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے کیونکہ وہ سارے کے سارے محسن اور متقی ہیں اس آیت میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو جنگ احد سے دوسرے ہی دن پیش آیا تھا جب ابوسفیان اپنے شکست خوردہ ساتھیوں سمیت جنگ احد سے واپس جا رہے تھے

۱۹۶ سن ۱۴۱۰ھ ۱۱ جون ۱۹۹۵ء

وَيَسْتَشِيرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ
 ۱۴۰
 اَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَاَلَهُمْ يُجْزَوْنَ
 ۱۴۱
 بِنِعْمَةِ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ
 ۱۴۲
 الْمُؤْمِنِينَ
 ۱۴۳
 مِّنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ احْسَنُوا مِنْهُمْ
 ۱۴۴
 وَاتَّقُوا اَجْرَ عَظِيمٍ
 ۱۴۵
 اَلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ
 ۱۴۶
 اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا اَلَكُمُ فَآخْشَوْهُمْ فَرَاَدَهُمْ
 ۱۴۷
 اِيْمَانًا وَّقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ
 ۱۴۸
 فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَّلَا
 ۱۴۹
 وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ
 ۱۵۰
 اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْهَرُ بِكُفْرٍ وَّلَا يَخْشَى فَوْهَهُمْ
 ۱۵۱

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

وَقَفَرُوا

تو مقام روحانی پہنچ کر ان کو خیال آیا کہ ہم نے غلطی کی ہے ہمیں نہیں آنا چاہیے تھا ہم نے ان کے ستر اکوئی نو مار ڈالے تھے۔ بقیہ کا بھی صفایا کرنا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی واپسی پر نام ہوئے اور دوبارہ واپس جا کر لڑنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کسی طرح ان کے ارادے کی اطلاع مل گئی تو آپ نے بھی کافروں کو معذرت کرنے کے لئے انہیں راستہ ہی میں جانے کا ارادہ فرمایا اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرما دیا کہ میرے ساتھ صرف وہی مجاہدین جائیں گے جو کل معرکہ احد میں شریک تھے چنانچہ آپ ستر آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ کافروں کی طرف روانہ ہوئے جب آپ مقام حمرہ الیٰ سیدیں پہنچے۔ جو مدینہ سے صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے تو ابوسفیان اور اس کے لشکر کو اس بات کا علم ہو گیا جس سے ان کے دلوں پر لشکر اسلام کا رعب چھا گیا اور وہ بدول ہو کر واپس ہو گئے۔ (کبیر۔ روح۔ بحر۔ ابن کثیر۔ خازن وغیرہ) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ستر مجاہدین کو جو گذشتہ دن کی جنگ کے زخم خوردہ تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے خدا و رسول کے احکام کی تعمیل کی اور حضور علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ محسن اور متقی فرمایا اور ان کو آخرت میں اجر عظیم کی خوشخبری سنائی۔ الذین قال لہم الخ الذین استجابوا لہ سے بدل ہے حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے دن ابوسفیان نے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ سال پھر بدر میں ہماری تہارک جنگ ہوگی لیکن اس میں تاخیر و مقررہ سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں خوف اور رعب ڈال دیا۔ اور اس نے جنگ کا ارادہ ترک کر دیا۔ ابوسفیان نے کچھ آدمیوں کے ذریعے مسلمانوں سے کہا کہ ابوسفیان نے تو بہت بڑا بھاری لشکر تیار کیا ہے۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بالکل مستعد ہے اس سے اس کا موضوع قرآن و شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک طرح کی زندگی ہے کہ اور مردوں کو نہیں کھانا پینا عیش و خوشی بھی ان کو پوری ہے اور ان کو قیامت کے بعد ہوگی سب سے جنگ احد

تمام ہوئی ابوسفیان سردار تھا۔ کافروں کا کہہ گیا کہ اگلے سال بدر پر لڑائی ہے اور حضرت نے قبول کر لیا۔ جب اگلا سال آیا حضرت نے لوگوں کو حکم دیا کہ چلو لڑائی کو اس وقت جنہوں نے رفاقت کی اور تیار ہوئے ان کو یہ بشارت ہے کہ شکست کے بعد پھر حرات کی و ابوسفیان نے چاہا کہ حضرت وعدے پر نہ آئیں تو الزام انہیں پر ہے اور لڑائی سے خوف کھا یا ایک شخص مدینہ کی طرف جاتا تھا۔ اسکو کچھ دینا کیا کہ وہ اس طرف کی ایسی خبریں کہیں کہ وہ خوف کھا دیں اور جنگ کو نہ آئیں وہ شخص مدینہ میں پہنچ کر کہنے لگا کہ کئے کے لوگوں نے بڑی جمعیت کی ہے تم کو لڑنا بہتر نہیں۔ مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے انتفال دیا۔ انہوں نے یہی کہا کہ ہم کو اللہ سے آخر بدر پر گئے تین روزہ کو تہارت کر کر نفع لے کر پھر آئے اگلی آیتوں میں بھی یہی ذکر ہے۔

فتح الرحمن ص ۱۲۷ جو یہود و احداث و کفار باہم ہمدست کر وعدہ کا اتمام میان ایشان سال آئندہ سوق بد با شد چون موسم سوق بکشد کفار شخصی را فرستادند تا جمعیت ایشان بیان کروہ مسلمانان را در سیر توقف اندازد باوجود آن جہاد از مسلمانان ہمارا حضرت برآمدند و بیدار شدند و تہارت سودا یا نقد و بیچ یک از کفار مزاحم ایشان شد و این غزوہ بدر صغری میگویند خدا در مدح ایشان میفرماید ۱۲

مقصود یہ تھا کہ مسلمان اس خبر سے بدول ہو جائیں گے اور مقابلہ میں نہیں آئیں گے۔ تو اس طرح اس پر وعدہ خلافی اور بزدلی کا الزام نہ آئے گا۔ لیکن جب مسلمانوں کے پاس یہ خبر پہنچی تو ان کے ایمان میں مزید جوش پیدا ہو گیا۔ ان کے ارادے اور مضبوط ہو گئے اور اللہ پر ان کے توکل اور بھروسے میں مزید قوت اور پختگی پیدا ہو گئی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اسی پختلی ایمان اور ان کے عزم و توکل کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں دونوں جگہ اللہ لام عہد کے لئے ہے۔ پہلے اناس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہیں ابوسفیان نے بطور جاسوس مسلمانوں کے پاس بھیجا تھا اور دوسرے اناس سے ابوسفیان اور اس کے ساتھی مراد ہیں۔ رمدارک ج ۱ ص ۱۸۱، کیرج ص ۱۸۱، سید محمود اوسسی اور کئی دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ جنگ احد سے دوسرے دن جب ابوسفیان دوبارہ بغرض جنگ واپس مسلمانوں کی طرف جانے کا منصوبہ بنا رہا تھا اس وقت کسی نے اسے تنہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جمعیت کے ساتھ تمہارے تعاقب میں نکل پڑے ہیں تو وہ مرعوب ہو گیا۔ ادھر قبیلہ عبدالقیس کے چند سوار جو مدینہ جا رہے تھے ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو اس نے ان کے ہاتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام دے بھیجا کہ ہم نے دوبارہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اور ہم ان کو بالکل مٹانے کا عزم کر چکے ہیں جس کے جواب میں مسلمانوں نے سبحان اللہ و نعم انوکیل کا نعرہ بلند کیا۔ اس صورت میں اناس اول سے عبدالقیس کے وہ سوار مراد ہوں گے جو ابوسفیان کا پیغام مسلمانوں کے پاس لائے تھے ۲۶۶ خانقلاویہ میں فاء غلط ہے اور معطلوں علیہ عندوت ہے والمحق خر جوا قنا نقبوا (کیرج ص ۱۸۱) یعنی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان بدر صغریٰ کی طرف ابوسفیان کے وعدہ کے مطابق نکل پڑے اور خیر عاقبت سے واپس آئے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی اور نہ کوئی نقصان اٹھانا پڑا۔

۱۹۷

۱۹۷

لن تنالوا

وَأَخَافُونَ أَنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَلَا يَحْزَنُكَ

اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔ ۲۶۷ اور غم میں نہ ڈالیں تجھ کو

الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَنُيْضِرُّوا اللَّهَ

وہ لوگ جو دوڑتے ہیں کفر کی طرف وہ نہ بگاڑیں گے۔ اللہ

شَيْئًا يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حِزْبًا فِي الْآخِرَةِ ۚ

کچھ اللہ چاہتا ہے کہ ان کو خاندہ نہ دے آخرت میں

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْكُفْرَ

اور ان کے لئے عذاب ہے عظیم ۲۶۸ جنہوں نے مولیٰ کفر کو ایمان

بِأَلِيمَانٍ لَّنُيْضِرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

کے بد سے وہ نہ بگاڑیں گے اللہ کا کچھ اور ان کے لئے عذاب ہے

أَلِيمٌ ۚ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ سُلَيْمٰنَ

درناک ۲۶۹ اور یہ نہ سمجھیں کافر کہ ہم جو مہلت دیتے ہیں ان کو کچھ

لَهُمْ خَيْرٌ لَّا نَفْسِهِمْ إِنَّمَا سُلَيْمٰنَ لَّهُمْ لِيُزِدَ أَدْوٰ

بھلا ہے ان کے حق میں ہم تو مہلت دیتے ہیں ان کو تاکہ ترقی کریں وہ گناہ میں

أَشْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ۚ إِنَّ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ

اور ان کے لئے عذاب ہے خوار کرنے والا ۲۷۰ اللہ وہ نہیں کہ چھوڑ دے مسلمانوں

الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ

کو جس حالت پر تم ہو جب تک کہ چھاندہ کر دے ناپاک کو

مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

پاک سے ۲۷۱ اور اللہ نہیں ہے کہ تم کو خبر کر دے غیب کی

وَلَكِنَّ اللَّهَ يُجِيبُكَ مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ

لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے۔ اپنے رسولوں میں جس کو چاہے ۲۷۲

منزل ۱

مراد بتائی ہوئے
بقا کو علی اللہ
علیہ وسلم
مراد بتائی ہوئے
بائے کفار ۱۲
مراد جواب سوال
مفسر ۱۲
مراد دوسرے
سوال مفسر کا
جواب ۱۲
شیطان جب بھی نبی آدم کو غلط راستہ پر ڈالنا چاہتا ہے تو اپنے انسانی
پہلوں کو سامنے کر دیتا ہے جو شیطان کی پوری پوری نمائندگی کرتے
تھے تو اس آیت کا مطلب یہ ہوا اسے ایمان والو! یہ تمہیں بدول کرنا والا اور تمہاری ہمت پست کرنے کی کوشش کرنا والا اور اصل شیطان ہے جو اپنے دوستوں (ابوسفیان وغیرہ) سے تم کو خوفزدہ اور

پس چنانچہ ابوسفیان کی طرف سے جن لوگوں (عبدالقیس کے سواروں یا نعم بن مسعود و عقیلی علی اختلاف القومین) نے مسلمانوں کو بدول کرنے کی کوشش کی تھی وہ شیطان ہی کے ایجنٹ تھے اور اسی کے کیے لکھے تھے
تھے تو اس آیت کا مطلب یہ ہوا اسے ایمان والو! یہ تمہیں بدول کرنا والا اور تمہاری ہمت پست کرنے کی کوشش کرنا والا اور اصل شیطان ہے جو اپنے دوستوں (ابوسفیان وغیرہ) سے تم کو خوفزدہ اور

موضع قرآن ۱ یعنی وہ شخص جو خبر کہتا تھا۔ اس کو شیطان سکھاتا تھا۔ یعنی منافق لوگ کہ جہاں مسلمانوں کے بیچ آ بیٹھے اور کفر کی باتیں کرنے لگے وہ یعنی حق تعالیٰ مومن اور منافق اسی طرح جدا
کرتا ہے اور غیب سے خبر کسی کو نہیں پہنچاتا مگر رسولوں کو۔
فتح الرحمن بر مسد یعنی معنیف الاسلام ۱۲

مرعوب کرنا چاہتا ہے لیکن تم خدا پر بھروسہ رکھو اور جس طرح اس موقع پر تم نے استقامت اور جرأت دکھائی ہے اور شیطان کے دوستوں سے مرعوب نہیں ہوئے اسی طرح آئندہ بھی کبھی ان سے خوفزدہ مت ہونا اور ہمیشہ حق سے ڈرنا اور میرے احکام کی تعمیل کرنا کیونکہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ لات الایمان یقتضی ان یؤثرا العبد خوف اللہ علی خوف عبیدہ مارک ۷ ص ۱۵۲) ۲۶۸ یہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کافروں کے لئے تحذیر اور وحی ہے الذین یسارعون سے مراد وہ منافقین ہیں جنہوں نے جنگ احد کے موقع پر اپنے قول و عمل سے کلمہ کفر کا اظہار کر دیا تھا۔ والہ اوالمومنین المتخلفین رابو السعور ج ۳ ص ۱۵۲) اور مسلمانوں کو معمولی سی شکست ہوئی اور وہ علامہ کفر میں جا پڑے اور اسے مسلمانوں کو بھی ہلکانے لگے۔ یہاں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان منافقین کے علامہ کفر میں پڑنے پر غم کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن یہ مناسب نہیں کیونکہ کفر قبیح ہے اور اس پر حضور علیہ السلام کا فہم ہونا آپ کی شان رحمت اور رحمت علی الایمان کے عین مطابق تھا۔ بلکہ یہاں آپ کو اس خوف پر غم کرنے سے منع فرمایا کہ یہ منافقین جو اب علامہ کفر کا اظہار کر رہے ہیں کہیں دوسرے کافروں سے مل کر مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش نہ کریں اور انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ جیسا کہ انھوں نے یضربوا اللہ شیئا اس پر دال ہے والہ اولایمترنگ خوف ات یضربک ویعیذوا علیک ویبدل علی ذالک ایلاء قولہ نقاط انھم من یضربوا اللہ شیئا ر د ج ۳ ص ۱۵۳) انھم لوت یضربوا اللہ شیئا یہاں لوت یضربوا کے بعد صفات محذوف ہے ای ان یضربوا الذک ادیباء اللہ البتہ رابو السعور ج ۳ ص ۱۵۳) یعنی وہ اللہ کے دوستوں و حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہ مذکورہ نبی کی علت اور تسبیح کی تکمیل ہے یسید اللہ ان لا یجعل لہم حظا فی الاخرۃ یعنی ان کے کفر میں وہ ڈوڑھ کر گرنے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت مضمون ہے کہ دنیا میں وہ اپنے اہل ایمان سے خوب بیاہ کر لیں اور جو کچھ ملے ان کے لئے ہے اس کا بدلہ ان کو دنیا ہی میں دے دیا جائے اور آخرت میں ان کے لئے صرف عذاب عظیم ہو اور اجر و ثواب میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو۔ ای حکمتہ فیہم اند یرید ہمیشہ وفقد رتہ ان لا یجعل لہم نصیباً فی الاخرۃ رابن کثیر ج ۱ ص ۱۵۳)

۲۶۹ یہ آیت عام ہے اور تمام کفار کو شامل ہے الایۃ الاولی فیمن منافق من المتخلفین ولثانیۃ فی جمیع الکفاس اد علی العکس (مارک ج ۱ ص ۱۵۴)

۲۷۰ انما علی لہم میں مامعذریہ ہے اور وہ اپنے مامعذریہ کے ساتھ تاویل مقرر و مبتدایہ اور خیر لا نفسہم اسکی خبر ہے مامع ما بعد ہا فی تقدیر المصلد والقدیر لا یجیت الذین کفروا ان املائی لہم خیر کبیر ج ۳ ص ۱۵۴) اور یہ جملہ لا یجیت کے دو معنوں کے قائم مقام ہے اور الذین کفروا اس کا قائل ہے وافعل مسند الی الموصول وان بما فی حینہا سادۃ مسند مفعولیہ رابو السعور ج ۳ ص ۱۵۴) یعنی دنیا میں ہم نے کافروں کو زندہ رہنے اور عیش و عشرت میں منہمک رہنے کی ہمت دے رکھی ہے وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہماری طرف سے یہ ہمت ان کے حق میں اچھی اور عمدہ نتائج کی حامل ہے بلکہ انہما علی لہم لیذادوا انما ان کو سہارا ہمت دینا اچھے لئے خیر اور بہتر نہیں ہے یہ ہمت ان کو صرف اس لئے دی جا رہی ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ گناہ کر کے آخرت میں اپنے کیفر کو دار کو پہنچیں و لہم عذاب مہین اور وہ ذلت آمیز عذاب کے مستحق ہیں اور ان کفار کے لمبی عمر کے ساتھ کئی ہوں میں اضافہ ہوتا اور ان کا ذلت آمیز عذاب کے مستحق ہونا یہ سب چیزیں ان کے کفر و امتیازی کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ جب ایک شخص سمجھ بوجھ کر محض مند و عادی و جبر سے حق کا انکار کرتا ہے تو اسے قبول حق کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قانون کے تحت ہوتا ہے ۱۵۷ حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ سوال مقدس کا جواب ہے سوال یہ تھا کہ مومنوں پر اللہ کی آزمائشیں کیوں آتی ہیں تو جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ مومن اور منافق آپس میں ملے جلے رہیں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو مختلف آزمائشوں میں مبتلا فرماتا ہے تاکہ منافق ظاہر ہو کر مخلص مومنوں سے جدا ہو جائیں ما انتہ علیہ سے وہ حالت ملا ہے جس میں مخلص مومنین میں منافقین ملے ہوئے ہوں من اختلاط المومنین بالخلف والنا فقیہ (مارک ج ۱ ص ۱۵۴) انجلیف سے منافق اور الطیب سے مخلص مومن مراد ہے منافق کو اس کے کفر و نفاق کی باطنی نجاست و خبائثت کی بنا پر انجلیف فرمایا اور مخلص مومن کا قلب اخلاص اور نور ایمان کی طہارت و نورانیت کی وجہ سے طیب و طاهر ہوتا ہے اور پھر باطنی طہارت کے ساتھ اسے عملی اور اخلاقی طہارت بھی حاصل ہوتی ہے اس لئے اسے الطیب سے تعبیر فرمایا ۱۵۸ یہ ماقبل پر مخطوط ہے اور فیصلہ حکم میں خطاب مومنوں سے ہے بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ خطاب عام ہے مومنوں اور کافروں سب کو شامل ہے والدلہ ادنیٰ یہ بھی سوال مقدس کا جواب ہے۔ مومنوں نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ انہیں کوئی علامت دی جائے جس سے وہ مومن اور منافق میں پہچان کر سکیں۔ ان المومنین سادات یعطوا علامۃ یفرقون بہا بین المومن والمنا فقیہ (رد ج ۳ ص ۱۵۴) حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ نہ تو ایسا کرے گا کہ مومنوں اور کافروں کو باہم ملا جلانے دے اور ان میں خدا تعالیٰ قائم نہ کرے بلکہ وہ ضرور منافقین کو مومنین سے جدا کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا کہ تم کو غیب کا علم دے دے اور تم کو دل کی پوشیدہ باتوں پر مطلع ہو جاؤ اور اس طرح مومن اور منافق کو پہچان دیا کر دے بلکہ تمہارے لئے ایک ہی صورت ہے کہ امتحان و اجتہاد اور تکلیف و محنت کے ذریعے بطور استدلال تم مومن اور منافق میں امتیاز کر لو جیسا کہ احادیث و واقع ہوایا معشر المومنین ای مالک اللہ یعینکم لکم المنا فقیہ حتی تعرفوہم و لکم ھذا لکم ما تکلیف والھنۃ وقد ظہر ذالک فی یوم احد فانت المنا فقیہ تم فہموا و اظہروا الشماۃ (قرطبی ج ۲ ص ۱۵۹) باقی رہا اطلاع علی الغیب کے ذریعے مومن و منافق میں امتیاز کرنا تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے بعض رسولوں کو منتخب کرتا ہے اور بذریعہ وحی ان کو اطلاع دیتا ہے۔

تحقیق مزید

جہاں تک آیت کے نفس مفہوم کا تعلق تھا وہ تو اوپر بیان ہو چکا ہے اب یہاں اہل بدعت کے ایک منہل کار و مقصود ہے مبتدعین اس آیت سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے لئے علمی غیب ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہاں الغیب میں اللہ لام استغراق کیلئے ہے اس آیت میں غیر انبیاء سے الغیب یعنی علمی غیب کی نفی کی گئی ہے اور پھر لیکن سے برگزیدہ رسولوں کے لئے الغیب یعنی علمی غیب کو ثابت کیا گیا ہے لیکن یہ استدلال کئی وجہ سے باطل ہے۔ اولاً اس لئے کہ اللہ لام بلاشبہ استغراق کے لئے ہی آتا ہے لیکن یہ اس کا حقیقی معنی نہیں بلکہ مجازی ہے اور اللہ لام عہد خارجی میں اصل اور حقیقت ہے چنانچہ علامہ رفقا زانی فرماتے ہیں التعلیل لا یلزم ان یتکون الاستغراق بل العہد هو الاصل (التلویح ص ۱۵۲) یعنی لام تعلیل کے لئے ضروری نہیں کہ وہ استغراق کے لئے ہو بلکہ اصل تو عہد خارجی ہے اور مولانا عبدالحکیم یالکوٹی فرماتے ہیں۔ استماع الفرق بات الجنس لا یحتاج الی مؤنۃ المقام الخطابی بخلاف الاستغراق واما عہد الغفور ص ۱۵۲) یعنی جنس اور استغراق میں فرق با نیطور ہے کہ جنس کے لئے مقام خطاب کے قریب کی ضرورت نہیں لیکن استغراق قریب کا متحد ہوتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ استغراق میں اللہ لام کا استعمال مجازی ہے۔ کیونکہ اہل علم خوب جانتے ہیں کہ قریب کے محتاج ہمیشہ مجازی معنی ہوتے ہیں۔ اور حقیقی معنی محتاج قریب نہیں ہوتے۔ اور قاضی طلق مولانا نور محمد کھٹے میں قال العلامة الفتاویٰ فی بعض تفانیفہ انھم اختلفوا فی اللام المنید بعد دفع الاسم بالانتباء کما فی سلام علیک فذهب بعضهم الی انها تعریف الجنس اذ لا عہد ھنا ولا ثالث لمعنی اللام باتفاق ائمۃ اللغة اس کے بعد صاحب باب الاعراب سے نقل کیا ہے۔ اللام لا یقید الا التعریف والاسم لا یدل الا علی الجنس فاذا لکیوت شمس الاستغراق لعمد یصاح الیہ بقریبۃ المقام لانت یتکون مدلول اللام رجائیۃ عہد الغفور ص ۱۵۲) دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ اللہ لام باتفاق ائمہ لغت عہد خارجی اور جنس میں اصل اور حقیقت ہے اور استغراق میں اس کا استعمال مجازی اور محتاج قریب ہے، لہذا فی المتن النین وغیرہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ استغراق اللہ لام کا مجازی استعمال ہے تو بلا قریبہ صارفہ حقیقت یعنی عہد خارجی کو

چھوڑ کر استغراق مراد یا ہرگز جائز نہیں لان المباحضۃ الحقیقۃ اور مجازی معنی صرف اسی وقت مراد لئے جاتے ہیں جب حقیقت منظر ہو مخفی تہذیر الحقیقۃ ارید المجاز لیکن یہاں تو حقیقی معنی متعذر نہیں ہیں بلکہ ممکن اور عین مرادیں کامیابی ثانیاً اس آیت میں الف لام کو استغراق پر معمول کرنا ویسے بھی مقام کے مناسب نہیں کیونکہ مقام تو عہد خارجی کا مقتضی ہے مسئلہ کہ سوال نوعیب کے ایک خاص معاملہ کے بارے میں تھا یعنی اللہ تعالیٰ ہمیں صاف صاف بتا دے کہ فلاں فلاں شخص منافق ہے یعنی ان کے دلوں میں نفاق ہے اس لئے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس غیب کی بات پر مطلع فرما دے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسول کو اس غیب کی اطلاع دیدے۔ اس لئے الغیب میں الف لام عہد خارجی کے لئے ہے اور اس سے وہ مخصوص غیب مراد ہے یعنی مناقول کی نشاندہی بذریعہ وحی الہی ثانیاً تمام مفسرین حضرات نے یہاں الغیب سے بعض علم غیب مراد لیا ہے مالکان و مالکون اور جمیع معیبات کالکی اور تفصیلی علم کسی نے بھی مراد نہیں کیا۔ تو یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ الف لام استغراق کے لئے نہیں۔ چنانچہ علامہ قاضی بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ولکن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات ربھا دی ج اصلاً لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے تو اس کی طرف وحی کرتا ہے اور اسے بعض معیبات کی خبر دیتا ہے۔ امام بغوی فرماتے ہیں ولکن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء فیطلع علی بعض علم الغیب (معالم ج ۱ ص ۳۸۲) لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے منتخب فرمالیتا ہے تو اسے بعض علم غیب پر مطلع فرما دیتا ہے علامہ خازن لکھتے ہیں یعنی ولکن اللہ یبطلعی فیطلاع علی ما یشاء من غیبہ (خازن ج ۱ ص ۳۸۳) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اپنے جس بعض غیب کی چاہتا ہے اسکو اطلاع دے دیتا ہے اور علامہ ابن صفی لکھتے ہیں ولکن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء فیخبہ ببعض المعیبات (جامع البیان ص ۱۰۷) اور مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پٹی فرماتے ہیں۔ فیطلع علی البعض من علوم الغیب (حیاتنا تفسیر مظہری ص ۱۵۵) یعنی اللہ تعالیٰ جس کو رسول منتخب کرتا ہے اسے بعض غیب کی اطلاع دیتا ہے اور وہ بھی احیاناً یعنی کبھی کبھی۔ راجعاً اگر یہاں تمام قواعد عربیت اور اصول تفسیر کے خلاف الف لام استغراق کے لئے مان لیا جائے اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مالکان و مالکون کالکی اور تفصیلی علم غیب تھا تو اس سے مذکورہ بالا خوابیوں کے علاوہ قرآن مجید کی ان بہت سی آیتوں کی تکذیب لازم آنے گی جن میں نہایت صراحت سے حضور علیہ السلام کی ذات گرامی سے کلی علم غیب کی نفی کی گئی ہے مثلاً وَمَنْ حَوْلَکُمْ مِنْ الْأَعْرَابِ ابْطَغُوتَ وَمَنْ أَهْلُ الْمَدِیْنَةِ مُرَوِّدٌ عَلَى الْإِنْفَاقِ (النحلہم تغفل عنہم) اور کچھ تبارہ سے گرد و پیش والوں میں اور کچھ مدینہ والوں میں ایسے منافق ہیں جو نفاق کی حد کمال کو پہنچے جسے میں آپ بھی ان کو نہیں جانتے (کہ یہ منافق ہیں بس) ہم ان کو جانتے ہیں۔ اس آیت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحتاً مدینہ کے ان منافقین کی پہچان کی نفی کی گئی ہے جو اپنا نفاق چھپانے میں انتہائی حرص و احتیاط سے کام لیتے تھے یہ آیت سورہ توبہ کی ہے جو سورہ آل عمران کے بعد نازل ہوئی تھی تو اگر آل عمران کی آیت سے حضور علیہ السلام کے لئے کلی علم غیب ثابت کیا جائے تو سورہ توبہ کی بعد میں نازل ہونے والی آیت اس کی نفی کرنی ہے اور یہ کھلا ہوا تضاد ہے جس کا خدا کے کلام میں پایا جاننا محال ہے۔ لہذا صحیح بات یہی ہے کہ زیر تفسیر آیت میں نہ الف لام استغراق کیلئے ہے اور نہ ہی اس سے حضور علیہ السلام کے لئے مالکان و مالکون کالکی علم غیب ثابت ہے۔

۶۔ عَظَّمَ اللَّهُ عُقْبَتَكُمْ إِذْ نَزَلَ لَكُمْ رَسُولٌ مِنْكُمْ إِنَّكُمْ لَعَالَمُونَ (توبہ ۷) اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف رکھا، لیکن آپ نے انکو ایسی جلدی، اجازت کیوں دے دی جب تک آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور آپ جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو جنگ میں نہ لیکر نہ ہونٹ کی اجازت دے دی آپ نے ان کی چکی چھڑی باتوں سے واقعی ان کو مخدور سمجھ لیا حالانکہ وہ جھوٹے اور مکار تھے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ نازل فرمائی کہ آپ نے تمام فخر کرنے والوں کو کیوں اجازت دے دی یہاں تک کہ آپ کو عذر میں سمجھے اور جھوٹے کا علم ہو جاتا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو عذر میں سمجھے اور جھوٹے کی پہچان نہ تھی۔ یہ آیت بھی سورہ توبہ کی ہے۔

[illegible]

۴- سورہ منافقون جو آل عمران کے بعد نازل ہوئی ہے اس میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس واقعہ کی تفصیل کتب حدیث میں موجود ہے چنانچہ صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۴۷ پر ہے حضرت زید بن النعمان کہتے ہیں کہ ایک غزوہ میں میں نے عبداللہ بن ابی منافق کو کہتے سنا کہ سچمیر کے ساتھیوں کی مالی امداد دیتے ہو تو کہہ دو کہ وہ بھوکے مرتے اس کا ساتھ چھوڑ دو اور اب جب ہم مدینہ واپس جا رہے ہیں تو العیاذ باللہ ان کمینوں کو شہر سے نکال باہر کریں گے میں نے یہ باتیں حضور علیہ السلام تک پہنچی تیں تو آپ نے اس منافق کو بلا کر اس سے پوچھا تو وہ صاف کمر گیا۔ اور اس نے قسمیں کھا کھا کر اپنی سچائی کا پکو یقین دلادیا چنانچہ آپ نے میری مذہب اور اس کی تصدیق فرمادی جس سے مجھے بہت صدمہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقون کی ابتدائی آیتیں نازل فرما کر اصل حقیقت واضح فرمائی کہ ان منافقوں نے یہ باتیں کہی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے لفظ بلفظ ان باتوں کی تصدیق فرمائی جو میں نے بیان کی تھیں اور حضور علیہ السلام نے مجھے بلا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری باتوں کی تصدیق فرمادی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو اس واقعہ تک بھی کبھی غیب حاصل نہیں تھا۔ یہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے جو ۶ میں پیش آیا۔ تو یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آل عمران کی آیت میں استغراق مراد نہیں اور نہ ہی اس آیت میں آپ کے کبھی علم غیب کا کوئی ثبوت ہے۔

۵۔ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا أَوْ تَلْعَافًا أَوْ تِلْقَاءَ بَيْنِ الْمُؤْمِنِينَ وَالضَّرَّاءُ الْبَرِّ اللَّهُ دَرَسُو كَدًّا مِنْ قَبْلُ وَلِيَعْلَمَ مَا تَكْفُرُونَ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ
كَيْسَهُمْ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا (توبہ ع ۱۲) اور جنہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ اسلام کو مزید پہنچائیں اور اس میں بیٹھ کر کفر کی باتیں کریں۔ اور
ایمان والوں میں تفریق ڈالیں اور ان لوگوں کو گھات کی جگہ مہیا کریں جو پیغمبر سے اللہ اور اس کے رسول کے مخالفت ہیں اور وہ قسمیں کھا جائیں گے کہ بحرحصلیٰ کے ہماری اور کوئی نیت نہیں اور اللہ گوہری
دینا ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ آپ اس میں بھی نماز کے لئے، کھڑے نہ ہوں۔ ابو عامر ایک نہایت ہی خبیث اور مکابر پادری تھا۔ جو خود تو قصر روم کے پاس پہنچا تا کہ اس مسلمانوں کے خلاف اکادمہ جنگ کر سکے
اور مدینہ کے منافقین کو لکھا کہ وہ مسجد کے نام پر ایک عمارت بنائیں اور نماز کے بہانے اس میں جمع ہو کر اسلام کے خلاف سازشیں کیا کریں اور اس کے خفیہ خطوط بھی انکو اسی جگہ ملا کریں گے۔ نیز اگر کبھی وہ مدینہ

آیا تو اس کا قیام بھی نہیں ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے اس مقصد کے لئے ایک مسجد نما عمارت بنائی اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر لگے قسمیں کھانے کہ حضرت ہمارا ارادہ نیک ہے ہم صرف یہ چاہتے تھے کہ مسجد قیام سے دور رہے اور بڑھوں بچوں اور عورتوں کا دھان تک پہنچا دیا جائے اس لئے ہم نے یہ مسجد بنائی ہے تاکہ یہ لوگ اس میں آسانی سے نمازیں ادا کر سکیں اور ہماری دلی خواہش ہے کہ اس مسجد کا افتتاح آپ کی نماز سے ہو اس لئے آپ اس میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے چلیں اس وقت حضور علیہ السلام غزوہ تبوک کی ہم پر جارہے تھے اس لئے آپ نے ان سے وعدہ فرمایا کہ تنویر سے واپسی پر میں تمہاری نئی مسجد میں آؤں گا۔ اور اس میں نماز بھی پڑھوں گا۔ چنانچہ مفسران کثیر لکھتے ہیں ولوقت مات شاعر اللہ تعالیٰ اتیناکم فضیلتکم فیہ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۳۷) یعنی اگر انشاء اللہ اس مہم سے بحیرت واپس آ گئے تو تمہاری مسجد میں جا کر نماز پڑھیں گے۔ جب آپ غزوہ تبوک سے بحیرت واپس تشریف لے آئے تو دل میں ایسا بے ہودہ خیال آ گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو اصل حقیقت حال سے آگاہ فرمادیا تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع مغیبات کا علم تھا۔ اگر آپ کو کلی غیب ہوتا تو ان منافقین کی مکاری اور عیاری کا بھی آپ کو علم ہوتا اور آپ سبھی قرآن میں تشریف لے جا کر نماز پڑھنے کا وعدہ نہ فرماتے۔ مندرجہ بالا پانچ آیتیں سورہ آل عمران کے بعد نازل شدہ سورتوں کی ہیں اور ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلی غیب کی صاف صاف نفی ہوتی ہے لہذا معلوم ہوا کہ آل عمران کی اس آیت میں الغیب کا لغت لفظ استعمال کے لئے نہیں ہے اور نہ ہی یہاں الغیب سے ماکان و مایکون کا کلی غیب مراد ہے بلکہ لغت لفظ یہاں عہد کے لئے ہے اور الغیب سے احادیث بیوفائی کرنے والے منافقین کی پہچان مراد ہے حاصل یہ کہ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی پراستہ کرنا سراسر غلط اور باطل ہے ۲۴۳ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ تم کو اللہ تعالیٰ غیب پر مطلع نہیں کرنے کا ثواب تمہارے لئے صرف یہی چیز باقی رہ جاتی ہے کہ تم اللہ پر اور اس کے تمام رسول پر ایمان لاؤ اور اس پر قائم رہو تمہارا کام ایمان و تصدیق ہے نہ کہ علم غیب حاصل کرنے کی تن کرنا۔ اے علیکم التصدیق لا التشیوہ فی اطلاع الغیب (قرطبی ج ۴ ص ۲۹)

یہاں اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ ہی کو قادر مطلق مانو اور صرف اسے ہی عالم الغیب اور پوشیدہ باتیں جاننے والا سمجھو اور رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں اللہ نے ان کو اپنی رسالت کے لئے چنا ہے اور وہ عالم الغیب نہیں ہیں ان کو صرف اتنا ہی غیب معلوم ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کو بتادیا اور وہ اللہ کی طرف سے وحی کے بغیر دین میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ خاموا یا اللہ درسلہ بات تقدر وہ حق قدرہ و تعلمونہ وحدہ مطلع علی الغیب و ان تعلمونہم مناد لہم بات تعلموہم عباد محبتین لا یعلمون الا ما علیہم اللہ ولا یخبرون الا بما اخبر اللہ بہ من الغیب و لیسوا من علم الغیب فی شئ (بحر ج ۳ ص ۱۳۷) المہاد من الامات باللہ تعالیٰ ان یعلموہ وحدہ مطلع علی الغیب و من الامات برسلہ ان یعلموہم عباد محبتین لا یعلمون الا ما علیہم اللہ تعالیٰ ولا یخبرون الا ما یوحی الیہم فی امال شرائع (روح ج ۴ ص ۱۳۷) و ان تؤمنوا و تنفقوا الخ اور اگر تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر کما حقہ ایمان لے آؤ گے اور پھر اللہ کے اوامرو نواہی میں اس کی مخالفت سے بچو گے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و احسان سے تم کو اتنا بڑا اجر اور ثواب عطا کرے گا جو اندازے اور حساب سے باہر موضع قرآن ف جو کوئی زکوٰۃ نہ دے گا۔ اس کا مال اللہ دامن کرے گا۔ اور اس کے کلمے حیرے گا اور اللہ وارث ہے یعنی آخر تم مر جاؤ گے اور مال اسی کا ہو رہے گا تم اپنے ہاتھ سے دو تو لب پاؤ ف یہود نے جو یہ آیت سنی کہ اقرضوا اللہ کہنے لگے کہ اللہ ہم سے قرض مانگتا ہے تو اللہ محتاج ہے اور ہم دولت مند ہیں۔ فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی جو یہود شیندند اقرضوا اللہ لغت معنی ایم و خدا فقیر است ۱۲

لن تنالواہ ۲۰۰
۲۰۰
ال عمران ۳
فَامِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِۦٓ وَاِنْ تُوْمِنُوْا وَتَقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۱۸۹ وَلَا یُحْسِبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْجُلُوْنَ بِمَا
بڑا ثواب ہے ۱۸۹ اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس
اَتَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِۦٓ هُوَ خَیْرٌ اَلْهَمُّ بَلْ هُوَ
بہتر ہے جو اللہ نے ان کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے حق میں بلکہ یہ بہت بڑا ہے
شَرٌّ لَّہُمْ سَیْطُوْقُوْنَ مَا یُجْلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیَمَۃِ
ان کے حق میں ۱۹۰ طوفان بنا کر ڈال جائیگا ان کے گھروں میں وہ مال نہیں ٹھیکیا ختمائیت کے دن جسٹہ و
وَلِلّٰهِ مِیْرَاتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا
اور اللہ وارث ہے۔ آسمان اور زمین کا۔ اور اللہ جو کرتے ہو سو
تَعْمَلُوْنَ خَیْرٌ ۱۹۰ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ
جاتا ہے ۱۹۰ بیشک اللہ نے سنی ان کی بات جنہوں نے
قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَنَحْنُ اَغْنِیَآءُ سَنَكْتُبُ مَا
کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں ۱۹۰ اب تم لکھ رکھیں گے
قَالُوْۤا وَقَتْلَہُمْ الْاَنْبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَنَقُوْلُ
ہم ان کی بات اور جو خون کئے ہیں انہوں نے انبیاء کے ناحق اور کہیں گے
ذُوْۤقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۱۹۱ ذٰلِکَ بِمَا قَدْ مَتَّ
چھو عذاب جلتی آگ کا یہ بدلہ اس کا ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے
اٰیْدِیْکُمْ وَاَنْ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلّٰمٍ لِّلْعٰبِیْدِ ۱۹۲
سبھا اور اللہ ظلم نہیں کرتا۔ بندوں پر
الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ عٰہِدٌ اِلَیْنَا اَلَا تُوْمِنُ
وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم کو کہہ رکھا ہے کہ یقین نہ کریں

منزل ۱

علم الغیب فی شئ (بحر ج ۳ ص ۱۳۷) المہاد من الامات باللہ تعالیٰ ان یعلموہ وحدہ مطلع علی الغیب و من الامات برسلہ ان یعلموہم عباد محبتین لا یعلمون الا ما علیہم اللہ تعالیٰ ولا یخبرون الا ما یوحی الیہم فی امال شرائع (روح ج ۴ ص ۱۳۷) و ان تؤمنوا و تنفقوا الخ اور اگر تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر کما حقہ ایمان لے آؤ گے اور پھر اللہ کے اوامرو نواہی میں اس کی مخالفت سے بچو گے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و احسان سے تم کو اتنا بڑا اجر اور ثواب عطا کرے گا جو اندازے اور حساب سے باہر موضع قرآن ف جو کوئی زکوٰۃ نہ دے گا۔ اس کا مال اللہ دامن کرے گا۔ اور اس کے کلمے حیرے گا اور اللہ وارث ہے یعنی آخر تم مر جاؤ گے اور مال اسی کا ہو رہے گا تم اپنے ہاتھ سے دو تو لب پاؤ ف یہود نے جو یہ آیت سنی کہ اقرضوا اللہ کہنے لگے کہ اللہ ہم سے قرض مانگتا ہے تو اللہ محتاج ہے اور ہم دولت مند ہیں۔ فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی جو یہود شیندند اقرضوا اللہ لغت معنی ایم و خدا فقیر است ۱۲

ہوگا۔ لایکتہ دلائل فی الدنیا والآخرۃ (روح ج ۳ ص ۱۳۱) خلاصہ ماقبل۔ شنبہ متعلقہ جہاد کا بالتدریج جواب ارشاد فرمایا۔ پہلے اذہمت طائفہ سے لعلکم تشکرت (ع ۱۳) تک فرمایا کہ تم کو کب بے یار و مددگار چھوڑا ہے میدان احد میں بھی تمہاری مدد کی تم میں سے دو قبیلوں نے بزدلی دکھانے اور جنگ میں شریک ہونے کا ارادہ کر لیا تو اللہ نے ان کو تھام لیا اور ان کی ہمتیں مضبوط کر دیں اور اس سے پہلے جنگ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تمہارا ہی کم اور بے سروسامان تھے۔ لیکن پھر بھی اللہ نے تم کو قہیب فرمایا۔ اس کے بعد ع ۴ میں علی سبیل الترقی فرمایا دلتک الایام تداد لہا بیت الناس ویعلمہ اللہ الذین استوا الخ یہ شکست اللہ کی حکمت بالذکر کا عین مقتضا تھی اللہ تعالیٰ مخلص مومنوں اور منافقوں کے درمیان امتیاز کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اگر احد میں تمہیں مالی اور جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ تو تمہارا کیا تمہارے دشمن بھی تو تمہارے ہاتھوں اس قدر نقصان اٹھا چکے ہیں۔ آخر میں اس سے ترقی کر کے فرمایا دلتک مددکم اللہ وعدہ الخ (ع ۱۴) یہ شبہ کا اصل جواب ہے یعنی اللہ نے تو اپنا وعدہ پورا فرما دیا اور وعدہ کے مطابق تمہاری امداد فرمائی اور تم کو فتح بھی دے دی۔ لیکن تمہاری کوتاہی اور امر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے تمہاری فتح شکست میں بدل گئی۔

اب تک چار فرقوں کا ذکر آچکا ہے (۱) مومنین مخلصین (۲) منافقین طاعینین (۳) شہداء اور (۴) حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ولا تفتنوا ولا تحزنوا الخ (ع ۱۲) سے بیغشی طائفہ متکلم (ع ۱۶) تک مخلصین کا ذکر ہے جس میں ان کو جزیریں بھی ہیں اور قتال و اتفاق کی ترغیبیں بھی ان کی کوتاہیوں پر عقوبت و گزند کا اعلان بھی تاکہ ان کی ان فروگزاشتوں کی بنا پر کوئی ان کے خلاف زبان طعن نہ کھولے اس لئے ایک ہی رکوع میں دو دفعہ اعلان فرمایا دلتک مددکم اللہ وعدہ الخ (ع ۱۴) پھر قیاس حتمہ صحت اللہ سنت لہما الخ (ع ۱۵) سے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مشفقانہ برتاؤ کی تعریف و تحسین فرمائی کہ جن کی غلطی شکست کا سبب بنی اور اسی طرح جو مسلمان شکست خوردہ ہو کر بھاگے ان پر سختی نہیں فرمائی۔ بلکہ پیار و محبت سے ان کی دلجوئی کی نذر میں ان کے بارے میں کدورت باقی رکھی اور نہ زبان سے سختی کی۔ فرمایا آپ کی نرم خوئی اور مشفقانہ برتاؤ سب آپ پر اللہ کی مہربانی ہے کہ اس نے آپ کو ایسے کریمانہ اخلاق کی دولت عطا فرمائی ہے اگر آپ ان سے سختی کا برتاؤ کرتے تو وہ سب بدول ہو کر آپ سے برگشتہ ہو جاتے آخر میں ارشاد ہوا کہ آپ ان سے درگزر فرمائیں اور آئندہ کے لئے امور میں ان سے مشورہ کریں تاکہ زمین ان کی دلجوئی ہو جائے اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ اگر ماتحتوں سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو ان سے سختی نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان سے نرمی اور شفقت کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ اور طائفہ قداہتمہم الفصل (ع ۱۸)

سے ان کتنے مدحیہ ملک منافقین کے مختلف حالات بیان کئے ہیں اور درمیان میں ان کو زجر فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ووشفق و مہربان ہستی جو نہ دل میں کسی کے خلاف کبرہ رکھے اور نہ زبان سے سختی کرے کیا اس پر غیبت کا طعن کرتے ہو لقد صحت اللہ علی المؤمنین الخ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اس پر طعن کرنے کی بجائے ہمیں تو اس نعمت عظمیٰ کا شکرا ادا کرنا چاہیے۔ ولا تحسب الدین قتلا سے لا یضیع اجر المؤمنین تک اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کی فضیلت اور ان کے ثواب کا ذکر ہے پھر الذین استجابوا سے قتلہ اجر عظیمہ (ع ۱۸) تک تین چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلے تمام مومنین مخلصین کی شان اور ان کی تعریف فرمائی جو اللہ کی راہ میں لڑے۔ زخموں پر زخم کھائے اور عزیزوں کی شہادت کے صدمات برداشت کئے۔ پہلے ان کو جزیریں کی تحسین یہاں ان کی دلجوئی فرمائی تاکہ ان کے زخمی دلوں کی مرہم پٹی ہو جائے پھر ولایین تک سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ آپ ان شہیدانہ فتنوں کا غم نہ کریں یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے ان کے بعد منافقین اور مشرکین کو زجر فرمایا اور ان کو عذاب اخروی سے تحویل فرمائی تاکہ وہ دلائل بحسب سے واللہ بما تفلحون خبیثہ تک مضمون اتفاق کا پہلی بار اعادہ ہے۔ یہاں جہاد میں خرچ کرنے کی ترغیب فرمائی ہے یعنی تم اللہ کی راہ میں خرچ کیوں نہیں کرتے ہو۔ یہ سب کچھ دیا ہوا تو اللہ ہی کا ہے پھر اس کا دیا ہوا مال اسی کی راہ میں خرچ کرنے سے نکل کرنا بہت ہی بات ہے۔ آخر تم مرو گے اور سب کچھ دنیا میں چھوڑنا ہو گے۔ باقی تو صرف اللہ ہی رہے گا۔ سورہ آل عمران اور سورہ بقرہ میں مضمون اتفاق کی آیتوں سے اس آیت کا ربط اس طرح ہے۔ سورہ بقرہ میں ایک جگہ فرمایا واتفقوا فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر فرمایا مت ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا۔ آل عمران میں علی سبیل الترقی فرمایا لا تاكلوا الریبا امتعا قما مضاعفۃ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تو درکنار تم تو قرضہ بھی سود کے بغیر نہیں دیتے ہو۔ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ تم ہر حال میں رتی السراۃ والقرعۃ اللہ کی توجہ اور اس کے دین کی خاطر مال خرچ کرتے اور توجہ کو ماننے والوں کی غلطیوں پر غصہ نہ پڑتا اور ان سے درگزر کرتے۔ اب یہاں فرمایا یاد رکھو اگر اللہ کی راہ میں مال خرچ نہ کیا۔ اور اگر بخل ہی کرتے رہو گے تو آخرت میں اس کی سزا پاؤ گے اور اس کا برا نتیجہ بھگتو گے وجہ الارتباط انہ تعالیٰ لما یلغ فی القہر یض علی بذل الاسواح فی الجہاد وغیرہ شرع ہفتا فی القہر یعنی علی بذل

المال و بین الوعیۃ الشدید ملت یجمل الخ (روح ج ۳ ص ۱۳۱) یہاں لا یحسب کا پہلا مقول محذوف ہے یعنی البخل اور خیر الہم اس کا دوسرا مقول ہے اور ہو ضمیر فضل ہے قال الخلیل وسیبہ والقرعۃ المعنی البخل خیر الہم ای لا یحسب البخلوت البخل خیر الہم قرطبی ج ۳ ص ۲۹) بخل اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے اپنے فعل بخل کو اپنے حق میں مفید سمجھتے ہیں کیونکہ وہ تاوان خیال کرتے ہیں کہ خرچ کرنے سے مال کم ہو جائے گا۔ لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے۔ بخل ان کے لئے مفید نہیں بلکہ سخت مضر اور ہی چیز ہے جیسا کہ آیت کے اگلے حصہ میں بیان فرمایا ہے بے بخل کے مضر اور مشرک ہونے کا بیان ہے اور بخل کرنے والوں یعنی مال کی ذکات ادا نہ کرنے والوں اور جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ نہ کرنے والوں کے لئے تحویل اخروی ہے یہ آیت اپنے ظاہر پر محمول ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت اناہ اللہ ملافلہم یؤد دن کو تھوڑے ضلک لہ مالہ شجاعت اقراء لہا بیبیتات بطوقہ یوم القیمۃ یاخذہ بلہمتہ منیہ یعنی شد قیہ یقولہ انا مالک انا کثرک لہ تلاہذہ الخ (بخاری ج ۲ ص ۲۵۵) جس کو اللہ نے مال دیا لیکن اس نے اس کا حق ادا نہ کیا تو قیامت کے دن اس کا مال گنجلے اڑوا کی صورت میں منسل کیا جائے گا۔ جس کی آنکھوں پر سیاہ نقطے ہوں گے اور وہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور اس کے دونوں جڑوں کو پکڑ کر اس سے کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی لے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ہر چیز کا مالک اللہ ہے۔ یہ تمام اموال و املاک جو ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتے چلے آ رہے ہیں یہ سب اللہ ہی کی عطا کردہ ہیں اور آخر کار یہ تمام مدعی مرکب جائیں گے اور صرف اللہ ہی باقی رہے گا۔ جب یہ تمام اموال اللہ کی ہیں۔ اسی کے عطا کردہ ہیں اور انجام کار بھی اسی کی رہیں گی تو پھر ان چیزوں کے خرچ کرنے میں بخل کرنا اور وہ بھی اللہ کی راہ میں اور بھی مذموم اور بری بات ہے۔ لے یہ ترغیب علی الانفاق اور تحویل اخروی کے بعد منافقین یہود و کاشکوی ہے جب اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے کی اترضوا اللہ قرضا حسنا سے ترغیب دی تو وہ آراہ

استہزاء و تمسخر کہنے لگے کہ اللہ محتاج ہے اور ہم دولت مند ہیں کیونکہ وہ ہم سے قرض مانگ رہا ہے سنکتب ما قاتلوا یہ تحویل اخروی ہے اور یہاں سین تاکید کے لئے ہے اور کھنے کی نسبت اللہ کی طرف معاذی ہے یعنی جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم ضرور کراما کا تین کو اسے لکھنے کا حکم دیں گے اور اسے ضرور قلمبند کر لیا جائے گا۔ ای تأسر الحفظۃ باشیات قولہم الخ قرطبی ج ۳ ص ۲۹) والسیۃ للتاکید ای لن یقوتنا ابدات دینہ و اشباتہ الخ (روح ج ۳ ص ۱۳۱) دلتکمد الانبیاء بغیر حق یہ ما قاتلوا پر معطوف ہے یعنی ہم نے

ان کا مذکورہ بالا قول اور قتل انبیاء علیہم السلام اور ان کے قتل پر رضا مندی کا جرم بھی ان کے اعمال ناموں میں ثبت کر لیا ہے قیامت کے دن وہ خود ہی اپنے اعمال نامے پڑھ لیں گے اس وقت ان کے عذاب میں اضافہ کرنے اور ان کی حسرت و یاس بڑھانے کے لئے ان سے کہا جائے گا کہ اب اپنے ان سابقہ گناہوں کی پاداش میں جہنم کا عذاب چکھو یہاں تک یہودی کے لئے وعید اور تحویل آخری ہے ذالک بما قتلتم ابداً بیکم وان الله لیس بظلام للعبد یہ ماقبل ہی کا تتمہ ہے اس میں بیان فرمایا کہ سزا ان کے خود کردہ گناہوں کی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں رہے بندوں کو ناحق سزا دے۔ ۱۸۷ آیت پہلے الذین قاتلوا سے بدل ہے اور اس میں یہودی کے ایک قول باطل اور ان کے ایک صریح بہتان کا شکوہ ہے جہاں انہوں نے ازراہ تسخیر یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ محتاج ہے جو بندوں سے خیرات مانگا ہے وہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ پر یہ صریح بہتان بھی باندھا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ جب تک کوئی پیغمبر ہمیں یہ معجزہ نہ دکھائے کہ آسمان

ال عملی ۳

۲۰۲

لن تنالواہم

رَسُولٍ حَتَّى يَأْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ

کسی رسول کا جب تک نہ لاوے ہمارے پاس قربانی کہ کھا جائے اس کو آگ مٹائے گو کہ

جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالَّذِي قُلْتُمْ

تم میں پہلے کئے رسول مجھ سے پہلے نشانیاں لے کر اور یہ بھی جو تم نے کہا پھر ان کو کہوں

فَلَمْ قَتَلْتُمُوهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۱۸۳ اِنْ كَذَّبُوْكَ

تم نے قتل کیا تم نے اگر تم سچے ہو مٹ جائے پھر اگر یہ جھوٹا کہو

فَقَدْ كَذَّبَ رَسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَ

تو پہلے بھی سے جھٹلائے گئے بہت رسول جو لائے نشانیاں اور

الْزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۱۸۴ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

صحیفے اور کتاب روشن ۱۸۴ ہر جی کو چھینی ہے موت

وَاِنَّمَا تُوقُونَ اُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ طَمَسَ زُحْرَ

اور تم کو پورے بدلے میں گئے قیامت کے دن ۱۸۵ پھر جو کوئی دوزخ

عَنِ النَّارِ وَاَدْخَلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ

کیا گئی دوزخ سے اور داخل کیا گئی جنت میں اس کا کام تو بن گیا اور نہیں دوزخ کا

الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۱۸۵ لَتَكُنَّ فِيْ اَمْوَالِكُمْ

دنیا کی مگر پوچھنی دھوکے کی ۱۸۵ اللہ تمہاری آزمائش ہوگی مالوں میں

وَاَنْفُسِكُمْ فَفَقُولُوا لِمَنْ اَشْرَكْنَا مِنْ اِلٰهِنَا اَوْ تَوَالِكُمْ

اور جانوں میں ۱۸۶ اور اللہ سنو گے تم اگلی کتاب دلوں

مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنْ اِلٰهِنَا اَشْرَكُوا اَذَىٰ كَثِيرًا وَاِنْ

سے اور شرکوں سے بدگونی بہت اور اگر

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ اَلْمُؤْمِرِ ۱۸۶

تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو یہ بہت کے کام ہیں ۱۸۶

منزل ۱

سے آگئے اور اس کی قربانی کو کھا جائے اس وقت تک ہم اس پر ایمان نہ لائیں اس سے ان کا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت

پر طعن کرنا تھا کہ چونکہ آپ نے ایسا کوئی معجزہ نہیں دکھایا اس لئے آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں (یہاں اللہ نے یہودی کے کہنے کو پہلے بغیر

تو قربانی کا گوشت نہیں کھاتے تھے لیکن یہ قربانی کا گوشت کھاتے تھے اور پہلے رسولوں کی مخالفت کرتا ہے اس لئے یہ کس طرح رسول

ہو سکتا ہے۔ اسی لئے ہم اس کے پیش کردہ مسئلہ توحید کو بھی نہیں مانتے دعویٰ اولئک الیہود ہذا العهد من

مفتویٰ مقدمہ (روح جم ۱۷۹) یہ یہودیوں کے کذب و افتراء و شکوہ اور ان کے مطالبہ کا جواب ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ ان کو یہ جواب دیں کہ مجھے پہلے اللہ تعالیٰ کے کئی رسول تمہارے پاس آئے اور انہوں نے تمہیں کسی معجزے

بھی دکھائے اور خاص طور پر جس معجزے کا تم اب مطالبہ کر رہے ہو یعنی آسمانوں سے آگ اترے اور قربانی کی چیز کھا جائے، وہ بھی نہیں

دکھایا گیا۔ لیکن اس کے باوجود تم نے ان رسولوں کو نہ مانا بلکہ ان میں سے کئی ایک کو تمہارے باپ دادا سے قتل بھی کر دیا اس لئے تمہارا مخصوص

معجزہ سے کام لینا تلاش حق اور طلب ہدایت پر مبنی نہیں بلکہ خفقت و تحنت اور ضد کی وجہ سے تم یہ مطالبہ کر رہے ہو اگر تم اپنے مطالبہ میں صادق

ہوتے اور تم سچائی اور ہدایت کے طالب ہوتے تو ان رسولوں کو مان لیتے اور ان پر ایمان لے آتے، ان کی تکذیب نہ کرتے اور نہ ان کو قتل کرتے

ان کو قتل کرتے قاصصی ان ہذا متکم معشر الیہود تعلل وتعتل وجاء بالقرابات لتعللوا بغير ذالک مما لاقوا منہم

بمخرج ۳ ص ۱۳۲) اعلم انہ تعالیٰ بیت ہذا الدلائل انہم یطلبون ہذا المعجزۃ لاعلیٰ سبیل الاستنشاہ بل علی سبیل

التعتل الخ (بمخرج ۳ ص ۱۳۳) یہ ایک طرف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیم ہے اور دوسری طرف جھٹلانا

کے لئے زبرد تو بیخ ہے۔ فرمایا اگر یہ اہل کتاب آپ پر ایمان نہیں لاتے اور آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ اس سے غمگین اور دلگیر

نہیں اس قسم کے ضدی اور متعت لوگ پہلے رسولوں کے وقت بھی موجود تھے اور انہوں نے بھی ان کی تکذیب کی حالانکہ وہ تمام پیغمبر دلائل و معجزات اور اللہ کی طرف سے نور ہدایت پھیلانے والی کتابیں لے کر آئے تھے اس لئے یہ معاملہ تو پہلے انبیاء علیہم السلام کو بھی پیش آ

موضع قرآن ص بعضے رسولوں سے معجزہ ہوا تھا کہ کچھ چیز اللہ کی نیا رکھی پھر آسمان سے آگ آئی اس کو کھا گئی تب وہ قبول ہوئی۔ اب یہودی بہانے پکڑتے تھے کہ ہم کو حکم ہے کہ جس سے یہ معجزہ نہ دیکھیں اس پر یقین نہ لادیں اور یہ بھولے بہانے تھے بہرہی کو معجزہ ملا ہے جدا سب کو ایک ہی معجزہ کیا لازم ہے۔

فتح الرحمن ص یعنی گو سفندی از غیب آتش اور ابردار ۱۲

چکا ہے۔ ذی ذالک کمال تو بیچھمہ و توضع صد قد صلی اللہ علیہ وسلم و تسلیۃ لہ یس فوقہا تسلیۃ روح ج ۳ ص ۲۸۱ یہاں دوبارہ مضمون جہاد کا اعادہ ہے اور جہاد کرنے کی ترغیب فرمائی ہے کہ جہاد میں شریک نہ ہونے کی وجہ تو یہی کہتی ہے کہ اس میں موت کا ڈر ہے کہ کہیں مارے نہ جائیں لیکن یاد رکھو موت کا مرتبہ تو ہر کسی کو چھٹا ہے اور موت ہر حال میں آئے گی خواہ تم گھروں میں بیٹھے رہو یا قتال میں شرکت کرو اس لئے تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم جہاد کرو کیونکہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بہت بڑی نیکی اور اعلیٰ درجہ کا نیک عمل ہے اس کے دینی فوائد مثلاً اپنے مال و جان، عزت و اکبر و اور ملک و ملت کی حفاظت اور مال غنیمت وغیرہ کے علاوہ آخرت میں بھی تمہیں اس کا پورا پورا اجر و ثواب ملے گا۔ حق تعالیٰ ج عن الناس الخ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اگر اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تو یہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے ۲۸۲ یہ مضمون اتفاق کا دوسری بار اعادہ ہے یعنی دولت و دنیا تمہیں اس قدر محبوب ہے کہ تم اسے اللہ کی راہ میں بھی خرچ نہیں کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ یہ دولت تم کو کچھ فائدہ دے گی لیکن سن لو یہ دنیا کی زندگی اور اس کا ساز و سامان اور مال و متاع بالکل عارضی اور فانی ہے اور اگر آخرت پر جو تمہیں اللہ کی راہ میں مال و جان دینے سے حاصل ہو گا اس چند روزہ دینی عیش و عشرت کو کیوں ترجیح دیتے ہو یہ سراسر دھوکے کا سودا ہے جو اپنی ظاہری خوب صورتی سے تم کو آخرت سے غافل کر رہا ہے وہاں فقہ الحیۃ الدنیا لا یفیع الخ درای فقہ یعقل

عین النفع الحقیقی لدوامہ و ہوا النفع فی الحیاۃ الاخریۃ (مخرج ۳ ص ۱۳) ای تعذر المومن و تحدد عمره فیغن طول البقاء وھی قانیۃ (قرطبی ج ۳ ص ۲۸۳) یہاں تیسری بار مضمون اتفاق و قتال کا لغت و نشر مرتب ملے طور پر اعادہ کیا گیا ہے۔ فرمایا ابھی تم پر مال و جان کے سلسلے میں کئی امتیازات آئیں گے۔ مال میں امتیاز یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ اور دیگر کارنامے خیر میں مال خرچ کرنے کا حکم ہو گا۔ یا مال پر آفات و بلیات آئیں گی اور جان میں ابتلا یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہو گا۔ قتل و جراح، قید و بند اور دیگر مصائب کا سامن کرنا پڑے گا۔ ای تختہ بخت (فی اموالکم) بالاتفاق فی سبیل اللہ و بما یقع فیہا من الاذات (ذی انفسکم) یا تقتل یا لا یسر و الحیاح و ما یورد علیہا من انواع المعاقب و المصائب (مبارک ج ۱ ص ۱۵) اسلئے ان امتیازات کے لئے تیار ہو جاؤ اور ان تکالیف کو برداشت کرنے کے لئے اپنی بہمتوں کو آمادہ کرو و لیستمعن من الذین ادقوا الکتاب الخ یہ بھی ابتلا ہی کی ایک صورت ہے الذین ادقوا الکتاب سے یہود و نصاریٰ اور الذین اشروا سے مشرکین عرب مراد ہیں اور اذیٰ کثیرا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں توہین آمیز کلمات، ہجو، یہ نظیں، اسلام اور مسلمانوں پر طعن و تشنیع اور ان کا تمسخر مراد ہے۔ من الطعن فی الدین الخنیف و القدر ج فی احکام الشراء البشرف و صدمت

۱۶ جہاد و جہان پہلو
۱۷ جہاد و جہان پہلو
۱۸ جہاد و جہان پہلو
۱۹ جہاد و جہان پہلو
۲۰ جہاد و جہان پہلو

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
اور جب اللہ نے عہد کیا کتاب والوں سے کہ اس کو بیان کرو
لَتُبَيِّنَنَّ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ نَقَبْذُوهُ وَرَاءَ
کے لوگوں سے اور نہ چھپاؤ گے ۲۸۵ پھر پھینک دیا انہوں نے
ظُهُورَهُمْ وَاشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبُئْسَ مَا
وہ عہد اپنی پیٹھ کے پیچھے اور خرید کیا اس کے بدلے حقوڑا سامان سو کیا بڑا ہے جو
يَشْتَرُونَ ۱۸۷ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا آتَوْا
خریدتے ہیں تو نہ سمجھو کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور
وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا صَ فَلَا
تعریف چاہتے ہیں بن کئے پر ۲۸۶ سومت
تَحْسَبُهُمْ مِمَّا فَاَزَاةَ مِنَ الْعَذَابِ ۱۸۸ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
سمجھو ان کو کہ چھوڑا گئے عذاب سے اور ان کے لئے عذاب ہے دردناک ۲۸۷
وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر
قَدِيرٌ ۱۸۹ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ
قادری ہے ۲۸۸ بیشک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور
النَّيْلِ وَالنَّهَارِ آيَاتٍ لِلأُولَى الْكِتَابِ ۱۹۰ الَّذِينَ
دن کا آنا جانا اس میں نشانیاں ہیں کتاب والوں کو ۲۸۹ وہ جو
يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَ
یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کر دھڑ پر بیٹھے اور
يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا
فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں ۲۹۰ ہمتیں اے رب

۱۹
ع
۱۰

اس اداات یوم و تحفۃ من امن و ماکات من کعب بن الاشرف و امراہ من ہجاء المؤمنین الخ (ابو السعود ج ۳ ص ۱۶) یعنی تم اہل کتاب اور مشرکین کی زبانوں سے بہت کچھ طعن و ملامت اور تحقیر و تذلیل کی باتیں سنو گے اور یہ کسی تمہارے حق میں ایک امتحان ہو گا۔ ان دشمنان دین اور اعداء اسلام کی باتیں سن کر تم بد دل مت ہونا۔ نہ ہمت ہارنا اور نہ

موضع قرآن ص دہی یہود سے غلط تہمت اور شہوتیں کھاتے اور پیغمبر کی صفت چھپاتے پھر خوش ہوتے کہ ہم کو کوئی پکڑ نہیں سکتا اور امید رکھتے کہ لوگ ہماری تعریف کریں کہ خوب عالم دین دار و حق پرست ہیں۔ مٹ یعنی نبی سے معجزہ مانگنا کیا مفرد جوابات وہ کہتا ہے یعنی توحید کی نشانیاں سارے عالم میں نمودار ہیں۔

ہی ان کی باتوں سے مشغول ہو کر سنجیدگی اور تقویٰ کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا اور ان تمام امتیازات کا صبر و تحمل اور متانت سے مقابلہ کرنا ۲۸ اس میں ایمان والوں کو بوقت ابتلا و امتحان جرات و شجاعت سے کام لینے اور اہل کتاب اور مشرکین کی طرف سے دی گئی تکلیفوں پر صبر و ثبات کا دامن تھامنے کی تلقین کی گئی ہے ذالک سے صبر و تقویٰ کی طرف اشارہ ہے اور عزم ال مور میں عزم مصدر بمعنی اسم مفعول ہے اور عزم الامور سے مراد وہ کام ہیں جو نہایت اہم اور تاکید ی ہوں اور جن کو بجالانے کا ہر ایک کو عزم اور پختہ ارادہ کرنا چاہیے۔ ای الامور التي ينبغي ان يعين بها كل احد (روح ج ۳ ص ۱۳۸) یہ جملہ جواب بشرط تقدیر کی علت ہے اور اس کے قائم مقام ہے ای وان نصبر وما انتقوا فهو خير لكم خات ذالک مع عزم الامور (ابو السعود ج ۳ ص ۱۳۸) اس سے موجودہ دور کے مبلغین توحید کو سبق حاصل کرنا چاہیے اگر آج کل کے مشرک مولوی، پیر اور گدی نشین ان کو گالیاں دیں، ان پر طعن و تشنیع کریں اور ان کو بے ادب اور

لن تنالوا ۴ ۲۰۴ ۱۱ عمران ۳

خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ۱۹۱ سُبْحَنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۱۹۲ رَبَّنَا
 ہمارے تو نے یہ عبت مٹ نہیں بنایا تو پاک ہے سب عیبوں سے ہو کر بجا دوزخ عذاب و آگ ہے
 اِنَّكَ مَنْ تَدْخُلُ النَّارَ فَقَدْ اخْرَيْتَهُ ۱۹۳ وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ
 رب ہمارے جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا سو اس کو رسوا کر دیا اور ہمیں کوئی گنہگاروں کا
 مِنْ اَنْصَارٍ ۱۹۴ رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْاِيْمَانِ
 مددگار ۱۹۴ اے رب ہمارے ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان
 اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۱۹۵ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا
 لانے کو ۱۹۵ اے ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے۔ اے رب ہمارے صاحب بخش دے گناہ ہمارے
 وَكُفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۱۹۶ رَبَّنَا وَ
 اور دور کر دے ہم سے برائیاں ہماری اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کیساتھ اے رب ہمارے
 اٰتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۱۹۷
 اور دے ہم کو جو وعدہ کیا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطے سے اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن
 اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۱۹۸ فَاَسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّي
 بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ۱۹۸ پھر قبول کی ان کی دعا مان کے رب نے کہ میں
 لَا اُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذِكْرٍ اَوْ اُنْثَىٰ ۱۹۹ بَعْضُكُمْ
 ضائع نہیں کرتا محنت کسی محنت کرنے والے کی تم میں سے مرد ہو یا عورت تم آپس میں
 مِّنْ الْبَعْضِ ۲۰۰ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ
 ایک ہو پھر وہ لوگ کہ ہجرت کی انہوں نے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے
 وَاُوْدُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقَتْلُوْا وَاُقْتُلُوْا لَا كُفْرَانَ عَنْهُمْ
 اور تائے گئے میری راہ میں اور لڑنے اور مارے گئے البتہ دور کر دوں گا میں ان سے برائیاں
 سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخْلَ لَهُمْ جَنَّتٍ ۲۰۱ فَمَنْ لَّيْسَ مِنْهُمْ لَمْ يَحْزَنْهَا اِلَّا نَهْرٌ
 نکل اور داخل کروں گا ان کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔

منزل ۱

گناہ پکڑ بدنام کر لینی کوشش کریں تو انہیں بھی پرواہ کئے بغیر صبر و تحمل اور ثبات و استقلال سے اپنا کام جاری رکھنا چاہیے ۲۸ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے پہلے مومنوں کو تشبیح و دلائل کی اہل کتاب اور مشرکین کی طرف سے دی گئی ایذاؤں پر صبر کریں اب یہاں اہل کتاب کے لئے زہر کا ذکر فرمایا کہ ہم نے ان سے عہد کیا تھا کہ وہ حق یعنی مسلمہ توحید کو مانیں گے اور اسے بیان کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں لیکن انہوں نے اس عہد و میثاق کی کوئی پروا نہ کی نہ بندہ وہ دس آئمہ ظہریں ہمہ فہم و میثاق کی طرف راجع ہے انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا اور اس کی پابندی نہ کی داشتہ اب نہ تھا قلیلہ بہ کی ضمیر الکتاب کی طرف راجع ہے جس کتاب کو کھول کھول کر بیان کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس کتاب کو بیان کرنے کی بجائے اسے عوام سے پوشیدہ رکھا۔ اور کوئی سق بات ان کے کانوں تک نہ پہنچنے دی اور یہ سب کچھ محض دنیا سے دنی کی حقیر دولت اور دنیا کی فانی اور عارضی عیش اور اپنی گدیوں کی حفاظت کی خاطر کیا۔ اس آیت میں خالص طور پر علماء پر ہجو و مرادیں یعنی فحش و ناشی و اہمات الاحباس (ابن جریر ج ۳ ص ۱۳۸) یہ لوگ محض اپنی دنیوی ریاست عزت و وقار اور نذر و نیاز کی آمدنی کی حفاظت کے لئے حق چھپاتے تھے اور عوام کو اونہا کر غلط راہ پر ڈال رکھا تھا۔ ۲۸ اس کا تعلق ولا تکتونہ سے ہے اور ما اتوا سے کتمان حق اور تخلف کا فعل مراد ہے یعنی پہلے تو ان علماء اہل کتاب نے عہد کیا تھا کہ وہ حق بیان کریں گے مگر اب وہ ایک طرف تو عہد شکنی کر کے حق چھپا رہے ہیں اور پھر اس فعل پر خوش بھی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کی مدح سرائی ہو اور ان کی حق بیانی دیانت و امانت اور ان کے علم و فضل کی تعریف کی جائے قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ہما لیسوا بحدیث و لا یتواذوا و قد حوا بذا انک و احبوا ان یوصفوا بالدیانتہ و الفاضل (ابو السعود ج ۳ ص ۱۳۸) یہ علماء یہود کے لئے تخیل و خرد ہے اور اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر مخاطب سے ان کی ظاہری شان و شوکت اور مٹاٹھ سے کوئی یہ انداز نہ کر بیٹھے کہ شاید آخرت میں بھی یہ لوگ عیش میں ہوں گے بلکہ اس بات کا تو کسی کے ذہن میں لگان اور خیال بھی نہ آنے پائے کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے بلکہ انہیں مفسدانہ اور گمراہانہ کارروائیوں کی ضرورت سزا ملے گی جو بہت ہی دردناک ہوگی (شاخیرات لہم عذابا الیم بما اتعدوا

موضع قرآن مٹ عبت نہیں بنایا یعنی اس عالم کا انتہا ہے دوسرے عالم میں۔

فتح الرحمن مٹ یعنی بغیر تدبیر بلیغ ۱۲

سُورَةُ آلِ عَمْرَانٍ مِثْلَ آيَاتِ تَوْحِيدٍ
مع مختصر کے خلاصجات

- [illegible]

(بعون اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران کی تفسیر ختم ہوئی۔ ۱۷ شوال ۱۳۸۲ھ بروز بدھ بوقت گیارہ بجے دن۔)

رابطہ | سورۃ نساہ کو سورۃ ال عمران سے دو طرح کا رابطہ ہے ایک اسمی دوسرا معنوی۔

سہمی رابطہ۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ فاتحہ سے مائدہ تک سورتوں کا اسی ربط اس طرح ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ وَلَا نَعْبُدُ وَلَا نَسْتَعِیْنُ الْبَقَرَةَ كَمَا فَعَلَتِ الْیَهُودُ وَ النَّمْشِرُ كَوْنٌ وَلَا اِلٰہَ اِغْمَرَانِ كَمَا فَعَلَتِ النَّصَارٰی وَ نُوَدِّیْ حَقُّوْا الْیَسَآءَ الْاَلْهَمُ فَاَنْزِلْ عَلَیْنَا مَا نَدْعُ اِلَیْكَ وَ اِنْعَامِكَ وَ رَحْمَتِكَ (اے اللہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم نہ گائے کی عبادت کریں گے نہ اسے پکاریں گے جیسا کہ یہود اور مشرکین نے کیا اور ہم نہ آل عمران کو پکاریں گے جیسا کہ عیسائیوں نے کیا۔ اور ہم عورتوں کے حقوق ادا کریں گے۔ اے اللہ ہم پر اپنی رحمت و برکت کا دستبرخوار نازل فرما)

معنوی ربط۔ سورہ بقرہ میں چار بنیادی مضامین (توحید، رسالت، جہاد، انفاق) بیان کئے گئے تھے اور ان کے ساتھ ساتھ امور انتظامیہ اور امور مصلحہ بھی مذکور تھے۔ بقرہ میں توحید کا بیان اور مشرک کا رد بہر پہلو سے تھا۔ نفی شرک فعلی، نفی شرک اعتقادی اور نفی شفاعت قہری۔ سورہ آل عمران میں توحید و رسالت سے متعلق شبہات کا ازالہ کیا گیا اور شرک اعتقادی کی نفی کی گئی جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی۔ اب مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر منظم کرنے کے لئے سورہ نساء میں تفصیل سے امور انتظامیہ بیان کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی ایک مصلح یعنی نماز کا ذکر کیا گیا ہے؛ کیونکہ نماز امور انتظامیہ پر عملدرآمد کرنے میں ممد و معاون ہے گویا کہ سورہ بقرہ کے مضامین میں سے ایک مضمون یعنی امور انتظامیہ کو سورہ نساء میں شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ | سورہ نسا میں جو امور انتظامیہ مذکور ہیں وہ چونکہ دو قسم کے ہیں۔ کچھ امور ایسے ہیں جن کا تعلق پبلک اور عام لوگوں سے ہے اور کچھ امور حکام سے متعلق ہیں اس اعتبار سے یہ سورت دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ابتداء سے لیکر وَنَدَّ خَلْفَهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا (۸۶) تک ہے اور دوسرا حصہ اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُكُمْ اَنْ تُوَدُّوا الْاِمَانَتَ اِلٰی اَهْلِهَا سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا (۱۸۶) تک ہے۔ پہلے حصہ میں احکام رعیت اور دوسرے حصہ میں احکام سلطانینہ کا بیان ہے۔ اور ہر حصہ کے بعد اصل مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے جسے اول کے بعد اجمال کے ساتھ اور حصہ دوم کے بعد تفصیل کے ساتھ۔ احکام رعیت کا مقصد یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کرو اور ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اور احکام سلطانینہ کا حاصل یہ ہے کہ کوشش کی حق تلفی اور ان پر ظلم نہ ہونے دو۔ سورت کی ابتداء میں تَخْلِيفٍ اٰخِرٰوِی ہے یعنی جو احکام آگے آرہے ہیں ان کو بجا لاؤ۔ ورنہ آخرت میں تمہیں عذاب دیا جائے گا۔ اس کے بعد عذاب سے بچنے کے لئے تین امور بیان کئے گئے۔ یعنی ظلم نہ کرو و بَشْرٰک نہ کرو۔ اور احسان کرو۔ احکام رعیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ظلم نہ کرو اور اس کے بعد ہی باقی دونوں امور بھی مذکور ہیں۔

احکام رعیت | اس کے بعد چودہ احکام رعیت جاری فرمائے (۱) و اتوا الیمنہ مالہما تا حوبا کبیرا (۱۶) یتیموں کا مال نہ کھاؤ وہ تمہارے لئے غیث ہے (۲) و ان خفتما لا تقسطوا
ما ذلک ادنیٰ الا تعولوا۔ اگر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرو تو ان کا مہر اور ان کے دوسرے حقوق ادا کرو (۳) و اتوا النساء صدقتهن فجلة تاھنیئا امریئا۔ یتیم لڑکیوں کے علاوہ دوسری عورتوں
کا مال نہ کھاؤ السفہاء موالکھما و کفہ باللہ حبیباً۔ یتیم بچے جب تک سن رشد کو نہ پہنچیں اس وقت تک ان کے اموال ان کے حوالے نہ کرو اور جب حوالے کر واس پر گواہ بنا لو
مکہ معلوم ہو جائے کہ تم نے ان کا مال کھایا نہیں (۵) لبرجال نصیب مہاترک الوالدان تا وسیصلون سعیرا۔ ترک میت میں تمام وراثت کا حق ہے۔ اور ان کے حصے مقرر کر دئے گئے ہیں کسی وراثت
کی حق تلفی نہ کرو و خواہ یتیم ہو یا غیر یتیم۔ (۶) یوصیکم اللہ فی اولادکم (۲۶) تا ولہ عذاب مہین۔ وراثت کے مقرر حصے یہ ہیں۔ ان کے مطابق ترکہ تقسیم کرو (۷) و اتقی یا تین الفاحشة (۶)

نا اعتدنا لہم عذاب الیم۔ مردوں اور عورتوں کو وراثت سے حصہ بیشک دو لیکن اگر ان میں سے کوئی برفعل کرے تو اسے شرعی قانون کے مطابق اس کی سزا دو (۸) یا یہاں الذین آمنوا لا یحیل لکمنا واحذن منکم میثاقاً غلیظاً۔ وراثت کو وراثت میں مال ملنے سے عورتیں نہیں ملتیں۔ ہاں اگر خوشی سے نکاح کریں تو کرو (۹) ولا تنکحوا ما نکح ابائکم (۱۰) تاکتب اللہ علیکم (۱۱) عورتیں نکاح سے ملتی ہیں لیکن ان عورتوں سے نکاح جائز نہیں اگرچہ وہ بخوشی نکاح کریں (۱۰) واحل لکم ما وادعذ لکم ما خلق الانسان ضعیفاً (۱۲) جن عورتوں سے نکاح جائز ہے بصورت نکاح ان کا ہر ادا کرنا ضروری ہے خواہ آزاد ہو خواہ باندہاں۔ باندہوں سے نکاح کی اجازت اس لئے دی گئی تاکہ تم ظلم نہ کرنا، سے بچ سکو۔ (۱۱) یا یہاں الذین آمنوا لا تکلوا اموالکم تا وندخلکم مدخلاً کربہما۔ مال یتیم، وراثت اور مہر کے علاوہ کسی طرح کا مال حرام نہ کھاؤ۔ (۱۲) ولا تسمتوا ما فضل اللہ علیہ تا ان اللہ کان علی کل شیء شہیداً۔ وارثوں کے جو کم و بیش حصے مقرر کئے گئے ہیں ان میں سے کسی کا حصہ نہ کرو۔ ہر ایک کو اس کا پورا حصہ دو۔ اور اس میں کمی کر کے ظلم نہ کرو اور جس کا حصہ زائد ہے اس کی خواہش نہ کرو (۱۳) الرجال قوامون علی النساء (۱۴) تا ان اللہ کان علیا کبیراً اگرچہ عورتوں کا وراثت میں حصہ ہے لیکن مردوں کو عورتوں پر بلا دستی حاصل ہے۔ ان پر خاوندوں کی فرمانبرداری لازم ہے دو وجہ سے۔ اول اللہ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی۔ دوم مرد عورتوں پر مال خرچ کرتے ہیں۔ اگر عورت میں بد خوئی ہو تو اسے نصیحت کرو اور بقدر ضرورت اسے مار بھی سکتے ہو لیکن اس پر ظلم نہ کرو۔ (۱۴) وان خفتم شقاق بینہما تا ان اللہ کان علیما حکیماً۔ اگر خاوند بیوی میں خلل واقع ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہاں تک چودہ احکام رعیت ختم ہوئے۔ ان کے خاتمہ پر واعبدوا اللہ ولا تشربوا کواہبہ شیئاً الخ سے دو چیزیں بیان کی گئیں۔ اول صرف اللہ کو پکارو۔ اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرو۔ دوم مال باپ اور بھائی بندوں اور دوسرے حقداروں پر احسان کرو۔ احکام رعیت کے بعد اصل دعویٰ توحید کا اجمالاً ذکر فرمایا۔ اس کے بعد الذین یبغون (۱۵) سے ان اللہ کان عزیزاً حکیماً (۱۶) تک مشرکین اور اہل کتاب کے لئے منفرد زجریں و تحو لیں ہیں۔ اور زجروں کے بعد مسئلہ توحید کی اہمیت کے پیش نظر پھر فرمایا ان اللہ لا یغفران یشرک بہ الخ یعنی یہ تمام احکام مانو لیکن شرک بہت بری چیز ہے اس سے بچو۔ اور آخر میں والذین آمنوا وعملوا الصلحت الخ سے مؤمنین کے لئے اخروی بشارت ہے۔ اس دوران میں یا یہاں الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکرانہ (۱۷) سے امر صلی یعنی نماز اور طہارت کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ طہارت بدن سے انسان نماز کے قابل ہو سکتا ہے اور نماز ظلم سے بچنے، احسان کرنے اور توحید پر قائم رہنے میں مدد و معاون ہے کیونکہ نماز میں سر اسر توحید کی تعلیم ہے اور نماز سے مختلف دلوں میں الفت و محبت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔ سو و اصفو فکھ اولیٰ الخ الفن اللہ بین قلوبکم (مشکوٰۃ ص ۹) یعنی نماز میں صفیں سیدھی کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں باہمی عداوت پیدا کر دیگا۔

احکام سلطانیہ۔ اب آگے نوا احکام سلطانیہ کا بیان ہے۔ جو حکام اور صاحبِ فتر طبقہ سے متعلق ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ حاکمان وقت کو چاہیے کہ وہ اللہ کے ان احکام کو قائم کریں و رکروں اور ضعیفوں پر ظلم نہ ہونے دیں اور نہ ان کی حق تلفی ہونے پائے۔ احکام سلطانیہ کے درمیان جا بجا مشرکین، منافقین اور اہل کتاب کے لئے زجریں، تحو لیں و شکوے بھی مذکور ہیں۔ احکام سلطانیہ حسبِ فیل ہیں (۱) ان اللہ یا مہرکمان تؤدوا الامنۃ الی اہلہا (۲) تا ذلک خیر و احسن تاویل۔ حقداروں کو ان کے حقوق دلو اور فیصلے انصاف سے کیا کرو۔ اس کے بعد الم ترالی الذین یزعمون (۳) سے ولہد یلہم صراطاً مستقیماً تک منافقین کے لئے زجر۔ اور ومن یطع اللہ والرسول سے وکف باللہ علیہم انک مؤمنین کے لئے اخروی بشارت ہے (۲) یا یہاں الذین آمنواخذوا حد رکم (۱۰۶) تا ہنوف یؤتیہ اجرا عظیماً۔ ایسے حکمرانوں کے حکم کے تحت ہمتیار ہیں کہ رکرو اور اللہ کی راہ میں مشرکین سے جہاد کرو (۳) وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ تا ان کید الشیطن کان ضعیفاً۔ کمزور اور ضعیف مسلمانوں کو جو کہ مکہ مکرمہ میں تکلیف میں ہیں، ظالم مشرکوں کے پنجے سے چھڑاؤ۔ اس کے بعد الم ترالی الذین قیل لہم کفوا یدیکم (۱۱۶) سے منافقین کو زجر۔ یقولون طاعة فاذا برزوا من عند اللہ سے منافقین کے لئے شکوے ہے فقاتل فی سبیل اللہ الخ سے ترغیب الی الجہاد۔ ومن یشفع شفاعۃ الخ حوض المؤمنین سے متعلق ہے یعنی لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے کا اللہ تم کو اجر دیگا۔ اللہ لا الہ الا هو سے جہاد کی غرض و غایت کا بیان ہے۔ اور آخر میں لیجمعنکم الی یوم الیقین الخ سے تخویف (خروی ہے) (۴) فما لکم فی المنا فقین فتنتین (۱۲۶) تا جعلنا لکم علیہم سلطاناً مبیناً۔ راستہ میں مدینہ منورہ سے باہر جو منافقین تمہیں ملیں انہیں بھی ختم کر ڈالو البتہ معاہدہ وغیرہ جانبداروں کو قتل کرنے سے گریز کرو۔ (۵) وما کان لہومن ان یقتل مؤمناً (۱۳۶) تا واعدلہ عذاباً عظیماً۔ اگر راستہ میں کسی مسلمان کے ہاتھوں غلطی سے کوئی مسلمان قتل ہو جائے تو اس سے متعلق احکام یہ ہیں (۶) یا یہاں الذین آمنوا اذا ضربتمنا ان اللہ کان بہا تعملون خبیراً۔ اگر راستہ میں کوئی شخص تمہیں کہہ دے کہ میں مؤمن ہوں تو مال کے لالچ میں اسے قتل نہ کرو۔ اس کے بعد لا یستوی القعدون من المؤمنین سے وکان اللہ غفوراً رحیماً تک ترغیب الی الجہاد اور مجاہدین کے لئے بشارت اخروی ہے (۷) ان الذین توفہم المکتکۃ (۱۴۶) تا وکان اللہ غفوراً رحیماً۔ اے مکہ کے محصور مسلمانو! تمہاری مدد کے لئے مجاہدین کی جماعت تو بھیج رہا ہوں لیکن تم مکہ سے ہجرت کرنے کی کیوں کوشش نہیں کرتے (۸) واذا ضربتم فی الارض (۱۵۶) تا وکان اللہ علیما حکیماً جہاد کے لئے جائے ہو تو نماز میں قصر کرو اور میدان کارزار میں نماز کا وقت آجائے اور دشمن کے حملہ کا ڈر بھی ہو تو نماز اس طریقہ سے ادا کرو۔ (۹) انا انزلنا الیک الکتاب بالحق (۱۶۶) تا وکان فضل اللہ علیک عظیماً (۱۷۶) اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی احکام کی تعلیم فرمادی ہے جب آپ سفر جہاد پر نکلیں تو فیصلے حسن ظن سے نہ کریں بلکہ قواعد شرعیہ کے مطابق کریں تاکہ آپ دھوکہ نہ کھا جائیں جیسا کہ طعمہ کے قصہ میں آپ کو دھوکہ دیا گیا۔ اس کے بعد اخیر فی کثیر من نحو ہم سے وساءت مصیبراً تک نویں حکم سلطانی سے متعلق ہے۔ یہاں تک نوا احکام سلطانیہ ختم ہوئے۔

احکام سلطانیہ کے بعد اصلی دعویٰ یعنی مسئلہ توحید کا ذکر پہلے کی نسبت قدرے تفصیل سے کیا گیا۔ ان اللہ لا یغفران یشرک بہ (۱۸۶) سے مشرکین کے لئے تحو لیت اخروی ہے۔ ان یدعون من دونہ الا انشاء سے وما یعدہم الشیطن الا عفرۃ تک شرک اعتقادی اور شرک فعلی ہر دو کی نفی ہے پھر اولک ما وہم جہنم سے تحو لیت اخروی۔ والذین آمنوا وعملوا الصلحت سے بشارت اخروی۔ لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب سے زجر۔ ومن یعمل من الصلحت من ذکر و انشاء الخ سے بشارت اخروی ہے۔ احکام رعیت اور احکام سلطانیہ کے اختتام پر دو احکام رعیت یعنی دوسرے اور چودہویں۔ اور ایک حکم سلطانی یعنی نویں پران سے متعلق بعض شبہات دور کرنے کے لئے مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔ ویستفتونک فی النساء (۱۹۶) سے فان اللہ کان بہ علیماً تک دوسرے حکم رعیت پر تنویر ہے یعنی مقصد یہ نہیں کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح ناجائز ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ یتیموں اور ضعیفوں سے انصاف کرو۔ وان امرآؤ خافت من بعدہا نشوزاً سے وکان اللہ واسعاً حکیماً تک چودہویں حکم رعیت پر تنویر ہے۔ خاوند بیوی کے درمیان اختلاف و نزاع کو ختم کر کے بہر حال اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ خواہ فریقین میں سے کسی ایک کو اپنے حق سے دستبردار ہونا پڑے۔ اگر خاوند پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسرے نکاح کرے تو پہلی بیوی کے حقوق بھی بدستور ادا کرے اور اسے کامل علقہ نہ بنائے۔ واللہ ما فی السموت وما فی الارض سے وکان اللہ سمیعاً بصیراً تک تحو لیت ہے۔ سب کچھ اللہ کے قبضہ و تصرف میں ہے، اس سے ڈرو۔ اس کے بعد یا یہاں الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط (۲۰۶) سے فان اللہ کان بہا تعملون خبیراً تک

نہیں حکم سلطانی پر تنویر ہے۔ انصاف کا دامن کسی حال میں مت چھوڑو۔ ماں، باپ، دیگر رشتہ داروں کی رشتہ داری یا کسی غریب آدمی کی عزت کی وجہ سے بھی گواہی میں مت لحاظ کرو۔ اور انکی خاطر گواہی میں کی بیشی مت کرو۔ پھر یہاں آئیں اذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ (۲۰۶) سے واعتدنا للكافرين عذاباً مهيناً (۲۱۶) تک یہود اور منافقین کے لئے زجر و تحویف، یعنی جو کتاب دفعہ نازل ہوئی ہے مثلاً تورات اسے بھی مانو اور جو آہستہ آہستہ نازل ہوئی ہے، یعنی قرآن، اسے بھی مانو، دونوں اللہ کی وحی ہیں۔ اور والذین امنوا باللہ ورسولہ سے ماننے والوں کے لئے بشارت ہے۔ اس کے بعد یسئلک اهل الکتاب (۲۲۶) سے یہود کے ایک سوال کا ذکر ہے کہ قرآن دوسری آسمانی کتابوں کی طرح بیک وقت اکٹھا کیوں نازل نہیں ہوا۔ آگے یہود کے لئے زجر کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے جو رکوع ۲۲ کے آخر تک چلا گیا ہے۔ درمیان میں لیکن التراسخون فی العلم منہم الخ سے فرمایا کہ یہود میں جو راسخ فی العلم ہیں وہ تو مان چکے ہیں۔ اب انا اوحینا الیک کما اوحینا آئی نوح (۲۳۶) سے وکف باللہ شہیداً انک یہود کے سوال کا جواب ہے کہ باقی انبیاء علیہم السلام پر بھی تمام وحی دفعہ نازل نہیں ہوئی بلکہ سب پر وحی آہستہ آہستہ آتی تھی اگرچہ بعض انبیاء (مثلاً موسیٰ علیہ السلام) پر کتابیں ایک دفعہ نازل ہوئیں لیکن باقی وحی ان پر بھی متفرق طور پر ہی آتی تھی پھر ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ سے وکان اللہ علیہم حکیماً تک یہود کے لئے تحویف اخروی ہے۔ یا اهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم سے وکف باللہ وکیلاً تک یسئلک اهل الکتاب سے متعلق ہے یہود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی طعن کرتے تھے کہ وہ نبی نہیں۔ اگر نبی ہوتے تو تورات کی طرح ان پر قرآن سارا ایک ہی دفعہ نازل ہوتا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی برا کہتے تھے کہ وہ عیاذ باللہ ابن الزانیہ ہے۔ اس لئے فرمایا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرو نہ حضرت عیسیٰ کو برا کہو۔ اگرچہ وہ الہ اور معبود نہیں لیکن ان کو برا بھی مت کہو۔ پھر لیکن یسئلک التاسیہ ان یکون عبد اللہ (۲۴۶) سے ولا یجدون من دون اللہ ولیاً ولا نصیراً تک ولا تقولوا ثلاثہ سے متعلق ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو معبود بھی نہ بناؤ اور ان کو برا بھی نہ کہو۔ دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتے اللہ کے عابد اور پجاری ہونے سے نفرت نہیں کرتے بلکہ سب اللہ کی عبادت کرتے اور اسے ہی پکارتے ہیں پھر ان کو کیوں معبود بناتے اور پکارتے ہو۔ آگے یا کبریا التاسیہ قد جاءکم بربھان من دینکم سے و یجدیم الیہ صراطاً مستقیماً تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے کی ترغیب و ایمان لانے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ پھر یسئلکونک من قتل اللہ یتفیکم فی الکلالۃ الخ سورت کی آخری آیت احکام رعیت میں سے حکم وراثت پر تنویر ہے پہلے کالہ کے اخیانی بھائی بہنوں کا حصہ بیان کیا گیا تھا۔ یہاں کالہ کے عینی بھائی بہنوں کا حصہ بیان ہوا ہے۔ کالہ اسے کہتے ہیں جس کے اصول و فروع میں کوئی مذکر نہ ہو۔ لیکن اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اس کی بیٹی بھی نہ ہو جیسا کہ ولہ اخت اس پر قریبہ ہے۔ یعنی اس کے نہ ماں باپ ہوں نہ بیٹا اور بیٹی۔ نیز مسئلہ وراثت سے سورت کو ختم کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ سورت کا مقصد احکام کا بیان ہے۔

تنبیہ: سورہ آل عمران میں شرک اعتقادی کی ایک قسم کی نفی کی گئی تھی کہ اللہ کے سوا کسی کو پکارا اور عبادت کے لائق اعتقاد نہ کیا جائے۔ سورہ نسا میں شرک اعتقادی کی دوسری قسم کا رد کیا گیا ہے یعنی غیر اللہ کے احکام کے متعلق واجب الاتباع ہونے کا اعتقاد نہ رکھا جائے کیونکہ غیر خدا کے احکام کو واجب الاتباع سمجھنا شرک ہے حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ ان اللہ بین فی سورۃ النساء احکاماً ثم قال اعبدوا اللہ ولا تشکروا بہ شیئاً فاعلم ان کون العبد یحیث یعتقد ان علی اتباع امور غیر ما امر بہ الشارح شرک، یعنی اللہ تعالیٰ نے سورہ نسا میں احکام بیان کرنے کے بعد فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی یہ اعتقاد رکھے کہ جن امور کا شارع نے حکم فرمایا ہے ان کے علاوہ بھی کچھ احکام کا اتباع اس پر واجب ہے تو یہ شرک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان احکام کی تعمیل نہ کرنے پر خلود فی النار (جہنم میں ہمیشہ رہنے) کی وعید سنائی گئی ہے چنانچہ چھ حکم رعیت کے بعد یہ خلود خلد نادا خالد فیہا (۳۶) سے اور پانچویں حکم سلطانی کے بعد فجزا عہ جہنم خالد فیہا (۱۳۶) سے خلود فی النار کی وعید مذکور ہے۔ قرآن مجید میں ہمیشہ اطاعت اور عصیان کا درجہ کامل ہی بیان کیا جاتا ہے۔ اسی لئے مومن کے ذکر کے بعد اس کی جزا کامل یعنی جنت نعیم کا ذکر آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا نہ لانے کی سزا خلود فی النار بیان کی جاتی ہے۔ یعنی جو اللہ کے احکام کو نہ مانے۔ ان پر ایمان نہ لائے اور ان کے خلاف کو حلال جانے تو وہ خالد فی النار ہو گا کیونکہ یہ مرتبہ کفر کا ہے۔

تفصیل بالا سے معلوم ہوا کہ مضامین کے اعتبار سے اس سورت کے تین حصے ہیں۔ حصہ اول۔ احکام رعیت۔ حصہ دوم۔ احکام سلطانیہ اور حصہ سوم خاتمہ۔ جس میں پہلے دونوں حصوں کے بعض احکام کی تنویر ہے۔

حصہ اول

پہلے حصہ میں رعایا اور عام پبلک کے لئے چودہ احکام بیان کئے گئے ہیں جن کا تعلق ان کے اندرونی نظم و ضبط، اصلاح معاشرہ، باہمی معاملات میں عدل و انصاف۔ ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت اور ایک دوسرے پر فضل و احسان کا بڑا ذکر کرنے سے ہے۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لے کر وند خیلہم ظلاً ظلیلاً (۸۶) تک ہے۔ ۵۷ یہ تحویف اخروی ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا خالق اور محسن و مربی ہے اس سے ڈرو اور جو احکام آئندہ بیان ہو رہے ہیں ان کی تعمیل کرو۔ تمہاری ہر حرکت خدا کی نگاہ میں ہے وہ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور جو اس کے احکام کی مخالفت کرے گا اسے عذاب دیگا۔ تحویف اخروی کے بعد پوری سورت میں عذاب سے بچنے کے لئے تین امور بیان فرمائے (۱) ظلم نہ کرو۔ چنانچہ احکام رعیت کا خلاصہ ہے ظلم نہ کرو۔ (۲) شرک نہ کرو (۳) احسان کرو۔ احکام رعیت کے بعد یہ دونوں امور مذکور ہیں۔ نفس و احدہ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں جو تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ فی حکم من اصل واحد و هو نفس آدم ابیکم (مدارک ج ۱ ص ۱۷۱) تسمیاء لون تھا۔ ایک تاء بطور تخفیف حذف کر دی گئی۔ باب تفاعل کا خاصہ اشتراک ہے اس لئے تسمیاء لون بہ کا مطلب یہ ہو گا کہ تم اللہ کے نام پر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو ای یسأل بعضکم بعضاً باللہ (مدارک ج ۱ ص ۱۷۱) والتسائل باللہ ہو کقولک اسألت باللہ واحلف علیک باللہ واستشفع الیک باللہ (خازن ج ۱ ص ۳۹) یا تسمیاء لون معنی تسمیاء لون مجرب ہے۔ اور ب میں باء زائدہ۔ اور مطلب یہ ہے کہ جس اللہ سے تم سوال کرتے اور مانگتے ہو اس سے ڈرو۔ والا امر عام یہ دھم کی جمع ہو اور لفظ اللہ پر معطوف ہے اور اس سے مراد قطع ارحام ہے۔ یعنی اللہ سے ڈرو اور قطع رحمی سے بھی بچو۔ اتقوا الارحام ان تقطعوھا (مدارک، معالم، خازن) یہ حکم اول کی طرف اشارہ ہے۔ اصل میں یہ آیت پوری سورت کی تمہید ہے ابتداء میں تحویف اخروی کے ذریعہ خبردار کیا گیا کہ آئندہ احکام (احکام رعیت اور احکام سلطانیہ) کی پیروی کرو۔ ورنہ عذاب آخرت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور آیت کے آخر میں احکام رعیت کی مناسبت سے قطع رحمی سے منع فرمایا۔ کیونکہ احکام رعیت کا تعلق تمام تر رشتہ داروں سے حسن سلوک و حسن معاشرت سے ہے اور پھر ان اللہ کان علیکم رقیباً فرما کر اپنے بندوں کو خبردار کیا کہ اللہ کی کمی نہ اونگھنے والی نگاہ تمہاری ہر حرکت کی نگرانی کر رہی ہے۔ تمہارے نیک و بد اعمال سب اس کے سامنے ہیں تمہاری اطاعت اور نافرمانی اس پر ظاہر و آشکارا ہے اس لئے تم سب اس کے احکام بجالاؤ۔ اور مکافات عمل سے غافل مت ہو جاؤ۔

بیودہ احکام رعیت پہلا حکم رعیت ۱۔ (یتیموں کا مال نہ کھاؤ وہ تمہارے لئے غیبت ہے) مال یتیم کے بارے میں تین چیزوں سے منع فرمایا (۱) یتیم کا عمدہ مال لے کر اس کے بدلے اپنا ردی مال دیدینا۔ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسا کرتے تھے وکانوا فی الجاہلیۃ لعدم الدین لایتخجون عن اموال الیتیم فکانوا

یاخذون الطیب البخیل من اموال الیتیم ویبدلونہ بالردی من اموالہم الخ (قرطبی ج ۵ ص ۹) مال یتیم کو بوجہ حرمت غیبت فرمایا۔ کیونکہ وہ ولی یتیم کے لئے حرام ہے (۲) اپنے پاس مال نہ ہو تو یتیم کا مال کھانا۔ لا تتعجلوا اکل الخبث من اموالہم وندعوا انتظاد الرزق الحلال من عند اللہ (قرطبی) (۳) اور اگر اپنے پاس بھی مال ہو تو یتیم کا مال اس میں ملا کر کھانا یتیموں طبریۃ ظالمان تھے اس لئے ان سے منع فرمایا۔ ائی اموالکم میں الی المعنی مع ہے اور اس سے تیسرے حکم کی طرف اشارہ ہے۔ یا اموالکم سے پہلے مضاف مقدر ہے ای الی حصول اموالکم اس طرح

النساء

۲۱۰

لن تنالواہ

اللہ لعلکم تفلحون ط

اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو

سورۃ النساء میں آیت ۱۰۱ و ۱۰۲

سورۃ النساء میں آیت ۱۰۱ و ۱۰۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ

نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا

رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَلُوْنَ

بِهٖ وَاَلْرٰحَامَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۚ

اَتُوا الِیْتِمَ اَمْوَالَہُمْ وَلَا تَبَدَّلُوْا الْخَبِیْثَ بِالطَّیْبِ

وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَہُمْ اِلٰی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا

کَبِیْرًا ۚ وَاَنْ تَقْسُطُوْا فِی الْیَمٰیْنِ فَاَنْکَحُوْا

مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِثْنًا وَثَلَاثًا وَرُبْعًا ۚ

وَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی غَرٰطٍ فَاَنْکَحُوْا ۚ وَلَا تَنْکَحُوْا

اَمْوَالَہُمْ اِلٰی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا

کَبِیْرًا ۚ وَاَنْ تَقْسُطُوْا فِی الْیَمٰیْنِ فَاَنْکَحُوْا

مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِثْنًا وَثَلَاثًا وَرُبْعًا ۚ

وَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی غَرٰطٍ فَاَنْکَحُوْا ۚ وَلَا تَنْکَحُوْا

اَمْوَالَہُمْ اِلٰی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا

کَبِیْرًا ۚ وَاَنْ تَقْسُطُوْا فِی الْیَمٰیْنِ فَاَنْکَحُوْا

مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِثْنًا وَثَلَاثًا وَرُبْعًا ۚ

وَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی غَرٰطٍ فَاَنْکَحُوْا ۚ وَلَا تَنْکَحُوْا

اَمْوَالَہُمْ اِلٰی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا

کَبِیْرًا ۚ وَاَنْ تَقْسُطُوْا فِی الْیَمٰیْنِ فَاَنْکَحُوْا

مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِثْنًا وَثَلَاثًا وَرُبْعًا ۚ

وَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی غَرٰطٍ فَاَنْکَحُوْا ۚ وَلَا تَنْکَحُوْا

اَمْوَالَہُمْ اِلٰی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا

کَبِیْرًا ۚ وَاَنْ تَقْسُطُوْا فِی الْیَمٰیْنِ فَاَنْکَحُوْا

مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِثْنًا وَثَلَاثًا وَرُبْعًا ۚ

وَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی غَرٰطٍ فَاَنْکَحُوْا ۚ وَلَا تَنْکَحُوْا

اَمْوَالَہُمْ اِلٰی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا

کَبِیْرًا ۚ وَاَنْ تَقْسُطُوْا فِی الْیَمٰیْنِ فَاَنْکَحُوْا

مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِثْنًا وَثَلَاثًا وَرُبْعًا ۚ

وَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی غَرٰطٍ فَاَنْکَحُوْا ۚ وَلَا تَنْکَحُوْا

اَمْوَالَہُمْ اِلٰی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا

کَبِیْرًا ۚ وَاَنْ تَقْسُطُوْا فِی الْیَمٰیْنِ فَاَنْکَحُوْا

مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِثْنًا وَثَلَاثًا وَرُبْعًا ۚ

نِع

بیودہ احکام رعیت

بیودہ احکام رعیت

بیودہ احکام رعیت

بیودہ احکام رعیت

بیودہ احکام رعیت

بیودہ احکام رعیت

بیودہ احکام رعیت

منزل ۱

روح۔ مداد (۱) یعنی ایک بیوی یا اپنی ملکہ کو لڑکیوں پر کتفا کرنا تمہارے لئے عدل و انصاف سے قریب تر ہے اور ظلم و جور سے بچنے کا قریب ترین ذریعہ ہے۔ ۲۔ تیسرا حکم رعیت۔ (یتیم لڑکیوں کے علاوہ دوسری عورتوں کے بھی مہر ادا کرو) پہلے حکم سے ترقی کر کے فرمایا کہ یتیم لڑکیوں کے علاوہ جن عورتوں سے نکاح کرو ان کو بھی مہر ادا کرنا ضروری ہے۔ ہاں اگر وہ خوشی سے پورا مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دیں تو وہ تمہارے

موضع قرآن ثابت رہو یعنی دین پر اور مقابلے میں یعنی جہاد میں اور لگے رہو یعنی کافروں کے سامنے ۱۲۔ فلا یعنی ایک آدم سے جو کو نیل یا پھران سے سارے لوگ اور خبردار ہونا توں سے یعنی بدسلوکی مت کرو آپس میں۔ فلا جس لڑکے کا باپ مر جائے تو اس کے بڑوں کو تعذیب ہے کہ اس مال میں ہاتھ نہ ڈالیں اور بدل نہ لیں وراعتیاد سے رکھیں جب بالغ ہو تب حوالے کر دیں۔

فتح الرحمن۔ فلا منہرجم گوید کہ درجاہلیت اولیاء و خیران یتیمہ مانند انہائے اعمام ایشان را بکاح خودی آوردند و ایضا حقوق نکاح کی کرند خدا یتیمائی آیت فرستاد۔ ۱۳۔

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

پھر اگر ڈرو کہ ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو۔ یا لونڈی جو اپنا مال ہے

ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ فِحْلَةً ۚ

اس میں ایسا ہے کہ ایک طرف نہ جھکے۔ اور دوسے دنوں کو مہر ان کے خوشی سے ہے

فَإِنْ طُبِنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُنَّ فَكُلُوهُ هُنَّ بَاقِرٌ بِكُمْ ۚ وَلَا

پھر اگر وہ اس میں سے کچھ چھوڑ دیں تم کو اپنی خوشی سے تو اس کو کھاؤ رجعت پہنچتا ہے اور تم

تَوَتُّوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ

پہرا دو بے عقول کو اپنے وہ مال جن کو بنایا ہے اللہ نے تمہارے گدڑان کا

قِيمًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ

سبب کہ اور ان کو اس میں سے کھلاتے اور پہناتے رہو اور کہو ان سے

قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَابْتُلُوا آلَ بَنِيكُمْ إِذَا بَلَغُوا

بات معقول و ف ط اور سدھاتے رہو یتیموں کو جب تک پہنچیں نکاح

النِّكَاحَ ۚ فَإِنْ أَنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ

کی عمر کو پھر اگر دیکھو ان میں ہوشیاری تو حوالہ کر دو ان کے

أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا ۚ

مال ان کا اور کھا نہ جاؤ یتیموں کا مال ضرورت سے زیادہ اور حاجت سے پہلے کہ یہ بڑے نہ ہو جائیں

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا

اور جس کو حاجت نہ ہو تو مال یتیم سے بچتا رہے مگر اور جو کوئی محتاج ہو

فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ

تو کھاوے موافق دستور کے پھر جب ان کو حوالہ کرو ان کے مال

فَاشْهَدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۚ لِلرِّجَالِ

تہ تواہ کر لو اس پر اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو مردوں کا بھی

منزل ۱

لئے حلال ہے اسے کھاؤ اور اپنے استعمال میں لاؤ۔ صدقہ کی جمع ہے۔ صدقہ کے معنی میں مہر۔ خلعہ کے معنی فریضہ کے ہیں اور یہ صدقہ سے حال واقع ہے۔ فحلتہ ای فریضہ قالہ ابن عباس و ابن نرید و ابن جریر و قتادہ فان تصابہا علی الحالیۃ من الصدقات ای اعطوہن مہرہن حال کونہا فریضہ من اللہ تعالیٰ لہن (روح ج ۱ ص ۱۹)۔ عن شیء موقع حال میں واقع ہے اور عافیات کے معنی کو متضمن ہے۔ اور نفساً تمیز ہے جو طہن کی نسبت سے ابہام کا رفع کر رہی ہے اور ہدیناً معتدلاً اور معتدلاً ہضم ہونے والا۔ یہ دونوں الفاظ بطور مبالغہ وارد ہوئے ہیں مطلب یہ کہ اگر عورتیں بطیب خاطر ہر کچھ حصہ یا پورا ہر معاف کر دیں تو وہ تمہارے لئے حلال و طیب ہے اور اس کے کھانے میں تم پر کسی قسم کی ملامت نہیں اور نہ گناہ ہے و ہذا عبادۃ عن المبالغۃ فی الاباحتہ و ازالة التبعة (مدارک ج ۱ ص ۱۱) کہ جو تمہارا حکم رعیت - (سن رشد سے پہلے یتیموں کو ان کا مال نہ دو۔ جب دو اس پر گواہ بناؤ۔) یہ حکم یتیموں کا مال ان کے حوالے کرنے سے متعلق ہے۔ یعنی جب تک یتیم کم عقل اور نابالغ ہوں اس وقت تک ان کے اموال ان کے حوالے نہ کرو۔ البتہ ان کی خوراک پوشاک وغیرہ کے اخراجات اپنی کے مال سے اٹھاؤ اور یتیموں سے کہہ دو کہ تمہارا مال ہمارے پاس محفوظ ہے ہم اس کے بہن اور محافظ ہیں۔ جب تم بالغ ہو جاؤ گے اور اپنے نفع اور نقصان کو سمجھنے لگو گے تو تمہارا مال تمہارے حوالے کر دیا جائیگا۔ اور جب یتیم بنی سن رشد کو پہنچ جائیں اور تم ان کے اموال ان کے سپرد کرنے لگو تو وصولی پر گواہ بناؤ تاکہ تم پر ہمت خیانت کا شبہ باقی نہ رہے اور ان کو اطمینان ہو جائے کہ تم نے ان کا مال ضائع نہیں کیا۔ اسل فادبداً دونوں صدقہ میں معنی اسم فاعل اور لاتا کلو کی ضمیر سے حال میں ای لاتا کلوھا صر فین و مبادرین (روح ج ۱ ص ۱۲) مدارک (ج ۱ ص ۱۱) اور ان یکبروا سے پہلے من مقدربے۔ یعنی یتیموں کا مال اس طرح مت کھاؤ کہ اسراف سے کام نہ لو اور ان کا سارا مال ہضم کر لینی عرض سے جلدی جلدی اسے ختم کر ڈالو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بڑے ہو کر سن رشد کو پہنچ جائیں اور تمہیں ان کا مال ان کے حوالے کرنا پڑے۔ اس کے بعد جائز طریقہ سے مال یتیم سے فائدہ اٹھانے کی اجازت فرمادی۔

ومن كان غنيا فليستعفف۔ یعنی اگر یتیم کا ولی مالدار ہو تو وہ یتیم کے مال سے بالکل اجتناب کرے نہ اس میں سے قرض لے اور نہ اس میں تجارت کرے ومن كان فقيراً فليأكل بالمعروف۔ اور اگر گنگست ہو تو اسے اجازت ہے کہ جائز طریقہ سے استغناء کرے مثلاً اس میں قرض لے اور بوقت فراخی ادا کر دے۔ یا مال یتیم میں تجارت کرے اور منافع سے جائز حصہ وصول کرے۔ یا اس کے مال کی حفاظت اصلاح کی اجرت لے۔ والمعروف القرض ای يستقرض مال ليتيم

موضع قرآن ۱۱ یعنی اگر جانو کہ یتیم بڑی کو ہم نکاح کریں گے تو اس کا حق نہ ادا کر سکیں گے کیونکہ اس کا حق مانگنے والا نہیں تو اور عورتیں بہت ہیں کچھ کمی نہیں۔ ایک مرد کو دو بھی تین بھی چار بھی روا ہیں۔ اس سے زیادہ جمع کرنی روا نہیں کیونکہ اتنے میں بھی انصاف کرنا مشکل ہے زیادہ میں کب ہو سکے گا۔ سو اس قدر بھی جب کر دو کہ جانو انصاف سے رہو گے نہیں تو ایک ہی بس ہے۔ یا اپنی لونڈی کفایت ہے جس کی کئی عورتیں ہوں تو واجب ہے کھانے پہننے میں اور دینے لینے میں برابر

رکھے اور دات رہنے میں باری برابر ماندھے۔ اگر نہ کر سکیا تو قیامت میں اس کا آدھا بدن گھسٹا چلے گا اور تنقید فرمایا کہ عورت کا مہر پورا خوشی سے ادا کرو۔ اگر وہ خوشی سے کچھ چھوڑ دے تو روا ہے۔ ۱۲ یعنی لو کہ عقیق ہے تو اس کا مال اس کے ہاتھ میں نہ دو اس کا خرچ اس میں جلاؤ جب بالغ ہو اور عقل پیدا کرے تب مال حوالے کر دو لیکن بات معقول کہو یعنی تسلی کر دو کہ مال تیرا ہے، ہمارا نہیں۔ ہم تیری خیر خواہی کرتے ہیں۔ ۱۳ یعنی یتیم کا مال اپنے خرچ میں نہ لاؤ۔ مگر اس کا رکھنے والا محتاج ہو تو خدمت کے موافق درماہ لیوے اور جس وقت باپ مرے تو بچائیت کے رو برو یتیم کا مال لکھ کر امانت دار کو سونپ دیں جب یتیم بالغ ہو تو اس کے موافق حوالے کرے جو خرچ ہو اوہ سمجھاوے اور اس وقت بھی شاید وہ کو دکھاوے۔

فتح الرحمن ۱۲۔ یعنی وصی یتیم اگر تو عمر باشد از اموال یتیم چہیزے نگیرد۔ ۱۳۔

اذ احتاج اليه فاذا ايسر قضاه وقال قوم المعرف ان ياخذ من ماله بقدر قيامه واجتهاد (خازن ج ۱ ص ۳۸) ۵۰ پانچواں حکم رعیت (نزدیک تمام وراثت کے حصے مقرر ہیں کسی کا حصہ کم نہ کرو) جاہلیت کی ایک رسم تھی کہ وہ میت کے ترکہ سے عورتوں اور بچوں کو حصہ نہیں دیتے تھے۔ وہ کہتے تھے وراثت سے حصہ کا حق دار صرف وہی ہو سکتا ہے جو جنگ کرے اور اپنے علاقہ اور اپنی قوم کی حفاظت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رسم کو توڑنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میت کا ترکہ خواہ کم ہو یا زیادہ اس میں تمام وارثوں کا حق ہے۔ مردوں کا بھی اور عورتوں کا بھی۔ بڑوں کا بھی اور بچوں کا بھی۔ البتہ تمام وارثوں کے حصے جدا گانہ ہیں اور ان کی مقداریں مقرر ہیں۔ ۵۱ یعنی اگر وراثت میں بیٹا یا اور مساکین بھی ہوں تو ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے کھانے کے لئے انہیں کچھ دیدیا کرو۔ اور ان سے کہہ دیا کرو اب ترکہ تقسیم نہیں کرے یہ جس جگہ تقسیم ہو گا تم کو بھی بلا لیا جائے گا۔ کیونکہ ترکہ میں غیر منقولہ جائیداد کی تقسیم بیک وقت ممکن نہیں۔ اس آیت میں اولوالقربی سے وراثت مراد ہیں اور والیعتی والمسلکین کا عطف تفسیری ہے اور فاضل قوہم یعنی فاطمہ وحمہ ہے اور اولیاء القربی کے بعد بیٹا یا اور مساکین کی تخصیص ان کے حقوق کی نگہداشت کے پیش نظر ہے تاکہ ان کے حقوق ضائع نہ کئے جائیں۔ اس طرح یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ اس کے بعد ولیختل الذین لولہ ترکوا الخ الخ اور ان الذین یا کلون اموال الیتیم ظلموا الخ یہ دونوں زجریں بھی اس پر فرمیں ہیں کہ اس آیت میں بیٹا یا اور مساکین سے وراثت مراد ہیں۔ اور فاضل قوہم کا حکم وجوبی ہے استحبائی نہیں۔ کیونکہ زجر ترک مندوب اور مستحب پر نہیں ہوتا بلکہ فرض یا واجب ترک پر ہوتا ہے اس لئے اب اس تاویل کی ضرورت نہیں کہ پہلے اولوالقربی، بیٹا یا اور مساکین کو ترکہ سے حصہ دیا کرتے تھے۔ اور اب آیت میراث سے یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اور نہ اس توجیہ کی ضرورت ہے کہ یہ حکم استحبائی تھا۔ اور اب بھی اپنے استجاب پر مبنی ہے۔ ۵۲ یہ ان لوگوں کو زجر ہے جو بیٹا یا اور مساکین کی حق تلفی کریں اور میراث سے ان کو ان کا مقررہ حصہ دیں۔ ولیختل کا مفعول (اللہ) محذوف ہے یعنی اولیاء میریت خدا سزا دیں اور سوچیں کہ اگر وہ مر جائیں اور ان کے پیچھے ان کے یتیم بچے رہ جائیں تو وہ ان کے حق میں کس قسم کے سلوک کی تمنا کریں گے۔ اس لئے اب ان کو دوسرے یتیموں و مسکینوں سے دیسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے جیسے بڑاؤ کی وہ اپنی یتیم اور مسکین اولاد سے تمنا اور خواہش رکھتے ہیں ای فعلوا بالایتا الخ ما تحبون ان یفعل باولادکم من بعدکم (قرطبی ج ۵ ص ۵۷) ان الذین یا کلون اموال الیتیم ظلموا انتساباً یا کلون فی بطونہم ناراً وسیصلون سعیراً ۱۰ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساءً فوق اثنتین فلمن ثلثا ما ترکہ فان عورتیں ہی ہوں دو سے زیادہ تو ان کیلئے ہے دو تہائی اس مال سے جو چھوڑا اور اگر

لن تنالواہم ۴۱۲ ۲۱۲ النساء

نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ
 حصہ ہے اس میں جو چھوڑیں ماں باپ اور قرابت والے ۵۰ اور عورتوں کا

نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ
 بھی حصہ ہے اس میں جو چھوڑیں ماں باپ اور قرابت والے ۵۰ چھوڑا ہو یا

مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۖ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ **وَإِذَا أَحْضَرَ الْقِسْمَةَ**
 بہت ہو۔ حصہ مقرر کیا ہوا ہے ۵۱ اور جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت

أُولَئِیَ الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ فَارْزُقُوْهُمْ مِنْهُ
 رشتہ دار ۵۲ اور یتیم اور محتاج ۵۳ تو ان کو کچھ کھلا دو اس میں سے

وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ **وَلِيَخْشَ الَّذِينَ كُو**
 اور کہہ دو ان کو بات معقول ۵۴ اور چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ کہ اگر

تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذَرْبَةً ضَعِیْفًا فَاُولٰٓئِکَ هُمْ
 چھوڑی ہے اپنے پیچھے اولاد ضعیف ۵۵ تو ان پر اندیشہ کریں۔

فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُولُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ **اِنَّ الَّذِیْنَ**
 تو چاہیے کہ ڈریں اللہ سے اور کہیں بات سدید ۵۶ کہ

یَا کُلُوْنَ اَمْوَالِ الِیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنْتَابَ ۝ **یَا کُلُوْنَ**
 کھاتے ہیں مال یتیموں کا ناحق وہ لوگ اپنے پیٹوں میں

بُطُوْنُهُمْ نَارًا وَّسِیْضُوْنَ سَعِیْرًا ۝ **یُوصِیْکُمُ اللّٰهُ**
 آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب داخل ہوں گے آگ میں حکم کرتا ہے تم کو اللہ

فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنثٰی ۝ **فَاِنْ کُنَّ**
 تمہاری اولاد کے حق میں کہ ایک مرد کا حصہ ہے برابر دو عورتوں کے ۵۷ پھر اگر صرف

نِسَاۗءً فَوْقَ اِثْنَتَیْنِ فَلَمَنْ ثُلُثًا مِّمَّا تَرَکَ ۝ **فَاِنْ**
 عورتیں ہی ہوں دو سے زیادہ تو ان کیلئے ہے دو تہائی اس مال سے جو چھوڑا اور اگر

میں نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کے حقوق کی نگہداشت کے لئے ان کے حقوق ضائع نہ کئے جائیں۔ اس طرح یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ اس کے بعد ولیختل الذین لولہ ترکوا الخ الخ اور ان الذین یا کلون اموال الیتیم ظلموا الخ یہ دونوں زجریں بھی اس پر فرمیں ہیں کہ اس آیت میں بیٹا یا اور مساکین سے وراثت مراد ہیں۔ اور فاضل قوہم کا حکم وجوبی ہے استحبائی نہیں۔ کیونکہ زجر ترک مندوب اور مستحب پر نہیں ہوتا بلکہ فرض یا واجب ترک پر ہوتا ہے اس لئے اب اس تاویل کی ضرورت نہیں کہ پہلے اولوالقربی، بیٹا یا اور مساکین کو ترکہ سے حصہ دیا کرتے تھے۔ اور اب آیت میراث سے یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اور نہ اس توجیہ کی ضرورت ہے کہ یہ حکم استحبائی تھا۔ اور اب بھی اپنے استجاب پر مبنی ہے۔ ۵۲ یہ ان لوگوں کو زجر ہے جو بیٹا یا اور مساکین کی حق تلفی کریں اور میراث سے ان کو ان کا مقررہ حصہ دیں۔ ولیختل کا مفعول (اللہ) محذوف ہے یعنی اولیاء میریت خدا سزا دیں اور سوچیں کہ اگر وہ مر جائیں اور ان کے پیچھے ان کے یتیم بچے رہ جائیں تو وہ ان کے حق میں کس قسم کے سلوک کی تمنا کریں گے۔ اس لئے اب ان کو دوسرے یتیموں و مسکینوں سے دیسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے جیسے بڑاؤ کی وہ اپنی یتیم اور مسکین اولاد سے تمنا اور خواہش رکھتے ہیں ای فعلوا بالایتا الخ ما تحبون ان یفعل باولادکم من بعدکم (قرطبی ج ۵ ص ۵۷) ان الذین یا کلون اموال الیتیم ظلموا انتساباً یا کلون فی بطونہم ناراً وسیصلون سعیراً ۱۰ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساءً فوق اثنتین فلمن ثلثا ما ترکہ فان عورتیں ہی ہوں دو سے زیادہ تو ان کیلئے ہے دو تہائی اس مال سے جو چھوڑا اور اگر

منزل ۱

میت کی اولاد میں لڑکے بھی ہوں اور لڑکیاں بھی تو ان کے مابین ترکہ اس طرح تقسیم ہو گا کہ ہر لڑکے کو لڑکی سے دو گنا حصہ ملے۔ یہ صورت للذکر مثل حظ الانثیین میں مذکور ہے۔ دوسری صورت اگر میت کی اولاد میں لڑکا کوئی نہ ہو صرف لڑکیاں ہوں اور وہ بھی دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ترکہ کے دو ثلث یعنی دو تہائی حصے ان کے ہوں گے۔ باقی دوسرے وراثت میں تقسیم ہو گا فان کن نساءً موضوع قرآن کا کفر کی رسم ہیں عورت کو وراثت نہ ملنے اب عورت کو بھی میراث ملے گی یعنی جس وقت میراث تقسیم ہو اور برادری کے لوگ جمع ہوں تو جن کو حصہ نہیں پہنچتا اور قرابتی ہیں یا یتیم یا محتاج ہیں تو کچھ کھلا کر رخصت کرو اور بات محفل کہو یعنی جواب سخت نہ دو اور اگر توقع زیادہ کریں تو عذر کرو۔ ۵۸ یعنی میت کے پیچھے کسی اولاد کے حق میں قصور نہ کریں اپنے آپ کو قیاس کریں کہ ماری اولاد رہ جائے پیچھے تو کم ان کا کیسا ڈر ہو گا فتح الرحمن ۵۹ یعنی مردان و زنان ہر دو حصہ دارند از ہر مال کہ باشند کم بود یا بسیار دیں رواست برابر جاہلیت کہ زنان را حصہ نمی دادند ۱۲۔ ۵۹ یعنی خوش نشان غیر وراثت ۱۳۔ ۵۹ یعنی آنانکہ اولاد داشته باشند بوجہی وصیت کنند کہ اولاد ضرر نہ رسد و اس مقدار است در مخرج یتیم حصہ مال یا کم از ۱۲۔ ۵۹ حکم دو دختران نیز نشان است۔ واللہ اعلم ۱۳۔

وَالْبَوَائِدُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَكَذَلِكَ فِي مَذْكُورٍ۔ پانچویں صورت اگر میت کے کوئی اولاد نہ ہو اور نہ کوئی بھائی بہن ہو اور اس کے ماں باپ زندہ ہوں تو اس کی والدہ ثلث یعنی تیسرے حصہ (۱/۳) کی حقدار ہوگی اور باقی ماندہ سارا ترکہ باپ کو ملیگا۔ یہ صورت فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَ أَبُوهُ فَلَا مَرَّةَ الثَّلَاثُ میں بیان کی گئی ہے۔ چھٹی صورت اگر میت کے کوئی لڑکی لڑکا نہ ہو اور دو یا دو سے زیادہ بھائی یا بہنیں یا مخلوط اور ماں باپ زندہ ہوں تو اس کی والدہ کو چھٹا حصہ ملیگا اور باقی سب والد کو اور اس کے بھائی بہنیں محروم رہیں گے فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِلْأُمِّ السُّدُسُ میں یہی صورت مذکور ہے۔ یہاں لفظ اخوة اگر جمع ہے لیکن دو کا بھی یہی حکم ہے اور لفظ جمع کا اطلاق دو پر لغت عرب میں عام ہے۔ جمہور مفسرین اسی طرف گئے ہیں قال الجمہوران حکما الاثنین فی باب المیراث حکم الجمعۃ (رد المحتار ج ۴ ص ۲۳) ۱۳ یہ حکم پہلی تمام صورتوں سے متعلق ہے۔ یہاں دو حقوق ایسے بیان کئے گئے ہیں جن کا ادا کرنا ورنہ میں ترک تقسیم کرنے پر مقدم ہے۔ مرنے والے کو شریعت نے یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنے ترکہ سے ثلث یعنی تیسرے حصہ تک ان رشتہ داروں کے حق میں وصیت کر جائے جو شرعاً وارث نہیں ہیں اور وصیت کی تنفیذ تقسیم ترکہ پر مقدم ہے۔ سب سے پہلے ترکہ میت سے اس کی تجہیز و تکفین کی جائے جو نہ اسراف کی حد کو پہنچے اور نہ کجوسی کی حد کو بلکہ اس میں میت کی مالی حالت کو پیش نظر رکھا جائے اس کے بعد میت کے ذمہ جو حقوق العباد (بندوں کے حقوق) ہیں وہ ادا کئے جائیں۔ مثلاً قرضہ و رادعائے غیرہ اَوْ دَیْنٍ میں یہی حقوق کا ذکر ہے۔ حقوق العباد ادا کرنے کے بعد باقی ماندہ ترکہ کے تیسرے حصہ (۱/۳) میں سے میت کی وصیتیں نافذ کی جائیں جن بعد وصیتہ ۱۲ یُوْجِبُ بِهَا اَوْ دَیْنٍ میں یہ حکم مذکور ہے۔ اس کے بعد جو بچ جائے وہ وارثوں میں ان کے حقوق کے مطابق تقسیم کیا جائے اَبَاءُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا دستور جاہلیت میں صرف بیٹے ہی میت کے ترکہ کے وارث ہوتے تھے، بیٹیوں کو کچھ نہیں دیتے تھے۔ ابتداء اسلام میں والدین کے

213

لن نزالوا ۴۲

ایک ہی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے **کلف** اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کے لئے

دونوں میں سے چمٹا حصہ ہے اس مال میں سے جو کہ چھوڑا اگر میت کے اولاد ہے ۔ اور اگر

اس کے اولاد نہیں اور وارث ہیں اسکے ماں باپ تو اس کی ماں کا ہوتھانی ہے۔ پھر اگر

میت کے کئی بھائی ہیں تو اس کی مال کا بے پھٹا حصہ وہ بعد وصیت کے

جو کہ مرا با بعد اوائے قرض کے ۳۵ روپے تمہارے باپ اور بیٹے تم کو معلوم نہیں

کون نفع پہنچائے تم کو زیادہ حصہ مقرر کیا جو اللہ کا ہے بیشک اللہ

خبردار ہے حکمت والا فل اور تمہارا ہے آدھا مال جو کہ پھوڑ میں تمہاری عورتیں اگر

نہ ہوں ان کے اولاد ^{میں} اور اگر ان کے اولاد ہے تو تمہارے واسطے

چوتھائی ہے اس میں سے جو چھوڑ گئیں بعد وصیت کے جو کر گئیں یا بعد

قرض کے اور عورتوں کے لئے جو محتالی مال ہے اس میں سے جو چھوڑو تم اگر نہ ہو تمہارے اولاد

اور اگر تمہارے اولاد ہے تو ان کے لئے آسمانوں حصہ ہے اس میں سے کہ جو کچھ تم نے چھوڑا بعد

مدرسہ

فتح الرحمن ۱ یعنی باقی پدر راست ۱۲ و یعنی اگر وصیت باشد نخست ادای وصیت کنند و اگر دین باشد نخست ادای دین کنند. و الله اعلم ۱۲ و یعنی برادران یا خواهران حصه مادر را ناقص میسازند اگر چه خود چیزه نیابند و یک برادر و یک خواهر ناقص نمی سازند. و الله اعلم ۱۲.

حق میں وصیت کا حکم تھا اس کے بعد ایت میراث سے تمام وارثوں کے حصے مقرر کر دیئے گئے اور پہلا حکم منسوخ کر دیا گیا اور فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ والدین اور بیٹوں میں سے کون تمہارے لئے دنیاوی یا آخری نفع کا باعث ہے کبھی باپ کی طرف سے ایسا دنیاوی یا آخری نفع حاصل ہو جاتا ہے جو بیٹے کی طرف سے نہیں ہوتا اور کبھی بالعکس۔ اس لئے ہم نے نفس میراث میں سب کو برابر کر دیا ہے اور سب کے حصے مقرر کر دیئے ہیں (من ابن کثیر ج ۱ ص ۵۵)۔ پہلی چھ صورتیں ذوی الفروض نسب کی تھیں اب آگے ذوی الفروض سببیہ یعنی خاوند بیوی کے حصوں کا بیان ہے۔ ساتویں صورت اگر بیوی فوت ہو جائے اور اس کے کوئی اولاد نہ ہو تو بیوی کے ترکہ سے خاوند کو نصف (½) ملیگا۔ باقی دوسرے ورثا میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا۔ آٹھویں صورت فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ مِنَ التَّرْبِيعِ مِثْلَ تَرْتِيزِ الْوَلَدِ یعنی اگر بیوی فوت ہو جائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو بیوی کے ترکہ سے خاوند خاوند سے یا بیٹے خاوند سے تو اس صورت میں بیوی کے ترکہ سے جو تھا حصہ (½) خاوند کا ہوگا۔ اور باقی دیگر ورثا کا ہوگا۔

النساء ۴

۲۱۴

لن تنالواہم

وَصِيَّةٌ تَوْصُونَ بِهَا أَوْ دِينَ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُؤْمَرُ

وصیت کے جو تم کر مرو یا فرض کے ولی اور اگر وہ مرد کہ جس کی میراث ہے

كَلَّةٌ أَوْ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

بپ بیٹا کچھ نہیں رکھنا یا عورت ہوا کسی بی و اور اس بیٹ یا بھائی بی باہن ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کا

السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ

چھٹا حصہ ہے شہ اور اگر زیادہ ہوں اس سے تو سب شریک ہیں

فِي الثَّلَاثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دِينَ لَا غَيْرَ

ایک تہائی میں بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا فرض کے جب اور میں کا

مُضَارَّةٍ وَصِيَّةٍ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ١٢

نقصان نہ کیا ہو یہ حکم ہے اللہ کا اور اللہ سب کچھ جانتے والا مہل کرے والا ولی یہ حدیں

حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ

باندھی ہوئی اللہ کی ہیں اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور رسول کے اس کو داخل کرے جنتوں میں

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں شہ اور یہی ہے بڑی مدد

الْعَظِيمُ ١٣

مہنی اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نکل جائے اس کی حدوں سے

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ١٤

ڈالے گا اس کو آگ میں ہمیشہ رہیگا اس میں اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے

وَالَّتِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا

اور جو کوئی بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ لاؤ

عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةٌ مِّنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَا مَسْكُوهَتُنَّ

ان پر چار مرد اپنوں میں سے کھلے پھر اگر وہ گواہی دیں تو بند کر دو ان عورتوں کو

مسئلہ ۱

نفس صورت وَلَهُنَّ التَّرْبِيعُ مِثْلَ تَرْتِيزِ الْوَلَدِ كَذَلِكَ

لکھ دو کڈ۔ اور اگر خاوند فوت ہو جائے اور کوئی اولاد نہ چھوڑے

تو بیوی کو ترکہ کا چوتھا حصہ ملیگا۔ اگر بیویاں ایک سے زیادہ ہوں تو بیوی

جو تھا حصہ ان میں مساوی طور پر تقسیم کیا جائے۔ دسویں صورت

فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَكُمْ مِنَ التَّمَنُّ مِثْلَ تَمَنُّ الْوَلَدِ اور

اگر میت کے اولاد نہ ہو تو بیوی سے یا ساند سے تو بیوی خواہ

ایک ہو یا زیادہ ہوں وہ ترکہ کا آٹھواں حصہ (⅙) پائیں گی۔ ۱۵

گیارہویں اور بارہویں صورت۔ کَلَّةٌ فوت میں اس مرد یا

عورت کو کہتے ہیں جس کے اصول اور فروع میں کوئی مذکر موجود نہ ہو

اور اصطلاح شرع میں اس میں یا ضافہ کیا گیا ہے کہ اس کے بڑے بھی نہ ہو

جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ اس کے بڑے بھی نہ ہو

الکَلَّةُ مَنْ لَمْ يَتَرَكَ وَلَدًا وَلَا وَلَدًا (ابن جریر ج ۱ ص ۵۵)

سید بن عبد کہتے ہیں کہ اس پر مفسرین کا اجماع ہے اَجْمَعُوا ان

الکَلَّةُ الذی لیس له ولد ولا والد (ایضاً) اس صورت

موضع قرآن یہاں تک مرد و عورت کی میراث فرمائی عورت

کے مال میں مرد کو آدھا ہے اگر عورت کو اولاد

نہیں اور اگر اولاد ہے اس مرد سے یا اور مرد سے تو مرد کو چوتھائی اور

اسی طرح مرد کے مال میں عورت کو چوتھائی اگر مرد کو اولاد نہیں۔ اور

اگر اولاد ہے تو عورت کو آٹھواں حصہ ہر جنس مال میں نقد یا جنس

سلاح یا زبور جو بی یا بالغ باقی عورت کا میراث سے جدا ہے فرض

میں داخل ہے۔ وہ یہاں میراث فرمائی بھائی بہن کی۔ سو باپ

کے اور بیٹے کے ساتھ بھائی بہن کو کچھ نہیں جب باپ بیٹا نہ ہو تب

بھائی بہن کو پہنچے۔ بھائی بہن میں طرح کے ہیں سب جو ماں باپ میں

شریک ہیں یا سوتیلے جو باپ میں شریک ہیں یا خیاں جو ماں میں شریک

ہیں۔ یہ میراث ان تیسروں کی ہے ایک کو چھٹا حصہ اور زیادہ کو تہائی

ان میں مرد و عورت کو برابر۔ اور وہ دو قسم کے بھائی بہن مثال اولاد

کے ہیں جب باپ بیٹا نہ ہو۔ پہلے سگے وہ نہ ہوں تو سوتیلے اس

صورت کے آخر ان کی میراث ہے۔ اور یہ فرمایا کہ وصیت پہلے ہے

جب اولادوں کا نقصان نہ کیا۔ نقصان دو طرح کا ہے ایک یہ ہے کہ

مال کی تہائی سے زیادہ دوا مرے وہ تہائی تک جاری ہے زیادہ نہیں۔ دوسرا یہ کہ جس کو میراث کا حصہ ملیگا اس کو اپنی طرف سے رعایت کر کر زیادہ کچھ دوا مرے۔ وہ معتبر نہیں اگر سب راضی ہوں تو یہ دونوں وصیتیں قبول رکھیں نہیں تو نہ رکھیں۔ اور یہ پانچ میراثیں جو فرما میں یہ حصہ داروں کی ہیں اور ان کے سوا اور قسم کے وارث ہیں جن کو عصبہ کہتے ہیں ان کو حصہ نہیں اگر عصبہ ہوا اور حصہ دار نہ ہو تو سب مال عصبہ لیوے اور جو دونوں ہوں تو حصہ داروں سے جو بچے وہ عصبہ ہوئے اور جو نہ بچے نہ لیوے اور عصبہ اصل تو وہ کہ مرد و عورت نہ ہو اور عورت کا واسطہ نہ رکھے اس کے چار درجے ہیں۔ اقل درجے میں بیٹا اور پوتا ہے۔ دوسرے درجے میں باپ اور دادا۔ تیسرے درجے میں بھائی اور بھتیجا۔ چوتھے درجے میں چچا اور چچا کا بیٹا یا پوتا۔ ایک درجے میں اگر کوئی شخص ہوں تو جو میت سے قریب ہو وہ مقدم ہے جیسے پوتے سے بیٹا بھتیجے سے بھائی پھر سوتیلے سے سگابائی اولاد اور بھائیوں میں مرد کے ساتھ عورت بھی عصبہ ہے اوروں میں نہیں اگر دونوں قسم کے وارث نہ ہوں تو تیسری قسم میں ذوالرحم یعنی ایسی قرابت والے جس میں واسطہ عورت کا ہے اور حصہ دار نہیں جیسے نواسا اور نانا اور بھانجا اور ماموں خالہ بھی اور ان کی اولاد ان کا حساب بھی عصبہ کا ہے۔ فتح الرحمن ص ۱۲۸ انت کہ پدر و فرزند دار ۱۲ ص ۱۲ یعنی وصیتی کہ زیادہ از ثلث باشد اعتبار ندارد ۱۲۔

فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّيَهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ

اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ۝۱۵ وَالَّذِينَ يَأْتِيَنَّاهُمْ مِنْكُمْ

فَإِذْ وَهُمْ أَجْمَعُونَ فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا

عَنْهُمَا إِنْ كَانِ اللَّهُ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝۱۶ إِنَّمَا التَّوْبَةُ

عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِمَجَاهِلَةٍ

ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَئِكَ يَتُوبُ

اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝۱۷

لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ

حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي

تُوبْتُ الظَّنَّ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ

كُفَّارٌ أُولَئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝۱۸

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

مَنْزِلٌ

میں کلام کی چھ صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ چار سورت کے آخر میں ورد و اس رکوع میں۔ اول کلام مرد و بیوی عورت اگر وہ مرد جائے اور اس کا ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن زندہ ہو تو اس کو ترکہ کا مسکن یعنی چھٹا حصہ (۱/۵) دیا جائے ورنہ گناہ رجسٹری سے السدس تک اس کا بیان ہے۔ دوم یہ کہ مادری بھائی بہنیں ایک سے زیادہ ہوں تو وہ ترکہ کا ثلث (۱/۳) پائیں گے اور ثلث ان کے عدد رؤس کے مطابق مساوی حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور زموادہ کے حصہ میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ ثانیاً اگر ترکہ میں ذلک فہم شمس کا معنی الثلث میں یہ صورت مذکور ہے۔ بھائی بہنوں سے یہاں اولاد الام یعنی مادری مراد ہیں جیسا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اسی من اقر کما ہونی قراءۃ بعض لسلف منہم سعد بن ابی وقاص و کذا فتیہا ابو بکر الصدیق فیما رواکہ قتادۃ عنہ (ابن کثیر ج ۱ ص ۱۴۸) اور اگر بھائی بہنیں عیانی یا علاقائی ہوں تو ان کے حصے اس سورت کے آخر میں بیان کئے گئے ہیں غیریہ حصہ پیرا، یوحییٰ یہاں کے فاعل سے حال ہے بصورت قرابت فعل معروف اور بصورت قرابت فعل مجہول فعل محذوف کے فاعل سے حال ہے مطلب یہ ہے کہ مرنے والا وصیت یا اقرار بالبدین سے وارثوں کو نقصان نہ پہنچائے مثلاً یہ کہ تیسرے حصہ سے زیادہ وصیت نہ کرے اور جس کا اس کے ذمتہ کوئی حق نہیں اس کے لئے قرض کا اقرار نہ کرے فلا یفقد حقہ لیس علیہ ولا یوصی بالکثومن الثلث قالہ ابن جبیر (روح ج ۴ ص ۲۳) یہ بشارت اخروی ہے۔ احکام میراث جن کی آئے دن ضرورت رہتی ہے بیان کرنے کے بعد فرمایا یہ اللہ کی حدود اور اس کے مقررہ احکام ہیں جو اللہ کے رسول کی وساطت سے بندوں کو دیئے گئے ہیں جو ان احکام پر ایمان لائیں اور ان پر عمل کریں اس کے لئے آخرت میں جنات نعیم اور نعیم مقیم کی بشارت ہے وَمَنْ يَعْصِلْهُ وَرَسُولُهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَ الْإِنِّ یہ ان لوگوں کے لئے توبہ اخروی ہے جو اللہ کی حدود کو توڑتے اور اس کے نافذ کردہ احکام میراث کو معطل کرتے اور ان کی مطابقت وارثوں میں ترکہ تقسیم نہیں کرتے۔ عصیان سے یہاں عصیان کا کامل درجہ مراد ہے یعنی جو شخص ان احکام پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہے جیسا کہ وَیَتَعَدَّ حُدُودَ الْإِنِّ اس پر فرمایا ہے۔ اور جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (مائدہ ۴۵) مسند امام احمد میں من لَمْ يَحْكُمْ كِي مَنْ لَمْ يَعْتَقِدْ تفسیر کی گئی ہے یعنی جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام پر ایمان نہ لائیں اور ان کے حق ہونیکا اعتقاد نہ رکھیں وہ کافر ہیں۔ ۱۷ ساتواں حکم رعیت (عورتوں کو وراثت سے حصہ ضرور دو لیکن اگر ان سے زنا سرزد ہو جائے تو ان پر شرعی حکم نافذ کرو) احکام وراثت بیان کرنے کے بعد ان عورتوں کا حکم بیان کیا گیا جن سے زنا کا ارتکاب ہو جائے یعنی عورتوں کو میراث سے بیشک حصہ دو لیکن اگر کسی عورت سے زنا سرزد ہو جائے تو اگر چار گواہوں کی شہادت سے ان کا جرم ثابت ہو جائے تو ان کو بند رکھو یہاں تک کہ ان کے لئے کوئی دوسرا حکم آجائے اور اگر ان

مَنْزِلٌ

موضح قرآن :- ول یحکم زنا کا فرمایا کہ چار مرد مسلمان گواہ چاہئیں پھر بھی حد نازل نہ فرمائی، وعدہ رکھا۔ آخر حد نازل ہوئی سورہ نور میں۔ ول اگر دوم فعل بدرکریں ان کا حکم اس وقت مجمل یا مذہبی فرمائی اور توبہ کریں تو ایذا نہ دو پھر جب حد نازل ہوئی تو اس کی حد جلدی نہ فرمائی۔ اس میں علماء کو اختلاف رہا کہ وہ ہی حد ہے اس کی بھی یا شمشیر سے قتل کرنا یا گچ اور طور سے۔ ول یعنی موت جب یقینی ہو چکی اور آخرت نظر آنے لگی تب توبہ قبول نہیں اور اس سے پہلے قبول ہے مسلمان کی توبہ ورکا فرار گناہ سے توبہ کرے وہ گناہ نہیں انزنا مگر جو مسلمان ہو کر مرے۔

فتح الرحمن :- بعد ایں آیت خدا تعالیٰ رہے مقرر کردو اس رحم ثیب و جلد بکراست پس الحال حکم جس نیست ۱۲۔ ول اب آیت مجمل است در احادیث مذکور شد کہ بکر حد نازل یا نہ باید زد و ثیب حر را بجم باید کرد و بعد از پنجاہ تا نیا نہ۔ واللہ اعلم ۱۳۔ ول منزم گوید اہل جاہلیت نہ ناں از نیر از جملہ میراثی نہ نشتند۔ ولی میت اگر خواستے بجز در نکاح خودے آورد و اگر خواستی منع میکرد کہ باجنی نکاح کنند تا آنکہ مہر رد نماید۔ حق تعالیٰ ایں آیت فرستاد۔ واللہ اعلم۔

لن تنالوا

پہلے جی اور جی میں نہ لادو۔ جی خوروں کو جی میں لادو۔

فتیحة الرحم والبخار وقتاً محضاً

[illegible]

ملزله

فتیہ احمدیہ والی الخیرات، قضا کو حق شیعہ میں الہامی ہے۔

ان سے نکاح کر لو لیکن حسب ذیل عورتیں اگر راضی ہوں تب بھی ان سے نکاح نہ کرو کیونکہ یہ محرمات ہیں اور ان سے نکاح کرنا تمہارے لئے ابدی حرام ہے یہاں پندرہ محرمات مذکور ہیں (۱) باپ کی منکوحہ یعنی جو عورت باپ کی زوجیت میں آچکی ہو پھر بیوہ یا مطلقہ ہو جائے (۲) ماں - دادی اور نانی بھی اہمات میں داخل ہیں (۳) و بَنَاتُکُمْ بیٹیاں اس میں پوتیاں اور نواسیاں بھی داخل ہیں (۴) اَخَوَاتُکُمْ بہنیں خواہ عینی ہوں یا علاقائی اور اخیانی (۵) و عَمَّاتُکُمْ پھوپھیاں (۶) و خَالَاتُکُمْ خالائیں (۷) و بَنَاتُ الْأَخِ بھتیجیاں - ان کی بیٹیوں کا بھی یہی حکم ہے (۸) و بَنَاتُ الْأُخْتِ بھانجیاں اور ان کی بیٹیاں بھی اسی حکم میں ہیں (۹) و اُمَّهَاتُکُمُ النِّسَاءِ اُمَمَہٗتُکُمُ النِّسَاءِ اور وہ عورتیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو (۱۰) و اَخَوَاتُکُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ اور تمہاری دودھ شریک بہنیں (۱۱) و اُمَّهَاتُ نِسَائِکُمُ اپنی بیویوں کی مائیں خواہ عینی ہوں یا رضاعی (۱۲) و رَبَائِبُکُمُ النِّسَاءِ تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو ان کے پہلے خاوندوں سے ہوں بشرطیکہ تم ان سے خلوت کر چکے ہو لیکن اگر کسی نے ابھی اپنی بیوی سے خلوت نہ کی ہو تو اس کو طلاق دے کر اس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے و مَحْجُورَاتُکُمْ

کی قید محض اتفاقی ہے احترازی نہیں ہے (۱۳) و حَلَائِلُکُمُ النِّسَاءِ الَّذِينَ مِمَّنْ اَصْلَابُکُمْ اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں الَّذِينَ مِمَّنْ اَصْلَابُکُمْ کی قید احترازی ہے اور اس سے متنبی کی بیوی سے احتراز ہے کیونکہ بیوی یا طلاق کے بعد اس سے نکاح جائز ہے (۱۴) و اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ اور دو بہنوں سے ایک شخص نکاح کرنا - وہ بہنیں خواہ عینی ہوں یا رضاعی - اسی طرح ہر وہ دو عورتیں جن کے درمیان رشتہ محرمیت ہو مثلاً خالہ اور بھانجی - پھوپھی اور بھتیجی - ان کو بھی ایک آدمی کے نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں (۱۵) و الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اور جو عورتیں صحیح نکاح کے ساتھ دوسروں کی منکوحہ ہوں، ان سے بھی نکاح جائز نہیں - اَلَا مَمْلُکَتٌ اَیْمَانُکُمْ سے بظاہر یہ شبہ پڑتا ہے کہ شادی شدہ آزاد عورتوں سے نکاح جائز نہیں لیکن شادی شدہ لونڈیوں سے نکاح جائز ہے حالانکہ ایسا کرنا جائز نہیں اس لئے لونڈیوں سے وہ لونڈیاں مراد نہیں ہیں جو پہلے سے مسلمانوں کی ملک میں ہوں بلکہ وہ لونڈیاں مراد ہیں جو بذریعہ کسی (قید) کافروں سے مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اور دارالکفر میں ان کے خاوند موجود ہوں کیونکہ سب سے ان کا سابقہ نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور ان سے نکاح جائز ہے والمراۃ بالملک بالسبی خاصۃ فانما المقترض لفسخ النکاح وحلہا للسابی دون غیرہ وهو قول عمر وعثمان وجہوس الصحابة والتابعین والائمة السابعة (روح ج ۵ ص ۵) **نکاح دسواں حکم رعیت** (جن عورتوں سے نکاح جائز ہے خواہ حرو ہوں یا لونڈیاں، ان کو مہر دینا ہوگا) یہ آٹھویں اور نویں حکم سے متعلق ہے۔ آٹھویں حکم میں فرمایا کہ میراث میں مال ملا کرنا ہے عورتیں نہیں ملا کرئیں۔ ہاں جو عورتیں خوشی سے نکاح کرنا چاہیں ان سے نکاح کر سکتے ہو۔ نویں حکم میں فرمایا کہ یہ پندرہ عورتیں تم پر حرام ہیں وہ اگر راضی ہوں تو بھی ان سے نکاح جائز نہیں۔ اب یہاں علی سبیل الترقی فرمایا کہ ان کے علاوہ باقی عورتیں تم پر حلال ہیں لیکن حلت کی شرط یہ ہے کہ تم ان کو ہمیشہ کے لئے اپنی زوجیت میں رکھنے کی غرض سے ان سے شرعی عقد کرو۔ وقتی یا چند روزہ شہوت رانی مقصود نہ ہو

مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً

وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ۚ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ

أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَ

خَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُ النِّسَاءِ

الَّذِينَ دَخَلْتُمْ فِيهِمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرِّضَاعِ

وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ الَّتِي فِي

حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ الَّتِي دَخَلْتُمْ

بِهِنَّ زَفَافًا لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ زَوْحًا لِّبَنَاتِكُمُ الَّذِينَ

مِّنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ

إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۚ

مَنْزِل

اس سے متعہ کی ممانعت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ متعہ کی غرض و غایت وقتی یا چند روزہ تمتع اور قصداً شہوت کے سوا کچھ نہیں و فیہ اشارۃ الی النہی عن کون الفصد مجرد قضاء الشهوة و صدماء الماء واستفراغ الوسیۃ المنی فبطلت المتعۃ بهذا القید لان مقصود المتعۃ لیس الاذاک (روح ج ۵ ص ۵) اور یہ بھی یاد رکھو جس عورت سے نکاح کرو خواہ آزاد ہو یا لونڈی اس کو مہر ضرور دینا ہوگا و لا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فَمَا تَرَ صَیْتُمْ بِہِ مِنْ بُعْدٍ لِّغَرَضٍ ۚ ہاں اگر تم مقرر ہو چکے کے بعد عورتیں اپنا پورا مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دیں تو وہ تمہارے لئے حلال ہے اس میں تم پر کوئی حرج نہیں ہے جو لوگ آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ لونڈیوں سے نکاح کر لیں لیکن لونڈی سے نکاح کرنے کے لئے اس کے مالک کی اجازت شرط ہے۔ اس آیت سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر استدلال کیا ہے کہ جس میں آزاد عورت سے نکاح کی استطاعت ہو اس کے لئے لونڈی سے نکاح جائز نہیں جیسا کہ مفہوم شرط کا تقاضا ہے اور اہل حجاز کہتے ہیں کہ غیر مستطیع کے لئے کتا بیہ لونڈی موضوع قرآن - و مگر جو ہو چکا یعنی کف میں اس کا پرہیز نہ کرتے تھے سو اسلام کے بعد وہ گناہ نہ رہا۔ اب آگے پرہیز چاہیئے۔

سے نکاح جائز نہیں کیونکہ ختیات کم کے بعد ایہ منات کی قید موجود ہے لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک لونڈی خواہ مؤمنہ ہو خواہ کفارہ سے بہر صورت نکاح جائز ہے۔ جو سے نکاح کی استطاعت ہو یا نہ ہو کیونکہ فائیکم امّا طاب لکم من النساء اور و اٰحلّ لکم ما وراکم دروں مطلق ہیں جو نکاح ان کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور تخصیص و تنقید کے لئے دلیل کی ضرورت ہے باقی رہا مفہوم شرط اور مفہوم صفت تو وہ امام کے نزدیک چھت نہیں ہے کما تقرنی الاصول یہاں ان شادی شدہ لونڈیوں کی سزا بیان کی گئی ہے جن سے زنا کا ارتکاب ہو جائے۔ کنواری آزاد عورت کیلئے زنا کی حد سو کوڑے ہے جیسا کہ سورہ نور میں مذکور ہے اور لونڈی کیلئے اس کا نصف یعنی پچاس کوڑے ہے ذیلک رستم خشی العنت منکم الخ عنت سے مراد زنا ہے جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہوا الخ لانه سبب الهلاک (ملاک ج ۱ ص ۱۸) یعنی آزاد عورتوں کی استطاعت نہ ہونے کی صورت میں لونڈیوں سے نکاح کی اجازت اس لئے دی گئی ہے تاکہ تم گناہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ لیکن اگر تم اپنے جذبات کو قابو میں رکھ سکو اور لونڈیوں سے نکاح نہ کرو اور نکاح کی استطاعت کا انتظار کرو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے کیونکہ لونڈی سے نکاح کی صورت میں اس سے تمہاری اولاد اپنی ماں کے تابع ہوگی اور غلام ہوگی اس لونڈی کا مالک تمہاری اولاد کو فروخت کرنے کا مجاز ہوگا۔ فیریدہ لکم لیست بکم ویحدیکم الخ نکاح سے فاسات نائے حرام فرمائے ایک ماں اس میں واضح قرآن داخل ہے مانی اور وادی یعنی جو عورت اس شخص کی جڑ ہے۔ دوسری بیٹی اس میں داخل ہے نواسی اور پوتی یعنی جو اسکی شاخ ہے تیری بہن چوتھی بھتیجی یا چوتھی بھانجی یعنی جو اس کے ماں باپ میں ملتی ہے چھٹی بھوپھی اور سائیں خالہ یعنی جو ماں باپ سے اوپر ملتی ہیں بشرطیکہ بواسطہ ملتی ہو اور جو واسطے سے ملے وہ حلال ہے جیسے بھوپھی کی بیٹی۔ اور دودھ کے دو نلے فرمائے ماں اور بہن انشاء ہے کہ سائوں نائے اس میں بھی حرام ہیں اور سسرال کے چار نلے فرمائے عورت کو مرد کی جڑ اور شاخ اور مرد کو عورت کی جڑ اور شاخ مگر شاخ جب حرام ہے کہ نکاح کے بعد صحبت بھی ہوگی مواد جڑ نقطہ نکاح سے حرام ہے دودھ سے بھی یہ چار نلے حرام ہوئے لیکن دودھ پینا وہ معتبر ہے کہ اسی عمر میں پیئے۔ بڑی عمر میں پینا معتبر نہیں اس جگہ نانا سکا اور سوتیلہ اور اختیانی سب برابر ہے اور دودھ میں بھی سوتیلہ نانا معتبر ہے اور بعد کے منع فرمایا جمع کرنا دواہل کا اس اشارت سے معلوم ہوگا سائوں نائوں کا جمع کرنا حرام ہے اور سسرال کے نائوں میں جمع کرنا حرام نہیں آخر کو حرام فرمائی نکاح بندھی عورت یعنی ایک کے نکاح میں ہے تو کسی کو اس کا نکاح حرام ہے مگر بیکاپنی ملک ہو جاوے اس کی صورت یہ کہ کافر مرد اور عورت میں نکاح تھا۔ وہ عورت قید میں آئی جبکہ کو بیٹی اسکو حلال ہے اگر دودھ کا نانا یا سسرال کا مرد کو اپنی لونڈی سے ہے تو اسکی صحبت حرام ہے مگر ملک میں رہا کرے اور یہ فرمایا کہ عورتیں تمہاری بیٹیاں کی جو تمہاری پشت سے ہیں یعنی لے پالک کو بیٹیاں نہ جانو کسی حکم میں وہ بیٹیاں نہیں ہں یعنی جو عورتیں حرام فرمادیں ان کے سوا سب حلال ہیں لیکن چار شرط سے۔ اول یہ کہ طلب کرو یعنی زبان سے ایجاب و قبول درمیان آئے دوسرے یہ کہ مال دینا قبول کرو یعنی مہر تیسرے یہ کہ قید میں لانے کی طرح ہو مستی نکالنے کی نہ ہو یعنی ہمیشہ کہ وہ عورت اس مرد کی ہو جائے اس کے چھوڑے بغیر نہ چھوڑے یعنی مدت کا ذکر نہ آئے کہ جیسے نکاح یا برس تک اس سے متعلق حرام ٹھہرے جو بھی شرط سورہ ماہو میں فرمادی اور یہاں بھی لونڈیوں کے نکاح میں آگے فرمائی ہے کچھی یاری نہ ہو یعنی لوگ شادیوں کم سے کم دو مرد یا ایک مرد و عورت پھر فرمایا کہ جو کام میں آئی اسکا مہر لپڑا دینا یا یعنی کام میں آئی یعنی صحبت ہوئی یا غفلت ہوئی۔ اب کسی طرح مہر نہیں چھوڑنا اور جب تک کام میں نہیں آئی تو اگر مرد چھوڑے تو ادا ہمارے اور اگر عورت ایسا کام کرے کہ نکاح ٹوٹ جائے تو سب مہر ان کی پھر فرمایا کہ بعد مہر مقرر کرنے کے جو دونوں اپنی خوشی سے بڑھادیں یا گھٹادیں وہ بھی معتبر ہے۔

والحصنت ۵

۲۱۸

النساء ۴

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

اور خاوند دانی عورتیں مگر جن کے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ وہ

كُتِبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ

حکم ہوا اللہ کا تم پر وہ اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کے سوا بشرطیکہ

تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا

طلب کرو ان کو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو نہ ہٹ پھرجس

اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُمْ فَانْتَوْهَوْا عَنْ أَجُورِهِمْ فَرِيضَةٌ

کو کام میں لانے تم ان عورتوں میں سے تو ان کو دو ان کے حق جو مقرر ہوئے ہں

وَأَجْنَحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرْضَاؤُهُمْ مِنْ بَعْدِ

اور گناہ نہیں تم کو اس بات میں کہ تمہارے دووں آپس کی رضا سے مستر

الْفَرِيضَةُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝۲۱ وَمَنْ لَمْ

کے پیچھے ہں بیشک اللہ ہے خبر دار حکمت والا وہ اور جو کوئی نہ

يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

رکھے تم میں مقدور اس کا کہ نکاح میں لائے بیبیاں مسلمان

فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ

تو نکاح کر لے ان سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہیں جو کہ تمہارے آپس کی لونڈیاں ہیں مسلمان

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوا

اور اللہ کو خوب معلوم ہے تمہاری مسلمان تم آپس میں ایک ہو

بِأَذْنِ أَهْلِهِمْ وَانْتَوْهَوْا عَنْ أَجُورِهِمْ بِالْمَعْرُوفِ

ان کے مالکوں کی اجازت سے اور دو ان کے مہر موافق دستور کے

مُحْصَنَاتٍ غَيْرِ مُسَفِّحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ فَإِذَا

قید میں آنے والیاں ہوں نہ مستی نکالنے والیاں اور نہ چھپی یاری کرنے والیاں ہں پھر جب

منزل ۱

فتح الرحمن یعنی اگر زنی را زدار الحرب اسیر کردہ اند نکاح و تسری او صحیح بود مگر چند آنجا زوج داشتنه باشد ۱۲ یعنی نکاح صحیح است کہ باہر باشد و مؤبد باشد بحسب ظاہر زیرا کہ چو حاجت جماع ہمیشہ است احصان بدون عقد مؤبد حاصل نشود ۱۳ یعنی بجای تمام مہر لازم می شود ۱۴ یعنی بعد مہر رد کردن اگر ستر مہر زیادہ یا کم کنسید باک نیست ۱۵ یعنی کنیز کان نیز منات آدم اند ۱۶ مہر منجم گوید فاروق در نکاح و اتخاذا خدان شرط نشود است و در احصان دستاخ مؤبد بودن عقد بحسب ظاہر و اللہ اعلم ۱۲

فتح الرحمن یعنی اگر زنی را زدار الحرب اسیر کردہ اند نکاح و تسری او صحیح بود مگر چند آنجا زوج داشتنه باشد ۱۲ یعنی نکاح صحیح است کہ باہر باشد و مؤبد باشد بحسب ظاہر زیرا کہ چو حاجت جماع ہمیشہ است احصان بدون عقد مؤبد حاصل نشود ۱۳ یعنی بجای تمام مہر لازم می شود ۱۴ یعنی بعد مہر رد کردن اگر ستر مہر زیادہ یا کم کنسید باک نیست ۱۵ یعنی کنیز کان نیز منات آدم اند ۱۶ مہر منجم گوید فاروق در نکاح و اتخاذا خدان شرط نشود است و در احصان دستاخ مؤبد بودن عقد بحسب ظاہر و اللہ اعلم ۱۲

و عبیدار و مویا ہر گناہ اپنے ماتحت کے اعتبار سے گہرہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ گناہ سے پہلے انواع کفر و شرک مراد ہیں حملوا قولہ تعالیٰ کبا ثوما تنھون عنہ علی انواع الشریک والکفر (بخاری ج ۳ ص ۲۳۳) یعنی اگر تم کفر و شرک کی تمام انواع سے اجتناب کرو گے تو باقی گناہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے معاف کر دیگا مگر شرک معاف نہیں ہوگا۔ ۲۵

بارم سوال حکم رعیت (جن وادوں کے حصے زیادہ ہیں ان کو حصہ پورا پورا دو اور اپنے حق سے زیادہ لینے کی خواہش نہ کرو) یہاں تفصیل سے میراث کے حصوں میں تفصیل مراد ہے بغیر یہ للرجل نصیب ہے

فَمَا أَكْتَسَبُوا الخ وراثہ کے حصے کم و بیش منقرض کئے گئے ہیں کسی کا حصہ زیادہ ہے اور کسی کا کم اس لئے حکم دیا گیا کہ کسی کا حق مارینا اور اس کے حصہ میں کمی کرنا تو درکنار یہ تو مریخ غلام ہے تم اپنے حصہ سے زیادہ لینے کی خواہش بھی نہ کرو۔ پہلے فرمایا کہ لوگوں کا مال باطل طریقوں سے مت کھاؤ اب فرمایا کہ باطل طریقہ سے مال کھانے کا خیال بھی دل میں مت لاؤ وَدْخُلْ جَعَلْنَا مَوَاتِي مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ہر انسان کے اپنے اپنے وارث ہوتے ہیں اس لئے ہر ایک کو میراث کو صرف اپنا حصہ ہی لینا چاہیئے اور دوسرے کا حق لینے کی تمنا اور آرزو نہیں کرنی چاہیئے بین تعالیٰ ان لكل انسان وراثۃ ومواتی فلینتعم كل واحد بما قسم الله له من المیوات ولا یمنی من غیرہ (نفرطی ج ۵ ص ۱۶۵) بعض مفسرین کا قول ہے کہ جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے سے مواتات کا عقد کر لیتا تھا اور ان میں یہ بات طے پاتی تھی کہ ایک سے لڑائی دوسرے سے لڑائی اور ایک سے صلح دوسرے سے

شمار ہوگی اور دونوں ایک دوسرے کا ناوان ادا کریں گے اور دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اس طرح موالی مواتات کو میراث سے چھٹا حصہ ملتا تھا ابتداء اسلام میں بھی اس پر عمل کرنے کا حکم بحال رہا چنانچہ وَارِثِیْنَ عَقَدْتَ اٰیْمَانُكُمْ فَاَتَوْهُمْ فَصِیْبُهُمْ مِیْسِی حُكْمُکُو ہے پھر یہ حکم اسی آیت کے پہلے حصہ یعنی وَدْخُلْ جَعَلْنَا مَوَاتِی اور دوسری آیات میراث سے منسوخ ہو گیا (من البکیر و غیرہ) لیکن حضرت بن عباسؓ اور مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ ہجرت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاجرین اور انصار کے

۱۲- کوئن کوئے کے پر پہنچے ہیں
بھی مالِ حرم نہ کھادو
میں نے علامہ کی طرح
میل تپتہ۔ درشت اور
سجگیا دیوانِ حکیم عیت

203-

النساء

219

واللحمضنت ٥

وہ قیدِ نکاح میں آجکیں تو اگر کہیں بے حیائی کے کام تو ان پر ادھی سزا ہے

بیسویں کی سزا سے وہ ۵۲۲ پاس کے واسطے ہے جو کوئی طے تم میں سزا کی

میں پرگنے سے اور صبر کرو کو بہتر ہے تمہارے حق میں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے و

اللہ چاہتا ہے کہ بیان کرے مہلے واسطے اور چلائے م تو یہاں

وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ ذَكِيٌّ

وَيَوْمَ نَبْزُلُ السَّحَابَ مِن فَوْقِهِ فَيَسْقِي السَّيِّدَ أَفْجَاهًا

٢٨

تَاكِفُهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ

بالباطل إلا أن تكون بحجارة عن رأي منكم

وَأَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ شَهِيدًا ﴿١٦﴾

ملزلی

سفر

درمیان جوانوت (بھائی چارہ) قائم کی گئی اسکی وجہ سے ہر مہاجر اپنے انصافی بھائی کا وارث متواتر اور انصافی کے رشتہ دار وارث نہیں ہوتے تھے جب یہ آیت **وَدُعِيَ جَعْلَانَا صَوَابِي نَا مَلِ مَوِي تَوُوہ** **موضح قرآن** فافریا گیا کہ جس کو مفرد نہ ہو آزاد عورت نکاح کر نیکا اور صبر میں ڈرتا ہو کہ مجھ سے حرام ہو جائے تو وہ ولہے کسی کی لونڈی نکاح کرے مالک کے اذن سے اور چھپی یاری سے منع فرمایا تو نکاح میں شامل لازم ہوئے اور جس کے نکاح میں ایک عورت آزاد ہے اس کو کسی کی لونڈی سے نکاح حلال نہیں اور ان پر جو آدمی مار فرمائی یعنی آزاد مرد یا عورت اگر نکاح سے فائدہ لے چکے پھر نہ کرے تو سنگسار ہوئے اور بغیر نکاح کے نہ کرے تو سو کوڑے سے سزا ہو فرمایا کہ لونڈیوں کو نکاح کئے پر بھی زنا کی حد چاس کوڑے میں زیادہ نہیں یہی حکم ہے علام کاٹ یعنی بری صحبت جو آدمی کا دل دورا ہے برے کام پر اور شرع پر تنقید نہ ہونے سے ۳ یعنی شرع میں کسی چیز کی تنگی نہیں کہ کوئی حلال چھوڑے اور حرام کو دوڑے۔

النساء

220

والمحصنة

اور جو کوئی یہ کام کرے تعدی سے اور مظلم سے تو ہم اس کو ڈالیں گے

اگ میں اور یہ اللہ پر آسان ہے

جو گناہوں میں بڑی ہیں تو ہم معاف کر دیتے کم سے چھوٹے گناہ تمہارے لئے اور داخل کر بیٹے تم کو

عزت کے مقام میں وفا اور ہوس مت کرو جس چیز میں بڑائی دیکھ لیتے

ایک کو ایک چہرہ ۵۲۵ مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے

اور عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور مبالغہ القہ سے اس

کامیاب ہے شک التذکرہ ہرچیز معلوم ہے وقت اور ہر سی کیلئے ہر چیز معلوم ہے

پس وارث اس مال کے کہ چھوڑ مریں ماں باپ اور کھرابت والے اور جن سے

ان کو دیکھ دو ان کا حصہ بیشک اللہ کے

روبرو ہے پر تیرے قدم فی مرد کا ہم

عورتوں پر اس واسطے کہ برائی وی اندے یاب ایک پر خدا اور اس واسطے کہ

ما نزل

بارہویں علم
نورانی کے لئے
یاد رہے کہ ان کو
تقریباً دو سو روپے
میں سے زیادہ لینے
کو خواہش نہ کرنا

[illegible][illegible]

فتح الرحمن: وہاں گناہ کبیرہ آنت کہ مرآن حدیث شروع باشد و دعوہ دوزخ کرده آمد با کجفہ مسمی شد و در آن ماسنت صحیح و مکرس کہ اذکار اجتناب کند صغائر اور نماز روزہ و صدقہ نالود میسازد ۱۲۰۱ یعنی

حلیف را رعایت کردن یا وصیت کردن مینواند و ایصال را در میراث دخل نیست و میراث برائے اقربا مقرر کرده شده ۱۲ و ۳ یعنی بسبب آنکه مردان در جبلت بهتر اند از زنان ۱۲ -

انْفِقُوا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فِي الصَّالِحَاتِ قَدْ نَزَّلْتُ حِفْظُ

خرچ کے انہوں نے اپنے مال پھر جو عورتیں نیک ہیں سوتا بعد ازیں نگہبانی کرتی ہیں

لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ

پیشگی اللہ کی حفاظت سے وہ گھر اور جن کی بدخونی کا ڈر ہو تم کو

فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ

تو ان کو سبھاؤ اور جدا کرو سونے میں اور مارو

فَاِنْ اطَعَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللَّهَ

پھر اگر کہا مانیں تمہارا تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کی وہ بے شک اللہ

كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝۳۴ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا

ہے سب سے اوپر بڑا ۳۴ اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ

تو کھڑا کرو ایک منصف مرد اور ایک منصف عورت والوں سے ۳۵ اگر

يُرِيْدَا اَصْلَاحًا يَوْفِقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

یہ دونوں نہاں گئے کہ صلح کرادیں تو اللہ موافقت کر دیگا ان دونوں میں بے شک اللہ سب کچھ

عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝۳۵ وَاَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تَشْرِكُوْا بِشَيْءًا

جاننے والا خبردار ہے اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو اس کا کسی کو

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَ

اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو ۳۶ اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور

السَّكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَ

افقیروں اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی اور

الصَّاحِبِ بِالْجَنُبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ

پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور اپنے ماتھے کے مال یعنی غلام

منزل ۱

نشوزہن عصیانہن و نزعہن عن طاعتہن (مدارج ۱ ص ۱۷۱) یعنی جو عورتیں خاوند کی اطاعت نہ کریں اور بدخونی کا اظہار کریں تو ان کو نصیحت کرو اور خدا کا خوف دلاؤ و اھجر وھن فی المضاہج اگر زبانی وعظ و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہو تو ان سے مباشرت اور ہم بستری ترک کر دو شاید سطور وہ نافرمانی اور بدخونی سے باز آجائیں و اضربوھن اگر اس سے بھی وہ متاثر نہ ہوں اور بدستور اپنی شرارت و عصیان کو جاری رکھیں تو بطور سزا ان کو مارو مگر اس قدر نہ مارو کہ ظلم کی حد کو پہنچ جاؤ اور ان کو زخمی نہ کرو دیاں کا کوئی عضو توڑ ڈالو فوات اطاعتکم فلا تبتغوا علیھن سبیل لیکن اگر وہ تمہاری طاعت کریں اور تمہارے حقوق بجالائیں تو ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرو، ان کی حق تلفی نہ کرو اور انہیں ایذا نہ دو ۳۴ چودھواں حکم رعیت: اگر غلام نہ بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے تو اصلاح کی کوشش کرو، اگر غلام نہ بیوی کے درمیان اختلاف شقاق و مخالفت کی حد تک پہنچ جائے اور وعظ و نصیحت اس پر اور مار پیٹ کے بعد بھی ان کے درمیان صلح کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان کے دیاں اصلاح کی کوشش کریں اس طرح کہ دونوں کے رشتہ داروں سے ایک ایک سمجھاؤ اور معاملہ ختم آدمی منتخب کر کے ان کو زوجین کے درمیان اصلاح پر مقرر کریں اِنْ یُرِیدَا اَصْلَاحًا یَوْفِقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا۔

یورپ سے دونوں حکم مراد ہیں اور بینہما کی منہ زحیم کی طرف راجع ہے یعنی اگر وہ دونوں حکم نیک مبنی سے خاوند بیوی کے درمیان اصلاح کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں الفت و محبت ڈالے گا اور ان کے درمیان موافقت کرے گا راسی ان قصد اصلاح ذات البین و کانت بینتھما صحیحہ و قلوبھما ناصحتہ لوجہ اللہ

تو خاوند بیوی میں اختلاف پیدا ہو جائے تو مال و اللہ (یوفی اللہ بینھما) یوقع بین الزوجین الموافقة والافقة

واللہ فی نفوسھما السودۃ والواقۃ (ابو السود ۳ ص ۳۲) یہاں تک کہ ان کے درمیان صلح کی کوشش نہ کرے

۳۵ احکام رعیت بیان کرنے کے بعد اصل مسئلہ یعنی مسئلہ توحید کا ذکر فرمایا

۳۶ عباد اللہ صرف خدا کے واحد کی عبادت بجالاؤ صرف اسے ہی پکارو قال ابن عباس المعنی وحدۃ (کبریٰ ۳ ص ۳۲) ولا تشربوا کواہب شیشا

اور اس کی عبادت اور پکار میں اس کی کسی مخلوق کو اس کا شریک نہ بناؤ نہ پیغیروں اور ولیوں کو نہ فرشتوں اور جنوں کو۔ اس کے بعد بانی الدنیت

۳۷ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ کی مالی اصلاح اور الجار ذی القربى وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے منسلک ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو و الجار الجنب جس کا گھر

تم سے خفا یا صلہ پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس مجاہد و عکرمہ و الضحاک و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ

۳۸ عبادت اور پکار میں اس کی مخلوق کو نہ کرے

۳۹ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ کی مالی اصلاح اور الجار ذی القربى وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے منسلک ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو و الجار الجنب جس کا گھر

تم سے خفا یا صلہ پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس مجاہد و عکرمہ و الضحاک و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ

۴۰ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ کی مالی اصلاح اور الجار ذی القربى وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے منسلک ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو و الجار الجنب جس کا گھر

۳۱ چودھواں حکم رعیت

۳۲ احکام رعیت بیان کرنے کے بعد اصل مسئلہ یعنی مسئلہ توحید کا ذکر فرمایا

۳۳ عباد اللہ صرف خدا کے واحد کی عبادت بجالاؤ صرف اسے ہی پکارو قال ابن عباس المعنی وحدۃ (کبریٰ ۳ ص ۳۲) ولا تشربوا کواہب شیشا

اور اس کی عبادت اور پکار میں اس کی کسی مخلوق کو اس کا شریک نہ بناؤ نہ پیغیروں اور ولیوں کو نہ فرشتوں اور جنوں کو۔ اس کے بعد بانی الدنیت

۳۴ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ کی مالی اصلاح اور الجار ذی القربى وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے منسلک ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو و الجار الجنب جس کا گھر

تم سے خفا یا صلہ پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس مجاہد و عکرمہ و الضحاک و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ

۳۵ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ کی مالی اصلاح اور الجار ذی القربى وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے منسلک ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو و الجار الجنب جس کا گھر

تم سے خفا یا صلہ پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس مجاہد و عکرمہ و الضحاک و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ

۳۶ عبادت اور پکار میں اس کی مخلوق کو نہ کرے

۳۷ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ کی مالی اصلاح اور الجار ذی القربى وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے منسلک ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو و الجار الجنب جس کا گھر

تم سے خفا یا صلہ پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس مجاہد و عکرمہ و الضحاک و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ

۳۸ عبادت اور پکار میں اس کی مخلوق کو نہ کرے

۳۹ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ کی مالی اصلاح اور الجار ذی القربى وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے منسلک ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو و الجار الجنب جس کا گھر

تم سے خفا یا صلہ پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس مجاہد و عکرمہ و الضحاک و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ

۴۰ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ کی مالی اصلاح اور الجار ذی القربى وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے منسلک ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو و الجار الجنب جس کا گھر

تم سے خفا یا صلہ پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس مجاہد و عکرمہ و الضحاک و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ

۴۱ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ کی مالی اصلاح اور الجار ذی القربى وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے منسلک ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو و الجار الجنب جس کا گھر

تم سے خفا یا صلہ پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس مجاہد و عکرمہ و الضحاک و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ

۴۲ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ کی مالی اصلاح اور الجار ذی القربى وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے منسلک ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو و الجار الجنب جس کا گھر

تم سے خفا یا صلہ پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس مجاہد و عکرمہ و الضحاک و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ

۴۳ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ کی مالی اصلاح اور الجار ذی القربى وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے منسلک ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو و الجار الجنب جس کا گھر

تم سے خفا یا صلہ پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس مجاہد و عکرمہ و الضحاک و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ

۴۴ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ کی مالی اصلاح اور الجار ذی القربى وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے منسلک ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو و الجار الجنب جس کا گھر

تم سے خفا یا صلہ پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس مجاہد و عکرمہ و الضحاک و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ و قتادہ و ابن نزیہ

(۴) وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ سَكَتَ اللَّهُ بِرَبِّهِمْ عَلَيْهِمْ تَكُنْ لَكُمْ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ان لوگوں کیلئے زجر اور تنخوین اتھوی سے اگر یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لے آتے اور اللہ کی دی ہوئی دولت سے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرتے تو اس میں ان کا کیا نقصان تھا۔ یہاں بھی درجہ کامل مراد ہے یعنی خرچ نہ کریں اور اعتقاد بھی نہ رکھیں مراد مشرکین ہیں نہ کہ یہاں احسان کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ اب وقت ہے مال خرچ کر لو۔ اب احکام خداوندی کے مطابق خرچ کرنے کا اجر و ثواب آخرت میں کئی گنا ملے گا اس لئے اس موقع کو ہاتھ سے مت جانے دو اسے یہ ماقبل کی تنخوین کا ناکملہ ہے یعنی جب قیامت کے دن گذشتہ امتوں کے منکرین کے خلاف ان کے انبیاء علیہم السلام کو امی لے رہے ہوں گے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے زمانہ کے ان مشرکین و کفار کے خلاف گواہی دیں گے اس وقت ان کا کیا حال ہوگا۔ اس وقت ان کی حالت ناگفتہ بہ ہوگی اور شدت ہول اور خوف عذاب کی وجہ سے وہ خواہش کریں گے کہ زمین میں سما جائیں جیسا کہ اگلی آیت میں مذکور ہے کیف یكون حالهم اذا جئنا يوم النقيمة من كل امة من الامم و طائفه من الطوائف بشهيد يشهد عليهم بما كانوا عليه من

النساء ۴

۳۳۳

والحصنة ۵

أَيَسَأَلُكُمْ اللَّهُ أَن تَتَّقُوا أَن تَتَّقُوا أَن تَتَّقُوا أَن تَتَّقُوا

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ

يَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا

لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۳۴ وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ

رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ

وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۳۵ وَمَا ذَا

عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَانْفَقُوا مِمَّا

رَزَقَهُمُ اللَّهُ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۳۶ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۳۷ وَإِنْ تَرَكَ اللَّهُ قَوْمًا فَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَمَنْ يَتَّبِعْهُ يَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۳۸ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ

مَالَ اللَّهِ سِرًّا وَغَيْبًا فَلَا يَذَرُوهَا وَلَا يَحْزَنُونَ ۳۹

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَالَهُمْ طِبَاقًا مِّمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ

فَلَا يَذَرُوهَا وَلَا يَحْزَنُونَ ۴۰ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ

مَالَ اللَّهِ سِرًّا وَغَيْبًا فَلَا يَذَرُوهَا وَلَا يَحْزَنُونَ ۴۱

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَالَهُمْ طِبَاقًا مِّمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ

فَلَا يَذَرُوهَا وَلَا يَحْزَنُونَ ۴۲ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ

مَالَ اللَّهِ سِرًّا وَغَيْبًا فَلَا يَذَرُوهَا وَلَا يَحْزَنُونَ ۴۳

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَالَهُمْ طِبَاقًا مِّمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ

فَلَا يَذَرُوهَا وَلَا يَحْزَنُونَ ۴۴ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ

مَالَ اللَّهِ سِرًّا وَغَيْبًا فَلَا يَذَرُوهَا وَلَا يَحْزَنُونَ ۴۵

فساد الحقان وقبائح الاعمال وهو نبيهم روح ۵ ص ۳

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے لفظ شہید استعمال ہوا ہے جس سے

اہل بدعت آپ کے ہم راہی کیساتھ حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں

مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ شہید کے معنی یہاں رقیب اور نگہبان کے

ہیں اور پھر یہ نگہبانی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے مخصوص تھی

جیسا کہ صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۱۵ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت

کے دن میری امت کے کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف لیجا یا جائیگا تو میں اللہ تعالیٰ

سے عرض کروں گا یہ تو میرے امتی ہیں اس پر مجھے جواب دیا جائیگا کہ آپ کے

بعد ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ کو معلوم نہیں ہے۔

فاقول كما قال العبد الصالح و كنت عليهم شهيدا ما دمت

فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم (میں اس کے جواب

میں وہی کچھ کہوں گا جو اللہ کا نیک بندہ عیسیٰ علیہ السلام کہے گا کہ جب تک میں

ان میں موجود تھا ان پر نگران رہا اور جب تو نے مجھے اٹھالیا تو وہی ان کا نگہبان

تھا، اس لئے اس آیت سے آپ کے ہر زمانہ میں ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے پر

استدلال درست نہیں لفظ شہید کی پوری بحث سورہ بقرہ آ ۱۷۷ کی تفسیر

میں آیت وَيَكُونُ الْوَسْطَىٰ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے تحت گذر چکی ہے

۳۳ یہاں کافروں اور منافقوں کا حال بیان کیا گیا ہے جس کی طرف پہلے

اشارہ کیا گیا تھا استئناف ببيان حالهم التي اشهر الى شد قهاده

فقط اعتقاد روح ۵ ص ۳۳) وَتَسْوَىٰ فِي تَوَصَّدِيهِ هُوَ اور

جملہ تباہیل مفرد کوڈ کا مفعول ہے۔ لومصد، يتداسی یو دون ان

يدفوا وتسوى الامراض ملتبسة بمرهم (روح) ۳۳ یہ امر

مراد مال شکیان

یعنی ظلم نہ کرنا، مشرک نہ کرنا اور احسان کرنا

سزا دینا اور تنخوین

ان لوگوں کے لئے

جو مذکور بالا معصیت

میں مال خرچ کرنے کو

جائز نہیں سمجھتے

۳۳

۳۳

۳۳

مازل ۱

کارشاد ہے سودا صوفی کہ (ولین الفتن الذکاة بین فلوبکم ذمکوة ص ۹ بحوالہ مسلم) یعنی صغیر سیدی کیا کرو ورنہ تمہارے دلوں میں باہمی نفرت و عداوت پیدا ہو جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ نماز باجماعت ادا کرنے اور صغیر سیدی رکعتوں سے دلوں میں الفت پیدا ہوگی۔ اسی طرح نماز کی پابندی سے نمازی کے دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ مستقی بن جاتا ہے۔ حدیث میں ہے جب انسان نماز میں قیام کرتا ہے تو صغیر قرآن یعنی اول اللہ کا حق ادا کر دے پھر ماں باپ کا پھر ان سب کا درجہ بدرجہ ہمایہ قریب کا زیادہ حق ہے ہمایہ اجنبی سے قریب یعنی قرابتی اور برابر کا رفیق جو ایک کام میں شریک ہو جیسے ایک استاد کے ساتھ گریڈ ایک خاندان کے دو نوکر اور مدرسہ یا گاہ کے حق ادا نہ کرنے والا وہی ہے جس کے مزاج میں تنجیر اور خود پسندی ہے کہ کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتا فک یعنی مال دینے میں بخل کرنا حبیب اللہ کے نزدیک برائے ویسا ہی خلق کے دکھانے کو دینا اور قبول وہ ہے جو حقداروں کو دے جن کا مذکور اول ہوا اور خدا کے لیتین اور آخرت کی توقع سے بے وفائی یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نقصان کسی طرح نہیں اور آخرت کا ثواب بے شمار ہے اور دنیا میں بھی عوض پاتا ہے اس پر رسول خدا نے قسم کھائی ہے۔

يُودُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصُوا الرَّسُولَ لَوْ تَسْوَىٰ لَهُمُ
 الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ۚ ﴿٢٢﴾ بِأَيِّهَا الَّذِينَ
 آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا
 مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا
 وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ
 الْغَارِطِ أَوْ لَسْتُمْ لِلنِّسَاءِ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا
 صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ طَرَان
 اللَّهُ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ۚ ﴿٢٣﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أَوْتُوا
 نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَنْ
 تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۚ ﴿٢٤﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ
 وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۚ ﴿٢٥﴾ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُخَرِّفُونَ

آرزو کریں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے تھے اور رسول کی نافرمانی کی تھی کہ برابر ہو جاویں
 زمین کے مثلے اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات و اے ایمان والو
 نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو سبیل یہاں تک کہ سمجھنے لگو
 جو کہتے ہو صلا اور نہ اس وقت کہ غسل کی حاجت ہو مگر راہ چلتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کرو
 اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں یا آیا کوئی شخص تم میں
 جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ ملا تم کو پانی تو ارادہ کرو
 زمین پاک سما پھر مٹکو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو بے شک
 اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا فلاں کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جن کو ملا ہے
 کچھ حصہ کتاب سے کھٹہ خرید کرتے ہیں گمراہی اور چاہتے ہیں کہ
 تم بھی بہک جاؤ راہ سے اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ کافی ہے
 حمایتی اور اللہ کافی ہے مددگار و بعضے لوگ یہودی پھرتے ہیں

منزل ۱

تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر عاجزی کر رہا ہے اور اس پر اللہ کی رحمت برس رہی ہے، جب رکوع میں جاتا ہے تو رحمت خداوندی کے دیبا میں غوطہ لگانے کیلئے تیار ہو جاتا ہے اور جب سجدہ میں جاتا ہے تو گویا دیبا کے رحمت میں غوطہ لگا رہا ہے اور گویا خدا کے قدموں پر سر رکھ دیا ہے پھر جس طرح قدموں پر گئے ہوئے سے کہا جاتا ہے کہ اب سر اٹھاؤ اسی طرح باری تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب سر اٹھا لے وہ شخص سر اٹھا کر پھر دوبارہ قدموں پر گر پڑتا ہے (کنز العمال) بدن کی طہارت اور وضو نہ نماز کے مصحح ہیں اور ان کے سوا نماز جائز نہیں ہو سکتی اس لئے نماز کے ساتھ بدن کی طہارت اور وضو کے احکام بیان کر دیئے گئے اس طرح طہارت بھی بالواسطہ احسان کرنے پر ممد ہے لگے حتیٰ تَغْتَسِلُوا جُنُبًا سے متعلق ہے اور عابری سبیل سے مافریں مراد ہیں۔ الا ان تکونوا مسافریں (مدارک ج ۱ ص ۱۸۱) اور یہ ماقبل سے مستثنیٰ ہے یعنی حالت جنابت میں نماز کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ غسل کرو البتہ اگر تم حالت سوئیں جہن ہو جاؤ اور یا فی حلقہ تو تیمم کرو اس کی تفصیل آگے آرہی ہے یہاں صنعت استعمال کے ماستحت حتیٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ تک الصلوٰۃ سے نماز مراد ہے اور ولا

جنا میں الصلوٰۃ سے مواضع الصلوٰۃ یعنی مسجد مراد ہیں۔
 اور عابری سبیل سے مسجد سے گزرنے کا مراد ہے مطلب یہ حالت
 احسان کو کہ بعد جنابت تم مسجد سے گزرتے ہو جیسا کہ امام شافعی کا مذہب ہے
 ولا جنبا ای ولا تقربوا المسجد جنبا الا عابری سبیل الا
 صحتا ذین فیہ (مدارک) اَوْجَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَارِطِ
 یہاں اَوْجَاءَ کا معنی داؤ حال ہے کیونکہ اگر اپنے اصل معنی پر ہے تو
 اس سے لازم آئے گا کہ مریض اور مسافر پر بغیر حدیث بھی تیمم ضروری
 ہے حالانکہ ایسا نہیں قال الوازی معناه وجاء حتی لا یلزم
 المریض والمسافر التیمم بلا حدث (مدارک ج ۱ ص ۲۱۷)۔
 بعض نے کہا ہے کہ یہاں اَوْجَاءَ ہے اور بعض نے اس سے قبل
 کوئی مناسب معطوف علیہ محذوف مانا ہے لیکن سب سے اولیٰ
 یہ ہے کہ اوجی تغایر مفہوم کیلئے بھی آتا ہے جیسا کہ مسلم الثبوت
 میں ہے قال الشیخ الانور رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۷ اَوْجَاءُ
 الذِّیْنَ سَعَىٰ يَوْمَهُمُؤْنٌ لَا قَلِيلٌ نَّكَ يَهُودٌ وَنَجْرِيں اور تم کو
 استعمال ہے اگرچہ اس میں کہ وہ مذکورہ احکام کو نہیں مانتے تھے کیونکہ یہ احکام رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئے ہیں نیز وہ آپ کی تکذیب کرتے اور
 ان کی کتابوں میں آپ کی جو صفیں مذکور تھیں ان میں تحریف کرتے تھے
 کیونکہ آپ کو آخری پیغمبران لینے کی صورت میں آپ کا لایا ہوا مسد
 توحید بھی مانا پڑے گا اور مسد توحید کو مانتے سے ان کی گدیاں
 ندریں، منقبت اور تمام دنیوی وقار ختم ہو جائے گا ان سے فرمایا
 مسجد کے حالت جنابت

موضع قرآن یعنی ہر امت اور ہر عہد کے لوگوں کا احوال
 اس وقت کے پیغمبر سے اور معتبر نیک شخصوں سے بیان کروادیں گے مگر
 انکار اور اطاعت والوں کی اطاعت بیان ہوگی تب منکر آرزو کرینگے
 کہ ہم انسان نہ ہوتے مٹی میں ملکر خاک ہو جاتے تھے یعنی اس آیت میں
 ذکر ہے تیمم کا وہ جو مذکور ہوا کہ کافر آخرت میں آرزو کریں گے کہ خاک
 میں مل جاویں خاک انسان کی پیدائش ہے اور اپنی پیدائش کی طین
 جانا گناہوں سے بچاؤ ہے اس واسطے مٹی ملنے سے بھی طہارت فرمائی
 پہلے حکم فرمایا کہ نش میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔ یہ حکم جب بھلا

نشہ حرام نہ ہوا تھا۔ لیکن نماز سے مانع ٹھہرنا تھا اور اگرچہ بنید سے بیہوش ہو یا مرض سے کہ اپنے منہ کا لفظ نہ سمجھ تو اس حالت کی نماز درست نہیں پھر تھاکرے پھر فرمایا کہ جنابت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔
 جب تک غسل نہ کرو مگر راہ چلتے یعنی سفر میں کہ اس کا حکم آگے ہے پھر فرمایا اگر پانی کا عذر ہو اور طہارت ضرور ہو تو زمین سے تیمم کرو۔ پانی کا عذر نہیں صورت سے بتایا اور طہارت کا ضرور ہونا داؤ
 عورت کا ایک صورت پانی کے عذر کی یہ کہ مریض ہو اور پانی ضرور نہ ہے۔ دوسری یہ کہ سفر درپیش ہے پانی پینے کو رکھا ہے آگے دوزخ نہ ملے گا تبیری یہ کہ پانی موجود نہیں اس نیرسی کے ساتھ دوسری
 طہارت کی ضرورت کی فرمائیں ایک یہ کہ آدمی جائے ضرور سے آیا وضو کی حاجت ہے۔ دوسری یہ کہ عورت سے لگا غسل کی حاجت ہے اور تیمم کے طریق یہ کہ زمین پاک پر دونوں ہاتھ مائے پھر منہ کو ملے
 پھر دونوں ہاتھ مائے پھر ہاتھوں کو مل لے کہیں تک و یا یہود کو منہ یا کہ کچھ حصہ ملا ہے کتاب کا یعنی لفظ پڑھنے ملے ہیں اور سمجھنا اور عمل کرنا نہیں ملا۔

مَنْ يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝۴۹ اَنْظُرْ كَيْفَ

جس کو چاہے اور ان پر ظلم نہ ہو گا تاگے برابر و دیکھ کیسا

يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا ۝۵۰

باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور کافی ہے یہی گناہ صریح و

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَّابُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ ۝۵۱

کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جن کو ملا ہے کچھ حصہ سے کتاب کا

يَوْمَنُونَ بِالْجَبَّتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ

جو مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو قسم اور کہتے ہیں

كُفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ۝۵۲

کافروں کو کہ یہ لوگ زیادہ راہ راست پر ہیں مسلمانوں سے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَنْ يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَنْ

یہ وہی ہیں جن پر لعنت ہے اللہ نے اور جس پر لعنت کرے اللہ نہ

تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ۝۵۳ أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذَا

پاویگا تو اس کا کوئی مددگار کیا ان کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں پھر تو یہ

لَا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۝۵۴ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ

نہ دیں گے لوگوں کو تن برابر ۵۴ یا حسد کرتے ہیں لوگوں کا

عَلَىٰ مَا أَنَّهُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ

اس پر جو دیا ہے ان کو اللہ نے اپنے فضل سے ۵۵ سویم نے تو دی ہے ابراہیم کے خاندان میں

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مَّلَكًا عَظِيمًا ۝۵۶ فَمِنْهُمْ

کتاب اور علم اور ان کو دی ہے ہم نے بڑی سلطنت پھر ان میں سے

مَنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ

کسی نے اس کو مانا اور کوئی اس سے ہٹا رہا ۵۷ اور کافی ہے دوزخ کی

منزل ۱

اور ساتھی اخروی تخیل ہے یعنی اب وقت ہے ایمان لے آؤ قبل اس کے کہ ہمارا عذاب آجائے جب عذاب نازل ہو جائیگا پھر ایمان لانے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا اِنَّ الدِّمَاءَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ اُولٰٓئِكَ تَخْلِفُوْنَ كَيْفَ تَدْرِكُوْنَ اُولٰٓئِكَ اِنْ تَرَكْتُمْ اُولٰٓئِكَ وَتَبَرَّكْتَ مِنْهُمْ لَتَمَّ يَسِرْنَ لَكُمُ الْوُجُوهُ بِمَا كَفَرُوا وَتَلَاَوْفَتْ وُجُوهُكُمْ اُولٰٓئِكَ لَئِنْ رَأَوْا مَلَكًا سَأَلُوْهُ اَنْ يَّخْرِجُوْهُمْ اَوْ يَّهْدُوْهُمْ سَبِيلًا اُولٰٓئِكَ لَئِنْ رَأَوْا مَلَكًا سَأَلُوْهُ اَنْ يَّخْرِجُوْهُمْ اَوْ يَّهْدُوْهُمْ سَبِيلًا اُولٰٓئِكَ لَئِنْ رَأَوْا مَلَكًا سَأَلُوْهُ اَنْ يَّخْرِجُوْهُمْ اَوْ يَّهْدُوْهُمْ سَبِيلًا

اور اس کے محبوب میں نیز کہتے تھے نہ یہ داخل الجنتہ الامن کات
ہو د اور نصاریٰ یعنی جنت میں پہنچو نصاریٰ کے بغیر کوئی نہیں جاسکا
۱۲۵ ج ۵ ص ۲۲۵ روح ج ۵ ص ۲۲۵ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے
دعوے کا ابطال فرمایا کہ ان کے اپنی پاکیزگی اور طہارت کے یہ دعوے سب غلط
ہیں پاک طاهر تو وہ جسے اللہ تعالیٰ اس کے ایمان و عمل کی بنا پر پاک
فرمائے اَنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لیکن ان کے یہ دونوں
دعوے اللہ پر صریح بہتان ہے کیونکہ ان دعووں کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے
ان کو اپنا محبوب منتخب کیا ہے اور ان سے وعدہ کیا ہے کہ جنت ان کے لئے
مخصوص اور بزرگ ہے حالانکہ یہ سراسر غلط اور خلاف واقع ہے۔ وَاَنْتُمْ
عَلَى اللَّهِ هَوِّنْهُمْ مِّنْ اٰثَارِ اللَّهِ وَاجْبَاهُكُمْ فَوَلَّوْهُمْ لَنْ يَدْخُلَ
الْجَنَّةَ اِلَّا مَن كَانَ هُوَ اَوْ نَصَارَىٰ (کبیر ج ۳ ص ۲۲۵) ۵۴
یہ بھی اہل کتاب کو زبردستی وہ شیطان اور اصنام کی عبادت کرنیوالوں کو
ہدایت یافتہ کہتے تھے اور الجبت سے بت اور مرعوب غیر اللہ مراد ہے اور
الطاغوت سے مراد شیطان ہے جو بتوں میں کلام کرتا ہے اور لوگ سمجھتے
ہیں کہ بت بول رہا ہے المحبت الاقربان والطاغوت شیاطین الاقربان
وکل صنم شیطان یعبر عنه فیغتر بہ الناس (معالم سے متعلق ہے)
اور دُفِيقُوْنَ میں دو تفسیر ہے اور دُفِيقُوْنَ یُؤْمِنُونَ کی تفسیر ہے۔
اہل کتاب کو بھی طرح معلوم تھا کہ بت پرستی شرک ہے لیکن اس کے باوجود
بت پرستی اور بت پرستوں کی نہ صرف حمایت کرتے تھے بلکہ ان مشرکوں کو یمنوں
سے بہتر سمجھتے تھے تو ان کا یہ فعل محض بغض و حسد اور ضد و عناد کی وجہ سے تھا
لاشک انھم کانوا عالمین بان ذلک باطل فکان اذا مہم علی
هذا القول لمحض العناد والتعصب (کبیر ج ۳ ص ۲۲۵) ۵۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے بہت زیادہ حسد رکھتے تھے کیونکہ
ایک طرف اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکومت عطا فرمادی اور دوسری طرف اسلام
دن بدن ترقی کر رہا تھا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ حسد کیوں کرتے ہیں کیا
ان کے پاس سلطنت یا حکومت ہے جو ان سے مسلمانوں نے چھین لی ہے
اگر ان کے پاس کسی چیز کی حکومت ہوتی تو وہ اس سے پہچنی کوڑی بھی کسی کو
نہ دیتے جب ان کے پاس کچھ ہی نہیں ہے ان سے کچھ چھینا گیا ہے تو ان
کا حسد بلاوجہ ہے جیسا کہ سورہ ص میں فرمایا اَمْ عِنْدَ ھُمْ

۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

خَصْرَيْنِ مَرَحْمَتِيْ بِكَ الْعَزِيزِ الرَّحِيْمِ (ص ۱۶) ۵۶ یہود کے حسد کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی تھی کہ ان کے پاس اگرچہ سلطنت نہیں تھی لیکن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو کیوں ملی ہے یہ کب سلطنت اور
نبوت کے لائق تھے تو اس کا جواب فرمایا کہ ہم نے اپنے فضل و رحمت سے جو نعمتیں مثلاً نبوت علم و حکمت اور حکومت وغیرہ اپنے پیغمبر کو دی ہیں ان پر وہ حسد کرتے ہیں اور ان کو ان نعمات کا اہل نہیں سمجھتے حالانکہ یہ تمام نعمتیں ہم پہلے
موضع قرآن و یہودیوں کو حضرت سے مخالفت ہوئی تو تمکے کے مشرکوں سے متفق ہوئے اور ان کی خاطر سے بتوں کی تعظیم کی اور کہا کہ تمہاری راہ بہتر ہے مسلمانوں سے اور یہ سب ان کا حسد تھا کہ نبوت
اور دین کی ریاست سوائے ہمارے اور کسی میں ہونے اللہ صاحب اسی پر ان کو الزام دیتا ہے۔ ان سب آیتوں میں یہی مذکور ہے۔

فتح الرحمن ۱۲ یعنی میگویند کہ بنی اسرائیل برگزیدگان خداوند و ایشان را عذاب نخواهد شد مگر روز چند ۱۲ و دریں آیت تعریفی ست بآنکہ یہود روز از حزب مددگار مشرکان شدند ۱۲۔
فتح الرحمن ۱۳ و نفیر کوئی است کہ بر پشت خستہ خرما میبایست ۱۳۔

آل ابراہیم کو دے چکے ہیں آل ابراہیم کو ہم نے نبوت و رسالت بھی دی اور حکومت بھی جس سے معلوم ہوا کہ آل ابراہیم میں ان نعمتوں کی صلاحیت موجود ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو آل ابراہیم ہی سے ہیں اس لئے ان میں کیوں صلاحیت نہیں اور اگر ان کو ہم نے اپنے انعامات و احسانات سے نوازا ہے تو کوئی قابل تعجب بات ہے۔ آل ابراہیم الذین ہم اسلاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم و انیس بدعت ان یوتیہ اللہ مثل ما اوتی اسلافہ (مدارک ج ۱ ص ۱۶۹) لہذا یہاں بیان فرمایا کہ آل ابراہیم کا یہ قسم کے لوگ تھے تو وہ تھے جو ایمان لائے تھے اور کچھ ایسے تھے جو ایمان نہیں لائے تھے ان الذین کفروا یا یتأسفون یصلیہم نارا الخوین منکرین اہل کتاب کیلئے آخری تحوین ہے اور الذین آمنوا و عملوا الصالحات سندخلہم جنات الخ مومنین اہل کتاب کیلئے آخری بشارت ہے یہاں تک احکام رعیت تھے اب احکام سلطانیہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔

حصہ دوم (احکام سلطانیہ)

النساء

۲۲۶

والمحصنات ۵

سَعِيرًا ۵۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ

بھڑکتی آگ و بے شک جو منکر ہوئے ہماری آیتوں کے ان کو ہم ڈالیں گے

نَارًا ۵۶ كَلِمًا اَنْصَحْتَ جُلُوْدَهُمْ بِدَلٍّ لَهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا

آگ میں جس وقت جل جائے گی کھال ان کی تو ہم بدل دیں گے ان کو اور کھال

لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۵۷ و

یہ تاکہ چکھتے رہیں عذاب بیشک اللہ ہے زبردست حکمت والا اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّٰتٍ

جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے نیک البتہ ان کو ہم داخل کریں گے باغوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۵۸ لَّهُمْ

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔ نہا کریں ان میں ہمیشہ ان کے لئے

فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيْهَا ظِلٰلٌ ۵۹

یہ وہاں عورتیں ہیں ستھری اور ان کو ہم داخل کریں گے گھنی چھاؤں میں

اِنَّ اللّٰهَ يٰۤاْمُرُكُمْ اَنْ تُوَدُّوا الْاٰمَنِيْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ

بیشک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچا دو امانتیں امانت والوں کو

وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ

اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے

اللّٰهَ نِعَمًا يَعْظُمُكُمْ بِهِ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۶۰

اللہ ابھی نصیحت کرتا ہے تم کو بے شک اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا قوی اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اطِيعُوا اللّٰهَ وَ اطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولٰٓئِ

ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا

الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۶۱ فَاِنْ تَنٰزَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلٰى اللّٰهِ

جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑا پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے

منزل ۱

۳ پہلا حکم سلطانی حقداروں کو ان کے حقوق دلو اور فیصلہ لےنا

۴ سے کیا کرو یہاں خطاب حکام اور امرا مسلمین کو ہے جیسا کہ حضرت علی اور

دوسرے مفسرین سے منقول ہے قال علی بن ابی طالب و زید بن اسلم

مشہور بن حوشب و ابن زید ہذا خطاب لولاۃ المسین خاصۃ

(قومی ج ۵ ص ۲۵۹) یہاں حکام اور صاحب اقتدار طبقہ کو حکم دیا گیا کہ

حقداروں کے حقوق لوگوں سے دلو اور باہمی نزاعات اور جھگڑے حل

انصاف سے طے کرو اور رعیت کو حکم دیا گیا کہ ایسے حکام کی فرمانبرداری کرو اور

اپنے جھگڑے ایسے حکام کے پاس لے جایا کرو جو عدل و انصاف سے فیصلہ کیا

کریں۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امانات سے یہاں مراد عام ہے اور یہ

قسم کی ذمہ داریوں اور عدل و انصاف کے فیصلوں کو شامل ہے الخطاب عام

بیتا دل لولاۃ فیما البیہم من الامانات فی قسمۃ الاصول رد الظلمات

و عدل المحکومات الخود ج ۳ ص ۳۲۲ فان تنازعتم فی شئی

اس میں خطاب حکام اور رعایا سے ہے یعنی اگر حکام اور رعایا میں کسی معاملہ

میں نزاع یا اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کو ختم کرنے کی سورت یہ ہے اس کے

متعلق اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی طرف رجوع کیا جائے اور کتاب

سنت سے جو ہدایت میں ان پر عمل کیا جائے نہ یہ کہ چند انسانوں کی ایک

مشاورتی کونسل بنا کر اس کے فیصلوں کو حرف آخر کی حیثیت دی جائے۔

۵ یہ اطيعوا اللہ و اطيعوا الرسول سے متعلق ہے اور ان منافقین

کیلئے زجر ہے جو دعوی کرتے تھے کہ وہ تورات کی تعلیم کے مطابق قرآن پر اور

آخری پیغمبر پر دل و جان سے ایمان لائے تھے مگر ان کا عمل ان کے اس دعویٰ

کے سراسر خلاف تھا۔ امام غزالی اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن

عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک منافق بشار نامی کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا

تو اس یہودی اور اس کے متعلقین نے اس منافق سے کہا کہ جلد یہ جھگڑا

ہم تمہارے پیغمبر کے پاس لے چلتے ہیں تو اس منافق نے کہا کہ تمہیں یہودیوں

کے سردار کعب بن اشرف کے پاس جلد آخر مقدمہ عدالت نبوی میں پہنچا آپ

نے فریقین کے بیانات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ صادر فرمادیا جس کا

منافق کو بہت رنج ہوا وہاں سے اٹھ کر بشار نامی منافق نے یہودی سے کہا جلد

حضرت عمر کے پاس چلیں اس کا خیال تھا کہ وہ مجھے مسلمان سمجھ کر میری طرف لڑائی کریں گے لیکن وہاں پہنچ کر یہودی نے حضرت عمر سے کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدمے کا فیصلہ میرے حق میں فرما چکے ہیں لیکن بشار اس پر

راضی نہیں تھا حضرت عمر نے یہ سنتے ہی اندر سے تلوار لاکر اس منافق کا سر تن سے جدا کر دیا اور فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے پر راضی نہ ہو میرے نزدیک اس کا فیصلہ یہی ہے اس طرح الطاغوت سے یہاں

موضع القرآن یعنی ہمیشہ سے اللہ نے ابراہیم کے گھر میں بزرگی دی ہے اب بھی اسی کے گھر میں ہے پھر جو کوئی قبول نہ رکھے وہی بے انصاف ہے۔ یعنی امانت میں خیانت نہ کرو اور چوٹی میں خاطر نہ کرو خواہ

کہ وہ ظالم کریں گے آگے مسلمانوں کو تفریق فرمایا کہ جب تک ہر قبیلے میں اور ہر حکم میں رسول ہی کی طرف رجوع نہ رکھو اور دل سے اس کے حکم پر راضی نہ ہو تب تک تم کو ایمان نہیں۔

فتح الرحمن ۱ درایں آیت اشارہ است بقصہ عثمان ججی کہ متلاح کعبہ از دست دی گرفتند و مردمان آن را از حضرت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب کردند آنحضرت قبول نمودہ بعثمان رد فرمود ۱۳۔

ہو کہ ہم ان کے ساتھ جنگ میں شریک نہیں تھے ورنہ ہم بھی ان کے ساتھ پس جاتے و کُتُتُ اَصَابَكُمْ فَضْلُ مَنَ اللّٰہِ اَلْمَ اور اگر مسلمانوں کی فتح ہو جاتی اور مال غنیمت انبار در انبار ان کے ہاتھ آجا تو منافقین حسرت و افسوس سے انگلیاں کاٹنے لگتے اور کہتے کاش! ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے تو مال غنیمت سے کثیر دولت ہاتھ آتی اور مالامل ہو جاتے لَیَقُوْنَ کَانَ مَثْوٰی لَیْسَیْتُیْ سے شروع ہوتا ہے۔ اور کَانَ لَکُمْ بَیِّنَةٌ مَّوَدَّةُ الَّذِیْنَ اُولٰٓئِکَ اَصَابَتْکُمْ فَضْلُ مَنَ اللّٰہِ اور ان کے درمیان میں جملہ مغرضہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ منافقین ایسی باتیں اس طرح کہتے ہیں گویا تمہارے اور ان کے درمیان کی قسم کا دینی رشتہ اور تعلق موجود نہیں اور منافقوں کی دوستی جو مسلمانوں کے ساتھ تھی وہ محض ظاہری تھی ان کے دل میں وہی بغض و عداوت تھی۔ کذا فی المداہک و الخائن و البی و البکر و غیر ہا۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ بطور خوش آمدیسی باتیں کرتے ہیں گویا ظاہر کرتے ہیں کہ پہلے مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اگر ان کے ساتھ کچھ دوستی کا تعلق ہوتا تو وہ بھی ان کے ساتھ ضرور جہاد میں شریک ہوتا اور نور عظیم حاصل کر لیتا حضرت شیخ کے نزدیک یہ معنی راجح ہیں **۱۱** یہ ترغیب الی القتال ہے یشیرون شہری سے ہے جو اعدا میں سے ہے اور خریدنے اور بیچنے دونوں معنوں میں مستعمل ہے یہاں یشیرون بمعنی بیسیجون ہے یعنی وہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دیتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب مومنوں نے اپنی زندگی کا مقصد یہ قرار دیا ہے کہ وہ ہر معاملے میں آخرت کو دنیا پر ترجیح دیں گے تو انہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہیے۔ اور انہیں میدان قتال میں ثابت قدم رہنا اور منافقوں کی بددلی کرنے والی باتوں کی پروا نہیں کرنی چاہیے وَمَنْ یُقَاتِلْ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاَوْفَرَ مَخْرَجًا یُخْرِجْهُ مِمَّا رَمٰ وَیُخْرِجْهُ مِمَّا رَمٰ وَیُخْرِجْهُ مِمَّا رَمٰ ۱۲۔ یہ مجاہدین کے لئے ذہبی اور اخروی بشارت ہے اگر شہید ہو جائیں تو آخرت میں بلند ترین درجات حاصل کریں گے اور اگر شہادت نصیب نہ ہو تو اب عظیم اور مال غنیمت سے حصہ تو ضرور ملے گا **۱۱** تیسرا حکم سلطانی دکر اور اور ضعیف مسلمانوں کو جو مکہ میں تکلیفیں اٹھا رہے ہیں ظالم مشرکوں کے پتخاستبداد سے چھڑاؤ پہلے سے زیادہ واضح اور مدلل طریقہ سے مشرکین سے جہاد کرنے کا حکم دیا کہ اٹھو سہیلیاں پہنوا اور ان کمزور مسلمانوں کو مشرکین کے زور سے چھڑاؤ جو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اللہ ان ظالم مشرکوں سے ہمیں نجات دے لہذا تم اٹھو اور ان کی خلاصی کے لئے جہاد کرو اَذِیْنَ اٰمَنُوْا یَقَاتِلُوْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ یُجِی تَرْغِیْبُ اِلِی الْجہاد ہے یعنی مومن تو ہمیشہ اللہ کے دین کو سر بلند کرنے اور دنیا میں امن و امان قائم کرنے کے لئے جہاد کرتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان کا حامی اور ناصر و مددگار ہے اس کے برعکس کفار اور مشرکین باطل کی خاطر لڑتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو ان باطل پوتوں سے قتال کرنا چاہیے تاکہ دنیا سے باطل مٹ جائے اور اللہ کا دین حق اور اس کی توحید غالب ہو جائے۔ توحید والوں کے مقابلے میں مشرکین ہمیشہ مغزول و مہزوم ہوں گے۔ مرغب اللہ المومنین بانھم یقاتلون فی سبیل اللہ وھو ولیھم و ناصرھم واعدائھم یقاتلون فی سبیل الشیطان فلا

یہ معنی راجح ہیں **۱۱** یہ ترغیب الی القتال ہے یشیرون شہری سے ہے جو اعدا میں سے ہے اور خریدنے اور بیچنے دونوں معنوں میں مستعمل ہے یہاں یشیرون بمعنی بیسیجون ہے یعنی وہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دیتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب مومنوں نے اپنی زندگی کا مقصد یہ قرار دیا ہے کہ وہ ہر معاملے میں آخرت کو دنیا پر ترجیح دیں گے تو انہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہیے۔ اور انہیں میدان قتال میں ثابت قدم رہنا اور منافقوں کی بددلی کرنے والی باتوں کی پروا نہیں کرنی چاہیے وَمَنْ یُقَاتِلْ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاَوْفَرَ مَخْرَجًا یُخْرِجْهُ مِمَّا رَمٰ وَیُخْرِجْهُ مِمَّا رَمٰ وَیُخْرِجْهُ مِمَّا رَمٰ ۱۲۔ یہ مجاہدین کے لئے ذہبی اور اخروی بشارت ہے اگر شہید ہو جائیں تو آخرت میں بلند ترین درجات حاصل کریں گے اور اگر شہادت نصیب نہ ہو تو اب عظیم اور مال غنیمت سے حصہ تو ضرور ملے گا **۱۱** تیسرا حکم سلطانی دکر اور اور ضعیف مسلمانوں کو جو مکہ میں تکلیفیں اٹھا رہے ہیں ظالم مشرکوں کے پتخاستبداد سے چھڑاؤ پہلے سے زیادہ واضح اور مدلل طریقہ سے مشرکین سے جہاد کرنے کا حکم دیا کہ اٹھو سہیلیاں پہنوا اور ان کمزور مسلمانوں کو مشرکین کے زور سے چھڑاؤ جو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اللہ ان ظالم مشرکوں سے ہمیں نجات دے لہذا تم اٹھو اور ان کی خلاصی کے لئے جہاد کرو اَذِیْنَ اٰمَنُوْا یَقَاتِلُوْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ یُجِی تَرْغِیْبُ اِلِی الْجہاد ہے یعنی مومن تو ہمیشہ اللہ کے دین کو سر بلند کرنے اور دنیا میں امن و امان قائم کرنے کے لئے جہاد کرتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان کا حامی اور ناصر و مددگار ہے اس کے برعکس کفار اور مشرکین باطل کی خاطر لڑتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو ان باطل پوتوں سے قتال کرنا چاہیے تاکہ دنیا سے باطل مٹ جائے اور اللہ کا دین حق اور اس کی توحید غالب ہو جائے۔ توحید والوں کے مقابلے میں مشرکین ہمیشہ مغزول و مہزوم ہوں گے۔ مرغب اللہ المومنین بانھم یقاتلون فی سبیل اللہ وھو ولیھم و ناصرھم واعدائھم یقاتلون فی سبیل الشیطان فلا

۲۲۹ والنساء ۵
مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشَّہِدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ
کے وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں
وَحَسَنَ اُولَیْکَ رَفِیْقًا ۶۹ ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ
اور اچھی ہے ان کی رفائقت یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے
وَکَفَّ بِاللّٰہِ عَلِیْمًا ۷۰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا خُذُوْا
اور اللہ کافی ہے جاننے والا اے ایمان والو
حِذْرُکُمْ فَاَنْفِرُوْا ثِبَاتٍ اَوْ اَنْفِرُوْا جَمِیْعًا ۷۱ وَاِنْ
اپنے ہتھیار تھے پھر نکلو جدی جدی فوج ہو کر یا سب اکٹھے
مِنْکُمْ لَمَنْ لَّیْبَطُنَّ ۷۲ فَاِنْ اَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالْ
تم میں بعضا ایسا ہے کہ اللہ دیر لگائے گا پھر اگر تم کو کوئی مصیبت پہنچے تو کہو
قَدْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ اِذْ لَمْ اَکُنْ مَّعَہُمْ شَہِیْدًا ۷۳ وَلَکِنْ
اللہ نے مجھ پر فضل کیا کہ میں نہ ہوا ان کے ساتھ اور اگر
اَصَابَتْکُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰہِ لَیَقُوْلَنَّ کَانَ لَمْ تَکُنْ
تم کو پہنچا فضل اللہ کی طرف سے تو اس طرح کہنے لگے گا کہ گویا نہ تھی
بَیِّنَکُمْ وَبَیْنَهُ مَوَدَّةٌ یُّلَیْقِیْنِیْ کُنْتُ مَّعَہُمْ فَاَفُوْزُ
تم میں اور اس میں کچھ دوستی ہے کاش کہ میں ہوتا ان کے ساتھ تو ہاتا
فَوْزًا عَظِیْمًا ۷۴ فَلِیُقَاتِلْ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُشْرِکُوْنَ
بڑی مراد ہے سو چاہیے لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچتے ہیں
الْحَیْوةَ الدُّنْیَا بِالْآخِرَةِ ۷۵ وَمَنْ یُقَاتِلْ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ
دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے ۱۱ اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ میں
فَیُقَاتِلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِیْہٖ اَجْرًا عَظِیْمًا ۷۶ وَمَا
پھر مارا جائے یا غالب ہووے تو ہم دیں گے اس کو بڑا ثواب ۱۱ اور

منزل ۱
اور صدیق وہ کہ جو وحی میں آئے ان کا جی آپ ہی اس پر گواہی دے اور شہید وہ جو پیغمبر کے حکم پر یا صادق آیا کہ اس پر جان دیتے ہیں اور نیک بخت وہ جن کی طبیعت نیک پر ہی پیدا ہوئی ہے تو جو لوگ ایسے نہیں لیکن حکم برداری میں لگے جاتے ہیں اللہ ان کو بھی ان کے ساتھ لگے گا ۱۱ آگے سو ذکر ہے جہاد کا ۱۱ یعنی لڑائی میں اپنا سچا و گناہ زدہ سپر باندھ کر تدبیروں سے منع نہیں ۱۱ یعنی ایسا شخص منافق ہے کہ خدا کے حکم پر نہیں دوتے تا بلکہ دنیا کا نفع تنگتا ہے اگر لوگوں کو اس کام میں تکلیف پہنچی تو اپنے الگ رہنے پر مجبوتا ہے اور اگر لوگوں کو فائدہ پہنچا تو پھپھتا تا ہے اور دشمنوں کی طرح حسد کرتا ہے ۱۱ یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ دنیا کی زندگی پر نظر نہ رکھیں آخرت چاہیں اور سمجھیں کہ اللہ کے حکم میں ہر طرح نفع ہے۔
فَنَحْنُ الرُّسُلُ وَہُمْ غُلَامٌ مَّرْضٰی اَسْخَفَتْ رَاٰی مٰی ذُوْندھارِیْنِغَالٰی دریا باب آیت فرستاد واللہ اعلم ۱۲۔

والمرحلتان ٥

اور ہے کے رب ہمارے یوں مرس کی ہم پر سزا کیوں نہ پہنچے رہے ہمارے یوں نہ

۱۰
۲۰
۳۰
۴۰
۵۰
۶۰
۷۰
۸۰
۹۰
۱۰۰
۱۱۰
۱۲۰
۱۳۰
۱۴۰
۱۵۰
۱۶۰
۱۷۰
۱۸۰
۱۹۰
۲۰۰
۲۱۰
۲۲۰
۲۳۰
۲۴۰
۲۵۰
۲۶۰
۲۷۰
۲۸۰
۲۹۰
۳۰۰
۳۱۰
۳۲۰
۳۳۰
۳۴۰
۳۵۰
۳۶۰
۳۷۰
۳۸۰
۳۹۰
۴۰۰
۴۱۰
۴۲۰
۴۳۰
۴۴۰
۴۵۰
۴۶۰
۴۷۰
۴۸۰
۴۹۰
۵۰۰
۵۱۰
۵۲۰
۵۳۰
۵۴۰
۵۵۰
۵۶۰
۵۷۰
۵۸۰
۵۹۰
۶۰۰
۶۱۰
۶۲۰
۶۳۰
۶۴۰
۶۵۰
۶۶۰
۶۷۰
۶۸۰
۶۹۰
۷۰۰
۷۱۰
۷۲۰
۷۳۰
۷۴۰
۷۵۰
۷۶۰
۷۷۰
۷۸۰
۷۹۰
۸۰۰
۸۱۰
۸۲۰
۸۳۰
۸۴۰
۸۵۰
۸۶۰
۸۷۰
۸۸۰
۸۹۰
۹۰۰
۹۱۰
۹۲۰
۹۳۰
۹۴۰
۹۵۰
۹۶۰
۹۷۰
۹۸۰
۹۹۰
۱۰۰۰

لا خلاف ولا مختلف سواہ قلیس الامر کما تر عتتم
 قالہ تعالیٰ وحده ہوا النافع الضار وعن ارادۃ قصد
 جمیع الکائنات (بجرح ۳ ص ۳) حسن اور ابن زید کہتے ہیں
 کہ یہود اور منافقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عیاذ باللہ
 بدشگون لیتے تھے کہ اس سے پہلے ہم خوشحال تھے اور ہمارے باغات
 خوب پھل لاتے تھے مگر اس کے آنے سے ہماری زمینوں اور باغوں
 کی پیداوار کم ہو گئی ہے (بجرح روح وغیرہ) **۵** یہ بھی منافقین
 اور یہود کے مذکورہ بالا قول باطل کا جواب ہے بلکہ اس جواب کی
 تفصیل ہے اس میں بطامہ خطاب تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کو ہے لیکن مراد عام ہے اور یہ خطاب ہر مخاطب کو شامل ہے مطلب
 یہ ہے کہ انسان کو جو فائدہ اور بھلائی پہنچتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کا
 فضل و احسان ہے اور جو اسے نقصان یا ہلاکت پہنچتی ہے فانی گزرت
 اس کا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اس کا سبب انسان کی اپنی ہی
 بد عملی اور کوتاہی ہوتی ہے جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہے وَمَا
 آصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ (تھوری ۴)
 یہود مدینہ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے اگر خوشحال تھے
 تو یہ محض اللہ کا احسان تھا اور آپ کی آمد کے بعد اگر ان پر تنگدستی
 آگئی تو یہ ان کی اپنی بد عملی کا نتیجہ تھا جب انھوں نے خدا کے پیغمبر کی
 تمکین کی تو اللہ تعالیٰ نے بطور تنبیہ ان پر تنگی کر دی۔ والضمیر

لیہود و المنافقین (روی اندہ) کان قد بسط علیہم الرزق فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدينۃ فدعاهم الی الایمان فکفر وہا ماسک عنہم بعض الامساک (ابو السعد ج ۳ ص ۲۹۶) یہاں سے **۷۶** فَمَا ارْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا نَّكَ اسخرفت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی ان کو چاہیے تھا کہ ایسی باتیں کرنے کے بجائے آپ کی اطاعت کرتے کیونکہ آپ کی اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن اگر وہ آپ کی دعوت کو قبول نہیں کرتے اور آپ کی فرمانبرداری سے اعراض کرتے ہیں تو آپ فکرمند اور غمگین نہ ہوں کیونکہ آپ نے اپنا فرض ادا کر لیا ہے آپ کا فرض صرف تبلیغ ہے جو آپ نے پورا کر دیا وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا اسے اخروی کی طرف اشارہ فرمادیا کہ ہم سب کچھ

۷۷ یعنی دو واسطے لڑائی تم کو ضرور ہے۔ ایک تو اللہ کا دین بلند کرنے کے دوسرے مظلوم مسلمان جو کافروں کے ہاتھ میں بے بس پڑے ہیں ان کے خلاص کرنے کو شہر کئے میں ایسے

موضح قرآن لوگ بہت تھے کہ حضرت کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور ان کے اقربا ران پر ظلم کرنے لگے کہ مسلمان سے پھر کافر کریں۔

دیکھ رہے ہیں۔ ان کا کوئی عمل ہم سے پوشیدہ نہیں انہیں اپنے اعمال کی پوری پوری سزا ملے گی **۷۵** یہ منافقین کا شکوی ہے اور ان کی دورخی چال پر ان کو زجر ہے جب وہ آپ کے پاس موجود ہوتے ہیں اس وقت تو آپ کی اطاعت کا دم بھرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ جسد آپ کا حکم ہمارے سر و چشم لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو اپنے قول و اقرار کے برعکس رات کو آپ کے اور مسلمانوں کے خلاف منصوبے بناتے ہیں لیکن آپ ان کی پروا نہ کریں۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور ہم نے ان کے تمام منصوبے نوٹ کر رکھے ہیں اور ان کو اس شرارت کی پوری پوری سزا دیں گے **۷۶** میں دو احتمال ہیں یا تو یہ واحد منوث غائب کا صیغہ ہے اور ضمیر غائب طالق کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ منافقین کا طائفہ اور ان کے سرداروں کی جماعت اپنے ہی اقتدار کے باعث رات کو منصوبے بناتے ہیں یا یہ واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے اور خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی وہ آپ کے احکام و ارشادات کے خلاف باتیں کرتے ہیں **۷۷**

اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ اس میں بیان کردہ امور و حقائق نفس الامر اور واقع سے مختلف ہوتے ہیں اور بیان کا نفس الامر سے مختلف ہونا جھوٹ اور کذب ہونا ہے جو حاصل ہونا اگر متران خدا کا کلام نہ ہوتا بلکہ ان کا خود ساختہ ہوتا تو اس کے کئی بیانات نفس الامر کے خلاف اور جھوٹے ہوتے لیکن اگر متران کے بیان کردہ امور و حقائق کو بنظر انصاف دیکھا جائے اور ان میں عذروں کو دیکھا جائے تو اس میں ایک بات بھی خلاف واقع نہیں مل سکیگی بان بیكون بعض اخباراتہ

الغیبتہ کا اخبار عمایسیہ المنافقون غیر مطابق للواقع الخ (روح ج ۵ صفحہ ۵۷۰ وغازن ج ۱ صفحہ ۵۷۰) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی راجح ہے یا اختلاف سے عام اختلاف مراد ہے خواہ باہمی تناقض ہو یا نفس الامر سے مخالفت یا اسلوب بیان اور فصاحت و بلاغت میں اختلاف وغیرہ کما فی القرطبی ج ۵ صفحہ ۲۹ وغیرہ **۷۸** یہ شکوہ منافقین کی

دوسری وجہ ہے کہ وہ ان خبروں اور رازوں کا افشاء کرتے ہیں اور ان کو مشہور کرتے ہیں جن کا پوشیدہ رکھنا ہی اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ہے ان کا تعلق خواہ امن سے ہو یا خوف سے حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پر جوش کر بھیجتے جب وہ غالب یا مغلوب ہو کر واپس آتے تو منافقین ان کی خبریں غلط انداز میں پھیلا دیتے ان الرسول کان اذا بعث سریۃ من السرایا

۷۹ یعنی جب تک مسلمان مکے میں تھے اور موضح قرآن کا فریاد دیتے تو اللہ تعالیٰ ان کو لڑنے سے تھمتا تھا اور صبر کا حکم فرماتا تھا اب جو حکم لڑائی کا آیا تو انھیں کہ ہماری مدد ملی لیکن بعض کچے مسلمان کنارہ کرتے ہیں اور موت سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے برابر آدمیوں سے خطرہ کرتے ہیں **۸۰** یہ منافقوں کا ذکر ہے کہ اگر تدبیر جنگ درست آئی اور فتح و غنیمت ملی تو کہیں اللہ کی طرف سے ہوشیاری (الظان)

النساء

۲۳۱

والہجرت ۵

أَجَلٍ قَرِيبٍ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ

مختصری مدت تک کہہ دے کہ فائدہ دنیا کا مختصر ہے اور آخرت بہتر ہے

لِمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تَطْلُبُون فَتِيلًا ۝۸۰ اَيْنَ مَا تَكُونُوا

پہنچنا اور تمہارا حق نہ ہے گاتامے برابر وہ جہاں کہیں تم ہو گے

يَذَرِكُمْ الْمَوْتُ وَتَكُونُوا فِي بَرٍّ مَّشِيدٍ ۝۸۱

موت تم کو آپڑے گی اگرچہ تم ہو مضبوط قلعوں میں اور

إِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنْ

اگر پہنچے لوگوں کو کچھ بھلائی تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے کچھ اور اگر

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ

ان کو پہنچے کچھ برائی تو کہیں یہ تیری طرف سے ہے کہہ دے کہ سب

مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ قَبَالَهُمْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ لَا يَفْقَهُونَ

اللہ کی طرف سے ہے سو کیا حال ہے ان لوگوں کا ہرگز نہیں سمجھتے کہ سمجھیں

حَدِيثًا ۝۸۲ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا

کوئی بات ہے جو پہنچے تجھ کو کوئی بھلائی سوائے اللہ کی طرف سے ہے اور جو

أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنَ نَفْسِكَ ۝۸۳ وَأَرْسَلْنَاكَ بِالْبَيِّنَاتِ

تجھ کو برائی پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے ہے اور ہم نے تجھ کو بھیجا

رَسُولًا وَكُفٍّ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝۸۴ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ

پیغام پہنچانا والا لوگوں کو اللہ کا شہید ہے سامنے دینے والا جس نے حکم مانا رسول کا

فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۝۸۵ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ

اس نے حکم مانا اللہ کا اور جو الٹا پھرا تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا ان پر

حَفِظًا ۝۸۶ وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ

نگہبان وہ اور کہتے ہیں کہ قبول ہے پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے کچھ

منزل ۱

بن گئی حضرت کی تدبیر کے قائل نہ ہوتے تھے اور اگر مجھ لگتی تو الزام کہتے حضرت کی تدبیر پر اللہ صاحب نے فرمایا کہ سب اللہ کی طرف سے ہے یعنی پیغمبر کی تدبیر اللہ کا الہام ہے غلط نہیں اور مجھ لگتی کو مجھ لگتا ہے بوجہ اللہ تم کو سہانا ہے تمہاری تفصیر پر اگلی آیت میں کھول کر فرمایا کہ بندہ کو چاہیے نیکی کو اللہ کا فضل سمجھے اور تکلیف اپنی تقصیر سے اور رسول پر الزام نہ رکھے تقصیروں سے اللہ واقف ہے اور وہی جزا دیتا ہے۔

فتح الرحمن لا مترجم گوید یعنی اس کلمہ حق است کہ خیر از جانب خداست و شر از جانب بندہ لیکن مقصود اس مردم از اس کلمہ درست نیست و آن است کہ جہاد با جمیع قبائل عرب فتح الرحمن منقول نیست پس اگر فتح باشد نعمتی غیر مترقب است و اگر نہ بہت باشد موافق حال این تدبیر است و چون جہاد با امر الہی است ہمہ خیر است عقل را در آسنا و غلبہ صحیح نباشد و اللہ اعلم ۱۲۔

منزل ۱

والحصنۃ ۲۳۲ الفناء

پاؤ اور نہ بناؤ ان میں سے کسی کو دوست اور نہ مددگار

مگر وہ لوگ جو ملاپ رکھتے ہیں ایک قوم سے کہ تم میں اور ان میں عہد ہے کہ

یا آئے ہیں تمہارے پاس کہ تنگ ہو گئے ہیں دل ان کے تمہاری لڑائی سے اور

اپنی قوم کی لڑائی سے بھی مل اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر زور دے دیتا

تو ضرور لڑتے تھے سے سو اگر یکسو رہیں وہ تم سے پھر تم سے نہ لڑیں اور پیش کریں

تم پر صلح تو اللہ نے نہیں دی تم کو ان پر راہِ مطہر

اب تم دیکھو گے ایک اور قوم کو جو چاہتے ہیں کہ امن میں رہیں تم سے بھی اپنی

دوم سے بھی ۱۵۰ جب بھی لوٹائے جلتے ہیں وہ فساد کی طرف لو اس کی طرف لوٹ جاتے ہیں وہ پھر اگر

وہ کم سے کم سو نہ رہیں اور نہ پیش کریں کم پر صبح ۵۶۹ اور اپنے ہاتھ نہ روئیں

تو ان کو پکڑو اور مہارڈالو جہاں پاؤ اور ان پر

ہم نے تم کو دی ہے کہ اس کے لئے اور مسلمانوں کا کام نہیں

۱۱- اے کوئی دنیاوی
 بے فکر نہ ہو کہ یہ تمام جہانیں
 ۱۲- اے کوئی دنیاوی
 بے فکر نہ ہو کہ یہ تمام جہانیں
 ۱۳- اے کوئی دنیاوی
 بے فکر نہ ہو کہ یہ تمام جہانیں
 ۱۴- اے کوئی دنیاوی
 بے فکر نہ ہو کہ یہ تمام جہانیں
 ۱۵- اے کوئی دنیاوی
 بے فکر نہ ہو کہ یہ تمام جہانیں
 ۱۶- اے کوئی دنیاوی
 بے فکر نہ ہو کہ یہ تمام جہانیں
 ۱۷- اے کوئی دنیاوی
 بے فکر نہ ہو کہ یہ تمام جہانیں
 ۱۸- اے کوئی دنیاوی
 بے فکر نہ ہو کہ یہ تمام جہانیں
 ۱۹- اے کوئی دنیاوی
 بے فکر نہ ہو کہ یہ تمام جہانیں
 ۲۰- اے کوئی دنیاوی
 بے فکر نہ ہو کہ یہ تمام جہانیں

२५१०

فتح الرحمن و اما مترجم گوید کسی که ایمان آورد و هجرت نکند حکم او بطریق اولی فسخیده شد و الله اعلم ۱۲ و ۱ یعنی اگر اسلام آورد و هجرت نکند ایتان را دوست باید گرفت و اگر اسلام بیارند باید گشت مگر آنکه معا بد با باشند و تا بنابر عهد و حلف او معا بد آن را پیش راه نتوان ایذا داد ۱۲ و ۳ یعنی صلح می کنند و باز نقض عهد می نمایند ۱۲ و ۴ مترجم گوید خدا این تالی احکام نقل خطایان می فرماید و آنچه گفت از یک یک بکلام اسلام متکلم شد واجب است و فضل مجاهدان و دوجب هجرت از دار کفر بدار اسلام و کیفیت نماز مفر نماز خوف بیان می کند و الله اعلم ۱۳ -

۹۹ قتل کی دوسری صورت کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا واجب ہے اس صورت میں خون بہا واجب نہیں ادا اسلام الحربی فی دار الحرب ولحمہ فیہا جوا لیدنا فقتلہ مسلحاً خطاً تجب الکفارة بقتلہ للعصمة المؤتممة دمی الاسلام ولا تجب الدية لان العصمة المقومة بالدم ولحمه توجد (مدارک ج ۱ ص ۱۵۸) یہ دمی یا کافر معاد کے قتل کا حکم ہے یعنی اس کے قاتل پر کفارہ اور دیت دونوں واجب ہیں ہذا فی الذمی والمعاہد یقتل خطاً تجب الدية والكفارة (قرطبی ج ۵ ص ۲۵۳) مقتول مومن ہو جیسا کہ پہلی صورت میں تھا یا کافر جیسا کہ تیسری صورت میں دونوں کے قاتل پر دیت کا ایجاب ایک ہی انداز سے بیان کیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ مومن اور کافر دمی یا مستامن کا خون بہا برابر ہے۔ ان کان المقتول ذمیاً فحکمہ حکم المسلمون فیہ دلیل علی ان دية الذمی کدیت المسلم (مدارک) ۱۰۰ اس کا تعلق کفارے کی تینوں صورتوں سے ہے یعنی اگر غلام یا لونڈی میسر نہ آ سکے تو اس کی جگہ متوازی دو ماہ کے روزے رکھنے سے کفارہ ادا ہو جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ دو ماہ میں ایک دن کا روزہ بھی ناعہ نہ ہو اگر ایک دن بھی ناعہ ہو گیا تو پھر از سر نو دو ماہ کے روزے رکھنے پڑیں گے یہاں قتل خطا کی تینوں صورتوں کا حکم بیان ہوا۔ ومن یقتل مؤمناً متعمداً فجزاؤہ جہنم قتل خطا کے بعد قتل عمد پر توبہ کی آخری فرمائی قتل عمد کا فقہی حکم کتب علیکم القصاص فی القتل (بقرہ ۲۲) میں بیان ہو چکا ہے یہاں خالد ابن ابیہا کے الفاظ سے اس طرف اشارہ فرما دیا ہے کہ یہاں قتل عمد سے اس کا درجہ کامل مراد ہے یعنی مومن کو عمداً اور اس کے قتل کو بوجہ ایمان جائز سمجھ کر قتل کرے اور قتل مومن کی حلت کا معتقد ہو چنانچہ

نسفی فرماتے ہیں۔ ای قاصدا قتلہ لا یماند وھو کفر او قتلہ مستحلاً لقتلہ وھو کفر ایضاً (مدارک ج ۱ ص ۱۵۸) ۱۰۱ چھٹا حکم سلطانی دراستے میں اگر کوئی شخص کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں تو مال کے لاپس میں اسے قتل نہ کرو یعنی جب تم جہاد فی سبیل اللہ کیلئے باہر جا رہے ہو اور راستہ میں کوئی شخص تم سے کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں تو اس کے دعوے کی تحقیق کر لو۔ بلا تحقیق یہ سمجھ کر کہ وہ جان کے خوف سے اسلام کا اظہار کر رہا ہے اسے محض اس کے مال کی خاطر قتل مت کرو۔ اس کے تھوڑے سے مال کی پروا نہ کرو اللہ کے یہاں تمہارے لئے بہت کچھ ہے اور پھر یہ بھی سوچو کہ تم بھی پہلے کافر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے تم کو اسلام لانے کی توفیق دی اس لئے اگر راستے میں کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے تو اس کی ضرورت تحقیق کر لیا کرو۔ اس کے بعد لا یستوی الفعدون سے وہ کان اللہ غفوراً رحیماً تک جہاد کی ترغیب اور مجاہدین کے لئے آخری بشارت ہے ۱۰۲ ساتواں حکم سلطانی دے ملک میں محصور مسلمانوں! تمہاری مدد کے لئے مجاہدین کو بھیج دو رہا مومن لیکن تم خود بھی مکہ سے ہجرت کر جانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ پہلے ان لوگوں کا حال بیان فرمایا جو جہاد میں شریک ہونے سے جی چراتے تھے اب یہاں ان لوگوں کا حال بیان کیا جو باوجود قدرت کے ہجرت نہیں کرتے تھے بیان لحال القاعدین عن الہجرة اثر بیان القاعدین عن المجھاد (روح ج ۵ ص ۱۵۸)

یہ قتل خطا کی پہلی صورت کا حکم ہے ۱۰۰ قتل خطا کی دوسری صورت کا حکم ہے ۱۰۱ قتل خطا کی تیسری صورت کا حکم ہے ۱۰۲ قتل خطا کی چوتھی صورت کا حکم ہے ۱۰۳ قتل خطا کی پانچویں صورت کا حکم ہے ۱۰۴ قتل خطا کی ششویں صورت کا حکم ہے ۱۰۵ قتل خطا کی ساتویں صورت کا حکم ہے ۱۰۶ قتل خطا کی آٹھویں صورت کا حکم ہے ۱۰۷ قتل خطا کی نواں صورت کا حکم ہے ۱۰۸ قتل خطا کی دسویں صورت کا حکم ہے ۱۰۹ قتل خطا کی اسیں صورت کا حکم ہے ۱۱۰ قتل خطا کی پندرہویں صورت کا حکم ہے ۱۱۱ قتل خطا کی سترہویں صورت کا حکم ہے ۱۱۲ قتل خطا کی اسیں صورت کا حکم ہے ۱۱۳ قتل خطا کی پندرہویں صورت کا حکم ہے ۱۱۴ قتل خطا کی سترہویں صورت کا حکم ہے ۱۱۵ قتل خطا کی اسیں صورت کا حکم ہے ۱۱۶ قتل خطا کی پندرہویں صورت کا حکم ہے ۱۱۷ قتل خطا کی سترہویں صورت کا حکم ہے ۱۱۸ قتل خطا کی اسیں صورت کا حکم ہے ۱۱۹ قتل خطا کی پندرہویں صورت کا حکم ہے ۱۲۰ قتل خطا کی سترہویں صورت کا حکم ہے

اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلاَّ اَخْطَا وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً ۱۰۰
 کہ قتل کرے مسلمان کو مگر غلطی سے ۱۰۰ اور جو قتل کرے مسلمان کو غلطی سے ۱۰۰
 فَتَحْرِیرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِیۡۃٌ مُّسْلِمَةٍ اِلٰی اٰہِلِہٖ اِلَّا
 تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی اور خون بہا پہنچائے اس کے گھر والوں کو مگر
 اَنْ یَّصَدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّکُمْ وَ هُوَ
 یہ کہ وہ معاف کر دیں پھر اگر مقتول تھا ایسی قوم میں سے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں ۱۰۱
 مُّوْمِنٌ فَتَحْرِیرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ
 وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی ۱۰۲ اور اگر وہ تھا ایسی قوم میں سے
 بَیِّنَکُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیثَاقٌ فَدِیۡۃٌ مُّسْلِمَةٍ اِلٰی اٰہِلِہٖ وَّ
 کہ تم میں اور ان میں عہد ہے ۱۰۳ تو خون بہا پہنچائے اس کے گھر والوں کو اور
 تَحْرِیرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۱۰۴ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامٌ شَہْرَیْنِ
 آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی پھر جس کو میسر نہ ہو تو روزے رکھے دو مہینے کے
 مُتَتَابِعَیْنِ ذٰتِیۡۤہٗ مِّنَ اللّٰہِ وَّ کَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۱۰۵
 برابر ۱۰۵ گناہ بخشوانے کو اللہ سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۱۰۵
 وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُّوْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُہٗ جَہَنَّمُ خَالِدًا
 اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر ۱۰۶ تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہیگا
 فِیْہَا وَ غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہٗ وَ لَعَنَہٗ وَ اَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا
 اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا
 عَظِیْمًا ۱۰۷ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی سَبِیْلِ
 عذاب ۱۰۷ اے ایمان والو جب سفر کرو اللہ کی
 اللّٰہِ فَتَبٰیۡتُوْا وَاَوْ لَا تَقُوْۤا اِلَیۡنَا اَلَفَ اِلَیْکُمُ السَّلَامُ
 راہ میں ۱۰۸ تو تحقیق کر لیا کرو اور مت کہو اس شخص کو جو تم کو سلام علیک کرے

مَنْزِل ۱

موضح قرآن و لا چوک کی صورتیں کئی ہیں یہاں وہ مذکور ہے کہ مسلمان کو کافروں میں امتیاز نہ کیا اور مار ڈالا ہر طرح خطا کی قتل میں دو چیزیں لازم ہیں ایک تو آزاد کرنا بروہ مسلمان اور مقدور نہ ہو تو روزے دو مہینے منفل یہ اپنی تقصیر کا تدارک ہے اللہ کی جناب میں دوسری خون بہا ادا کرنی اس کے وارثوں کو یہ ان کا حق ہے اگر وہ خیرات کر کر چھوڑ دیں تو محتاج ہیں سو اگر اس کے وارث مسلمان ہیں یا کافر ہیں لیکن صلح رکھتے ہیں تو ادا کرنی واجب ہے اور اگر کافر ہیں اور دشمن ہیں تو واجب نہیں خون بہا مذہب حنفی میں مسلمان کی دو ہزار سات سو چالیس روپیہ ہیں تخمیناً اور دینے آئے ہیں قاتل کی برادری کو تین برس میں یہ تفریق ادا کریں ۱۰۹ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مسلمان اگر قصد کر کر مسلمان کو مار ڈالے وہ دوزخی ہو چکا اس کی توبہ قبول نہیں باقی اور علمائے کبار کہنا کہ اگر کسی نے یہاں جو مذکور ہوئی آگے اللہ مالک ہے لیکن اگر قصاص میں مارا گیا تو سب کے قول میں پاک ہوا۔
 فتح الرحمن ۱۰۱ یعنی مقتول مسلمان اگر اس کا گناہ دار الحرب باشد دیت لازم نیست ۱۰۲ یعنی داد مومن باشد ۱۰۳ مترجم گوید جو مفسرین تصویروان کان من قوم بینکم و بینہم میثاق در مقتول کا ذکر نہ ملاحظہ آنکہ توارث
 سبیل دین سبیل میراث است بدست بندہ ضعیف میگوید تمہید مسئلہ ہا کان لمومن ان یقتل مؤمناً الا خطاً و تقید مومن در نظر ما نحن فیہا ہر است در آنکہ آنجا قید کان مقتول است
 لازم دیت بچہت دنا بعد است نہ سبیل میراث و نفیرش وجوب مہر است در مسئلہ مومنہ از قوم معاہدین در سورہ ممتحنہ واللہ اعلم ۱۰۴ مترجم گوید مراد متعل قتل است واللہ اعلم ۱۰۵

والبحصنة

فرشتے تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں ہم تھے بے بس پس اس ملک میں۔ کہتے ہیں انے فرشتے کیا

منزل ۱

سابقہ قریب الی القتل
وہ شہادت ہوئے
مجاہدین ۱۲۔

میں سزاؤں کے سامنے
تو مجھے ظالمین حضورؐ کی سزاؤں
پر ہے جنہوں نے اپنے جرن
قدرت کے ایک سے بڑے تیرن
منہب کی یعنی اسی کو
کھلنے والی کھوپڑی میں
نشت کیجئے جا رہے ہیں
جو بھی جارہا ہے اس کے لیے
خود را خود جاننے کے لیے
کچھ نہیں کیا ہے ۱۶
سحر جبر میں غریب
اخروی ۲۰

موضع قرآن ایک بستی پر وہاں ایک مسلمان تھا اپنے مویشی کتا سے کہہ کر کھڑا ہوا تھا مسلمانوں سے سلام علیک کی۔ لوگوں نے سمجھا

کہ غرض کو مسلمان جانتا ہے اس کو مارا اور موشی چھین لئے اس پر یہ آیت اتری یہ جو فرمایا کہ تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی غرض دنیا پر خون ناخن کرنے والے لیکن مسلمان ہو کر یہ کام نہ چاہئے یا تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی کافروں کے شہر میں رہتے تھے مستقل حکومت نہ رکھتے تھے فساد بدن کے نقصان والے یعنی اپنا سچ جہاد کے حکم سے معاف ہیں باقی لوگوں میں لڑنے والوں کو بڑے درجے ہیں کہ بیٹھنے والوں کو نہیں اگرچہ بیٹھنے والے بھی حقیقی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جہاد دو قسم کا ہے: ۱۔ جہادِ باطنی، ۲۔ جہادِ ظاہری۔

فتح الرحمن وای یعنی در اول حال بجز کلمه نهادت دلیل بر اسلام ایشان نبود و در فتنه اعمال خیر اذ ایشان بوجود آمدند ۱۲ فصل مترجم گوید فایده تفسیر غیر اولی و عضو آنست که در اولی الضرر این حکم

۱۷ جب بطریق مذکور صلوٰۃ الخوف ادا کر چکے تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رکھو۔ ذکر اللہ سے اللہ کی پکار مراد ہے لہذا ذکر اللہ بھی نماز کی طرح فرض ہے جو شخص اللہ کو یاد نہ کرے گویا اس نے فرض کو ترک کیا ہے۔ ذکر حق ہیچوں نماز کے فرض دان۔ وروسی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہما قال عقبت تفسیر ہا لہم یعذبہ اللہ تعالیٰ احدی فی ثلاث ذکروہ الا المغلوب علی اور کچھ آخر میں (روح ج ۵ ص ۱۳) ۱۷ نیز ترغیب الی القاتل ہے۔ القوم سے مراد مشرکین ہیں یعنی اگر کسی وقت مشرکین کا تعاقب کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو اس میں سستی اور کمزوری نہ دکھاؤ بیشک اس میں تمہیں تکلیف اٹھانی پڑے گی لیکن ساتھ ہی مشرکین کو بھی تکلیف ہوگی۔ تکلیف اٹھانے میں تو تم دونوں مستریٰ برابر ہو مگر ان تکلیفوں کے بدلے اللہ کی رحمت و بخشش اور آخری نعمات جن کے تم امیدوار ہو مشرکین کا ان میں کوئی حصہ نہیں۔

اس لئے مشرکین کی تکلیف تو محض تکلیف ہی ہے لیکن تمہاری تکلیف پر آخری اجر اور جادوائی نعمتیں مرتب ہوں گی لہذا تمہیں اللہ کی راہ میں ہر تکلیف خوشی اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنی چاہیے ۱۷ نواں حکم سلطانی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی احکام شریعیہ کی تعلیم فرمادی ہے۔ جب آپ سفر جہاد پر نکلیں تو فیصلے امن و تحمین سے نہ کریں بلکہ قواعد شرعیہ کے مطابق کریں تا آپ دھوکہ نہ کھا سکیں جیسا کہ طبر کے قلعے میں آپ کو دھوکہ دیا گیا یہاں سے لیکر وہاں خضرت اللہ عظیمیہ درجہ اہلک ایک واقعہ سے متعلق ہے واقعہ یہ ہے کہ طبر بن ابیرق نامی ایک منافق نے ایک صحابی حضرت رفاعہ بن زید کے مکان میں نقب لگا کر چوری کی۔ مال مسروقہ میں کچھ ہتھیار اور آٹے کا ایک بھیل تھا۔ اتفاق سے بھیلے میں سوراخ تھا جس سے آٹا چور کے گھر تک راستہ میں گرتا گیا جب چور کو اس بات کا احساس ہوا تو بدنامی سے بچنے کے لئے اس نے مال مسروقہ زید بن یاسین نامی ایک یہودی کے پاس بطور امانت رکھ دیا۔ صبح جب مالک مکان کو اس واردات کا علم ہوا تو انھوں نے اپنے بھتیجے حضرت قتادہ بن نعان سے اس کا ذکر کیا انھوں نے تفتیش سے معلوم کر لیا کہ یہ حرکت بنو ابیرق کی ہے چنانچہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا کہہ دیا جب بنو ابیرق کو اس کا علم ہوا تو وہ باقاعدہ سازش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زید بن یاسین پر چوری کا الزام لگایا اور فتیں کھا کر اور اپنے ایمان اٹھا کا واسطہ دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین

والمحضنت ۵
۲۳۷
النساء

تَكُنْ اَرْضُ اللَّهِ وَاِسْعَةً فَتُها جَرُوا فِيْها فَاُولَئِكَ

مَّا وَهَمَ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا ۙ (۹۷) اِلَّا الْمُسْتَضْعِفِيْنَ

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُوْنَ

حِيْلَةً وَلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۙ (۹۸) فَاُولَئِكَ عَسَىٰ لِّلّٰهِ

يَعْفُو عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۙ (۹۹) وَمَنْ

يُّهَاجِرْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرْغَمًا كَثِيْرًا

وَسَعَةً ۙ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ

رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يَدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلٰى

اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا رَحِيْمًا ۙ (۱۰۰) وَاِذَا ضَرَبْتُمْ

فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنْ

الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَفْتِنَكُمْ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

۱۷
۱۸

یعنی منکر اور
عقوبت
ترغیب الی الجہاد
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

دلادیا اور طبر بن ابیرق جو اصل چور تھا اسکو چوری کے الزام سے بالکل بری اور بے گناہ ثابت کر دیا۔ چنانچہ آپ نے ان منافقوں کی قسموں اور شہادتوں کو صحیح سمجھ کر موضع قرآن قبول نہیں اور ملک میں جاری اور زمین اللہ کی کشادہ ہے اور اگر ناچار ہیں پرائے بس میں تو امید ہے کہ معاف ہوں گا اس سے معلوم ہوا کہ جس ملک میں مسلمان کھلا نہ رکھے وہاں سے ہجرت فرض ہے یعنی موذی کا ڈر نہ چاہیے کہ بہت جلد روزی مل جاتی ہے کشائش سے اور یہ خطرہ نہ چاہیے کہ شاید راہ ہی میں مائے جاویں کہ اس میں ثواب پورا ہے اور موت اپنے وقت سے پہلے نہیں۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی در راہ قبل وصول بمقصد ۱۲

یہودی کو چوراہہ پر لے گیا اور پھر یہودی کو چوری کی سزا دینے کا بھی ارادہ فرمایا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اجتہادی لغزش پر تنبیہ فرمائی گئی۔
فَلَمَّا أَتَاهُ نُفُوسٌ مِّنْ مَّنَافِقِينَ رَايَاهُمْ يَلْعَبُونَ لَأِذَا دُعِيَ السَّاعَةُ هُمْ يُلَاعِبُوكُم بِآيَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (سورہ ابراہیم: ۲۷)
 فرمادیا تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ اگر یہ سزا نافذ ہو جاتی تو نفس الامر کے خلاف اور واقع میں خطا ہوتی اس لئے اس میں اگرچہ آپ معذور تھے لیکن پھر بھی اس لغزش پر استغفار کا حکم فرمایا۔ **فَهَمَّ النَّبِيُّ**
 صلی اللہ علیہ وسلم ان یقطع ید زید الیہودی
 (معالم ج ۱ ص ۲۹۷) فلما اطلعہ اللہ علی کذب قوم طعنه
 عرف انہ لو وقع ذلک الامر لکان خطا فی نفس الامر
 فامره بالاستغفار منه وان کان معذورا (خازن ج ۱ ص ۲۹۷)
اِذْ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِ اللَّهِ الَّتِي تَنْزِلُ فِي رُءُوسِ السَّحَابِ يَوْمَ يُنْفَخُ الصُّورُ فَهِيَ يَوْمَ كَانَتْ وَاحِدَةً (سورہ ابراہیم: ۲۸)
 اذ یبیین لکم آیات اللہ الّٰتی تنزل فی رؤوس السحاب
 الذین یختلون کی طرف راجع ہے اور مراد اس سے وہی منافقین
 ہیں یعنی رات کو وہ ایسی باتیں بناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں مراد
 وہی جھوٹی شہادتیں دینے کا منصوبہ اور مشورہ ہے **هَآؤُنْتُمْ**
 کا خطاب انہی مجادلہ کرنے والے منافقوں سے ہے اور یہ ان کو زجر ہے
نَسِئُوا سے مراد چوری اور ظلم نفس سے مراد جھوٹی شہادت
 ہے یعنی جو شخص چوری اور جھوٹی گواہی جیسا گناہ کرے بھی اس سے
 سچی توبہ کر لے اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف کرے اسے اپنی رحمت کا ثمر
 بنالے گا **وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ ذَنْبًا يَبْهِيَ قَوْمًا طَعْمَ كُوزٍ**
 کیونکہ انھوں نے ایک بے گناہ یہودی پر تہمت لگائی اور طعمہ کو بری
 کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھائیں اور جھوٹی گواہیاں دیں۔ خطیئہ سے
 مراد چوری اور اثم سے مراد جھوٹی قسم ہے **قِيلَ اِنَّ الْخَطِيئَةَ هِيَ**
 سرقة الدار والاشتم هو یمینہ الکاذبہ وخران کا ترجمہ
 بجز ۳ ص ۳۳۷) **وَكُلُّ لَدُنَّكَ فَضْلٌ اَللّٰهُ عَلَیْكَ الْخَيْرُ** کا جواب
 موضع قرآن میں سے دو ہی پڑھنی چاہئیں اور کافروں کے
 تانے کا ڈر اس وقت تھا جب ہم آپ اس تقریب سے معافی ملی ہر
 وقت کو اور پوری یہ پڑھے کہ اللہ صاحب کی بخشش سے بے پروا ہی
 ہوتی ہے اور سنت کا تقید سفر میں نہیں رہتا یہ نماز خوف فرمائی
 کہ اگر وقت مقابلہ کا ہو تو فوج دو حصے ہو جائے ہر جماعت آدمی نماز میں مل
 کیسا تھک شریک ہو اور آدمی چھوٹے جنگ دوسری جماعت دشمن
 کے مقابل ہے اور اس وقت نماز میں آمدورفت معاف ہے۔ اور
 ہتھیار اور زبرد یا ہتھیار ساتھ رکھیں اور اس قدر بھی فرصت نہ ہو تو
 جماعت موقوف کریں تنہا پڑھ لیں پیادہ اور اشارت سے اگر بہ
 بھی فرصت نہ ہو تو قضا کریں۔

وَالْبَحْصَنَتِ ۵ ۲۳۸ النساء

اِنَّ الْكَافِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝۱۰ وَاِذَا كُنْتَ
 البتہ کافر تمہارے مرتجع دشمن ہیں **فَلَمَّا** اور جب تو
فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلَتَقِمُ طَآئِفَةٌ مِنْهُمْ
 ان میں موجود ہوئے پھر نماز میں کھڑا کرے **فَلَمَّا** تو چاہیے ایک جماعت ان کی کھڑی ہو
مَعَكَ وَلِيَاْخُذُوْا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا
 تیرے ساتھ اور ساتھ لے لیوں اپنے ہتھیار پھر جب یہ سجدہ کریں
فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَارْتَمَتْ طَآئِفَةٌ اٰخَرٰی
 تو بہت جماعتیں تیرے پاس سے **فَلَمَّا** اور آوے دوسری جماعت
لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلِيَاْخُذُوْا حِزْبًا مِّنْهُمْ
 جس نے نماز نہیں پڑھی وہ نماز پڑھیں تیرے ساتھ اور ساتھ لیوں اپنا بچاؤ اور
اَسْلِحَتَهُمْ وَاَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ
 ہتھیار کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم بے خبر ہو
اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُوْنَ عَلَیْكُمْ مِّمْلَةً
 اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے تاکہ تم پر حملہ کریں
وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًیٌّ مِّنْ
 یکبارگی اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم کو تکلیف ہو
مَطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰی اَنْ تَضَعُوْا اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا
 مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لے لو
حِزْبًا مِّنْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝۱۱ فَاِذَا
 اپنا بچاؤ بے شک اللہ نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے واسطے مذاب ذلت کا **فَلَمَّا** پھر جب
فَضَّيْتُمْ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ قِيَامًا وَقَعُوْا اَقْ
 نماز پڑھ چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور

منزل ۱

فَتَحِ الرِّجْلَ نازل شدہ است سفر قید اتفاقیست و مراد از قصر قصر در کیفیت رکوع و سجود است کہ بایکے ادایتوان کردہ در کثرت رکعات واللہ اعلم ۱۲ **فَلَمَّا** یعنی وقت خوف ۱۲ **فَلَمَّا**
 یعنی مقابل عدو ۱۲ **فَلَمَّا** مترجم گوید اس را صور نہایت بیکی آنکہ امام دو بار نماز گذارد یکبار با جماعت و دیگر آنکہ امام یکبار جماعت یک رکعت گذارد قیام توقف کند تا آنکہ رکعت
 دیگر خواندہ مقابل عدو و زود آنجا نہ دیگر آمدہ اقتدا کند امام رکعت با جماعت خواندہ در قعود چندان توقف کند کہ از رکعت دوم فارغ شود آنکہ بایشان سلام دهد و ای ہر دو با صور تہا دیگر کہ صحیح شدہ و محتمل نیست واللہ اعلم

مخروف ہے یعنی لاصدوق اور لھمت سے استیناف ہے جو ماقبل کے لئے بمنزلہ علت ہے اور ان کافروں کے برے مقصد اور ارادے کو ظاہر کرنے کیلئے لایا گیا ہے یعنی اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو وہ آپ کو صحیح فیصلے سے بھٹکا دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے حقیقت حال سے مطلع کر کے آپ کو ان کے دھوکے سے بچالیا وہ تو اپنی طرف سے آپ کو غلط راہ پر ڈالنے کا تہیہ کر چکے تھے وجہ ابوالبقاء ان یکنون الجواب محذوف والقدیر ولولا فضل اللہ علیہ وسرحتہ لاصدوق ثم استأنف بقوله سبحانه (لھمت) اھی لھمت بذا اللہ (روح ج ۵ ص ۱۳۳) چوری کی یہ مذکورہ واردات جس کی حقیقت سے آپ آگاہ نہیں تھے جس کے اصل چور کا آپ کو علم نہیں تھا اور جس میں چور کے رشتہ داروں نے چور کو بیگناہ ثابت کرنے کے لئے جورات کو بیٹھ کر منسوبہ بنایا اسے بھی آپ نہیں جانتے تھے لیکن اس واقعہ کی پوری حقیقت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع کر دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت بڑا احسان اور اس کا عظیم فضل ہے کیونکہ اگر آپ اصل حقیقت سے آگاہ نہ ہوتے تو آپ ایک بے گناہ کو چوری کی سزا دیدیتے اور اصل چور کو بری کر دیتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ لوگوں کے دلوں میں آپ کی نبوت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے۔

سارے غیبی انفال یعنی مرگنے کے بعد نبوت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے۔ اس آیت سے بریلوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی علم غیب پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ ما استعمال ہوا ہے جو عموم کے لئے ہوتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ تمام وہ چیزیں جو آپ کو معلوم نہ تھیں وہ ساری کی ساری اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتادیں تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کلی علم غیب عطا کر دیا تھا مگر اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی علم غیب پر استدلال سراسر باطل ہے اولاً اس لئے کہ یہ استدلال اس بات پر مبنی ہے کہ ما اس آیت میں عموم اور استغراق حقیقی کے لئے ہے حالانکہ ما ہر جگہ عموم اور استغراق کے لئے نہیں آتا بلکہ اس میں خصوص کا بھی احتمال ہوتا ہے امام ابو البرکات نسفی حنفی فرماتے ہیں ومن وما یحتملان العموم والخصوص واصلھما العموم (رسالہ مدارع شرح نور اللہ ص ۱۷) یعنی اگرچہ اصل دونوں میں عموم ہے لیکن دونوں میں خصوص کا احتمال بھی ہوتا ہے اس کی شرح میں ملّا جین فرماتے ہیں یعنی انھما فی اصل الوضع للعموم ویتعدلان فی الخصوص بعراض القوت (بر النعم ہے ۱۲) اور ایسی مثالیں خود قرآن میں بکثرت موجود ہیں جن میں کلمہ عاموم کے لئے نہیں چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے وَیَعْلَمُکُمْ مَا لَمْ تَشْکُرُوْا تَعْلَمُوْنَ (بقرہ ۱۸) اور وہ (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے اس آیت میں خطاب براہ راست صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے اور ان کی وساطت سے ساری امت تا قیامت اس آیت کی مخاطب ہے اگر یہاں کلمہ ما کو عموم اور استغراق حقیقی پر محمول کیا جائے جیسا کہ بریلوی حضرات کا خیال ہے تو اس میں لازم آئے گا کہ تمام صحابہ کرام بلکہ امت محمدیہ کا ہر فرد قیامت میں غیب دان ہوا اور اسے ماکان و مایکون کا کلی علم غیب حاصل ہو۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں اسی طرح ایک جگہ فرمایا وَیَعْلَمُ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ ذَکَ اَبَآءُکُمْ (الغام ۱۱) اور سکھایا گیا تم

سارے غیبی انفال یعنی مرگنے کے بعد نبوت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے۔ اس آیت سے بریلوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی علم غیب پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ ما استعمال ہوا ہے جو عموم کے لئے ہوتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ تمام وہ چیزیں جو آپ کو معلوم نہ تھیں وہ ساری کی ساری اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتادیں تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کلی علم غیب عطا کر دیا تھا مگر اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی علم غیب پر استدلال سراسر باطل ہے اولاً اس لئے کہ یہ استدلال اس بات پر مبنی ہے کہ ما اس آیت میں عموم اور استغراق حقیقی کے لئے ہے حالانکہ ما ہر جگہ عموم اور استغراق کے لئے نہیں آتا بلکہ اس میں خصوص کا بھی احتمال ہوتا ہے امام ابو البرکات نسفی حنفی فرماتے ہیں ومن وما یحتملان العموم والخصوص واصلھما العموم (رسالہ مدارع شرح نور اللہ ص ۱۷) یعنی اگرچہ اصل دونوں میں عموم ہے لیکن دونوں میں خصوص کا احتمال بھی ہوتا ہے اس کی شرح میں ملّا جین فرماتے ہیں یعنی انھما فی اصل الوضع للعموم ویتعدلان فی الخصوص بعراض القوت (بر النعم ہے ۱۲) اور ایسی مثالیں خود قرآن میں بکثرت موجود ہیں جن میں کلمہ عاموم کے لئے نہیں چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے وَیَعْلَمُکُمْ مَا لَمْ تَشْکُرُوْا تَعْلَمُوْنَ (بقرہ ۱۸) اور وہ (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے اس آیت میں خطاب براہ راست صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے اور ان کی وساطت سے ساری امت تا قیامت اس آیت کی مخاطب ہے اگر یہاں کلمہ ما کو عموم اور استغراق حقیقی پر محمول کیا جائے جیسا کہ بریلوی حضرات کا خیال ہے تو اس میں لازم آئے گا کہ تمام صحابہ کرام بلکہ امت محمدیہ کا ہر فرد قیامت میں غیب دان ہوا اور اسے ماکان و مایکون کا کلی علم غیب حاصل ہو۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں اسی طرح ایک جگہ فرمایا وَیَعْلَمُ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ ذَکَ اَبَآءُکُمْ (الغام ۱۱) اور سکھایا گیا تم

۲۳۹ والمحصنۃ ۵ النساء

عَلٰی جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِمْوْا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مُّوَفَّقًا ۙ وَلَا تَنْهَوْا فِی ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ اِنْ شَکَوْا اَنْ لَّکُمْ فَرَاغٌ مِّنْهَا ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا یَرْجُوْنَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۙ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَا نَزَّلْنَا ۚ وَ لَا تَكُنْ لِلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا ۙ وَاسْتَغْفِرْ سَجْدًا تَحْتَ اللّٰهِ ۙ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۙ وَلَا تَجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یُخْتَلٰوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۢ كَانَ خَوَّانًا اَشِیْمًا ۙ یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ یُکَلِّمُوْنَ مَا لَا یُرْضٰی شَرِّمَاتِ ۙ اللّٰہُ سے اور وہ ان کے ساتھ ہے جب کہ مشورہ کرتے ہیں ان کو اس بات کا جس سے شرماتے ہیں

منزل ۱

کو وہ کچھ جو تم نہ جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا اس آیت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ اس میں خطاب یہودیوں سے جیسا کہ اکثر مفسرین نے لکھا ہے اور اگر خطاب مسلمانوں سے ہو تو بھی اگر وہاں کو یہاں استغراق حقیقی کے لئے لیا جائے تو اس سے ان تمام یہودیوں کو بنام تمام مسلمانوں کو غیب دان ماننا پڑے گا جو اس آیت کے مخاطب ہیں ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ ما ہر جگہ عموم کیلئے نہیں ہوتا۔ ثانیاً مفسرین کرام نے بھی اس آیت میں ما کو خصوص پر محمول کیا ہے اور اس سے مخصوص امور ہی مراد لے لی ہیں اور استغراق حقیقی پر اسے کسی نے بھی محمول نہیں کیا حضرت عبداللہ بن عباس اور مقاتل کہتے ہیں ہا سے مراد شریعت ہے قال ابن عباس ومقاتل ہذا شرع موضع قرآن والی یعنی خون کے وقت اگر نمازیں کو نہائی ہو تو نماز کے بعد اور طرح اللہ کو یاد کرو ایک نماز میں یہ قید ہے کہ وقت ہی پر چاہیے اور یا اللہ کی ہر حال میں درست ہے۔

فتح الرحمن میکروند کہ براءت اور بخاطر مبارک دینی و باجیکر خلوت کردہ راز باجلافت مرضی شریف در میان آورند فی حدیثی آیت فرستاد واللہ اعلم ۱۲۔

اجرت ۳ ص ۲۴۴) مفسر قرطبی، امام بغوی، امام نسفی اور علامہ خازن فرماتے ہیں اس سے امور دین اور احکام شریعت مراد ہیں وعلیہما السلام علیٰ من الشرائع والاحکام (قرطبی ج ۵ ص ۳۸۴) یعنی من احکام الشریع و امور الدین (معالم وقائد واللفظ ج ۱ ص ۴۲۵) من امور الدین والشرائع (مدارک ج ۱ ص ۱۹۵) امام ماوردی کہتے ہیں اس سے کتاب حکمت مراد ہے و ذکر لمادی دس کتاب والحدیث (بحر ج ۳ ص ۱۲۱) ان حوالوں سے بخوبی واضح ہو گیا کہ مایہاں عموم کے لئے نہیں ہے بلکہ اس سے مراد امور دین اور احکام شریعت ہیں۔ اگر کہا جائے کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد علم غیب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن مفسرین نے علم غیب یا اخبار اولین و آخرین لکھا ہے انہوں نے بیحد اور فخر قول امور دین اور احکام شریعت ہی کو قرار دیا ہے اور دوسرے قول یعنی علم غیب کو کلمہ تم لیس قبل سے ذکر کر کے اس کے ضعیف اور غیر معتبر ہونے کی طرف اشارہ کر دیا نیز اس ضعیف قول میں بھی کلمہ غیب کا کوئی ذکر نہیں بلکہ اس سے بھی بعض غیب ہی مراد ہے

والبحصنۃ ۵ ۳۴۰ النسخۃ

مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۱۰۸ هَانَكُمُ

اللہ راضی نہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے قابو میں ہے وہ سنتے ہو

هُوَ لَا يَجَادِلُكُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَنْ

متم لوگ جھگڑا کرتے ہو ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں پھر کون

يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْ مَنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ

جھگڑا کرے گا ان کے بدلے اللہ سے قیامت کے دن یا کون ہو گا ان کا

وَكَيْلًا ۱۰۹ وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ شَمًّا

کار ساز اور جو کوئی کرے گناہ یا اپنا بھرا کرے شہ پھر

يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا ۱۱۰ وَمَنْ يَكْسِبْ

اللہ سے بخشوائے تو پاوے اللہ کو بخشنے والا مہربان ہے اور جو کوئی کرے

إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَى نَفْسِهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا

گناہ سو کرتا ہے اپنے ہی حق میں اور اللہ سب کچھ جانتے والا

حَكِيمًا ۱۱۱ وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ

حکمت والا ہے اور جو کوئی کرے خطا یا گناہ پھر تہمت لگا دے

بِرِيءٍ فَقَدْ أَوْحَلْ بِهِ تَانًا وَإِثْمًا مَبِينًا ۱۱۲ وَلَوْ لَا

کسی بے گناہ پر تو اس نے اپنے سردھرا طوفان اور گناہ صریح اور اگر نہ ہوتا

فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَيَّتْ طَائِفَةً مِنْهُمْ أَنَّ

تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تو قصداً کر رہی تھی ان میں ایک جماعت کہ

يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ

تجھ کو بہکا دیں اور بہکا نہیں سکتے مگر اپنے آپ کو اور تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے

مِنْ شَيْءٍ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ

اور اللہ نے اتاری تجھ پر کتاب اور حکمت اور

مازل

مائلے مجاہدہ کرنا

بالتحقیق الخ سے حکم سلطانی بیان فرمایا کہ اللہ کے نازل کردہ احکام

اور اس کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق فیصلے کیا کرے اس کے بعد

جھوٹی تہمت لگانے والوں اور جھوٹی گواہی دینے والوں کو جزا کیس

اور پھر فرمایا وعلیہما السلام علیٰ من الشرائع والاحکام (قرطبی ج ۵ ص ۳۸۴) یعنی احکام شریعت

نہا علم غیب کلمہ مراد لیا سراسر غلط اور باطل ہے نیز اس آیت

سے متواتر اس پہلے فرمایا وَاَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَرَحْمَتَهُ

الخ یعنی اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان

منافقوں کی ایک جماعت آپ کو بھیجے فیصلے سے بھٹکا دیتی۔ اگر آپ

کو کلمہ غیب تھا تو پھر کس طرح ممکن تھا کہ منافق آپ کو بھٹکا دیتے

اسی طرح وَلَا تَكُنْ مِنَ الْخَائِثِينَ حصیماً سے آپ کو خوشنہد

کی گئی یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو کلمہ غیب نہیں تھا

ورنہ آپ ان جھوٹے منافقین کی کیوں طرف داری کرتے۔ رابعا

سورہ نسا جس میں یہ آیت ہے اس کے بعد تقریباً ۲۴ سورتیں

اور نازل ہوئیں اگر اس آیت سے آپ کو کلمہ غیب حاصل ہو

چکا تھا تو پھر ان چوبیس سورتوں کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی

نیز سورہ نسا سے بعد میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے سورہ

نور منافقون۔ تحریم اور توبہ وغیرہ ہیں۔ سورہ نور میں افک عائشہ

رضی اللہ عنہا کا واقعہ مذکور ہے جس کی وجہ سے حضور علیہ السلام

سورہ تک پریشان ہے سورہ منافقون میں عبد اللہ بن ابی اور

دوسرے منافقین کی سازش کا ذکر ہے جس کا آپ کو پتہ نہ چل سکا

سورہ تحریم میں آپ کے شہر نہ کھلنے کی قسم کا ذکر ہے جسے توڑنے کا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا اور سورہ توبہ میں مسجد خدرا کے سلسلے میں پکو

اس مسجد میں جانے سے روک دیا حالانکہ آپ اس مسجد کے بانیوں کو

مومن مخلص سمجھ کر اس میں جا کر نماز ادا کرنے کا وعدہ فرما چکے تھے

یہ آیتیں تفصیل کے ساتھ درج ہیں اَللّٰهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

الغیب (آل عمران ع ۱۸) کی تفسیر میں مذکور ہو چکی ہیں یہ تمام

آیتیں حضور علیہ السلام کی ذات گرامی سے علم غیب کی نفی کرتی ہیں اس لئے اگر زیر بحث آیت سے حضور علیہ السلام کیلئے کلمہ غیب ثابت کیا جائے تو اس سے بعد میں نازل ہونے والی ان آیتوں کی تکذیب لازم

موضح قرآن بن امیر بن وہاب جہاڑ الیائونہ پائی وہ آگے دیکھا ایک یہودی کے گھرنک زید نام وہاں پائی اس یہودی نے کہا کہ تجھ کو سپرد کی طعنہ ہے۔ طعنہ نے کہا میں ہوں چودہویں طعنہ کی قوم نے

رات کو مشورت کی کہ ہم حضرت کے پاس مل کر گواہی دیں گے کہ طعنہ بری ہے تو حضرت ہماری حمایت کریں گے اور یہودی چور پھرے گا صبح کو یہی کیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں حضرت کو خبردار کر دیا۔

فی الحقیقت چور بھی طعنہ کا گناہ فرمایا کبیرہ کو اور اپنا برا فرمایا صغیرہ کو بیان لوگوں کو حکم ہے کہ تو بکر میں قبول ہے و فی معنی قوم اپنے دل میں آپ شرمندہ رہیں کہ ہم کو عیب لگا اور آگے عیب لگنے کے خطرے سے اپنے کی حمایت نہ کریں جب تک تحقیق نہ ہو کہ اللہ تو خبردار ہے اور اس کا حکم بھی یہی ہے کہ ایک کا گناہ دوسرے پر نہیں۔

عَلَيْكُمْ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُونَ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ عَظِيمًا ۝۱۳۱

تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر عظیماً ۱۳۱۔

بہت بڑا ہے لہٰذا کچھ اچھے نہیں ان کے اکثر مشورے مگر جو کوئی کہے

بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ

صدقہ کرنے کو لے یا نیک کام کو یا صلح کرنے کو اور جو کوئی کہے

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ

اور جو کوئی یہ کام کرے اللہ کی خوشی کے لئے تو

نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۱۳۲

ہم اس کو دیں گے بڑا ثواب اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی

بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ لِّمُؤْمِنِينَ

جب کہ مکمل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف

تَوَلَّاهُمْ مَا تَوَلَّيْنَا وَنُصِّلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝۱۳۳

تو ہم حرا کرینگے اس کو وہی طرف جو اسے اختیار کی وہ اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچائی وہ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ

بے شک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے کسی کو اور بخشتا ہے اس کے سوا

لِمَنْ يَشَاءُ ۝۱۳۴

جس کو چاہے ۱۳۴۔ اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا وہ بہک کر دور

بُعِيدًا ۝۱۳۵

جا پڑا ۱۳۵۔ اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر عورتوں کو

وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا ۝۱۳۶

اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو ۱۳۶۔ جس پر لعنت کی اللہ

منزل ۱

ایسی جو آپ سے کلی علم غیب کی نفی کرتی ہیں تفصیل بالا سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کلی علم غیب ثابت نہیں ہو سکتا۔

بعض مبتدع مولوی کہتے ہیں کہ ماعوم کیلئے ہے اور علم کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور مفعول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ مفیض عام ہے اور حضور علیہ

ایک من گھڑت قاعدہ اسلام میں استعداد نام تو اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کلی غیب معلوم تھا اس کا جواب سورہ علق میں عَلَّمَ الْقُرْآنَ مَا لَمْ يَعْلَمْ الْإِنْسَانُ سے بعض

مفسرین کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں بعض غیبی مولوی بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں تو یہاں بھی فاعل اللہ سے اور مفعول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اور سورہ علق کی یہ آیتیں بھی بالاتفاق ساک

قرآن سے پہلے نازل ہوئی تھیں تو اگر ماعوم اور استعداد حقیقی کے لئے لیا جائے اور علم ماعوم کا مبیضہ ہے جو گذشتہ زمانہ میں وقوع فعل پر دلالت کرتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے

پہلے یا اس کے نزول کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم

یعنی اس معاملہ کی غیبی کھانی تھے تو دعوای اللہ پھر اسے قرآن کے نازل کرنے کی کیا

پوری حقیقت آپ ضرورت تھی کیونکہ یہ تفصیل حاصل ہے نیز یہ قانون بھی کسی کتاب میں نہیں

ہیں جانتے تھے اللہ لکھا ہوا کہ فاعل اللہ تعالیٰ مراد مفعول حضور علیہ السلام کی ذات ہوتی

تعالیٰ نے آپ کو اس کی وہاں ہمیشہ عوم ہی مراد لیا جاتا ہے بلکہ شرک پھیلانے کے لئے ان مولویوں

نے یہ قاعدہ اپنی طرف سے وضع کیا ہے۔ غلط استدلال ہے۔

سورہ یونس حکم سلطانی مخالفین عوم علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض حدیثوں سے بھی

سے مستثنیٰ ہے یعنی جو اس استدلال کرتے ہیں مثلاً صحیح مسلم میں ہے اخبرنا عبد کان وعلمون

شہادوں کے لئے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ علوم غیبیہ کلیہ یعنی کل ماکان و مایکون مثلاً

گونا گویا بات ہے یہی کل فوجداری اور دیوانی احکام ہندی، بنگالی، جرمنی وغیرہ کا بیان

کئے گئے مشورے کرنے کرنا مشورے سے وقت میں ناممکن ہے بلکہ یہاں ماسے مراد فیض

چاہئے ۱۳۲۔ امور عظام میں یعنی بعض نہایت اہم امور جیسا کہ دوسری روایت

میں اس کی تصریح موجود ہے۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے میری پشت پر ہاتھ رکھا فتح علی

منصوب بنایا مولوں کے حل شئی تو میرے لئے سب کچھ روشن ہو گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

سات صحابہ نے یہ الفاظ بیان کئے ہیں فعلی الذی سألنی

عند کما هو مصرح فی الدر المنثور اور لفظ تجلی کی کل شئی کے

ابداً اصل مسئلہ توحید کا بارے میں غارت نے بہت سے نقل کیا ہے کہ اس کے تمام طرق ضعیف

پہلے کی نسبت بعضی ہیں لہذا ان حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی علم غیب

بیان ۱۳۳۔ استدلال کرنا غلط اور باطل ہے ۱۳۴۔ یہ نویں حکم سلطانی سے

اعتقادی اور شرعی متعلق ہے منافقوں نے رات کو منصوبہ بنایا تھا کہ وہ زید بن یاسین

دو دن مرادیں ۱۳۵۔ یہودی پر چوری کا الزام لگا دیں اور جھوٹی شہادتیں کھا کر طمع کو چوری کے

الزام سے بری کرنے کی کوشش کریں تو فرمایا دوسرے کو نقصان پہنچانے

اور جھوٹی گواہی دینے کے لئے مشورے نہیں کرنے چاہئیں ارادہ

تقاضی بد قوم بنی ابیوق من التدبیر (قرطبی ج ۲)

فرشتوں کو نہیں پکارتے بلکہ مشورے تو دوسروں کو فائدہ پہنچانے، ان پر احسان کرنے اور باہمی

شیطن اپنا دی فرشتوں اصلاح کی بابت موعنے چاہئیں۔ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ

وَاللَّامِ دیکھ لیتا ہے ۱۳۶۔ مَرْضَاتِ اللَّهِ الخیر ان لوگوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو

محض اللہ کی رضا کے لئے مشورے کریں وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ

بیان لوگوں کے لئے تنزیف اخروی ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مخالفت پر کمر بستہ ہوں اور ان کے خلاف منصوبہ بنائیں اور مشورے کریں یہاں تک کہ احکام سلطانیہ ختم ہوئے ۱۳۷۔

یہ واضح قرآن مشورت اکثر ہے خیر صاف بات کو حاجت نہیں چھپانے کی مگر کچھ اس میں غالی ہے اور چھپائے تو ثورات کوتاہیے والا شرمندہ ہویا مسلمان کی غلطی بتانے کو تا نادان خجل ہو یا اڑوں میں صلح کرنے کو غصے والا جو

میں صلح نہیں آتا اول پس پھر اس کو نالے و اسول نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدی راہ پکڑی وہ جاڑا دوزخ میں پس جس بات پر امت کا اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہے اور منکر ہو

دونی ہے و اس پر سے ذکر تمام انفقوں کا جو پیغمبر کے حکم پر راضی نہ ہوئے اور جدی راہ چلے پھر یہ آیت فرمائی کہ اللہ شرک نہیں بخشتا تو شرک فرمایا حکم میں شرک کرنے کو یعنی سوائے دین اسلام کے اور دین کا حکم پسند کئے اور

اس پر چلے پس جو دین ہے سوا اسلام کے سب شرک ہے اگرچہ پوجنے میں شرک نہ کرتے ہوں

فتح الرحمن و مترجم بوید یعنی قسوت دل بیغیر ایم واللہ اعلم و مترجم گوید ازینجا تغلیظ تحریم شرک میفرماید ۱۳۸۔

الْكِتَابُ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِيهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ

جو کوئی برا کام کرے گا اس کی سزا پائے گا اور نہ پادے گا

مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۱۲۳ وَمَنْ يَعْمَلْ

اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی اور نہ مددگار اور جو کوئی کام کرے

مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذِكْرِ أَوَّلِنَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

ایچھے مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان رکھتا ہو

فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۱۲۴

سو وہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں اور ان کا حق ضائع نہ ہوگا تل بھر

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا فَمِنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ

اور اس سے بہتر کس کا دین ہوگا جس نے پیشانی رکھی اللہ کے حکم پر ۱۲۵ اور

مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ

نیک کاموں میں لگا ہوا ہے اور چلا دین ابراہیم پر جو ایک ہی طرف کا تھا اور اللہ نے

اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۱۲۵ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

بنالیا ابراہیم کو خالص دوست اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ

وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ۱۲۶ وَ

زمینوں میں اور سب چیزیں اللہ کے قابو میں ہیں اور

يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۱۲۷

تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کے نکاح کی وجہ سے کہہ دے اللہ تم کو اجازت دیتا ہے ان کی

وَمَا يَنْتَلِ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتِمَّ النِّسَاءِ الَّتِي

اور وہ جو تم کو سنایا جاتا ہے قرآن میں وٹ سو حکم ہے ان یتیم عورتوں کا جن کو

لَا تَوْتَوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ

تم نہیں دیتے جو ان کے لئے مقرر کیا ہے اور چاہتے ہو کہ ان کو نکاح میں آؤ

منزل ۱

عطا فرمایا تھا وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ

یہ تحریف اخروی ہے زمین و آسمان میں اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ

ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اس لئے وہ ہر ایک کو اس کے

اعمال کی پوری پوری جزائے گاہیاں تک دونوں حصے مع

متعلقات ختم ہوئے اس کے بعد دونوں حصوں کے بعض مسائل

یعنی احکام رعیت میں سے دوسرے اور چودھویں اور احکام

سلطانیہ میں سے نویں حکم پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے ۱۲۸

تتویر اول یہ احکام رعیت میں سے دوسرے حکم پر تنویر ہے

وَأَنْ خِفْتُمْ أَلا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ ۚ (ع ۱۲۸) سے شہ پر

سکتا تھا کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں یہاں اس شبہ

کا ازالہ کر دیا گیا یعنی یہاں اس حکم کا منشا یہ نہیں کہ یتیم لڑکیوں سے

نکاح کرنا جائز نہیں بلکہ مفسد یہ ہے کہ ان سے انصاف کا برتاؤ

کرے اور ان کے حقوق ادا کرے اور اگر عدل نہ کرے تو پھر کسی دوسری

عدالت سے نکاح کرے وَمَا يَسْتَلِي عَلَيْكُمْ كَاعْطَفَ لَفْظُ اللَّهِ

پر جو اور اس سے مراد ہی آیت سے جو رکوع طیس گذر چکی ہے یعنی

وَأَنْ خِفْتُمْ أَلا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ ۚ (ع ۱۲۸) اور الْمُتَضَعِّفِينَ

مجبور سے اور فیہن میں ضمیر پر معطوف ہے اور وَأَنْ تَقْوُوا

میں دو تفسیر یہ ہے اور ان تقووا یعنی تم کی تفسیر سے یا یہ محل

نفس میں یا ہو کہ مخدوف کا مفعول ہے اور وَأَنْ تَقْوُوا ہے اصل

میں تھا و یا ہو کہ ان تقووا ۱۲۸ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں یتیم لڑکیوں

اور کمزوروں کے متعلق یہ حکم دیتا ہے کہ ان کے ساتھ ہر طرح انصاف

کا برتاؤ کرو (من المدا رک ج ۱ ص ۱۹۱ والفرج ج ۵ ص ۱۷۱)

موضع قرآن و کتاب والوں کو خیال تھا کہ ہم خاص بندے

ہیں بن سائیں پر خلق پکڑی جاوے گی ہم نہ پکڑے جاویں گے۔

ہمارے معجزہ حمایت کریں گے اور نادان مسلمان بھی ایسے حق میں ہی

خیال رکھتے ہیں سو فرمایا کہ جو برا کرے گا سزا پائے گا۔ کوئی موحامدیت

کسی کی پیش نہیں جاتی اللہ کا پکڑا دی چھوڑے تو چھوڑے دنیا کی

مصیبت میں آدمی قیاس کرے۔

فتح الرحمن و مترجم گوید یعنی جنوع بالیشان معاملہ باید

کرد اللہ اعلم ۱۲۸ مترجم گوید جواب یہ استغناء

تفصیلے داشت پس خدا تعالیٰ بعض مسائل را حوالہ فرمود بر آیات سابقہ و آن مسئلہ تحریم بر تاملی النساء است و من زانیجا جواب داد و آن مسئلہ نشود و تحریم میل کلی بیک زن و اعراض از زن

دیگر و ابا خہ طلاق در صورت ضرورت و اللہ اعلم ۱۲۸ مترجم گوید در نکاح زنان یتیمہ رغبت میکردند بسبب براعت جمال و حرارت سن و در ادلئے نقد و مہر تفسیر می نمودند و اللہ اعلم ۱۲۔

لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ

ہم نے حکم دیا ہے پہلے کتاب والوں کو

وَأَيَّاكُمْ أَنْ تَتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ

اور تم کو کہ ڈرتے رہو اللہ سے اور اگر نہ مانو گے تو

لِللَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَكَانَ

اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور

اللَّهُ غَنِيًّا حَمِيدًا ۝ (۱۳۱) وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَ

اللہ ہے بے پرواہ سب خوبوں والا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں قہر اور

مَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ (۱۳۲) إِنَّ تَشَاءُ

جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ کافی ہے کارساز اور اگر چاہے

يُذْهِبَكُمْ أَیُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِآخَرِينَ ۖ

تو تم کو دور کرے اے لوگو اور لے آئے اور لوگوں کو

وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ قَدِيرًا ۝ (۱۳۳) مَنْ كَانَ

اور اللہ کو یہ قدرت ہے جو کوئی

يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ ثَوَابٌ

چاہتا ہو ثواب دنیا کا سو اللہ کے یہاں ہے ثواب

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ (۱۳۴)

دنیا کا اور آخرت کا اور اللہ سب کچھ سنتا دیکھتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَكُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ

اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر

شَهَادَةً لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ

گواہی دو اللہ کی طرف اگرچہ نقصان ہو تمہارا یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا

منزل

۲۹ تنویر ثالثیہ: حکم سلطانی پر تنویر ہے ولو علی

أنفسكم اصل تھا ولو کانت الشهادۃ علی انفسکم مدارک ج ۱

۱۹۹) یہ شبہ ہو سکتا تھا کسی غریب آدمی کو فائدہ پہنچانے کے لئے یا ماں

باپ کی رعایت کی خاطر یا کسی بڑے آدمی کی اصلاح کی خاطر شاید گواہی

میں کسی بیٹی جائز ہوگی تو فرمایا کہ یہ ہرگز جائز نہیں بلکہ شہادت میں کسی

کی رعایت مت کرو اور ہمیشہ گواہی پوری پوری ادا کرو۔ نویں حکم سلطانی

سے یہ مفہوم ہوتا تھا کہ گواہی ہمیشہ سچی اور صحیح دینی پرانی ہے۔ اس پر

ان یکن غنیاً اذ فقیراً الخ یعنی اگر کوئی غنی ہے یا فقیر تو تم ان کا

معاملہ خدا کے سپرد کرو وہ ان کے حال کو اور ان کی بہتری کو تم سے زیادہ

جانتا ہے والمعنی دکھو امرہم الی اللہ تعالیٰ نہو اعلم

بھرو و بحالہم (خازن ج ۵ ص ۵) اس لئے تم اپنی خواہش

کی پیروی کرتے ہو گواہی میں کسی بیٹی مت کرو ان تعدلوا یا تعدل

(یعنی حق سے اعراض اسے مانو) یا عدل ضرر جو سے دونوں

صورتوں میں بتقدیر مضاف ماقبل کا مفعول لہ ہے وان تعدلوا

من العدل عن الحق او من العدل وهو القسط تعلی

الاول یكون التقدير اذ قد ان تجوز دا ومجتنہ تنجود

وعلی الثاني یكون التقدير کراہت ان تعدلوا بین الناس و

تقسوا مدارک ج ۱ ص ۱۹ و بجز ج ۳ ص ۳۴ واللفظ لہ پہلی صورت

میں مطلب یہ ہوگا کہ تم حق اور انصاف سے روگردانی کی نیت سے خواہش

نفس کی پیروی مت کرو اور دوسری صورت میں مفہوم یہ ہوگا تم عدل

انصاف کو پسند کرنے ہوئے خواہش نفس کا اتباع مت کرو۔

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۱۹ ۱۶

۹۱ یہاں سے منافقین مدینہ کیلئے زجر ہیں۔ امنوا ماضی سے

مراد ایمان باللسان ہے اور امنوا سے مراد ایمان بالقلب ہے۔

منافقین جو ظاہری اور زبانی ایمان لائے تھے ان سے فرمایا کہ اخلاص اور

دلی اعتقاد کے ساتھ اللہ کی توحید اس کے رسول کی رسالت اور دیگر تمام

مذہبیات پر ایمان لاؤ اور الخطاب للمنافقین الموصین ظاہر مفعلی

امنوا اخلاصاً الايمان (روح ج ۵ ص ۱۹) اسی یا ایہا الذین

امنوا اتفاقاً امنوا اخلاصاً (مدارک ج ۱ ص ۱۹) والمعنی یا ایہا الذین

امنوا بالسنتم ولم تؤمن قلوبهم امنوا بقلوبکم الخ (غازن ج ۱ ص ۵۸)

یا امنوا ماضی سے مراد ہے امنوا بالکتاب السابقة والوسل

السابقین اور امنوا امر سے مراد امنوا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم

والقرآن یعنی جو گذشتہ کتابوں اور رسولوں پر لائے ہوئے آخری رسول

اور آخری کتاب پر بھی ایمان لاؤ۔ اس صورت میں خطاب تمام مل

کتاب سے ہو گا۔ قیل ہو خطاب لائل الکتاب جمیعاً والمعنی یا ایہا

الذین امنوا ہوسی والتوراة وبعیسی والانجیل آمنوا بحمد القرآن۔

(غازن) ۹۲ یہ تمام منافقوں کو زجر ہے اور بار بار ایمان لانے

اور کفر کرنے کی مفسرین نے متعدد توجہیں کی ہیں لیکن سب سے

دل لگتی بات یہ ہے کہ اس سے ان کے تردد اور تذبذب کا بیان

مقصود ہے۔ قال القفل رحمة اللہ علیہ ولیس المراد بیان

هذا العدد بل المراد ترددہم کما قال مذبذبین بین ذلک

لا الی ہولاء ولا الی ہولاء (کبیر ج ۳ ص ۳۸) اور ازدادوا

کفراً سے مراد یہ ہے کہ کفر کے ساتھ ساتھ کافروں سے اندرونی

طویر دوستی بھی رکھتے ہیں پھر بشر المنافقین سے منافقوں کے

لئے تحریف اخروی ہے۔

لموضع قرآن یعنی گواہی میں مخطوط کی خاطر نہ کرو اور محتاج

اور اگر سچ کہا پرلی زبان سے کہتے کو شبہ پڑا یا تمام قصہ نہ کہا کچھ بات کام

کی رکھ لی یہ بھی گناہ ہے ایمان والے فرمایا ہے ان کو جو

ظاہر میں مسلمان ہیں لیکن کو قلبیہ کے جب تک دل سے یقین نہ لادیں ان

سب چیزوں کا تو خدا کے یہاں مسلمان نہیں ہیں یعنی ظاہر میں مسلمان ہے

اور دل سے بھٹکتے ہے تو اگر آخر کو بے یقین مرے تو کافر کے برابر ہیں ان کو

بخشش نہیں اور ظاہر کی مسلمانی سے وہاں راہ نہ ملے گی۔

یہ بقرہ میں منافقین کے لئے ہے۔

یعنی باللسان

المنافقین

یہود مراد ہیں

یعنی بالقلب

یہ منافقین کے لئے ہے

یہ منافقین کے لئے ہے

اِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أُولَىٰ بِهِمَا فَلَ

اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان کا خیر خواہ تم سے زیادہ ہے سو

تَسْلَبُوا الْهَوَىٰ اِنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوَوْا فِ

تم بیوردی نہ کرو دل کی خواہش کی انصاف کرنے میں اور اگر تم زبان ملو گے یا

تَعْرَضُوا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (۱۳۵) يٰۤاَيُّهَا

بچا جاؤ گے تو اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے وہ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِۦ وَالْكِتٰبِ

ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر

الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهِۦ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ اَنْزَلَ

جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی

مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖۚ وَكُتُبِهٖۚ وَ

پہلے اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور

رُسُلِهٖۚ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (۱۳۶)

رسولوں پر اور قیامت کے دن پر وہ بہک کر دور جا پڑا وہ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے

ثُمَّ اٰزَدُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرْ لَهُمْ وَلَا

پھر بڑھتے رہے کفر میں وہ تو اللہ ان کو ہرگز بخشنے والا نہیں اور نہ

لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا (۱۳۷) بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ

نہ دکھلاوے ان کو رادق وہ خوش خبری سنائے منافقوں کو کہ ان کے واسطے ہے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۳۸) الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَاۤءَ

عذاب دردناک وہ جو بناتے ہیں کافروں کو اپنا رشتیق

منزل

فتح الرحمن
واللہ اعلم
بیان میفرماید اللہ اعلم ۱۲۔

مِنْ دُونِ الشُّرَاطِ أَيْبَتَعُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ
 الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ (۱۴۹) وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ

عزت تو اللہ کے واسطے ہے ساری اور حکم اتار چکا تم پر قرآن میں کہ
 إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتَ اللَّهِ يَكْفِرُ بِهَا وَيَسْتَهْزِئُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا
 جب سنو اللہ کی آیتوں پر انکار ہونے اور ہنسی ہونے تو نہ بیٹھو
 مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا

ان کے ساتھ یہاں تک کہ مشغول ہوں کسی دوسری بات میں نہیں تو تم بھی
 مَثَلُهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ
 انہیں جیسے ہو گئے اللہ اکٹھا کرے گا منافقوں کو اور کافروں کو دوزخ میں
 جَمِيعًا ۝۱۴۰ ۚ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ

ایک جگہ وہ منافق جو تمہاری تاک میں ہیں پھر اگر تم کو
 فَدَحِ مِنَ اللَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ وَإِنْ كَانَ
 فتح علی اللہ کی طرف سے تو کہیں کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ اور اگر
 لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحِذْكُمْ وَ

نصف ہو کافروں کو تو کہیں کیا ہم نے غیبت نہ لیا تھا تم کو **فَاِنَّ** اور
نَنْفَعُكُمْ مِنَ الْاٰمُوْمِيْنَ **فَاِنَّ** اللہ **يُحْكُمُ** **بَيْنَكُمْ** **يَوْمَ**
 بچا دیا تم کو مسلمانوں سے **فَاِنَّ** سو اللہ فیصلہ کرے گا تم میں
الْقِيٰمَةِ **وَلَنْ** **يَجْعَلَ** **اللّٰهُ** **لِلْكَافِيْنَ** **عَلٰى** **الْمُؤْمِنِيْنَ**

قیامت کے دن اور ہرگز نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر
سَبِيلًا (۱۴۱) إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ
غلبہ کی راہ و ملت البتہ منافق دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا

منزل

منزل ۱

۹۳ یہ منافقین کی ایک خیانت کا بیان ہے کہ ظاہری طور پر تو وہ ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن پوشیدہ طور پر ان کی دکان کافروں سے ہے اور ان کی دلی سمجھ دیاں بھی کافروں کے ساتھ ہیں اور جب وہ آپس میں بیٹھتے ہیں تو اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں اس لئے ایمان والو تم ان سے الگ رہو۔ اَلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُّوْنَ بِكُمْ اَنْ تَخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ اَوْ تَمْلِكُوْا فِيْهَا يَكُوْنُوْنَ سَوَاءً لَّيْسَ لَهُمْ صِلٰۤى اِلَيْكُمْ اِلَّا بِالسِّلَاحِ ۚ وَهُمْ لَا يُرِوْۤى عَنْكُمْ اِلَّا فِتْنَةٌ ۚ اُولٰٓئِكَ مَتَّعْنٰكُمْ لَعَلَّكُمْ تَرْجِعُوْنَ اِلَيْهِمْ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

کے منتظر رہتے ہیں اور ان کی دورخی پالیسی کا نمونہ بھی دیکھ لو جب اللہ کی طرف سے تم کو کافروں پر فتح حاصل ہوتی ہے تو تم پر اپنا حق جملتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ تھے اور جہاد میں تمہارے شریک تھے اور اگر اتفاق سے کافروں کی فتح ہوگئی تو خود ان کے پاس پہنچ کر ان پر اپنا احسان جملتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی فوج بوجہ منافقت اور ظاہری اسلام اپنے کو مسلمانوں میں شامل کرتے ہیں، تم پر غالب آچکے تھے مگر ہم نے اپنی خوش تدبیری سے لڑائی کا رخ بدل دیا اور تمہاری شکست فتح میں تبدیل ہوگئی یہ محض اس لئے ہوا کہ ہم نے تمہاری خفیہ طور پر مزدکی اور تمہیں پناہ دی اور مسلمانوں کو تم سے روک لیا۔

موضح قرآن جو شخص ایک مجلس میں اپنے دین کے عیب
 میں پھرا نہی میں بیٹھے مگر چہ آپ نہ کہے وہ
 منافق ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص راہ حق میں ہوا درگمرا ہو
 سے بھی بنائے رکھے یہ بھی نفاق ہے۔

فتح الرحمن خواه نخواه شماره اوصیاءت دادیم که با مسلمانان
بجنگید و نگذاشتیم که بمصیحت دیگر عمل کنید و الله اعلم ۱۲ و مترجم
گوید یعنی سعی کردیم که ضرر مسلمانان بشمار نرسد و الله اعلم ۱۲ - و
مترجم گوید یعنی نشود که اسلام را مستأصل گردانند و الله اعلم ۱۲ -

مکتوب اخروی ۱۴
مناظرتیں ایک
نفاق کا بیان مع
رجب ۱۴
مناظرتیں کے نفاق
کا بیان مع رجب ۱۴

الحل:

وَاِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَمَا كَانُوا لِيُذَكِّرُوا النَّاسَ

اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں ہالے جی سے لوگوں کو دکھانے کو

وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۱۳۲ قَدْ بَدَّيْن بَيْنَ ذَلِكَ

اور یاد نہ کریں اللہ کو مگر کچھ اور اصرار میں لٹکتے ہیں دونوں ہمہ نہج

لَا إِلَى هُوَ لَا إِلَى هُوَ لَا إِلَى هُوَ لَا إِلَى هُوَ لَا إِلَى هُوَ لَا إِلَى هُوَ

نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف اور جس کو گمراہ کرے اللہ تو ہرگز نہ

يُجَدِّلُهُ سَبِيلًا ۝۱۳۳ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا

پاؤں کا تو اس کے واسطے کہیں راہ اے ایمان والو نہ بناؤ

الْكُفْرَيْنَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَرْبَعُونَ

کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر علیہ کیا لیا چاہتے ہو

أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝۱۳۴ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ

اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح ہے شک منافق ہیں

فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَهُمْ صَادِقِينَ ۝۱۳۵

سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے اور ہرگز نہ پاویگا ان کے واسطے کوئی مددگار

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا

مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور خالص

دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ

حکم بردار ہوئے اللہ کے سوا وہ ہیں ایمان والوں کے ساتھ اور جلد دے گا

اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۱۳۶ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ

اللہ ایمان والوں کو بڑا ثواب کیا کرے گا اللہ تم کو

بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَأَمْنْتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۝۱۳۷

عذاب کر کے اگر تم حق کو مانو اور یقین رکھو اور اللہ نذر دان ہے سب کچھ جاننے والا

منزل

منزل ۱۳۲

منزل ۱۳۳

منزل ۱۳۴

منزل ۱۳۵

۹۴ یہ خطاب بھی انہی لوگوں سے ہے جو منافقانہ طور پر مومن تھے اور کافروں سے دوستی رکھتے تھے یا یہ خطاب عام ہے مومنوں اور منافقوں سب کو شامل ہے قال ابن عطیة خطابہ للمؤمنین بدخل فیہ بحکم الظاہر المنافقون المظہرون للایمان (ہج ۳ ص ۲۷۲) اِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یہ منافقین کے لئے تحویف اخروی ہے اِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا یہ حکم مذکور سے استثناء ہے یعنی جن منافقوں نے نفاق سے توبہ کر لی اور دل کے اخلاص سے ایمان قبول کر لیا ان کو مذکورہ بالا عذاب نہیں ہوگا بلکہ جنت میں مخلص مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر عظیم پائیں گے۔ ۹۵ یہ خطاب منافقوں سے ہے یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے انعامات کی قدر شناسی کرو اور اخلاص کے ساتھ ایمان لے آؤ تو اسے کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہیں بلا وجہ عذاب دے وہ تو قدر دان ہے اور سب کچھ جانتا ہے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اس پر خالص ایمان لائے وہ ضرور اس کو اچھا بدلہ دے گا۔

لا یمحی الله ۛ

علماء سورتہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ہاتھوں سے نکل گئے تو انہوں نے ظلم کسی کو پکڑ کر پھانسی دیدی اور کسی کو اسے دیکھنے نہیں دیا اور کسی کو اس کے قریب آنے دیا اور پھر اسے ذبح کر دیا اور لوگوں میں یہ بات مشہور کر دی کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو پھانسی دیدی ہے اس سے لوگوں کو شبہ پڑ گیا کہ شاید ایسا ہی ہوا اور اس معاملے کا چونکہ عینی اور چشم دید گواہ کوئی نہیں تھا اس لئے یہ بات شیعہ سے آگے بڑھ کر یقین کی حد تک نہ پہنچی یہ قول حضرت مولانا نور محمد صاحب نے امام ابن حزم کی کتاب الملل والنحل سے عقیدۃ الاسلام (ص ۱۷۱) میں نقل کیا ہے اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو ترجیح دی ہے **فصل دوا** کا اعادہ تاکید کے لئے ہے یعنی کسی ختم کا قتل واقع نہیں ہوا نہ سولی سے نہ بغیر سولی کیونکہ نفی مطلق قتل کی ہے اور یقیناً نفی قتل کی تاکید ہے اور مطلب یہ ہے کہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کو ہرگز قتل نہیں کیا اور عدم قتل نہایت ہی بخیر اور ثابت شدہ حقیقت ہے حضرت حسن بصری فرماتے ہیں وما قتلوه حقاً اس پر علامہ ابو حیان لکھتے ہیں فان تصابروا علی اندہ مؤکد لمضمون الجملة المنفیة کقولک ما

قتلوه حقاً ای حق انتفاء قتلہ حقاً بمرح ۲ ص ۱۷۱
 طرح امام سنی لکھتے ہیں وما قتلوه حقاً فیجعل یقیناً
 تاکیداً لقولہ وما قتلوه ای حق انتفاء قتلہ حقاً مدارک
 ج ۱ ص ۱۷۱ بل رفعہ اللہ البیعنی جس کو وہ قتل کرنا چاہتے
 تھے اسے تو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھالیا اور وہ زبردست اور محکم
 والا ہے وہ ایسا کر سکتا ہے اور اس کا کوئی فعل حکمت سے غلط نہیں
 ان آیتوں کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو
 زندہ بچھڑ غنمیری آسمان پر اٹھالیا گیا۔ مسیح علیہ السلام کے رفیع خدائی
 میں احادیث نبویہ حد تو اترو کر پہنچ چکی ہیں جیسا کہ مولانا نور محمد صاحب
 نے تصریح میں ان کو ذکر کیا ہے اور پھر اس عقیدہ پر امت کا اجماع بھی
 ہے کافی البحر المحیط وعقیدۃ الاسلام اس مسئلہ کی مزید تحقیق و تفصیل
 کیلئے عقیدۃ الاسلام از مولانا سید نور محمد کا مطالعہ کیا جائے۔

اس آیت کے دو معنی ہیں اول یہ کہ ہر کسی کو حقیقتہً ما
 قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پیغام کی صداقت کی طرف راجع ہے اور موتہ کی ضمیر مجروحہ
 کا مرجع اصل الکتاب ہے اور دیکھو علیہم شہید ہیں یوں
 کا اسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی معصوم ہے ہر اہل کتاب اپنی
 موت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایمان لے
 آئے جیسا کہ ایک اور آیت سے اسکی تائید ہوتی ہے سَنُرَیْهِمْ اَنْتَ
 فِي الْاَفَاقِ وَفِي اَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْالُ
 (رحمہم اللہ) (۶) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن
 شہادت دیں گے کہ اے اللہ میں نے انہیں پیغام حق پہنچا دیا تھا لیکن
 انہوں نے نہیں مانا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ کے نزدیک یہی معنی راجح ہے

موضع قرآن و ایہود کہتے ہیں کہ ہم نے مارا عیسیٰ کو اور مسیح
 فرمائی اور فرمایا کہ اسکو ہرگز نہیں مارا حتیٰ تعالیٰ نے اس کی ایک صورت انکو
 بنادی اس صورت کو سولی پر چڑھایا پھر فرمایا کہ نکلے گی بھی اول سے
 یہی کہتے ہیں کہ مسیح کو مارا نہیں وہ زندہ ہے لیکن تحقیق نہیں سمجھتے کی
 باتیں کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ بدن کو مارا ان کی روح اللہ پر چڑھ

گئی بعض کہتے ہیں مارا تھا پھر تین روز میں زندہ ہو کر بدن سے چڑھ گئے ہر طرح وہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اس کو نہیں مارا سو یہ خبر اللہ کو ہے اس نے بتایا کہ اس کی صورت کو مارا اور ان کے پکڑتے وقت نصاریٰ مرگ
 گئے تھے اور یہود بھی نہ پہنچے تھے اس کی خبر ان کو نہ ان کو حضرت عیسیٰ ابھی زندہ ہیں جب یہودیں دجال پیدا ہوگا تب اس جہان میں اگر اس کو ماریں گے اور یہود نصاریٰ سب ان پر ایمان لادیں گے کہ یہ
 کھڑے نہ تھے یعنی آپ سے سب شرارتیں ان کی جوڑ کر ہیں یعنی پہلے ہوئیں اور بعضی پیچھے لیکن مجاہد یہ کہ گناہ پر دلیر تھے اس واسطے ان کے لئے شریعت سخت رکھی کہ کسی کو نہ لے۔

فتح الرحمن و مترجم گوید یعنی یہودی کہ حاضر شہنشاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان آئے اور اللہ اعلم ۱۲ و مترجم گوید اگر کوئی انکا عیسیٰ بعد نزول نوریت کردہ و زندہ و تخریم کوم اہل و تخریم ذی غفر و نوریت مذکور ہو پس
 فی الرحمن چگونہ جزا عیسیٰ باشد گوئم نزدیک بنی ہند ظاہر آنست کہ مراد از تخریم حبسات موقوف داشتن نعمتائی است کہ سابق ایشان را داده بودند از بادشاہی دہوت و نصرت و غیر آن و این مشاہد
 این آیت است ضربت علیہم الذلۃ و المسکنۃ الایۃ و این آیت و حرام علی قرینہ اہلکنا با و عینہ جع کلام با ہم مربوط باشد و اللہ اعلم ۱۲

اس آیت کے دو معنی ہیں اول یہ کہ ہر کسی کو حقیقتہً ما
 قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پیغام کی صداقت کی طرف راجع ہے اور موتہ کی ضمیر مجروحہ
 کا مرجع اصل الکتاب ہے اور دیکھو علیہم شہید ہیں یوں
 کا اسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی معصوم ہے ہر اہل کتاب اپنی
 موت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایمان لے
 آئے جیسا کہ ایک اور آیت سے اسکی تائید ہوتی ہے سَنُرَیْهِمْ اَنْتَ
 فِي الْاَفَاقِ وَفِي اَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْالُ
 (رحمہم اللہ) (۶) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن
 شہادت دیں گے کہ اے اللہ میں نے انہیں پیغام حق پہنچا دیا تھا لیکن
 انہوں نے نہیں مانا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ کے نزدیک یہی معنی راجح ہے

رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ
 جو رسول تھا اللہ کا اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بھی انکا
 وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ
 اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ میں شک میں ہیں کچھ نہیں انکو
 مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۱۵۷
 اس کی خبر صرف اہل کتاب پر چل رہی ہے اور اس کو قتل نہیں کیا بیشک بلکہ
 رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۱۵۸
 اس کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف فضلہ اور اللہ ہے زبردست حکمت والا اول اور جتنے
 مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۚ وَ
 فرمے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ پر یقین لادیں گے اس کی موت سے پہلے اور
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۱۵۹
 قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ اول سو یہود کے
 الَّذِينَ هَادُوا أَحْرَمْنَا عَلَيْهِمْ طَيْبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَ
 گناہوں کی وجہ سے حلال ہم نے حرام کیں ان پر بہت سی پاک چیزیں جو ان پر حلال تھیں اور
 بَصَدَّاهُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۱۶۰ وَأَخَذَهُمُ الرِّبَا وَأَوْ
 اس وجہ سے کروڑ گئے تھے اللہ کی راہ سے بہت اور اس وجہ سے کہ سود لیتے تھے اور
 قَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَخْلَصُوا مَوَالِ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۱۶۱
 ان کو اس کی ممانعت ہو چکی تھی اور اس وجہ سے کہ لوگوں کا مال کھاتے تھے ۱۶۱ ناحق اور
 اعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۱۶۲ لَكِنَّ الرَّاكِبِينَ
 تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے واسطے جو ان میں ہیں عذاب دردناک اول لیکن جو پختہ ہیں
 فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ
 علم میں ان میں سے اور ایمان والے سومانے ہیں اس کو جو نازل ہوا

منزل ۱

نومین اہل کتاب

دوم یہ کہ بہ اور موت کی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور یوں کا اسم بھی حضرت مسیح ہی ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ ان کے آسمان سے اترنے کے بعد اور ان کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر صحیح ایمان لائیں گے کہ نیک وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ابن اللہ نہیں ہیں۔

اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر شہادت بھی دیں گے جس کا ذکر سورہ مائدہ کے آخر میں ہے **لَا تَقْضِيهِمْ فِيهِمُ الْقُلُوبُ**، و کفر ہم و قتل ہم سے یہودی کی خباثتیں بیان کیں اور ان کی جزا بیان نہیں کی تھی اس لئے بعد عہد کی وجہ ضبط کی جامع تعبیر سے ان کی خباثتوں کے ذکر کا اعادہ کیا اور پھر حکم متنا علیہم سے ان کی سزا بیان کی یعنی یہ حرمت طہیات کا حکم ان مذکور بالا اسباب کی بنا پر نافذ کیا گیا اور ان شرارتوں کی ان کو یہ سزا دی گئی کہ بعض حلال اور پاکیزہ چیزیں ان پر حرام کر دی گئیں۔ لیکن حضرت

شیخ فرماتے ہیں کہ یہاں طہیات سے وہ چیزیں مراد نہیں ہیں جو سورہ انعام کی اس آیت میں مذکور ہیں **وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا** **كُلَّ ذِي ظُفْرِ** (انعام ۱۱۸) کیونکہ یہ چیزیں تو انجیل سے پہلے ہی حرام ہو چکی تھیں لہذا ان کی حرمت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کی سزا کو ملحوظ قرار دیا جاسکتا ہے اس لئے یہاں مراد یہ ہے کہ حکومت اور باقی

الغلات ان سے چھین لئے گئے **وَأَخَذْنَا مِنَ الْمُكْفَرِينَ** الخ یہ ان کے لئے توفیق اخروی ہے **لَا تَقْضِيهِمْ فِيهِمُ الْقُلُوبُ** یہ ان علماء اہل کتاب کیلئے بنا رہا ہے جو آخری پیغمبر اور آخری کتاب پر ایمان لے آئے تھے یہ پہلی

زجروں سے متعلق ہے یعنی یہ یہود تو ایسی خباثتیں کرتے چلے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے اور قرآن کہ نہیں مانتے مگر ان میں جو راستی ان علماء ہیں وہ تو سب کچھ مان چکے ہیں وہ جس طرح حضرت

موسے علیہ السلام اور نوح علیہ السلام پر ایمان لاتے ہیں اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر بھی ایمان لاکچے ہیں **لَا تَقْضِيهِمْ فِيهِمُ الْقُلُوبُ** یہ مسئلہ اہل الکتاب میں ہر دو کو زجروں اور

تخلفوں کے بعد اب یہاں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے جو اس سے پہلے رکوع میں گذر چکا ہے یعنی آہستہ آہستہ وحی بھیجنا کوئی آپ کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ آپ سے پہلے حق تعالیٰ بھی پیغمبر گزرتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب کی طرف اسی طرح آہستہ آہستہ وحی بھیجی جاتی تھی **هَذَا مَتَّصِدُ بَقُولِهِ يَتْلُوكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تَنْزَلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ هَذَا عَلِيمٌ تَعَالَى إِلَهُهُ** امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۲۲
۲

یہ اس سوال کا جواب ہے جو پچھلے رکوع کی ابتدا میں مذکور ہوا ہے۔ یعنی داؤد علیہ السلام کی تعلیم قرآن کتاب زبور بھی۔ تھوڑی سی تھوڑی نازل ہوئی ۱۲۔

۱۲

إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
تجھ پر اور جو نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آفرین ہے نماز پر قائم رہنے والوں کو اور
أُولَئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۱۶۲
جو دیئے والے ہیں زکوٰۃ کے اور یقین رکھنے والے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر
كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا
سو ایسوں کو ہم دیں گے بڑا ثواب ہم نے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد ہوئے اور وحی بھیجی
إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ
ابراہیم پر اور اسماعیل پر اور اسحاق پر اور یعقوب پر اور اس کی اولاد پر
وَعِيسَى وَآيُوبَ وَيُوسُفَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۱۶۳
اور عیسیٰ پر اور ایوب پر اور یونس پر اور ہارون پر اور سلیمان پر اور ہم نے وحی دی
دَاوُدَ زَبُورًا ۱۶۴
داؤد کو زبور اور ہم نے ایسے رسول کہ جن کا احوال ہم نے سنایا تجھ کو اس
قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى
سے پہلے اور ایسے رسول جن کا احوال نہیں سنایا تجھ کو اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے
تَكْوِيمًا ۱۶۵
بول کر ہم نے پیغمبر خوشخبری اور ڈر سنائے والے تاکہ باقی نہ رہے
لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا
لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع رسولوں کے بعد وہی اور اللہ زبردست ہے
حَكِيمًا ۱۶۶
حکمت والا ہے لیکن اللہ شہد ہے کہ ہم نے نازل کیا کہ یہ نازل کیا ہے

منزل ۱

بِعِلْمِهِ ۚ وَالْمَلِئِكَةُ يَشْهَدُونَ ۖ وَكَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا ۖ

اپنے علم کے ساتھ اللہ اور فرشتے بھی گواہ ہیں اور اللہ کافی ہے حق ثابت کرنے والا

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ قَدْ

جو لوگ کافر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے

ضَلُّوا ضَلًّا بَیْدًا ۙ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا

وہ بہک کر دور جا پڑے جو لوگ کافر ہوئے اور حق دبا رکھا

لَمْ یَكُنِ اللّٰهُ لَیْضِفْ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیْهُمْ طَرِیْقًا ۙ اِلَّا

مگر اللہ بخشنے والا نہیں ان کو اور نہ دکھلائے گا ان کو سیدھی راہ

طَرِیْقَ جَهَنَّمَ خَلِیْدٍ فِیْهَا اَبَدًا ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى

اللّٰهِ یَسِیْرًا ۙ

اللہ کی راہ میں آسان ہے

یٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُوْلُ

اے لوگو تمہارے پاس رسول آچکا

بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَامِنُوْا خَیْرًا لَّكُمْ طَوٰاٰتِ

حقیق بات ہے کہ تمہارے رب کی سو مان لو تاکہ بھلا ہو تمہارا اور اگر

كُفَرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ

نہ مانو گے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور ہے

اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۙ

اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے اے کتاب والو مت مبالغہ کرو

فِی دِیْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلٰی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ طٰاٰتِ

اپنے دین کی بات میں اللہ اور مت کہو اللہ کی شان میں مگر بچی بات بے شک

الْمَسِیْحُ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ ۙ

مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا وہ رسول ہے اللہ کا ۱۱۳ اور اس کا کلام ہے

منزل ۱

کامرسن تقد صد من الانبیاء (قرطبی ج ۴ ص ۵۵) فالله تعالى اجاب عن هذه الشبهة بان هؤلاء الانبياء الاثنى عشر كلهم كانوا انبياء ورسلا مع ان واحدا منهم ما اتى بكتاب مثل التوراة دفعة واحدة (كيرنج ۳ ص ۵۵) اور زبور میں تنوین تعظیم کے لئے ہے اور زبور کا عیسہ ذکر کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ زبور میں شاذ کتاب بھی متفرق طور پر نازل ہوئی۔ گیارہ پیغمبروں کا نام بنام ذکر کر کے بعد میں فرمایا کہ ان کے علاوہ بہت سے رسول ایسے بھی گزرے ہیں جن کا ذکر ہم نے آپ سے نہیں کیا ان پر بھی تمام احکام کی وحی دفعہ نازل نہیں ہوئی تھی ۱۱۲ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى كَذِكْرِیْمَا

باقی رہا تمہارا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دلیل لانا کہ ان پر تورات

ایک ہی دفعہ نازل ہوئی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی وحی تورات ہی میں منحصر نہیں تھی تورات کے علاوہ بھی ان پر وحی

آتی تھی اور وہ تھوڑی تھوڑی ہی نازل ہوتی تھی ۱۱۳ اَللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ

کو نہیں مانتے اور اس پر اعتراضات کرتے ہیں تو اس سے اس کی مدت

میں کوئی فرق نہیں سکتا اس بات کی گواہی تو خود اللہ تعالیٰ دیتا ہے

کرس کو اسی نے ہی نازل کیا ہے کیونکہ ایسی جامع۔ بلند مضامین الی

اور معجز کتاب غیر اللہ کی طرف سے نہیں ہو سکتی اس طرح قرآن خود

ہی مشہود ہے اور خود ہی مشہود علیہ ہے پھر اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا

سے تحریف اخروی ہے یعنی اے یہود اب بھی وقت ہے کفر و انکار اور

ضد وعناد سے باز آ جاؤ اور ایمان لے آؤ ورنہ یاد رکھو اللہ کے قبضہ کی

نہیں بچ سکتے ہو کیونکہ ساری کائنات اس کے تصرف و اقتدار کے

تحت ہے وہ تمہیں اس کی سخت سزا دے گا یٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ

جاءکم الرسول سے خطاب عام کیے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

پر ایمان لانے کی ترغیب دی کہ اس پر ایمان لاؤ اور مسئلہ توحید مان لاؤ

اللہ کے سوا حضرت عمرؓ پر اور حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کو پکارنا چھوڑ

دو کیونکہ وہ اللہ نہیں ہیں اللہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہے ۱۱۴ اِنَّ

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب نصاریٰ سے ہے کیونکہ حضرت

مسیح علیہ السلام کو اللہ انھوں نے ہی بنایا تھا لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہیں

کہ یہ خطاب یہود و نصاریٰ دونوں سے ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ پہلے

کی تمام زجریں یہود سے متعلق ہیں یعنی اے یہود عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں

برائے کہو اور وہ یہود نہیں اور آخری پیغمبر برسی اعراض نہ کرو دونوں کو

مانو مان تین خداست کہو و لا تقولوا ثلثہ غلو کے معنی حد سے تجاوز کرنے

کے ہیں اور یہ دونوں فرق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حد سے

گزر چکے تھے یہودی ان کی شان میں گستاخی کرتے اور کہتے تھے کہ الیاذن

وہ زانیہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ ان کو ان کے رب سے بڑھا کر خدا کا

بیٹا اور اس کا نائب سمجھنے لگے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دونوں

جماعتوں کو ان کے بارے میں غلو اور تجاوز عن الحد سے منع فرمایا۔

۱۱۵ لَاتَجَاوِزُوا الْحُدُودَ فَعَلَتِ الْیَہُودُ فِی حِطِّ الْمَسِیْحِ ۙ

حتیٰ قالوا ان ابن الزنا وعلقت النصارى فی رافد عن مقداره حیث جعلوا ابن اللہ (مدارک ج ۱ ص ۱۱۵) حضرت مسیح مریم صلی اللہ علیہ وسلم پر محض کلمہ کن کو بغیر باب حضرت

موضع قرآن اور کسی سے نہ ہوئی۔

۱۱۶ فَمِنْ بَیْنِہُمْ رُؤُوسٌ ثَلَاثٌ ۚ وَفِی ہِمْزٍ مِّمَّ مِثْلُ ہٰٓؤُلَآءِ ۚ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۱۷ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۱۸ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۱۹ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۰ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۱ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۲ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۳ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۴ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۵ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۶ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۷ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۸ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۹ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۰ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۱ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۲ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۳ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۴ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۵ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

حتیٰ قالوا ان ابن الزنا وعلقت النصارى فی رافد عن مقداره حیث جعلوا ابن اللہ (مدارک ج ۱ ص ۱۱۵) حضرت مسیح مریم صلی اللہ علیہ وسلم پر محض کلمہ کن کو بغیر باب حضرت

موضع قرآن اور کسی سے نہ ہوئی۔

۱۱۶ فَمِنْ بَیْنِہُمْ رُؤُوسٌ ثَلَاثٌ ۚ وَفِی ہِمْزٍ مِّمَّ مِثْلُ ہٰٓؤُلَآءِ ۚ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۱۷ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۱۸ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۱۹ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۰ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۱ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۲ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۳ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۴ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۵ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۶ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۷ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۸ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۲۹ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۰ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۱ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۲ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۳ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۴ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۵ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۶ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۷ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۸ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۳۹ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۴۰ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۴۱ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۴۲ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۴۳ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۴۴ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۴۵ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۴۶ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۴۷ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۴۸ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۴۹ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۵۰ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۵۱ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۵۲ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۵۳ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۵۴ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۵۵ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۵۶ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۵۷ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۵۸ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۵۹ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۶۰ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۶۱ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۶۲ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۶۳ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۶۴ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۶۵ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۶۶ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۶۷ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۶۸ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۶۹ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۷۰ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۷۱ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۷۲ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۷۳ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۷۴ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۷۵ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۷۶ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۷۷ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۷۸ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۷۹ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۸۰ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۸۱ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۸۲ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۸۳ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۸۴ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۸۵ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۸۶ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۸۷ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۸۸ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۸۹ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۹۰ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۹۱ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۹۲ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۹۳ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۹۴ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۹۵ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۹۶ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۹۷ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۹۸ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۱۹۹ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۰۰ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۰۱ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۰۲ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۰۳ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۰۴ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۰۵ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۰۶ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۰۷ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۰۸ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۰۹ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۱۰ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۱۱ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۱۲ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۱۳ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۱۴ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۱۵ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۱۶ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۱۷ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

۲۱۸ فَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنۢ مِّنۡہُمْ

الْقَهْلَ إِلَىٰ ذُرِّيَّتِهِمُ وَرُوحٌ مِّنْهُ زَفَامُنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلَهُ

جس کو ڈالا مریم کی طرف اور روح ہے اس کے ہاں کی سو مانو اللہ کو اور اس کے رسولوں کو

وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انْتَهُمُ خَيْرٌ اَلْكُمُ ط إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ

اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں اس بات کو چھوڑو بہتر ہو گا تمہارے واسطے بیشک اللہ معبود ہے

وَاحِدٌ ط سُبْحَنَہٗ اَنْ یَّکُونَ لَهُ وَلَدٌ ۚ لَّہٗ مَا فِی

ایکلا اس کے لائق نہیں ہے کہ اس کے اولاد ہو اسی کا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفَّ بِاللَّهِ وَکِیْلًا لَّج

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ کا سزا دہ

یَسْتَنْکِفُ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُونَ عَبْدًا لِلّٰہِ وَلَا الْمَلِیْکَ

مسیح کو اس سے ہرگز عار نہیں کہ وہ بندہ ہو اللہ کا اور فرشتوں کو

الْمُقَرَّبُونَ ط وَ مَن یَّسْتَنْکِفُ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَ یَسْتَكْبِرُ

جو مقرب ہیں اور جس کو عار آوے اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے

فَسَیَحْشُرُهُمْ اِلَیْہِ جَمِیْعًا فَاَمَّا الَّذِیْنَ

سو وہ جمع کرے گا ان سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْہِمْ اَجُوْرُہُمْ و

ایمان لائے اور عمل کئے انہوں نے اچھے تو ان کو پورا کر دے گا ان کا ثواب اور

یَزِیْدُہُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ

زیادہ دے گا اپنے فضل سے اور جنہوں نے

اَسْتَنْکَفُوْا وَاَسْتَكْبَرُوْا فِیْعَذٰبُہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۚ

عار کی اور تکبر کیا سو ان کو عذاب دیگا عذاب دردناک

وَلَا یَجِدُوْنَ لَہُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝۱۴

اور نہ پادہاں گے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار

مسائل

مریم کے بطن سے پیدا ہوئے اور وہ اللہ کے سچے رسول ہیں اس لئے

انہیں ابن زانیہ مت کہو بلکہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ان پر

بھی ایمان لاؤ اور عیسائیوں سے فرمایا وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ یعنی تین

خدا مت کہو اللہ تو ایک ہی ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اس لئے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ مت کہو بلکہ ان کو اللہ کا رسول مانو ۱۳

یہ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ سے متعلق ہے استسکان کے معنی ناک بھوں

چڑھانے کے ہیں یعنی اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین یا تحقیف

نہیں کیونکہ وہ تو خود اللہ کی عبادت سے نفرت نہیں کرتے اور اس کا

بندہ اور عابد ہونے سے ناک بھوں نہیں چڑھاتے پھر تم انہی کو معبود

باتے ہو یہی حال فرشتوں کا ہے وَمَنْ یَّسْتَنْکِفُ زَجْرٌ ہے اور فَاَمَّا

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بَشَارَتِ اٰخِرٰی ہے وَاَمَّا

الَّذِیْنَ اَسْتَنْکَفُوْا اَلْہِ تَخْوِیْفِ اٰخِرٰی سے ۱۴ یہاں سے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے کی ترغیب اور پھر فَاَمَّا

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَاسْتَقَمُّوْا سے ایمان لانے والوں کے لئے

اٰخِرٰی بَشَارَتِ ہے برہان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نو

سے قرآن مجید مراد ہے اسی رسولہ یبھا المنکربا لا عجز

(وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ فُورًا مِّبْنًا) قرآننا لیستضاء بہ فی ظلمات

الحیوة (مدارک ج ۱ ص ۱۸۱) یعنی برہان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مراد ہیں جو بذریعہ معجزات منکرین پر غالب آئے اور نور میں سے مراد

قرآن ہے جس کے ذریعے شکوک و شبہات اور حیرت کے اندھیروں میں

روشنی حاصل کی جاتی ہے اسی طرح امام ثوری اور حسن سے منقول ہے

دبرہان من ربکم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

والنور المنزل هو القرآن (قرطبی ج ۶ ص ۲۸) علی بذل حضرت

ابن عباس رضی عنہ مجاہد قتادہ ہمدانی سے بھی یہی منقول ہے (روح ج

۱ ص ۱۲)

موضع قرآن میں خطاب ہے نصاریٰ کو کہ اللہ کو تین جبکہ بتائے

موضع قرآن میں باب، بیٹا اور روح القدس فرمایا کہ دین

کی بات میں مبالغہ عیب ہے ایک شخص کو اعتقاد ہو تو اس کی تعریف

میں حد سے نہ بڑھے جتنی بات تحقیق ہو دی گئی اور فرمایا کہ فی الحقیقت

یہاں جسے یہ اللہ کو لائق نہیں اور بتایا کہ تو اس کو پیش کار کی حاجت

نہیں وہ بس ہے کام بنانے والا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا ﴿۴۳﴾

اے لوگو تمہارے پاس پہنچ چکی تمہارے رب کی طرف سے سند اللہ اور

بِاللَّهِ وَاعْتَصِمُوا بِهِ فَيَسِيْدَ خَلْقُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيَهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۴۵﴾

اللہ پر اور اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کریگا اپنی رحمت میں اور

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِنُكُمْ فِي الْكَلَّةِ ط وَإِنْ أَمَرُوا

حکم پوچھتے ہیں تجھ سے سو کہہ دے اللہ حکم بناتا ہے تم کو کلام کا حال اگر کوئی مرد

هَلْكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ ط فَإِنْ

مر گیا اور اس کے بیٹا نہیں اور اس کے ایک بہن ہے وہ تو اس کو پہنچے دھا اسکا چھوڑ دھا

كَانَتْ أَسْتَنْتَيْنِ فَلَهُمَا الشَّكْلَانِ ط مِمَّا

بہنیں دو ہوں تو ان کو پہنچے دو نہائی اس مال کا جو

شَرَكَ ط وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رَجَالًا وَنِسَاءً

پھوڑ دھا اور اگر کسی شخص میں اسی رشتہ کے کچھ مرد اور کچھ عورتیں

فَلْيَدَّ كَرِمْ شَلْ حِطَّ الْأَسْتَيْنِ ط يُبَيِّنُ اللَّهُ

تو ایک مرد کا حصہ ہے برابر دو عورتوں کے بیان کرتا ہے اللہ

لَكُمْ أَنْ تَضْلُوا ط وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۴۶﴾

تمہارے واسطے تاکہ تم گمراہ نہ ہو اللہ ہر چیز سے واقف ہے واللہ

منزل ۱

یہ سورت کا خاتمہ ہے اور احکام رعیت میں سے حکم وراثت پر تنویر ہے یعنی مسئلہ کلام پر چونکہ کلام کی بعض صورتیں گذشتہ آیت میں مذکور نہ تھیں اس لئے ان کے بارے میں لوگوں نے سوال کیا تو اس کے جواب میں تفصیلی شقوق کے ساتھ یہ آیت نازل ہوئی نیز آیت کی ابتدا میں احکام کا بیان تھا اس لئے خاتمہ میں بھی احکام بیان کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ اس سورت کا اصلی مقصد بیان احکام ہے اور اس سورت کا ربط الگ عمران سے یہ بھی ہے کہ اس میں عدم اعتقاد عبادت و پکار کے اعتبار سے شرک کی نفی تھی یہاں عدم اعتقاد احکام کے اعتبار سے شرک کی نفی ہے یہی وجہ ہے احکام میراث کی مخالفت اور قتل عمد پر غلو فی النار کی وعید سنائی گئی میرا کہ وہ من یقتل موصیاً متعمداً کے تحت گذر چکا ہے۔ کلام کا حکم پہلے رکوع ۲ میں بھی گذر چکا ہے یہاں پھر یہ حکم بیان کیا گیا ہے بظاہر دونوں حکموں میں تضاد معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں تضاد نہیں کیونکہ کلام یعنی جس کے اصول و فروع میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو اگر مر جائے تو اس کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ اس کے مادری بھائی بہنیں اس کے وارث ہوں دوم یہ کہ پدری ہوں سوم یہ کہ عینی ہوں تینوں کے احکام مختلف ہیں دوسرے رکوع میں پہلی صورت کا حکم بیان کیا گیا تھا اب یہاں باقی دو صورتوں کا حکم بیان کیا گیا ہے اس لئے یہاں اُخت سے

یعنی (ماں باپ دونوں کی طرف سے) اور پدری بہن مراد ہے۔

والمراد بالاخت الاخت من الاولین والاب لاب لان الاخت من الام فرضی ہا اللہ دس قدم بیانہ فی صدر السورۃ المکیۃ

در روح ج ۶، ص ۱۲، اس آیت میں کلام کی وراثت کی چار صورتیں کو

میں پہلی صورت ولہ اخت فلمہا نصف ما ترک یعنی اگر کلام

کے وراثت میں صاحب قرض صرف اسکی مذکورہ بالا بہن ہی ہو تو ترکہ

کا نصف ہے بطور فرض ملیگا اور باقی عصبات میں تقسیم ہوگا اگر عصبات

نہ ہوں تو باقی نصف بھی بطور کلام کی بہن کو ملیگا یہ دوسری

صورت ہے اگر بھائی وراثت ہو اور اس کی بہن مر جائے اور اس کے کوئی

اولاد نہ ہو تو بھائی اس کے ساتھ ترکہ کا وارث ہوگا ای الذخیرت الاخت

جیسے مال ہا ان قدر الامر علی العکس من موتھا ودفنھا

(مدارک ج ۱، ص ۱۲) تیسری صورت فَاِنْ كَانَتْ اَسْتَيْنِ فَلَهُمَا

الثلثین مِمَّا تَرَكَ اور اگر کلام کی دو بہنیں ہوں تو ان کو بدینہ مذکورہ

ترکہ کا دو تہائی حصہ ملیگا چوتھی صورت وَاِنْ كَانُوا اِخْوَةً رَجَالًا

وَنِسَاءً اور اگر کلام کے وراثت اس کے بھائی اور بہنیں مخلوط ہوں تو

ترکہ کی تقسیم لکڑ کرشل حظ الانثیین کے طریق پر ہوگی یعنی ترکہ اس

طرح تقسیم کیا جائے گا کہ بہن کو بھائی سے نصف ملے گا یہاں۔

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

جانتا ہے اور اس کا علم ہر چیز پر عادی ہے اس لئے وہ تمہارے لئے احکام بیان فرماتا ہے جس میں تمہاری مصلحت اور تمہارا دینی اور دنیوی سائد ہو۔

تفسیر سورہ نساء بوقت ۱۲ بجے صبح تا بیچ ۳۲ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ بروز جمعہ ختم ہوئی فالحمد للہ اولاد آخر

موضح قرآن کو ادھا اور دو کو دو تہائی اور ملے ہوں بھائی بہن۔ تو مرد کو حصہ دوم اعدت کو اکرا اور جو زری بھائی ہوں تو ان کو فرمایا کہ وہ بہن کے وارث ہیں یعنی حصہ میں معین نہیں وہ عصبات ہیں فائدہ

الکریبی ہوا اور بہن ہو تو حصہ بیٹی کو اور بہن عصبت سے یعنی حصہ داروں سے بچے سورہ لے۔

فتح الرحمن ۱ مترجم گوید یعنی اعیانی و اگر نباشد علانی قائم مقام اعیانی بود ۱۲۔

سورة نسا میں آیات توحید

مع مختصر خلاصجات

- ۱- وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا (ع ۶) نفی شرک فی الدعاء
- ۲- إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (ع ۷) نفی شرک ہمہ اقسام
- ۳- اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (ع ۱۱) نفی شرک ہمہ اقسام
- ۴- إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (ع ۱۸) نفی شرک ہمہ اقسام
- ۵- إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا لَأَنشَاجَ وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا (ع ۱۸) نفی شرک اعتقادی
- ۶- وَقَالَ لَا تَخُذْ مِنْ عِبَادِي نَصِيبًا مَفْرُوضًا (ع ۲۱) نفی شرک فعلی
- ۷- يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ (ع ۲۲) نفی شرک اعتقادی و نفی
- ۸- لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ (ع ۲۴) نفی شرک اعتقادی و نفی

آج بروز ہفت تبایخ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۶۳ء سورہ نسا کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد لله اولاً و آخراً و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آلہما ابداً و علی سائر عبادہ الصالحین لیلاً و نهاراً

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ مَائِدَةٍ

نام | اس سورت کا نام مائدہ ہے جو اسی سورت کے رکوع ۵ کی آیت (۴) اور (۶) سے ماخوذ ہے یعنی هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ

رابط | سورہ مائدہ کو ماقبل سے تین طرح کا ربط ہے۔ اول ربط اسی جیسا کہ سورہ فاتحہ وغیرہ میں گذر چکا ہے۔ دوم سورہ بقوہ میں وہ تمام مضامین ذکر کئے گئے ہیں جو سائے قرآن میں تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں توحید رسالت جہاد فی سبیل اللہ انفاق فی سبیل اللہ امور انضامیہ وغیرہ۔ سورہ بقرہ میں نفی شرک اعتقادی یا نفی شرک فی التصرف، نفی شرک فعلی اور نفی شفاعت قہری کو نفی اور عقلی دلائل کے ساتھ مبرہن کر کے ذکر کیا گیا۔ پھر سورہ آل عمران میں صرف شرک اعتقادی اور شرک فی الدعا کی نفی کی گئی اور توحید و رسالت پر علماء اہل کتاب کے شبہات کا رد کیا گیا اس کے بعد سورہ نسا میں امور انتظامیہ متعلقہ رعیت و حکام (احکام رعیت اور احکام سلطانہ) کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔ اور درمیان میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک اعتقادی کا بھی قدرے ذکر کیا گیا۔ اب سورہ مائدہ میں اور اس کے بعد انعام میں نفی شرک فعلی کو تفصیل سے ذکر کیا گیا اور اس کے پہلو پہلو شرک فی التصرف کی نفی بھی مذکور ہے۔ سوم، سورہ نسا کے آخر میں فرمایا وَیُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَقْضُوا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے احکام کھول کھول کر اس لئے بیان فرماتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اس لئے شرک و کفر کی گمراہی سے بچانے کے لئے سورہ مائدہ میں شرک فعلی اور شرک اعتقادی کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔

خلاصہ | سورہ مائدہ کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول ابتدائے سورت سے لیکر رکوع نمبر ۶ میں وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تک ہے۔ اس حصے میں شرک کی مذکورہ بالا دونوں قسموں کا رد کیا گیا ہے۔ شروع سے لیکر رکوع ۳ میں وَسَوْفَ يُنِيزُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ تک شرک فعلی کی نفی کا بیان ہے۔ اور اس کے متصل بعد یَاٰ هَکُلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ الْاُولٰٓئِکَ الذِّیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ مِنْ اَیْمَنِ الْمَضَلْعِ یعنی نماز کا ذکر کیا گیا ہے۔ حصہ اول کے بعد یَاٰ هَکُلَ الْکِتٰبِ الْاُولٰٓئِکَ الذِّیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ مِنْ اَیْمَنِ الْمَضَلْعِ سے لے کر رکوع ۹ کے آخر وَکَثِیْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ تک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین اور منافقین یہود کے معاندانہ رویہ پر غم کرنے سے منع فرمایا اور آپ کو سلی دی اور اس کے بعد یہود و نصاریٰ کے مولویوں اور پیروں پر زہریں فرمائیں جو اللہ کی کتاب میں رد و بدل کرتے اور خود بھی دونوں قسم کا شرک کرتے تھے۔ وہ غیر اللہ کو پکارتے تھے اور غیر اللہ کی نیازوں کو حلال سمجھ کر کھاتے بھی تھے۔ اور لوگوں کو بھی شرک سکھاتے اور ان کو بدراہ کرتے تھے۔ اس کے بعد یَاٰ هَکُلَ الْکِتٰبِ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الْاَلِیَہُودَ وَالنَّصٰرَیَ اَوْلِیَآءَ سے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنی خواہشات کی وجہ سے توحید کو نہیں ملتے اور شرک سے اور شرک کی اشاعت سے باز نہیں آتے تو انہیں ان سے بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔ جو ان سے بائیکاٹ نہ کرے گا اور بدستوران سے دوستی رکھے گا اسے انہی میں شمار کیا جائیگا اس کے بعد یَاٰ هَکُلَ الْکِتٰبِ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ اِلَیْکَ الْاِنْجِلَ (رکوع ۱۰) سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے جو سورت کے آخر تک چلا گیا ہے۔ اس حصے میں بھی انہی دونوں مضمونوں کا لطف و شرح مرتب کے طور پر اعادہ کیا گیا ہے۔ حصہ دوم کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۱ کے اختتام یعنی اَوَّلَیْکَ اَصْحٰبُ الْاَلْحٰبِ تک شرک اعتقادی کی نفی مذکور ہے اور رکوع ۱۲ کی ابتداء یعنی یَاٰ هَکُلَ الْکِتٰبِ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الْاَلِیَہُودَ وَالنَّصٰرَیَ اَوْلِیَآءَ سے لیکر سورت کے آخر تک شرک فعلی کی نفی مذکور ہے۔ اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے بیان فرمایا کہ اللہ کی تحریات کو باقی رکھو اور غیر اللہ کی تحریات کو ختم کر دو۔ نیز اللہ کی نذر و نیاز کو حلال سمجھو اور کھاؤ لیکن غیر اللہ کی نیازوں کو حرام جانو اور ان کو مت کھاؤ۔ آخر میں اَللّٰهُمَّ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنِّیْ اَسْتَغِیْثُ بِکَ پوری سورت کا مختصر خلاصہ بیان فرمادیا ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی حکومت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے نہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے قبضے میں جیسا کہ نصاریٰ کا گمان ہے کہ حضرت مسیح بھی متصرف و مختار ہیں اس سے بالذات شرک فی التصرف کی نفی ہے اور بالیقین شرک فعلی کی۔ جب زمین و آسمان کی حکومت اللہ کے ہاتھ میں ہے تو اس کے سوا کوئی متصرف و مختار اور کوئی عبادت اور پکار کا مستحق بھی نہیں۔

یاد دلایا جو انہوں نے سمجھا (م نے سن لیا) اور اطمینان سے قبول کیا کہ کربا نہ تھا تاہم نیز یہ مفہوم اہل تصوف و تابعین سے منقول ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اوفوا بالعقود
معناہما احل و ما حرم و بما فرض و ما حذر فی جمیع الاشیاء (قرطبی) اوفوا بالعقود یعنی یا ایہذا الذین التزمتمہ بایمانکم انواع العقود و العہود فی اظہار
طلعة اللہ اوفوا بتلك العقود (کبریٰ ج ۳ ص ۵۷) (نیشاپوری ج ۶ ص ۶۷) المراد بہا ما یعمد جمیع ما الزمہ اللہ تعالیٰ عبادہ و عقد علیہم من التکالیف و الاحکام الذی یبتدئ
وما یعقدونہ فیما بینہم من عقود الامانات و المعاملات و نحوہا الخ (روح ج ۶ ص ۷۷) شاہ ولی اللہ صاحبؒ اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں "اے مومنان و فاکنید بحدیث یعنی
عہدیکہ با خدا بستہ اید و التزام احکام او" اس مفہوم کی بنیاد پر اس کا تعلق اور ربطا بعد سے بالکل واضح ہے اور اس آیت کا ترجمہ پوری سورت کے لئے بمنزلہ تمہید ہے۔ اس میں فرمایا اے ایمان والو
تم نے جو فرض و واجبات اور حلال و حرام وغیرہ کے احکام کی بجا آوری اور ان کے التزام کا اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے اسے پورا کرو پھر اس کے بعد اُجَلَّتْ لَکُمْ جَمِیعَةُ الْأَنْعَامِ سے حلال و حرام
کے احکام بیان کرنے شروع کرتے ہیں۔ اس سے مقصود شرک فعلی کی نفی ہے۔ ۱۔ ایفائے عقود اور التزام احکام کا عام حکم دینے کے بعد جو پایوں کی ملت و حرمت کا ذکر فرمایا جس سے اصل مقصد شرک فعلی
کا رد ہے۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب نے بعض حلال چیزوں کو اپنے معبودوں کی تعظیم اور خوشنودی کے لئے محض اپنے ظن اور تخمین سے حرام کر رکھا تھا۔ مشرکین نے اس نوع کے جو چاہئے حرام کر رکھے تھے
وہ ان کے یہاں بحیرہ سائبہ و صیلہ و رحام سے مشہور و معروف تھے جن کا تفصیلی ذکر سورہ مائدہ کے رکوع ۴ میں آیا ہے۔ ان کے پاس ان کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں تھی ان حلال چیزوں کی تحریم
کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر اقرار فرمایا ہے۔ وَحَرَّمَ مَا دَرَجَهُمُ اللَّهُ أَفْتَرَأَعْرَضَ عَنْهُ اللَّهُ (انعام ۱۶) یہود نے اونٹ کا گوشت اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا علیٰ ہذا اسی قسم کی کئی تحریمات
نصاریٰ نے تراش رکھی تھیں ان تحریمات کا حکم یہ ہے کہ وہ باطل ہیں، انہیں اٹھانا چاہیے اور ان سے کوئی حلال چیز حرام نہیں ہوتی۔ مذکورہ اشار جس طرح مشرکین کی تحریم سے پہلے حلال تھیں اسی
طرح اب بھی حلال ہیں۔ چنانچہ اُجَلَّتْ لَکُمْ جَمِیعَةُ الْأَنْعَامِ میں انہی تحریمات مشرکین یا تحریمات نصیر اللہ کا حکم بیان فرمایا کہ یہ جو چاہئے تمہارے لئے حلال ہیں ان کو کھاؤ اور انہیں حرام مت سمجھو۔ کانت
للعرب سنن فی الانعام من البخیرۃ و السائبۃ و الوصیلۃ و الرحام یاتی بیانہا فاذلت ہذا الایۃ دافعة لتلك الادعاء الفاسدة الباطلة رقم قطبی ج ۶
ص ۷۷) و مقتضیٰ ہذین التاویلین انہ تعالیٰ اذاد تحلیل ما حرم اہل الجاہلیۃ علی انفسہم من الانعام کا بخیرۃ و السائبۃ (مظہری ج ۳ ص ۷۷) شرک فعلی کے ساتھ شرک
اعتقادی بھی ضرور ہوتا ہے کیونکہ جب کسی کے دل میں غیر اللہ کے متعلق یہ اعتقاد پیدا ہو جائے کہ وہ مختار و منصرف اور غیب دان ہے تو پھر اس کی خوشنودی کیلئے وہ حلال جو پایوں کو حرام کر دیتا ہے۔
اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ جو چاہئے حلال ہیں ان کو حلال سمجھو بھی اور ان کو کھاؤ بھی تاکہ شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی جڑ کاٹ جائے۔ میفعمون قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں مذکور ہے
مثلاً ۱۔ کُلُوا مِن مَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیْبًا (بقرہ ۲۱) ۲۔ لَا تَحْرِمْوْا طَیِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللَّهُ لَکُمْ (مائدہ ۱۶) ۳۔ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ مَّجْبُورَةٍ وَّ لَا سَآئِیَةٍ وَّ لَا دَٰوِصِلَةٍ وَّ لَا اَحْلَامٍ (مائدہ
۴) ۴۔ قَالُوْا هٰذِهِ اَنْعَامٌ وَّ حَرَّمَ وَحَرَّمَ جَحْرٌ لَا یُطْعَمُ اِلَّا مِنْ تَشَآءُ الْمَلِئِکَ (انعام ۱۶) ۵۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللَّهِ الَّتِیْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهِ الطَّیِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ (اعراف ۳۱)
بہیمۃ الانعام میں منات بیانی ہے۔ و اضافتہا الی الانعام للبیان کنوب خنوا ی احل لکم اکل البہیمۃ من الانعام (روح ج ۶ ص ۷۷) یعنی تمہارے لئے انعام جو چاہئے حلال ہیں
انہیں کھاؤ کسی کے حرام کرنے سے وہ حرام نہیں ہو سکتے اس سمر اہل بقرہ اور غنم میں جیسا کہ سورہ انعام کے رکوع ۱۱ میں تفصیل سے مذکور ہے۔ غیر اللہ کی تحریمات کے مقابلے میں اللہ کی تحریمات ہیں ان کا حکم
آیت کے اگلے حصے میں مذکور ہے ۱۵۔ یہاں سے استنباط ہے اور اس میں اللہ کی تحریمات کے حکم کی طرف اشارہ ہے کہ ان کو حرام سمجھو۔ اور ان کو مت کھاؤ یعنی تمہارے لئے تمام انعام جو چاہئے حلال ہیں
البتہ ان میں سے جن کا ذکر آگے آیا ہے وہ حرام ہیں انہیں مت کھاؤ و صایت سے آیت تحریم مراد ہے جو اسی رکوع میں آگے آئی ہے آیۃ تحریمیہ و هو قوله حرمت علیکم المیتۃ۔ الایۃ
(مداد ج ۱ ص ۷۷) ۱۵۔ یہ دوسرا دعویٰ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی تحریمات کا بیان ہے ان کا حکم یہ ہے ان کو قائم رکھو اور ان کو حلال مت جانو۔ عام مفسرین نے اس کو لکم کی ضمیر خطاب سے حال
قرار دیا ہے اور مقصود احسان جلتا نا بیان کیلئے کہ حالت احرام میں صرف شکار حرام کیا ہے باقی جو چاہئے حرام نہیں کئے کمافی الکشاف ج ۱ ص ۷۷۔ اس طرح تحریمات اللہ کا مسئلہ محض سبب بکرہ جائیگا
حالانکہ وہ مقصودی مسئلہ ہے اس لئے اسے کم سے مال بنانے کی بجائے کان محذوف کی خبر قرار دیا جائے اسی کو نوغیر محلی الصيد اور کان کا مع ام حذف کرنا اور خبر کو باقی رکھنا کلام عرب میں
شائع ہے جیسا کہ امام ابن مالک البغویؒ میں یحذفونها و یبقون الخبیر۔ بعد لو وان کثیرا ئی شتمہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ نو اور ان کے بعد کان کا حذف بکثرت ہوتا ہے اور ان کے علاوہ
بھی حذف جائز ہے۔ ۱۶۔ یہ محلی لصدید میں ضمیر مستتر سے حال ہے۔ جُورٌ، حُرْمٌ کی جمع ہے جس کے معنی محرم یعنی احرام ڈالنے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ احرام کی حالت میں شکار کو حلال مت سمجھو
إِنَّ اللَّهَ یَجْعَلُ مَا یُرِیدُ یہ پہلے دونوں دعویٰ کی اجمالی دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو چیز کا مالک ہے وہ جو چاہئے حکم صادر فرمائے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۱۷۔ یہ میرا دعویٰ ہے۔ یہاں اللہ
کی نذروں، نیازوں اور بیت اللہ کی منتوں کی حرمت و عزت قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ شعائر اللہ سے اللہ کے دین کی یادگاریں مراد ہیں۔ قالا شیخ الانورؒ مثلاً صفا، مروہ، بیت اللہ اور
بیت اللہ کی طرف جانے والی قربانیاں اور ہدایا عن مجاہد قول اللہ شعائر اللہ الصفا و المروۃ و الہدی و البدن کل ہذا من شعائر اللہ (ابن جریر ج ۶ ص ۷۷) حضرت
شیخ نے فرمایا شعائر اللہ ما کان محلہا بقربان یتقرب بہ الی اللہ من صلوة و دعاء و ذبیحۃ و غیرہا۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں قَالَ بَعْضُهُمُ الشَّعَائِرُ هِيَ الْهُدَايَا تَطْعَنُ فِي
اسناعتها و تقصد لیعلم انہ ہدی (کبریٰ ج ۳ ص ۷۷) وَلَا الشَّهْرُ الْحَرَامُ الْاَمْسُ کاسے اور اس سے مراد چار عزت والے جیسے ہیں جن میں جنگ و قتال ممنوع تھا یعنی رجب و لقیہ و
زی الحج و محرم الحرام۔ وَلَا الْهَدٰی یہ ہدایت کی جمع ہے اور اس سے وہ جو چاہئے مراد ہیں جو تقرب الی اللہ کی نیت سے بیت اللہ کی طرف ہدیہ اور نذر و منت کے طور پر لیجائے جاتے ہیں۔ و
هو ما اهدی الی البیت و تقرب بہ الی اللہ تعالیٰ من النساء و هو جمع ہدیۃ (مداد ج ۱ ص ۷۷) الہدی ما اهدی الی بیت اللہ تعالیٰ من ناقۃ و بقرة و اشاة الخ (قرطبی
ج ۶ ص ۷۷) وَلَا الْفَلَاحُ یہ فلاحہ کی جمع ہے اور فلاحہ وہ نشانی ہے جسے ہدی کے جانوروں کے گلے میں لٹکادیا جاتا تھا تاکہ دیکھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ بیت اللہ کی ہدی ہے اور اس سے
کوئی تعرض نہ کرے۔ فلاحوں کی بے حرمتی کرنے سے بطور مبالغہ منع فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ خود ہدایا کو جان کے گلے کے فلاحوں کی بے حرمتی بھی مت کرو۔ یا الفلاح من مضاف محذوف
سے ای ذوات الفلاح یعنی فلاحوں والے جانوروں کی بے حرمتی مت کرو۔ المراد منہ الہدی ذوات الفلاح..... الثانی انہ نہی عن التعرض لفلاح الہدی بالمغلة
فی الذہبی عن التعرض للہدی (کبریٰ ج ۳ ص ۷۷) وَلَا آمَنَ الْبَیْتُ الخ اس سے اطراف مکہ کے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے مشرکین سے ملکر مدینہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے

ساتھیوں کو بیت اللہ کے طواف سے روکا تھا مگر بعد میں سلام قبول کر لیا اور محض لشکر کی رضا کے لئے ہدایا لیکر حج کو آتے تھے ان کو چھڑنے اور ان کی بے حرمتی کرنے سے منع فرمایا۔ حاصل یہ کہ ایمان والوں کو اس سے منع فرمایا کہ وہ شہداء اللہ اور اللہ کے گھر کی نذر و انتہوں اور حجاج کرام کی بے حرمتی کریں یا ان سے کسی قسم کا ناجائز تعرض کریں جس سے شہداء اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں مترجم گوید یعنی تعرض حاجیاں و حجتان مسلماناں نہایت کرد و لفظ ایشان نہایت گرفت و اللہ اعلم حضرت شیخ کے نزدیک بھی راجح یہی ہے کہ اس سے مسلمان حجاج ہی مراد ہیں بعض مفسرین نے امتین البیت سے وہ مشرکین مراد لئے ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے دن آپ کو بیت اللہ سے روکا تھا اور مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ یعنی جب یہ لوگ حج کو آئیں تو ان سے تعرض مت کرو اور مشرکین کا اپنے زعم میں حج کرنے سے مقصود اللہ کی رضا مندی تھا اگرچہ شرک کی وجہ سے وہ اللہ کی رضا مندی حاصل نہیں کر پاتے تھے ان کے نزدیک یہ آیت فَاِذَا اسَلَّمْتُمْ اِلَاحْتَمِلُوا الْحُمُومَ فَاَقْبِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ جَعَلَتْ وَجَدْتُمْوَهُمْ (توبہ) سے منسوخ ہے لیکن جو مفسرین اس آیت کو مسلمانوں کے حق میں ملتے ہیں ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں وقال بعض المفسرين ان الآية في المسلمين فهي محكمة وحكمها باق فلم تنسخ (المناج ۶ ص ۱۳۳) وكذا في الكبير ج ۳ ص ۵۲) لیکن حضرت شیخ کے نزدیک پہلا معنی راجح ہے یہ غیر محلی الصید الخ سے متعلق ہے۔ وہاں بحالت احرام شکار کرنے سے منع فرمایا تھا یہاں فرمایا جب احرام سے باہر آ جاؤ تو شکار کرنے کی اجازت ہے۔ یہ امر وجوب کے لئے نہیں اباحت کے لئے ہے۔ فالامر للاباحة بعد المحض (روح ج ۳ ص ۵۵)

وضع قرآن و حلال نہ سمجھو یعنی ہاتھ نہ ڈالو اللہ کے نام کی چیزوں پر یعنی کافر بھی اگر نیاز کعبہ لائیں تو لوٹ مت لو اور ماہ حرام میں ان کو نہ مارو۔ اور لیکن والیاں بھی وہ قربانی کے جانور ہیں جو کہ کو بیچانے میں نشان کر کر۔ اور فرمایا کہ کافروں نے تم کو روکا تھا مسجد سے تم زیادتی نہ کرو یعنی آنے کو نہ روکو۔ بانی لگے سے منع کر دو کہ کافر نہ آوے تو یہ روا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر جس کام میں اللہ کو تعظیم کرے اس کام کو فضیحت نہ کہے مگر جو بت کی تعظیم کرے تو البتہ اہانت کرے۔ و مواشی میں یہ چیزیں حرام فرمائیں سورہ اور ہر چیز کا لہو اور آپ مرایا کسی طرح بغیر ذبح کے اور جو خدا کے سوا کسی کے نام پر ذبح کیا اور جو کسی مکان کی تعظیم پر ذبح کیا سوائے خانہ خدا مگر یہ چیزیں مضطر کو معاف ہیں اور باغیر ذبح پانسون سے۔ یہ کافروں کا ایک جوا تھا کہ شرط بد کر ایک جانور دس شخص نے برابر خرید لیا اور ذبح کیا اور دس پانے سے کسی پر لکھا آدھا کسی پر باؤ کم زیادہ کوئی خالی بھر بانٹنے لگے تو ہر ایک کے نام پر چوپانسا آیا وہی حصہ اس کو ملا یا خالی نکل آیا۔ شرط بدنی تمام حرام ہے یہ بھی اسی میں داخل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کے نام پر جانور ذبح ہو یا غیر خدا کی تعظیم پر وہ مردار ہے۔ یہ جو فرمایا کہ آج پورا دین تمہارا ہے چکا یہ آیت آخر کو اتری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہو چکے تھے۔ اس کے بعد تین مہینے حضرت زندہ رہے ہیں۔

مترجم گوید یعنی تعرض حاجیاں و حجتان مسلماناں نہایت کرد و لفظ ایشان نہایت گرفت و اللہ اعلم حضرت شیخ کے نزدیک بھی راجح یہی ہے کہ اس سے مسلمان حجاج ہی مراد ہیں بعض مفسرین نے امتین البیت سے وہ مشرکین مراد لئے ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے دن آپ کو بیت اللہ سے روکا تھا اور مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ یعنی جب یہ لوگ حج کو آئیں تو ان سے تعرض مت کرو اور مشرکین کا اپنے زعم میں حج کرنے سے مقصود اللہ کی رضا مندی تھا اگرچہ شرک کی وجہ سے وہ اللہ کی رضا مندی حاصل نہیں کر پاتے تھے ان کے نزدیک یہ آیت فَاِذَا اسَلَّمْتُمْ اِلَاحْتَمِلُوا الْحُمُومَ فَاَقْبِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ جَعَلَتْ وَجَدْتُمْوَهُمْ (توبہ) سے منسوخ ہے لیکن جو مفسرین اس آیت کو مسلمانوں کے حق میں ملتے ہیں ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں وقال بعض المفسرين ان الآية في المسلمين فهي محكمة وحكمها باق فلم تنسخ (المناج ۶ ص ۱۳۳) وكذا في الكبير ج ۳ ص ۵۲) لیکن حضرت شیخ کے نزدیک پہلا معنی راجح ہے یہ غیر محلی الصید الخ سے متعلق ہے۔ وہاں بحالت احرام شکار کرنے سے منع فرمایا تھا یہاں فرمایا جب احرام سے باہر آ جاؤ تو شکار کرنے کی اجازت ہے۔ یہ امر وجوب کے لئے نہیں اباحت کے لئے ہے۔ فالامر للاباحة بعد المحض (روح ج ۳ ص ۵۵)

اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲۰ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ

بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے ۲۰ حرام ہوا تم پر مردہ جانور ۱۰

وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِزْيِرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَ

اور لہو اور گوشت سور کا اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی دیکھا

الْمُنْحِنَةُ وَالْمَوْفُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا

جو مر گیا غم سے یا چوٹ سے یا اونچے سے گر کر یا سینگ مارنے سے اور جس کو

اَكَلَ السَّبْعُ اِلَّا مَا ذَكَيْتُمْ وَمَا ذَبَحَ عَلَى النَّصَبِ وَاَنْ

کھا یا ہو درندے نے مگر جس کو تم نے ذبح کر لیا اور حرام ہے جو ذبح ہو کسی مکان پر مثلاً فک اور بیکہ

تَسْتَقْسِمُوا بِالْاَیْرِ لَا اَوْ ذَلِكُمْ فَنُقِطِ الْيَوْمَ يَكْسِ الْذِينَ

تعظیم کرو جو تم کے تیروں سے مثلاً یہ گناہ کا کام ہے ۱۱ آج تا امید ہو گئے ۱۲

كُفَرُوا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ

کافر تمہارے دین سے سو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج

اَكُنْتُ لَكُمْ دِيْنِكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ

میں ہوں اگرچہ ظاہر تمہارے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں تمہارے واسطے

اَلْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنْ اضْطُرَّ فِيْ مَخْصَصَةٍ غَيْرِ مَخْجَانِفٍ

اسلام کو دین پھر جو کوئی لاچار ہو مثلاً بھوک میں لیکن گناہ بہر مائل نہ ہو

لَا اِثْمَ لَافَنَّ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۱ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا

تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۲۱ وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز

اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ لَا وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ

ان کے واسطے حلال ہے کہ تم کو حلال ہیں سبھی چیزیں مثلاً فک اور جو رسد ماؤ اللہ

الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَاَكَلُوْا

شکاری جانور شکار پر دوڑانے کو کہ ان کو سکھاتے ہو اس میں سے جو اٹھنے تم کو سکھایا ہو سو کھاؤ

فتح الرحمن مترجم گوید حکم تغلیظ تحریم قتال در اشہر جم مخصوص است بمسلمین بدلیل آیہ سورہ بقرہ و تحریم تعرض حاجیاں نیز بمسلمین مخصوص است بدلیل سورہ برات و ای آیت آخر ما نزل است منسوخ و اٹھن آہن چنانکہ عامہ مفسرین میگویند راست نمی آید و اللہ اعلم ۱۲۔ ۱۱۔ مترجم گوید یعنی بر صورت و قبر و اللہ اعلم ۱۲۔ ۱۱۔ مترجم گوید یعنی در مخصه خوردن مردار جائز است و نزدیک ابو حنیفہ فائدہ لفظ غریما مل است کہ زیادہ از ضرورت خوردن نزدیک مالک و شافعی آست کہ قاطع طریق و سارق را خصمت نیست و ایلا یہ آخر آیات قرآن است بعد ازین پنج آیت نازل نہ شدہ و اللہ اعلم ۱۲۔ ۱۱۔ یعنی آنچہ عرب پاکیزہ دانند و اللہ اعلم ۱۲۔ ۱۱۔

۱۷ ج ۶ ص ۶۷) شتان بضع و عذوات شتان قومہای بغضہم (مفرد ان شتان) حضرت شیخ نے فرمایا قوم سے یہاں وہی جدید مسلمان مراد ہیں جن کا پہلے اُمّیّۃ البیت الحرام میں ذکر ہو چکا ہے۔ اُن صَدِّ و کُھد۔ اُن سے پہلے لام تعلیل مقدّم ہے ای لان صد و کھ اور یہ ماقبل کی علت ہے بمعنی اُمّیّۃ الحرام امیر صَدِّ و کُھد سے متعلق ہے۔ اُن تَعَدُّ و ۱۲ اُن مصدر یہ ہے اور یہ لایعجز و متکھ کا مفعول ثانی ہے من القطبی والکشاف۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ جن مشرکین نے حدیبیہ کے دن ان کو بیت اللہ کے طواف سے روکا تھا ان میں سے جو اسلام لایچکے تھے مذکورہ واقعہ کی بنا پر ان سے بغض نہ رکھا جائے اور ان پر کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے اور ان سے بدلہ نہ لیا جائے اور نہ ان کو حرم کی طرف جدایا لیکن انے اور بیت اللہ کا حج کرنے سے روکا جائے۔ ای لایحملنکم بغض قوم لصدھم ایتاکم عن المسجد الحرام علی اعتدائکم علیہم و انتقامکم منهم للتشیفی (روح ج ۶ ص ۶۷) عام مفسرین نے اُمّیّۃ البیت کی طرح یہاں بھی قوم سے مشرکین مراد لئے ہیں لیکن حضرت شیخ کے نزدیک پہلا معنی راجح ہے وَ تَکَاوَنُوا عَلَی النَّبِیِّ وَ التَّقْوٰی الخ پہلے فرمایا تم خود ان پر زیادتی نہ کرو یہاں فرمایا اگر کوئی اور ان پر ظلم و زیادتی کرے تو تم سب مل کر ظالم کا مقابلہ کرو۔ اور احسان و تقویٰ کے معاملات میں ایک دوسرے سے تعاون کرو لیکن ظلم اور گناہ کے کاموں میں کسی کا ہاتھ نہ بٹاؤ۔ شعائر اللہ کی خود بے حرمتی کرو نہ ان کی بے حرمتی ہونے دوان کو بے حرمت ہونے ہو دیکھ کر خاموش رہنا اور اطراف مکہ کے جدید مسلمانوں پر یہودیوں کا ظلم و ستم دیکھ کر بیٹے رہنا اور ان کی مدد نہ کرنا یہی بے حرمتی کرنے اور تعاون علی الاثم والعدوان میں داخل ہے ۱۵ یہ جو تھا دعویٰ ہے اس میں غیر اللہ کی نذر و نیاز اور دیگر محرمات کا ذکر ہے ان کا حکم یہ ہے کہ یہ حرام ہیں ان کی حرمت باقی رکھو اور انہیں مت کھاؤ اُمّیّۃ وہ حلال چوبایہ جو شرعی ذبح کے بغیر مر جائے۔ وَاللّٰہُ بہیتا ہوا خون جو ذبح کے وقت نکلتا ہے وَ لَحْمُ الْخِزْرِ خنزیر کا گوشت۔ خنزیر نجس العین ہے اور اس کے تمام اجزاء نجس و زنا پاک ہیں اور ان سے استفادہ جائز نہیں۔ گوشت کی تخصیص صرف اس لئے کی گئی ہے کہ جانور کا مقصود ہی گوشت ہی ہوتا ہے جب گوشت حرام ہے تو باقی اجزاء بطریق اولیٰ حرام ہوں گے لہذا حصن اللحم بالذکر مع کونہ فحشا جمیع اجزاء مع بالنص والاجماع لانہ معظم المقصود من الحيوان (مظہری ج ۳ ص ۳۷) وَمَا اُھْلٌ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہ۔ اُھْلٌ اُھْلٌ اُھْلٌ لَہْلَالٌ سے ماضی مہول کا صیغہ ہے۔ اہلال کے معنی آواز بلند کرنے کے ہیں واصلہ دفع الصوت۔ چنانچہ محاورات میں کہا جاتا ہے اہل الرجل واستہل اذا دفع صوته یعنی اس نے آواز بلند کی اسی طرح کہا جاتا ہے اہل المعتمد اذا دفع صوته بالتبلیغ یعنی عمرہ بجالانے والے نے بلند آواز سے تبلیغ پڑھا (لسان العرب ج ۱ ص ۱۷۷) لِغَیْرِ اللّٰہِ بَذَن مضاف ای لتعظیم غیر اللہ اور یہ میں ب بمعنی علی ہے۔ مَا اُھْلٌ اُھْلٌ مَما سے کیا مراد ہے اس میں تین احتمال ہیں (۱) ملنے وہ چوبایہ مراد ہے جسے غیر اللہ (پنچیر، ولی، فرشتہ یا جن وغیرہ) کو متصرف و کار ساز، غیب دان اور مافوق الاسباب ماجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر اس کی تعظیم کے پیش نظر اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے نذر و منت کے طور پر متعین اور نامزد کر دیا جائے یا نذر غیر اللہ ہے اور حرام ہے اس طرح وہ جانور حرام ہو جاتا ہے اگر اسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا تب بھی وہ حرام ہی رہتا ہے اور حلال نہیں ہوتا اس کا حکم بالکل وہی ہے جو مردار کا ہے۔ نذر غیر اللہ کی حرمت کا مسئلہ قرآن مجید میں مختلف انداز بیان کے ساتھ کئی جگہ مذکور ہے مثلاً ۱۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمِیْتَةَ وَالْدَّمَ وَلَحْمُ الْخِزْرِ وَمَا اُھْلٌ بِہ لِغَیْرِ اللّٰہِ (بقرہ کو ۶۷) ۲۔ سُوْرَةُ مَادَّہُ کی زیر بحث آیت میں ۳۔ اَوْ فِیْسَعًا اُھْلٌ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہ۔ (انعام ۱۸۶) ۴۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمِیْتَةَ وَالْدَّمَ وَلَحْمُ الْخِزْرِ وَمَا اُھْلٌ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہ (محل ۱۵۶) ۵۔ وَقَالَ لَا تَخُذْنَ مِنْ عِبَادِیْ نَصِیْبًا فَقُرُوصًا (نساء ۱۷۶) ۶۔ وَجَعَلُوا اللّٰہَ مِمَّا دَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوا هٰذَا اللّٰہُ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا الشَّرَکَآءُ (انعام ۱۶) ۷۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوا اَوْلَادَهُمْ سَفَہًا لِغَیْرِ عَلَیْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰہُ افْتِرَآءً عَلَی اللّٰہِ (انعام ۱۶) ۸۔ وَیَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ نَصِیْبًا فَمَّا دَرَقَهُمْ (محل ۷۶) اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ (مظہری ج ۳ ص ۳۷) جو شخص غیر اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے اور اس کی تعظیم بجالانے کے لئے جانور ذبح کرے وہ ملعون ہے۔ مسند امام احمد میں ہے لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای لتعظیم غیر اللہ تفسیر کبیر ج ۲ ص ۱۷۷ تفسیر نیشاپوری ج ۲ ص ۱۷۷ اور فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۷۷ کی عبارات میں تفسیر جو اہل القرآن ص ۱۷۷ میں منقول ہو چکی ہیں۔ ان عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ جو جانور غیر اللہ کی تعظیم کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو وہ حرام ہو جاتا ہے حرمت اور نجاست اس میں اس طرح سرایت کر جاتی ہے کہ اللہ کا نام لیکر ذبح کرنے سے بھی وہ جانور حلال اور پاک نہیں ہوتا اور غیر اللہ کی تعظیم کی نیت سے ذبح کرنے والا شخص بھی مرتد ہو جاتا ہے۔ اب کچھ مزید حوالے ملاحظہ ہوں: مخدوم علی بن احمد مہاشی المتوفی ۸۳۵ھ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ جو چوبایہ غیر اللہ کے تقرب کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو وہ حرام ہے اگرچہ اسے اللہ کا نام لیکر ذبح کیا جائے۔ (وَمَا اُھْلٌ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہ) فانتہ وان ذکر معہ اسم اللہ فقد عارضہ لمطہر فیہ المتجسس مع نجاستہ بملووت وان لم یذکر فقد ذید فی تجسیدہ (تصانیر البزج ص ۱۷۷) نذر غیر اللہ کے حرام ہونے کے بارے میں فقہاء کرام کی عبارات میں مقدمہ میں مذکور ہو چکی ہیں انہیں دیکھ لیا جائے (مقدمہ ص ۱۷۷) نذر غیر اللہ کے بارے میں عہد قریب کے اکابر علماء اور محققین کا بھی یہی مسلک ہے۔ بعض بزرگوں کے ارشادات ملاحظہ ہوں: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-
”جو جانور غیر کے نام کا ہو اس کو اسی نیت سے ذبح کرنا بسم اللہ کہہ کر بھی حرام ہے اور جانور حرام ہی رہتا ہے۔ ایسے جانور کو ذبح نہ کرے اور کسی کا کبر اکہنا بوجہ مالک ہونے کے درست ہے مگر کسی کی تعظیم اور قربت کا کہنا حرام ہے اگر نیت ہو کہ اس کا ثواب لوجہ اللہ کی کو پہنچے اس میں کچھ حرج نہیں تعظیم غیر پر ذبح سے حرام ہوتا ہے نہ مالک ہونے کے کسی بشر کے دونوں میں فرق ہے۔ فقط بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ مہذب ص ۱۷۷)
مولانا عبدالحی فرنگی علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

”ماہل بغیر اللہ سے مراد وہ جانور ہے جو بقصد تقرب الی غیر اللہ ذبح کیا جاوے اور مقصود اراۃ الدم سے تعظیم غیر خدا ہوا اور جان دینا خاص غیر کے لحاظ سے ہووے ایسا جانور حرام ہے اگرچہ وقت ذبح کے اسم اللہ اس پر کہی جاوے ذبح لغد و ملا میر و نحوہ کو احد من العظام یحرم لانتہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ علیہ ولو ذبح للضیف لا یحرم۔ اختتامی (مجموعہ فتاویٰ ج ۲ ص ۵۹)

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :-

”بندگوں کی نذر و نیاز کا جانور اگر اس واسطے ذبح کیا جاوے کہ وہ بزرگ ہم سے خوش ہوں اور ہمارا کام کر دیں اور ان کو متعرف فی التکوین سمجھے اور ان سے تقرب

کے لئے ذبح کرے اور ذبح سے وہی مقصود ہوں چنانچہ اس زمانہ میں اکثر جہاں کا یہی عقیدہ ہوتا ہے تو یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک و روثہ ذبیحہ بالکل حرام ہے، اگرچہ بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جاوے۔ و ما اھل بہ لغیر اللہ اور اگر اللہ کے واسطے وہ جانور ذبح کیا اور اللہ کے واسطے دیکر اس کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو بخش دیا تو یہ جائز ہے۔ فقط ۵ رجب الثانی سنہ ۱۲۸۴ (فتاویٰ امدادیہ ج ۱ ص ۵۸)

مآ کی تفسیر میں دوسرا احتمال یہ ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرمایا ہے کہ مآ عام ہے اور اس کی مراد بھی عام ہے خواہ جانور ہو یا غلہ مسطحی ہو یا کوئی اور چیز جو غیر اللہ کے تقرب کے لئے دی جائے سب اس میں شامل ہیں۔ اگر مآ سے صرف ذبیحہ مراد لیا جائے تو پھر اس کے بعد و مآ ذبیحہ علی النصب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہذا جن لوگوں نے مآ سے صرف ذبیحہ مراد لیا ہے انہوں نے مآ اھل کی صرف ایک صورت بیان کی ہے جو مشرکین میں اس وقت رائج تھی۔ ورنہ یہ بات وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مشرکین مکہ جانوروں کے علاوہ غلہ وغیرہ کی نذریں بھی غیر اللہ کے لئے مانتے تھے جیسا کہ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَتْ اَرْضُہُمْ الْحَرْثَ وَالْاَنْعَامَ نَصِيبًا لِّہِمْ سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ و مآ ذبیحہ علی النصب سے صرف ذبیحہ مراد ہو اور و مآ اھل سے مراد عام ہو۔ یعنی جانور اور غلہ وغیرہ۔ پہلی اور دوسری دونوں تفسیروں کی صورت میں یہ میں ب کو معنی علی لینا پڑیگا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مآ عام ہے تو بعض مفسرین نے اس سے صرف ذبیحہ مراد لیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل عرب کے یہاں لفظ اھل کا زیادہ تر استعمال مذکورہ پر ہوتا تھا اس لئے اس کے پیش نظر انہوں نے مآ سے مذکورہ مراد لیا اس سے ان کا یہ مطلب یہ ہرگز نہیں کہ مذکورہ کے علاوہ باقی اشیاء سے غیر اللہ کی نیاز جائز ہے بلکہ ان مفسرین کے نزدیک جس طرح جانوروں سے غیر اللہ کی نیاز حرام ہے اسی طرح باقی اشیاء غلہ، کپڑا وغیرہ سے بھی حرام ہے۔

حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ آیت کے مفہوم میں ایک تیسرا احتمال بھی ہے۔ وہ یہ کہ مآ سے مراد وہ کلام ہو جس سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے جانور نامزد کیا گیا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا کلمہ بھی حرام اور مشرک کا ہے جسے غیر اللہ کی نذر و منت مانتے وقت بلند کیا جائے۔ حاصل مطلب اس کا بھی وہی ہوگا جو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ نے لکھا ہے اس صورت میں یہ کہ ب اپنے اہل پر بیگی اور اسے علی کے معنی میں لینے کی ضرورت نہیں ہوگی جیسا کہ کہا جاتا ہے اھللت بالتلبیۃ و اھللت بالتسمیۃ علی الذبیحۃ مراح میں اھل لمعقل ذادفع صوتہ بالتلبیۃ و بالتسمیۃ علی الذبیحۃ جیسا کہ پہلے لسان العرب سے منقول ہو چکا ہے فجزء الباء هو لفظ یرفع بہ الصوت ای اسم اللہ مثلاً فالملء من قوله تعالیٰ و مآ اھل ای لفظ یرفع بہ الصوت لتعظیم غیر اللہ و التقرب الیہ حاصل یہ کہ اس کلام سے تحکم اور اس قول کا لفظ ہی حرام کر دیا جس سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہوا اور اسی وجہ سے ہر وہ چیز بھی حرام ہوگی جس سے غیر اللہ کا تقرب مطلوب ہو۔ اور بعینہ انہ دجس اؤ فقسقا اھل لغیر اللہ یہ (انعام ۱۸۶) میں فسقا سے بھی کلمہ تقرب ہی مراد ہے جس کے ذریعے غیر اللہ کی نذر و منت مانی جائے۔

تنبیہ۔ بعض علماء اسلام نے لکھا ہے کہ اولیائے کرام کی نذریں حلال ہیں، حرام نہیں ہیں۔ اس کا مطلب سمجھنے میں بہت سے لوگوں کو دھوکہ ہوا ہے جن علماء نے یہ لکھا ہے کہ اولیائے کرام کی نذریں حلال ہیں ان کی مراد یہ ہے کہ جو مسلمان اولیاء اللہ کی نذریں مانتے ہیں وہ ان کو نہ خیب و ان سمجھتے ہیں، نہ مافوق الاسباب متصرف و مختار اور نہ ان کو حاجات میں غائبانہ پکارت ہے اور نہ ان نذروں سے اولیاء اللہ کا تقرب حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے بلکہ ان نذروں سے ان کا مقصد اللہ کی عبادت اور اس کی رضا جوئی ہوتا ہے اور اولیاء اللہ کی ارواح کو ایصال ثواب مقصود ہوتا ہے اس مسئلہ میں کوئی جھگڑا نہیں ہے بالاتفاق جائز ہے لیکن اس نیت کے باوجود اسے غیر اللہ کی نذر کہنا کراہیت سے خالی نہیں۔ اسی طرح تمام علماء اسلام کے نزدیک یہ مسئلہ بھی متفق علیہ ہے کہ جو نذروں یا غیر اللہ کے تقرب کیلئے دی جائے وہ حرام ہے۔ باقی راء عام کا فعل تو اس کے ہائے میں جب تک کھلے دلائل اور واضح قرآن سے معلوم نہ ہو جائے کہ ان کی نیت تقرب الی غیر اللہ کی ہے اس وقت تک حرام ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ ۱۵ وہ چوپایہ جسے گلا گھونٹ کر مار دیا جائے جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ چوپائے کو گلا گھونٹ کر مار ڈالتے اور کھالیتے تھے۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان اھل الجاہلیۃ یخنقون البھیمة ویاکلونہا فحرم ذلک علی المؤمنین (روح ج ۶ ص ۶۵) و الموقوۃ جو جانور مضرب اور

چوٹ سے مر جائے۔ و المکترۃ جو چوپایہ اپنی جگہ سے گر کر مر جائے و النطیحة جو چوپائے کو دوسرا چوپایہ یا بے گ مار کر ہلاک کر ڈالے۔ و مآ اھل السبع اور جس چوپائے کو درندہ پھاڑ کھائے۔ یہ سب حرام ہیں۔ ۱۶ مآ ذبیحۃ یہ ماقبل سے استثناء ہے بعض کے نزدیک یہ استثناء مآ اھل السبع سے مختص ہے لیکن اہل صحابہ و تابعین اور جمہور مفسرین اسے و المخنقة سے لیکر مآ اھل السبع تک سب استثناء قرار دیتے ہیں انہ استثناء من جمیع ما تقدم من قوله و المخنقة الی قوله و مآ اھل السبع و هو قول علی وابن عباس و الحسن و قتادۃ الخ (کبیر ج ۳ ص ۵۳) و الاستثناء يرجع الی المخنقة و ما بعدھا امداد ج ۱ ص ۵۸) قال علی و ابن عباس و الحسن و قتادۃ و ابراہیم و طاؤس و عبید

ابن عمیر و الضحاك و ابن زید و الجہور و ہوداجع الی المذکورات ای من قوله و المخنقة الخ (محر ج ۳ ص ۵۸) لہذا مآ اھل لغیر اللہ یہ سے اس استثناء کا کوئی تعلق نہیں اور وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے سے بھی حلال نہیں ہوتا۔ مآ اھل لغیر اللہ کی حرمت قرآن مجید میں اس کے علاوہ تین اور جگہوں میں بھی مذکور ہے مگر ہاں کسی جگہ بھی یہ استثناء موجود نہیں کیونکہ وہاں باقی اشیاء کا ذکر نہیں تو معلوم ہوا کہ استثناء کا تعلق پہلی چار چیزوں سے نہیں صرف بعد میں مذکور باقی اشیاء سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان مذکورہ جانوروں میں سے جس میں ابھی زندگی باقی ہو اگر بر وقت اسے ذبح کر لیا جائے تو وہ حلال ہے زندگی کی علامت یہ ہے کہ وہ ذبح کئے ہوئے جانور کی طرح پھٹک رہا ہو ای اذما ادرکتہ و فیہ بقیۃ حیات یضطرب اضطراباً لمذبح و ذکیقہ

(روح ج ۳ ص ۵۵) النصب نصاب کی جمع ہے اور اس سے وہ اصنام مراد ہیں جن کی تعظیم کے لئے مشرکین ان کے استخوان پر جانور ذبح کیا کرتے تھے (روح ج ۶ ص ۵۵) یعنی وہ چوپائے جو غیر اللہ کے استخوانوں، ان کی خافیاہوں اور قربان گاہوں پر ان کی تعظیم اور ان کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے ذبح کئے جائیں وہ بھی حرام ہیں۔ ذبح کے وقت خواہ غیر اللہ کا نام لیا جائے جیسا کہ مشرکین اپنے مہبودوں کے نام سے ذبح کرتے تھے مثلاً باسم اللات والعزی۔ یا ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے جیسا کہ آجکل بعض جاہل مسلمان کرتے ہیں۔ فوت شدہ بزرگوں کی نذر و منت کے بکے وغیرہ عرسوں اور میلوں کے ایام میں قبروں پر لیجاتے ہیں اور وہاں ذبح کرتے ہیں جیسا کہ شاہ کوٹ اور بھڑی شاہ رحمن اور دوسرے بزرگوں کے عرسوں اور میلوں کے ایام میں قبروں پر لیجاتے ہیں اور وہاں ذبح کئے ہیں بعض لوگ حلقہ زائرین کی بجائے خود ذبح نہیں کرتے بلکہ مجاوروں و رگدی نشینوں کے حلقے کے ریتے میں دونوں کا ایک ہی حکم ہے اور دونوں حرام ہیں۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ مآ اھل لغیر اللہ یہ اور مآ ذبیحہ علی النصب دونوں ایک چیز نہیں ہیں بلکہ اول عام ہے اور ثانی اس کا ایک جزو ہے یعنی اول سے ہر وہ چیز مراد ہے جو غیر اللہ کے تقرب کے لئے نامزد کر دی گئی ہو خواہ وہ جانور ہو یا غلہ اور نقدی وغیرہ۔ اور

[illegible]

۱۰۰:۔ شانِ نزول کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے فلاں واقعہ ہو چکا تھا اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ کیونکہ کئی واقعات جن کا حکم اسی آیت میں مذکور ہو تا ہے اس آیت کے بعد

الماترۃ

لا يَحِبُّ الله ۝

٥٤٦

مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَ

اس میں سے جو کچھ رکھیں گے وہ اس کے واسطے ہے اور اللہ کا نام لو اس پر وفا اور

اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٧﴾ الْيَوْمَ نُحِلُّ

دُرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ جلد لینے والا ہے حساب و آج ۳۰ حلال ہوئیں

لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ ۖ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَلٰلٌ لَّكُمْ

تم کو سب ستمی چیزیں اور اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے

وَطَعْنَا مَكْمُحًا لَّهُمْ زَوَالُ الْحَصْنِ مِنَ الْوُؤْمِنِ وَ

اور تہارا کھانا ان کو حلال ہے۔ اور حلال میں تم کو پاکہ امن عورتیں مسلمان اور

الْمُحَصَّنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوشُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذْ

پاک دامن عورتیں کلمہ ان میں سے جن کو دی محی کتاب تم سے پہلے جب

اَنْتُمْ مَوْهَنٌ اَجْوَرَهْنِ مُحْصِنِينَ غَيْرُ مُسَافِحِينَ وَلَا

دو ان کو مہر ان کے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو اور نہ

مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۖ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ

بھی آشنائی کرنے کو اور جو منکر مواد سے ایمان سے

حَيْطَ عَمَلِهِ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَيْرِينَ ﴿٥﴾ يَا أَيُّهَا

ضائع ہوئی محنت اسکی اور آخرت میں وہ لوٹے والوں میں سے صرف ۱۰٪

الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمُوا إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ

ایمان والوئہ جب تم اھو نماز کو پورہو لو اپنے منہ

وَأَيَّدِيكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَاسْتَحْوِذْهُ وَسَکُمْ

اور لائحہ بسیول تک اور مل لو آپ سرگوشد اور

ارْجُلَهُ إِلَى الْعَبَّائِنُ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنْهَا فَاطْهَرُوا

بادوں جنہوں نے اور ارم کو جہاں ہو تو گوب طرح پال دے

مذہب

[illegible]

ہو کل مالہ ریات تحریرہ فی کتاب اللہ اوستندہ او اجماع
 او قیاس (مدارج اصناف) ای مالہ تستخینہ الطباع
 السلیمة ولم تنفر عنہ (ابو السعود ج ۳ ص ۵۲) طبقات
 حلال میں اور خبیث حرام جیسا کہ فرمایا لا تحرموا الطبیات ما
 احل الله لکم اور ایک جگہ فرمایا ویجعل لہم الطبیات و
 یحرم علیہم الخبائث (احلاف ۱۹۶) یہ اصل سوال سوزاند
 سے مشرکین عرب نے کئی طبقات (پاکیزہ چیزوں) کو اپنے معبودوں
 کی تعظیم و تقرب کے لئے محض اپنے ظن و گمان سے حرام کر رکھا تھا۔
 تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر پاکیزہ چیز تمہارے لئے حلال ہے لہذا
 كانت العرب تحرم اشياء من الطبیات کالبھیرة والسائبہ
 والوصیلۃ والحام بغیر اذن من اللہ تعالیٰ قہر ہٹنا
 ان الذی احلہی الطبیات (مخرج ۳ ص ۲۵۸) کی وجہ ۳ ص ۲۵۸
 ۵۲ یہ دوسرے قول کے مطابق اصل سوال کا جواب ہے اور اس
 میں مضاف محذوف ہے ای صید ما علمتم یعنی ان شکاری
 جانوروں کا شکار تمہارے لئے حلال ہے جن کو تم تعلیم دے لو بعض
 دندوں کو اگر سدھالیا جائے تو ان کا شکار حلال ہے مثلاً کت

موضح قرآن ۱۔ مواشی کا حکم تو فرمادیا۔ بھڑو لوگوں نے اور چیزوں کو پوچھا تو فرمایا کہ ستمری چیزیں تم کو حلال ہیں بسو حضرت نے جو چیزیں منع فرمائیں معلوم ہوا کہ وہ ستمری نہیں۔ جیسے پھالنے والے جانور جو پائے یا پرندہ مثلاً شیر یا چیتا یا باز یا چیل۔ اور اسی میں داخل ہوئے مردار خور سائے کو اور غیرہ اور جیسے گدھا خچر اور جیسے کٹرے زمین کے مثلاً چوہا وغیرہ۔ اور پہلے حرام فرمایا جس کو پھالنے والے نے کھا یا اب اس میں سے شکاری اور سدھلے جانور کا مارا ہوا حلال کیا جب س نے آدمی کی خوشبو مسکی تو گویا آدمی نے ذبح کیا لیکن سدھنا شرط ہے۔ سدھا وہ کہ کپڑے رکھ چھوٹے نہ نہ کھائے اور اللہ کا نام لینا شرط ہے دوڑاتے وقت کہ اس بغیر کچھ درست نہیں مگر بھولے تو معاف ہے۔ ۲۔ فرمایا کہ آج تم کو سب ستمری چیزیں حلال ہوئیں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت یہ سب چیزیں حلال تھیں جب تورات نازل ہوئی تو یہودی سزائیں کٹر چیزیں منع

ہوئیں اور انجیل میں حلال، حرام بیان نہ ہوا۔ اب قرآن میں وہی دین ابراہیم کے موافق سب حلال ہوئیں اور فرمایا کہ کتاب دالوں کا کھانا حلال ہے یعنی ان کا ذبح اور پر تو ذبح کی شرط فرمائی کہ اللہ کا نام ذکر ہو اور غیر کی تعظیم نہ ہو یہاں اور شرط فرمادی کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب یعنی یہودی یا نصاریٰ اور کسی دین مذہب والے کا ذبح نہیں حلال اگرچہ نام اللہ تکلمے اس کا لینا حجت نہیں اور فرمایا کہ اسی طرح مسلمان کو عورت نکاح کرنی ان کی حلال ہے اور وہ ان کی نہیں۔ سو جن شرطوں سے آپس میں نکاح درست ہے اسی طرح ان کا نکاح درست ہے۔ پھر فرمایا کہ اہل کتاب کو اور کفار سے دو حکم میں خصوص کیا یہ فقط دنیا میں ہے اور آخرت میں ہر کافر خراب ہے۔ اگر عمل نیک بھی کرے تو قبول نہیں۔

فتح الرحمن و مترجم گوید یعنی نخورده در دنیا باشد بکس خوردن خود. و الله اعلم ۱۲ و مترجم گوید یعنی نزدیکی سال بنور شکاری و الله اعلم ۱۳ و مترجم گوید یعنی آنچه بر اهل کتاب حال بود بر شما حال است مثل تو سفند و آنچه بر شما حال کرد و شد مری که از ایشان مسلمان شود حدال است مثل شتر و ذی ظفر و قبیله یهود و نصاری درین باب اعتبار نیست و الله اعلم ۱۴ و مترجم گوید مصداق در

جو چیتا باز عقاب وغیرہ ان کا شکار حلال ہونے کے لئے کچھ شرائط ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ صحت المجاورہ یہ جارحہ کی جرح ہے یعنی زخم کرنے والے۔ جارح کے معنی کا سب (کمانے والے) کے بھی آتے ہیں۔ چونکہ شکاری جانور مالکوں کے لئے روزی بہتا کرتے ہیں اس لئے انہیں جوارح (کواسب) کہا گیا۔ مکلیین ای مفہم یعنی تعلیم یافتہ کو شکار کے پیچھے چھوڑنے والے۔ یہ علمتہ کی ضمیر سے مال ہے۔ ۵۲ جب تم کھائے ہوئے شکاری جانور کو شکار کے پیچھے چھوڑ دو اور وہ شکار کو پکڑ کر روک رکھے اور اس میں سے خود کچھ نہ کھائے تو سمجھو کہ وہ تعلیم یافتہ ہے۔ اس کا مارا ہوا شکار کھالو۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ عَلَيْكُمْ جَبْ شکاری جانور کو چھوڑ دو تو اس وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ ان آیتوں سے حلت شکار کی حسبِ بل شرطیں مفہوم ہوئیں (۱) شکاری جانور تعلیم یافتہ ہو۔ یہ شرط علمتہ اور علمو نہیں میں صراحت مذکور ہے۔ جانور کے تعلیم یافتہ ہونے کی تین علامتیں ہیں۔ اول یہ کہ وہ خود بخود شکار کے پیچھے نہ بھاگے جب تک مالک سے اشارہ نہ کرے۔ دوم یہ کہ شکار کے پیچھے چھوڑنے کے بعد اگر مالک اسے واپس بلائے تو واپس آجائے۔ یہ دونوں باتیں مکلیین کے مفہوم ہوتی ہیں۔ سوم یہ کہ وہ شکار کو پکڑ رکھے اور اسے کھائے نہیں یہ کلاوا ماماسکن علیکم میں بصراحت مذکور ہے (۲) شکاری جانور کو شکار کے پیچھے چھوڑنا۔ یہ شرط مکلیین میں صراحت سے مذکور ہے اگر شکاری جانور مالک کے اشارے کے بغیر ہی شکار کے پیچھے دوڑ پڑا۔ اور مالک بسم اللہ اللہ اکبر کہہ لیا تو وہ شکار حلال نہیں ہوگا (۳) جانور کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا یہ شرط بھی وَاذْكُرُوا اللّٰهَ عَلَیْہِمْ میں صراحت مذکور ہے (۴) شکاری جانور شکار کو زخمی کرے یہ شرط المجاورہ کی تعبیر سے مفہوم ہو رہی ہے۔ اگر شکاری کتے نے خرگوش کو گلے سے (بوج لیا اور وہ دم گھٹنے سے مر گیا اور اسے کوئی زخم نہ آیا تو وہ حلال نہیں ہوگا ان مذکورہ شرائط کے ساتھ کیا ہوا شکار صرف اسی حالت میں حلال ہے جب کہ مالک اس تک پہنچے تک وہ جان لے چکا ہو اگر مالک کے پہنچنے تک وہ زندہ ہو تو اسے شرعی طور پر ذبح کرنا لازم ہوگا اگر مالک نے شکار کو زندہ پایا اور اسے ذبح کرنے کی ہمت بھی ملی مگر ذبح نہ کیا تو وہ شکار حرام ہوگا۔ ۵۳ یہ اعادہ احسان جتنے کے لئے کیا گیا ہے یا تاکید کے لئے جیسا کہ خازن نے لکھا ہے۔ نیز یہ اگلے حکم کیلئے تمہید ہے وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ الْخَمِيہَا طعام سے ذبیحہ مراد ہے کیونکہ اہل کتاب کی باقی خوردنی اشیاء کی حلت میں کوئی کلام نہیں الملل دہ الذبائح لان غایہا مختلف فی حلتہ وعلیہا اکثرا مفتوحین (روح ج ۱ ص ۱۷۱) اہل کتاب سے یہاں تمام یہود و نصاریٰ مراد ہیں لیکن ان کا ذبیحہ حلال اس شرط پر ہے کہ اللہ کا نام لیکر ذبح کریں اگر کسی یہودی نے حضرت عزیر کے نام پر یا کسی عیسائی نے حضرت مسیح علیہ السلام کے نام پر جانور ذبح کیا تو وہ حلال نہیں ہوگا۔ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّہُمْ اس میں خطاب مومنوں سے ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو اگر تم اپنا ذبیحہ یا دیگر خوردنی اشیاء میں سے کچھ اہل کتاب کو کھلا دو تو اس میں تم پر کوئی حرج نہیں لیکن حضرت شیخ فرماتے ہیں یہود پر پہلے ذی ظفر یعنی ناخن والے جانور حرام تھے جیسا کہ ارشاد ہے وَكَانَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمًا كُلُّ ذِي ظْفُرٍ (انعام ۱۱۸) اب قرآن میں ایسے جانوروں کو ان کے لئے حلال کر دیا گیا۔ (شاد عبدالقادر ج ۱ ص ۵۲۲) محصنات سے عفاف اور پاکدامن عورتیں مراد ہیں خواہ آزاد ہوں یا لونڈیاں۔ یہ قول براہِ تیمم بھی، شعبی اور حسن بصری سے منقول ہے والمراد بہن عند الحسن والشعبی وابراہیم العفائف (روح) اور عفاف کی قید احترازی نہیں بلکہ محض پاکدامن عورتوں سے نکاح کرنے کی ترغیب کے لئے ہے تاکہ ان سے پیدا ہونے والی اولاد پاکیزہ اخلاق سے متصف ہو اور اخلاقِ رذیلہ سے پاک ہو (روح و خازن ج ۲ ص ۲۷۱) وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ یہاں بھی محصنات سے عفاف اور پاکدامن عورتیں مراد ہیں خواہ آزاد ہوں یا لونڈیاں یعنی یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے مسلمانوں کو نکاح کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔ پاکدامن کی قید یہاں بھی مذکورہ بالا حکمت کیلئے ہے اِذَا تَبَتُّمُوهُنَّ اَمْجُوهُنَّ۔ اُجور سے مراد مہر (جمع مہر) ہیں۔ مہر دینے کو شرط سے تعبیر کرنے میں مہر ادا کرنے کی تاکید اور ادا کے وجوب کی طرف اشارہ ہے مُحْصِنِينَ یہ اِتَّبَتُّمُوهُنَّ کے فاعل سے حال ہے جس طرح عورتوں میں احسان اور پاکدامنی کی صفت کا ذکر کیا تھا اسی طرح مردوں میں بھی عقیفہ و پاکدامن ہونے کی قید لگائی اور اس سے مردوں کو بھی پاکیزہ اور بے داغ زندگی گزارنے کی ترغیب دینا مقصود ہے فقہا شرط الاحصان فی النسۃ وھی العفة عن الزنا کذلک شہرہا فی الرجال الخ (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۷۱) غَیْرُ مُسَافِحِیْنَ وَلَا مُتَحِدِّیْ اَخَذَ اِنْ یہ دونوں بھی حسبِ سابق حال ہیں ان دونوں لفظوں سے محصنین کے مفہوم ہی کی تاکید و توضیح فرمائی یعنی مردوں کو اس طرح عقیفہ و پاکدامن رہنا چاہیے کہ زنا اور بدکاری سے ہر حال میں بچیں۔ نہ تو ایسا کریں کہ جس عورت سے بھی موقع میسر آئے بدکاری کر لیں اور نہ مخصوص عورتوں سے پریشانی و دوستی کر کے ایسا کریں۔ ۵۴ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب اہل کتاب کا ذبیحہ بھی حلال ہے اور ان کی عورتوں سے نکاح بھی درست ہے تو شائد ان کا مذہب بھی حق ہوگا تو اس کا جواب فرمایا کہ ایمان کے لئے تمام احکام کا دل سے ماننا اور تمام شرائط پر عمل کرنا ضروری ہے اہل کتاب چونکہ اسلام کے تمام احکام و شرائط کو نہیں مانتے اس لئے ان کا مذہب باطل ہے اس شبہ کا اظہار خود اہل کتاب عورتوں نے بھی مسلمانوں سے کیا تھا کہ جب اللہ نے ہمارے ساتھ تمہیں نکاح کرنے کی اجازت دیدی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اسے ہمارا دین بھی پسند ہے لَمَّا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ قَالَ نَسُوا اَهْلًا لَّکُمْ لَوْلَا اَنْ اللّٰهُ دَخَلَ دِیْنَہَا لَمْ یَسْجُ لَکُمْ نِكَاحُہَا (فصل طہ ج ۲ ص ۲۷۱) جب اللہ نے مسلمانوں کو یہودی اور عیسائی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دیدی تو باہمی اختلاط اور رہن سہن سے اس بات کا اندیشہ ہو سکتا تھا کہ خداوندِ غیر مسلم ہی کے بعض مذہبی خیالات سے متاثر ہو کر ان کو قبول کر لے اسلئے نکاح کی اجازت کے ساتھ تمہید فرمادی کہ خبردار اپنے ایمان پر قائم رہنا اور یہودی کے خیالات سے متاثر ہو کر ایمان سے غداری نہ کرنا۔ ورنہ تمام اعمال ضائع اور رائیگاں جائیں گے اور آخرت میں خسران کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ۵۵ ایفائے عقود کے عام حکم کے بعد چاروں مسائل (تحریمات اللہ، تحریمات غیر اللہ، التذکی نذریں اور غیر اللہ کی نذریں) بیان فرمائے۔ اور آپس میں بغض و عداوت رکھنے سے منع فرمایا۔ اب یہاں ایک مصلح (نماز) کا ذکر فرمایا کیونکہ نماز سے ظاہر و باطن کی تطہیر ہوتی ہے اس طرح نماز ایفائے عقود، محرمات کو حرام سمجھنے، حلال کو حلال سمجھنے اور باہمی بغض و عداوت کو دور کرنے میں ممد و معاون ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ (عنکبوت ص ۵) اور صحیح حدیث میں ہے سَوَّ وَاصْفَوْفَکُمْ وَ لِيَخْلَافَنَّ اللّٰهُ بَیْنَ قُلُوبِکُمْ یعنی نماز میں صفیں سیدھی کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں بغض و عداوت پیدا کر دیگا۔ نماز کے ساتھ طہارت (وضو، تیمم، غسل) کے احکام بھی بیان فرمائے کیونکہ طہارت نماز کی شرط ہے اس کے بغیر نماز سے اس کے متعلقہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کو اس کے تمام آداب اور شرائط و ارکان کے ساتھ ادا کرو تاکہ اس کے مطلوبہ فوائد سے بہرہ مند ہو سکو۔ ۵۶ اَدْجِلْکُمْ کاعطف وُجُوْہُکُمْ پر ہے اور وہ فَاسْغِلُوْا کے تحت داخل ہے اور منہ اور ہاتھوں کی طرح پاؤں کا دھونا بھی فرض ہے۔ ایک قرأت میں وَ اَدْجِلْکُمْ لَام کی زیر سے وارد ہے۔ اس سے شیعوں نے یہ سلسلہ نکالا کہ جبر کی حالت میں اس کا عطف نَزُوْا بِسَکْمٍ پر ہے اس لئے سر کی طرح پاؤں کا بھی مسح ہی فرض ہے دھونا فرض نہیں۔ اس کے دو جواب ہیں (۱) اَدْجِلْکُمْ قرأت جبر کی صورت میں بھی اصل میں منصوب ہے۔ اور اس کا عطف

و جو حکم پہلے دوسکھ نہیں ہے اور ارجح کہ کی جڑ جڑا ہے۔ یعنی دوسکھ کے ساتھ واقع ہونے کی وجہ سے مجبور ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو جو حکم کا ہے یعنی دہونا۔ (۲) محققین کا مسلک یہ ہے کہ ایک ہی آیت میں دو مختلف قرائتیں دو مستقل آیتوں کے حکم میں ہوتی ہیں اور ہر آیت ایک جدا گانہ مستقل حکم کو ثابت کرتی ہے اس آیت میں بھی چونکہ دو قرائتیں ہیں لہذا یہ دو آیتوں کے حکم میں ہوگی اور اس سے پاؤں کے بارے میں دو مختلف حکم ثابت ہو رہے ہیں بائیں پاؤں کو دھونے کا، دوسرا پاؤں پر مسح کرنا۔ یہ دونوں حکم متضاد ہیں اور ان میں جمع ممکن نہیں اس لئے ان دونوں حکموں کو دو مختلف حالتوں پر محمول کیا جائے گا۔ پہلی قرائت جو پاؤں کے دھونے کا حکم دے رہی ہے وہ اس حالت پر محمول ہے جب پاؤں موزوں میں ملبوس نہ ہوں اور دوسری قرائت جو پاؤں کے دھونے کا حکم دے رہی ہے وہ دھونے پہنچے ہوئے ہونے کی حالت پر محمول ہے اس طرح دونوں قرائتوں پر عمل ہو سکتا ہے فَاَوْفُوا بِالْعُقُودِ مجرور کی جگہ باب لفعّل کا استعمال مبالغہ کے لئے ہے یعنی غسل جنابت میں مبالغہ کرو اور بدن کی ہر اس جگہ پر پانی پہنچاؤ جہاں پانی پہنچانے میں کوئی وقت نہ ہو ای فَاغْتَسِلُوا علی آتھم وجہ (دوسرے ج ۴ ص ۲۸) اس طرح یہ آیت غسل جنابت میں مضمونہ (کلی کرنے) اور استنشاہ (ناک میں پانی ڈالنے) کے وجہ پر نفی ہے کیونکہ ناک میں پانی ڈالنے پر بلا وقت عمل ہو سکتا ہے۔ ۲۸ یہاں پر لفظ اَوْ بِالْکُلِّ اسی طرح ہے جس طرح سورہ نسا میں آیت وضو میں وارد ہوا ہے اس کی پوری تحقیق سورہ نسا میں ص ۲۳ پر گذر چکی ہے ۲۹ امر مصلح کے بعد سورت کے ابتدائی مضمون یعنی اَوْفُوا بِالْعُقُودِ کا اعادہ فرمایا ہے بطور تہذیب اپنی نعمت کی یاد دہانی کرانی۔ نعمت سے نعمت اسلام مراد ہے۔ وہی نعمۃ الاسلام (دوسرے ج ۳ ص ۲۸) اَبُو السَّوْدِ ج ۳ ص ۲۸ اسلام اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے کیونکہ تمام بنی آدم کی دینی اور دنیوی بہبود اور بہتری اسی سے وابستہ ہے وَمِثْقَاةِ الْاِنْفِ اس سے وہی عہد و میثاق مراد ہے جو ہر مسلمان اللہ کے حدود و احکام اس کے فرض و واجبات اور اس کے حلال و حرام کو بجا لانے کے لئے اللہ سے باندھا ہوا ہے۔ یہ آیت قرینہ ہے کہ اَوْفُوا بِالْعُقُودِ سے تمام احکام و حدود کی پابندی مراد ہے۔ ۳۰ یہ بھی پہلے مضمون کا اعادہ ہے یعنی اللہ کے عقود و حقوق کو اپنی امکانی طاقت کے مطابق بجا لانے کی کوشش کرو۔ عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو اور بعض محدثات کی بنا پر حق و انصاف سے روگردانی مت کرو۔ اس میں وَلَا اَمْرٍ الْبَیْتِ الْحَرَامِ کے مضمون کا اعادہ ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ اَلْاَحْکَامِ و محدود بیان کرنے کے بعد ان لوگوں کو آخری بشارت دی گئی جو ان کو بجا لائیں اور اللہ کی حد کو قائم کریں وَالَّذِينَ كَفَرُوا اَلْاُمْنِیہ ان لوگوں کیلئے وعید اور تحذیف آخری ہے جو اللہ کے احکام کو پامال کریں۔ اور اس کی حدود کو توڑیں۔

وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُم مِّنَ الْمَاءِ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِّنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِثْقَاةَ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ ۚ لَا إِذْ كُنْتُمْ سَمْعًا وَآطَعْنَا وَاتَّقُوا اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ

اللہ اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے آٹا سے منیٰ غسل کرے یا کسی نے تم سے لیسے ہو عورتوں کے ساتھ پھر نہ پاؤ تم

پانی تو نصد کرو مٹی پاک کا اور مل لو اپنے منہ

اور یاد رکھو کہ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر

میں حرج ہو لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور پورا کرے

نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون ۝ واذکروا

ایسا احسان تم پر تاکہ تم احسان مانو اور یاد کرو

نعمۃ اللہ علیکم ومیثاقہ الذی واثقکم بہ لا

احسان اللہ کا ہے اپنے اوپر اور عہد اس کا جو تم سے لیا تھا

اذ کلتم سمعنا واطعنا واتقوا اللہ ط ان اللہ علیم

جب تم نے کھانا کرم نے سنا اور مانا ہے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ خوب جانتا ہے

بذات الصدور ۝ یا ایہا الذین امنوا کونوا

دلوں کی بات فلاے ایمان والو! کھڑے

قوامین للہ شہداء بالقسط و لا یجرمنکم

ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور کسی قوم کی

سورہ نسا میں ص ۲۳ پر گذر چکی ہے ۲۹ امر مصلح کے بعد سورت کے ابتدائی مضمون یعنی اَوْفُوا بِالْعُقُودِ کا اعادہ فرمایا ہے بطور تہذیب اپنی نعمت کی یاد دہانی کرانی۔ نعمت سے نعمت اسلام مراد ہے۔ وہی نعمۃ الاسلام (دوسرے ج ۳ ص ۲۸) اَبُو السَّوْدِ ج ۳ ص ۲۸ اسلام اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے کیونکہ تمام بنی آدم کی دینی اور دنیوی بہبود اور بہتری اسی سے وابستہ ہے وَمِثْقَاةِ الْاِنْفِ اس سے وہی عہد و میثاق مراد ہے جو ہر مسلمان اللہ کے حدود و احکام اس کے فرض و واجبات اور اس کے حلال و حرام کو بجا لانے کے لئے اللہ سے باندھا ہوا ہے۔ یہ آیت قرینہ ہے کہ اَوْفُوا بِالْعُقُودِ سے تمام احکام و حدود کی پابندی مراد ہے۔ ۳۰ یہ بھی پہلے مضمون کا اعادہ ہے یعنی اللہ کے عقود و حقوق کو اپنی امکانی طاقت کے مطابق بجا لانے کی کوشش کرو۔ عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو اور بعض محدثات کی بنا پر حق و انصاف سے روگردانی مت کرو۔ اس میں وَلَا اَمْرٍ الْبَیْتِ الْحَرَامِ کے مضمون کا اعادہ ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ اَلْاَحْکَامِ و محدود بیان کرنے کے بعد ان لوگوں کو آخری بشارت دی گئی جو ان کو بجا لائیں اور اللہ کی حد کو قائم کریں وَالَّذِينَ كَفَرُوا اَلْاُمْنِیہ ان لوگوں کیلئے وعید اور تحذیف آخری ہے جو اللہ کے احکام کو پامال کریں۔ اور اس کی حدود کو توڑیں۔

منزل ۲

موضع قرآن ف اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو یاد دلایا کرتا ہے کہ میرے عہد پر قائم رہو اسی طرح ہم کو تنقید فرمایا کہ عہد یاد رکھو وہ عہد یہ ہے کہ جب لوگ مسلمان ہوتے تو حضرت سے بیعت کرتے یعنی ہاتھ بیکر کر قول دیتے بہت چیزوں کے کرنا بھیجے پانچ نمازیں اور روزہ رمضان اور زکوٰۃ اور حج اور خیر خواہی ہر مسلمان کی اور بہت چیزیں چھوڑنے پر جیسے خون اور زنا اور جوری اور تہمت لگانا بے گناہ کو اور سردار سے مخالفت کرنی اسی عہد پر فرمایا کہ قائم رہو۔

فتح الرحمن ف مترجم گوید یعنی جماع کردہ باشند و نزدیک شافعی ج دوست رسانید لکن ناقص وضو است واللہ اعلم ۱۲۔ یعنی عہد کہ وقت بیعت بستید۔ واللہ اعلم ۱۳

المائدة ٢٦٨

مطلع ہوتا رہتا ہے ان کی کسی دغا پر مگر اسے محسوس لوگ ان میں سے

عزرائیلا دوسرے رہو گے لاکھڑے عنکم حسباتکم یہ شرط مذکور
کی جزا ہے یعنی اگر تم مذکورہ احکام بجا لاؤ گے تو ہم اس کی جزا دیں گے
کہ تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں جنت میں داخل کر دیں گے۔
۵۳ جس نے اس موکر عہد اور پختہ بیثاق کے بعد اس کی کسی ایک شق
کو توڑ دیا تو وہ بلاشبہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا اور کھلی گمراہی میں چلا
اور اس کی کوئی معذرت قبول نہ ہوگی ۵۴ اس سے پہلے دماغ ہے
ای ففقدوا عہد اللہ من بعد میثاقہ یعنی یہود نے اللہ سے پختہ
عہد کر نیچے بعد اسے توڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے محض نقض عہد کی وجہ سے
انکو حسبِ بل سزا میں دیں لَعَنَهُمُ ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور
کر کے ذلیل و خوار کر دیا وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَیْسَیۃً اور ان کے دلوں کو
سخت کر دیا یہاں تک کہ ان سے قبولِ حق کی استعداد سلب کر لی کہ وہ
حق بات کے لئے نرم نہ ہو سکیں مِجْرَفُوۡنَ الْکَلِمَ عَنْ قَوَاعِیۡہِ یہ
قبل کے لئے صفتِ کاشفہ ہے استثناء لیبان مرتبہ قساوۃ
قلوبہم فانہ لامرتبۃ اعظم مما یشاعنہ الاجتزاء علی
فخریف کلام ربِّ العلمین والا فتراء علیہ عزوجل (روح ۷۶)
۵۵ ان کے دلوں کی سیاہی اور سختی اس حد تک پہنچ گئی کہ وہ ربِّ
العلمین کے کلام میں تحریف کرنے لگے اور اس پر بہتان باندھنے لگے۔
وَسُوۡاۡحَظًا اِنَّہٗ سُوۡاۡعِیۡنَ تَرٰکُوۡا ہ یعنی تورات میں جن احکام
کی ان کو نصیحت کی گئی تھی ان کے معذ بہ حصے پر انہوں نے عمل کرنا
چھوڑ دیا فیضِ عہد ہی کا وبال تھا کہ ان کے عوام و خواص میں بدلی پھیل
گئی اور دین کی دولت بھی ہاتھ سے جاتی رہی وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی
خَآثِیۡۃٍ مِّتَمِّمَۃٍ خَآثِیۡۃٍ بمعنی خیانت ہے یہ بھی نقضِ عہد ہی کا نتیجہ
ہے کہ وہ ہر وقت دین میں خیانت اور غدر پر مکرر نظر آتے ہیں۔
وخیانت و بد عہدی ان کی عادتِ مستمرہ بن چکی ہے اور وہ اس کا کوئی
نفع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے غدار و خیانت میں وہ بالکل اپنے اسلاف
کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں والمعنی ان الغدر و الخیانة عادة
ستمرة لهم ولا سلا فہم كما یعلمون وصفہم بالتخریف وہم علی مکان
(روح ۷۶ ص ۷) ای ہذا عادتہم و دیدنہم معک وہم علی مکان
سلا فہم من خیانة الوسل و قتلہم الانبیاء فہم لا یزالون

صحیح الرحمن حسین دایرہ اوصاف کربلا، مجموعہ نواب احمدت - والند عالم

منزل ۲

خونونك وينكتون عهدو دك ويطاهرن عليك اعدائك ويهيمون بالفتك بك (حج ۳ ص ۴۴) موجودہ زمانہ کے علماءِ سو میں مذکورہ بالا چاروں باتیں بطورِ قائم موجود ہیں یہ ماقبل سے مستنار ہوا اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو ان میں سے اسلام لے آئے اور اپنے سابقہ گناہوں تحریف اور خیانت وغیرہ سے تائب ہو گئے وہم عبد اللہ بن سلام و اصحابہ الذین اسلموا من اہل لکتاب (خازن جلد ۲ ص ۲۳) فاعف عنہم الخ عنہم کی ضمیر سے وہی لوگ مراد ہیں جنہیں ماقبل سے متنی کیا گیا ہے یعنی مؤمنین اہل کتاب فرمایا ان سے درگزر کرو اور ان کے گزشتہ گناہوں اور انکی مابقہ خیانت و بد عہدی سے ان پر مؤاذہ نہ کرو و فاعف عن مؤمنہم ولا تؤخذہم بما سلف منہم (مدارک ج ۱ ص ۱۲۱ بحج) ان الله يحب المتحسين یہ جملہ ماقبل کیلئے بمنزلہ تعلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ احسان فرمنا والوں کو دوست رکھتا ہے اس لئے آپ ان سے احسان اور حسن سلوک کا معاملہ فرمائیں۔ نقیض عہد کی سزا کا پہلا نمونہ تھا جس سے اہل اسلام کی تہذیب مقصود ہے یعنی جس طرح یہود کو عہد توڑنے اور ہمارے احکام و

موضح قرآن یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰؑ کی آخر عمر میں یہ قرار لے میں یہ سورۃ حضرت کی آخر عمر میں نازل ہوئی شاید ہم کو سنایا اسی واسطے کہ ہم کو بھی یہی تقید ہے ایک عہد اس امت سے تھا کہ رسول جو پیچھے پیدا ہوا اسکی مدد کر لیا اسکے بدل ہم سے یہ ہے کہ خلفاء کی اطاعت کرو یہ مذکور بارہ سرداروں کا یہاں فرمایا اسی اشارے کو کہ حضرت نے بتایا ہے میری امت میں بارہ خلیفہ ہوں گے قوم قریش سے اور فرمایا ہے کہ جو خرابی ہوئی پہلی امت میں سو ہوگی تم میں۔ جیسے وہ خراب ہوئے پیغمبروں کی مخالفت سے یہ امت خراب ہوئی خلیفہ پر جس طرح کمر کرے۔

بعض لوگ جو علم و دیانت سے بے بہرہ ہیں اور قرآن مجید کو اپنی تخریفات کا نشانہ بنا ناہی جن کا سرمایہ دین ہے کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ بستر نہیں ہیں اور آپ کے جدا طہر کا سایہ نہیں تھا کیونکہ بستر پر اور نور میں تضاد ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اس کے دو جواب ہیں۔ پہلا جواب۔ اس آیت میں نور کا مفہوم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی مراد نہیں بلکہ اس سے قرآن مجید مراد ہے۔ جیسا کہ سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے ہمارے پاس دو ہی چیزیں آئی ہیں۔ ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوم قرآن مجید۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا ذکر اس سے قبل آیا کہ اَلْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا سے فرمایا اور دوسری چیز یعنی قرآن مجید کا ذکر قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِيْنٌ سے فرمایا اَلْكِتَابِ مُبِيْنٌ کا عطف نُور پر عطف تفسیری ہے۔ متعدد مفسرین نے اس کی صراحت کی ہے مفسر ابو السعود کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔ امام نسفی حنفی فرماتے ہیں یہاں القرآن لکشفہ ظلمات الشراک والشک ولبانثہ ما کان خافیا علی الناس من الحق (مدارک ج ۱ ص ۲۱۷)۔ تا مبنی ثناء اللہ فرماتے ہیں وجاز ان یکون العطف تفسیریا وسمی محمداً صلے اللہ علیہ وسلم والقرآن نوراً لکونهما کاشفین لظلمات الکفر (مظہری ج ۳ ص ۱۷۷)۔ کذا فی الجوز ج ۳ ص ۱۷۷ وغیرہ) جیسا کہ سورہ حدید ۳ میں فرمایا وَانْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ یہاں بھی عطف تفسیری ہے اور المیزان سے الکتاب ہی مراد ہے۔ اور اگر دو کو عطف ہی قرار دیا جائے تو اس صورت میں دو ایک ہی چیز (قرآن) کے دو متغائر وصف (نور اور کتاب مبین) بیان کرنے کے لئے ہو گی قرآن نور ہے کیونکہ اس سے کفر و شرک اور شکوک و شبہات کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ نیز وہ کتاب مبین ہے یعنی حق و باطل کو اس طرح لھلھل کر بیان کرتی ہے کہ ہر شخص بخوبی ان میں امتیاز کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے کئی بار نور سے تعبیر فرمایا مثلاً ارشاد ہے۔ وَانْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِيْنًا (نساء ۷۷) اسی طرح تغابن ۱۷ میں فرمایا فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالنُّوْرَ الَّذِیْ اَنْزَلْنَا۔ ان دونوں آیتوں میں نور سے الیٰ محالہ قرآن مجید ہی مراد ہے۔

دوسرا جواب :- اگر سیاق و سباق کے خلاف اس آیت میں نور سے مراد انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی مراد لی جائے تو بھی ان کا مطلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ نہ اس سے آپ کی بشریت کا انکشاف ثابت ہوتا ہے نہ آپ کے سایہ کی نفی ہوتی ہے کیونکہ لفظ نور کا آپ کی ذات اقدس پر بطور تشبیہ استعمال ہے جس سے آپ کی شان برہنہائی اور وصف ہدایت کو نمایاں کرنا مقصود ہے جس طرح نور (روشنی) سے اندھیرا نازل ہو جاتا ہے اور ہر چیز صاف نظر آنے لگتی ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات سے کفر و شرک اور ضلالت و جہالت کے اندھیرے دور ہوتے ہیں اور صراطِ مستقیم صاف دکھائی دینے لگتی ہے تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اس لئے نہیں فرمایا کہ آپ کی ذات نور ہے بشر نہیں ہے بلکہ آپ کو نور اس لئے فرمایا کہ آپ کی صفت نور ہے۔ آپ کے ذریعے کفر و شرک کا اندھیرا دور ہوا اور راہِ حق واضح ہوئی جیسا کہ مفسرین کی رائے اس کی تصریح فرمائی ہے علامہ خازن لکھتے ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم انما سمی نوراً لانہ یھدی بالنور فی الظلام (خازن ج ۲ ص ۲۱۸) امام نسفی فرماتے ہیں ان النور محمد علیہ السلام لانہ یھدی بہ کما یھدی بالنور فی الظلام کما سمی نوراً (مدار الکرام ص ۱۱۸) تفسیر منظر ہری کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔ جن مفسرین نے نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد لی ہے ان میں سے کسی نے بھی اس سے آپ کی بشریت یا آپ کے سایہ کی نفی پر استدلال نہیں کیا بلکہ سب نے اس اطلاق کو استعارہ قرار دیکر اس سے نور ہدایت یعنی ہدایت کی روشنی مراد لی ہے۔ علامہ لکھنوی نے الحزب کیاھل الکتاب قد جاء کلمہ رسولنا الخ سے متعلق ہے۔ اسے اہل کتاب ہمارا آخری رسول کہا ہے پاس آچکا ہے جو ان سچی باتوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے جنہیں تم چھپاتے تھے۔ من جملہ ان کے ایک بات یہ تھی کہ جو لوگ غیر خدا مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھیں کہ وہ عین خدا ہے اور اللہ تعالیٰ حضرت مسیح میں حلول کئے ہوئے ہے یا اللہ تعالیٰ انجیل میں دنیا میں آیا ہے (شاہ عبدالقادر) ایسے لوگ یقیناً بلاشبہ کافر ہیں۔ یہ ان عیسائیوں کے خیال کا رد ہے جو حضرت مسیح میں اللہ تعالیٰ کے حلول کے قائل ہیں۔ یعنی یحییٰ بنی فریہ (روح جلد ۱ ص ۹) لیکن حضرت شیخ فرماتے ہیں اس سے اتحاد ذات مراد نہیں بلکہ اتحاد صفات مراد ہے یعنی عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صفاتِ کارسازی (صفات ربوبیت میں خدائے تعالیٰ کا شریک سمجھ کر کھا تھا۔ وہ حضرت مسیح کو غیب دان، مافوق الاسباب، متصرف و مختار مانتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سے خدائی اختیارات دے رکھے ہیں اور وہ حاجت روائی اور مشکلاتِ انسانی کے لئے غائبانہ طور پر ان کو پکارتے تھے۔ یہ عقیدہ اور عمل صریح شرک تھا اس لئے ایسے لوگوں کے کافر ہونے کا تاکید سے اعلان فرمایا۔ اس آیت کا مابعد حضرت شیخ قدس سرہ کے بیان کردہ مفہوم کی تائید کرتا ہے۔ اس آیت کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ مسلمانوں سے فرمایا۔ یہود و نصاریٰ سے مت دُرجن کو ہم نے ذلیل کر دیا ہے اور جن کے درمیان ہم نے عداوت ڈال دی ہے بلکہ ان سے صاف کہہ دو کہ تم کافر و مشرک ہو۔ علامہ قل فَمَنْ يَمْلِكُ الخ یہ نصاریٰ کے مذکورہ بالا کفریہ عقیدہ کے ابطال پر عقلی دلیل ہے۔ یعنی اللہ (معبود) تو صرف وہی ہو سکتا ہے جس کی قدرتِ کامل ہو اور جس کے اختیارات ہر چیز پر چا دی ہوں۔ حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہما السلام جن کو عیسائی معبود مانتے ہیں وہ خدا کے سامنے بالکل عاجز و ذلیل ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اور ان کے ساتھ ساری مخلوق کو ہلاک کرنا چاہے اور انہیں موت کی غنیمت سلا دینا چاہے تو وہ خود تو کیا دنیا کی کوئی طاقت انہیں موت سے نہیں بچا سکتی۔ جو خود اس قدر بے بس ہیں کہ اپنی ذات سے بھی کوئی تکلیف دور نہیں کر سکتے وہ دوسروں کی کیا کارسازی کریں گے بعض مفسرین نے اس آیت سے حیاتِ مسیح علیہ السلام پر استدلال کیا ہے کیونکہ اِنْ اَدَّ اَدِيسَ اِنْ سَاقِحَ ہے جو مستقبل میں وقوع جزا پر دلالت کرتا ہے لیکن اس پہلے غرض وارد ہوتا ہے کہ اس سے تو حضرت مریم کی حیات بھی ثابت ہو جائے گی تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے وَ اَصَّہ سے پہلے وَقَدْ اَهْلَكَ مَقْدَر ہے لیکن تمام تکلفات باطل ہیں۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت کا حیات و ممات حضرت مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ اس آیت کا موضوع مسیح اور ان کی اولاد

الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَسَنُيْمُكَ لَكُمْ مِّنْ

مسیح ہے مریم کا بیٹا قُل تو کہہ دے پھر کس کا بس چل سکتا ہے

اللَّهُ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ

اللہ کے آگے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کرے مسیح مریم کے بیٹے کو

وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَلِلَّهِ مُلْكُ

اور اس کی ماں کو اور جتنے لوگ ہیں زمین میں سب کو اور اللہ ہی کیلئے ہے سلطنت

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

آسمانوں کے اور زمین کی اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے پیدا کرتا جو چاہے

وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۰ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۰ اور کہتے ہیں یہود اور

النَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ

نصاری کہتے ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور اس کے پیارے قُل تو کہہ دیجو کہوں

يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِّثْلُ خَلْقٍ ط

عذاب کرتا ہے تم کو تمہارے گناہوں پر مگر کوئی نہیں بلکہ تم بھی ایک آدمی جو اس کی مخلوق میں سے

يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَلِلَّهِ

بخشنے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے اور اللہ ہی کیلئے ہے

مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا زَوَالِيهِ

سلطنت آسمان اور زمین کی اور جو کچھ دونوں کے بیچ میں ہے اور اسی کی

الْبَصِيرُ ۝۱۱ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا

طرف لوٹ کر جانا ہے اے کتاب والو آیا ہے کچھ تمہارے پاس رسول ہمارا

يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فِتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا

کھولتا ہے تم پر رسولوں کے انقطاع کے بعد قُل کبھی تم کہنے لگو کہ

منزل ۲

کی الوہیت کی نفی ہے اور اُمّہ میں داؤد عطف نہیں بلکہ معنی مع ہے اور اُمّہ مفعول مد ہے عطف کی صورت میں فعل کا تعلق معطوف علیہ معطوف و لہٰذا مستقل طور پر ہوتا ہے مگر مفعول مد کی صورت میں مفعول مد اور مفعول معد دونوں کے مجموعے سے فعل متعلق ہوتا ہے۔ یہی بات کہ فعل دونوں سے فرداً فرداً بھی متعلق ہے یا نہیں تو اس ترکیب کو اس سے بحث نہیں ہوتی۔ یہ چیز مذاہبی قرآن اور دلائل سے ثابت ہوگی۔ اسی طرح یہاں اہلک کا تعلق مع اور امہ اور من فی الارض کے مجموعے سے ہے۔ یہی بات کہ اہلک تنیوں سے فرداً فرداً خارج میں متعلق ہے یا نہیں تو اس کی یہاں بحث نہیں ہے۔ یہ حضرت شیخ النور کے خصوصی جواب پاؤں میں سے ہے۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور زمین کے تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں وہی ہر چیز کا مالک ہے نہ کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ اور مشرکین کے دوسرے منعموہ معبودین۔

یَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے حضرت مسیح اور ان کی والدہ میں یہ صفت موجود نہیں وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ہر چیز پر قدرت بھی اللہ ہی کو ہے حضرت مسیح اور ان کی والدہ کو نہیں تو پھر وہ معبود کیسے بن سکتے ہیں۔ چونکہ ابتداء کلام میں حصہ اس لئے باقی دو حصوں میں بھی حصہ ہو گا۔ تفصیل کے لئے مقدمہ تفسیر جواب ہر القرآن ص ۱۱ ملاحظہ کیجئے۔ وَلَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ الْخُرُوجُ یہ یہودیوں کی کہ ان علماء اور وریشوں پر شکوہ ہے جو خود بھی مشرک تھے اور عوام کو بھی شرک سکھاتے تھے۔ ایک طرف تو وہ حضرت عزیرؑ حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہم السلام کو خدا کے شریک ٹھہرتے ہیں دوسری طرف عوام اور جہلے قوم کے دلوں پر اپنے تقدس کا سکہ بٹھانے کے لئے کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ وہ لوگ حضرت عزیرؑ اور حضرت مسیح علیہم السلام کو الوہیت کا درجہ دیکر اپنے لئے بھی یہی حق حاصل کرنا چاہتے تھے جیسا کہ آج کل کے گری نشین اور پیر حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام، شیخ عبدالقادر اور دیگر اولیاء کو الوہیت کا درجہ دے کر خود بھی درہی مقام حاصل کرنے کے لئے یہود و نصاریٰ کے مشرک احبار و رہبان کی طرح بے سرو پا دعا دے رہے ہیں۔ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ یہ شکوہ کا جواب ہے اور یہود و نصاریٰ کے دعویٰ کے غلط اور جھوٹا ہونے پر بیان قاطع ہے۔ فرمایا اگر واقعی تم اللہ کے پیارے اور محبوب ہو تو وہ تمہیں آخرت میں تمہارے گناہوں کی سزا نہیں دے گا۔ جیسا کہ تمہارا اپنا اقرار ہے۔ لَنْ تَمْسَسَنَا الْعَذَابُ لَوْ كُنَّا كَاذِبِينَ۔ اگر تم اللہ کے محبوب ہوتے تو وہ تمہیں عذاب دیتا۔ کیونکہ محب اپنے محبوب کو عذاب نہیں دیتا۔ وَلَكِنْ بَلَّغْتُمْ بَشَرًا لَّكُم بَلَكُم مِّثْلُ خَلْقٍ یہی اللہ کی دوسری مخلوق کی طرح ہو جس طرح دوسرے انسانوں پر اللہ کا قانون جزا و سزا لگا ہے اسی طرح تم پر بھی ہے۔ وہ جسے چاہے معاف کرے اور جسے چاہے سزا دے۔ اس کا قانون یہ ہے کہ وہ مومنوں کو معاف کرے گا اور کفار و مشرکین کو سزا دے گا۔ یہ دونوں فرق خدائی خاندان اور قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں وَلِلّٰهِ مُلْكُ

یہی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں وہی ہر چیز کا مالک ہے نہ کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ اور مشرکین کے دوسرے منعموہ معبودین۔

ہم رسولنا سابقا عادیہ ہے اور بعد عہد کے ۱۲ سنا ای لعلہ تشریحا

السَّمَوَاتِ الخ یہ یہود و نصاریٰ کے قول باطل کے رد کا اعادہ اور اس کا تہمتہ ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ملک میں ہے اور تمام اختیارات بھی اسی کے ہیں نہ کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ اور احبار و رہبان کے۔ وَلَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ یہی اللہ کی دوسری مخلوق کی طرح ہو جس طرح دوسرے انسانوں پر اللہ کا قانون جزا و سزا لگا ہے اسی طرح تم پر بھی ہے۔ وہ جسے چاہے معاف کرے اور جسے چاہے سزا دے۔ اس کا قانون یہ ہے کہ وہ مومنوں کو معاف کرے گا اور کفار و مشرکین کو سزا دے گا۔ یہ دونوں فرق خدائی خاندان اور قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں وَلِلّٰهِ مُلْكُ

۱۲ سنا ای لعلہ تشریحا

کے آخر میں فرمایا یٰبَنِیٓ اٰدَمَ لَکُمُ اللّٰهُ لَکُمُ اَنْ تَضِلُّوْا اِیہ اصل میں تھا لَکُمُ اَنْ تَضِلُّوْا۔ یہ جَاءَ کُم کی علت ہے۔ حاصل معنی یہ کہ اے اہل کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس آچکا ہے جو تمہارے سامنے حق کو کھول کر بیان کرتا ہے اور تمہارے تمام شکوک و شبہات کو دور کرتا ہے تاکہ جب تمہاری افرانیوں اور بد اعمالیوں کی وجہ سے تم پر عذاب الہی آئے تو تم یہ عند پیش نہ کر سکو کہ تمہارے پاس کوئی رسول نہیں آیا جو تمہارے سامنے دین حق کو واضح کرتا اور تمہیں دین حق قبول کرنے کی ترغیب دیتا بلکہ والوں کو خوشخبری سنانا اور نہ ملنے والوں کو عذاب سے ڈراتا۔ اب تمہارے پاس اللہ کا رسول آچکا اور اس نے تبلیغ حق کا فرض ادا کر دیا اس لئے اب اگر تم نہیں مانو گے تو تمہارا کوئی عند قابل قبول نہیں اور نہ تمہارا جرم و گناہ قابل معافی ہوگا۔ ۱۵۰ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ یہ بھی سابق دلیل دعویٰ کا اعادہ ہے یعنی

لا یحب اللہ ۶ ۲۷۲ المائدہ ۵

مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِیْرٍ وَلَا نَذِیْرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ

ہمارے پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سناتے والا سو آچکا ہوتا ہے پاس

بَشِیْرٌ وَنَذِیْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۱۹

خوشی اور ڈر سناتے والا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۹

وَإِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ

اور جب کہا ۱۹ موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو احسان

اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَ

اللہ کا اپنے اوپر جب پیدا کئے تم میں نبی اور کر دیا تم کو

مُلُوکًا وَاَنْتُمْ مَّآلِمَ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۲۰

بادشاہ اور دیا تم کو جو نہیں دیا تھا کسی کو جہان میں

لِقَوْمٍ اَدْخَلُوا الْاَرْضَ الْمَقْدَسَةَ الَّتِیْ کُتِبَ

اے قوم داخل ہو نہ زمین پاک میں جو مقرر کر دی ہے

اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتُدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا

اللہ نے تمہارے واسطے اور نہ لوٹو اپنی پیٹھ کی طرف پھر جا پڑو گے

خٰسِرٰیْنَ ۲۱ قَالُوْا یٰمُوسٰی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا

لفضان میں ۲۱ بولے اے موسیٰ اے وہاں ایک قوم ہے

جَبَّارِیْنَ ۲۲ وَ اِنَّا لَنُتِّدُّ خَلْکَهَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا

زبردست اور ہم ہرگز وہاں نہ جاویں گے یہاں تک کہ وہ نکل جائیں

مِنْهَا ۲۳ فَ اِنْ یَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دَاخِلُوْنَ ۲۴

اس میں سے پھر اگر وہ نکل جائیں گے اس میں سے تو ہم ضرور داخل ہوں گے

قَالَ رَجُلٰۤیْنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

کہا دو مردوں نے اللہ سے ۲۵ اے اللہ نے والوں میں سے کہ خدا کی نوازش بخفی

منزل ۲

فتح کیا ۱۲۱ حضرت ابراہیم اپنے باپ کا وطن چھوڑ نکلے اللہ کی راہ میں اور ملک شام میں آکر ٹھہرے اور وہاں تک کہ ان کو اولاد نہ ہوئی تب اللہ تعالیٰ نے ان کو بشارت فرمائی کہ تیری اولاد بہت بھیلے اور لگا اور زمین شام ان کو دو لگا اور نبوت و دین اور کتاب و سلطنت ان میں کھوز لگا پھر حضرت موسیٰ کے وقت وہ وہاں لو لگا کیا بنی اسرائیل کو فرعون کے مہیکار سے خلاص کیا اور اس کو غرق کیا اور ان کو فرمایا کہ تم جہاد کرو عالقہ سے ملک شام چھین لو پھر تیسرے وہ ملک تمہارا ہے حضرت موسیٰ نے بارہ شخص کو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے پریر دیا کہ ان کو بھیجا کہ اس ملک کی خبر لائیں وہ خبر لائے تو ملک شام کی بہت خوبیاں بیان کیں اور وہاں سلطنت تھے عالقہ ان کی قوت و زور بھی بیان کیا حضرت موسیٰ نے ان کو کہا کہ تم قوم کے پاس غوثی ملک بیان کرو اور قوت دشمن مت کہو ان میں دو شخص اس حکم پر پہنچے اور دس نہ پہنچے۔ قوم نے سنا تو نامردی کرنے لگے اور چاہا کہ پھر لائے مصر جاویں اس نفیض سے چالیس برس فتح شام کو دیر لگی اس قیامت جہاد میں پھر تیس پہنچے جس میں اس قرن کے لوگ سب مر گئے مگر وہی دو شخص کہ وہی حضرت موسیٰ کے بعد خلیفہ ہوئے ان کے ہاتھ فتح فتح الرحمن فی یعنی معجزات عظیم از خلق بحر و فیع طور و اللہ اعلم ۱۲ و یعنی یوش و کلب ۱۲

۳
ع
۷
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

یوشع بن نون وکالب بن یوقنا وکانا من الذین یخافون اللہ
وانحمر اللہ علیہما بالہدیۃ والشقة بحون اللہ والاعتماد
علیٰ نسطر اللہ (کبیر ج ۳ ص ۵۷) وہ بزدل وناستدرس بنی اسرائیل
کو نصیحت کرنے لگے کہ لوگو قوم عمالہ کی طاقت و جبروت سے
خوف مت کھاؤ اگر واقعی تم خدا پر ایمان رکھتے ہو تو اس پر کبھی دیر نہ کرو
اور اس کا نام لیکر شہر کے دروازے سے اچانک دشمن پر حملہ کر دو یقیناً
تم غالب آ جاؤ گے اور فتح تمہاری ہوگی ان دونوں آدمیوں کا حضرت
موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر ایمان چرنکہ نہایت مضبوط تھا اور انہیں
یقین تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی فتح و نصرت کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے وہ نہ دیر پورا ہوگا اس لئے انہوں نے پورے یقین اور اعتماد
سے کہا کہ اگر تم جہاد کرو گے تو فتح یقیناً تمہاری ہوگی (کبیر ص ۵۷) قَالَ
يَمُوسٰى اَلْحٰ اَنْ دُوْنُوْنَ كِیْ بَاتُوْنَ كَا بَنِیْ اِسْرَءِیْلَ پَرْكُوْنِیْ اَثَرُهُ ہُوَ اَمْلِكُمْ اِنْہوں
نے ان کے وعظ و نصیحت کو کوئی اہمیت ہی نہ دی اور ان کو قابل خطاب
بھی نہ سمجھا اور اپنی منہ پلٹے رہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے
دوبارہ اپنا پہلا جواب دہرا دیا اور اس کے ساتھ مزید کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ
رَبُّكَ اَلْحٰ بَعْضُ مَفْسَرِیْنِ لَیْ لَفْظِ رَبِّ كُوْا سَے حقیقی مفہم پر محمول
کیا ہے یعنی تم اور تمہارا رب جائیں اذن سے تمہیں ہم تو یہاں سے علیحدہ
بھی نہیں اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ تم جا کر ان سے لڑو اللہ تمہارا راستہ
ہوگا اور تمہارا ناصر و مددگار ہوگا۔ الْوَحْفٰیۃُ اِنِّیْ قَالُ الذِّہْبُ اَنْتَ د
رَبِّكَ یَعِیْنُكَ عَلٰی قِتَالِكَ (مدادك ص ۱۲۱) تم میں تو ان کا مقابلہ
کرنے کی جرات نہیں یا انہوں نے یہ الفاظ اللہ اور اس کے رسول سے
استہزاء اور استہانت کے طور پر کہے تھے فَقَالَ الذِّہْبُ اَنْتَ
وَاسْتَهْزَآءٌ بِہِ سُبْحَانَہِ وَبِرَسُولہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ
وَعَدَمُ الْمُبَالَآۃِ ہُمَا (روح ج ۶ ص ۶۷) وَابُو السَّعُوْدِ ج ۳ ص ۵۷
یارب سے مجازاً سحر و دہیضی حضرت ہارون علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ وہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے اور ذلک (۱) وسیلہ ذلک وهو
اِخْوٰك الْاَکْبَرُ ہَرْنِ (مدادك) یعنی ہم توجہ و کرنے سے رہے اور اگر تمہیں
جہاد لازمی طور پر کرنا ہی ہے تو اپنے بھائی کے ساتھ ان سے جا کر لڑو۔
۱۲۱ قَالَ رَبِّ اَلْحٰ جَبْ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کا

[illegible]

لا يحب الله ۶

میں کو مار ڈالوں گا وہ بولا اللہ قبول کرتا ہے تو ہم ہیزگاروں سے ف

منزل ۲

فتح الرحمن ص ۱ یعنی حکم کردیم که آن زمین مفتوح شوند چهل سال ۱۲ مترجم گوید یعنی: این نیکوترین گوسفند نیاز بود از عیب کشت ظاهر شد و بخورد و قابل بدترین کند پیش آورد و آنش
نیازش را قبول نکرد و این سبب شد و الله اعلم ۱۳

فتح الرحمن مہترجم گوید بعد کشتن ندانست تاجیہ گوید دفن کند جبکہ اورابر پشت ہنارده می گشت والشرع علم ۱۲

۲۷۵

فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

تَوَجَّاهُ لَوْ كَرِهَ اللَّهُ مَخَضَتِي وَالْأَجْرَانِ هِيَ وَفِ ۝ اے

منزل ۲

یعنی خاموشی نہ
کھینچو کیلئے عارین
کو پسند نہیں ہو
۱۲۔ یعنی اللہ
تعالیٰ اپنے حقوق
مداف کرنے لگا
اور حقوق العباد
میں گرفت مرق
یعنی نیکی اعمال
سے اللہ کا قرب
جمل کر دے اور
عارین سے
جہاد کر دے ۱۲

فتح الرحمن ص یعنی قطع طریقی دارند ۱۲ ص یعنی چون از بایل رسم قتل پیدا شد ترقتی که در جهاں واقع شود اور ابدان موافقہ میکنند و همچنین در هر زمانه کیسکه رسم کشتن نو میکنند بحکم من سن سنتہ سیئہ کان کہ نقل منها در فتی که بعد از دی آید شرکتی پیدای نماید پس اینجا من ۱ جل ذالک بجای علی قیاس ذالک واقع شده است ۱۲ ص یعنی قطع طریقی میکنند ۱۲ ص یعنی دست راست و پانی چپ ۱۲ ص یعنی مد ساقط است و حقوق آدمیان ساقط نیست ۱۲ -

۶۲۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ - سے ڈرو اور نیک اعمال سے اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو اور جہاد کرو اور اللہ کی مدد و قائم رکھو یہ کام تقرب خداوندی کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ اَلْوَسِيْلَةُ يَه فَعِيْلَةُ کے وزن پر ہے اور اس سے مراد ہر وہ عبادتِ قربت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہو سکے خواہ وہ نماز روزہ سہو یا زکوٰۃ و حج یا جہاد و انکاست

المائدة ٥

لا يحب الله ۴

244

أَمِنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَ

ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ ۶۲ اور

جَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ

جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تمہارا کھلا ہو ف جو

الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْوَأَنَّهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

لوگ کافر ہیں۔ اگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے سارا

وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَدَاٍ

اور اس کے ساتھ آٹنا ہی اور ہوتا کہ بدلہ میں دیں اپنے قیامت کے

بِوَمْرِ الْقِيَمَةِ مَا تَقْبَلُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

عرب کے لیے ان کے بیویں نہ ہونا اور ان کے واسطے عذاب

۳۶) لَیْمٌ ۙ یُرِیدُ أَنْ یُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ

دردناک سے عاہلین گئے کہ نکل جاویں آگ سے ۵۶۳

١٢٣٤٥٦٧٨٩١٠١١١٢١٣١٤١٥١٦١٧١٨١٩٢٠٢١٢٢٢٣٢٤٢٥٢٦٢٧٢٨٢٩٣٠٣١٣٢٣٣٣٤٣٥٣٦٣٧٣٨٣٩٤٠٤١٤٢٤٣٤٤٤٥٤٦٤٧٤٨٤٩٥٠٥١٥٢٥٣٥٤٥٥٥٦٥٧٥٨٥٩٦٠٦١٦٢٦٣٦٤٦٥٦٦٦٧٦٨٦٩٧٠٧١٧٢٧٣٧٤٧٥٧٦٧٧٧٨٧٩٨٠٨١٨٢٨٣٨٤٨٥٨٦٨٧٨٨٨٩٩٠٩١٩٢٩٣٩٤٩٥٩٦٩٧٩٨٩٩١٠١١١٢١٣١٤١٥١٦١٧١٨١٩٢٠٢١٢٢٢٣٢٤٢٥٢٦٢٧٢٨٢٩٣٠٣١٣٢٣٣٣٤٣٥٣٦٣٧٣٨٣٩٤٠٤١٤٢٤٣٤٤٤٥٤٦٤٧٤٨٤٩٥٠٥١٥٢٥٣٥٤٥٥٥٦٥٧٥٨٥٩٦٠٦١٦٢٦٣٦٤٦٥٦٦٦٧٦٨٦٩٧٠٧١٧٢٧٣٧٤٧٥٧٦٧٧٧٨٧٩٨٠٨١٨٢٨٣٨٤٨٥٨٦٨٧٨٨٨٩٩٠٩١٩٢٩٣٩٤٩٥٩٦٩٧٩٨٩٩

اور وہ اس سے نکلنے والے نہیں اور ان کے لئے عذاب

١٣٠

داعی ہے اور بھاری کرنیوالا مرد ادب پوری کرنیوالی عورت ہتھ کاٹ ڈالو

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ

ان کے ہاتھ سزا میں ان کی کمائی کی تنبیہ ہے اللہ کی طرف سے

وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٨﴾ فَمِنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ

اور اللہ غالب ہے حکمت والا
پھر جس نے توبہ کی اپنے

طَلَبِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنْ

ظلم کے پیچھے اور اصلاح کی توجہ اللہ قبول کرتا ہے اس کی توبہ بیشک

منزل ۲

حدود ابو اہل حسن، مجاہد، قتادہ، عطار، سدی، ابن زید اور
عبد اللہ بن کثیر فرماتے ہیں الوسيلة هي القرية (قرطبی ۶۷
ص ۱۵۹) یعنی وسیلہ کے معنی عبادت کے ہیں علامہ الوسی فرماتے ہیں
هي فعيلة بمعنى ما يتوسل به ويتقرب الى الله عز وجل
جل من فعل الطاعات وترك المعاصي (روح
ج ۶ ص ۱۲۴) امام نسفی فرماتے ہیں ہی کل ما يتوسل به ...
... فاستعيرت لما يتوسل به الى الله تعالى
من فعل الطاعات وترك السيئات
(مدارک ج ۱ ص ۲۱۹) حاصل یہ ہے کہ وسیلہ سے مراد نیک عمل ہے
خواہ وہ عمل صالح کی بجا آوری ہو یا گناہ کا ترک ہو۔ وسیلہ کی پوری
تحقیق سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ تو یہاں
فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور نیک اعمال بجا لاؤ جہاد کرو اور اللہ کی
حدیں قائم کرو ڈاکوؤں اور چوروں پر مقررہ حدیں جاری کرو۔

لَعَنَكُمْ تَقْدِحُونَ اس میں بشارت اخروی کی طرف اشارہ ہے
۶۴ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰھِیْمَ اِنْ لَّوْکُوْنُ کَ لَے تَخْوِیْفِ
 اخروی ہے جو اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا احکام و حدود کی خلاف
 ورزی کریں قیامت کے دن اگر ان کو دنیا کی ساری دولت مل جائے
 اور وہ اسے فدیہ میں دے کر عذابِ جہنم سے بچنا چاہیں تو انہیں پک
 سکیں گے۔ **۶۵** یٰۤرَبِّیْ ذٰلَکَ اَنْ یَّخْرُجُوْا اِلَیْھِمْ
 سے نکلنے کی خواہش کریں گے مگر انہیں کہیں اس سے نکلنا نصیب
 نہیں ہوگا اور وہ جہنم کے دائمی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ **۶۶**
 وَالسَّادِقِ الْاِیْمِ اس کا تعلق ائمہ جہاد کے اہل دین سے ہے
 وہاں ان لوگوں کی سزا بیان فرمائی جو قتل و غارت گری کریں اور
 جبراً قبرِ اہل جہنم میں یہاں چوری سزا بیان فرمائی یعنی جو چھپ
 کر مال چرائے خواہ مرد ہو یا عورت اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو۔ **۶۷**
 تَابِ الْاِیْمِ چوری کرنے کے بعد جس نے سچی توبہ کر لی اور چوری کا مال
 مالک کو واپس لوٹا دیا یا اس سے معاف کر لیا اور اگر مالک معلوم
 نہیں تو مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا تو ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول
 فرما لے گا اور آخرت میں اس گناہ کی ان کو سزا نہیں دے گا۔ باقی یہی چکر
 کی حد یعنی ہاتھ کاٹنا توبہ سے ساقط نہیں ہوگی

مولا ابوبکر صدیق
بنی بکیر بنی بکیر
ان بنی بکیر بنی بکیر
عبد عادی کریم

موضع قرآن و یعنی رسول کی اطاعت میں جو نیکی کرودہ قبول ہے اور بغیر ان کے اپنی عقل سے کرو سو قبول نہیں۔

۶۶۔ اَلَمْ تَعْلَمِ الْخَالِقَ الَّذِي قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ سَیَّسَ ۖ هُوَ الَّذِي قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ سَیَّسَ ۖ هُوَ الَّذِي قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ سَیَّسَ ۖ

نہی کا بیان تھا اور یہی اصل مقصد سورت ہے اس کے تحت ان عیسائیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا جو حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا شریک بناتے تھے اس کے بعد فرمایا اگر وہ تم سے لڑیں تو تم بھی ان سے جہاد کرو اس لئے اب بعد ہمدی وجہ سے اَلَمْ تَعْلَمِ کی تعبیر سے اصل مسئلہ توحید اور نفی شرک فی التصرف کی یاد دہانی کرائی گئی جیسا کہ سورہ بقرہ میں مختلف احکام بیان کرنے کے بعد شروع ۳۲ میں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ خَرَجُوْا فِرَارًا مِّنْ لَّدُنْیْ سَیِّئًا مَّا عَمِلُوْا ۚ فَاُولَٰئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِمَا عَاهَدَ بَیْنَهُمْ عَلٰی اَنۡ یَّجِیۡزُوْا ۚ فَاُولَٰئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِمَا عَاهَدَ بَیْنَهُمْ عَلٰی اَنۡ یَّجِیۡزُوْا ۚ

افادہ حصر کے لئے ہے یعنی آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے تمام تصرفات اور اختیارات بھی اسی کے قبضے میں ہیں نہ کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ کے قبضے میں ۱۔ اَللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیۡرٌ ۚ

قدیر یہ بھی حصر برہنوں ہے یعنی ہر چیز پر قادر بھی صرف اللہ ہی ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہا الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی یہ صفات مختصہ اس دعوے پر واضح دلیل ہیں کہ ساری کائنات میں مافوق السبأ منتصرف و مختار صرف اللہ ہی ہے اور تصرف میں اس کا کوئی شریک نہیں ۲۔ فَاُولَٰئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِمَا عَاهَدَ بَیْنَهُمْ عَلٰی اَنۡ یَّجِیۡزُوْا ۚ

اس کے ضمن میں شرک فعلی کی بھی نفی ہو رہی ہے کہ جب غیر اللہ مثلاً حضرت مسیح، ان کی والدہ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام ہر چیز میں منتصرف اور مجیز برقا بھی نہیں تو پھر ان کے نام کی نیازیں بھی نہ دو اور ان کے لئے تحریمیں بھی نہ کرو یہاں تک سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیم اور منافقین اور یہود کے لئے زہریں مذکور ہیں یہود کے علماء اور گدی نشین خود شرک اعتقادی اور شرک فعلی کرتے تھے اور منافقین

المائدہ ۵

۲۷۷

لا یجہل اللہ ۶

اللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۳۹ اَلَمْ تَعْلَمِ اَنَّ اللّٰهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَغْفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیۡرٌ ۝۴۰

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۳۹۔ تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے واسطے ہر

السموات والارض یعذب من یشاء و یغفر لمن یشاء ۚ واللہ علی کل شیء قدیر ۴۰

سلطنت آسمان اور زمین کی عذاب کرے جس کو چاہے اور

یغفر لمن یشاء ۚ واللہ علی کل شیء قدیر ۴۰

بخشنے جس کو چاہے اور اللہ سب چیز پر قدرت در ہے ۴۰

یَاٰیہَا الرَّسُوْلُ لَا یَجْزِیْکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ

اے رسول اللہ تم نہ کر ان کا جو دوڑ کر گرتے ہیں

فِی الْکُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ

نفس میں وہ لوگ جو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اپنے منہ سے

وَلَمْ یُؤْمِنُوْا بِقُلُوْبِهِمْ ۚ وَ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا

اور ان کے دل مسلمان نہیں اور وہ جو یہودی ہیں

سَمِعُوْنَ لَیْکَ کَذِبٌ سَمِعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخِرِیْنَ لَا

جاسوسی کرتے ہیں جھوٹ بولنے کیلئے ۴۱۔ وہ جاسوس ہیں دوسری جماعت کے جو

لَمْ یَاْتُوْکَ بِحَرْفٍ ۚ فَوْنَ الْکَلَمِ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعَہٗ

تجھ تک نہیں آئے ۴۲۔ بدل ڈالتے ہیں بات کو ۴۳۔ اس کا ٹھکانا چھوڑ کر

یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَاٰخِذُوْہُ وَاِنْ لَّمْ

کہتے ہیں ۴۴۔ اگر تم کو یہ حکم ملے تو قبول کر لینا اور اگر حکم نہ

تَوْتُوْہُ فَاٰخِذُوْہُ ۚ وَ مَنۡ یُّرِیۡدِ اللّٰہُ فِتْنَتَہٗ فَلَنُ

ملے تو پختہ رہنا اور جس کو اللہ نے گمراہ کرنا چاہا ۴۵۔ رسول تو

تَمْلِکَ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ شَیْءًا ۚ وَ لَیْسَ لَکَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِیۡدِ اللّٰہُ

اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا اللہ کے ہاں یہ دہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے نہ چاہا

منزل ۲

مع الوقف علی الاول اجوز ۱۲

یعنی رؤساء کا گروہ بھی دل سے ان کا ہی طرفدار تھا اس طرح یہ دونوں فریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تھے جن پر زہریں کی گئیں۔ یہ سلسلہ یَاٰیہَا الرَّسُوْلُ الخ سے شروع ہو کر شروع ۴۰ کے آخر سآء مَا یُحْکَمُوْنَ تک چلا گیا ہے ۴۱۔ یَاٰیہَا الرَّسُوْلُ الخ حصہ اول میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک اعتقادی کے تفصیلی بیان کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ لَا یَجْزِیْکَ یعنی جو لوگ کفر و شرک کی طرف دوڑ دوڑ کر جا رہے ہیں ان کا رویہ آپ کو غم میں نہ ڈالے اور آپ کو پریشان نہ کرے اور یہ لوگ دو گروہ ہیں یکساں فتن دوم یہود میں الَّذِیْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا الخ میں بیان ہے اور یہ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ کے پہلے گروہ کا بیان ہے یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی زبانوں سے تو ایمان لانے کا اقرار اور شرک فعلی اور شرک اعتقادی سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے ان کے دلوں میں وہی کفر و شرک کی پلیدی موجود ہے زبان سے ایمان کا اقرار محض ازراہ نفاق ہے وَ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا

یہ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا پر محطوف ہے اور یہ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ کے دوسرے فریق کا بیان ہے جو دونوں قسم کا شرک علانیہ کرتے تھے حضرت عزیر علیہ السلام کو مختار و منتصرف جان کر موضع قرآن و یہ اس پر فرمایا کہ کوئی تعجب نہ کرے کہ کچھ کھوٹوری خطا پر بڑی سزا فرمائی ۴۱۔ بعض منافق تھے کہ دل میں یہود سے ملے تھے اور بعض یہود تھے کہ حضرت کے پاس آمد و رفت کرتے تھے اللہ نے فرمایا یہ لوگ جاسوسی کو آتے ہیں کہ تمہارے دین میں سے کچھ عیب چن کر لے جاویں اپنے سرداروں کے پاس جو یہاں نہیں آتے اور فی الحقیقت عیب کہاں ہے لیکن بات کو غلط تقریر کر کے سنا کر عیب کرنے ہیں فتح الرحمن ۴۲۔ مترجم گوید در توریت رحم زانی نازل شدہ بود و یہود تحریف کردہ روئی زانی را سیاہ کردند و چند تازیانہ زدن قرار دادند در زمان آنحضرت در میان ایشان زنا واقع شد زانی را پیش آنحضرت بدست منافقان و زمین فرستادند بقرآن لکہ اگر جلد فرمایند بکنیم و اگر رحم فرمایند نکینم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت رحم اظہار فرمودند و رحم کردند درین آیات اشارہ است بآن قصہ اللہ اعلم ۴۳۔ یعنی معتقدان شدہ اند ۴۴۔ یعنی جاسوس حربیان اند واللہ اعلم ۱۲

ان کی خوشنودی کے لئے ان کے نام کی نذرین نیازیں دیتے تھے۔ ۶۸ سَمْعُونُ الْكَذِبُ یہ ہضمیر مخذوف کی خبر ہے۔ کذب (جھوٹ) سے وہ شریک اعمال و عقائد میں جو احبار اور یہاں بیان کرتے تھے یعنی وہ ان جھوٹی باتوں کو سنتے ہیں اور دل سے ان کو قبول کرتے ہیں حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں بڑے جاسوس جھوٹ کہنے کو سَمْعُونُ الْقَوْمِ احسب ان یہ مبتدائے مقدر کی خبر ثانی ہے اور قوم احسب سے یہود کے علماء اور یہاں (صوفی) مراد ہیں۔ یہ لوگ عوام یہودیوں کو بغرض جاسوسی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بھیجتے تھے تاکہ وہ آپ کی باتیں سن کر ان کو بتائیں والہام اھم عیون علیہ الصلوٰۃ والسلام لا ولہا القوم (روح ج ۶ ص ۱۳۲) لَحَبِکُمْ حُوكَ یہ قوم کی صفت ہے

لا یحب اللہ ۶ ۲۷۸ المائدہ ۵

اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ لَہُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ

کر دل پاک کرے ان کے ان کو کھینچ دینا میں ذلت ہے اور

لَہُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۳۱ سَمْعُونُ

ان کو آخرت میں بڑا عذاب ہے جاسوسی کرنے والے

لِّلْكَذِبِ اَکَلُوْنَ الشَّحْتِ فَاِنْ جَاءَکَ

جھوٹ بولنے کیلئے شہادے اور بڑے حرام کھانے والے سوا اگر آویں وہ تیرے پاس

فَاَحْکُمْ بَیْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَاِنْ

تو فیصلہ کر دے ان میں سے یا منہ پھیر لے ان سے اور اگر

تَعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ یُّضْرَکَ شَیْءٌ وَاِنْ

تو منہ پھیر لے گا ان سے تو وہ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور اگر

حَکَمْتَ فَاَحْکُمْ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰہَ

تو فیصلہ کرے تو فیصلہ کر دے ان میں انصاف سے بیشک اللہ

یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۳۲ وَکَیْفَ یَحْکُمُوْنَکَ وَ

دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو کس طرح منصف بنائیں گے اور

عِنْدَہُمُ التَّوْرَۃُ فِیْہَا مَحْکَمُ اللّٰہِ ثُمَّ یَتَوَلَّوْنَ

ان کے پاس تو تواریت ہے جس میں حکم ہے اللہ کا اور پھر اس کے پیچھے پھرے

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَمَا اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۳۳

جاتے ہیں اور وہ ہرگز ماننے والے نہیں ہیں اور

اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرَۃَ فِیْہَا هُدًی وَّمُؤْمَرٌ

ہم نے نازل کی تواریت میں کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے

بِحْکَمِہَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ

اس پر حکم کرتے تھے پیغمبر جو کہ حکم بردار تھے اللہ کے

منزل ۲

یعنی وہ ان لوگوں (احبار اور یہاں) کے لئے جاسوسی کرتے ہیں جو آپ کی مجلس میں نہیں آتے۔ ۶۹ یُحَسِّرُ فُتُوْنَ الْکَلِمَۃِ یہ بھی قوم کی صفت ہے الکلمہ سے کلام اللہ یعنی تورات مراد ہے علماء یہود تورات میں لفظی اور معنوی تحریف کرتے تھے ان کی تحریف سے نہ تورات کی وہ آیتیں محفوظ تھیں جن میں عقائد مذکور تھے نہ وہ جن میں احکام مذکور تھے۔ وہ توحید کے بجائے عوام کو شرک کی تعلیم دیتے تھے اور تورات کے بعض احکام و حدود بھی بدل دئے تھے مثلاً تورات میں شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا تھی مگر انہوں نے رجم کا حکم چھپا ڈالا اور اس کی جگہ دروں کی سزا رجم کر دی۔ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعَہِ اِی وَضَعُوْا الْحِجْلَ مِکَانَ الرَّجْمِ (کبیر ج ۳ ص ۵۹) تَحَکُّمٌ یَّقُوْلُوْنَ الْخ یہ بھی قوم کی صفت ہے یہود کے علماء اور سجادہ نشین اپنے پیروں کو محرف اور تبدیل شدہ عقائد اور احکام کی تعلیم دے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیجتے تھے اور انہیں تاکید کرتے تھے کہ اگر فلاں معاملہ کے بارے میں پیغمبر نے یہ جواب دیا جو ہم نے تمہیں بتایا ہے تو اسے قبول کر لینا لیکن اگر اس نے اس کے خلاف کوئی بتا کی تو اس سے بچنا اسے ہرگز قبول نہ کرنا ان المحرفین القائلین هم القوم الاخرون اِی یقولون لا تبا عھم السماعین لہم (روح مج ۱۳) ان او تبیکم هذا المحرف المزال عن مواضعہ (مدارک ج ۱ ص ۲۲) اَحَکَمَ مَنْ یُّدْرِی اللّٰہُ الْخ اس سے پہلے یَقُوْلُوْنَ اور اس کے بعد سَمْعُوْنَ یہ دونوں قوم کی صفتیں ہیں درمیان میں یہ اذغال الہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے معاندین کو ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی۔ فَشَدَّتْ اٰیِیْ اِضْلَآلَہٗ قَالَہُ الشَّیْخُ دھما اللہ تعالیٰ جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا چاہے آپ اسے کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتے نفع نقصان اور ہدایت ضلالت اللہ کے قبضے میں ہیں اس کے سوا ان چیزوں پر کسی کا کوئی اختیار نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ مَوْحِیَ قُرْآنٍ وَاٰیٰہِہِ دِیْنِ کَیْ قَصَبِہُ لَہٗ اِنِّیْ قَضِیْتُ اَحْضَرْتُہٗ

۶۹

لئے فیصلے کو وہ سرورِ ہدایت نہ آتے بیچ والوں کے ہاتھ بھیجتے اور کہہ دیتے کہ ہمارے معمول کے موافق حکم کریں تو قبول رکھو نہیں تو نہ رکھو غرض یہ تھی کہ حکم تواریت کے خلاف معمول باندھے تھے ایک نبی اگر اس کے موافق حکم کر دے تو ہم کو اللہ کے یہاں سند ہو جاوے اور جانتے تھے کہ ان کو تواریت کی خبر نہیں جو ہمارا معمول نہیں گئے سو حکم کرینگے اللہ تعالیٰ نے حضرت کو خبردار کیا موافق تواریت ہی کے حکم فرمایا اور تواریت میں سے ثابت کر کر ان کو قائل کیا۔ ایک قصہ رجم کا تھا کہ وہ منکر ہوئے تھے پھر تواریت سے قائل کیا اور ایک قصاص کا تھا کہ وہ اشراف اور کم ذات کا فرق کرتے تھے اور تواریت میں فرق نہیں رکھا وٹ حضرت کے دل میں نردود تھا کہ ان کے مقدمے میں نہ ہوں تو ناخوش ہوں اور اگر اپنے دین پر فیصلہ کروں تو نا قبول کہیں اور اگر انکا معمول جاری کروں تو عند اللہ غلط ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اختیار ہے یا تغافل کرو ان کی ناخوشی کا خطرہ نہیں یا حکم کرو تو اپنے دین کے موافق کرو۔ پھر حضرت نے وہی حکم فرمایا ان کو قائل کر کر۔

فتح الرحمن ۱ من ترجمہ گوید یعنی اہل ذمہ اگر قضیہ توحش باہام رفع کنند اگر ظہم کنند اگر خواہد بر علماء ایشان مفوض نماید واللہ اعلم ۱۲ ص ۱۲ یعنی اگر غرض ایشان طلب رضائی عدائے تعالیٰ ہو رہے ہوں تورات عمل میکرند لیکن غرض فاسد داشتند ۱۲ -

نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ (اعراف ۳۴) ۲- قُلْ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا (جن ۶) ۳- لَا يَمْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا
(ذعد ۷) ۴- لَا يَمْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا (الفرقان ۱) ۵- كَلِمَةً فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ يَقْبَلُهُ دِيمُونٌ هُوَ وَلَمْ يُدْرِكْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ
یہ تجویز آخر میں ہے ۶- سَمِعُوا لِلْكِبْرِياءِ مِنْهُمْ وَمِنْكُمْ كَوْنٌ لِلْمُصْحَفِ كِي زِيَادَتِي كَيْلُ اس کا اعادہ کیا گیا ہے السمحت ای الحرام
وہ رشوتیں جو علماء، یہود و محرف مسائل پر عوام سے لیا کرتے تھے اور وہ مذرتے جو جبار و ربیان عوام کے دلوں میں فحش ابناء اللہ و احبائے کاکاسٹھا کران سے وصول
کرتے تھے اور غیر اللہ کی نیازیوں وغیرہ سب سمحت میں داخل ہیں جیسا کہ علامہ شامی فرماتے ہیں ولم یثبت فی الشرع جواز الصرف للاغنیاء ولا الجباة علی حوثة النذر
للخلق ولا ینعتقد ولا تشتغل لذمة به ولا اند حوازل سمحت (رد المحتار حاشیة الدر المختار ج ۲ ص ۱۲ مطبوعہ مجتبائی قبیل باب الاعتکاف)
اكالون للسمحت وهو ما یا کلونه بدینهم (روح مبتدا ج ۴) ۷- فَإِنْ جَاءَ وَكَانَ الْجَزَاءُ وَكُنْتُمْ مَعَهُ فَاصْلَحُوا بَيْنَهُمْ بِمَا يَنْتَهَبُونَ وَاصْلَحُوا بَيْنَهُمْ
والے۔ اللہ کے کلام میں تحریف کرنے والے، رشوتیں اور غیر اللہ کی نڈریں نیازیوں کھانے والے۔ یہاں تک ان کے یہ حالات بیان کئے۔ اس کے
بعد فرمایا اگر یہ یہودی قصاص، رہبر، چوری، زنا اور دیگر حدود کا جملہ فیصلہ کرانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں تو آپ کو اختیار ہے کہ چاہے ان کے درمیان فیصلہ فرما دیں یا ان سے
اعراض کریں حضرت شیخ نے فرمایا فأحكم بينهم أي بالقصاص وغيره اس کے بعد لف ونشر غیر مرتب کے طور پر مذکورہ دونوں شقوں کے متعلق مزید دو باتیں بیان فرمائیں دوسری شق اعراض
کے بارے میں فرمایا وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمَا فَاجْزِيهِمْ أَجْرَهُمَا طے کر اس سے اعراض کریں تو وہ آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے حضرت شیخ فرماتے ہیں اگر اعراض سے مراد یہ ہو کہ آپ ان کے درمیان فیصلہ نہ فرما دیں تو
اس پر ایک شبہ وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ یہود سے ضرر کا خطر تو اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپ ان کے معاملے میں فیصلہ کریں اور وہ ان کے غلات جائے لیکن اگر آپ فیصلہ کریں ہی نہیں تو پھر خطر کے کا
سوال ہی کیا۔ اس لئے یہاں اعراض سے اعراض عن الحكم مراد نہیں بلکہ اعراض عن البقاء العہد مراد ہے۔ ای وان لم یسلموا حکمک فأعرض عنهم وعن معاهدتهم و
قُلْ لَهُمْ نَقَاتٌ مَعَكم یہود رہبری اور قتل وغارت کرتے تھے پھر اپنے علماء کے پاس جا کر فدیہ اور نذرانہ وغیرہ دے کر اپنی جانیں بچا لیتے اور قانون کی گرفت سے محفوظ ہو
جاتے تھے اب وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بھی فدیہ وغیرہ دے کر اپنے کو بچانے کی کوشش کرنے لگے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ عین شریعت کی مطابق
فیصلہ فرمائیں پھر اگر وہ آپ کے فیصلے سے اعراض کریں اور اسے نہ مانیں تو آپ صاف فرما دیں کہ میرا تم سے کوئی معاہدہ نہیں بلکہ ہم تم سے جہاد کریں گے۔ تو اس صورت میں وہ آپ کا کچھ نہیں
بگاڑ سکیں گے اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے ۸- وَإِنْ حَكَمْتَ إِلَيْهِمْ فَاحْكُمْ بِالْقِسْطِ وَأَنصِفْ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ يَرْضَىٰ ۚ
کریں، ان کی خواہشات کی پیروی ہرگز نہ کریں اور اس سے بھی ہوشیار رہیں کہیں وہ اپنی چکنی چوڑی باتوں اور فریب کا لانہ چالوں سے آپ کو حق و انصاف سے ہٹانہ دیں۔ جیسا کہ رکوع ۷ میں ان
دونوں باتوں کی تفصیل فرمائی (۱) فَأَحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ (۲) وَإِن أَحْكَمْتُ بَيْنَهُمْ إِنَّمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا
تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحِدًا ذُهُمَّ أَنْ يَفْتِنُواكَ إِلَهُ ۖ وَكَيْفَ يُحْكِمُونَكَ ۙ الخ استفهام تعجب کے لئے ہے (روح) یہاں یہود کے رویئے پر دوسرے تعجب کا اظہار
فرمایا تعجب ہے یہ لوگ اپنے معاملات کے مقدمے آپ کے پاس کیوں لاتے ہیں حالانکہ ان کے پاس اللہ کی کتاب تو رات موثود ہے اس میں ان کے مقدمات کے فیصلے بھی موجود ہیں پھر اس
پر تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ اس کے باوجود جب آپ کے پاس اپنے مقدمات لے کر آتے ہیں پھر آپ کے فیصلوں سے اعراض کرتے ہیں وَمَا أُؤَلِّيكَ بِالنُّصْرَةِ ۚ إِنَّكَ لَأَنْتَ الَّذِي
پروپی ایمان نہیں جس پر ایمان لائیکے وہ بڑے بی ایمانی ہیں اگر تو رات پر ان کا ایمان ہوتا تو اس کے احکام پر عمل کرتے اور قرآن پر بھی ایمان لے آتے جو تو رات کے احکام کی تصدیق کرتا ہے وَمَا أُؤَلِّيكَ
بَالْمُؤْمِنِينَ يَشْفَعُونَ لَكَ فِي النَّارِ ۚ اللَّهُ تَعَالَىٰ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعِلْمُ وَالْإِيمَانُ ۚ وَابْتَغُوا بَيْنَهُمْ سُبُلًا وَلَا تَهْتَفُوا بِهَا سُبُلًا ۚ (مظہری ج ۳ ص ۱۲) ۹- فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ
حکم اللہ سے قبل اور قطع الطرق کا حکم یعنی قصاص وغیرہ مراد ہے جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الخ اس پر شاہد ہے۔

فائدہ اس ہے پہلے یہود قسطنطین اور قسطنطین وغارت گری سے زمین پر فساد برپا کرنے والوں کی سزاؤں کا ذکر تھا اس لئے اس مناسبت سے حکم اللہ سے یہاں تمام حدود مراد ہیں صرف
زنا کی سزا ہی مراد نہیں اور ان آیتوں کے نشان نزول کے طور پر یہودی مردوزن کے زنا کا جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے وہ بھی بلاشبہ اس آیت کے تحت داخل ہے لیکن آیت کامل اس واقعہ پر موقوف نہیں
ہے اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ قسط اور حق کے مطابق فیصلے کریں جس سے مراد یہ بھی کہ آپ اللہ کے نازل کردہ قرآن کے مطابق فیصلے فرمائیں
یہاں فرمایا ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتاری جو سراپا ہدایت اور روشنی تھی تاکہ وہ اور ان کے بعد آئینوں کے بعد اس کی تعلیم لے سکیں اور اس کے مطابق اپنے جملے چکائیں۔
چنانچہ تمام اسرائیلی بنی اور تمام سچے صوفی اور درویش اور تمام علماء مصادیقین جو بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کے بعد گذرے وہ تورات کے احکام پر عمل کرتے رہے کیونکہ اللہ کی کتاب تورات
کی تعلیمات کی حفاظت اور ان کی ترویج کی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی تھی اور وہ اس کے عالم تھے اور اس کی تعلیمات نگران تھے اَلَّذِينَ اسْتَمُوا بِهٖ التَّسْبِيْوٰتِ کی صفت مادم
بے معنی اللہ کے فرمانبردار بنی الذین اسلمواھم من انعت فیہ معنی المدمح مثل بسم اللہ الرحمن الرحیم (قرطبی ج ۶) الذین ہا دو ایہ جار مجرور بحکم کے متعلق ہے ہا دو
تَابُوا مِنَ الْكُفْرِ روح، مظہری، قرطبی، یعنی جو لوگ کفر سے تائب ہو چکے تھے مراد وہ لوگ ہیں جو تورات کی تعلیمات پر عمل کرتے تھے۔ اَلرَّسَالٰتِیْ کی جمع ہے یعنی اللہ کے رسول اور
اس سے اس وقت کے صوفی اور تارک الدنیا درویش مراد ہیں (حبار۔ حابر کی جمع ہے بنی بہت بڑا عالم الربانیون ای الصوفیۃ الزہاد۔۔۔۔۔ والاحبار جمع حابر۔۔۔۔۔ ہو
العالم المحکم للشیء (مظہری ج ۳ ص ۱۲) ہا میں ب سبب ہے۔ کتاب اللہ سے تورات مراد ہے شہد آء شہید کی جمع ہے جس کے معنی یہاں نگران، خبردار اور بیان کرنے والے کے ہیں
شہداء و قباۃ یعلمونہ (مظہری ج ۳ ص ۱۲) رقباء یعنی من ان ھجوم حورماۃ التخییر والتبدیل بوجہ من الوجوۃ (روح ص ۱۲ ج ۶)

۹ اس میں خطاب علماء اور رؤسا یہود سے ہے (روح) جب انبیاء علیہم السلام، ربا نیوں اور احبار تورات پر عمل کرنے چلے آئے ہیں اور کوئی ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکا تو اسے علماء اور رؤسا یہود تم لوگوں سے کیوں ڈرتے ہو۔ تم کسی سے مت ڈرو اور صرف مجھ ہی سے ڈرو اور تورات میں میں نے جو احکام نازل کئے ہیں ان پر عمل کرو اور ان میں تحریف اور تغیر و تبدل مت کرو۔ میری آیتوں کو چھپا کر اور ان میں تحریف کر کے ان کے عوض دنیا کی حقیر دولت مت حاصل کرو۔ حکومت کے دباؤ سے مایوس نہ رہو اور دولت کے لالچ میں میرے دین سے روگردانی مت کرو اور حق بیان کرنا اور صداقت کا اعلان کرنا مت ترک کرو۔ ایصال ثواب کے لئے تلاوت قرآن کی اجرت لینے کی ممانعت بھی اس آیت سے مفہوم ہوتی ہے۔ ۱۰ یہ ان علماء اور رؤسا یہود

المائدہ ۵

۲۸۰

لا یجہل اللہ ۶

هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ مِمَّا اسْتَفْطَوْا

یہود کو اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم اس واسطے کردہ گہمیان پھر آئے تھے

مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا

اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبر گیری پر مقتدر تھے خدا سوئم نہ

تَخْشَوُا النَّاسَ وَاحْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا

ڈرو لوگوں سے شے اور مجھ سے ڈرو اور مت خریدو

بِأَيْتِي شَيْئًا قَلِيلًا ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا

میری آیتوں پر مول کھڑا شے اور جو کوئی حکم نہ کرے لے اس کے

أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝۴۶

موافق جو کہ اللہ نے اتارا ہو وہی لوگ ہیں کافر اور

كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْ

لکھ دیا ہم نے ان پر اس کتاب میں ۴۷ کہ جی کے بدلے جی خدا اور

الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ

آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے

بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ

بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ان کے برابر

فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارٌ ۚ وَمَنْ

پھر جس نے معاف کر دیا تو وہ گناہ سے پاک ہو گیا اور جو کوئی

لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

حکم نہ کرے اس کے موافق ۴۸ جو کہ اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں

الظَّالِمُونَ ۝۴۹ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى

ظالم اور پیچھے بھجوا ہم نے انہی کے قدموں پر عیسیٰ

منزل ۲

کے لئے وعید شدید ہے جو تورات پر عمل نہ کریں اور معاملات کا فیصلہ اس کے احکام کے مطابق نہ کریں۔ ایسے لوگوں کو کافر قرار دیا حالانکہ عمل نہ کرنا ایک عملی کوتاہی ہے جس سے آدمی کافر نہیں ہو جاتا اس لئے عمل نہ کرنے اور اس کے مطابق فیصلہ نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے احکام کی صداقت اور حقانیت کا اعتقاد نہ رکھے اس طرح یہاں عمل نہ کرنے کا کامل درجہ مراد ہے الحکم وان کان شاملا لفعل القلب والجوارح لکن المراد به هنا عمل القلب وهو التصديق ولا نزاع في كفر من لم يصدق بما أنزل الله تعالى (روح ۴۷) من لم يحكم اى لم يعتقده حکم اور اسی طرح آئندہ احکام یعنی جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام پر اعتقاد نہ رکھیں اور ان پر عمل نہ کریں وہ کافر ہیں ظالم ہیں اور فاسق ہیں یہ یہود و نصاریٰ ہی سے مخصوص نہیں ہیں اگر اہل اسلام قرآن مجید میں اور احادیث میں اللہ اور رسول کے بیان کردہ احکام پر اعتقاد نہ رکھیں اور ان پر عمل نہ کریں تو ان کا بھی یہی حال ہے ۴۸ یہ تورات میں قصاص کے حکم کا ذکر ہے یعنی ہم نے تورات میں یہود پر قصاص نفس اور قصاص اطراف اور قصاص جروح کو فرض قرار دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ مقتول کے بدلے قاتل کو قتل کیا جائے اور اگر کوئی شخص دوسرے شخص کا عضو کاٹ ڈالے تو اس کا بھی وہ عضو کاٹا جائے اور اگر کوئی کسی کو زخمی کر دے تو اسے بھی زخمی کیا جائے مگر انہوں نے ان حدود کو قائم نہ کیا اور امیر و غریب اور شریف و خسیس کا امتیاز قائم کر دیا وَالْجُورُ قِصَاصٌ اصل میں ذات قصاص تھا مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ جس نے اپنا قصاص معاف کر دیا وہ اس کے لئے گناہوں کا کفارہ ہو گا۔ ۴۹ یہاں ان لوگوں کو ظالم فرمایا جو تورات میں نازل شدہ اللہ کے احکام قصاص پر عمل نہ کریں جیسا کہ یہود کے علماء کیا کرتے تھے وہ شرفاء اور رؤسا کو ادنی حیثیت کے لوگوں اور غریبوں کے قصاص میں قتل نہیں کرتے تھے اس طرح مظلومین کی حق تلفی ہوتی تھی۔ ایک تودہ ظالم

نہا جس نے کسی بیچارہ انسان پر ظلم کیا لیکن جب علماء یہود نے مظلوم کو ظالم سے اس کا حق نہ دلویا تو وہ بھی ظالم ٹھہرے۔ ۵۰ پہلے یہود کو تورات دینے اور اس کے احکام پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید کا ذکر تھا یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کرنے کا ذکر فرمایا اور ساتھ علماء نصاریٰ کو انجیل پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی مُصَدِّقًا یہ عیسیٰ سے حال واقع ہے۔ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ ۚ وَآتَيْنَاهُ عِيسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِیک طرف تورات کے تصدیق کنندہ تھے اور دوسری طرف خود بھی صاحب کتاب تھے ان کو ہم نے انجیل دی جس میں تورات کی طرح ہدایت کی روشنی تھی وَمُصَدِّقًا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات کے احکام کی تصدیق کرتے تھے اسی طرح انجیل بھی تورات کی مصدق تھی۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی بقطع معلوم کردہ بودند کہ حکم الہی است واللہ اعلم ص ۲ یعنی بعوض او باید گشت ۱۲

ابن مریم مصداقاً للبائین یدیه من التورۃ

مریم کے بیٹے کو تصدیق کرنے والا توریت کی جو آگے سے تھی

وایتینہ الانجیل فیہ ہدی و نور

اور اس کو دی ہم نے انجیل جس میں ہدایت اور روشنی تھی اور

مصداقاً للبائین یدیه من التورۃ وھد

تصدیق کرنے والے اپنے سے انجیل کتاب توریت کی اور راہ ہدایت والی

و موعظۃ للمتقین ۴۱ ول یحکم اھل الانجیل

اور نصیحت تھی مومنوں کو اور جانے والے انجیل والے

بما انزل اللہ فیہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ

موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اس میں اور جو کوئی حکم نہ کرے موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے

فاولئک ہم الفسقون ۴۲ وانزلنا الیک

کتاب بالحق مصداقاً للبائین یدیه من

کتاب حق پہنچا تصدیق کرنے والی سابقہ

الکتاب ومہیمناً علیہ فاحکم بینہم بما انزل

کتابوں کی اور ان کے مضاہین پر گہماں دیا چھ سو تو حکم کر ان میں سے موافق اس کے

اللہ ولا تتبع اھواءہم عما جاءک من الحق

جو اتارا اللہ نے اور ان کی خوشی پر ممت چل پھوڑ کر سیدھا راستہ جو میرے پاس آیا

لیکل جعلنا منکم شرعاً ومنہا جاط ولوشاء

ہر ایک کو دیا تم میں سے ہم نے ایک دستور اور راہ چھ اور اللہ

اللہ لیجعلکم امۃ واحداً ولکن لیبوکم

چاہتا تو تم کو ایک دین پر کر دیتا چھ لیکن تم کو آزمانا چاہتا ہے

مازل ۲

۵۸ اہل انجیل سے علماء نصاریٰ مراد ہیں جو انجیل کے عالم تھے فرمایا علماء انجیل کو چاہئے کہ وہ ان تعلیمات پر عمل کریں جو اللہ تعالیٰ نے انجیل میں نازل فرمائی ہیں۔ جو لوگ انجیل میں اللہ کے نازل کردہ احکام پر عمل نہ کریں وہ فاسق اور اللہ کے نافرمان ہیں۔ یا اس سے درجہ کامل مراد ہے اہل المتمدنوں الخادجون عن حکمہ ادعن الایمان دروح ص ۶۶

۵۹ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے علماء یہود و نصاریٰ کو تورات و انجیل پر عمل کرنے کی تاکید کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ پر بھی ایسا ایک کتاب نازل کی ہے جو ہر لحاظ سے کامل اور حق و صداقت بیان کرتی ہے اور پہلی کتابوں میں مذکور عقائد اور اصولی احکام اور اخلاق کی تصدیق کرتی ہے۔ اکتب میں الف لام عہد کے لئے ہے اور اس سے قرآن عظیم مراد ہے اہل الفرد الکامل الحقیق بان یسمی کتاباً علی الاطلاق

لتفوقہ علی سائر الکتب السماویۃ وھو القرآن العظیم فاللام للعہد (روح) من الکتب۔ بیان یہ ہے اور یہ ما کا بیان ہے اور الف لام جنس کے لئے ہے اس سے مراد وہ تمام کتب سماویہ ہیں جو قرآن مجید سے پہلے نازل ہو چکی تھیں۔ من الکتب ای کل کتاب نزل من السماء سوی القرآن (کبیر ج ۳ ص ۶)

۶۰ علیہ کی ضمیر ما کی طرف راجع ہے مہیمناً ای دقیباً و حافظاً۔ (روح، قرطبی، کبیر وغیرہ) چونکہ قرآن مجید خود ہر قسم کی تحریف و تغیر سے محفوظ اور نسخ و تبدل سے مامون ہے اس لئے وہ پہلی تمام آسمانی کتب کا محافظ اور ان کی تعلیمات کا نگران ہے۔ قرآن ایک آسمانی معیار ہے اس کے ذریعے پہلی کتابوں کی محرف اور غیر محرف تعلیمات و احکام کا یقینی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ قرآن میں چونکہ اصول شرائع اور عقائد محفوظ ہو چکے ہیں اس لئے اس سے پہلی کتابوں کے منسوخ اور غیر منسوخ احکام کا بھی سراغ لگایا جاسکتا ہے قال الخلیل

وابوعبیدۃ ای رقیباً علی سائر الکتب السماویۃ المحفوظۃ عن التغییر حیث یشہد لہا بالصحة والشیات ویقرر اصول شریعہا وما یتأبد من فروعہا وبعین احکامہا المنہ دروح ص ۶۶ یہ و ان حکمت فاحکم الخ کی تفصیل ہے یعنی جب ہم نے آپ کو ایسی خوبیوں والی کتاب دی ہے تو جب اہل کتاب اپنے جھگڑے آپ کے پاس لے کر آئیں تو آپ اس عظیم الشان کتاب کے مطابق ان کا فیصلہ فرمائیں اور ان کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کریں۔ اھواء سے مراد علماء اہل کتاب کے خود ساختہ احکام ہیں جو انہوں نے تورات و انجیل میں تحریف کر کے از خود گھڑ لئے تھے۔ ای ادعاء اللہ علی اصطلاحاً علیہا وترکوا بسببہا ما انزل اللہ علی رسولہ (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۷) عما حرف جار تضمین معنی اعراض و عدول لا تتبع کے متعلق ہے ای لا تتبع

اھواء ہم عادلاً (و معرناً) عما جھگڑا (روح و مدارک ج ۱ ص ۲۲) یعنی آپ کے پاس جو حق آپکا ہے اس سے اعراض کرتے ہوئے آپ ان کی خواہشات کا اتباع نہ کریں ۶۱ شرعاً و منہا جاً دونوں لفظ متحد المعنی ہیں دونوں کے معنی راستے کے ہیں اور دونوں سے مراد دین ہے اسے شرعاً ظہور و وضوح کے اعتبار سے اور منہا ج اس پر چلنے کے اعتبار سے کہا جاتا ہے بعض مفسرین نے دونوں میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ شرعاً سے احکام فرعیہ اور منہا ج سے احکام اعتقادیہ مراد ہیں مگر علامہ آلوسی نے اس کو پسند نہیں کیا و قیل الشرع الاحکام الفرعیۃ والمنہا ج الاحکام الاعتقادیۃ و لیس بشیء (روح ص ۱۵ ج ۶)۔ یہاں اہل کتاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی ترغیب دی فرمایا ہر امت کے لئے ہم نے دین مقرر کیا تاکہ وہ اس پر عمل کریں۔ جو لوگ ایک پیغمبر کے زمانے میں ہوتے ہیں وہ اس کی امت کہلاتے ہیں اور ان پر اس کے دین کی پیروی لازم ہوتی ہے اس کے بعد جب دوسرا پیغمبر آجائے تو اس کی آمد سے امت بدل جائے گی اور اہل کادین واجب الاتباع ہوگا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک

فتح الرحمن ص ۱۱ یعنی تحریف را از غیر تحریف ہدای سازد ۱۲۔

۴۹ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو جبراً تمام لوگوں کے دلوں میں

چاہے میں اپنی جان قربان کر دوں
میں اس کو بھی نہیں چھوڑوں

مرحوم شیخ ازان سے
فرنگ مولات کرد
ادامائیں میں بحث
کرد - ۱۲

المائدة

أُولَئِكَ بَعْضٌ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ

منزل ۲

کرنے پر مجبور ہوئے اسی بعد یہودیہ بالجلاد والحزنیۃ والقتل فکذا لکھن دقلمی ۶۷ ص ۲۱۸ فائدہ ۵۔ پہلے رکوع ۶ میں فرمایا فَاَحْكُم بَيْنَهُم بِمَا آتٰتِکَ مِنَ الْقِسْطِ کی قید
بڑھا کر فرمایا فَاَحْكُم بَيْنَهُم بِمَا لِقِیْسُطِ اس کے بعد رکوع ۷ میں بِمَا لِقِیْسُطِ کی جگہ بِمَا آتٰتِکَ اللّٰهُ فرما کر واضح کر دیا کہ قِیْسُط سے اللہ کے نازل کردہ احکام مراد ہیں
اور ساتھ ہی وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودی کی خواہشات کی پیروی کرنے سے منع فرمایا پھر اس سے اگلی آیت میں وَاحِدٌ دُرُّهُمُ اَنْ یَّکْفِتَنُوْکَ کا
اضافہ فرما کر آپ کو خبردار کیا کہ آپ ان کے مکرو فریب سے بچے رہیں وہ آپ کو سرمایہ داروں اور اپنے مریدوں اور پیروکاروں کے ذریعے کسی فتنے اور چال میں الجھا کر حق کے خلاف فیصلہ کرانے کی
کوشش کریں گے ص ۲۱۹ یہود قطاع الطریق قتل و زنی کرتے تھے اور قتل کے بدلے فدیہ دے کر قصاص سے جان بچا لیتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی ان کی یہی کوشش تھی کہ
فتح الرحمن ص ۱ یعنی اتباع فرمان الہی در شریعت پینا مبر زمان ۱۲ و ۲ مترجم گوید حاصل این آیات التزام است براہل کتاب اربا وجود التزام کتاب بر حسب آن عمل کنی کنسود و رین آیات پینا
آنست کہ ہر فرقہ را شریعتی دادہ اند و بعد نزول قرآن ہر متابعیت آن جائز نیست واللہ اعلم ۱۲۔

کا کوئی اجر مترتب نہیں ہوگا کیونکہ اعمال کے مفید اور موجب ثواب ہونے کے لئے ایمان خالص شرط ہے اور وہ اس سے محروم ہیں۔ ۹۸ یہ خطاب مسلمانوں سے ہے اور ان پر زحیر ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ سے دوستی اور ان کی حمایت کر کے امتداد کی راہ اختیار نہ کریں۔ بین ان موالا تھم مستد عیة لاد تد ادعن الدین (رو ۶: ۲۶) لیکن اگر انہوں نے منافقین کی طرح ان سے موالا ت کر لی تو اس سے اللہ کے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت کے لئے ایسے لوگوں کو میدان میں لے آئے گا جو اس سے بچان و دل محبت کریں گے اور ظاہر و باطن میں اس کے مطیع و فرمانبردار ہوں گے اور ان کی ان خوبیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ان کو محبوب رکھے گا اور دین و دنیا میں ان کی مدد کرے گا اور ان کو اپنے انعامات سے نوازے گا آذ گتے اور اعزتے یہ دونوں قوم کی صفیتیں ہیں۔ اذلة - ذلیل - بمعنی عاجزی جمع ہے اور علی بمعنی لام ہے۔ اعزتے عزیز بمعنی غالب اور سخت گیری جمع ہے یعنی وہ اپنے

لا یحبہ اللہ ۶ ۲۸۴ المائدہ ۵

يَخَافُونَ يُومَهُ لَآئِمٌ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے یہ فضل ہے اللہ کا دے گا

مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۵۴ اِنشَاء و لیسکم

جس کو چاہے اور اللہ کثرت والا ہے خبردار فلا تمہارا رفیق تو

اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ

وہی اللہ ہے اور اس کا رسول اللہ اور جو ایمان والے ہیں جو کہ تقائم ہیں

الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۵۵

نماز پڑھتے اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ عاجزی کرتے ہوئے ہیں اور

مَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ

جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اس کے رسول کو لے لے اور ایمان والوں کو تو

حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۵۶ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ کی جماعت وہی سب پر غالب ہے اے ایمان والو لے لے

لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا

مت بناؤ ان لوگوں کو جو تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل

مِنَ الَّذِينَ أَوْشُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارُ

وہ لوگ جو کتاب دیئے گئے تم سے پہلے اور نہ کافروں کو

أَوْلِيَاءُ وَاسْتَفُوا اللَّهَ إِنَّ كُفْرَكُمْ مُؤْمِنِينَ ۵۷ وَإِذَا

اپنا دوست اور دُرد اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے اور جب

كَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هُزُوًا وَلَعِبًا ذَٰلِكَ

تم بیکارتے ہو نماز کے لئے تو وہ تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل ہے یہ

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۵۸ قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتَابِ

اس واسطے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں فلا لے لے کتاب والو

منزل ۲

عزیز بمعنی غالب اور سخت گیری جمع ہے یعنی وہ اپنے مومن بھائیوں کے سامنے عاجز اور ان پر مہربان ہوں گے لیکن کافروں کے حق میں سخت ہوں گے اور ان کے سامنے کبھی نہیں جھکیں گے وہ اللہ کی راہ میں محض اللہ کی خوشنودی کے لئے اور اس کے دین کی سر بلندی کی خاطر جہاد کریں گے اور کسی کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔ ۹۹ یہود و نصاریٰ کی دوستی سے منع کرنے کے بعد فرمایا تمہاری دوستی تو صرف اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں سے ہونی چاہئے تم انہی سے دوستی اور موالا ت کرو یہی تمہارے دوست ہیں۔ یہود و نصاریٰ تو آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ تمہارے کبھی دوست نہیں بن سکتے۔ وجہ النظر انہ تعالیٰ لہما نہی فی الآیات المتقدمة عن موالا ت الکفار امر فی ہذا الایۃ بموالا تہ من یحب موالا تہ (کبیر ج ۳ ص ۳۷) اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کار ساز ہے مومنین اسی پر بھروسہ کریں اور اسی کو کار ساز سمجھیں۔ اللہ کے رسول کی ولایت سے مراد یہ ہے کہ آپ کا اتباع کیا جائے اور آپ کے تمام حقوق محبت سے ادا کئے جائیں اور مومنین کی ولایت سے مراد یہ ہے کہ آپس میں محبت و اتفاق سے رہیں اور نیکی کے کاموں میں باہم دیگر تعاون کریں۔ ۱۰۰ یہ پہلے موصول آئینہ آمنا سے بدل ہے وہم راکعون یہ یقیمون اور یؤتوت کے فاعل سے حال ہے اور راکعون کے معنی ہیں۔ خاشعون متواضعون للہ تعالیٰ (رو ۶: ۲۶) علامہ خازن نے لکھا ہے کہ رکوع سے یہاں خضوع مراد ہے۔ المراد من الرکوع هنا الخضوع والمعنی ان المؤمنین یصلون ویزکون وہم متقادون خاضعون لاوامر اللہ ونواہیہ (خازن ج ۲ ص ۵۵) یہ ان ایمان والوں کی صفیتیں ہیں جن سے دوستی رکھنی چاہئے یعنی وہ نماز، زکوٰۃ اور دوسرے تمام اعمال پورے اخلاص اور خشوع و تواضع سے بجالاتے ہوں اور ان کے اعمال

یعنی تمہارے دوست والے دین کے ساتھ

یہ لکھا کہ کوئی ان سے دوسری سنت کرے

شائبہ نفاق و ریا سے پاک ہوں۔ مومنین کی یہ صفات بیان کر کے منافقین سے احتراز کرنے کی تعلیم دینا مقصود ہے کیونکہ وہ بھی مومن ہونے کے مدعی تھے۔ المراد بن کر ہذا الصفات تمیز المؤمنین عن المنافقین لان المنافقین کانوا یبدعون انہم مؤمنون۔ (خازن و کبیر ج ۳ ص ۳۷) ۱۰۱ جو لوگ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین سے دوستی اور محبت کا رشتہ قائم کرتے ہیں یعنی اللہ اور رسول کی پوری پوری اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں اور ایمان والوں کے خلاف بغض و عداوت نہیں رکھتے بلکہ ان سے اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہتے ہیں تو یہ لوگ حترب اللہ یعنی موضع قرآن و جب حضرت کی وفات پر عرب دین سے پھرے تو حضرت صدیق نے مین سے مسلمان بلائے ان سے جہاد کروایا کہ تمام عرب پھر مسلمان ہوئے یہ ان کے حق میں بشارت ہے ۱۰۲ بعض یہود اور بعض مشرک اذان کی آواز پر نہتے۔ یہ ان کی بے عقلی تھی۔ اللہ کی بڑائی ہر دین میں بہتر ہے۔

فتح الرحمن ۱۲ مترجم گوید این وعدہ در زمان حضرت ابوبکر صدیق متحقق شد و مہاجران و انصار و تابعان ایشا با حتران جہاد کردند و اللہ اعلم ۱۲ فلا مترجم گوید یعنی باذان استہزا کردند واللہ اعلم ۱۲

هَلْ تَنْقُصُونَ مَنَّا إِلَّا أَنْ أُمَّا بِاللَّهِ وَمَا

کلیا ضد ہے کتہ تم کو ہم سے مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو

أَنْزَلَ إِلَيْنَا وَمَا أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنْ أَكْثَرُكُمْ

نازل ہوا ہم پر اور جو نازل ہو چکا پہلے اور یہی کہ تم میں اکثر

فَاسِقُونَ ۵۹ قُلْ هَلْ أَنْبَأُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ ذَٰلِكِ

نافرمان ہیں تو کہہ میں تم کو بتلاؤں ان میں کس کی دل سہلہ بُری

مَثُوبَةٌ عِنْدَ اللَّهِ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ

جزا ہے اللہ کے ہاں وہی جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب نازل کیا

وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْفِرْدَوْسَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتِ

اور ان میں سے بعضوں کو بندر بنادیا اور بعضوں کو سور اور جنہوں نے بندگی کی شیطان کا

أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۶۰

وہی لوگ بدتر ہیں جگہ اور بہت بیکے ہوئے ہیں سیدھی راہ سے

وَرَاذًا حَآءُكُمْ قَالُوا أَمَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَ

اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے کفر اور حالت یہ کہ کافی آئے تھے اور

هُمْ قَدْ خَرَجُوا إِلَيْنَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا

کافر ہی چلے گئے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ

يَكْتُمُونَ ۶۱ وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يُسَارِعُونَ

پھپھانے ہوئے تھے اور تو دیکھیں گے بہتوں کو ان میں سے کہ دوڑتے ہیں عجلہ

فِي الْأَثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ الشَّرْحَ ۶۲

گناہ پر اور ظلم اور حرام کھانے پر

كِبَاسٍ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۶۳ لَوْلَا يَنْهَاهُمْ

بہت بُرے کام ہیں جو کر رہے ہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے

منزل ۲

اللہ کی جماعت ہیں اور اللہ کی جماعت ہی انجام کار غالب اور کامران ہوتی ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں سے محبت و موالات کرنے کی ترغیب ہے ۵۲ پہلے یہود و نصاریٰ کی موالات سے منع فرمایا اب یہاں منافقین اہل کتاب اور مشرکین سے دوستی اور محبت کرنے سے منع فرمایا۔ الذین اتخذوا دینکم هزوا ولعلکم من الغی سے منافقین اہل کتاب مراد ہیں جنہوں نے دین اسلام کو ایک کھیل اور مذاق بنا رکھا تھا کیونکہ جب وہ مسلمانوں کے پاس آتے تو کہتے ہم مومن ہیں اور جب اپنے منادید کے پاس جاتے تو کہتے ہم تمہارے دین پر ہی ہیں مسلمانوں کی نمازوں میں ہم شخص بغرض اکہزار شریک ہو جاتے ہیں۔ وَرَآذًا حَآءُكُمْ لَعَنَ الْغِيَابِ ان کے استہزاء کا بیان ہے یعنی وہ نماز میں تمہارے ساتھ شخص اکہزار و تمسخر کے لئے شریک ہوتے ہیں اور اس سے ان کا مقصد تمہیں دھوکہ دینا ہے تاکہ تم ان کو مومن سمجھو

لَا تَنْهَاهُمْ عَنِ الْقَوْلِ يَقُولُونَ هَذِهِ الْأَعْمَالُ الَّتِي

اتینا بہا استمزلنا علیہا مسلمین و مسخریۃ منہم فانہم یظنون اننا

علی دینہم مع اننا لسنّا کذا الک (کیر ج ۳ ص ۲۳)

۵۲ پہلے فرمایا کہ جن اہل کتاب نے تمہارے دین کو ایک کھیل بنا رکھا ہے ان سے موالات نہ کرو یہاں فرمایا ان سے پوچھو تو یہی کہہ رہے

دین کی کوئی بات تم کو ناپسند ہے جس کی وجہ سے تم نے اس کو استہزاء و تمسخر کا نشانہ بنا رکھا ہے کیا تمہیں یہ بات پسند اور گوارا نہیں کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں ہم سے پہلے نازل ہوئی

ہیں ہم ان سب کو سچی مانتے ہیں ہمارا دین تو یہی ہے کیا تمہیں یہ باتیں ناپسند ہیں، حالانکہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی بری اور ناپسندیدہ

ہمیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ اَنَّا کُنَّا کُفْرًا فَسَقُونَ تمہاری کثرت سرکش اور تمرد ہے اور تم بغض و عناد اور سرکشی کی وجہ سے تمہارے

دین سے استہزاء کرتے ہو حضرت نے فرمایا یہاں اَعْلَمُوا غُرُوبَ

ای داعلموا ان اکثرکم فسقون۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ داؤ زائد ہے اور جملہ ماقبل کی علت اور اصل میں لام تعلیل مقدر

ہے۔ ای هل تنقمون منا الا الایمان لان اکثرکم فسقون (رو ۶ ج ۲ ص ۱۷۷)

۵۳ یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ (علیہ السلام) تمہارے دین سے بدتر دین ہم نے نہیں دیکھا تو اس کے جواب میں یہ

آیت نازل ہوئی۔ ہذا جواب للیہود لما قالوا ما نعرفہ، دینا

۵۴ (غازن ج ۲ ص ۲۷) یعنی آپ یہود سے فرما دیں کہ ہمارے دین کو تم اپنے زعم میں سب سے برا سمجھتے ہو اور میں تمہیں

بتاؤں کہ سب سے بُرا دین کس کا ہے اور خدا کے یہاں کس دین والے کو بدترین جزا ملے گی۔ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ اس سے پہلے مضاف

مخوف ہے۔ ای دین من لعنہ اللہ (مدار ج ۱ ص ۲۲) یعنی سب سے برا دین تو ان لوگوں کا ہے جو بارگاہ خداوندی سے ملعون

و مطرود ہے اور جن پر خدا کا غضب ہوا اور جن کو اللہ تعالیٰ نے بطور سزا سے کھرکے بندر اور خنزیر بنادیا اور جنہوں نے شیطان کی عبادت کی

الطاغوت کے دو معنی ہیں (۱) شیطان اور (۲) ہر مبعود غیر خدا یہاں

دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ والطاغوت هو الشیطان وقیل هو العجل وقیل هو الکھان والحبار وجملة ان کل من اطاع احد فی معصیۃ اللہ فقد عبدہ وهو الطاغوت (غازن ج ۲ ص ۱۷۷)

۵۵ اشارہ مذکورہ بالا ملعونین، مغضوبین، موسومین اور عباد شیطان کی طرف ہے وہ لوگ جن کے حالات یہ ہیں یعنی یہود و عیسیٰ کے یہاں سب کے بُرے ہیں اور سیدھی راہ سے بہت دور ہیں اور جہنم میں ان کا ٹھکانا بہت بُرا ہے۔ ۵۶ حَآءُكُمْ کا فاعل وہی منافقین یہود ہیں جو کافروں سے دوستی رکھتے اور دین اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں یہاں ان کے نفاق اور خبیث باطن کا بیان فرمایا جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو دل و جان سے ایمان لائے ہیں وَفَکَ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ جملہ قَالُوا کی ضمیر سے حال ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنے دلوں میں کفر لے کر آتے ہیں اس لئے ان کا دعویٰ ایمان سراسر جھوٹا ہے۔ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا إِلَيْنَا

معنی اللہ کی جماعت کی وجہ سے تمہیں ہم سے منع فرمایا۔ الذین اتخذوا دینکم هزوا ولعلکم من الغی سے منافقین اہل کتاب مراد ہیں جنہوں نے دین اسلام کو ایک کھیل اور مذاق بنا رکھا تھا کیونکہ جب وہ مسلمانوں کے پاس آتے تو کہتے ہم مومن ہیں اور جب اپنے منادید کے پاس جاتے تو کہتے ہم تمہارے دین پر ہی ہیں مسلمانوں کی نمازوں میں ہم شخص بغرض اکہزار شریک ہو جاتے ہیں۔ وَرَآذًا حَآءُكُمْ لَعَنَ الْغِيَابِ ان کے استہزاء کا بیان ہے یعنی وہ نماز میں تمہارے ساتھ شخص اکہزار و تمسخر کے لئے شریک ہوتے ہیں اور اس سے ان کا مقصد تمہیں دھوکہ دینا ہے تاکہ تم ان کو مومن سمجھو

یہ بھی قائلوں کے فاعل سے حال واقع ہے یعنی جب وہ آپ کی مجلس سے چلے جاتے ہیں تو اس وقت بھی ان کے دلوں میں وہ کفر ہاگزس ہوتا ہے اور آپ کے وعظ و تبلیغ اور قرآنی آیات کا ان کے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ وہ اللہ کی آیات سن کر اور ان کا انکار کر کے کفر میں اور پختہ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقَدْ كَفَرُوا عَلَيْهِمْ عَسَىٰ جَمْعُ السَّجْدَةِ ۝۶۷) منافقین یہودی خیانت بیان کرنے کے بعد ان کے عام غلط کار علماء اور بد عمل درویشوں پر تنکوی فرمایا کہ وہ برائی کے ہر میدان میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ وہ لوگوں کو شرک سکھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام محدود کو توڑتے ہیں، رشوتیں لیتے ہیں اور غیر اللہ کی نیازیں کھاتے ہیں۔ (۱۱۲) اَلَا شِمَّ سَے مراد شرک کلمات ہیں۔ وقیل کلمۃ الشریک وهو قولہم عزیر ابن اللہ (ابو السعود ج ۳ ص ۳۱۳)

المائدہ ۵

۲۸۶

لا یحب اللہ

الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِشْمَ

درویش منہ اور علماء کتاہوں کی بات کہنے سے

وَأَكْلِهِمُ السَّحْتِ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝۶۸

اور حرام کھانے سے بہت ہی برے کام ہیں جو کر رہے ہیں

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يُدْعِي اللَّهُ مَغْلُوبَةً عَلَيْهِمْ

اور یہود کہتے ہیں اللہ کا ہاتھ کمزور ہوا ہے اور انہی کے ہاتھ

أَيْدِيهِمْ وَلَعَنُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ هُمْ يُدْعَوْنَ

بند ہو جاویں اور لعنت ہے ان کو اس کہنے پر۔ بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ

مَبْسُوطَتَيْنِ يُفْنِقُ كَيْفَ يَشَاءُ وَلِيَزِيدَنَّ

کھلے ہوئے ہیں اللہ شریک کرتا ہے جس طرح چاہے اور ان میں بہتوں کو

كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَّا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

برے کی طرف سے اس کلام سے جو تجھ پر اترا ہے رب کی طرف سے

طَغْيَانًا وَكُفْرًا ط وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ

شرارت اور انکار اور ہم نے ذال رحمی ہے ان میں دشمنی

وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ط كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا

اور بے قیامت کے دن تک جب کبھی آگ سلگاتے ہیں

لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَكَسْبَعُونَ فِي الْأَرْضِ

لڑائی کے لئے اللہ اس کو بجھا دیتا ہے اور دوڑتے ہیں ملک میں

فَسَادًا ط وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝۶۹ وَكَوْنَنَّ

فساد کرتے ہوئے اور اللہ پسند نہیں کرتا فساد کرنے والوں کو

أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقُوا الْكُفْرَ نَا عَنْهُمْ

اہل کتاب ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم دور کر دیتے ان سے

منزل ۲

یعنی فاعل کی نیاز کھانا۔

یعنی فاعل کی نیاز کھانا۔

یا اشم عام ہے اور اس سے ہر گناہ مراد ہے اَلْعُدْوَانُ اللہ کی حدود سے تجاوز کرنا۔ السَّحْتِ یعنی رشوت اور غیر اللہ کی نذر و نیاز وہ جو کچھ کر رہے ہیں بہت برا ہے۔ عام علماء یہودیہ تنکوی کے بعد ان کے اکابر علماء اور شیواؤں پر تنکوی فرمایا کہ ان لوگوں کو تو مذکورہ یہودیوں اور ان کے انجام بد کا پورا پورا علم تھا انہوں نے ان کو ان کاموں سے کیوں نہ روکا ان کی یہ خاموشی اور حق پوشی بہت ہی بری بات ہے۔ المراد ہنا تخصیص الذین یقتدی بہم افناء ہم ویعلمون فباحۃ ما ہم فیہ الخ (ابو السعود ج ۳ ص ۳۱۴) یہ بھی یہودیہ تنکوی ہے یہودیوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط مسلط کر دیا اس اثنا میں انہوں نے اپنے مشرکانہ عقیدے کے تحت عم اس کی قبر پر بکری ذبح کی تاکہ بارش ہو جائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے تنکوی اسباب کے تحت بارش برساتی تو یہودی بول اٹھے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ بخیل ہے وہ ہمیں رزق نہیں دیتا بلکہ ہم جب فقیروں اور درویشوں کو پکارتے اور ان کی نیازیں دیتے ہیں تو وہ ہماری روزی کا انتظام کرتے ہیں مالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر و شرک کی وجہ سے بطور سزا ان پر روزی تنگ کر دی تھی۔ اگر وہ اللہ کی کتاب پر عمل کرتے اور اس کی تعلیمات سے منہ نہ موڑتے تو اللہ تعالیٰ ان پر روزی تنگ نہ فرماتا بلکہ فراخی سے دیتا جیسا کہ فرمایا اَلَا تَتَذَكَّرُ اَقَامُوا التَّوْبَاتِ وَالْإِحْسَانَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا يَسْمَعُونَ قَوْلَهُمْ وَمِنْ تَحْتِ أَجْلِهِمْ (مائدہ ۷۸) یہودی اس گستاخانہ گفتگو کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی عَلَيْنَا أَيْدِيَهُمْ وَلَعَنُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ هُمْ يُدْعَوْنَ اس قول شیع کی وجہ سے ان کے دلوں میں بخل کی بیماری پیدا کر دی گئی اور انہیں اللہ کی رحمت سے دور کر دیا گیا یہ یہودیہ بددعا ہے اور اللہ کی بددعا ان کے دلوں میں بخل کی بیماری پیدا کرنے سے عبارت ہے۔ دعاء علیہم بالبحال لمذموم کما قال الزجاجة ودعاء بذلک عبادة عن خلقہ الشیخ فی قلوبہم والقبط فی ایدہم (دعویٰ ۶ ص ۳۸۷) چنانچہ یہودیہ کے عوام و خواص کی یہی حالت تھی۔ خواص یعنی علماء اور درویش تو صرف عوام سے نذر

بٹورنے کے بارے میں اپنے ہاتھ سے کچھ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور عوام کا یہ حال تھا کہ وہ توحید اور اللہ کے دین کی خاطر ایک پانی خرچ نہیں کرتے تھے وہ جو کچھ بھی خرچ کرتے تھے غیر اللہ کی نیازیوں اور احبار و روحان کے نذرانوں ہی میں خرچ کرتے تھے۔ یہ جواب تنکوی ہے اور یہودیہ کے قول شیع کا رد ہے یعنی اللہ تعالیٰ تو ہر گز بخل نہیں وہ تو بہت بڑا کریم اور فیاض ہے اور جس طرح چاہتا ہے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق خرچ کرتا ہے جس طرح غل میں یعنی ہاتھ کا بندھا ہوا ہونا بخل اور نہ خرچ کرنے سے کنایہ ہے اسی طرح بسط میں یعنی ہاتھ کا پھیلا نا سخاوت اور خرچ کرنے سے کنایہ

موضح قرآن و یہودیہ بولنا رواج تھا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہوا یعنی ہم ہر روزی تنگ ہوئی یہ کفر کا لفظ ہے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ کبھی بند نہیں دونوں ہاتھ کھلے ہیں قہر کا اور مہر کا تم پر اب قہر کا ہاتھ کھلا مہر کا اوروں پر فرمایا کہ اللہ نے ان میں اتفاق نہیں رکھا جب آگ سلگاتے ہیں یعنی فتنہ انگیزی کرنے ہیں کتا پس میں سب کو بلا کر مسلمانوں سے لڑیں وہ اللہ بھجوا دیتا ہے آپس میں پھوٹ جاتے ہیں۔

فتح الرحمن و یعنی بخل دار ۱۲ و مترجم گوید یعنی جو می خواہند کہ باعد از خود کہ متدین بہ یہودیت نیستند جنگ کنند مقہور و مغلوب می شوند واللہ اعلم ۱۳۔

بھی وہ اسلام کے خلاف اعلان جنگ کریں گے ہم انکے منصوبے کو ناکام بنادیں گے اور وہ تمہارے ساتھ جنگ نہیں کر سکیں گے۔ آگ جلانے سے ارادۂ جنگ مراد ہے کیونکہ عرب میں دستور تھا کہ جب کوئی قوم کسی قوم کے خلاف اعلان جنگ کرتی تو کسی اونچے ٹیلے پر آگ جلاتی۔ اور آگ بجھانا ان کے شر سے محفوظ رکھنے سے گناہ ہے۔

۱۴؎ یہ لوگ ہر وقت فتنہ فساد برپا کرنے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کمر و فریب کرنے میں لگے رہتے اللہ تعالیٰ ایسے شر انگیز اور فتنہ خیز لوگوں کو پسند نہیں فرماتا اسی لئے سچے مسلمانوں کے خلاف ان کے تمام منصوبوں اور جنگی تدبیروں کو ناکام کر کے مسلمانوں کو انکے شر سے بچالیتا ہے۔ ۱۵؎ اُنْكِتَ آبِ جنس ہے اور تورات و انجیل دونوں کو شامل ہے اس لئے اہل کتاب سے یہاں یہود و نصاریٰ دونوں فرقہ مراد ہیں یہاں اہل کتاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ترغیب دی گئی ہے اور ساتھ ہی ایمان لانے کی صورت میں انہیں بشارت اخروی بھی سنائی گئی ہے۔ اگلی آیت میں بشارت دنیوی مذکور ہے۔ ۱۶؎ اقامتِ تورات و انجیل سے ان پر کماحقۃ عمل کرنا مراد ہے یعنی تورات و انجیل کی تعلیمات پر عمل کریں۔ اللہ کی توحید پر ایمان لائیں۔ غیر اللہ کی نذر و نیاز اور شرک فی التصرف سے احتراز کریں۔ لَا تَكْفُرُوا الخ۔ یہ وسعت رزق سے گناہ ہے یا مِنْ قَوْفِرِهِمْ سے بارش مراد ہے کیونکہ اسی کے ذریعے زمین انواع و اقسام رزق پیدا کرتی ہے اور مِنْ تَحْتِ آرْجُلِهِمْ سے زمین کی پیداوار پھل، میوے اور غلے وغیرہ مراد ہیں۔ قَالَ الْيَهُونَا عَبَّاسٌ وغیرہ یعنی امطر والنبات وقيل المعنى لو سعاد عليهم في اخر ناقهم واكلوا متواصلًا (قرطبی ج ۶ ص ۲۳)

۱۷؎ اہل کتاب سب کے سب ہی سرکش اور معاند نہیں بلکہ کچھ لوگ انصاف دوست اور اعتدال پسند بھی ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے یہود و نصاریٰ سے اسلام قبول کر لیا تھا مثلاً عبداللہ بن سلام اور نجاشی وغیرہ۔ لیکن ان کی اکثریت معاند ہے۔ ضد وعناد سے حق کا انکار کرنا اور حق کو چھپانا ان کا کام ہے۔ مَا يَأْمُرُ بِمَا يَعْمَلُونَ مِنَ الْعِنَادِ وَالْمَكَارَةِ وَتَحْوِيلِ الْحَقِّ

یعنی جس فی التصرف
کرکتے اور غیر اللہ کی
نذر و نیاز نہ دیتے
۱۸؎
۱۹؎
۲۰؎
۲۱؎
۲۲؎
۲۳؎
۲۴؎
۲۵؎
۲۶؎
۲۷؎
۲۸؎
۲۹؎
۳۰؎
۳۱؎
۳۲؎
۳۳؎
۳۴؎
۳۵؎
۳۶؎
۳۷؎
۳۸؎
۳۹؎
۴۰؎
۴۱؎
۴۲؎
۴۳؎
۴۴؎
۴۵؎
۴۶؎
۴۷؎
۴۸؎
۴۹؎
۵۰؎
۵۱؎
۵۲؎
۵۳؎
۵۴؎
۵۵؎
۵۶؎
۵۷؎
۵۸؎
۵۹؎
۶۰؎
۶۱؎
۶۲؎
۶۳؎
۶۴؎
۶۵؎
۶۶؎
۶۷؎
۶۸؎
۶۹؎
۷۰؎
۷۱؎
۷۲؎
۷۳؎
۷۴؎
۷۵؎
۷۶؎
۷۷؎
۷۸؎
۷۹؎
۸۰؎
۸۱؎
۸۲؎
۸۳؎
۸۴؎
۸۵؎
۸۶؎
۸۷؎
۸۸؎
۸۹؎
۹۰؎
۹۱؎
۹۲؎
۹۳؎
۹۴؎
۹۵؎
۹۶؎
۹۷؎
۹۸؎
۹۹؎
۱۰۰؎

فتح الرحمن اول یعنی سائر کتب سابقه ۱۲ و حاصل آنست که اگر بر بامی داشتند حکم تورات و انجیل را پیش از نزول قرآن و پیش از آنکه حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم مبعوث شود برکت فراوان نصیب ایشان می شد لیکن مخالفت کردند پس با نولوع بلامبتلا گشتند ۱۲ و یعنی یک آیت هم نرساندی و الله اعلم ۱۳ و یعنی قرآن و سائر کتب سابقه ۱۳ -

منزل ۲

۱۳۷ عہد لینے کے بعد ہم ان کی طرف لگا تار پیغمبر بھیجتے رہے تاکہ وہ ان کو عہد کی یاد دہانی کراتے رہیں اور ان کو وعظ و نصیحت کے ذریعے عہد پورا کر نیکی تلقین کرتے رہیں۔ بعد فوہ ذلک ویتہدوہم بالعظۃ والتزکیو ویطلعونہم علی مایاتون ویدسون فی دینہم (سرو ح) بنی اسرائیل کے پاس بھی تورات ہو تو واقعی اور ان کی طرف جتنے پیغمبر تشریف لائے وہ سب تورات سے مسئلہ توحید بیان کرتے تھے لیکن بنی اسرائیل کے علماء اور درویش اس مسئلہ کی وجہ سے ان کی مخالفت کرنے لگتے ہی حال آج کل کے علماء و سورا کا ہے کہ ان کے پاس بھی قرآن مجید موجود ہے لیکن جب علماء ربانی قرآن مجید سے مسئلہ توحید بیان کرتے ہیں تو علماء سورا اور سجادہ نشینان مسئلہ توحید کی وجہ سے ان کے دشمن بن جاتے ہیں اور ان کے خلاف جموٹا پھونکنا شروع کر دیتے ہیں۔ ۱۳۸ عہد باتیں ان کی

نفسانی خواہشات اور ان کی اپنی مختصرات کے خلاف تھیں، مثلاً مسئلہ توحید، غیر اللہ کی نذر و نیاز کی حرمت وغیرہ۔ ۱۳۹ فتزۃ کے معنی آزمائش اور ابتلا کے ہیں فَعَمُوا دین کی جو راہ رسولوں نے ان کو دکھائی تھی اس سے وہ محض سرکشی اور عناد کی وجہ سے دیدہ و دانستہ اندھے بن گئے وَصَمُوا اور حق بات سننے سے بہرے بن گئے۔ یعنی بنی اسرائیل نے سمجھا کہ اللہ کی طرف سے ان پر کوئی عذاب یا امتحان نہیں آئے گا کیونکہ وہ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاءُ (ہم اللہ کے چہیتے اور اس کے محبوب ہیں) کے فخر میں مغرور و سر مست تھے (قرطبی) اس لئے انہوں نے تورات کے احکام سے انکسب اور کان بند کر لئے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی۔ ۱۴۰ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کی توفیق دینے اور ان کی توبہ قبول کرنے کا سامان اس طرح ہم پہنچایا کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم کو مبعوث فرمایا جنہوں نے بنی اسرائیل کو توبہ کی راہ دکھائی کہ اگر وہ اللہ کی توحید پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ ان کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ (قرطبی) یا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاکر توبہ کرنی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ تاب اللہ علیہم حسین تابوا وامنوا بحیث علیہ السلام (مظہر حق) ۱۴۱ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ نے اللہ کی توحید اور اپنی نبوت کی طرف دعوت دی تو ان میں اکثر پھر حق سے اندھے اور جھگڑے ہو گئے اور ضد و عناد اور بغض و حسد کی وجہ سے حق کا انکار کر دیا اور ان میں سے بہت کم لوگوں نے حق کو قبول کیا۔ ۱۴۲ یہ دوسرا مسئلہ ہے جو بَلَّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ میں داخل ہے یعنی آپ اس مسئلہ کی بھی تبلیغ اور اشاعت فرمادیں کہ جو لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ سے موصوف کرتے ہیں مثلاً ان کو متصرف فی الامور اور مختار سمجھتے ہیں وہ بلاشبہ کافر ہیں شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں نصاریٰ میں دو قول ہیں بعض کہتے ہیں اللہ ہی تھا جو صورت مسیح میں آیا اور بعض کہتے ہیں تین حصہ ہو گیا، ایک اللہ، ایک روح القدس ایک مسیح یہ دونوں باتیں ہو گیا، ایک اللہ، ایک روح القدس ایک مسیح یہ دونوں باتیں

۱۳۷ عہد لینے کے بعد ہم ان کی طرف لگا تار پیغمبر بھیجتے رہے تاکہ وہ ان کو عہد کی یاد دہانی کراتے رہیں اور ان کو وعظ و نصیحت کے ذریعے عہد پورا کر نیکی تلقین کرتے رہیں۔ بعد فوہ ذلک ویتہدوہم بالعظۃ والتزکیو ویطلعونہم علی مایاتون ویدسون فی دینہم (سرو ح) بنی اسرائیل کے پاس بھی تورات ہو تو واقعی اور ان کی طرف جتنے پیغمبر تشریف لائے وہ سب تورات سے مسئلہ توحید بیان کرتے تھے لیکن بنی اسرائیل کے علماء اور درویش اس مسئلہ کی وجہ سے ان کی مخالفت کرنے لگتے ہی حال آج کل کے علماء و سورا کا ہے کہ ان کے پاس بھی قرآن مجید موجود ہے لیکن جب علماء ربانی قرآن مجید سے مسئلہ توحید بیان کرتے ہیں تو علماء سورا اور سجادہ نشینان مسئلہ توحید کی وجہ سے ان کے دشمن بن جاتے ہیں اور ان کے خلاف جموٹا پھونکنا شروع کر دیتے ہیں۔ ۱۳۸ عہد باتیں ان کی

لا یحب اللہ ۶ ۲۸۹ المائدہ ۵

اعْبُدُوا اللَّهَ رَبَّنَا وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ

بندگی کرو اللہ کی رب ہے میرا اور تمہارا بیشک جس نے شریک ٹھہرایا

بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا فِيهَا النَّارُ

اللہ کا سوا حرام کی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝۲۱ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ

اور کوئی نہیں گناہگاروں کی مدد کرنے والا ہے بیشک کافر ہوئے اللہ جنہوں نے

قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثٍ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهُ

کہا اللہ ہے تین میں کا ایک وہ حالانکہ کوئی معبود نہیں بخیر ایک

وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ أَعْمَاءُ يَقُولُونَ كَيْفَ

معبود کے ۱۳۷ اور اگر نہ ہاں آدین گے اس بات سے کہ کہتے ہیں تو بیشک پہنچے گا

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۲۲ أَفَلَا يَتُوبُونَ

ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کو عذاب دردناک ہے کیا کیوں نہیں توبہ کرتے ۱۳۸

إِلَى اللَّهِ وَكَيْسْتَغْفِرُ مِنْهُ ۝۲۳ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۲۴

اللہ کے آگے اور گناہ بخشولے اس سے اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ

نہیں ہے مسیح مریم کا بیٹا ۱۳۹ مگر رسول گذر چکے اس سے

قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۝۲۵ كَانَا يَأْكُلَنِ

پہلے بہت رسول اور اس کی ماں ولی ہے دونوں کھاتے تھے

الطَّعَامَ ۝۲۶ أَنْظِرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ نَحْنُ

کھانا ۱۴۰ دیکھ ہم کیسے بتلاتے ہیں ان کو دلیلیں پھر

أَنْظِرْ أَنِي يُؤْفَكُونَ ۝۲۷ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

دیکھ کہاں اللہ جا رہے ہیں وہ تو کہہ دے تم ایسی چیز کی بندگی کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر ۱۴۱

منزل ۲

صریح کفر ہیں۔ فائدہ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا یہاں اتحاد سے اتحاد صفات مراد ہے یعنی نصاریٰ کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اختیارات دیدئے تھے اور وہ متصرف فی الامور تھے۔ بہر حال لفظ اللہ سے وصف مشہور مراد ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے لکل ضرعون موسیٰ ای لکل مبطل مُحِق ۱۴۲ عیسائیوں کے پیر اور پادری کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے آباؤ اجداد کو ہی تعلیم دے گئے تھے کہ وہ ان کو متصرف و مختار سمجھ کر ان کو پکارا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب فرمائی اور اپنے پیغمبر حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف سے صفائی پیش موضع قرآن و نصاریٰ میں دو قول ہیں بعض کہتے ہیں اللہ ہی تھا جو صورت مسیح میں آیا اور بعض کہتے ہیں تین حصہ ہو گیا ایک اللہ، ایک روح القدس ایک مسیح یہ دونوں باتیں صریح کفر ہیں کالوں کے حق میں یہی کہتے جو آگے فرمایا یعنی اس سے زیادہ کیا نشانی کہ جو شخص کھانا کھاوے اسے سب حاجت بشری لگے۔ اللہ کی ذات پاک اس لائق کب ہے۔

فتح الرحمن ۱۱ اعتقاد ملول نوعی از شرک است ۱۲ یعنی در تہ الوہیت سہ کس ہستند کی خدا و دیگر عینی و عینی روح القدس ۱۳ یعنی ہل اعرار از ایشان ۱۴ یعنی از معرفت حق ۱۵

کی کہ انہوں نے تو بنی اسرائیل کو یہی تعلیم دی تھی کہ وہ صرف اللہ ہی کو متصرف و کار ساز سمجھیں۔ اسی کو پکاریں۔ اسی کی نذر میں متنبیں دیں اور ہر طرح کی عبادت اسی کے لئے بجا لائیں۔ اور شرک نہ کریں بلکہ شرک سے کوسوں دور بھاگیں۔ کیونکہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس پر جنت حرام ہے۔ اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ قیامت کے دن اس کا کوئی یا مددگار نہیں ہوگا جو اسے اللہ کے عذاب سے بچا سکے اور نہ اس کے حق میں کسی پر و غمیر کی سفارش قبول ہوگی۔ ای دعالہ عند اللہ ناصر ولا معین ولا منقذ مما هو فیہ (ابن کثیر ص ۲۷ ج ۲) ای ما لہم من احد ینصرہم بانقاذ من النار وادخالہم الجحیم اما بطریق المغالبۃ و بطریق الشفاعة ردح ۶ ص ۲۷) اللہ تبارک و تعالیٰ جو ببلغم ما انزل لیک میں داخل ہے۔ بعض نصاریٰ حضرت مسیح کے علاوہ ان کی والدہ کی الوہیت کے بھی قائل تھے۔ ان کے نزدیک آلہ یعنی معبودوں کی تعداد تین ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ، حضرت مسیح اور حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام جیسا کہ سورۃ مائدہ کے آخری رکوع میں آ رہا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام سے فرمائے گا: - اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاَقْرَبِیْ الْهٰیۡنِ مِنْ دُوْنِیْ - اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان عیسائیوں کو بھی کافر فرمایا جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین معبودوں میں کا ایک ہے۔ ۱۳۱ مالاکہ معبود اور پکار کے لائق صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ یہی تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم تھی اور خود حضرت مسیح علیہم السلام نے بھی بنی اسرائیل کو یہی تعلیم دی تھی اِنْ لَمْ یَدْعُوْا اِلَیْہِمْ لَوْ کَانَ اَوْفَیْ اَفْعَالٍ وَاَفْعَالٍ سے باز نہ آئے بلکہ ان پر اصرار کیا تو انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ یہ مشرکین نصاریٰ کے لئے توحیف اخروی ہے۔ ۱۳۲ یہ مشرکین نصاریٰ کو مشرکانہ عقائد و اعمال سے توبہ کرنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کی تہدید آمیز ترمیم ہے۔ واللہ عَفُوٌّ رَّحِیْمٌ یہ توبہ قبول کرنے اور معافی دینے کا وعدہ ہے۔ یعنی اگر وہ شرک و کفر سے سچی توبہ کریں اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگیں تو وہ اس کو معاف کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔ ۱۳۳ یہاں چونکہ ان عیسائیوں کا رد مقصود ہے جو حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہما السلام کو الہ معبود اور متصرف مانتے تھے اور ان کو مہات و مشکلات میں غائبانہ پکارتے تھے۔ اس لئے ان دونوں کا خصوصیت سے ذکر فرمایا اور باقی رسولوں کا اجمالی ذکر کیا۔ مسیح علیہ السلام جس کو عیسائی خدا کا اوتار اور فدائی صفات کا حامل اور مختار و متصرف مانتے ہیں۔ وہ نہ خدا تھا نہ خدا کا اوتار وہ تو مریم کا بیٹا تھا جو کسی کا بیٹا ہو وہ حادث اور اپنے وجود میں محتاج ہوتا ہے۔ وہ الہ نہیں بن سکتا۔ نیز وہ اللہ کا رسول تھا جس کا کام یہ تھا کہ وہ لوگوں کو توحید سکھائے اور شرک سے ان کو روکے۔ اسی طرح ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گذرے ان سب کا ہی کام تھا۔ لہذا جو لوگ خود دوسروں کو شرک سے منع کریں وہ کس طرح خدا کے شریک ہو سکتے ہیں وَاَمَّا صِدِّیْقَتُہٗ اَوْ مَیْمَنُہٗ عَلَیْہِہَا السَّلَامُ کی والدہ صدیقہ تھیں، صدیقیت ولایت کا سب سے اونچا درجہ ہے جو اللہ کی خالص عبادت اور کامل اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت مریم تو خود اللہ کی عبادت گذار تھیں، اس لئے وہ معبود بننے کے لائق ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ ۱۳۴ تشبیہ سے مراد حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہما السلام ہیں۔ اس میں ان کے انتہائی احتیاج کا بیان ہے۔ اور ان کی الوہیت کی نفی پر ایک واضح بیان ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ کھانا کھایا کرتے تھے تو معلوم ہو گیا کہ وہ نہ صرف روتی اور بانی کے محتاج تھے بلکہ ہر چیز کے بھی محتاج تھے جس کی روتی اور بانی کے حاصل کرنے میں ذرا بھی دخل ہو جن کی محتاجی کا یہ مال ہو وہ ہرگز معبود بننے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ اور نہ متصرف و کار ساز ہو سکتے ہیں کیونکہ متصرف و کار ساز وہی ہو سکتا ہے جو ہر چیز سے مستغنی اور بے نیاز ہو نہ ہمارا کانا محتاجین لا نہ ہمارا کانا محتاجین اِلَی الطَّعَامِ اَشَدَّ الْحَاجَۃِ وَالْاَلْہِ ہُو الَّذِیْ یُکُوْنُ غَنِیًا عَنْ جَمِیْعِ الشَّیْءِ فَکَیْفَ یُعْقِلُ اَنْ یُّکُوْنَ الْهَیْآ (کبیر ص ۲۷ ج ۲) ۱۳۵ یہ چوتھی بات ہے جو ببلغم ما انزل لیک کے تحت داخل ہے۔ تعبدون میں خطاب نصاریٰ سے ہے اور من دون اللہ سے حضرت مسیح اور ان کی والدہ مراد ہے۔ والخطاب للنصارى نہاہم عن عبادۃ عیسے و سیرہ (برہن ص ۲۷ ج ۲) والمواد بما لا یملک عیسى او هو واه علیہا الصلوٰۃ والسلام (دعویٰ) یہ نصاریٰ کے عقیدۃ الوہیت مسیح و مریم کے بطلان پر ایک اور دلیل ہے۔ مطلب یہ کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اور جن کو غائبانہ پکارتے ہو وہ تو تمہارے کسی نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ عالم الغیب ہیں کہ تمہارا حال جان لیں اور تمہاری پکار سن لیں۔ یہ صفتیں صرف اللہ ہی میں ہیں۔ وَاللّٰہُ هُوَ التَّوَجِّیْعُ الْعَلِیْمُ اس میں وَاَوْفَعِلِیْہِ ہے اور یہ ماقبل کی علت ہے یعنی ہر بات سننے والا اور ہر چیز کو مہلنے والا تو اللہ ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ۔ اس میں ہُو ضمیر فصل اور خبر کے معرف باللام سے عمر کا مفسر پیدا ہو گیا ہے۔ ای واللہ ہوا السميع لكل شیء لا عیسى وَاُمہ العلیمہ بكل شیء ای لا عیسى وَاُمہ قَالہ الشیخ قدس سرہ۔

فائدہ۔ عام مفسرین نے اگرچہ ببلغم ما انزل الیک میں ماموموم پر محمول کیا ہے اور اس سے تمام احکام مراد لئے ہیں۔ لیکن مذکورہ چار امور کو انہوں نے مستقل احکام قرار دیا ہے اور ما انزل کے تحت داخل نہیں کیا۔ حضرت علی قدس سرہ کے نزدیک ماموموم کے لئے ہے۔ جو تمام احکام کو شامل ہے اور مذکورہ چار باتیں ما انزل کے تحت داخل ہیں۔ یعنی یہ چاروں ان امور ہیں جن کی تسلیغ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے نہ

شیعہ کہتے ہیں اس میں ما انزل سے حضرت علی کی خلافت کا اعلان مراد ہے۔ چنانچہ اس پر وہ ایک روایت بھی پیش کرتے ہیں کہ عذیر خیم کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اس میں آپ نے فرمایا: من کنت مولاه فعلى مولاه۔ یعنی جس کا میں ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔ مولیٰ سے وہ والی اور خلیفہ مراد لیتے ہیں۔

یہ استدلال کئی وجوہ سے درست نہیں ہے (۱) یہ روایت درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔ اس کے اکثر طرق ضعیف اور شاذ ہیں اور بعض طرق موضوع و مردود ہیں۔ جیسا کہ علامہ سید محمود آلوسی نے رو ۱۲ المعانی (۶۷ ص ۱۹۷ ج ۱) میں اس پر تفصیل سے کلام کیا ہے۔ (۲) لفظ مولیٰ لغت عرب میں والی اور ماکم کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ مولیٰ کے معنی آقا، غلام، مددگار، دوست وغیرہ کے آتے ہیں۔ چنانچہ علامہ محمد طبر فرماتے ہیں۔ واسمہ مولیٰ یقع علی الرب واما لک والسید والمنجرح والمعتق والناصر والمحبت والتابع والحجار وابن العم والحلیف والعقید و الصهر العبد المعتق والمنجرح علیہ الخ (مجمع بحوالہ القاموس) ان معانی میں والی یا ماکم کا کوئی ذکر نہیں۔ اس لئے اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مراد لینا سراسر غلط اور محکم ہے۔

۳۷۱ یہ اہل کتاب کے لئے زہر ہے۔ دین میں غلو سے اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنا مراد ہے مثلاً حضرت مسیح اور ان کی والدہ کو اور حضرت عزیر علیہم السلام کو الوہیت کا درجہ دینا اور ان کو حاکمیت میں غائبانہ طور پر پکارنا وغیرہ۔ **تَعْلُو الْحَقَّ** اُخذ میں مقدر کا مفعول ہے جو **لَا تَعْلُو** کے فعل سے حال ہے۔ **هَوَاءَ قَوْمٍ** میں قوم سے یہود و نصاریٰ کے اسلاف اور ان کے آباء و اجداد مراد ہیں۔ فرمایا تم اپنے ان گزشتہ عاملوں اور پیروں اور اپنے باپ دادا کی پیروی میں حق کا انکار نہ کرو جو خود گمراہ تھے اور جنہوں نے گمراہوں لاکھوں بندگان خدا کو توحید اور صراط مستقیم سے گمراہ کیا

ای اسلام فکروا امت کما الذین کانوا علی الضلال قبل مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ کان فیہم جو لوگ خود گمراہ اور ہدین ہوں ان کی پیروی کسی طرح جائز نہیں ان کی پیروی سے حرام و حرام کے سوا کچھ حاصل نہیں **۳۷۸** یہ مشرکین اہل کتاب کے لئے تحریف و ترویج ہے حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان پر جو لوگ ملعون ہوئے ان سے مراد اصحاب السبت ہیں۔ انہیں ہفتے کے دن چھٹی کا شکار کرنے سے منع کیا گیا مگر وہ باز نہ آئے اور اللہ کے حکم کی پروا نہ کی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پر بددعا کی **اللہم العنہم و اجعلہم ایتا** سے اللہ ان کو اپنی رحمت سے دور فرمادے اور انہیں آنے والی نسلوں کے لئے عبرت کی نشانی بنادے۔ تو ان کو اللہ تعالیٰ نے مسخ کر کے بند بنادیا۔ اور جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ملعون ہوئے ان سے اصحاب ماندہ مراد ہیں جنہوں نے آسمان سے دسترخوان اُتارنے کا مطالبہ کیا تھا جب دسترخوان اُترا اور انہوں نے اس سے کھایا بھی مگر ایمان نہ لائے تو حضرت مسیح علیہ السلام نے دعا کی **اللہم العنہم** کما لعنت اصحاب السبت اے اللہ ان کو اسی طرح ملعون و مردود کر دے جس طرح تو نے اصحاب السبت کو کیا تھا۔ ان کو اللہ نے مسخ کر کے خنزیر بنادیا۔ (کبیر ج ۳ صفحہ ۲۴۵) یہ سزا ان کو خدا کی نافرمانی اور اس کی حدود کو توڑنے کی وجہ سے دی گئی۔ **۳۷۹** یہ ان ملعونین کی نافرمانی اور تجاوز عن الحد کی تفصیل ہے۔ یعنی جو برے افعال اور بد اعمالیاں ان کی قوم میں رائج تھیں اور جن کا وہ از نکاب کرتے تھے ان سے وہ ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے۔ **۳۸۰** یہ منافقین اہل کتاب کے لئے زہر ہے۔ یہ لوگ دہرہ کافروں سے دوستی رکھتے تھے اور ظاہر میں

مردہ اور تعلیمی ہے اور
صوم السبعہ علیہم
میں صوم ہے یعنی
تکلی شی اور علیہ
بکلی شی اللہ ہی جو
حضرت عیسیٰ اور مسیح
علیہما السلام نہیں
لغز وہ دفع و ضرر
کے مالک بنی ہیں
میں حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کو بنادیا
عاجات میں متصرف
نہ ہو۔ ۱۲ مسخ کر دینا
ان کی بددعا سے
منہور ہوئے۔ ۱۲
سے خنزیر بنادیا
منافقین ۱۲

۱۰
۱۳

مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۳۷۱

جو مالک نہیں تمہارے بُرے کی اور نہ بھلے کی اور اللہ وہی ہے

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا

سننے والا جاننے والا تو کہہ اے اہل کتاب **۳۷۲**

أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا

مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں ناحق کا اور مت چلو

كثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۳۷۳

بہتوں کو اور بہک گئے سیدھی راہ سے

لَعَنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ

ملعون ہوئے **۳۷۴** کافر بنی اسرائیل میں کے

عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ بیٹے مریم کے

ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۳۷۵

یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گذر گئے تھے

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ

آپس میں منع نہ کرتے **۳۷۶** بُرے کام سے جو وہ کر رہے تھے

لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۳۷۷

کیا ہی بُرا کام ہے جو کرتے تھے تو دیکھتا ہے

كثِيرًا مِمَّنْ هُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

ان میں کہ بہت لوگ **۳۷۸** دوستی کرتے ہیں کافروں سے

مسلمان ہونے کے مدعی تھے **أَنْ يَخْطُ اللَّهُ الْخَبْثَ بَلْئَسَ** کا مخصوص بالذم ہے یعنی انہوں نے کافروں سے دوستی کر کے بہت برا تو شہ آگے بھیجا ہے کہ اللہ کا غضب خرید لیا اور عذاب جہنم میں غلو کے متحق بنے۔ **يَا أَنْ** سے پہلے حرف جرل یا ب محذوف ہے **أَي لَنْ يَأْبَ أَنْ** اس طرح یہ جملہ ماقبل کا سبب ہوگا اور **بَلْئَسَ** کا مخصوص بالذم محذوف ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ جو تو شہ اعمال آگے بھیجا ہے وہ بہت **فَتْحُ الرَّحْمَنِ** یعنی پیشوایان یہود یہ و نصرائیہ کہ برائے ایشان مذہب قرار دیا **۳۷۹**

بری چیز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان پر ناخوش ہو گیا۔ ۱۴۱ھ میں ان کے دعوائے ایمان کی تکذیب ہے۔ یعنی اگر وہ واقعی دل و جان سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہوتے تو کافروں سے دستانہ تعلقات ہرگز نہ رکھتے۔ اس لئے ان کا دعوائے ایمان

سراسر جھوٹا اور محض منافقانہ ہے۔ ۱۴۲ھ نزول قرآن کے وقت تین جماعتیں اسلام کی مخالف تھیں یہودی و نصاریٰ اور مشرکین، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے خلاف شدتِ عداوت کے اعتباراً

سے ان کی درجہ بندی فرمادی۔ شدتِ عداوت میں یہودی سب سے پہلے درجہ پر ہیں اور وہ دنیا میں مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں دوسرے درجے پر مشرکین ہیں۔ دو جماعتوں کا صراحت سے ذکر فرمایا اور تیسری جماعت یعنی نصاریٰ کا حال خود بخود معلوم ہو گیا کہ تیسرے درجے پر نصاریٰ مسلمانوں کے دشمن ہیں ۱۴۳ھ ھُوَ ضَمِيرُ النَّاسِ کی طرف راجع ہے۔ مسلمانوں کے دشمنوں کی درجہ بندی کرنے کے بعد مسلمانوں سے محبت اور دوستی کرنے والوں

کا ذکر فرمایا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو لوگ موجود تھے ان میں سے مسلمانوں کی محبت سب سے زیادہ حبشہ کے ان عیسائیوں کے دلوں میں تھی جنہوں نے مہاجرین حبشہ سے قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سن کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کی نرم دلی کا یہ حال تھا کہ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا گیا تو وہ اس سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

اس آیت میں نصاریٰ سے حبشہ کا بادشاہ نجاشی اور دوسرے وہ عیسائی مراد ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس سے تمام عیسائی مراد نہیں ہیں کیونکہ باقی عیسائی بھی مسلمانوں کے اسی طرح دشمن تھے جس طرح یہودی اور مشرکین۔ لہٰذا وہ جبہ جمع النصاریٰ انہم فی عداوة المسلمین کا لفظ ہے جو قتلہم المسلمین واسترحموا تخریب بلادہم وھدم مساجدہم واحراق مصاحفہم لا وکرامۃ لہم بل الایۃ فیمن اسلم منہم مثل النجاشی واصحاحہم (معالم حبشہ)

۱۴۴ھ یہ ماقبل کی علت ہے قیسین قیس کی جمع ہے جس کے معنی عالم کے ہیں اور یہ لفظ نصاریٰ کے سب سے بڑے عالم پر لولا جاتا ہے فی القاموس ہودئیس النصاریٰ فی العلم (مظہر ص ۱۱۱) اور

دھبائے اہلب کی جمع ہے یعنی تارکِ لہر دنیا اور عبادت گزار درویش۔ حبشہ کے عیسائیوں میں سے جو اسلام لائے ہیں ان میں چونکہ بڑے بڑے علماء اور درویش شامل ہیں اور ان کے دل میں تکبر و غرور نہیں ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے حق کو قبول کر لیا ہے اور یہی ایمان والوں سے ان کی محبت و مودت کی وجہ ہے۔

لَيْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ

کیا ہی بُرا سامان بیچا انہوں نے اپنے واسطے وہ یہ کہ

سَخَطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ

اللہ کا غضب ہوا ان پر اور وہ ہمیشہ عذاب

خِلْدُونَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

میں رہنے والے ہیں اور اگر لکھ وہ یقین رکھتے اللہ پر اور

السَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا

نبی پر اور جو نبی پر اترا تو کافروں کو

أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ كَثِيرٌ مِنْهُمْ فَيَسْقُونَ ﴿۸۱﴾

دوست نہ بناتے لیکن ان میں بہت سے لوگ نافرمان ہیں

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ

تو پادے گا ۱۴۳ھ سب لوگوں سے زیادہ دشمن مسلمانوں

آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ وَ

کا یہودیوں کو اور مشرکوں کو اور

لَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا

تو پاوے گا ۱۴۴ھ سب سے نزدیک محبت میں مسلمانوں کے (حبشہ کے)

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِي ۖ ذَٰلِكَ

ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ

بِأَنَّهُمْ قَيْسِيَّيْنِ وَرُهَبَانَا ۚ

اس واسطے کہ ۱۴۳ھ ان میں عالم ہیں اور درویش ہیں اور

أَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۸۲﴾

اس واسطے کہ وہ تکبر نہیں کرتے

براہی بیان

مراد نصاریٰ حبشہ میں جو ایمان لائے تھے

وَإِذَا سَمِعُوا

1001

فتح الرحمن **ول** یعنی جماعه که اسلم باشند **ول** یعنی پرهیزت **ول** مترجم گوید در آیات مذکوره اشاره است بفضیلت قومی از نصاری حشمت که تبار و جنس طایف نجات آنحضرت صلی الله علیه و سلم آمدند مسلمان شدند و الله اعلم **ول** :-

اللہ وشرع وقرطبی ج ۴ ص ۲۶) یہ ماقبل ہی کی تاکید و تفصیل ہے کہ جو حلال و طیب چیزیں اللہ نے تم کو دی ہیں ان سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ اور جس چیز پر تم ایمان لائے ہو اس سے ڈرتے رہو اور اس کے احکام کی مخالفت ہرگز نہ کرو۔ نہ حلال چیزوں کو حرام جانو اور نہ ان کو بے جا صرف کرو۔ ۱۴۹ یہاں یمن قسم کی دو قسموں یعنی یمن لغوا و یمن منعقدہ کا حکم بیان فرمایا ہے تحریکات عباد کے ابطال کے بعد قسم کے احکام بیان فرمائے۔ دونوں میں ربط اور مناسبت یہ ہے کہ جس طرح ایک شخص اپنی طرف سے تحریم کر کے ایک چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے اسی طرح یمن کے ذریعے بھی حلال کو حرام کر لیتا ہے۔ اس لئے تحریکات عباد کے ساتھ یمن کے احکام بیان فرمادیئے۔ ۱۵۰ یمن لغوی تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر میں ص ۳۸ پر ماثیہ (۴۴۵) میں گذر چکی

وَاذْكُرُوا ۱۵۱ ۲۹۳ المائدة ۵

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿۱۵۱﴾ لَا يُوَافِقُكُمْ

اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم یقین رکھتے ہو وہ خدا نہیں پڑتا تم کو

اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا

اللہ تعالیٰ تمہاری بیہودہ بھلا قسموں پر لیکن پکڑتا ہے اس پر جس

عَقْدْتُمْ الْإِيمَانَ فُكَّارْتَهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ

قسم کو تم نے مضبوط باندھا خدا سو اس کا کفارہ کھانا دینا ہے دس

مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تَطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ

محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھر والوں کو

أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ﴿۱۵۲﴾ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ

یا کپڑا پہنا دینا دس محتاجوں کو یا ایک گروں آزاد کرنی پھر جس کو میسر نہ ہو

فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا

تو روزے رکھنے ہیں تین دن کے یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب

حَلَفْتُمْ وَأَحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ

قسم کھا بیٹھو اور حفاظت رکھو اشلہ اپنی قسموں کی خدا اسی طرح بیان کرتا ہے

اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۵۳﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اللہ تمہارے لئے اپنے حکم تاکہ تم احسان مالوف اے ایمان اشلہ

أَمِنُوا إِنَّمَا أَلْهَمُوا أَلْمِيسِرَ وَالْأَنْصَابَ وَالْأَزْلَامَ

دالو یہ جو ہے شراب اور جو اور بت اور پالنے

رَحْسٍ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ

سب گندے کام ہیں شیطان کے سوان سے بچتے رہو تاکہ تم

تُفْلِحُونَ ﴿۱۵۴﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ

نجات پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے اشلہ کہ ڈالے تم میں

الْأَثَرِ وَالْأَثَرِ وَالْأَثَرِ وَالْأَثَرِ وَالْأَثَرِ وَالْأَثَرِ

الاثری ماریس پر بازی لگانا وغیرہ۔ الانصاب۔ دُصْبُ

مَوْضِعَ قُرْآنٍ ۱۵۵

موضع قرآن ۱۵۵

مَوْضِعَ قُرْآنٍ ۱۵۵

موضع قرآن ۱۵۵

مَوْضِعَ قُرْآنٍ ۱۵۵

موضع قرآن ۱۵۵

مَوْضِعَ قُرْآنٍ ۱۵۵

موضع قرآن ۱۵۵

مَوْضِعَ قُرْآنٍ ۱۵۵

موضع قرآن ۱۵۵

مَوْضِعَ قُرْآنٍ ۱۵۵

موضع قرآن ۱۵۵

مَوْضِعَ قُرْآنٍ ۱۵۵

موضع قرآن ۱۵۵

مَوْضِعَ قُرْآنٍ ۱۵۵

موضع قرآن ۱۵۵

یمن کا لغوی قسم حلال نہیں ہو مگر یمن منعقدہ پر مؤاخذہ ہوگا یعنی اگر اسے توڑ دیا تو اس کا کفارہ دنیا ہوگا۔ یمن منعقدہ یہ ہے کہ آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر اللہ کے نام کی قسم کھائی اگر قسم پوری کر دی تو بہتر ورنہ اس کا کفارہ واجب ہوگا فُكَّارْتَهُ یعنی قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت ایسا کھانا کھلاوے جیسا کہ وہ عام طور پر اپنے گھر میں کھاتے ہیں۔ کھانا کھلانے کے بجائے اگر دس مسکینوں کو کئی کئی سیرگندم یا چار سیر جوہر دیے تو بھی جائز ہے۔ یا دس مسکینوں کو متوسط درجے کے کپڑے دیدے۔ فی کس دو کپڑے، چادر اور قمیص یا تہبند اور قمیص یا کپڑی اور چادر علیٰ ہذا القیاس یا علم آزاد کرے اگر ان مالی صورتوں میں سے کسی ایک کی طاقت نہ ہو تو پھر لگاتار تین روزے رکھے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں ہے فصیام ثلثہ ایام متتابعات یہ قرأت مشہور ہے (ظہری ج ۳ ص ۱۵۱) اشلہ اس کے دو معنی ہیں اول یہ کہ قسم کھا کر اس پر کچے رہو اور اسے توڑو مت۔ دوسرے یہ کہ سر سے قسم کھاؤ ہی مت۔ فہو وافہما ولا تخنثوا اذا لم یکن الحنث خیارا ولا تخلفوا اصلاً (مدارک ج ۲) حضرت شیخ قدس سرہ دوسرے مفہوم کو ترجیح دیتے کیونکہ وہ سیاق قرآن کے مطابق ہے ۱۵۲ یہ دوسرے مسئلے کا بیان ہے یعنی غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام اور نجس ہے اَلْمِيسِرُ یعنی جوئے اس سے جوئے کی کوئی بھی مخصوص صورت مراد نہیں بلکہ وہ تمام صورتیں اور شرطیں مراد ہیں جن پر جوئے کا اطلاق ہو سکتا ہے مثلاً لاثری ماریس پر بازی لگانا وغیرہ۔ الانصاب۔ دُصْبُ

موضع قرآن ۱۵۵ جو چیز شروع میں صاف حلال ہے اس سے پرہیز کرنا ہر اسے۔ یہ دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ زہد کے سبب سے اپنے اوپر تنگ پکڑے کہ یہ رہبانیت ہمارے دین میں پسند نہیں بلکہ تقویٰ چاہیے کہ جو منع ہوا اس کے نزدیک نہ جاوے دوسرے یہ کہ قسم کھا بیٹھا یا کام پر یہ بھی بھڑ نہیں جو کام موافق شرع ہے اس سے قسم نہ کھاوے اور کھا بیٹھا تو توڑے اور کفارہ دے۔ یہ آگے فرمایا ۱۵۶ جس بات پر قصد کر کہ قسم کھائی آئندہ کو پھر اس کے خلاف ہو تو تین بات میں سے ایک کرے جو چاہے یا دس محتاج کو کھانا یعنی ہر ایک کو اناج دینا دوسرے گھوڑوں یا چار سیر جو یا ان کو کپڑا دینا جس میں بدن کم کھلا رہے۔ ایک بردہ آزاد کرنا ان تین میں کسی کا مقدور نہ ہو تو تین روزے اور اپنی قسم کو چاہے مخفانا یعنی تا مقدور قسم نہ کھاوے اور زبان کی یہ عادت نہ کرے۔

فتح الرحمن ۱۵۶ یعنی ترک نکاح یا ترک اکل لحم و امثالہ آن درست نیست ۱۵۷ مترجم گوید یعنی بے لغو کفارہ واجب نیست چنانکہ از دور و زبمی بیند و لظن گوید و التذید است و زید نباشد و بر یمن منعقدہ اگر عاثر شود کفارہ واجب است چنانکہ گوید و اللہین طعام نخورم یا درین خانه نہ در آیم و علیٰ ہذا القیاس و اللہ علم ۱۵۸ یعنی تا مقدور و رمانت نشود ۱۵۹۔

الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ

دشمنی اور بیزاری بذرعیہ شراب اور جوئے کے اور روکے تم کو

عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ۙ

اللہ کی یاد سے اور نماز سے سو اب بھی تم باز آؤ گے

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ

اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو پھر اگر

تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْغُمُ الْمُبِينُ ۙ

تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف پہنچا دینا ہے کھول کر

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ

جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے ان پر گناہ نہیں

فِيمَا طَعِمُوا إِذْ مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

اس میں جو کچھ پہلے کھا چکے تھے جب کہ آئندہ کو ڈرتے اور ایمان لائے اور عمل نیک کئے

ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثَمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسِنُوا ط وَاللَّهُ

پھر ڈرتے رہے اور یقین کیا پھر ڈرتے رہے اور نیک کی اور اللہ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۙ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَبْلُوَكُمُ

دوست رکھتا ہے نیک کرنے والوں کو خدا اے ایمان والو اللہ تم کو آزمائے گا

اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالَهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَا حَكُمُ

اللہ ایک بات سے اس شکار میں کہ جس پر پہنچتے ہیں ہاتھ تمہارے اور نیزے تھام لے

لِيَعْلَمَ اللَّهُ مِنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَنْ اعْتَدَى

تاکہ معلوم کرے اللہ کون اس سے ڈرتا ہے بن دیکھے پھر جس نے زیادتی کی

بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۙ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اس کے بعد تو اس کے لئے عذاب دردناک ہے اے ایمان والو

منزل ۲

کی جمع ہے۔ یعنی بڑے بڑے بت۔ مراد ان کے نام پر دی جانے والی نذریں ہیں والا ذلہا اس سے تیروں کے ذریعے تقسیم مراد ہے۔ ان تمام چیزوں کو ناپاک اور شیطانی فعل قرار دیا اور فرمایا ان سے اجتناب کرو اور دور رہو اسی میں تمہاری کامیابی اور فلاح کا لازماً مضمر ہے۔ ۳۵۷ یہ شراب اور جوئے سے اجتناب کرنے کی علت بیان فرمائی انصاف اور ازلام سے احتراز کی علت یعنی شرک فی التصرف اور شرک فعلی چونکہ ظاہر اور واضح تھی اس لئے اسے بیان نہیں فرمایا۔ اَنْ يُّوقَعَ الخ یعنی شراب نوشی اور جوئے بازی کے ذریعے شیطان تم میں بغض و عداوت پیدا کرنا اور تمہیں اللہ کی یاد سے خصوصاً نماز سے غافل کرنا چاہتا ہے۔ کیا پھر بھی تم ان برائیوں سے باز نہیں آؤ گے ۳۵۸ یہ مکہ بالائی تاکید ہے۔ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور ان کی نافرمانی سے بچو۔ اگر تم نے اللہ اور اس کے رسول کے احکام سے اعراض کیا تو اس سے تم نے ہمارے رسول کا

کچھ نقصان نہیں کیا کیونکہ اس کا فرض ابلاغ تھا جسے اس نے احسن طریق سے ادا کر دیا۔ پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی سے تم اپنی ہی عاقبت برباد کر رہے ہو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت کرنے والوں کے لئے وعید شدید ہے وھذا تمہید عظیمہ ووعید شدیدہ فی حق من خالف فی ہذا التکلیف اعم فی عن حکم اللہ (کبیر ۳۵۷) ۳۵۸ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ یعنی جو لوگ اب تک شراب پیتے رہے، جو اکیلتے رہے اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں کھاتے رہے اور نزول تحریم سے پہلے ہی فوت ہو گئے ان کا کیا ہوگا۔ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ جو مومنین نزول تحریم سے پہلے مذکورہ بالا اشیاء کھاتے پیتے رہے ہیں ان پر کوئی گناہ نہیں اِذَا مَا اتَّقَوْا جب کہ وہ شرک سے بچے رہے اور صدق دل سے ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ثَمَّ اتَّقَوْا اَمَنُوا پھر اس اتقائے شرک اور ایمان خالص پر قائم رہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا اَمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيُؤْتِيَكُمْ اَوْثَارَ تَابُوا ۙ ثُمَّ اتَّقَوْا وَاَحْسِنُوا پھر وہ اتقائے کامل یعنی درجہ احسان تک پہنچ گئے۔ اتقوا اللہ وَاَمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ (قرطبی ج ۲ ص ۲۹) اِذَا مَا اتَّقَوْا الشَّرْكَ (مدارک ۳۵۷) قال محمد بن جریر الاتقاء الاول هو الاتقاء بنبطہ امر اللہ بالقبول والتصدق والتصدق والتصدق بالتصدق والثالث الاتقاء بالاحسان والتقرب بالنوافل (قرطبی) یہ تیسرے مسئلے کا بیان ہے۔ یعنی اللہ کی تحریمات کو قائم رکھو اور ان کو محال مت سمجھو یہاں احرام کی حالت میں شکار کرنے سے منع فرمایا شکار کرنا اگرچہ حلال ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو تحلیل و تحریم کا مختار ہے بحالت احرام شکار کو حرام کر دیا ہے لہذا اس کے حکم کی تعمیل لازم ہے۔ لِيَبْلُوَكُمُ یہ بحالت احرام شکار کرنے کی ممانعت کی تعمیل علت ہے یعنی اس ممانعت سے اللہ تعالیٰ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اس کو غیب دان جان کر کون اس سے ڈرتا ہے کہ اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور اس کی

۱۲۔ اس میں اس کا جواب ہے کہ جو لوگ اب تک شراب پیتے رہے، جو اکیلتے رہے اور نزول تحریم سے پہلے ہی فوت ہو گئے ان کا کیا ہوگا۔ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ جو مومنین نزول تحریم سے پہلے مذکورہ بالا اشیاء کھاتے پیتے رہے ہیں ان پر کوئی گناہ نہیں اِذَا مَا اتَّقَوْا جب کہ وہ شرک سے بچے رہے اور صدق دل سے ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ثَمَّ اتَّقَوْا اَمَنُوا پھر اس اتقائے شرک اور ایمان خالص پر قائم رہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا اَمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيُؤْتِيَكُمْ اَوْثَارَ تَابُوا ۙ ثُمَّ اتَّقَوْا وَاَحْسِنُوا پھر وہ اتقائے کامل یعنی درجہ احسان تک پہنچ گئے۔ اتقوا اللہ وَاَمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ (قرطبی ج ۲ ص ۲۹) اِذَا مَا اتَّقَوْا الشَّرْكَ (مدارک ۳۵۷) قال محمد بن جریر الاتقاء الاول هو الاتقاء بنبطہ امر اللہ بالقبول والتصدق والتصدق بالتصدق والثالث الاتقاء بالاحسان والتقرب بالنوافل (قرطبی) یہ تیسرے مسئلے کا بیان ہے۔ یعنی اللہ کی تحریمات کو قائم رکھو اور ان کو محال مت سمجھو یہاں احرام کی حالت میں شکار کرنے سے منع فرمایا شکار کرنا اگرچہ حلال ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو تحلیل و تحریم کا مختار ہے بحالت احرام شکار کو حرام کر دیا ہے لہذا اس کے حکم کی تعمیل لازم ہے۔ لِيَبْلُوَكُمُ یہ بحالت احرام شکار کرنے کی ممانعت کی تعمیل علت ہے یعنی اس ممانعت سے اللہ تعالیٰ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اس کو غیب دان جان کر کون اس سے ڈرتا ہے کہ اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور اس کی

موضع قرآن و شراب جس چیز کا پانی نہ لے لے لے وہ خور اور بہت حرام اور نجس ہے۔ باقی جو چیز نشہ لاوے اور سڑی نہ ہو وہ نجس نہیں لیکن حرام ہے۔ اور جو شرط بنا کسی چیز پر جس میں جیت اور ہلاکت وہ محض حرام ہے اور ایک طرف کی شرط حرام نہیں باقی جو کھیل کہ ان میں شرط بدنی رواج ہے اگرچہ شرط کیلئے نوجوان نہ ہو لیکن یہ کہ شیطان اس بہانے سے روکتا ہے۔ اللہ کی یاد اور نماز سے سہواً۔ ۳۵۷ یعنی کفر کی حالت میں اگرچہ حرام چیز کھائی تھی پھر مسلمان ہوا اور منع پہنچا تو اس کو ماننا ڈر کر کہ چھوڑ دیا پھر آگے نیکی پر ہر باؤ کر ایمان کے اعمال پر قائم رہا تو ان میں سبب کے آگے وہ گناہ نہ رہا ۳۵۸ نیزے کا نام لیا اس میں سب ہتھیار داخل ہوئے پھر یہ دو طرح ذکر کیا ہاتھ سے اور ہتھیار سے اس واسطے کہ احرام میں دونوں طرح شکار کو ماننا یکساں ہے۔ دور سے ہتھیار مارا یا ہاتھ سے صحیح و سلامت پکڑ لیا پھر ذبح کیا اور طریق ذبح میں ان دونوں کا فرق ہے۔ دور سے مارا تو جہاں زخم لگ کر مر گیا حلال ہوا اور سلامت پکڑ لیا تو مویشی کی طرح ذبح کرنا چاہئے۔

فتح الرحمن ص ۱۳ یعنی قبل از تحریم ۳۵۷ یعنی آنچہ قبل از تحریم خوردند عفو است چون در تقویٰ رسول پیدا کردند و این سخن بدان ماند کہ کسی گوید یا تو احسان کنم و باز تو احسان کنم بمعنی آنکہ پوستہ احسان کنم ۱۲۔

اطاعت سے ثواب اور اس کی مخالفت سے عذاب ہوگا پہلے اِنَّ اللہَ یُحْکِمُ مَا یُؤْتِیْہِ فِی الدِّیْنِ میں اجمالی علت کا بیان تھا۔ ۱۵۷ متعذرا۔ قتلہ کے فاعل سے مال ہے اور فحجراً کی خبر محذوف ہے۔ ۱۵۸ فعلیہ جزاء اور مثل ما قتل۔ جزا سے بدل ہے یا اس کی صفت ہے اور من النعم ما کا بیان ہے یعنی جس نے احرام کی حالت میں عمدتاً شکار کر لیا تو اس کا مثل اس پر بطور جزا واجب ہوگا۔ اور مثل سے امام ابو حنیفہ کے نزدیک مثل معنوی مراد ہے۔ یعنی اس کی قیمت۔ جیسا کہ تحکم کہہ ڈا عدل اس پر قرینہ ہے۔ کیونکہ مثل صوری کا فیصلہ تو ہر شخص کر سکتا ہے۔ اس کے لئے دو یا اندر آدمیوں کے فیصلے کی ضرورت نہیں ہے۔ ۱۵۹ بہ کی ضمیر سے مال ہے اور بالغ الکعبۃ۔ ہڈی کی صفت ہے۔ اگر شکار کی قیمت اس قدر ہو کہ اس سے کوئی ہڈی کا جانور خرید لیا جائے تو اسے خرید کر مدویرم میں ذبح کر دیا جائے

۲۹۶ المائدہ ۵

لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَانْتُمْ حُرْمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ

نہ مارو شکار جس وقت تم ہو احرام میں اور جو کوئی تم میں اس

مِنْکُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ

کو مارے جان کر ۱۵۸ تو اس پر بدلہ ہے اس مارے ہوئے کے برابر مویشی

النَّعْمِ یُحْکِمُ بِہٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ ھَدًیًّا بَلِیْغٌ

میں سے جو بخوبی کریں دو آدمی معتبر تم میں سے اس طہر کر دہ جانور بطور نیاز ۱۵۹ پہنچا یا جانے

الْکَعْبَۃِ اَوْ کَفَّارَۃً طَعَامُ مَسْکِیْنَ اَوْ عَدْلٌ ذٰلِکَ

کعبہ تک یا اس پر کفارہ ہے چند محتاجوں کو کھلانا یا اس کے برابر

صِیًّا مَّا لَیْدُوْکٍ وَبَالَ اَمْرِہٖ طَعْفَا اللّٰہُ عَمَّا سَلَفَ

روزے تاکہ تجھے ۱۶۰ سزا اپنے کام کی اللہ نے معاف کیا جو کچھ ہو چکا

وَمَنْ عَادَ فَبَیْذَنْتُمْ اللّٰہُ مِنْہٗ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو

اور جو کوئی پھر کرے گا اس سے بدلہ لے گا اللہ اور اللہ زبردست ہے بدلہ

اِنْتِقَامٍ ۱۶۱ اَحَلَّ لَکُمْ صِیْدَ الْبَحْرِ وَطَعَامُہٗ مَتَاعًا

لینے والا ۱۶۲ حلال ہوا تمہارے لئے نسلہ دریا کا شکار اور دریا کا کھانا تمہارے فائدے

لَکُمْ وَلِلْیَسَّارَۃِ وَحَرَّمَ عَلَیْکُمْ صِیْدَ الْبَرِّ

کے واسطے اور سب مسافروں کے اور حرام ہوا تم پر جنگل کا شکار

مَا دُمْتُمْ حُرْمًا وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ اَلِیْہِ تُحْشَرُوْنَ ۱۶۳

جب تک تم احرام میں ہو اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس تم جمع ہو گے

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتِ الْحَرَامِ فِیْمَا لَلنَّاسِ وَ

اللہ نے کر دیا اللہ کعبہ کو جو کہ گھر ہے بندگی والا قیام کا باعث لوگوں کے لئے اور

الشَّہْرَ الْحَرَامِ وَالْہَدٰی وَالْقَلَامَ ذٰلِکَ

بزرگی والے مہینوں کو ۱۶۴ اور قرآنی کو جو نیاز کعبہ کی ہوا جن کے لئے میں پہنچاؤں اور کعبہ کو

منزل ۳

مراد ہے قبیلے کی
۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔
مسئلہ یعنی زیارات اللہ
کا بیان ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔
سبب قیام کعبہ
المدارک ۱۱۳ ص ۱۰۰
زیارات اللہ کی علت
یعنی جو تک حرام رہا
یعنی زیارات اللہ
جی جاتا ہے لہذا
اس کی زیارت دینی
جائیں اس کے
جو کرنا چاہیں
وہ بھی کر سکتے ہیں
واللہ اعلم بالصواب

اَوْ کَفَّارَۃً اَلَمْ یَسْأَلِہٖ اَسْوَ طَعَامُ مَسْکِیْنَ اَسْ سے بدل ہے یا اس کی قیمت کا غلہ خرید کر مسکین پر اس طرح تقسیم کرے کہ مسکین کے حصے نصف صاع یعنی دو ہیر گندم یا صاع یعنی چار ہیر جو سے کم نہ آئے اَوْ عَدْلٌ ذٰلِکَ صِیًّا قَالِیْہِ فِی فِجْزَا پر معطوف ہے اور اس میں کفارے کی تیسری صورت کا بیان ہے۔ یعنی یا ایسا کرے کہ گندم کے ہر دو ہیر یا جو کے ہر چار ہیر کے عوض ایک ایک روزہ رکے ۱۵۹ یہ فعل مقدر اور جینا ذلک لہذا جہاں تک تعلق ہے۔ یعنی ہم نے یہ جزا اس لئے واجب کی تاکہ حرم اپنے لئے کا مہرہ چکے۔ اور اس حکم تحریم سے پہلے جو تم بحالت احرام شکار کرتے رہے ہو وہ معاف ہے وَمَنْ عَادَ لَیْکِنْ جو شخص اس کے بعد اس حکم کی مخالفت کرے گا اور تحریم کے بعد اس فعل کا اعادہ کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ انتقام لے گا۔ یعنی اس پر جزا واجب ہوگی۔ اگر اس نے جزا ادا نہ کی تو اسے آخرت میں عذاب دیا جائے گا۔ (منظہری و مدارک) ۱۶۰ شکار کی دو قسمیں تھیں۔ پانی کا شکار یعنی مچھلی اور خشکی کا شکار یعنی پرندے اور جو پائے۔ یہاں تفصیل کر دی گئی کہ پانی کا شکار احرام کی حالت میں بھی جائز ہے۔ لیکن جب تک تم احرام میں رہو گے۔ اس وقت تک خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا حرام ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ اَلِیْہِ تُحْشَرُوْنَ اللّٰہُ سے ڈرو اور اس کے حکم کی نافرمانی مت کرو و آخرت میں اس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس خوفناک خدائی کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۶۱ یہ جو تمہارا مسئلہ یعنی اللہ کی نذروں کا بیان ہے۔ اَلْبَیْتِ الْحَرَامِ۔ الکعبۃ سے بدل یا عطف بیان ہے۔ قِیَمًا جَعَلَ کا مفعول ثانی ہے اور قیام بمعنی قوام ہے یعنی ان کے امور دین و دنیا کے قائم اور راست ہونے کا ذریعہ دھوم یا یقوم بدھن دینہم و دنیاہم (منظہری ج ۳ ص ۱۰۰) بیت اللہ سے امور دین کا قوام اس طرح ہے کہ حج و عمرہ اور ہدایا کا تعلق اس سے اور امور دنیا کا اس طرح کہ اہل حرم قتل و غارت وغیرہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ یہاں مطلب یہ ہے کہ بیت اللہ کی بدولت تمام دنیا کے لوگوں کی زندگی محفوظ ہے اور یہ اس وقت تک ہے جب تک دنیا کے مسلمان وہاں حاضر ہو کر حج و عمرہ بجالاتے رہیں گے اگر لوگ حج کرنا چھوڑ دیں یہاں تک کہ

موضع قرآن ۱۔ مسئلہ یوں ہے کہ اگر احرام میں شکار پکڑے تو فرض ہے کہ چھوڑ دے۔ اور اگر مارے تو اس قدر قیمت کا ایک جانور ان مویشی میں سے بکری یا گائے یا اونٹ وہ کعبہ تک پہنچا کر ذبح کرے اور آپ نہ کھاوے یا اس قیمت کا اناج لیکر محتاجوں کو کھلاوے۔ ہر محتاج کو دو ہیر گیہوں یا چھنے محتاجوں کو پانچتاس اس قدر روزے رکھے اور قیمت ٹھہراوے دو مسلمان معتبر احرام میں دریا کا شکار یعنی مچھلی حلال ہے اور دریا کا کھانا یعنی جو مچھلی پانی سے جدا کر کر گئی اس نے نہیں پکڑی وہ بھی حلال ہے۔ فرمایا کہ تمہارے فائدے کو رخصت دی پھر کوئی نہ سمجھے کہ حج کے طفیل سے ملال ہے پھر فرمایا کہ اور سب مسافروں کے فائدے کو مچھلی اگر حرم تالاب میں ہو وہ بھی شکار دریا ہے۔ یہ حکم شکار کا معلوم ہوا احرام کے اندر اور احرام میں قصد ہے کہ اس شہر کو اور گرد و پیش میں ہمیشہ شکار مارنا احرام ہے۔ بلکہ شکار کو ڈرانا اور بھگانا بھی ہے۔

فتح الرحمن ۱۔ ہر صید کی از سر چیز تو ابد بود و مائل صید را در حرم ذبح کند و مائلت نزدیک شافعی مقلقت و سیات است و نزدیک ابی حنیفہ بقیمت یا بقیمت چند صید طعام خرید نماید و مسکینان و دہنزدیک شافعی ہر مسکینی لدی و نزدیک ابی حنیفہ ہر مسکینی را نیم صاع اگر گندم یا ایک صاع از جو یا بشمار مسکینان چھی اختلاف المتذہبین روزہ دار و الشافعی ۱۱۔

۱۶۲ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی چونکہ تمام مافی السموات والارض کا غیب الہی جانتا ہے اس لئے نیازیں بھی اسی کے نام کی درجہ سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کے سوا کوئی غیب دان نہیں تو اس کے سوا اندرون نیاز کے لائق بھی کوئی نہیں۔ صنعت احتیاک - یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْمِلُوا كُفْرَ بَعْضِكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مَّا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ (۴) میں کفریات غیر اللہ کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ دلیل مذکور نہیں ہے۔ اس کے بعد یایہا الذین امنوا انما النحر والمیسر والاذناب الاذلال جس میں غیر الشکی نیازوں کا مسئلہ مذکور ہے۔ مگر اس کے ساتھ اس کی دلیل مذکور نہیں۔ پھر یا ایہا الذین امنوا لیبلونکم اللہ (۱۳۵) میں تحریرات اللہ کا بیان ہے اور اس کے ساتھ لیعلم اللہ من یشاف بالغیب سے اس کی دلیل بھی بیان کی گئی ہے۔ اس کے بعد جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام الخ میں اللہ کی نیازوں کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے اور ساتھی ذلک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السموت وما فی الارض الخ سے اس کی دلیل بھی مذکور ہے دیہاں صنعت احتیاک ہے یعنی جن مسائل کے ساتھ ان کی دلیل مذکور نہیں ان کی دلیل بھی وہی ہے جو دوسرے مسائل کے ساتھ ذکر کی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جب آسمان وزمین کے تمام غیبوں کو جاننے والا اور ہر جگہ حاضر و ناظر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے نیازیں بھی اسی کے نام کی درجہ تحریریں بھی اسی کی باقی رکھو۔ چونکہ اللہ کے سوا کوئی نبی یا ولی، کوئی فرشتہ یا جن غیب دان اور حاضر و ناظر نہیں۔ اس لئے اللہ کے سوا کسی کی نیازیں نہ دروازہ کرنے کے لئے تحریریں کرو۔ **۱۶۳** یہ ان لوگوں کے لئے تحریف اخروی ہے جو خود ساختہ تحریکات اور غیر الشکی نیازوں سے باز نہ آئیں وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا ذَكِيمًا یہ ان لوگوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو ان سے باز آجائیں مَا عَلَى الرَّسُولِ الْحَرَامُ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے ذمے صرف ان مسائل کی تبلیغ ہے جسے اس نے اس طریق سے سرانجام دیدیا۔ خواہ تم لوگ مانویانہ مانو۔ لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر و باطن کو جاننا ہے اور تمہارا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تمہارے نیک و بد اعمال کی تم کو پوری پوری جزا دے گا۔ **۱۶۴** نصیحت سے برے اعمال مثلاً شرک وغیرہ اور حرام مال مثلاً غیر اللہ کی نمادرس وغیرہ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

۲۹۷

وَإِذَا سَمِعُوا

پہ اس لئے کہ تم جان لو کہ بیشک اللہ کو معلوم ہے جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین میں

اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔ جان لو کہ بے شک اللہ کا عذاب

سخت ہے **ملا** اور بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے رسول کے ذمہ نہیں

مگر پہنچا دینا اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظالم ہیں کرتے ہو اور جو چھپا کر کرتے ہو

تو کہہ دے کہ برا بربھ نہیں نا پاک **فصلہ** اور پاک اگرچہ تجھ کو بھی ملے نا پاک

کی کثرت سوداگر رہو اللہ سے اے عقلمند! تاکہ تمہاری نجات ہو۔

اے ایمان والو! موت پر چھو ایسی باتیں کہ اگر تم پر فحویٰ کیا

لوگوں کو بری لکھیں اور اگر پوچھو گے یہ باتیں ایسے وقت میں کہ قرآن نازل ہو رہا ہے

نوم پرطاہر لردی جاوےس لی اللہ کے ان سے در لردی ہے اور اللہ بخشنے والا مہلک ہے

ایسی باتیں پوچھیں کہ ایک جماعت م سے پہنچے چہرہ ہوتے ان باتوں سے مستکرم

۱. میں سرمد بیاں اللہ سے : سیرہ ادرہ صاحبہ ادرہ دینیہ

منزل ۲

موضوع قرآن و عرب کا ملک بے ماکم تھا ہمیشہ اس میں جنگ و فتنہ رہتا مگر بزرگی کعبہ ان پر ثابت تھی تو ماہ حرام میں امن ہوتا اس میں ہر کوئی سفر کر اپنا مطلب حاصل کر لاتا اور قربانی کے ساتھ قافلہ گذر جاتا اس طرح گذران چلتی تھی وصال یعنی موافق حکم شرع کے جو ہاتھ لگے وہ پاک ہے مقبول بھی بہتر ہے اور خلاف شرع جو ہاتھ لگے وہ ناپاک ہے اسکی بہتائیت پر نظر نہ کرے بکری کا گوشت ایک سیوہتر ہے خنزیر کے من بھر سے وصال یعنی آپ سے نہ پوچھو کہ یہ چیز واپس یا نہیں۔ یہ کام کریں یا نہ بلکہ جو فرمایا اس پر عمل کرو جو نہ فرمایا اسکو معاف جانو اس میں دین آسان رہے اور جو سب بات کا جواب آئے تو دین تنگ ہو جائے پھر عمل نہ کر سکو جیسے اگلے نہ کر سکے پھر کفر کی رسیں بنائیں کہ پوچھنے کی حاجت نہیں جو اٹھنے نہ فرمایا وہ بے اصل ہے اور اسی طرح بے فائدہ باتیں چھپی کسی نے پوچھا میرا باپ کون تھا یا میری عورت کس کی سطح ہے اگر پھر جواب دے تو شاید برابر جواب دے پھر شیان ہو

فتح الرحمن وصال یعنی مال حرام و مال حلال برابر نیست اگرچہ حرام بسیار جمع می شود و الله اعلم ۱۲ وصال مترجم گوید بعض مردم از آنحضرت بغیر ضرورت سوال میکردند کی گفت پدر من کیست و دیگر می گفت مرجع من بهشت است یا دوزخ و درین باب نازل شد ۱۳۔

مراد میں اور طیب سے نیک اعمال اور حلال مال مراد ہے مثلاً اللہ کی نذیریں اور منتیں۔ یعنی نیک اعمال اور برے اعمال اور اسی طرح حلال مال اور حرام مال خدا کے یہاں برابر نہیں ہیں اور دونوں کے احکام و نتائج یکساں نہیں ہیں۔ اگرچہ شرک و بدعت کے اعمال بہت زیادہ ہوں اور حرام کی کمائی نذر غیر اللہ وغیرہ دھیموں ہو لیکن اللہ کے یہاں ان کی کوئی قدر نہیں اور شرک و بدعت اور دنیا کی آلائشوں سے پاک اعمال اگرچہ کم ہوں اور مال اگرچہ قلیل ہو خدا کے یہاں وہی پسندیدہ ہے۔ **فَاتَّقُوا اللَّهَ اِنَّكُمْ اَعْيُنَ عَقْلِ وَالْوَالِدَ الَّذِي فِيكُمْ** اور مال طیب اور مال طیب کو اگرچہ کم ہو عمل خبیث اور مال خبیث پر اگرچہ زیادہ ہو ترجیح دینا کہ تم دنیا و آخرت میں فلاح اور کامیابی حاصل کر سکو۔ **۱۳۱** نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف کے بیان کے بعد ایمان والوں کو بتا دیا کہ بے عمل سوالات پوچھنے سے منع فرمایا۔ ماقبل سے

مَا تَدْرُسُوْنَ ۚ ۲۹۸ المائدة ۵

وَالْحَاۤمِۃُ وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ

اور نہ حامی ولیکن کافر ہیں باندھتے ہیں اللہ پر

الْكُذْبَ ۚ وَاکْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۳۰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

بہتان اور ان میں اکثروں کو عقل نہیں ہے اور جب کہا جاتا ہے ان کو

تَعَالَوْا اِلٰی مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلٰی الرَّسُوْلِ قَالُوْٓا

آؤ ۱۳۱ اس کی طرف جو کہ اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں

حُسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلٰیہٗ اٰبَاءُنَا وَاَوْكُوْا كَان

ہم کو کافی ہے وہ جس پر پایا ہم نے لے لیا اب دادوں کو مہربان اگر ان کے

اٰبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْۤا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝۱۳۱ يٰۤاَيُّهَا

باب دادے نہ کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ راہ جانتے ہوں تو بھی ایسا ہی کہنے لگے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰیكُمْ اَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مِّنْ ضَلٰٓ

ایمان والو تم پر لازم ہے فکر اپنی جان کا نہ تمہارا کچھ نہیں لگاؤ تا جو کوئی گمراہ ہو

اِذَا هُم مُّذٰبٌ ۚ اِلٰی اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

جب کہ تم ہوئے راہ پر اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے تم سب کو پھر وہ جنت دے گا تم کو

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۳۲ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا شَہَادَةُ

جو کچھ تم کرتے تھے ق ہا اے ایمان والو اللہ گواہ

بَيْنَكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدُكُمْ الْمَوْتُ حٰیۤنَ الْوَصِيَّةِ

درمیان تمہارے جبکہ پہنچے کسی کو تم میں موت وصیت کے وقت

اَتٰنِ ذٰوَاۤعْدِلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرِیْنَ مِّنْ غٰیْرِكُمْ اِنْ

دو شخص معتبر ہونے چاہئیں تم میں سے یا دو شاہد اور ہوں تمہارے سوا اگر

اَنْتُمْ مِّنْ غٰیْرِہُمْ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ

تم نے سفر کیا ہو ملک میں پھر پہنچے تم کو مصیبت

منزل ۲

اس کا ربط یہ ہے کہ جب مسئلہ توحید کے اصول و مبادی بیان ہو رہے ہوں اس وقت ایسے جزوی مسائل دریافت نہ کیا کرو جو لوگوں کے دلوں میں بیٹھ چکے ہو کیونکہ ایسے جزوی مسائل اگر قبل از وقت اور بے موقع بیان کر دیتے جائیں تو اس سے ماننے کے بجائے لوگ الٹان کا انکار کر دیں گے اور اس طرح اشاعت توحید میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ جیسا کہ پہلی امتوں میں ایسا ہو چکا ہے۔ مثال کے طور پر آج کل اگر توحید کے ابتدائی اصول بیان کئے جا رہے ہوں تو گیارویں وغیرہ کے مسائل دریافت نہ کئے جائیں کیونکہ ابتدا میں ایسا کرنے سے تبلیغ توحید میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ جب توحید کے مبادی واضح ہو چکیں اور لوگوں کی سمجھ میں آجائیں اس وقت اس قسم کے جزوی مسائل بیان کئے جائیں۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہذا تم حج کرو ایک صحابی بول اٹھے کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ اس صحابی نے نین بار اپنا سوال دہرایا۔ اس پر آپ نے فرمایا جب تک میں خود بیان نہ کروں تم اپنی طرف سے کوئی بات نہ پوچھا کرو جو بے محل ہو۔ اسی طرح ایک شخص نے آپ سے سوال کر دیا کہ میرا باپ کون ہے وغیرہ اس قسم کے بے موقع سوالات سب اس نبی کے تحت داخل ہیں۔ ماقبل سے آیت کا ربط وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا۔ باقی راہ کو روکنا بالواقعہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات تو وہ بھی اگرچہ آیت کے عموم میں داخل ہیں لیکن آیت کا ربط ان پر موقوف نہیں۔ **۱۳۱** یہ مضمون تحریرات غیر اللہ کا اعادہ ہے۔ بحیرہ اس اوٹنی کو کہتے تھے جس کو طواغیت کی خاطر چھوڑ دیتے تھے اور اس کا رد دھماکا استعمال نہیں کرتے تھے۔ سائبہ وہ جانور جس کو طواغیت کی خاطر بار برداری کے لئے استعمال نہیں کرتے تھے۔ وصیلہ اس نوع اور ٹنی کو کہتے ہیں جو یکے بعد دیگرے دو مادہ نچے جنے اور ان کے درمیان نہرچہ پیدا نہ ہوا ہو۔ ایسی اوٹنی کو مشرکین اپنے معبودوں کی خوشنودی کے لئے آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ حام اس اوٹنی کو کہتے ہیں جس کی پشت سے دس بچے پیدا ہو چکے ہوں۔ مشرکین اس کو طواغیت کے لئے چھوڑ دیتے۔

قَالَ لَیْسَ بِاَلِیْسَیْلَہَا (البحیرۃ) الّٰی مَنَعَ لَہَا اَلطَّوَاغِیْتَ فَلَا تَحْلَبُ.... (السَّائِبَةُ) الّٰی لَمَّا قَدَّحُوا عَشْرَةَ الْبَطْنِ اَثَاثَ قَتْلِہَا وَلَا تَرْکُبُ وَلَا یَجْزُو بِہَا.... الوصیلۃ من الابل وہی الناقة تبکر اموصح قرآن و یعنی یہ غری زمین تھیں کہ ہواشی میں کوئی بچہ نیاز رکھتے بت کی تو اس کا کان پھاڑ دیتے نشان کو اور اس کو کچھ کہتے اور کوئی جانور بت کے نام پر آزاد کرتے اس کو اس کے اختیار پر چھوڑ دیتے وہ سائبہ تھا اور بعض شخص نے پھر لیا کہ جو بچہ نہ ہو وہ بت کی نیاز نہ کروں اور جو مادہ ہو میں رکھوں پھر اگر نہ ہو مادہ ملے ہوئے تو نہ بھی آپ رکھنا مادہ کے ساتھ یہ وصیلہ تھا اور جس اوٹنی کی پشت سے دس بچے پورے ہونے لائق سواری کے اور بوجھ کے اس باب کو لانا موقوف کرتے اور چارے پانی پر سے نہ ہانکتے وہ عامی تھا یہ غیل تھیں ڈال کر اس کو مکہ شری سمجھتے تھے و یعنی باپ کا اتوال معلوم ہو کہ حق کا تابع تھا اور صاحب علم تھا تو اس کی راہ پکڑے نہیں تو عبت ہے و یعنی ان مسئلوں کو تم نے جانا تم ان پر عمل کرو اور جو کوئی اصل دین ہی نہیں مانتا اس کو مسئلے بتانے کیا حاصل اول دین سمجھائے اگر وہ مانے تب مسئلے بتائے۔

فتح الرحمن و یعنی اگر شما صلاح کر دید و شرط امر معروف بجا آور دید و مخالفت مخالفان ضرر نمیکند۔

خدا تعالیٰ نے انہیں بولادہ انشیٰ آخری لیس بینہماذ کو فیکو کونہا لا لہم تہمہ۔۔۔ الحاکم الفحل یولد من طہر عشرۃ البطن فیکونون حمی ۱۷ یعنی اللہ تعالیٰ نے نوزد کو روہ بالا تحریکات کی ہرگز اجازت نہیں دی لیکن مشرکین یہ سب کچھ اپنی طرف سے کرتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کفر و شرک کا حکم نہیں دیتا اور یہ تحریکات غیر اللہ تعالیٰ کے شرک سے قائم ہیں۔ مشرکین جس طرح غیر اللہ کی خوشنودی اور اپنے معبودان بالغہ کی رضا جوئی کے لئے نذریں مانتے تھے۔ اسی طرح وہ بعض جانوروں کو اپنے معبودوں کی خاطر آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ نہ ان کا گوشت کھاتے نہ دودھ پیتے نہ ان پر سواری کرتے نہ بوجھ لادتے۔ یہ تحریکات وہ اپنے معبودوں کو راضی کرنے کیلئے کیا کرتے تھے۔ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور عام جن کا ابھی ذکر ہوا ہے تحریکات غیر اللہ میں داخل ہیں۔ غیر اللہ کی نیازوں کو مشرکین حلال سمجھتے تھے اور جن چیزوں کی انہوں نے اپنی طرف سے تحریم کر دی تھی ان کو حرام سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کا حکم بیان فرمایا کہ غیر اللہ کی نذریں حرام ہیں انہیں مست کھاؤ۔ اور بحیرہ، سائبہ وغیرہ تحریکات غیر اللہ حلال ہیں ان کو کھاؤ اور اپنی خود ساختہ تحریکات کو اٹھاؤ کیونکہ جو تو پائے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے حلال کئے ہیں وہ حلال ہی رہیں گے اور بندوں کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہو جائیں گے۔ بعض مفسرین نے بحیرہ، سائبہ وغیرہ کو نذر غیر اللہ میں داخل کر کے حرام قرار دیا ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو یہ حکم دیا ہے ۱۸ لَآ تَجِدُ مَوْطِئًا لِلْبَتِّ مَآ أَحَلَّ اللَّهُ لَکُمْ دِیْنِیْ جَوَ پائینہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام مت کرو۔ اور دوسری طرف فرمایا مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ شَیْءٍ إِلَّا لَیْسَ لَکُمْ فِیْہِ حَرَامٌ۔

موضع قرآن ۱۷ یعنی مسلمان مرتے وقت کسی کو اپنے مال کا کچھ حصہ کو شیعہ پڑے کہ ان شخصوں نے کچھ مال چھپایا اور وارث دعویٰ کریں اور شاہد نہیں تو دونوں شخص قسم کھائیں کہ ہم نے نہیں چھپایا اگر مفسرین انکار کرنے والے ہوں مسلمان پیدا نہ ہوئے تو دو کا فر بھی روا ہیں اور قسم دینے کا عذر عاصی کے کہ اس وقت کی دعا نیک و بد زیادہ قبول ہے۔ شاید اگر کوئی چھپائی قسم نہ کھائیں ۱۹ یعنی وارثوں کو شیعہ پڑے تو قسم دینے کا حکم رکھا اس واسطے کہ قسم سے ڈر کر اول ہی جھوٹ نہ ظاہر کریں پھر اگر ان کی بات جھوٹ نکلے تو وارث قسم کھائیں یہ بھی اسی واسطے کہ وہ قسم میں دغا نہ کریں۔ جانیں کہ آخر ہماری قسم الٹی پڑے گی۔ اس جگہ شہادت فرمایا ہے ۲۰ ظہار کو عدلیٰ اہل کفر سے یا عدلیٰ علیہ جیسے اقرار کو کہتے ہیں اپنی جان پر شہادت دی حضرت کے وقت ایک مسلمان تجارت کو گیا راہ میں مرنے لگا قافلہ میں سے دو نصرانیوں کو اپنا مال سپرد کیا کہ میرے وارثوں کو دیکھو۔ جب وہ لا کر دینے لگے وارثوں نے ایک کٹورا اس میں نہ دیکھا وہ سونے کا تھا مکلف۔ اس کا دعویٰ کیا وہ دونوں قسم کھا گئے کہ ہم کو یہی دیا تھا پھر وارثوں نے وہ کٹورا ہنسا پاس پایا پوچھا تو معلوم ہوا چاندی کا تھا سونے کا ملے کہ ان نصرانیوں نے بیچا ان پر نہایت کیا تو کہنے لگے کہ میت نے زندگی میں ہمارے ہاتھ بیچا اور میت نے چکا تھا

۱۷ یعنی مسلمان مرتے وقت کسی کو اپنے مال کا کچھ حصہ کو شیعہ پڑے کہ ان شخصوں نے کچھ مال چھپایا اور وارث دعویٰ کریں اور شاہد نہیں تو دونوں شخص قسم کھائیں کہ ہم نے نہیں چھپایا اگر مفسرین انکار کرنے والے ہوں مسلمان پیدا نہ ہوئے تو دو کا فر بھی روا ہیں اور قسم دینے کا عذر عاصی کے کہ اس وقت کی دعا نیک و بد زیادہ قبول ہے۔ شاید اگر کوئی چھپائی قسم نہ کھائیں ۱۹ یعنی وارثوں کو شیعہ پڑے تو قسم دینے کا حکم رکھا اس واسطے کہ قسم سے ڈر کر اول ہی جھوٹ نہ ظاہر کریں پھر اگر ان کی بات جھوٹ نکلے تو وارث قسم کھائیں یہ بھی اسی واسطے کہ وہ قسم میں دغا نہ کریں۔ جانیں کہ آخر ہماری قسم الٹی پڑے گی۔ اس جگہ شہادت فرمایا ہے ۲۰ ظہار کو عدلیٰ اہل کفر سے یا عدلیٰ علیہ جیسے اقرار کو کہتے ہیں اپنی جان پر شہادت دی حضرت کے وقت ایک مسلمان تجارت کو گیا راہ میں مرنے لگا قافلہ میں سے دو نصرانیوں کو اپنا مال سپرد کیا کہ میرے وارثوں کو دیکھو۔ جب وہ لا کر دینے لگے وارثوں نے ایک کٹورا اس میں نہ دیکھا وہ سونے کا تھا مکلف۔ اس کا دعویٰ کیا وہ دونوں قسم کھا گئے کہ ہم کو یہی دیا تھا پھر وارثوں نے وہ کٹورا ہنسا پاس پایا پوچھا تو معلوم ہوا چاندی کا تھا سونے کا ملے کہ ان نصرانیوں نے بیچا ان پر نہایت کیا تو کہنے لگے کہ میت نے زندگی میں ہمارے ہاتھ بیچا اور میت نے چکا تھا

الْمَوْتُ تَحْسِبُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيَقْسِمْنَ

موت کی تو کھڑا کرو ان دونوں کو بعد نماز کے صلہ وہ دونوں قسم کھاویں

بِاللَّهِ إِنْ أَرْتَبْتُمْ لَا نُشْتَرِیْ بِهِ ثَمَنًا وَلَا نَكُنَّ

اللہ کی اگر تمہیں شبہ۔ پڑے کہ ہم نہیں لیتے قسم کے بدلے مال اگر یہ کسی کو

ذَاقُرْبٰی وَلَا نَکْتُمُ شَہَادَۃَ اللّٰہِ اِنَّا اِذَا الّٰہِیْنَ

ہم سے قرابت بھی ہو اور ہم نہیں چھپاتے اللہ کی گواہی دیتے۔ نہیں تو ہم بے شک

الْاِثْمِیْنَ ۱۶ ۱۷ فَإِنْ عَثَرَ عَلٰی اٰتِہُمَا اِسْتَحْقَ اِشْمًا

گنہگار ہیں ۱۶ ۱۷ پھر اگر خبر ہو جاوے کہ وہ دونوں حق بات کہہ دیں

فَاٰخَرِیْنَ یَقُوْمُ مِنْ مَّقَامِہُمَا مِنَ الَّذِیْنَ اِسْتَحَقَّ

تو دو گواہ اور کھڑے ہوں ان کی جگہ ان میں سے کہ جن کا حق دیا ہے

عَلِیْہِمَا الْاَوَّلِیْنَ فَيَقْسِمْنَ بِاللّٰہِ کَشَہَادَتِنَا اَحَقَّ

جو سب سے زیادہ قریب ہوں ۱۸ میت کے پھر قسم کھادیں اللہ کی کہ ہماری گواہی تحقیقی

مِنْ شَہَادَتِہُمَا وَمَا اَعْتَدَ بِنَا اِنَّا اِذَا الّٰہِیْنَ

ہے پہلوں کی گواہی سے اور ہم نے زیادتی نہیں کی نہیں تو ہم بے شک

الظَّالِمِیْنَ ۱۹ ۲۰ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ یَّآتُوْا بِالشَّہَادَۃِ عَلٰی

ظالم ہیں ۱۹ ۲۰ اس میں امید ہے ۲۱ کہ ادا کریں شہادت کو

وَجِہَا اَوْ یَخَافُوْا اَنْ تُرَدَّ اٰیْمَانُ بَعْدَ اٰیْمَانِہُمْ

طرح پر اور ڈریں کہ الٹی پڑے گی قسم ہماری ان کی قسم کے بعد ۲۲

وَاسْتَقُوْا اللّٰہَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سن رکھو اور اللہ نہیں چلاتا سیدھی راہ پر

الْفٰسِقِیْنَ ۲۳ ۲۴ یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَا

نافرمانوں کو ۲۳ ۲۴ جس دن اللہ جمع کرے گا سب پیغمبروں کو پھر کہے گا تم کو کیا کہنا

پھر وارثوں میں جو شخص اس میت کے زیادہ قریب تھے سب کی طرف سے قسم کھا گئے کہ ہم کو بیچنا معلوم نہیں اور میت کے ہاتھ کی فہرست بھی نکلی۔ اس مال میں سے کٹورا اس میں داخل تھا آخر نصرانیوں سے پھر لیا۔

فتح الرحمن ۱۷ یعنی نماز عصر ۱۷ یعنی گواہی حق کہ خدا جان فرمورد ۱۸ یعنی دروغ گواہی دارند و دروغ قسم خوردند ۱۹ یعنی دو کس از ورثہ مظلومین بایستند بجائی ایشان ۲۰ مترجم گوید تاویل آیت بمذہب شافعی آنست کہ مراد از شہادت وصیت است و از منکم من اقرار یکم ذکر اثبنت برائے امتیاط قسم دادن بہت باحد بودن دریں دعویٰ کہ خیانت کردہ اند و تعیین صلوة عصر

بہت تغلیظ یمن و امتیاز اثبنت برائے امتیاط و آقا اولیان بہت مدعی علیہ بودن ایشان در دعویٰ کہ بہت عذر خود تقریر میکنند چنانچہ در صورت مذکورہ دعویٰ اشتراک کردہ بودند و ان از یتم وفان عشر اشارت است

توضیح دعویٰ کسی و بمذہب ابی حنیفہ مانند آنست مگر آنکہ تعیین صلوة عصر بہت آنست کہ قضاۃ در حکمہ بین وقت می نشستند پس گویا کہ گفتہ شد در حکمہ قضا و اللہ علم ۱۷ یعنی اگر کسی داند کہ بعد از سوگند من سوگند مدعی نخواہد بود سوگند دروغ خورد و اگر بداند کہ چون کذب ظاہر شود مدعیان را سوگند دہند و حق بر سوگند ایشان ثابت شود و از سوگند دروغ امتیاط کنند ۲۳

وَاِذْ اَسْمَعُوا ۚ

جواب ملا تھا وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں تو ہی ہے چھپی ہاتھوں کو جاننے والا خدا

جب کہے گا اللہ ﷻ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا ہے تجھ پر

اور تیری ماں پر۔ جب مرد کی میں نے تیری روح پاک سے ۱۷ سالہ

تو کلام کرتا تھا لوگوں سے گود میں اور بڑی عمر میں اور جب سکھائی میں نے تجھ کو

کتاب اور تہمت کو باقی رہا اور توہمت اور انجیل اور عید تو ناپاک

مِنْ الطَّيْنِ لَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِذِي فَتَحٍ فِيهَا

فِيكُمْ مِّنَ الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ أُولَٰئِكَ يُجْعَلُونَ لِلْعَالَمِينَ آيَةً لِّبِذَلِكَ يُفْتَنُ الْظَالِمُونَ

تو ہو جاتا تھا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو

بَارِدِي، وَارْد حَرْجِ السَّوِي بَارِدِي، وَارْد كَفْتِ

سَمِعْنَا مِنْكُمْ وَأَعْلَمْنَا عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ

بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لیکر آیا ان کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے

الدِّينِ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكُفَّارِينَ ۝

وَرَاذَ أَوْحَيْتُ إِلَى الْخَوَاسِرِ أَنْ أَمْسُوا بِي وَبِرَسُولِي ۚ

اور بے بسی میں دیا سوازیوں سے کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر

منزل ۲

۱۔ قرآن مجید علیہ السلام کی تفسیر میں لائے گئے کئی کچھ بعض بعض ایسی آیات کے نام

دیگر برائیوں کا ان کو روکیں۔ **احکام** یہ مستدار ہے اور اثناس اس کی خبر ہے۔

۴۴۔ **وَلِیَہُ اللہ** صاحبِ برحقے کا کافروں کے سنانے کو کہ جس نے تمکو جن کی طرف بھیجا تھا انہوں نے قبول کیا یا نہ کیا اور پیغمبرِ حوالے رکھیں گے اللہ کے علم پر کہ تم کو دل کی خبر نہیں ظاہر کی

فتح الرحمن **ف**ل یعنی نخست از خضوع و نیایش ایشان گویند در برابر بزرگوارست و انش **ن**و ما را بیخ و دلش نیست بعد از آن گواهی دهند بر امت خویش **ف**ل یعنی برکات خطبه القدس **ف**ل یعنی اگر گوزنده می برآوردی **۱۲**

کے مضمون کا ذکر بظاہر بے ربط سا معلوم ہوتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ اللہ کا کلام اس غیب سے پاک ہے حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تحریکات اللہ، تحریکات غیر اللہ، نذورات اللہ اور نذورات غیر اللہ کے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ غیب دان اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوانہ کوئی غیب دان ہے نہ متصرف و کار ساز۔ اس لئے قسم بھی اللہ کے نام ہی کی کھانی چاہئے۔ یہاں تک کہ غیر مسلموں سے بھی غیر اللہ کی قسم نہ لی جائے کیونکہ غیب دان اور کار ساز صرف اللہ ہے اور کوئی نہیں اور جس کے نام کی قسم کھائی جائے اس کا غیب دان اور کار ساز ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک واقعہ پیش آیا دو عیسائی اور ایک مسلمان اکٹھے تجارتی سفر پر روانہ ہوئے مسلمان بیمار ہو گیا اس نے ایک کانڈہرا اپنے سامان کی فہرست تیار کی اور اسے سامان میں چھپا دیا اور ان کو وصیت کی کہ وہ اس کا سامان اس کے وارثوں کو دیدیں۔ وہ فوت ہو گیا اس کے ساتھیوں نے اس کے سامان سے ایک نہایت قیمتی جام نکال لیا اور باقی سامان اس کے وارثوں کو دیدیا جب وارثوں نے سامان میں رکھی ہوئی فہرست میں جام کا ذکر دیکھا لیکن سامان میں اسے نہ پایا تو ان دونوں سے اس کا مطالبہ کیا انہوں نے کہا ہمیں اس کا علم نہیں۔ چنانچہ میت کے وارثوں نے یہ مقدمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کر دیا آپ نے وارثوں سے گواہ طلب کئے ان کے پاس گواہ نہیں تھے اس لئے آپ نے وارثوں سے کہا کہ وہ ان سے کسی ایسی چیز کی قسم لیں جو ان کے دین میں بڑی سمجھی جاتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ قسم نہ خواہ غیر مسلم سے لی جائے وہ صرف اللہ کے نام کی ہوئی چاہئے نہ کہ غیر اللہ کی۔ یہ روایت ترمذی کی ہے۔ اے الفاظ یہ ہیں۔ فسالہم البینۃ فلم یجدوا فامروہم ان یتحلفوہ بما یعظم علیہل دینہ فحلف فانزل اللہ یا ہا الذین امنوا شہادۃ بینکم الخ (غازن ج ۳ ص ۱۰۰) اس آیت میں کَیْفِیْمَا نَبَا لِلّٰہِ مَقْصُودِی جملہ ہے یعنی اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے اور اس میں غیر مسلم سے قسم لینے کی ضرورت پڑ جائے تو اس سے بھی اللہ کے نام ہی کی قسم لینی چاہئے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ یہودی سے اس طرح قسم لی جائے واللہ الذی انزل التورۃ علی موسیٰ علیہ السلام اور عیسائی سے واللہ الذی انزل الانجیل علی عیسیٰ علیہ السلام اور آتش پرست سے واللہ الذی خلق النار (بہار وغیرہ) ۲۱۰ اِسْتَحَقَّ اَشْہَا یعنی وہ خیانت اور جھوٹی شہادت سے گناہ کے مستحق ہوئے۔

الَّذِينَ سَوَّاهُمْ مِثْلَ بَرِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ فِي عَذَابٍ مُّتَسَاوِينَ۔ وہ دونوں شخص مراد ہیں جنہوں نے میت کے مال میں خیانت کی اور پھر جھوٹی گواہی دی اور میت کے وارثوں کو نقصان پہنچایا المراد بالذات الوصیان اللذان ظہرت خيانتہما ۔۔۔۔۔ فمحنى استحق عليهم الاوليان خان في مالهم وجنى عليهم الوصيان اللذان عثر على خيانتها (روح منبر) حاصل یہ کہ جب بعد میں معلوم ہو جائے کہ سفر میں جن دو آدمیوں کو میت نے وصیت کی تھی وہ خیانت مجربانہ کے مرتکب ہوئے ہیں اور انہوں نے غلط بیانی کی ہے تو پھر میت کے وارثوں میں سے دو آدمیوں کو قسم لی جائے وہ اللہ کے نام کی قسم کھا کر

[illegible]

المأثرة

۳۰۲

بعض کہتے ہیں وہ خوان اتر چالیس روز تک پھر بعضوں نے ناشکری کی یعنی حکم ہوا تھا کہ فقیر اور مریض کھادیں محفوظ اور خشک بھی لگے کھانے پھر قریب انسی آدمی سوراور بند ہو گئے یہ عذاب پہلے ہو دیں ہوا تھا پہلے کسی کو نہیں ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ اتر انہیں یہ تہدید سن کر مانگنے والے ڈر گئے نہ مانگا لیکن پیغمبر کی دعا عبث نہیں اور اس کلام میں نقل کرنا بے حکمت نہیں شاید اس دعا کا اثر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی امت میں آسودگی مال سے ہمیشہ رہے اور جو کوئی ان میں ناشکری کرے یعنی دل کے پین سے عبادت میں نہ لگے بلکہ گناہ میں خرتج کرے تو شاید آخرت میں سب سے زیادہ عذاب پاوے اس میں مسلمان کو عبرت ہے کہ ابنیاد عاتق عادت کی عواہ سے بچا ہے کہ پھر اسکی لشکر گزاری بہت مشکل ہے اسباب ظاہری پر فطانت کرے تو بہتر ہے اس قصے میں بھی ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے آگے حمایت پیش نہیں جاتی ۔

فتح الرحمن حاصل اینست کہ الہام فرستاد بسویٰ حواریان در ان مدت کہ معجزہ طلب کردند و ہر حسب مراد دیدند ۱۲ و بعد از ان خوانی نازل شد از آسمان بروی گوشت و نان پس خوردند و سیر شدند و اللہ اعلم ۱۳ :-

قُلْتُ لِلنَّاسِ لِيُخَذُونِي وَأُمِّي الرِّهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ

کہا لوگوں کو کہ مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے کہا ۱۸۲

سُبْحَنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّكَ إِنْ كُنْتُ

تو پاک ہے مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو حق نہیں اگر میں نے

قُلْتُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمَ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ

یہ کہا ہونا تو مجھ کو ضرور معلوم ہوتا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے

إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ مَا قُلْتَ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ

بیشک تو ہی ہے جاننے والا چھپی باتوں کا میں نے کچھ نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ

اعْبُدُوا اللَّهَ رَبَّنِي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُمْ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مِمَّا

بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں ان سے خبردار تھا سب سے جب تک

فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ

ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو تو ہی تھا خبر رکھنے والا ان کی دلت اور تو

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ

ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ بندے ہیں تیرے سب سے

وَأِنْ تُغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ قَالَ اللَّهُ

اور اگر تو ان کو معاف کرے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا فرمایا اللہ ۱۸۸

هَذَا يَوْمَ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ

یہ دن ہے کہ کام آدے گا سچوں کے ان کا سچ

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا طَرَفَى اللَّهُ

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں گے ابھی میں ہمیشہ اللہ راضی ہوا

عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۱۸۹ اللَّهُ مَلِكٌ

ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے یہی ہے بڑی کامیابی اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت

منزل ۲

سوال ہے یعنی ان انعامات کی برکتوں میں کیا خاصیت ہے کہ ان کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے ان کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے ان کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے

اور از یاد یقین اور یقینی مشاہدے کی خاطر اس معجزے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ ۱۸۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر واقعی تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو اور اس معجزے کا مطالبہ نہ کرو کیونکہ یہ طلبیہ اور منہ مانگے معجزے کا انکار کیا جائے تو اس پر اللہ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے۔ قَالُوا لَنْ نَبْرِيكَ اِس کے جواب میں انہوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے سامنے آسمان سے دسترخوان اترے اور ہم اس میں سے کھانا تناول کریں تاکہ ہمارا یقین اور یقینہ ہو جائے اور آپ کی صداقت کا ہمیں مشاہدہ ہو جائے اور ہم اس واقعہ کی ان لوگوں کے سامنے گواہی دیں جو اس وقت موجود نہ ہوں۔ ۱۸۳ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے جس میں انہوں نے اللہ سے مانگہ اتارنے کی التجا کی قَالَا اللَّهُ اللہ نے فرمایا میں ایک ہاتھوڑا بار بار مانگہ اتارنے کو نیا ہوں لیکن یاد رکھو مانگہ اترنے کے بعد جو شخص انکار کرے گا اسے ایسا سخت عذاب دوں گا کہ دنیا میں ایسا سخت عذاب کسی اور کو نہیں دوں گا۔ چنانچہ مانگہ اتار لیا جن کو اللہ نے توفیق دی ان کا ایمان اور مضبوط ہو گیا اور جنہوں نے اس کے بعد کفر کیا اللہ نے ان کو دنیا میں خنزیر بنا دیا اور آخرت میں بھی ان کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب مانگہ اترنے کے بعد کفر کرنے پر سخت عذاب کی دیکھی نازل ہوئی تو انہوں نے کہا پھر کچھ مانگہ کی ضرورت نہیں۔ اس لئے اللہ نے مانگہ نہیں اتارا لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ مانگہ اترا تھا اور یہی صحیح ہے۔ وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الْمَائِدَةِ هَلْ نَزَلَتْ اَهْلًا

فَالَّذِي عَلَيْهِ الْجُمُودُ وَهُوَ اَتَّقَى نَزْلَهَا اَلْحَقُّ رَقِطِي ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴

کے ہیں کیونکہ تَوْفِیقِیَ یہاں اُکُنْتُ عَلَیْہُمْ شَہِیدًا کے مقابلے میں آیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ توفی سے یہاں موت مراد نہیں۔ قرآن مجید میں موت کے مقابلے میں لفظ حیات آیا ہے اور توفی کے مقابلے میں لفظ حیات استعمال نہیں ہوا لفظ توفی کی تحقیق سورۃ آل عمران کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۸۳ ماشیہ ص ۸۳ لفظ شَہِید کی پوری تحقیق سورۃ بقرہ کی تفسیر میں ماشیہ (۲۷۲) کے تحت منٹ پر گذر چکی ہے ص ۸۴ اسکی جزا مذکور ہے اور قَائِلُہُمْ عِبَادُکَ اس کی دلیل ہے اے لم یخلقک بتعذیبہم اعتراض لانک المالک المطلق لہم (مردح ص ۸۷) اسی طرح اِنْ تَغْفِرْ لَیْ جَزَاءُہِیْ عَذُوبٌ ہے اے لم یخلقک عجز بذلک ولا استغفار فأنک القوی القادر علی جمیع المقدرات (دوح) یعنی اگر تو ان کو عذاب دینا چاہے تو اس میں غم نہ ہو کوئی اعتراض نہیں کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں اور تو ان کا مالک علی الاطلاق ہے اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو ایسا کر سکتا ہے تو اس سے عاجز نہیں اور نہ اس میں کوئی قباحت ہے کیونکہ توفیقاً در مطلق ہے اور تمام مقدرات تیری مشیت و قدرت کے تحت داخل ہیں۔ ص ۸۵ یہ ایمان والوں، توحید کو ماننے والوں اور نیک اعمال بجالانے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ص ۸۶ اللہ خبر مقدم ہے اور تقدیم خبر افادۂ حصر کے لئے ہے یعنی زمین و آسمان کی بادشاہی اور تمام اختیارات اللہ ہی کیلئے ہیں لا یحییئہ امہ نہ کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہما السلام کے لئے اس میں سورت کے غلامہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس میں بالذات نفی شرک فی التصرف کا ذکر ہے اور ضمناً نفی شرک فعلی بھی اس میں آگئی یعنی جب زمین و آسمان کی بادشاہی اور تمام اختیارات و تصرفات اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں اور کسی کے لئے نہیں تو نذر و نیاز کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں نہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہما السلام اور نہ ان کے سوا کوئی اور ص ۸۷ بقرہ نہ ماقبل یہاں بھی حصر ہے یعنی صرف وہی ہر چیز پر قادر ہے لا یحییئہ امہ نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم صدیقہ علیہما السلام۔ ص ۸۸ فَاذْلَحْ - رکوع ۳ میں نفی شرک فی التصرف پر یہ دلیل پیش کی گئی تھی۔ وَ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پھر سورت کے آخر میں ذرا اختصار سے اسی دلیل کا اعادہ کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا کہ سورۃ مائدہ کا محور اور مرکزی نکتہ یہ ہے کہ جب سب کچھ اللہ کے قبضے اور تصرف میں ہے تو ذاتی کار ساز ہے۔ حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے قبضہ اور اختیار میں کچھ نہیں۔ اس لئے وہ کار ساز بھی نہیں اور نذر و نیاز کے مستحق بھی نہیں۔

خصوصیات سورۃ مائدہ

(۱) اس سورت میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف۔ نفی شرک فعلی کے سلسلے میں چار مسائل بیان ہوئے۔ تحریمات غیر اللہ تین عنوانوں سے اُحِلَّتْ لَکُمْ بِحَیْمَۃِ الْاَنْعَامِ (۱۴) لَا تُحَرِّمُوا طَیِّبَاتِہٖ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ (۱۵) اور مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ بَیْنِہُمْ بَیْعَۃً اِلَّا اِنْ اَمَرَ بِالْاَمْرِ (۱۶) تحریمات اللہ۔ اس کے دو عنوان ہیں غَیْرُ مُحَرَّمٍ حَتّٰی الصَّیْدُ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ (۱۷) اور لَیْسَ لَکُمْ اَنْ تَنْکِحُوا اللّٰہَ یَنْکِحُکُمْ اللّٰہُ یَنْکِحُکُمْ (۱۸) غَیْرُ اللّٰہِ کِنْ نَذَرُوْا۔ اس کے بھی دو عنوان ہیں۔ مَا اُھْدِ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہِ (۱۹) اور مَا ذِیْہِ عَلَی النَّفْسِ اَنْ تَسْتَقِیْمُوْا بِالْاَمْرِ لَا فِی الشَّکْلِ بَدْرِہِ۔ اس کے بھی دو عنوان ہیں۔ لَا تَخْلُوْا شَعَائِرَ اللّٰہِ وَ لَا الشَّہَادَۃَ الْمَحْرَمَہُ وَ لَا الْاَمْوَیْلَ (۲۰) اور جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتِ الْحَرَامِ قِبْلَۃً لِّمَا لَنَا مِنَ الْحِجَہِ۔

(۲) شرک فی التصرف میں زیادہ زور حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہما السلام سے غیب ان اور کار ساز ہونے کی نفی پر دیا گیا ہے۔ اور دلائل کی بجائے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ ان کے غیب ان اور کار ساز سمجھنے والے کافر ہیں اور سرسری طور پر اختصار کے ساتھ

سورۃ مائدہ میں آیات توحید

- (۱) قَدْ لَمَنَ یَمْلِکُ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ یَهْلِکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَ اُمَّہُ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۳۴)
- (۲) قَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنَیْ اِسْرَآءِیْلَ اَعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبَّکُمْ اِنَّہٗ مَنْ یُشْرَکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّةَ وَ مَا وَدَّہُ النَّارُ وَ مَا لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (۳۵)
- (۳) لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلَاثَۃٍ وَ مَا مِنْ اِلٰہِ اِلَّا اِلٰہٌ وَاحِدٌ (۱۰۷)
- (۴) قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا اَوْ نَفْعًا وَ اللّٰہُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (۱۰۷)
- (۵) لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱۰۷)

[illegible]

پہلا حصہ

پہلے حصے میں دلائل کے علاوہ مضامین کے تئیں اور سلسلے نمٹنا بھی آگئے (۱) سلسلہ ردِ شبہاتِ مشرکین (۲) سلسلہ طریقِ تبلیغ اور (۳) سلسلہ بیانِ وجوہ انکارِ مشرکین بہر سلسلہ سات شقوں پر مشتمل ہے۔

دلائل نقلیہ سے دلائل نقلیہ دلیلیں ذکر کی گئی ہیں (۱) دلیل نقلیہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سترہ انبیاء علیہم السلام سے اور اجماعی تمام انبیاء علیہم السلام کا اجماعی ذکر کے سب کی طرف سے بیان فرمایا کہ وہ سب شرک سے بیزار اور توحید کے مبلغ تھے۔ وہ سب الشہی کو غیب دان اور متصرف و کار ساز مانتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شرک نہیں مانتے تھے۔ دوسری نقلی دلیل امم سابقہ کے علماء سے بیان کی گئی ہے: **وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ تَاَفَلَدَتْكَوْنَتَ هِنَ الْمُحْمَدِيْنَ** (۱۴۷) یعنی اہل کتاب دیہود و نصاریٰ کے علماء بھی اجماعی طرح جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ توحید آپ پر اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے اور وہ حق ہے۔

دلائل وحی کی ہے اور اس نے قرآن میں مجھ پر یہ وحی کی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و مختار اور نافع و ضار نہیں۔ دوسری دلیل وحی و ہذا اَکْتُبُ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكًا مُّصَدِّقًا الَّذِیْ بَیْنَ

بَیْدِهِ الْحَ (۱۱ ع) یعنی پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم یہ تھی کہ اللہ کے سوا کوئی عیب دان اور کار ساز نہیں اور سب کے آخر میں ہم نے اپنے آخری رسول پر یہ کتاب (قرآن) نازل کی جو پہلے تمام نبیوں کی تعلیم کی تصدیق کرتی ہے۔ تیسری دلیل وحی اِنَّہُمْ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ (۱۳ ع) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی وحی کا اتباع کروں کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و مختار کار ساز نہیں

ردِ شبہاتِ مشرکین

پہلے حصے میں مشرکین کے سات شبہات یا سوالات کا جواب دیا گیا ہے ان میں سے بعض یہاں مذکور ہیں اور بعض یہاں مذکور نہیں بلکہ قرآن مجید میں کسی دوسری جگہ مذکور ہیں۔ پہلا سوال یہ تھا کہ فدا کی طرف سے ان کے نام پر لکھی ہوئی کتاب آئے جسے وہ خود پڑھ لیں یہ سوال سورہ بنی اسرائیل ۱۰۱ میں وَكَانَ نُورُ مِمْ لِرُقِيَّتِكَ حَتَّىٰ تَنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرُءُكَ سے مذکور ہے یہاں دَلَّوْزُنَا عَلَيْنَا كِتَابًا فِي قُرْطَاسٍ (۱۰۱) سے اس کا جواب دیا کہ اگر ہم لکھی لکھائی کتاب نازل کرتے تو اس میں بھی یہی مسئلہ نوحید ہی مذکور ہوتا اور وہ اسے بھی جھٹلا دیتے۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ اس پیغمبر کے ساتھ فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا جو اس کی صداقت کا اعلان کرتا یہ سوال یہاں دَقَالُوْا كُوْلَا اَنْزِلَ عَلَيْنَا مَلَكٌ (۱۰۶) میں مذکور ہے اور سورہ الفرقان میں اس پر یہ اضافہ ہے۔ تَكِيُوْنَ مَعَهُ نَذِيْرًا (۱۰۷) اور دَلَّوْزُنَا مَلَكًا لِّقَضِيْ اَلْمَرْثُوْا لَا يَنْظُرُوْنَ (۱۰۶) سے اس کا جواب دیا گیا کہ اگر پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ فرشتہ نازل کیا جاتا تو انکار کرنے کی صورت میں انہیں فوراً ہلاک کر دیا جاتا اور بحیر مہلت نہ دی جاتی تیسرا سوال یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو پیغمبر بھیجا منظور تھا تو کسی فرشتے کو پیغمبر بنا کر کیوں نہ بھیج دیا یہ سوال بھی یہاں مذکور نہیں۔ سورہ بنی اسرائیل کی آیت قَدْ كُوْلْنَا فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةً اَنْ يَّهْتَدُوْا مَطْمَعِيْ تٰبِيْنَ لَقَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْنَا مِٔرَةً مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (۱۰۶) کے مفہوم ہوتا ہے اسکا جواب دَلَّوْزُنَا مَلَكًا لِّجَعْلَنَاهُ دَجَلًا وَّلَلْبَسْنَا عَلَيْهِ مِٔرًا يَّلْبِسُوْنَ (۱۰۶) میں دیا گیا کہ اگر فرشتہ رسول بنا کر بھیجا جاتا تو لامحالہ انسانی شکل ہی میں آتا اور ان کا اعتراض اسی طرح بحال رہتا۔ چوتھا سوال یہ تھا کہ ان کا منہ مانگا معجزہ کیوں نہیں ان کو دیا جاتا تو اس کا جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ معجزہ اتارنے پر توفیق دے لیکن اکثر لوگ پھر بھی ایمان نہیں لانے حالانکہ اہل مقصد تو یہ ہے لوگ ایمان لائیں یہ سوال و جواب دَقَالُوْا كُوْلَا نَزَّلَ عَلَيْنَا مِٔرًا وَّلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَخْتَفُوْنَ (۱۰۶) میں مذکور ہے۔ پانچواں سوال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی دولت مند آدمی کو رسول بنا کر کیوں نہ بھیجا یہ سوال سورہ زمر فتح میں قَالُوْا كُوْلَا نَزَّلَ هٰذَا الْفُرْقٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْفَرِیْقَتَيْنِ عَظِيْمٌ سے ذکر کیا گیا ہے۔ چھٹا سوال یہ تھا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو ہمیں غیب کی باتیں بتاتا اور ملک شام کی مذہبوں میں اشیار کے نوح بنادیتا یہ سوال حدیث میں مذکور ہے۔ ساتواں سوال یہ تھا کہ یہ پیغمبر خوب ہے کہ ہماری طرح بازار سے سودا سلف خریدتا اور کھاتا پیتا ہے۔ اگر پیغمبر ہوتا تو ایسا نہ کرتا یہ سوال سورہ الفرقان ۱۰۱ میں مذکور ہے۔ دَقَالُوْا اَمٰلِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يٰۤاٰكُلُ

الطَّعَامُ وَيَكْسِي فِي الْأَسْوَاقِ إِن تَيْنُونَ سَوَالُونَ كَاجَاب قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ (۵۶) سے دیا گیا۔

طریقہ تبلیغ کی تعلیم

نفی شرک فی التصرف کے بیان میں سات طریقہائے تعلیم مذکور ہیں۔ طریق تعلیم اول: تَحْلِیْ غَیْرِ اللَّهِ اِیْخَذُ وَلَیْکَ اَخْطَا السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ الخ (۲۶) آپ اعلان کر دیجئے کہ جو اللہ آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جو خود بے نیاز اور سب کا کارساز ہے کیا اسے چھوڑ کر میں غیر اللہ کو کارساز بناؤں؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ طریق تعلیم دوم: قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَنْتَمُ بِیْ حُجْجَہ تُوہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اللہ کے سامنے تسلیم خم کروں اور مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناؤں۔ طریق تعلیم سوم: قُلْ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ عَصِیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ تمہیں نہ تو اللہ کا خوف ہے نہ اس کے عذاب کا ڈر لیکن میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں کہ اگر اس کی نافرمانی کروں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک بناؤں اور اس کے سوا کسی کو غیب دان اور کارساز سمجھوں تو وہ مجھے عذاب میں مبتلا کر دے۔ طریق تعلیم چہارم: قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ (۷۷) آپ فرمادیجئے مجھے تو ان معبودانِ باطلہ کو پکارنے سے منع کر دیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ طریق تعلیم پنجم: قُلْ لَا اَتَّبِعُ اَهْوَاءَ کُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذْ اَوْمَأْتُ مِنَ الْمُتَهْتَدِیْنَ میں تمہاری باطل خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا اگر میں ایسا کروں تو گمراہی میں جا پڑوں اور ہدایت سے دور ہو جاؤں کیونکہ تمہاری خواہشات یہ ہیں کہ میں بھی غیر اللہ کو غیب دان اور کارساز سمجھوں حالانکہ یہ صریح گمراہی ہے۔ طریق تعلیم ششم: قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَبِّیْ وَکَذَّبْتُمْ بِیْہِمْ مِیْرَے پاس تو اللہ کی توحید کے واضح دلائل موجود ہیں ان کی موجودگی میں میں توحید کی راہ کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں۔ تم نے تو کورباہی کی وجہ سے اس کی تکذیب کر دی۔ طریق تعلیم ہفتم: قُلْ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِاللَّهِ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَہَ کُفْرِیْ اِلَہَ کُفْرِیْ وَبِعِبَادَتِیْ جِسْمِیْ عَذَابِ کَافِرِیْنَ عَذَابِ کَافِرِیْنَ میں تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا لیکن یہ سب کچھ اللہ کے اختیار و تصرف میں ہے میرے بس میں نہیں ہے۔ ساتواں طریق تعلیم نفی شرک فی التصرف پر دلیل بھی بن سکتا ہے کہ غائبانہ حکم اور تصرف صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

بیان وجوہ انکار مشرکین

سورہ انعام میں مشرکین کے انکار کی سلت وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ پانچ حصہ اول میں اور دو حصہ دوم میں۔ ہر وجہ لفظ کَذَلِکَ سے بیان کی گئی ہے۔ ان جگہوں میں کاف تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے۔ پہلی وجہ: کَذَلِکَ فَخَلَّتْ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ الخ (۷۷) یعنی وہ ماننے والوں کو حقیر سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ جس دین کو ایسی مولیٰ پوزیشن کے لوگوں نے مانا ہے جلاوہ بھی بچا ہو سکتا ہے؟ دوسری وجہ یہ تھی کہ مسئلہ توحید جس قدر زیادہ کھلی کر بیان کیا جاتا اور مشرکین کے کثرت جس قدر واضح کئے جاتے اسی قدر ان کا بغض و عناد زیادہ ہو جاتا اور وہ انکار کرنے لگتے۔ کَذَلِکَ نَقُصُّ اِلَیْہِمْ اٰیٰتِیْنَ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلَ الْمُجْرِمِیْنَ (۷۸) میں دوسری وجہ بیان کی گئی ہے۔ تیسری وجہ: کَذَلِکَ نَقُصُّ اِلَیْہِمْ اٰیٰتِیْنَ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلَ الْمُجْرِمِیْنَ (۷۸) یعنی ہم آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں لیکن مشرکین پیغمبر علیہ السلام پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ کسی سے سیکھ کر آیا ہے۔ چوتھی وجہ: کَذَلِکَ زَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِیَّ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ (۷۹) مشرکین کو مشرکانہ اعمال خوبصورت اور کھلے معلوم ہونے میں اس لئے وہ مسئلہ توحید کو نہیں مانتے۔ آگے چل کر کَذَلِکَ زَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِیَّ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ (۷۹) میں اس وجہ کا عائدہ کیا گیا ہے۔ پانچویں وجہ: کَذَلِکَ جَعَلْنَا لِبَنِیْ عَلٰی اَشِیْطٰنِیْنَ اٰیٰتِیْنَ (۸۰) یعنی شیطانیں انس اور شیطانیں جن نبی کے دشمن ہونے میں اور وہ لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈالتے رہتے ہیں اور ان کو پیغمبر سے یہ کہہ کر بدگمان کرنے رہتے ہیں کہ یہ تو نبیوں اور ولیوں کا بے ادب ہے۔ چھٹی وجہ: کَذَلِکَ جَعَلْنَا فِیْہِیْ قُرْبٰنَہٗ اَکْبَرًا مَّجْمِعِہَا الخ (۸۱) ہر نبی کے بڑے لوگ عبادِ مجسم ہوتے ہیں اور در در لوگوں کو مگر فریب سے گمراہ کرتے رہتے ہیں ساتویں وجہ: کَذَلِکَ نُرِیْ اِلَیْہِمْ اٰیٰتِیْنَ بَعْضُ الظَّالِمِیْنَ بَعْضًا لِّمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (۸۲) شرک کی وجہ سے تمام مشرکین ایک دوسرے کے دوست بنتے جاتے ہیں اور متحدہ طور پر مسئلہ توحید کا انکار کرنے لگتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آج کل کے مشرکین کے رد و انکار کی وجوہ بھی بعینہ یہی ہیں۔

دوسرا حصہ

دوسرے حصہ میں شرک فعلی کی صرف تین شقوں کا ذکر ہے۔ (۱) تحریمات غیر اللہ (۲) تحریمات اللہ اور (۳) اندوز غیر اللہ چوتھی شق یعنی اللہ کی نذر و نیاز کا ذکر اس سورت میں نہیں کیا گیا کیونکہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کی نفی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نذریں منیتیں صرف اللہ کے نام کی دینی چاہئیں۔

تحریمات غیر اللہ

سورہ مائدہ میں تحریمات غیر اللہ کو تین عنوانوں سے ذکر کیا گیا جیسا کہ ابھی بیان ربط میں مذکور ہوا۔ سورہ انعام میں اس مسئلہ کو چار مختلف عنوانات سے ذکر کیا گیا ہے۔ جو تحریمات غیر اللہ کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں (۱) نَحْلُوْا مِمَّا ذُکِّرَ اَسْمَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ۔ تا۔ اَلَا تَاْتٰکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ ذُکِّرَ اَسْمَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ (۱۳۶) یعنی جن چوپایوں کو تم نے غیر اللہ کی خاطر مزکور رکھا ہے مثلاً سائبہ بکیرہ ویرہ جب ان کو خالص اللہ کا نام لیکر ذبح کیا جائے تو انہیں کھاؤ۔ جن چوپایوں کو اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا ان کو تم کیوں نہیں کھاتے ہو۔ انہیں کھاؤ اور تحریمات کو اٹھاؤ۔ (۲) وَقَالُوْا اِهٰذَہٗ اَنْعَامٌ وَّحٰشَیْ حٰجِیْرُ۔ تا۔ اِنَّہٗ حٰکِیْمٌ عَلَیْہِمْ (۱۶۴) اس عنوان کے تحت تحریمات مشرکین کی چار صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول کچھ چوپایوں اور کھیتوں کو وہ اپنے معبودانِ باطلہ کے لئے نافرور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کو کوئی نہیں کھا سکتا۔ دوم کچھ چوپایوں پر سواری کرنے اور بوجھ لادنے کو حرام کرتے تھے۔ سوم جن چوپایوں کو غیر اللہ کی خاطر حرام کرتے تھے ذبح کے وقت ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے چہارم بعض مادہ چوپایوں کے متعلق وہ فیصلہ کرتے تھے کہ ان کے پیٹ کا بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو ان کے مردوں کے لئے حلال ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حرام ہے اور اگر مردہ پیدا ہو تو دونوں جفتوں کے لئے جائز ہے۔ فرمایا یہ تمام صورتیں باطل اور ان کی نحو و ساختہ ہیں اس پر ان کو سخت سزا ملے گی تم ان تحریمات کو اٹھاؤ اور ان چیزوں کو کھاؤ۔ (۳) اس کے بعد وَحٰشَیْ

سورہ مائدہ میں تحریمات اللہ کی صرف ایک صورت بیان کی گئی یعنی تَعَذُّبُ مَحَلِّ الصَّیْدِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ لِّکُنْ سُوْرۃ النعام میں تحریمات الشک باقی ماندہ بہت سی صورتیں ذکر کی گئی ہیں۔ سورہ النعام میں تحریمات اللہ کا ایک دفعہ ذکر کیا گیا ہے۔ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّکُمْ۔ تَا۔ ذَلِکُمْ وَحَسْبُکُمْ بِهِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (۱۹۷) ان آیتوں میں حسب تحریمات الہیہ مذکور ہیں۔ شرک بہرقم۔ عقوق والدین۔ اور ان کی حق تلفی۔ قتل اولاد۔ تمام فواحش و منکرات۔ قتل ناحق۔ اکل مال یتیم ناحق۔ ناپ تول میں کمی بیشی وغیرہ۔

سورہ مائدہ میں نذر غیر اللہ کو مآ اھلّٰ لَغَيْرِ اللّٰهِ اور مَا ذَرِیْعَہ عَلَی النَّصَب سے ذکر کیا گیا لیکن سورہ انعام میں اس مسئلہ کو پانچ مختلف عنوانوں کے ساتھ چار دفعہ ذکر کیا گیا ہے جس میں نذر غیر اللہ کی تمام صورتیں آگئی ہیں۔ (۱) قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَیْكُمْ (۱۴ع) یعنی جو چیزیں تم پر حرام ہیں ان کی تفصیل اللہ تعالیٰ تمہیں بتا رہا ہے۔ یہاں نذر غیر اللہ کا ذکر لگایا ہے تفصیل آگے آرہی ہے۔ (۲) وَجَعَلَ اللّٰهُ مِمَّا دَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ ذَلَالًا نَّعِیْبًا۔ تا۔ قَدْ ذُہِرَ وَمَا یُقْتَرُونَ (۱۶ع) یہاں انعام (جانوروں) کے ساتھ حرث (غلہ) اور بھیل (غیرہ) کا ذکر بھی صراحت سے کیا گیا ہے جس طرح جانوروں سے غیر اللہ کی نذر حرام ہے اسی طرح غلوں، بیہوشوں اور پھلوں سے بھی حرام ہے۔ علیٰ ذلکَ اَوَّلَکَ الذِّنِّ لَکَیْزٍ مِّنَ الْمُنْشَرِّ کَیْنِ قَتَلَ اَوْ لَا دِہْمَ۔ تا۔ قَدْ ذُہِرَ وَمَا یُقْتَرُونَ میں نذر غیر اللہ کی ایک اور صورت کا ذکر کیا۔ بعض مشرکین اپنے معبودان باطلہ کی خاطر اپنے بچوں کو ان کی بھینٹ بڑھا دیتے۔ اس آیت میں اس مشرک کا نہ فعل کی مذمت فرمائی۔ (۳) قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوا اَوْلَادَہُمْ اِلٰہَہُ النَّارِ نَذْرٌ لِّغَیْرِ اللّٰهِ تِیْسَری بار ذکر کیا گیا (۴) وَہُوَ الَّذِیْ اَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوسَاتٍ۔ تا۔ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُنْشَرِّ فِیْنِ (۱۷ع) یہاں مختلف قسم کی پیداوار بھیلوں، بیہوشوں کی انواع و اقسام کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان سے خالص اللہ کا حق ادا کرو اور ان میں سے غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز مت لکالو۔ (۵) قُلْ لَا اَجِدُ فِیْ مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا۔ تا۔ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۸ع) یہاں نذر غیر اللہ کو فِسْقًا اھلّٰ لَغَیْرِ اللّٰهِ سے تعبیر کیا گیا۔

سورت کے دونوں حصوں کے اختتام پر ﴿ثُمَّ أَنْتَيْنَا مَوْسَى الْكِتَابَ تَمَامًا﴾ الخ (۱۹۶) سے دونوں مضمون نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی، پر دلیل نقلی، اور
وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ ﴿۲۰۶﴾ الخ (۲۰۶) سے دونوں مضمونوں پر دلیل وحی پیش کی گئی ہے۔ یعنی پہلے تورات میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو تفصیل سے
بیان کیا گیا۔ پھر قرآن نے بھی تورات کے مطابق اعلان کیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں۔ نیز اس نے تحریکات مشرکین کو حلال اور غیر اللہ کی
نذر و نیاز کو حرام قرار دیا ہے۔ پھر خاتمہ سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین اعلان کرائے گئے ہیں۔ (۱) ﴿قُلْ إِنِّي هَدَىٰ رَبِّي﴾ تا۔ ﴿وَمَا كَانَ مِنَ
الْمُشْرِكِينَ﴾ یعنی اللہ نے عقلی اور نقلی دلائل سے صراط مستقیم کی طرف میری رہنمائی فرمائی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے جو شرک سے سخت بیزار تھے (۲) ﴿قُلْ إِن صَلَاحِي
وَكُلْسِي﴾ تا۔ ﴿وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ یعنی میں اللہ کے سوا کسی کو غیب دان اور کارساز نہیں سمجھتا ہوں اور میری تمام عبادتیں اور میرا مزاجینا سب کچھ محض اللہ کے لئے ہے
جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہے (۳) ﴿قُلْ أَغْيَرُ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ﴾ یعنی جو اللہ کا کائنات کے ذرے ذرے کا مالک اور رازقی ہے کیا اسے چھوڑ کر میں کسی اور
کو اپنا رب اور کارساز بنالوں؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا یہ تو عقل و نقل کے صریح خلاف ہے۔ سورت کے آخر میں ﴿إِنَّ رَبَّكَ سَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ سے مسئلہ توحید کا انکار کرنے والوں
کے لئے تحذیف اخروی اور ﴿وَأَنَّهُ لَخَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ سے مسئلہ توحید کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

حصہ اول نفی شرک فی التصرف یا نفی شرک اعتقادی

سورۃ النعام سے فتد آن مجید کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے جو سورۃ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے۔ اس حصے کا مرکزی مضمون ربوبیت ہے یعنی اس حصے میں زیادہ تر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر چیز کو پیدا کرنے کے بعد اس کو حد کمال تک پہنچانے والا اور ہر چیز کی دیکھ بھال کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ ۳۰۹

۳۰۹

وَإِذَا سَمِعُوا

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۰

آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے نیچے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے
سُكُونٍ ۝۱۱ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ هُمُومٌ ۝۱۲ وَخَمْسٌ مِّنْهُمْ سَبْعُونَ ۝۱۳ وَخَمْسٌ مِّنْهُمْ سَبْعُونَ ۝۱۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي خلق السموات والأرض وجعل

الظلمات والنور ثم الذين كفروا بربهم

يَعْدِلُونَ ۝۱۵ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ

أَجَلَكُمْ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهُ ثُمَّ أَنْتُمْ تَمْتَرُونَ ۝۱۶

هُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ

جَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ ۝۱۷ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ

مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝۱۸

فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ ۝۱۹ فَسَوْفَ

مَنْزِلٌ ۝۲۰

خلاصہ کے بیان میں مذکور ہو چکا ہے کہ سورۃ النعام کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورۃ کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۴ میں دھوا اعلیٰ یا لہ ہند بن تک ہے اس حصے میں نفی شرک فی التصرف کا ذکر کیا گیا ہے اور مسئلہ توحید پر عقلی و نقلی اور وحی سے گیارہ دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ نو دلائل عقلیہ و دو نقلی دلائل اور زمین دلائل نقی۔ حمد سے صفات الوہیت مراد ہیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں گذر چکا ہے ملاحظہ فرمادے۔ حاشیہ ۱ الحمد لله ایک دعویٰ ہے یعنی وہ تمام صفات کا ساز و ساز جہیں تم اپنے معبودوں کے لئے ثابت کرتے ہو وہ رب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور تمہارے معبودوں میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ آگے ہی اسم موصول تعلیل کے لئے ہے اور اس کا صلہ مذکورہ دعویٰ پر عقلی دلیل ہے یعنی زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا۔ اندھیرے اور اجالا پھر بھی یہ کافر اپنے رب کے ساتھ یعدلون ۱۵ ہواؤں کو پھرتے ہیں وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے تم پھر مقرر کر دیا۔ آجلا و اجل ۱۶ مسما عندہ ۱۷ انتم تمترون ۱۸ اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک مگر تم بھی شک کرتے ہو کہ وہی ہے اللہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے جانتا ہے تمہارا چھپا اور جہرکم و یعلم ما تکتبون ۱۷ و ما تا تہم من آیہ ۱۸ اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی ۱۹ من آیت ربہم الا کانوا عنہا معرضین ۲۰ ان کے رب کی نشانیوں میں سے مگر کرتے ہیں اس سے نفی ۲۱ فقد کذبوا بالحق لما جاءہم ۲۲ سو اب سو بے شک جھٹلایا انہوں نے کہ جب ان تک پہنچا ۲۳ منزل ۲۰

وَقَمِ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا (روح ج ۷ ص ۵۵) ۵۵ اس میں حصہ یعنی اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اس طرح اس آیت کے باقی حصوں میں بھی حصہ دے دیا یعنی مقررہ اجل کی اسی ہی کو خبر ہے اور اس کا علم اسی کے پاس ہے۔ ثُمَّ أَنْتُمْ تَمْتَرُونَ۔ تم یہاں بھی استبعاد کے لئے ہے تمترون۔ مزیڈ سے ہے یا مراء سے پہلی صورت میں اس کے معنی ہوں گے۔ پھر تم شک کرتے ہو اور دوسری صورت میں

موضح قرآن فل اندھیرا اجالا یہی رات دن ہے اور اشارت میں راہ غلط کو اندھیرا کہتے ہیں اور راہ صحیح کو اجالا سورہ صبح ایک ہے اس کے سولے سب راہیں غلط ہیں وہ بہت ہیں۔ فل وعدہ یعنی فنا کا وقت سوا ایک اجل ہے ہر شخص کی وہ نہیں جانتا فرشتے جانتے ہیں اور ایک اجل ہے سب خلق کی سو کوئی نہیں جانتا اس بل سے قیاس کر لیا اس اجل کو اور نہ کہنے لائے فتح الرحمن فل یعنی معبودان باطل را ۱۲ یعنی برائے قیام قیامت ۱۳ فل یعنی متصرف فرمانروا ۱۴

پھر تم جھگڑا کرتے ہو تشکون من المردیۃ او تجادلون من المراء و معنی تم استبعاد (مدارک ج ۲ ص ۲۵) لفظ اللہ سے وصف مشہور مراد ہے یعنی فاعل او متصرف اب حرف جار لفظ اللہ کے متعلق ہوگا اور ظرفیت کا معنی درست ہوگا۔ اس آیت کی ابتداء میں حصہ اس لئے اس کے باقی حصوں میں بھی حصہ ہوگا یعنی زمین و آسمان میں وہی متصرف ہے اور وہی ہمارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ یہ صفتیں اللہ کے سوا کسی اور میں نہیں ہیں۔ لہذا اس کے سوا متصرف و کار ساز بھی کوئی نہیں۔
 ۱۵ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ كَيْسَةٍ مُهْرِزَةٍ تَأْتِيهِمْ مِنْ كَيْسَةٍ مِّنْ دُونِ كَيْسِهِمْ

الانعام ۶

۳۱۰

وَرَادَ اسْمُهُمَا

يَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝۱۵

یہ آیت ہے ان کے آگے حقیقت اس بات کی جس پر ہنستے تھے وہاں کیا

بَرُوا أَكْمَرُ أَهْلِكُنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَّكَّنْتَهُمْ

اور کتنے نہیں کہ کتنی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے وہاں تھے جن کو جمادیا تھا ہم نے

فِي الْأَرْضِ قَالُوا لَمْ نُمَكِّنْكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ

مَلَكًا فِيهِمْ مَّدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِنْ

تَحْتِهِمْ فَاهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ

بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝۱۶ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ

كُتُبٍ لَّابْتِغَايَ فِيهَا دَلِيلًا لِّلْعَالَمِينَ ۝۱۷

لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَجَعَلْنَا فِيهِم مَّاكِينًا ۝۱۸

وَقُلْنَا لِبَنِي إِدْرِيسَ إِنَّا صَدَقْنَاكَ وَإِنَّا نَافِئُونَ ۝۱۹

وَقُلْنَا لِسُلَيْمَانَ إِنَّا جَعَلْنَا نَهْرًا تَحْتَهُ ثَمَرَاتٍ فَارْجُعْ فِيهَا ۝۲۰

وَقُلْنَا لِدَاوُدَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۲۱

وَقُلْنَا لِيُوسُفَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۲۲

وَقُلْنَا لِهَارُونَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۲۳

وَقُلْنَا لَنُوحٍ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۲۴

وَقُلْنَا لِهَارُونَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۲۵

وَقُلْنَا لَنُوحٍ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۲۶

وَقُلْنَا لِهَارُونَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۲۷

وَقُلْنَا لَنُوحٍ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۲۸

وَقُلْنَا لِهَارُونَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۲۹

وَقُلْنَا لَنُوحٍ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۳۰

وَقُلْنَا لِهَارُونَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۳۱

وَقُلْنَا لَنُوحٍ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۳۲

وَقُلْنَا لِهَارُونَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۳۳

وَقُلْنَا لَنُوحٍ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۳۴

وَقُلْنَا لِهَارُونَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۳۵

وَقُلْنَا لَنُوحٍ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۳۶

وَقُلْنَا لِهَارُونَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۳۷

وَقُلْنَا لَنُوحٍ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۳۸

وَقُلْنَا لِهَارُونَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۳۹

وَقُلْنَا لَنُوحٍ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۴۰

وَقُلْنَا لِهَارُونَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۴۱

وَقُلْنَا لَنُوحٍ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۴۲

وَقُلْنَا لِهَارُونَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۴۳

وَقُلْنَا لَنُوحٍ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۴۴

وَقُلْنَا لِهَارُونَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۴۵

وَقُلْنَا لَنُوحٍ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۴۶

وَقُلْنَا لِهَارُونَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۴۷

وَقُلْنَا لَنُوحٍ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ۝۴۸

کذا بواب الحق حق کے تین معنی ہیں۔ اول اظہار حق، دوم ہستی

بات، سوم ظاہر اور واضح بات۔ یہاں تیسرا معنی مراد ہے۔

جب انہوں نے ایک ایسی حقیقت کا انکار کر دیا جو بالکل واضح

اور ظاہر ہے تو وہ عذاب کے مستحق ہیں جیسا کہ فسوف

یأتیہم کی فارضیہ اس پر دال ہے۔ کہ انہا سے

دنیا اور آخرت کا عذاب مراد ہے۔ المراد ما یعمد الیک العقوبات

العاجلة والعقوبات التي تحمل یوم فی الاخرة من

عذاب النار ونحوہ (دوح ج ۲ ص ۹۳) منہ یہ تحریف

دنیوی ہے۔ مکنتم تمکین کے معنی قدرت و ہمت

عطا کرنے کے ہیں۔ من یخترہم میں مصاف مخذوف

ہے ای تحت اشجارہم او تحت قصورہم یا یہ قبضہ اور تصرف

سے کنایہ ہے یعنی وہ نہیں ان کے قبضہ و تصرف میں تھیں۔

بدن تو بہم۔ با سبب یہ ہے۔ یعنی ان کے گناہوں اور

دعویٰ توحید نہ ماننے کے سبب سے ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔

۱۵ یہ مشرکین کے سات شبہات میں سے پہلے شبہ کا جواب

ہے مشرکین کہتے تھے کہ جب تک آپ آسمانوں پر جا کر وہاں کو

لکھی لکھی کتاب نہ لے آئیں اس وقت تک ہم ایمان نہیں

لاؤں گے جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل ع ۱۰ میں ہے وَ كُنْ

تُؤْمِنُ لِرُؤُوسِكَ حَتَّىٰ تَنْزَلَ عَلَيْنَا كِتَابًا مُّكْرَمًا ۝۱۰

تو اس کا جواب دیا کہ اگر ہم کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب ان پر

نازل کر دیں جسے اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیں لیکن پھر بھی

یہ مشرکین اور کفار وہی کہیں گے جو کہتے ہیں کہ یہ تو بس کھلا

ہو جادو ہے۔ ۱۶ یہ دوسرا شبہ ہے مشرکین کہتے تھے کہ

کیونکر ایک فرشتہ بھی آنا چاہئے تھا جو اس کی طرف

لوگوں کو دعوت دیتا اور اس کے دعوے کی تصدیق کرتا جیسا کہ

الفرقان رکوع میں لَوْ لَا أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُلْكًا فَيَكُونُ مَعَا

نَذِيرًا ۝۱ تو اس کا جواب دیا لَوْ لَا أَنزَلْنَاهُ مُلْكًا لَّفَضَحْنَا

الْأَمْرَ لَكُمْ لَا يُنْظَرُونَ یعنی اگر پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ فرشتہ

آتا اور مشرکین اس کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیتے اور اس کے بعد اگر وہ پیغمبر کا انکار کرتے تو انہیں فوراً ہلاک کر دیا جاتا اور کچھ سوچنے کی انہیں ہرگز مہلت نہ دی جاتی۔ ۱۷ یہ تیسرا شبہ کا

جواب ہے مشرکین کہتے تھے کہ اگر اللہ کو پیغمبر بھیجنا منظور تھا تو کسی فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیج دیتا بشر کو اس نے پیغمبر کیوں بنایا ہے تو اس کا جواب دیا کہ اگر فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتے تو لامحالہ انسانی اور بشری

موضع قرآن یعنی جس کی قسمت میں ہدایت نہیں اس کا شبہ بھی نہیں جاتا کہ کہتے تھے کہ ہمارے دیکھتے فرشتہ اترے سو جب آدمی فرشتوں کو دیکھیں تو عالم غیب ظاہر ہوگا

فتح الرحمن ۱۷ یعنی باصدق آن خبر ۱۲ ۱۳ زیر مسکن ایشان ۱۲ ۱۳ مترجم گوید یعنی تعصب ایشان بمرتبه است کہ اگر نزل کتاب را بحس ظاہر بہ بنیدن ایشان کار کنند واللہ اعلم ۱۲ ۱۳ یعنی

بوجہی کہ انرا بحس ظاہر بہ بنیدن ۱۲ ۱۳ یعنی ظہور ملائکہ باینوجہ متلزم ہلاک ایشان است در حکمت الہی ۱۲ ۱۳ یعنی شکل مردی ۱۲ ۱۳

۳۱۱

الانعام۶

اور بلاشبہ چاہی کرتے رہے ہیں رسولوں سے تجھ سے پہلے اللہ پھر تجھ کو دیا ہے
 سَخَّرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿١٠﴾ قُلْ

ہندی کرنے والوں کو اس چیز نے کہ جس چیز پر ہنسنا کرتے تھے وہاں تو کہہ دے

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ قُلْ لِّسَنُيَّ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور زمین میں کہہ دے اللہ کا ہے اس نے نکلے ہے اپنے قوم مہربانی

لِيَجْمَعَكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ الَّذِينَ

مفسران میں ڈال چکے اپنی جانوں کو دہی ایمان نہیں لاتے اور اللہ ہی کا جج ہے

لَسْكَنٌ فِي الْبَيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۱۳ قُلْ

غَيْرِ اللَّهِ اتَّخَذَ وَلِيًّا فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اے آدمی کو بتاؤں اپنا مددگار اللہ کے سوا جو بنائے والا آسمانوں کا اور زمین کا
 اَلْهُوَ يَطْعِمُ وَلَا يَطْعَمُ قُلْ اِنِّي اَمْرٌ اَنْ اَكُوْنَ

وَلَمْ يَأْتِ فِيهَا مَوْلَاةٌ وَلَا غُلَامٌ ۚ وَمِنْ آلِ زَكَرِيَّا إِذَا نَبَاهُ الْمَلَكُ أَنِ اقْبَضِي إِلَيْنَا فَرْجَكَ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِيَ غُلَامٌ وَإِلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُمُ الْمَلِكُ عَسَىٰ فَعْلَانِ فَاتَّخَذُوا مِنْهُ هُزُوًا بَدِيعَهُ رَحْمَتُ رَبِّهِمْ ۖ فَلَمَّا أَتَتْهَا الْحُسْنَىٰ أُغْوِيَ السُّوءَىٰ وَفَتَنَهَا رَبُّهَا بِبَنَاتٍ خَيْرَ الَّذِيْنَ كُنَّ ۖ وَقَالَ أَعِصِي أَمْرِي ۖ وَأَنْقِضِي إِلَيْنَا الْأَقَادِمَ فَقَالَتْ إِنِّي سَخِرْتُ مِنَ الْغُلَامِ ۚ إِنَّهُ كَارِهٌ ۙ فَأَوْثَرْنَا بِهِ سَبْعَ مِائَةٍ ۖ وَنَوَّسْنَا لِلْأُولَىٰ عَصَا نُوحٍ ۖ وَابْتَاعَ دَاوُدَ الْحَبَشَةَ أَسِيرًا فَقَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّي آيَةً ۖ قَالَ يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ذَلِكَ ۖ قَالَ إِنَّا اسْتَمَعْنَا لِشَرٍّ لَّدُنَّكَ فَاصْبِرْ ۖ وَلَئِنَّكَ مِنَّا لَمُعِينٌ ۖ فَلَمَّا جَاءَ الْكَلْبَاقَ أَخْرَجْنَاهُ مِنْهُ لَهْفًا ۖ فَلَمَّا أَتَىٰ مَدْيَنَ وَجَدَ ثَغِيرًا ۖ قَالَ إِنِّي مِنكُمْ وَكُنْتُم بِآيَاتِنَا مُجْرِبِينَ ۖ وَأَنْقَضُوا إِلَيْهِ أَمْدَانَهُمَا ۖ فَاتَّخَذُوا مِنْهُ ذِيًّا ۖ فَلَمَّا أَتَىٰ الْيَمَانَ وَجَدَ لَدُنَّاهُ مِائَةَ مِائَةٍ ۖ وَحَامِلًا فِي ذُرِّيَّتِهِ لِسُلُوكٍ ۖ فَبَدَأَ بِهَا وَاسْتَوْدَعَٰهُمَا إِلَىٰ عَيْنَيَّهَا ۖ فَالْتَمَسَهَا لَيْلَتَهُ فِى الْمَدَائِدِ ۖ فَوَجَدَهَا فِي عُودٍ طَوِيلٍ فَظَنَّ أَنَّ لَهَا مَوْلًىٰ ۖ فَعَثَا ۖ فَاطْمَآنَا ۖ فَانْقَضَ إِلَيْنَا الْوَعْدُ ۖ وَجَعَلْنَاهَا سُلَاسِيًّا ۖ فَاتَّخَذُوا مِنْهَا شُرَكَاءَ ۖ فَزَيَّنَّا لِلْجَانِثِينَ فِي أَرْضِهِمْ حَمَاةً ۚ إِنَّهُمْ أَفْكَاكُ بُدُنٍ ۖ خُلِقُوا مِن ظُلُمٍ ۖ وَكُنُوزٍ ۖ وَهَاجِلٍ ۖ فَاحْسَبُوا أَنْكَادَ النَّامُوتِ ۚ وَجَعَلْنَاهُمْ فِتْنَةً ۖ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ

اور وہ سب کو ہلا مانے اور اس کو کوئی نہیں کھلاتا تو کہنے مجھ کو حکم دیا ہے کہ سب سے

وَلَمْ يَأْتِ فِيهَا مَوْلَاةٌ وَلَا غُلَامٌ ۚ وَمِنْ آلِ زَكَرِيَّا إِذَا نَبَاهُ الْمَلَكُ أَنِ اقْبَضِي إِلَيْنَا فَرْجَكَ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِيَ غُلَامٌ وَإِلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُمُ الْمَلِكُ عَسَىٰ فَعْلَانِ فَاتَّخَذُوا مِنْهُ هُزُوًا بَدِيعَهُ رَحْمَتُ رَبِّهِمْ ۖ فَلَمَّا أَتَتْهَا الْحُسْنَىٰ أُغْوِيَ السُّوءَىٰ وَفَتَنَهَا رَبُّهَا بِبَنَاتٍ خَيْرَ الَّذِيْنَ كُنَّ ۖ وَقَالَ أَعِصِي أَمْرِي ۖ وَأَنْقِضِي إِلَيْنَا الْأَقَادِمَ فَقَالَتْ إِنِّي سَخِرْتُ مِنَ الْغُلَامِ ۚ إِنَّهُ كَارِهٌ ۙ فَأَوْثَرْنَا بِهِ سَبْعَ مِائَةٍ ۖ وَنَوَّسْنَا لِلْأُولَىٰ عَصَا نُوحٍ ۖ وَابْتَاعَ دَاوُدَ الْحَبَشَةَ أَسِيرًا فَقَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّي آيَةً ۖ قَالَ يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَخُذْ ذَلِكَ ۖ قَالَ إِنَّا اسْتَمَعْنَا لِشَرٍّ لَّدُنَّكَ فَاصْبِرْ ۖ وَلَئِنَّكَ مِنَّا لَمُعِينٌ ۖ فَلَمَّا جَاءَ الْكَلْبَاقَ أَخْرَجْنَاهُ مِنْهُ لَهْفًا ۖ فَلَمَّا أَتَىٰ مَدْيَنَ وَجَدَ ثَغِيرًا ۖ قَالَ إِنِّي مِنكُمْ وَكُنْتُم بِآيَاتِنَا مُجْرِبِينَ ۖ وَأَنْقَضُوا إِلَيْهِ أَمْدَانَهُمَا ۖ فَاتَّخَذُوا مِنْهُ ذِيًّا ۖ فَلَمَّا أَتَىٰ الْيَمَانَ وَجَدَ لَدُنَّاهُ مِائَةَ مِائَةٍ ۖ وَحَامِلًا فِي ذُرِّيَّتِهِ لِسُلُوكٍ ۖ فَبَدَأَ بِهَا وَاسْتَوْدَعَٰهُمَا إِلَىٰ عَيْنَيَّهَا ۖ فَالْتَمَسَهَا لَيْلَتَهُ فِى الْمَدَائِدِ ۖ فَوَجَدَهَا فِي عُودٍ طَوِيلٍ فَظَنَّ أَنَّ لَهَا مَوْلًىٰ ۖ فَعَثَا ۖ فَاطْمَآنَا ۖ فَانْقَضَ إِلَيْنَا الْوَعْدُ ۖ وَجَعَلْنَاهَا سُلَاسِيًّا ۖ فَاتَّخَذُوا مِنْهَا شُرَكَاءَ ۖ فَزَيَّنَّا لِلْجَانِثِينَ فِي أَرْضِهِمْ حَمَاةً ۚ إِنَّهُمْ أَفْكَاكُ بُدُنٍ ۖ خُلِقُوا مِن ظُلُمٍ ۖ وَكُنُوزٍ ۖ وَهَاجِلٍ ۖ فَاحْسَبُوا أَنْكَادَ النَّامُوتِ ۚ وَجَعَلْنَاهُمْ فِتْنَةً ۖ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ

﴿١٢﴾

چند حکم مانوں شایعہ ادلو ہرگز نہ ہو مشرک والا

منزل ۲

۱۲
م فطره الله التي فطر الناس عليها لا تطعمهم ولا تأسد ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله الحامد اى وقيل لي بقية ما قبل ۱۲

سے کہہ دیں جو آپ کو اپنے عاجز معبودوں کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں کہ کیا میں اس اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو کارساز مان لوں جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور سب کا روزی دینے والا ہے اور خود سب سے بے نیاز ہے۔ **سوال** یہ دوسرا طریق تعلیم ہے۔ **جواب** لا تَكُونُوا تَوْحِدًا سے پہلے قبیل کی محذوف ہے یعنی مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ میں اللہ کے سامنے سب سے پہلا سر جھکانے والا ہوں۔ نیز مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مشرکین کے نظریات و اعمال میں سے کچھ بھی قبول نہ کروں **آذِلْ مَنْ أَسْلَمَ** کا مفہوم تفصیل سے انعام کے آخری رکوع میں **قُلْ إِنْ صَلَوَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي بِاللهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** الخ میں بیان کیا گیا ہے۔

فتح الرحمن یعنی جزا کلمہ کہ بطریق سخریہ باینہامی گفتند ۱۲

۱۵۔ یہ تیسرا طریق تعلیم ہے۔ یعنی تم لوگ تو اللہ کی معرفت اور اس کی پہچان سے بے بہرہ ہو اس لئے دن رات اس کی نافرمانیوں میں منہمک ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے ہو اور تمہارے دلوں میں اس کے عذاب کا کوئی ڈر خطرو نہیں لیکن مجھے تو خطرہ ہے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں گا تو اس کے سخت عذاب کی لپیٹ میں آ جاؤں گا۔
۱۶۔ یہ مسئلہ توحید پر جو عقلی دلیل ہے جس سے مراد ہر تکلیف ہے۔ مثلاً بیماری، تنگدستی، مصیبت وغیرہ اسی طرح خیر سے ہر وہ بھلائی مراد ہے جس سے انسان کو خوشی اور سرور حاصل ہو۔ مثلاً تندرستی، دولت، آرام و راحت وغیرہ۔ آیت میں خطاب اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد ہر مخاطب ہے۔ یعنی اگر اللہ کی طرف سے کوئی مصیبت یا تکلیف آجائے تو اللہ کے سوا کوئی اسے دور نہیں کر سکتا نہ کوئی پیغمبر نہ ولی اور نہ کوئی فرخ اور جن۔ اور اگر اللہ تعالیٰ آرام و راحت پہنچانا چاہے تو اسے بھی کوئی نہیں روک سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ تکلیف پہنچانے پر بھی اور خیر پہنچانے پر بھی۔
فہو علی کل شیء قدیر، ماقبل کی علت ہے اور وإن یمسکناک بخیر کی جزاء محذوف ہے۔ ای فلا راد فیضہ بقربینہ وإن یردک بخیر فلا راد فیضہ (یونس ع ۱۱) ۱۷۔ یہ بھی دلیل ہی کا حصہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی اپنی مخلوق پر غالب ہے اور کسی کے سامنے عاجز و مغلوب نہیں ہو سکتا و ہوا الحکیم الخبیر اور وہی حکمت والا اور وہی ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔ تینوں صفت کے صیغوں پر الف لام افادہ حصر کیلئے ہے واللہ صمد و فیما تقدم للمقصر (سورح مائدہ ج ۷) اس عقلی دلیل سے اللہ تعالیٰ کا کمال قدرت اور کمال علم ثابت ہو گیا۔ لہذا جہل کے سوا کوئی قادر مطلق اور غیب دان نہیں تو اس کے سوا کار ساز بھی کوئی نہیں۔ و ہوا لقائم فوق عبادة اشارة الى کمال القدرة و ہوا الحکیم الخبیر اشارة الى کمال العلم (مخرج ۳ صفحہ ۱۷) ۱۸۔ یہ گزشتہ چاروں عقلی دلیلوں سے متعلق ہے۔ شہادۃ تیسری معنی قسم ہے۔ یعنی کوئی چیز بڑی ہے اندر دے قسم کے با شہادۃ بمعنی گواہی ہے۔ یعنی سب سے بڑی گواہی جس کی ہے۔ قل اللہ الخ آپ فرمادیں سب سے بڑی گواہی تو اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے گزشتہ عقلی دلائل سے اور آگے دلیل وحی سے بیان فرمادیا ہے کہ غیب دان اور متعرف و مختار وہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ ۱۹۔ یہ نفی شرک فی التصرف پر دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے۔ ۲۰۔ یہ مذکورہ چاروں عقلی دلائل کا ثمرہ ہے۔ یہاں شہادت عقلی مراد ہے۔ یعنی اے مشرکین کیا ان مذکورہ عقلی دلائل کی موجودگی میں تمہاری عقلی اس بات کو مانتی ہے کہ اللہ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہو سکتے ہیں جو صفات الوہیت میں اس کے شریک یا ہوں اور غیب دان اور کار ساز ہوں۔ قل لا آتھد آپ فرمادیں میری عقل تو اس بات کو نہیں مانتی۔ قل لا آتھد ہوالہ واحد کلمۃ اٹھا حصر کے لئے ہے۔ اور مجھے تمہارے شرک اور مشرکین کے شرک سے بیزاری اور برائت کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور میں تمہارے شرک اور تمہارے معبودوں کی عبادت سے بیزار ہوں۔

الانعام ۶

۳۱۲

وَإِذْ أَسْمَعُوا

قُلْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ

عَظِيمٍ ۱۵ مَنْ يُصِرْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ۱۶ ذَلِكِ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۱۷

وَأَنْ يَمْسَسَكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۱۸ وَإِنْ يَمْسَسَكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۹ وَهُوَ الْغَايُ فَوقَ عِبَادِهِ ط وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۲۰ قُلْ أَيْ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ط

قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ قَدْ وَأَوْحَىٰ إِلَيَّ ۲۱ هَذَا الْقُرْآنُ لِأَنْذَرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ ط

أَيْتَكُمْ لَتَشْهَدُنَّ أَنْ مَعَ اللَّهِ إِلَهَةٌ أُخْرَى ط قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ۲۲ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ۲۳ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ۲۴ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ۲۵ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ۲۶ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ۲۷ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ۲۸ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ۲۹ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ۳۰ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ۳۱ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ۳۲ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ۳۳ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تو کہ میں ڈرتا ہوں ۱۵۔ اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی ایک بڑے دن کے عذاب سے جس پر سے مل گیا وہ عذاب اس دن ۱۶۔ تو اس پر رحمت ۱۷۔ ذلک الفوز المبین ۱۸۔ اگر ۱۹۔ اللہ کو کچھ سختی ملے تو کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ۲۰۔ اس کے اور اگر کچھ کو پہنچا دے بھلائی تو وہ ہر چیز پر قادر ہے ۲۱۔ اور اسی کا زور ہے اپنے بندوں پر ۲۲۔ اور وہی ہے ۲۳۔ ہر بڑی حکمت والا سب کی خبر رکھنے والا تو پوچھ سب سے بڑا اگر وہ کون ہے ۲۴۔ اللہ شہید ہے میری اور تمہاری درمیان ۲۵۔ اور اترتا ہے مجھ پر ۲۶۔ تاکہ تم کو اس سے خبردار کر دوں اور جس کو یہ پہنچے ۲۷۔ گواہی دیتے ہو اللہ کے ساتھ معبود اور بھی ہیں ۲۸۔ تو کہہ دے میں تو گواہی نہ دوں گا کہ دے وہی ہے معبود ایک اور میں ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

دلائل سے اور آگے دلیل وحی سے بیان فرمادیا ہے کہ غیب دان اور متعرف و مختار وہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ ۲۲۔ یہ نفی شرک فی التصرف پر دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے۔ ۲۳۔ یہ مذکورہ چاروں عقلی دلائل کا ثمرہ ہے۔ یہاں شہادت عقلی مراد ہے۔ یعنی اے مشرکین کیا ان مذکورہ عقلی دلائل کی موجودگی میں تمہاری عقلی اس بات کو مانتی ہے کہ اللہ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہو سکتے ہیں جو صفات الوہیت میں اس کے شریک یا ہوں اور غیب دان اور کار ساز ہوں۔ قل لا آتھد آپ فرمادیں میری عقل تو اس بات کو نہیں مانتی۔ قل لا آتھد ہوالہ واحد کلمۃ اٹھا حصر کے لئے ہے۔ اور مجھے تمہارے شرک اور مشرکین کے شرک سے بیزاری اور برائت کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور میں تمہارے شرک اور تمہارے معبودوں کی عبادت سے بیزار ہوں۔
موضع قرآن کا معلوم ہوا کہ بھلائی پہنچایا جاتا ہے
فتح الرحمن ولا یعنی اظہار حق کر دین ۱۲

۱۲۲ کتاب سے تورات اور انجیل اور موصول سے یہود و نصاریٰ ہر دو فرقہ مراد ہیں اور یہی فرقہ میں ضمیر منصوب سے قول مذکور یعنی کلمہ توحید کی حقانیت مراد ہے۔ حضرت
نشاہ ولی اللہ فرماتے ہیں "مشی شاہد حقیقت اس قول یعنی کلمہ توحید (فتح الرحمن) اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے یتلونه حق تلاوته اس منی کے اعتبار سے اس آیت کا ربط
ما قبل کے ساتھ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ عام مفسرین نے ضمیر کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو قرار دیا ہے لیکن اس صورت میں یہ آیت ما قبل سے الگ ہو جاتی ہے۔ اس
مضمون میں ایک حدیث بھی وارد ہے لیکن اس آیت کی تفسیر اس پر موقوف نہیں جیسا کہ سابق و سابق اس پر شاہد ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ علماء یہود و نصاریٰ کو کلمہ توحید
دراذل استمعوا ۳۱۳ الانعام ۶

کے مضمون کی سچائی اور حقانیت کا اس طرح یقین ہے
جس طرح انہیں اپنی اولاد کی پہچان کا یقین ہے۔ ۵۷
زحیر ہے مشرکین کے لئے اور استفہام انکار کے
لئے ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرے گا
اور اللہ کے نیک بندوں کو خدا کے شریک بناتا ہے
اور توحید کی آیتوں اور توحید کے دلائل کا انکار کرتا ہے وہ
سب سے بڑا ظالم ہے اِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظالمون۔
اور ظالم لوگ جو توحید کو مٹانے پر تے ہوئے ہیں اور جو دن
رات شرک کرتے ہیں آخرت میں ان کی نجات نہیں ہوگی
تو جو ظالم (یعنی سب سے بڑے ظالم) ہیں ان کی بد رحبہ
اولیٰ انہیں ہوگی۔ ۵۸ یہ مشرکین کے لئے تحویف اخروی
ہے۔ شرک کا ذکر اس سے وہ نیک پر اور برتر
مراد ہیں جن کو مشرکین دنیا میں حاجت روا اور سفارشی سمجھ
کر پکارا کرتے تھے۔ یعنی قیامت کے دن جب ہم سب کو
سید ان محشر میں جمع کریں گے تو مشرکین سے کہیں گے کہ
آج تمہارے وہ کارساز اور سفارشی کہاں ہیں جن کے متعلق
تمہارا خیال تھا کہ وہ ہر مشکل اور مصیبت میں تمہارے
کام آئیں گے۔ آج تم پر بہت بڑی مصیبت آ پڑی ہے آج
وہ تمہاری مدد کے لئے کیوں نہیں آئے۔ ۵۹ فتنۃ
کے معنی گمراہی کے ہیں اور یہاں اس سے مشرکین کا جواب مراد
ہے۔ چونکہ مشرکین کا جواب صریح جھوٹ ہوگا اس لئے اسے
فتنۃ سے تعبیر فرماتے ہیں لیکن جواب ہم الا ان قالوا انفسہ
فتنۃ لانہ کذب (مدارک ج ۲ ص ۲۴ فی الجہ ج ۲ ص ۹۵)
والقرطبی ج ۴ ص ۱۸۱ بقرب منہ) حضرت شیخ قاس سرہ
شہد کہ تکتن فتنۃ ہم کا ترجمہ اس طرح فرماتے تھے پھر نہیں
ہوگا گناہ جواب ان کا۔ مشرکین جب اپنے کو بے بسی اور
بیچارگی کے عالم میں پائیں گے تو خیال کریں گے کہ وہ دنیا
میں شرک کرنے کا سرے سے انکار رہی کر دیں۔ شاید
اس طرح عذاب سے بچ جائیں۔ اس خیال پر وہ یہ جھوٹ

مراد ہے مشرکین کے لئے اور استفہام انکار کے لئے ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرے گا اور اللہ کے نیک بندوں کو خدا کے شریک بناتا ہے اور توحید کی آیتوں اور توحید کے دلائل کا انکار کرتا ہے وہ سب سے بڑا ظالم ہے اور ظالم لوگ جو توحید کو مٹانے پر تے ہوئے ہیں اور جو دن رات شرک کرتے ہیں آخرت میں ان کی نجات نہیں ہوگی تو جو ظالم (یعنی سب سے بڑے ظالم) ہیں ان کی بد رحبہ اولیٰ انہیں ہوگی۔ یہ مشرکین کے لئے تحویف اخروی ہے۔ شرک کا ذکر اس سے وہ نیک پر اور برتر مراد ہیں جن کو مشرکین دنیا میں حاجت روا اور سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ یعنی قیامت کے دن جب ہم سب کو سید ان محشر میں جمع کریں گے تو مشرکین سے کہیں گے کہ آج تمہارے وہ کارساز اور سفارشی کہاں ہیں جن کے متعلق تمہارا خیال تھا کہ وہ ہر مشکل اور مصیبت میں تمہارے کام آئیں گے۔ آج تم پر بہت بڑی مصیبت آ پڑی ہے آج وہ تمہاری مدد کے لئے کیوں نہیں آئے۔ ۵۹ فتنۃ کے معنی گمراہی کے ہیں اور یہاں اس سے مشرکین کا جواب مراد ہے۔ چونکہ مشرکین کا جواب صریح جھوٹ ہوگا اس لئے اسے فتنۃ سے تعبیر فرماتے ہیں لیکن جواب ہم الا ان قالوا انفسہ فتنۃ لانہ کذب (مدارک ج ۲ ص ۲۴ فی الجہ ج ۲ ص ۹۵) والقرطبی ج ۴ ص ۱۸۱ بقرب منہ) حضرت شیخ قاس سرہ شہد کہ تکتن فتنۃ ہم کا ترجمہ اس طرح فرماتے تھے پھر نہیں ہوگا گناہ جواب ان کا۔ مشرکین جب اپنے کو بے بسی اور بیچارگی کے عالم میں پائیں گے تو خیال کریں گے کہ وہ دنیا میں شرک کرنے کا سرے سے انکار رہی کر دیں۔ شاید اس طرح عذاب سے بچ جائیں۔ اس خیال پر وہ یہ جھوٹ

بَرِّیْ مِمَّا تُشْرِكُونَ ۱۹) الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابُ
يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبَاءَهُمُ الَّذِينَ
خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَمَهَلًا يُؤْمِنُونَ ۲۰) وَمَنْ
أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ
بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۲۱) وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ
جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا آيِنَ
شُرَكَاءُكُمْ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۲۲) ثُمَّ لَمْ
يَكُنْ فَتَسُبُّهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبَّنَا مَا كُنَّا
مُشْرِكِينَ ۲۳) أَنْظِرْ كَيْفَ كَذَّبُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ
وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۲۴) وَمِنْهُمْ
مَنْ يَسْتَوْعِرُ الْبَيْتَ وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ

مذہب ۲

بولیں گے اور اللہ کے نام کی قسم کھا کر یہ جھوٹا جواب دیں گے کہ وہ سرے سے مشرک تھے ہی نہیں اور انہوں نے دنیا میں ہرگز شرک نہیں کیا جیسا کہ دوسری جگہ ان کا جواب اس طرح نقل
کیا گیا ہے قَالُوا اضْلُكُوا عَنَّا بَلْ لَمْ تَكُنْ تَدْعُو اٰمِنْ قَبْلُ شَيْئًا (مومن ۶) بل "اضرابیہ ہے۔ پہلے تو کہیں گے کہ آج ہمارے سفارشی اور کارساز غائب ہو گئے ہیں پھر اس
بات سے اعراض کر کے فوراً کہیں گے کہ ہم تو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہی نہیں تھے۔ ۵۸ یہ زحیر ہے یعنی ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو آپ کی باتیں غور سے سنتے ہیں مگر
اس کے باوجود ان کے دلوں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا کیونکہ ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں اور ان سے سمجھنے کی قوت سلب کر لی گئی ہے یعنی ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی
گئی ہے اور ان کے کانوں کو ہم نے بہرہ کر دیا ہے اور وہ حق بات نہیں سن سکتے وَرَأَوْا كَلِمَاتٍ آتِيَةٍ الْخَمْرُ جباریت کی وجہ سے ان کی آنکھیں بند ہو چکی ہیں۔ اس لئے اگر ان کو تمام
معجزات دکھا دیئے جائیں تب بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

۴۹ حتی انتہائے غایت کے لئے ہے یعنی ماننا تو درکنار وہ اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ جب وہ پیغمبر علیہ السلام کے پاس آتے ہیں تو ان کے ساتھ جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں اِنْ هَذَا اِلَّا اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ یعنی یہ پیغمبر جو کچھ بیان کرتا ہے یہ تو محض اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں یہ کافروں کی انتہائی ہنسنی اور کوششی تھی کہ وہ سچے واقعات کو جھوٹا کہتے تھے۔ یہ گزشتہ قوموں کے سچے واقعات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عبرت اور نصیحت کے لئے بیان کئے ہیں تاکہ لوگ ان میں غور و فکر کر کے عبرت حاصل کریں۔ تائیداً فَاقْصِصْ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (الاعراف ۷۲) اس سے معلوم ہوا کہ جب مشرکین اپنے انکار پر پختہ ہو جاتے ہیں تو کسی دلیل کو نہیں مانتے تو پھر اہل توحید سے جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ شک یہاں کافروں کی دوسری خصلتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ وہ لوگوں کو قرآن سے روکتے ہیں اور انہیں اس کے سننے سے منع کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ خود بھی قرآن سے دور بھاگتے ہیں وَاِنْ يُّهَيَّجُوْنَ اِلَيْهِمْ مِّمَّا سَمَوْا مِنْ دُونِهِمْ يَبْغُوا لِيُكَلِّمَهُمُ الْكَاذِبُ (الاحزاب ۶۱) یہ بھی قرآن کا اور مسلمانوں کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے البتہ اپنے آپ ہی کو پاکت اور تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔ اسلئے یہ تحویلہ انجروی ہے۔ یٰکَلِیْمَتَا خُذَا مِنْ دَنَیْہِمَا حِطًّا (محمّد ۱۰) محض اظہار حسرت کے لئے ہے اس سے کسی کو خطاب مقصود نہیں۔ حرف نداء یا جس طرح نداء اور استغاثہ کے لئے آتا ہے۔ اسی طرح مذہب، تعجب، شوق، حسرت اور محبت کے اظہار کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم قبل باب التفسیر میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ طیبہ شریف لے گئے تو چھوٹی بچیاں گلی کوچوں میں یا حمدا یا حمدا کہتی پھرتی تھیں۔ اس سے ان کا مقصد نداء اور بکار نہ تھا بلکہ وہ محض عقیدت اور محبت کے اظہار کے طور پر یہ کہہ رہی تھیں۔ ۳۳ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں یُحْفَوْنَ سے مراد یہ ہے کہ ان کے وہ گندے عقیدے جنہیں وہ دنیا میں چھپاتے پھرتے تھے لیکن اس پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ وہ تو اپنے عقیدے کو اعلانیہ ظاہر کرتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یہاں باب افعال و جہان کے لئے ہے۔ اور یُحْفَوْنَ کے معنی ہیں یجد و نہ محققاً یعنی جس چیز کو دنیا میں وہ نہیں دیکھ سکتے تھے بلکہ اسے پوشیدہ پاتے تھے وہ چیز قیامت کے دن ظاہر ہو کر ان کے سامنے آجائے گی اور اس سے مراد جہنم کی آگ ہے۔ وَکُوْدُوا الْعَادُوْا لِمَا یُهْوَا عَنْہُ۔ قیامت کے دن مشرکین خواہش کریں گے کہ انہیں واپس دنیا میں لوٹا دیا جائے تو وہ سچے مومن بن جائیں گے اور شرک و کفر کے قریب بھی نہیں پھٹکیں گے۔ فرمایا یہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اگر انہیں واپس دنیا میں بھیج دیا جائے تب بھی وہ نہیں مانیں گے۔ اور اس عذاب کو بھول جائیں گے۔ ۳۴ یہ شکیوی ہے اور لغاد واپر معطوف ہے۔ یعنی اگر انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے تو یہ حسب سابق توحید کے ساتھ بحث بعد الموت کا بھی انکار کریں گے اور کہیں کہ بس یہ دنیا کی

درآذِ اِیْمُوْا ۳۴ ۱۱۱ الانعام ۶

اٰکِنَّہٗ اَنْ یَّفْقہُوْہُ وَفِیْ اٰذَانِہُمْ وَقْرًا وَاَنْ یَّرُوْا

میں پرے تاکہ اس کو نہ سمجھیں اور رکھ دیا ان کے کانوں میں بوجھ اور اگر دیکھ لیں

کُلَّ اٰیۃٍ لَا یُؤْمِنُوْا بِہَا طٰحَتَہٗ اِذَا حٰجَہٗوْکَ یُجَادِلُوْکَ

تمام نشانیاں تو بھی ایمان نہ لادیں ان پر یہاں تک کہ جب آتے ہیں شک و یاس سے جھگڑ کر

یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۱۵

کو تو کہتے ہیں وہ کافر کہتے ہیں یہ مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی

وہم یمینون عنہ ویستون عنہ وَاِنْ یُّہْلِکُوْنَ

اور یہ لوگ روکتے ہیں اس سے شک اور بھاگتے ہیں اس سے اور نہیں ہلاک کرتے

اِلَّا اَنْفُسَہُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۱۶ وَکُوْتَرٰی اِذْ وَقَفُوْا

مگر اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے اور اگر تو دیکھے شک و جھوٹ کہ کھڑے

عَلِی النَّارِ فَقَالُوْا اِلَیْکِیْمٰنٌ رَّدُوْا لَنَا کِذْبَ بَایِتِ

کے بھاؤ و بگڑے وہ دوزخ پر پس نہیں گئے اسے کاش ہم پھر بھیج دیتے ہمارے اور ہم نہ جھگڑا دیں اپنے

رَبِّنَا وَنَکُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۱۷ بَلْ بَدَا لَہُمْ مَآ

رب کی آیتوں کو اور ہو جا دیں ہم ایمان والوں میں وہ کوئی نہیں بلکہ ظاہر ہو گیا جو

کَانُوْا یُحْفَوْنَ مِنْ قَبْلُ وَکُوْرَدُوْا الْعَادُوْا لِمَا

جھپٹتے تھے پہلے شک اور اگر پھر بھیجے جا دیں تو پھر بھی دس کا کر رہیں

یُہْوَا عَنْہُ وَانْتِہَمٰ لَکِیْمُوْنَ ۱۸ وَقَالُوْا اِنْ هٰی اِلَّا

سے منع کئے گئے تھے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں اور کہتے ہیں شک ہمارے لئے زندگی نہیں

حَیٰتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ۱۹ وَکُوْتَرٰی اِذْ

اپنی دنیا کی اور ہم کو پھر نہیں زندہ ہونا والا اور کاش کہ تو دیکھے شک و جھوٹ

وَقَفُوْا عَلَیْ رَبِّہُمْ قَالِ اَکِیْسَ هٰذَا اِیْحٰقُّ قَالُوْا اِلٰی

وہ کھڑے کئے جا دیں گے کہنے رب کے سامنے فرمایا کیا یہ سچ نہیں کہیں گے کیوں نہیں

منزل ۲

موضع قرآن ۱۱ یعنی سن کر حشر اندر ۱۱

زندگی ہی اصل زندگی ہے اور اس کے بعد کوئی قیامت اور حشر و لشکر وغیرہ نہیں۔ یا اِنَّهُمْ لَكَافِرُونَ پر عطف ہے یا استیناف ہے یعنی یہ لوگ دنیا میں ایسا کہا کرتے تھے عطف علی العادوا یعنی لودروا قالوا او علی انھم لکاذبون یعنی وہم الذین قالوا ذلک فی الدنیا۔۔۔ او استیناف بد کر ما قالوا فی الدنیا (منظہر ۳ ج ۳) ۳۴ یہ جواب شکوہ ہے من تحویل آخری۔ قیامت کے دن جب مشرکین خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے اس وقت قریشی بطور تکبیت ان سے سوال کریں گے کہ کیا یہ قیامت اور عذاب برحق نہیں؟ قالوا بلی الخ وہ جواب دیں گے کیوں نہیں خدا کی قسم یہ سب کچھ برحق ہے۔ پھر انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا کہ اپنے کفر و شرک کی وجہ سے آج عذاب چکھو۔ ۳۵

یہ بھی تحویل آخری ہے ان کے لئے جو اللہ کی لقا یعنی قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ یہ حشر تننا الخ یہاں بھی حرف نداء اظہار تأسف کے لئے ہے مَا قَرَّطْنَا میں مَا مصدر یہ ہے ای علی تفریطنا قیامت کے دن مشرکین کہیں گے کہ دنیا میں ایمان و عمل میں کوتاہی کرنے پر ہمیں سخت افسوس ہے۔ اَوْزَارَهُمْ وَشُرَّاؤُہُمْ جمع ہر جگہ معنی لوگوں کے ہیں اور اس سے مراد مشرکانہ اعمال ہیں۔

۳۵ مشرکین چونکہ دنیا کی دولت اور شان و شوکت پر مغرور ہو کر حق کا انکار کرتے تھے اس لئے ان کی اصلاح کے لئے دنیا کی بے ثباتی اور اس کے ساز و سامان کی حقارت اور قلت کا ذکر فرمایا کہ جس دنیا پر تم اس قدر مغرور ہو کر اس کی وجہ سے حق کا انکار کر رہے ہو وہ تو چند روزہ نمائش ہے اور آخرت کے مقابلے میں بالکل بھیج ہے

یہ مضمون تشریح میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔ (۱) لَا یَعْلَمُ تَقْلِبُ الدِّینِ كَقَرِّ وَاَفِی الْبِلَادِ (ال عمران ۳۶) (۲) قَالَا یُحْسِنُ تَقْلِبُہُمْ فِی الْبِلَادِ (مومن ۱۶) ان دونوں آیتوں میں قلب مصدر قلت وحقارت کیلئے ہے (۳) وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا الْحَیْوةَ الدُّنْیَا مِثْلًا مَّاءٍ اَنْزَلْنَاهُ اُمْنِیًا (کہف ۶۴) (۴) اَعْلَمُوْا اَنَّہَا حَیْوةٌ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَلَہُمْ وِزْنٌ (حدید ۳۷) تیسری آیت میں دنیا کی تمثیل اور چوتھی آیت میں لعب لہو کے الفاظ بھی قلت وحقارت پر دلالت کرتے ہیں ۳۷

اس کا معقول الترتیب مقابلی ہے ای یقون الشرک (خازن ج ۲ صفحہ ۲۷۰ و جلا لیں ص) جو لوگ شرک سے بچتے ہیں اور نیک اعمال بجالاتے ہیں آخرت میں انہی کیلئے بہتری اور بھلائی ہے۔ ۳۸ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت ہی محبت آمیز انداز میں تسلی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں پر نہایت شفیق اور مہربان تھے۔ اور آپ کی آرزو تھی کہ سب لوگ ایمان لے آئیں اور

جہنم کی آگ سے بچ جائیں مگر معاندین ماننے کے بجائے اسے نہ صرف آپ کی تکذیب کرتے بلکہ آپ سے استہزاء کرتے اور تکلیفیں دینے کی کوششیں کرتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا کہ میں خوب معلوم ہے کہ مشرکین کی تکذیب اور ایذا کی باتیں آپ کو غم میں ڈال رہی ہیں لیکن آپ غم نہ کریں یہ ظالم آپ کو نہیں جھوٹا کہتے آپ کو تو اب بھی صادق و امین سمجھتے ہیں لیکن محض ضد و عناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ انس بن شریق اور ابو جہل کہیں تنہائی میں ملے تو انھوں نے ابو جہل سے کہا کہ اس وقت ہم دونوں کے سوا یہاں اور کوئی نہیں، سچ بتاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچا ہے یا جھوٹا۔ ابو جہل نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ محمد نے کبھی جھوٹ نہیں بولا وہ سچا ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب تمام اعزازات تو اس کا خاندان لے گیا تو باقی قریش کے حصہ میں پھر کیا رہ گیا اس لئے ہم اس کی نبوت کو کس طرح فتح الرحمن یعنی گناہان خویش را ۱۴۷ یعنی عمل بد بشکل چیزے در نہایت زشتی و ناخوشی شدہ بر پشت او بنشیند ۱۴۔

۳ ج ۹

۳ ج ۹

۳ ج ۹

۳ ج ۹

الانعام ۶

۳۱۵

وَاِذَا سَمِعُوا

وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۳۰

تم ہے اپنے رب کی فرمائے گا تو چکھو عذاب بدلے میں اپنے کفر کے

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا الْيَحْسِرُ تَنَا عَلَىٰ مَا قَرَّطْنَا فِيہَا لَا

تباہ ہوئے وہ لوگ ہلکے جنہوں نے جھوٹ جانا ملنا اللہ کا یہاں تک کہ جب آپہنچے گی ان پر

وہم یحملون اَوْزَارَهُمْ عَلٰی ظُہُورِهِمْ اَلَا سَاءَ مَا یَزُرُونَ ۳۱ وَمَا الْحَیْوةُ الدُّنْیَا اِلَّا لَعِبٌ وَلَہُمْ وِزْنٌ

اور وہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ واپس اپنی پیٹھوں پر بوجھ دار ہو جاؤ کہ ہر بوجھ

لَاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۳۲ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّہٗ لَیَحْزَنُکَ الَّذِیْ یَقُولُوْنَ فَاِنَّہُمْ لَا یَکْذِبُوْنَکَ

جس کو وہ اٹھائیں گے دنیا اور بہت کم ہے زندگانی دنیا کی مگر کہیں اور جی بھلانا اور

وَلٰكِنَّ الظَّالِمِیْنَ بَايَتْ اللّٰہُ یُجَدُّوْنَ ۳۳ وَلَقَدْ کَذَّبَتْ

لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور جھٹلائے گئے ہیں

رُّسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبِّرْ وَاَعْلٰی مَا کَذَّبُوا وَاُوْذُوا وَاُخِیْتُ

بہت سے رسول تجھ سے پہلے پس صبر کرتے رہے جھٹلائے پر اور ایذا پر پہنچا

اَتَہُمْ نَصْرُنَا ؕ وَاَمْبِلَالٌ لِّکَلِمَتِ اللّٰہِ ؕ وَلَقَدْ جَاءُوْکَ

آپہنچی ان کو مدد ہماری اور کوئی نہیں بدل سکتا اللہ کی باتیں اور جھٹکو پہنچے ہیں

مِّنْ نَّبَاِ الْمُرْسَلِیْنَ ۳۴ وَاِنْ کَانَ کَبْرٌ عَلَیْکَ

کچھ حالات رسولوں کے اور اگر شکہ تجھ پر گراں ہے

منزل ۲

مان لیس فقال ابو جهل ويحك والله ان محمدا صادقا وما كذب محمد قط ولكن اذا ذهبت بنوقصه بالواء والسقاية والحجابه والنبوة فماذا يكون لسائر قريش (ابن كثير ج ۲ ص ۱۳۱) لکھ یہ بھی ماقبل ہی کا حصہ ہے یعنی آپ سے پہلے جو پیغمبر گزرے ہیں ان کی بھی اسی طرح ان کی قوموں نے تکذیب کی اور انہیں تکلیفیں دیں تو انہوں نے صبر کیا اور اپنے فرض تبلیغ کی ادائیگی میں لگے رہے یہاں تک کہ ہماری مدد پہنچی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ اپنے انبیاء کی مدد کرتا ہے اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ لکھ یہ زہر ہے مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے تھے کہ اگر آپ ان کے مطلوبہ معجزات دکھادیں تو وہ ایمان لے آئیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ان کے مطلوبہ معجزات ان کو دکھادیے جائیں تو شاید وہ ایمان لے آئیں اور اعراض نہ کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر مشرکین کا اعراض آپ سے اور قرآن سے محض معجزات نہ ملنے کی وجہ سے ہے اور ان کا اعراض آپ کو ناگوار ہے تو آپ ان کو معجزات دکھلا دیں اور اگر آپ میں طاقت ہے تو آپ زمین میں سوراخ کر کے یا آسمان پر ٹیڑھی لگا کر کوئی معجزہ لے آئیں اور ان کو دکھلا دیں مطلب یہ ہے کہ معجزہ آپ کے قبضے میں نہیں جیسا کہ فرمایا: **وَلَمَّا آتَيْنَاكَ آيَاتِنَا لَمْ تَكُن مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ** (مومن ۸۴) لکھ ای وی لیکن لبس لو کہ بقرہ سورہ مائدہ یعنی آپ یہ خیال چھوڑ دیں کہ سب لوگ ایمان لے آئیں۔ اگر یہ بات اللہ کو منظور ہوتی تو وہ جبراً تمام لوگوں کو ہدایت پر توجہ کر دیتا مگر اس نے ایسا اس لئے نہیں کیا تاکہ ہر شخص کی آزمائش ہو جائے اور ہر آدمی سوچ سمجھ کر راہ اختیار کرے۔ لکھ لیکن کے معنی یٰٰیٰیوں کے ہیں یعنی صرف وہی لوگ حق کو قبول کرتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ کی طرف رغبت ہو بقرہ ۲۶۰ وَمَا تَنذَرُكَ إِلَّا مَن يَّؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ (مومن ۲۶) اور الموتی (موتے) یہاں کفار و مشرکین مراد ہیں کیونکہ ان کے دل ایمان و توحید سے خالی ہونے کی وجہ سے مردہ اور بے جان ہیں۔ وَالْمَوْتِىَ اِى الْكُفَّارِ كَمَا قَالَ الْحَسَنُ درواہ عنہ غایر واحد... وفى اطلاق الموتى على الكفار واستعادة تبعية مبنية على تشبيه كفرهم وجملهم بموت (روح ج ۲ ص ۱۳۱) لکھ یہ شکوی اور سوال ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ ہم کوئی ایسی نشانی کیوں نہیں دکھائی جاتی جسے دیکھ کر ہم مان لیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس کا جواب دیا گیا کہ معجزہ دکھانے پر تو اللہ تعالیٰ قادر ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ اگر ہم مانگے معجزے کا انکار کیا جائے تو فوراً ہلاکت آجاتی ہے اور مہلت نہیں ملتی۔ اس لئے بندوں کی غیر خواہی اور بہتری اسی میں ہے کہ ان کا مطلوبہ معجزہ نہ دکھایا جائے۔ قال ابن عطية لا يعلمون انها لو انزلت ولم يؤمنوا لعجلوا بالعداب (معجزہ ص ۱۳۱) لکھ یہ توحید پر پانچویں دلیل عقلی ہے۔ ذاتی کے بعد فی الارض اور طائر کے بعد بطیخناحہ صفات کا شفعہ ہیں یعنی تمہارے موصوٰع قرآن فرمائی کہ اللہ کے تابع رہو اس کو منظور ہوتا تو بن نشانی سب کے دل پھیر لاتا۔ وکذا یعنی سب سے توقع نہ رکھو کہ مانیں جن کے دل میں اللہ نے کان نہیں دیا وہ سنتے نہیں تو وہ کس طرح مانیں مگر یہ کافر کمال مرتے کی ہیں قیامت میں دیکھ کر یقین کر لیجئے۔

وَإِذَا سَمِعُوا ۙ ۳۱۶ الانعام ۶

اِعْرَاضُهُمْ فَإِنْ أُسْطِطِعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلْبًا فِي السَّمَاءِ فَتَاتِيَهُمْ بِآيَةٍ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝۳۵ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۖ وَالْمَوْتِىَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝۳۶ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يُنْزِلَ آيَةً وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۳۷ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَيْرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَلُكُمْ ۖ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ۝۳۸ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَمُّهُمُ فِي الظُّلُمَاتِ ۖ مَن يَشَاءِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ ۖ وَ

ان کا منہ پھیرنا تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ ڈھونڈ لے کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیرھی آسمان میں پھر لاوے ان کے پاس ایک معجزہ دے اور اگر اللہ چاہتا تو لکھ جمع کر دیتا سب کو سیدھی راہ پر سو تو مت ہو الجاہلین ۳۵) لکھ استجیب اللہ کے سنے ہوئے جو سنتے ہیں نادانوں میں وہ ماننے والے ہیں اللہ سے جو سنتے ہیں وَالْمَوْتِىَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۳۶) اور مردوں کو زندہ کرے گا اللہ پھر اس کی طرف لائے جاویں گے قاتل اور کہتے ہیں لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يُنْزِلَ آيَةً وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۳۷) کیوں نہیں اتاری اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے لکھ دیکھ کر کہ اللہ کو قدرت ہے اس بات پر کہ اتارے نشانی لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَيْرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَلُكُمْ ۖ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ مگر ہر ایک امت ہے تمہاری طرح ہم نے نہیں چھوڑی لکھنے میں کوئی چیز ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ۳۸) پھر سب اپنے رب کے سامنے جمع ہوں گے لکھ اور جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتوں کو لکھ صَمُّهُمُ فِي الظُّلُمَاتِ ۖ مَن يَشَاءِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ ۖ وَ وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے اور

منزل ۲

اور مہلت نہیں ملتی۔ اس لئے بندوں کی غیر خواہی اور بہتری اسی میں ہے کہ ان کا مطلوبہ معجزہ نہ دکھایا جائے۔ قال ابن عطية لا يعلمون انها لو انزلت ولم يؤمنوا لعجلوا بالعداب (معجزہ ص ۱۳۱) لکھ یہ توحید پر پانچویں دلیل عقلی ہے۔ ذاتی کے بعد فی الارض اور طائر کے بعد بطیخناحہ صفات کا شفعہ ہیں یعنی تمہارے موصوٰع قرآن فرمائی کہ اللہ کے تابع رہو اس کو منظور ہوتا تو بن نشانی سب کے دل پھیر لاتا۔ وکذا یعنی سب سے توقع نہ رکھو کہ مانیں جن کے دل میں اللہ نے کان نہیں دیا وہ سنتے نہیں تو وہ کس طرح مانیں مگر یہ کافر کمال مرتے کی ہیں قیامت میں دیکھ کر یقین کر لیجئے۔ فتح الرحمن و مترجم گوید یعنی انا نجا اگر مسیتوانی معجزہ بیاری حال آنت کہ تفویض کن بر خدا و اللہ علم ۱۲ وکذا یعنی انا نجا نشانہا کہ می طلبیدند

علاوہ باقی تمام جائزہ مخلوق بھی تمہاری طرح مختلف جماعتیں ہیں اور تمہاری طرح محتاج اور ضرورت مند ہیں ان سب کا رازق اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے دوسرے کوئی نہیں مَافَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ مِمَّا نَزَّلَ فِيهِ مِنْ نَزْدِيبِ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم لکھنے میں تفریط نہیں کر رہے اور کتاب سے مراد فرشتوں کے دفتر میں۔ اب یہ تحریف اخروی ہوگی اور اہل سنت کے نزدیک کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ عن الحسن وقتادة ان المراد بالكتاب لکتاب لذي عند الله تعالى وهو مشتمل على ما كان وما يكون وهو اللوح المحفوظ (روح ج ۱، ص ۱۲۸) اسی طرح شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ لکھا ہے۔ **۵۳** یہ بھی تحریف اخروی ہے۔ پہلے جانوروں اور پرندوں کے ذکر سے وہم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کے ساتھ ان کا بھی حشر ہوگا لیکن ایسا نہیں۔ یہاں صرف انسانوں کا حشر مراد ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یقتص الجہاء من القرآن تو یہ حقیقت پر محمول نہیں بلکہ یہ اس سے کنایہ ہے کہ ظالم سے منظم کا بدلہ لیا جائیگا اور اگر بالفرض جانوروں کا حشر بھی مراد لیا جائے تو ان کے حشر سے مراد موت ہوگی نہ کہ جزا و سزا جیسا کہ جامع البیان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے حشر کل شیء الموت سوی الجن والانس (حدیث) تحت قولہ واذ الوحوش حشرت۔ **۵۴** یہ تکذیب کرنے والوں کے لئے زہر ہے۔ یعنی جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے آیات الہی کو جھٹلاتے ہیں ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اور وہ کفر و شرک کے اندھیروں میں سرگرداں پھرتے ہیں نہ حق سن سکتے ہیں اور نہ حق بات کہہ سکتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب منکرین ضد و عناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں تو حق تعالیٰ ان سے فہم کی استعداد سلب کر لیتا ہے اور ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر دیتا ہے لیکن جسے چاہتا ہے یعنی جو لوگ انابت کرتے ہیں تو ان کو قبول حق کی استعداد عطا فرما دیتا ہے۔ **۵۵** یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ امام فراء کہتے ہیں کہ آیت ودمعون میں مستعمل ہے اول رویت عین دوم بمعنی اخبرنی مثلاً کہا جاتا ہے اذ آیتک ای اخبرنی۔ اس صورت میں ضمیر ثانی خواہ واحد ہی کی ہو (لک) یا تشبیہ (کما) اور جمع (کھ) کی اعراب میں اس کا کوئی مقام نہیں ہوتا (اور اس کی حیثیت محض ایک حرف کی ہوتی ہے جو مخاطب کی حالت افراد اور تشبیہ و جمع کا اظہار کرتا ہے) من الکبیر ج ۲ ص ۲۷۔ علامہ رضی لکھتے ہیں کہ یہاں رویت بصری ہے یا قلبی اور روایت بمعنی ابصرت ہے یا بمعنی عرفت اور صرف ایک مفعول کو چاہتا ہے (جو یہاں حال کم محذوف ہے) اور محبازا

یہاں سبیل الاعتراف سے مراد یہ ہے کہ جو شخص اپنے گناہوں کا اعتراف کرے اور توبہ کرے اس کو اللہ تعالیٰ اپنا دوست بنالیا کرتا ہے۔

وَرَادَ اسْمَعُوْا ۲۱۷

۳۱۷

الانعام ۶۴

مَنْ يَشَأْ يُجْعَلْهُ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۳۹ قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ

جس کو چاہے وہاں دے سیدھی راہ پر و تو کہہ دیجو تو کہہ

إِنْ أَنْتُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَنْتُمْ السَّاعَةُ أَغِيرَ اللَّهُ

اگر آدے تم پر عذاب اللہ کا یا آدے تم پر قیامت کیا اللہ کے سوا

تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۴۰ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ

کسی اور کو پکارو گے تباہ اگر تم بچے ہو بلکہ اسی کو پکارتے ہو

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ

پھر دور کر دیتا ہے اس صیبت کو جس کے لئے اس کو پکارتے ہو **۵۶** اگر چاہتا ہے اور تم بھول جاتے

مَا تَشْرِكُونَ ۝۴۱ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ

ہو جن کو شریک کرتے تھے اور ہم نے رسول بھیجے تھے بہت سی امتوں پر تم سے پہلے وہ

فَاَخَذْنَاهُم بِالْبَاسِ أَوَّاهٍ وَابْتِغَاءٍ لِّعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝۴۲

پھر ان کو پکڑا ہم نے وہ سختی میں اور تکلیف میں تاکہ وہ گمراہوں

فَكَوْا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ قَسَتْ

پھر کیوں نہ گمراہ لے جب آیا ان پر عذاب ہمارا **۵۷** لیکن سخت ہو گئے

قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۴۳

دل ان کے اور سمجھ کر دکھلائے ان کو شیطان نے جو کام وہ کر رہے تھے

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ

پھر جب وہ بھول گئے اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی اٹھ کھول دئے ہم نے ان پر دروازے

كُلِّ شَيْءٍ طَعْنَةٍ إِذَا فَرَجُوا أَمْرًا أَوْ تَوَّأا أَخَذْنَاهُم

ہر چیز کے **۵۸** یہاں تک کہ جب خوش ہوئے ان چیزوں پر جو ان کو دی گئیں پکڑ لیا ہم نے ان کو

بَغْتَةً فَاذْهَبُوا مُتَكَبِّرُونَ ۝۴۴ فَقُطِعَ دَائِرُ الْقَوْمِ

اچانک پس اس وقت وہ رہ گئے نا امید **۵۹** پھر کٹ گئی جڑ ان کا

مزل ۲

اخبرنی (مجھے بتا) کے معنی میں مستعمل ہے اور ہمیشہ عجیبہ حالت سے استفسار کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ ذہب الرضی تبعاً لغیرہ ان راى هنا بصرية وقيل قلبية بمعنی عرف وہی علی القولین موضع قرآن والی یعنی اللہ کی قدرت کی نشانیاں سب جہاں میں ہیں۔ ہر قسم کے جانوروں کا کارخانہ ایک جہے پر پانڈھا ہو۔ انسان کا بھی ایک قاعدہ رکھا ہے وہ پیغمبروں کی زبان سے اُلو سکھاتا ہے اگر دھیان کریں۔ یہی نشانی بس ہے پیغمبروں کے قول پر لیکن بہر اور گونگا اندھے میں پڑا کیا دیکھے اور کیا سمجھے اور یہ جو فرمایا چھوڑی نہیں سمجھے لکھنے میں کوئی چیز یعنی لوح محفوظ میں سب لکھا ہے **۶۰** یعنی گنہگار کو حق تعالیٰ تھوڑا سا پکڑتا ہے۔ اگر وہ گمراہ رہا اور توبہ کی توجہ کیا اور اگر اتنی پکڑ نہ مانی تو پھر اس کو بھلا دیا اور خوبی کے دروازے کھولے۔ جب خوب گناہ میں غرق ہوا توبہ نہ کرے گا۔ یہ اشارہ ہے کہ آدمی کو گناہ پر تنبیہ پہنچے تو شتاب توبہ کرے یہ راہ نہ دیکھے کہ اس سے زیادہ پہنچے تو یقین کریں۔ فتح الرحمن والی پنیامبر انرا **۶۱** یعنی باسندراج نعتہائے فراوان وادیم **۶۲**

۵۹ یہ تجویف اخروی ہے۔ اَلَّذِينَ يَكْفُرُونَ یعنی جو لوگ اللہ سے ڈرتے اور اس کے حکم کی تعمیل میں سعی کرتے ہیں، انابت کرتے ہیں، ضد نہیں کرتے۔ جیسا کہ فرمایا
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ یہ ترجمہ ہے یعنی جو لوگ غالصاً اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اسی کی خوشنودی ڈھونڈتے ہیں۔ آپ ان کو اپنی مجلس سے نہ

ہٹائیں آپ پر ان کا کوئی بوجھ نہیں اور نہ ان پر
آپ کا کوئی بوجھ ہے۔ سب کی روزی اللہ کے
ذمہ ہے۔ اِیْ جِزَاءَهُمْ وَرَزَقَهُمْ عَلَى اللَّهِ حِزْلٌ
وَرِثَیْ قَلْبِیْ عَلَی اللّٰہِ لَا غَیْرَہٗ (قرطبی

۶۷ ص ۲۲۲ آپ کے اور ان کے درمیان محض
ایمان اور عمل صالح کا تعلق ہے۔ ایسا نہ ہو
کہ کہیں آپ ان لوگوں کو دھتکار کر ظالموں
میں سے ہو جائیں۔ لے اب انک دعویٰ
توحید پر سات عقلی دلیلیں پیش ہو چکی ہیں۔
اب یہاں سے منکرین کے انکار کی وجوہ کا
سلسلہ شروع ہو رہا ہے کہ ایسے واضح عقلی
دلائل کے باوجود منکرین توحید کا کیوں انکار
کرتے ہیں۔ یہ انکار کی پہلی وجہ ہے اور کاف
اس میں تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ یہاں کمال
کے لئے ہے

کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ لَیَقُولُوا
میں لام عاقبت کیلئے ہے۔ اس وجہ ماضی
یہ ہے کہ مشرکین جو دولت مند تھے وہ مسلمانوں
کو حقیر سمجھتے تھے اور دولت مند اسلام کی طرف
سبقت کرنے کی وجہ سے ان کا حسد کرتے تھے
الکفار الاغنیاء کا نوا جس دن فقراء الصفا
رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی کو نعم سابقین
فی الاسلام متسارعین الی قبولہ (رد ۷ ج ۲ ص ۲۲۲)
۱۲ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت ہے
گت علی نفسہ یعنی یہ شہدین اگرچہ کم کو حقیر سمجھتے
ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ازراہ فضل و احسان ایمان
والوں کے لئے رحمت و شفقت اپنے ذمہ لے
رکھی ہے۔ اس لئے جو مومن غلطی کے بعد سچی
توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور معاف فرمائے گا

موضع قرآن ۱۲ یعنی پیغمبر آدمی کے سوا کچھ
اور نہیں ہو جاتے کہ ان سے

محال باتیں طلب کرے۔ ایک اندھے اور دیکھتے کا

فرق ہے۔ ۱۲ قل یعنی یہ سن کر گناہ سے بچتے رہیں۔ ۱۲ قل کافروں میں بعض سرداروں نے حضرت سے کہا کہ تمہاری بات سننے کو ہمارا جی چاہتا ہے لیکن تمہارے پاس
بیٹھے ہیں رڈ لے ہم ان کے پاس برابر نہیں بیٹھ سکتے اس پر یہ آیت انہی کی خاطر مقام ہے ۱۲ قل یعنی دولت مندوں کو غریبوں سے
آزمایا ہے کہ ان کو ذلیل دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیا لائق ہیں اللہ کے فضل کے اور اللہ ان کے دل دیکھتا ہے کہ اللہ کا حق مانتے ہیں۔

فتح الرحمن ۱۲ رؤساکفاربأحضرت گفت کہ مارا عاراست کہ بافقراسلمین صحبت داریم ایشان را از مجلس خود یکسوسن نابا توبہ نشینیم خدائے تعالیٰ اس آیت فرستاد ۱۲

وَاِذَا سَمِعُوا ۳۲۰ الانعام ۶

اَلَا مَا يُوحَىٰ اِلَىٰ طَقْلٍ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰی وَالْبَصِيْرُ

جو میرے پاس اللہ کا حکم آتا ہے تو کہہ دے کہ برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا

اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۵۰ وَاَنْذِرْ رِبِّہٗ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ

سو کیا تم غور نہیں کرتے اور خبردار کر دے اس قرآن سے ان لوگوں کو جن کو ڈر ہے

اَنْ یُّحْشَرُوْا اِلٰی رَبِّہُمْ لَیْسَ لَہُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ

اس کا کہ وہ جمع ہوں گے اپنے رب کے سامنے اس طرح کہ اللہ کے سوا نہ کوئی ان کا

وَلٰی وَ لَا شَفِیْعٌ لَّہُمْ یَتَّقُوْنَ ۵۱ وَلَا تَطْرُدْ

حمایتی ہو گا اور نہ سفارش کرنے والا تاکہ وہ بچتے رہیں و لا تکل اور مت دور کر دے

الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشِیِّ

ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام

یُرِیْدُوْنَ وَجْہَہٗ ط مَا عَلَیْکَ مِنْ حِسَابِہُمْ

چاہتے ہیں اسی کی رضا تجھ پر نہیں ہے ان کے حساب میں سے

مِّنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِکَ عَلَیْہُمْ مِّنْ شَیْءٍ

کچھ اور نہ تیرے حساب میں سے ان پر ہے کچھ

فَتَطْرُدْہُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ۵۲ وَكَذٰلِکَ

کہ تو ان کو دور کرنے لگے پس ہو جاوے گا تو بے انصافوں میں قل اور اسی طرح

فَتَنَابَعُہُمْ بِبَعْضٍ لَّیْقُوْا اَہْوٰۤا مِّنَ اللّٰہِ

ہم نے آزمایا ہے بعض لوگوں کو بعضوں سے لگے تاکہ کہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے

عَلَیْہُمْ مِّنْ بَیِّنٰتٍ اَلِیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ بِالشَّکْرِیْنَ ۵۳

فضل کیا ہم سب میں کیا نہیں ہے اللہ خوب جاننے والا شکر کرنے والوں کو قل

وَ اِذَا حَآجَّکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا قُلْ سَلٰمٌ

اور جب آدمی تیرے پاس آئے ہمارے آیتوں کے ماننے والے تو کہہ دے تو سلام ہے

منزل ۲

۱۲ قل یعنی یہ سن کر گناہ سے بچتے رہیں۔ ۱۲ قل کافروں میں بعض سرداروں نے حضرت سے کہا کہ تمہاری بات سننے کو ہمارا جی چاہتا ہے لیکن تمہارے پاس
بیٹھے ہیں رڈ لے ہم ان کے پاس برابر نہیں بیٹھ سکتے اس پر یہ آیت انہی کی خاطر مقام ہے ۱۲ قل یعنی دولت مندوں کو غریبوں سے
آزمایا ہے کہ ان کو ذلیل دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیا لائق ہیں اللہ کے فضل کے اور اللہ ان کے دل دیکھتا ہے کہ اللہ کا حق مانتے ہیں۔

عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۝ آتَتْكُمْ

تم پر لکھ لیا ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو کہ جو کوئی

مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ

کے عمل میں سے برائی ناواقفیت سے پھر اس کے بعد توبہ کر لے

وَأَصْلَحَ فَإِنَّهُ غُفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَكَذَلِكَ نَقُصُّ

اور نیک ہو جاوے تو بات یہ ہے وہ ہے بخشش والا مہربان ۵۳ اور اس طرح ۵۴ ہم تفصیل

الْأُتْبِ وَلِلسَّبَّابِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ۝ قُلْ

سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو اور تاکہ کھل جاوے طریقہ گنہگاروں کا وہ تو کہہ دے

إِنِّي نَهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ

مجھ کو روکا کہ میں نہ بنوں ان کے بند کیوں انہی پر تم پکارتے ہو اللہ

اللَّهُ قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ وَلَا قَدْ ضَلَلْتُمْ إِذْ أَقَامَا

کے سوا تو کہہ میں نہیں چلتا تمہاری خوشی پر ہیشک اب تو میں ہرک جاؤنگا اور نہ

أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي

رہوں گاہدایت پانے والوں میں تو کہہ دے کہ مجھ کو شہادت پہنچی میرے رب کی

وَكَذَّبْتُمْ بِهِ ۖ مَا عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ ۚ إِن

اور تم نے اس کو جھٹلایا میرے پاس نہیں جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو وہ حکم کسی

الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقْضِي الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ۝

کا نہیں سوا اللہ کے بیان کرتا ہے حق بات اور وہ سب اچھا فیصلہ کرنے والا ۵۵

قُلْ لَوْ أَنَّ عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَفُضِّي الْأَمْرُ

تو کہہ اگر ہوتی میرے پاس وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو طے ہو چکا ہوتا

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ۝

جھگڑا اور میان میرے اور درمیان تمہارے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو

۵۳ یہ عدم تسلیم کی دوسری وجہ ہے یعنی جس قدر مشرکانہ

عقائد کی برائی کھول کر بیان کی جاتی ہے اسی قدر ان کے بغض

اور کفر میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ وَلِلسَّبَّابِينَ میں واؤ کے بارے

میں تین اقوال ہیں (۱) اس کا معطوف علیہ کوئی مناسب فعل

مخذوف ہے۔ مثلاً لِسَبَّابِينَ سَبَّابٌ ۵۳ (۲) یہ جملہ مذکورہ

کے مضمون پر معطوف ہے (۳) زائد ہے۔ ۵۴ چوتھا طریق

تعلیم یعنی مجھے اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ میں ان باطل معبودوں

کو پکارتوں جن کو تم پکارتے ہو۔ قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَ بَنِي

تعلیم ہے یعنی مجھے یہ حکم بھی ملا ہے کہ میں تمہاری خواہشات اور تمہارے

خود ساختہ دین کی پیروی کروں اگر میں ایسا کروں گا تو ہدایت

کی راہ بھٹک کر گمراہ ہوجاؤں۔ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ

تعلیم ہے۔ یعنی میرے پاس تو اللہ کی طرف سے دلائل موجود ہیں

جو میں تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ باقی رہا وہ عذاب جس

کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کر رہے ہو وہ میرے اختیار و تصرف میں

نہیں وہ صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ اللَّهُ وَحْدَهُ صَدَقَ

ان یكون لغيره سبحانه دخل ما فيه بوجه من الوجوه (۵۴)

۵۴ یہ ساتواں طریق تبلیغ ہے نیز سوال مقدر کا

جواب ہے یعنی جب ہم مانتے نہیں تو ہم پر عذاب لے آؤ تو اس

کا جواب دیا گیا کہ کہہ دو یہ میرے قبضے میں نہیں غائبانہ حکم اور

تصرف صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

موضح قرآن ۱۱ یعنی عزیز مسلمانوں کا دل بڑھا

اور خوشی سنا۔

فتح الرحمن ۱۱ ظاہر انداز یک مترجم آنت کہ این واؤ زائدہ

است مثل واؤ وفتح البواہبا ۱۲ یعنی عقوبت در اختیار من

نیست ۱۲۔

۶۶ یہ توحید پر اٹھویں عقلی دلیل ہے۔ نیز سوال مقدر کا جواب ہے کہ اگر تم عذاب نہیں لاسکتے تو یہ تو بتاؤ کہ عذاب کب آئے گا۔ اس کا جواب دیا کہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ یہ فائدہ کلیہ ہے اور عندہ کہ طرف کی تقدیم افادہ حصر کے لئے فرشتہ مقرر نہیں۔ ۱۲۔

الانعام ۶

۴۲۲

وَإِذَا سَمِعُوا

وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۗ

اور اسی کے پاس ہیں بچیاں غیب کی تلخ حلا کہ ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا اور

يَعْلَمُ مَا فِي الْبُرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ

وہ جانتا ہے کہ کچھ جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پتا

وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَةٍ

مگر وہ جانتا ہے اس کو اور نہیں گرتا کوئی دانہ زمین کے

الْمَرْضَى وَلَا رُطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ

اندھیروں میں اور نہ کوئی 'ہری چیز' اور نہ کوئی 'سرخ چیز' مگر وہ سب کتاب

مُبِينٌ ۝۵۹ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ

مہین میں ہے ۷ اور دہی ہے کہ قبضہ میں لے لیتا ہے کم کر رات میں ۲۰ اور جانتا ہے

مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثْكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ

جو کچھ تم کر چکے ہو وہ دن میں پھر تم کو اکٹھا دیتا ہے اس میں تاکہ پورا ہو

أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا

وہ وعدہ جو مقرر ہوا چکا ہے پھر اسی کی طرف متوجہ رہنا ہے۔ جادو کے پھر خبر دیگا مگر اس کی

کُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ

جو بچہ کم کرتے ہو اور وہی غالب ہے **محمّد** اپنے بے ساروں پر

وَيُرْسِلْ عَلَيْكُمْ حَفْظَةً ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ

دور بھیجتا ہے تم پر۔ فہمیان۔ یہاں تک کہ جب اپنے کم میں سے کسی کو

الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفِرُّونَ ﴿٩١﴾ ثُمَّ

موت کو بھصم میں لے پیئے ہیں اس کو ہمارے بچے ہوئے فرستے ادا دہ کرنا ہی نہیں کرے

رُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقُّ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ

پہنپائے جا دیں گے التہ کی طرف جو مالک ہے ان کا چچا بن رکھو حکم اسی کا ہے اور دوسرے

[illegible]

و یجاءہا فی البر والبحر یہ قاعدہ کلیہ کی جزئیات
میں اور یہاں بھی حضورؐ و مَا نَسْقُطُ مِنْ ذَرَّةٍ لَّكُم
یعنی ان اشیاء اور جزئیات کے احوال متغیرہ کو بھی صرف
اللہ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ کِتَابِ مُبِیِّنِ
اس سے مراد اعمال نامے میں جو فرشتوں کے پاس ہوئے
ہیں یا اس سے لوح محفوظ یعنی علم الہی مراد ہے اور
یہی اولیٰ اور راجح ہے۔ اِلَّا فِی دِکْتَابِ مُبِیِّنِ
وہو علم اللہ اَوِ الْوَحْیِ الْمَحْفُوظِ (مدارک ص ۳۳)
۷۱۔ جَدَّ حَقُّوْکُمْ کے معنی کَسْبِ تَمَّ کے ہیں اور
بِالْبَیْہَادِ میں با بمعنی فی ہے یعنی جو کچھ تم دن میں
کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو وہ سب معلوم ہے۔ یَبْعَثُ لَکُمْ
فِیْہِ۔ خبیہ کی ضمیر سے نہار ثانی مراد ہے۔ ۷۲۔
یہ تحریف دہنوی ہے تَوَقَّتْہُ رُسُلُنَا اہل
بدعت اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ایک فرشتہ ہزار اہل
ایک وقت میں ہزاروں جگہ حاضر و ناظر ہو کر ہزاروں
انسانوں کی جانبیں قبض کر لیتا ہے تو کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہو سکتے۔
اس آیت سے ان کا اعتراض باطل ہو گیا کیونکہ یہاں
رُسُلُنَا جمع کے صیغہ سے معلوم ہوا کہ قبض اربع
پر صرف ایک فرشتہ ہی مقرر نہیں بلکہ اس کے ماتحت
ہزاروں لاکھوں فرشتے ہیں جو اس کام پر مقرر ہیں ان
کو ملائکہ الموت یا ملک الموت (بارادۃ اسم جنس)
کہتے ہیں اس لئے صرف ایک فرشتہ ہی تمام انسانوں
کی جانبیں نہیں قبض کرتا بلکہ وہ تو صرف حکم خداوندی کے
ماتحت اپنے ماتحتوں کو حکم دیتا ہے لہذا اہل بدعت
کا دعویٰ باطل ہے۔ اس کی تائید اور گنتی آیتوں سے ملتی
ہے۔ مثلاً سورۃ اعراف ۴۴ میں فرمایا حَتّٰی اِذَا
جَاءَ نَحْنُ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنٰہُمْ اہل بدعت سورۃ سجۃ

منزل ۲

یہاں ملک الموت واحد کا مینعہ ہے جس کے ایک فرشتہ مراد ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واحد کا مینعہ نہیں بلکہ اسم جنس ہے جو قلیل اور کثیر دونوں کے استعمال ہوتا ہے۔

موضحہ قرآن۔ و یعنی لوح محفوظ میں و یعنی سوا حکم کے کسی کی خاطر نہیں کرتے۔

فتح الرحمن و١٠ یعنی النوار علم غیب ۱۲ و١٣ یعنی دقت نوم ۱۲۔

منزل ۲

سے بہتر ہے یعنی ان لوگوں کو چھوڑنے جنہوں نے ہود و لعب کو اپنا دین بنا رکھا ہے۔ مثلاً غیر اللہ کو پرکارتے ہیں اور غیر اللہ کے لئے تخریمیں کرتے ہیں ایسے لوگوں سے آپ تعلقات منقطع کر لیں: البتہ

تذکرہ تبلیغ کرتے رہیں۔ (الثانی) اِتَّخَذُوا

مَا هُوَ لَكُمْ وَلَهُمْ مِنْ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ

وغيرها ديناً لهم (الثالث) اِنَّ

الْكُفَّارَ كَانُوا يَحْكُمُونَ فِي دِينِ اللَّهِ

بِحُجْرٍ أَلْتَنَّهُمْ فِي الْقَهْفِ مَثَلُ تَحْرِيمِ السَّوَابِ

الْبَحَارِ... فَعَبَّرَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بِأَنَّهُمْ اِتَّخَذُوا دِيْنَهُمْ

لِعِبَادَةِ الْأَصْنَامِ وَكَبِيرُ حُجْرٍ جَيْسًا كَمَا أَنَّ كُلَّ مُشْرِكٍ

يُؤَسِّرُ سَانِيًا وَكُلُّهُ أَوَّلُ دُرِّ سَرَّ سَازِجًا كَمَا مَعْرِفَتِ

الْهِمَامِ حَاصِلُ كَرْنِ كَادِ عُمَى كَرْتِے ہيں۔ ہيں

بِهَ خَوَافِ الْخُرُوجِ هِيَ اَنْ تُبْسَلَ يَهْ اِسْمَالِ

سے مضارع مجہول ہے۔ اِسْمَالِ کے معنی روکنے

یا محروم کرنے کے ہیں۔ اِنْ تَبْسَلُ ی تَحْبِسُ

(روم) اَوْ تَحْبِسُ الشَّوَابِ (رِغَاب) اَنْ سَہْلَہ

لَامِ اَوْ اَنْ كَے بعد لام مقدر ہے اِی لَمَّا تَبْسَلُ

یَا اِنْ تَبْسَلُ سَہْلَہ مَضَارِعُ مَخْذُوفِہ

اِی مَخَافَۃ اِنْ تَبْسَلُ اَوْ كَرَاهَۃ اِنْ تَبْسَلُ

(روح) یعنی آپ ایسے لوگوں سے تعلقات

معاشرت قطع کر لیں لیکن ان کو اللہ کے عذاب

سے ڈراتے رہیں شاید یہ لوگ ایمان لے

آئیں اور اپنے کُرتوتوں کی وجہ سے ثواب

محروم ہو کر بلاک نہ ہو جائیں کیونکہ جس نے دنیا

میں حق کو قبول نہ کیا آخرت میں اس کے لئے

جہنم کے سوا کچھ نہیں وہاں کوئی مددگار اور

سفارشچی نہیں ہوگا۔ اِنَّ عَذَابَہ

فَذَہِہ کے ہیں۔ اگر بالفرض (کیونکہ واقعہ میں

تو ایسا نہیں ہو سکے گا) کوئی مجرم شخص قیامت

کے دن فدیہ دیکر عذاب سے بچنا چاہے گا تو

اس سے فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہ وہی لوگ

ہوں گے جو اپنی بد عملی اور کفر و شرک کی وجہ سے

ثواب اور اجر سے محروم ہوں گے اس لئے انہیں

کفر و انکار کی وجہ سے آخرت میں شدید ترین

عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

موضع قرآن عیب پڑیں اس مجلس سے سرک

جائے اور اگر خطہ ہو کہ باتوں میں مشغول ہو کر

سرکنا بھول جاوے تو سوا نصیحت کے وقت ان میں بیٹھنا ہی موقوف کرے

وہ یعنی کوئی چاہے کہ ایسے جاہلوں پاس نصیحت کو بھی نہ بیٹھنے دیا جائے کہ اگر نہ بیٹھے تو اپنے اوپر گناہ نہیں ان کے گمراہ رہنے

کا لیکن نصیحت بہتر ہے کہ شاید ان کو ڈر ہو تو نصیحت والا ثواب پاوے و چھوڑ دے یعنی صحبت نہ رکھان سے مگر نصیحت کر دے کہ کوئی بے خبر نہ پکڑا جائے۔

عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ط وَإِنَّمَا

یہاں تک کہ مشغول ہو جاویں کسی اور بات میں اور اگر

يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ

بھلا دے تجھ کو شیطان تو مت بیٹھ یاد آ جائے کے بعد

مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۶۸ وَمَا عَلَى الَّذِينَ

ظالموں کے ساتھ و اور پرہیزگاروں پر

يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَلَٰكِنْ

بہنیں ہے جھگڑنے والوں کے حساب میں سے کوئی چیز لیکن

ذِكْرِي لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۶۹ وَذَرِ الَّذِينَ

ان کے ذمہ نصیحت کرنی ہے تاکہ وہ ڈریں و اور چھوڑ دے ان کو سچے

اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لِبَاطِلٍ لَّهُمْ اَوْ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ

جنہوں نے بنا رکھا ہے اپنے دین کو کھیل اور تماشا اور دھوکا دیا ان کو دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا وَذَكَرِہِہ اَنْ تُبْسَلُ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ

لے اور نصیحت کر ان کو قرآن سے کہ تاکہ گرفتار نہ ہو جاوے کوئی اپنے کئے میں

لَیْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِیٌّ وَلَا شَفِیْعٌ ط وَإِن

کہ نہ ہو اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ سفارش کرنے والا اور اگر

تَعْدِلْ كُلُّ عَدْلٍ لَا یُؤْخَذُ مِنْهَا ط اُولٰٓئِكَ

بدلے میں دے ہرے سارے بدلے تو قبول نہ ہوں اس سے وہی

الَّذِیْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ

لوگ ہیں جو گرفتار ہوئے اپنے کئے میں ان کو پینا ہے

حَمِیْمٍ ۷۰ وَعَذَابُ الْیَمِّۤ اِذَا كَانُوْا یُكْفَرُوْنَ ۷۱

گرم پانی اور عذاب ہے دردناک بدلے میں کفر کے و

سب سے بڑھتی ہے

سب سے بڑھتی ہے

سب سے بڑھتی ہے

سب سے بڑھتی ہے

سب سے بڑھتی ہے

سب سے بڑھتی ہے

۱۔ یہ گزشتہ پانچ عقلی دلیلوں کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ یعنی یہ ثابت ہو گیا کہ (۱) ہر جاندار کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے (۲) تمام مصائب و مشکلات وہی آسان کرتا ہے (۳) انسانی حواس و

طافیں اسی کے قبضے میں ہیں (۴) زمین و آسمان اور بحر و بر کا کلی اور تفصیلی غیب بھی صرف وہی جانتا ہے اور (۵) بحر و بر کے شدائد اور ہر کرب و ضرر سے وہی نجات دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ مالک مقتدر متصرف و کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے دوسرا کوئی نہیں تو کیا اس کے باوجود ہم اللہ کے سوا ایسوں کو پکاریں جنہیں ہمارے نفع و نقصان کا ذرہ برابر اختیار نہیں جو نہ متصرف و مختار ہیں نہ غیب دان اگر ہم ایسا کریں تو ہم ہدایت کے بعد لٹے پھر گمراہ ہو جائیں گے کیونکہ شرک سب سے بڑی گمراہی ہے کاذبی استہوتنا یعنی اس صورت میں ہماری حالت اس شخص کی مانند ہوگی جسے شیاطین نے صراط مستقیم سے بھٹکا دیا ہو اور وہ حیران و سرگردان پھر رہا ہو اور اس کے دوسرے ساتھی اسے سیدھی راہ کی طرف بلا رہے ہوں لیکن بدقسمتی سے وہ سننے والوں کی آواز تو سن سکتا ہے مگر سیدھی راہ نہیں دیکھ سکتا۔ اس کے ان مذکورہ دلائل کے ہوتے ہوئے ہم غیر خدا کو تو پکارنے سے رہے یہ تو سرسراہٹ گمراہی ہے اور ہدایت کا راستہ وہی ہے جو اللہ نے ہمیں بتلایا ہے یعنی توحید کا راستہ اور ہمیں توحید علم دیا گیا ہے کہ اس اللہ کے سامنے ہی جھکیں جو تمام دنیا جہان والوں کا پروردگار اور مربی ہے دان اقیمو اس سے پہلے قیل و قال مقدر ہے بقرینہ ماقبل۔ ۱۷۔ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے بالحق میں بالمعنی لام ہے بالحق سے پہلے مضان محذوف ہے احوال ظہار الحق یعنی یہ زمین و آسمان اور یہ سارا جہاں حق اور توحید کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور اس کی قدرت کا ٹھکانا کیا جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز فوراً وجود میں آ جاتی ہے قولہ الحق اسی کی بات سچی اور سچی ہر حقیقت ہے لہذا مالک القیامت کے دن اسی کی حکومت ہوگی اور اس کے سوا مجازی طور پر بھی کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا عَلَیْہِ السَّلَام

۱۔ اور تو جو جیسا تھا
۲۔ اور تو جو جیسا تھا
۳۔ اور تو جو جیسا تھا
۴۔ اور تو جو جیسا تھا
۵۔ اور تو جو جیسا تھا
۶۔ اور تو جو جیسا تھا
۷۔ اور تو جو جیسا تھا
۸۔ اور تو جو جیسا تھا
۹۔ اور تو جو جیسا تھا
۱۰۔ اور تو جو جیسا تھا
۱۱۔ اور تو جو جیسا تھا
۱۲۔ اور تو جو جیسا تھا
۱۳۔ اور تو جو جیسا تھا
۱۴۔ اور تو جو جیسا تھا
۱۵۔ اور تو جو جیسا تھا
۱۶۔ اور تو جو جیسا تھا
۱۷۔ اور تو جو جیسا تھا
۱۸۔ اور تو جو جیسا تھا
۱۹۔ اور تو جو جیسا تھا
۲۰۔ اور تو جو جیسا تھا
۲۱۔ اور تو جو جیسا تھا
۲۲۔ اور تو جو جیسا تھا
۲۳۔ اور تو جو جیسا تھا
۲۴۔ اور تو جو جیسا تھا
۲۵۔ اور تو جو جیسا تھا
۲۶۔ اور تو جو جیسا تھا
۲۷۔ اور تو جو جیسا تھا
۲۸۔ اور تو جو جیسا تھا
۲۹۔ اور تو جو جیسا تھا
۳۰۔ اور تو جو جیسا تھا
۳۱۔ اور تو جو جیسا تھا
۳۲۔ اور تو جو جیسا تھا
۳۳۔ اور تو جو جیسا تھا
۳۴۔ اور تو جو جیسا تھا
۳۵۔ اور تو جو جیسا تھا
۳۶۔ اور تو جو جیسا تھا
۳۷۔ اور تو جو جیسا تھا
۳۸۔ اور تو جو جیسا تھا
۳۹۔ اور تو جو جیسا تھا
۴۰۔ اور تو جو جیسا تھا
۴۱۔ اور تو جو جیسا تھا
۴۲۔ اور تو جو جیسا تھا
۴۳۔ اور تو جو جیسا تھا
۴۴۔ اور تو جو جیسا تھا
۴۵۔ اور تو جو جیسا تھا
۴۶۔ اور تو جو جیسا تھا
۴۷۔ اور تو جو جیسا تھا
۴۸۔ اور تو جو جیسا تھا
۴۹۔ اور تو جو جیسا تھا
۵۰۔ اور تو جو جیسا تھا
۵۱۔ اور تو جو جیسا تھا
۵۲۔ اور تو جو جیسا تھا
۵۳۔ اور تو جو جیسا تھا
۵۴۔ اور تو جو جیسا تھا
۵۵۔ اور تو جو جیسا تھا
۵۶۔ اور تو جو جیسا تھا
۵۷۔ اور تو جو جیسا تھا
۵۸۔ اور تو جو جیسا تھا
۵۹۔ اور تو جو جیسا تھا
۶۰۔ اور تو جو جیسا تھا
۶۱۔ اور تو جو جیسا تھا
۶۲۔ اور تو جو جیسا تھا
۶۳۔ اور تو جو جیسا تھا
۶۴۔ اور تو جو جیسا تھا
۶۵۔ اور تو جو جیسا تھا
۶۶۔ اور تو جو جیسا تھا
۶۷۔ اور تو جو جیسا تھا
۶۸۔ اور تو جو جیسا تھا
۶۹۔ اور تو جو جیسا تھا
۷۰۔ اور تو جو جیسا تھا
۷۱۔ اور تو جو جیسا تھا
۷۲۔ اور تو جو جیسا تھا
۷۳۔ اور تو جو جیسا تھا
۷۴۔ اور تو جو جیسا تھا
۷۵۔ اور تو جو جیسا تھا
۷۶۔ اور تو جو جیسا تھا
۷۷۔ اور تو جو جیسا تھا
۷۸۔ اور تو جو جیسا تھا
۷۹۔ اور تو جو جیسا تھا
۸۰۔ اور تو جو جیسا تھا
۸۱۔ اور تو جو جیسا تھا
۸۲۔ اور تو جو جیسا تھا
۸۳۔ اور تو جو جیسا تھا
۸۴۔ اور تو جو جیسا تھا
۸۵۔ اور تو جو جیسا تھا
۸۶۔ اور تو جو جیسا تھا
۸۷۔ اور تو جو جیسا تھا
۸۸۔ اور تو جو جیسا تھا
۸۹۔ اور تو جو جیسا تھا
۹۰۔ اور تو جو جیسا تھا
۹۱۔ اور تو جو جیسا تھا
۹۲۔ اور تو جو جیسا تھا
۹۳۔ اور تو جو جیسا تھا
۹۴۔ اور تو جو جیسا تھا
۹۵۔ اور تو جو جیسا تھا
۹۶۔ اور تو جو جیسا تھا
۹۷۔ اور تو جو جیسا تھا
۹۸۔ اور تو جو جیسا تھا
۹۹۔ اور تو جو جیسا تھا
۱۰۰۔ اور تو جو جیسا تھا

۱۲۵

۱۲۵

۱۲۵

قُلْ اَنْدَعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا

یَضُرُّنَا وَنُرْثُ عَلٰی اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰنَا اللّٰهُ

كَالَّذِیْ اسْتَهْوَتْهُ الشَّیْطٰنُ فِی الْاَرْضِ حِیْرَانٍ

لَهٗ اَصْحٰبٌ یَّدْعُوْنَہٗ اِلٰی الْہُدٰی یُتَبٰطِلُ قُلْ

اِنَّ ہُدٰی اللّٰہُ ہُوَ الْہُدٰی وَاَمْرُنَا لِنُسَلِّمَ

لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱﴾ وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ

اَتَقُوْهُ وَہُوَ الَّذِیْ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲﴾ وَ

ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ

وَيَوْمَ یَقُوْلُ کُنْ فِیْکُوْنُ قَوْلُہُ الْحَقُّ وَ

لَہٗ الْمُلْکُ یَوْمَ یَنْفَخُ فِی الصُّوْرِ عَلِیْمُ الْغَیْبِ

وَالشَّہَادَۃُ وَہُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۳﴾ وَاِذْ

اَوْحٰی اِلٰی اٰدَمَ اَنْ اَنْزِلْ اِلٰی الْاَرْضِ وَ

اَقْبِلْ عَلٰی الْبَلٰدِ الْاُولٰٓئِکَ لَہُنَّ اَسْمَآءٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

مِثْلُہَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ اِلَّا اَرْضٌ وَّجِبَالٌ

غیب و شہادت کا کلی علم بھی اسی ہی کو ہے اور کسی کو نہیں ماقبل اور ابعد کے قرینے سے یہاں بھی حصر مراد ہے۔ اس عقلی دلیل سے ثابت ہو گیا کہ کارساز و متصرف اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔
موضع قرآن و یعنی حشر و اور جو فرمایا کہ مسلمان چاہئے کافروں سے کہیں کہ ہم دیوانے کی طرح بھٹکتے نہیں اس پر آگے قصہ فرمایا حضرت ابراہیم کا کہ جب اپنے نزدیک معبود برحق پالیا پھر قوم فتح الرحمن مل یعنی چیز ۱۲۔

۹۔ یہ توحید پر پہلی نقلی دلیل ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تفصیلاً اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً تصدیق و تائید اور دستخط کے طور پر۔ آرزو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا لقب ہے اور ان کا نام بقول زجاج باتفاق مؤرخین تارخ (تبار مثلاًة فوقانیہ والف وراہ مہملہ مغنودہ ومار مہملہ اور بعض نے خارجہ کہہ ہے) تھا امام ابن جریر سے بھی تارخ منقول ہے۔ حضرت ابن عباس، امام مجاہد، سلمی، سعید بن مسیب اور سلمان تیمی کہتے ہیں کہ آرزو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا لقب ہے۔ اول الذکر تینوں بزرگ کہتے ہیں کہ آرزو ایک بت کا نام تھا اس صورت میں اس سے قبل مضاف محذوف ہو گا یعنی عابد آرزو بعض نے کہا ہے آرزو ان کی زبان میں بمعنی فحشی (خطا کار اور غلط راہ پر چلنے والا) کے ہیں۔ سلمان تیمی کہتے ہیں آرزو بمعنی اعوج (ڈیڑھا) ہے۔ آرزو مشرکوں نے

وَلَا اِسْمَ حَوْلًا ۳۲۶ الانعام ۶

قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لَا يَبِيْهٍ اَزْ سَرَاتِنِيْ خِذْ اَصْنَامًا

کہا ابراہیم نے مجھ اپنے باپ آرزو کو کہ تو ماننا ہے بتوں کو

اِلٰهَةً اِنِّيْ اَرٰكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۴۲ وَكَذٰلِكَ

خدا میں دیکھتا ہوں کہ تو اور تیری قوم صریح گمراہ ہیں۔ اور اسی طرح اے

يٰرَبِّيْ اِبْرٰهِيْمُ مَدَّكُمُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ہم دکھانے لگے ابراہیم کو عجاائب آسمانوں اور زمینوں کے

وَلِيَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُؤَقِنِيْنَ ۴۵ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ

اور تاکہ اس کو یقین آ جاوے قیامت پر جب اندھیرا کر لیا اس پر رات نے

رَاكُوكِبًا ۴۶ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۴۷ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا

دیکھا اس نے ایک ستارہ جیسے بولایا ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا تو بولا

أَحِبُّ الْاَوْفَلِيْنَ ۴۸ فَلَمَّا رَا الْقَمَرَ بَازِعًا قَالَ هٰذَا

میں پسند نہیں کرتا غائب ہو جانے والوں کو پھر جب اٹھ دیکھا چاند چمکتا ہوا بولا یہ ہے

رَبِّيْ ۴۹ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ

رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اگر نہ ہدایت کرے گا مجھ کو رب میرا

لَا كُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّيْنَ ۵۰ فَلَمَّا رَا

تو بیشک میں رہوں گا گمراہ لوگوں میں پھر جب دیکھا

الشَّمْسُ بَازِعَةً ۵۱ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۵۲ هٰذَا اَكْبَرُ

سورج چمکتا ہوا اٹھ بولا یہ ہے رب میرا یہ سب سے بڑا ہے

فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَقُوْمُ اِنِّيْ بِرَبِّيْ مُّشًّا

پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اے میری قوم میں پسند نہ ہوں ان سے جن کو

نَشْرِكُوْنَ ۵۳ اِنِّيْ وَجْهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ

تم شریک کرتے ہو میں نے متوجہ کر لیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے

مذہل ۲

ما العباد بیان
الکمال ۱۱

ما صافی تکراری
کی بیا مضارع
لایا گیا ۱۲

ما صافی لیستند
و لیستند
۱۳ ای اھذا

رہی ۱۴ عجزہ اھتہام

ما صافی
ما صافی
ما صافی

ما صافی
ما صافی
ما صافی

ما صافی
ما صافی
ما صافی

ما صافی
ما صافی
ما صافی

ما صافی
ما صافی
ما صافی

کی وجہ سے خطا کار اور ٹیڑھے راستے پر گامزن تھا اس لئے اس لقب سے ملقب کیا گیا۔ (کلمہ من الروح ج ۱ ص ۱۹۱ والکیر ج ۲ ص ۱۸) ۴۵۔ آرزو زن فعل اور علمیت یا وصفت کی وجہ سے غیر منصرف ہے اور وہ آپس کا عطف بیان ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آرزو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا بلکہ ان کا چچا تھا اور چچا کو باپ کہنا عربی زبان کے محاورات میں عام ہے۔ علامہ سیوطی نے اس پر قرآن مجید کی آیت وَتَقْلِبُكَ فِي السُّجُودِ (شعراء ۱۱۶) سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ اس آیت میں ساجدین رجوع کرنے والوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد مراد ہیں اور تَقْلِبُ سے پشت بہ پشت منتقل ہونا مراد ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباء و اجداد موجود تھے ان میں کوئی مشرک نہیں تھا اس لئے آرزو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا بلکہ چچا تھا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ آرزو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا جیسا کہ قرآن مجید کی نص سے ظاہر ہے اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اور قرآن میں ساجدین سے صحابہ کرام مراد ہیں جیسا کہ آیت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ شاہ عبدالقادر دہلوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ "یعنی جب تو سجدہ کو اٹھتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل۔ حق تو یہی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام کے ایمان و کفر کی بحث میں ہرگز نہیں پڑنا چاہئے۔ مسئلہ کی زیادہ تحقیق سورہ شعراء کے آخر کو عرض میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ ۴۷۔ اس میں کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی یوں زمین و آسمان کے عجائب ابراہیم علیہ السلام کو دکھانا یہ ہمارا ہی کمال ہے اور نبوی فعل مضارع، ماضی کی جگہ استعمال کیا گیا ہے ای عرفناہ و بصرناہ (دور) مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے زمین و آسمان کے عجائبات اور قدرت خداوندی کی آیات مراد ہیں۔ وَلِيَكُوْنَنَّ اس کا معطوف علیہ محذوف ہے ای لیستند لہ وَلِيَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُؤَقِنِيْنَ ۴۵ ہذا سے پہلے تقریبہ عرف بمعنہ استفہام محذوف ہے گویا یہ کلام بطریق ارفاد العنان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ستارہ پرست تھی اور وہ ان کو بتوں کا تغیر احوال مشاہدہ کرا کے اس سے اللہ کی توحید اور ستاروں کی عاجزی و بیچاری کی پر استدلال کرنا چاہتے تھے چنانچہ جب انہیں غروب آفتاب کے بعد سیرۃ مشتری نظر آیا تو انہوں نے قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کیا یہ میرا رب ہے؟ اور تمہاری طرح میں بھی اس کو رب مان لوں اچھا ذرا ٹھہراؤ دیکھو اس موضع قرآن صاف حق تعالیٰ کے کلام میں تاکہ ساتھ اور آتا ہے۔ یعنی اللہ کو سر کام خود بھی مقصود ہے اور واسطے دوسرے کے بھی مقصود ہے یہ نہیں کہ واسطے بغیر کام نہ کر سکے۔ مثلاً بندہ مخم ڈالے واسطے درخت کے اس بغیر درخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ کو اس بغیر بھی ہو سکتا ہے لیکن درخت بھی مقصود ہے اور اس طرح کا ناجی مقصود ہی معنی میں کہ اللہ کے فعل میں عرض نہیں۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی چنانکہ بروی ظاہر کر دیکم کہ تہان لائق عبادت نیست نیز ظاہر ساغیتم کہ ستارہ و ہرچہ در آسمان ہا است وزمین لائق عبادت نیست و وافر و لیکن زائدہ است واللہ اعلم ۱۲۔

وَإِذَا سَمِعُوا

مذہب

مازل ۲

بھی عیب پایا سب کو چھوڑ کر اسی ایک کو کپڑا جس کو سب مانتے ہیں کہ سب سے بڑا ہے اور عقل صحیح چاہئے کہ جب ایک کو مانا اس سے کون کام نہیں ہو سکتا کہ دوسرا درکار ہو۔

فتح الرحمن: اول یعنی از انواع محنت ۱۲۔

بھی کیا تو میں سمجھوں گا کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ میرے رب کا علم ہر چیز پر حاوی اور ہر شئی کو محیط ہے۔ **۸۷** مَا أَشْكُرْكُمْ میں مآ کے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ اور صلہ میں عائد محذوف ہے ای ما ایشکرم کو اسی طرح ما احرینزل میں بھی مآ سے معبودان باطلہ مراد ہیں اور یہ میں مضاف محذوف ہے ای بمعبودیتہ یعنی ڈرنا تو نہیں چاہئے جو علیم و قدیر اور متعرف و کارساز سستی کے ساتھ اس کے لاچار بندوں کو شریک بنانے بوجہ کے معبود ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں مآ میں تمہارے ان معبودان باطلہ سے کیوں ڈرنا

جو بے بس اور بے اختیار ہیں خای الفردیق بن احق بالجن اب تم ہی بناؤ کہ عذاب سے امن و سلامتی کا مستحق کون ہے تم شرک کرنے والے یا میں شرک کے دوسرے والا اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے والا۔ اگلی آیت میں اس سوال کا جواب ہے **۸۸**

یہ پہلے سوال کا جواب ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام ہے یا ادخال الہی ہے۔ مظلوم سے مراد شرک ہے۔ جیسا کہ صبح بخاری ج ۲ ص ۲۳۳ میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے گھبرا کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم و زیادتی نہ کی ہو اس پر سورہ لقمان کی آیت اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ نازل ہوئی۔ یعنی امن و سلامتی صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی توحید کو مانا اور پھر اس میں ذرہ برابر شرک کی ملاوٹ نہ کی۔

۸۹ وَتِلْكَ اٰیَاتُ الرَّسُولِ اَنْزَلْنَاهَا فَاَنْتَ تَكْفُرُ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گزشتہ استدلال کی طرف اشارہ ہے اختلاف الحجیم اجتہاد ابراہیم علیہ السلام علیہ السلام (مدار و قوس) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد حالی طور پر تمام انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا سترہ پیغمبروں کا ذکر نام بیکر اور باقیوں کا اشارے سے۔ انبیاء علیہم السلام کے ذکر میں بھی نہایت ہی عمدہ ترتیب ملحوظ رکھی گئی۔ پہلے چاروں یعنی حضرت ابراہیم، اسحاق یعقوب اور نوح علیہم السلام اصول انبیاء ہیں پھر داؤد اور سلیمان علیہما السلام بہت بڑے بادشاہ تھے حضرت ایوب اور یوسف علیہما السلام کو زندگی میں بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو بڑے بڑے معجزے عطا کئے گئے۔ ذکر یا یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس علیہم السلام بہت بڑے عابد و زاہد تھے اور اسمعیل، یونس اور یونس علیہم السلام کے ادیان کی زیادہ شہرت نہیں ہوئی اور ان کے اتباع تھے دس ہجرت ۴ ص ۱۸ و ص ۱۹

وَاِذَا سَمِعُوا۟ ۳۲۸ الانعام ۶

۸۷ وَمَا أَشْكُرْكُمْ ۴ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ

سیدھی راہ پر دے اور یہ قصہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی تھی ابراہیم کو علی قومہ ترفع درجہ من نشاء ان ربك اس کی قوم کے مقابلے میں درجہ بلند کرتے ہیں ہم جس کے چاہیں تیار رہیں

۸۸ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۵ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ

حکمت والا ہے جاننے والا اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اسحق اور یعقوب کلا ہدینا ۶ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ

سب کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہدایت کی ہم نے ان سب سے پہلے اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو

۸۹ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ وَكَانَ لَكَ بِحُزْيِ الْمُحْسِنِينَ

اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام والوں کو

۹۰ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّٰلِحِينَ ۱۰ وَاسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُوشَعَ

اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں نیک بختوں میں اور اسمعیل اور الیسع کو اور یوشع کو

۹۱ وَنُوحًا ۱۱ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْغٰلِبِينَ ۱۲ وَمِنْ

اور نوح کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر اور ہدایت کی

۹۲ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَأَخَوَانِهِمْ ۱۳ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ

ہم نے بعضوں کو اپنے باپ دادوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور بھائیوں میں سے اور بھائیوں میں سے

۹۳ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۱۴ ذٰلِكَ

اور سیدھی راہ چلایا

مَنْزِل ۲

۹
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳

ذکر یا یحییٰ کی ضمیر کو اگر ابراہیم علیہ السلام کی طرف راجع کیا جائے تو یونس علیہ السلام تو پر اور زاد ہونے کی وجہ سے ان کی ذریت میں شامل ہو جائیں گے لیکن یونس علیہ السلام اس میں شامل نہیں ہو سکتے اس لئے ضمیر کا مرجع نوح علیہ السلام کو بنانا ہی صحیح ہے۔ سترہ پیغمبروں کا نام بنام ذکر کرنے کے بعد اب باقی انبیاء علیہم السلام کا اجمالاً ذکر فرمایا یعنی مذکورہ نبیوں کے آباء و اجداد ہیں سے ان کی اولاد میں سے اور ان کی برادری میں سے جتنے بھی نبی گذرے ہیں ان سب کو ہم نے باقی مخلوق پر برتری عطا کی اور ان سب کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) یعنی راہ توحید کی طرف راہنمائی کی و چون انبیاء علیہم السلام (مذکورہ بالا نبیوں کے باپوں میں سے اس سے مراد یہ ہے کہ جن انبیاء کے باپ تھے اسی طرح و چون ذریتہم و اخواتہم کا مطلب بھی یہ ہے کہ ان میں سے جن کے اولاد اور بھائی تھے یہ مطلب نہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا باپ بھی تھا اور ہر ایک کی -

هُدًى يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ط

اللہ کی ہدایت ہے جس سے اس پر چلتا ہے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے
وَكُوْا شُرَكَاءُ كُفُّوا عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۸۸

اور اگرچہ لوگ شرک کرتے تو اللہ صانع ہو جاتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا
أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْتِجُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ

یہی لوگ تھے جن کو دی ہم نے کتاب اور شریعت
وَالشُّبُهَةَ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هُؤُلَاءِ فَقَدْ

اور نبوت اور اگرچہ کفر کرتے تو انہوں کو نہ مانیں
وَكَلَّنَا بِهَا أَنْ يَكُونَ لَكُمُ الْيُسْرَى أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا ۸۹

ان باتوں کے لئے مقرر کر دیے ہیں اسے لوگ جو ان سے منکر نہیں وہ یہ وہ لوگ
الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فِيهِمْ هُدًى مِّنْ قَبْلُ ط

جسے بن کو ہدایت کی اللہ نے جسے سو تو پہلے ان کے طریقہ پر
قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ هُوَ

تو کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری یہ تو محض
إِلَّا ذِكْرًا لِلْعَالَمِينَ ۹۰ وَمَا قَدْ رَوَّاهُ اللَّهُ حَقَّ

حقیقت ہے جہاں کے لوگوں کو یاد اور نہیں پہچانا انہوں نے ہفہ اللہ کو پورا
قَدْ رَدَّ إِذْ قَالُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ بَشِيرًا

بہیماننا جب کہنے لگے کہ ہمیں اتاری اللہ نے کسی انسان پر کوئی
شَيْءٌ مِّنْ أَنْزَلِ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ

پہچن پوچھ تو کس نے اتاری ہفہ وہ کتاب جو موسیٰ نے کر
مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ

آیا تھا روشن حق اور ہدایت حق لوگوں کے واسطے جس کو تم نے

منزل

اولاد بھی تھی جیساکہ قادیانی کہتے ہیں اور اس سے حضرت علی علیہ السلام کے لئے باپ کے وجود پر استدلال کرتے ہیں۔ ۹۱ ذَلِكْ سَ هَدَىٰ نَحْمُ سَ مَعْمُومِ مَعْدَرِ كِي طَرَفِ اِشَارَةِ هِيَ اِى اَلْهَدَى اَلْحِ الطَّرِيقِ اَلْمُسْتَقِيمِ هُوَ هَدَى اَللّٰهُ كِبَرِ ۴۷ ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹،

وَإِذَا سَمِعُوا

اگر تو دیکھے جس وقت ۱۹۹۹ء کہ ظالم ہوں موت کی محبتوں میں اور

۱۰۰ ایلانی مالک
 صدائت موسیٰ علیہ
 السلام یعنی ان کی
 نبوت کے ذریعہ تم
 کو امور غیبیہ پر
 مطلع کیا گیا۔ ۱۰۱
 یعنی دشمنان و جاسوس
 و ترغیب فی الفکر
 یعنی دوزخ و جہنم
 پر ہم صلی اللہ علیہ
 وسلم کی صدائت پر
 مومنین کو ہمیں
 کہیں نہیں تھے ۱۰۲
 یعنی ای لہدین و
 لکنذار ۱۰۳
 یعنی زبرد ۱۰۴
 یعنی ۱۰۵
 یعنی ۱۰۶
 یعنی ۱۰۷
 یعنی ۱۰۸
 یعنی ۱۰۹
 یعنی ۱۱۰
 یعنی ۱۱۱
 یعنی ۱۱۲
 یعنی ۱۱۳
 یعنی ۱۱۴
 یعنی ۱۱۵
 یعنی ۱۱۶
 یعنی ۱۱۷
 یعنی ۱۱۸
 یعنی ۱۱۹
 یعنی ۱۲۰

لَقُلْنَا امِثْلَ هَذَا ۖ يَوْمَ يُخَوِّفُ اٰخِرُوْنَ بِهٖ خَوْفًا مَّكِيْنًا
اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ جَاءَكَ مِنْ قِبَلِ الْمَوْتِ
مَاتَهُمْ وَجوههم وادبارهم - وذہب بعضہم
ان هذا امتثل لفعل الملتصكة في قبض ارواح الظلمة
بفعل العزيم الملمح يبسط يدك الى من عليك الحق ويعنف
عليه المطالبة ولا يمهل الخ (روح ج ۲ صفحہ ۲۳) ہما کُنْتُ
میں با سبب یہ یعنی یہ عذاب تمہیں اللہ پر افزار کرنے اور اس
کی آیتوں سے انکار واستکبار کی وجہ سے دیا جائے گا۔ تا
خوادی۔ فَردُّيَا فَرِيدٌ کی جمع ہے اور یہ ضمیر خطاب سے
حال ہے مَا خَوْلَكُمْ اَيُّ مَا اعطاكم یعنی ہم نے جو تمہیں مال
ورولت دی تھی شَفَعَاءُ کہ وہ نیک پیر اور اولیاء اللہ جن
کو مشرکین خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر ان کی عبادت کرتے اور
ان کی نذر نیازیں دیتے تھے۔ یہ مشرکین سے کہا جائے گا کہ
آج تم سب تنہا اور اکیلے میدان حشر میں آئے ہو آج تمہارے
ساتھ نہ وہ مال و دولت ہے نہ انصار و اعوان جن پر تم مغرور
تھے اور نہ آج تمہارے وہ سفارشی ہی تمہارے ساتھ ہیں جن
کو تم اللہ کی عبادت، ربوبیت اور پکاریں شریک کیا کرتے تھے۔
اور جن کے بارے میں تمہیں یقین تھا کہ وہ ہر ارٹے وقت میں
تمہارے کام آئیں گے۔ آج وہ کہاں ہیں۔ لَقَدْ لَطَمَ اَيُّ
الموصل بینکم آج تمہارے اور ان کے درمیان تمام تعلقات
منقطع ہو چکے ہیں اور تمہاری تمام خواہشیں اور آرزوئیں خاک
میں مل چکی ہیں۔

موضع قرآن والام القری نام ہے یکے کا اس کے معنی بیتوں کی جڑ یا اس واسطے کہ تمام عرب کا مرجع تھا یا کہتے ہیں کہ پانی میں سے زمین اول ہی کھلی ہے اور اس پاس سے مراد عرب ہے جب تک انہی پر حکم تھا یا سارا جہاں ہے

فتح الرحمن ۱ یعنی کتمان آیات توریت را قرآن اظہار کرد و الاسابق به یقین نمیدانستند ۱۲ ۱۳ ۱۴ حاصل آنست که اگر چه بود گویند حق تعالی هیچ بشری نمی فرستد نقض کرده شود به توریت و اگر گویند فی فرستد استبعاد فرستادن قرآن مجید تعصب است پس اذ قالوا لایحی ای قالوا گفته شد ۱۵ ۱۶ انذار اول و الا عرب را کرده شد که زبان عربی نمی فهمند و ثانیاً جمیع اهل عرب بواسطه ترجمه پس اینجا انذار اول مراد است مانند آیت هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمَمِیَّیْنِ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِ الْاٰیَةِ وَیُرِیْتَ وَمَا اَدْسَلٰکَ اِلَّا رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ اعم از اولی و ثانوی ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ یعنی اعتقاد کرده شد انکار بخاطر و سوائب از امر الهی است و اتفاق سلف دلیل بر آنست و الله اعلم ۲۳ ۲۴ ۲۵ یعنی انذار کتابی مثل قرآن خواهیم کرد و انذار را بطریق مشاکلت انزال گفته شد ۱۲ -

الْمَلٰٓئِكَةُ بِاَسْطُوْٓا۟ اَيُّدِيْهِمْۙ اَخْرِجُوْٓا

اَنْفُسَكُمْۙ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ

بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلٰٓى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ

وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۙ (۹۳) وَلَقَدْ

جَعَلْنٰ فِرٰدٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۙ

وَتَرَكْنٰكُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَّرَآءَ ظُهُورِكُمْۙ وَ

مَا نَرٰى مَعَكُمْ شٰفِعَآءَ كُمُ الدِّیْنَ زَعَمْتُمْ

اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكَآءُ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَیْنَكُمْ

وَصَلَّ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۙ (۹۴) اِنَّ اللّٰهَ

فَلَقَّ الْحَبَّ وَالنَّوٰیۙ یُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَمِیْتِ

وَمُخْرِجُ الْمَمِیْتِ مِنَ الْحَىِّۙ ذٰلِكُمْ اَللّٰهُ فَآتٰی

۱۔ مارنے کے لئے
۲۔ قبض اور دھکے
۳۔ مارنے کے لئے

۱۔ اپنے ہاتھ سے
۲۔ اپنے ہاتھ سے
۳۔ اپنے ہاتھ سے

۱۔ اپنے ہاتھ سے
۲۔ اپنے ہاتھ سے
۳۔ اپنے ہاتھ سے

۱۔ یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے یعنی ہر چیز میں
متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ یہ دلیل پہلے
سے لیکر ان فی ذلک لآیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ تک مستند
ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے بہت سے نشانات
عالم علوی اور عالم سفلی سے متعلق بیان فرمائے ہیں المحب حبہ
کی حب ہے حبہ کے معنی دانے کے ہیں۔ النوی۔ نواة (عقلی) کی
جمع ہے جب دانہ یا عقلی کو زمین میں بودیا جاتا ہے تو درست
قدرت ان میں شگاف ڈال دیتا ہے جس میں سے پودا پھوٹ
نکلتا ہے۔ وہ حیی (جاندار مومن یا پرندے) سے ممیت
(بنے جان کافر یا ندے) کو نکالتا ہے اور ممیت سے حیی کو یعنی
کافر سے مومن کو پیدا کرتا ہے اور بے جان اندے سے جاندار
پیدا کرتا ہے۔ یہ تینوں باتیں عالم سفلی سے تعلق رکھتی ہیں۔
ذٰلِکُمُ اللّٰهُ الخ یعنی جو سستی ان مذکورہ بالا صفات کی مالک
ہے حقیقت میں وہی اللہ ہے اور وہی متصرف و کارساز ہے
اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ ۲۔ صبح کو پھرنے والا۔ صبح
دن کے لئے بمنزلہ تخم (بیج) ہے جس طرح بیج کو چھ کر اس
سے پودا نکالتا ہے اسی طرح صبح سے دن کی روشنی کو
نمودار کرتا ہے۔ مسکن۔ مایسکن الیہ جس چیز کے سکون
و اطمینان حاصل کیا جائے رات کو مسکن فرمایا کیونکہ دن
بھر کی تھکاوٹ رات میں آرام و راحت سے تبدیل ہو جاتی
ہے۔ حَسْبًا مَّا مصدر ہے یعنی سورج اور چاند کو حساب
کا ذریعہ بنادیا ان کی گردش سے موسموں کے اختلاف کا
اندازہ لگایا جاتا ہے۔ نیز ان کی حرکت سے وقت کی
پیمائش کی جاتی ہے۔

فتح الرحمن مہ یعنی میز نند ۱۲۔

وَلَا تَسْمِعُوا

مل مستقر ای
فی الدنیا مستور
ای فی الاخرة ۱۲

موضع قرآن و اول سپر دھوتا ہے ماں کے پیٹ میں کہ آہستہ آہستہ دنیا کے اتر پیدا کرے پھر اگر تمھے تڑپا ہے دنیا میں پھر سپر دھو گا قبر میں کہ آہستہ آہستہ آخرت کے پیدا کرے پھر جا تمھے کے جنت میں یا دوزخ میں ۱۲

کے یہ جواب شکوی ہے اللہ تعالیٰ مشرکین کے ان بہتانوں سے بالکل پاک اور منزہ ہے، اس نے کسی کو بیٹا یا بیٹی نہیں بنایا وہ بے نیاز ہے اسے ان چیزوں کی ضرورت نہیں وہ خود مختار

متصرف و کارساز ہے۔ اس کا ارادہ کسی کے ماتحت نہیں۔ ۸۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے نفی و لد پر چار دلیلیں ذکر فرمائی ہیں یہ پہلی دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے عالم علوی اور عالم سفلی کو عجیب و غریب نظام کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ وہ فاعل علی الاطلاق ہے۔ اسے کسی ولد یا نائب کی ضرورت نہیں۔ دوسری دلیل آتی یٰکُونُ لَهُ وَلَدٌ اَلَمْ یَعْنِ اللہ تعالیٰ کے بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے حالانکہ اس کے سوا ہی نہیں۔ مطلب یہ کہ تم اللہ کی طرف صاحبہ کی نسبت تو نہیں کرتے ہو لیکن ولد کی نسبت کیوں کرتے ہو حالانکہ ولد صاحبہ (سوی) کے بغیر نہیں ہو سکتا یعنی اگرچہ تم حقیقی ولد کی نسبت نہیں کرتے ہو لیکن ولد کی طرح نائب تو کہتے ہو جو سراسر غلط ہے۔ تیسری دلیل وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ اس نے تو ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے۔ ہر چیز اس کی مخلوق ہے۔ جسے تم اللہ کا ولد کہتے ہو وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ مخلوق اپنے خالق کی ولد ہو جو حقیقی دلیل وَهُوَ یُحْیِی الْمَوْتِ عَلَیْمٌ اللہ تعالیٰ ہمارے کائنات کے ذریعے سے کالیم ہے اور وہ ماضی، حال اور مستقبل کی تمام چیزوں کو جانتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو اس کا ولد ہو۔ پہلی تیسری اور چوتھی دلیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ولد یعنی نائب نہیں اور دوسری دلیل سے ولد حقیقی کی نفی کی گئی ہے۔ ۹۔ منہ دلیل اور جواب شکوی کے بعد ثمرہ ذکر فرمایا یعنی جب کارساز اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں تو صرف اسی کو پکارو۔ پہلے چار دلائل عقلیہ کے بعد ان کا ثمرہ ذکر کیا گیا۔ پھر نویں دلیل عقلی کے بعد دوسرا ثمرہ بیان کیا گیا۔ اب یہاں گیارہویں عقلی دلیل کے بعد تیسری بار دلائل کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ دلائل کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ ان کے بعد ذہن خود بخود ان نتائج کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ یعنی کارساز اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے۔ ۱۱۔ یعنی کارساز اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے۔ ۱۰۔ یعنی کارساز اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے۔ ۹۔ منہ دلیل اور جواب شکوی کے بعد ثمرہ ذکر فرمایا یعنی جب کارساز اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں تو صرف اسی کو پکارو۔ پہلے چار دلائل عقلیہ کے بعد ان کا ثمرہ ذکر کیا گیا۔ پھر نویں دلیل عقلی کے بعد دوسرا ثمرہ بیان کیا گیا۔ اب یہاں گیارہویں عقلی دلیل کے بعد تیسری بار دلائل کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ دلائل کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ ان کے بعد ذہن خود بخود ان نتائج کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

۶ الانعام
۳۳۳
وَلَا تَاْتِیْہُمْ

مِنْ طُلُوعِهَا قَنُوتَانِ دَانِیْہُ وَجَنَّتْ مِنْ

کا۔ مجھے میں سے پھل کے پگھے جھکے ہوئے اور باغ

اَعْنَابٍ وَالرَّیْثُونِ وَالرَّسْمَانِ مُشْتَبِہًا

انگور کے اور زیتون کے اور انار کے آپس میں ملتے جلتے

وَعَیْزٍ مُّتَشَابِہٍ اَنْظُرُوا اِلٰی شَرۡحِہٖ اِذَا اَشْرَ

اور جڑا جھلا بھی ملے دیکھو ہر ایک درخت کے پھل کو جب

وَبَیۡعِہٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِکُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ

وہ پھل لایا امداس کے کہنے کو ان چیزوں میں نشانیاں ہیں واسطے

یُؤْمِنُوْنَ ۙ ۹۹ وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شَرۡکَآءَ الْجِنِّ

ایمان والوں کے اور پھر کہتے ہیں اللہ کے شریک جنوں کو

وَخَلَقَہُمْ وَخَرَقُوْا لَہٗۤ اَبۡنِیۡنَ وَبَنٰتٍ

حالانکہ اس نے ان کو پیدا کیا ہے اور تراشتے ہیں اس کے واسطے بیٹے اور بیٹیاں

بَغَیۡرِ عِلۡمِ سُبۡحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا

جہالت سے وہ پاک ہے منہ اور بہت ددر ہے ان باتوں سے جو

یَصِفُوْنَ ۙ ۱۰۰ بَدَیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

پہ لوگ بیان کرتے ہیں نئی طرح پر بنائے والا منہ آسمان اور زمین کا

اَنۡیَ یَّکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَکُمۡ تَکۡفُرُ لَہٗ

کیونکہ ہو سکتا ہے اس کے بیٹا حالانکہ اس کے کوئی

صَاحِبَۃٌ وَّخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَہُوَ بِکُلِّ

محدث نہیں اور اس نے بنائی ہر چیز اور وہ ہر

شَیْءٍ عَلَیۡمٌ ۙ ۱۰۱ ذٰلِکُمۡ اِلٰہُ رَبِّکُمۡ لَا اِلٰہَ

ہر چیز سے واقف ہے یہی اللہ منہ تمہارا رب ہے نہیں ہے کوئی مبدی

مزل ۲

فتح الرحمن مل یعنی در صورت درخت و ثمر مانند دیگر است و در طعم مخالف یکپارہ شیرین و یکپارہ ترش یا تلخ ۱۲۔

اللہ یعنی دنیا میں انسانی آنکھیں اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک نہیں کر سکتیں دنیا میں اس کی ذات محض اپنی صفات سے معلوم ہوتی ہے جو دلائل کے ضمن میں بیان ہو چکی ہیں وَهُوَ اللَّطِيفُ
یہ لَاطِفٌ رَّكُّهُ الْاَبْصَارُ سے متعلق ہے اَلْخَبِيرُ یہ دھوکہ دہی کے متعلق ہے بطریق لطف و شرم رب (وَهُوَ اللَّطِيفُ) ای العالم بدقائق الامور و مشکلاتہا الخبیر
العلیم بطواہل الاشیاء و خفیاتہا و ہومن
قبیل لطف و النشر (مذکر رُکُّہ اللہ بَصَاوُت سے
دلائل توحید مراد ہیں فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ۔

الانعام ۶

۳۳۴

وَلَا تَسْمَعُوا

إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَأَعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلَى

سوا اس کے پیدا کرنے والا ہر چیز کا سوا اس کی عبادت کرو اور وہ ہر

كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۱۰۲ لَا تَدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ زُو

چیز پر کارساز ہے نہیں پاسکتیں اس نفلہ کو آنکھیں اور

هُوَ يَدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۱۰۳

وہ پاسکتا ہے آنکھوں کو اور وہ نہایت لطیف خبردار ہے

قَدْ جَاءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ

تمہارے پاس آنکھیں اللہ نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے پھر جس نے دیکھ لیا

فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ط وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ

سوائے واسطے اور جو اندھا رہا سوائے نقصان کو اور میں نہیں ہوں تم پر

بَحْفِظٌ ۱۰۴ وَكَذَلِكَ نَصْرَفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُولُوْا

نگہبان اور ایوں طرح طرح اللہ سے سمجھاتے ہیں آیتیں اور تاکہ وہ کہیں

دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ ۱۰۵ اَتَبْعُ

کرتونے کسی سے پڑھا ہے اور تاکہ واضح کر دیں ہم اس کو واسطے سمجھ والوں کے کہ توجہ لیں

مَا اَوْحٰى اِلَيْكَ مِنْ سِرِّكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا

اس پر جو حکم تجھ کو آوے میرے رب کا کوئی معبود نہیں سوا

هُوَ اَعْرَضَ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۱۰۶ وَلَوْ

اس کے اور منہ پھیرے مشرکوں سے اور اگر

شَاءَ اللّٰهُ مَا اَشْرَكُوْا ط وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ

اللہ چاہتا ہے تو وہ لوگ مشرک نہ کرتے اور ہم نے نہیں کیا تم کو ان پر

حَفِظًا ط وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۱۰۷

نگہبان اور نہیں ہے تو ان پر داروغہ

منزل ۲

مراد دنیا میں انسانی
کی ذات محض اپنی صفات
سے معلوم ہوتی ہے جو
دلائل کے ضمن میں
بیان ہو چکی ہیں
وہ پاسکتا ہے
آنکھوں کو اور وہ
نہایت لطیف خبردار
ہے
تمہارے پاس
آنکھیں اللہ
نشانیاں تمہارے
رب کی طرف سے
پھر جس نے
دیکھ لیا
سوائے واسطے
اور جو اندھا
رہا سوائے
نقصان کو
اور میں
نہیں ہوں
تم پر
نگہبان
اور ایوں
طرح طرح
اللہ سے
سمجھاتے
ہیں آیتیں
اور تاکہ
وہ کہیں
کرتونے
کسی سے
پڑھا ہے
اور تاکہ
واضح کر
دیں ہم اس
کو واسطے
سمجھ والوں
کے کہ
توجہ لیں
اس پر جو
حکم تجھ
کو آوے
میرے رب
کا کوئی
معبود
نہیں
سوا
اس کے
اور منہ
پھیرے
مشرکوں
سے
اور اگر
اللہ
چاہتا
ہے تو وہ
لوگ مشرک
نہ کرتے
اور ہم
نے نہیں
کیا تم
کو ان پر
نگہبان
اور نہیں
ہے تو ان
پر داروغہ

جس نے مسئلہ توحید قبول کر لیا اس نے اپنے ہی
بھلے کام کیا وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ط وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ
اس نے اپنا نقصان کیا وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِظٍ
میں تم پر نگہبان نہیں ہوں میں تو صرف اللہ کی طرف سے
منذر و مبشر ہوں وَاَنَا اَنَا مَنذِرٌ وَنَذِيرٌ
الذی یحفظ اَعْمَالَكُمْ و یجاذبکم علیہا روح فیہ
اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کار
ساز اور غیب دان نہیں تھے۔ اللہ بہ نہ ماننے کی
تیسری وجہ ہے یعنی ہم آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں
اور یہ مشرکین ان سے اعراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ
یہ پیغمبر کسی سے سیکھ کر آیا ہے وَلَیْقُولُوْا اے پہلے
معتوف علیہ مخدوف ہے ای یسعد بہا قوم و
یشقی بہا اخرون و لبقولوا الخ و معنی درست
قوأت و تعامت (درجہ) یہ دوسری دلیل وحی ہے
یعنی آپ کی طرف اللہ کی جانب سے یہ وحی آچکی ہے
کہ اللہ کے سوا کارساز اور غیب دان کوئی نہیں۔
لہذا اسی کو پکارو۔ اس لئے آپ وحی ربانی کے پابند
رہیں اور مشرکین کے عقائد باطلہ اور اقوال فاسدہ
سے اعراض کر س اور ان کی پروا نہ کریں۔ اللہ
اس کے بعد وَلَٰكِنْ لَّيْسَ اَوَّلُكُمْ مَّقْدَرٌ بے قرینہ
وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَلَٰكِنْ
لَّيَكُوْنُكُمْ فِیْ مَا اَنْتُمْ دَرَاكُهُ اِنِّیْ اَللّٰهُ تَعَالٰی چاہتا
تو سب کو جبراً ایمان کی توفیق دے دیتا اور کوئی آدمی
مشرک نہ کرتا مگر یہ ایمان اختیار ہی نہ ہوتا اور اس طرح
ابتلا و امتحان کی حکمت معقود ہو جاتی۔ حقیقتاً اللہ داروغہ
وکیل داروغہ، آپ کے ذمہ صرف تبلیغ ہے اگر وہ نہ
مانیں تو اس کی ذمہ داری آپ پر نہیں اور نہ آپ کو
اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ ان کو ماننے پر مجبور کریں۔

موضع قرآن فی یعنی آنکھیں یہ قوت نہیں کہہ سکو
دیکھ لے مگر جو وہ آپ کو دکھا دے اس
واسطے کہ لطیف ہے۔

فتح الرحمن اول احتمال بود کہ کفار گویند کتابہا سابقہ را خواندہ و آنچه میگوئی ما خود از کتب سابقہ است نہ وحی الہی پس خدا نے تعالیٰ قرآن را بوحی نازل ساخت و بوحی گوناگون بیان کرد کہ
مجال میں شبہہ مانند زیر آ کہ اس قسم بیان از خواندن کتب سابقہ نمی آید بدون وحی الہی واللہ اعلم ۱۲۔

موضح قرآن و ایسی جن کو اللہ ہدایت دیتا ہے اول ہی حق سن کر انصاف سے قبول کرتے ہیں ورجس نے پہلے ہی ضد کی، اگر نشانی بھی دیکھے تو کچھ حیلہ بنا لے فرعون ان نشانوں پر ایمان نہ لایا۔

وَلَوْ أَنَّنَا ۝

100

1

100

1

1

—

1552

—

DECEMBER

—



کے دشمن (شیاطین انس و جن) یہ کام سر انجام دے رہے ہیں اور مسئلہ توحید کے خلاف لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے پھر رہے ہیں۔ مثلاً یہ شخص بے ارب ہے اور بزرگوں کی بے ادبی کرتا ہے اس سے چوہ تائید۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ قَبْلِكَ رَجُزٍ اِنْ سَئِلُكَ عَنِ الْاٰرَآءِ اَلَّذِي اَلْفَعِ الشَّيْطٰنُ فِيْ اٰمَنِيَّتِهِمْ فَجَمْعِيْ جَمْعِيْ جَبِ الْجَدُّ كَافِغِرَاللّٰہِ كِی ایتیں لوگوں کو پرٹھو کر سناتا اس وقت شیطان لوگوں کے دلوں میں اس کے بارے میں وسوسے ڈالتا شروع کر دیتا۔ ۳۲ یعنی مائل ہو جائیں اِلَیْهِ كِی ضعیف زخرف القول کی طرف راجع ہے وَلِتَصْخُغْ۔ غروراً پر معطوف ہے کیونکہ وہ مفعول لہ ہے بمعنی لیغزو وھم یا وادرائندہ ہے اور لَتَصْخُغْ جھلنا کے متعلق ہے وَلِیَرْضَوْہُ وَلِیَقْتَرَفُوْا۔ لَتَصْخُغْ پر معطوف ہیں۔ یعنی تاکہ وہ اسی زخرف القول، حقوئی بات کو پسند کرے اور بد اعمالیوں میں ہنمک رہیں۔ ۳۳ یعنی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بیان ہو گیا اور اس نے اپنی کتاب بھی اندری جس میں صاف صاف فرمادیا کہ سب کچھ جاننے والا اور سب کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو اور اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ اب میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ مشرکین قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنے اور ہمارے درمیان یہودی یا نصاریٰ کے کسی بہت بڑے عالم کو حکم رنج (مقرر کر لیں تاکہ وہ آپ کے بارے میں اور آپ کے دین کے بارے میں اپنی کتاب کا فیصلہ سنا دے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آپ کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہوا کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کو حکم نہیں مان سکتا۔ (رد ۶)

منزل ۲

فتح الرحمن! یعنی آنچه لائق ایشانست ۱۲ در سوره نهایه مکیه مذکور شده است که یہود تصدیق میکنند قرآن را و در سوره نهایه مدنیہ مذکور شدہ است کہ یہود تکذیب میکنند آنرا و وجہ تطبیق آنست کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ بود بنور دعوت یہود نگریوہ بود ہمہ بصدر قرآن معرفت بودند کہ علم آن بر عرب لازم است و یکس از ایشان انکار نکرد و چون ہجرت فرمود ایشانرا دعوت کرد بعنا و در آمدند و در سیرت ابن اسحاق چند قصہ بایں مضمون مذکور است واللہ اعلم ۱۳ یا مسید اند کہ نزول وحی می شود و آدمی را خدائے تعالیٰ پیغامبر می سازد و در حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم و در قرآن لآل صدق موجود است ۱۴ عہ از پنجانا آخر در بعض نسخ مطبوعہ یافتہ نشد ۱۵ سجاد بخاری۔

۲۴۲ کتاب سے تورات و انجیل مراد ہے اور موصول سے علماء یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ والمراد بالوصول اما علماء اليهود والنصارى الخ (مروج ۸ ص ۹) یہ علماء یہود و نصاریٰ سے دلیل نقلی ہے یعنی وہ تورات و انجیل کی روشنی میں اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرآن میں مسئلہ توحید اور اس کے علاوہ جو کچھ نازل ہو رہا ہے وہ سب حق ہے اور اللہ کی طرف سے ہے فلا تکونن میں خطاب ہر سامع کو ہے ۲۵۵ کلمۃ سے یا اللہ کا دین مراد ہے یا دعویٰ توحید۔ دقت ای باللائل العقلیة والنقلیة و دلائل الوحی یعنی دعویٰ توحید عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے کامل اور واضح ہو چکا ہے لامبدال لکلمتہ اس دعویٰ توحید کو بدلنے والا کوئی نہیں وهو السميع العليم ولو تعلیل یہ

اور یہ ماقبل کی علت ہے اور مبتدا اور خبر معارفہ پہنچی وجہ سے یہ ترکیب مفید ہے۔ یعنی ہر خبر کو سننے والا اور ہر خبر کو جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں مگر اس کے سوا کوئی اور بھی ہر خبر کو جاننے اور سننے والا ہوتا تو اسے بدلنے کا اختیار بھی ہوتا اذ لیس فلیس سورہ کہف ۱۰۰ فرمایا۔ قد ما اودع الیک من کتبہ ہک لامبدال لکلمتہ اور اسکی دلیل ولسن تجد من دونہ ملقدا سے بیان فرمائی مطلب یہ کہ جب ہر خبر کو سننے اور جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس کے سوا کوئی جانے پہنچنے والا نہیں تو اس کے کلمات کو بدلنے والا بھی کوئی نہیں۔ ۲۵۵ یہ خبر ہے اکثر من فی الارض مراد مشرکین ہیں والمراد بالاکثر ہم الکفار (روح) سبیل اللہ سے مراد توحید باری تعالیٰ یعنی اگر آپ کفار و مشرکین کی بات مان لیں گے تو وہ تو آپ کو توحید کی راہ سے ہٹانے ہی کی کوشش کریں گے ان یجذبونکم الیہم آپ کے پاس تو اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے اور آپ کا علم علم یقین ہے مگر مشرکین کے پاس ظن و تخمین کے سوا کچھ نہیں وہ محض ظن کی بنا پر غیب کر رہے ہیں یخوضون وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور اللہ کی طرف ولد و نائب اور شریک کی نسبت کرتے ہیں والمواد انہم یکنون علی اللہ تعالیٰ فیما ینسبون الیہ جل شانہ کا اتخاذ المولد وجعل عبادۃ الاوتان ذریعۃ الیہ سبحانہ (روح ج ۸ ص ۱۳) ۲۵۶ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ (راہ توحید) سے گمراہ ہو چکے ہیں اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں۔ یہ مشرکین گمراہ ہیں اور آپ کو بھی اپنی راہ پر ڈالنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں آپ ان سے خبردار ہیں۔

۱۲۱ کتاب سے تورات و انجیل مراد ہے اور موصول سے علماء یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ والمراد بالوصول اما علماء اليهود والنصارى الخ (مروج ۸ ص ۹) یہ علماء یہود و نصاریٰ سے دلیل نقلی ہے یعنی وہ تورات و انجیل کی روشنی میں اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرآن میں مسئلہ توحید اور اس کے علاوہ جو کچھ نازل ہو رہا ہے وہ سب حق ہے اور اللہ کی طرف سے ہے فلا تکونن میں خطاب ہر سامع کو ہے ۲۵۵ کلمۃ سے یا اللہ کا دین مراد ہے یا دعویٰ توحید۔ دقت ای باللائل العقلیة والنقلیة و دلائل الوحی یعنی دعویٰ توحید عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے کامل اور واضح ہو چکا ہے لامبدال لکلمتہ اس دعویٰ توحید کو بدلنے والا کوئی نہیں وهو السميع العليم ولو تعلیل یہ

الاغنام ۶

۳۳۵

و کو آیت کا

أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا وَالَّذِينَ

اتاری تم پر کتاب واضح اور جن لوگوں کو

آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنْزَلٌ

ہم نے کتاب دی ہے ۲۵۵ وہ جانتے ہیں کہ یہ نازل ہوئی ہے

مِّنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَآتِكُم مِّنْ

تیرے رب کی طرف سے ٹھیک سو تو میت ہو

الْمُتَرَيْنِ ۱۱۳ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

شک کرنے والوں میں سے ۲۵۵ اور تیرے رب کی بات پوری

صِدْقًا وَعَدًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ ۱۱۴

سچی ہے اور انصاف کی کوئی بدلنے والا نہیں اس کی بات کو

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۱۱۵ وَإِنْ تُطِعْ

اور وہی ہے سنے والا جاننے والا اور اگر تو کہنا مانے کا ۲۵۶

أَكْثَرُ مَنْ فِي الْأَرْضِ يَضِلُّكَ عَنْ

اکثر ان لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو تجھ کو بہکا دیں گے

سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَ

اللہ کی راہ سے وہ سب تو چلتے ہیں اپنے خیال پر اور

إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۱۱۶ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ

سب اٹکل ہی دوڑاتے ہیں ۲۵۷ تیرا رب خوب ۲۵۸

أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ ۱۱۷ وَهُوَ أَعْلَمُ

جاننے والا ہے اس کو جو بہکتا ہے اس کی راہ سے اور وہی خوب جاننے والا ہے

بِالْمُتَدِينِ ۱۱۸ فَكُلُوا مِنَّمَا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْكَ

ہے جو اس کی راہ پر ہیں سو تم کھاؤ اس جانور ۲۵۸ میں سے جس پر نام لیا گیا ہے

منزل ۲

۱۔ تحریمات غیر اللہ ۲۔ تحریمات اللہ ۳۔ مذکور غیر اللہ

سورۃ انعام کے حصہ اول میں نفی شرک اعتقادی کا بیان تھا۔ اب دوسرے حصے میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے۔ یہ حصہ فکلو امسا ذکر اسم اللہ (۱۳۶) سے لے کر ذلک و صلی علیکم یہ فتح الرحمن تک یعنی آخر کافران در باب تحریم و تعلیل اشیا و شہات سیکر و ند باطل است ۱۲

حصہ دوم نفی شرک فعلی

الانعام ٦

۳۳۸

وَلَوْ أَنَّنَا

اگر تم کو اس کے حکموں پر ایمان ہے اور کیا سبب کہ تم

نہیں کھاتے اس جانور میں سے کہ جس پر نام لیا گیا ہے اللہ کا اور وہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ

بَاهُوَ آيَهُمْ يَغْيِرُ عَلَيْهِمُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

بِالْمَعْتَدِينَ ۝۱۱۹ وَدَّرَ أَظْفَارَهُمَا إِلَّا شِمْرًا

بِأَمْرِهُ إِنَّ الدِّينَ يَكْسِبُونِ إِلَّا نَشْمَ

سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۰۱

یہ کھانا گناہ ہے اور شیطان دل میں دھمکتے ہیں۔

اپنے رفیقوں کے ناکردہ کام سے بھیگنا کریں اور اگر تم نے ان کا کہا ماننا

منزل ۲

[illegible]

کام نام بیکرنے کیا گیا ہو لگھاؤ نہ طلب یہ ہر کہ ان کو صلال سمجھو۔
۲۹ غیر اشرفی نذر و ثنایز کی حرمت کا پہلی بار ذکر یہاں اجمال
 ہے تفصیل آگے آرہی ہے۔ قَدْ قُتِلَ ماضی کا صیغہ ہے جس
 سے معلوم ہوتا ہے کہ محرمات کی تفصیل پہلے ہو چکی ہے تفصیل
 کہاں ہوئی ہے؟ اس سوال کے جواب میں اگر سورہ مائدہ کا نام
 لیا جائے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ سورہ انعام کی ہے اور سورہ مائدہ
 مردی ہے اور انعام کے بعد نازل ہوئی اس لئے وہ مراد نہیں
 ہو سکتی۔ اس لئے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ نے سورہ نحل
 مرادی ہے کیونکہ وہ نزول میں انعام پر مقدم ہے لیکن اسکی
 اشکال یہ ہے کہ نحل میں تفصیل نہیں اس میں صرف چار محرمات کا
 ذکر ہے۔ مینہ دم، خنزیر اور مَا أَهْلَ بَيْمِ لَعْنِ اللّٰهِ کی زیادہ تفصیل
 تو خود انعام میں موجود ہے اس لئے حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں
 کہ اس سے محرمات کی یہی تفصیل مراد ہے جو انعام میں مذکور ہے
 اور قَدْ قُتِلَ کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس سے قبل تفصیل کر چکا
 ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کو تفصیل سے ذکر کر رہا ہے
 جو ہم پر حرام ہیں جیسا کہ اس کے بعد شروع ہوا کی ابتدا میں قَدْ
 تَعَالَوْا اَقْلُلْہ سے محرمات کو تفصیل سے ذکر فرمایا جیسا کہ سورہ
 نور کی ابتدا میں فرمایا سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰہَا وَفَرَّصْنٰہَا
 امام رازی نے بھی اسی کے قریب قریب ہی اپنی رائے ظاہر کی ہے۔
 فرماتے ہیں الاولیٰ ان یقال المراد قوله بعد هذه
 الذمیۃ قَدْ لَزَّ اَجْدَ فِیْمَا اَوْحٰی اِلَیْکَ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمِ
 یَطْعُمُہٗ وَهٰذِهِ الْاٰیۃُ وَاِنْ کَانَ تَذْکِیرًا مَذْکُورَہٗ بَعْدَ
 الْاٰیۃِ بِقِلِّیْلِ الْاِنْ اِنْ هٰذَا الْقَدَرُ مِنَ التَّأخِیْرِ لَا یَمْنَعُ
 اِنْ یَبْکُوْنُ هُوَ الْمُرَادُ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ (کبیر ج ۳ ص ۲۸)
۳۰ یہ مآ حرم کے استثناء ہے اور اس میں حالت
 اضطرار کا حکم بیان کیا گیا کہ حالت اضطرار میں یعنی جب بھوک
 کی وجہ سے زندگی تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو تو بقدر سدر حق محرمات
 میں سے کھا لینا جائز ہے وَ اِنَّ کَثِیْرًا لَّا یُحْسِنُوْنَ سے لوگوں کو رسول

سے بہکاتے ہیں اس سے مشرک درگمراہ مولوی اور پیر مراد ہیں۔ مثلاً اہبار و سہان اور قیسین جو لوگوں کو گمراہ کرتے تھے الْمُعْتَصِينَ اللہ کی مقررہ حدود سے تجاوز کرنے والے، غیر اللہ کے لئے تحریک نہیں کرنے والے اور غیر اللہ کے لئے ندریں نیازیں دینے والے بھی اس میں داخل ہیں۔ **۱۱۱** عَظَامَةُ الدُّشَہِ جو گناہ ظاہری اعصاب سے کئے جائیں مثلاً مشرک فعلی وغیرہ بَاطِنَہ جو گناہ دل سے کئے جائیں مثلاً مشرک اعتقادی وغیرہ الشُّرَکَ الحِجَلِی والکُفِّی (مدارک ج ۲ ص ۲۷۱) المراد بظاہر الاشراف افعال الجوارح و باطنہ افعال القلوب (خازن ج ۲ ص ۱۷۱) **۱۱۲** یہاں الاشراف سے مذکورہ ظاہری اور باطنی اثم ہی مراد ہے یہ تحویف اخروی ہے مشرک فعلی اور مشرک اعتقادی کرنے والوں کے لئے۔ **۱۱۳** جن جانوروں پر خالص اللہ کا نام نہیں لیا گیا انہیں مت کہا یعنی ان کو ملال موصح قرآن و یعنی کافروں کے بہکانے پر نہ ظاہر میں عمل کرو نہ دل میں شبہ رکھو۔

موضح قرآن و یعنی کافروں کے بھگانے پر نہ ظاہر میں عمل کرو نہ دل میں شبہ رکھو۔
فتح الرحمن و مترجم گوید یعنی بدیتہ حرام است الا وقت ضرورت تناول آن رخصہ

وَلَوْ أَنَّا ۝

اللہ کے ہاں اور عذابِ سخت اس وجہ سے کہ وہ مکر کرتے تھے

فتح الرحمن ۱۷ مراد ازین دوسو سه آنست که اهل جاہلیت میگفتند چرا کشته خود را بخوریم و کشته خدا را نخوریم ۱۲ ۱۳ یعنی کافر بود هدایت کردیش ۱۴ چنانکه رؤساء کفار مکه در نصرت
کفر سعی میکردند ۱۵ یعنی بر سر کسی از ما جبرائیل فرود آید و وحی نازل شود ۱۶

۳۸ ہدایت اور گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے جسے وہ ہدایت دینا چاہے اس کے سینے میں وسعت پیدا کر دیتا ہے اور اسے قبول حق کی توفیق عطا کر دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے اور اس سے قبول حق کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ اس کے قانون تکوینی کے مطابق ہوتا ہے۔ وہ مشیہین کو ہدایت دیتا ہے اور معاندین کو گمراہ کرتا ہے۔ ضد و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں میں قبول حق کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ ۳۹ یہ مذکورہ بیان کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تحریکات غیر اللہ کو اٹھانا اور غیر اللہ کی نذر کو حرام جاننا لٹریل عقائد کی ورثہ کی فعلی سے اجتناب کرنا یہ تمام چیزیں ہی صراط مستقیم اور ہی اللہ کا دین ہے جو اس نے مقرر فرمایا ہے۔ اے ہذا الذین الذی شرعنا لک یا محمد بما اوحینا الیک ہذا اللقدان ہو

الانعام ۶

۳۴۰

و کو آیت ۸

فَمَنْ يَرْدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ
سو جس کو اللہ چاہتا ۳۸ ہے کہ ہدایت کرے تو کھول دیتا ہے اس کے سینہ کو
لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يَرْدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ
واسطے قبول کرنے اسلام کے صلا اور جس کو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے کر دیتا ہے
صَدْرَهُ ضَيْقًا حَرَجًا كَانْتِهَىٰ صَعْدُ فِي
اس کے سینہ کو تنگ بنے نہایت تنگ کو یا وہ زور سے چڑھتا ہے
السَّمَاءِ ط كَذَلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ
آسمان پر اسی طرح ڈالے گا اللہ عذاب کو
عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۱۲۵ وَهَذَا صِرَاطُ
ایمان نہ لالنے والوں پر صراطِ اللہ ہے ۱۲۵ راستہ
رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ط فَصَلْنَا الْأَيْتَ لِقَوْمٍ
پر رب کا سیدھا ہے ہم نے واضح کر دیا نشانوں کو غور کرنے
بَيْنَ كَرُونَ ۱۲۶ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ
والوں کے واسطے انہی کے لئے ہے ۱۲۶ سلامتی کا گھر اپنے رب کے پاس اور
هُوَ وَلِيَّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۲۷ وَيَوْمَ
وہ ان کا مددگار ہے بسبب ان کے اعمال کے اور جن دن ۱۲۷
يُخْشَرُهُمْ جَمِيعًا يَمْعُشَرُ الْجَنِّ قَدْ
جمع کرے گا ان سب کو فرمائے گا اے جماعت جنات کی دستہ تم نے
أَسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْإِنْسِ وَقَالَ أَوْلِيُوهُمْ
بہت کچھ تابع کر لئے اپنے آدمیوں میں سے اور کہیں گے ان کے دوستدار
مِّنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ
آدمیوں میں سے دستہ اے رب ہمارے کام کا لاہم نے ایک دوسرے سے دستہ

منزل ۲

مناجات ۱۲
منازل ۱۲

۳۵ ای اللہ کو درمن
قبل دینی شرک
الاعتقادی اور فنی
سے اجتناب کرنا

۳۵ مناجات ۱۲
۳۵ اس کے پہلے
قبول مقصد ہے
۳۵ یعنی جنوں نے
جنات کی تابعداری

صراط اللہ المستقیم الخ (ابن کثیر رحمہ اللہ)
۳۸ بشارت اخروی ہے ضمیر مجرور قوص
بہن کردن کی طرف راجع ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ
کی آیتوں سے نصیحت حاصل کرتے اور ان کے
مطابق عمل کرتے ہیں آخرت میں ان کے لئے
سلامتی اور امن ہے اور یہ ان کے اعمال صالحہ
کی جزا ہوگی۔ ۳۹ یہ تحریف اخروی ہے
یَمْعُشَرُ الْجَنِّ اس سے پہلے یَقُولُ
مقرر ہے اسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْإِنْسِ تم نے
بہت سے انسانوں کو اپنے تابع کر لیا اور بہت
سوں کو گمراہ کیا اَوْلِيَاءُ هُمْ مِنَ الْإِنْسِ
ضمیر مجرور البحت کی طرف راجع ہے اور اولیاء
سے مراد متبعین ہیں وقال اولیاء الجن
ای الکفار ومن الانس (مخرج ۴ ص ۲۸) ای
الذین اطاعوهم واتبعوهم (روح ۳۸)
جن لوگوں نے دنیا میں شیاطین کی پیروی کی
وہ اظہار ندامت اور اعتراف جرم کے طور پر کہیں
گئے اے اللہ بیشک ہم ایک دوسرے سے (یعنی
جن انسانوں سے اور انسان جنوں سے) فائدہ
اٹھاتے رہے ہیں اور آج اس مبعار پر پہنچے ہیں
جو تو نے مقرر کر رکھی تھی یعنی قیامت۔ ایک
دوسرے سے فائدہ اٹھانے کا مطلب یہ ہے
کہ دنیا میں بعض مشرک جنوں کی پناہ دھونڈنے
میں اور ان کا عقیدہ ہے کہ وہ جنوں کی پناہ میں
محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف جنوں کو یہ
فائدہ پہنچتا ہے کہ انسانوں کی نظروں میں مغظم و
مقدس ہو جاتے ہیں۔ عن الحسن وابن جریر
والزجاج وغيرهم ان استمتمت الانس
ببعضهم كانوا اذا سافرا احدهم وخطا

الجن قالوا اعوذ بسيد هذا الوادي واستمتمت الانس اغترافهم بانهم قادرون على اعادتهم اجارهم (روح) قال ابن عباس ايضا ومقاتل استمتمت الانس
بالبعض قال بعضهم اعوذ بعظيم هذا الوادي من شر اهله اذا ابات بالوادي في سفرة واستمتمت الانس اغترافهم على قومهم قولهم قد سدنا الانس حتى صاروا يعوذون بنا (بعض
موضع قرآن) اول فرمایا تھا کہ اگر تم میں سے کسی کو ایک گیت دیکھیں تو البتہ یقین لادیں و راب فرمایا کہ ہم نہ دیکھیں ایمان تو کو نہ کر لادیں گے پیچ میں مرد ملال کر نیچے جیسے نقل کیے اس بات کو جواب فرمایا کہ کسی عقلی طرف
چلے کر ہنی بات نہ چھوئے جو دلیل دیکھے کچھ جملہ بنائے وہ نشان ہے گمراہی کا اور کسی عقلی طرف انصاف پر اور گمراہی پر وہ نشان ہدایت کا لوگوں میں نشان میں گمراہی کے انکو کوئی تیر تیر بری و نیکی کی طرف کر لی و عقل کو نزل نہ دینا سیدی راہے۔
فتح الرحمن اول یعنی بفہمائش حقیقت اسلام و محاسن آن فہمندی نہی توانند ۳۴ ص ۱۲ یعنی ای شیاطین ۱۲ ص ۱۲ یعنی تابعدار ایشان از
لغاری ۱۲ ص ۱۲ یعنی متبوعان خوش وقت شربت تابعدار و تابعدار محفوظ شدند از متبوعان ۱۲

۱۴۲ھ یہ ماقبل سے استثناء ہے اور اس سے معلوم ہوا ہے کہ مشرکین کو کبھی کبھی دوزخ سے باہر نکالا جائے گا اور اس سے مراد وہ وقفہ ہے جب ان کو مارحیم (گرم پانی) پلانے کے لئے باہر لایا جائے گا۔ یا جب ان کو طبقہ زمہریر میں داخل کیا جائے گا۔ (روح) یا کوئی اور عذاب دیا جائے گا۔ جیسا کہ فرمایا سَأَذْهَبُكَ مَصْعُودًا رُّوحًا کَانَ اَقَالَ الشَّيْخُ قَدَسَ سِرِّ ۱۴۳ھ نہ مانے کی ساتویں وجہ۔ یعنی بوجہ شرک تمام مشرکین ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں اور دعویٰ توحید کو قبول نہیں کرتے۔ جیسا کہ سورہ عنکبوت ۲۷ میں ہے اِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّمَّنْ دُونِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

بَيْنَكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

جس طرح مشرک پیر کے مرید یا ہم پیر بھائی ہوتے ہیں اور اہل توحید کی بات نہیں مانتے ۱۴۴ھ تحریف اخروی ہے اور اس سے قبل یَقَالُ کہ محمد مفتر ہے یعنی نبیامت کے دن ان سے یہ کہا جائے گا قَا کُؤْ اَشْهَدُ نَا عَلٰی اَنْفُسِنَا یہ کفار جن وانس کی طرف سے اعتراف ہوگا کہ بلاشبہ ان کے پاس اللہ کے رسول آئے مگر وہ دنیوی عیش میں منہمک اور ظاہری شان و شوکت پر مغرور ہو گئے اور اللہ کے رسولوں کا انکار کر دیا۔ ۱۴۵ھ اشارہ مضمون مذکور کی جانب ہے یعنی ہم اپنی آیتیں بیان کرنے والے اور سنانے والے اور خوشخبری دینے والے رسولوں کو اس لئے بھیجتے ہیں تاکہ لوگوں پر ہماری حجت قائم ہو جائے اور یہ بات ہمارے دستور کے خلاف ہے کہ لوگ ہمارے احکام سے بچھڑوں اور ان کے پاس کوئی رسول نہ بھیجا ہو۔ اور پھر ان کو ہلاک کر دیں ۱۴۶ھ ای لا یملکھم حتی یبعث الیہم رسولاً (بجرحہم کلمتہ) ۱۴۷ھ لَیَحْثِلْ لَی نُوْنِ مَضَانِ اِیْمُوْنُوْا سے عوض ہے اصل میں تھا لکل عامد بطاعة الله او بمعصيته درجا ای منازل یباغھا بعملھات کان خیر اخی خیر دان کان شَرَّ اَشَرَّ فَلَان ج ۲۵۸ھ یعنی مومن و کافر کو اس کے اعمال کے مطابق درجہ ملے گا۔ بس طرح مومن و

۳۴۱	الانعام	وَلَوْ اَنَّكَ
<p>وَبَلَّغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا ط قَالَ النَّارُ</p> <p>اور ہم پہنچے اپنے اس وعدہ کو جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا صاف فرمایا کہ آگ</p> <p>مَثْوَاكُمْ خَلِيدِينَ فِيْهَا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ ط</p> <p>ہے گھر تمہارا رہا کر دے گی اسی میں مگر جب چاہے اللہ ۱۴۸ھ</p> <p>اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۱۴۸ھ وَكَذٰلِكَ</p> <p>البتہ تیرا رب حکمت والا خبردار ہے و اور اسی طرح</p> <p>نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا مِّمَّا كَانُوْا</p> <p>ہم ساتھ ملا دیں گے ۱۴۹ھ گنہگاروں کو ایک کو دوسرے سے ان کے</p> <p>يَكْسِبُوْنَ ۱۴۹ھ يَمْعُشَرُ الْجِنَّ وَالْاِنْسُ لَمْ</p> <p>اعمال کے سبب اے جماعت جنوں ۱۵۰ھ کی اور انسانوں کی کیا نہیں</p> <p>يَا تَكُمُ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقْصُوْنَ عَلَيْكُمْ</p> <p>پہنچتے تھے تمہارے پاس رسول تھے تم کو کہ سناتے تھے تم کو</p> <p>اٰیٰتِيْ وَيُنْذِرُوْكُمْ لِقَاءِ يَوْمِكُمْ هٰذَا ط</p> <p>میرے حکم اور ڈراتے تھے تم کو اس دن کے پیش آنے سے</p> <p>قَالُوْا اَشْهَدُ نَا عَلٰی اَنْفُسِنَا وَعَرَّسْتُمْ اَحْيَاؤُ</p> <p>کہیں گے کہ ہم نے اقرار کر لیا اپنے گناہ کا اور ان کو دھوکا دیا دنیا کی</p> <p>الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا</p> <p>زندگی نے اور قائل ہو گئے اپنے اوپر اس بات کے کہ وہ</p> <p>كٰفِرِيْنَ ۱۵۰ھ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكَ</p> <p>کافر تھے مگر وہ یہ اس واسطے کہ ترا ۱۵۱ھ رب ہلاک کرنے والا نہیں</p> <p>الْقَرٰی بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۱۵۱ھ وَلِكُلِّ</p> <p>بستیوں کو ان کے ظلم پر اور وہاں کے لوگ بے خبر ہوں مگر اور ہر ایک ۱۵۲ھ</p>		
منزل ۲		

۱۴۸ھ اشارہ مضمون مذکور کی جانب ہے یعنی ہم اپنی آیتیں بیان کرنے والے اور سنانے والے اور خوشخبری دینے والے رسولوں کو اس لئے بھیجتے ہیں تاکہ لوگوں پر ہماری حجت قائم ہو جائے اور یہ بات ہمارے دستور کے خلاف ہے کہ لوگ ہمارے احکام سے بچھڑوں اور ان کے پاس کوئی رسول نہ بھیجا ہو۔ اور پھر ان کو ہلاک کر دیں ۱۴۹ھ لَیَحْثِلْ لَی نُوْنِ مَضَانِ اِیْمُوْنُوْا سے عوض ہے اصل میں تھا لکل عامد بطاعة الله او بمعصيته درجا ای منازل یباغھا بعملھات کان خیر اخی خیر دان کان شَرَّ اَشَرَّ فَلَان ج ۲۵۸ھ یعنی مومن و کافر کو اس کے اعمال کے مطابق درجہ ملے گا۔ بس طرح مومن و

کافر کے درجات میں تفاوت ہے اسی طرح مومنوں اور کافروں کے درجات میں بھی کثرت و قلت حسنات و سیئات کے اعتبار سے تفاوت ہوگا۔

موضع قرآن و دنیا میں جو ان بات پوچھتے ہیں و ردہ فی الحقیقت جن میں اس خیال پر کہ وہ ہماری حاجت پوری کر دینگے انکو نیازیں چڑھاتے ہیں جب آخرت میں وہ جن اور انسان برابر پکڑے ہوں گے تب یوں غدر کرینگے کہ ہم نے پوچھا نہیں لیکن آپس کی کارروائی کر لی تھی اور یہ جو فرمایا کہ آگ میں رہا کرے مگر جو چاہے اللہ اس واسطے کہ اگر عذاب دوزخ دائم ہے تو اسی کے چاہنے سے ہے وہ چاہے تو موقوف کرے لیکن ایک چیز چاہ چکا کہ اس سورہ میں اور یہ مذکور ہوا کہ اول کافر اپنے کفر کا انکار کریں گے پھر حق تعالیٰ تدبیر سے ان کو قائل کرے گا۔

فتح الرحمن ص ۱۱ یعنی برائے حساب ما پس در حق مایہ حکم است ۱۵۲ھ یعنی در حق اہل نجات ۱۵۳ھ مراد آنست کہ آیا نیامدہ اند یعنی از مجموع جن وانس و ان صادق است بہودن رسل از انس بمعوت بانس و جن ۱۵۴ھ یعنی قبل از بعثت رسل عقوبت بھی آید ۱۵۵ھ۔

۱۴۷ یہ تحویف دنیوی سے۔ یہاں اگر کسی کے دل میں یہ اشکال پیدا ہو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت اور صفت عذاب دونوں کو کیوں جمع کر دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی دونوں صفتوں کو بیان کرنا مقصود ہے کہ بیشک اللہ رحیم اور مہربان ہے۔ لیکن نافرمانوں کو عذاب دینے پر بھی قادر ہے۔ تائید وہو انفعوڑا الودود ذوالعزیز المجید فقال لہما یسریدا تم نہیں مانو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو آباد کر دے گا جس طرح تم سے پہلے لوگوں کی جگہ تم کو دی۔ ان ما توعدا و انما

وَلَوْ اَنَّہٗ لَا یُعْلِمُ الظَّالِمُونَ تک ۱۴۸

دَرَجَاتٍ مِّمَّا عَمِلُوا وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ

درجے ہیں ان کے عمل کے اور تیرا رب بے خبر نہیں

عَمَّا یَعْمَلُونَ ﴿۱۴۲﴾ وَرَبُّکَ الْغَنِیُّ ذُو الرَّحْمٰتِ

ان کے کام سے اور تیرا رب بے پروا ۱۴۳ ہے رحمت والا

اِنْ یَّشَآءْ یُذْهِبْکُمْ وَیَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِکُمْ

اگر چاہے تو تم کو لے جائے اور تمہارے پیچھے مقرر کر دے

مَّا یَشَآءُ کَمَا اَنْشَاکُمْ مِنْۢ ذُرِّیَّۃٍ فَتَوٰی

جس کو چاہے جیسا تم کو پیدا کیا ادروں کی اولاد

اٰخَرِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاۤیْتِ وَ مَا اَنْتُمْ

سے جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور آئے والا ہو اور تم

بِمُعْجِزَیْنِ ﴿۱۴۴﴾ قُلْ یَقُوْمُ اَعْمَلُوْا عَلٰی مٰکَانَتِکُمْ

عاجز نہیں کر سکتے تو کہہ دے اے لوگو ۱۴۵ تم کام کرتے رہو اپنی جگہ پر

اِنِّیْۤ اَمَلٌ ۭ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ یَّکُوْنُ لَہٗ

میں بھی کام کرتا ہوں سو عنقریب جان لو گے تم کہ کس کو ملتا ہے

عَاقِبَۃٌ ۭ اَلَّاۤیْرٰۤی اِنَّہٗ لَا یُعْلِمُ الظَّالِمُوْنَ ﴿۱۴۵﴾

عاقبت کا گمہ بالیقین بھلا نہ ہو گا ظالموں کا

وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرٰۤا مِنْ الْحَرٰثِ وَالْاَنْعَامِ

اور چھڑائے ہیں اللہ کے لیے اس کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشی میں

نَصِیْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰہِ بِزَعْمِہُمْ وَہٰذَا

ایک حصہ پھر کہتے ہیں یہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال میں اور یہ

لِشُرَکَآئِنَاۤ اَفَمَا کَانَ لِشُرَکَآئِہُمْ فَلَا یَصِلُ اِلٰی

ہمارے شریکوں کا ہے سو جو حصہ ۱۴۶ ان کے شریکوں کا ہے وہ تو نہیں پہنچتا

مازل ۲

یہ تحویف دنیوی
نشان دیتا ہے کہ اللہ
بیشک قادر ہے
اور وہ جو چاہے
کے کام کر سکتا ہے
۱۴۰

یہ نذرانہ غیر اللہ
کامیاب دوسری بار
نفسانی اس میں
دو صورتیں بیان
کرتی ہیں۔ ۱۴۰

تمہیں جس چیز (عذاب یا قیامت) کا وعدہ دیا جا رہا ہے وہ آکر رہے گی۔ اللہ کے وعدے میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ اور نہ تم ہی اس کو روکنے کی قدرت اور طاقت رکھتے ہو ۱۴۸ یہاں اِنَّہٗ لَا یُعْلِمُ الظَّالِمُونَ تک تحویف اخروی ہے ۱۴۹ یہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کا دوسری بار ذکر ہے پہلے قَدْ فَصَّلَ اَخْمِیْسِ اَجْمَالًا ذکر کیا یہاں قدر سے تفصیل سے ذکر فرمایا یعنی مشرکین نہ صرف چوپایوں ہی کو غیر اللہ کا حصہ نکالتے ہیں بلکہ وہ غلوں اور پھلوں سے بھی غیر اللہ کی نذر و نیاز مقرر کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف وہی ہالو حرام نہیں جسے غیر اللہ کی تعلیم کیلئے ذبح کیا جائے بلکہ وہ بھی حرام ہے جو زندہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کے طور پر دیدیا جائے۔ مشرکین زمین کی پیداوار سے اور جانوروں سے اپنے معبودوں کی نیاز کے حصے معین کر دیتے تھے اور ساتھ اللہ کا حصہ بھی متعین کرتے تھے ۱۴۷ اپنے معبودان باطلہ کی نذر و نیاز کے حصول کو اللہ کی نذر کے مصارف میں خرچ نہیں کرتے تھے لیکن اللہ کی نذروں کو اپنے معبودوں کی نذروں کے مصارف میں خرچ کر دیتے تھے۔ اِیْ فَمَا عِیْنُوۃ لِّشُرَکَآئِہُمْ لَا یَصْرِفُ اِلٰی الْوَجُوۃ الَّتِیْ یَصْرِفُ اِلَیْہَا مَا عِیْنُوۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَا عِیْنُوۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَصْرِفُ اِلٰی الْوَجُوۃ الَّتِی

فتح الرحمن ۱۴۷ اہل جاہلیت احکامی چند اختراع کر رہے تھے کہ ان سے کہ ان کے ازار و اعت و مویشی پارہ برائی خدا مقرر ہو کر دے پارہ برائی بتان و حصہ خدا بر مسالین و ضعیفان صرف میکر و ند و حصہ بتان با ستانہ بتان میر سانبند پس اگر چہ میر سانبند ترک میکر و ند کہ ندا حاجت نداد و اگر حصہ بتان در حصہ خدا مخلوط میشد انرا خدا میکر و ند کہ بتان محتاج اند و از انجمله آنست کہ قتل و خن و تجویر میکر و ند و پیشوایان ایشان بدین معنی فتویٰ داده بودند و از انجمله آنست کہ بعض زراعت و مویشی را جرم میساختند کہ غیر سدانہ بتان کسی دیگر بخورد و آنچه برائی بتان ذبح میکر و ند نام خدا بران نمیکردند و از انجمله آنست کہ چون بجائو سوا سب کہ میدادند اگر زندہ بودی مردان را علل میدادند و زنا نرا و اگر مردہ بودی ہمہ را علل میدادند و بتان را این مذہب باطلہ فرمود و آنچه حکم حق است بیان فرمود و حرمانی کہ از اہل ملل بران منفق اند ذکر کرد و اللہ اعلم ۱۴۸۔

۱۵۱۔ یہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کی ایک تیسری شق کا بیان ہے۔ جس طرح مشرکین پھلوں، غلوں و چوپایوں سے غیر اللہ کا حصہ نکالتے تھے اسی طرح وہ اپنی اولاد میں سے بھی بعض کو اپنی معبودوں کی نذر کے طور پر ذبح کرتے تھے و قیل انہم کانوا یذبحون احدھما ذابغ بنوہ عشرۃ فاحد واحد منہم (روح ۸۶ ص ۲۱) شکر کا وہم۔ ذبیح کا فاعل اور قتل آؤ لا دیہم اس کا مفعول ہے۔ چونکہ معبودوں سے محبت و عقیدت ان سے یہ کام کراتی تھی اور اسی وجہ سے وہ اس کام کو عبادت سمجھتے تھے اس لئے مجازاً فعل تزیین کو شکر کا یہ طرف

منسوب کیا گیا ۱۵۲۔ یہ تحریکات غیر اللہ

کا دوسری بار ذکر ہے۔ یہاں باقی ماندہ

صور توں میں سے چار کا ذکر ہے (۱)

ہذہ انعام و حرث و حجر و حجر و حجر

چوپایوں اور کھیتوں کو وہ اپنے معبودوں

کے لئے مقرر کر دیتے تھے اور کہتے تھے

انہیں کوئی نہیں کھا سکتا (۲) و

انعام و حرث و حرث و حرث و حرث و حرث

نام زرد چوپایوں پر سواری کرنے اور

بوجھ لادنے کو حرام سمجھتے تھے (۳)

و انعام و لا ید کروون اسم اللہ

علیہا جن چوپایوں کو وہ غیر اللہ

کے لئے نامزد کرتے تھے ذبح کے وقت

ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے (۴)

و قالوا ما فی بطون ہذہ الانعام

خالصۃ لذنکورنا لہ بجاہر

و سوائے کے بارے میں وہ یہ

فیصلہ کر دیتے تھے کہ ان کے پیٹ کا

بجہ اگر زندہ پیدا ہو تو مردوں کے لئے

طال اور عورتوں کے لئے حرام ہو گا

اور اگر مردہ پیدا ہو تو دونوں جنسوں

کے لئے طال ہو گا۔ مشرکین کا عقیدہ تھا

کہ ان معبودوں کے لئے تحریکیں کرنے

سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے کہ ہم نے

اس کے برگزیدہ بندوں کی تعظیم کی

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس

فعل کو اپنی ذات مقدسہ پر افترا قرار

دیا۔ اور اس اخترا پر ان کو

تخویف اخروی سنائی۔

۲ الانعام ۳۴۳

۳۴۳

و کو انعام

اللہ و ما کان للہ فہو یصل الی شراکائہم

اللہ کی طرف اور خواہ اللہ کا ہے وہ پہنچ جاتا ہے ان کے شرکیوں کی طرف

سواء ما یحکمون (۱۳۶) و کذلک زین لکثیر

کیا ہی بڑا انصاف کرتے ہیں و اور اسی طرح مزین اہل کرباہت سے

من المشرکین قتل اولادہم شرکاء و ہم

مشرکوں کی نگاہ میں ان کی اولاد کے قتل کو ان کے شرکیوں نے قتل

لیردوہم و لیلبسوا علیہم دینہم و کو

تا کہ ان کو ہلاک کریں اور رلا ملا دیں ان پر ان کے دین کو اور

شاء اللہ ما فعلوہ فذرہم و ما یفترون (۱۳۷)

اللہ جانتا تو وہ یہ کام نہ کرتے سو چھوڑ دے وہ جانیں اور ان کا جھوٹ

و قالوا ہذہ انعام و حرث و حجر لا یطعمہا

اور کہتے ہیں کہ یہ مواشی ۱۵۱ اور کھیتی ممنوع ہے اس کو کوئی نہ کھاؤ

الا من شاء بذرعہم و انعام حرمت

مگر جس کو ہم چاہیں ان کے خیال کے موافق اور بعض پیٹ پر چرنا حرام کیا

ظہورہا و انعام لا ید کروون اسم

مواشی کی اور بعض مواشی کے ذبح کے وقت نام نہیں لیتے اللہ

اللہ علیہا افتراء علیہ سيجزئہم ما

کا اللہ پر بہتان باندھ کر عقوبت وہ سزا دیگا ان کو اس

کاؤا یفترون (۱۳۸) و قالوا ما فی بطون

جھوٹ کی اور کہتے ہیں جو بچہ ان مواشی

ہذہ الانعام خالصۃ لذنکورنا و محرّم

کے پیٹ میں ہے اس کو تو خاص ہمارے مرد ہی کھا دیں اور وہ حرام

مذہل ۲

موضح قرآن و کافرا نہی میں سے اور مواشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے۔ پھر بعض جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا تو بتوں کی طرف بدل دیا اور بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرنے ان سے زیادہ ڈرتے اب جانا چاہئے کہ اللہ کی نیاز دینی یہ کہ اس کی راہ میں جن کو دلوادیا ہے انکو دنیا اس کا فائدہ اُس کو نہیں پہنچتا اس کی حکم برداری اور چیز سے فائدہ فقیر کو اور ثواب سے فائدہ دینے والے کو پھر جو کسی بزرگ کے واسطے کچھ دے اگر اسی وضع پر دے تو شرک ہے جس پر اللہ نے الزام دیا مگر اس بزرگ کو اپنی جگہ ٹھہراوے کہ اس کی طرف سے اللہ کی راہ میں جن کو کہاں کو دے تو حکم برداری ہے۔ اللہ کی اور چیز فقیر کو اور ثواب اس شخص کے بدلے اس بزرگ کو یا اس کو فقیر کی جگہ ٹھہراوے کہ چیز اس کی کرے پھر اس کی چیز لوگوں کے کام آئی تو اس کو ثواب ہوا یہ صورت مشکوک ہے پہلی صورت بے شک ہے۔

فتح الرحمن ۱۵۱ یعنی شیا طین کہ دوسرے کردہ اندیا پیشوایان کہ مذہب قرار دادہ اند ۱۵۱ یعنی در حکم بحائر و سوائے باشد ۱۵۲

۱۵۳ اس آیت میں بالاختصار دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا ہے قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ میں نذر غیر اللہ کا اور وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ میں تحریمات غیر اللہ کا
اِخْتَرَاءً مصدر بمعنی اسم فاعل حَرَّمَ اَوَّلُ کے فاعل سے حال واقع ہے۔ اس آیت میں نذر غیر اللہ کا اور تحریمات غیر اللہ کا تیسری بار ذکر ہے۔ ۱۵۴ یہ نذر غیر اللہ کا چونکہ باوجود کفر سے یہاں سے
اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ تک غلوں، پھلوں اور سیووں کی مختلف انواع و اقسام کا ذکر کر کے فرمایا ان سے خالص اللہ کا حق ادا کرو اور ان میں غیر اللہ کی نذر و نیاز مت دو معرود شایہ و غیر

مَعْرُود شایہ بعض مفسرین نے ان دونوں
صفتوں کو انگور سے مستحق کیا ہے یعنی بعض انگور
ایسے ہیں جن کے لئے لکڑی کے عربش (چھپر) بنا کر
ان پر ان کو چڑھایا جاتا ہے اور بعض ویسے ہی تین
پر پھیل جاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک معرود شات
سے انگور اور دوسری اسی قسم کی پھلیں مراد ہیں
جو عربش پر چڑھائی جاتی ہیں اور غیر معرود شات
سے تناور درخت مراد ہیں۔ مَتَشَابِهًا غَيْرُ
مُتَشَابِهٍ یعنی یہ پھل اور سیوے شکل
و صورت اور رنگ میں تو ایک دوسرے سے ملتے
جلتے ہیں۔ لیکن ذائقہ میں مختلف ہیں۔ کوئی میٹھا
کوئی ترش اور کوئی تلخ۔ متشابه فی اللوح
غیر متشابه فی الطعم (۱۵۵ ج ۲ ص ۲۷)
سے اللہ کا حق ادا کرو جو اس نے تم پر فرض
کیا ہے وَاَتُوا حَقَّهُ الذی اوجبه الله
تعالیٰ (روح) مشرکین زمین کے حاصلات
سے ان کا حصہ تو پہلے بھی نکالتے تھے جیسا کہ پہلے
نذر کا ہے وَحَبَعُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَبِّ
وَالْأَنْعَامِ نَعْيًا اِنْ (۱۵۶) اس لئے یہاں مراد
یہ ہے اَتُوا حَقَّهُ خَاصَّةً یعنی زمین کی پیدا
سے صرف اللہ ہی کا حق ادا کرو اور اس میں سے نذر
و نیاز صرف اللہ ہی کے نام کی رو کر کُتِرَ لَکُمَا
امام فہرست اور امام زہری کہتے ہیں اس سے مراد
یہ ہے کہ خدا کی نافرمانی میں خرچ نہ کرو المعنی
لَا تَنْفَقُوا فی معصیۃ اللہ تعالیٰ (روح)
ج ۸ ص ۸۳ امام مقاتل فرماتے ہیں اس سے مراد
یہ ہے کہ معبودان باطلہ کو جو پالوئل و زمین کی
پیداوار میں شریک نہ کرو یعنی ان سے ان کے نام
کی نذر و نیاز مت دو وقال مقاتل لم یؤد
و تشرکوا الاضمار فی الحدیث و
الانعام (روح - خازن ج ۲ ص ۱۵)

اس میں دونوں
مضمونوں کا اعادہ
ہے۔ ۱۵۳ میں نذر
غیر اللہ کا اور ۱۵۴
میں تحریمات غیر اللہ
کا۔ ۱۵۵ میں انگور
اور دوسری اسی قسم
کی پھلیں مراد ہیں
جو عربش پر چڑھائی
جاتی ہیں اور ۱۵۶
میں تناور درخت مراد
ہیں۔ ۱۵۷ میں
مشرکین زمین کے
حاصلات سے ان کا
حصہ تو پہلے بھی
نکالتے تھے جیسا کہ
پہلے نذر کا ہے
۱۵۸ میں اَتُوا
حَقَّهُ خَاصَّةً
یعنی زمین کی
پیداوار سے صرف
اللہ ہی کا حق ادا
کرو اور اس میں سے
نذر و نیاز صرف
اللہ ہی کے نام کی
رو کر کُتِرَ لَکُمَا
امام فہرست اور
امام زہری کہتے
ہیں اس سے مراد
یہ ہے کہ خدا کی
نافرمانی میں خرچ
نہ کرو المعنی
لَا تَنْفَقُوا فی
معصیۃ اللہ
تعالیٰ (روح)
ج ۸ ص ۸۳
امام مقاتل
فرماتے ہیں اس
سے مراد یہ ہے
کہ معبودان
باطلہ کو جو
پالوئل و زمین
کی پیداوار میں
شریک نہ کرو
یعنی ان سے ان
کے نام کی نذر
و نیاز مت دو
وقال مقاتل لم
یؤد و تشرکوا
الاضمار فی
الحدیث و
الانعام (روح
- خازن ج ۲ ص
۱۵)

وَلَوْ اَنَّكَ ۸ ۳۳۳ الانعام ۶

عَلَىٰ اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ
ہماری عورتوں پر اور جو بچہ مردہ ہو تو اس کے کھانے میں سب
شُرَكَاءُ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيمٌ
برابر ہیں وہ سزا دے گا ان کو ان تقریروں کی وہ حکمت والا
عَلَيْهِمْ ۱۵۹ قَدْ خَبَرَ الَّذِينَ قَتَلُوا اَوْلَادَهُمْ
جاننے والا ہے وہ بیشک خراب ۱۶۰ قَدْ خَبَرَ الَّذِينَ قَتَلُوا اَوْلَادَهُمْ
سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ
ناواقف سے بغیر علم اور حرام ٹھہرایا اس رزق کو جو اللہ نے
اَفْتَرَاءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوا اَوْ مَا كَانُوا
ان کو دیا بہت باندھ کر اللہ پر بیشک وہ گمراہ ہوئے اور نہ آئے
مُهْتَدِينَ ۱۶۱ وَهُوَ الَّذِي اَنْشَأَ جَنَّاتٍ
سیدھی راہ پر و اور اسی نے پیدا کئے جنتیں باغ
مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ
جو میٹوں پر چڑھاتے جاتے ہیں اور جو میٹوں پر نہیں چڑھاتے جاتے ہیں اور کھجور
وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكْلًا وَالزَّيْتُونَ
درخت اور کھیتی کہ مختلف ہیں ان کے پھل اور پیدا کیا زیتون کو اور
الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۱۶۲ كَلُوا
انار کو ایک دوسرے کے مشابہ اور جدا جدا بھی کھاؤ
مِنْ شَرَابٍ اِذَا اشْرَبْتُمْ وَاَتُوا حَقَّهُ يَوْمَ
ان کے پھل میں سے جس وقت پھل لاؤیں اور ادا کرو وہاں ان کا حق جس دن
حَصَادِهِ زَوْا لَا تُسْرِفُوا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ
ان کو کالو اول بے جا خرچ نہ کرو اس کو خوش نہیں آئے

منزل ۲

موضح قرآن و ایک یہ سلسلہ بھی بنایا تھا کہ جانور ذبح کیا اس کے پیٹ میں سے کچھ نکلا اگر زندہ نکلے تو مرد کھاویں اور عورتیں نہ کھاویں و مردہ نکلے تو سب کھاویں بے سند مسئلہ بنانا گناہ سخت
ہے اس پر ان کو الزام دیا ہمارے دین میں مرد عورت کا کچھ فرق نہیں اگر زندہ نکلے تو ذبح کر کے حلال ہے بغیر ذبح مردار اور اگر مردہ نکلے اور معلوم ہو کہ جان پڑی تھی تو امام اعظم کے نزدیک حلال نہیں
و نہ میٹوں کا مارنا وار کھتے تھے اور یہ سخت و بال ہے۔

فتح الرحمن و یعنی درختان انگور و مانند آن ۱۲ و یعنی درختان بر ساق ایستادہ ۱۳ و یعنی افراد ہر نوعی باعتبار صورت مانند یکدیگر اندوہ اعتبار مرہ نہ ۱۴۔

۱۵۱ حَمُولَهُ وَفَرَسًا دونوں جہنم پر معطوف ہیں۔ یہ تحریکات غیر اللہ کا چوتھی بار تفصیل سے ذکر ہے حَمُولَهُ سے وہ چوپائے مراد ہیں جو بوجھ اٹھاتے ہیں اور فرس سے وہ مراد ہیں جنہیں ذبح کے لئے زمین پر گرایا جاتا ہے یا جن کے بالوں سے بنے ہوئے فرش زمین پر بچھائے جاتے ہیں کُلُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ یعنی ان میں سے جو حلال ہیں انہیں کھاؤ اور زمانہ جاہلیت کی تحریکات کو اٹھاؤ اور اللہ کا شکر بخالاد اور شیطان کی پیروی میں اللہ کی حلال چیزوں کو حرام نہ کرو۔ ای صَاحِلَهُ اللہ لکھو لا تَحْرُمُوا كَفْعَلُ الْجَاهِلِيَّةِ وَهَذَا نَصٌّ فِي الرِّبَاحَةِ وَازَالَةِ مَا سَنَهُ الْكَفَّارُ مِنَ الْبَيْعَةِ وَالسَّائِيَةِ (بجھڑچم) ۱۵۲ یہ حَمُولَهُ وَفَرَسًا سے بدل ہے یہاں حلال چوپایوں کی آٹھ جوڑوں میں تقسیم فرمائی اثنین (دو) سے ہر جگہ نروادہ مراد ہے صَاحِلَهُ سے اس نے نروادہ پیدا کیا یعنی دنہ اور دنی۔ مینڈا اور بھیر بھی یہاں اسی میں داخل ہے۔ اور ایک جوڑا معز کا پیدا فرمایا یعنی بکرا اور بکری قُلْ اَللّٰهُ كَرِهَ اَمَّا الْاُنْثَيَيْنِ اِمَّا استنبہام انکار و توبیخ کے لئے ہے دکر اور اس میں مشرکین سے اس خود ساختہ تحریم پر دلیل عقلی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ نے یہ دونوں جوڑے تمہارے انتفاع کے لئے پیدا فرمائے ہیں اب تم بتاؤ کہ تم نے ان کے نروادہ اور مادہ کے پیٹ کے بچے کے بارے میں اپنی طرف سے حلت و حرمت کے جو احکام وضع کر رکھے ہیں یہ تم نے کہاں سے اخذ کئے ہیں۔ ان کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے کیا اللہ نے ان جوڑوں کے نروادہ کو حرام کیا ہے یا مادوں کو یا ان بچوں کو جو ابھی مادہ جانوروں کے رحموں ہی میں ہیں۔ اگر کسی جانور کا نروادہ اس کی حرمت کی علت ہے تو ہر جانور حرام ہونا چاہئے اور اگر اس کا مادہ ہونا حرمت کی علت ہے تو اس صورت میں تمام مادہ جانور حرام ہونے چاہئیں اور اگر بچے کا مادہ کے رحم میں ہونا اس کی حرمت کا سبب ہے تو ہر چوپایہ (نروادہ) حرام ہونا چاہئے تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کی بلا وجہ تحریم محض تسویل شیطان اور تلبیس بلیس ہے فلو غلّ بالذکورۃ وجب ان یحرم الذکور او بالانوثۃ فکل ذلک او باشتعال الذکور وجب ان یحرم الانثیٰ لاشتمالہما علیہما (بجھڑچم) ۱۵۸

الانعام ۶

۳۴۵

وَلَوْ اَنَّكَ نَافِلٌ

الْمُسْرِفِينَ ۱۵۱ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُولَهُ وَفَرَسًا ۱۵۲

بجھڑچم کر کے والے ف اور پیدا کئے مواستی میں بوجھ اٹھانے والے ۱۵۱ اور

فَرَسًا ۱۵۲ کُلُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَتَّبِعُوا

زمین سے لگے ہوئے کھاؤ اللہ کے رزق میں سے اور مت چکو

خُطُوتِ الشَّيْطَانِ اِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۱۵۳

شیطان کے قدموں پر وہ تمہارا دشمن ہے صریح ف

ثَمْنِيَّةٌ اَرْوَاجٌ ۱۵۴ مِنَ الصَّانِ اَثْنَيْنِ وَمِنَ

پیدا کئے آٹھ نروادہ ۱۵۴ بھیر میں سے دو اور

الْمَعْزِ اَثْنَيْنِ قُلْ اَللّٰهُ كَرِهَ اَمَّا

بکری میں سے دو پوچھو تو کہ دونوں نروادہ حرام کئے ہیں یا

الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اَشْتَمَلْتُ عَلَيْهِ اَرْحَامُ

دونوں مادہ یا وہ بچہ کہ اس پر مشتمل ہیں بچہ دان

الْاُنْثَيَيْنِ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۱۵۵

دونوں مادہ کے بتاؤ مجھ کو سچا ۱۵۵ اگر تم سچے ہو

وَمِنَ الْاِبِلِ اَثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اَثْنَيْنِ ۱۵۶

اور پیدا کئے اونٹ میں سے دو ۱۵۶ اور گائے میں سے دو

قُلْ اَللّٰهُ كَرِهَ اَمَّا الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا

پوچھو تو دونوں نروادہ حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ

اَشْتَمَلْتُ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا كُنْتُمْ

کہ اس پر مشتمل ہیں بچہ دان دونوں مادہ کے کیا تم

شَهِدَ آءِ اِذْ وَصَّيْكُمْ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ

حاضر تھے ۱۵۷ جس وقت تم کو اللہ نے یہ حکم دیا تھا بھراس سے زیادہ ظالم کون ہے

مذہل

کا حکم دیا تھا مطلب یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا حاصل یہ کہ ان تحریکات باطلہ کے لئے تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے عقلی و نقلی اور دلیل وحی ۱۵۸ یہ رجس ہے اذ ذلک تقریباً یعنی چھپا لے پاس کسی قسم کی کوئی دلیل نہیں تو تم اپنی طرف سے تحریمیں کرنے کی وجہ سے اللہ پر افترا کر رہے ہو اور تم سب بڑے ظالم ہو۔ کیونکہ جو شخص لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنی طرف سے احکام وضع کر کے خداوند تعالیٰ پر افترا کرتا ہے وہ سب سے بڑا ظالم اور گنہگار ہے اس سے بڑھ کر کوئی بدکردار نہیں ہو سکتا۔

موضع قرآن و اس کا حق دوس دن کئے یعنی زکات اور مال کی زکات ہے برس کے بعد اور اس کی زکات اسی دن ہے جس دن ہاتھ لگے جو زمین اپنے ملک میں ہو اور اس میں خراج نہ آتا ہو اسے محصول میں حق اللہ ہے۔ اگر پانی دیئے ہو تو بیسواں حصہ اور اگر بن پانی دیئے ہو تو دسواں حصہ ف لہ نے والے اونٹ اور بیل اور دسبے بکری اور بھیر۔ فتح الرحمن ۱۵۸ یعنی نقلی صحیح بیارید از ابراہیم واسطیل علیہما السلام و از کتب لہ ۱۲۔

۱۳۲۔ یہ نذر غیر اللہ کا پانچویں بار ذکر ہے۔ اس آیت میں نذر غیر اللہ فسقاً اھلاً لعیبہ اللہ بام سے تعبیر کیا گیا ہے فسقاً کا مضاف محذوف ہے۔ جسے حذف کر کے اس کو اس کے قائم مقام کیا گیا ہے ای ذات فسق اور یہ موصوف کی صفت ہے ای کلمۃ ذات فسق یعنی فسق و مصیبت کا وہ کلمہ بھی حرام ہے جس کے ذریعے غیر اللہ

کی نذر مانی جائے۔ لہذا نذر غیر اللہ بطریق اولیٰ حرام ہے۔ یہ تفسیر حضرت شیخ قدس سرہ کے قول کے مطابق ہے۔ دیگر مفسرین کے نزدیک اصل میں شبہاً ضمعاً ہے اور اس کو عین فسق اس لئے قرار دیا کہ یہ فعل انتہائی فسق اور اللہ کی نافرمانی سے ناٹھی ہے۔ ۱۳۳۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر ان چیزوں کے علاوہ باقی تمام چیزیں حلال ہیں تو ہر ذی ظفر و کھروالہ بانور جس کی انگلیاں پھٹی ہوئی نہ ہوں اور گائے اور بکری کے بعض حصے یہود پر کیوں حرام کئے گئے تو اس کا جواب دیا گیا کہ ان چیزوں کی حرمت نہ سب کے لئے تھی نہ ابدی تھی۔ بلکہ یہ چیزیں تو صرف یہود پر بطور سزا حرام کی گئیں جیسا کہ فرمایا۔ ذلک جزینہم ببغیہم کہ اذ الصلحۃ یعنی یہ چیزیں ہم نے ان پر ان کی کشتی اور ان کے کفر و عناد کی سزا کے طور پر حرام کی تھیں۔

موضع قرآن و یعنی جو جانور کھانے دستور میں ان میں سے پہی حرام ہے و مویشی میں سے ناخن دار یعنی اونٹ ان پر حرام تھا سو ان کی بے حکمیوں سے ان پر سخت پکڑا تھا اصل یہ چیزیں حرام نہیں۔

فتح الرحمن و

مستخرج گوید مراد حصہ اضافی است بہ نسبت بہیۃ الانعام و ان اصناف ثمانیہ مذکور است سگ و شیر و باز

و غیر ان اگرچہ حرام است از بہیۃ الانعام نیست و در ان بحث نہ داشتند ۱۳۴۔

و کذا آتینا ۳۴۶ الانعام ۶

مَنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لَّيُضِلَّ النَّاسَ

جو بہتان باندھے اللہ پر جسوٹا تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے

بَغِيرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۱۳۴

بلکہ تحقیق بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ

تو کہہ دے کہ میں نہیں پاتا اس وحی میں کہ مجھ کو پہنچی ہے کسی چیز کو حرام کھا پیو الے پر

يُطْعِمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيِّتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا

جو اس کو کھا دے مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون

أَوْ لَحْمَ خَيْرٍ فَإِنَّهُ رَجَسٌ أَوْ فَسْقًا أَهْلًا

یا گوشت سور کا کہ وہ ناپاک ہے یا ناجائز ذبیحہ جس پر نام پکارا جائے

بَغِيرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاِعٍ وَلَا عَادٍ

اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی بھوک سے بے اختیار ہو جائے نہ نافرمانی کرے ورنہ زیادتی

فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۱۳۵ وَعَلَى الَّذِينَ مَادُوا

تو تیرا رب بڑا معاف کرنے والا ہے نہایت مہربان و مہربان اور یہود پر ۱۳۶

حَرَّمَ مَنَا كُلَّ ذِي ظُفْرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ

ہم نے حرام کیا تھا ہر ایک ناخن والا جانور اور گائے اور بکری میں سے

حَرَّمَ مَنَا عَلَيْهِمْ شُحُومُهُمْ إِلَّا مَا حَمَلَتْ

حرام کی تھی ان کی پسری مگر جو بچی ہو

ظُهُورُهُمْ أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ

پشت پر یا انتڑیوں پر یا جو پسری کہ ملی ہو ہڈی کے ساتھ

ذَلِكَ جَزَيْنَهُمْ بِبَغْيِهِمْ زَوَانَا لَصَدِيقُونَ ۱۳۶

یہ ہم نے ان کو سزا دی تھی ان کی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہیں و

منزل ۲

۳۷۔ یہ لوگ اللہ کے حکم پر غور نہیں اور تکذیب پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ آپ فرمادیں بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ لیکن اس کا عذاب بھی بڑا سخت اور اٹل ہوتا ہے جو کسی مجرم سرکش و معاند سے مل نہیں سکتا۔ ۳۸۔ یہ شکوی ہے اور شرک پر شرکین کی سب سے بڑی دلیل کا ذکر ہے۔ یعنی مشرکین عنقریب اپنے مشرکانہ افعال کے جواز میں یہ دلیل پیش کریں گے کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا کہ ہم شرک نہ کریں تو ہم اور ہمارے باپ دادا کبھی شرک فی التعریف نہ کرتے اور نہ غیر اللہ کے لئے تخریمیں کرتے تو اس سے معلوم ہوا کہ ہم جو کچھ کرتے رہے ہیں اللہ اس پر راضی ہے۔ سبحان اللہ ہذا بہتان عظیم۔ ۳۹۔ جواب شکوی ہے۔ یعنی ان سے پہلے لوگوں نے بھی حق کی تکذیب کی اور اسی طرح کی بے سرو پا دلیلیں پیش کیں۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب نے انہیں آگھیرا۔ قَدْ هَدَىٰ

الانعام ۶

۳۴۷

وَلَوْ اَنَّكَ

فَاِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ

بہر اگر تم کو جھٹلاویں ۳۷۔ تو کہہ دے کہ تمہارے رب کی رحمت میں بڑی

وَاسِعَةٌ وَلَا يَرُدُّ بَأْسَهُ عَنِ الْقَوْمِ

وسعت ہے اور نہیں ملے گا اس کا عذاب گنہگار

الْمُجْرِمِينَ ۱۳۷ سَيَقُولُ الَّذِينَ اَشْرَكُوا لَوْ

لوگوں سے ۱۳۷۔ اب کہیں گے ۳۸۔ مشرک اگر

شَاءَ اللَّهُ مَا اَشْرَكْنَا وَلَا اَبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا

اللہ چاہتا تو شرک نہ کرتے ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم حرام کر

مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

پیتے کوئی چیز اسی طرح جھٹلایا کرتے ۳۹۔ ان سے اگلے

حَتَّى ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ

یہاں تک کہ انہوں نے چکھا ہمارا عذاب تو کہہ کچھ علم بھی ہے تمہارے

مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا

پاؤں سے ۱۳۸۔ اس کو ہمارے آگے ظاہر کرو تم تو نری اٹکل پر

الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُونَ ۱۳۸ قُلْ

جتنے ہو اور صرف تخمینے ہی کرتے ہو ۱۳۸۔ تو کہہ دے

فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهْدَاكُمْ

بس اللہ کا الزام پورا ہے ۱۳۹۔ سو اگر وہ چاہتا تو ہدایت کر دیتا تم

اَجْمَعِينَ ۱۳۹ قُلْ هَلَمْ شَهِدْ اَنتُمْ اَلَّذِينَ

سب کو ۱۳۹۔ تو کہہ کہ لاؤ ۱۴۰۔ اپنے گواہ جو

يَشْهَدُونَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا فَاِنْ شَهِدُوا

گواہی دیں اس بات کی کہ اللہ نے حرام کیا ہے ان چیزوں کو پھر اگر وہ کسی کو جی

مائل

عِنْدَكَ قَدْ قُنِيَ عِلْمٌ بِهِيَ دَلِيلٌ تَوْبًا لِّكُلِّ دَاهِيٍّ اَوْ لِقَوِيٍّ
آپ ان سے فرمائیں اگر تمہارے پاس گذشتہ انبیاء علیہم السلام
سے کوئی نقلی دلیل ہے تو وہ پیش کرو۔ دلیل تمہارے پاس کیا
ہوگی تم تو مہربان ظن و تخمینے سے کہتے اور دین کے معاملے میں
بھی محض ظن فاسد کی پیروی کرتے ہو ۱۴۰۔ الحجۃ البالغۃ
وہ واضح دلیل جو قوت و متانت میں انتہار کو پہنچی ہوئی اور ہر
حفاظ سے کامل ہو۔ یعنی مشرکین کے پاس تو کوئی معمولی سی دلیل
بھی نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس مضبوط اور محکم دلائل ہیں جن
سے اس نے توحید کے ہر پہلو کا اثبات اور شرک کے ہر پہلو کا رد
فرمایا ہے۔ فَكُلُّ شَيْءٍ لَّهٗمْ اَمْرٌ اَجْمَعِينَ اس کے بعد
وَلَكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ مَقْدَرًا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایمان
لانے پر مجبور نہیں کیا (اگرچہ وہ ایسا کر سکتا تھا) کیونکہ اس طرح
استحسان و ابتلا کی حکمت فوت ہو جاتی ۱۴۱۔ هَلْكُمْ اَسْمُ
فعل یعنی امر ہے ای احضرو ہم اور شہد آء سے مشرکین
کے اکابر اور رؤسا اور ان کے مقتدار و پیشوا امراد میں جنہوں نے
ان کو گمراہ کر رکھا تھا۔ فرمایا مشرکین سے کہو کہ وہ اپنے پیشواؤں کو
بلائیں تاکہ وہ اس بات کا اقرار کریں کہ اللہ نے ان اشیاء کو حرام
کیا ہے اور اس پر دلائل بھی پیش کریں۔ اس سے مقصود علی
رؤس الاشہاد ان کی تذلیل و تضحیح ہے۔ کیونکہ ان تابعین کی طرح
ان کے متبعین بھی دلائل سے تہی دست ہیں۔ دھمک بڑا دھم
الَّذِينَ اسْتَوٰصَلَا لَهُمْ وَالْمَقْصُودُ مِنْ احْضَادِهِمْ
تفضیح و الزام و ان لا متمسک لہم کہ مقلد یہ ہم
(رو ۷۶۸) ۱۴۱۔ اگر مشرکین کے پیشوا،
آپ کے سامنے یہ جھوٹی بات کہیں کہ واقعی اللہ نے ان اشیاء کو
حرام کیا ہے تو فلا قشہد معہم آپ ان کی بات کی ہرگز
تصدیق نہ کریں کیونکہ یہ مرتج جھوٹ اور سراسر باطل ہے یا
مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اس بات کی شہادت دیدیں تو اس میں
ان کی موافقت نہ کریں ای فلا قصد قہم فاندہ کذب
بجٹ (روح) ای لا توافقہم لانہم کذبۃ فی شہادۃ تہم

کما ان الشہود کذبۃ فی دعواہم (بج ۴۴) ۱۴۲۔ ان کے پاس دلائل تو ہیں نہیں وہ جو کچھ کہیں گے خواہشات نفسانیہ کے تحت کہیں گے۔ اس لئے آپ ان کی پیروی
نہ کریں وہ تو اللہ تعالیٰ کی واضح آیات کی تکذیب کر رہے ہیں، آخرت پر ان کا ایمان نہیں ہے اور وہ اللہ کے ساتھ شرک بنا رہے ہیں۔ ۱۴۳۔ یہ تخریجات البیہ کا ذکر ہے۔ سورۃ مائدہ
میں تخریجات البیہ کی صرف ایک صورت مذکور تھی یعنی غَیْرِ مُحَرَّمٍ اَنْ تَخْرُجُوا وَاَنْ تَخْرُجُوا اور باقی ماندہ صورتیں سورۃ النعام کی اس آیت میں مذکور تھیں گئی ہیں سورت میں مسئلہ نہ غیر اللہ
موضح قرآن و یعنی رحمت کی سمائی سے اب تک تم کہتے ہو لیکن نہ مانو کہ عذاب پھر گیا فل کافروں کا شبہ ہے کہ اگر سارے کام اللہ کو پسند نہ ہونے تو ہم کو کرنے نہ دیتا اس کا جواب فرمایا کہ ان لوگوں کو
گناہ پر کیوں پکڑا معلوم ہوا کہ وہ بھی ایک مدت کام ناپسند کرتے تھے اور اللہ نہ پکڑتا تھا آخر پکڑا فل یعنی تمہاری غلطی ثابت ہو چکی کہ دلیل نہیں رکھتے تو بھی نہ مانو تو علامت ہے کہ تمہاری قسمت میں ہدایت نہیں رکھی۔
فتح الرحمن و یعنی نقلی از کتب الہی ۱۲۔

کا ذکر نہیں کیا گیا آگے تشریح کو ای ۱۱ ص ۱۱۱ محرمات البیہ میں سب سے پہلے شرک کو ذکر کیا گیا اور پھر قتل سے روکا گیا اور میان میں والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا اس سے مقصود یہ ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ اگر ماں باپ بھی شرک کرنے پر مجبور کریں تو اس معاملہ میں ان کی اطاعت بھی جائز نہیں جیسا کہ سورہ عنکبوت ۱۷ میں فرمایا وَرَأَىٰ جَاهِدًا لَّا يُشْرِكُ لَٰكِنِّي مَّا لَيْسَ لَكَ بِهِمْ عِلْمٌ فَلَا تُطَعَّمَا ۚ مَذْكُورہ محرمات کے علاوہ حسب ذیل امور بھی اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ فواحش ظاہرہ و باطنہ یعنی بے حیائی کی تمام صورتیں خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ۔ قتل نفس ناحق۔ مال یتیم کا ناجائز طریقے سے کھانا۔ ناپ تول میں کمی مٹی کر کے کسی کی حق تلفی کرنا۔ جھوٹی شہادت دینا اور فیصلے میں بے انصافی کرنا وغیرہ یہ تمام

الانعام ۶

۳۴۸

وَكُلُوا مِمَّا

فَلَا تَشْهَدُ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ

تَوَقُّظُ اعْتَارِ كَرَامَانَ كَالْمَلِكِ اَوْرَنَ جِل ان کی خوشی پر نہ

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

جنہوں نے جھٹلایا ہمارے حکموں کو اور جو یقین نہیں کرتے

بِالْآخِرَةِ وَهُمْ يَرْبُّهُمْ يَعْزِلُونَ ۱۵۰ قُلْ

آخرت کا اور وہ اپنے رب کے برابر کرتے ہیں اور ان کو کہہ

تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّي عَلَيْكُمْ اَلَّا

کہ تم آؤ میں اٹھ سنا دوں جو حرام کیا ہے تم پر تمہارے رب نے کہ

تَشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَّ بِالَّذِينَ احْسَنَ

شرک نہ کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو

وَلَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَّحْنُ

اور مار نہ ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی سے ہم

نَرْزُقُكُمْ وَاٰتَاٰهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ

رزق دیتے ہیں تم کو اور ان کو اور پاس نہ جاؤ بیچمالی کے کام کے حد

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطْنٌ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

جو ظاہر ہو اس میں سے اور جو پوشیدہ ہو اور نہ مار ڈالو اس جان کو

الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذِكْرُكُمْ وَصَلُّوا

جس کو حرام کیا ہے اللہ نے مگر حق پر دستا تم کو یہ حکم کیا

بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۱۵۱ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ

بے تاکہ تم سمجھو اور پاس نہ جاؤ یتیم کے

الْيَتٰمِ اِلَّا بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ

مال کے مگر اس طرح سے کہ بہتر ہو بہا تک کہ پہنچ جاوے

منزل ۲

محرمات البیہ میں سب سے پہلے شرک کو ذکر کیا گیا اور پھر قتل سے روکا گیا اور میان میں والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا اس سے مقصود یہ ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ اگر ماں باپ بھی شرک کرنے پر مجبور کریں تو اس معاملہ میں ان کی اطاعت بھی جائز نہیں جیسا کہ سورہ عنکبوت ۱۷ میں فرمایا وَرَأَىٰ جَاهِدًا لَّا يُشْرِكُ لَٰكِنِّي مَّا لَيْسَ لَكَ بِهِمْ عِلْمٌ فَلَا تُطَعَّمَا ۚ مَذْكُورہ محرمات کے علاوہ حسب ذیل امور بھی اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ فواحش ظاہرہ و باطنہ یعنی بے حیائی کی تمام صورتیں خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ۔ قتل نفس ناحق۔ مال یتیم کا ناجائز طریقے سے کھانا۔ ناپ تول میں کمی مٹی کر کے کسی کی حق تلفی کرنا۔ جھوٹی شہادت دینا اور فیصلے میں بے انصافی کرنا وغیرہ یہ تمام

محرمات البیہ میں یعنی ان امور کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے لہذا ان کی تحریم کو باقی رکھو اور ان کو طلال مت سمجھو۔ ۱۵۰ یہاں قول سے عام مراد ہے شہادت، فیصلہ اور دیگر امور یعنی جب تم کو ایسی دو یا کوئی جملہ چیز کاؤ تو اس میں کسی کی جانبداری مت کرو بالکل سراسر عدل و انصاف سے کام لو اگر تمہاری شہادت اور تمہارے فیصلے کی زد تمہارے کسی رشتہ دار پر پڑتی ہو۔ (مَلَاذُ اُفْلَتْنٰی) قولاً فی حکومت او شہادۃ او نحوہما (دَعَا عَلٰی لَوْ) فیہ و قولوا الحق (روح قبضہ) ۱۵۱ یہ سابقہ دونوں آیتوں میں مذکورہ احکام کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ان آیتوں میں جو احکام مذکور ہوئے ہیں یہی میری سیدھی راہ ہے اور یہی میرا وہ دین ہے جو میں نے اپنے بندوں کے لئے پسند کیا ہے۔ لہذا تم اسی کی پیروی کرو اور باقی تمام راستوں کو چھوڑ دو۔ وان هذا الذی وصیتکم بہ و امرتکم بہ فی ہاتین الایتین ہو صراطی یعنی طریقہ حق دینی الذی اذنتھ لہ لعبادہ (مازن ج ۲ ص ۱۵۱) ۱۵۲ سورت کے دونوں مضمونوں یعنی نفی شرک اعتقادی اور نفی شرک فعلی کو ذکر کرنے کے بعد آخر میں دونوں مضمونوں پر ایک دلیل نقلی اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی۔ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دلیل نقلی پیش کی گئی ہے تَحٰہ یہاں تعقیب ذکر کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مذکور بیان کے بعد یہ بھی سن لو یہ مطلب نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اس کے بعد دی گئی تَمَّامًا بمعنی اتمًا۔ اَتَّيْنٰکَ کَامَعْمُولٍ لہ ہے یعنی نعمت دین کے اتمام کے لئے ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی یا تَمَّامًا بمعنی تَامًا اَلْکِتَاب سے حال ہے۔ یعنی وہ کتاب (تورات) کامل و مکمل تھی اور اس میں یہ دونوں مضمون مذکور تھے۔ نفی شرک فی التعریف اور نفی شرک فعلی (تحریمات غیر اللہ ناجائز اور نذر وغیر اللہ حرام ہیں) عَلٰی الَّذِیْ اَحْسَنَ یعنی اس شخص کے لئے جو نیک روی اختیار کرے۔ تَقْضِیَہ لِّکُلِّ شَیْءٍ اور اس (تورات) میں وہ تمام ضروری احکام و مسائل مذکور تھے جن کی دین میں ضرورت تھی۔

فائدہ ۱: ایک حدیث میں آتا ہے فتیحی لی حد شیعہ یعنی میرے ہر چیز روشن ہو گئی۔ اہل بدعت اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی پر استدلال کرتے ہیں۔ ان کے استدلال کی بنیاد اس پر ہے کہ یہاں لفظ کل استغراق حقیقی کے لئے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف اور ساقط الاعتبار ہے۔ دوم اگر بالفرض اسے مان لیا جائے تو یہ دعوی غلط ہے کہ یہاں کل استغراق حقیقی کے لئے ہے بلکہ یہاں استغراق اضافی مراد ہے۔ اگر اس کو استغراق حقیقی پر محمول کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ تمام ممالک و ممالک و تمام شراخ اور احکام کا علم آپ پر منکشف ہو گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ قرآن مجید کا نازل کرنا عبث اور بے فائدہ ہے۔ عیاذ باللہ العظیم تم قرآن مجید میں اس کی بہت

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی مہروران باطل ص ۱۲ ص ۱۲ یعنی بقصاص و مثل آن ۱۲ -

وَلَوْلَا تَنَاهَا ٣٥٠ الانعام ٦

سو اس پر چلو اور دُرتے رہو تاکہ تم پر رحمت ہو

اس واسطے کہ کبھی علماء تم کہنے لگو کہ کتاب جو اتنی سہی سوانہی

دوسروں پر جو ہم سے پہلے تھے اور ہم کو ان کے

یہ سنے پڑھانے کی خبر ہی نہ کہہ دے! کہنے لگو کہ اگر ہم

۱۔ اترقی کتاب تو ہم تو راہ پر چلتے ان سے بہتر

سو آجکی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت

اور رحمت اب اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو جھٹلا دے

اللہ کی آیتوں کو اور ان سے کترا دینے ہم سزا دیں گے ان کو جو

ہماری آیتوں سے کتراتے ہیں بُرا عذاب بدلے میں

اس کترانے کے صلہ کا ہے کی راہ دیکھتے ہیں ۱۹۷۹ لوگ مگر یہی کہ

ان پر آئیں مَرشتے یا آئے تیرا رب مہا یا آئے کوئی ۱۰

سای کی اہیت
من تقولوا ۱۲۰

عربی میں ہے

مفتی محمد شفیع

نیو نیو نیو

منزل ۲

لاشریک نہ ان تمام امور میں کوئی اس کا شریک نہیں ۱۸۶۱ء یہ تیسرا اعلان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے کیا اسے چھوڑ کر میں کسی اور کو اپنا رب اور کارساز بنا لوں۔ جب ہر چیز کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی ہستی اسکی شریک ہو۔

موضح قرآن و یعنی یہ کتاب اتاری کہ تم کو عذر کی جگہ باقی نہ رہے و یعنی پہلی امتوں کا مال سن کر شاید تم کو یوحنا آتی سو تم کو بھی علی ویسی کتاب۔

فتح الرحمن ما يعنى يا مهلك قوم ١٢-

۱۸۱ مشرکین ایمان والوں سے کہا کرتے تھے کہ اَتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ تم ہماری راہ پر آ جاؤ ہم تمہارے گناہوں کا ذمہ اٹھا لیتے ہیں۔ فرمایا جرم کی سزا صرف مجرم ہی کو ملے گی۔ یہ نہیں ہو سکے گا کہ ایک مجرم کے گناہ کی سزا کسی اور کو دی جائے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ یہ تَخْوِيفِ اخروی ہے اور ماقبل کی تاکید ہے۔ ۱۸۲ یہ ترغیب ہے۔ اللہ ہی نے تم کو تمہارے آباء و اجداد کا جانشین بنایا ہے اور مختلف خوبیوں اور نعمتوں میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ کون تم میں سے اس کے احکام کی پیروی کرتا ہے اور کون نافرمانی اور سرکشی کرتا ہے اِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ یہ نہ ماننے والوں کے لئے تَخْوِيفِ اخروی اور وَرَأَيْتَ لَعَفُورٌ رَّحِيمٌ یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

موضع قرآن و یعنی اللہ کی طرف سے جو مدنی ہدایت کی سو آچکی۔۔۔ نبی اور شرع اور کتاب جو یہ نہیں مانتے تو اب نظر میں کہ اللہ آپ آوے یا قیامت کی نشانیاں دیکھیں تب یقین کریں سو جب قیامت کا نشان آوے گا یعنی آفتاب مڑے نکلے گا تب کا فواہ ایمان اور عاصی کی توبہ قبول نہ ہوگی و یعنی تورات والوں نے کئی راہیں نکالیں تو ان میں تحقیقات نہ کر کے صحیح کون اور غلط کون اپنی راہ صحیح پر قائم رہ دیں میں جو باتیں یقین لانے کی ہیں ان میں فرق نہ چاہئے کہ اور جو کرتے ہیں اس کے طریقے کئی ہوں تو برا نہیں۔

فتح الرحمن و یعنی طلوع شمس از مغرب و اللہ الارض ۱۲ و یعنی آنروز توبہ گناہ کار و ایمان کا قبول نشود ۱۳۔ ۱۴ و یعنی از تو موافقہ نخواہند کرد ۱۵۔

سورۃ النعام میں آیات توحید ۱- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْبُدُوْنَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰہُمْ اَجَلاً وَاَجَلَ مُّسَمًّیَّ عِنْدَہٗ ثُمَّ اَنْتُمْ فَنَافِرُوْنَ وَ هُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّ کُمْ وَ جَہْرَ کُمْ وَ یَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ ۝ (۱۶)۔ نفی شرک اعتقادی صراحۃً و فعلی ضمناً۔ ۲- وَلَہٗ مَا سَکَنَ فِی الْاَلْبَیْلِ وَ النَّہَارِ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (۲۶) نفی شرک اعتقادی صراحۃً و فعلی ضمناً۔

۱- علمائے متذہب
۲- جو ایمان نہ لائے
۳- معصوم علیہ
۴- از قبیل عطفیہ
۵- تنبیہ و تادیب
۶- بنی اسرائیل
۷- بنی بنی اسرائیل
۸- یہ تَخْوِیفِ اخروی ہے
۹- یہ اس لئے ہے
۱۰- جو عینیں ماریں
۱۱- جو عینیں ماریں
۱۲- و عینیں ماریں
۱۳- و عینیں ماریں
۱۴- و عینیں ماریں
۱۵- و عینیں ماریں
۱۶- و عینیں ماریں
۱۷- و عینیں ماریں
۱۸- و عینیں ماریں
۱۹- و عینیں ماریں
۲۰- و عینیں ماریں
۲۱- و عینیں ماریں
۲۲- و عینیں ماریں
۲۳- و عینیں ماریں
۲۴- و عینیں ماریں
۲۵- و عینیں ماریں
۲۶- و عینیں ماریں
۲۷- و عینیں ماریں
۲۸- و عینیں ماریں
۲۹- و عینیں ماریں
۳۰- و عینیں ماریں
۳۱- و عینیں ماریں
۳۲- و عینیں ماریں
۳۳- و عینیں ماریں
۳۴- و عینیں ماریں
۳۵- و عینیں ماریں
۳۶- و عینیں ماریں
۳۷- و عینیں ماریں
۳۸- و عینیں ماریں
۳۹- و عینیں ماریں
۴۰- و عینیں ماریں
۴۱- و عینیں ماریں
۴۲- و عینیں ماریں
۴۳- و عینیں ماریں
۴۴- و عینیں ماریں
۴۵- و عینیں ماریں
۴۶- و عینیں ماریں
۴۷- و عینیں ماریں
۴۸- و عینیں ماریں
۴۹- و عینیں ماریں
۵۰- و عینیں ماریں
۵۱- و عینیں ماریں
۵۲- و عینیں ماریں
۵۳- و عینیں ماریں
۵۴- و عینیں ماریں
۵۵- و عینیں ماریں
۵۶- و عینیں ماریں
۵۷- و عینیں ماریں
۵۸- و عینیں ماریں
۵۹- و عینیں ماریں
۶۰- و عینیں ماریں
۶۱- و عینیں ماریں
۶۲- و عینیں ماریں
۶۳- و عینیں ماریں
۶۴- و عینیں ماریں
۶۵- و عینیں ماریں
۶۶- و عینیں ماریں
۶۷- و عینیں ماریں
۶۸- و عینیں ماریں
۶۹- و عینیں ماریں
۷۰- و عینیں ماریں
۷۱- و عینیں ماریں
۷۲- و عینیں ماریں
۷۳- و عینیں ماریں
۷۴- و عینیں ماریں
۷۵- و عینیں ماریں
۷۶- و عینیں ماریں
۷۷- و عینیں ماریں
۷۸- و عینیں ماریں
۷۹- و عینیں ماریں
۸۰- و عینیں ماریں
۸۱- و عینیں ماریں
۸۲- و عینیں ماریں
۸۳- و عینیں ماریں
۸۴- و عینیں ماریں
۸۵- و عینیں ماریں
۸۶- و عینیں ماریں
۸۷- و عینیں ماریں
۸۸- و عینیں ماریں
۸۹- و عینیں ماریں
۹۰- و عینیں ماریں
۹۱- و عینیں ماریں
۹۲- و عینیں ماریں
۹۳- و عینیں ماریں
۹۴- و عینیں ماریں
۹۵- و عینیں ماریں
۹۶- و عینیں ماریں
۹۷- و عینیں ماریں
۹۸- و عینیں ماریں
۹۹- و عینیں ماریں
۱۰۰- و عینیں ماریں

الانعام

۳۵۱

وَلَوْ اَنَّكَ

اٰیٰتِ رَبِّکَ یَوْمَ یَاْتِیْ بِعَصٰی

نشانِ تیرے رب کی صاف جس دن آئے گی ایک نشانی

رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ

تیرے رب کی یہ کام نہ آئے گا کسی کے اس کا ایمان لانا

تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ

جو کہ پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ

اِیْمَانُهَا خَیْرًا قُلْ اَنْتَظِرُوْا اَنَا

نیکی نہ کی مٹھی و توبہ دے تم راہ دیکھو ہم بھی

مُنْتَظِرُوْنَ ۝ (۱۵۸) اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ

راہ دیکھتے ہیں و جنہوں نے راہیں ۱۵۸ نکالیں اپنے دین میں

وَ کَانُوْا شِیْعًا لِّسِتٍّ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ اَنْتَ

اور ہو گئے بہت سے فرقے تجھ کو ان سے کچھ سروکار نہیں و ان کا

اَمْرُهُمْ اِلٰی اللّٰهِ ثُمَّ یَنْبِئُهُمْ بِمَا کَانُوْا

کام اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہی بتلائے گا ان کو جو کچھ وہ

یَفْعَلُوْنَ ۝ (۱۵۹) مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ

کرتے تھے و جو کوئی لاتا ہے ایک نیکی ۱۵۹ تو اس کیلئے اس کا دس

اَمْثَالُهَا ۝ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰی

گناہ ہے اور جو کوئی لاتا ہے ایک بُرائی سو سزا پائے گا

اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ (۱۶۰) قُلْ اِنِّیْ

اسی کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہوگا توبہ دے مجھ کو ۱۶۰

هٰذَا نَبِیُّ سَرٰیءٍ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ دِیْنًا

سمجھائی میرے رب نے راہ سیدھی دین

مزل

۳- قُلْ اَغْنِی اللّٰہُ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَا طِر السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ هُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ (۲۶) نفی شرک فعلی۔
۴- وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِیْہِمْ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ہُوَ وَاِنْ یَّیْسَسْکَ یُخِیْمُ فَمَہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَ هُوَ الْقَاضِی فَوْقَ عِبَادِہٖ وَ هُوَ الْحَکِیْمُ الْحَمِیْدُ (۲۶) نفی شرک اعتقادی۔
۵- اَیْسَکُمْ لَتَشْہَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اِلَہًا اُخْرٰی قُلْ لَا اَشْہَدُ قُلْ اِنَّمَا ہُوَ اللّٰہُ وَ اَحَدٌ وَّرَ اِنِّیْ بِرَبِّیْ مُتَمَّئِنٌّ کُوْنُ (۲۶) نفی شرک اعتقادی صراحۃً و فعلی ضمناً۔
۶- وَاِنْ کَانَ کِبْرٌ عَلَیْکَ اِعْرَاضْہُمْ قَرٰنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیْ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلٰمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاتِیْہُمْ بِاَیَّہِ (۲۶) نفی شرک اعتقادی۔

۷۔ قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَنْتُمْ عَدَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَشْكُرُ السَّاعَةَ اَغْيَرُ اللّٰهُ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۚ بَلْ اِيَّاكَ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَاءَ وَتَنْتَسُوْنَ مَا لَمْ تُشْرِكُوْنَ ۚ (۴۶) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَرَّبَكُمْ عَلٰی اَقْلُوْبِكُمْ دَخَلَ اِلَیْهِ غَيْرُ اللّٰهِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ (۴۷) نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ قُلْ اَاَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۤئِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَاَاَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مُلْكٌ ۚ (۴۸) نفی شرک اعتقادی۔

۱۰۔ قُلْ اِنِّيْ نَهَيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (۴۹) نفی شرک اعتقادی۔

۱۱۔ وَرَعَدْتُ اَمْوَاطَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حِسَابَ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ لَا رُطْبٌ وَلَا يَابِسٌ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۚ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَقَدَّمُ بِالْاَيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَآءَ حُكْمُكُمْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَبِئْسَ لَكُمْ لِقَآءُ يَوْمِكُمْ ۚ اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۚ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلْ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۚ (۵۰) نفی شرک اعتقادی۔

۱۲۔ قُلْ مَنْ يُخَيِّتُكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ يَدْعُوْنَ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ لَٰكِنْ اَنْجِنَا مِنْ هٰذِهِ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ ۚ قُلِ اللّٰهُ يُخَيِّتُكُمْ مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۚ (۵۱) نفی شرک فی التصرف۔

۱۳۔ قُلْ اَمَدُّ دَعْوَانِ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰۤى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰنَا اللّٰهُ (۵۲) نفی شرک اعتقادی۔

۱۴۔ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْحَقِّ ط وَيَوْمَ نَقُوْلُ مَنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ط وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِهِ عِلْمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةُ ط وَالتَّحْكِيْمُ الْخَيْرُ ۚ (۵۳) نفی شرک فی التصرف۔

۱۵۔ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَاۤءَ كُمْ اِلٰلٰهِيْنَ زَعَمْتُمْ اَتَمُّمْ فَيَكْفُرُ بِكُمْ كُفْرًا ط لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ صَلَ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۚ (۵۴) نفی شرک اعتقادی۔

۱۶۔ اِنَّ اللّٰهَ قَالِقُ الْحَقِّ وَالْحَقُّ ط يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ط وَذٰلِكُمْ اَللّٰهُ فَآلِيْ بُرْهٰنٍ

وَلَوْ اَشْكَا ۚ ۳۵۲ الانعام

قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۶۱

مِلَّتِ اِبْرٰهِيْمَ كِيْ جَوَاكِبِهَا طَرْفِ كَا تَحَا ۚ اور نہ تھا مشرک والوں میں

قُلْ اِنْ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايْ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ

نوکھ کہ ۵۱۶ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶۲ لَا شَرِيْكَ لَهُ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ

جو پالنے والا سارے جہان کا ہے کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۱۶۳ قُلْ اَغْيَرُ اللّٰهُ اَبْغٰی رَبًّا وَّ

اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں تو کہہ کیا اب میں اللہ کے سوا مخلوق تلاش کروں کوئی رب

هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ط وَلَا تُكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلًّا عَلَیْهَا ۚ

وہی ہے رب ہر چیز کا اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ ۴۷ اس کے ذمہ پڑے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ

اور لو جھرنہ اٹھائے گا ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رب کے پاس ہی سب کو لوٹ کر جانا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۶۴ وَهُوَ

سو وہ بتلائے گا جس بات میں تم جھگڑتے ہو اور اسی ۴۸

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ خَلْفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ

نے تم کو ناسب کیا ہے زمین میں اور بلند کر دیا تم میں

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوْكُمْ فِیْ مَا اَشْكُمُ اِنَّ

درجے ایک کے ایک پر تاکہ آزمائے تم کو اپنے دیئے ہوئے حکموں میں بیشک

رَبِّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚ وَاِنَّكَ لَغَفُوْرٌ

تیز راب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہی بخشنے والا

رَحِيْمٌ ۝۱۶۵

مہربان ہے

۱۶۔ قُلْ اِنْ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايْ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۱۶۲ لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝۱۶۳ قُلْ أَغْيَرُ اللَّهُ أَبْغَى رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ط وَلَا تُكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝۱۶۴ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْخَلْفَ الْأَرْضَ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا أَشْكُم ۚ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ ۚ وَإِنَّكَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۱۶۵

۱۷۔ اِنَّ اللّٰهَ قَالِقُ الْحَقِّ وَالْحَقُّ ط يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ط وَذٰلِكُمْ اَللّٰهُ فَآلِيْ بُرْهٰنٍ

۱۸۔ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَاۤءَ كُمْ اِلٰلٰهِيْنَ زَعَمْتُمْ اَتَمُّمْ فَيَكْفُرُ بِكُمْ كُفْرًا ط لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ صَلَ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۚ (۵۴) نفی شرک اعتقادی۔

۱۹۔ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ فَمَا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا ۚ (۵۵) نفی شرک فعلی۔ نیازات غیر اللہ۔

۲۰۔ وَقَالُوْا هٰذِهِ اَنْعَامٌ وَّحَرْتُ حِجْرًا لَا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ اَشَاءَ بِزَعْمِهِمْ ۚ (۵۶) نفی شرک فعلی۔ نیازات غیر اللہ۔

۲۱۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَوْ اَدَّاهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ (۵۷) نفی نیازات غیر اللہ و تحريمات غیر اللہ۔

۲۲۔ وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَتٍ وَالتَّحُلُّ وَالزَّرْعُ ۚ (۵۸) نفی شرک فعلی۔ تحريمات غیر اللہ۔

سورۃ اعراف

ربط | سورۃ اعراف کو اپنے ماقبل یعنی سورۃ انعام کے ساتھ چھ طرح کا ربط ہے۔ اول ربط الکی۔ اگر تم نے انعام (چوپایوں) اور حرث (زمین کی پیداوار) میں غیر اللہ کو شریک نہ کیا اور ان غیر اللہ کی ندبیں نہ دیں تو اللہ تعالیٰ تم کو نہ صرف دوزخ سے بلکہ اعراف سے بھی بچا کر جنت میں داخل کرے گا۔ دوسرا ربط سورۃ مائدہ اور سورۃ انعام میں مسئلہ کے دونوں پہلو یعنی شرک اعتقادی اور نفی شرک فعلی تفصیل سے ذکر کئے گئے۔ اور ان کو دلائل عقل و نقل اور وحی سے مبرہن کیا گیا۔ اب سورۃ اعراف میں فرمایا جب مسئلہ واضح اور مدلل ہو چکا ہے تو اب جرأت و بہادری سے اس کی تبلیغ کرو اور بلا خوف و خطر اسے ہر ایک تک پہنچاؤ اور تمہارے دلوں میں تنگی اور پریشانی کا گندہ ہرگز نہ ہونے پائے۔ تیسرا ربط سورۃ انعام میں نفی شرک فی التصرف پر دلائل عقلیہ تفصیل سے ذکر کئے گئے اور دلیل نقلی صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تفصیلاً مذکور ہوئی اور باقی انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً۔ اب سورۃ اعراف میں ان انبیاء علیہم السلام میں سے بعض سے دلائل نقلیہ تفصیل سے ذکر کئے جائیں گے۔ چوتھا ربط انعام میں نفی شرک فعلی (نذر غیر اللہ اور تخریبات غیر اللہ) کو تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ اب اعراف میں تخریبات غیر اللہ کی صرف ایک نہایت اہم صورت کا ذکر کیا گیا یعنی ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنا اور اسے قرب خداوندی کا موجب سمجھنا۔ اور بوقت طواف کپڑے پہننے کو حرام اور گناہ عظیم ماننا۔ پانچواں ربط سورۃ انعام میں پہلے نفی شرک فی التصرف اور اس کے بعد نفی شرک فعلی کا ذکر تھا لیکن سورۃ اعراف میں ترتیب اس کے برعکس اور سورۃ مائدہ کے موافق ہے یعنی پہلے نفی شرک فعلی کا ذکر ہے اور اس کے بعد نفی شرک فی التصرف کا۔ چھٹا ربط سورۃ مائدہ اور سورۃ انعام میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف کو دلائل کے ساتھ بیان کر دیا گیا۔ اب سورۃ اعراف میں فرمایا۔ اس مسئلہ کی خوب تبلیغ کرو اور یاد رکھو اس کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں تمہیں مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا ان کو برداشت کرنا۔

خلاصہ | اس سورت میں تین دعویٰ مذکور ہیں۔ پہلا دعویٰ۔ مسئلہ توحید (نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف) کو جرأت و استقلال سے تبلیغ کرنا اور اس راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کی وجہ سے آزر و خاطر نہ ہونا۔ یہ دعویٰ سورت کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ دوسرا دعویٰ جو احکام اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ان کی پیروی کرو اور شیاطین کی پیروی میں اپنی طرف سے تخریبات اختراع نہ کرو۔ یہ دعویٰ ابتعوا ما انزل (ع ۱) سے لیکر فصل عنہم ما کانوا یفترون (ع ۶) تک میں مذکور ہے۔ پہلی آیت یعنی ابتعوا ما انزل الیکم الخ میں دوسرا دعویٰ اجمالاً مذکور ہے۔ اس کے بعد قلیلہ ما تشکرون (ع ۱) تک تخیف و بشیر اور ترغیب و ترہیب ہے۔ پھر ولقد خلقناکم (ع ۲) سے لیکر رکوع ۲ کے آخر (ومنہا تخرجون) تک اصل دعویٰ کی تمہید ہے۔ اس کے بعد رکوع ۳ کی ابتداء یعنی اذکر قد انزلنا الیکم لباسا سے لیکر ولاھم یحزنون (ع ۴) تک اصل مقصود یعنی دوسرے دعویٰ کا ذکر ہے۔ ان آیتوں میں چار دفعہ یعنی آدم کے خطاب سے اصل مقصود کا ذکر فرمایا۔ اے بنی آدم! لباس تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانپنے اور تمہاری زینت کیلئے بنایا ہے۔ اے بنی آدم! شیطان کے اغوار اور وسوسے میں اگر اپنا لباس مت اتار بیٹو جس طرح اس نے تمہارے دل میں بھائی ہے کہ ننگے ہو کر طواف کرنا عبادت اور رخصت الہی کا موجب ہے۔ اے بنی آدم! ہر عبادت کے وقت لباس زیب تن رکھا کرو اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو کھاؤ اور ان میں غیر اللہ کو شریک مت کرو۔ لباس اللہ نے تمہاری زینت کیلئے پیدا کیا ہے اسے پہنو اور اپنی طرف سے اس کے استعمال پر ناجائز یا بندہاں مت لگاؤ اور بحالت عبادت (طواف، نماز وغیرہ) اس کے پہننے کو حرام مت سمجھو۔ اے بنی آدم! تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے جو تم کو میرے احکام پہنچائیں گے اور تمہیں میری توحید سنائیں گے لہذا تم ان کی پیروی کرنا اور شرک سے بچے رہنا اس کے بعد رکوع ۶ کے اختتام تک بشارتیں، تخیفیں و ترہیبیں مذکور ہیں۔ تیسرا دعویٰ غیب دان، کار ساز اور متصرف صرف اللہ ہی ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا ہے۔ یہ دعویٰ ان دیکھ اللہ الذی خلق السموات سے لیکر رکوع ۷ کے آخر لقوم بیشکرون تک میں مذکور ہے۔ اصل دعویٰ ذکر کرنے کے بعد دھوا لذلٰی یوسل السوط سے آخر رکوع تک مومن کے دل کیلئے زرخیز زمین اور کافریلئے بجز زمین کی مثال بیان فرمائی جس طرح عمدہ زمین میں بارش کی وجہ سے سرسبز و شاداب کھیت اور باغات لہلہانے لگتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی آیتیں حکم مومنین کے ایمان میں تازگی اور کھیتی پیدا ہو جاتی ہے اور جس طرح ناقص اور بجز زمین میں باوجود بارش کے کام کی کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی اسی طرح معاندین کے دلوں کی سیم و مقوہ ہر زدہ زمین پر آیات الہی کی بارش کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور ان سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلتا بلکہ ان کے دلوں میں بغض و عناد اور ضد کی بیماری بدستور باقی رہتی ہے۔

تینوں دعویٰ ذکر کرنے کے بعد رکوع ۸ کی ابتداء لفظ اذسلنا نوحا الی قومہ سے لیکر رکوع ۲۰ کے اختتام تک انبیاء علیہم السلام کے قصص بیان کئے گئے ہیں جو لطف و نشر غیر مرتب کے طور پر مذکورہ تینوں دعویٰ ہی سے متعلق ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے جو لفظ اذسلنا نوحا الی قومہ سے لیکر انہما کا نوحا قومہ اعمین تک ہے۔ یعنی پورا رکوع ۸۔ دوسرا قصہ حضرت ہود علیہ السلام کا ہے جو الی عاد اذھاھم ۱۰ سے لیکر وما کانوا یؤمنون (پورا رکوع ۹) میں مذکور ہے۔ اور تیسرا قصہ دالٰی شمود اذھاھم صلیح سے لے کر رکوع ۱۰ میں ولکن لا یحبون الا تصحیح تک میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ تینوں قصے تیسرے دعویٰ یعنی غیب دان اور کار ساز صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا ہے سے متعلق ہیں۔ ان تینوں قصوں سے معلوم ہوا کہ ان تینوں پیغمبروں نے اپنی تبلیغ کا آغاز اسی دعویٰ سے کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تینوں جگہوں میں ان کا حسب ذیل کلام نقل فرمایا یقوم بعدوا اللہ ما لکم من اللہ غیوہ (ع ۸، ۹)۔ ہر ایک نے اپنی قوم سے یہی کہا، اے میری قوم! صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، ماہات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو اس کے سوا کوئی تمہارا کار ساز اور حاجت روا نہیں، نہ اس کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار ہے۔ چوتھا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ہے و لوطا اذ قال لقومہ سے لے کر فانظر کیف کان عاقبتا لھم مین آخر رکوع ۱۰ تک میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ قصہ دوسرے دعویٰ سے متعلق ہے۔ دوسرا دعویٰ یہ تھا کہ اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو۔ اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام مانو اور اپنی طرف سے تخریبات اختراع نہ کرو۔ قوم لوط علیہ السلام فسق و فجور میں اس حد تک مہسک ہو چکی تھی کہ ان کے دلوں سے گناہ اور بدکاری کی برائی اور حرام کی حرمت کا احساس ہی غم ہو چکا تھا اور وہ حرمت الہیہ کے ساتھ حرام کا سامنا نہیں کرتے تھے۔

پانچواں قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے جو والی مدین احماہم شعبیا۔ تا۔ فیکفاسی علی قوم کفرین (پورا رکوع ۱۱) میں مذکور ہے۔ یہ قصہ دوسرے اور تیسرے دونوں دعویوں سے متعلق ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا اعلان یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ یہ تیسرے دعوی سے متعلق ہے اور فاوقوا الحکیل والمیزان ولا تبخسوا من شیء مما اھمکم یہ دوسرے دعوی سے متعلق ہے کیونکہ قوم شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ان حریمات وناپ تول میں کمی بیشی کر کے کسی کا حق مار لینا اور زمین میں شر و فساد پھیلانا وغیرہ کو حرام نہیں جانتی تھی پانچوں قصوں کے بعد بطور تحویف دینی روئے سخن اہل مکہ کی طرف ہو گیا ہے یعنی رکوع ۱۲ کی ابتدا و ما ادرسلنا فی قریۃ من نبی سے رکوع ۱۳ میں ونظیر علی قلوبہم فہم لا یسمعون تک۔ چھٹا قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جو ثمة بعثنا من بعدہم موسیٰ بآیتنا (۱۳) تا۔ فادسلنا علیہم رجلاً من السماء ہما کانوا یظلمون (ع ۲۰) میں مذکور ہے۔ یہ قصہ پہلے دعوی سے متعلق ہے۔ یعنی مسئلہ توحید کی تبلیغ میں مصائب و مشکلات کا سامنا ہو گا، انکا دلیری سے مقابلہ کرنا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راہ حق اور اشاعت توحید میں فرعون اور اس کی قوم کی طرف سے مصائب آلام کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے پوری ہمت و جرات سے انکا مقابلہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سلسلہ حواریوں کی زندگی میں پیش آئے جن میں سے ہر ایک، ایک کھن اور شکل منزل کی شان رکھتا ہے۔ پہلا واقعہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے سامنے بھڑے دریا میں اعلان توحید اور تبلیغ حق، فرعون کے مطالبہ پر اڑ دھا اور بدیہیہار کے معجزے دکھانا اور پھر فرعون کے لائے ہوئے جادو گروں (جن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی) سے مقابلہ کرنا۔ یہ واقعہ ثمة بعثنا من بعدہم موسیٰ بآیتنا (۱۳) تا و توفیق مسلمین (ع ۱۴) میں مذکور ہے۔ دوسرا واقعہ فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر ظلم و ستم فرعون کی طرف سے قوم موسیٰ علیہ السلام میں پیدا ہونے والے لوگوں کے قتل کرنے اور لڑکیوں کو غلامی کے لئے زندہ رکھنے کا حکم۔ اور اس ظلم و ایذا کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا صبر و تحمل سے برداشت کرنا۔ یہ واقعہ وقال المسلمون قوم فرعون اتذروا موسیٰ۔ تا۔ فینظر کیف یعملون۔ (پورا رکوع ۱۵) میں مذکور ہے۔ تیسرا واقعہ فرعون اور اس کی قوم پر مختلف صورتوں میں اللہ کے عذاب کا نازل ہونا۔ بحالت عذاب ان کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دفع عذاب کی دعا کے لئے درخواست کرنا اور یہ عہد کرنا کہ عذاب اٹھ جانے کے بعد وہ ایمان لے آئیں گے اور پھر رفع عذاب کے بعد عہد شکنی کرنا اور آخر کار فرعون کا لاشکر سمیت دریائے نیل میں غرق ہونا یہ واقعہ وقد اخذنا آل فرعون بالسنتین۔ تا۔ وما کانوا یعرشون (رکوع ۱۶) میں مذکور ہے۔ چوتھا واقعہ بنی اسرائیل کا دریائے ہارہ راستوں میں سے صحیح و سالم گذرنا اور پار جا کر سرکشی پر اترنا اور مشرکوں کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بت پرستی کی اجارت چاہنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ کے احسانات یاد دل کران کو سمجھانے کی کوشش کرنا یہ واقعہ وجاؤ ذنا ببنی اسرائیل البحر۔ تا۔ وفی ذلک بلاع من ربکم عظیمون (رکوع ۱۶) کا آخر میں بیان کیا گیا ہے۔

پانچواں واقعہ۔ تورات دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلانا، موسیٰ علیہ السلام کو اپنا جانشین بنانا۔ کوہ طور پر رؤیت باری تعالیٰ کی آرزو کرنا، علی الہی کی تاب نہ لا کر بیہوش ہو جانا، ان کی عدم موجودگی میں قوم کا بگڑ جانا، حضرت ہارون علیہ السلام کی تبلیغ توحید اور شرک سے روکنے کے باوجود گوسالہ سامری کی پرستش میں لگ جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تورات لے کر قوم میں واپس آنا۔ یہ واقعہ و وعدنا موسیٰ ثلاثین لیکتہ (ابتداء رکوع ۱۷) تا۔ لنکون من المخصرین (۱۸) میں مذکور ہے۔ چھٹا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کی بگڑی ہوئی حالت دیکھ کر غضبناک ہونا، حضرت ہارون علیہ السلام کو اذرا فاعل میں کوتاہی کرنے کا الزام دینا، پھر ان کا معقول عذر سن کر اپنی لغزش پر اللہ سے دعا کرنا اس کے بعد گوسالہ پرستوں کے لئے تحویف دینی کا ذکر ہے یہ واقعہ ولما رجع موسیٰ الی قومہ (۱۸) تا۔ ہم لہم یوحیون (ع ۱۹) میں بیان کیا گیا ہے۔ ساتواں واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کے سرداریموں کو کلام الہی سننے کے لئے کوہ طور پر لے جانا، ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کو طمانہ دیکھنے کا مطالبہ کرنا، اس حال اور گستاخانہ مطالبہ پر ان کا ہلاک ہو جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کا دوبارہ جی اٹھنا یہ واقعہ واختار من قومہ (ع ۱۹) تا۔ یهدون بالحق وبہ یعدلون (ع ۲۰) میں مذکور ہے۔ اس حصے میں ماننے والوں کے لئے بشارت کے سلسلے میں آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تھا اس لئے اس کے بعد بطور جملہ محرمہ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً الخ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی عالمگیر رسالت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آٹھواں واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کیلئے پتھر سے بارہ پانی کے چشموں کا ظاہر ہونا۔ بنی اسرائیل پر بارہوں کا سایہ کرنا، ان پر من و سلوی کا اتنا اور ان کو سرزمین بیت المقدس میں اترنے کا حکم دیا جانا اور ان کا سرکشی سے حکم خداوندی کی مخالفت کرنا۔ یہ واقعہ وقطعنا ہما اثنتی عتق اسباطا۔ تا۔ ہما کانوا یظلمون (مقام رکوع ۲۰) میں مذکور ہے۔

قصص کے اتمام پر و سئلہم عن القریۃ الی کانت حاضیۃ البحر (ع ۲۱) تا۔ لعلہم یرجعون (ع ۲۱) میں تحوینات کا ذکر ہے۔ اس کے بعد خلف من بعدہم خلف سے ان برے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو نیک لوگوں کے جانشین ہونے اور ان کا مسلک توحید چھوڑ کر شرک کرنے اور شرک پھیلانے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور دین کو دنیا کے لئے کمانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور پھر کہتے کیا میں سیغفر لنا قیامت تو اے دوسری ضرورت بخش ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے جوئے گدی نشینوں کے اس باطل دعوے کو چار وجوہ سے رد فرمایا ہے۔ وجہ اول اللہ یوخذ علیہم میثاق الکتاب۔ تا۔ لا نضیع اجراً لمصلحین (ع ۲۱) یعنی اگر بد عملی کے باوجود بخشش ہو سکتی ہوتی تو ہمیں کتاب کی پیروی کرنے کا عہد و پیمان لینے کی کیا ضرورت تھی۔ وجہ دوم واذنستقنا الجبل۔ تا۔ لعلکم تتقون اگر ایسے ہی بخشش ممکن ہوتی تو اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کا عہد لینے کے لئے پہاڑ اٹھا کر ان کے سروں پر سلق نہ کیا جاتا۔ وجہ سوم واذ اخذ ربک من بنی آدم۔ تا۔ ولعلہم یرجعون (ع ۲۲) اگر اعتقادات حقہ اور اعمال صالحہ کے بغیر نجات ممکن ہوتی تو ہر فرد بشر سے توحید باری تعالیٰ کا عہد نہ لیا جاتا۔ وجہ چہارم واذل علیہم نبا الذی آتیناہ۔ تا۔ و انفسہم کانوا یظلمون (ع ۲۲) ہم باہم باہم باہم باہم نے ہدایت عطا کی مگر اس کے بعد نافرمانی کی وجہ سے ہم نے اسے ذلیل و خوار کر دیا۔ اگر بد عملی کے باوجود بخشش ہو سکتی ہوتی تو اسے زلزل کرنے کی کیا ضرورت تھی اس کے بعد من یہد اللہ فہو المہتدی (ع ۲۲) تا۔ و ہم لا یبصرون (ع ۲۲) تمام آیتیں مذکورہ تینوں دعویوں سے متعلق ہیں من یہد اللہ فہو المہتدی الخ یہ پہلے دعوی سے متعلق ہے یعنی آپ جرات دلیری سے مسئلہ پیادیس ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ کے اختیار میں ہے ولقد ذرانا لجهنم کثیرا۔ تا۔ اولئک ہم الخفلون (ع ۲۲) یہ دوسرے سے متعلق ہے یعنی مشرکین جانوروں کی طرح ننگا ہونے میں کوئی شرم اور عار محسوس نہیں کرتے۔ واللہ الاسماء المحسنی۔ تا۔ وہ یعدلون (آخر رکوع ۲۲) یہ تیسرے دعوی سے متعلق ہے تمام اعلیٰ صفوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہی غیب دان اور کار ساز ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پاکارو اور اس کے سوا کسی کو مست پاکارو۔ والذین کذبوا بآیتنا (ع ۲۳) تا۔ وبشیء یقوم یؤمنون (ع ۲۳) یہ پہلے دعوی سے متعلق ہے۔ یعنی آپ بے دھوک مسئلہ توحید بیان کریں جو نہ مانیں اور تکذیب کریں ایسے لوگوں کو ہم دھیل دیدیں گے اور جب پکڑیں گے سخت پکڑیں گے۔ هو الذی خلقکم من نفس واحد

۴۸۰ تا۔ امانتوں ۰ دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی وہ دلائل حاصل کرنے کے لئے غیر اللہ کی نذر میں نیازیں دیتے ہیں ان الذین ندعون من دون اللہ۔ تا۔ وہ ملامتوں تیسرے دعوے سے متعلق ہے مشرکین اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ بالکل عاجز اور بے بس ہیں وہ نہ غیب دان ہیں نہ حاجت روائی کی قدرت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد خذ العفو و امر بالعرفہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ و اخوانہم یمدونہم فی النحی ثم لا یقصر و ان زجر ہے اور و اذا المقاتلہم بآیۃ اللہ شکری اور قل انما اتبع ما یوحی الی جواب شکری ہے۔ ہذا بصائر من ربکم۔ تا۔ لعلکم تحمون تعزب الی القرآن۔ واذکور ربک فی نفسک اللہ یعنی ہر حال میں صرف اللہ ہی کو پکارو اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔

۵۔ المص یہ حروف مقطعات میں سبکیں ان کی مراد اللہ ہی ہوتا ہے۔ حروف مقطعات کی تفصیلی بحث سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ (مثلاً، ماشیہ) جیسا کہ غلامہ میں گذر چکا ہے سورہ اعراف میں تین دعوے ذکر کئے گئے ہیں (۱) مسئلہ توحید کی جرأت و استقلال سے تبلیغ کرو اور اس سلسلہ میں جو تکلیفیں آئیں انہیں برداشت کرو اور دل میں تنگی نہ لاؤ (۲) نفی شرک فعلی یعنی اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو اور شیاطین کی ابتلاء میں اپنی طرف سے تحریمات اختر نہ کرو (۳) نفی شرک عقاری یعنی غیب دان اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا لہذا فائنانہ حاجات میں اسی کو پکارو۔

پہلا دعویٰ

۳۔ یہ دعویٰ اولیٰ ہے۔ یعنی بہار ربین کر مسئلہ توحید پہنچاؤ اور دل میں کسی قسم کی تنگی نہ لاؤ اور مشرکین کی تکذیب کی پرواہ مت کرو جو جہنمہ بتلیف لانہ کان یخاف قومہ و تکذیبہ محلہ و اعراضہم عنہ (ملا رک ج ۲ ص ۲۸۲) کتاب خبر اور ہذا اس کا مبتدا مخدوف ہے لتذریبہ اللہ یہ انزل کے متعلق اور فلا یکن فی صدرک حرج اسی پر تنوع ہے۔

دوسرا دعویٰ

۴۔ یہاں سے دوسرے دعوے کی ابتداء ہوتی ہے اس آیت میں دوسرا دعویٰ بالتحال مذکور ہے۔ یعنی اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو اور شیاطین کی پیروی نہ کرو۔ رکوع ۲ اور ۳ میں یعنی از یعنی آدم قد انزلنا علیکم لباساً تا۔ فذوقوا العذاب بآکثمتہم تکسبون یہ دعویٰ تفصیل سے مذکور ہے اس سے پہلے رکوع ۲ یعنی ولقد خلقناکم ثم صورناکم تا۔ ومنہا فخرجون میں اس کی تہذیب کا ذکر ہے۔ و لا تتبعوا من دونہ اولیاء اولیاء سے یہاں شیاطین الانس

والجن مراد ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے، ان سے شرک کرتے اور ان کو خود ساختہ تحریمات پر آمادہ کرتے ہیں۔ اراد بالاولیاء الشیاطین شیاطین الانس والجن وانسہم الذین یحملون علی عبادۃ الاوثان والاهواء والبدن ویضلون عن دین اللہ تعالیٰ (بحر ج ۲ ص ۲۸۲) جیسا کہ اسی سورت کے تیسرے رکوع میں اشارہ ہے اما جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یؤمنون ۴ یہ تخریم دنیوی ہے اھلکناھا ای اھلکھا یعنی بہت سی بستیوں کے باسیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں بیکتا مصدر بمعنی اسم فاعل اھلکنا کے مفعول سے مال واقع ہے مصدر واقع موقع الحال بمعنی باشندین۔ (مدارک ج ۲ ص ۲۸۲) قاتلون۔ قیلول سے ہے جس کے معنی دہر کے وقت نیند کرنے کے ہیں فہما کان دعویٰ سہما اللہ عذاب آنے سے پہلے توبہ ضرور کی وجہ سے مانتے نہ تھے لیکن جب ان کی بد اعمالیوں اور مسلسل مجرمانہ اعمال کے سبب اللہ کا فتح الرحمن مل گیا یعنی مجبوران باطل کہ دوست میگرفتند ۱۳ ص ۱۳۱۔

الاعراف

۳۵۵

ولواستأنہ

سُورَةُ الْأَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ فَاتِيَةٌ وَسُورَةُ الْأَعْرَافِ عَشْرٌ وَرُكُوعًا

۱۔ سورہ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی دوسو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْقَصِّ ۱ كَتَبْنَا إِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِي صَدْرِكَ

۱۔ کتاب تمہاری ہے تم پر سو چاہیے کہ تیرا جی

حَرْجٌ مِنْهُ لِنَذِرِ بِهٖ وَذِكْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ ۲

۲۔ تم نہ ہو اس کے پہنچانے سے تاکہ تو ڈرائے اس سے اور نصیحت ہو ایمان والوں کو

اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا

۳۔ چلو اسی پر تم جو اترام پر تمہارے رب کی طرف سے اور نہ چلو

مِنْ دُونِهِ أُولَئِكَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۳

۳۔ اس کے سوا اور رفیقوں کے پیچھے مل تم بہت کم دھیان کرتے ہو ۳ اور

كَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا

۴۔ کتنی بستیاں ۴ ہم نے ہلاک کر دیں کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب راتوں رات

أَوْهُمْ قَائِلُونَ ۴ فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ

۴۔ دوپہر کو سوتے ہوئے پھر یہی تھی ان کی پکار جس وقت

جَاءَهُمْ بِأَسْنَاءُ إِلَّا أَنْ قَالُوا إِنَّا كُنَّا

۵۔ کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب کہ کہنے لگے بے شک ہم نے

ظَالِمِينَ ۵ فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ

۵۔ گنہگار ۵ سو ہم کو ضرور پوچھنا ہے کہ ان سے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے

وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۶ فَلَنَقْصِّنَّ عَلَيْهِمْ

۶۔ اور ہم کو ضرور پوچھنا ہے رسولوں سے پھر ہم ان کو احوال سنائیں گے ۶

منزل ۲

عذاب آجاتا تو اپنے تصور کا اعتراف کر لیتے مگر اس وقت چھٹانے سے کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ اسے یہ خوف اخروی ہے۔ اسے علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ قیامت کے دن جو میزان (ترازو) نصب کیا جائے گا۔ اس میں کیا تول جائے گا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ اعمال ناسے تولے جائیں گے جن میں حسنات و سیئات لکھے جاتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ قیامت کے دن اعمال حسنہ کو اچھی صورت میں اور اعمال سیئہ کو قبیح صورت میں مصور و مجسم کیا جائے گا اور پھر ان کو ترازو کے پلڑوں میں ڈال کر تولا جائے گا۔ قال بعضهم

توزن صحائف الاعمال المكتوبة فيها الحسنات والسيئات وقال ابن عباس يعني بالاعمال الحسنة على صورة حسنة وبالاعمال السيئة على صورة قبيحة فتوضع في الميزان (خازن ج ۲ ص ۲۸) اسے یہ بشارت اخروی ہے ومن خفت موازينه الخ یہ خوف اخروی ہے یہ حضرت یحییٰ بن اسماعیل علیہ السلام کی دعوت قبول کرنے کی ترغیب ہے۔ معاشی معیشت کی جمع ہے مراد ذریعہ معاش ہے یعنی ہم نے زمین میں تم کو تمکین دی اور اس میں تمہاری روزی کے لئے کئی اسباب و ذرائع مہیا کئے اللہ ان انعامات کے شکرانے میں تمہیں اس کے احکام کا اتباع کرنا چاہئے اور اس کے رسول کی دعوت کو دل و جان سے قبول کرنا چاہئے۔ یہ دعویٰ کے تہید ہے جو اس پورے رکوع میں ذکر کی گئی ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم، ابلیس کی نافرمانی اس کے ملعون و مطرود ہونے اور آدم و حوا علیہما السلام سے اس کی ملاوت اور اس کی وہم سے جنت میں ان کے برہنہ ہو جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ شہ قلمنا الخ شہ یہاں تعقیب ذکری کے لئے ہے ورنہ ماقبل سے مرتبط نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا آدم کی پیدائش سے پہلے ہوا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ بھی اس کے بعد بیان کرو۔ لہذا اس سے یہ مطلب نکالنا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے ہی دنیا میں انسان موجود تھے۔ سراسر ماطل ہے اور کچھ فیہ برہنی ہے بعض مفسرین نے خلق شکھ اور صورت شکھ میں مضاف مقدار مانا ہے

بَعْلِمُ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ

اپنے علم سے اور ہم کہیں غائب نہ تھے اور تول اس دن

الْحَقُّ ۖ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

ثقل ہوگی پھر جس کی توئیں بھاری ہوئیں وہ سب وہی ہیں

الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ

نجات پانے والے اور جس کی توئیں ہلکی ہوئیں سب وہی ہیں

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا

جنہوں نے اپنا نقصان کیا اس واسطے کہ ہماری آیاتوں

يَظْلُمُونَ ۝ وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا

کا انکار کرتے تھے اور ہم نے تم کو جگہ دی زمین میں اور غرض کر دیں

لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشٌ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَلَقَدْ

اس میں تمہارے لئے روزیاں تم بہت کم شکر کرتے ہو اور ہم

خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

نے تم کو پیدا کیا تمہیں صورتیں بنا دیں تمہاری پھر حکم کیا فرشتوں کو کہ

اسْجُدُوا لِلآدَمِ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُنْ

سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نے نہ تھا

مِّنَ السَّٰجِدِينَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ

سجدہ والوں میں کہا تم کو کیا مانع تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب

أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَ

میں نے حکم دیا تجھ کو بولا میں اس سے بہتر ہوں تم کو تو نے بنایا آگ سے اور

خَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ

اس کو بنایا مٹی سے کہا تو اتر یہاں سے تو اس لائق

ماتل

خلقنا ابنا کہ آدم علیہ السلام طینا غیوم صورناہ الخ (روح ج ۸ ص ۸) لیکن تم کو تعقیب ذکری پر محمول کرنے کی صورت میں اس تقدیر کی ضرورت نہیں رہتی۔ ابلیس فرشتوں میں سے نہیں تھا لیکن سجدہ کرنے کا حکم اسے بھی ہوا تھا مطلب یہ ہوگا کہ فرشتوں کو حکم دیا تو وہ مان گئے اور ابلیس کو بھی حکم ہوا مگر وہ نہیں مانا عرف عام میں ایسے موقعوں پر عرف سے کام لیا جاتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے فلاں شہر والوں کو دغظ کیا وہ مان گئے لیکن فلاں شہر والوں نے نہیں مانا یعنی انکو بھی دغظ کیا تھا لیکن وہ نہیں مانے۔

موضع قرآن و ہر شخص کے عمل لکھے جاتے ہیں موافق وزن کے وہی کام سے کہ صدق سے اور محبت سے موافق حکم کیا اور بر محل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے کو یا پس کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو

میں نے تم کو پیدا کیا تمہیں صورتیں بنا دیں تمہاری پھر حکم کیا فرشتوں کو کہ اسجودوا للآدم فاسجدوا الا ابليس لم یکن من الساجدين قال ما منعک الا تسجد اذ امرتک قال انا خیر منہ خلقتني من نار و خلقته من طین قال فاهبط منها فما یكون

لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّغِيرِينَ ۝۱۲

نہیں کہ تکبر کرے یہاں پس باہر نکل تو ذلیل ہے

قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝۱۳ قَالَ إِنَّكَ مِنَ

بولتا کر مجھے مہلت دے امدن تک کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں فرمایا تجھ کو

الْمُنْظَرِينَ ۝۱۵ قَالَ فِيمَا أُغْوِيْتَنِي لَا قُعْدَنَ لَهُمْ

مہلت دی گئی بولا تو جیسا ۱۳ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور پیچڑوں کا انکی

صراطُكَ الْمُسْتَقِيمَ ۝۱۶ ثُمَّ لَا تِيْنُهُمْ مِّنْ بَيْنِ

تاک میں تیسری سیدھی راہ پر وہ یہ پھر ان پر آؤں گا ان کے

أَيْدِيَهُمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ

آگے سے اور پیچھے سے ۱۶ اور دائیں سے اور

شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۝۱۷ قَالَ

بائیں سے اور نہ پائے گانوں اکثروں کو ان میں شکر گزار ۱۷ کہہ

أَخْرَجَ مِنْهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا لَّنْ تَبْعَكَ مِنْهُمْ

نکل یہاں سے ۱۷ برے حال سے مردود ہو کر جو کوئی ان میں کو تیری راہ پر چلے

لَا مَكْنَ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ ۝۱۸ وَيَا أَدَمُ اسْكُنْ

تو میں مردود ہو دنگا دوزخ کو تم سب سے اور اے آدم وہ تو

أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا

اور تیری عورت جنت میں پھرد کھاؤ جہاں سے چاہو اور

تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝۱۹

پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے گنہگار

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورَىٰ

پھر بہکایا ان کو شیطان نے تاک کھول دے ۱۹ ان پر وہ چیز کہ ان کی نظر پر پوشیدہ

۱۲ ما مصدر یہ اور ہا سبب یہ ہے اغویتنی ای ہما
اسئلتنی و هو المرفی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما درج ۸۷ ص ۹۷ یعنی مجھ کو تیرے گمراہ اور بد راہ
کر دینے کی وجہ سے میں آدم اور اولاد آدم کو گمراہ کرنے
کے لئے تیری سیدھی راہ پر پیٹھوں گا اور مختلف جیلوں سے
ان کو صراط مستقیم سے بھٹکانے کی کوشش کروں گا ۱۳
من بین ایدہم و من خلفہم دنیا میں مشغول و منہمک کر دینا
مراد ہے و من خلفہم نیکیوں سے روکنا و عن شمایلہم
و عن ایمانہم نیکیوں سے روکنا و عن شمایلہم
برائیوں کی ترغیب دینا مراد ہے۔ یا یہ چاروں ہر طرف سے
گمراہ کرنے سے کنایہ ہے اور یہی معنی سیاق قرآن کے
مطابق ہے الظاہران اتیانہ من ہذہ الجہات
الاربعة کنایۃ عن وسوستہ و اغوائہ لہ و الجہد
فی اضلالہ من کل وجہ یہ ممکن (مخرج ۲ ص ۲۶)
۱۴ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہاں شاکر بمعنی
مومنین ہے قال ابن عباس معناه ولا تجد اکثرہم
موتحدین (مازن ج ۲ ص ۱۵) ۱۵ منہا کی ضمیر
سے جنت یا زمین یا آسمان مراد ہے مذموم و مادی
مذموم (مذاہر) مدحور ای مہطور و ۱۶ رندہ
درگاہ خدا لمن تبعك الہ اس میں لام قسمیہ ہے اور
لا ملئ جہنم الہ جواب قسم ہے۔ ۱۷ لیبیدی
لام و سوس کے متعلق ہے اور عاقبت کے لئے ہے کیونکہ
ابلیس کا مقصد خاص یہ زلت پہنچانا نہیں تھا بلکہ اس کا
مقصد توان سے خدا کی نافرمانی صادر کرنا تھا لیکن آخر
الامر یہ بات بھی ہو گئی و الام فی قولہ لیبیدی لہما
لہما العاقبۃ و ذلک لان ابلیس لم یقصد
بالوسوسۃ ظہور عودا قہما و انما کان حملہما علی
للعصیۃ فقط فکان عاقبۃ امرہما ان بدت
عودا قہما (مازن ج ۲ ص ۱۵) من سوا قہما یہ ما وری
کا بیان ہے۔

موضح قرآن و یعنی میں تو گمراہ ہوا اب ان کی بھی راہ
مارو گا۔

ما مصدر یہ ہے۔ اغویتنی ای ہما
اسئلتنی و هو المرفی عن ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما درج ۸۷ ص ۹۷
یعنی مجھ کو تیرے گمراہ اور بد راہ
کر دینے کی وجہ سے میں آدم اور
اولاد آدم کو گمراہ کرنے کے لئے
تیری سیدھی راہ پر پیٹھوں گا اور
مختلف جیلوں سے ان کو صراط
مستقیم سے بھٹکانے کی کوشش
کروں گا ۱۳ من بین ایدہم و من
خلفہم دنیا میں مشغول و منہمک
کر دینا مراد ہے و من خلفہم
نیکیوں سے روکنا و عن شمایلہم
و عن ایمانہم نیکیوں سے روکنا
برائیوں کی ترغیب دینا مراد ہے۔
یا یہ چاروں ہر طرف سے گمراہ
کرنے سے کنایہ ہے اور یہی معنی
سیاق قرآن کے مطابق ہے
الظاہران اتیانہ من ہذہ الجہات
الاربعة کنایۃ عن وسوستہ و
اغوائہ لہ و الجہد فی اضلالہ
من کل وجہ یہ ممکن (مخرج ۲ ص
۲۶) ۱۴ حضرت ابن عباس فرماتے
ہیں یہاں شاکر بمعنی مومنین ہے
قال ابن عباس معناه ولا تجد
اکثرہم موتحدین (مازن ج ۲ ص ۱۵)
۱۵ منہا کی ضمیر سے جنت یا زمین
یا آسمان مراد ہے مذموم و مادی
مذموم (مذاہر) مدحور ای مہطور و
۱۶ رندہ درگاہ خدا لمن تبعك
الہ اس میں لام قسمیہ ہے اور
لا ملئ جہنم الہ جواب قسم ہے۔
۱۷ لیبیدی لام و سوس کے متعلق
ہے اور عاقبت کے لئے ہے کیونکہ
ابلیس کا مقصد خاص یہ زلت
پہنچانا نہیں تھا بلکہ اس کا
مقصد توان سے خدا کی نافرمانی
صادر کرنا تھا لیکن آخر الامر
یہ بات بھی ہو گئی و الام فی
قولہ لیبیدی لہما لہما العاقبۃ و
ذلک لان ابلیس لم یقصد
بالوسوسۃ ظہور عودا قہما و
انما کان حملہما علی للعصیۃ
فقط فکان عاقبۃ امرہما ان بدت
عودا قہما (مازن ج ۲ ص ۱۵) من
سوا قہما یہ ما وری کا بیان ہے۔

۱۷۔ ابلیس نے ان کو قسم دی کہ وہ ان کی خیر خواہی کر رہا ہے یہاں مزید معنی جڑ ہے کیونکہ قسم صرف ابلیس نے کھائی تھی لیکن آدم و حوا علیہما السلام نے چونکہ اس کی قسم کو مان لیا تھا تو گویا ان کی طرف سے بھی قسم ہو گئی اس لئے باب مفاعله استعمال کیا گیا و اخرج قسما ابلیس علی ذنہ المفاعلة لان لما كان منه القسم ومنهما التصديق فكانهما من اثنين

(سورہ ج ۷ ص ۱۸) ۱۸۔ آخر ابلیس نے دعوہ کہ اور فریب سے ان کو شجرہ منوعہ کھالے پر آنا کہ لیا اور ان کو ان کے رتبہ اطاعت سے نیچے گرا دیا ای حطہما عن درجتهما و انزلہما عن رتبۃ الطاعة الی رتبۃ المعصیۃ (روح ج ۸ ص ۱۹) ۱۹۔ یہ اصل میں تی تھا اسم اشارہ برائے تانیث و احد اس کے بعد لام بعد لگا گیا اتقار ساکنین کی وجہ سے گر گئی اور ک۔ کما۔ کھ وغیرہ ضمائر خطاب تنبیہ کے لئے آتی ہیں اور مخاطب کی نسبت سے استعمال ہوتی ہیں۔ یہاں مخاطب چونکہ دو تھے یعنی آدم و حوا علیہما السلام اس لئے ضمیر کما استعمال کی گئی۔ ۲۰۔ شجرہ منوعہ کھالے کی لغزش پر نام ہو کر حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عافی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے یہی دعائیہ کلمات ان کے دل میں ڈال دیئے چنانچہ دونوں نے انہی کلمات سے گڑ گڑا کر اللہ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے لغزش معاف فرمادی جیسا کہ سورہ بقرہ ۳۷ میں ارشاد ہے فتلقى آدم من ربه کلمات فتاب عکلیہ تمام متفقین اہل تفسیر کی رائے یہ ہے کہ اس آیت میں کلمات سے یہی دعا مراد ہے ای استقبلہما بالخذ والقبول والعمل بھا۔۔۔۔۔ وہن قوله تعالیٰ دبنا ظلماتنا انفسنا (سورہ ج ۱۲ ص ۱۲) ۱۲۔ اھبطوا بعینہ جمع میں خطاب حضرت آدم و حوا علیہما السلام اور ابلیس سے ہے۔ امام فرار کہتے ہیں خطاب حضرت آدم اور حوا سے ہے جیسا کہ دوسری جگہ وارد ہے قال اھبطوا منہا جمیعاً (طہ ۷۷) چونکہ وہ دونوں نوع بشر کی اصل ہیں اس لحاظ سے گویا کہ وہی جمیع بشر ہیں و ضمیر الجمع لکونہما اصل لبتن و کائن

ہم (روح ج ۸ ص ۱۸)۔

موضع قرآن و عیب دھکے تھے یعنی حاجت

استنجا اور حاجت شہوت جنت

میں نہ تھی اور ان کے بدن پر کپڑے تھے وہ کبھی اتانے

نہ تھے کہ انارڈی جنت ہوتی تھی یہ اپنے اعضا سے واقف نہ تھے جب یہ گناہ ہوا تو لوازم بشری پیدا ہوئے اپنی حاجت سے خبر نہ ہوئے اور اپنے اعضا دیکھے۔

سبب منقلب الی رتبۃ المعصیۃ
شیطان نے کھائی
اور آدم و حوا
علیہما السلام نے
تصديق کی اور سواک۔

۱۷۔

ولواتنا

۳۵۸

الاعراف

عَنْهُمَا مِنْ سَوايَهُمَا وَقَالَ مَا نَهَكُمَا رَبُّكُمَا

تھی ان کی شرکاء ہوں سے اور وہ بولا کہ تم کو نہیں روکا تمہارے رب نے

عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَکَیْنِ أَوْ

اس درخت سے مگر اسی لئے کہ کہی تم ہو جاؤ فرشتے یا

تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِیْنَ ۲۰ وَقَا سَمَهُمَا إِلَى لَكُمَا

ہو جاؤ ہمیشہ رہنے والے و اور ان کے آگے قسم کھائی کہ میں البتہ

لَیْسَ النَّصِیْحَیْنِ ۲۱ فَذَلَّهِمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا

تمہارا دوست ہوں ۲۱ پھر مائل کر لیا ان کو فریب سے ۲۱ پھر جب چکا ان دونوں

الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوايَهُمَا وَطَفِقَا مَخْصِفَیْنِ

نے درخت کو تو کھل گئیں ان پر شرکاء ہیں ان کی اور لگے جوڑنے اپنے

عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ ۲۲ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا

اور پر بہشت کے پتے اور پکارا ان کو ان کے رب نے

أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَأَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ

کیا میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے ۲۲ اور نہ کہہ دیا تھا تم کو کہ

الشَّیْطَانُ لَكُمْ آعَدُ وَمُتَبِعٌ ۲۳ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا

شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے بولے وہ دونوں کہے رب ہمارے ظلم کیا

أَنفُسَنَا سَكَنَةً وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ

ہم نے اپنی جان پر سہ اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور

مِنَ الْخَسِرِیْنَ ۲۴ قَالَ أَهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

ہو جائیں گے تباہ فرمایا تم اترو اسے تم ایک دوسرے کے

عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى

دشمن ہو گے اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا اور نفع اتنا ہے ایک

منزل ۲

حِينَ ۲۳ قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا

تُخْرَجُونَ ۲۴ يَلْبِثُ آدَمُ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا

لِيُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ

ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۲۵

يَلْبِثُ آدَمُ لَا يَفْتِنُكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ

أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَازِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا

لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا إِنَّهُ يَرِيكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ

مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ

أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۲۶ وَإِذَا فَعَلُوا

فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ

أَمْرًا بِهَآءِ قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ

وَاللَّهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الْغَافِلِينَ ۲۷

مَنْ يَلْبِثُ آدَمُ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا

لِيُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ

ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۲۸

يَلْبِثُ آدَمُ لَا يَفْتِنُكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ

أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَازِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا

لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا إِنَّهُ يَرِيكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ

مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ

منزل ۲

۲۳ حیات سے حیات متعارف مراد ہے اس لئے یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوئے تو وہ بھی زمین پر ہی زندگی بسر کرتے۔ زمین حیات متعارف کا مرکز ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان میں زندگی یہاں کی متعارف زندگی نہیں۔ یعنی وہ زندگی جس کے ساتھ خورد و نوش اور دیگر لوازم وابستہ ہوں۔ یہاں تک تمہید ختم ہوئی۔ ۲۴ تمہید کے بعد یہاں سے اصل مقصد یعنی دوسرا دعویٰ شروع ہوتا ہے جسے رکوع ۳۴ میں چار دفعہ یلبیٰ آدم کے عام خطاب سے بیان کیا گیا ہے قد انزلنا علیکم لباسا یعنی ہم نے لباس اس لئے بنایا ہے تاکہ تم اپنے قابل ستر اعضا کو ڈھانپ سکو اور لباس سے زینت و آرائش کا کام بھی لو۔ دیشاہی زینہ ۲۵ لباس لتقویٰ سے ایمان، عمل صالح اور دلی حیا مراد ہے مطلب یہ کہ ظاہری لباس کے ساتھ یہ تقویٰ کا لباس بھی پہننا چاہئے جو پہلے سے کہیں زیادہ فروغی اور اہم ہے ۲۶ یہاں اولاد آدم کو شیطان کے فریب سے خبردار کیا گیا کہ یہ وہی تمہارا پرانا دشمن ہے جس نے تمہارے ماں باپ (حوار آدم) کو فریب دیکر جنت سے نکالا تھا تم اس کے فریب میں نہ آجانا۔ خطاب بلا واسطہ مشرکین عرب سے ہے جو برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے اور اس فعل شیعہ کو عبادت سمجھتے تھے یہ سب شیطان کے اغوار سے تھا۔ ماصل یہ کہ یہ بے حیائی تم سے شیطان کر رہا ہے۔ شیطان کے اغوار سے تم نے بحالت طواف لباس پہننا حرام کر دیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا کوئی حکم نہیں دیا جیسا کہ سورہ کہف ۷۵ میں ہے افْتَحِذْ ذُنُوبَهُ وَذَرِيتَهُ اُولَیَآءَ مِنْ دُونِ وَهْمٍ اَصْحَابُ عَدُوٍّ مُّشْرِكِينَ کی عورتیں بھی برہنہ ہو کر طواف کرتیں اور یہ شعر گاتیں ے

اليوم يبدو بعضه اوكله

فما بد امنه فلا احله

احلال کے معنی ہیں لائق عذاب دانستن (مراح) یعنی آج شرک گاہ کا سنگا ہو جانا موجب عذاب نہیں۔ مولانا عارف رومی نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا جو غفلان شریعت افعال کو عبادت اور قرب الہی کا ذریعہ مانتے ہیں ے یاں نگیری اہلہاں را نو دلی صرمنہ گوسالہ را چوں سامری

لیبرہما میں لام عاقبت کا ہے۔ ۲۷ وقبیلہ ای ذریتہ او جنودہ من الشیاطین (دارک ۳۲) یعنی ابلیس اور اس کی ذریت انسان کو دیکھ سکتی ہے مگر انسان ان کو نہیں دیکھ سکتا اس لئے وہ محفوظ گھات سے انسان کو گمراہ کرنے کیلئے حملہ کرتا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ گمراہ کرنے والا صرف ایک ابلیس ہی نہیں بلکہ اسکی بے شمار ذریت اسکا کام میں مصروف ہے۔ انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یؤمنون یہ اس بات پر قرینہ ہے کہ سورہ اعراف کے شروع

میں ولا تتبعوا من دونہ اولیاء میں اولیاء سے شباطین مراد ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ اس سے اہل بدعت کا یہ استدلال باطل ہو گیا کہ اگر ایک شیطان (ابلیس) ہر جگہ ماضو کافر ہو کر لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ ماضو ناظر نہیں ہو سکتے۔ (معاذ اللہ من ہذا التشبیہ) قال السراج سلطنا ہم علیہم یزید ونا فی غیہم فیتا بعونہم علی ذلک فصلاوا اولیاءہم (مخرج ۳۵) یہ شکوی ہے اور فاحشہ سے یہاں برہنہ طواف اور دیگر مشرکانہ افعال مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس زہری، مجاہد، زید بن اسم، ابن عطیہ اور سدی سے منقول ہے وهو طوافہم بالبيت عراة وشوکہم (مدارک) قال ابن عطیة والفاحشہ وان کان عامرا ہی کشف موضح قرآن و یعنی دشمن نے جنت کے کپڑے تم سے اتروائے پھر تم نے تم کو دنیا میں تدبیر لباس کی سکھادی اب وہی لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو یعنی مرد لباس رسمی نہ پہنے اور (امن رواؤنہ رکھے اور جو منع ہوا ہے سو نہ کرے اور عورت بہت باریک نہ پہنے کہ لوگوں کو بدن نظر آوے اور اپنی زینت نہ دکھاوے۔

العودة في الطواف فقد روى عن الزهري انه قال في ذلك نزلت هذه الايات وقاله ابن عباس ومجاهد انتم به تقول زيد بن مسلم السد مشركين كوجب اپنے انعال قبیم سے روکا جاتا تو کہتے کہ ہمارے باپ دلا یہ کام کرتے چلے آئے ہیں اور اللہ نے ہمیں ان کاموں کا حکم دیا ہے۔ ۲۸ یہ جواب شکوی ہے۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ پر سراسر افترا ہے کہ اس نے ان کو ان کاموں کا حکم دیا ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند اور ارفع ہے کہ وہ ایسے فواحش کا حکم دے ۲۹ القسط سے اللہ تعالیٰ کی توحید مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں قال ابن عباس رضی اللہ عنہما بلا اللہ الا اللہ (مازن ۲۷ ص ۱۸) واقیموا وجوهکم ای قال واقیموا ۱۰ اقیموا سے پہلے قال مغرب ہے تاکہ امر کا خبر پر عطف لازم نہ آئے کیونکہ جائز نہیں۔ یعنی اپنی توجہات صرف اللہ کی جانب رکھو اور اس کے ساتھ شریک نہ کرو اور ماعتہ مرن اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو نہ شیطان کے اعواء اور دوسو سے میں اگر شرک اور فواحش میں مبتلا ہو گئے اور اللہ کے احکام کو چھوڑ کر شیطان کی پیروی شروع کر دی اور بدستوری سے اسی کو راہ ہدایت سمجھ بیٹھے ۳۰ ذینہ سے لباس مراد ہے مسجد سے مراد وقت سجدہ ہے یعنی ہر نماز کے وقت لباس ساتر عورت پہننا یا مسجد سے ہائے سجدہ مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہر مسجد میں ہر قسم کی عبادت طواف، نماز وغیرہ کے وقت لباس زیب تن کرو اور اپنی طرف تخریمیں نہ کرو کیونکہ یہ شرک ہے ایسی خود ساختہ تحریمات کو ختم کر دو ولا تسرفوا ای لا تسرفوا ۳۱ یہ تحریمات غیر اللہ کا بیان ہے یعنی زینت و آرائش کا جو سداں اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اور رزق کے لئے اس نے جو پاکیزہ چیزیں پیدا فرمائی ہیں یہ کس نے حرام کی ہیں۔ ظاہر ہے اللہ نے تو ان کو حرام نہیں ٹھہرایا کیونکہ اس نے یہ چیزیں بندوں کے استعمال کے لئے پیدا کی ہیں لہذا اپنی طرف سے ان ملاں چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ ۳۲ یعنی یہ سامان آرائش و زینت اور طیبات رزق دنیا میں بھی مومنین کے فائدہ اٹھانے کیلئے ہیں مگر یہاں ان امتیاز سے نفع اٹھانے میں کفار و مشرکین بھی ان کے ساتھ شریک ہیں خالصۃ یومہ القیۃ لیکن فیما ممت کے دن یشاہ

اتقوا لعلی اللہ ما لا تعلمون ۲۸ قل امر

کیا لگاتے ہو اللہ کے زے وہ باتیں جو تم کو معلوم نہیں یا تو کہہ دے کہ میرے

رزی بالقسط قد واقیموا وجوهکم عند کل

رب نے حکم کر دیا ہے القسط اور سید سے کر دے اپنے منہ ہر منہ

مسجد وادعوه مخلصین له الدین ۲۹ کما

کے وقت اور پکارو اس کو خالص اس کے فخر ماخوذ ہوا کہ جیسا

بداکم تعودون ۳۰ فریقاً ہدی و فریقاً

تم کو پہلے پیدا کیا دوسری بار بھی پیدا ہو گے فل ایک فرقہ کو ہدایت کی ایک فرقہ پر

حق علیہم الضلۃ طرائفہم اتخذوا الشیطان

مستمر ہو چکی گمراہی انہوں نے بنایا شیطانوں کو ۳۱

اولیاء من دون اللہ ویحسبون انہم

رستہ اللہ کو چھوڑ کر اور سمجھتے ہیں کہ وہ

مہتدون ۳۰ یبئنی ادم خذوا زینتکم عند

ہدایت پر ہیں اسے اولاد آدم کی لے لواتے اپنی آرائش فل ہر

کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا ۳۱

نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو اس کو

لا یحب المسرفین ۳۱ قل من حرم زینتہ

خوش نہیں آتے بے جا خرچ کرنے والے فل تو کہہ دے کس نے حرام کیا ۳۲ اللہ کی

اللہ التي اخرج لعباده والطیبت من

زینت کو جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے واسطے اور سفیری چیزیں

الشرق قل ہی للذین امنوا فی الحیوة

کھانے کی تو کہہ یہ تمہیں اصل میں ۳۳ ایمان والوں کے واسطے ہیں دنیا

منزل

مومنین کے ساتھ مختص ہوئی اور کفار ان سے محروم ہونگے کذلک نفصل الایت ای تمیز الحلال من الحرام لقوم یعلمون انہ لا شریک له (مدارک ۲۷ ص ۳۲)

موضح قرآن یعنی سن چکے کہ پہلے باپ نے شیطان کا فریب کھایا پھر باپ کی کیوں سدا لائے ہو فل اپنی رونق یعنی لباس نماز میں فرض سے مرد کو کمر سے نازا نوڑنا اور عورت کو سارا بدن۔ مگر لونڈی کو زانو سے نیچے اور بغل سے اوپر کھلنا معاف ہے اور باریک جسمیں بدن یا بال نظر آوے معتبر نہیں اور فرمایا کہ مت اڑا یعنی جو کام منع ہے اس میں خرچ نہ کرو۔

فتح الرحمن فل یعنی سرو یا برہنہ ختنہ ناکر وہ مشور شویہ ۱۲ فل یعنی لباس خود را ۱۲۔

الدُّنْيَا خَالِصَةٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ كَذَلِكَ تَفْصِّلُ

کی زندگی صاف میں خالص ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام نہیں کیا جو تم نے از خود حرام کر لی ہیں اور جو چیزیں اللہ نے حرام کی ہیں ان کو تم حرام نہیں سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے

تمام فواحش ظاہرہ اور خفیہ کو حرام کیا ہے، ہر قسم کے گناہ، ظلم ناحق، تمام انواع شرک اور اپنی ذات پر افتراء کو حرام ٹھہرایا ہے مگر ان محرمات سے تم باز نہیں آتے ہو مآلہم یُنَزِّلُ مِمْ مَّا سَے

معبودان ہائلہ مراد ہیں اور یہ ای بمعبودیتہ یعنی ان معبودان ہائلہ کو خدا کا شریک بنانا بھی حرام ہے جن کے معبود ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ ۳۵ تمام ہلاک شدہ امتوں کی ہلاکت کا وقت مقرر تھا و لکل امة من الامم المہلکۃ اجلای وقت معین مضروب الاستحصال ہلکۃ کا قال الحسن الخ (روح ج ۲ ص ۱۸۸) جب ان کی ہلاکت کا وقت آ

پہنچا انہیں فوراً مبتلائے عذاب کر دیا گیا اور ان کی ہلاکت میں مقررہ اجل سے ایک ساعت کی بھی تقدیم و تاخیر نہیں ہوئی فاذا جاء اجلہم کے بعد اذ اکی جزاء مخذون ہے۔ ای عذبوا

لا یستأخرون ساعة ولا یستقدمون ما قبل کی توضیح اور تاکید ہے۔ یا ولا یستقدمون کا عطف فاذا جاء پر ہے اور ولا یستقدمون۔ فاذا اکی جزاء نہیں بلکہ جائے اجلہم کے

مقابل دوسری شق ہے۔ ۳۶ اس سے قبل قلنا مخذون تہ یہ قاعدہ ہے کہ جب بھی کسی گزشتہ واقعہ کو لفظ مضارع سے تعبیر کیا جائے تو وہاں قلنا مخذون ہوتا ہے تاکہ خلاف مراد کا وہم نہ ہو اس طرح یہ آیت قال اھبطو بعضکم لبعض کے

ساتھ متعلق ہوگی اور مطلب یہ ہوگا کہ قعۃ آدم کے بعد ہم اسی وقت اولاد آدم کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے چنانچہ اللہ کے رسول آئے یہاں تک حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا سلسلہ ختم ہو گیا اس لئے اس خطاب کو موجودہ نبی آدم پر چسپاں کر کے حضور علیہ

الصلوۃ والسلام کے بعد سلسلہ رسالت کے جریان پر استدلال کرنا قطعاً غلط اور قرآن کی تحریف کے مترادف ہے سورہ بقرہ ۴ کی آیت اس پر شاید عدل ہے جس میں ہبوط کے حکم کے متصل بعد فرمایا کہ تمہارے پاس میری ہدایت کا پیغام لے کر میرے انبیاء آئیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ قُلْنَا اھبطو منها جمیعاً فاما یا یتکم منی حدی الخ ۳۷

رسول منکھ ای من جنسکم ومثلکم من بنی آدم (خازن ج ۲ ص ۱۸۸) یعنی رسول تمہاری جنس (بنی آدم) ہی سے آئیں گے کسی دوسری جنس سے نہیں آئیں گے فمن اتقے جس نے شرک اور میرے پیغروں کی مخالفت سے احتساب کیا یعنی فمن اتقی الشریک ومخالفتہ (رسلی خازن) یہ بشارت اخروی ہے۔ والذین کذبوا الخ یہ تحذیف

اخروی ہے۔

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴</

۳۸۔ یہ زجر ہے افتراء علی اللہ کذباً اللہ پر جھوٹ باندھنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق میں سے اس کا شریک بنانا اور کسی کو اس کا ولد یا نائب ٹھہرانا یعنی فتن اعظم ظلماً
ممن يقول علی اللہ ما لم یقلہ او یجعل لہ شریکاً من خلقہ و هو من نزہ عن الشریک والولد (خازن) ینالہم نصیبہم من الکتب یعنی لوح محفوظ اور علم الہی میں ان کے
لئے جو سزا مقدر ہے وہ ضرور ان کو مل کر رہے گی۔ ۳۹۔ یہ تحریف اخروی ہے۔ دسلنا یتوفونہم اس سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے والا فرشتہ ایک نہیں بلکہ زیادہ ہیں جن کی تعداد
کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ لہذا اس سے بھی اہل بدعت کا استدلال باطل ہو گیا کہ اگر ایک فرشتہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر مختلف علاقوں میں ایک ہی وقت میں کئی انسانوں کی جان قبض

الاعراف،

۳۶۲

ولوا ثناء

هُمُ فِيهَا خَالِدُونَ ○ فَسَنُأْظِلُّمُ مِنْ

وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے؟ جو

افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۖ أُولَٰئِكَ

یہستان بنانے والے اللہ پر جھوٹا یا جھٹائے اس کے حکموں کو دلوں میں
 بِنَالِهِمْ نَصِيبُهُمْ مِّنَ الْكِتَابِ حَتَّىٰ اِذَا حَآءَتْهُمْ

کہ بلیر گا ان کو جو ان کا جفتہ لکھا ہوا ہے کتاب میں وہ یہاں تک کہ جفتہ نہیں لکھے ہیں

رَسَلْنَا يَتُوفُوهُمْ لَا قَالُوا إِنْ مَأْكَلُمْ
ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان لینے کو تو کہیں کیا ہوئے وہ جن کو تم

تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَ

پکارا کرتے تھے سوا اللہ کے۔ بولیں گے وہ ہم سے کھڑے گئے اور
شَهِدُوا عَلَآ أَنْفُسِهِمْ اَللّٰهُمَّ كَلِمَةُ اَكْفَرِ

استرار کر لیں گے اپنے اوپر کہ بے شک وہ کافر تھے

قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ

مَنْ الْجَنِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ

جن اور آدمیوں میں سے دونوں ہی کے اندر جب داخل ہوگی

امۃ لعنت اختها حتى اذا اذلوا فيها
ایک امت نولعت کرے گی دوسری امت کو اسے یہاں تک کہ گرچکیں گے اس میں

جَمِيعًا قَالَتْ أَخْرِضْنَهُمْ لِأَوْلَاهُمْ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ

تو کہیں گے ان کے پچھلے ۲۴ پہلوں کو اے رب ہمارے ہم کو

انہی نے گمراہ کیا سو تو ان کو ملے دونا عذاب آگ کا

مفتاح

منزل ۲

سزاؤ پر سزا ای
 مجھ کو لکھو
 من خفہ سے
 ثانی آدمی سے
 بیان سے معلوم ہو کہ
 جان نقص کر کے پائی
 فرشتے غریبوں کی نہیں
 سے بیان سے معلوم ہوا
 کہ عمر شریفین سے
 موت کے وقت یہ سوال
 کیا جاتا ہے کہ
 مسروان سے معلوم ہوا
 کہ مرزا باغی کی
 مرزا باغی کی نہیں
 متعلق ہے
 ادخلو کے ساتھ
 یہ شمس جبروں
 اور مریدوں کے حق میں
 ہے۔ شمس جبر
 شمس جبر

کر سکتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں حاضر و ناظر
 نہیں ہو سکتے۔ یہاں ایک شبہ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ سورۃ
 سجدہ ا میں ہے قُلْ يَتُوبُ لَكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي
 وَكَّلَ بِكُمْ اِس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جان قبض کرنے
 والا فرشتہ ایک ہی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس
 آیت میں ملک الموت اسم جنس ہے اور اس سے
 جان قبض کرنے والے فرشتوں کی جنس مراد ہے۔ یا اس
 سے اس جنس کا رئیس مراد ہے جس کے حکم سے ماتحت
 فرشتے جان قبض کرتے ہیں اور ماتحتوں کا فعل عام طور
 پر سردار کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے۔
 بادشاہ نے قلعہ فتح کر لیا مالا لکنہ قلعہ اس کی فوج نے فتح
 کیا ہوتا ہے۔ این ما کنتم تدعون۔ ماکے وہ
 مجبور مراد ہیں جن کو مشرکین دنیا میں مصائب و مشطیات
 کے وقت پکارتے اور ان سے مدد مانگتے تھے۔ اِیٰ اَیْنَ
 اِلَهِتُمْ الَّتِي كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ فِي الدُّنْيَا فَا
 تَسْتَعِينُونَ بِهَا فِي الْمَمَاتِ (روح ج ۱ ص ۱۸۱) ضلوا عنا
 مشرکین جواب میں کہیں گے وہ تو آج غائب ہو گئے ہیں
 اور آج جبکہ ہمیں ان کی سخت ضرورت تھی انہوں نے ہمیں
 کوئی نفع نہیں پہنچایا یا بوا فلا نراہم وکلا
 ننتفع بہم (جامع البیان ص ۱۸۱) ۱۸۱ فی اُممہ۔
 یعنی مع ہے اِی مع اممہ فی التاریخ ادخلو
 سے متعلق ہے (مدارک روح)۔ ۱۸۱ اخت سے ہم
 مسلک جماعت مراد ہے۔ جب مشرکین کی وہ جماعت جہنم
 میں داخل ہوگی جو دوسروں کی پیروی کرتی تھی تو وہ اپنے
 پیشواؤں پر لعنت بھیجے گی جنہوں نے ان کو گمراہ کیا اور
 جب پیشوایان مشرکین روزخ میں داخل ہوں گے تو وہ
 اپنے تبعین کو کو پیس گئے جنہوں نے ان کا اتباع کر کے
 ان کی بہت افزائی کی اور ان کی گمراہی میں اضافہ کیا۔ اِی
 دعت علی نظیرہا فی الدین فتلعن التابعۃ المتبوعۃ
 التواضلتھا وتلعن المتبوعۃ التابعۃ
 الّتی زادت فی ضلالہا (روح ج ۱ ص ۱۸۱) ۱۸۱

۱۔ اخذ نہد مشرک مریدوں کی جماعت اولہمہد مشرک پیروں اور راہنماؤں کی جماعت۔ جب سبکو جہنم میں داخل ہونے کا حکم ہوگا تب مریدین اور تابعین اپنے مشرک پیروں اور پیشواؤں کے بارے میں عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا اس لئے ان کو دو گنا عذاب دے قَالَ لِيُحْكَمْ ذُنُوبُهُمْ ارشاد ہوگا سب کو دو گنا عذاب ہوگا تابعین کو بھی دو متبوعین کو بھی متبوعین کو اس لئے کہ وہ خود گمراہ تھے اور دوسروں کو گمراہ کرتے تھے اور تم تابعین کو اس لئے کہ تم خود بھی گمراہ تھے اور اپنے مشرک پیشواؤں کی ہر بات پر آئنا کہہ کوئی گمراہی اور سرکشی میں ضلکا باعث بنتے تھے

فتح الرحمن ۱۰ یعنی نعمت و نعمت کہ مقدر شدہ در دنیا بایشان برسد ۱۲۔

فتح الرحمن ما یعنی نعمت و نعمتی که مقدر شده در دنیا بایشان برسد ۱۲-

۴۵ حدیث میں وارد ہے کہ جب مومن کی

بجاء
على معنى مال
الرحمة
على أي أبواب
ولم يتبعوا أسلنا
التوحيد فليصدقوا
مأى بدائل

سے کریمہ امجدی

ای مشترکین الدین
وضعوا العبادۃ
فی غیر موضع
سبکارت س
در بیان میں جملہ
مقرر تھے۔

۳۳۳

ولواثنا

فرمائے گا کہ دونوں کو دو گنا ہے لیکن تم نہیں جانتے ہو اور کہیں گے

ان کے پہلے ۳۹ پچھلوں کو پس کچھ نہ ہوئی مگر کو نام پر

۳۹ فضل فذوقوا العذاب بما كنتم تكسبون

ہے شک جنہوں نے جھٹلایا ہے ہماری آیتوں کو اور ان کے مقابلے میں تکبر کیا نہ

یہاں تک کہ گھس جائے اونٹ یہ سوئی کے ناکے میں فٹ اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں

فَوَفِّهِمْ غَوَاةً طَوْفًا وَكَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿١١﴾

اور پھر سے اور غمنا اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں ظالموں کو

نَفْسًا إِلَّا سَوْعَهَا زُؤَانِيكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ

اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور نکال لینے ہم جو کچھ ان کے دلوں میں

منزل ۲

فتح الرحمن ۱۱ یعنی تابعین و اعداب کفر و تقلید و متبوعین و اعداب ضلال و اضلال ۱۲ ۱۱ یعنی محال است ۱۲۔

۴۸ جنت میں داخل ہونے کے بعد اہل جنت اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد و ثنا کریں گے۔ ۴۹ اس سوال سے جنہیں کو مزید حزن و ملال میں مبتلا کرنا اور اس حقیقت کا اظہار مقصود ہوگا کہ اہل ایمان ابدی سعادت پا چکے ہیں و الغرض من هذا السؤال اظهار انه وصل الى السعادات الكاملة وابتغى الحزن في قلبه بعد (کیج ۳۴ ص ۳۵) فاذن مؤذن اعلان کرنے والے کے بارے میں اختلاف ہے۔ وہ اسرافیل صاحب لصور یا جبریل علیہما السلام ہوں گے یا کوئی اور غیر معین فرشتہ (بحر روح وغیرہ) ۵۰ یہ لازم اور مستعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا یصدون بانفسهم عن دہنہ سمجانہ یعنی وہ خوردبین سے کنارہ کش رہتے تھے اور دوسری صورت میں یمنعون الناس عن

الاعراف

۳۶۴

ولواننا

غَلَّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا أَقِفْ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ

خفگی مٹتی ویلا بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں اور وہ کہیں گے شکر

لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رَسُولُ رَبِّنَا

اللہ کا ہم جس نے ہم کو یہاں تک پہنچا دیا اور ہم نہ تھے راہ پانے والے

بِالْحَقِّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا

اگر نہ ہدایت کرتا ہم کو اللہ بے شک لائے تھے رسول ہمارے رب کے

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۴۰ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ

بہی بات اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے وارث ہوئے تم اس کے

أَصْحَابُ النَّارِ أَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا

بدلے میں اپنے اعمال کے صلہ اور پکاریں گے جنت والے ۴۱

حَقًّا فَمَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا

دورخ والوں کو کہ ہم نے پایا جو ہم سے وعدہ کیا تھا ہمارے رب کے

نَعَمْ فَاذْنُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى

سچا سو تم نے بھی پایا اپنے رب کے وعدہ کو سچا وہ کہیں گے

الظَّالِمِينَ ۝۴۱ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ

ظالموں پر جو روکتے تھے اللہ کی

اللَّهُ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ كَفُورُونَ ۝۴۲

راہ سے اور ڈھونڈتے تھے اس میں کجی ویا اور وہ آخرت سے منکر تھے و

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ

اور دونوں کے بیچ میں ہوگی ایک پلار ویا اہل اعراف کے اوپر مرد ہوں گے کہ پہچان لینگے

منزل ۲

دین اللہ تعالیٰ یعنی وہ لوگوں کو اللہ کے دین سے روکتے تھے یبغونها عوجاً اللہ کے دین اور توحید کے دلائل میں شبہات پیدا کر کے لوگوں کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ یمنعون الناس عن دین اللہ تعالیٰ بالذہبی عنہ و دخول الشبهة فی دلائلہ (رح ج ۳ ص ۳۵) اہل جنت اور اہل نار کے درمیان ایک بہت بڑا پردہ مائل ہوگا جو جنت اور دوزخ کا اثر ایک دوسری طرف پہنچنے سے مانع ہوگا و علی الاعراف اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان حجاب عاجز کے اوپر کا بلند حصہ ہے الذی علیہ لاکثر ان اهل من الاعراف اعلى ذلك السور المضروب بين الجنة والنار وهذا قول ابن عباس (کیج ۳ ص ۳۵) اس میں وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی جیسا کہ مرفوع حدیث میں ہے۔ قیل یارسول اللہ فمن استوت حسناته و سیتاته قال اولئك اصحاب الاعراف لم یدخلوها و هم یطعمون وقالہ ابن مسعود و ابن عباس و حذیفہ و ابوہریرہ (بحر ج ۳ ص ۳۵) اصحاب اعراف کے بارے میں محقق قول ہی ہے کہ وہ آخر کار جنت میں داخل ہوں گے۔ اگلی گفتگو ان کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہوگی۔

راہی شبہات
نہیں کر کے دوسرے مسئلہ
توجہ کو مبطل نہیں کر دیتا

سب جنت اور
دوزخ کے درمیان
اوپر کی جگہ ہے۔

وقف لازم بخلاف

موضع قرآن و معلوم ہوا کہ نیکوں کے دل میں بھی آپس میں خفی ہوگی جنت کے قریب پہنچ کر آپس میں دل صاف ہوں گے تب جنت میں جاویں گے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم ان لوگوں میں ہیں اور جنت کے وارث فرمایا یعنی آدم کی میراث پائی و حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں بے انصاف فرمایا ہے اگر گناہوں پر لیکن لعنت نہیں مگر ایسوں پر۔
فتح الرحمن و یعنی آن کہینہ ہاکہ در دل ہشتیان باشد در کینہ مثل آنچه میان عثمان علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم واقع شد ۱۲ ص ۱۳ یعنی بخوانند کہ شبہات این را باطل سازند
فتح الرحمن و آن سسی با عرف است ۱۲۔

کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم ان لوگوں میں ہیں اور جنت کے وارث فرمایا یعنی آدم کی میراث پائی و حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں بے انصاف فرمایا ہے اگر گناہوں پر لیکن لعنت نہیں مگر ایسوں پر۔
فتح الرحمن و یعنی آن کہینہ ہاکہ در دل ہشتیان باشد در کینہ مثل آنچه میان عثمان علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم واقع شد ۱۲ ص ۱۳ یعنی بخوانند کہ شبہات این را باطل سازند
فتح الرحمن و آن سسی با عرف است ۱۲۔

كُلًّا بِسِيمِهِمْ وَنَادُوا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلِّمُوا

ہر ایک کو اس کی نشانی سے اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو کہ سلامتی ہے

عَلَيْكُمْ قَدْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ﴿٣٦﴾ وَإِذَا

تم پر وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے اور وہ امید والیں وہ اور جب

صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا

پھرے گی ۳۷ ان کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف تو کہیں گے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَنَادَى

اے رب ہمارے مت کر ہم کو گنہگار لوگوں کے ساتھ اور پکاریں گے

أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رَجَا لَا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمِهِمْ

اعتراف والے ۳۸ ان لوگوں کو کہ ان کو پہچانتے ہیں ان کی نشانی کو

قَالُوا مَا آغْنِي عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تُشْكِرُونَ ﴿٣٨﴾

کہیں گے نہ کام آئی تمہارے جماعت تمہاری اور جو تم تمکیر کیا کرتے تھے

أَهْوَأَ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ

اب یہ وہی ہیں ۳۹ کہ تم قسم کھایا کرتے تھے کہ نہ پہنچے گی ان کو اللہ کی رحمت و

أَدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٣٩﴾

چلے جاؤ جنت میں نہ ڈرے تم پر اور نہ تم غمگین ہو گے

وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِضُوا

اور پکاریں گے دوزخ والے ۴۰ جنت والوں کو کہ بہاؤ

عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ فَيَّسِّرْ لَنَا فَكَّرُوا فَتَلَاوَنَ

ہم پر غور کیا سا پانی یا کچھ اس میں سے جو روزی تم کو دی اللہ نے کہیں گے

اللَّهُ حَزَّ هُمْ مَاءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ اتَّخَذُوا

اللہ نے ان دونوں کو روک دیا ہے کافروں سے جنہوں نے ٹھہرایا ۴۱

منزل ۲

۳۷ یہ جملہ مترضہ ہے جس میں اصحاب اعراف کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اصحاب اعراف اپنی جگہ ہی سے اہل جنت اور اہل نار کو ان کی مخصوص علامتوں سے پہچان لیں گے۔ مثلاً اہل جنت کے چہرے روشن اور سفید ہوں گے اور اہل نار کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اصحاب اعراف جنت والوں کو آواز دے کر سلام کہیں گے۔ ۳۸ لیکن جب ان کی نگاہ دوزخیوں پر پڑے گی تو وہ ان سے اللہ کی پناہ مانگیں گے۔ القوم الظالمین یعنی مشرک لوگ یعنی الذین ظلموا انفسہم بالشہوت (خازن ج ۲ ص ۱۹۷) اصحاب اعراف دوزخیوں میں سے کچھ لوگوں کو ان کی مخصوص نشانیوں سے پہچان لیں گے۔ اور بطور توبیخ ان سے کہیں گے آج وہ تمہاری جمعیں کہاں ہیں جن کے بل بوتے پر تم دنیا میں فخر و ناز کیا کرتے تھے اور جن پر ضرور ہو کر قبول حق سے روگردانی کیا کرتے تھے۔

سید محمود کو کسی فرماتے ہیں و ما کنتم تستکبرون میں

مآ سے مراد معبودان باطلہ ہیں اور استکبار سے ان کی عظمت و

کبرائی کا اعتقاد مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تم جن معبودوں

کی عظمت و کبرائی کے معتقد تھے آج انہوں نے بھی تمہیں کوئی نفع

نہ پہنچایا و المداہمہ حینئذ الاضنام و معنی استکبار ہم

ایا ہا اعتقاد ہم عظمہا و کبرہا ای ما آغنی عنکم

جمعکم و اضنامکم الی کنتم تعتقدون کبرہا و

عظمہا (روح ج ۸ ص ۱۲۵) ۳۷ یہ اصحاب اعراف کے

قول ہی کا تتمہ ہے وہ ضعیف المؤمنین کی طرف اشارہ کر کے دوزخ میں

ملے ہوئے کافروں سے کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کو تم نہایت

خیر و ذیل سمجھتے تھے اور جن کے بارے میں تمہیں کھا کھا کر کہا کرتے

تھے کہ یہ خدا کی رحمت کے ہرگز مستحق نہیں اور اللہ انہیں جنت

میں ہرگز داخل نہیں کرے گا داخلوا الجنة ای قبیل لہم

اب ریکو لو انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ مکمل چکا ہے کہ تم جنت میں

داخل ہو جاؤ جہاں تمہیں کوئی ڈر اور غم نہیں ہوگا اور وہ جنت میں

داخل ہو بھی چکے ہیں۔ ۳۸ یہ مکالمہ جنتیوں اور دوزخیوں کے

درمیان ہوگا۔ اومتاد زکم اللہ ای القوا علینا مآ

دزکم اللہ یعنی یہاں آ لقا فعل محذوف ہے۔ اور یہ

علفہا تبنا و مآء اباد دآ کے قبیل سے ہے یعنی

ہم پر غور کیا سا پانی ہی گر دو یا اور جو نعمتیں اللہ نے تم کو دی ہیں

ان میں سے کچھ ہماری طرف پھینک دو۔ ۳۹ جنہوں نے دین

کو ایک کھیل سمجھ رکھا ہے جس چیز کو باطل کر لیا اور جس کو باطل کر

کر لیا فخر موات و احلوا ماشاءوا (مارک ج ۲ ص ۱۹۷) فخر موات

شاءوا و استحلوا ماشاءوا (روح المعانی) یا اس سے

وہ بے اصل اور لائینی امور مراد ہیں جن کو انہوں نے دین سمجھ

رکھا تھا مثلاً بیت اللہ کے پاس تالییاں اور سیٹیاں بجانا۔ ہو

مازین لہم الشیطان من خیر البحر و السوا و ملکاء و التصد

حول البیت و سائر الخصال الذميمة التي کانوا

یفعولونها فی زمان الجاہلیۃ (خازن ج ۲ ص ۱۹۷)

۳۷ صفت حال
برائے بیان حال
اصحاب اعراف
یعنی الذین
ظلموا انفسہم
بالشہوت و الخازن
۳۸ ای قبیل لہم
یعنی القوا علینا
از تبیل علفہا تبنا
و مآء اباد دآ

۳۷

۳۸

آج کل توالی کے نام سے سارنگی ڈھولک اور دیگر مزامیر کا استعمال بھی بہودلع میں داخل ہے جسے آج کل کے دین و شریعت سے بے بہرہ اور ردمانیت سے کورے صوفی عبادت سمجھتے ہیں۔

موضع قرآن و جنت دوزخ کے بیچ میں دیوار ہوگی اس کے سرے پر مرد ہیں نجات والے جو حشر اور حساب سے فارغ ہیں ہشتی اور دوزخی کو نشان سے پہچان کر جنت والوں کو خوشخبری کہیں گے سلامتی کی یہ ابھی امیدوار ہیں خوشخبری سن کر خوش ہوں گے۔

فتح الرحمن مل یعنی فقرا مسلمین کہ کافران از ایشان حسابی نیگرفتند ۱۲۔

الاعراف،

۲۴۴

ولوا قناہ

اپنا دین تماشا اور کھیل اور دھوکے میں ڈالان کو دنیا کی زندگی نے

سوم آج ہم ان کو بھلائیگے ۵۸ جیسا انہوں نے بھلا دیا اس دن کے ملنے کو

اور جیسا کہ وہ **۹** ہماری آیتوں سے منکر تھے **۱۰** اور ہم نے ان لوگوں کے پاس پہنچا دی۔

کتاب جس کو مفصل بیان کیا ہے ہم نے خبرداری سے راہ دکھانے والی اور رحمت ہے ایمان والوں

کے لئے کیا اب اسی کے منتظر ہیں اسے کہ اس کا مضمون ظاہر ہو جائے۔ جسدِ

ظاہر ہو جائیگا اس کا مضمون ہے کہ میں نے وہ لوگ جو اس کو بھول رہے تھے پہلے سے

بے شک لائے تھے ہمارے رب کے رسولؐ سچی بات سدا بگوئی

ہماری سفارش والے ہیں تو ہماری سفارش کریں یا ہم لوٹا دیے جائیں تو ہم عمل کریں

خلافت اس کے جوہر ہم کر رہے تھے۔ بیشک تباہ کیا انہوں نے اپنے آپ کو ۵۶۲

اور گم ہو جائے گا ان سے جو وہ افسترا کیا کرتے تھے وہاں شک تھا اور ۵۶۳

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ

اللہ ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین۔ چھ

سید علی ہاشم درویش
ای نیکو کلمہ
فی العذاب
فان سدا
لانی التوبه
عنان علی علم
توبہ انما تامل اوّل
سے بجا رہیں گے
پیر مرادیں

۶۷۔ عبودان باللہ
سورۃ کا تیسرا
وعدی یعنی کارساز اور
برکات و منفعت کا نام
عام میں صرف اللہ تعالیٰ
ہی ہے اور اس سے اپنا
علاقمی کے لئے نہیں
کیا لہذا قرآن و احکامات
میں اسی کو پکارو
اس پر بحث سورۃ
یونس کی تفسیر میں
تجربہ ہے۔

تیسرا دعوی

۳۔ یہ تیسرا دعویٰ ہے یعنی ہمارا ساز اور عیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے

نہیں کیا لہذا غائبانہ حاجات میں اسی ہی کو پکارو شہ اسنو نے
 علی العرش یہ اس بات سے گناہ ہے کہ اس نے کسی کے حوالے
 و تصرفات میں کسی کو شریک نہیں کیا۔ قرآن مجید میں استواء علی العرش کا جو
 عالم کی تدبیر کا اللہ کے اپنے اختیار میں ہے۔ مثلاً ہورہ یونس ع
 ما من شفیع الا من بعد اذن ذلکما اللہ ربکم فاعبدہ
 موضوع قرآن والاعنی کافر اور دیکھئے کہ اس کتاب میں خبر ہے عذاب کی ہم دیکھ

فتح الرحمن و فراموش کردن خدا ترک ایشان است در دوزخ ۱۲ م یعنی مسلمان شویم و بت را نه پرستیم ۱۳ -

منزل ۲

لہ ما فی السموت وما فی الارض وما بینہما وما تحت الثری (۳) سورہ یوسف میں ہے۔ اللہ الذی خلق السموت والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش ما لکم من دونہ من ولی لا شفیع بغلاتہ کرون یدبر الاسرار الی الامض ثم یخرج الیہ فی یوم کان مقداره الف سنۃ مما تعدون ذلک علم الغیب والشہادۃ العزیز الرحیم ان تمام مقامات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ استواء علی العرش سے مراد یہی ہے کہ تخت شاہی پر وہی متمکن ہے سارا نظام عالم اسی کی تدبیر سر پر ہے وہی مختار و متصرف ہے اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا ہے۔ محاورات عرب میں لفظ عرش

ولواتناہ

۳۶۷

الاعراف

ایام ثم استوی علی العرش یغشی الیل

دن میں پھر قسار پکڑا عرش پر اڑھاتا ہے رات پر

النہار یطلبہ حیثا والشمس والقمر والنجوم

دن فل کہ وہ اس کے پیچھے لگا آتا ہے فل دوڑتا ہوا اور پیدل کے سورج اور چاند لگتے اور تارکے

مسخرت بامرہ اولاہ الخلق والامر تبارک

تا بعدار اپنے حکم کے سن لہ اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا بڑی برکت والا

اللہ رب العلمین ۵۴ ادعوا ربکم تضرعاً و

ہے اللہ جو رب ہے سارے جہان کا پکارو اپنے رب کو ہلے گڑ گڑا کر اور

خفیۃ طرۃ لا یحب المعتدین ۵۵ ولا تفسدوا

چپکے چپکے اس کو خوش نہیں آتے حد سے بڑھنے والے فل اور مت خرابی ڈالو

فی الارض بعد اصلاحہا وادعوا خوفاً و

زمین میں اس کی اصلاح کے بعد و اس کو پکارو اس کو ڈر اور

طمعاً ان رحمت اللہ قریب من المحسنین ۵۶

توقع سے بے شک اللہ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنے والوں سے و

وہو الذی یرسل الریح بشر ابین یدئ

اور وہی ہے کہ بھلاتا ہے ہوائیں ہلے خوشخبری لایں والی مینہ

رحمتہ حتی اذا اقلت سحاباً ثقالاً سقنہ

سے پہلے فل یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں اٹھالاتی ہیں بھاری بادلوں کو تو ہانک دیتے ہیں ہم

لبکد مہیت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ

اس بادل کو ایک شہر مردہ کی طرح ہم اٹھاتے ہیں اس بادل سے پانی پھر اس سے نکالتے ہیں

من کل الثمرات کذلک نخرج السموات

سب طرح کے پھل اسی طرح ہم نکالیں گے مڑوں کو ہلے و

منزل ۲

لہ ما فی السموت وما فی الارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش ما لکم من دونہ من ولی لا شفیع بغلاتہ کرون یدبر الاسرار الی الامض ثم یخرج الیہ فی یوم کان مقداره الف سنۃ مما تعدون ذلک علم الغیب والشہادۃ العزیز الرحیم ان تمام مقامات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ استواء علی العرش سے مراد یہی ہے کہ تخت شاہی پر وہی متمکن ہے سارا نظام عالم اسی کی تدبیر سر پر ہے وہی مختار و متصرف ہے اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا ہے۔ محاورات عرب میں لفظ عرش

لہ ما فی السموت وما فی الارض وما بینہما فی ستۆ ایام ثم استوی علی العرش ما لکم من دونہ من ولی لا شفیع بغلاتہ کرون یدبر الاسرار الی الامض ثم یخرج الیہ فی یوم کان مقداره الف سنۃ مما تعدون ذلک علم الغیب والشہادۃ العزیز الرحیم ان تمام مقامات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ استواء علی العرش سے مراد یہی ہے کہ تخت شاہی پر وہی متمکن ہے سارا نظام عالم اسی کی تدبیر سر پر ہے وہی مختار و متصرف ہے اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا ہے۔ محاورات عرب میں لفظ عرش

سلطنت عظمت اور غلبہ کے مفہوم میں متعمل ہے
ویکنی بعن العز والسلطان والملك فبقال فل
عرشہ ای ذہب عرہ وملكہ (روح ج ۸ ص ۸۳)
قرطبی ج ۲ ص ۲۲ اسی طرح علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ وقد
یؤول العرش فی الایۃ بمعنی الملك ای ما
استوی ملک الالہ عزوجل قرطبی ج ۲ ص ۲۲
۵۴ یہ نینوں السموت پر معطوف ہیں اور
مسخرت ان سے حال ہے الالہ الخلق
والامر یہ ماقبل کی تکمیل و تذیل ہے یعنی سارے
عالم کا خالق بھی وہی ہے اور مدبر و متصرف بھی وہی
ہے کالتذیل لکلہما السابق ای انہ تعلق
ہو الذی خلق الاشیاء.... وهو الذی دبہا
وصرفہا علی حسب دادۃ الہ (روح ج ۸ ص ۸۳)
۵۵ چونکہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق و
مالک ہے اور وہی متصرف و مختار ہے لہذا غائبانہ
عاجات میں اسی کو پکارو المعتدین غیر اللہ کو
پکارنے والے ولا تفسدوا فی الارض ای
بالشرک بعد التوحید (مدار ج ۲ ص ۲۳)
۵۶ اللہ کے عذاب کا ڈر اور اس کی رحمت کی امید
دل میں رکھو من اسی ہی کو پکارو اور اس کی پکار
میں کسی کو شریک نہ کرو۔ ۵۷ یہ الذی
خلق السموت پر معطوف ہے اور اس میں
اللہ تعالیٰ کی صفات منحصہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ باران
رحمت سے پہلے ہوا بھیجتا ہے جو پر آب بادلوں کو
بنجر زمین کی طرف اٹھالے جاتے ہیں۔ بارش سے
مردہ زمین میں اللہ تعالیٰ جان ڈال دیتا ہے اور وہ
ہر قسم کے پھل اور میوے پیدا کرتی ہے ۵۸ یہ
جملہ معترضہ ہے۔ یعنی جس طرح ہم بنجر زمین کو بارش
سے زندہ کر کے قابل روئیدگی بنادیتے ہیں اسی طرح
ہم مردوں کو قبروں سے زندہ کر کے نکال لیں گے۔

موضح قرآن و دعا میں بہتر ہے کہ چپکے مانگے تا اپنی نمود نہ ہو اور دل سے گونگوا کر نکلے اور حد سے نہ بڑھے یعنی اپنے منہ سے بڑی بات نہ مانگے و سوار سے پیچھے زمین میں خرابی نہ چاؤ یعنی اسلام میں
کفری رسمیں نہ داخل کرو اور پکارو ڈر اور توقع سے یعنی اللہ پر دلیر بھی مت ہو اور نا امید بھی مت ہو۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی گاہی اجزاء شب را بلباس نہار پوشانیدہ در حساب نہار میگرداند ۱۳ ص ۱ یعنی از پی در آمدن شب بعد روز مشابہ آنست کہ کسی کسی را دروان و شتابان میطلبند یعنی
ببب بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ص ۱ پیش از باران ۱۲ ص ۱ یعنی از قبور بہر دن کردیم ۱۲۔

۶۹ البلد الطیب اچھی زمین الذی خبت ناقص اور شور زمین سنگد ۱ بیکار۔ یہ مؤمن و کافر کی صلاحیتوں اور ان کے اعمال کی تمثیل ہے۔ بلد طیب یعنی اچھی زمین مؤمن کے دل سے عبادت ہے جس میں آیات الہی سے زندگی پیدا ہوتی ہے جس کا نتیجہ اعمال صالحہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور الذی خبت یعنی ناقص زمین کا فرما کر دل ہے جس پر آیات الہی کی بارش کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور اس کے جوارح سے کفر و شرک اور طغیان و عصیان ہی ظاہر ہوتا ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ہذا مثل ضویہ اللہ تعالیٰ للمؤمن یقول هو طیب و عمل طیب کما ان البلد الطیب ثم طیب مثل الکافر کالبلد السبخۃ المالحۃ التي خرجت منها البرکۃ فالکافر خبیث و عمل خبیث (خازن ج ۲ ص ۲)

الاعراف

۳۶۸

ولواتناہ

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۵۷﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرِجُ

تاکہ تم غور کرو اور جو شہر پاکیزہ ہے ۵۷ اس کا

نباتہ باذن ربہ ۵۸ وَالَّذِي خَبَتْ لَا يَخْرُجُ

سبزہ نکلتا ہے اس کے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے اس میں

الآن تک ذلک نصرف الأیت لقوم

نہیں نکلتا مگر ناقص یوں یہ پھیر پھیر کر بتلاتے ہیں ہم آیتیں حق مانتے والے

يَشْكُرُونَ ﴿۵۸﴾ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ

لوگوں کو ہدایت دیا۔ بیشک بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف

فَقَالَ يَقُومُوا عِبَادُ اللَّهِ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ غَيْرُهُ

یہ اس نے کہا اے میری قوم کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا

إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ

میں خوف کرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے جو بڑے

الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرُكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۶۰﴾

سردار اس کی قوم کے لئے ہم دیکھتے ہیں تجھ کو صریح بہکا ہوا

قَالَ يَقُومُ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِّنْ

بولا اے میری قوم میں ہرگز بہکا نہیں ۶۰ لیکن میں بھیجا ہوا ہوں

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۶۱﴾ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنْصَحُ

جہان کے ہر درکار کا ۶۱ پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے رب کے اور نصیحت کرتا ہوں

لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۶۲﴾ أَوْعَجِبْتُمْ

تم کو اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جو تم نہیں جانتے کیا تم کو تعجب ہوا ۶۲

أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنْكُمْ

کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد کی زبان پر جو تم ہی میں سے ہے

منزل ۲

و نقل کے خلاف ہے۔ ۶۱ یہ مشرکین کی غلطی کے اصل منشا کا رد ہے یعنی تم صرف اس بات پر حیران و متعجب ہو کہ تمہاری ہدایت کے لئے تمہاری جنس ہی کے ایک بشر پر اللہ کی طرف سے وحی آگئی فکذبحہ الخاضی استمرار کیلئے ہے یعنی وہ ہمیشہ انکی تکذیب کرتے رہے اور مسلسل شرک پر لڑے رہے۔ ۱۰۱ استمرار علی تکذیبہ و اصر و ابعاد ان قال لہم ما قال و دعا ہم الی اللہ تعالیٰ لیبلا و تنہا (روح ج ۸ ص ۸)

موضح قرآن فل یہ قدرت اپنی بیان فرمائی بادیں چلی اور زمینہ ہر سنا اور سبزہ نکلتا اس طرح سبھایا مردوں کا نکلتا ایک تو مردوں کا نکلتا قیامت میں ہے اور ایک دنیا میں یعنی جاہل ادنیٰ لوگوں میں نبی بھیجا اور علم دیا اور سردار کیا پھر سقری استعداد والے کمال کو پہنچے اور جن کی استعداد خراب تھی ان کو بھی فائدہ پہنچ رہا ناقص سا۔

ملہ ابن مثل است برائے تاثیر سپند در قلب سلیم و عدم تاثیر آن در غیر سلیم ۱۲ فل یعنی روز قیامت ۱۲۔

سراچی زمین ناقص زمین۔

مؤمن ناقص زمین میں سے پہلا قصہ تیسرا قصہ متعلق ہے بلور

یہ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکوں کی غلطی سے ان کے دل میں

لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۹۳﴾

تاکہ وہ تم کو ڈرائے اور تاکہ تم بچو اور تاکہ تم پر رحم ہو

فَكَذَّبُوهُ فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلِ

پھر انہوں نے اسکو جھٹلایا پھر ہم نے بچا لیا اس کو اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں

وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ

اور غرق کر دیا ان کو جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو بیشک وہ

كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ﴿۹۴﴾ وَآلِی عَادٍ أَخَاهُمْ

لوگ تھے اندھے اور قوم عاد کی طرف بھیجا ان کے بھائی

هُودًا قَالَ يُقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ

ہود کو کہہ بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا

مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۹۵﴾ قَالَ الْمَلَا

معبود اس کے سوا سو کیا تم ڈرتے نہیں بولے سردار

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي

جو کافر تھے اس کی قوم میں ہم تو دیکھتے ہیں تجھ کو

سَفَاهَةً وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَذِبِينَ ﴿۹۶﴾

عقل نہیں ہے اور ہم تو تجھ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں

قَالَ يُقَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ

بولا اے میری قوم میں کچھ بے عقل نہیں ہے لیکن میں بھیجا ہوا ہوں

مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۹۷﴾ أَلَيْغُكُمْ رِسَالُ رَبِّي

میرے رب کا عالم کیا پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے رب کے

وَإِنَّا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ﴿۹۸﴾ أَوْعَجِبْتُمْ أَنْ

اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں اطمینان کے لائق کیا تم کو تعجب ہوا کہ

یہ دوسرا قصہ ہے اور تیسرے دعویٰ ہی متعلق ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام کی طرح حضرت ہود علیہ السلام

نے بھی اعلان کیا تھا یقوہم اعبدوا اللہ ما لکم من

إِلَٰهٍ غَيْرُهُ الخ اے میری قوم صرف اللہ کی عبادت کرو

اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور

کاربانہ نہیں ہے حضرت ہود علیہ السلام کو

قوم نے کم عقلی کا طعنہ دیا اس لئے کہ انہوں نے باپ دادا

کا دین چھوڑ دیا ای متمکنا فی خفة عقل وراستخا

فیہا حیث فارقت دین اباءک (روح ج ۸ ص ۵۵)

سفاہۃ کی تفسیر اور اس کا نفی کے تحت

واقع ہونا مفید بالغہ ہے۔ یہاں سے انا لکم

ناصح امین تک میں حضرت ہود علیہ السلام نے

قوم کے الزام کی نہایت باخ اسلوب سے تردید فرمائی

یعنی اے میری قوم میں تو ادنیٰ ترین سفاہت اور کم عقلی

سے بھی بالاتر ہوں کیونکہ میں خداوند جہاں کا رسول ہوں

اور تمہیں اس کے پیغامات پہنچا رہا ہوں اور پہلے سے

تمہارے درمیان خیر خواہ اور امین شہور ہوں یا مطلب

یہ ہے کہ میں تم کو اللہ کی توحید بتا کر اور شرک سے تم کو

روک کر تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں اور اللہ کی وحی اور

اس کی تبلیغ پر امین ہوں۔ والمعنی انی عرفت فیکم

بالنصح فلا یحق لکم ان تتہمون ویا لامانۃ

فیما اقول فلا یتبعی ان اکذب (بخروج ۴ ص ۳۲)

(ناصح) فیما امرکم بہ من عبادۃ اللہ عزوجل

وترک عبادۃ ما سواہ (امین) یعنی علی

تبلیغ الرسالۃ واداء النصح (خازن ج ۲ ص ۲۷)

جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِنْكُمْ

آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد کی زبان پر جو تم میں سے ہے

لِيُنْذِرَكُمْ وَأَذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ

تاکہ تم کو ڈرائے اور یاد کرو جبکہ تم کو

خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي

سردار کر دیا پیچھے قوم نوح کے اور زیادہ کر دیا تمہارے

الْخَلْقِ بَصُطَةً ۖ فَادْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ

بدن کا پھیلاؤ سو یاد کرو اللہ کے احسان تاکہ تمہارا

تُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ

بھلا ہو بولے کیا تو اس واسطے ہمارے پاس آیا کہ ہم بندگی کریں اللہ کے

وَنَذَرِ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا ۚ فَاتَّبَعْنَا مَا تَتَعَدَّى

کی اور چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے پس تو نے آہمارے پاس جس چیز

إِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧٠﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ

سے ہو تمکو ڈراتا ہے اگر تو سچا ہے کہا تم پر واقع ہو چکا ہے

عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رَجْسٌ وَغَضَبٌ أَتُجَادِلُونَنِي

تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غصہ کیوں جھگڑتے ہو مجھ سے

فِي أَسْمَاءِ سَمِيئَةٍ مَوْهَا أَنْتُمْ وَاَبَاؤُكُمْ مِمَّا

ان ناموں پر کہ رکھ لئے ہیں تم نے خدا اور تمہارے باپ دادے نے نہیں

نَزَّلَ اللَّهُ مِنْهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۚ وَإِنِّي

اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند سو منتظر رہو میں بھی

مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿٧١﴾ فَانْجِبْنَاهُ وَ

تمہارے ساتھ منتظر ہوں پھر ہم نے بچا لیا اس کو اسے اور

منزل ۲

۷۷ اس میں حضرت ہود علیہ

السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے

انعامات یاد دلائے۔

قوت یا پھیلاؤ ۷۸ قوم نے

جواب میں کہا کہ تم ہمارے پاس اس

لئے آئے ہو کہ ہم صرف ایک اللہ

کی عبادت کریں اور صرف اسی کو

پکارتیں اور جن معبودوں کو ہمارے

باپ دادا پکارتے چلے آئے ہیں

ان کو ہم چھوڑ دیں تو سن لو کہ

ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ باقی جس

عذاب سے تم نہیں ڈراتے ہو

اگر تمہارے بیان میں کچھ سچائی

ہے تو وہ عذاب لے آؤ۔ ۷۹

حضرت ہود علیہ السلام نے

فرمایا کہ اللہ کا غضب اور اس

کا عذاب تم پر مقدر ہو چکا ہے

وہ اپنے وقت پر آکر رہیگا مگر

تمہاری کم عقلی کی انتہا ہے کہ تم

میرے ساتھ ایسے جھوٹے معبودوں

کے بارے میں جھگڑتے ہو جن

کے معبود ہونے پر اللہ تعالیٰ

نے کوئی دلیل نازل نہیں

فرمائی۔ ۸۰ آخر مقررہ

اجل پر اللہ کا عذاب آگیا اور پوری

قوم کا نام و نشان ہی مٹا دیا گیا۔

حضرت ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان

لانیوالوں کے سوا کوئی عذاب نہ پہنچ سکا۔

فتح الرحمن ۱۱ یعنی بیار عقوبت را ۱۲ ۱۱ یعنی بے اصل است ۱۲

الَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَّعُوا أَيْدِيَهُمْ

جو اس کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے اور جڑ کاٹی ان کی

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝

جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو اور نہیں مانتے تھے

وَالِی شَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَاقَوْمِ

اور شمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی صالح کو صلہ بولا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ قَدْ

بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا تم کو

جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۚ هَذِهِ نَاقَةُ

پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے یہ اونٹنی

اللَّهِ لَكُمْ آيَةٌ فَإِذَا رُوِّمْنَا كُلٌّ فِي أَرْضِ اللَّهِ

اللہ کی ہے تمہارے لئے نشانی سو اس کو چھوڑ دو کہ کھائے اللہ کی زمین میں

وَلَا تَمْسُوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ

اور اس کو مٹا نہ لگاؤ بُری طرح پھر تم کو پکڑے گا عذاب

الْأَلِيمِ ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ

دروناک اور یاد کرو جب کہ تم کو سردار کر دیا

مِّنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ

عاد کے پیچھے اور ٹھکانا دیا تم کو زمین میں کہ بناتے ہو

مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَتَّخِذُونَ الْجِبَالَ

نرم زمین میں محل اور تراشتے ہو پہاڑوں کے

مُيُوتًا ۚ فَادْكُرُوا آيَةَ اللَّهِ وَلَا تَعْثُوا

گھر سو یاد کرو احسان اللہ کے اور مت مچاتے پھرو

وَقَطَّعُوا أَيْدِيَهُمْ

تسلطی جیسی

۱۵ یہ تیسرا قصہ ہے۔
اور یہ بھی تیسرے دعویٰ
میں متعلق ہے جیسا کہ حضرت
صالح علیہ السلام کے
اس اعلان سے ظاہر
ہے۔ یَقَوْمِ اعْبُدُوا
اللَّهَ مَا لَكُمْ دِينًا
إِلَّا غَيْرُكَ۔ اے
میری قوم صرف اللہ ہی
کی عبادت کرو۔ اور
صرف اسی کو پکارو۔
اس کے سوا تمہارا کوئی
معبود اور کارساز نہیں
اس کے بجز معجزہ ناقہ کا
ذکر فرمایا کہ یہ اونٹنی
اللہ کی طرف سے ایک معجزہ
ہے اس کو تکلیف مت
پہنچانا ورنہ اللہ کا عذاب
آ جائے گا۔ پھر ان کو اللہ
کے انعامات یاد دلانے
سہولہا۔ سہول سہل
کی جمع ہے یعنی ہموار زمین۔

نرم زمین

لَمَنْ آمَنَ بِهِ لِلَّذِينَ اسْتَضَعُّوْا مِنْ بَعْدِهِ
 جاریدل ہے۔ قوم صالح علیہ السلام کے بڑے اور مغرور
 لوگوں نے ایمان والوں سے جو بظاہر قوت اور دولت کے
 اعتبار سے کمزور تھے بطور استہزاء و تمسخر کہا کیا تم صالح
 کو اللہ کا نبی مانتے ہو؟ اس کے جواب میں انہوں نے پوری
 جرات سے کہا ”یقیناً ہم حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ کا
 نبی مانتے ہیں۔ اور جو مسلمان توحید لیکر وہ آیا ہے ہمارا
 اس پر بھی ایمان ہے۔ بِمَا أُرْسِلَ میں مآ سے سلم
 توحید مراد ہے۔ قوم کے وہی سرکش سردار بولے ہم
 تو اسے اور اس کی تعلیم کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں
 فَعَقَّرُوا النَّاقَةَ جتنا بچہ انہوں نے اللہ کے حکم سے سرکشی
 کرتے ہوئے اونٹنی کو قتل کر دیا اور ازراہ تعنت و عناد حضرت
 صالح علیہ السلام سے کہنے لگے اگر واقعی تو اللہ کا نبی ہے تو
 جس عذاب سے ہمیں ڈراتا تھا اب لے آ۔ ۱۲
 الرَّجْفَةُ یعنی شدید زلزلہ ایسا زلزلہ آیا کہ ان کو اپنے
 گھروں سے نکلنے کی فرصت بھی نہ ملی اور وہ جہاں کہیں تھے
 وہیں ڈھیر ہو گئے۔ ۱۳ جب قوم ہلاک ہو گئی تو حضرت
 صالح علیہ السلام نہایت حسرت و یاس کے ساتھ اپنی قوم سے
 یوں فرماتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے اے میری قوم! میں
 نے اپنے پیڑگار کا رکھنا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کا
 حق ادا کر دیا مگر افسوس کہ تم خیر خواہی کو پسند نہیں کرتے
 تھے۔ یہاں حرف نداء اور ضما کر خطاب سے تباہ و برباد
 شدہ قوم سے خطاب کرنا اور ان کو سنا نامقصود نہیں بلکہ یہ
 نداء و خطاب محض قوم کی بدقسمتی پر اظہار افسوس اور تضرع
 کے لئے ہے۔ فتولی عنہ بعد ان جوی علیہم ما جوی علی ما
 هو الظاهر من غمّا متعسراً علی ما فاتہم من الایمان
 متعسراً علیہم (روح ج ۸ ص ۱۶۵) اس سے معلوم ہوا کہ
 حروف نداء اور ضما کر خطاب سے ہمیشہ کسی کو مخاطب کرنا اور
 اسے کچھ سنانا مقصود نہیں ہوتا۔ اس لئے التحیات میں لست
 علیک ایہا النبی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال صحیح نہیں کیونکہ وہ محض دعا ہے اس سے خطاب کرنا اور سنانا مقصود ہی نہیں۔ ۱۲

سبیل منہ

۱۲-۱۳

یہاں سے معلوم ہوا کہ حرف نداء اور ضما کر خطاب سے ہمیشہ کسی کو مخاطب کرنا اور اسے کچھ سنانا مقصود نہیں ہوتا۔ اس لئے التحیات میں لست علیک ایہا النبی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال صحیح نہیں کیونکہ وہ محض دعا ہے اس سے خطاب کرنا اور سنانا مقصود ہی نہیں۔ ۱۲

فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۴۲ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ

زمین میں فساد کرنے والے سردار جو ۴۲

اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتَضَعُّوْا

مستکبر تھے اس کی قوم میں عزیز لوگوں کو

لَمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا

کہ جو ان میں ایمان لا چکے تھے کیا تم کو یقین ہے کہ صالح کو

مُرْسَلٌ مِّنْ رَبِّهِ ط قَالَ أَوْ أَنَا بِمَا أُرْسِلُ بِهِ

بیجا ہے اس کے رب نے بولے ہم کو تو جو وہ لے کر آیاں

مُؤْمِنُونَ ۴۵ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا

پر یقین ہے کہنے لگے وہ لوگ جو مستکبر تھے ۴۵ جس

بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَفَرُونَ ۴۶ فَعَقَّرُوا

پر تم کو یقین ہے ہم اس کو نہیں مانتے پھر انہوں نے کاٹ ڈالا

النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا

اونٹنی کو اور پھر گئے اپنے رب کے حکم سے اور بولے

يُصْلِحْ أَعْتَابَنَا تَعْدَنَّا إِنْ كُنْتَ مِنَ

اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہم کو ڈراتا تھا اگر تو

الرُّسُلِينَ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

رسول ہے پس آپکڑا ان کو زلزلہ نے ۴۷

فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جِثَثِينَ ۴۸ فَتَوَلَّى

پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں اوندھے پڑے پھر الٹا پھرا

عَنْهُمْ وَقَالَ لَیْقَوْمٌ لَّقَدْ أَتٰبْنٰكُمْ رِسَالَةً

ان سے ۴۸ اور بولا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو پیغام

مَا زِلْنِي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ لِلصَّالِحِينَ ٤٩

اپنے رب کا اور خیر خواہی کی تمہاری لیکن تم کو محبت نہیں خیر خواہوں سے

وَلَوْ طَا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ

اور بھیجا لو ط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو ایسی بے حیالی

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ٥٠

کہ تم سے پہلے نہیں کیا اس کو کسی نے جہان میں

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ

تم تو دوڑتے ہو عہ مردوں پر شہوت کے مارے

النِّسَاءِ ط بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ٥١

عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم لوگ ہو حد سے گزرنے والے

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا

اور کچھ جواب نہ دیا اس کی قوم نے مگر یہی کہا کہ

أَخْرِجُوهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أَنْفُسُ

نکالو ان کو اپنے شہر سے یہ لوگ بہت ہی

يَنْتَظِرُونَ ٥٢ فَإِنْ جِئْتُمْ بِهِمْ أَهْلُكُمْ إِلَّا

پاک رہنا چاہتے ہیں پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو مگر

أَمْرَاتِهِ زَكَاتٍ مِنَ الْغَابِرِينَ ٥٣ وَأَمْطَرْنَا

اس کی عورت کہ رہ گئی وہاں کے رہنے والوں میں اور برسایا ہم نے

عَلَيْهِمْ مَطَرًا ط فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ان کے اوپر عیب یعنی پھڑوں کا پھر دیکھ

الْمُجْرِمِينَ ٥٤ وَالْإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ط

گنہگاروں کا اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو قہم

منزل ۲

سابقہ صفحہ متعلق
عدوی نافی بین
اللہ کے محرمات کے
سابقہ حرام کا معاملہ
نہیں کرتے تھے
بلکہ ترقی کیلئے
مجلس میں بھی
یہ کام کرتے تھے
نہایت تائید و توثیق
نہایت اہم
متعلق ہر دو نئی
ثانی و ثالث ۱۰

۵۵ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے

کیونکہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اللہ کے محرمات سے حرام کا

سامعہ نہیں کرتی تھی۔ اَلْفَاحِشَةُ سے لڑکوں کیساتھ

خلاف فطرت فعل کرنا مراد ہے۔ اس فعل کی ابتدا قوم لوط

میں ہوئی اس سے قبل کسی قوم نے یہ فعل نہیں کیا تھا۔

۵۶ یہ اَلْفَاحِشَةُ کی تفسیر ہے بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ

مُّسْرِفُونَ۔ بل ترقی کے لئے ہے یعنی برسر عام مجاہد

میں بھی تم اس فعل شنیع کا ارتکاب کرتے ہوئے نہیں تھے

ہو جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا دَنَّا تَشُونَ فِي تَنَادِيكُمْ

الْمُسْتَكْرَ (عنکبوت ۳۶) وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ

حضرت لوط علیہ السلام کی پسند نصیحت کے جواب میں قوم نے

فیصلہ کیا کہ ان کو گاؤں سے نکال دیا جائے۔ یہ بڑے پاکباز بننے

میں ۱۲۔ اللہ نے اس بدکردار قوم پر آسمان سے پتھر

برسا کر اسے تباہ کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام اور جو ان پر

ایمان لائے تھے صرف وہی بچ سکے۔ حضرت لوط علیہ السلام

کی بیوی چونکہ درپردہ مشرکہ تھی اس لئے وہ بھی عذاب میں

ہلاک ہو گئی۔ فَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا۔ بارش سے پتھروں

کی بارش مراد ہے۔ پہلے ان کی بستیوں کو الٹا دیا گیا پھر اوپر

سے پتھر برسائے گئے جیسا کہ سورہ ہود ۷۷ میں فرمایا فَكُنَّا

جَاءَ آمُرًا جَعَلْنَا عَلَيْهِمْ سَاسًا فَلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ

حِجَارًا مِّنْ سِجِّيلٍ مَّنصُودٍ ۱۲۔ یہ پانچواں قصہ

ہے اور دوسرے اور تیسرے دونوں دعووں سے متعلق ہے۔

يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنِّ إِلَهِ غَيْرُهُ میں تیسرا

دعویٰ مذکور ہے یعنی لے میری قوم تم صرف اللہ ہی کی عبادت

کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اللہ کے سوا کوئی تمہارا کارساز

نہیں۔ اور قَاذِفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَتَّبِعُوا

النَّاسَ أَشْيَاءَ هُمْ الْخَمِيلُ میں دوسرا دعویٰ مذکور ہے۔ قوم

شعیب علیہ السلام ان محرمات الہیہ کے ساتھ حرام کا برتاؤ نہیں

نہیں کرتی تھی بلکہ ناپ تول کے ذریعے دوسرے کا حق مار لینے کو

جائز سمجھتی تھی۔ اس لئے ان کو حکم دیا گیا کہ وہ ان محرمات کو حرام سمجھیں اور ان ناجائز طریقوں سے لوگوں کے حقوق تلف نہ کریں اور زمین میں شر و فساد نہ پھیلائیں۔ ۱۲

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ

بولے سردار ۹۹ جو مستکبر تھے اس کی قوم میں

لَنُخْرِجَنَّكَ لِشُعَيْبٍ وَالَّذِينَ آمَنُوا

ہم ضرور نکال دیں گے اے شعیب تجھ کو اور ان کو جو کہ ایمان لائے

مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودَنَّ فِي

تیرے ساتھ اپنے شہر سے یا یہ کہ تم لوٹ آؤ ہمارے

مِلَّتِنَا قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝۸۸

دین میں بولا کیا ہم ہزار ہوں تو بھی بیشک

أَفْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي

ہم نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا اگر لوٹ آئیں ہمارے

مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّيْنَا اللَّهُ مِنْهَا وَمَا

دین میں ہیں اس کے کہ نجات دے چکا ہم کو اللہ اس سے اور ہمارا

يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ

کام نہیں کہ لوٹ آئیں اس میں مگر یہ کہ چاہے

اللَّهُ رَبَّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ط

اللہ رب ہمارا گہرے ہوئے ہے ہمارا پروردگار سب چیزوں کو اپنے علم میں

عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا اے ہمارے رب فیصلہ کر میں ۹۹ اور ہماری

قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝۸۹

قوم میں انصاف کے ساتھ اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اور

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنْ اتَّبَعْتُمْ

بولے سردار جو کافر تھے ۹۹ اس کی قوم میں اگر یہ روی کرو گے تم

۹۹ اس کے جواب میں قوم کے متکبر اور مشرک سرداروں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو دھمکی دی کہ یا تو تم اپنا دین توحید چھوڑ کر واپس ہمارے دین میں آ جاؤ ورنہ ہم تم کو اور جو تم پر ایمان لے آئے ہیں سب کو اپنے گاؤں سے نکال دیں گے۔ قَدِ افْتَرَيْنَا الْخُ جَب اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمہارے دین شرک سے محفوظ فرمایا اور ہمیں یقین ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں لہذا اس کے سوا پرکار کے لائق بھی کوئی نہیں۔ اس کے باوجود اگر ہم تمہارے دین پر جائیں اور تمہاری طرح شرک کرنے لگیں تو یہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان اور افتراء ہوگا ہم سے تو یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا کہ ہم تمہارے دین پر آجائیں۔ اَلَا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ يَهْدِي مَا يَشَاءُ لِمَنْ يَشَاءُ ۝۹۰ جب ہے یعنی جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔ ۹۹ جب حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کے تہذیب و تمدن کو دیکھ کر ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور قوم کی ایذا رسانی انتہا کو پہنچ گئی تو اب اللہ تعالیٰ سے آخری پھیلے کی دعا مانگی۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَانَ شُعَيْبٌ كَثِيرَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا مَادَى قَوْمَهُ فِي كُفْرِهِمْ وَغِيظَهُمْ وَبَسَّسَ مِنْ صَلَاتِهِمْ هُوَ عَالِيَهُمْ فَقَالَ رَبَّنَا افْتَحْ الْخُ فَاسْتَجَابَ اللَّهُ دَعَاءَهُ فَاهْلَكَم بِالْحِجْفَةِ (قزطبی ج ۷، ص ۱۷۱) ۹۹ قوم شعیب علیہ السلام کے مشرک سردار اپنے ہم مسلک لوگوں کو دین حق قبول کرنے سے روکنے کیلئے ان سے کہتے تھے مگر تم نے شعیب کی بات مان لی تو تم ہمارے میں رہو گے۔ کیونکہ اس کا دین قبول کر لینے کے بعد تم ناپ تول میں کمی بیشی سوچو کھماتے تھے وہ نہیں کما سکو گے۔ نیز ہدایت کے عوض گمراہی خریدو گے جو سراسر خسار ہے مشرکین شرک کو ہدایت اور توحید کو گمراہی سمجھتے تھے ای مغبونون لاستبدلکم الضلالة بالهدای و لغوات ما یحصل لکم بالخص التطفیف (سج ۷، ص ۱۷۱)

لا مستغنی عنہ
بہر دینی جو اللہ
چاہے وہی ہوتا

۹۷ الرجفة زلزلہ (قرطبی) ایک شدید زلزلہ آیا جس سے وہ تمام ہلاک ہو گئے اور اسے ہلاک ہوئے گویا کہ وہ اپنے گھروں میں کبھی آباد ہی نہ تھے ۹۸ جب قوم ہلاک ہو گئی تو وہاں سے چلے اور تحسہ اور سینا کے طور پر قوم کو خطاب کر کے فرمایا۔ اے میرا قوم میں نے تو تمہیں اللہ کے تمام پیغام پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ اس سے ان کا مقصد ہلاک شدہ مشرکین کو کچھ سنانا تھا بلکہ محض اظہار افسوس مقصود تھا۔ ۹۹ التفات بسکواں کہ یعنی ہماری سنت جاریہ یہی رہی ہے کہ ہم نے جس بستی میں کوئی نبی بھیجا فلاں کے باشندوں کو مختلف طریقوں سے آزمایا۔ ان کو مالی و جانی تکالیفوں میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کریں اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اللہ کی توحید کو مان لیں اور نیک اعمال بجالائیں۔ ثُمَّ بَدَّلْنَا نَحْمًا بِرَحْمَةٍ لِّنَا لَنَشْكُرَ ان کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی تو ہم نے ان کی تکلیف اور تنگدستی کو راحت و فراخی سے بدل دیا تاکہ اس طرح ان کے دلوں میں شکر و طاعت کا جذبہ پیدا ہو۔ لان ورود النعمة فی البدن و المال بعد الشدة والضيق لیستدعی الانقیاد للطاعة والاشتغال بالشکر (خازن ج ۲ صفحہ ۲۸) ۱۰۰ عَفَوْا اے کثروا یعنی جب ان کے مال و اولاد میں کثرت ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے تکلیف و تنگدستی و فراخی و دونوں طریقوں سے ان کا امتحان فرمایا مگر وہ کسی طرح کفر و شرک سے باز نہ آئے۔ ۱۰۱ اَعْلَمَ اللہ تعالیٰ انہ اخذ صعباً الشدة والرخاء فلم یزد جبراً و اولہ لیشکروا (قرطبی ج ۲ صفحہ ۲۸) ۱۰۲ اسل اختلاف حوال سے انہوں نے کچھ عبرت حاصل نہ کی اور نہ اسے اللہ کی طرف سے ابتلا سمجھا اور یوں کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادا پر بھی حالات آتے رہے ہیں کبھی تکلیف اور تنگدستی اور کبھی راحت و فراخی ہم پر بھی اسی طرح آتے رہے ہیں۔ یہ تکلیف اور آسودگی تغیرات زمانہ میں سے ہے کسی پیغمبر کے انکار یا اسکو ماننے کی وجہ سے نہیں ہے فَاَخَذْنَاهُمْ بِغَتَّةٍ مِّمَّانِ تَک کہ ان پر چانک ہمارا عذاب آج پہنچا اس حال میں کہ انہیں اس کا دم و گمان بھی نہ تھا۔ فتح الرحمن ص ۱ یعنی عادت زمانہ است گاہے سختی و گاہے راحتی باشد از باب مواخذہ بر اعمال نمود ۱۲

نداء غیر خطاب کا استعمال اس کی تحقیق تفسیر میں موجود ہے ۱۲

شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذَا الْخُسُوفُ ۹۰ فَاَخَذْتُهُمْ

شعیب کی تو تم بیشک خسراب ہو گئے پھر آ پکڑا ان کو

الرَّجْفَةَ فَاَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَمِينَ ۹۱

زلزلہ نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں کے اندر اونٹن سے پڑے

الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا لَمْ يَخْتَفُوا

جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو گویا کبھی بسے ہی نہ تھے وہاں

الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا لَهُمُ الْخُسُوفُ ۹۲

جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو وہی ہوئے خسراب

فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَاقَوْمُ لَقَدْ ابْلَغْتُكُمْ

پھر الٹا پھرا ان لوگوں سے اور بولا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو

رِسَالَتِي رَنِي وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اَسَىٰ

پیغام اپنے رب کے اور خیر خواہی کر چکا تمہاری اب کیا افسوس کروں

عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۹۳ وَمَا اَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ

کافروں پر اور نہیں بھیجا ہم نے ۹۴ کسی بستی میں

مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا اَخَذْنَا اَهْلَهَا بِالْبَاسِ ۹۴

کوئی نبی کہ نہ پکڑا ہو ہم نے وہاں کے لوگوں کو سختی اور

الضَّرَاءِ لَعَالَهُمْ يُصْرَعُونَ ۹۵ ثُمَّ بَدَّلْنَا

تکلیف میں تاکہ وہ گر گرائیں پھر بدل دی ہم نے

مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوْا وَقَالُوا

برائی کی جگہ بھلائی یہاں تک کہ فرستادہ بڑھ گئے اور کہنے لگے

قَدْ مَنَّ اٰبَاءُنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ فَاَخَذْنَاهُمْ

کہ پیچھے رہی ہے لعلہ ہمارے باپ دادا کو بھی تکلیف اور خوشی ملا پھر پکڑا ہم نے ان کو

فتح الرحمن ص ۱ یعنی عادت زمانہ است گاہے سختی و گاہے راحتی باشد از باب مواخذہ بر اعمال نمود ۱۲

۱۰۳ ایمان لانے کی ترغیب ہے۔ جن بستیوں میں اللہ کے پیغمبر آئے اگر ان بستیوں والے اللہ پر ایمان لے آتے اور اللہ کی ہدایت کے مطابق عمل کرتے تو اللہ تعالیٰ ان پر

زمین و آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتا مگر انہوں نے تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بد اعمالیوں کے سبب ان کو پکڑ لیا۔ ۱۰۴ ہمزہ استفہام انکار کے لئے ہے۔ اور اهل القرى سے مکہ اور گرد و نواح کی بستیوں کے لوگ مراد ہیں۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی بعض کے نزدیک یہ عام ہے۔ والمراد بالقرى مكة وما حولها لانهم كنوا محمدا صلى الله عليه وسلم وقيل هو عام في جميع القرى۔ (قرطبی ج ۷ ص ۲۵۳) مشرکین عرب گذشتہ سرکش قوموں کے انجام بد سے اچھی طرح واقف ہیں مگر اس کے باوجود عناد اور سرکشی پر اڑے ہوئے ہیں کیا انہیں اس بات کا خطرہ اور اندیشہ نہیں کہ کہیں رات کو سوتے وقت یادن کو جب وہ کھیل میں مصروف ہوں اچانک ہی اللہ کا عذاب آپہنچے اور ان کو ہلاک کر دے۔ کیا وہ اللہ کے عذاب سے بالکل ہی بے فکر ہیں۔ جو لوگ اس طرح اللہ کے عذاب سے منکر ہو کر ایمان و عمل سے غافل ہو جائیں وہ دنیا و آخرت میں خسارہ اٹھائیں گے۔ ۱۰۵ ہدایت سے اس کا متعارف معنی مراد ہے یا بمعنی ظہور ہے۔ یعنی کیا پہلی امتوں کی ہلاکت اور ان کی تباہی ان کی ہدایت کا موجب نہ بنی یا اس سے ان پر یہ حقیقت واضح نہیں ہوئی کہ کفر و عناد کی وجہ سے ان کو بھی عذاب سے ہلاک کیا جاسکتا ہے۔

موضع قرآن

۱۔ بندے کو دنیا میں گناہ کی سزا پہنچتی رہے تو امید ہے کہ توبہ کر لے اور جب گناہ راست آگیا تو یہ اللہ کا جلاوا ہے پھر ڈر ہے ہلاک کا جیسے زہر کھایا اگل لے

فتح الرحمن

۱۔ یعنی از تہذیر ہلاک ۱۲۔

۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔

الاعراف ۷

۳۷۷

قَالَ الْمَلَأُ

بَغْتَهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۹۵ وَكَوَأَنَّ أَهْلَ

ناگہماں اور ان کو خبر نہ تھی ۱ اور اگر بستیوں

الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقُوا الْفِتْنَةَ عَلَيَّهِمْ ۹۶

۱۰۳ ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم کھول دیتے ان پر

بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَكِن

۱۰۴ آسمان اور زمین سے لیکن

كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۹۷

جھٹلایا انہوں نے پس پکڑا ہم نے ان کو ان کے اعمال کے بدلے

أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا

۱۰۵ اب کیا ہے ڈر میں بستیوں والے سنلہ اس سے کہ آپہنچے ان پر آفت ہماری

بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ۹۸ أَوْ آمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ

۱۰۶ راتوں رات جب سوتے ہیں یا بے ڈر ہیں بستیوں والے

أَن يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضَعْفَ ۹۹ وَهُمْ يُلْعَبُونَ ۱۰۰

اس سے کہ آپہنچے ان پر عذاب ہمارا دوں چڑھے جب کھیلنے ہوں

أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ ۱۰۱ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ

۱۰۲ کیا ہے ڈر ہو گئے اللہ کے داور سے مکر سولے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے داور سے

إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ۱۰۲ أَوَلَمْ يَكْهَدُوا لِلَّذِينَ

۱۰۳ مکر خرابی میں پڑنے والے کیا نہیں ظاہر سنلہ ہوا ان لوگوں پر

يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّو

۱۰۴ جو وارث ہوئے زمین کے وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد کہ اگر

لَشَاءُ أَصَابْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ ۱۰۵ وَتَطْبَعُ عَلَىٰ

۱۰۶ ہم چاہیں تو ان کو پکڑ لیں ان کے گناہوں پر اور ہم نے مہر کر دی ہوائے

ماتول

۱۰۵ الفقاری سے تمام مذکورہ بستیوں کی طرف اشارہ ہے۔ جن کے انبیاء علیہم السلام اور جن کی قوموں کے واقعات پہلے مذکور ہو چکے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ اسم اشارہ کا محسوس مبصر ہی کے لئے استعمال ہونا ضروری نہیں بلکہ معبود فی الذہن کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ لہذا ماتقول فی ہذا الرجل سے

مبتدعین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں حاضر ہونے پر استدلال غلط ہے۔ یہما گدّٰ بؤا میں با سببیہ ہے اور کذا لک میں کاف بمعنی لام ہے۔ یعنی جب ان کے پاس اللہ کے پیغمبر آئے تو انہوں نے ان کی تکذیب کر ڈالی اس لئے جب انہوں نے معجزات پیش کئے تو بھی وہ ایمان نہ لائے اور کفر پر اڑے رہے اس لئے ان کے عناد و انکار کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر دی گئی اور ان سے توفیق ایمان سلب کر لی گئی۔ ۱۰۶ حضرت حسن فرماتے ہیں عہد سے عہد توحید مراد ہے جو ائمہ سابقہ سے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے لیا گیا۔ العہد الذی عہد الیہم مع الانبیاء علیہم السلام ان یجدوہ ولا یشکوہ شیئا فخری ج ۲۵۵ یعنی ان میں اکثر عہد ثابت ہوئے اور انہوں نے توحید کو جوہر کر شرک اختیار کر لیا۔ ۱۰۷ یہ چٹا واقعہ ہے اور پہلے دعویٰ سے متعلق ہے اور یہاں سے شروع ہو کر رکوع ۲ کے آخر میں قَدْ رَسَلْنَا عَلَیْہِمْ رُجْدًا مِّنَ السَّمَاءِ بِہِمَا کَاثِرًا یُّظْلِمُوْنَ پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے مختلف آٹھ واقعات ذکر کئے گئے ہیں جن میں سے ہر واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عزیمت اور ان کے استقلال کی زندہ تصویر ہے۔ ان کے ذکر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جمیع مقصود ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ بھی جرات اور بہادری سے مسئلہ توحید کی تبلیغ کریں ورا سکی وجہ سے آنے والے مصائب و مشکلات کا استقلال سے سامنا فرمائیں۔ پہلا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے پاس جا کر اسکو توحید کی دعوت دینا۔ بنی اسرائیل پر ظلم کرنے سے منع کرنا۔ اسے معجزے دکھانا

اس بات پر ۱۰۶
یہ چٹا واقعہ ہے اور پہلے دعویٰ سے متعلق ہے اور یہاں سے شروع ہو کر رکوع ۲ کے آخر میں قَدْ رَسَلْنَا عَلَیْہِمْ رُجْدًا مِّنَ السَّمَاءِ بِہِمَا کَاثِرًا یُّظْلِمُوْنَ پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے مختلف آٹھ واقعات ذکر کئے گئے ہیں جن میں سے ہر واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عزیمت اور ان کے استقلال کی زندہ تصویر ہے۔ ان کے ذکر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جمیع مقصود ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ بھی جرات اور بہادری سے مسئلہ توحید کی تبلیغ کریں ورا سکی وجہ سے آنے والے مصائب و مشکلات کا استقلال سے سامنا فرمائیں۔ پہلا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے پاس جا کر اسکو توحید کی دعوت دینا۔ بنی اسرائیل پر ظلم کرنے سے منع کرنا۔ اسے معجزے دکھانا

الاعراف ۷

۳۷۸

قَالَ الْمَلَأُوْ

قُلُوْبِهِمْ فَهَمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝۱۰۰ تِلْكَ الْقُرٰی

دلوں پر سو وہ نہیں سنتے یہ بستاں ہیں ۱۰۰

تَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْبِیَآئِہَا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْہُمْ

سناتے ہیں ہم تجھ کو ان کے کچھ حالات اور بیشک ان کے پاس پہنچ چکے

رُسُلُہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ۚ فَمَا کَانُوْا لَیُؤْمِنُوْا بِہَا

ان کے رسول نشانیاں لے کر پھر ہرگز نہ ہوا کہ ایمان لائیں اس بات پر

کَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ کَذٰلِکَ یُطٰعُ اللّٰہُ عَلٰی

جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے یوں مہر کر دیتا ہے اللہ

قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ ۝۱۰۱ وَمَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِہُمْ

کافروں کے دل پر اور نہ ہوا ان کے ۱۰۱ اکثر لوگوں میں

مِّنْ عٰہِدٍ ۚ وَاِنْ وَجَدْنَا اَکْثَرَہُمْ فَاسِقِیْنَ

نہ عہد کا نباہ اور اکثر ان میں پائے نافرمان

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِہُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ اِلٰی

پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے ۱۰۲ موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر

فِرْعَوْنَ وَمَلَٲِیْہِ فَظَلَمُوْا بِہَا ۚ فَانْظُرْ کَیْفَ

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پس کفر کیا ۱۰۲ انہوں نے انکے مقابل میں سودیکھ کیا

کَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۚ وَقَالَ مُوْسٰی

انجام ہوا مفسدوں کا اور کہا موسیٰ نے

یٰۤاِفْرٰعُوْنَ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۰۳

اے فرعون میں رسول ہوں پروردگار عالم کا ۱۰۳

حَقِیْقٌ عَلٰی اَنْ لَاْ اَقُوْلَ عَلٰی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ ۚ

واقم ہوں اس بات پر کہ نہ کہوں اللہ کی طرف سے مگر جو سچ ہے

منزل ۲

اور پھر فرعون کا ان کے مقابلے کے لئے جاو گروں کو جمع کرنا وغیرہ ۱۰۸ یعنی انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تمام معجزات کا انکار کیا حَقِیْقٌ اِلٰہِی واجب (کیہا فاذن وغیرہ) یعنی مجھ پر فرض اور لازم ہے کہ میں اللہ کی طرف کوئی غلط بات منسوب نہ کروں یا حَقِیْقٌ بمعنی حَقِیْقٌ ہے (بحر، روح وغیرہ) یعنی میں اللہ کا رسول ہوں اسلئے میری شان یہی ہے اور میرے لئے یہی لائق اور زیبا ہے کہ میں اللہ کی طرف سچی بات ہی کی نسبت کروں اس لئے سن لو میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور اللہ کی طرف سے معجزات لے کر آیا ہوں۔ لہذا میری دعوت کو قبول کر لو اور بنی اسرائیل کو ظلم و ستم سے رہا کر دو۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں حَقِیْقٌ اِی شَآءَ ۱۰۸ یعنی میں اس بات پر ثابت اور قائم ہوں کہ اللہ کی طرف صرف سچی بات کی ہی نسبت کروں۔

قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ

لا یا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی سو بھیج دے میرے ساتھ

بَنِي إِسْرَءِیْلَ ۝۱۰۵ قَالَ إِن كُنْتَ جِئْتَ بِآيَةٍ

بنی اسرائیل کو بولا اگر تو آیا آیت ہے کوئی نشانی لے کر

فَأْتِ بِهَا إِن كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝۱۰۶ فَأَلْقَ

تو لا اس کو اگر تو سچا ہے تب ڈال دیا اس نے

عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝۱۰۷ وَنَزَعَ يَدَهُ

اپنا عصا تو اسی وقت ہو گیا اڑدا صریح اور نکالا اپنا ہاتھ

فَإِذَا هِيَ بِیَضَاءٍ لِّلنَّظَرِیْنَ ۝۱۰۸ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ

تو اسی وقت وہ سفید نظر آنے لگا دیکھنے والوں کو بولے سردار ملکہ

قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَذَا السَّحَرُ عَلِيمٌ ۝۱۰۹

فرعون کی قوم کے یہ تو کوئی بڑا واقف جادوگر ہے نکالنا چاہتا

أَن يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ فَبَآذِ أَتَا مَرُوءَ ۝۱۱۰

ہے تم کو تمہارے ملک سے اب تمہاری کیا صلاح ہے

قَالُوا أَرْحَبُ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ

بولے دھیل دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج پر گمنوں میں

حِثْمَرِیْنَ ۝۱۱۱ یَا شُؤْكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۝۱۱۲

جمع کرنے والوں کو کہ جمع کر لائیں تیرے پاس جو ہو کامل جادوگر اور

جَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا

آئے جادوگر ملکہ فرعون کے پاس بولے ہمارے لئے کچھ مزدوری ہے

إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِیْنَ ۝۱۱۳ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ

اگر ہم غالب ہوئے بولا ہاں اور بیشک تم

۱۰۹ فرعون نے کہا اگر واقعی تم اپنے دعوے میں

سچے ہو اور اپنی نبوت پر واقعی کوئی دلیل اور معجزہ

لائے ہو تو پیش کرو ورنہ آٹھ عصا کا الٹ حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاکھی زمین پر پھینک دی

جو گرتے ہی سانپ بن گئی اور پھر گریبان میں ہاتھ

ڈال کر بار بار نکالتا تو وہ روشن اور درخشاں تھا

یعنی میری نبوت کا پہلا گواہ تو یہ سانپ والا

معجزہ ہے یہ بھی دیکھ لو اور دوسرا یہ نور ہے اسے

بھی دیکھ لو ۱۰۷ یہ دیکھ کر قوم فرعون کے

درباری امراء اور اہل حل و عقد بول اٹھے کہ یہ

تو کوئی بہت بڑا ماہر جادوگر ہے اور تمہیں

ملک مصر سے نکال کر اس پر خود قابض ہونا

چاہتا ہے۔ اس پر فرعون نے کہا کیا آتا مَرُوءَ

تو پھر اس کے معاملے میں تمہارا کیا مشورہ

ہے۔ قَالُوا أَرْحَبُ انہوں نے کہا اس کے

معاملے میں آپ جلدی نہ کریں بلکہ اس کو اور

اس کے بھائی کو مہلت دے دیں اور اپنے ملک

کے تمام شہروں میں اپنے آدمی بھیج دیں وہ ملک

کے تمام ماہر جادوگروں کو آپ کے دربار میں

لا حاضر کریں تاکہ ان دونوں کا مقابلہ کیا جاسکے

۱۱۱ ملکہ کے مشہور اور ماہر جادوگر فرعون

کے دربار میں حاضر ہوئے تو عرض کی اگر ہم

مقابلے میں غالب آگئے تو ہمیں انعام تو ضرور ملے

گا۔ قَالَ نَعَمْ الخ فرعون نے کہا صرف انعام

ہی نہیں ملے گا بلکہ اس کے علاوہ تمہیں میرے

دربار کا تقرب بھی حاصل ہوگا اور میرے یہاں

تمہاری بہت زیادہ قدر و منزلت اور عزت

افزائی ہوگی۔

۱۰۹ فرعون نے کہا اگر واقعی تم اپنے دعوے میں سچے ہو اور اپنی نبوت پر واقعی کوئی دلیل اور معجزہ لائے ہو تو پیش کرو ورنہ آٹھ عصا کا الٹ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاکھی زمین پر پھینک دی جو گرتے ہی سانپ بن گئی اور پھر گریبان میں ہاتھ ڈال کر بار بار نکالتا تو وہ روشن اور درخشاں تھا یعنی میری نبوت کا پہلا گواہ تو یہ سانپ والا معجزہ ہے یہ بھی دیکھ لو اور دوسرا یہ نور ہے اسے بھی دیکھ لو ۱۰۷ یہ دیکھ کر قوم فرعون کے درباری امراء اور اہل حل و عقد بول اٹھے کہ یہ تو کوئی بہت بڑا ماہر جادوگر ہے اور تمہیں ملک مصر سے نکال کر اس پر خود قابض ہونا چاہتا ہے۔ اس پر فرعون نے کہا کیا آتا مَرُوءَ تو پھر اس کے معاملے میں تمہارا کیا مشورہ ہے۔ قَالُوا أَرْحَبُ انہوں نے کہا اس کے معاملے میں آپ جلدی نہ کریں بلکہ اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دے دیں اور اپنے ملک کے تمام شہروں میں اپنے آدمی بھیج دیں وہ ملک کے تمام ماہر جادوگروں کو آپ کے دربار میں لا حاضر کریں تاکہ ان دونوں کا مقابلہ کیا جاسکے ۱۱۱ ملکہ کے مشہور اور ماہر جادوگر فرعون کے دربار میں حاضر ہوئے تو عرض کی اگر ہم مقابلے میں غالب آگئے تو ہمیں انعام تو ضرور ملے گا۔ قَالَ نَعَمْ الخ فرعون نے کہا صرف انعام ہی نہیں ملے گا بلکہ اس کے علاوہ تمہیں میرے دربار کا تقرب بھی حاصل ہوگا اور میرے یہاں تمہاری بہت زیادہ قدر و منزلت اور عزت افزائی ہوگی۔

۱۱۲۔ جب مقررہ تاریخ پر متعینہ جگہ میں حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اور فرعون مع امراء و مقربین اور تمام بادو گرد پہنچ گئے اور مقابلہ شروع ہونے لگا تو بادو گردوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا پہلے آپ لائی پھینکیں گے یا ہم پہلے اپنا کمال پیش کریں۔ قَالَ اَلْقُوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پہلے تم پھینکو جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ چونکہ وہ بادو گردوں کے ٹکرو فریب کا ابطال چاہتے تھے اور وہ اسی صورت میں زیادہ مؤثر تھا کہ وہ اپنی رسیاں اور لائییاں پہلے ڈالتے۔ اس لئے فرمایا پہلے تم اپنا جو سر دکھاؤ۔ اِنَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ کَانَ یَبْدُو اِبْطَالَ مَا اَنْتَوِیْہِ مِنَ السَّحَرِ وَاِبْطَالَہُ مَا کَانَ یُمْکِنُ اِلَّا بِاَقْدَامِہُمْ عَلٰی اَظْہَارِہٖ فَاَذِنَ لَہُمْ فَاَلَاتِیَاتُ بِذٰلِکَ (کیر ج ۴ ص ۲۷) ۱۱۳۔ جب

الاعراف ۷

۳۸۰

قَالَ الْمَلَاۗءُ

لَیْسَ الْمُقَرَّبٰیۡنَ ۝۱۱۳۝ قَالُوْا یٰمُوسٰی اِمَّا اَنْ تُلْقٰی

مقرب ہو جاؤ گے بولے اے موسیٰ ﷺ یا تو تو ڈال

وَاِمَّا اَنْ تَکُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقٰیۡنَ ۝۱۱۴۝ قَالَ اَلْقُوْا

اور یا ہم ڈالتے ہیں کہا ڈالو

فَلَمَّا اَلْقَوْا سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاَسْتَرْهَبُوْهُمۡ

پھر جب انہوں نے ڈالا ﷺ باندھ دیا لوگوں کی آنکھوں کو اور ان کو ڈرایا

وَجَآءُوْا بِسِحْرِ عَظِیْمٍ ۝۱۱۵۝ وَاَوْحٰیۡنَا اِلٰی مُوسٰی

اور لائے بڑا سجادہ اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کو ﷺ

اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ ۚ فَاِذَا هٰی تَلْقَفُ مَا یَاۡفِکُوْنَ ۝۱۱۶۝

کہ ڈال دے اپنا عصا سو وہ بھی رکا نکلے جو ساگ انہوں نے بنایا تھا

فَوْقَ الْحَقِّ وَبَطَلَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۱۱۷۝

پس ظاہر ہو گیا حق ﷻ اور غلط ہو گیا جو کچھ انہوں نے کیا تھا

فَغَلَبُوْا هٰٓنَا لَکَ وَاَنْقَلَبُوْا صٰغِرِیۡنَ ۝۱۱۸۝

پس ہار گئے اس جگہ اور لوٹ گئے ذلیل ہو گئے اور

اَلْقٰی السَّحَرَةُ سَجْدٰۤیۡنَ ۝۱۱۹۝ قَالُوْا اَمْنٰ بِرَبِّ

گر پڑے جادو گر سجدہ میں بولے ہم ایمان لائے ﷻ پروردگار

الْعٰلَمِیۡنَ ۝۱۲۰۝ رَبِّ مُوسٰی وَهٰرُوۡنَ ۝۱۲۱۝ قَالَ

عالم پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا بولا

فَرْعَوۡنُ اَمِنْتُ بِہٖ قَبْلَ اَنْ اٰذِنَ لَکُمۡۤ

فرعون کیا تم ایمان لے آئے اس پر میری اجازت سے پہلے

اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مِّکَکُمۡ مُّوۡہٍ فِی الْمَدٰیۡنَةِ

یہ تو مکر ہے جو بنایا تم سب نے اس شہر میں

مَنْذَرٌ

جادو گردوں نے اپنی رسیاں اور لائییاں میدان میں ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں میں جادو چل گیا اور عارضین کو یوں معلوم ہونے لگا کہ پوری وادی خطرناک سانپوں سے بھر گئی ہے۔ جادو گردوں کے اس عظیم فریب کو دیکھ کر لوگ دہشت زدہ ہو گئے۔ سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ اور سَحَرُوْا اَعْيُنَہُمُ اَتَمَّہَا تَشْعٰی (طہ ۷۶) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یوں محسوس ہونے لگا گویا کہ ان کی رسیاں اور لائییاں دوڑ رہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جادو گردوں کی لائیوں اور رسیوں کی حقیقت میں کوئی انقلاب نہیں آیا تھا اور وہ حقیقت میں سانپ نہیں بنی تھیں بلکہ یہ محض ایک فریب نظر تھا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جادو گردوں نے رسیوں اور لائیوں کے اوپر کے حصے پر مختلف رنگوں کے سانپوں جیسے نقش و نگار بنا رکھے تھے۔ رسیوں کے اوپر پارہ لگا تھا اور لائییاں اندر سے خالی تھیں اور ان کے غلامیں پارہ بھرا ہوا تھا جب ان کو میدان میں پھینکا گیا تو سورج کی گرمی کی وجہ سے ان میں حرکت پیدا ہو گئی اور وہ ایک دوسری پر لوٹ پوٹ ہونے لگیں اور دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہونے لگا کہ پوری وادی سانپوں سے بھر گئی ہے وِیْقَالَ اَنۡہُمْ طَلَوَاتِلَکَ الْحَبَالُ بِالزَّیۡتِیۡقِ وَلَوۡنَوۡہَا وَجَعَلُوۡا اِخۡلَ الْعَصٰی فِیۡہَا نَحۡوَتَ اِیۡضًا وَاَلْقَوۡہَا عَلٰی الْاَرْضِ فَلَمَّا اَشْرَحَوۡا الشَّمۡسُ فِیۡہَا نَحۡوَتَ وَالتَّوٰی بَعْضُہَا عَلٰی بَعْضٍ حَتّٰی تَحۡتِلَ لِلنَّاسِ اَنۡہَا حِیَاتٌ (رد ج ۴ ص ۲۷) ۱۱۳۔ جادو گردوں کا دعویٰ تھا کہ وہ ایسا جواب جادو تیار کر کے لائے ہیں کہ دنیا کے تمام جادو گر مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ہاں اگر کوئی فدائی امر ہو تو ہم ہیں اس کے مقابلے کی طاقت نہیں۔ دِیۡ اِنَّ السَّحَرَةَ قَالُوۡا قَدۡعَمَلْنَا سِحْرًا لَا یطِیۡقُہُ سَعۡیَۃُ اَہْلِ الْاَرْضِ اِلَّا اَنْ یَّکُوۡنَ اَمْرًا مِّنَ السَّمَآءِ فَاَنۡہُ لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ (کیر ج ۴ ص ۲۷) جب جادو گر اپنی رسیاں اور لائییاں ڈال چکے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم خداوندی سے اپنی لائی مینڈا

یعنی زور سے پھینکا
میں نے لائیوں کو پھینکا
انہوں نے پھینکا
آپ نے پھینکا
موسیٰ علیہ السلام
ارباب کا تھا جتنی
آئی پھینکی آئی
مکڑا آئی

میں پھینک دی اور گرنے ہی وہ ایک عظیم اثر باکی شکل میں منقلب ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے جادو گردوں کی تمام رسیوں اور لائیوں کو نکل گئی مَآ یَاۡفِکُوۡنَ یعنی جو کچھ انہوں نے فریب اور جھوٹ بنایا تھا۔ ۱۱۴۔ وَقَعَ اٰی ظہر یعنی حق ظاہر ہو گیا اور جادو گردوں کا عمل باطل ہو گیا فَعَلَبُوْا هٰٓنَا لَکَ فرعون اور اس کی قوم بھرے مجمع میں مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو کر وہاں سے واپس لوٹے۔ ۱۱۵۔ اَلْقٰی السَّحَرَةُ یعنی زور سے سجدے میں ڈال دئے گئے کیونکہ انہوں نے پہلے اِمَّا اَنْ تُلْقٰی کہہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب کیا تھا مَآ اَفٰی بِسَمٰۤیۡتِہٖ اَنۡتَبٰۤہُ ہَرُوۡلَہٗ جب جادو گردوں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا اُڑ رہا ہے اس کی تمام رسیوں اور لائیوں کو نکل گیا اور پھر دوبارہ اپنی اصلی حالت پر آگیا مگر اس کے باوجود اس کے حجم میں کوئی اضافہ نہیں ہوا تو ان پر حق واضح ہو گیا اور وہ سمجھ گئے کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام جادو گر نہیں ہیں بلکہ اللہ کے سپے پیغمبر ہیں۔ ۱۱۶۔ سَعۡیَۃُ عَصَا دِیۡکَ گران کو شرح صدر ہو گیا اور وہ حق کے سامنے اس قدر مغلوب ہو گئے کہ بے اختیار سجدے میں گر پڑے گویا کہ کسی نے ان کو پکڑ کر سجدے میں گرا دیا ہے

جاتا ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہو گا۔ یہ فرعون کی طرف سے جادو گروں کو سزا کی دہمکی ہے جس کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ **ع۔ ا۔ ا۔** یعنی میں تمہارے ہاتھ پاؤں کٹوا کر تم کو سولی پر لٹکا دوں گا۔ **ص۔ ف۔** خلا فی یعنی ہر ایک کی ایک جانب کا ہاتھ اور دوسری جانب کا پاؤں۔ **ق۔ ا۔ ل۔ و۔ ا۔ الخ** جادو گروں نے کہا اگر تو ایسا کرے گا تو یہ ہمارا عین مقصد ہے کیونکہ اس طرح ہم اپنے رب کی آغوش رحمت میں پہنچ جائیں گے۔ **ع۔ ا۔ ا۔** اور ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم اپنے رب کی آیات اور اس کے بھیجے ہوئے معجزات پر ایمان لے آئے ہیں۔ تم اس بات کو جرم سمجھتے ہو حالانکہ تمہارے لئے یہ چیز نہایت قابل فخر ہے۔ اس لئے ہم اس سزا سے ڈرنے والے نہیں ہیں **و۔ ی۔ ن۔ ا۔ آ۔ ف۔ ر۔ ع۔ م۔ ع۔ ل۔ ی۔ ن۔ ا۔ الخ** یہ جادو گروں کی دعا ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ فرعون مذکورہ بالا سزا دینے پر تڑپا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے ہمارے آقا و مولیٰ! اے ہمارے پروردگار ہمیں صبر و استقامت عطا فرماتا کہ ہم اس آزمائش میں ثابت قدم رہیں اور ہمارا خاتمہ ایمان و اسلام پر ہو۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ فرعون نے دہمکی کے مطابق جادو گروں کو سزا دی تھی فقیل ان فرعون اخذ السحرة و قطعہم علی شاطئ النہر و انہ امن بموسیٰ عند ایمان السحرة ستمائة الف (قرطبی ج ۷ ص ۲۶۱) جادو گروں کے ایمان لانے کے ساتھ دوسرے لوگوں میں سے چھ لاکھ نفوس نے اسلام قبول کیا۔ **ع۔ ا۔ ا۔** **و۔ ق۔ ا۔ ل۔ الم۔ ک۔ ا۔ م۔ ن۔ ق۔ و۔ م۔ ف۔ ر۔ ع۔ و۔ ن۔ ا۔ الخ** جب فرعون کے درباری اُمراء نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غلبہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو فرعون سے کہنے لگے کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو آزاد چھوڑے رکھیں گے کہ وہ زمین میں فساد کرنے پھریں حالانکہ وہ آپ کو اور آپ کی موتیوں کو بھی نہیں پوچھتے۔ فرعون نے اپنے بت بنوا کر اپنی رعیت کو دے دئے تھے تاکہ وہ ان کی پوجا کیا کریں یہاں **ا۔ ل۔ ی۔ م۔ ت۔ ک۔ ا۔** سے ہی بت مراد ہیں (شاہ عبدالقادر **ع۔ ا۔ ا۔** فرعون نے جواب دیا کہ اب میں اپنے پرانے دستور کے مطابق بنی اسرائیل کے لوگوں کو قتل کرنا

قَالَ الْمَلِكُ

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا بَيْنَ أَيْمَانِهِ هَذِهِ وَأَيْمَانِ ذُو الْأُنْثَىٰ هَذِهِ ۚ فَيَقْبِضَنَّ أَتْرُفَهُمَا بِوَجْهِهِ يَسْكَبُهُ فِي الْقُيُوتِ ۖ وَيَقْدِرَنَّ إِلَى الْبَيْتِ ذُو الْعَيْنَيْنِ لِيُؤْكَلَ مِن عَمَلِهِ مُسْتَقِرًّا ۚ وَيَجْعَلْ لَكُمْ فُلًا وَبَرًّا لَّيْسَ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ ۚ فَذَكِّرُوا الْبَنِيَّانَ لِقَابِ ذُو الْعَيْنَيْنِ لِيُؤْكَلَ مِن عَمَلِهِمَا مَثَلًا ۚ إِنَّ الْبَنِيَّانَ لَخَالِفَتَا مَا وَدَّعَا رَبَّهُمَا فَاغْلُظْ عَنَّا إِلَيْنَا يَوْمَ الْحِسَابِ ۚ

منزل ۲

صحیح الرحمن مٹ یعنی دست راست و پامی چپ ۱۲۔

فرعون سے نجات پانے اور بالآخر حکومت مصر مل جانے کی خوشخبری سنادی تصدیق ہمارے الیہ من البشارۃ قبل وکشف عنہ وھو اھلاک فرعون واسجدوا فھم بعدہ فی اس صں مصدر (مدارک ج ۲ ص ۲۵۵) قوم نے مایوسانہ انداز میں کہا اے موسیٰ! تیری آمد سے پہلے بھی تم تکلیفوں میں مبتلا کئے جاتے تھے اور تیرے آنے کے بعد بھی ہمارا وہی حال ہے۔ یعنی تیرے آنے سے ہماری تکلیفوں کا کچھ مداوا نہیں ہوا۔ قَالَ عَسَىٰ اَلْھَمْ حَفَرْتُ مَوْسٰی عَلَیْھِ السَّلَامُ لَے فرمایا جلدی نہ کرو، صبر سے کام لو، ایک وقت آئے گا جب اللہ تمہارے دشمنوں کو تباہ و برباد کر کے ان کی بستیوں پر تمہیں قابض بنا دے گا۔ پھر سچہ چل جائے گا کہ تم کیسے کام کرتے ہو یا اللہ کے انعامات بے پایاں کا شکر ادا کرتے ہو اور اس کے احکام

بجالاتے ہو یا اسکی ناشکری اور نافرمانی کرتے ہو ۱۳۳ یہ تیسرا واقعہ ہے۔ پہلے فرعون اور اسکی قوم کو ہلاک کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ اب یہاں سے ان کی ہلاکت کے مبادی کا ذکر شروع ہوا۔ السنین سنۃ کی جمع ہے اور مراد قحط کے سال ہیں۔ و السنین جمع سنۃ والمراد ہما عام الفطر ۷۶۷ ج ۹ ص ۱۳۴ ۱۳۵ قوم فرعون پر جب کبھی فراخی اور راحت آجاتی تو کہتے ہم اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے اسی کے مستحق ہیں لیکن اگر کوئی مالی یا جانی تکلیف پہنچ جاتی تو اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کی طرف منسوب کرتے اور کہتے یہ سب انہی کی نحوست ہے۔ عیاذاً باللہ اَلَا اَنْتُمْ طٰلِیْہُمْ عِنْدَ اللّٰہِ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ان پر جو تکلیف و مصیبت آتی ہے وہ انکی طرف سے ہے اور اس کی فضاہ و قدر سے ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مومنوں کی نحوست کو کوئی دخل نہیں۔ قال ابن عباس طٰلِیْہُمْ مَا یَصِیْبُہُمْ مِّنْ طٰلَارٍ لِّہُمْ فِی الْقَدَمٰہِ مَا ھُمْ لَا قُوۃَ (بخاری ص ۳۵) ۱۳۵ یہ قوم فرعون کا مقولہ ہے۔ یعنی ہمیں مرعوب و مسحور کرنے کے لئے یہ جو توجہ و ہمارے کھیل اور بزمِ خویش معجزات دکھارہا ہے ہم ان سے ہرگز متاثر ہونے والے نہیں اور نہ تیری نبوت پر ایمان لانے کو تیار ہیں۔

۱۳۵

قَالَ الْمَلٰٓئِکَۃُ

۳۸۲

الاعراف ۷

یُورِثُہَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ۚ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْۤا اَوْذِیْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تُوَدِّنَہٗ وَالْوَلٰوْنَ کَیۡنَ ۚ وَہم پر تکلیفیں نہیں ۱۲۸ تیرے آنے سے پہلے اور تیرے آنے کے بعد

تَاتِیْنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَیۡ رَبُّکُمْ اَنْ یُّہْلِکَ عَدُوَّکُمْ وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ ۚ فَمِنْۢ ظَرِّکُمْۢ کَیۡفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنَا

اَلْفِرْعَوْنَ وَۤاٰلَہٗٓ اَلْیَسَنِیْنَ وَنَقَصْنَا مِنَ الشَّجَرٰتِ لَعَلَّہُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَہُمْ الْحَسَنَۃُ

قَالُوْۤا اَلِنَآہِذَہٗ ۚ وَاِنْ تُصِیۡبُہُمْ سَیِّئَۃٌ یَّطۡیِرُوْۤا بِمُوسٰی وَۤاٰلِہٖٓ اَلْیَسَنِیۃِ ۚ اَلَا اِنَّمَا طٰلِیۡہُمْ عِنْدَ اللّٰہِ

وَلٰکِنۡ اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْۤا اَمَہُمَا نَاتِیْنَا

بِہٖ مِنْۢ اٰیَۃٍ لِّتَسْخَرَنَا بِہَا ۚ فَمَا تَخُنۡ لَّکَ

۱۲۸ اس کا وارث کرے جس کو وہ چاہے اپنے بندوں میں سے اور آخر میں بھلائی ہے ۱۲۹ دینے والوں کیلئے ۱۳۰ وہ بولے ہم پر تکلیفیں نہیں ۱۳۱ تیرے آنے سے پہلے اور تیرے آنے کے بعد ۱۳۲ کہا نزدیک ہے کہ رب تمہارا ۱۳۳ ہلاک کر دے تمہارے دشمن کو اور خلیفہ کر دے تم کو ملک میں ۱۳۴ پھر دیکھو تم کیسے کام کرتے ہو ۱۳۵ اور ہم نے پکڑ لیا ۱۳۶ فرعون والوں کو قحطوں میں اور میوؤں کے نقصان میں ۱۳۷ تاکہ وہ نصیحت مانیں پھر جب پہنچی ان کو ۱۳۸ بھلائی ۱۳۹ کہنے لگے یہ ہے ہمارے لائق اور اگر پہنچی بُرائی تو نحوست بتاتے ۱۴۰ موسیٰ کی اور اس کے ساتھ والوں کی سن لو ان کی شومی تو اللہ کے پاس ہے ۱۴۱ پر اکثر لوگ نہیں جانتے ۱۴۲ اور کہنے لگے جو کچھ ۱۴۳ تو لایا گیا ۱۴۴ پاس نشانی کہ ہم پر اس کی وجہ سے جادو کرے سو ہم ہرگز تجھ پر

مذول ۲

موضح قرآن و زمین کا وارث کرے یعنی ملک کا حاکم کرے جو حق ہے حضرت آدم کا ۱۲۸ یہ کلام نقل فرمایا مسلمانوں کے سنانے کو یہ سورت کی ہے۔ اس وقت مسلمان بھی ایسے ہی مظلوم تھے پھر بشارت پہنچی پر دے میں ۱۲۹ یعنی شومی قسمت بد ہے سو اللہ کی تقدیر سے ہے۔ بھلائی اور بُرائی کا اثر ہو گا آخرت میں اس کا جواب یہ نہ فرمایا کہ شومی ان کے کفر سے تھی کیونکہ کافر بھی دنیا میں عیش کرتے ہیں صل حقیقت تھی سو فرمائی کہ دنیا کے احوال تقدیر پر موقوف ہیں۔

فتح الرحمن ۱۷ یعنی مؤلفہ بر اعمال ایشان است ۱۲۔

۳۸۳ جب معجزات عظیمہ بظہار قحط سالی وغیرہ سے ان کے دلوں میں عاجزی اور انابت کے کوئی آثار ظاہر نہ ہوئے اور وہ انکار و جہود و عناد پر قائم رہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ فرعون اور اس کی قوم سرکشی اور عناد کی انتہا کو پہنچ چکی ہے اس لئے ان پر ایسا عذاب نازل فرما جس سے بعد والوں کو بھی عبرت حاصل ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بالکلیہ تباہ و برباد کرنے سے پہلے کئی صورتوں میں ان پر عذاب نازل فرمایا تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ اَلطُّوفَانِ آٹھ دن تک متواتر دن رات ان پر اندھیرا چھا یا بار بار مسلسل بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ ان کے گھروں میں اس قدر پانی جمع ہو گیا کہ ان کے کندھوں سے اوپر چڑھ گیا، پورے سات دن وہ اسی حالت میں مبتلا رہے۔ نہ بیٹھ سکتے تھے، نہ کھانے کے لئے کوئی

چیز مہیا ہو سکتی تھی۔ مگر اسرائیلیوں کے گھروں میں پانی داخل نہ ہوا اور اس کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف نہ ہوئی آخر لاچار ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجائی کہ وہ اللہ سے دعا کر کے انہیں اس مصیبت سے نجات دلا دیں تو وہ ایمان لے آئیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے پانی ہٹا لیا اور زمین ظاہر ہو گئی تو اس میں پہلے سے زیادہ گھاس وغیرہ پیدا ہوئی تو فرعونیوں نے اپنا عہد توڑ دیا اور کہنے لگے یہ کوئی عذاب تو ہوا ہی تھا یہ تو ہمارے لئے ایک نعمت تھی۔ وَ اَلْحَبَادِ اس کے بعد اللہ نے ٹڈی دل بھیج دیا جس نے ان کے تمام باغوں اور کھیتوں کا صفایا کر دیا ان کا کوئی درخت نہ چھوڑا یہاں تک کہ ان کے مکانوں کے دروازہ، چھتوں کے شہتروں اور کڑیوں کو، ان کے کپڑوں اور گھر کے ساز و سامان تک کو نیست و نابود کر دیا۔ بنی اسرائیل کی ہر چیز اس عذاب سے بھی محفوظ رہی۔ آخر فرعونیوں کی التجا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ نے ہوا بھیجی جس نے تمام ٹڈی دل کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا، مگر وہ پھر اپنے قول سے منحرف ہو گئے اور ایمان نہ لائے۔ وَ اَلْقَتِلَ اس کے بعد اللہ نے جوؤں کو مسلط کر دیا اور انہوں نے ان کے بدن کے چمڑے اور گوشت کو کھانا شروع کر دیا جب قوم فرعون کا کوئی آدمی روٹی کھانے لگا تو اس کا منہ جوؤں سے بھر جاتا۔ جب اس مصیبت سے نجات ملی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اب تو ہمیں پورا یقین ہو گیا ہے کہ تو بہت بڑا جادوگر ہے۔ بعض نے قَتِلَ سے چھڑیاں یا گیہوں کا ٹکڑا مراد لیا ہے۔ قَتِلَ سے مراد چھڑیاں ہیں جیسا کہ مترجم رحمہ اللہ نے اختیار کیا یا جوئیں یا گیہوں وغیرہ غلہ میں جو کڑا لگ جاتا ہے جس سے غلہ خراب ہو جاتا ہے۔ یعنی بدن اور کپڑوں میں چھڑیاں اور جوئیں پڑ گئیں۔ غلہ میں گھن لگ گیا۔ (تفسیر عثمانی) وَ اَلصَّفَادِ پھر اللہ نے ان پر مینڈکوں کو مسلط کر دیا۔ ان کے گھروں کے صحن، ان کے کمرے۔ اور تمام برتن مینڈکوں سے بھر گئے۔ اگر وہ بات کے لئے منہ کھولتے

الاعراف

۳۸۳

قَالَ السَّادَةُ

بِأُورَمَيْنِ ۝ فَارْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ

ایمان نہ لائیں گے پھر ہم نے بھیجا ان پر طوفان اور ٹڈی

وَالْقُمَّلَ وَالصَّفَادَ وَاللَّامِیَاتِ مَفْصَلَتِ قَف

اور چھڑی اور مینڈک اور خون بہت سی نشانیاں جدی جدی

فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۝ وَ

پھر بھی تکبر کرتے رہے اور تھے وہ لوگ گنہگار اور

لَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا اٰیْمُوسٰی اَدْعٰی كُنَا

جب بیڑتا ان پر کوئی عذاب آئے تو کہتے اے موسیٰ دعا کر ہمارے واسطے

رَبِّكَ بِمَا عٰهَدَ عِنْدَكَ ۚ لٰكِنْ كَشَفْتَ عَنَّا

اپنے رب سے بھرا کہ اس نے بتلوا رکھا ہے تجھ کو اگر تو نے دور کر دیا ہم سے

الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ

یہ عذاب تو بیشک ہم ایمان لے آئیں گے تجھ پر اور جانے دیں گے تیرے ساتھ

بَنٰی اِسْرَآءِیْلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الرِّجْزَ

بنی اسرائیل کو پھر جب ہم نے اٹھا لیا ان سے عذاب

اِلٰی اَجَلٍ هُمْ بِالْغَوٰهِ اِذَا هُمْ یَنْکَشُوْنَ ۝

ایک مدت تک کہ ان کو اس مدت تک پہنچنا تھا اسی وقت عہد توڑ ڈالتے

فَاَنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاعْرِضْهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ

پھر ہم نے بدلہ لیا ان سے ۱۳۵ سو ڈبو دیا ہم نے ان کو دریا میں اس وجہ سے کہ

كَذَّبُوْا بِآیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ۝ ۱۳۶ وَ اَوْرَثْنَا

انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان سے تغافل کرتے تھے ۱۳۶ اور وارث کر دیا ہم نے

اَلْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یَسْتَضَعِفُوْنَ مُشٰرِقَ الْاَمْرِیْنِ

ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے ۱۳۷ اس زمین کے

مَنْزِل ۲

تو پھدک کر مینڈک ان کے منہوں میں پہنچ جاتے، ان کے کھانوں میں داخل ہو کر ان کو خراب کر دیتے۔ اس سے تنگ آ کر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے زاری موضح قرآن و حضرت موسیٰ کو فرعون سے چالیس برس مقابلہ رہا اس پر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن جانے دے اس نے نہ مانا انہی بددعا سے یہ بلائیں پڑیں، دریا نے نیل چڑھ گیا کھیت اور باغ اور گھر بہت تلخ ہوئے اور ٹڈی بھری کھا گئی اور آدمیوں کے بدن میں اور کپڑوں میں چھڑیاں پڑ گئیں اسی طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے اور پانی لہو بن گیا آخر ہر گز نہ مانا ۱۳۵ یہ سب بلائیں ان پر آئیں ایک ایک ہفتہ کے فرق سے اول حضرت موسیٰ فرعون کو کہہ آئے کہ اللہ تم پر یہ بلا بھیجے گا وہی بلا آتی پھر مضطرب ہوتے حضرت موسیٰ کی خوشامد کرتے ان کی دعا سے دفع ہوتی پھر منکر ہو جاتے آخر کو باپڑی نصف شب کو سارے شہر میں ہر شخص کا ہٹلا بیٹھا مگر یادہ لگے مردوں کے غم میں حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لے کر شہر سے نکل گئے۔ پھر کئی روز کے بعد فرعون پیچھے لگا دریا کے تلزم پر جا پکڑا وہاں یہ قوم سلامت گذر گئی اور فرعون ساری فوج سمیت غرق ہوا۔

کی اور ایمان لانے کا عہد کیا مگر اس دفعہ بھی عہد توڑ دیا۔ اللہ مآثرات تعالیٰ نے ان پر خون کا عذاب نازل فرمایا، دریا نے نیل خون کا بہنے لگا۔ قبطیوں کے برتنوں کا پانی تمام خون ہو گیا مگر اسرائیلیوں کے پانی میں کوئی فرق نہ آیا۔ قبطی اسرائیلیوں کے برتنوں سے اپنے برتنوں میں پانی ڈالتے تو وہ خون ہو جاتا یہاں تک کہ اگر کوئی اسرائیل اپنے منہ میں پانی لے کر کسی فرعون کے منہ میں ڈالتا تو وہ اس کے منہ میں پہنچ کر فوراً خون ہو جاتا۔ آیت تَفْصُصْ لآیَاتِ یہ واضح نشانیاں تھیں مگر انہوں نے ہر بار عناد و استکبار سے کام لیا۔ کل ذلک من العرجم والقوطجی الخازن غیر ہا ۳۷ تفصیل مذکور کے مطابق جب ان پر عذاب آتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر گڑ گڑانے لگتے کہ اللہ دعا مانگو اگر ہم سے عذاب اٹھ گیا تو ہم تجھ پر

ایمان بھی لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ بھیج دیں گے لیکن جب اللہ ان پر سے عذاب اٹھا لیتا تو وہ ہر بار عہد شکنی کرتے اور ایمان نہ لاتے ۳۸ آخر ان کے مسلسل عناد و استکبار کی وجہ سے ہم نے ان سے بدلہ لیا اور فرعون اور اس کی قوم کو دریائے نیل میں غرق کر دیا۔ پانچھویں باب سببیہ ۳۹

۳۸ ۳۹

وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ بِمَا صَبَرُوا

اور مغرب کا کہ جس میں برکت رکھی ہے ہم نے وہاں اور پورا ہو گیا نیکی کا وعدہ تیرے رب کا بنی اسرائیل پر بسبب ان کے صبر کرنے

وَدَقَّرْنَا مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ۱۳۸ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَافِهِمْ

اور خسراب کر دیا ہم نے جو کچھ بنایا تھا فرعون اور اس کی قوم نے اور جو اونچا کر کے چھایا تھا اور پارا توڑ دیا ہم نے بنی اسرائیل کو ۱۳۸

الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَافِهِمْ دَرِيًّا ۱۳۹ قَالُوا يَا مُوسَىٰ اجْعَلْ لَنَا آلِهًا كَمَا لَهُم آلِهَةٌ

دریا سے تو پہنچے ایک قوم پر جو پوجنے میں لگ رہے تھے اپنے بتوں کے کہنے لگے اے موسیٰ بنادے ہماری عبادت کے لئے بھی ایک بت جسے ان کے بت ہیں

قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۱۴۰ إِنَّ هَؤُلَاءِ مُتَّبِعُونَ مَا هُمْ فِيهِ وَابِلٌ مَّا كَانُوا يَعْبَلُونَ ۱۴۱ قَالُوا غَيْرَ اللَّهِ أَبْغَيْكُمْ آلِهَآ وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَىٰ

کہا تم لوگ تو جہل کرتے ہو کہ یہ لوگ ۱۴۰ اتنا تباہ ہونے والی ہر مآہم فیہ وابل مآ کانو اعبلون ۱۴۱

کہا وہ چیز جس میں وہ لگے ہوئے ہیں اور غلط ہے جو وہ کر رہے ہیں

الْعَالَمِينَ ۱۴۲ وَإِذْ أَنْجَيْنَاكَ مِنَ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُم سُوءَ الْعَذَابِ يُقْتُلُونَ أَبْنَاءَكُمْ

تمام جہان پر اور وہ وقت یاد کرو جب نجات دی ہم نے تم کو فرعون والوں سے کہ دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

دیتے تھے تم کو عذاب بڑا کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

ایمان بھی لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ بھیج دیں گے لیکن جب اللہ ان پر سے عذاب اٹھا لیتا تو وہ ہر بار عہد شکنی کرتے اور ایمان نہ لاتے ۳۸ آخر ان کے مسلسل عناد و استکبار کی وجہ سے ہم نے ان سے بدلہ لیا اور فرعون اور اس کی قوم کو دریائے نیل میں غرق کر دیا۔ پانچھویں باب سببیہ ۳۹

کو دیکھا تو ان کا جی بھی لچھا اٹھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے ان کے بھائیوں جیسا ایک میں بھی بھائی بنا دو تاکہ ہم بھی اسکی پوجا پاٹ کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم بڑے نادان اور جاہل ہو۔ شرک اور بت پرستی سے اللہ نے تم کو نجات دی مگر اب تم پھر اسی گمراہی میں گرنا چاہتے ہو۔ ۱۳۷ یہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام ہے۔ یعنی یہ گائے کے بھائی جس دین پر ہیں یہ عقرب میرے ہاتھوں پر باد ہونے والا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ محض باطل اور لامصل ہے اس سے انہیں دنیا میں کچھ ملیگا نہ آخرت میں۔ یعنی یدہم اللہ تعالیٰ دینہم الذی ھم علیہ علی ید ی... وان ذلک (یعنی فہم صلا (روح ۱۳۷))

موضع قرآن ۱۱ جس میں برکت رکھی یعنی زمین شام اس میں ظاہر و باطن کی برکت بہت ہے ۱۲ و جاہل آدمی نرے بے صورت کو عبادت کر کر تسکین نہیں پاتا جب تک سامنے ایک صورت نہ ہو اس قوم نے دیکھا کہ گائے کی صورت پوجتے تھے ان کو بھی یہ ہوس آئی آخر سونے کا بچھڑا بنایا اور پوجا۔ فتح الرحمن ۱۱ یعنی زمین شام بایشان وادیم چہ بقعہائی شرقیہ وچہ بقعہائی غربیہ ۱۲

۳۳۲ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلانے کیسے ناشکر گزار دیے ہیں اس اللہ کے سوا ہمیں کوئی اور معبود بنا رہا جس نے تمام دنیا جہان کے لوگوں پر تم کو فضیلت دی، مراد یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں جو لوگ موجود ہیں ان میں تم سب سے افضل ہو اس لئے اس سے امت محمدیہ پر ان کی فضیلت ثابت نہیں ہوئی۔ نیز وہ وقت یاد کر دو جب فرعون نے تمہیں انتہائی ذلت کے عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا اور تمہارے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا اس شدید بلا و مصیبت سے اللہ نے تمہیں نجات عطا فرمائی۔ اس لئے اب تمہیں اس کے ان انعامات کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ ۳۳۳ یہ پانچواں واقعہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر میں بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ نے تمہارے دشمن

فرعون کو ہلاک کر دیا تو میں اللہ کی طرف سے ایک کتاب لاؤں گا جس میں شریعت کے تمام احکام مذکور ہوں گے۔ عرق فرعون کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کتاب کے لئے التجائی تو حکم ہوا کہ تیس دن کے روزے رکھو، تیس روزوں کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے منہ کی بونا گوار سی محسوس ہوئی تو انہوں نے مسواک سے اس کا ازالہ کر دیا اس پر اللہ نے حکم فرمایا تمہارے منہ کی بونجھے کسنوری سے بھی زیادہ پسند تھی مگر تم نے مسواک کر کے اسکو زائل کر دیا اس لئے اب دس روزے اور رکھو اس طرح پورے چالیس دن ہو گئے ۳۳۴ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مقررہ وقت پر کوہ طور پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو اسکی عنایات بے غایات اور اسکی رحمت و رافت دیکھ کر خیال آیا کہ اگر دیدار خداوندی کی التجا کروں تو شاید یہ آرزو بھی پوری ہو جائے۔ چنانچہ عرض کیا۔ رَبِّ آرنی آظفر الیک اے اللہ میرے سامنے اپنی ذات کو ظاہر فرماتا کہ میں اسے دیکھ سکوں، ارشاد ہوا تم مجھے دیکھنے کی تاب نہیں اور مجھے دیکھ سنا محال ہے۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے فرمایا تم اس پہاڑ کو دیکھو اس پر میں اپنی تجلی ڈالتا ہوں اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا تو سمجھ لینا کہ تم بھی مجھے دیکھ سکو گے ورنہ نہیں۔ فلکنا تجبلی الخ جب اللہ نے طور پر پہاڑ پر تجلی ڈالی اور اس پر اپنے نور کی چمک کا اظہار فرمایا تو پہاڑ کے ٹکڑے اڑ گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے کچھ مصدر ہے بمعنی مفعول ای مد کو گنگا متفتتاً اور صعباً بمعنی ہیں ہوش ای مغیثاً علیہ (روح) ۳۳۵ جب ہوش میں آئے تو اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرنے لگے کہ اے اللہ تو اس سے پاک اور منزہ ہے کہ کوئی تیرا مثل ہو اور تو دیگر اشیاء کی طرح نظر آسکے۔ میں اپنے سوال کی معافی چاہتا ہوں اور سب سے پہلے اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ یہاں تجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ ای تنزیہاً لك من مشابہة خلقك فی شئ.... وانا اول المؤمنين بعظمتك وجلالك اوبانه لا یراك

الاعراف ۷

۳۸۵

قَالَ الْمَلَأُ ۹

وَلَيْسَ تَحِيُونَ نِسَاءَكُمْ ط وَفِي ذَلِكَ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ۱۳۱

اور جیتنا رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں احسان ہے تمہارے رب کا بڑا اور وعدہ کیا ہم ۳۳۳ نے موسیٰ سے تیس رات کا

وَأَتَمَّنَّهَا بَعَثَرٍ فَنَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ

اور پورا کیا ان کو اور دس سے پس پوری ہو گئی مدت تیرے رب کی چالیس

لَيْلَةً ۷ وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي

راتیں اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہ میرا خلیفہ رہ

فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ۱۳۲

میری قوم میں اور اصلاح کرنے رہنا اور مت چلنا مفسدوں کی راہ

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ لَقَالَ

اور جب پہنچا ۳۳۴ موسیٰ ہمارے وعدے پر اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے بولا

رَبِّ آرنی آظفر الیک ط قَالَ لَنْ تَرِنِي وَلَكِن

اے میرے رب کو تجھ کو دکھائے میں تجھ کو دیکھوں فرمایا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکا لیکن

أَنْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ

تو دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف اگر وہ اپنی جگہ بٹھارہ تو تو

تَرِنِي ۷ فَلَمَّا تَخَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَ

تجھ کو دیکھنے کا پھر جب تجھ کی اس کے رب نے پہاڑ کی طرف کر دیا اس کو ڈھا کر پہاڑ اور

خَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۷ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَنكَ

گر پڑا موسیٰ بے ہوش ہو کر پھر جب ہوش میں آیا ۳۳۵ بولا میری ذات پاک ہے

ثُبَّتْ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ۱۳۳ قَالَ

میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں سب سے پہلے یقین لایا کہ

منزل ۲

احد فی هذه النشأة (روح جہ ۹ ص ۷، خازن وغیرہ)

موضح قرآن و حق تعالیٰ نے وعدہ دیا حضرت موسیٰ کو کہ پہاڑ پر تیس رات غلوٹ کرو کہ تمہاری قوم کو تورات دوں اس مدت میں انہوں نے ایک دن مسواک کی فرشتوں کو ان کے منہ کی بو سے خوشی تھی وہ جاتی رہی اسکے بدل دس رات اور بڑھا کر مدت پوری کی ۱۳۱ حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی دی کہ فرشتے بغیر خود کلام کیا ان کو شوق ہوا کہ دیدار بھی دیکھوں اس کی برداشت نہ ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو دیکھنا ہوسکتا ہے کیونکہ نمود ہوا تھا پہاڑ کی طرف لیکن دنیا کے وجود کو برداشت نہ ہوئی۔ پہاڑ ٹوٹ گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش گرے تو آخرت کے وجود کو برداشت ہوئی وہاں دیکھنا تحقیق ہے۔

۳۳۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آرزو چونکہ پوری نہ ہو سکی اس لئے ان کی دلجوئی اور تسلی کے لئے فرمایا اے موسیٰ تجھ پر میرے دوسرے انعامات کیا کم ہیں۔ میں نے تجھ کو اپنی نبوت و رسالت اور کلام و پیام کے لئے منتخب کر کے تیرے زمانے کے تمام لوگوں پر تجھ کو فضیلت دی جو انعام و اکرام میں تجھے دے چکا ہوں اسی پر قناعت کر۔ اے اقم نعم بما اعطیتک۔

(قرطبی ج ۷ ص ۳۳۷) اور ان پر اللہ تعالیٰ کا

شکر ادا کر۔ ۳۳۸ اَلَا تَوَاحَّسُّ

مراد تورات ہے اور شئی سے ہر

وہ چیز مراد ہے جن کی شریعت میں ن

کو ضرورت تھی یعنی حلال و حرام کے

احکام میں کل شئی محتاجون الیہ

من المحلال والحرام والمحسن

والقباہ (روح ج ۹ ص ۵۵) معظہ

و تفصیلاً مفعول لشیء یا من

کل شئی سے بدل ہیں۔ ۳۳۹ یہاں

بنی اسرائیل کو عناد و استکبار کے

انجام بد سے ڈرایا۔ یعنی جو

لوگ تکبر و عناد کرتے ہیں

اور میری آیتوں کا ضد و عناد

کی وجہ سے انکار کرتے ہیں میں ان کے

دلوں کو پھیر دوں گا اور ان کے دلوں

پر نہر جاریت لگا دوں گا۔ ان کے دل

حق سے بیزار اور باطل کی طرف مائل

ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر

وہ تمام معجزے بھی دیکھ لیں تو بھی

ایمان نہیں لائیں گے۔ ہدایت کی راہ

سے دور بھاگیں گے اور گمراہی کی

طرف دوڑ کر جائیں گے۔ ۳۴۰

بِأَنَّهُمْ فِي سَبِيلِهِ يَكْفُرُونَ یعنی

ان کے ساتھ یہ معاملہ اس لئے کیا

گیا کہ انہوں نے اللہ کی توحید کے

دلائل کو محض ضد و عناد کی وجہ سے

جھٹلایا۔ بسبب انہم کذبوا

بآیات اللہ الدالۃ علی التوحید

(خازن ج ۲ ص ۲۳) وَالَّذِينَ

كَذَّبُوا الْآخِرَ يَتَخَوَّفُونَ الْآخِرَ

مراد مفعول لشیء
یا بدل سے من مانی
شئی سے۔ ۱۲

مراد مفعول لشیء
یا بدل سے من مانی
شئی سے۔ ۱۲

الاعراف،

۳۸۶

قَالَ الْمَلَكُ

يٰمُوسَىٰ اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِيْ

اے موسیٰ میں نے تجھ کو امتیاز دیا۔ لوگوں سے اپنے پیغام بھیجنے کا

وَبِجَارَتِيْ ۚ فَخُذْ مَا اَتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ

اور اپنے کلام کرنے کا سولے جو میں نے تجھ کو دیا اور

الشَّٰكِرِيْنَ ۝ وَكُتِبْنَا لَهُ فِي الْاَوَّلِ اَن يُّرَاحَ مِنْ كُلِّ

شاکر رہے اور لکھ دی ہم نے اس کو ۳۸۷ سختیوں پر۔ ہر

شَيْءٍ مَّوْعِظَةٍ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا

قسم کی نصیحت اور تفصیل ہر چیز کی سو پکڑ لے ان کو

بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يٰخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۚ

زور سے اور حکم کر کہ پکڑے کہ اس کی بہتر باتیں و

سَاوِرٰىكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ سَاَصْرَفُ

عنفرت میں تم کو دکھلاؤں گا گھناہنہ مالوں کا فائدہ میں پھیر دوں گا ۳۸۸

عَنْ اٰیَتِيْ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ

اپنی آیتوں سے ان کو جو تکبر کرتے ہیں زمین میں

الْحَقِّ وَاِنْ يَّرَوْا اٰیَةً لَا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ

ناحق اور اگر دیکھیں ساری نشانیاں ایمان نہ لائیں ان پر اور اگر

يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ

دیکھیں رستہ ہدایت کا تو نہ ٹھہرائیں اس کو راہ اور اگر

يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغٰیِیِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

دیکھیں رستہ گمراہی کا اس کو ٹھہرائیں راہ یہ اس لئے کہ انہوں نے ۳۸۹

كَذَّبُوْا بِآیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنَّا غٰفِلِيْنَ ۝ وَ

جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور رہے ان سے بے خبر اور

منزل ۲

موضح قرآن و اسکی بہتر باتیں یعنی جنکے کرنے کا حکم ہے اور بری باتیں جنکے نہ کرنے کا حکم ہے اور دکھاؤں گا گھربے ملکوں کا یعنی اگر تم ملکوں پر نہ چلو گے تو تم کو اسی طرح ذلیل کریں گے جس طرح شام کا ملک ان سے حقین کر تم کو دیا و الواح دے کر یہ بھی فرمادیا کہ قوم کو تفسیر کرو کہ عمل کریں اور یہ بھی فرمادیا کہ جو بے انصاف ہیں اور حق پرست نہیں ان کے دل میں پھیر دوں گا۔ اس پر عمل نہ کریں گے یعنی ہدایت اور فضیلت دونوں اسی کی طرف سے ہیں اسی طرح بہشت اور دوزخ۔

فتح الرحمن! مل یعنی بغیر امت دارن رخصت ۱۲ مل یعنی منازل فرعونیاں خراب شدہ خواہید دید ۱۲۔

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ

جنہوں نے جھوٹ مانا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو برباد ہوئیں

أَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ الْآمَّاكَ أَنْتُوا

ان کی محنتیں وہی بدلہ پائیں گے جو کچھ

يَعْمَلُونَ ۝۱۳۷ وَأَتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَى مِنْ بَعْدِهِ

عمل کرتے تھے اور بنا لیا موسیٰ کی ۱۳۷ قوم نے اس کے پیچھے

مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا آلِهَةً خَوَّاهُ الْمُرُورُ

اپنے زیور سے بچھڑا ایک بدن کہ اس میں گائے کی آواز تھی کیا انہوں نے نہیں

أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلَ الْمُرَادِ

دیکھا کہ وہ ان سے بات بھی نہیں کرتا اور نہیں بتلاتا رستہ مجبور بنا لیا اس کو

وَكَاثُوا ظَالِمِينَ ۝۱۳۸ وَلَمَّا سَقَطَ فِي أَيْدِيهِمْ

اور وہ تھے ظالم اور جب ۱۳۸ لٹ پڑے

وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا ۝۱۳۹ قَالُوا الَّذِينَ لَمْ

اور سمجھے کہ ہم بے شک گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے اگر نہ

يَرْحَمُنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرَ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ

رحم کرے ہم پر ہمارا رب اور نہ بخشنے ہم کو تو بے شک ہم

الْخٰسِرِينَ ۝۱۴۰ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ

تباہ ہوں گے اور جب لوٹ آیا موسیٰ ۱۴۰ اپنی قوم میں

غَضَبًا أَسْفًا ۝۱۴۱ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ

غصہ میں بھرا ہوا افسوسناک بولا کیا بری نیابت کی تم نے میری

بَعْدِي ۝۱۴۲ أَعَجَلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۝۱۴۳ وَالْقُلُوبُ الْآفَافُ

میرے بعد کیوں جلدی کی تم نے اپنے رب کے حکم سے اور ڈال دینے تختیاں ۱۴۳

۱۳۷ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تورات لینے کے لئے گئے تو ان کی عدم موجودگی میں سامری نے قوم کو گمراہ کر دیا۔ اسرائیلی پہلے ایک قوم کو گائے کی پوجا کرتے دیکھ چکے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کی موافقت کا مطالبہ بھی کر چکے تھے۔ اب سامری نے موقع سے فائدہ اٹھا کر بنی اسرائیل سے زیورات حاصل کئے اور ان کو ڈھال کر ایک گوسالے کا بت تیار کیا جو گوسالے کی طرح آواز کرتا تھا۔ اس کی مزید تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ دیکھو ص ۳۷ ماشیہ (۱۱۲)۔ ۱۳۸ یہ انتہائی ندامت اور پشیمانی سے کنایہ ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو انہوں نے اس احمقانہ اور شرکانہ فعل پر قوم کی ملامت کی اور ان کو سمجھایا تو وہ بہت نادام ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور اپنے فعل سے تائب ہو گئے۔ اسی بعد عود موسیٰ ص ۳۸

المیقات یقال للندام المتحیر قد سقط فی یدہ

(قسطی ج ۷ ص ۲۸۵) قوم کے نادام ہونے کا واقعہ اصل میں اس وقت

پیش آیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گوسالہ کو جلا کر اس کی راکھ

اڑادی اس واقعے کی اصل ترتیب سورہ طہ میں اس طرح

مذکور ہے۔ میقات سے واپسی پر سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے قوم سے خطاب کر کے ان کو ملامت کی قَوِّجِعْ مُوسَىٰ إِلَى الْقَوْمِ

غَضَبًا ۝۱۳۷ قَالَ يَقُولُونَ لَمْ يَكُنْ رَحْمَةً لَّكُمْ (ظہ ۵۷)

قوم کا جواب سننے کے بعد آپ ہارون علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے

قَالَ يَهْرُونَ مَا مَنَعَكَ الْخ (طہ ۵۸) حضرت ہارون۔

علیہ السلام سے حقیقت حال معلوم کرنے کے بعد سامری سے خطاب

کر کے فرمایا۔ مَا خَطْبُكَ يٰ سَامِرِيُّ الْخ (طہ ۵۹) اس کے

بعد قوم کے سامنے گوسالے کو جلا دیا تو ان پر اپنی غلطی کھلی کہ انہوں

نے شرک کر کے بڑا ظلم کیا اور نادام ہوئے۔ لہذا یہاں وَكَاثُوا

سَقَطَ میں واو مطلق جمع کے لئے ہے۔ ۱۳۷ یہ چٹنا واقعہ ہے

غَضَبًا ۝۱۳۸ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ

متداخل مال ہیں۔ غَضَبًا ناراض، غَضَبًا افسوسناک۔ افسوسناک

شَدِيدًا الْغَضَبُ یعنی بہت غضبناک جب حضرت موسیٰ

علیہ السلام میقات سے واپس آئے تو قوم کو گوسالہ پرستی میں

دیکھ کر سخت غضبناک ہو گئے اور فرمایا میرے بعد تم نے یہ جو

حرکت کی ہے وہ بہت بری ہے۔ جب کہ میں نہیں توحید

کی تعلیم دے چکا تھا اور شرک کا رد کر چکا تھا۔ اسی بئسما فعلتہ

بعد غیبتی حیث عبد تہ العجل بعد ما رأیتہ منی من

توحید اللہ تعالیٰ ونفی الشوکانہ عنہ سبحانہ واخلص

العبادۃ لہ جل جلالہ ۷ ج ۹ ص ۲۸۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام

کا اس قدر غضبناک ہونا غیرت دینی کی وجہ سے تھا۔ چونکہ آپ

کے دل میں غیرت دینی انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی اس لئے جو جس

غضب بھی شدید تھا۔ ۱۳۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے

جلیل القدر پیغمبر سے یہ تو متصور ہی نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ کی کتاب

کو اس طرح زمین پر پھینک دے۔ اس لئے یہاں الْقَاءُ محض

صورۃ ہے۔ اصل بات یہ تھی کہ دینی حمیت و غیرت کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قدر شدت غضب میں آکر رہے ہیں کہ ان کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور الواح

تورات زمین پر گر پڑیں۔ وَالصَّوَابُ ان یقال انہ علیہ السلام لغیر حبیتہ الدینیہ وشدید غضبہ للہ تعالیٰ یمالک ان وقعت الواح من یدہ بدن اختیار

(روح ج ۹ ص ۲۸۵)

موضع قرآن و یعنی ان حکموں کی توفیق نہ ہوئی اور جو اپنی عقل سے کریں گے وہ قبول نہ ہوگا۔

۱۴۴۷ھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھا شاید ہارون علیہ السلام نے قوم کو شرک سے روکنے میں کوتاہی کی ہے۔ اس لئے انہیں سر کے بالوں سے پکڑ کر کھینچا۔ یہ فعل بھی ان سے بے اختیار شدت غضب اور حمیت دینی کی وجہ سے سرزد ہوا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا میری ماں کے بیٹے! میں نے روکنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا مگر قوم مجھ پر غالب آگئی اور مجھے بے بس کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ تو مجھے قتل ہی کرنے لگے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو گوسالہ پرستی سے منع کرنے میں پوری پوری کوشش کی اور ان کو روکنے میں انتہائی مبالغہ کیا تھا حتیٰ کہ قوم قتل کرنے پر اتر آئی۔ وذل هذا علی انہ بالغ فی الامکار علیہم حتیٰ هموا بقتلہ

الاعراف ۷

۳۸۸

قَالَ الْكَافِرُ

وَإِذَا بَرَأَ ابْنُ آخِيهِ يَمُوجًا إِلَيْهِ قَالَ ابْنُ أُمِّ

وہ پکڑا سر اپنے بھائی ۱۴۴۷ھ کا لگا کھینچنے اس کو اپنی طرف وہ بولا کہ اے میری ماں کھینچنے

إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضَعُّوْنِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي

لوگوں نے مجھ کو کمزور سمجھا اور قریب تھے کہ مجھ کو مار ڈالیں

فَلَا تَشْهَدْ لِي بِالْإِعْدَاءِ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ

سو مت ہنسنا مجھ پر دشمنوں کو اور نہ ملا مجھ کو گناہگار

الظَّالِمِينَ ۱۵۰ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِإِخْوَتِي وَأَدْخِلْنَا

لوگوں میں ملے بولا اے میرے رب معاف کر ۱۴۴۷ھ مجھ کو اور میرے بھائی کو اہل گناہ کو

فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۱۵۱

ہم کو اپنی رحمت میں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے البتہ

الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن

جنہوں نے بھڑکے کو معبود ۱۴۴۷ھ بنا لیا ان کو پہنچے گا غضب

رَبِّهِمْ وَذَلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَلِكَ نَجْزِي

ان کے رب کا اور ذلت دنیا کی زندگی میں اور یہی سزا دیتے ہیں ہم

الْمُفْتَرِينَ ۱۵۲ وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا

بہتان باندھنے والوں کو اور جنہوں نے کئے برے کام پھر توبہ کی

مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا أَنَّ رَبَّهُمْ لَبَعْدُ

اس کے بعد اور ایمان آئے تو بے شک پھر توبہ کے بعد

لَغَفْوَرٌ رَّحِيمٌ ۱۵۳ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُوسَى

البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب ختم کیا ۱۴۴۷ھ موسیٰ کا

الْغَضَبُ أَخَذَ الْإِسْرَافَ وَفِي سُنَّتِهَا هُدًى

غفرتہ تو اس نے اٹھالیا تمغیتوں کو اور جو ان میں لکھا ہوا تھا اس میں ہدایت

منزل ۲

(بحر ج ۴ ص ۳۹۳) اللہ کے ایک پیغمبر کی یہی شان

ہوتی ہے کہ وہ تبلیغ احکام اور اشاعت توحید

میں ہرجائی اور مائی خطرے سے بے نیاز ہو کر

اپنا فریضہ سرانجام دے اور مدافعت یا تفتیح کی

آڑ میں احکام شریعت کو معطل نہ کر ڈالے

شیعہ اماموں کو پیغمبروں کی طرح معصوم،

مأمور من اللہ اور واجب اطاعت مانتے ہیں

مگر اسکے باوجود ان بزرگوں پر تفتیح کی آڑ میں

اسلام کے نہایت اہم احکام کو چھپانے کا الزام

بھی دھرتے ہیں۔ ۱۴۴۷ھ جب حضرت موسیٰ

علیہ السلام کو حقیقت حال کا پتہ چلا اور معلوم

ہو گیا کہ حضرت ہارون علیہ السلام بے قصور ہیں

تو شدت غضب میں اپنے فعل مذکور پر اللہ

تعالیٰ سے استغفار کیا۔ ۱۴۴۷ھ اس سے پہلے

قُلْنَا اخْذُوه ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ گزر چکا

ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو

گوسالہ پرستی پر قائم رہے اور توبہ نہ کی

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا

اور جو لوگ گناہ کرتے رہے مگر بعد میں توبہ

کر لی اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا ایسے

لوگوں کے اللہ تعالیٰ تمام گزشتہ گناہ معاف

فرمادے گا۔ یہ قرینہ ہے کہ پہلی وعید ان لوگوں

کے لئے ہے جنہوں نے گوسالہ پرستی سے

توبہ نہیں کی تھی۔ ۱۴۴۷ھ جب ہارون

علیہ السلام نے معذرت کر دی اور قوم نے

بھی نادم ہو کر توبہ کر لی تو حضرت موسیٰ

علیہ السلام کا جوش غضب ٹھنڈا ہو گیا تو

الواج کو اٹھالیا۔ اس میں خدا سے ڈرنے

والوں اور انابت کرنے والوں کے لئے ہدایت

اور رحمت تھی۔

موضع قرآن حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت میں امام تھے لیکن جب انکی جائے خلیفہ ہوئے تو امت مکم میں نہ رہی خلافت اور کی قسمت میں مکی خلیفہ وہ کہ امت کو دین اور دنیا کے بندوبست میں رکھے جس طرح پیغمبر سنوار گیا تا نصرت حق ان کے ساتھ رہے اور امام وہ کہ پیغمبر کا یادگار ہو جو خدمت اور نیاز پیغمبر سے منظور ہو سو امت ان کو کرے تا برکت اور قبولیت کا درجہ ملے۔ تو رات میں امام کے لوازم دیکھئے تو معلوم ہو۔

۱۳۸ھ یہ ساتواں واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کے ستر منتخب نمائندے چن کر مقررہ وقت پر ان کو طور پہنچا کر لے آئیں تاکہ وہ ساری قوم کی طرف سے گوسالہ پرستی کے گناہ سے اللہ کے سامنے معذرت کریں۔ جب کوہ طور پہنچے تو اللہ نے پہاڑ پر سفید کمر ڈال دی جس سے وہ تمام ڈھک گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اس میں داخل ہوئے اور ساتھ والوں سے فرمایا تم بھی اس بادل میں داخل ہو جاؤ جب وہ اس میں داخل ہوئے تو سجدے میں گر گئے اور اسی حالت میں انہوں نے اللہ کا کلام بھی سنا، جب بادل ہٹ گیا تو ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا مطالبہ کر دیا اور کہنے لگے۔ کُنْ مُوْمِنًا لَّكَ حَقِّي تَرَى اللَّهَ جَهَنَّمَ لَعْنَةُ جِبْنِکَ اللہ کو علانیہ نہیں دیکھیں گے اس وقت تک تیری بات نہیں

مانیں گے۔ (من الکبیر والروح وغیرہ) ۱۳۹ھ

جب ان کے اس معاندانہ اور گستاخانہ

مطالبہ پر اللہ تعالیٰ نے ایک شدید زلزلے

سے ان کو ہلاک کر دیا تو حضرت موسیٰ

علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست

کرنے لگے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا تو ان کو

اور ان کے ساتھ مجھ کو بھی اس سے پہلے ہی

فرعون کے ہاتھوں یا دریائے قلزم میں غرق

کر کے ہلاک کر سکتا تھا۔ جب پہلے تو نے

مہربانی فرمائی اور ہم سب کو ہلاکت و تباہی

سے محفوظ رکھا تو اب ان نادانوں کی اس

احتمانہ حرکت کی وجہ سے ہم کو ہلاک نہ فرما

یعنی اے اللہ قدرت علیٰ اہل اکہم

قبل ذلک مجمل فرعون علیٰ اہل اکہم

وباعراقہم فی البحر وغیرہم

فترحمتم علیہم لم تھلکھم فارجمہم

الذین کما رحمتمہم من قبل جریا علیہم یقتضی

کرمک (روح ص ۹) ۱۴۰ھ یعنی جس کو

پاہوں عذاب دے سکتا ہوں مجھے کوکنے

والا کوئی نہیں ودحمتی وسعت الخ مطلب

یہ ہے کہ میری رحمت سب سے بڑی اور زیادہ

سے اور کسی کوئی انتہا نہیں اور وہ ہر شخص

پر عادی ہے عموماً ای لا ینہایہ لہا ہی

من دخل فیہا لہو تعجز منہ۔

(قرطبی ج ۷ ص ۲۹۳) یہ مطلب نہیں کہ ہر شی کو

شامل ہے۔ ۱۴۱ھ اب یہاں ان لوگوں

کا ذکر فرمایا جو اللہ کی رحمت کے مستحق

ہیں۔ یعنی وہ تمام گناہوں سے بچتے ہیں اور

زکوٰۃ دیتے ہیں۔ زکوٰۃ کی تفصیل اس لئے فرمائی

الاعراف ۷

۳۸۹

قَالَ الْمَلَأُ

وَرَحْمَةً لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿۱۴۲﴾

اور رحمت بھی ان کے واسطے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور

اخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا

چُن لئے موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے دعوہ کے وقت پر لانے کو دیا

فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ

پھر جب ان کو زلزلہ نے پکڑا ۱۳۹ھ تو بولا اے رب میرے اگر تو بھاتا تو

أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِنِّي أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

پہلے ہی ہلاک کر دیتا ان کو اور مجھ کو فساد کیا ہم کو ہلاک کرتا ہے اس کا ہر جو

السُّفَهَاءُ مِنَّا إِن هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ

ہماری قوم کے احمقوں نے کیا یہ سب تیری آزمائش ہے بھلا دے

بِهَآ مِنْ تَشَآءُ وَتَهْدِي مَنْ تَشَآءُ أَنْتَ وَلِيْنَا

اس میں جس کو تو چاہے اور سیدھا رکھے جس کو چاہے تو ہی ہے ہمارا تھانے والا

فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ﴿۱۴۵﴾

سو بخش دے ہم کو اور رحمت کر ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے

وَأَكْتُبْ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ

اور لکھ دے ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں

إِنَّا هَدَيْنَاكَ إِلَيْكَ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ

ہم نے رجوع کیا تیری طرف فرمایا میرا عذاب ۱۴۰ھ ڈالتا ہوں میں اس کو جس پر

أَشَآءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاكُنْ بِهَا

چاہوں اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو اس کو لکھ دے ۱۴۱ھ

لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ

ان کے لئے جو ڈر رکھتے ہیں واد دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو

منزل ۲

کہ وہ یہودی نہایت شاق تھی یہودی علماء اور یہ مختلف طریقوں سے لوگوں کا مال کھانے کے تو عادی تھے۔ مگر اپنے پاس سے دنیا ان کے لئے نہایت مشکل تھا۔

موضع قرآن حضرت موسیٰ نے اپنے ساتھ ستر آدمی سردار قوم کے جب حق تعالیٰ نے کلام کیا سن کر کہنے لگے ہم جب نیک و بیکس ہم کو یقین نہیں اس سے ان پر کجی گری اور کانپ کر رہ گئے حضرت موسیٰ نے اس طرح دعائی آپ کو شامل کر کر تب بخشنے لگے پھر زندہ ہوئے یہ شاید بچھا پوجنے سے پہلے تھا یا شاید پیچھے تھا۔

فتح الرحمن ۱۴۱ یعنی ناعذر گویند از عبادت گوسالہ و این جماعت اگر عبادت نہ کردہ بودند بر عبادت کنندگان انکار ہم نکردند پس فدائے تعالیٰ ہلاک ساخت ۱۴۲ یعنی اگر بنی اسرائیل ہلاک می شدند نہایت قتل بر موسیٰ نہادندی ۱۴۲ یعنی در آخرت ۱۲

۱۵۳۔ یہ بھی ان لوگوں کی صفت ہے جو رحمت خداوندی کے مستحق ہیں۔ پہلے اوصاف بیان کرنے کے بعد یہود و نصاریٰ کے لئے گنجائش باقی تھی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے کے باوجود دعویٰ کر لیں کہ ان میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں۔ لہذا وہی اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے استحقاق رحمت کے لئے حضرت نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو شرط قرار دیدیا جن کے تمام اوصاف تورات و انجیل میں صاف صاف مذکور ہیں۔ الٰہی یہ اُمّ (ماں) کی طرف منسوب ہے۔ یعنی جو شخص اسی حالت میں باقی ہو جس حالت میں اس کو ماں نے جنما ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ اولیٰ امہ کا نہ علی الحالۃ النبی ولدتہ امہ علیہا (روح ۷۶ ص ۷۷) اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا۔ یا یہ

قال المکلاہ ۳۹۰ الاعراف ۷

هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۵۶﴾ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ

ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں ۱۵۶

الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ

اس رسول کی جو نبی امی ہے کہ جس کو پالتے ہیں

مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ

لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ

وہ حکم کرتا ہے ان کو ۱۵۷ نیک کام اور منع کرتا ہے برے کام سے

وَيَجْعَلُ لَهُمُ الْحَبِيبَ

اور حلال کرتا ہے ان کے لئے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں

وَيَضَعُ عَنْهُمْ أَصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ

اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو

عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ

ان پر یقین سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی رفاقت کی اور اس کی مدد کی اور

اتَّبَعُوا النَّبِيَّ الَّذِي أَنزَلَ مَعَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ

تابع ہوئے اس نور کے حصہ جو اس کے ساتھ اترا ہے وہی لوگ پیچھے اپنی

الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۵۸﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ

مراد کوئی حد تو کہہ اسے لوگو ۱۵۸ میں رسول ہوں اللہ کا

إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں

لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَ

کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا وہی جلاتا ہے اور رات ہے سوا ایمان لاؤ اللہ پر اور

منزل ۲

۱۵۴۔ القریٰ کی طرف منسوب ہے جو مکہ مکرمہ کا نام ہے۔ (ایضاً)

۱۵۳۔ وہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نیک کاموں کا حکم

دیتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے اور اللہ کے حکم سے

پاکیزہ چیزوں کی ملت اور ناپاک اور فضیلت چیزوں کی حرمت کا

اعلان کر رہا ہے۔ اس آیت میں تحلیل و تحریم کی نسبت آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مجازی ہے۔ اصل میں تحلیل و تحریم کا اقتیل

توصیف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ لیکن اللہ کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

چونکہ اشیاء کی ملت و حرمت کا منظر و مبین ہے اس لئے مجازاً تحلیل

و تحریم کی نسبت آپ کی طرف کی گئی طیبیت سے اونٹ کا گوشت اور

گائے بکری کی چربی مراد ہے جو تورات کے حکم سے یہود پر حرام تھا

یا اس سے محرمات مشرکین یعنی بکائرو سوا ب وغیرہ مراد ہیں۔ یعنی

بذلک ما کان محرماً علیہم فی التورۃ من الطیبات

وہو عموم الادب وشم الغنم المعز و البقر و قیل ہوما کا نوا

یجزمونہ علی انفسہم فی الجاہلیۃ من البکائر و السوا ب

والموا ملل و الحوامی (خانن ۲۷ ص ۲۸) اور خنایہ سے

سیتہ خون خنزیر اور نذر غیر اللہ وغیرہ مراد ہیں۔ مایستغنی

کا لدم و المیتۃ و لحم الخنزیر و ما اهل لغبیر اللہ بہ

(مدارک ج ۲ ص ۲۷) اگر آیت کے اس حصے کو بھی نبی اسرائیل

کے ساتھ مختص مانیں تو قُلْ یَا اَیُّهَا النَّاسُ سے لے کر کَعَلَّکُمْ

تَہْتَدُوْنَ تک جملہ مغرضہ ہوگا جس میں تمام نبی آدم کو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے

اور اگر یہ حصہ عام اور نبی اسرائیل کے ساتھ مختص نہ ہو تو اس

سورت میں یہاں سے لے کر قَوْلِهِ یَعْبُدُوْنَ تک جملہ مغرضہ

ہوگا۔ ۱۵۵۔ التور سے یہاں قرآن مراد ہے اور قرآن کو بطور

استعارہ نور کہا گیا ہے جس طرح نور یعنی روشنی خود ظاہر ہوتی ہے

اور دوسروں کے لئے اشیاء کو ظاہر اور روشن کرتی ہے۔ اسی طرح

قرآن خود واضح ہے اور دوسروں کے لئے ہدایت کی راہ روشن اور

اور احکام شریعت کو ظاہر کرتا ہے۔ وهو القرآن عبود عنہ

بالنور المبین عن کونہ ظاہر بانفسہ و منظر العیون

موضح قرآن و شاید حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے حق میں دنیا اور آخرت کی نیکی جو مانگی مراد یہ تھی کہ سب امتوں پر مقدم رہیں دنیا اور آخرت میں فرمایا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی فرقے پر مخصوص نہیں

سو عذاب تو اسی پر ہے جس کو اللہ چاہے اور رحمت سب کو شامل ہے لیکن وہ رحمت خاص لکھی ہے ان کے نصیب میں جو اللہ کی ساری باتیں یقین کریں گے یعنی آخری امت کہ سب کتابوں پر ایمان لائیں

سو حضرت موسیٰ کی امت میں سے جو لوگ آخری کتاب پر یقین لائے وہ پہنچے اس نعمت کو اور حضرت موسیٰ کی دعا ان کو ملے گی۔ حضرت کو پہلی کتابوں میں نبی امی بتایا تھا۔ دعوئوں سے ایک تو بن پڑھے تھے اور

دوسرے ام القریٰ سے پیدا ہوئے یعنی مکہ سے اور یہود پر سخت احکام تھے اور کھانہ کی چیزوں میں تنگی تھی اس دین میں وہ سب سان ہوئی اسی کو بوجہ اور پچاسی فرمایا اور نور سے مراد قرآن اور شریعت ہے۔

فتح الرحمن ۱ مترجم گوید معنی ساکتیہا آنت کہ در آخر زمان رحمت خاص باشد بتابعان نبی امی والہم ۱۲ مترجم گوید بشارت دادن خدا تعالیٰ موسیٰ را بہ امت

مرحومہ اول دلیل است بر نبوت آنحضرت ولہذا فی فرماید واللہ اعلم ۱۲

(ابو السور ج ۴ ص ۴۴) وهو القرآن وعبر عنه بالنور لظهوره في نفسه باعجازه واطهاره لغیره من الاحكام الخ۔ (روح ج ۹ ص ۵۲) جس طرح یہاں قرآن کے لئے لفظ نور بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی لفظ نور بطور استعارہ استعمال ہوا ہے اور لفظ نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہدایت کی تعبیر مقصود ہے۔ اس لئے لفظ نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کی نفی پر استدلال کرنا سراسر غلط اور تحریف قرآن کے مراد ہے۔ ۱۵۶ھ پہلے ذکر فرمایا کہ تورات و انجیل میں حضرت موسیٰ عیسیٰ علیہما السلام نے اس جلیل القدر پیغمبر کی بشارت دی اس کے بعد حضور علیہ السلام کو خود اپنی رسالت کا اعلان کرنے کا علم فرمایا ذکر ان موسیٰ یشر بہ دان عیسیٰ بشر بہتم

امرہ ان یقول بنفسہ انی رسول اللہ
الیکم جمیعاً (قطبی ج ۲ ص ۲۸)

۱۵۷ھ اس سے مراد وہ یہودی ہیں جو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے جیسا کہ

حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم

۱۵۸ھ یہ انھوں واقعہ ہے حضرت یعقوب علیہ السلام

کے بارہ بیٹے تھے۔ ان بارہ بھائیوں کی اولاد بنی

اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ

نے بنی اسرائیل کو اپنے احسانات یاد دلانے ہیں۔

قوم کا بارہ قبیلوں پر مشتمل ہونا یہ بھی اللہ کا ایک حسن

ہے وَاَوْحَيْنَا اِلٰی مُوسٰی الخیرہ دوسرا احسان

ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے حکم دیا کہ

اپنی لاکھی پیٹھ پر مارو اس سے پانی کے بارہ چشمے

پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے کے لوگوں نے آسانی کے

ساتھ علیحدہ چشمے سے پانی پیا۔ اور دھوپ سے

بچانے کے لئے ان پر بادلوں کا سایہ کر دیا اور کھانے

کے لئے ترنجبین اور شیریں بھیج دیں۔ جب وہ صبح

اٹھے تو ایک قسم کے پودے پر ترنجبین وافر مقدار

میں ملتی اور شیریں پل کمران کے قریب آجاتی

اور وہ ہاتھ سے ان کو پکڑ لیتے۔ یہ انعامات میدان

تبیہ میں عطا ہوئے۔ ۱۵۹ھ انعامات کے بعد

بنی اسرائیل کی سرکشی اور کج روی کا ذکر فرمایا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے

بعد حضرت یوشع علیہ السلام آپ کے جانشین

ہوئے۔ ان کی قیادت میں بنی اسرائیل نے

ملک شام فتح کر لیا تو اللہ نے حکم دیا کہ

بیت المقدس کے شہر میں جاؤ اور وہاں

جا کر میری عبادت بجالاؤ اور اب سے یہاں

بیت المقدس کے شہر کا دروازہ مراد نہیں

الاعراف

۳۹۱

قَالَ الْمَلٰٓئِکَةُ

رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ

اس بھیجے ہوئے نبی امی پر جو کہ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور

کَلِمَتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ

اس کے سب کلاموں پر اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ اور

قَوْمِ مُوسٰی اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

موسیٰ کی قوم میں ۱۵۹ھ ایک گروہ ہے جو راہ بتلاتے ہیں حق کی اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں

وَقَطَّعْنَهُمْ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمًّا ط وَ

اور جدا کر دیئے ہم نے ۱۵۸ھ ان کو بارہ دادوں کی اولاد بڑی بڑی جماعتیں اور

اَوْحَيْنَا اِلٰی مُوسٰی اِذْ اَسْتَسْقٰهُ قَوْمُهُ اِنِ

ہم بھیجا ہم نے موسیٰ کو جب پانی مانگا اس سے اس کی قوم نے کہ

اَضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَاَنْبَجَسَتْ مِنْهُ

مار اپنی لاکھی اس پیٹھ پر تو پھوٹ نکلے اس سے

اِثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ط قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَا مِنْ قَوْمِ

بارہ چشمے پہچان لیا ہر ایک لوگوں نے اپنا گھاٹ

وَضَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّٰ

اور سایہ کیا ہم نے ان پر ابر کا اور اتارا ہم نے ان پر من

وَالسَّلٰوٰی ط كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا

اور سلوی کھاؤ و سقوی چیزیں جو ہم نے روزی دی تم کو اور

ظَلَمُوْنَ اَوْ لٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسُهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ

انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے رہے اور جب

قِيْلَ لَهُمْ اَسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا

حکم ہوا ان کو ۱۵۹ھ کہ بسو اس شہر میں اور کھاؤ اس میں سے

منزل ۲

بلکہ اس سے بیت المقدس کی مسجد کا دروازہ مراد ہے۔ اس آیت کی تفسیر سورہ بقرہ میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو۔ ۱۵۸ و ۱۵۹ عاشرہ (۱۱۹ تا ۱۱۶)۔

موضع قرآن و ادبی لوگ تھے کہ جب حضرت تک پہنچے تو ایمان لائے جیسے عبداللہ بن سلام۔

۶۰۔ اس کی تفسیر سورہ بقرہ میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۳۵ حاشیہ (۱۲۱ و ۱۲۲)۔ ۶۱۔ قصص کے اختتام پر اصحاب سبت کا ذکر فرمایا اور اس سے مقصود تحریف دنیوی ہے آنقریۃ سے آیلۃ مراد ہے جو مدین اور طور کے درمیان سمندر کے کنارے پر واقع تھا۔ ہفتہ کا دن دین موسوی میں قابل تعظیم تھا اور اس دن میں مچھی کا شکار ان کے لئے جائز نہیں تھا۔ لیکن ان کے ابتلاہ و امتحان کے لئے اللہ کے حکم سے ہفتہ کے دن مچھلیاں پانی کے اوپر کنارے بالکل قریب کثرت سے آجائیں اور باقی ایام میں غائب رہتیں۔ اس صورت حال کو دیکھ کر انہوں نے یوم سبت کی تعظیم کو بالائے طاق رکھ کر مچھی کا شکار کرنا شروع کر دیا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ بیسیس نے ان کو یہ حیلہ بتایا کہ وہ سمندر کے کنارے حوض بنالیں اور جمعہ کے دن مچھلیوں کو بانگ کر حوض میں ڈال

الاعراف ۷

۳۹۳

قَالَ الْمَلَأَ ۹

حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ

جہاں سے چاہو اور کہو ہم کو بخش دے اور داخل ہو دروازے میں

سُجِّدًا أَنْغِفُ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ سَنَزِيدُ

سجدہ کرتے ہوئے تو بخش دینگے ہم تمہاری خطائیں البتہ زیادہ دیں گے ہم

الْبُحْسَنِ ۱۳۱ ۱۳۱ قَبَلِ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ

نیکی کرنے والوں کو پہلے سو بدل ڈالا ۱۳۱ ظالموں نے ان میں سے

قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

دوسرا لفظ اس کے سوا جو ان سے کہہ دیا گیا تھا پھر بھیجا ہم نے ان پر

رُجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ۱۳۲ ۱۳۲

عذاب آسمان سے بسبب ان کی شرارت کے اور پھر ان سے

عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَيْتِ إِذْ يَعْذُونَ

حال اس بستی کا جو بستی دریا کے کنارے تھی جس سے بڑھنے لگے

فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ

ہفتہ کے حکم میں جب آتے تھیں ان کے پاس مچھلیاں ہفتہ کے دن

شَرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَلِكَ ۱۳۳

پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہو تو نہ آتی تھیں اسی طرح

تَجْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۱۳۴ ۱۳۴ وَاذْقَالَتْ

ہم نے ان کو آزمایا اس لئے کہ وہ نافرمان تھے ۱۳۴ اور جب بولا وہ ۱۳۴

أُمَّةٌ مِنْهُمْ لِمَ تَعْطُونَ قَوْمًا لِلَّهِ مَهْلِكُهُمْ أَوْ

ان میں سے ایک فرقہ کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جن کو اللہ جاتا ہے کہ ہلاک کئے یا

مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا أَمْ قَالُوا أَمْعِدَّةٌ

ان کو عذاب دے سخت وہ بولے الزام اتارنے کی غرض سے

منزل ۲

دیا کریں اور انوار کے دن پکڑ لیا کریں۔ چنانچہ انہوں نے اس حیلے سے اللہ کے حکم کو توڑا تو اللہ نے ان پر عذاب نازل فرمایا اور وہ سب بند رہ گئے۔ ۶۲۔ ان لوگوں میں مین جماعتیں تھیں پہلی جماعت ہفتہ کے دن شکار کرتی تھی۔ دوسری جماعت ان کو اس سے منع کرتی تھی اور تیسری جماعت نہ شکار کرتی تھی اور نہ شکار کرنے والوں کو منع کرتی تھی بلکہ منع کرنے والوں سے بھی کہتی تھی کہ تم خوب جانتے ہو کہ اللہ ان کو ہلاک کرنے والا یا شدید عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے۔ اس لئے ان کو غلط نصیحت کر کے کیوں دماغ سوزی کرتے ہو۔ قَالُوا مَعَذَرَةٌ إِلَى رَبِّكَ إِنَّا نَحْنُ نَحْنُ نَحْنُ نَحْنُ دیا کہ ہم تو اللہ کے سامنے بطور معذرت ان کو اس فعل قبیح سے روکتے ہیں تاکہ نہی عن المنکر کا جو فریضہ ہمارے ذمہ ہے اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔ نیز ممکن ہے کہ وہ اس فعل سے باز آجائیں۔ مَعَذَرَةٌ فَعَلْ مَقْدَرٌ یعنی تَعَذَّرَ مِمَّا مَفْعُول مطلق ہے۔ قَالَ جمہور المفسرین ان بنی اسرائیل افتقرت ثلث فرق فرقة عصمت وصداق وفرقة نهمة واعتزلت وفرقة اعتزلت ولعننه وتعص وان هذه الطائفة قالت للنأهية لِمَ تَعْطُونَ قَوْمًا لِلَّهِ مَهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا

(قرطبی ج ۷ ص ۳۳)

موضع قرآن فل یعنی ابھی ایک شہر فتح ہوا ہے۔ آگے سارا ملک ملے گا۔ حضرت داؤد کے عہد میں قصبہ ہوا ہے۔ یہود ہر ہفتہ کے دن شکار کرنا منع تھا۔ اللہ نے اس شہر والوں کو بے حکم دیکھا۔ لگا آزمائے ہفتے کے دن مچھلیاں اوپر پھریں اور دونوں غائب رہیں۔ ان کا جی نہ رہ سکا۔ آخر ہفتہ کو شکار کیا۔ اپنی دانست میں حیلہ کیا کہ کنارے دریا کے پانی کاٹ لائے کہ مچھلیاں وہاں بند ہو رہیں۔ تو بھی مچھلیاں نہ ہاتھ آئیں۔ ہفتہ کی شام کو نکل جاتیں آخر ہفتے کے دن راہ بھاگنے کی بند کی انوار کو پکڑ لیا۔ پھر وہ لوگ بند ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو ملاں روزی نہ ملے اور حرام چاہے تو اس کو آزمائش ہے۔ آخر وہ روزی و بال ہوگی اور معلوم ہوا کہ حیلہ اللہ پاس کام نہیں آتا۔

فتح الرحمن فل اہل دیہ قسم بودند قس شکار میکردند قس ازان نہیں میکردند قس نہ شکار کردند و نہ ازان منع کردند فل یعنی قسم ثالث نہیں کنند گانہ ۱۲۱

۱۶۳ یہاں نَسُوا بمعنی ترک کیا ہے یعنی جب انہوں نے اپنی قوم کے صلحاء اور ناصحین کی ہند و نصیحت کو چھوڑ دیا اور اس سے بالکل بیگمنا ہو کر دنیا تو برائی سے روکنے

والوں کو تو ہم نے بچا لیا مگر ان ظالموں کو جو سرکشی اور نافرمانی

کرتے تھے دردناک عذاب سے پکڑ لیا۔ فَلَمَّا عَتَوْا جِب

وہ اللہ کی نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے اور ان کا انکار

ضد و عناد کی حد کو پہنچ گیا تو ہم نے ان کی شکلیں مسخ کر

دی اور ان کو بند بنا دیا۔ ۱۶۴ یہ تحریف دنیوی ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اسلاف کو آگاہ کر دیا تھا

کہ اگر وہ آخر الزماں پیغمبر نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے

تو قیامت تک ذلیل و خوار رہیں گے اور ان پر ہمیشہ ایسے

لوگ مسلط رہیں گے جن کے ہاتھوں وہ سخت تکلیفیں اٹھائیں گے

۱۶۵ اور ہم نے ان کی جمعیت کو متفرق کر دیا اور زمین کے

مختلف حصوں میں ان کو منتشر کر کے ان کی قوت و شوکت

کو ختم کر دیا ہر زمانے میں ان میں کچھ اچھے لوگ بھی رہے ہیں جو

اپنے اصلی دین پر قائم رہے یا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

سلم کا زمانہ پایا اور آپ پر ایمان لائے لیکن اکثریت فاسق اور کافر

ہی رہی۔ وَبَكَوْهُمْ فِي الْوُجُوهِ وَالْأَنْفِ وَالْأُذُنِ وَالْجُنُودِ

اور دیگر طریقوں سے آرام و راحت اور تکلیف و شدت

سے ان کی آزمائش بھی کرتے رہے تاکہ وہ اپنے گناہوں

سے توبہ کر لیں اور اللہ کے دین کی سچے دل سے پیروی کرنے

میں لگ جائیں۔ ۱۶۶ قوم کے صالحین اور نیک لوگوں

کے بعد نااہل اور بُرے لوگ پیدا ہوئے جو تورات کی علمی وراثت

پر قابض ہوئے جنہوں نے تورات کو دنیوی اغراض کے لئے

استعمال کرنا شروع کر دیا یا اخذ وْنَ عَرْضَ هَذَا

اَزْدَنِي وَه غلط فتویٰ اور خلاف حق فیصلہ دیکر لوگوں سے

رشوتیں لیتے اور کتاب اللہ کی تحریف کر کے غیر اللہ کی نذریں

اور نیازیں ملال ہونے کے فتوے دے کر اور عوام کو چھوٹی

باتیں بتا کر دولت جمع کرنے میں لگ گئے۔ وَالْمَرَادُ بِهَذَا

الْعَرْضِ مَا يَأْخُذُ مِنْهُ مِنَ الرِّشَاءِ فِي الْحُكُومَاتِ وَ

وَعَلَى تَحْرِيفِ الْكَلَامِ (سورہ ج ۹ ص ۹۷)

موضع قرآن و ان میں تین فرقے ہوئے ایک شکار

کرنے ایک منع کئے جلتے اور ایک تھک کر منع کرنا چھوڑ بیٹھے۔

لیکن وہ بہتر تھے جو منع کرتے تھے۔ وَا مَنَعَ كَرْنِ دالوں نے شکار کرنا والوں سے ملنا چھوڑ دیا اور بیچ میں دیوار اٹھالی ایک ن صبح کو اٹھے دوسروں کی آواز نہ سنی دیوار پر سے دیکھا ہر گھر میں بند روہ

آدمیوں کو پہچان اپنے قرابت دالوں کے پاؤں پر کھنکھنے لگے اور رونے لگے بُرے مال سے تین دن میں مر گئے۔ وَا تَوْرَاتِ مِیْنِ فَرَمَا یا تھا کہ جب حکم تو ریت چھوڑ دو گے تو تم پر اور بندے مسط ہونگے

پھر قیامت تک تم ذلیل رہو گے اب یہود کو کہیں کی حکومت نہیں غیر کی رعیت ہیں۔ وَا یَهُوْکِی دُولتِ بَرَمِ ہوئی تو آپس کی مخالفت سے ہر طرف نکل گئے اور مذہب مختلف پیدا ہوئے یہ

احوال اس امت کو سنایا ہے کہ یہ سب کچھ ان پر بھی ہوگا۔ حَدِیْثِ مِیْنِ فَرَمَا یَہِ کہ اس امت میں بھی بعضے بند را د سو ہو جاوینگے۔ اللہ گمراہی سے پناہ دے۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی بنی اسرائیل ۱۲ ص ۱۲ بعد از یہیچ پادشاہی دوزخی اسرائیل پیدا نہ شد و ہمیشہ لکھنوی پادشاہان اسلام و نصاریٰ و مجوس می بودند ۱۲

الاعراف ۷

۳۹۳

قَالَ الْمَلِكُ ۹

إِلَى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۱۶۳﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا

ہمارے رب کے آگے اور اس لئے کہ شاید وہ ڈریں مگر جب وہ بھول گئے کہ جو

ذِكْرُوا بِهِ أَنجَبْنَا الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ عَنِ

ان کو سبھایا تھا تو نجات دہی ہم نے ان کو جو منع کرتے تھے

السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَلِيٍّ

بُری سے کام لے کر اور پکڑا گنہگاروں کو بُرے عذاب میں

بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا

بِسَبَبِ ان کی نافرمانی کے پھر جب بڑھنے لگے اس کام میں جس سے وہ منع

عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿۱۶۵﴾ وَاذْ

کئے تھے تو ہم نے حکم کیا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل و اور اس وقت کو یاد

تَذَكَّرَنَّ رَبُّكَ لِيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

کہ جب خبر کرے دی بھی تیرے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہے گا یہود پر قیامت کے دن تک و

مَنْ يُسَوِّمُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ إِنَّ رَبَّكَ

ایسے شخص کو کہ دیا کرے ان کو عذاب ہے شک تیرا رب

لَسَرِيعٌ الْعِقَابُ ۖ وَإِنَّكَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۶۶﴾

جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے قاتا

وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا مِنْهُمْ الصَّالِحُونَ

اور متفرق کر دیا ہم نے ۱۶۶ ان کو ملک میں فرقے فرقے بعضے ان میں نیک

وَمِنْهُمْ دُونَ ذَلِكَ وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَ

اور بعضے اور طرح کے اور ہم نے ان کی آزمائش کی خوبیوں میں اور

السَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۱۶۷﴾ وَخَلَفَ مِنْ

برائیوں میں تاکہ وہ پھر آئیں گے پھر ان کے پیچھے ۱۶۷

منزل ۲

۱۷۷ اللہ کی کتاب کو خبیث و نیک کے عوض فروخت کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی ہے کہ ہمیں اس گناہ پر گرفت نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ ان کا دعویٰ تھا کہ "لَنْ نَحْنُ ابْنَاءُ اللَّهِ وَآَحِبَّاءُهُ"۔ ورنہ کیا تمہارا حق یہ ہے کہ تم لوگ کی غیبت سے حال ہے یعنی ایک طرف تو وہ اس گناہ کی مغفرت کے امیدوار ہیں اور دوسری طرف ان کا حال یہ ہے کہ اس گناہ پر پھر بھی نہیں کر رہے ہیں اور مناسع دنیا کے عوض اللہ کی کتاب کو بیچنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اگلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول شنیع کا چار طریقوں سے رد فرمایا ہے۔

۱۷۸ یہ یہود کے قول مذکور کے بطلان کی پہلی دلیل ہے

یعنی اگر وہ بخشنے ہوئے تھے تو ان سے تورات پر عمل کرنے کا عہد لینے کی کیا ضرورت تھی۔ مِيثَاقُ الْكِتَابِ یعنی وہ عہد جو تورات میں ان سے لیا گیا تھا اُن لَا يَقُولُوا یہ مِيثَاقُ كَا عَطْفِ بَيَانِ یا اس سے بدلہ ہے یعنی مِيثَاقِ (عہد) یہ تھا کہ وہ اللہ کی طرف صرف حق بات ہی کو منسوب کریں۔ اور اپنی طرف سے غلط باتیں بنا کر اللہ کے ذمہ نہ لگائیں اور وہ تورات پر چپکے ہیں اور یہ عہد ان کو خوب یاد ہے۔ اس لئے ان کا فرض تھا کہ وہ اس عہد کو پورا کرنے لگے مگر انہوں نے حقیر دنیا کی خاطر اللہ کا عہد توڑ دیا حالانکہ دارالآخرت ان کے لئے بہتر تھا۔ اگر وہ اللہ سے ڈرتے اور عہد پر قائم رہتے۔۔۔

۱۷۹ یہ ميثَاقِ بَرِ قَائِمِ رہنے والوں کیلئے بشارت ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو تورات کے عہد پر قائم رہے اور اس کے احکام پر عمل کیا اور اس میں کسی قسم کی تحریف نہ کی مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام اور دوسرے اسلام قبول کرنے والے یہودی قال مجاہد هم الذين امنوا من اهل الكتاب كعبد الله بن سلام اصحابه فمساكوا بالكتاب الذي جاء به موسى عليه السلام فلم يعرفوه ولم يكرموه ولم يستخذوه ما حمله را بوالسعود ج ۳ ص ۱۵۴

۱۸۰ یہ یہود کے قول کی شناخت پر دوسری دلیل ہے یعنی اگر وہ بخشنے ہوئے تھے تو کوہ طور ان پر معلق کر کے ان سے تورات کو قائم کرنے کے عہد کیوں لیا جاتا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے تورات پیش کی اور اس کے احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا تو وہ بگڑ گئے اور کہنے لگے اس کے احکام تو سخت ہیں ہم سے ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ ان کا یہ انکار چونکہ سرسرا ہوا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا۔ انہوں نے کوہ طوک کو اٹھا

کلان کے سروں پر معلق کر دیا۔ بنی اسرائیل کو یقین ہو گیا کہ وہ ضرور ان پر گر پڑے گا لہذا انہوں نے عہد کیا کہ وہ تورات کے احکام پر ضرور عمل کریں گے۔ ۱۸۱ یہ ان کے قول باطل کے روکی تیسری وجہ ہے یعنی اگر بخشنے ہوئے تھے تمام بنی آدم موضع قرآن و کچھ لوگ رشوت لیکر شلے غلط کہنے لگے اور امید تھی کہ ہم بخشنے جاویں گے حالانکہ پھر اسی کام کو حاضر ہیں امید بخشنے کی ہے حسب بار آویں یہ اسباب زندگی مال دنیا کو فرمایا۔

مکہ ان کا منہ

ان کے منہ کی توجہ پر جواب اول ۱۲ ص ۱۵۴ بشارت ۱۲ ص ۱۵۴ بشارت ۱۲ ص ۱۵۴ بشارت ۱۲

۲۱

قَالَ الْمَلَأُو

۳۹۴

الاعراف ۷

بَعْدَهُمْ خَلْفٌ وَرَثَا الْكِتَابِ يَأْخُذُونَ عَرَضَ

آئے تا خلف جو وارث بنے کتاب کے ملے لیتے ہیں اسباب

هَذَا الْأَدْنَى وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِنْ

اس ادنیٰ زندگی کا اور کہتے ہیں کہ ہم کو معاف ہو جائے گا اور اگر

يَأْتِيَهُمْ عَرَضٌ مِثْلُهُ يَأْخُذُوهُ ط أَلَمْ يُؤْخَذْ

ایسا ہی اسباب ان کے سامنے پھر آئے تو اس کے لیے یوں نہ کیا ان سے کتاب مثلاً

عَلَيْهِمْ مِيثَاقُ الْكِتَابِ أَنْ لَا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ

ہیں عہد نہیں لیا گیا کہ نہ بولیں اللہ پر

إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ ط وَاللَّارِ الْآخِرَةُ

سوا ہج کے اور انہوں نے پڑھا ہے جو کچھ اس میں لکھا ہے اور آخرت کا گھر

خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُشْقُونَ ط أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۱۹)

بہتر ہے ڈرنے والوں کے لئے کیا تم سمجھتے نہیں ط اور

الَّذِينَ يُسْكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ط

جو لوگ خوب پڑھتے ہیں کتاب کو اور قائم رکھتے ہیں نماز کو

إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ (۲۰) ط وَإِذْ نَتَقْنَا

بیشک ہم ضائع نہ کریں گے ثواب نیک والوں کا اور جس وقت اٹھا یا ہم نے مثلاً

الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظِلَّةٌ وَظَنُوا أَنَّهُ وَاقِعٌ

پہاڑ ان کے اوپر مثل سایبان کے اور ڈرے کہ وہ ان

بِهِمْ خُنْدٌ وَأَمَا آتَيْنَكُم بِقُوَّةٍ وَآذَكُم بِمَا فِيهِ

گرے گا ہم نے کہا پڑو جو ہم نے تم کو دیا ہے زور سے اور یاد رکھو جو اس میں ہے

لَعَلَّكُمْ تَشْقُونَ ط وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْ بُنَىٰ آدَمَ

تاکہ تم بچتے رہو اور جب میرے رب نے بنی آدم کی

منزل ۲

۱۸۲ یہ ان کے قول باطل کے روکی تیسری وجہ ہے یعنی اگر بخشنے ہوئے تھے تمام بنی آدم موضع قرآن و کچھ لوگ رشوت لیکر شلے غلط کہنے لگے اور امید تھی کہ ہم بخشنے جاویں گے حالانکہ پھر اسی کام کو حاضر ہیں امید بخشنے کی ہے حسب بار آویں یہ اسباب زندگی مال دنیا کو فرمایا۔

فتح الرحمن ۱۲ یعنی اجاب بنی اسرائیل ۱۲ یعنی مہر اند با خدا و غیر ناد مندازاں و تو یہ صریح نادم صحیح نبوت ۱۲

ہر شخص اپنی فطرت کے لحاظ سے موجد ہونا ہے جیسا کہ ارشاد
ربانی ہے۔ فُطِرَ اللَّهُ الْبَتَّى فُطِرَ النَّاسَ عَلَيْهِمَا لَا تَبْدِيلَ
لِخَلْقِ اللَّهِ (مرح ۹۶) اسی طرح ایک جگہ فرمایا۔ وَلَئِنْ
سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ (زخرف ۴)
یہ اللہ کے خالق و مالک ہونے کا سبق ان کو پیدائش کے وقت ہی
سے ملا تھا۔ **۱۷** یہ اصل میں کراہت ان تقولوا یا کفار
تقولوا تھا۔ یعنی یہ عہدِ ربوبیت اس لئے لیا تاکہ قیامت کے
دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ تم کو تو جبر سے بالکل بے خبر تھے اور ہم کو اس
کا بالکل علم ہی نہ تھا اَوْ تَقُولُوا بِهِ مِثْلُ تَقُولُوا بِر
معطوف ہے اور نہ یہ عذر پیش کر سکو کہ شرک کے اصل
بانی تو ہمارے باپ دادا تھے ہم ان کے بعد پیدا ہوئے اور ہم
نے محض ان کی دیکھا دیکھی شرک کیا اس لئے ان کے فعل کی
وجہ سے ہمیں کیوں ہلاک کرتا ہے۔ اس عذر کو ختم کرنے کے
لئے ہم نے ہر ایک سے عہد دیا۔ **۱۸** یہ ان کے قول کے
رو کی جو کتنی وجہ ہے یعنی اگر وہ سخت ہوئے ہوتے اور ان کو
کسی عمل خیر کی حاجت اور گناہوں سے بچنے کی ضرورت نہ
ہوتی تو ان ہی میں سے ایک نیک اور پارسا آدمی کو اس کے
گناہِ عظیم کی وجہ سے ہم ذلت کے گڑھے میں کیوں ڈال
دیتے۔ ان آیتوں میں بلعم بن باعور کے قصے کی طرف اشارہ
ہے۔ بلعم بن باعور بنی اسرائیل میں سے تھا اور اس کے پاس
آسمانی کتاب کا علم تھا۔ وہ بہت نیک اور صالح تھا پھر
میں وہ اہم اعظم جاننا تھا اس لئے بہت مستجابِ لدعوٰت تھا
بعد میں دولت کے لالچ اور اپنی بیوی کے بہکانے سے آیت
ہدایت کو چھوڑ کر گمراہ ہو گیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
جبارین سے جہاد کا ارادہ کیا تو وہ بلعم کے پاس آئے اور اس
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بدعما کرنے کی درخواست کی پہلے
تو اس نے انکار کیا اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کا پیغمبر
ہے اور اس کے ساتھ فرشتے اور مومنین ہیں اس لئے میں سر
پر کس طرح بدعما کر سکتا ہوں۔ آخر ان کے اندر اور کچھ حقے تھے

قَالَ الْمَلَأُ

ان کی اولاد کو ملے اور اقرار کر لیا ان سے

ان کی جانوں پر کیا ہیں مہنیں ہوں تہا رارب بولے ہاں سے ہم افراتے ہیں

کبھی کہنے لگو قیامت ۱۲ء کے دن ہم کو تو اس کی خبر نہ ملتی

یا کہنے لگے کہ شکر کو نکالا۔ محتاج ہمارے باپ داداؤں نے ہم سے پہلے ادا کر دیا ہے۔

ان کی اولاد ان کے پیچھے ۲

گمراہوں نے وہ اور یوں ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیتیں تاکہ وہ

پھر آج بھی وہ اور مٹا دے ان کو ۳۷۷ء حال اس شخص کا جس کو ہم نے دی تھیں

ایسی آبتیں پھرو ان کو چھوڑ نکلا وہ پھر اس کے پیچھے لگا شیطان تو وہ ہو گیا

گمراہوں میں سے اور ہم چاہتے تو بلند کرتے اس کا رتبہ دے ان آیتوں کی تفسیر

لیکن وہ تو ہو رہا زمین کا علم اور پیچھے ہو لیا اپنی خواہش کے تو اس کا حال

ایسا جیسے کشتہ اس پر تو بوجھ لائے وہ تو ہانپے اور چھوڑے

پیش کرنے پر اور بیوی کے بہکانے پر وہ مان گیا جو نبی اس نے اللہ کے نبی کے خلاف زبان کھولی۔ اللہ نے اسکی ساری روحانیت سلب کر لی تمام کمالات زائل ہو گئے۔ ایمان و محروم کر دیا گیا اور اسکی زبان منہ سے نکل کر نیچے ٹنگ گئی جس طرح شدت گرمائی وجہ سے کتے کی زبان باہر نکل آتی ہے اور وہ ہانپنے لگتا ہے۔ ہمیں اسکی ذلت کا اظہار ہر **۱۷۷** یعنی وہ موضع قرآن و اللہ تعالیٰ حضرت آدم کی پشت سے لگی اولاد اور ان سوائے اولاد نکالی سب اقرار کر دیا اپنی خدائی کا پھر پشت میں داخل کیا اس سے مدعا یہ کہ خدا کے ماننے میں ہر کوئی آپ کفایت ہے باپ کی تقلید نہ چاہئے اگر باپ شرک کرے تو بیٹے کو چاہئے کہ ایمان لائے اگر کسی کو شبہ ہو کہ وہ عہد تو یاد نہیں رہا پھر کیا حاصل تو یوں سمجھ کہ اسکا نشان ہر کسی کے دل میں ہے اور یہ ہر زبان پر مشہور ہے کہ سب کا خالق اللہ ہے سارا جہاں خالق ہے اور جو کوئی منکر ہے اور شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص کے دخل سے پھر آپ ہی جھوٹا ہوتا ہے۔

فتح الرحمن شہوات نفس را عالم نتوان گفت ۱۲ یعنی روز میثاق از آدم اولاد اور پیدا کرد و از ایشان اولاد ایشان بنمیشی کہ در خارج تحقق شد و اللہ اعلم ۱۲ یعنی پس تقلید ایشان کردیم ۱۲ یعنی تاج شہوات نفس شد و تابع

دنیا کی طرف مائل ہو گیا۔ اسی رکن الی لدنیا و مال الیہا (روح ج ۹ ص ۳۹۶) ذلت و ذنات طبع میں اسکی مثال بالکل کتے کی سی ہے کہ اگر تم اس پر حملہ کرو اور بھگاؤ تو بھی وہ ہاپتا ہے اور اگر اسے آزاد چھوڑ دو تو بھی وہ ہاپتا ہے۔ یعنی زبان باہر لٹکا کر ہانپنا اسکی طبعی عادت ہے۔ اسی طرح بلعم بن باعورہ کی زبان ٹٹک گئی تھی **فَكَذَّبُوا** سے مشرکین مکہ مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے وہ پہلے تمنا کیا کرتے تھے کہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی ہادی اور رہنما آئے جب اللہ کا پیغمبر ہادی بکرا گیا تو اللہ کی آیتوں کی تکذیب کرنے لگے اور ہدایت کی راہ سے ہٹ گئے (روح) ان لوگوں کی مثال بعدینہ بلعم بن باعورہ کی سی ہے جسے اللہ نے ہدایت دی مگر وہ ہدایت سے نکل کر شیطان کے تابع ہو گیا۔ مثلاً اللہ کی آیتوں کو جھٹلا کر اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کی مثال بہت ہی بری ہے کوئی غیرت مند انسان اس کو اپنے پرچسپاں کرنے کے لئے تیار نہیں ہے پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی آپ کی جرأت و استقلال سے توحید کی تبلیغ کرتے رہیں۔ ہدایت اور مگر اسی اللہ کے اختیار میں ہے **فَكَذَّبُوا** یہ دوسرے دعویٰ سے متعلق ہے جو لوگ کفر و شرک پر مصر ہیں اور ضد و عناد کی وجہ سے حق بات کا انکار کرتے ہیں انکو ہم نے جہنم کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان کو ہم نے دل دیو، آنکھیں اور کان دیئے مگر وہ ہیں کہ ان چیزوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ وہ بالکل چوپایوں کی مانند ہیں جن کو بالکل حق و باطل کا کوئی امتیاز نہیں بالکل سیبی حال ان لوگوں کا ہے یہاں تک کہ وہ جانوروں کی طرح ننگے ہونے سے بھی نہیں شرماتے جیسا کہ مشرکین طواف کعبہ کے وقت کیا کرتے تھے **فَكَذَّبُوا** یہ تیسرے دعویٰ سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے بیشمار صفاتی نام ہیں تم اس کی صفتوں کے ساتھ صرف اسی کو پکارو اور اسی سے حاجتیں مانگو اسکے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ **وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ** اور جو لوگ اللہ کی صفات میں الحاد اور کج روی اختیار کرنے میں آپ ان سے اجتناب کریں ان کو اپنے کئے کی جزا و سزا ملے گی۔ اللہ کی صفات میں الحاد سے مراد یہ ہے کہ اس کی صفات میں غیر اللہ کو شریک کیا جائے یا کسی کو اللہ کا ولا اور نائب قرار دیکر اللہ کی موت کو اس کی طرف منسوب کیا جائے جیسا کہ عیسائی اور مشرکین مکہ کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں یعنی ابوالمیسج ابوالملکہ میگفتند (فتح الرحمن)

موضع قرآن حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بادشاہ پر اس کے ملک میں ایک درویش تھا صاحب

بادشاہ نے اس سے مدد چاہی اس کو باطن سے منع ہوا پھر بادشاہ نے اس کی عورت کو مال کی طبع دی اس نے اس کو راضی کر کے بھیجا وہاں اپنے عمل چلتے نہ دیکھے بادشاہ کو حیلہ سکھایا کہ اس لشکر میں فاحشہ عورتیں بھیجے اور لوگ بدکاری کریں تو ان پر ذلت پڑے حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے حیلہ پیش نہ چلایا لیکن سکھانے والا مردود ہوا شاید دنیا میں یا آخرت میں اس کو یہ عذاب ہوا کہ کتے کی طرح زبان لٹک کر حق تعالیٰ نے یہ قصہ یہود کو سنایا کہ اگرچہ علم کامل اپنے پاس ہو کام تب تک ہے کہ آپ اس کے تابع ہو اور اگر آپ تابع ہو چاہے کہ علم میرے کام آئے تو کچھ نہیں ہوتا اور شاید اپنے کتے کی مثال اس میں یہ ہو کہ جب تک وہ حرص سے خالی تھا اس کو باطن سے صحیح معلوم ہوا جب ل میں حرص بیٹھی تو باطن سے معلوم نہ ہوا اگرچہ معلوم ہوا اس کو اپنی طبیعت کے موافق سمجھ لیا نقل میں ہے کہ جب وہ چلنے لگا تو چاہا کہ پھر غیب سے کچھ معلوم ہو تو تب معلوم ہوا کہ جا جڑاہ میں پہنچا تو ایک فرشتہ راہ میں ملا شمشیر ننگی ہاتھ میں اس نے التجا کی کہ اگر حکم ہو تو میں جاؤں کہا جالین کچھ پڑے عائد کر لیں پھر بادشاہ پاس پہنچ کر کہا بدکار نے منہ سے خود بخود عائدے نیک نکلنے لگی حضرت موسیٰ کے لشکر کو تب ناچار وہ حیلہ سکھایا۔ **وَل** یعنی خدا اور رسول کو بھیجا اوروں کے حکم سے کھینچنے پر فرض میں نہ کرے تو دوزخ میں جاوے۔

فتح الرحمن یعنی ابوالمیسج و ابوالملکہ میگفتند ۱۲

قَالَ الْمَلَكُ ۳۹۶ الاعراف ۷

يَلْهَثُ ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

تو ہانپنے یہ مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو

فَاقْصُصْ الْقِصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۱۴۶

سو بیان کر یہ احوال تاکہ وہ دھیان کریں فل بری

مَثَلًا لِّلْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَانفُسَهُمْ

مثال ہے ان لوگوں کی کہ جھٹلایا انہوں نے ہماری آیتوں کو اور وہ اپنا ہی

كَانُوا يَظْلِمُونَ ۱۴۷ **مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَمُوتِهِ**

نقصان کرتے رہے جس کو اللہ رستہ سے ہٹا دے وہی رستہ پاوے

وَمِنْ يُضِلُّ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۱۴۸

اور جس کو وہ بھٹلا دے سو وہی ہیں لوٹے ہیں اور **خَالِدِينَ**

ذَرَانَا كَجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنَّ وَالْإِنسِ لَهُمْ

ہم نے پیدا کئے ہیں دوزخ کے واسطے بہت سے جن اور آدمی ان کے

قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَاذَٰلِكَ وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ

دل ہیں ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں ان سے دیکھتے نہیں

بِهَاذَٰلِكَ وَلَهُمْ أَذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَاذَٰلِكَ

اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں

كَأَنَّا نَعَامٌ بَلْ هُمْ أَصْلٌ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ

جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ وہی لوگ ہیں غافل

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا

اور اللہ کے لئے ہیں سب نام اچھے **هَٰذَا** سو اس کو پکارو وہی نام کہہ کر اور چھوڑ دو

الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا

ان کو جو کج راہ چلتے ہیں اس کے ناموں میں مداخلہ نہ کرے پھر ان کے

منزل ۲

نے اس کی عورت کو مال کی طبع دی اس نے اس کو راضی کر کے بھیجا وہاں اپنے عمل چلتے نہ دیکھے بادشاہ کو حیلہ سکھایا کہ اس لشکر میں فاحشہ عورتیں بھیجے اور لوگ بدکاری کریں تو ان پر ذلت پڑے حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے حیلہ پیش نہ چلایا لیکن سکھانے والا مردود ہوا شاید دنیا میں یا آخرت میں اس کو یہ عذاب ہوا کہ کتے کی طرح زبان لٹک کر حق تعالیٰ نے یہ قصہ یہود کو سنایا کہ اگرچہ علم کامل اپنے پاس ہو کام تب تک ہے کہ آپ اس کے تابع ہو اور اگر آپ تابع ہو چاہے کہ علم میرے کام آئے تو کچھ نہیں ہوتا اور شاید اپنے کتے کی مثال اس میں یہ ہو کہ جب تک وہ حرص سے خالی تھا اس کو باطن سے صحیح معلوم ہوا جب ل میں حرص بیٹھی تو باطن سے معلوم نہ ہوا اگرچہ معلوم ہوا اس کو اپنی طبیعت کے موافق سمجھ لیا نقل میں ہے کہ جب وہ چلنے لگا تو چاہا کہ پھر غیب سے کچھ معلوم ہو تو تب معلوم ہوا کہ جا جڑاہ میں پہنچا تو ایک فرشتہ راہ میں ملا شمشیر ننگی ہاتھ میں اس نے التجا کی کہ اگر حکم ہو تو میں جاؤں کہا جالین کچھ پڑے عائد کر لیں پھر بادشاہ پاس پہنچ کر کہا بدکار نے منہ سے خود بخود عائدے نیک نکلنے لگی حضرت موسیٰ کے لشکر کو تب ناچار وہ حیلہ سکھایا۔ **وَل** یعنی خدا اور رسول کو بھیجا اوروں کے حکم سے کھینچنے پر فرض میں نہ کرے تو دوزخ میں جاوے۔

فتح الرحمن یعنی ابوالمیسج و ابوالملکہ میگفتند ۱۲

۱۸۰ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مذکورہ بالا اوصاف رکھنے والوں کے علاوہ ہیں۔ یہ پہلے دعویٰ سے متعلق ہے آپ تبلیغ توحید کا فریضہ انجام دیتے ہیں جو لوگ عناد سے تکذیب کرتے ہیں ان کو ہم اس طرح آہستہ آہستہ ہلاکت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ ہم نے ان کو جہالت اس لئے دے رکھی ہے تاکہ وہ دل کھول کر گناہوں کا ارتکاب کر لیں اور شدید ترین عذاب آخرت کے مستحق ہو جائیں مگر وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اللہ ان پر خوش ہے۔ لبس ملطوب لا تد رجھم فی مدارج المعاصی الی ان یحق علیہم کلمۃ العذاب لا حقوی اول الدنیوی علی ما قیل علی افظح حال واشنعھا وادلار النعم وسیلۃ الی ذلک (روح ج ۹ ص ۱۸۱) ۱۸۱ یہ منکرین کے لئے زنجیر ہے اذ کھ یظروا الخ یہ زمین و آسمان کی کتاب عبرت کے صفحات ان کے سامنے کھلے ہیں

کیا وہ ان میں غور نہیں کرتے۔ یہ تکوینی دلائل اس قدر واضح ہیں کہ ان کو دیکھ کر لامحالہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت یقین ہو جاتا ہے اور کیا انہوں نے کبھی اس میں غور نہیں کیا کہ کہیں ان کی اجل موت یا اجل عذاب قریب آچکی ہو۔ اگر اب وہ قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے تو اس کے بعد کس چیز پر ایمان لائیں گے۔ جو لوگ قرآن جیسی سچی اور صدق محض کتاب پر ایمان نہیں لاتے جو ان کی نجات و فلاح کی ضامن ہے۔ اصل میں ان کی فطرتیں مسخ اور ان کے سوچنے سمجھنے کی قوتیں باطل ہو چکی ہیں۔ اذالم یؤمنوا بهذا الحدیث هو الصدق المحض و فیہ نجاتہم و خلاصہم فکیف یصدقون بحدیث غیرہ و المعنی انہ لیس من طباعہم التصدیق بما فیہ خلاصہم (مخرج ص ۱۸۲) ۱۸۲ زجر ہے جب آپ قیامت سے ڈراتے ہیں تو ماننے کے بجائے الٹے ضد و عناد کی وجہ سے سوال کرنے لگتے ہیں کہ وہ قیامت آئے گی کب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم قیامت کی نفی سات طریقوں سے کی گئی۔ پہلا طریقہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ اس کے جواب میں صاف کہہ دیں۔ اٰتٰمنا علیہا عذرا ربی کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ دوسرا طریقہ لا یجلیہا لوقتہا اٰآہو۔ جب اس کا وقت آپ پہنچے گا تو وہ خود ہی اس کو ظاہر فرمائے گا۔ تیسرا طریقہ ثقلت فی السموات الخ زمین و آسمان میں قیامت کے علم کا معاملہ بہت اہم ہے۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق سے قیامت کا علم پوشیدہ ہے اور ہر ایک کی تمنا ہے کہ اس کا علم اس پر منکشف ہو جائے۔ اٰی کل من اھلھا من الملائکۃ و الثقلین اھم شان الساعۃ و یتقنن ان یتجلی لہ علمھا و یشق علیہ خفاءھا (مدار ج ۲ ص ۱۸۲) ۱۸۲ والمراد کبریت و عظمت علی اھلھا حیث لم یعلموا وقت وقوعہا (روح ج ۹ ص ۱۸۲) چوتھا طریقہ کیسکونک

۱۸۰ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةً یُّہْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهَ یَعْدِلُوْنَ ۝۱۸۱ وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِآیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۲ وَ اَمْلِیْ لَهُمْ اَنْ کِبِدٰی مَّتٰیۡنٌ ۝۱۸۳ اَوْ لَمْ یَتَفَكَّرُوْا مَا بَصَّاحِبِهِمْ مِّنْ جَنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ ۝۱۸۴ اَوْ لَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلٰٓئِکَتِ السَّمٰوٰتِ وَ اَلْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ لَاْ اَنْ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ اَقْرَبَ اَجَلُهُمْ فَبَآئِی ۝۱۸۵ حَدِیْثٌ بَعْدَ کَیَوْمِئِذٍ ۝۱۸۶ مِّنْ یُّضِلُّ اللّٰهُ فَلَہٰدِیْ لَہٗ ۝۱۸۷ وَ یَذَرُہُمْ فِیْ طَغٰیٰنٍ مَّ یَجْمَعُوْنَ ۝۱۸۸ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّٰنَ فَہِیَ سَآۃٌ قُلْ

اپنے کے کلام اور ان لوگوں میں کہ جن کو اللہ ہم نے پیدا کیا ہے ایک جماعت کو راہ ہدایت کی ہے اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں اور جنہوں نے جھٹلایا ۱۸۱ یہ منکرین کے لئے زنجیر ہے اذ کھ یظروا الخ یہ زمین و آسمان کی کتاب عبرت کے صفحات ان کے سامنے کھلے ہیں ۱۸۲ ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے ایسی جگہ سے جہاں سے ان کو خبر بھی نہ ہوگی ۱۸۳ اور میں ان کو ڈھیل دوں گا بے شک میرا داؤد پکا ہے کیا انہوں نے ایمان نہیں کیا ۱۸۴ کیا ان کے برہنہ کو کچھ بھی جنون نہیں وہ تو ڈرانے والا ہے ۱۸۵ صاف قل کیا انہوں نے نظر نہیں کی سلطنت میں آسمان و الارض و ما خلق اللہ من شئ لا ان اور زمین کی اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے ہر چیز سے اور اس میں کہ عسای ان یكون قد اقرب اجلهم فبائی شاید قریب آگیا ہو ان کا وعدہ سواس کے پیچھے کس بات پر ایمان لائیں گے جس کو اللہ بھلائے ۱۸۶ فلاہادی لہ و یذریہم فی طغیانم یجمعون اس کو کوئی نہیں بلکہ دکھائے گا اور ان کو چھوڑ رکھا ہے ان کی شرارت میں سرگردان ۱۸۷ یسئلونک عن الساعة ایان فہی سآۃ قل تجھ سے پوچھتے ہیں ۱۸۸ قیامت کو کب ہے اس کے قائم ہونے کا وقت تو کہہ

اس طرح سوال کرتے ہیں کہ گویا آپ اس کی تلاش اور تجویز ہیں اور اس کا علم حاصل کر چکے ہیں ایسا لہر بہا کثیرا سوال عنہا (قرطبی ج ۷ ص ۱۸۳) پانچواں طریقہ قل اٰتٰمنا علیہا عذرا ربی دوبارہ تاکید اکلم دیکھ کہ آپ ملان کر دیں کہ قیامت کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم تمام مخلوق سے پوشیدہ کر رکھا ہے کیونکہ حکمت تشبیہ کا اقتضا یہی ہے اسی طرح انسان کی موت کے وقت کا علم مخفی ہے کیونکہ یہ چیز احکام خداوندی کی بجا آوری اور گناہوں سے اجتناب میں زیادہ معاون و مؤثر ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس علم کو کسی نبی مرسل اور ملک مقرب پر بھی ظاہر نہیں فرمایا۔ واما الخفی لیسحانہ امر الساعۃ لاقتضاء الحکمۃ التشریعیۃ ذلک قائمہ ادعی الی الطاعۃ و ادجر عن المعصیۃ کما ان اخفاء الاجل الخا صلا لافشا ۱۸۹ موصیٰ قرآن یعنی اللہ نے اپنے وصف بتائے ہیں کہ مناجات میں وہ ہنکریا کر دے کہ تم پر متوجہ ہو اور کج راہ نہ چلو کج راہ یہ کہ جو وصف نہیں بتائے وہ کہے جیسے اللہ کو برا کہا لہا نہیں کہا۔ یا قدیم کہا پرانا نہ کہا۔ اور ایک کج راہ یہ کہ ان کو سحر میں جلائے وہ اپنے کئے کا بدلہ پائیں گے یعنی قرب خدا نہ ملے گا۔ وہ مطلب لیا کا بجلا یا برا۔ و ل یعنی شریر۔ و رفیق فرمایا پیغمبر کہ ہمیشہ ان کے پاس ہے اور وہ اس کے حال سے واقف ہیں۔

گذاںک.... وظاھرا لیت انه علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یعلم وقت قیامہا نعلم علیہ الصلوٰۃ والسلام قرہا علی الاجمال (روح ج ۹ ص ۳۸۳) چھٹا طریقہ: قیامت کا علم تو درکنار وہ تو بہت بڑی بات ہے میں تو اپنے نفع و نقصان کا مالک بھی نہیں ہوں الا ما شاء اللہ یہ استثناء منقطع ہے یعنی جو کچھ اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔ اس میں انتہائی عجز کا اظہار ہے اور اس سے حضور علیہ السلام کا علم قیامت سے عجز کا مل طور پر ثابت ہوتا ہے و لکن ما شاء اللہ من ذلك کائن فالاستثناء منقطع وهذا ابلغ فی اظہار العجز (ابو السعود ج ۴ ص ۳۸۳) واکلا مسوق لاثبات عجزہ عن العلم بالکساعة علیہ اتھ وجہ (روح ج ۹ ص ۳۸۳) ساتواں طریقہ: یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی نفی پر ایک واضح دلیل ہے یعنی اگر میں

الاعراف ۷

۳۹۸

قال الملک ۹

اَسْمَاعِلُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّئُهَا لَوْ قَرَّبَهَا إِلَّا هُوَ

اس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی کہوں دکھائیگا اس کو اس کے وقت پر

ثَقُلْتُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمُ إِلَّا

وہ بھاری بات تو یہ خدا آسمانوں اور زمین میں جہاں تم پر آئے گی تو

بَغْتَةً ط يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ خَافِيٌّ عَنْهَا قُلْ

بیخبر آئے گی بگھٹے سے پوچھنے لگتے ہیں کہ گویا تو اس کی تلاش میں لگا ہوا ہے کہ تو کہہ دے

اَسْمَاعِلُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

اس کی خبر ہے خاص اللہ کے پاس لیکن اکثر لوگ نہیں

يَعْلَمُونَ ۱۸۷ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا

سمجھتے تو کہہ دے کہ میں سمجھ مالک نہیں اپنی جان کے نفع کا اور نہ ہرے کا

إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَكُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ

مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں سمجھ جان لیا کرتا غیب کی بات

لَا سَتَكُنَّ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنِيَ الشُّوْخُ

تو بہت کچھ بھلا لیاں حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی

إِنَّا أَنَا الْإِنْدِيزُ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۱۸۸

میں تو بس ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایماندار لوگوں کو

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ

وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا ایک جان سے اور اسی

مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا

سے بنا یا اس کا جوڑا تاکہ اس کے پاس آرام پکڑے پھر جب مرد نے عورت کو ڈھکا نکلا

حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ

حمل رہا ہلکا سا حمل تو چلتی پھرتی رہی اس کے ساتھ پھر جب بوجھل ہو گئی

منقول ۴

ماں کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی کہوں دکھائیگا اس کو اس کے وقت پر

وہ بھاری بات تو یہ خدا آسمانوں اور زمین میں جہاں تم پر آئے گی تو

بیخبر آئے گی بگھٹے سے پوچھنے لگتے ہیں کہ گویا تو اس کی تلاش میں لگا ہوا ہے کہ تو کہہ دے

اس کی خبر ہے خاص اللہ کے پاس لیکن اکثر لوگ نہیں

سمجھتے تو کہہ دے کہ میں سمجھ مالک نہیں اپنی جان کے نفع کا اور نہ ہرے کا

مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں سمجھ جان لیا کرتا غیب کی بات

تو بہت کچھ بھلا لیاں حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی

میں تو بس ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایماندار لوگوں کو

غیب جاننا ہوتا تو دنیا کے تمام منافع حاصل کر لیتا اور تمام مضار سے بچ جاتا۔ اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ اہل بدعت کہتے ہیں کہ یہاں کُنْتُ ماضی کا صیغہ ہے اور یہ پہلے کی بات ہے۔ بعد میں آپ کو کوئی علم غیب حاصل ہو گیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب کلمہ کو ماضی پر داخل ہو جائے تو وہ مفید اقرار ہو جائے جیسا کہ شرح عقائد اور حاشیہ خیالی میں مذکور ہے خیر سے دنیوی منافع اور سوء سے دنیوی تکلیفیں مراد ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئی دنیوی منافع فوت ہو گئے اور کئی دنیوی تکلیفیں آپ کی پہنچیں۔ باقی رہی آخرت کی خیر و فہ آپ کو تمام و کمال حاصل تھی اور آخرت کے مضار سے بھی محفوظ تھے۔ لہذا اب مبتدعین کا یہ اعتراض باطل ہو گیا کہ تمہارے مطلب لغو ذالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھلائی سے محروم ہونا لازم آتا ہے۔ ۱۸۷ یہ دوسرے دعویٰ سے متعلق ہے یعنی اولاد کے لئے غیر اللہ کی نذر نیازیں دیتے ہیں مفسرین کے نزدیک نفس واحدہ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں۔ ان آیتوں میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے بعض لوگ اس کو حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ایک روایت سے تمسک کرتے ہیں محققین نے اس روایت کو غیر معتبر اور اسرائیلیات سے قرار دیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ حکمتا تغشہا سے روئے سخن بنی آدم کی طرف ہو گیا ہے اور تغشہ صیغوں سے اولاد آدم میں سے مشرک خاوند بیوی مراد ہیں کہ وہ پہلے تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں کہ ان کے گھر میں صبح اور شادست بیٹا پیدا ہو اور وہ اس کا شکر ادا کریں گے لیکن جب اللہ ان کو فرزند نہ عطا کر دیتا ہے تو وہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے لگتے ہیں کہ یہ بیٹا تو ان کو فلاں بزرگ کی برکت سے ملا ہے۔ پھر اسی بزرگ کی نذر و نیاز دیتے ہیں اور بعض اس کا نام بھی مشرک ہی تجویز کرتے ہیں مثلاً عبیدود، عبد لغوث، عبد العزیٰ پرانہ نبی بخش، علی بخش، حسین بخش وغیرہ۔ وقال قوم ان هذا راجع الى جنس الادميين والتبيين عن حال المشركين من ذرية ادم عليه السلام وهو الذي يعول عليه - فقوله جعله يعني الذكور والافتقار الى الكافرين المحقر طبعی ج ۷ ص ۳۳۳) لیکن حضرت شیخ رحمہما کی یہاں نفس واحدہ سے مراد ہے اور منہل سے من جنسہما مراد ہے یعنی تم سب کو اپنے اپنے باپ سے پیدا کیا اور اس کا جوڑا بھی اسی کی جنس سے پیدا کیا۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں ای من جنسہما کما فی قوله سبحانه جعل لكم من انفسكم ازواجاً فمن ابتداء ثیۃ (روح) اس کے علاوہ بھی بہت سی آیتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے مثلاً وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (نحل ۷۴) اور مِنْ اَيْتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (روم ۳۱) اس طرح آیت میں آدم و حوا علیہما السلام کا ذکر نہیں ہے بلکہ شروع ہی سے طلق خاوند بیوی کا ذکر ہے ۱۸۷ مشرکین کی انتہائی کم عقلی اور ہٹ دھرمی کا ذکر فرمایا کہ وہ کسی عاجز مخلوق کو خدا کے ساتھ شریک بناتے ہیں وہ اس قدر عاجز و لاچار ہیں کہ اپنی مدد نہیں کر سکتے تو ان کی کیا مدد کریں گے۔ ذان فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی عالمی باں ۱۲

اور مطلب یہ ہے کہ مشرکین کی جہالت و حماقت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ آپ تو حید پر خواہ کیسے لائل پیش کریں مگر وہ ایک نہیں سنیں گے وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے تو آپ کو ٹٹکی بانہہ کر دیکھتے ہیں مگر ان کے دل کی آنکھیں بے نور ہیں۔ انہو قد بلغوا فی الجہل والحماقة الى انك لودعوتهم واطهرت اعظم انواع الحجة والبرهان

لعلهم يعقلون لهم ذلك البتة

اگرچہ ۱۹۵۰ء میں آنحضرت صلی اللہ

عیر وسلم کے لئے تسلی ہے کہ مَا يَنْزِعُكَ

الخ نزع سے شیطان کا وسوسہ ڈالنا

مراد ہے۔ یعنی میں نے جو احکام صادر

کئے ہیں۔ اگر شیطان انکی مخالفت کا

وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرے تو آپ اللہ

سے پناہ مانگیں۔ اس میں خطاب آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر مراد آپ کی امت

سے ہر مخاطب ہے۔ اِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

یہ ماقبل کی علت ہے ای یفخسك بان

يحملك بوسوسه على ما لا يليق بطلب

العبادة ذل الله منه (مجموعہ ۲ ص ۳۳۳)

حوا السجدة ۵۶) میں ہے اِنَّهُ هُوَ

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ یہاں ضمیر فصل اور خبر

ہملا م تعریف مفید حصہ ہے یعنی چونکہ اللہ

ہی سننے والا اور جاننے والا ہے اس لئے

اسی سے پناہ مانگو۔ اِنَّهُ طَائِفٌ

وسوسہ مراد ہے۔ اللہ سے پناہ مانگنا متقی

اور نیک لوگوں کا دستور ہے۔ جب

ان کے دل میں کوئی شیطانی وسوسہ آتا

ہے تو فوراً ہوشیار ہو جاتے ہیں اور غلط

اور صحیح کو فوراً پہچان لیتے ہیں۔ ۱۹۵

یہ زجر ہے۔ اِخْوَانُهُمْ كِي ضَمِيرٌ وَشَايِلِينَ

کی طرف راجع ہے۔ يَسْمُكُ وَنَهْمُهُمْ فِي ضَمِيرٍ

مرفوع سے شایطین اور منصوب سے

اِخْوَانُ الشَّيَاطِينِ مراد ہیں۔ پیر پیر کا

لوگوں کے ذکر کے بعد پر دان شایطین

کا ذکر فرمایا کہ شایطین ان کو گمراہ کرنے

میں لگے رہتے ہیں اداس میں کبھی کوئی

نہیں کرتے۔ ۱۹۵ یہ شکوی ہے اگر

وحی میں ذرا تراخی ہو جائے تو مشرکین کہتے ہیں آپ اپنے پاس سے آیت بنا کر کہیں نہیں سنا دیتے قُلْ اِنْ شَاءَ رَبِّي لَمَكُنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

تعالیٰ لی وحی کا بلا ہوں پس اس اللہ کی طرف سے جو کچھ وحی آتی ہے وہی سنا ہوں اپنے پاس سے بنا کر کبھی اختیار نہیں۔ وَاِذْ اَلْمُتَنَبِّهَاتُ مِنْ الْقُرْآنِ عِنْدَ قُرْآنِ الْوَحْيِ لَمَارْدِي نَجَاحٌ وَقَتْلَةٌ

جو کچھ پہلے مذکور ہوا۔ ۱۹۵ یہاں قرآن مجید پڑھے، اسے غور سے سننے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اسی کو فوز و فلاح کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ قرآن میں اللہ نے توحید اور شرک کے تمام اقسام مثلاً شرک فعلی اور شرک اعتقادی کو کھول کر بیان کر دیا اور شریعت کے تمام اصول واضح فرما دیئے۔ حنفیہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے پری اور

موضع قرآن و الیٰین نیک کام کو کہیے اور جاہلوں سے بچے رہنے لڑنے نہ لگیے نہیں تو آپ بھی جاہل بنا اور کار میں کار شیطان آیا۔ اور اگر ایک وقت شیطان جھڑپ کر دے تو جب یاد آوے شاب پناہ پڑے اللہ کی اور سنبھل جاوے اپنے جہ میں چلے نہ جاوے۔ ۱۹۵

فتح الرحمن و الیٰین قربان الیٰین از شایطین۔ ۱۳

قَالَ الْمَلَأُ

۴۰۰

الاعراف

يُبْصِرُونَ بِهَا زَمْرُكُمْ اِذَا نَزَّلْنَاهُمْ بِهَا قُلُوبُهُمْ اَدْعُوا

جن سے دیکھتے ہیں یا ان کے کان میں جن سے سنتے ہیں تو کہہ دے کہ بکار

شُرَكَاءُكُمْ ثُمَّ كِيدُوا فَاَنْتَظِرُونَ ۱۹۵ اِنَّ وَلِيََّ اللّٰهَ

اپنے شریکوں کو پھر برائی کرو میرے حق میں اور مجھ کو ڈھیل نہ دو میرا حمایتی تو اللہ ہے

الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ۱۹۶ وَ

جس نے اتاری کتاب او وہ حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی اور

الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ نَدْعَاكُمْ

جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوا اللہ وہ نہیں کر سکتے تمہاری مدد

وَلَا اَنْفُسُهُمْ يَنْصُرُونَ ۱۹۷ اِنْ تَدْعُوهُمْ اِلَى الْهَدٰى

اور نہ اپنی جان بچا سکیں اور اگر تم ان کو پکارو رستہ کی طرف

لَا يَسْمَعُوا وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا

تو کچھ نہ سنیں اور تو دیکھتا ہے ان کو کہ تک رہے ہیں تیری طرف اور وہ کچھ نہیں

يُبْصِرُونَ ۱۹۸ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ

دیکھتے عادت کر معاف کرنا غلط اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر

عَنِ الْجَاهِلِينَ ۱۹۹ وَاَمَّا يَنْزِعُكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ

جہالوں سے اور کبھی ابھار دے تجھ کو شیطان کی

نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۲۰۰

بھیڑ تو پناہ مانگ اللہ سے وہی ہے سننے والا جاننے والا

اِنَّ الَّذِيْنَ اَشْقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَٰفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ

جن کے دل میں بلا لگے جہاں پڑ گیا ان پر شیطان کا گذر

تَذَكَّرُوْا اِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ ۲۰۱ وَاِخْوَانُهُمْ

چونک گئے پھر اسی وقت ان کو سوچو آجاتی ہے اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں

۱۹۵

منزل ۱

۱۹۵

جہری نمازوں میں مقتدی کو قرات کرنی جائز نہیں نہ سورہ فاتحہ کی اور نہ کسی اور سورت کی۔ کیونکہ اس آیت میں قرات قرآن کے وقت دو حکم دیئے گئے ہیں۔ اول
فَاسْتَمِعُوا لَہُ یعنی اس کو غور سے سنو۔ یعنی جب امام جہر سے قرات کر رہا ہو۔ دوم وَانصتُوا یعنی خاموش رہو۔ یہ اس وقت ہے جب امام آہستہ قرات
کر رہا ہو۔ تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ ۱۹۵ھ یعنی صرف اللہ ہی کو پکارا اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کر جیسا کہ زمر (۵۷) میں ہے وَلَا اِذْ کَرَّ اِلَیْہِ
وَحْدَکَ۔ یہ مطلب نہیں کہ اللہ کا ذکر بہت کرو کیونکہ یہ تو ایک امر مستحب ہے اور امر مستحب کا ترک موجب وعید نہیں ہوتا اور یہاں فرمایا وَلَا تَسْکُنْ مِنْ
الْغُفْلٰیْنِ یہ ایک قسم کی وعید ہے
کیونکہ غافلین سے مراد مشرکین ہیں

قال العطارد۔ ع

”ذکر حق پچوں نماز فرض وال“

۱۹۶ھ اسم موصول بجامع مفسرین

فرشتے مراد ہیں۔ اور اللہ کے قریب

ہونے سے منزلت اور مرتبہ میں قرب

مراد ہے۔ ہذا علی جہۃ التشریف

لہو وانہو بالمكان المکرم فہو

عبادۃ عن قربہو فی الکرامۃ

لا فی المساقۃ (قرطبی ج ۲ ص ۴۸)

فالمراد من العندیۃ القرب من

اللہ تعالیٰ بالنظر والرضا الخ

(شرح ج ۹ ص ۵۵) یعنی ملا اعلیٰ جو

ہر وقت اللہ کے قرب و رضا میں رہتے

ہیں۔ وہ بھی اللہ کی عبادت اور اس

کی پکار سے استکبار نہیں کرتے اور ہر

وقت اللہ کی تسبیح و تقدیس میں لگے

رہتے ہیں اور اللہ ہی کے سامنے سجدہ

کرنے کے غایت خضوع و تذلل کا اظہار

کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو

شریک نہیں کرتے۔ اخبر اللہ عن

حال الملائکۃ انہم خاضعون

لعظمۃ لا یستکبرون عن

عبادۃ (خازن ج ۲ ص ۲۷۷) ای

وینصونہ بغایۃ العبودیۃ و

التذلل لا یشعرون بہ غیر جمل

شانہ (روح) سورہ اعراف کے

اختتام پر سب سے پہلا سجدہ تلاوت

ہے۔ یہ سجدہ عزائم میں سے ہے۔

الاعراف ۷

۴۰۱

قَالَ الْمَلٰٓئِکَةُ ۹

يَمْدُوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۲۰

وہ ان کو کھینچتے چلے جاتے ہیں گمراہی میں پھر وہ کمی نہیں کرتے

وَإِذَا الْمُرْتَاتِبُ بَابِكِ قَالُوا لَوْ

اور جب تو لے کر نہ جائے ان کے پاس کوئی نشانی تو کہتے ہیں کیوں

لَا اجْتَبَيْتَهَا قُلْ إِنَّمَا اتَّبِعُ مَا يَدْعُوْنِي

نہ چھانٹ لایا تو کچھ اپنی طرف سے تو کہہ دے میں تو پہلتا ہوں اس پر جو حکم آئے

إِلَىٰ مِّنْ رَّبِّي ۚ هَذَا بَصَآئِرُ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ

میری طرف میرے رب سے یہ سو بھ کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور

هُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ ۲۱

ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کو جو یومنین ہیں اور جب

قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا

قرآن پڑھا جائے تو سنو اس کی طرف کان لگائے رکھو اور چپ رہو

لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ ۲۲

تا کہ تم پر رحم ہو اور یاد کرنا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں ۱۹۵ھ

تَضَرَّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْحَمْدِ مِنَ الْقَوْلِ

گڑ گڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا اور ایسی آواز سے جو پکار کر بولنے سے کم ہو

بِالْعُدُوِّ وَالْأَصْصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ۲۵

مہج کے وقت اور شام کے وقت اور مدت رہ بے خبر

إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ

بیشک جو ملا ۱۹۶ھ میرے رب کے نزدیک ہیں وہ تکبر نہیں کرتے اس

عِبَادَتِهِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ ۲۶

کی بندگی سے اور یاد کرتے ہیں اس کی پاک ذات کو اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ۱۹۷ھ

مزل ۲

موضع قرآن ولا یعنی جب کوئی قرآن پڑھے اور وہ پراہب واجب ہے کہ باتیں نہ کرے دھیان سے نہیں شاید دل میں ہدایت پڑے اور اگر پڑھنے والا باتوں کی مجلس
میں پکار کر پڑھنے لگے تو اس کی خطا ہے۔ ولا یعنی مقرب فرشتے بھی اس کی یاد سے غافل نہیں تو انسان کو اور بھی ضرور ہے اور اس کے سوا کسی کو

سجدہ نہ کرے۔ اس جاپر سجدہ آتا ہے سب قرآن میں پندرہ جاسجدہ ضرور ہے۔ سب کا ایک حکم ہے۔ حنفی مذہب میں واجب اور شافعی میں سنت ۱۲ منہ رح

فتح الرحمن ولا یعنی ملا اعلیٰ ۱۲

سورہ اعراف کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

- ۱۔ کَتَبْنَا إِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ الْخ (۱۶) مسئلہ توحید کھول کر پہنچائیں اور اس سے دل میں تنگی نہ آنی چاہیے۔
 - ۲۔ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ه (۳۴) گمراہ کر نیوالے شیاطین ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ صرف ایک ابلیس ہی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر سب کو گمراہ نہیں کر رہا۔
 - ۳۔ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ مُّسَلِّمِينَ تَوَقَّوْنَهُمْ ه (۴۴) رحیم قبض کرنے پر ہزاروں لاکھوں فرشتے مقرر ہیں۔ صرف ایک ملک الموت ہی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر سب کی جانیں قبض نہیں کرتا۔
 - ۴۔ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لِّعَمَلٍ أُخْتَمَهَا تَا وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُونَ ه (۵۴) مشرک پیروں اور مریدوں کے بارے میں۔
 - ۵۔ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ تَا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ه (۶۴) زمین و آسمان کو اسی نے پیدا کیا اور سارا نظام عالم اسی کے قبضے میں ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔
 - ۶۔ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ط (۸۶)
 - ۷۔ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ط قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ط (۹۶)
 - ۸۔ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ط قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ط (۱۰۶)
 - ۹۔ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ط قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ط (۱۱۶) حضرت نوح، ہود، صالح اور شعیب علیہم السلام نے اعلان کیا کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و کارساز نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں اسی کو پکارو۔
 - ۱۰۔ قَالُوا آتِنَا آلِهَةً آتِنَا إِلَىٰ رَبِّنَا تَا رَبَّنَا أَفِرَغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَقَّفْنَا مُسْلِمِينَ ه (۱۳۶) ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کی توحید کے واضح دلائل کو مان لیا۔
 - ۱۱۔ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ط (۱۸۶) ہوا یا عاجز اور بے بس ہو وہ کسی طرح کارساز اور متصرف و مختار نہیں ہو سکتا۔
 - ۱۲۔ قُلْ يٰهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الْخ (۲۰۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان توحید میں اس اللہ کا رسول ہوں جو زمین و آسمان کا بادشاہ اور سارے عالم میں واحد متصرف و مختار ہے اور اس کے سوا کوئی کارساز نہیں۔
 - ۱۳۔ وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقُرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِمِ اذْ يَعْذُونَ فِي السَّبْتِ تَا نَبَلُّوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ه (۲۱۶) ناجائز چیزوں اور بہانوں سے خدا کے احکام کی بے حرمتی کا نتیجہ ہلاکت ہے۔
 - ۱۴۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ عَوَصَ هَذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا ه (۲۱۶) اچھے لوگوں کے بعد بُرے لوگ اور علماء سوء ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے دنیا کی حقیر دولت کے عوض اللہ کی کتاب میں تعریف کرنا شروع کر دی اور کہنے لگے ہمارے آباء و اجداد ہمیں بخشوا لیں گے۔
 - ۱۵۔ وَاسْأَلْهُمْ عَنْ نَبَأِ الَّذِي أُتِيْنَاهُ أَيْتِنَا فَانْسَلَخْ مِنْهَا الْخِجْوَةَ عَالَمِ دِينَ مِّلَّةً مَّقْصِدًا ه (۲۳۶) آخرت میں ذلت ہے۔
 - ۱۶۔ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسِلُهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ه (۲۳۶) قیامت قائم ہونے کا مخصوص دن صرف اللہ ہی کو معلوم ہے اس کے سوا کسی اور کو اس کا علم نہیں۔
 - ۱۷۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا ذَوُجَهًا تَا وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ه (۲۴۶) سب کو اللہ ہی نے پیدا کیا اور نہ کسی نیکین کے لئے اس کی مادہ کو پیدا کیا اور نہ ہی اولاد عطا کرتا ہے لیکن اللہ کی عاجز مخلوق کو اس کا شریک بناتے اور عطیہ اولاد کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔
 - ۱۸۔ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَلُكُمْ قَادُوعُهُمْ فَلَيْسَتْ جَبِیْبُ الْكُفْرِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ه (۲۴۶) جن بزرگ۔ کو تم متصرف و کارساز سمجھ کر پکارتے ہو وہ بھی تمہاری طرح عاجز اور اللہ کے محتاج ہیں اور تم ان کو پکار کر دیکھ لو وہ تمہارا کچھ نہیں سنوا سکیں گے۔
 - ۱۹۔ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِیْبُونَ نَدْعَهُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ه (۲۴۶) جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو اپنا کچھ نہیں سنوا سکتے تمہاری کیا مدد کرینگے۔
 - ۲۰۔ وَاقْبَابُ نَزَعْنَاكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزَعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ه (۲۴۶) جب شیطان دلیں کوئی وسوسہ ڈال دے تو فوراً اس سے اللہ کی پناہ مانگیں کیونکہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہی ہے اور کوئی نہیں۔
- آج بعد نماز مغرب شب چہار شنبہ بوقت سارے چھ بجے ۲ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۲۵ء سورہ اعراف کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاد آخرت و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آلہ و ائمہ ابداً و علی سائر عبادہ لیل و نہاراً۔

سورۃ انفال

ربط | باقی سورتوں کی طرح سورۃ انفال کو بھی ماقبل کے ساتھ دو طرح کا ربط ہے اول ربط معنوی دوم ربط اسمی۔ ربط معنوی یہ ہے کہ سورۃ مائدہ، انعام اور اعراف میں شرک فعلی اور نفی شرک فی التوفیق کو پوری تفصیل سے عقلی اور فطری دلائل کے ساتھ بیان کر دیا گیا اور سورۃ اعراف میں بتایا گیا کہ اس مسئلہ کی وجہ سے تم پر مصائب آئیں گے تنگ نہ ہونا اور ان پر صبر کرنا اور جہاں مشرکین کا زور ہو گا وہاں وہ مومنوں کو تنگ کریں گے۔ جس طرح پیغمبروں کو تنگ کیا گیا اسلئے سورۃ انفال اور توبہ میں وَتَاتُوا هُمْ حَتَّى لَا يَكُونُ خِشْيَةُكُمْ مِنْهُمْ سِوَا اللَّهِ (۴۵) سے جہاد کا حکم نازل فرما دیا کہ اللہ کا دین بلند کرنے اور مشرکوں کا زور توڑنے کے لئے ان سے جہاد کرو۔ سورۃ انفال کا ماقبل سے ربط اسمی یہ ہے کہ مسئلہ توحید کو واضح کرنے کی وجہ سے مشرکین تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور فتح کی صورت میں تمہیں انفال (اموال غنیمت) حاصل ہوں گے اسلئے تم انفال کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرنا اور مرضی کو تقسیم عنائم میں داخل نہ بنانا۔

خلاصہ | سورۃ انفال کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۴ میں نِعَمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعَمَ الْمُتَصَلِّيٰ تک ہے اور دوسرا حصہ اس کے متصل بعد وَاعْلَمُوا أَنَّهُمْ عِنْدَ اللَّهِ سے لیکر سورت کے آخر تک ہے۔ دونوں حصوں میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں، مضمون اول مال غنیمت کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرو مضمون ثانی قوانین جہاد۔

حصہ اول | قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ میں حصہ اول کا مضمون اول جو دعویٰ اولیٰ ہے بالاجمال ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی مال غنیمت اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اس کی تقسیم کا اختیار بھی اسی کو ہے وہ جس طرح چاہے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تقسیم کا حکم دے اس کے بعد اس دعویٰ کی سات علل و وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ علت اولیٰ تَحْمِلُكُمْ خِشْيَةُ الْإِنْفَالِ یہاں کاف تعلیلیہ ہے۔ یعنی جنگ بدر میں آخر تک اللہ کی تائید و حمایت تمہارے ساتھ رہی اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو مدینہ سے نکال کر میدان بدر میں لے آیا جبکہ مسلمانوں کی ایک جماعت مشرکین سے رو برو مقابلہ کرنے پر راضی نہ تھی۔ علت ثانیہ وَرَأَىٰ بَعْضُكُمْ أَنَّهُ لَكُمْ حَقٌّ ثَابِتٌ تمہارا تو خیال تھا کہ تجاری قافلہ پر حملہ کریں اور بغیر تکلیف اور نقصان کے بہت سا مال ہاتھ آجائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ تھی کہ وہ تمہاری چھوٹی سی بے سروسامان جماعت کے ہاتھوں مشرکین کی بھاری اور ہر قسم کے جنگی ہتھیاروں سے ایسے فوج گونشت دے کر کفر و شرک کی جڑ کاٹ ڈالے تو یہ سارا مال غنیمت تمہیں محض اللہ کی تائید اور نصرت سے حاصل ہوا ہے لہذا اس کی تقسیم بھی اس کی مرضی کے مطابق ہی ہوگی علت ثالثہ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ دَعْوَتَهُمْ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ يَوْمَ أُخِيذَ الْأُتُكُلُ یہاں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ رہے تھے تو اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور تمہاری تائید کے لئے فرشتوں کی کمک بھیج دی اور اس طرح تمہاری فتح کا سامان کر دیا۔ علت رابعہ إِذْ يُغَشِّيكُمُ اللَّحْمُ ائْتَمَرْتُمْ وَتَمَرَّدْتُمْ مَشْرِكِينَ نے میدان بدر میں پانی والی جگہ پر پہلے ہی قبضہ کر لیا۔ جہاں مسلمان تھے وہاں ریت ہی ریت تھی جس پر چلنا بھی دشوار تھا اور پھر پانی نہ ہونے کی وجہ سے وہ شدید پیاس کی تکلیف بھی اٹھا رہے تھے۔ مشرکین کی کثرت اور ان کے ساز و سامان سے بھی قدرے سراساں تھے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نیند طاری کر دی جب کچھ دیر بعد ان کی آنکھیں کھلیں تو ان کا سارا خوف و ہراس کا فور ہو گیا اور ساتھ ہی اللہ نے بارش برسا دی جس سے مسلمانوں کو پانی میسر آگیا اور ریت بھی بیٹھ گئی اور جس جگہ مشرکین قابض تھے وہاں کچھ نہ ہو گیا۔ علت خامسہ إِذْ يُؤْخَذُ دَرَجَاتٌ مِّنَ الْأَمَلِكِ الْخَمْرِ اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ مومنوں سے کہہ دیں کہ میں ان کے ساتھ ہوں اور میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جس سے وہ ہمت ہار کر شکست کھا جائیں گے۔ فَكَمْ تَقَاتِلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ اَلْخَمْرُ یہ مذکورہ پانچوں علتوں پر متفرع ہے۔ یعنی جب تمہیں معلوم ہو گیا کہ جنگ بدر میں اول سے آخر تک اللہ کی تائید و حمایت تمہارے شامل مال ہی اور تم نے اللہ کے حکم سے مشرکین کو شکست دی، ان کے ستر حوان تم نے قتل کئے اور ستر کو قید کر لیا تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ان مشرکین کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ نے قتل کیا جس کی تائید و نصرت سے تم کو فتح حاصل ہوئی۔ وَكَأَدَّاهُنَّ إِذْ رَاَيْنَهُنَّ وَلَكِنَّ اللَّهَ دَعَا - خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ یعنی آپ نے شدت جنگ کے موقع پر مٹھی بھر لکڑیاں مشرکین کے لشکر پر پھینکیں تو ہم ہی نے اپنی قدرت کاملہ سے لکڑیوں کے ریزے ہر کافر کی آنکھوں میں پہنچائے جس کی وجہ سے وہ آنکھیں ملنے لگے اور تم نے ان پر دھاوا بول دیا اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ علت سادسہ وَرَأَىٰ بَعْضُكُمْ أَنَّهُ لَكُمْ حَقٌّ ثَابِتٌ اَللّٰہُ یُنْزِلُ الْغَمْرَ دَعَا مَشْرِكِينَ آپ کے بارے میں مختلف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر ڈالیں یا قتل کر دیں یا جلا وطن کر دیں لیکن اللہ نے ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیے اور آپ کو بچا لیا۔ علت سابعہ وَرَأَىٰ قَالُوا اَللّٰہُ هَکَیْ اَنَّ کَانَ هَکَیْ اَلْخَمْرُ اَلْخَمْرُ جب مشرکین جنگ کیلئے آئے تھے اس وقت انہوں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سچا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برساکر یا کوئی عذاب دے کر ہم کو تباہ کر دے اور آخری فیصلہ فرمانے چنانچہ ہم نے جنگ بدر میں حق و باطل کا فیصلہ کر دیا۔ حق غالب ہوا اور باطل مغلوب و مقہور۔

مضمون ثانی (قوانین جنگ)

پہلے حصے میں مسلمانوں کے لئے پانچ قوانین جنگ ذکر کئے گئے ہیں۔ قانون اول - یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الْكُفْرَ فَاغْلِبُوا (۴۶) یعنی جب میدان جنگ میں کافروں سے ٹکرائیں تو غلبہ کرنا اور غلبہ کرنا اور پٹھ پھیر کر مت بھاگو۔ قانون جنگ دوم - یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ (۴۷) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں کوتاہی نہ کرو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے تمہارے ایمانوں میں نیکی اور اعمال میں راستی پیدا ہوگی اور تمہارا عزم و استقلال ناقابل تسخیر ہو جائے گا۔ قانون جنگ سوم - یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ (۴۸) اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی تعمیل میں پس و پیش مت کرو اور اپنے ایسے امیر جہاد کی اطاعت کو لازم سمجھو۔ یہی فتح و کامرانی کی کنی ہے۔ قانون جنگ چہارم - یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ (۴۹) اللہ اور اس کے رسول کی چوری نہ کرو و مراد یہ ہے کہ اپنے مال و

حصہ دوم دسویں پارے کی ابتداء اَعْلَمُوا اَنْتُمْ غَنِمْتُمْ شَيْءًا الْخ سے لے کر سورت کے آخر تک ہے۔ اس میں بھی وہی دونوں مضمون لف و نشر مرتب کے طور پر مذکور ہیں جو پہلے حصے میں مذکور ہوئے یعنی مال غنیمت کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرو اور اپنی رائے کو پیچ میں نہ لاؤ اور قوانین جنگ۔ اس میں مذکورہ علل اور قوانین کی تعداد حصہ اول کی تعداد کے برعکس ہے یعنی علل پانچ اور قوانین جنگ سات۔

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّن شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ الْخ (ع ۵) یعنی تم میدان جنگ کے اس کنارے پر تھے جو مدینہ سے قریب تھا اور دشمن کا تجارتی قافلہ دوسری جانب تھا و دونوں کے درمیان قریش کی فوج حاصل تھی۔ اتفاقاً بھڑے ہو گئی اگر لڑائی کا وقت مقرر ہوتا تو ممکن تھا کہ وعدہ کے وقت پہنچنے میں اختلاف ہو جاتا مگر اللہ کو منظور یہ تھا کہ اس میدان میں حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے۔ علت ثانیہ اِذْ بَرَّيْكُمْ اللَّهُ فِي مَنَاصِلِكُمْ قَلِيلًا الْخ (ع ۶) دشمن کی فوج اگرچہ تعداد میں آپ کی فوج سے کہیں زیادہ تھی مگر ہم نے خواب میں آپ کو ان کی تعداد بہت کم دکھائی تاکہ دشمن کی کثرت کا رعب آپ کے دل میں نہ رہے۔ علم الہی میں چونکہ مشرکین میں سے اکثر کا ایمان مقدر تھا اس لئے خواب میں آپ کو کفار کی تعداد کم دکھائی گئی۔ علت ثالثہ وَاِذْ يُرِيكُمُوهُمْ اِذْ التَّقَيْنَ فِي آعَيْنِكُمْ قَلِيلًا الْخ (ع ۷) جب دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو ہم نے ایسا کیا کہ دشمن کی فوج مسلمانوں کو بہت کم نظر آنے لگی اور مسلمانوں کی فوج کافروں کی نظروں میں کم دکھائی دینے لگی جس کا نتیجہ یہ ہوا دونوں فوجوں نے اپنے دشمن کو قلیل سمجھ کر پامردی سے ایک دوسری کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں کے ہاتھوں کافروں کو نہایت ہی ذلت آمیز شکست دلو اگر اسلام اور کفر کے درمیان آخری فیصلہ فرمایا۔ علت رابعہ وَاِذْ رَيْنَ كَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمٰلَهُمُ الْخ (ع ۸) جنگ بدر کی اہمیت کو ابلیس نے بھی محسوس کر لیا اور وہ عرب کے ایک نہایت دانشمند اور تجربہ کار مشرک شیخ نجدی کی شکل میں آپہنچا اور مشرکین کو تسلی دی کہ فکر مت کرو۔ پوری جرات اور بہادری سے لڑو آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا میں بھی صرف تمہاری امداد اور اعانت کے لئے آیا ہوں۔ ایسے وقت میں جبکہ اس نے دشمن کی فوج میں جوش کی ایک نئی لہر دوڑادی ہم نے فرشتوں کا لشکر اتار دیا جسے دیکھ کر شیطان کی شکل میں نجدی کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ علت خامسہ اِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّهْمٌ (ع ۹) یہ بھی یاد کرو جب تم جہاد کے لئے نکلے تھے میدان جنگ میں تو شیطان نے نجدی کی شکل میں مشرکین کی بہت افزائی کی اور پیچھے منافقین چھپی گئیاں کر رہے تھے کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ دیکھو یہ مٹھی بھر آدمی جان بوجھ کر اتنے بڑے لشکر کے مقابلہ میں موت کو دعوت دینے جا رہے ہیں لیکن اللہ نے مسلمانوں کے دلوں کو ایمان، ثبات اور توکل علی اللہ کی دولت سے معمور کر دیا اور منافقین کی باتوں کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔

اس حصے میں سات قوانین جنگ مذکور ہیں۔ دو تمام مومنین کے لئے اور پانچ خاص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ قانون جنگ اول برائے مومنین کیا ہے؟
 اَمْنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاَنْتَبِهُوا (۶ع) یعنی جب میدان جنگ میں دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور اللہ سے مدد مانگو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور آپس میں منہدمی نہ ہو کہ تمہاری طاقت میں کمزوری نہ آجائے۔ قانون جنگ دوم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ فَاصْبِرْ فَوْفَ عِدَّتِكَ (۷ع) جن مشرکین نے آپ سے عہد کیا کہ وہ آپ کے خلاف دشمن کی مدد نہیں کریں گے اگر وہ عہد شکنی کر ڈالیں اور آپ ان کو دشمن کی فوج میں لڑتے ہوئے دیکھ لیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیں کہ ان کے پچھلے بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔ قانون جنگ سوم برائے مومنین وَاعِدُوا الْهَرَمَ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ (۸ع) دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری تیاری کرو اور جس قسم کا حالات زمانہ کے مطابق جنگی سامان تم تیار کر سکتے ہو تیار کر دینا۔ قانون چہارم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وَارْتَدَّ جَنْحُكَ لِمَا رَأَى (۹ع) اگر مشرکین مسلمانوں کی قوت و شوکت اور ان کی مجاہدانہ سرفروشی کو دیکھ کر مروجہ ہو جائیں اور صلح کی پیشکش کر دیں تو آپ بھی صلح کا ہاتھ بڑھا دیں کیونکہ مقصود تو اعلا کلمۃ اللہ ہے۔ نہ کہ خونریزی اور قتل و غارت۔ قانون پنجم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم كَيْفَ يَأْتِيهَا النَّبِيُّ حَرَضَ الْمُؤْمِنِينَ (۱۰ع) اے پیغمبر آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اللہ کافی ہے آپ اس پر بھروسہ کریں اور مومنوں کو جہاد کی ترغیب دیں۔ میں تمہاری قلت کے باوجود تم کو مشرکین پر غلبہ عطا کروں گا۔ قانون ششم برائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْكُمْ وَلًا (۱۱ع) چونکہ پہلے فدیہ لینے کی ممانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے آپ نے فدیہ لے کر جنگ بدر کے قیدی رہا کر دئے تھے اس پر فرمایا کہ پیغمبر کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کے ہاتھ میں ایسے دشمن قیدی ہوں اور وہ ان کو قتل کرنے کے بجائے ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دے۔ قانون ہفتم برائے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم كَيْفَ يَأْتِيهَا النَّبِيُّ قُلُ لِمَنْ فِي آيِدِيكُمْ مِنَ الْأَعْمَى (۱۲ع) فدیہ وصول کرتے وقت جن قیدیوں نے اسلام کا اظہار کیا ہے آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر واقعی تم نے دل سے اسلام قبول کر لیا ہے تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر مال عطا کرے گا اور تمہارے سابقہ گناہ بھی معاف کر دیگا۔ اس کے بعد اَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَهَاجَرُوْا (۱۳ع) سے جہاد اور ہجرت کی ترغیب دی گئی اور اگے چل کر الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَهَاجَرُوْا (۱۴ع) سے مجاہدین اور مہاجرین کو بشارت اخروی سنائی گئی۔ آخری رکوع میں مومنین کی دو

قسمیں بیان کی گئیں اول مؤمنین مہاجرین دوم مؤمنین غیر مہاجرین اور مہاجرین کی بھی دو قسمیں ہوئیں اولوا الارحام اور غیر اولی الارحام ۔

حصہ اول

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ سورۃ انفال مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ابتداء سورت سے لے کر رکوع ۵ میں نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ الرَّحْمٰن تک ہے۔ اس حصے میں دو مضمون مذکور ہیں۔

اول مال غنیمت کی تقسیم کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ مع علل سبعہ
دوم قوانین جنگ جنکی تعدا پر مبنی ہے۔

مضمون اول یاد دہی اولی
(تقسیم انفال کا حق اللہ کو ہے مع علی)

۳۷ قُلِ الْاِنْفَالُ لِلّٰهِ الْحِجَیْنِ پہلا دعویٰ بالاجمال مذکور ہے اور دوسرے حصے کے شروع میں قَاتَ لِلّٰهِ حُجْمُکَ وَاللَّزْمُ لِلّٰهِ الَّذِی الْفُقْرٰی الْحِجَیْنِ سے اسکی تفصیل کی گئی ہے۔ انفال نفل کی جمع ہے مراد مال غنیمت ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ غنائم بدر کی تقسیم کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا تو انہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ انہیں کس طرح تقسیم کیا جائے اور تقسیم کا حق کس کو حاصل ہے۔ مہاجرین کو یا انصار کو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مال غنیمت کو تقسیم کرنے کا حق نہ مہاجرین کو اور نہ انصار کو بلکہ انکی تقسیم کا حق اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہے۔ اللہ کا پیغمبر اللہ کے حکم کے مطابق انکو تقسیم کرے گا اور کسی کی رائے کو اس میں دخل نہیں ہوگا۔ المراد بہ اخصصاص امرہا وحکمہا باللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقسمہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا امرہ اللہ تعالیٰ من غیر ان یدخل فیہ رأی احد (روح ج ۹ ص ۱۷۱) اسکے بعد اس دعویٰ کی سات علیس ذکر کی گئی ہیں۔ جنکی ابتداء کَمَا اَخْرَجَكَ کِتَابُکَ سے ہوئی ہے ۳۸ ذَاتُ الْبَیْنِ سے آپس کے احوال و معاملات مراد ہیں یعنی اللہ سے ڈرو اور آپس کے معاملات درست رکھو آپس میں اختلاف نہ کرو و ملتحد رہو اور مال غنیمت کی تقسیم اور دیگر تمام معاملات میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو یہی اصل ایمان کی علامتیں ہیں۔ ۳۹ یہاں سے لیکر مَغْفِرَةً وَّرِضًی مَکْسِیْمٌ تک ان مؤمنین کا بلن کے لئے بشارت اخروی ہے۔ جن میں صفات ذیل موجود ہوں۔ جو ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہیں، اللہ کی آیتیں سن کر ان کے ایمان میں کچنگی پیدا ہو، وہ ہر کام میں اللہ سے بھرپور مدد سمجھتے ہوں نماز قائم کرتے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوں۔

یہ سورہ انفال کا دعویٰ اول بالاجمال یعنی بالغیرت کی فقہ المسلمین کے اسکا رائے سے سوانحی و علمی سیر و آثار غنیہ و آتمک غنیہ

ایضاً اس کی تفصیل ہے۔
 ۱۔ اس کے
 ۲۔ اس کے
 ۳۔ اس کے
 ۴۔ اس کے
 ۵۔ اس کے
 ۶۔ اس کے
 ۷۔ اس کے
 ۸۔ اس کے
 ۹۔ اس کے
 ۱۰۔ اس کے
 ۱۱۔ اس کے
 ۱۲۔ اس کے
 ۱۳۔ اس کے
 ۱۴۔ اس کے
 ۱۵۔ اس کے
 ۱۶۔ اس کے
 ۱۷۔ اس کے
 ۱۸۔ اس کے
 ۱۹۔ اس کے
 ۲۰۔ اس کے
 ۲۱۔ اس کے
 ۲۲۔ اس کے
 ۲۳۔ اس کے
 ۲۴۔ اس کے
 ۲۵۔ اس کے
 ۲۶۔ اس کے
 ۲۷۔ اس کے
 ۲۸۔ اس کے
 ۲۹۔ اس کے
 ۳۰۔ اس کے
 ۳۱۔ اس کے
 ۳۲۔ اس کے
 ۳۳۔ اس کے
 ۳۴۔ اس کے
 ۳۵۔ اس کے
 ۳۶۔ اس کے
 ۳۷۔ اس کے
 ۳۸۔ اس کے
 ۳۹۔ اس کے
 ۴۰۔ اس کے
 ۴۱۔ اس کے
 ۴۲۔ اس کے
 ۴۳۔ اس کے
 ۴۴۔ اس کے
 ۴۵۔ اس کے
 ۴۶۔ اس کے
 ۴۷۔ اس کے
 ۴۸۔ اس کے
 ۴۹۔ اس کے
 ۵۰۔ اس کے
 ۵۱۔ اس کے
 ۵۲۔ اس کے
 ۵۳۔ اس کے
 ۵۴۔ اس کے
 ۵۵۔ اس کے
 ۵۶۔ اس کے
 ۵۷۔ اس کے
 ۵۸۔ اس کے
 ۵۹۔ اس کے
 ۶۰۔ اس کے
 ۶۱۔ اس کے
 ۶۲۔ اس کے
 ۶۳۔ اس کے
 ۶۴۔ اس کے
 ۶۵۔ اس کے
 ۶۶۔ اس کے
 ۶۷۔ اس کے
 ۶۸۔ اس کے
 ۶۹۔ اس کے
 ۷۰۔ اس کے
 ۷۱۔ اس کے
 ۷۲۔ اس کے
 ۷۳۔ اس کے
 ۷۴۔ اس کے
 ۷۵۔ اس کے
 ۷۶۔ اس کے
 ۷۷۔ اس کے
 ۷۸۔ اس کے
 ۷۹۔ اس کے
 ۸۰۔ اس کے
 ۸۱۔ اس کے
 ۸۲۔ اس کے
 ۸۳۔ اس کے
 ۸۴۔ اس کے
 ۸۵۔ اس کے
 ۸۶۔ اس کے
 ۸۷۔ اس کے
 ۸۸۔ اس کے
 ۸۹۔ اس کے
 ۹۰۔ اس کے
 ۹۱۔ اس کے
 ۹۲۔ اس کے
 ۹۳۔ اس کے
 ۹۴۔ اس کے
 ۹۵۔ اس کے
 ۹۶۔ اس کے
 ۹۷۔ اس کے
 ۹۸۔ اس کے
 ۹۹۔ اس کے
 ۱۰۰۔ اس کے

الانفعال

۵.۴

قَالَ الْمَلَأُو

سُورَةُ الْاَنْفَالِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُونَ آيَةً وَعَشْرٌ مَكِّيَّةٌ

فصل سورۃ انفال مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی پچھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو: محمد مہربان نہایت رحم والا ہے

كَيْفَ عَمِلُوا بِأَعْيُنِهِمْ كَيْفَ عَمِلُوا بِأَعْيُنِهِمْ كَيْفَ عَمِلُوا بِأَعْيُنِهِمْ

یَسْتَكُونُكَ مِنْ أَرَأْفَةٍ كِأَرَأَفِهَاں رَبِّكَ

[illegible]

وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا دَانِ

اور رسول کا وفد سوڈان کے لئے اور صلح کرد

يَبَيِّنْكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِن كُنْتُمْ

آپس میں اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اگر

مِنْهُمْ: (1) وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ: (2)

ایمان رکھتے ہو ایمان والے وہ ہیں جنہ کو جس

فَمَنْ أَشَدُّ عَذَابًا وَأَلْوَمًا

دَرِ اللّٰهِ وَجَنَّتْ كُفُوٰهُمْ وَاِذْ اَلَيْبُ عَلَيْهِمْ

نام اے اللہ تو درجائیں ان کے دس اور برب پڑھا جائے ان پر

آیتہ را دتھم ایماننا و علی ربہم یتوکلون

اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان ادروہ اپنے رب پر ابھروسہ رکھتے ہیں

الَّذِينَ يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں مناز کو اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے اس میں سے

وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ ذَكِيٌّ

خزینہ کھرتے ہیں وہی ہیں سچے ایمان والے

$\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَهُمْ فِيهَا نِسَاءٌ مُّحْصَاتٌ لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ لَدُنْ رَّبِّهِمْ فِيهَا لَا يَسْجُدُ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَلَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ لَدُنْ رَّبِّهِمْ فِيهَا لَا يَسْجُدُ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

ہے درجہ بینہ اپنے پاس اور معافی اور مودری

۱۰ یہ دعویٰ اولیٰ یعنی الانفال اللہ والرسول الخ کی پہلی علت ہے، حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ کما میں کاف تعلیلیہ ہے جیسا کہ علامہ ابو حیان اندلسی نے لکھا ہے۔ ویظہر ان الکاف فی هذا المتخرج المتاحی لیست لمحض التشبیه بل فیہا معنی التعلیل الخ و یخرجہم ملائی اور الحق سے حکمت اور صواب مراد ہے اخراجاً متلبساً بالحکمت والصلو اب (مدارک ج ۲ ص ۲۷۷) جامع البیان ص ۱۵۷) سہ کا واقعہ ہے کہ ابوسفیان کی سرکردگی میں مشرکین کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا جو قریش کے ساتھ آدمیوں اور دیگر ملازمین مشتمل ہے حضور علیہ السلام کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے صحابہ کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا کہ آیا قافلہ کا تعاقب کیا جائے یا نہ کچھ صحابہ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ چونکہ یہ ایک معمولی سی بات ہے کوئی باقاعدہ

جنگ کی صورت تو ہے نہیں اس پر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت سعد بن عبادہ نے پر جوش تقریریں کیں اور مسلمانوں کو تعاقب کرنے پر ابھارا چنانچہ حضور علیہ السلام میں ستیرہ آدمیوں اور معمولی ساز و سامان کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے چونکہ جنگ ہو جانے کی کوئی توقع نہ تھی اس لئے فوری طور پر غنیمت آدمی جمع ہو گئے اور جس قدر سرسری سامان فی الوقت ہاتھ لگا وہی لے کر چل دیئے۔ ادھر ابوسفیان کو بھی اپنے مخبر کے ذریعے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پروگرام کا علم ہو گیا اس نے ابو جہل کی اطلاع کے لئے فوراً ایک آدمی مکر روانہ کر دیا۔ ابو جہل اطلاع پاتے ہی ایک ہزار جنگجو جوانوں کی معیت میں جو ہر قسم کے جنگی ہتھیاروں سے مسلح تھے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے دوبارہ صحابہ کو مشورہ کیا کہ اب ہمارے سامنے دو جماعتیں ہیں ایک تجارتی قافلہ اور ایک مشرکین کا لشکر جہرا ان دونوں میں سے کس سے ہر ازمانی کرنا چاہئے بعض مسلمانوں نے کہا کہ تم چونکہ جنگ کے لئے تیار ہو کر نہیں آئے اور مشرکین کی فوج تعداد میں ہم سے زیادہ اور سامان جنگ میں ہم سے مضبوط ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا دشوار ہو گا اس لئے قافلہ ہی سے مقابلہ کرنا چاہئے حضور علیہ السلام کو یہ بات پسند نہ تھی آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان دونوں جماعتوں میں سے ایک کو ہمارے ہاتھوں مغلوب کرے گا۔ اس لئے ہمیں لشکر ہی سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ تاکہ فیصلہ کن جنگ کے ذریعے مشرکین کی طاقت کا خاتمہ ہو جائے حضرت ابوبکر، حضرت سعد اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رائے کے حق میں زوردار تقریریں کیں آخر میدانِ بدر میں مشرکین کا لشکر جہرا اور مسلمانوں کی معنی بھر فوج آپس میں بھڑک گئیں اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن مقابلہ ہوا مشرکین کے ستر سردار جن میں ابو جہل بھی تھا مارے گئے اور ستر قیدی ہوئے۔ اس طرح جزیرہ عرب میں کفر کی کرنٹ لگئی۔ اس فتح میں بہت سامان غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا

کَرِّمٌ ۝ كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ ۝
عزت کی جیسے نکالا تجھ کو سے تیرے رب نے تیرے گھر سے
بِالْحَقِّ ۝ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكُرْهُونَ ۝
حق کام کے واسطے اور ایک جماعت سے اہل ایمان کی راضی نہ تھی خدا کا
مُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ ۚ كَأَنَّمَا
وہ تجھ سے جھگڑتے تھے حق بات میں اس کے ظاہر ہو چکنے کے بعد گویا وہ
يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۖ ۝
انکے جاتے ہیں موت کی طرف آنکھوں دیکھتے اور جس وقت
يَعِدُكُمْ اللَّهُ أَحَدَىٰ لَطَافَتَيْنِ أَن تَهَاكُمُ
تم سے وعدہ کرتا تھا اللہ دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی
وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشُّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ
اور تم چاہتے تھے کہ جس میں کانٹا نہ لگے وہ تم کو ملے
وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَيِّطَ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ
اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کرے سچ کو اپنے کلاموں سے اور کاٹ ڈالے
دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۚ لِيُخَيِّطَ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ
جسٹ کافروں کی دابہ تاکہ سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کرے جھوٹ کو
وَكُوْكِرَ الْمُجْرِمُونَ ۚ ۝ اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ
اور اگرچہ ناراض ہوں گے مگر خدا کا جب تم لگے فریاد کرنے سے اپنے رب سے
فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ
تو وہ پہنچا تمہاری فریاد کو کہ میں مدد کو بھیجوں گا تمہاری ہزار فرشتے
مُرْدِفِينَ ۚ ۝ وَمَا جَعَلَ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَ
لکھاتا آئے والے خدا اور یہ تو دی اللہ نے فقط خوشخبری اور

منزل ۲

موضع قرآن یعنی غنیمت کا جھگڑا بھی ویسا ہی ہے جیسا نکلنے وقت عقل کی تدبیریں کرنے لگے اور آخر صلاح دی ٹھہری جو رسول نے فرمایا تو ہر کام میں ہی اختیار کرو کہ حکم برداری میں اپنی عقل کو دخل نہ دو۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ قافلہ یا مدد ہمارے ہاتھ لگے گی۔ لوگ چاہتے تھے کہ قافلہ ہاتھ لگے۔ اور بہتر یہی ہوا کہ کفر کا زور ٹوٹے۔

فتح الرحمن ۱ یعنی کار و قسمت غنائم ہر وقت حکم خدا است نہ موافق آرزوی نفوس چنانکہ بیرون آوردن تو بتدبیر درست بود از نزدیک خدا بر خلاف ارادۃ قوم و ان علم ۱۲ و مترجم گوید درین آیات تعریض است بان قصہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در غزوۃ بدر برائے غارت کاروان قریش متوجہ شد و این بکاروان رسید راہ ساعل اختیار نمود و ندو نلاس شدند ابو جہل بہدو ایشان با لشکر گران از مکہ بیامدہ بود مقابل آنحضرت شد بعض اصحاب میل بغارت کردن کاروان کردند و جمعی قصد کاروان لشکر نمودند و مصرعی آنحضرت جنگ لشکر بود ۱۳ و این ماضیہ در بعض نسخ مطبوعہ یافتہ نشد سجاد بخاری ۱۲ یعنی یک ہزار بود و بعد از ان سہ ہزار گشتند و بعد از ان پنج ہزار شدند ۱۲۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں اختلاف مت کرو اور اپنی رائے کو اس میں ذیل مت بناؤ۔ اسکی تقسیم اللہ کے حکم سے اللہ کا پیغمبر فرمائے گا کیونکہ یہ فتح اور یہ امول غنیمت تمہارے تو خواب و خیال میں بھی نہ تھے اور تم تو اس لشکر کے سامنے آنے ہی سے جی چرانے لگے یہ سب اللہ کی مہربانی اور اسکی توفیق سے ہوا کہ اس نے قافلے کے تعاقب کے بہانے تم کو مدینہ سے نکالا اور ایک بڑے لشکر سے بھڑا دیا اور اس میں بھی اسکی حکمت مضمر تھی کہ اس نے بے سرو سامان بھی بھر مسلمانوں کو اچانک ہی ایک مضبوط فوج سے بھڑا کر حق و باطل کا فیصلہ کر دیا۔ اور دھیروں مال غنیمت ان کے قبضے میں دیدیا۔ ۳۰۷ یعنی مدینہ سے قافلے کے تعاقب میں نکلنے وقت بعض مسلمانوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ یُجَادُّوْكَ فِي الْحَقِّ الْحَقِّ یعنی بالکل ظالم اور واضح بات کا حق

یُجَادُّوْنَ إِلَى الْمَوْتِ یہ کراہیت کی تشبیل ہے یعنی مدینہ سے نکلنے کو اس طرح ناپسند کر رہے تھے گویا کہ انہیں موت نظر آ رہی تھی۔ بتقاضائے بشریت بعض مسلمانوں سے اس کا ظہور ہوا لیکن اسکے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو مومن ہی فرمایا ہے اور ان کی ناکواری بھی ابتداء ہی میں تھی جو بعد میں خوشی اور رضا مندی میں تبدیل ہو گئی۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں کراہیت بوقت خروج مراد نہیں بلکہ قافلہ چھوڑ کر شکر سے مقابلہ کرنے پر کراہیت مراد ہے۔ ضعیف الذیغ فی یجاد لوندک عائد حلی فریق المؤمنین الکادھین وجادلہم قولہم واکاذخوجنا الا للعیز ولوعوفنا لا نستعدنا للقتال (مخرج ۴ ص ۷۷)

لیکن سیاق سے پہلا مفہوم راجح معلوم ہوتا ہے۔ ۳۰۷ یہ دوسری علت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ دونوں (شکر اور بخاری قافلہ) میں سے ایک پر تم کو ضرور فتح دوں گا۔ تم نے بے سرو سامان قافلہ پر حملہ کرنا پسند کیا مگر اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ تمہیں اس قلت عدد اور بے سرفسانی کے ساتھ مشرکین کے مضبوط لشکر سے لڑا کر دین حق کو بلند اور باطل کو سرنگوں کرے اور مشرکین کی جڑ ہی کاٹ ڈالے۔ ۳۰۸ یہ تیسری علت ہے جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ اب مشرک فوج سے مقابلہ ناگزیر ہو گیا ہے تو اب اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر امداد و نصرت کے لئے دعائیں کرنے لگے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتہائی تفرع اور ناری سے دعا کی۔ آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر عرض کی، بارے خدا یا اپنا وعدہ فتح و نصرت پورا فرما۔ اللہ اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر تیری خالص عباد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا آپ نے اس قدر طویل دعا مانگی کہ آپ کی چادر کندھوں سے گر پڑی حضرت ابو بکر چادر آپ کے کندھوں پر ڈالتے اور کہتے یا رسول اللہ دعا کافی ہو گئی۔

اللہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ (قرطبی وغیرہ) ۳۰۹ یعنی اللہ نے تمہاری دعا قبول کر لی اور اسباب کے طور پر تمہاری

الانفال ۸

۳۰۷

قَالَ الْمَلَأُ

لِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ

تا کہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے

إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۱۰ اذْ يُغَشِّيكُمُ اللَّيْلُ

بیشک اللہ زور اور حکمت والا ہے جس وقت کہ ڈال دی اس اللہ نے تم پر اور تم

أَمْنَةً مِّنْهُ وَيُنْزِلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اپنی طرف سے تسکین کے واسطے اور اتارا تم پر آسمان سے پانی

لِيُطَهِّرَ كُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمُ رِجْزَ الشَّيْطَانِ

کہ اس سے تم کو پاک کر دے اور دور کر دے تم سے شیطان کی خجاست

وَلِيُرَبِّطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۱۱

اور مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو اور جمادے اس سے تمہارے قدم و جا

اِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ اِنِّي مَعَكُمْ

جب حکم بھیجا میرے رب نے فرشتوں کو کہ میں ساتھ ہوں تمہارے

فَتَشِيتُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَأَلْنِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ

سو تم دل ثابت رکھو مسلمانوں کے میں ڈال دوں گا دل میں

كَفَرُوا وَالرُّعْبَ فَأَصْرَبُوا أَفْوَاقَ الْأَعْنَاقِ وَاصْرَبُوا

کافروں کے دہشت سو مارو۔ گردنوں پر اور کالوں

مِنْهُمْ كُلِّ بَنَانٍ ۱۲ ذَلِكِ بِأَنَّهُمْ شَاقُوا اللَّهَ وَ

ان کی پور پور مخالفت ہے کہ وہ اللہ مخالف ہوئے اللہ کے اور

رَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ

اس کے رسول کے اور جو کوئی مخالف ہوا اللہ کا اور اس کے رسول کا تو بیشک اللہ کا

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۱۳ ذَلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ

عذاب سخت ہے یہ تو تم پہنچو لو اور جان رکھو کہ کافروں کیلئے ہے

مَنْزِلٌ

مدد کے لئے فرشتوں کی فوج نازل کر دی۔ اِتی سے پہلے حرف جار مقدر ہے ای بانی (روح) یا اس سے پہلے اخبرکہ فعل محذوف ہے۔ یہاں ایک ہزار فرشتوں کے نزول کا ذکر ہے۔ چونکہ مشرکین کی تعداد ایک ہزار تھی اس لئے ایک ہزار فرشتوں کا آنا بھی حتمی طور پر بیان کیا گیا۔ اس کی مزید تحقیق سورۃ آل عمران کی تفسیر میں ص ۱۹۱ (۱۹۲) میں ملاحظہ فرمائیں۔
موضح قرآن جب دو لشکر مقابل ہوئے رات کو مسلمانوں کو حاجت غسل ہو گئی اور پانی پینے کا بھی نہ تھا اور زمین ریت تھی جہاں پاؤں نہ پھریں صحیح کو لڑائی درپیش تھی۔ یہ چیزیں دیکھ کر مسلمان ڈرے کہ آناڑ شکست کے ہیں۔ اسوقت باران کامل برساکہ پانی غسل اور پیاس کو کافی ہوا اور زمین جم گئی اور ایک اونگھ پڑی اس سے چونکہ نودل کا خوف تھا انہیں کافروں کے دل قابل نہیں فرشتوں کے ابھام کے سورج و آناڑ اپنی طرف لیا اور مسلمانوں کے دل ثابت کر نیکیو حکم فرمایا اور اس جنگ میں فرشتے ہاتھوں سے بھی لڑے ہیں ۱۲ منہ ۷۔
فتح الرحمن درین آیت تعریف است بان قصہ کہ روز بدر مسلمانان شہن بودند و محدث و آب نداشتند و ازین جہت و سوسرہ شیطان بخاطر ایشان راہ میساخت خدا تعالیٰ باران فرستاد و بیکی را بر شمشیر

مُؤَدِّفَيْنَ یعنی فرشتے جن کے پیچھے ایک دوسری جماعت آ رہی ہو۔ فرشتگان کے زپس خود جماعت دیگر آوردند (فتح الرحمن)۔ اس فرشتوں کا اتارنا محض فتح و ظفر کی خوشخبری اور ظاہری سبب سازی کے طور پر تھا تا کہ مسلمانوں کے دل مطمئن رہیں اور دشمن کی کثرت اور اس کے سامان جنگ کی وجہ سے ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آنے پائے۔ باقی رہی فتح و نصرت تو وہ اللہ کے ہاتھ میں اور اسی کی طرف سے ہے۔ فرشتوں اور دیگر اسباب پر منحصر نہیں کامیاب وہی ہونا ہے جس کی اللہ مدد کرے خواہ وہ ظاہری اسباب میں پست ہی کیوں نہ ہو۔ المعنی لا تحسبوا النصر من الملائكة عليهم السلام فان الناصر هو الله تعالى لكم والملائكة وعلية فلا تدخل للملائكة في النصر اصلا (روح ج ۹ ص ۹۸)

الانفال ۸

۴۰۸

قَالَ الْمَلَأُ

عَذَابِ النَّارِ ۱۴ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا الْقِيَمُ

عذاب دوزخ کا اسے ایمان والو! جب بھڑکے

الَّذِينَ كَفَرُوا وَازْهَقُوا فَلَئَوْلَهُمْ ۱۵

کافروں سے میدان جنگ میں تو مت پھرو ان سے پیچھو

وَمَنْ يُؤَلِّمْ يَوْمَ مِيزِ دُبْرُكَ ۱۶

اور جو کوئی ان سے پیچھے اس دن مگر یہ کہ ہنر کرنا اور پڑائی کا

أَوْ مُتَحَيِّرًا إِلَىٰ فِتْنَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ

یا جا ملتا ہو فتنے میں سو وہ پھرا اللہ کا غضب لے کر

وَمَا أُوْدُهُ جَهَنَّمَ ۱۷ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۱۸

اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا بُرا ٹھکانا ہے سو تم نے ان کو نہیں مارا

وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتُ إِذْ رَأَيْتُ وَ

لیکن اللہ نے ان کو مارا اور تو نے نہیں پھینکی مگر اللہ کی جگہ سے

لَكِنَّ اللَّهَ رَحِيمٌ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلََاءٌ

لیکن اللہ نے پھینکی اور تاک کرے ایمان والوں پر اللہ اپنی طرف سے خوب

حَسَنًا ۱۹ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۲۰

احسان بیشک اللہ سنے والا جاننے والا ہے تو جو چکا ہے اور جان رکھتا ہے

مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ۲۱

سست کر دے کفاروں کی اگر تم چاہتے ہو فیصلہ لے تو

جَاءَكُمْ الْفَتْحُ ۲۲ وَإِنْ تَنْتَهُوا فهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

پہنچ چکا تمہارے پاس فیصلہ اور اگر باز آؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے

وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ

اور اگر پھر بھی کرو گے تو ہم بھی پھر بھی کریں گے واپس اور کچھ کام نہ آئے گا تمہارے تمہارا جنٹا

منزل ۲

اللہ یہ چوتھی علت ہے۔ ائمہ مفعول لہ ہے اور صنفہ کی ضمیر مجرور اللہ کی طرف راجع ہے میدان ہزاروں کی ایک ظاہری اسباب کی وجہ سے مسلمان کچھ پریشان سے تھے مشرکین نے زیادہ تھے اور ہر قسم کے ضروری سامان جنگ سے لیس تھے اور میدان میں صرف ایک ہی جگہ پانی تھا اس پر بھی دشمن ہی کا قبضہ تھا۔ جس جگہ دشمن نے پڑاؤ ڈالا تھا وہاں ریت نہیں تھی بلکہ مٹی تھی لیکن جہاں مسلمانوں کا لشکر بٹھا وہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا اور ہر طرف ریت ہی ریت تھی جس کی وجہ سے ان کے لئے چلنا پھرنا دشوار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی مہربانی سے بارش برسا دی جس کی وجہ سے مشرکین کے پڑاؤ کی جگہ میں ہر طرف کچھ سی کچھ ہو گیا۔ اور پھسلنے کی وجہ سے ان کا چلنا پھرنا دشوار ہو گیا اور وہ ایک نئی مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ دوسری طرف مسلمانوں کے پڑاؤ میں ریت بیٹھ گئی گرد و غبار سے نجات ملی اور پیسے اور وضو کے لئے پانی گڑھوں میں جمع ہو گیا اسی دوران میں اللہ نے مسلمانوں پر نیند کی سی حالت طاری فرمادی جب آنکھ کھلی تو سارا خوف و ہراس جاٹا ہوا درلوں میں اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ ۱۷ یہ پانچویں علت ہے رانی سے پہلے قتل و غارتگری ہے محکم میں کہ ضمیر سے مؤمنین مراد ہیں نہ کہ فرشتے تاکہ یہ اعتراض لازم نہ آئے کہ کیا فرشتے بھی ڈرتے تھے۔ ابیس انسانی شکل میں نمودار ہو کر مشرکین کی حوصلہ افزائی اور مسلمانوں کی حوصلہ شکنی کر رہا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ان کی شکلوں میں مسلمانوں کی تائید و حمایت کے لئے بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ جاؤ مسلمانوں کی تائید کرو اور ان سے کہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہارا حامی و ناصر ہوں میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا اور وہ خوف و رعب سے ہراساں ہو کر راہ فرار اختیار کریں گے یا محکم کی ضمیر سے فرشتے مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی تائید میں میں تمہارا مددگار اور ناصر ہوں اور یہ مطلب نہیں کہ میں تمہارا خوف دور کروں گا کیونکہ فرشتے کافروں سے ہرگز نہیں ڈرتے۔ ای معینکم علی تثبیت المؤمنین ولا یکن حملہ علی ازالة الخوف... لان الملائكة لا یجانون من الکفدة اصلا (روح ج ۹ ص ۹۸)

تائید میں میں تمہارا مددگار اور ناصر ہوں اور یہ مطلب نہیں کہ میں تمہارا خوف دور کروں گا کیونکہ فرشتے کافروں سے ہرگز نہیں ڈرتے۔ ای معینکم علی تثبیت المؤمنین ولا یکن حملہ علی ازالة الخوف... لان الملائكة لا یجانون من الکفدة اصلا (روح ج ۹ ص ۹۸)

موضع قرآن یعنی جب میدان میں مقابلہ ہو تو بھانگنا اشد گناہ ہے اور جو دروڑ ہو یا غارت تو بھانگنا ہنر ہے ۱۲ مندرجہ ۱۲ جب لڑائی کی سختی ہوئی تب حضرت نے ایک مٹی کنگریاں اس فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی مشیت خاک را ۱۲ ص ۱۲ تعریف است بان قصہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روز بدر یکمشت سنگریزہ بسوی کفار انداخت پس پچ کس زینان بنو کہ چہری ازان پچشم و اغل نشد و استقلال نازہ بخاطر مسلمانان ظاہر شد و این تائید غیبی بود ۱۲ ص ۱۲ یعنی بجز ادا دن ۱۲

اس لئے کی گئی کہ ہتھیار انگلیوں ہی سے تھامے جاتے ہیں یا یہ تمام بدن سے کنایہ ہے۔ لاجل انہما یقیناً یلکون ویدا فعون والظاہر انہما حقیقۃ فی ذلک وبعضہم یقول انہما مجاز فیہ من تسمیۃ النکل باسم الجزء (روح صحیحہ) مذکورہ امور کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مشرکین کو مارنے اور ان کو قتل کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر کمر بستہ ہو چکے تھے فیکلف ذلک وفیہ اس سے پہلے قُولُوا مَحْذُوف ہے اور اَنَّ لِلْکَافِرِیْنَ سے پہلے وَاَعْلَمُوا مَقْدَرِہِ یعنی ہم نے کہا تھا کہ اب یہ عذاب چکھو اور یہ بھی جان لو کہ آخرت میں تم جیسے کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب بھی تیار ہے۔

مضمون ثانی (قوانین جہاد)

ہلہ یہاں سے قوانین جہاد کا بیان شروع ہوا یہ پہلا قانون جہاد ہے دَحَقًّا بمعنی اسم فاعل کَفَرُوا کی ضمیر سے حال واقع ہے۔ یعنی جب میدان جنگ میں کافروں کے لشکر سے مدد بھیڑ ہو جائے اور وہ متحد ہو کر انہوہ درانہوہ مقابلہ میں آیا ہو تو پیچھے ہٹ کر مت بھاگو بلکہ جو انہر دی اور ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کرو۔ ۱۱۔ یہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے والوں کے لئے خوفِ آخری ہے۔ جو شخص سخت جنگ کے دن پیچھے ہٹ کر بھاگا اس نے اللہ کا غضب سول لیا اور اس کا ٹھکانا جہنم میں ہو گا۔ پسپائی کی کئی قسمیں مستثنیٰ فرما دیں یعنی اگر میدان جنگ سے پسپائی کسی جنگی مصلحت کی بنا پر ہو تو یہ جرم نہیں مثلاً پیچھے ہٹ کر کسی دوسری جانب سے دشمن پر حملہ کرنا زیادہ مفید ہو یا پیچھے ہٹ کر مجاہدین کی ایک دوسری جماعت سے مل کر دشمن پر حملہ بولنے کا ارادہ ہو تو یہ اور اسی قسم کی دوسری صورتیں جن میں پسپائی جنگ سے جان بچا کر بھاگنے کی نیت سے نہیں بلکہ کسی جنگی تدبیر کے تحت ہو تو وہ اس وعید سے خارج ہیں۔ ۱۲۔ یہ مشرک ہے جو گدشتہ پانچ علتوں پر منفرع ہے۔ یعنی دعوے کی مذکورہ پانچ علتوں سے معلوم ہوا کہ جنگ بدر میں مشرکین کے قتل اور ان کی ذلت آمیز شکست کا سامان اللہ تعالیٰ ہی نے غیب سے فرما دیا تھا۔ اس لئے کہ تم لوگ یہ نہ سمجھو بیٹھو کہ یہ تمہارا کمال ہے اور تم نے ان کو مارا ہے نہیں! نہیں!! بلکہ اللہ نے ان کو مارا اور بر باد کیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ مشرکین کا قتل اگرچہ بظاہر مسلمانوں کے ہاتھوں واقع ہوا لیکن اس کے اسباب اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائے اس نے مسلمانوں کو

موضح قرآن فل کے کی سورتوں میں ہر جگہ کافروں کا کلام نقل فرمایا کہ ہر گھڑی کہتے ہیں مٹی ہذا لفتح یعنی کتب کا یہ فیصلہ سواب جواب فرمایا کہ یہ فیصلہ آپ ہی اور اگر باز

اُو یعنی کفر سے اور اگر پھر کر دے یعنی لڑائی تو ہم پھر کریں گے یعنی مدد ۱۲ مندرجہ ۱۱ یعنی جیسے یہود نے حکمِ توریت زور آوری سے قبول کیا اور دل سے ناقبول رکھا۔ ویسے منافق زبان سے حکمہ داریں اور دل سے نہیں ۱۲ مندرجہ ۱۱ یعنی جانوروں سے بھی بدتر ہیں وہ آدمی کہ دین حق کو نہ سمجھیں ۱۲ مندرجہ ۱۱ یعنی اللہ نے ان کے دل میں ہدایت کی لیاقت نہیں رکھی جس میں لیاقت رکھی ہے انہیں کو ہدایت دیتا ہے اور غیر لیاقت والے جو سفتے ہیں تو انکار کرتے ہیں ۱۲ مندرجہ ۱۱ یعنی حکم بجالانے میں دیر نہ کرو شاید اس وقت دل ایسا نہ رہے۔ دل اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ اول کسی کے دل کو روکتا نہیں اور مہ نہیں کرتا جب بندہ کا بلی کرے تو اسی جزا میں روک دیتا ہے یا مندر کرے حق پرستی نہ کرے تو مہر کر دیتا ہے ۱۲ مندرجہ ۱۱ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمن فل تعریف است بان قصہ کہ ابو جہل روز غزوہ بدر دعا کر دے کہ بارخدا یا برکہ از میان این ہر دو گروہ قاطع رحم است و دین باطل پیش گرفتہ است اور ہلاک کن و بحقیقت متصف باین صفات ابو جہل و قوم او بودند ۱۲ فل یعنی مانند اہل کتاب کہ توریت خواندند و بزبان معترف شدند و ہر آن عمل نکردند ۱۲ فل یعنی لیکن نداشت ۱۲ فل یعنی غنیمت اوست و میگرد ۱۲۔

الانفال ۸

۴۰۹

قَالَ الْمَلَأُ

۲۱۶

شَيْءًا وَكَوْكَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۹

اگرچہ بہت ہوں اور جان لو کہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے واما

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا

اے ایمان والو! حکم مانو۔ اللہ کا اور اس کے رسول کا اور

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ۲۰ وَلَا تَكُونُوا

اس سے مت پھرو سن کر اور ان جیسے مت ہو

كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۲۱

جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور وہ سنتے نہیں واما

إِنَّ شَرَّ الدِّينِ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ

بیشک سب جانداروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہی بہرے گوئی ہیں

الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۲۲ وَكَوَعَلَّمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا

جو نہیں سمجھتے واما اور اگر اللہ جانتا ہے ان میں کچھ بھلائی

لَا تَسْمَعُ وَلَا تَبْصُرُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ۲۳ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا

تو ان کو سنا دیتا ہے اور اگر ان کو اب سناوے تو ضرور بھائی گیں منہ

لِللَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا

اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی وادار

أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ

جان لو کہ اللہ روک دیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو فساد اور یہ کہ اسی کے پاس

تُخْشَرُونَ ۲۴ وَأَتَقُوا فِتْنَةَ لَا تُصِيبُ الَّذِينَ

تم جمع ہو گے ۲۴ اور بچتے رہو اس فساد و فتنہ کہ نہیں پہنچے گا تم میں سے

مَنْزِل

ان پر مسلط کیا اور ان کے دلوں کو مسلمانوں کی ہیبت و شجاعت سے مرعوب کر دیا۔ امام مجاہد فرماتے ہیں بدر کے دن فتح کے بعد مجاہدین میں سے کسی نے کہا فلاں کو ہمیں نے قتل کیا اور کسی دوسرے نے کہا فلاں کافر کو ہمیں نے مارا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری کیا ہستی تھی یہ فتح عظیم تو محض میری توفیق اور اعانت سے حاصل ہوئی ہے۔ یعنی ان ہذہ الکسرة الکبيرة لم تحصل منكم وانما حصلت بمعونة الله۔۔۔۔۔ ان قتل الکفار انما تيسر بمعونة الله ونصره وتأييده (کبیر ج ۴ ص ۵۲) ۱۸ سیدان بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الہی سے سبھی بھگنکریاں مشرکین کے لشکر کی طرف پھینکیں اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت سے ہر مشرک کی آنکھوں میں سی کی ذرات پہنچا دیں۔ اس سے مشرک فوج میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا کر بھاگ نکلی یہ ایک معجزہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر فرمایا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ معجزہ پیغمبر کے قبضہ اور اختیار میں نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے جسے وہ اپنے پیغمبر کے ہاتھوں پر ظاہر فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا۔ فَاَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ (طہ ۳۶) اگر معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبضہ و اختیار میں ہوتا تو انہیں ڈرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ۱۹ واو عطف ہے اور معطوف علیہ محذوف ہے۔ ای لیمحق الکفرین ولیبلی المؤمنین الخ اجلاء یہاں بمعنی اعطاء ہے بلاء حسن یعنی عطا و جلیل جو بلا مشقت حاصل ہو جائے۔ ای ليعطيه سبحة من عندہ اعطاء جمیل وغیر مشوب بالشدائد من المکارد (روح ج ۹ ص ۱۵۱ ابوالسعود ج ۲ ص ۱۵۲) یا بلاء حسن سے انعامات جلیلہ و احسانات عظیمہ مراد ہیں۔ مثلاً مال غنیمت فتح و نصرت اور اجر و ثواب ای ینسرو علیہم نعمة عظيمة بالنصرة والغنيمة والاجر والشواب (کبیر ج ۴ ص ۵۲) غازی ج ۳ ص ۱۸۔ ۲۰ ذلکم سے پہلے قلنا اور اسکے بعد قَدْ وُفِّقَ لَكُمْ اور اَنْ سے پہلے اَعْلَمُوا بِقِيْنَةِ ذَلِكُمْ فَذَقُوْهُ وَاَنْ لِّلْكَافِرِيْنَ اَلْحِمَىٰ مَعْنٰی ہم نے کہا اب یہ عذاب دیکھو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے مکر و فریب کو بیکار کرنے والا ہے۔ ۲۱ خطاب مشرکین سے ہے اور استفہاح کے معنی طلب فیصلہ کے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا رَبَّنَا افْتَحْ مَبْنٰتَنَا وَبٰیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ (اعراف ۱۱) مشرکین مکہ ہجرت سے پہلے حضور علیہ السلام سے کہا کرتے تھے مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (سجدة ۲۳) یعنی ہمارے اور تمہارے درمیان صادق و کاذب اور حق و باطل کا فیصلہ کب ہوگا۔ فرمایا لو ہم نے فیصلہ کر دیا جسے تم نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ہم نے بے سروسامان اور مسمیٰ بھرسلمانوں کے ہاتھوں تمہارا

قَالَ الْمَلَأُ

۴۱۰

الانفال ۸

ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۝ وَاَعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ

خاص ظالموں ہی پر فلا اور جان لو کہ اللہ کا

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝۲۵ وَاِذْ كُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ

عذاب سخت ہے فلا اور یاد کرو جب وقت ۲۵ تم بھٹوڑے تھے

مُسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَفَتْكُمْ

مغلوب پہڑے ہوئے ملک میں ڈرتے تھے کہ ایک لیں تم کو

النَّاسُ فَاَوْيَكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَاَرْسَلَكَ

لوگ پھراس نے تم کو گھمکانا اور قوت دی تم کو اپنی مدد سے اور روزی دی تم کو

مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۲۶ يَا أَيُّهَا

سختی چیزیں تاکہ تم شکر کرو فلا اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْا

ایمان والو وہ خیانت نہ کرو اللہ سے اور رسول سے اور خیانت نہ کرو

اٰمَنِيْكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۷ وَاَعْلَمُوا اَنَّ اَمْوَالَكُمْ

آپس کی امانتوں میں جان کر اور جان لو کہ بیشک تمہارے مال

وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۝۲۸ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۲۹

اور اولاد خرابی میں ڈالنے والے ہیں اور یہ کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے فلا

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَسْقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ

اے ایمان والو اسے اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ سے تو کرے گا تم میں

فُرْقًا نَّوْبًا وَيَكْفُرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۝۳۰ وَاللّٰهُ

فیصلہ اور دور کر دے گا تم سے تمہارے گناہ اور تم کو بخش دے گا اور اللہ کا

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۳۱ وَاِذْ يٰمُكْرِمٰتُ الْاٰلِیْنَ كَفَرُوْا

کا فضل بڑا ہے فلا اور جب فریب کرتے تھے ۳۱ کافر کہ تجھ کو

منزل ۲

موضع قرآن ۱ یعنی حکم میں کاہلی کرنے سے ایک تودل ہٹتا ہے دم بدم اور وہ کام زیادہ مشکل پڑتا ہے۔ دوسرے نیکیوں کی کاہلی سے گنہگار بالکل چھوڑ دیں گے تو رسم بد پھیلے گی۔ اس کا وبال سب پر پڑے گا۔ جیسے جنگ میں دیہستی کریں تو نامرد بھاگ ہی جاویں۔ پھر شکست پڑے تو دیر بھی نہ تمام سکیں ۱۲ منہ رح ۱۲ سٹھری چیزیں یعنی مال غنیمت ۱۲ منہ رح ۱۲ چوری اللہ رسول کی یہ بھی ہے کہ چھپ کر کافروں سے ملیں اپنے مال اور اولاد کے بچاؤ کو جیسے مہاجرین کہ ان میں اکثروں کے گھر کے میں تھے اور یہ بھی ہے کہ مال غنیمت چھپا رکھیں سردار پاس ظاہر نہ کریں۔ ۱۳ شاید فتح بدر میں مسلمانوں کے دل میں آیا ہو کہ یہ فتح اتفاقی ہے حضرت سے مخفی کافروں پر احسان کرنے کہ ہمارا گھر بار کو نہ سنا دیں سو پہلی آیت میں چوری کو منع فرمایا اور دوسری آیت میں قسلی دی کہ آگے فیصلہ ہو جاوے گا۔ تمہارا گھر بار کافروں میں گرفتار نہ رہے گا۔

فتح الرحمن ۱ یعنی بلکہ عام بود شامت ادوالہ علم ۱۳ مترجم گوید و ان فتنہ ظہور بدعت است یا ترک نہی منکر والہ علم ۱۳۔

سامان جنگ سے بیس عظیم شکر کو کس طرح پٹوادیا، ان کے ہاتھوں تمہیں ذلت آمیز شکست دی اور عرب سے تمہاری طاقت و قوت کا خاتمہ کر دیا۔ اب اگر تم پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت اور کفر و شرک سے باز آ جاؤ تو اسی میں تمہاری دنیوی اور اخروی بہتری ہے۔ لیکن اگر تم باز نہ آئے اور پیغمبر علیہ السلام سے برسر پیکار ہو گئے تو ہم پھر تمہارا یہی حشر کریں گے اور تمہارا جھٹا اور تمہاری فوج کثرت عدد اور سامان حرب کے باوجود تمہارے کچھ کام نہ آ سکے گی وَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاُوْکے بعد اَعْلَمُوْا مقرر ہے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ کی مدد اور نصرت تو ایمان والوں ہی کے ساتھ ہوگی۔ کیونکہ اللہ کی سنت جاریہ یہی ہے۔ وَ اِنَّ سُنَّةَ اللّٰهِ تَعَالٰی جَادِیۃٌ فِیْ نَصْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ خِلَافِ الْکَافِرِیْنَ (روح جم ۹ ص ۱۸) ۲۲ دوسرا قانون جنگ برائے مؤمنین۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کے حکم سے سرتابی نہ کرو وَلَا تَکُوْنُوْا کَاٰلِیْنِ الْاُخْرِیۃِ یہ زجر ہے۔ یعنی ان کفار اور منافقین کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا مگر سننے پر عمل نہ کیا اور اس طرح اللہ کے قہر و غضب کے مستحق ہو گئے۔ تم ان کا طریقہ اختیار کر کے میرے قہر و غضب کے مستحق نہ بنو ۲۳ مذکورہ بالا معاندین کے دلوں، کانوں اور زبانوں پر مہر جباریت کی تمثیل ہے۔ یعنی زمین پر چلنے والی مخلوق میں اللہ کے نزدیک سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو حق بات نہیں سنتے اور منہ سے حق بات نہیں نکالتے اور دل سے حق سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ایسے لوگ اللہ کی ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔ ۲۴ کچھ بھلائی اور اللہ کی طرف قدرے انابت لَکُمْ مَعَهُمْ اِنْ کُوْحِقْ بَات سناد تیا اور انہیں قبول کرنے کی توفیق دے دیتا۔ یعنی اگر ان کے دلوں میں انابت اور طلب حق کا جذبہ ہو تا تو اللہ تعالیٰ ان کو قبول حق کی توفیق دے دیتا۔ لیکن وہ انابت اور قبول حق کی صلاحیت سے خروم ہیں۔ اس لئے اگر وہ حق بات سن کر اس کو سمجھ بھی لیں تب بھی وہ اس سے اعراض کر کے چلتے بنیں گے۔ کیونکہ ان کی قوائے مدرکہ پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے۔

لَعْنَةُ دَهْمٍ وَحُجُودُهُمْ لِحَقِّ ظَهْمٍ (سُحُورُ دَهْمٍ وَحُجُودُهُمْ لِحَقِّ ظَهْمٍ) (۱۵) تیسرا قانون جنگ لہذا میں لام بمعنی الٰہی ہے اور یہ دعا کفر کے متعلق ہے۔ مَا يُحْيِيكُمْ
سے جہاد مراد ہے کیونکہ جہاد دنیا اور آخرت کی پاکیزہ اور پرسکون زندگی کا باعث ہے دنیا میں ترک جہاد سے مسلمان کافروں سے مغلوب ہو کر مقتول ہو جائیں گے۔ لیکن جہاد کی
صورت میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو غلبہ عطا کرے گا اور دنیا میں اپنی تہذیب و ثقافت اور شان و شوکت کے ساتھ زندہ رہیں گے۔ (انہم لورفضوہا) (جہادۃ الکفار)
لَعْلِيَوْمَهُمْ وَقَتْلُوهُمْ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ذَكَرَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةً (ابو السعود ج ۲ ص ۲۵۵) یا لام اپنے اصل پر ہے اور استجیبوا کے متعلق ہے اور مَا يُحْيِيكُمْ سے قرآن مجید
کے تمام اوامروں کو ہی مراد ہیں۔ کیونکہ ان پر عمل کرنا حیات ابدیہ اور انعامات سرمدیہ کا موجب ہے، وقال جہاد والجمہور لضعف استجیبوا للطاعة وما تضمنه القرآن
من اوامروں کو ہی خفیہ الحیوة الابدية والنعمۃ السرمدیة (قرطبی ج ۲ ص ۲۸۹) یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان کے احکام بجا
لاؤ۔ کیونکہ اس سے حیات ابدی و دائمی حاصل ہوگی۔ ۱۶ اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنی زندگی کا شعار بنا لو گے تو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق و تائید سے تمہارا
ایمان کی حفاظت فرمائے گا اور تمہیں اس پر استقامت عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے بندہ اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جانے سے یہی مراد ہے وَآتَتْهُ يَہ
اِنَّ اللّٰهَ يَكُوْنُ پَرِيعُوْفٌ ہے اور اَعْلَمُوْا کے تحت داخل ہے۔ ۱۷ زجر مع توبہ اور ایسے گناہ اور فتنہ سے بچو جس کے برے اثرات نہ صرف اس
کے بلا واسطہ مرتکب تک محدود رہیں بلکہ قوم کے دوسرے افراد بھی ان کی لپیٹ میں آجائیں مثلاً جب آدمیں سستی اور کمزوری دکھانا اس کا خمیازہ نہ صرف
مجاہدین کو بلکہ پوری قوم کو بھگتن پڑتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مداخلت جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بدعات و منکرات عام ہو جائیں اور پورا
معاشرہ نباہ ہو کر رہ جائے گا۔

بے ادب تنہا نہ خود را دشت بد بلکه آتش در ہمہ آفاق زد

۲۸ یہ تذکیرِ نعمت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کر کے اپنے انعامات یاد دلوائے ہیں۔ پہلے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا اور ان کی نافرمانی سے اجتناب کا حکم دیا گیا۔ اب یہاں انعامات یاد دلانا اسی حکم کی تاکید کی گئی۔ اعلموا انہ تعالما اھرم بطاعة الله وطاعة الرسول ثم امرهم بالتقاء المعصية أكد ذلك التكليف بهذه الآية الخ (کبیر ج ۴ صفحہ ۵) وہ وقت یاد کرو جب تم معبود کے چند تھے اور ارض مکہ میں کافروں کے ہاتھوں بے بس، کمزور اور ناتواں تھے تمہیں ہر وقت یہ اندیشہ رہتا تھا کہ ہمیں مشرکین تمہاری تکد بوٹی نہ کر ڈالیں تو ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مدینہ طیبہ میں تمہیں پناہ دی اور مشرکین کے مقابلے میں تمہاری مدد کر کے ان کو تمہارے ہاتھوں مغلوب و مقهور کیا اور ڈھیروں مال غنیمت کے ذریعے تمہاری مالی ساکھ مضبوط کی تاکہ تم اس کے انعامات کا شکر ادا کرو۔ **۲۹** چوتھا قانون جنگ - تَجُونُوا أَمَانَتَكُمْ۔ تمخو اللہ پر معطوف ہے ای ولا تمخونوا امانتکم اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ اللہ کی خیانت یہ ہے کہ اس کے فرائض و احکام کو معطل کر دیا جائے اور ان کی تعمیل نہ کی جائے اور رسول کی خیانت یہ ہے کہ آپ کی سنت اور آپ کے طریق کا اتباع نہ کیا جائے (لا تخوا اللہ، یا نہ تعطلو اقدانضہ (والرسول)، بان لا تستأوبہ (وتخونوا امانتکم) فیما بینکم بان لا تحفظوها (لدارک ج ۲ صفحہ ۷) وَاَنْتُمْ تُكَلِّمُونَ اور تم خوب جانتے ہو کہ خیانت بہت بڑا گناہ ہے اور حفظِ امانت بہت بڑا کار خیر ہے۔ **۳۰** یعنی یہ افعال و عنائم جن میں تم نزاع و اختلاف کر رہے ہو وہ تمہارے لئے فتنہ اور آزمائش ہیں وَ اَنَّ اللّٰهَ الْخَبِيرُ آمَنَّا اَمْوَ اْكُمْ پر معطوف ہے۔ **۳۱** پانچواں قانون جبہاد خُرْقَانًا سے فتح و نصرت مراد ہے۔ یعنی اگر تم اللہ سے ڈرو گے اور اس کے احکام کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فتح و نصرت عطا کرے گا۔ تمہیں عزت دے کر اور مشرکین کو ذلیل و رسوا کر کے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔ اور تمہارے تمام گناہ معاف کر کے تمہیں اپنی بخشش و رحمت اور فضل سے نوازے گا۔ نصرًا یفرق بین الحق والمبطل بأعزاز المؤمنین وإذلال لِّلکفَرین كما قال الفراء (روح ج ۹ صفحہ ۱)

وجہ سے عذاب کے مستحق ضرور ہیں۔ کیونکہ ان کے تمام اعمال و افعال خدا و رسول کے احکام کے خلاف ہیں اور حد یہ ہے کہ وہ ایمان والوں، اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبرداروں کو مسجد حرام (بیت اللہ) سے روک رہے ہیں (جیسا کہ عام الحدیث میں انہوں نے ایسا کیا) حالانکہ وہ بیت اللہ کے متولی نہیں تھے اور نہ وہ بیت اللہ کی تولیت کے لائق اور اس کے حقدار ہی ہیں۔ کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ بیت اللہ کی تولیت کا حق صرف انہی لوگوں کو پہنچتا ہے جو اللہ کے اس گھر کو شرک کی نجاست سے پاک رکھیں اور وہ مسلمان ہی ہو سکتے ہیں۔ ای و ما کانوا مستحقین ولایۃ المسجد الحرام مع شرکهم۔۔۔۔۔ (لَا اُولَیٰئَکَ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ) من الشراک الذین لا یعبدون فیہ غیر اللہ تعالیٰ والمراد بہم المسلمون (روح ج ۹ ص ۲۹)

۳۷۔ یہ کفار مکہ کو عذاب دینے کی دوسری وجہ ہے۔ مگر کفار سیٹی بجانا تصدیق تالی بجانا۔ یعنی جو اصلی اور صحیح معنوں میں نمازی ہیں ان کو خدا کے گھر سے روکتے ہیں اور اپنا حال یہ ہے کہ ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر کی جگہ سیٹیاں اور تالیاں بجاتے ہیں۔ چونکہ وہ عذاب کے مستحق ہو چکے تھے اور مکہ معظمہ میں ان پر عذاب نازل کرنے میں موانع تھے۔ اس لئے ہم نے ان کو مکہ سے نکالا اور میدان بدر میں

ان کو المناک اور ذلت آمیز عذاب (قتل اور قید و بند) میں مبتلا کر دیا اور فرمایا یہ تمہارے کفر و تمرد اور عناد کی

سزا ہے۔ اب اسے چکھو ای عذاب القتل والا سر یومہ بدی (روح)

۳۸۔ تحریف اخروی ہے۔ ۳۹۔ یُنْفِقُونَ

۴۰۔ کی خبر ہے۔ کافر اپنا مال و دولت مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال میں

خرچ کر رہے ہیں تاکہ ان کو اللہ کے دین سے روک سکیں۔ وہ اب خرچ کر

رہے ہیں جیسا کہ جنگ بدر میں خرچ کیا اور آئندہ بھی خرچ کریں گے۔ مثلاً

جنگ امد وغیرہ میں۔ مگر ہر بار انہیں اپنی دولت خرچ کرنے کے بعد حسرت اور

افسوس ہی کا سہہ دیکھنا پڑے گا۔ کیونکہ ہر میدان میں وہ اپنی تمام کوششوں کے

باوجود مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور رہوں گے۔ والمعتزان الکفار

یَقْصِدُونَ بِنَفْقَتِهِمُ الصَّدْعَ سَبِيلَ اللَّهِ

و غلبۃ المؤمنین فلا یقع الا

عکس ما قصدوا و اھو تندھم

و تحسروا علی ذھاب مالھم ثم غلبتھم و التمكن منهم اسرا و قتلًا

و غنما (بخاری ج ۳ ص ۲۹)

موضع قرآن و لہجہ ایں یعنی فید کر

رکھیں یہ فرمایا کہ علیہ اللہ نے پیغمبر کو بچا لیا ہے تو تمہارے گھر بار کو بچا رکھے ۱۲۔ منہرح و

یعنی ہمیشہ یہ کہتے تھے اب تو دیکھو لیا کہ یہ قصے نہ تھے وعدہ عذاب تم پر بھی آیا جیسے پہلوں پر

آیا تھا ۱۳۔ منہرح و ابوجل جب کے سے

قَالَ الْمَلَكُ
۳۱۳
الانفال ۸

لِيُثْبِتُوا أَوْ يُقْتَلُوا أَوْ يُخْرِجُوا وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ

کہ جمع کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی اوکڑتا تھا

وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۳۰ وَإِذْ اتَّكَلْتُمْ عَلَيْكُمْ أَيْتَانَا قَالُوا اقْدُرْ

اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے فلا اور جب کی طرف سے ۳۱۔ ان پر ہماری آیتیں تو کہیں

سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ

ہم سن چکے اگر ہم چاہیں تو ہم بھی کہہ لیں ایسا یہ تو کچھ بھی نہیں مگر احوال ہیں

الْأَوَّلِينَ ۳۱ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ

انہوں کے ق اور جب وہ کہنے لگے کہ ۳۲۔ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے

مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوْ

پتری طرف سے تو ہم پر برسایا دے پتھر آسمان سے یا

أَعْتِنَا بِعَذَابِ آلِ يَمُوتُ ۳۲ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ

لا ہم پر کوئی عذاب در نہ ناک و اور اللہ ہرگز عذاب سے نہ کرتا ان پر جب تک ۳۳

فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ كَسِتَغْفَرُونَ

رہتا ان میں اور اللہ ہرگز نہ عذاب کرے گا ان پر جب تک وہ معافی مانگتے رہیں گے ۳۴

وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ

اور ان میں کیا بات ۳۵ ہے کہ عذاب نہ کرے ان پر اللہ اور وہ روکتے ہیں مسجد

الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاءُ هَؤُلَاءِ الْمُتَقِفُونَ

حرام سے اور وہ اس کے اختیار والے نہیں اس کے اختیار والے تو وہی ہیں جو یہاں سبز گار ہیں

وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۳۴ وَمَا كَانَ صَلَاةُهُمْ عِنْدَ

لیکن ان میں اکثر وہ اس کی خبر نہیں دے سکتے اور ان کی نماز نہیں ہے ۳۵۔ مگر ہم

الْبَيْتِ الْأَمْكَاءِ وَتَصَدِيْقُهُمْ وَقَالُوا الْعَذَابُ بِمَا كُنْتُمْ

کے پاس مگر سیٹیاں بجاتی اور تالیاں سوچھو عذاب بدلہ اپنے

مَنْزِل ۲

۳۷۔ ان کو المناک اور ذلت آمیز عذاب (قتل اور قید و بند) میں مبتلا کر دیا اور فرمایا یہ تمہارے کفر و تمرد اور عناد کی سزا ہے۔ اب اسے چکھو ای عذاب القتل والا سر یومہ بدی (روح)

۳۸۔ تحریف اخروی ہے۔ ۳۹۔ یُنْفِقُونَ

۴۰۔ کی خبر ہے۔ کافر اپنا مال و دولت مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال میں خرچ کر رہے ہیں تاکہ ان کو اللہ کے دین سے روک سکیں۔ وہ اب خرچ کر رہے ہیں جیسا کہ جنگ بدر میں خرچ کیا اور آئندہ بھی خرچ کریں گے۔ مثلاً

جنگ امد وغیرہ میں۔ مگر ہر بار انہیں اپنی دولت خرچ کرنے کے بعد حسرت اور افسوس ہی کا سہہ دیکھنا پڑے گا۔ کیونکہ ہر میدان میں وہ اپنی تمام کوششوں کے باوجود مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور رہوں گے۔ والمعتزان الکفار

یَقْصِدُونَ بِنَفْقَتِهِمُ الصَّدْعَ سَبِيلَ اللَّهِ

و غلبۃ المؤمنین فلا یقع الا عکس ما قصدوا و اھو تندھم و تحسروا علی ذھاب مالھم ثم غلبتھم و التمكن منهم اسرا و قتلًا و غنما (بخاری ج ۳ ص ۲۹)

موضع قرآن و لہجہ ایں یعنی فید کر رکھیں یہ فرمایا کہ علیہ اللہ نے پیغمبر کو بچا لیا ہے تو تمہارے گھر بار کو بچا رکھے ۱۲۔ منہرح و

یعنی ہمیشہ یہ کہتے تھے اب تو دیکھو لیا کہ یہ قصے نہ تھے وعدہ عذاب تم پر بھی آیا جیسے پہلوں پر آیا تھا ۱۳۔ منہرح و ابوجل جب کے سے

نکلنے لگا تو یہی دعا کی کہ کعبہ کے سامنے وہی پیش آئی ۱۴۔ منہرح و یعنی کے میں حضرت کے قدم سے عذاب الگ رہا تھا اب ان پر عذاب آیا اسی طرح جب ننگ گنہگار نادم رہے اور توبہ کرتے رہے تو پکڑا نہیں جاتا۔ اگرچہ بڑے سے بڑا گناہ ہو حضرت نے فرمایا کہ گناہ گاروں کو دو چیز سپاہ ہیں ایک میرا وجود اور دوسرے استغفار ۱۵۔ منہرح و قریش آپ کو اولاد انہیں سمجھ کر کعبہ کے مختار ٹھہراتے تھے اور مسلمانوں کو آئے نہ دیتے سو فرمایا کہ اولاد ابراہیم میں جو چیز سپاہ گاہو اسی کا حق ہے اور بے انصافوں کا حق نہیں کہ جس سے آپ ناخوش ہوئے نہ آنے دیا۔

فتح الرحمن و تفریض است ہاں قصہ کہ کفار در مکہ جمع شدہ ۱۶۔ ابن رائے میز و نذر ۱۷۔ یعنی سنت اللہ آلت کہ تا پیغامبر در میان قوم باشد عذاب عام نمیکند و پیچنین تا آنکہ ایشان استغفار میکنند عذاب نمی آید ۱۸۔ یعنی بعد ہجرت حضرت سید البشر از میان ایشان ۱۹۔ یعنی اصل استحقاق عذاب دارند لیکن

بودن پیغامبر در میان ایشان مانع بود و الحال مانع برخواست ۱۲۔

منافق کے درمیان بھی امتیاز ہو جائے گا۔ لیکن وَيَجْعَلْ الْخَبِيثَاتِ بُعْضَهُ پہلے معنی کا مؤید ہے۔ یعنی خبیثوں کو ملا کر سب کو جہنم میں ڈال دے۔

۴۷ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا گیا کہ آپ ابوسفیان اور اس کے ہمنواؤں سے فرمادیں کہ اگر وہ شرک چھوڑ دیں، اسلام قبول کر لیں ورنہ عداوت پیغمبر سے باز آجائیں تو ان کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ اور اگر وہ باز نہ آئیں بلکہ دوبارہ پیغمبر علیہ السلام سے برسرِ پیکار ہو جائیں تو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ اور اس کا دستور قدیم یہ ہے کہ وہ آخر کار ہمیشہ اپنے پیغمبروں اور ان کے متبعین کی مدد کرتا اور انکے دشمنوں کو مقہور و مغذول کرتا ہے ای عَادَةُ اللَّهِ تَعَالَى الْحَيَادِيَةِ فِي الَّذِينَ تَخْشَوْنَ اَعْلَى الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مَنْ نَصَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِمْ وَ خَذَلَهُمْ وَ تَدْمِيهِمْ (روح ۹۰) قتل

۴۸ یہاں سورت کا دعویٰ اجمالاً ذکر کیا گیا ہے اسکی تفصیل سورۃ توبہ ۴ میں آئیگی۔ فرمایا اگر وہ باز نہیں آتے تو آپ ان سے جہاد کریں یہاں تک کہ انکا زور ختم ہو جائے اور مسلمان ان کے فتنے سے بچ جائیں۔ فَانْ اَسْتَمْتُمْ مَوْالِئَهُ اَگروہ کفر و شرک و جنگ و قتال سے باز آجائیں اور اسلام قبول کر لیں تو اللہ تعالیٰ جو انکے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو دیکھ رہا ہے انکو اسلام پر نشات و استقلال کی توفیق عطا فرمائیکا وَيَكُونُ الَّذِينَ هُمْ اَعْلَىٰ

ما فیہ افردی
مرا اگر چشمن
سے متعلق ہے تو
خبیثت سے کفار
مراد ہیں۔ اور اگر
یفسلبن سے متعلق
ہے تو خبیثت سے
منافقین مراد ہیں
مکتبہ دعویٰ سورت
علی سبیل الإجمال

٢٩١٨

חור

قَالَ الْمَلَأُو

کفر کا بے شک جولوگ اسے کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُفْقَهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ لِيَكُونُوا فِي سَعْيِهِمْ حَسْرَةً ۗ فَاغْلُظْ
النَّارَ كِي رَاهُ سَعْيِهِمْ وَهُمْ فِي سَعْيِهِمْ حَسْرَةً ۗ فَاغْلُظْ

لَيَمِزُ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلُ الْخَبِيثَ

جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿٣٤﴾ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا

فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ۖ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى

فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣٩﴾ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَعَلِمُوا

تو اللہ ان کے کام کو دیکھتا ہے اور اگر وہ نہ مائیں وہ تو جان لو
اِنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

کہ اللہ ہمارا حمایتی ہے کیا خوب حمایتی ہے اور کیا خوب مددگار

مازل ۲

یعنی مشرکین عرب سے یہاں تک جہاد کرو کہ عرب سے شرک مٹ جائے اور صرف اللہ ہی کی عبادت اور پکار باقی رہ جائے اور مشرکین عجم سے یہاں تک جہاد کرو کہ اللہ کے دین کو غلبہ اور برتری حاصل ہو جائے مشرکین مارے جائیں یا جزیہ قبول کر لیں وَإِنْ تَوَلَّوْا لَيَكُنْ اُكْرُوہُ اِيْمَانِ لَانِّیْ سَے اعراض کر دیں اور جنگ و جدال سے باز نہ آئیں تو انہی پر وہ نہ کریں ۔ تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور مطمئن رہو کہ اللہ تمہارا ناصر و مددگار اور کارساز ہے (اِنَّ اللہَ مَوْلَاکُمْ) ناصر کرو و معین کرو فتقوا بولائتمہ و نصرتہ (ملا رک ج ۲ ص ۷۷) یہاں تک سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا ۔

موضع قرآن یعنی آہستہ آہستہ اللہ اسلام کو غالب کرے گا۔ اس پیچ میں کافر اپنا زور بان مال کا خرچ کر نیچے تانیک دربد بعد اہو جائے یعنی جہنمی قسمت میں اسلام لکھا ہے وہ سب مسلمان ہوں گے اور جنکو کفر پر مڑنا ہے وہاں کھنڈے دوزخ میں جاویں ۱۲ منہ رح **و** لڑو جب تک فساد نہ رہے یعنی کافروں کو زور نہ رہے کہ ایمان سے روک سکیں ۱۲ منہ رح -

ح الرحمن **ف** و این تقویر است حال کسی را که می خواهد جزو کل چیز پیرا باطل سازد و دفع کند **ف** یعنی از اسلام ۱۲ -

حصہ دوم

دوسرا حصہ **وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ** اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کو غنیمت ملے کسی چیز سے سوا اللہ کے واسطے ہے اس میں سے پانچواں حصہ **وَاللِّرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ** اور رسول کے واسطے اور اس کے قرابت والوں کے واسطے اور یتیموں کے اور محتاجوں **وَابْنِ السَّبِيلِ** اور مسافروں کے واسطے اگر تم کو یقین ہے اللہ پر اور اس چیز پر جو تمہارے ہمارے **وَمَا أَنزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّفَاقُحِ** اپنے بند سے پھر فیصلہ کے دن ۳۳ جس دن بھڑکتی دو ٹوٹی ہوئی **وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۴۱** اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جس وقت تم تھے ۳۳ ورے **الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبِ** کنارہ پر اور وہ پرے کنارہ پر **أَسْفَلَ مِنكُمْ ۖ وَكَوُتُوا عِدَّةً مِّنْ يَّخْتَلِفْتُمْ فِي** پیچھے اتر گیا تھا تم سے اور اگر تم آپس میں وعدہ دیتے تو نہ پہنچتے **الْمُبْعَدِ وَلَكِنَّ لِّقَضَىٰ اللَّهِ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا** وعدہ پر ایک ساتھ لیکن اللہ کو کمر ڈالنا تھا ایک کام کو جو مقرر ہو چکا تھا **لِيَهْلِكَ مَن هَلَكَ عَن بَيْتِنَا وَيُخَيَّبَ مَن خَيَّبَ عَن** تاکہ مرے جس کو مرنا ہے ۳۳ قیام حجت کے بعد اور جیوے جس کو جینا ہے قیام **بَيْتِنَا ۖ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝۴۲** اور **أَذِيرُكُمْ** حجت کے بعد اور بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے وہ جس کو چاہے وہ کافر ۳۳ **اللَّهُ فِي مَنَامِكُمْ قَلِيلًا ۖ وَكَوَاكِكُم كَثِيرًا** دکھلائے مجھ کو نیری خواب میں مختصرے اور اگر مجھ کو بہت دکھلا دیتا

وَأَعْلَمُوا ۱۰

۳۱۵

الانفال ۸

مضمون اول

(تفصیل مصارف انفال مع علل)

۳۲ یہاں انفال اللہ والرسول کا مضمون تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے چنانچہ **فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ** الخ میں مال غنیمت کے خمس یعنی پانچویں حصے کے مصارف کا ذکر ہے یہاں خمس کے پانچ مصارف مذکور ہیں۔ ۱۔ **لِلرَّسُولِ** پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے آپ کا حصہ ساقط ہو چکا ہے۔ (۲) **وَلِذِي الْقُرْبَىٰ** اہل قرابت اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت یعنی بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب میں سے جو اسلام لائے تھے وہ مراد ہیں۔ کیونکہ انہوں نے شروع ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا تھا اسلام کی وجہ سے یا قرابت کی وجہ سے۔ یہ حصہ ذی القربی کو دیا جاتا تھا خواہ اغنیاء ہوں یا فقراء لیکن اب یہ حصہ بھی ساقط ہو چکا ہے البتہ بنو ہاشم اور بنو المطلب میں جو فقراء ہیں انکو فقراء (مساکین) کے حصے میں سے دیا جائے گا اور دوسرے فقراء پر انکو مقدم کیا جائے گا (۳) **وَالْيَتَامَىٰ** یتیم کی جمع ہے۔ یتیم اسے کہتے ہیں جو نابالغ ہو اور اس کا باپ فوت ہو چکا ہو۔ الیتیم انقطاع الصبی عن امیہ قبل بلوغہ (مفردات ص ۵۵) یتیم اگر محتاج ہو تو اسکو حصہ ملیگا اگر محتاج نہیں مگر غنی ہے تو اسکو نہیں ملیگا (۴) **وَالْمَسْكِينِ** فقراء اور اہل حاجت مسلمان اور (۵) **وَابْنِ السَّبِيلِ** جو مسافر اپنے گھر سے دور ہو اور صاحب حاجت ہو سفر میں اس کا خرچ ختم ہو چکا ہو خمس کے بعد باقی چار حصے مجاہدین اور غنائم کے درمیان تقسیم کئے جائیں گے

موضع قرآن یعنی اللہ نے اپنے رسول پر فتح و نصرت اتاری آگے اور فحش دیوے جو مال کافروں سے لڑکر لیں وہ غنیمت ہے اس میں پانچواں حصہ نیازائے کی ہے واسطے خرچ رسول کے کہ رسول

کو خرچ ہے اپنی ذات کا اور قرابت والوں کا اور حاجت مند مسلمانوں کا اور بعد حضرت کے بھی خرچ ہوتے ہیں سردار کو اور جو مال صلح سے لیا وہ سارا خرچ مسلمانوں کا پھر غنیمت میں چار حصہ رہے سونکر کو تقسیم کرنا سوار کو دو حصے پیادہ کو ایک ۱۲ سہرح **وَلِیٰ** یعنی قریش اپنے قافلہ کی مدد کو آئے تھے اور تم قافلہ کے غارت کو قافلہ بچ گیا اور دونوں فوجیں ایک کو دوسری خبر نہیں یہ تدبیر اللہ کی تھی اگر تم قصد اجاتے تو ایسا بروقت نہ پہنچتے اور اس فتح کے بعد کافروں پر صدق پیغمبر کا کھل گیا جو مراوہ بھی یقین جان کر لڑا اور جیتا ہوا وہ بھی حق پہچان کر لڑا اللہ کا الزام پورا ہوا ۱۲ سہرح **وَلِیٰ**

فتح الرحمن **وَلِیٰ** یعنی خویشتن و ندان پیغمبر را کہ بنی ہاشم و بنی مطلب اند **وَلِیٰ** یعنی ایسان آورید بآنکہ بروز بدر نصرت نازل فرمود **وَلِیٰ** چہار خمس غانمان را باید داد و یک خمس در بیت المال نہادہ بر پنج حصہ قسمت باید کرد علی اختلاف المذاہب **وَلِیٰ** مراد از ہلاک اصرار بر کفر است و از حیات مسلمان شدن ۱۲ -

۱۔ رسول کا دوسرا حصہ
۲۔ مضمون اول یعنی
۳۔ انفال اللہ کا بیان
۴۔ رسول کی تفصیل
۵۔ علی سبیل التفصیل
۶۔ لفظ اللہ کی تفسیر
۷۔ ۱۲ سہرح
۸۔ ۱۲ سہرح
۹۔ ۱۲ سہرح
۱۰۔ ۱۲ سہرح
۱۱۔ ۱۲ سہرح
۱۲۔ ۱۲ سہرح

منزل ۲

سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ ۴۳ یَوْمَ الْفُرْقَانِ (فیصلہ کا دن) سے یوم بدر مراد ہے کیونکہ اس دن کی جنگ حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن تھی اور یَوْمَ الْفُرْقَانِ یہ یَوْمَ الْفُرْقَانِ سے بدل ہے اور الْمُجْتَمِعِينَ (دو فریق) سے مسلمانوں اور کافروں کی فوجیں مراد ہیں اور مَا أَشْرَكْنَا سے جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا کرنا اور فرشتوں کا اتارنا مراد ہے۔ یعنی اگر تمہارا اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان ہے اور اس بات پر ایمان ہے کہ جنگ بدر میں فتح و نصرت کا سامان اللہ ہی نے ہم پہنچایا اور اسی کی مہربانی سے اور اسی کی امداد و اعانت سے مسلمانوں کو غلبہ نصیب ہوا اور مشرکین ذلیل اور مقہور ہوئے۔ تو اس جنگ میں جو مال غنیمت حاصل ہوا اس کی تقسیم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرو اور اپنی رائے

الانفال ۸

۴۱۶

وَأَعْلَمُوا ۱۰

لَفْشَلْتُمْ وَلَتَنْزَعُنَا فِي الْأَمْرِ وَلَكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ

تو تم لوگ نامردی کرتے اور جھگڑا ڈالتے کام میں لیکن اللہ نے سچا لیا

لَئِنْ عَلِمْتُمْ بِنَاتِ الصُّدُورِ ۴۲ وَأَذِيرُكُمْ هُمْ

اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں اور جب تم کو دکھائی دے فوج

إِذِ التَّقِيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي

مست بل کے وقت تمہاری آنکھوں میں بخوڑی اور تم کو بخوڑا دکھلایا انکی

أَعْيُنُهُمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُورًا ۴۳

آنکھوں میں تاکہ کر ڈالے اللہ ایک کام جو مقرر ہو چکا تھا اور

إِلَى اللَّهِ تَرْجِعُ الْأُمُورُ ۴۴ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ تک پہنچتا ہے ہر کام اے ایمان والو

إِذَا الْقِيَمَةُ فَعَلَةٌ فَانْثَبُوا ۴۵ وَادْكُرُوا اللَّهَ

جب بھڑو کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت

كَثِيرًا الْعَلَمُ تَقْلِحُونَ ۴۶ وَأَطِيعُوا اللَّهَ

باد کرو تاکہ تم مراد پاؤ گے اور حکم مانو اللہ کا

وَرَسُولُهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ

اور اس کے رسول کا اور آپس میں نہ جھگڑو پس نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہیں

رِيحُكُمْ وَأَصْبِرُوا ۴۷ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۴۸

تمہاری ہوا اور صبر کرو بیشک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا

اور نہ ہو جاؤ ان بھے جیسے جو کہ نکلے اپنے گھروں سے اترتے ہوئے

وَرِثَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

اور لوگوں کے دکھانے کو اور روکتے تھے اللہ کی راہ سے

مذول ۲

کا اس میں دخل نہ دے۔ ان ملائکتہ والنصر لہما کا نام نہ
تعالیٰ وجب ان یکون ما حصل بسببہما من
الغنیمة مصروفًا الى الجہات التي عينها اللہ سبحانہ
(روح ج ۱۰ ص ۱۰۴) یہ حکم سابق کی پہلی علت ہے۔

یہاں تینوں جماعتوں کے مراکز قیام کا ذکر کیا گیا۔ اَلْعُلُقَاتِ
اَلْثَمْبَاتِ یعنی وادی کا وہ کنارہ جو مدینہ سے قریب تھا
یہاں مسلمانوں کا پرواؤ تھا اَلْعُدْوَةُ الْقُصْوَى وادی
کا دوسرا کنارہ جو مدینہ سے دور تھا اس پر مشرکین کی فوجیں

خیمہ زن تھیں وَالْوُكُوبِ یہ راکب کی اہم جمع ہے۔ مراد
مشرکین کا تجارتی قافلہ ہے یعنی قافلہ دونوں لشکروں سے
نچلی جانب ساحل سمندر پر تھا۔ حاصل یہ کہ مشرکین کا قافلہ

قافلہ مشرک فوج کی پشت پر تھا اس طرح مسلمانوں کے مقابلے
میں مشرکین کی قوت و شوکت کئی گنا تھی مگر اس کے باوجود
اللہ نے انکو مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب کیا۔ ۴۵ میلان

بدر میں اچانک دونوں فوجوں کے درمیان مدھمک ہو گئی۔
اگر دونوں فریق پہلے سے لڑائی کا وقت مقرر کر لیتے تو ممکن تھا
کہ ان میں سے کوئی وعدے کے مطابق نہ پہنچ پاتا یا پہنچنے

میں پس و پیش کرتا لیکن اللہ تعالیٰ ایک ایسے کام کا فیصلہ
کرنا چاہتا تھا جو کرنے کے لائق تھا یا اس کے علم قدیم میں
مقرر تھا۔ کان ینبغی ان یفعل ای ایچکو ما قد

علوافہ یكون کاٹنا (مدارک ج ۲ ص ۲۱۲) اور اسکی اعزاز دین
اعلا کلمۃ اللہ، امداد المؤمنین اور قہر اعداء مراد ہے۔ (مدارک)
مسلمان قافلہ پر حملہ کرنے کو نکلے تھے اور مشرکین کی فوج

قافلہ کی حفاظت کو آئی تھی دونوں کو ایک دوسرے کا علم نہیں
تھا قافلہ بچ گیا اور یہ دونوں فوجیں آمنے سامنے ہو گئیں۔
اس طرح اللہ نے تدبیر سے دونوں فوجوں کو بھڑا دیا ۴۶
جنگ بدر کی عظیم الشان فتح کے معجزے سے کافروں پر اسلام
اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی صداقت واضح ہو گئی اور انہیں

آپکی سچائی کا یقین ہو گیا اسلئے جو مشرکین جنگ بدر میں
مرے وہ بھی اس یقین کے ساتھ مرے اور جو زندہ رہے وہ بھی حق پہچان کر زندہ رہے اس طرح اللہ کی حجت قائم ہو گئی۔ اس صورت میں مَنْ هَلَكَ اور مَنْ حَيَّ
سے مشرکین ہی مراد ہوں گے یا مَنْ هَلَكَ سے مشرکین اور مَنْ حَيَّ سے مسلمان مراد ہیں۔ ان الذین ہلکوا انہما ہلکوا بعد مشاہدۃ ہذہ المعجزۃ و
المؤمنون الذین بقوا فی الحیوۃ شہادۃ ہذہ المعجزۃ القاہرۃ۔ (کبیر ج ۲ ص ۵۴) یہ دوسری علت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں
موضح قرآن و پیغمبر کو خواب میں کافر قحطوں نے نظر آئے اور مسلمانوں کو مقابلہ کے وقت تاجرات سے لڑیں پیغمبر کا خواب غلط نہیں ان میں کافر رہنے والے بخوڑے تھے
اکثر وہ تھے جو پیغمبر مسلمان ہوئے ۴۷ منہ رح و یعنی مدد اللہ کی چاہو تو اسباب ظاہر سے نہیں دل کی استقامت اور یاد اللہ کی اور حکم برداری سرداری اور
ایک معلوت رہنا چاہیئے ۴۸ منہ رحمۃ اللہ و باوہابی رہے گی یعنی اقبال سے ادبار آوے گا ۴۹ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

مشرکین کی تعداد کم دکھائی آپ نے بیدار ہو کر صحابہ سے اس کا ذکر فرمایا جس سے ان کے دلوں میں ہمت و جرات کے جذبات ابل پڑے۔ فرمایا اگر مشرکین کی تعداد زیادہ دکھائی جاتی تو تم سب ٹپکتے اور جنگ کے معاملے میں تمہارے درمیان اختلاف ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو نوبلی اور اختلاف سے بچالیا کیونکہ وہ دلوں کے چھپے بھید جاننا ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ان مشرکین میں سے اکثر کا علم الہی میں ایمان لانا مقدر تھا اس لئے حضور علیہ السلام کو خواب میں ان کی تعداد کم دکھائی۔ ۳۷۔ یہ تیسری علت ہے جب دونوں فوجیں بالمقابل ہوئیں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے مسلمانوں کو مشرکین بہت کم نظر آئے تاکہ وہ جرات سے لڑیں نیز تاکہ پیغمبر علیہ السلام کے خواب کی تصدیق ہو جائے اور کافروں کو مسلمان کم نظر آئے تھے اور وہ واقعہ میں بھی کم ہی تھے۔ یہ تو مسلمانوں کی فتح اور کامیابی کے ظاہری اسباب تھے۔ وَرَأَى اللَّهُ تَرْجِعَ الْأُمُورَ اور حقیقت میں تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے قبضہ و تصرف میں ہیں اور وہی متصرف و مختار ہے۔ اور فتح و شکست اسکے ہاتھ میں ہے

مضمون ثانی (قوانین جہاد)

۳۸۔ پہلا قانون جہاد برائے مومنین۔ اے ایمان والو! جب کسی کافر فوج سے مقابلہ ہو جائے تو مقابلے میں ثابت قدم رہو اور فتح و نصرت کے لئے اللہ کو یاد کرو اور اسی کو بجا رو۔ دَاٰطِعُوْا اللّٰهَ الْحَمْدُ اور اللہ و رسول کے احکام کی پیروی کرو اور آپس میں نزاع و جدال سے پرہیز کرو۔ جہنم کمزور و بزدل ہو جاوے گا اور تمہاری قوت اور شان و شوکت جاتی رہے گی۔ ۳۹۔ یہ زجر ہے۔ بَطْرًا۔ فخر اور غرور۔ موصول سے ابوجہل اور اس کا لشکر مراد ہے جو کہ قافلہ کی حمایت کے لئے اپنی تعداد اور بہادری اور سامان جنگ پر فخر و ناز کرتے ہوئے اور لوگوں سے داد و شجاعت وصول کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ سے نکلے تھے۔ والہادہم اهل مكة ابوجهل واصحابه حين خرجوا لحماية العير (روح ج ۱۰ ص ۱۰۷) وَيَصُدُّوْنَ بِهٖ بَطْرًا اہر معطوف ہے اور بتاویل اسم فاعل حَجُّوْا کے فاعل سے حال ہے سَبِيْلًا لِلّٰهِ سے اللہ کا دین مراد ہے۔ ۴۰۔ یہ چوتھی علت ہے جنگ بدر کی اہمیت کو ابلیس بھی محسوس کر لیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر فرخ مسلمانوں کی ہوئی تو عرب سے کفر و شرک کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس لئے مشرکین کی تائید و حمایت کے لئے وہ بھی ایک عرب سردار سراقہ بن مالک کنانی کی صورت میں شیاطین کی فوج لیکر میدان جنگ میں آ نمودار ہوا۔ اور آتے ہی کہا اب میں مکہ لیکر تمہاری پشت پناہی کیلئے آ گیا ہوں۔ آج کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔ مشرکین یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے لیکن جب اس نے فرشتوں کے جتنے دیکھے اور حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو مع شیاطین میدان سے بھاگ نکلا۔ اس وقت وہ حارث بن ہشام کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔ جب بھاگا تو حارث نے کہا کیا اس حالت میں ہمیں چھوڑے جا رہا ہے تو اس نے جواب دیا میں تمہاری امداد سے دستبردار ہوتا ہوں کیونکہ مجھے وہ کچھ نظر آ رہا ہے جسے تم نہیں دیکھ سکتے۔ اللہ کا عذاب جو تم پر فرشتوں کے ہاتھوں نازل ہونے والا ہے جس سے تم بے خبر ہو میں اس سے ڈر رہا ہوں۔ ابلیس کے شکل سراقہ میدان چھوڑنے سے مشرکین کی

اعلت رابعہ

اعلت خامسہ
ان منافقین نے جو
اللہ کی راہ میں لڑنے کے لئے
بدر میں آئے تھے

۱۱

الانفال ۸

۴۱۷

وَأَعْلَمُوا ۱۰

وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۳۷ وَأُذِرَ بَيْنَ لَهُمُ

اور اللہ کے قابو میں ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور وہ اور جس وقت خوشنما کر دیا ۳۷

الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ

شیطان نے ان کی نظروں میں ان کے عملوں کو اور بولا کہ کوئی بھی غالب نہ ہو گا تم پر آج

مِنَ النَّاسِ وَرَأَى جَارُكُمْ فَلَمَّا تَرَأَتْ الْفِتْنَيْنِ

کے دن لوگوں میں سے اور میں تمہارا حمایتی ہوں پھر جب سامنے ہوئیں دونوں فوجیں

لَكَصَّ عَلَى عَقْبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بِبَرِّيٍّ مِّنْكُمْ

تو وہ الٹا پھرا اپنی اہل بولوں پر اور بولا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں

إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَاللَّهُ

میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۳۸ أَذِيقُوا الْمُنَافِقُونَ وَ

کا عذاب سخت ہے کہ جب کہنے لگے منافق ۳۸ اور

الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّهُمْ أَذِيقُوا

جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ لوگ مغرور ہیں اپنے دین پر

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۳۹

اور جو کوئی بھروسہ کرے اللہ پر تو اللہ زبردست ہے حکمت والا

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ

اور اگر تو دیکھے ۳۹ جس وقت جان قبض کرتے ہیں کافروں کی فرشتے

يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ

مارتے ہیں ان کے منہ پر اور ان کے پیچھے اور کہتے ہیں چھکو عذاب

الْحَرِيقِ ۴۰ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ

جلنے کا یہ بدلا ہے اسی کا جو تم نے آگے بھیجا اپنے ہاتھوں اور سواستے کر

منزل ۲

ہمتیں پست ہو گئیں اور وہ مات کھا گئے (روح خزائن وغیرہ) ۳۹۔ یہ پانچویں علت ہے۔ یہاں منافقین نے مدینہ میں کہی تھی کیونکہ جنگ بدر میں کوئی منافق شریک نہیں ہوا۔ منافقین نے مدینہ میں مسلمانوں کے بارے میں کہا تھا کہ یہ لوگ تو اپنے مذہب کے پیچھے دیوانے ہو گئے ہیں۔ یہ اتنی قلیل تعداد (تین سو تیرہ) سے مشرکین کی اتنی بڑی فوج کا کس طرح مقابلہ کر سکیں گے۔ اغتوروا بدینہم فخر جواد وھم شلثاء و بضعۃ عشر الی ذہاء الف (مدار ج ۲ ص ۲۵) اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ الْحَمْدُ جو لوگ قلت عدد او ضعیف اسباب کے باوجود اپنے معاملات اللہ کے سپرد کرتے ہیں وہ اپنی حکمت اور تدبیر سے ان کو غلبہ عطا کر دیتا ہے۔ ۴۰۔ یہ توحیف اخروی ہے۔ الَّذِينَ كَفَرُوا اسے وہ کفار اور بدین جو بدر میں قتل ہوئے۔ موضع قرآن ۱۲۔ جہاد و عبادت ہے پہلا ترادف یا دکھاوے کو کرے تو قبول نہیں ۱۲۔ جب کافر جمع ہو کر نکلے لڑائی پر راہ میں ایک شخص ملا ہو رہا۔ کہا میں بھی مسلمانوں کا دشمن ہوں تمہاری رفاعت کو آیا ہوں اور جنگ کا بڑا راہر ہوں۔ پھر جب لڑائی ہونے لگی ابوجہل سے ہاتھ چھوڑ کر بھاگا۔ اس شخص کو نہ پہلے کسی نے دیکھا تھا نہ پیچھے دیکھا وہ شیطان تھا جب اس نے جبریل اور میکائیل کو دیکھا مسلمانوں کی طرف تب بھاگا۔ ۱۲۔ مسلمانوں کی دلیری دیکھ کر منافق اس طرح طعن کرتے تھے۔ سو اللہ نے فرمایا کہ یہ غرور نہیں تو کل ہے۔ ۱۳۔

فتح الرحمن ۱۲ وایں حال ابوجہل و تابعان و است ۱۲

۲۵ تخویف دنیوی ہے اور یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای دأبھو کذا آپ ال فرعون یعنی ان مقتولین بدر کا حال قوم فرعون اور اس سے پہلے کی سرکش قوموں مثلاً قوم نوح قوم عاد قوم ثمود وغیرہ کی طرح ہے۔ کفر و آیات اللہ الخ یہ ان کے حال کی تفسیر ہے۔ انہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا تو اللہ نے ان کو پکڑ لیا۔ اسی طرح مشرکین قریش کو بھی جنگ بدر میں ان کے کفر و عناد کی سزا دی گئی۔ عَادَةُ هَؤُلَاءِ الْكَفَّارِ کفارہم کعادۃ کفار ال فرعون فی کفرہم فجو ذی ہولاء بالقتل والاسیر یومزید رکما جو ذی ال فرعون بالاعتراف (خازن ج ۳ ص ۲۵) ۲۵ یہ بیان مذکور کی طرف اشارہ ہے اور بان کا متعلق محذوف ہے ای لَسْتَ تَقْنُوْا یعنی یہ مذکورہ امور اس لئے بیان کئے گئے تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اپنی کسی نعمت سے اس وقت تک محروم نہیں فرماتا جب تک

الانفال ۸

۳۱۸

وَأَعْلَمُوا ۱۰

لَيْسَ يَظْلَمُ لِلْعَبِيدِ كَذَابُ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ

ظلم نہیں کرتا بندوں پر جیسے دستور فرعون والوں سمجھ کا اور جو

مِنْ قَبْلِهِمْ طَغَوْا آیَاتِ اللَّهِ فَآخَذَهُمُ اللَّهُ

ان سے پہلے تھے کہ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے سو پکڑا ان کو اللہ نے

بِذُنُوبِهِمْ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۵۱

ان کے گناہوں پر بیشک اللہ زور آور ہے سخت عذاب کرنے والا

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعَمَهُ أَنْعَمَهَا عَلَى

اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ ہرگز بدلنے والا نہیں اس نعمت کو جو دی تھی اس نے

قَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرَ أَمْرًا بِأَنْفُسِهِمْ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

کسی قوم کو جب تک وہی نہ بدل ڈالیں اپنے جیوں کی بات خدا اور یہ کہ اللہ سنے والا

عَلِيمٌ ۵۲ كَذَابُ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

جاننے والا ہے وہ جیسے دستور فرعون والوں کا ۵۲ اور جو ان سے پہلے تھے

كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا

کہ انہوں نے جھٹلایں باتیں اپنے رب کی بھلائی کرنا ہم نے ان کو لٹکے گناہوں پر اور ڈوبو دیا ہم نے

آلَ فِرْعَوْنَ وَكُلَّ كَانُوا ظَالِمِينَ ۵۳ إِنَّ شَرَّ

فرعون والوں کو اور سارے ظالم تھے بدتر سب ۵۳

الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَمِنْ لَابِقُونَ ۵۴

جانداروں میں اللہ کے ہاں وہ ہیں جو منکر ہوئے پھر وہ نہیں ایمان لائے

الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ

جن سے تو نے معاہدہ کیا ہے ان میں سے پھر وہ توڑتے ہیں اپنا عہد

فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۵۵ فَمَا تَتَّقُهُمْ

ہر بار اور وہ ڈر نہیں رکھتے خدا سو اگر بھی تو پائے ان کو ۵۵

منزل ۲

گئے تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اپنی کسی نعمت سے اس وقت تک محروم نہیں فرماتا جب تک لوگ خود ہی اپنے ان اعمال و احوال کو نہ بدل ڈالیں جن سے وہ اللہ کی نعمتیں ملتے وقت متصرف تھے۔ یعنی جب وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی دی ہوئی فطری صلاحیتوں اور خوبیوں کو غلط استعمال کرنے لگتے ہیں اور ان سے ٹھیک اور بر محل کام نہیں لیتے اور ان کو اللہ تعالیٰ ہی کے احکام کی مخالفت میں بروئے کار لانے میں مصروف ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے اپنی نعمتیں چھین کر ان کو سخت عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ۲۵ تخویف دنیوی ہے۔ یہ مضمون با قبل کی تمثیل ہے۔ قوم فرعون اور ان سے پہلے کی سرکش اقوام کا حال دیکھو۔ ہم نے ان کو تمام دنیوی نعمتیں اور آسائشیں دیکر سرفرا کیا مگر جب ہمارے پیغمبر ہماری ہمتیں لیکر ان کے پاس گئے تو انہوں نے ان کی تکذیب کی اور گناہوں میں منہمک ہو گئے اور ہماری نعمتوں کی ناشکری کی تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر کر دیا۔ کُلُّ كَانُوا ظَالِمِينَ یہ تمام اقوام ظالم تھیں۔ انہوں نے ہماری دی ہوئی نعمتوں کا غلط اور بے موقع استعمال کیا۔ میری نافرمانی کی۔ میرے پیغمبروں اور میری کتابوں کو جھٹلایا اور اسی کی پلوش میں مبتلا رہے عذاب کئے گئے۔ بالکل یہی حال ان مشرکین مکہ کا تھا۔ ان کو ہم نے عقل و فہم کی دولت سے نوازا، مال و زر سے ان کے خزانے بھر دیے۔ پورے عرب میں ان کی سرداری اور برتری قائم کر دی۔ لیکن جب ہمارا آخری پیغمبر ہمارا آخری پیغام لے کر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے ہماری دی ہوئی تمام نعمتوں اور صلاحیتوں کو اس کی عداوت اور مخالفت میں صرف کر ڈالا۔ جنگ بدر میں قتل اور قید سے اسی جرم کی ان کو سزا دی گئی۔ ۵۵ یہ زجر ہے جو کفار معاندین کفر میں راسخ اور عناد پر مصر ہیں وہ خدا کے نزدیک اس کی ساری مخلوق سے بدتر ہیں وہ ایمان کبھی نہیں لائیں گے۔ ان کی شرارت اور خبیث باطن کا یہ حال ہے کہ جب بھی آپ ان سے کوئی عہد لیتے ہیں وہ ہر بار عہد شکنی کرتے ہیں اور عہد توڑنے میں ذرا نہیں ہچکچاتے۔ اس سے بنی قرطبہ کے یہود مراد ہیں جنہوں نے حضور علیہ السلام سے عہد کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی نہ امداد کریں گے اور نہ ان کو مسلمانوں کے خلاف اکسائیں گے۔ مگر وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے اور انہوں نے جنگ بدر میں اسلحہ سے مشرکین کی امداد کی۔ جب مشرکین شکست کھا گئے تو یہود حضور علیہ السلام سے معاہدہ کرنے لگے کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔ چنانچہ آپ نے دوبارہ ان سے عہد لیا۔ مگر اسکے بعد غزوہ خندق میں انہوں نے پھر عہد توڑ دیا اور مشرکین کا ساتھ دیا۔ قال ابن عباس موضح القرآن ولا اپنے جی کی بات بدلی یعنی اعتقاد اور نیت جب تک نہ بدلے تو اللہ کی بخشی نعمت چھینی نہیں جاتی ۱۲ فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی شکر را بکفران نعمت و طاعت را بمعصیت ۱۲ و لا یعنی تعویض است بقبال یہود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با ایشان صلح کردہ بودند و ایشان وقت بعد وقت قدر می نمودند

مراد دأبھو کذا آل فرعون دنیوی ہے۔ ای ذلک البیان استنبطتہ فی تفسیرہ فی ج ۱ ص ۱۲۷

کفار معاندین کفر میں راسخ اور عناد پر مصر ہیں وہ خدا کے نزدیک اس کی ساری مخلوق سے بدتر ہیں وہ ایمان کبھی نہیں لائیں گے۔ ان کی شرارت اور خبیث باطن کا یہ حال ہے کہ جب بھی آپ ان سے کوئی عہد لیتے ہیں وہ ہر بار عہد شکنی کرتے ہیں اور عہد توڑنے میں ذرا نہیں ہچکچاتے۔ اس سے بنی قرطبہ کے یہود مراد ہیں جنہوں نے حضور علیہ السلام سے عہد کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی نہ امداد کریں گے اور نہ ان کو مسلمانوں کے خلاف اکسائیں گے۔ مگر وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے اور انہوں نے جنگ بدر میں اسلحہ سے مشرکین کی امداد کی۔ جب مشرکین شکست کھا گئے تو یہود حضور علیہ السلام سے معاہدہ کرنے لگے کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔ چنانچہ آپ نے دوبارہ ان سے عہد لیا۔ مگر اسکے بعد غزوہ خندق میں انہوں نے پھر عہد توڑ دیا اور مشرکین کا ساتھ دیا۔ قال ابن عباس موضح القرآن ولا اپنے جی کی بات بدلی یعنی اعتقاد اور نیت جب تک نہ بدلے تو اللہ کی بخشی نعمت چھینی نہیں جاتی ۱۲ فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی شکر را بکفران نعمت و طاعت را بمعصیت ۱۲ و لا یعنی تعویض است بقبال یہود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با ایشان صلح کردہ بودند و ایشان وقت بعد وقت قدر می نمودند

ہم قرینۃ فانہم نقضوا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما نوا علیہ المشرکین بالسلامہ یوم بدر ثم قالوا اخطانا فعاہد ہم مرة اخرى فنقضوا ایضاً یوما لخذلوا الخندق (کبیر ج ۴ ص ۵۵) یہ دوسرا قانون جنگ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے۔ یعنی جو لوگ آپ کے ساتھ اس طرح بار بار عہد شکنی کر رہے ہیں اگر کبھی جنگ میں آپ کے بالمقابل آجائیں تو آپ انہیں ایسی سزائے سخت دیں کہ جو پیچھے رہ گئے ہوں وہ بھی خوفزدہ ہو جائیں یا ان کی آنے والی نسلیں بھی اس سے عبرت حاصل کریں اور آئندہ کبھی نقض عہد (عہد توڑنے) کی جرأت نہ کر سکیں۔ ۵۵ لیکن اگر کسی قوم نے ابھی تک صریح عہد شکنی نہیں کی لیکن آثار و قرائن سے آپ کو اندازہ ہو جائے کہ وہ عہد توڑنے والے ہیں تو آپ کو اجازت ہے کہ اگر مناسب سمجھیں تو ان کا عہد واپس کر دیں اور معاہدہ سے دست برداری کی ان کو اطلاع دے کر مناسب کارروائی کریں تاکہ معاہدہ کے بارے میں دونوں فریق علم و آگاہی میں برابر ہو جائیں اور کوئی فریق اندھیرے میں نہ رہے۔ ۵۶

تیسرا قانون جنگ برائے مومنین۔ یہاں مسلمانوں کو جنگی سامان کی تیاری کا حکم دیا گیا۔ یعنی مسلمان ہر زمانہ کے مطابق دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے سامان جنگ تیار رکھیں جب تیرو تفتنگ اور نیزہ و تلوار کا زمانہ تھا اس وقت ان ہتھیاروں کی تیاری اور ان کی استعمال کی ٹریننگ ضروری تھی۔ اب جبکہ مشین گن، توپ، ٹینک اور بمباریروں کا زمانہ ہے اس وقت ان ہتھیاروں کا استحصال اور ان کے استعمال کی تربیت لازمی ہے۔ تاکہ اللہ کے دیں اور مسلمانوں کے دشمن مرعوب رہیں یعنی سامان جنگ کی اس لئے ضرورت ہے کہ ظاہری اسباب کے لحاظ سے کافروں پر ظہاری طاقت کا رعب بھیج جائے باقی فتح و شکست کا مدار سامان کی کثرت و قلت پر نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ ۵۷

۵۵ ای انتقم وہم
۵۶ سوء فی العلقۃ
۵۷ قانون ثالث جبار
۵۸ قانون رابع جبار
۵۹ قانون خامس جبار
۶۰ قانون ششم جبار

۱۰۱ دَاعِلُوهَا ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵

۳۳ یہ جہاد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے ۳۲ جو تھا قانون جہاد مخصوص بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر مشرکین آپ کے ساتھ صلح کرنے کا ارادہ ظاہر کریں تو آپ بھی اگر اس میں مصلحت سمجھیں تو صلح کا ہاتھ آگے بڑھادیں۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ جَعَزُوا اِیْ مَا لَوْ اَوْرَسَلُوْهُمُ مَعْنٰی صلح کے ہیں۔ اِنَّهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ جملہ ماقبل کے لئے علت ہے۔ وَاِنْ یُّرِیدُ فَاِنَّہُ صلح کی صورت میں مشرکین کی طرف سے دھوکے اور فریب کا انوشہ ہو سکتا تھا کہ بظاہر وہ صلح کا ارادہ ظاہر کریں اور اس سے ان کا مقصد آپ کو جنگی تاربیوں سے غافل اور ان کے خطرے سے مطمئن کرنا ہو تو اس کا جواب بھی ارشاد فرمایا کہ آپ اس کی فکر نہ کریں آپ کو اللہ کافی ہے۔ اگر ان کا ارادہ فریب دینے کا ہو گا تو اللہ آپ کو ان کے فریب محفوظ رکھے گا۔ جس اللہ نے اپنی مدد اور مہاجرین و انصار کے ذریعے آپ کی تائید فرمائی جب کہ سارا عرب آپ کا دشمن تھا وہ اب بھی آپ کی مدد کرے گا۔ وَاَلْفَ بَیْنَ قُلُوْبٍ مِّنْ عَرَبٍ قَوْمٍ کِی عصبیت اور خاندانی رقابت ضرب المثل ہے لیکن اللہ نے اسلام کی برکت سے ان کے دلوں کو عصبیت و عداوت سے پاک صاف کر کے ان کے دلوں میں باہمی محبت و الفت ڈالی۔ اگر آپ ساری دنیا کی دولت خرچ کر ڈالتے تو بھی آپ ان کے دلوں میں یہ انقلاب بپا نہ کر سکتے لیکن اللہ نے ان کے دلوں دیئے اور ان کی عداوت محبت میں تبدیل کر دی۔ جو اللہ ایسا قادر و حکیم ہے وہ اس موقع پر بھی کوئی ایسی تدبیر کرے گا کہ آپ دشمن کے مکرو فریب سے محفوظ رہیں گے ۳۴ یہ پانچواں قانون جہاد ہے برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حاصل یہ ہے کہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اللہ کافی ہے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر اور کارساز ہے آپ ایمان والوں کو جہاد کی ترغیب دیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ اگر تم تعداد میں کم ہو گے تو بھی تمہیں شہنشاہی اور غلبہ عطا کروں گا۔ وَمِنْ اَتَّبَعَكَ الْمُؤْمِنِیْنَ یہ حسبتک میں کاف ضمیر پر معطوف ہے یا بقول نام زجاج یہ مفعول ثانی ہے یا یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے اِیْ مِنْ اَتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ کذلک اِیْ حَسْبُہُمُ اللّٰہُ تعالیٰ۔ حاصل یہ ہے کہ آپ کو اور ایمان والوں کو تمام ہمت میں اللہ کافی ہے (روح، بحر، کبیر، مدارک) لفظ اللہ پر اس کو معطوف ماننا غلط ہے۔ کیونکہ کفایت کرنے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ علامہ ابن القیم نے زاد المعاد جلد اول میں اس پر تفصیل گفتگو کی ہے اور اس کا عطف لفظ اللہ پر بالکل غلط ثابت کیا ہے۔ ۳۵ عام مفہم یہ کا خیال ہے کہ یہ آیت اس سے بعد کی آیت یعنی اَلَّذِیْنَ خَفَّفَ اللّٰہُ اَلْحِجَّ عَنْہُمْ سے منسوخ ہو چکی ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اگر حَرَضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ کو منسوخ مانا جائے تو یہ غلط ہے کیونکہ اس میں ترغیب الی الجہاد ہے جو بالاتفاق منسوخ نہیں اور اگر اِنْ یُّکُنْ مِنْکُمْ مِّنْ حَرَضٍ قَرَأَ نے مدینہ میں آکر مسلمان شمار کروائے مرد قابل جنگ چھ سو ہوئے سب خوش ہوئے کہ اب ہم کو کس کافر کا ڈر ہے بعد اس کے یہ آیت اتری۔ فلا یعنی یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور ثواب پر اور جس کو یقین ہے وہ موت پر دلیر ہے۔

وَاَعْلَمُوْا ۱- ۳۲- الانفال ۸

اِنْ یُّرِیْدُ وَاَنْ یَّجِدَ عُوْکَ فَاِنَّ حُسْبَکَ اللّٰہُ ط اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دغا دیں تو تجھ کو کافی ہے اللہ

هُوَ الَّذِیْ اٰیَسَدَکَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ ۶۲ اسی نے تجھ کو زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا

وَاَلْفَ بَیْنَ قُلُوْبٍ مِّنْ عَرَبٍ قَوْمٍ ط کُوْا اَنْفَقْتَ مَا اور الفت ڈالی ان کے دلوں میں اگر تو خرچ کر دیتا جو کچھ

فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلْفَتْ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ زمین میں ہے سارا نہ الفت ڈال سکتا ان کے دلوں میں

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلْفَ بَیْنَهُمُ اِنَّہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۶۳ لیکن اللہ نے الفت ڈالی ان میں بیشک وہ زور آور ہے حکمت والا

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حُسْبَکَ اللّٰہُ وَمَنْ اَتَّبَعَكَ اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جتنے تیرے ساتھ ہیں

مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۶۴ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَرَضِ مسلمان ف اے نبی شوق دلا

الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ط اِنْ یُّکُنْ مِنْکُمْ مسلمانوں کو اللہ لڑائی کا اگر ہوں تم میں

عَشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتِیْنَ وَاِنْ بیس شخص ثابت قدم رہنے والے تو غالب ہوں دوسو پر اور اگر

یُّکُنْ مِنْکُمْ مِّائَةٌ یَغْلِبُوْا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ ہوں تم میں سو شخص تو غالب ہوں ہزار کافروں

کَفَرُوْا یَا اَیُّہُمْ قَوْمٌ لَا یَفْقَهُوْنَ ۶۵ اَلَنْ کے اوپر اس واسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف ط اب

سابقہ قانون خاص جہاد
یہ آیت کی ترغیب
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

منزل ۲

۳۵ عام مفہم یہ کا خیال ہے کہ یہ آیت اس سے بعد کی آیت یعنی اَلَّذِیْنَ خَفَّفَ اللّٰہُ اَلْحِجَّ عَنْہُمْ سے منسوخ ہو چکی ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اگر حَرَضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ کو منسوخ مانا جائے تو یہ غلط ہے کیونکہ اس میں ترغیب الی الجہاد ہے جو بالاتفاق منسوخ نہیں اور اگر اِنْ یُّکُنْ مِنْکُمْ مِّنْ حَرَضٍ قَرَأَ نے مدینہ میں آکر مسلمان شمار کروائے مرد قابل جنگ چھ سو ہوئے سب خوش ہوئے کہ اب ہم کو کس کافر کا ڈر ہے بعد اس کے یہ آیت اتری۔ فلا یعنی یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور ثواب پر اور جس کو یقین ہے وہ موت پر دلیر ہے۔ فتح الرحمن ص ۱۰۰ آیت نازل شد واجب گشت ثبات بادہ چنداں از کفار لجا ازاں منسوخ شد بوجوب ثبات در مقابلہ و چنداں ۱۲

بکھ جب یہ عتاب کی آئیں نازل ہوئیں تو مسلمان ڈر گئے کہ مال غنیمت کتنے جس میں قیدیوں کا فدیہ بھی شامل ہے یا تحفہ لگائیں اور اپنے استعمال میں نہ لائیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ مال غنیمت اور جو فدیہ تم لے چکے ہو تمہارے لئے حلال و طیب ہے اسے استعمال کرو اور آئندہ کے لئے احتیاط رکھو جو ہو گیا وہ اللہ نے معاف کیا۔ اگے ساتواں قانون جہاد برائے پیغمبر علیہ السلام۔ بعض قیدیوں نے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ ان کے بارے میں حضور علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ ان سے فرمادیں کہ اگر واقعی تم نے خلوص دل سے ایمان قبول کیا ہے تو غم نہ کرو جو فدیہ تم سے لے لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر دولت عطا فرمائے گا۔ دنیا میں اس کے عوض کسی گنا مال دیا گیا یا آخرت میں اس کا اجر دے گا۔

وَأَعْلَمُوا ۝۲۲۲ الانفال ۸

فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ

تمہارے ہاتھ میں ہیں قیدی اگر جانے گا اللہ

فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرٌ أَيْوَتِكُمْ خَيْرٌ أَمَّا أُخِذَ

مہترے دلوں میں کچھ نیکی تو دے گا، غم کو مہتر اس سے جو تم سے چین

مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٤٠﴾

گیا اور تم کو بخشنے کا اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان اور

اِنْ يَّرِيدُ اٰخِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ

اگر چاہیں گے مجھ سے دغا کرنی سو وہ دغا کرچکے ہیں اللہ سے اس سے

قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٤١﴾

پہلے بھراس نے ان کو پکڑوا دیا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا

جو لوگ ایمان لائے لکھ اور گنہ چھوڑا اور لڑے

يَا مَوَالِيَهُمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ

اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور

الَّذِينَ آوَوْا وَانْتَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُم

بھن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے

أُولَئِكَ بَعْضُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ جُرُؤًا

رفیق ہیں وہ اور جو ایمان لائے اور کفر نہیں پھوڑے

مَا رَكُم مِّنْ وَلَا يَتِيهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ

لوگوں کو ان کی رسالت سے سمجھ کا مہینہ جب تک

یہاں جروا ہے ورنہ اسٹنڈرڈ کو کم فی الدین
وہ گھنہ چھوڑ آویں اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین میں

وہ خطرہ چھوڑ آئیں اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین میں

منزل ۲

۱ ای انابه
۲ ای فامکنکم
علیهم یعنی المومنین
تعالی اسم المومن
۳ پر قدرت و جبر
۴ غیب الی
المرجوع و ایضا
۵ انصار مراد
۶ یس

خَيْرٌ اُول سے ایمان و تصدیق یا انابت الی اللہ مراد ہے
 اور خَيْرٌ اِثْنَانِی مَا لَا مَقْدَر کی صفت ہے۔ اور اگر وہ
 خیانت کا ارادہ رکھتے ہوں یعنی فدیہ دیتے وقت انہوں نے
 آپ سے جو عہد کیا ہے کہ آئندہ آپ کے ساتھ جنگ نہیں کریں
 گے۔ اگر وہ اس عہد کی خلاف ورزی کرنا چاہتے ہیں تو آپ
 متفکر نہ ہوں وہ اس سے پہلے بھی اللہ سے بد عہدی کر چکے ہیں
 تو اللہ نے آپ کو ان پر مسلط کر دیا اور آپ کے ہاتھوں ان کو
 پکڑوا دیا۔ اب اگر وہ دوبارہ خیانت اور بد عہدی کریں تو اللہ
 تعالیٰ پھر ان کو آپ کے قبضے میں دیدارے گا وہ بھاگ کر نہیں
 نہیں جاسکتے۔ **لکھ** یہ ہجرت اور جہاد کی ترغیب ہے۔
 یہاں مومنین کے تین فریقوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ فریق اول
 مہاجرین یعنی جنہوں نے اللہ کے دین کی خاطر اپنا وطن مکہ
 چھوڑا اور جہاد کیا۔ فریق ثانی انصار یعنی مدینہ کے اہل باشندے
 جو ہجرت سے قبل ایمان لائے تھے اور جنہوں نے مہاجرین کو
 رہائش کے لئے جگہ مہیا کی اور دلمے درمے ان کی مدد کی۔ ان
 دونوں فریقوں یعنی مہاجرین و انصار کے درمیان حضور علیہ السلام
 نے بھائی چارہ قائم فرمادیا۔ ان دونوں کے بارے میں فرمایا
 اُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلٰیَآءُ بَعْضٍ یعنی مسلمانوں کی یہ دونوں
 جماعتیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں یہ آپس
 میں ایک دوسرے کے رفیق اور معاون و مددگار ہیں ان میں
 سے ایک کی صلح سب کی صلح اور ایک سے جنگ سب سے جنگ
 تصور ہوگی ولایت سے دلالت نصرة و تعاون مراد ہے اس وقت
 میں یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں یا ولایت سے مراد عام ہے جو
 نصرت و وراثت دونوں کو شامل ہے۔ اس صورت میں یہ آیت
 اس سورت کی آخری آیت دَاوُلُوْا اِلَیَّ رَحَامٌ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی
 بَعْضٍ سے منسوخ ہوگی۔ یعنی اب نوارث کا ملائاسب پر ہوگا نہ
 کہ ہجرت پر حضرت شیخ رحمہ کے نزدیک پہلا معنی راجح ہے۔ فریق
 ثالث متضعیفین یعنی وہ مسلمان جو بعض مجبور یوں کی وجہ سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور مکہ ہی

موضع قرآن کی طرف ہو کر آئے اور یہ وعدہ تحقیق ہوا ان میں جو مسلمان ہوئے حق تعالیٰ نے ان کو بیشمار دولت بخشی اور جو نہ ہوئے وہ خراب ہو کر تباہ ہوئے۔ ۱۳

فتح الرحمن - یعنی مہاجران و انصار ایک یکسر مایہ کز نصرت دہند و مواخات کنند ۱۳

ایسا نہ کیا تو اس کا نتیجہ شرک کی ترقی اور فساد عظیم کی شکل میں رونما ہوگا۔ کیونکہ دارالہرب میں روکر کمزور مسلمان اپنا ایمان محفوظ نہیں رکھ سکیں گے اور نہ ان کا مال و جان خطرے سے بالا ہوگا نہ ان کی عزت و آبرو۔ نیز جب تک مسلمانوں کی طاقت ایک مرکز پر مجتمع نہیں ہوگی اس وقت تک کفر و شرک کا زور نہیں ٹوٹے گا۔ اِی ان لا تفعلوا ما اھرتکم بہ من تواصل المسلمین و تولی بعضہم بعضاً تحصیل فتنۃ فی الارض و مفسدۃ عظیمۃ لان المسلمین ما لم یصلیروا بید و احد علی الشراک کان الشراک ظاہراً و الفساذائدا (مدارک ج ۲ ص ۷۸) یہ مہاجرین اور انصار کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار کی بہت فضیلت بیان فرمائی ہے اور ان کی کئی خوبیاں گنائی ہیں مہاجرین کی ہجرت اور ان کے جنگ و قتال کو فی سبیل اللہ اور محض رضائے الہی کے لئے ہونے کا سہ ٹیفکیٹ عطا فرمایا اور دونوں فریق کے بارے میں اُولَئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا نازل کر کے اعلان فرمادیا کہ مہاجرین و انصار نہایت سچے اور مخلص مومن تھے۔ کہ ہُمْ مَغْفِرٌ ؕ وَرِسْقٌ ؕ کَرِیْمٌ سے ان کے مغفور الذنب اور عتیقی ہونے کی تصدیق فرمادی

موضح قرآن
والہ اور انصار جنگ دینے والے اور مدد کرنے والے
یعنی جتنے مسلمان حضرت کے ساتھ حاضر ہیں ان سب
کی صلح و جنگ ایک ہے ایک کا موافق سب کا موافق
ایک کا مخالف سب کا مخالف اور جو مسلمان اپنے ملک
میں ہیں جہاں کافر کا زور ہے ان کی صلح و جنگ میں

یہاں والے شریک نہیں۔ اگر ان کے صلیبی ان سے لڑے تو یہ مدد نہ کریں اگر ان کے صلیبی پر قابو پاویں تو درگزر نہ کریں اور اگر اجنبی ان پر ظلم کرے اور مرد و چاہیں تو مدد کرے ۱۳۔
یعنی کافر آپس میں ایک ہیں تمہاری دشمنی سے جہاں پاویں گے ضعیف مسلمانوں کو ستا دیں گے سو تم مسلمانوں کو سنا دو کہ جو ہمارے پاس ہو اس کا ذمہ ہمارا ہے اور جو اپنے گھر ہے وہ جس طرح جائے سمجھ لے ۱۴۔
یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سردار کے ساتھ والے مسلمان اعلیٰ ہیں گھر بیٹھے والوں سے آخرت میں ان کو بخشش ہے زیادہ اور دنیا میں روزی بانٹتے یعنی غنیمت اور فخر حق ان کا ہے۔ ۱۵۔
یعنی مہاجرین میں جتنے ملتے جاویں گے سب شریک ہیں اور نالتے والا اگرچہ پیچھے مسلمان ہو یا، بھرت کر کے آیا پہلے نالتے والے مسلمان جہا جہا حق دار ہے یعنی میراث وہی لے گا اگرچہ رفاقت قدیم اور نو سے ہے۔ ۱۶۔

فتح الرحمن واما یعنی کار سازی را با یکدیگر ۱۲ و اما یعنی صلوة و توارث میان اهل قرابت که اصحاب فروض و عصبات اند لازم است والله اعلم ۱۳

تو تم کو لازم ہے ان کی مدد کرنی مگر مقابلہ میں ان لوگوں کے کہ ان میں اور

تم میں ہمہ ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے و

اور جو لوگ کافر تھے ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں

اور برسی قرآنی

Handwritten musical notation on a staff, featuring various notes and rests.

نَصَبَ وَآءُ وَلَكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ الْحَاطِرُونَ

مَغْفِرَةً وَرِزْقًا كَرِيمًا ﴿٤٢﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا

مِنْ بَعْدَ وَهَاجِرٍ وَأَوْجَاهِدْ وَأَمْعَلْ فَأُولَئِكَ

سَمِعُوا وَأَوْبُوا لِرَحَاءِ بَعْضِهِمْ أَوْى بِبَعْضٍ

اللہ کے حکم میں ہے تحقیق اللہ سرچشمہ سے خیردار ہے

سید محمد باقر

۵۷ اور جو لوگ ہجرت اولیٰ کے بعد مسلمان ہوئے اور پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں مہاجرین اولین اور انصار سے جا ملے وہ بھی صلح و جنگ کے احکام میں ان کے ساتھ شریک ہوں گے۔ ان کے تاخیر سے ان احکام میں کوئی فرق نہیں پڑے گا اگرچہ شرف و فضیلت میں مہاجرین اولین اور انصار سابقین ان سے ممتاز ہیں۔ والمراد ان المراد بهم الذین ہاجروا بعد الہجرت الاولیٰ (روح ۱۰) ۵۸ جو مسلمان دارالحرب میں رہ گئے اور پہلے ہجرت نہ کر سکے ان کے اور ان کے رشتہ دار مہاجرین کے درمیان اختلاف دارین کی وجہ سے وراثت کا سلسلہ منقطع تھا لیکن جب وہ ہجرت کر کے ان سے جا ملے تو وہ صلح و جنگ کے احکام کے علاوہ وراثت میں بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں گے اور ان کے اور ان کے رشتہ دار مہاجرین میں تواریث جاری ہو جائیگا ۵۹ بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے وہ اپنے بندوں پر جس طرح چاہتا ہے احکام نافذ کرتا ہے۔ آخری رکوع میں لوگوں کی چار قسموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ تین قسمیں مومنوں کی یعنی (۱) مہاجرین (۲) انصار (۳) جو مومنین مجبوراً ہجرت نہ کر سکے اور (۴) کفار۔ قسم الناس اربعة اقسام قسم امنوا و ہاجروا و قسم امنوا و نصرنا و قسم امنوا و لم یہاجروا و قسم کفروا و لم یؤمنوا (مدارک ج ۲ ص ۵۷)

سورة انفال کی خصوصیات

اس میں آیات توحید

- (۱) گمنا آخو جک ربک من بیعتک بالحق وان فریقاً من المؤمنین کفار ہونہ (۱۶) نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
- (۲) وتوہون ان غیر ذات الشوکہ تگون لکم تا — ویقطع دابر الکافرینہ نفی علم غیب از غیر اللہ۔
- (۳) اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم (۱۶) اللہ ہی ناصر و مددگار اور کارساز ہے اور کوئی نہیں۔
- (۴) قلہ تقتلوہم و لکن اللہ قتلہم من و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رھی (۲۶) ولی کی کرامت اور نبی کا معجزہ در حقیقت اللہ کا فعل ہے جو ولی یا نبی کے ماتھے پر ظاہر ہوتا ہے۔ کرامت اور معجزہ ولی اور نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا۔
- (۵) دما کان صلا تہم عند البیت الی مکاء و تصدیہ ط (۴۶) اس میں سے مزامیر کی ممانعت نکلتی ہے۔
- (۶) وکوتوا عدوہم و اختلقتہم فی البیعا د (۵۶) نفی علم غیب از صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
- (۷) وان یریدوا ان یخذ عوک (۸۶) نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
- (۸) هو الذی آتیک بنصرہ و بال مؤمنین تا — انہ عزیز حکیمہ (۸۶) متصرف کارساز اور مسبب الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔
- (۹) یا ایہا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المؤمنینہ (۸۶) ہر معاملہ اور ہر مہم میں اللہ تعالیٰ ہی کفایت کرے والا ہے اور کوئی نہیں۔ وہی سب کا کارساز ہے۔

خلاصہ :- سورہ توبہ کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ ابتداء سے لے کر رکوع ۵ کے آخر تک لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ تک ہے اور دوسرا حصہ رکوع ۶ کی ابتدا لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ سے لے کر رکوع ۱۲ کے آخر تک ہے۔ پہلے حصے میں بدعہدی کر نبولے مشرکین سے اعلانِ برائت، مشرکین کے ساتھ اعلانِ جنگ، مشرکین سے جنگ کرنے کے بارے میں شبہات کا جواب جو ان کے ساتھ قتال کرنے کے موافق تھے اور مشرکین سے قتال کرنے کے اسباب و وجوہ مذکور ہیں۔ اور دوسرے حصے میں منافقین پر زہریں اور مومنین کے لئے ترغیب الی القتال ہے۔ دوسرے حصے کے آخر میں مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا الْحَجَّ سے فرمایا مشرکین سے جہاد جاری رکھو۔ اور تمہارے جو متعلقین حالت کفر میں مر چکے ہیں یا جن کے دلوں پر مہرِ جباریت لگ چکی ہے ان کے لئے دعائے مغفرت بھی مت کرو اگرچہ وہ نہایت قریبی رشتہ دار ہوں۔

پہلے حصے کی ابتدا میں بَرَاءَةُ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ الخ میں بدعہدی کرنے والے مشرکین سے اعلانِ برأت ہے یعنی جن مشرکین سے تمہارا معاہدہ تھا مگر انہوں نے معاہدہ توڑ دیا تم بھی معاہدے سے اعلانِ برأت کرو اور سارے ملک میں اس اعلان کی چار ماہ تک خوب اشاعت کرو اور پھر حج کے موقع پر بھی اس اعلان کو دہراؤ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰخَذُوْا عٰہِدًا مِّنْکُمْ ثُمَّ لَمْ یَمِیْلُوْا فِیْ شَیْءٍ مِّنْہُمْ فَاُولٰٓئِکَ لَمْ یَجِدْکُمْ فَاٰخٰذُوْا بِہُمْ فَاُولٰٓئِکَ لَمْ یَجِدْکُمْ فَاٰخٰذُوْا بِہُمْ فَاُولٰٓئِکَ لَمْ یَجِدْکُمْ فَاٰخٰذُوْا بِہُمْ۔ جب اہل حریم گزر جائیں تو عہد توڑنے والے مشرکین جہاں کہیں بھی مل جائیں انہیں قتل کر ڈالو۔ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اَسْتَجَارَکُمْ سَے پناہ مانگنے والے مشرکین کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عٰہِدٌ (۲۷) الخ (۲۷) یہ مانعِ اول کا جواب ہے۔ مانع یہ تھا کہ ان مشرکین سے تو معاہدہ کیا گیا ہے ان سے جہاد کیونکر جائز ہے۔ جواب دیا گیا کہ جب انہوں نے عہد توڑ دیا تو اب مانع باقی نہ رہا۔ اب ان سے جہاد کرو۔ مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا اَلْحَکْمَ (۳) الخ (۳) یہ مانعِ دوم کا جواب ہے۔ مانع دوم یہ تھا کہ مشرکین تو بڑے نیک کام کر رہے ہیں۔ بیت اللہ کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں اور حاجیوں کی خدمت کرتے ہیں۔ فرمایا کفر و شرک کی حالت میں اعمالِ صالحہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ اعمال رائیگاں ہیں۔ اعمال کی قبولیت کا مدار ایمان پر ہے اور وہ ایمان سے خالی ہیں۔ اس کے بعد الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَہَاجَرُوْا الخ میں ہاجرین اور مجاہدین کے لئے بشارتِ اخروی ہے۔ اَلِیٰہِمْ ہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَلَا بَشٰرَتٌ لَّہُمْ (۴) الخ (۴) یہ تیسرے مانع کا جواب ہے یعنی مشرکین سے تو قریبی رشتہ داریاں ہیں ان سے جنگ کرنے سے قطع رحمی ہوگی۔ فرمایا اگر اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلے میں تمہیں رشتہ داریاں اور مالی منافع زیادہ عزیز ہیں تو پھر تم بھی اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔ اس کے بعد لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰہُ الخ (۵) الخ (۵) بشارتِ دنیوی ہے۔ قَرٰنٌ خِفْتُمْ عَلَیْہِ الخ یہ چوتھے مانع کا جواب ہے۔ یعنی اگر مشرکین سے جہاد کی صورت میں کاروبار تباہ ہونے اور مالی پریشانیوں کا اندیشہ ہو تو اس کی پرواہ نہ کرو۔ اللہ تمہیں فراخی سے دولت عطا فرمائے گا۔ قَاتِلُوْا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ الخ یہاں سورہ انفال کے دعوے کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کن لوگوں کے ساتھ قتال کرنا ہے اور ان لوگوں سے قتال کے اسباب و وجوہ کیا ہیں۔ یعنی جو لوگ اللہ کی توحید اور پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے اور غیر اللہ کو متصرف و کارساز سمجھ کر ان کے لئے تحریمیں کرتے اور نذریں دیتے ہیں اور اللہ کی تحریمات کو بائی نہیں رکھتے ان سے جہاد کرو وہ خواہ مشرکین عرب ہوں یا یہود اور نصاریٰ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ قتال کی پہلی وجہ ہے۔ یعنی اللہ کی رسالت پر ایمان نہیں۔

[illegible]

ہتھکنڈوں سے لوگوں کا مال بھرتے ہیں۔ چھٹی وجہ قتال اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا الخ اللہ تعالیٰ نے روز اول سے مہینوں کی تعداد بارہ مقرر کی اور ان میں سے چار مہینوں کو قابل احترام ٹھہرایا مگر ان مشرکین نے ان میں اپنی طرف سے رد و بدل کر دیا وہ عزت والے مہینوں میں جنگ و قتال کر کے ان کی جگہ دوسرے مہینوں کو عزت والے قرار دے کر ان میں جنگ نہ کرتے۔ جن مشرکین نے اشہر حرم کا احترام باقی نہیں رکھا ان سے بھی قتال کرو۔

دوسرا حصہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ الخ (۶۶) بیان دعویٰ کے بعد مومنوں کے لئے ترغیب الی القتال، منافقین اور ان مومنوں کے لئے جو جہاد میں شریک نہیں ہوئے زجر و توبیخ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں سے ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ تک ترغیب الی القتال ہے۔ دوسرے حصے میں صحابہ کرام کی تین اور منافقین کی چار جماعتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ صحابہ کی تین جماعتیں (۱) وہ مہاجرین و انصار جو جان و دل سے جنگ تبوک میں شریک ہوئے اور جہاد کیا۔ آیات ذیل میں ان کے فضائل اور ان کے لئے بشارتیں مذکور ہیں۔ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ — تا — ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (۹۴)، لَكِنَّ الرَّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ — تا — ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (۹۵) وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَشُوْعُن بِاللَّهِ (۱۲۷) — تا — ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (۱۲۸) اِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ — تا — وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۲۹) لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ — تا — اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيْمٌ۔

(۲) وہ پانچ صحابہ کرام جو مخلص مومن تھے مگر جہاد میں شریک نہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے کوسٹولوں سے باندھ لیا اور گر گر کر توبہ کی۔ اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ — تا — هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيْمُ (۱۳۰) میں ان کا ذکر ہے۔

(۳) وہ تین صحابہ جو قدیم الایمان اور نہایت مخلص تھے اور سستی کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی واپسی پر کوئی عذر نہیں تراشا۔ بلکہ اپنا قصور صاف صاف بیان کر دیا ان کو بطور تادیب بجاس دن کی ڈھیل دی اور اس کے بعد ان کی توبہ قبول فرمائی۔ ان کا ذکر ان دو آیتوں میں ہے۔ وَآخَرُونَ مُّرْجُونَ لِلَّهِ اِمَّا يَعْتَدِلُ بِهِمْ وَلَا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيْمٌ (۱۳۱) اور وَ عَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا — تا — اِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيْمُ (۱۳۲)

منافقین کی حسب ذیل چار جماعتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۱) وہ منافقین جو جہاد میں شریک نہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی جہاد سے واپسی پر جھوٹے بہانے تراشنا شروع کئے۔ حسب ذیل مقامات میں ان کے احوال و قبائح مذکور ہیں۔ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَاِنْ كَانَ لَكُمْ غُرْبًا قَرِيْبًا (۶۷) — تا — اِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَخَدُّوْنَ (۸۷) فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ (۱۱) — تا — فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ (۱۱)، وَجَاءَ الْمُعَذِّبُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ (۱۳۰) — تا — وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيْمٌ (۱۳۲)

(۲) وہ منافقین جو جہاد میں شریک نہ ہوئے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے کے لئے ”مسجد ضرار“ تعمیر کی۔ ان کا ذکر وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا (۱۳۰) — تا — وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيْمٌ (۱۳۲) میں ہے۔

(۳) وہ منافقین جو ازراہ نفاق جہاد میں شریک ہوئے مگر راستہ میں مسلمانوں کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرتے رہے۔ ان کا ذکر وَلَٰكِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ — تا — كَاُنَّا مُجْرِمِيْنَ (۸۷) میں ہے۔

(۴) وہ منافقین جنہوں نے حضور علیہ السلام کی جنگ تبوک سے واپسی پر آپ کو ملاک کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو ان کی ناپاک سازش کی اطلاع دے دی۔ ان کا ذکر يَخْلِفُوْنَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا ط — تا — مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيْبٍ (۱۰۷) میں کیا گیا ہے۔ اس حصے میں ثعلبہ منافق کا واقعہ بھی مذکور ہے جس نے حضور علیہ السلام سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا عہد کیا تھا مگر عہد پر قائم نہ رہا۔ اس کا واقعہ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ اِنْ يَمْلِكِ الْاَكْثَرُ (۱۰۷) میں مذکور ہے۔

سورت کے آخری رکوع میں سورت کے تمام مضامین کا بالا جہال اعادہ کیا گیا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوْا الَّذِيْنَ يَكُوْنُوْكُمْ الْاِلَٰهَ فِيْ حَكْمِ قِتَالِ كَاَعَادَ هُوَ۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الْاَلِ فِيْ تَرْغِيْبِ اِتِّبَاعِ رَسُوْلٍ كَاَعَادَ هُوَ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ میں مسئلہ توحید کا بیان ہے جس کی خاطر جہاد کا حکم دیا گیا۔

سورہ براءت کا پہلا حصہ جو ابتداء سے لیکر رکوع ۵ کے آخر یعنی وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ تک ہے۔ اس میں تین امور مذکور ہیں حصہ اول (۱) اعلان براءت از مشرکین (۲) جہاد کے چار موانع کا جواب اور (۳) مشرکین سے جہاد کرنے کے وجوہ۔

۲۷ سورہ برات سے پہلے بسم اللہ نہیں لکھی گئی اسکی مختلف وجوہ ذکر کی گئی ہیں، اقرب الی الصواب یہ ہے کہ اس سورت سے پہلے بسم اللہ نازل ہی نہیں ہوئی تھی کیونکہ بسم اللہ امان ہے اور سورہ توبہ قتال کا حکم لیکر نازل ہوئی جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سفیان بن عیینہ سے منقول ہے۔ عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من انزل البسملة امانا وبراءة نزلت بالسيف ومثله عن محمد بن الحنفية وسفيان بن عيينة ومرجع ذلك الى انها لم تنزل في هذه السورة كما خواها لما ذكر (روح ص ۱۰)

مسلمانوں کا مشرکین سے معاہدہ تھا مگر مشرکین اپنے عہد پر قائم نہ رہے اور انہوں نے عہد توڑ ڈالا البتہ بنی ضمرہ اور بنی کنانہ اپنے عہد پر قائم رہے۔ قریش اور ان کے حلیف قبیلہ بنی بکر نے مسلمانوں کے حلیف بنی خزاعہ پر ظالمانہ حملہ کر کے ان کو نقصان پہنچایا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ عہد شکن مشرکین سے معاہدہ ختم کرنے کا اعلان کر دیں اور ان کو چار ماہ کی ہمت دیدیں تاکہ اس دوران میں وہ یا تو وطن سے نکل جائیں یا اسلام قبول کر لیں یا پھر جنگ کیلئے تیار ہو جائیں۔ یہ حکم شوال سنہ ۶ میں نازل ہوا تھا۔ اور چار مہینوں سے شوال، ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم مراد ہیں۔ اعلان برات کے بارے میں فرمایا کہ سائے ملک میں برات کا عام اعلان کر دو اور برات نامے لکھ کر ملک میں پھیلا دو تاکہ سب کو برات کا علم ہو جائے وَاَنَّ اللَّهَ لَخَزْنُ أَلْفَيْ نَفْسٍ اَنْتُمْ كِي غَمِيْرٍ مِّنْصُوبٍ مَّعْطُوفٍ هے۔ ۲۷ یعنی حج کے دن بھی برات کا اعلان کر دو کیونکہ حج کے موقع پر دور دراز کے لوگ آتے ہیں تاکہ جسے پہلے علم نہیں ہو سکا اسے بھی علم ہو جائے مگر موسم حج میں اعلان برات کے ساتھ چار ماہ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ چار ماہ کا شمار تو ایتائے نزول آیت سے ہوگا اور موسم حج تک دو ماہ گزر چکے ہوں گے۔ ۲۷ اس سے وہ مشرکین مراد ہیں جو اپنے عہد پر قائم رہے اور مسلمانوں کے خلاف دشمن کی مدد نہیں کی یعنی بنی ضمرہ اور بنی کنانہ (روح) فرمایا ان کو مدت عہد گزرنے تک کچھ نہ کہو۔

موضع قرآن **۱۰** یہ سورت برات ہے حضرت نے بیان نہیں فرمایا کہ یہ جدا سورت ہے اور سورت میں کی آیتیں ہیں سورہ کا نشان تھا صلح ہوئی تھی اور کبھی کبھی فرقوں سے جو اِنَّا اَخْتَصَمْنَا میں بیان ہے اور عرب کی بہت قوموں سے صلح تھی جب کہ مکہ فتح ہوا اس سے بعد ایک برس حکم نازل ہوا کہ کسی مشرک سے صلح نہ رکھو اور یہ باب حج کے دن یعنی عید قربان کو سب حج کے قافلوں میں پکار دو کہ سب کو خبر پہنچے اور صلح کا جواب دیکر چار مہینے فرصت دو کہ اس میں خواہ لڑائی کا سر انجام کریں یا وطن چھوڑ جاویں یا مسلمان ہوں۔ ۱۰

التوبة ۹

سورہ توبہ ۱۰۱
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا یُغْفِرُ اللّٰهُ الذُّنُوْبَ لِمَنْ یَّهْدِیْ
بِرَءَاۤءَةِ مِّنْ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِۦ اِلَی الَّذِیْنَ عَاهَدْتُمْ
مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۱ فِیْ سَبْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ
اَشْهُرٍ وَّاَعْلَمُوْا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ وَاَنَّ
اللّٰهَ مُخْزِی الْکٰفِرِیْنَ ۲ وَاِذَا نَزَلَ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ
اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحُجَّجِ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِءٌ مِّنَ
الْمُشْرِکِیْنَ ۳ وَّرَسُوْلُهُ طَفَا نِ بَیْنَهُمْ وَخَیْرٌ لَّکُمْ
وَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاَعْلَمُوْا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ
وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۴ اِلَّا الَّذِیْنَ
عَاهَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْکُمْ شَیْئًا
وَلَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْکُمْ اَحَدًا فَاَتَتْکُمْ اِلَیْہِمْ عٰہِدُہُمْ
وَرَمَدُوْا نَہِی تَمَّارَے مَقَابِلَہِمْ کِسِی کی سوان سے پورا کر دو ان کا عہد

فتح الرحمن ۱۰ سال نہم حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی را در موسم حج فرستاد تا عہد مشرکانہ براندازد الا چار ماہ فرصت داد تا در امر خود تامل کنند مگر دو فرقہ بنو ضمرہ و بنو کنانہ کہ خیانت در عہد نکرده بودند پس خدا نے تعالیٰ عہد ایشاں را تا مبعاد آن مقرر داشت و تا اندک کند کہ بعد از این بیچ مشرک کج نیاید و بیچ بر سہ طواف کعبہ کند و اہل سورت برات برایشان خواندہ ۱۰

وَأَعْلَمُوا ۝

سجودِ حرام کے پاس دعا سو جب تک وہ کم سے سیدھے رہیں

تاریخ: ۱۳۹۸/۰۵/۰۵

فتح الرحمن
یعنی آں چہار ماہ کہ ایشانہ فرصت داده بودند ۱۲ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با کفار قریش صلح کرده بودند و ایشان در مقام عذر آمدہ بر کشتن خلفائے آنحضرت اعانت نمودند و این صورت سبب فتح مکہ شد خدا ایتحالی برائے تبلیغ بر غزوہ فتح آیات فرستاد ۱۳ و یعنی قریش کہ در حدیبیہ با ایشان صلح واقع شد بودند ۱۴

ح الرحمن اعانت نمودن و ايسر صورت سبب فتح مکه شد خداي متعالی برائے تبليغ برگزوده فتح آيات فرستاد ۱۲ و يعنی قریش که در حبيبیه با ايشان صلح واقع شده بود ۱۳

ہے کَیْفَ یَکُونُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَہْدٌ کِی عِلت ہے یہاں مشرکین کے خبیث باطن اور فسادِ نیت کو ظاہر فرمایا کہ ان سے وفاء عہد کیونکہ ہو سکتا ہے اگر انہیں کبھی تم پر غلبہ حاصل ہو جائے تو وہ نہ تمہاری رشتہ داری کا پاس و لحاظ کریں گے اور نہ اپنے عہد و پیمان کا ان کی چکنی چٹری باتوں پر مست اعتماد کرو۔ ان کا باطن خبیث اور ناپاک ہے۔ ۹ تَمَّتْ

قَلِيلًا سے شہوات و امورِ نفسانیہ
مراد ہیں اور اشتراء، استبدال
سے کنایہ ہے۔ یعنی وہ اللہ کی آیتوں
کو ماننے اور ان پر عمل کرنے کی
 بجائے خواہشاتِ نفسانیہ اور
شہواتِ حیوانیہ کے مطیع و فرمانبردار
ہیں۔ یعنی انہما اعتنا ضواہن۔
اتباع آیات اللہ بما التہوا بہ
من امور الدنیا الخسیسة۔

(ابن کثیر ج ۲ ص ۳۲) وهو
أهواءهم وشہواتہم التي
اتبعوها (روح ج ۱ ص ۵)
شہوات و شہوات کے اتباع
میں ایسے اندھے ہیں کہ کسی مومن
سے تعلق قرابت اور عہد کا پاس
نہیں کرتے قَان تَابُوا الخ
ہاں اگر وہ صدق دل سے اسلام
قبول کر لیں اور اسلامی احکام
کے پابند ہو جائیں تو پھر وہ تمہارے
بھائی بن جائیں اور ان کے حقوق تمہارے
برابر ہیں۔ اب ان کا مال و جان محفوظ
ہے۔ ان سے کسی قسم کا تعرض مت کرو
لَا تَكْشُوا کی ضمیر سے اگر بنو
کنانہ اور بنو نضیر مراد ہوں جو عہد
پر قائم تھے تو ان اپنے معنی
موضوع لہ پر ہوگا اور اگر اس سے
عہد توڑنے والے مشرکین مراد ہوں
تو ان بمعنی اِذَا ہوگا کیونکہ
اس صورت میں نقص عہد شکوک
نہیں تھا بلکہ یقیناً واقع ہو چکا تھا
أَلَا تَقَاتِلُونَ قَوْمًا تَكَفُّوْا
الخ دوسری توجیہ کا مؤید ہے۔

۱۲۔

التوبة ۹

۳۲۹

وَأَعْلَمُوا ۱۰

فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۵

تم ان سے سیدھے رہو بے شک اللہ کو پسند ہیں احتیاط والے و
کَیْفَ وَإِنْ يَبْظَهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ
کیونکہ رہے صلح اور اگر وہ تم پر قابو پائیں تو نہ لحاظ کریں تمہاری

الْأَوَّلَ ذِمَّةً ط يَرْضَوْنَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَى
قرابت کا اور نہ عہد کا تم کو راضی کر دیتے ہیں اپنے منہ کی بات سے اور ان کے

قُلُوبِهِمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَسِقُونَ ۸ اِشْتَرَوْا
دل نہیں مانتے اور اکثر ان میں بد عہد ہیں بیع ڈالے انہوں نے

بِأَيْتِ اللَّهِ شِمًا قَلِيلًا قَصْدًا وَأَعْنُ سَبِيلِهِ
اللہ کے حکم سمجھوڑی قیمت پر خدا کا اس کے رستہ سے

إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۹ لَا يَرْقُبُونَ
برے کام ہیں جو وہ لوگ کرتے نہیں نہیں لحاظ کرتے

فِي مُؤْمِنٍ إِلَّا وَادِمْ ط وَأُولَئِكَ هُمُ
کسی مسلمان کو حق میں قرابت کا نہ عہد کا اور وہی ہیں

الْمُعْتَدُونَ ۱۰ قَان تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ
زیادتی پر سو اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز

وَأَتُوا الزَّكَاةَ فَخِوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنَقِصَلُ
اور دیتے رہیں زکوٰۃ تو تمہارے بھائی ہیں حکم شریعت میں اور ہم کھول کر بیان

الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۱۱ وَإِنْ تَكَشُّوا أَنَّهُمْ
کرتے ہیں حملوں کو جاننے والے لوگوں کے واسطے اور اگر وہ توڑ دیں اللہ اپنی قسمیں

مَنْ أَبْعَدَ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا
عہد کرنے کے بعد اور عیب لگائیں تمہارے دین میں تو لڑو

منزل ۲

أَمَّا الْكُفْرُ اس سے مراد رؤساء کفر اور پیشوا بن مشرک ہیں جو اطرافِ مکہ کے باشندے تھے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے میں مشرکین
مکہ کو مدد دی تھی یعنی قبل از فتح مکہ اس سے مدینہ کے یہود مراد لینا صحیح نہیں۔ لَا اَيْمَانُ کہہ امی و عہد لہ یعنی ان کے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں ان سے

موضع قرآن ۱۰ ص ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲

اللہ یہ ترغیب الی القتال ہے اور استفہام انکاری ہے۔ اور ساتھ تین وجوہ کا ذکر کر دیا گیا جو ان سے قتال کی موجب ہیں۔ **أَوَّلُ تَلَكُّوْا أَيْمَانَهُمْ** کہ انہوں نے عہد شکنی کی ہے۔ **ثَوْمُ كُفُّوْا** یا خراج الرسول۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکالنے کی کوشش کی **ثَوْمُ وَهُمْ بَدَّوْكُمْ** اور انہوں نے تمہارے ساتھ جنگ کی ابتداء کی لہذا ان سے ضرور قتال کرو کیا تمہیں یہ ڈر ہے کہ جنگ کی صورت میں تمہیں مشرکین کے ہاتھوں نقصان پہنچے گا۔ ۹۔ اس کی پرواہ مت کرو بلکہ اللہ سے ڈرو اور اس کے حکم کی خلاف ورزی مت کرو۔ خالص اور بچہ ایمان کا یہی تقاضا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نافع و ضار نہ سمجھو فان مقتضى ايمان المؤمن الذي يتحقق انه لا ضار ولا نافع الا الله تعالى ولا يقدر احد على مضرة ولا نفع الا بمشيئته ان لا يخاف الا من الله تعالى (تجار و جہ) **ثَلَاثُ مَذْكُورَةٌ** بالآتين وجوہ قتال میں سے ایک بھی ان سے قتال کا باعث بننے کے لئے کافی ہے چہ جائیکہ تینوں وجوہ موجود ہوں لہذا ان مشرکین سے قتال کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے ان کو رسوا کرے گا اور ان کے مقابلے میں تمہاری مدد فرمائے گا۔ پس طرح جن مومنوں کو ان کے ہاتھوں تکلیفیں پہنچی تھیں وہ خوش ہوں گے اور ان کے دلوں کی جلن دور ہو جائے گی۔ **ثَلَاثُ** یہ زجر ہے۔ خطاب مومنین سے ہے یا منافقوں سے جنہیں قتال کا حکم ناگوار محسوس ہوا۔ **وَلِيُخَيِّرَ رَاذِلًا** دوست۔

موضح قرآن **ثَلَاثُ** اگر ثابت ہو ایک کا فر عیب تیا ہے ہمارے دین کو وہ ذمی نہ رہا۔ ۱۲۔ فتح الرحمن یعنی تکلیف جہاں نشود۔ ۱۲۔

أَيُّسَةُ الْكُفْرِ لَا إِلَهُمْ إِلَّا أَيْمَانُ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَشْتَهُونَ ۝ **أَلَا تَقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَّوْكُمْ** اور مشرکین رہیں کہ رسول کو نکال دیں اور انہوں نے پہلے چھپر **أَوَّلُ مَرَّةٍ ط** **أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَإِنَّ اللَّهَ أَخْشَىٰ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝** **قَاتِلُوهُمْ** تم کو زیادہ اگر تم ایمان رکھتے ہو **لَعَلَّهُمْ يَشْتَهُونَ** تم کو زیادہ اگر تم ایمان رکھتے ہو **يَعَذِّبُهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِيهِمْ وَيُنْصِرْكُمْ** تا عذاب دے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں اور رسوا کرے اور تم کو ان پر **عَلَيْهِمْ وَيُكَفِّرُ عَنْ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ۝** **وَيُنْصِرْكُمْ** غالب کرے اور تمہارے کرے دل مسلمان لوگوں کے اور **يُنْصِرْكُمْ** ان کے دل کی جلن اور اللہ توبہ نصیب کرے گا جس **يُنْصِرْكُمْ** **وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝** **أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا أَنْ تَبْزُغُوا** اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے کیا تم یہ گمان کرتے ہو اللہ مٹا کر **تَبْزُغُوا** چھوٹ جاؤ گے حالانکہ ابھی معلوم نہیں کیا اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد **وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ** کیا ہے اور نہیں پکڑا انہوں نے سوا اللہ کے اور اس کے رسول کے اور

۱۰۔ اَعْلَمُوا ۱۱۔ ۳۳۱ التوبة ۹

لَا تُؤْمِنُ وَلَا يُحِبُّهُ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝۱۶

مسلمانوں کے کسی کو بھیدی اور اللہ کو خبر ہے جو تم کر رہے ہو

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ

مشرکین کا کام نہیں ہے کہ آباد کریں اللہ کی مسجدیں

شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفْرِ ۝ أُولَٰئِكَ

اور تسلیم کر رہے ہوں اپنے اوپر کفر کو وہ لوگ

حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۝ وَفِي النَّارِهِمْ خُلْدٌ ۝۱۷

خراب گئے ان کے عمل اور آگ میں رہیں گے وہ ہمیشہ

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

وہی آباد کرتا ہے مسجدیں اللہ کی جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت

الْآخِرَةِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَحْشَ إِلَّا

کے دن پر اور قائم کیا نماز کو اور دیتا زکوٰۃ اور نہ ڈرا سوائے

اللَّهُ تَقِ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝۱۸

اللہ کے کسی سے سوا امیدوار ہیں وہ لوگ کہ ہوویں ہدایت والوں میں

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

کیا تم نے کر لیا دیا حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کا بسانا

كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَحَبَاهُ فِي

برابر اس کے جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور لڑا

سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

اللہ کی راہ میں یہ برابر نہیں ہیں اللہ کے نزدیک اور اللہ ہدایت نہیں دیتا

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝۱۹ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَ

ظالم لوگوں کو جو ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے اور

منزل ۲

۱۰۔ اَعْلَمُوا ۱۱۔ ۳۳۱ التوبة ۹

۱۰۔ اَعْلَمُوا ۱۱۔ ۳۳۱ التوبة ۹

۱۰۔ اَعْلَمُوا ۱۱۔ ۳۳۱ التوبة ۹

۱۰۔ اَعْلَمُوا ۱۱۔ ۳۳۱ التوبة ۹

۱۰۔ اَعْلَمُوا ۱۱۔ ۳۳۱ التوبة ۹

۱۰۔ اَعْلَمُوا ۱۱۔ ۳۳۱ التوبة ۹

۱۰۔ اَعْلَمُوا ۱۱۔ ۳۳۱ التوبة ۹

۱۰۔ اَعْلَمُوا ۱۱۔ ۳۳۱ التوبة ۹

سے ہرگز دوستی نہ رکھو۔ ان سے محبت و شفقت کا رشتہ توڑ لو اور اللہ کے دین کو سر بلند کرنے کیلئے ان سے جہاد کرو۔ ۱۹ یہ زجر ہے یعنی اگر ماں باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور دیگر رشتہ دار، مال و دولت، کاروبار اور مکانات تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر اللہ کے عذاب کیلئے تیار ہو جاؤ۔ یہ پہلے حکم لا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَلَا إِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنْ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے تہدید و تحویف ہے فَتَرْتَبِصُوا۔ وہذا امر تہدید و تحویف (خازن ج ۳ صفحہ ۱۵۵)، (رکھتے یا فی اللہ بامرہ) ۱۲ الحسن بعقوبۃ اجلۃ او عاجلۃ (قرطبی ج ۸ صفحہ ۹۷)

موضع قرآن فل اوپر سے نیچے تک پانچ آیتیں نازل ہوئیں اس پر کہ گفتگو ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ میں۔ حضرت عباس نے آخر کو ہجرت کی ہے کہا حضرت علی نے اگر تم اول ہجرت کرتے تو جہاد میں حاضر ہوتے اور مرتبہ بلند پاتے جیسے ہم نے پائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بھی خدا کے کام میں تھے یعنی خدمت حاجیوں کی اور آبادی مسجد الحرام کی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کام ان کے برابر نہیں اور مشرکوں کی خدمت قبول نہیں کوئی مسلمان خدمت کرے تو قبول ہے۔

فائدہ ان آیتوں سے سمجھ کر حضرت نے مکہ سے کافروں کو نکال دیا ہمیشہ کو حکم ہوا کہ مکہ میں کافر نہ جاویں اور علما نے لکھا ہے کہ کافر چاہے مسجد بناوے اس کو منع کر دینے اور اس سے یہ نہ کہ کتاب ہے کہ پیغمبر کی قرابت سے عمل کا درجہ بڑا ہے کہ حضرت عباس جزا قرابت میں قریب تھے اور حضرت علی عمل میں زیادہ۔ فل یعنی بعض شخص دل سے مسلمان

ہیں لیکن برادری سے توڑ نہیں سکتے کہ ظاہر مسلمان ہو جاویں ان کا حال یہاں سے سمجھو۔ ۱۲ فتح الرحمن فل بغزوہ فتح و ترغیب ہر جہاد مشرکین و اہل کتاب نازل شدہ ۱۲

مسلمان نہ نکالت کا حکم

لای امانیہ و آؤ و قتلہ و غیرہ

جَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ

لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے

أَعْظَمُ دَرَجَةٍ عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۲۰

ان کے لئے بڑا درجہ ہے اللہ کے ہاں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّتِ

خوشخبری دیتا ہے ان کو پروردگار ان کا اپنی طرف سے مہربانی کی اور رضا مندی کی اور باغوں کی

لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۲۱ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ

کہ جن میں ان کو آرام ہے ہمیشہ کا رہا کریں ان میں مدام بے شک

اللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۲۲ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے فلا اے ایمان والو ۲۳

لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَلَا إِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنْ

مت پکڑو اپنے باپوں کو اور بھائیوں کو رفیق اگر

اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ

وہ عزیز رکھیں کفر کو ایمان سے اور جو تم میں ان کی رفاقت

مِّنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۲۳ قُلْ إِنْ كَانَ

کرے سو وہی لوگ ہیں گنہگار قل تو کہہ دے اگر ۲۴

أَبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَ

تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور

عَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ

برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بندہ ہونے

كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنْ اللَّهِ

سے تم ڈرتے ہو اور عیالیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے

وَرَسُولِهِ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ

اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے

اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

اللہ اپنا حکم اور اللہ راستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو وہ

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۖ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ

مادر کرچکا ہے اللہ تمہاری مدد بہت مسید النوں میں اور حنین کے دن

إِذَا عَجَبْتُمْ كُتْرَ شُكْرِكُمْ فَلَمْ نَغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا ۖ

جب خوش ہوئے تم اپنی کثرت پر چہرہ کچھ کام نہ آئی تمہارے اور

ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمُ

اور تنگ ہو گئی تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے پھر ہٹ گئے تم

مُذَبِّحِينَ ۖ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ

پلیٹھ دیکر پھر اتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر

وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا ۖ

اور ایمان والوں پر اور اتاری فوجیں کہ جن کو تم نے نہیں دیکھا اور

عَذَابَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۖ

عذاب دایا کافروں کو اور یہی سزا ہے منکروں کی

ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَلَى مَن يَشَاءُ ۖ

پھر توبہ نصیب کرے گا اللہ اس کے بعد جس کو چاہے

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۖ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

مشرک صرف نجس جو ہیں سو پلید ہیں سو نزدیک نہ آئے پائیں مسجد الحرام کے

مذہل

نہ خطاب ایمان والوں سے ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر اپنے انعام نصرت کا اظہار فرمایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع پر دشمن کے مقابلے میں تمہاری مدد کی اور تمہیں فتح عطا فرمائی اس لئے تم کسی وقت بھی مشرکین سے قتال کرنے سے ہمت مت مارو اللہ تمہارا حامی و مددگار ہے خطاب للمؤمنین خاصة و امتنان علیہم بالنصر علی الأعداء التي یترک لها الغیور احب الاشیاء الیہ (روح ج ۱۰ ص ۱۰۷) حنین مکہ اور طائف کے درمیان مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ایک وادی کا نام ہے۔ یہاں فتح مکہ کے بعد ہوازن، ثقیف وغیرہ قبائل مشرکین سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی تھی مشرکین چار ہزار تھے اور مسلمان بارہ ہزار بعض مسلمانوں نے اپنی کثرت نداد سے خوش ہو کر کہہ دیا کہ آج ہم قلت عددی وجہ سے تو مغلوب نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ ایک مسلمان کثرت عدد پر ناز کرے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ پر اعتماد و توکل کی گرفت اس کے دل سے دماغ پر سے ڈھیلی ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے محض تنبیہ کے طور پر مسلمانوں کی فتح کو شکست سے بدل دیا۔ حضرت براہ بن عازب بیان کرتے ہیں کہ پہلے کفار کو شکست ہوئی اور بہت سامان اور ساز و سامان چھوڑ کر سپاہ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر مسلمان سپاہی اموال غنیمت جمع کرنے لگ گئے۔ اس موقع پر ہوازن کا تیز انداز دستہ جو پہاڑیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا یکایک وہاں سے نکلا اور مسلمانوں پر دھاوا بول دیا اور چاروں طرف سے اس قدر تیر بربائے کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مع چند رفقاء دشمن کے مقابلے میں باقی رہ گئے۔ حضرت ابوبکر، عمر، علی، عباس، ابوسفیان، عمارت عبداللہ بن مسعود، جعفر بن ابی سفیان، سعید بن حارث فضل ابن عباس، اسامہ بن زید، امین بن عبدید رضی اللہ عنہم تقریباً سو یا اسی نفر ثابت قدم رہے جو پہاڑوں سے زیادہ مضبوط اور مستحکم نظر آتے تھے۔ مولانا عثمانی فرماتے ہیں: ”یہ خاص موقع تھا جبکہ دنیا نے پیغمبرانہ صداقت و توکل اور حجازہ شجاعت کا ایک عجیب العقول نظارہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ آپ سفید خچر پر سوار تھے۔ حضرت عباس ایک رکاب اور ابوسفیان ابن الحارث دوسری رکاب محکم ہوئے ہیں۔ چار ہزار کا مسلح لشکر پورے جوش انتقام میں ٹوٹا پڑتا ہے۔ ہر چہاں طرف سے تیروں کا مینہ برس رہا ہے۔ ساحتی منتشر ہو چکے ہیں مگر رفیق الی آپ کے ساتھ ہے۔ ربانی تائید اور آسمانی سکینہ کی غیر مری بارش آپ پر اور آپ کے گنے چنے رفیقوں پر ہو رہی جو جس کا اثر آخر کار بھاگنے والوں تک پہنچتا ہے۔ جلدھر سے ہوازن اور ثقیف کا سیلاب بڑھ رہا ہے آپ کی سواری کا منہ اس وقت بھی اسی طرف ہے اور ادھر ہی آگے بڑھنے کے لئے خچر کو تیز کر رہے ہیں۔ دل سے خدا کی طرف لو لگی ہے اور زبان پر نہایت

منجارت

اس سے تمام قوم مراد ہے یعنی مکی و مدنی و یمنی و انصاری و ہاشمی و اموی و عباسی و غیرہ سب کے سب

استغناء و اطمینان کے ساتھ انا النبی لا کذب : انا ابن عبدالمطلب جاری ہے یعنی بیشک میں سچا نبی ہوں اور عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔ اسی حالت میں آپ نے صحابہ کو موضع قرآن ان پر پہلے دس ہزار مسلمان ساتھ تھے اول سے اور دس ہزار مل گئے مکہ سے پہاڑوں کے پنج گزار فوج کا تنگی سے محاکم کم کرنے لگے قوم ہوازن گرد میں چھپے تھے جب مکہ کے گزرنے لگے وہ ان پر آکر یہ اٹھ بھاگے۔ حضرت کے ساتھ والے بھی بھاگ گئے۔ حضرت پیادے ہو کر جنگ کو مستعد ہوئے۔ حضرت عباس نے بلند آواز سے پکارا انصار کو اس آواز پر مہاجر و انصار پہنچے تب لڑائی ہوئی اور اللہ نے فتح دی۔ اول گئی مسلمان نے کہا تھا کہ ہم تختہ روں کو بہت جگہ فتح ملی ہے اب تو ہم ہیں دس ہزار حق تعالیٰ نے ادب دیا تا اسباب پر نظر نہ رکھیں پھر ان کا فوج فتح الرحمن : درغزوہ حنین شکست گونہ بمسلمان رودادہ بود و بعد از ان خدا تعالیٰ نصرت داد و بھرت تازہ کر نعمت ای آیات فرستاد ۱۲ : یعنی توفیق اسلام دہا کر خواہد از کافران ۱۳

موضع قرآن

آواز دی الی عباد اللہ الی رسول اللہ خدا کے بندو! اور آواز دیا کہ میں خدا کا رسول ہوں (تفسیر عثمانی) اس کے بعد حضور علیہ السلام کی ہدایت پر حضرت عباسؓ نے صحابہ کو آواز دی جسے اللہ نے ہر ایک کے کان تک پہنچا دیا پھر کیا تھا تمام صحابہ فوراً میدان کی طرف واپس لوٹ پڑے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی کمک نازل فرمادی اور مسلمانوں کے دلوں سے خوف و ہراس کو محو کر کے انہیں سکون و اطمینان عطا فرمایا ان کی تقویت اور ہمت افزائی فرمائی اور مسلمانوں نے پلٹ کر مشرکین کے لشکر پر ایسا بھروسہ کر لیا کہ ان واحد میں وہ مغلوب و مقرر ہو گئے۔ کچھ قتل ہوئے کچھ اسیر ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی امداد فرمائی۔ اللہ چنانچہ مشرکین کی فوج کے جو سپاہی قید ہوئے یا قتل سے بچ گئے تھے

وَأَعْلَمُوا ۝۱۰۱ ۴۳۴ التوبة ۹

بَعْدَ عَمِهِمْ هَذَا ۝ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ

اس برس کے بعد ۱۱ اور اگر تم ڈرتے ہو فقر سے مالا تو آئندہ

يُخْذِكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ

عنی کہ دے گا تم کو اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ سب کچھ جانتے والا

حَكِيمٌ ۝۱۰۲ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا

حکمت والا ہے قاتل کرو ان لوگوں سے جو اللہ ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ

بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

آخرت کے دن پر اور نہ حرام جانتے ہیں اس کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے

وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

اور نہ قبول کرتے ہیں دین سچا ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں

حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝۱۰۳

یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر ۱۰۳ اور

قَالَتِ الْيَهُودُ عِزِّيْرُ بْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ

یہود نے کہا کہ عزییر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح

ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِي قَوْلَ

اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں کہتے ہیں اپنے منہ سے دس ریس کرنے لگے اگلے

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتِلْهُمْ اللَّهُ أَنْ يَوْفُقُونَ ۝۱۰۴

کافروں کی بات کی قتل ہلاک کرے ان کو اللہ کہیں سے پھرے جاتے ہیں قاتل

أَتَّخِذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ

مٹھالیا اپنے لئے عالموں اور درویشوں کو خدا اللہ کو چھوڑ کر

وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا ۝۱۰۵

اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی اور ان کو حکم ہے ہی ہوا تھا کہ بندگی کریں

ان میں سے اکثر بیت کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور وہ مسلمان ہو کر دین اسلام کے سچے اور مخلص خادم بن گئے۔ یعنی فہد دیہ الی الاسلام کیا فعل بن بقی من ہوازن حیت اسلموا وقد موعوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا تبین فمن علیہم واطلق سبیہم (خازن ج ۳ ص ۳۷۷) جب کفری قوت ٹوٹ گئی اور سارے عرب اسلام کے زیر نگیں آ گیا تو مکہ مکرمہ کو اسلامی حکومت کا مرکز قرار دیا گیا اور اعلان کر دیا گیا کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حدود حرم میں داخل نہ ہونے پائے اور انہیں حج کرنے کا بھی موقع نہ دیا جائے اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْمَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا حَرَمًا رَابِعًا۔ جیسا کہ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْمَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا حَرَمًا رَابِعًا میں ہے کیونکہ معراج حضرت امیانی کے گھر سے ہوا تھا فلا یحجوا ولا یعتمرأ کما کانوا یفعلون فی الجاہلیۃ (مدارک ج ۲ ص ۲۹) وقال عطاء المراءد بالمسجد الحرام المحرم وان علی المسلمین ان لا یمکنوہم من دخوله (مجموعہ ص ۲۵) اصل مقصد مشرکین کو حج و عمرہ کرنے سے روکنا ہے اور حج کے بہت سے احکام مسجد حرام سے باہر ادا ہوتے ہیں مثلاً سعی بن الصفا والمروہ اور وقوف عرفات وغیرہ۔ اس لئے مسجد حرام سے حدود حرم مراد ہیں ۱۰۳ یہ مانع رابع کا جواب ہے۔ نبذ عہد اور قتال کے بعد یہ حکم بھی آ گیا کہ آئندہ کے لئے کوئی مشرک حدود حرم میں داخل نہیں ہو سکیگا۔ موسم حج میں مشرکین اموال تجارت لاتے تھے جس سے مسلمانوں کو بھی نفع پہنچتا تھا۔ غلہ اور دیگر

ممنوع قرآن ۱۰۳ مسجد الحرام میں مشرک کو جانا منع ہے بلکہ سارے حرم میں اور مسجد میں معاف ہے۔ اور پابندی ان کے دل میں ہے بدن پر نہیں اور فقر سے ڈرتے ہو یعنی آمد و رفت موقوف ہوگی مشرکوں کی تو معاملات سوداگری بند ہوں گے سوال اللہ تعالیٰ نے سارا ملک مسلمان کر دیا سب کا روبرو جاری ہوا۔ قاتل پیدہ حکم ہوا مشرکوں سے لڑو ملک سے زکالو اب حکم ہوا اہل کتاب سے لڑائی کا کہ یہ بھی دین حق سے ٹنگے ہیں اور اللہ کو اور آخرت کو جیسا چاہے نہیں مانتے لیکن ان سے جزیہ قبول رکھا بشرطیکہ اعلیٰ سب ذلیل ہو کر جزیہ دیا کریں باقی عرب کے مشرکوں سے جزیہ ہرگز قبول نہیں اور جہاں کے مشرک سے خفی پاس قبول ہے۔ جزیہ ہر تینے پانچ آٹے یا دس یا سو روپیہ موافق حال اور ذلیل رہنا یہ کہ سواری میں لباس میں راہ چلتے ہیں ہتھیار باندھنے میں مسلمانوں کی برابری نہ کریں۔ قاتل یعنی اہل کتاب ہو کر مشرکوں کی ریس کرنے لگے۔

مکمل ۲

فتح الرحمن ۱۲ یعنی بسبب انقطاع سوداگران ۱۲ خدا کے تعالیٰ در باب جہاد اہل کتاب و گرفتار جزیہ از ایشان می فرماید ۱۲ یعنی اصلی ندارد ۱۲ قاتل یعنی مشرکوں کے ملائکہ را بنات اللہ میگویند ۱۲ یعنی از راہ صواب ۱۲

إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾

ایک معبود کی کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا وہ پاک ہے ان کے شریک بنانے سے

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَ

چاہتے ہیں کہ بجھا دیں روشنی اللہ کی اپنے منہ سے فلا اور

يَأْتِي اللَّهُ إِلَّا أَنْ يَتَمَنَّوْهُ وَكَوْكَرَةُ الْكُفْرُونَ ﴿٣٢﴾

اللہ نہ رہے گا بے نور پورا کئے اپنی روشنی کے اور پڑے بُرا مانیں کافروں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ

اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکر تاکہ اس کو ظاہر

عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَوْكَرَةُ الْمُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾ يَا أَيُّهَا

پھر دین پر اور پڑے بُرا مانیں مشرک فلا اے

الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ

ایمان والو بہت سے عالم اور درویش اہل

لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ

کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَ

اللہ کی راہ سے اور جو لوگ گارہ کر رکھتے ہیں سونا اور

الْفِضَّةَ وَلَا يَفْقَهُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ

چاندی اور اس کو حشر نہیں کرتے اللہ کی راہ میں فلا سوا لگو غریبی بنانے

بَعْدَ آيٍ إِلَيْهِمْ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يُحْشَى عَلَيْهِمْ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

عذاب دردناک کی فلا جس دن کہ آگ دہکائیں گے فلا اس مال پر دوزخ کی

فَتُكْوَىٰ بِهَا جِاهَهُمْ وَمَجْزُؤُهُمْ وَظُهُورُهُمْ

پھر دائیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کر دیں اور پیٹھیں

منزل ۲

سامان ضرورت ان کو اسی ذریعہ سے حاصل ہوتا تھا۔ ان تمام امور کی وجہ سے مسلمانوں کو تشویش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس بات کی پرواہ نہ کرو تمہاری یہ ساری ضرورتیں میں دیگر ذرائع سے مہیا کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی طرح سے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ بارش برسا کر مدینہ منورہ کی زمینوں کو پہلے سے زیادہ زرخیز بنا دیا۔ اہل نجد قبائل اور جہش کو اسلام کی توفیق دی۔ اور وہ غلہ اور دیگر ضرورت کی اشیاء مختلف علاقوں اور ملکوں سے درآمد کرنے لگے۔ اور فتوحات سے اموال غنیمت کی صورت میں دولت و ثروت کے دروازے ان پر کھول دیے۔ وقد انجز الله تعالى وعده بان ارسل السماء عليهم مطرا واهل نجد وقبائل وجوش فاسلموا واهلهم الطعام وما يحتاجون

اليه في معاشهم ثم فتح عليهم البلاد والغنائم وتوجه اليهم الناس من كل فج عميق (روح ج ۱۰ ص ۱۰۸) **سورة انفال** وتوبه کا دعویٰ علی سبیل التفصیل یہاں قتال کرنے کا حکم فرمایا اور تفصیل سے یہ بھی بتا دیا کہ کن لوگوں سے جہاد کرنا ہے اور ان سے جہاد و قتال کی وجوہ کیا ہیں۔

وجوہ قتال

وجہ اول لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ پر ایمان ان نہیں لاتے اور غیر اللہ کو متصرف و کار ساز سمجھتے ہیں۔ ان کی خاطر خود ساختہ تحریمیں کرتے اور ان کی خوشنودی کے لئے نذر نیازی دیتے ہیں۔ وجہ ثانی وَلَا يُحِبُّونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ اللہ تعالیٰ کے محرمات کو حرام نہیں سمجھتے اور اس کی تحریمات کو قائم نہیں رکھتے۔ مثلاً غیر اللہ کی نذریں نیازیں کھاتے ہیں۔ **سورة قتال** کی وجہ ثالثہ۔ ابن اللہ سے یہاں نبی اور مانی بیٹا مراد نہیں بلکہ مراد نائب متصرف ہے۔ قال ابن عطية ويقال ان بعضهم يعتقد لها بنوة حنود رحمة (قوطلی ج ۸ ص ۸۰) یعنی وہ اللہ کو اس قدر پیارے ہیں کہ اس نے ان کو اختیار سے رکھے ہیں یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نائب متصرف اور کار ساز سمجھتے ہیں۔

يُضَاهَوْنَ أَيْ يُشَابِهُونَ۔ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ سے ان کے آباء و اجداد مراد ہیں جن سے ان کو یہ کفریہ عقیدہ اور قول ورثہ میں ملا۔ **سورة قتال** کی وجہ رابع۔ اہل کتاب۔ اہل کتاب۔ رُہبان تارک الدنیا، صوفی مراد روحانی پیشوا اور سجاد نشین۔ یہود و نصاریٰ اپنے علماء اور پیروں فقیروں کو متصرف و کار ساز سمجھ کر ان کو پرکارتے اور ان کے آگے سجدے کرتے تھے۔ اور ان کو تحلیل و تحریم کے مختار مانتے تھے۔ کانوا يسمعون لهم كما يسمعون لله والسجود لا يكون الا لله فأطلق عليهم ذلك مجازاً (بجوجہ ۵ ص ۵) حیث اطاعوهم فی تحلیل ما حرم الله وتحريم ما احل الله كما يطاع

الادباف فی اوامرهم ونواهيهم (مدارک ج ۲ ص ۲۹) **سورة أمروا** کی ضمیر سے وہی یہود و نصاریٰ مراد ہیں جو اہل حق و ان کے فاعل ہیں یعنی انہوں نے اپنے عالموں اور پیروں کو رب بنا کر ان کے عالم یا درویش جو اپنی عقل سے ٹھہرا دیتے دے جاتے تھے کہ یہاں ہم کو چھکارا ہو گیا اور وہ بے عقل اے خاطر کو یا طبع کہ مسوع عالم کا قول عوام کو سند ہے جب تک وہ شروع سے سمجھ کر نہ سمجھ معلوم کہ قطع سے کہا پھر وہ سند نہیں ہے۔ یعنی جیسا کوئی بھونک سے چراغ بجھاوے وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جھوٹی باتوں سے دین اسلام کو نہ پھیلنے دیا فلا یہ دین سب سے اوپر ہے عقل کے نزدیک اور خدا کے نزدیک یعنی جو اس سے قرب ملے سوا اور سے نہیں ہے **سورة الشوری** راہ میں خراج کرنا یہ کہ زکوٰۃ اور قرض اور ہتھار کا حق دینا ہے **فتح الرحمن** فلا یعنی شہادت تقریری کند در ابطال دین ۱۲ فلا یعنی زکوٰۃ نمی دہند ۱۳ فلا یعنی دمیدہ شود ۱۴

لہا اور اللہ کے سوا ان کی عبادت کرنے لگے حالانکہ تورات اور انجیل میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک الہ کی عبادت کریں اور اللہ کے سوا کوئی متصرف و کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی اور پکار کے لائق نہیں۔ ۵۸۔ یہ ایک تمثیل ہے۔ نورا اللہ سے اللہ کی توحید یا اللہ کا دین مراد ہے۔ ای دلائل و حججہ علی توحیدہ (قطبی ج ۸) وہ شرک و کفر کے دبیر پردوں سے نور توحید کو چھپانا اور اس کے دلائل کی تکذیب و انکار سے شمع توحید کو بجھانے کی کوشش کر رہے تھے مگر ان کی کوششیں کامیاب نہیں ہوئی کی۔ اللہ کا دین توحید اپنی پوری شان کے ساتھ درجہ کمال و تمام کو پہنچ کر رہے گا۔ ہوا اللہ ہی آدسلہ رسول اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری رسول بھیجا ہی اس لئے ہے تاکہ تمام ادیان باطلہ پر درخشا

التوبة ۹

۳۶

واعلموا ۱۰

هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا نَفْسَكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ

کہا جائے گا یہ ہے جو تم نے کارہ کر رکھا تھا اپنے واسطے اب چکھو مزا اپنے

تَكْذِبُونَ ۵۸ اِنَّ عَذَابَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ

کارہنے کا ما مہینوں کی گنتی ۱۲ اللہ کے نزدیک بارہ

شَهْرًا فِي كَتَبَ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

مہینے ہیں اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان اور زمین

مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا

ان میں چار مہینے ہیں ادب کے یہی ہے سیدھا دین سوان

تَظْلُمُوا فِيهِمْ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً

میں ظلم مت کرو اپنے ادھر اور لڑو سب مشرکوں سے ہر حال میں

كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۵۹

جیسے وہ لڑتے ہیں تم سب سے ہر حال میں اور جان لو کہ اللہ ساتھ ہے ڈرنے والوں کے دل

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضِلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا

یہ جو مہینہ ہٹا دینا اور کثرت سے کفر کے عہد میں گمراہی میں پڑتے ہیں اس سے کافر

يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُؤْاطُوا عِدَّةَ مَا

حلال کر لیتے ہیں اس مہینہ کو ایک برس اور حرام رکھتے ہیں دوسرے برس تاکہ پوری کر لیں گنتی ان

حَرَّمَ اللَّهُ فِيمَلُوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ زَيْنَ لَهُمْ سُوءُ

مہینوں کی جو اللہ تعالیٰ نے ادب کے لئے رکھے ہیں پھر حلال کر لیتے ہیں جو مہینہ کہ اللہ نے حرام کیا پھر دیکھتے گئے ان

أَعْمَالِهِمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۶۰ يَا أَيُّهَا

کی نظر میں ان کے برے کام اور اللہ راستہ نہیں دیتا کافروں کو کوئی فائدہ اے

الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ أَنْفِرُوا

ایمان والو تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوئی کرو

انفال کی بھی دہ
جی غم کی ہمت کو
مصر کے دل سے ہیں
اللہ کی طرف کی بات
فی الکفر سے بیادنی
فرم اور صوفیوں کی
ہیں۔ ۱۲

سورت کا دوسرا
حصہ۔ دوسری
ممانعت کرنے والوں
یعنی منافقین پر
اور مہینوں کے لئے
نہایت اور غریب
الی انفال ۱۲

۵۸

کو غالب کرے اور دلائل و براہین سے سب پر اس کی برتری اور فوقیت ثابت کر دے۔ ۵۸۔ یہ قتال کی پانچویں وجہ یعنی یہود و نصاریٰ کے علماء اور پیر فقیر غلط اور ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں مثلاً کتمان حق پر فرائض لینا اور عوام سے غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازی وصول کرنا وغیرہ اور عوام کو حق بات نہیں بتانے اور مسئلہ توحید نہیں بیان کرتے بلکہ اس کے برعکس لوگوں کو شرک و بدعت کی تعلیم دے کر ان کو اللہ کی راہ اور اس کے سچے دین توحید سے روکتے ہیں۔ علیہا جار مجرور مل کر مجھلی کا مفعول مالم لیم فاعله ہے۔ یہ جھوٹے عالموں اور مشرک پیہوں اور اللہ کی راہ میں خسران نہ کرنے والے دولت مندوں کے لئے تحذیف اخروی ہے۔ ۵۹۔ یہ قتال کی چھٹی وجہ ہے۔ یعنی یہ مشرکین اللہ کی تحریکات کو قائم نہیں رکھتے۔ محرم کی حرمت کو صفر پر ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے آسمانوں کی حرکت اور شمس و قمر کے دورے اس انداز سے مقرر فرمائے ہیں کہ ایک سال کے بارہ مہینے بنتے ہیں۔ ان میں سے چار ماہ عزت و حرمت والے ہیں جن میں جنگ و قتال کرنا ممنوع ہے یعنی رجب، ذی القعدہ، الحجہ اور محرم۔ ذلک الدین القیم یعنی ان چاروں مہینوں کی حرمت کو قائم رکھنا یہ دین قیم ہے۔ حضرت ابراہیم اور اسمعیل کا دین ہے وح، مگر مشرکین سال میں شہر حرم کی تعداد تو پوری کرتے تھے مگر ان کی تعبیل کو برقرار نہیں رکھتے تھے۔ جب دشمن کی لڑائی، رورہو اور ادھر اشہر حرم آگئے تو اعلان کر دیتے کہ اس مہینے میں جنگ کر لو اور اس کی جگہ کسی دوسرے مہینے کی تعظیم کر لینا۔ چنانچہ حج کے

موضع قرآن

فل ہمیشہ حکم شرع میں برس ہے بارہ مہینے کا نہ کم نہ زیادہ اور دین ابراہیم

میں چار مہینے حرام تھے ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم رجب

کہ ان میں لڑنا حرام تھا۔ ملک عرب میں امن تھا تا لوگ دور و نزدیک کے حج و عمرہ کر سکیں۔ اب اکثر علماء پر اس یہ حکم نہیں اس آیت سے بھی نکلتا ہے کہ کافروں سے لڑنا ہمیشہ روا

ہے اور آپس میں ظلم کرنا ہمیشہ گناہ ہے ان مہینوں میں زیادہ۔ لیکن بہتر ہے کہ اگر کوئی کافر ان مہینوں کا ادب ماننے کو ہم بھی اس سے ابتداء نہ کریں لڑائی کی۔ کافروں نے ایک گمراہی نکالی تھی کہ آپس میں لڑتے اس میں آجاتا ماہ محرم اس کو ہٹا دیتے کہتے اب کے برس صفر میں آیا محرم بھیجے آوے گا تو ماہ حرام میں لڑتے اس حیل سے یہ اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا۔

فتح الرحمن ۱۔ در دین حضرت ابراہیم مقرر ہو کہ در محرم و رجب ذی القعدہ و ذی الحجہ با یکدیگر جنگ نکنند و اہل جاہلیت اس حکم را تحریف کردہ گا ہے صفر را محرم می ساختند و محرم با کافران ہمہ وقت درست است و نفی تحریف ایشان فرمود ۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقت عمرت و گرمی ہوا متوجہ غزوہ تبوک شدند و بسیارے از صحابہ موافقت کردند و از مسلمان سہ کس بے عذر تخلف کردند و نبی ایشان بعد پنجاہ روز قبول قتاد و از منافقان کلمات نفاق سر بر زدند و اللہ تعالیٰ در مدح ایشان و ذم آنان و عفو از ان سہ کس آیات فرستاد ۱۲

منزل ۲

وَأَعْلَمُوا ۝۱۰

75

100

پ و

اتم

20

ساتھ

اسد علی

يَتَرَدَّدُونَ ﴿٣٥﴾ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ

بعضک رسد ہیں اور اگر وہ چاہتے تھے نکلتا تو ضرور تیار کرتے کچھ

عُدَّةً وَلَٰكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَ

سامان اس کا لیکن پسند نہ کیا اللہ نے ان کا اٹھنا سو روک دیا ان کو اور

قِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقُعْدِيْنَ ﴿٣٦﴾ كُوْخَرَجُوا

حکم ہوا کہ بیٹھے رہو ساتھ بیٹھنے والوں کے دیا اگر نکلتے تھے

فِيكُمْ مَّا زَادُوكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَلَا اَوْضَعُوا خِلَافَكُمْ

یہ تم میں تو کچھ نہ بڑھاتے تمہارے لئے مگر خرابی اور گھوڑے دوڑاتے تمہارے اندر

يَبْغُونَ كُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيكُمْ سَمْعُونُ لَهُمْ ط

بگاڑ کرنے کی تلاش میں اور تم میں بعضے جاسوس ہیں ان کے دے

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِيْنَ ﴿٣٧﴾ لَقَدْ ابْتَغُوا الْفِتْنَةَ

اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو وہ تلاش کرتے رہے ہیں بگاڑ کی

مِنْ قَبْلِ وَقَلْبُوا اِلَآ اُمُورَ كَيْتَ جَاءَ الْحَقُّ

پہلے سے اور اللہ نے رسد میں تیسرے کام یہاں تک کہ آپہنچا سچا وعدہ

وَوَظَّهَرَا اَمْرًا لِلَّهِ وَهُمْ كَرِهُوْنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ

اور غالب ہوا حکم اللہ کا اور وہ ناخوش ہی رہے اور بعضے ان میں سے

يَقُولُ اِئْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّي ط اَلَا فِي الْفِتْنَةِ

کہتے ہیں مجھ کو رخصت دے اور گمراہی میں نہ ڈال دے سنتا ہے وہ تو گمراہی میں

سَقَطُوا ط وَاِنْ جَهَنَّمَ كَجِيْطَةٍ بِالْكَافِرِيْنَ ﴿٣٨﴾

پڑ چکے ہیں اور بے شک دوزخ گھیر رہی ہے کافروں کو

اِنْ تُصِيبَكَ حَسَنَةٌ فَاَسْوِءُهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِيبَكَ

اگر تجھ کو پہنچے کئی خوبی تو وہ بُری لگتی ہے ان کو اور اگر پہنچے

منزل ۲

بعض منافقین نے جھوٹے بہانوں سے جہاد میں شریک نہ ہونے کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت مانگی آپ نے ان کے بہانے صحیح مان لئے اور ان کو اجازت دیدی حالانکہ ان کے تمام بہانے جھوٹے تھے اور انہوں نے طے کر لیا تھا کہ جہاد میں نہ جانے کی اجازت مانگو اگر اجازت دے دیں تو مہتر اور اگر اجازت نہ دیں تب بھی جہاد میں شرکت مت کرو۔ حضور علیہ السلام کے اجازت دے دینے سے ان بدسیبی اور منافقت پر پردہ پڑ گیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نہایت لطیف عتاب فرمایا کہ ہم نے آپ کی یہ خزش معاف تو کر دی مگر آپ نے ان کو تحلف کی اجازت کیوں دی ؟ آپ ان کو اجازت نہ دیتے تو روانگی کے وقت ان کے جھوٹ کا پل کھل جاتا اور آپ کو معلوم ہو جاتا کہ ان میں مخلص کون ہے اور منافق کون۔ قال مجاہد هؤلاء قوم

قالوا نستأذن في المجلس فان اذن لنا جلسنا

وان لم يؤذن لنا جلسنا (قرطبی ج ۸ ص ۱۵۵) یہ تنبیہ

خاص واقعہ تبوک کے بارے میں نازل ہوئی عام نہیں

ہے بقرینہ فاذا نزلت شئت (نور) ۱۵۷ اس میں

مخلصین صحابہ کا ذکر ہے اور مراد خاص واقعہ ہے یعنی

اس خاص موقع پر مخلص مؤمنین اپنے مال و جان سے

جہاد میں شریک ہونے سے بھی نہیں مانگتے۔ البتہ اگر

وہ کسی دوسرے موقع پر اپنے کسی ذاتی کام کے لئے اجازت

چاہیں تو آپ جسے مناسب سمجھیں اجازت دیدیں جیسا کہ

سورہ نور میں فرمایا۔ فاذا استأذنتك لم تعص

شأنهم الخ ۱۵۷ یہ بھی مذکورہ واقعہ سے مخصوص ہے

اس میں جھوٹے بہانے کر کے اجازت لینے والے منافقین کا

ذکر ہے یعنی اس موقع پر مؤمنین مخلصین تحلف عن الجہاد

کی اجازت نہیں مانگتے صرف وہی لوگ اجازت مانگتے ہیں

جن کا اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان نہیں اور اپنے ایمان پر مضطر

اور شک و تردید میں مبتلا ہیں یعنی منافقین تو گویا اس

موقع پر اجازت مانگنا ہی نفاق کی علامت تھی۔ يَتَرَدَّدُونَ

يقال في العرف مرده فتردد يعني پہلی بات کی طرف واپس

لوٹنا (صراح) تسمیر یعنی جہان ہونا اس کا لغوی معنی نہیں۔

لغوی معنی تو پہلا ہی ہے۔ البتہ معنی ثانی اس کو لازم ہے۔

يتحيدون لان التردد ديدن المتحيدون كما ان الشبات

ديدن المستبصر (مدارک ج ۲ ص ۹) ۱۵۷ یہ بھی ان کی

منافقت کی دلیل ہے کہ انہوں نے وسعت کے باوجود جہاد

کے لئے کوئی سامان تیار نہیں کیا تھا۔ اگر نیک نیتی سے ان کا

ارادہ جہاد میں شریک ہونیکا ہوتا تو وہ جہاد کے لئے کچھ سامان تو

تیار کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کو پسند اور منظور ہی نہ تھا کہ وہ جہاد

میں شریک ہوں اس لئے اس نے ان کے دلوں سستی جھنجھ

اور نزدیکی ڈال دی تاکہ وہ جہاد میں شریک ہی نہ ہوں۔ انبعاث جہاد کے لئے اٹھنا فثبط۔ ان کو جہاد دیا اور بوجہ جہادیت ان کے دلوں سے جہاد کا شوق چھین لیا۔ ۱۵۷ خبا کا

یعنی فساد اور خرابی ولا اوضعوا۔ لانا فہ نہیں بلکہ لام ابتداء برائے تاکید ہے۔ یبغون۔ اوضعوا کی ضمیر سے حال ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ منافقین تمہارے ساتھ جہاد میں شریک

ہوتے تو تمہیں فائدہ پہنچانے کی بجائے اپنی شرارتوں سے فساد اور خرابی ہی پکارتے اور خفی کے ذریعے تمہارے درمیان چھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے یعنی دلا سے عوافیکم دساروا بینکم

موضع قرآن ہوں گا۔ رخصت دو کہ سفر میں نہ جاؤں لیکن مدد و خراج کروں گا مال سے۔

فتح الرحمن ۱۱ وایں تصویر است القا عدم تحلف لادرفاظ ایشاں ۱۲ یعنی سنی ورفتنہ می کرند ۱۳ یعنی سخن ایشاں قبول نیکند ۱۴ وایں مراد در بلاد روم ہر یک کہ جہاں

وہ بیان دیدہ مفتون خواہم شد۔

بِالْقَاءِ الْغِيَمَةِ (خازن ج ۳ ص ۳۸) وَفِيكُمْ سَمْعُونَ كَهْمٌ بِعَيْنِي كَچھ منافقین تم میں رہ کر اپنے اکابر اور سرداروں کے لئے جاسوسی کا کام کرتے ہیں اور تمہارے پوشیدہ راز ان تک پہنچاتے ہیں۔ ۳۷ یعنی اس سے پہلے وہ ہر طرح سے آپ کی مخالفت کر چکے ہیں اور وہ کونسا جیل ہے جو انہوں نے آپ کی مخالفت میں استعمال نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہر کوشش کو ناکام اور ان کے ہر حیلہ کو باطل کر دیا اور دین حق کو ان کے باطل پر غلبہ عطا فرمادیا۔ ۳۸ حدیث میں منافق نے ازراہ شرارت حضور علیہ السلام سے کہا کہ میں ایک عاشق مزاج آدمی ہوں اس لئے آپ مجھے جہاد سے چھٹی دیدیں کیونکہ میں رومیوں کی غورتوں کو دیکھ کر صبر نہیں کر سکتا اور فتنے میں پڑ جاؤں گا۔ یہ غزوہ تبوک کا واقعہ ہے جس میں رومیوں سے جنگ تھی۔ ۳۹ آلا فی الْفِتْنَةِ سَقَطُوا اللہ تعالیٰ نے جواب فرمایا کہ وہ اس فتنے سے تو ڈرتا ہے مگر وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ منافقت اور مخالفت رسول کی وجہ سے وہ اس سے کہیں بڑے فتنے میں گر چکے ہیں جس کا انجام کہ انہیں جہنم میں ڈالا جائیگا جس کی آگ ان کو چاروں طرف سے اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ قَالَ الْحَدِثُ قَدْ عَرَفْتُمْهُ اِنِیْ مَغْرُوبٌ بِالنِّسَاءِ وَانِیْ اخْشِیْ اَنْ رَايْتُ بِنَاتِ بَنِیِ الْاَصْفَدِ لَا اَصْبِرُ عَنْهُنَّ فَلَا تَفْتَنَنِ اِذْنِیْ فِی الْقَعُودِ اِلَیْ (قرطبی ج ۸ ص ۳۹) حسد سے فتنے و نصرت اور غنیمت مراد ہے اور مصیبت سے شدت اور وقتی شکست مراد ہے یعنی اگر آپ کو دشمن پر فتح حاصل ہو اور مال غنیمت لاکھا جائے تو وہ دل ہی دل میں کہہ رہے ہیں اور بہت ناخوش ہوتے ہیں اور اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچ جائے تو کہتے ہیں ہم اچھے رہے کہ حزم اور احتیاط سے کام لیا اور ایسے موقع پر شامل ہی نہیں ہوئے اور گپیں ہانکنے کے بجائے خوش خوش اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں اس سے بھی وہی منافقین مراد ہیں جو جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ ۴۰ آپ فرمادیں خیر و شر اللہ کی طرف سے مقدر ہے اور وہی ہمارا کارساز اور ہمارے مختار ہے اور جو اس نے ہماری قسمت میں لکھا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا اور ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے اور مؤمن کی شان ہے کہ وہ اللہ پر ہی بھروسہ رکھیں وحق المؤمنین ان لا یتوكلوا علی غیر اللہ (ملک ج ۲ ص ۹۹) ۴۱ یعنی جب آپ جہاد سے واپس آئیں تو ان منافقین سے فرمائیں کہ ہمارے بارے میں تمہیں دو باتوں میں سے ایک ہی بات کی توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کسی آسمانی عذاب سے ہلاک کرے یا تم ہمارے ہاتھوں قتل ہو جاؤ اس لئے تم ہمارے انجام کا انتظار کرو اور ہم تمہارے انجام کا انتظار کرتے ہیں۔ ۴۲ اِحْدَى الْحَسَنَيْنِ یعنی فتح یا شہادت ۴۳ طَوْعًا یعنی بلا الزم اور كَرْهًا بلا اِئْذِنٍ کیونکہ منافقین ہمارے الہی کے لئے خرچ نہیں کرتے۔ منافقین میں چونکہ قبول اعمال کی شرط یعنی ایمان خالص مفقود ہے اس لئے ان کا کوئی عمل از قسم نفاق وغیرہ خدا کے یہاں قبول نہیں ہوگا۔ ۴۴ یہ ان منافقین کے صدقات قبول نہ ہونے کی وجہ سے ہے یعنی اگرچہ وہ بظاہر نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور خرچ بھی کرتے مگر ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے۔ ان کے دل کفر و نفاق سے ملوث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نماز خشوع و خضوع اور استغدی سے نہیں پڑھتے اور خرچ بھی کرتے ہیں تو بے دلی کے ساتھ اور مجبوراً کرتے ہیں۔ اور اس سے ان کا مقصد اللہ

التوبة ۹

۴۴۰

وَأَعْلَمُوا ۱۰

مُصِيبَةٍ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرًا مِنْ قَبْلُ وَبِتَوَلَّوْا

کوئی سختی تو کہتے ہیں ہم نے تو سنبھال لیا تھا اپنا کام پہلے ہی ملا اور پھر کربا میں

وَهُمْ فَرَحُونَ ۵۰ قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ

خوشیاں کرتے تو کہہ دے ہم کو ہرگز نہ ۵۱ پہنچے گا مگر وہی کچھ لکھا ہوا اللہ نے

لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۵۱

ہمارے لئے وہی ہے کارساز ہمارا اور اللہ ہی پر چارہ ہے کہ بھروسہ کریں مسلمان

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا أَحَدَى الْحَسَنَيْنِ ط

تو کہہ دے تم کیا امید کرو گے ہمارے حق میں مگر دو خوبوں میں سے ایک کی فتنے اور

نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ اللَّهُ بِعَذَابٍ

ہم امیدوار ہیں تمہارے حق میں کہ ڈالے تم پر اللہ کوئی عذاب

مَنْ عِنْدَهُ أَوْ بَائِدُنَا أَفَلَا تَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ

اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سو منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ

مُتَرَبِّصُونَ ۵۲ قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَنْ

منتظر ہیں کہہ دے کہ مال خرچ کرو ۵۳ خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز

يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ۵۳ وَ

قبول نہ ہوگا تم سے بے شک تم نافرمان لوگ ہو گے اور

مَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقَبَّلَ مِنْهُمْ نَفَقَتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ

موقوف نہیں ہوا ۵۴ قبول ہونا ان کے خرچ کا مگر اسی بات پر کہ وہ

كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ

منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور نہیں آتے نماز کو مگر

كُسَالَى وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَرَهُونَ ۵۴

مارے جی سے اور خرچ نہیں کرتے مگر بڑے دل سے

منزل ۲

جاءوا اس لئے تم ہمارے انجام کا انتظار کرو اور ہم تمہارے انجام کا انتظار کرتے ہیں۔ ۴۵ اِحْدَى الْحَسَنَيْنِ یعنی فتح یا شہادت ۴۶ طَوْعًا یعنی بلا الزم اور كَرْهًا بلا اِئْذِنٍ کیونکہ منافقین ہمارے الہی کے لئے خرچ نہیں کرتے۔ منافقین میں چونکہ قبول اعمال کی شرط یعنی ایمان خالص مفقود ہے اس لئے ان کا کوئی عمل از قسم نفاق وغیرہ خدا کے یہاں قبول نہیں ہوگا۔ ۴۷ یہ ان منافقین کے صدقات قبول نہ ہونے کی وجہ سے ہے یعنی اگرچہ وہ بظاہر نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور خرچ بھی کرتے مگر ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے۔ ان کے دل کفر و نفاق سے ملوث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نماز خشوع و خضوع اور استغدی سے نہیں پڑھتے اور خرچ بھی کرتے ہیں تو بے دلی کے ساتھ اور مجبوراً کرتے ہیں۔ اور اس سے ان کا مقصد اللہ

موضع قرآن ۱۰ وہ جو مد و خرچ دینے لگا تھا سو جواب ملا کہ بے اعتقاد کا مال قبول نہیں ۱۰

فتح الرحمن ۱۰ یعنی یہاں باعداء موافقت کردہ ایمان یا از سفر تحلف نمودہ ایمان مارا بیج باک نیست ۱۲ یعنی فتح یا شہادت ۱۲

کی رضا حاصل کرنا نہیں ہوتا۔ ۵۵ ان کے مال و اولاد کی کثرت ان کے حق میں بہتر نہیں۔ یہ ان کو اس لئے دیئے گئے ہیں تاکہ ان کے ذریعے دنیا ہی میں اللہ ان کو مبتلا عذاب کرے ان کے دلوں میں مال اور اولاد کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے اس لئے اللہ کی راہ میں حشر کرنے کا حکم اور جہاد وغیرہ میں ان کی اولاد کا قید ہو جانا ان کے لئے ایک دنیوی عذاب ہے۔ ۵۶ یعنی جب آپ جنگ سے فارغ ہو کر واپس مدینہ پہنچیں گے تو یہ منافقین جھوٹی قسمیں کھا کھا کر آپ کو یقین لانے کی کوشش کریں گے کہ وہ مخلص مومن

اور آپ کے سچے تابع رہیں مگر یاد رکھئے ان لوگوں کا آپ کی جماعت سے کوئی تعلق نہیں یہ محض ڈر اور خوف کی وجہ سے آپ کی خوش آمد کرتے اور سلام کا اظہار کرتے ہیں۔ تو یحییٰ و نوح علیہ السلام کو قتل و قید سے بچنے کے لئے انہیں کوئی جائے پناہ مل جائے یا وہ پہاڑوں کی غاروں میں اور زمین کی سرنگوں میں چھپ کر جان بچا سکیں تو وہ دور کران کمین گاہوں میں جا چھپیں اور آپ کی خوشامد کرنے اور اسلام ظاہر کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کریں۔ ومعنی الایۃ انہم کارہون من مصائبکم اشد الکراہۃ لویجدون مخلصاً منکم لفادقوکم (مظہری ص ۲۲۶) ۵۷ اس میں ان منافقین کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تقسیم صدقات میں انصاف نہ کرنے کا طعن دھرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ہوازن سے حاصل شدہ اموال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ایک منافق معتب بن قیس نامی بول اٹھا کہ یہ تقسیم انصاف پر مبنی نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا ”اگر اللہ اور اس کا رسول انصاف نہیں کریں گے تو پھر کون انصاف کرے گا۔“ یہ آیت ہی بارے میں نازل ہوئی۔ اصل بات یہ سچی کہ یہ لوگ محض جان و مال کے ڈر اور مال غنیمت کے لالچ کی وجہ سے

اسلام کا اظہار کرتے تھے۔ اگر ان کو وافر مال مل جاتا تو

خوش رہتے اور اگر نہ ملتا یا کم ملتا تو ناراض ہو کر اس قسم کی باتیں بنانے لگتے۔ ۵۸ یہ پوری آیت حیرت میں ہے اور جواب بشرط مخدوف ہے ای لکان خیرا لہم یعنی جو کچھ اللہ کے رسول نے مال غنیمت سے ان کو دیا تھا اگر وہ اس پر قانع ہو جاتے اور کہتے ہمیں مال کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اللہ کافی ہے۔ اللہ ہمیں اپنے فضل و کرم سے مالدار کرے گا۔ اور اللہ کا رسول آئندہ کسی موقع پر ہمیں صدقات سے یا غنائم سے دیکر ہماری یہ کمی پوری کر دے گا اور ہمیں مال و دولت کی پرواہ نہیں ہوگی تو اللہ کی رضا چاہیے اور بس تو یہ چیز ان کے حق میں دنیا و آخرت میں بہتر ہوئی۔ مَا أَتٰہُمُ اللّٰہُ وَرَسُولُہٗ میں رسول کے دینے سے مال غنیمت میں سے دنیا مراد ہے (مکافئ المظہری ص ۲۲۸) والمالارہم ص ۲۲۸ والحدان ص ۲۳۸ واجتہدوا بن کثیر وغیرہا اس سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نابالغ حاجات میں دنیا مراد نہیں جیسا کہ اہل بدعت کا خیال ہے حدیث میں جو انما انا قاسم وارد ہے قاسم للعلم والغنا ص ۲۳۸

موضع قرآن و مینی تعجب کر کے بے دین کو اللہ نے نعمت کیوں دی بے دین کے حق میں اولاد اور مال مال ہے کہ ان کے پیچھے دل پریشان ہے اور ان کی فکر سے چھوٹنے نہ پاویں مرتے دم تک تا تو بہ کرے یا نیکی کھڑے

فتح الرحمن و لا یعنی جمع مال و حفظ اولاد و تأسف برآنچہ فوت شود ۱۲

التوبة ۹

۴۴

وَأَعْلَمُوا

فَلَا تَعْجَبْكَ أَمْوَالُہُمْ وَلَا أَوْلَادُہُمْ إِنَّہُمَا

یُرِیدُ اللّٰہُ لَیُعَذِّبَہُم بِہَا فِی الْحَیَوةِ الدُّنْیَا

وَتَزْہُقَ أَنْفُسُہُمْ وَہُمْ کَافِرُونَ ۵۵ وَیَخْلِفُونَ

بِاللّٰہِ إِنَّہُمْ لَیَنْکُمُ وَمَا ہُمْ مِنْکُمْ وَلَکِنَّمَا ہُمْ قَوْمٌ

یَفْرِقُونَ ۵۶ کُوْیْجِدُونَ مَلَجًا أَوْ مَغْرَبًا أَوْ

مَدَّ خَلَآءَ لَوْ کَوَّا إِلَیْہِ وَہُمْ یَجْجَحُونَ ۵۷ وَمِنْہُمْ

مَنْ یَّکْرِہُکَ فِی الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْہَا

رَضُوا وَإِنْ لَمْ یُعْطُوا مِنْہَا إِذَا ہُمْ یَسْتَحْطُونَ ۵۸

وَکُوْا تَہُمْ رَضُوا مَا آتٰہُمُ اللّٰہُ وَرَسُولُہٗ

وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰہُ سُبُوْثُنَا اللّٰہُ مِنْ

فَضْلِہٖ وَرَسُولُہٗ سَاءَ اِلٰی اللّٰہِ رَاغِبُونَ ۵۹

مآل

۱۔ اذارجعت
۲۔ الیہم
۳۔ ای من الغنائم
۴۔ مع لفظ الترتیب
۵۔ کے ساتھ مختص
۶۔ ہے غیر الترتیب
۷۔ کا اطلاق نہیں ہوتا
۸۔ مع ای من الغنائم
۹۔ انہی بیوتی کا اطلاق
۱۰۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ
۱۱۔ اور غیر الترتیب
۱۲۔ لا سبب ہوتا

۴۴

۵۸ انہا الصدقات الخ یہاں صدقات کے مصارف اور مستحقین کا ذکر فرمایا مقصد یہ ہے کہ خدا کا پیغمبر صدقات (زکوٰۃ اور غنیمت کا خمس وغیرہ) کو ان کے مستحقین پر ہی تقسیم کرتا ہے اور آپ پر بے انصافی کا الزام غلط ہے۔ نیز جو لوگ صدقات کے مستحق نہیں ہیں ان کا طمع ختم ہو جائے۔ صدقات کے مستحقین کی آٹھ قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ الفقراء فقیر وہ ہے جس کے پاس بقدر کفایت کچھ مال ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ والعلمین علیہا صدقات وصول کرنے والے۔ ان کو صدقات ہی سے حق الخیر متاد کیا جائے۔ والمؤلفۃ قلوبہم۔ ابتداء اسلام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض باثر اور باثروت نو مسلموں کو صدقات سے دیا کرتے تھے تاکہ ان کے دلوں

التوبہ ۹

۴۴۲

واعلموا ۱۰

إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ

زکوٰۃ جو ہے ۵۸ سورہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام ہے

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ

جانوروں کا اور جن کا دل پر جانا منظور ہے مثلاً اور گردنوں کے چھڑانے میں اور

الْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً

جو تادان بھڑیں اور اللہ کے رستہ میں قتل اور راہ کے مسافر کو ٹھہرایا ہوا ہے

مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝۹

اللہ کا اور اللہ سب کچھ جانتے والا حکیم ہے اور بعض ان میں

يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أَذْنٌ مُّكَلِّمٌ

بدگوئی کرتے ہیں نبی کی ۹۹ اور کہتے ہیں کہ یہ شخص تو کان ہے قتل تو کہہ کان ہے

خَيْرٌ لَّكُمْ يَوْمُنَ بِاللَّهِ وَيَوْمُنَ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَ

تمہارے بھلے کے واسطے یقین رکھنا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے مسلمانوں کی بات کا اور

رَحْمَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ

رحمت ہے ایمان والوں کے حق میں تم میں سے اور جو لوگ بدگوئی کرتے ہیں

رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۱۰

اللہ کے رسول کی ان کے لئے عذاب ہے دردناک ۱۰ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی

لَكُمْ لِيَرْضَوْكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُ

تمہارے آگے تاکہ تم کو راضی کریں اللہ اور اللہ کو اور اس کے رسول کو بہت ضرور ہے راضی کرنا

إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝۱۱

اگر وہ ایمان رکھتے ہیں ۱۱ کیا وہ جہان نہیں چکے کہ جو کوئی

يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ

مقابلہ کرے اللہ سے اور اس کے رسول سے تو اس کے واسطے ہے دوزخ کی آگ

میں سلام سے لگاؤ اور الفت جاگزیں ہو جائے۔ اب

مؤلفۃ القلوب کا حصہ ساقط ہو چکا ہے بشرطیکہ وہ اغیار

ہوں۔ اگر نو مسلم فقرہ ہوں تو تالیف قلب کیلئے صدقات

میں سے ان کو دینا جائز ہے۔ وفي الرقاب مکتوب غلام

کی اعانت کرنا مراد ہے۔ والغارمین جن پر قرض ہو۔ وفي

سبیل اللہ۔ فقراء مجاہدین وہ مجاہد جن کا زاد سفر ختم ہو چکا

ہو اور طالبان علوم دین مراد ہیں۔ وابن السبیل وہ مسافر

جس کے پاس دوران سفر میں زاد راہ ختم ہو جائے۔ ۹

ومنہم الذین الخ یہ منافقین کی ایک شہادت کا ذکر ہے

کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بدزبانی اور طعن و تشنیع

سے ایذا دیتے تھے ہواؤں میں یہ منافقوں کا قول ہے یعنی یہ

نبی تو کان ہے جس طرح کان ہر بات سنتا ہے اسی طرح یہ

ہر سنی سنائی بات کو مان لیتا ہے۔ قل اذن خیر لکم اللہ

نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اس کے جواب میں فرمادیں کہ اللہ کا

پیغمبر تو صرف پچی باتوں کو مانتا ہے۔ یعنی صرف اللہ اور رسول

کی باتوں کو۔ اور پیغمبر ایمان والوں کے لئے رحمت ہے جو شخص

ایمان کا اظہار کرتا ہے وہ اس کا ایمان قبول کر لیتا ہے۔ اور

رحمت و شفقت کی وجہ سے اس کے پوشیدہ راز نہیں کھولتا۔

یا مخلص مؤمنین مراد ہیں اور ان کے لئے آپ کے رحمت ہونے

کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ذریعے ان کو کفر سے نجات ملی۔

اور ہدایت کی راہ ہاتھی کی جس سے ان کو دین و دنیا کی سادتیں

نصیب ہوئیں۔ ای وھو رحمة للذین آمنوا وامنکم ای

اظهروا الایمان ایہا المنافقون حیث یقبل ایمانکم

موضع قرآن ۱۱ جس پاس مال نہ ہو وہ مفلس ہے

گو کہ حاجت چلی جائے جیسے ہر روز کے

مختی اور محتاج جس کی حاجت بند نہ ہو۔ اور زکوٰۃ کے عامل

ہمیدہ پاویں موافق خرچ کے اور دل جن کا پر چاہا ہے وہ لوگ

تھے کہ طمع پر سلمان ہوئے لیکن سردار قوم تھے ان کے طفیل سچے

مسلمان بھی ہوئے اب علماء ان کو نہیں گنتے اور گردن چھڑانی

منزل ۲

غلام کی آزادی یا بندی کی۔ اور تادان دار جو قرض کے برابر نہ رکھتا ہوا اور اللہ کی راہ یعنی جہاد کا خرچ اور مسافر جو بے خرچ ہو اگر چہ گھر میں سب کچھ موجود رکھتا ہو۔ ۱۲ منہ ج ۱۲ منافق حضرت کو طعن کرتے تھے کہ یہ شخص کان ہی رکھتا ہے حضرت اپنے وقار سے جھوٹے کا جھوٹ پہچانتے تو بھی نہ کپڑے تغافل کرتے وہ بیوقوف جانتے کہ انہوں نے سچا نہیں سوا اللہ نے فرمایا کہ یہ جو نبی کی تمہارے حق میں بہتر ہے نہیں تو اول تم کپڑے جاؤ۔ ۱۲ منہ ج ۱۲ کسی وقت حضرت ان کی دغا بازی کپڑے تو مسلمانوں کے رد پر ہمتیں کھاتے کہ ہمارے دل میں بری نیت نہ تھی تاکہ ان کو راضی کر کرانی طرف کریں۔ نہ جانا کہ یہ فریب بازی خدا اور رسول کے ساتھ کام نہیں آتی۔ ۱۲ منہ ج ۱۲

فتح الرحمن ۱۱ یعنی ضعیف لا سلام ۱۲۔ یعنی جہاد ۱۲۔ یعنی ہر چہ کسی گوید قبول میکند۔ ۱۲

خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ۖ يَحْذَرُ

سدائے اس میں یہی ہے بڑی رسوائی ڈرا کرتے ہیں

الْمُنْفِقُونَ أَنْ تَنْزَلَ عَلَيْهِمْ سُورَةُ تُنَبِّئُهُمْ

منافق اس بات سے کہ نازل ہو مسلمانوں پر ایسی سورت کہ بتا دے ان کو

بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ مِنْ قُلِ اسْتَهِزْ وَأَجِإِنَّ اللَّهَ فُخِّجَ

جو ان کے دل میں ہے تو کہہ دے ہٹھکے کرتے رہو اللہ کھول کر رہے گا

مَا تَحْذَرُونَ ۖ وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا

اس چیز کو جس کا تم کو ڈر ہے اور اگر تو ان سے پوچھے گے تو وہ کہیں گے ہم تو

كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ

بات چیت کرتے تھے اور دل لگی تو کہہ کیا اللہ سے اور اس کے حکموں سے اور اس کے رسول سے

كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۖ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ

تم ہٹھکے کرتے تھے یہاں مت بناؤ ۴۵ تم تو کافر ہو گئے

بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِنْ تَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ

انہار ایمان کے پیچھے اگر ہم معاف کر دیں گے تم میں سے بعضوں کو

نَعَذِّبُ طَائِفَةً بَأْثَمُهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۖ

تو البتہ عذاب بھی دیں گے بعضوں کو اس سبب سے کہ وہ گنہگار تھے ۴۶

الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ

منافق مرد اور منافق عورتیں ۴۷ سب کی ایک چال ہے

يَأْمُرُونَ بِالْمُكْرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ يُقْبِضُونَ

سکھائیں بات بری اور چھپائیں بات بھلی اور بند رکھیں

أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنْفِقِينَ هُمُ

اپنی مٹھی کو بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا انکو متحقی منافق وہی ہیں

منزل ۲

الظاهر ولا يكشف اسراركم ولا يفعل بكم ما يفعل بالمشركين او هو رحمة للمؤمنين حيث استنقذهم من الكفر الى الايمان ويشفع لهم في الآخرة بايمانهم في الدنيا (مدار ج ۲ ص ۲) ۴۵ يحلفون بالله الخ لكم اور ليرضوكم من ضمير خطاب المؤمنين سے کہنا یہ ہے۔ منافقین، مؤمنین کے سامنے قسمیں کھا کھا کر اپنی برائت کرتے اور ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتے اللہ نے فرمایا اگر واقعی وہ مؤمن ہوتے تو ان کا فرض تھا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ایسا انہوں نے کیا نہیں تو صرف مسلمانوں کو خوش کرنے سے کیا حاصل۔ ۴۶ الخ یہ تخریف آخری ہے۔

۴۵ یحذرون الخ ان منافقوں الخ ان منافقوں کو یہ خطرہ بھی رہتا ہے کہ مبادا ان کے بارے میں آیتیں نازل ہو جائیں اور ان کے دل نفاق اور کفر و عناد کو ظاہر کر کے ان کو ذلیل و رسوا کر دیں خلی استہزئوا یہ امر تہدید ہی ہے مخرج ای مظهر، مباحث دون سے ان کا نفاق مراد ہے جس کے ظاہر ہو جانے کا ڈر تھا۔ یعنی اسلام اور پیغمبر اسلام کا تمسخر اڑا لو کہ ان کا ٹاؤ گے آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں دے دی کفر و نفاق اور عناد کو ظاہر کر ہی دے گا۔ ۴۶ ولکن سألتمہم الخ اس میں ان منافقین کا ذکر ہے جو ان کے نفاق و غرور و تنوک میں شریک ہوئے مگر دوران سفر میں بھی شرارت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ دیا راستے میں کچھ منافقین حضور علیہ السلام کے آگے آگے جا رہے تھے آپس میں کہہ رہے تھے کہ یہ شخص حضور علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتا ہے ملک شام کے محلات اور روم کے قلعے فتح کر نیکی خواب بکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی سے اس گفتگو کی آپ کو اطلاع دیدی آپ نے ان کو روک کر فرمایا تم یہ باتیں کر رہے تھے تو صاف مکر گئے اور کہنے لگے نہیں یا نبی اللہ تم تو محض دل کی خاطر اور عداوت کی باتیں کر رہے تھے تاکہ سفر آسانی سے کر لے جائے۔ ان کا یہ جواب صریح جھوٹ تھا اس لئے اس کو کوئی وقعت نہ دے کر اللہ نے فرمایا ان سے کہو، ظالمو! تم اللہ اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ دل لگی اور استہزاء کرتے ہو ۴۷ لا تعذرُوا الخ یہ تہدید و تنبیح ہے۔ یعنی اے منافقین غلط عداوت اور جھوٹے بہانے مت کرو۔ تم نے انہار ایمان کے بعد استہزاء اور تمسخر سے اپنا کفر ظاہر کر دیا ہے اگر ہم ایک جماعت کو توبہ کی وجہ سے معاف کر دینگے تو دوسری جماعت کو ضرور عذاب دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہیں اور انہوں نے اپنے جرم سے توبہ نہیں کی۔ ان تمسخر کرنے والے منافقوں میں سے جنہوں نے توبہ کر لی اور مخلصانہ ایمان لے آئے ان کو معاف کر دیا گیا جیسا کہ محنتی بن جمیر نے صدق دل سے ایمان قبول کر لیا اور نفاق سے تائب ہو گیا۔ اللہ نے اس کو جنگ یمامہ میں شرکت کی توفیق دی اور شہادت نصیب فرمائی اور جنہوں نے توبہ نہیں کی وہ

مسلمان منافقین پر جو پور نفاق ہمارے میں نکلے انہیں اللہ تعالیٰ نے تنبیح کی تھی کہ تم منافقین کی حالت سے متاثر نہ ہو۔

مبتلائے عذاب ہوں گے۔ ۴۸ المنفقون والمنفقت الخ یعنی یہ منافقین آپس میں ایک دوسرے سے متحد ہیں ان سب کا مقصد ایک ہے اور ان کے عزائم باہم متفق ہیں ان کے احوال ایمان والوں کے احوال سے سراسر مختلف ہیں۔ وہ بُرے کاموں (کفر و عصیان) کی لوگوں کو ترغیب دیتے اور نیک کاموں (ایمان و اطاعت) سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتے ہیں۔ نسوا اللہ فنسیہم۔ نسیان سے ترک مراد ہے۔ یعنی منافقین نے اللہ کے احکام کی پیروی ترک کر دی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو اپنی

موضع قرآن ۱ جو کوئی دین کی باتوں میں ٹھٹھا کرے اگرچہ دل سے منکر نہ ہو وہ کافر ہو انہیں تو منافق البتہ ہوا دین کی بات میں ظاہر و باطن با ادب رہنا ضروری ہے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

فتح الرحمن ۱ یعنی ایمان زبانی خود۔ ۱۳

الْفٰسِقُوْنَ ۙ ۞۶۴ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ

نافق مردان و وعدہ دیا ہے اللہ نے منافق مرد اور منافق عورتوں کو اور

الْكُفٰرِ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ

منافق کر دوزخ کی آگ کا پڑے رہیں گے اس میں ہلکے وہی بس ہے ان کو

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۙ ۞۶۵ كَاٰلِ ذِيْنَ

اور اللہ نے انکو پھٹکار دیا اور ان کے لئے عذاب ہے برقرار رہنے والا جس طرح تم سے

مِنْ قَبْلِكُمْ كَاٰلِ ذِيْنَ اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرًا مَّاوٰلَا

اگلے لوگ زیادہ تھے تم سے زور سے اور زیادہ رکھتے تھے مال

وَاَوْلَادًا ۚ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلٰقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ

اور اولاد پھر فائدہ اٹھا گئے اپنے حصہ سے پھر فائدہ اٹھایا تم نے

بِخَلٰقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعْتُمُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اپنے حصہ سے جیسے فائدہ اٹھا گئے تم سے اگلے

بِخَلٰقِهِمْ وَخُضِعْتُمْ كَاٰلِ ذِيْ خَاوِطٍ اُولٰٓئِكَ

اپنے حصہ سے اور تم بھی چلتے ہو انہیں کی سی چال وہ لوگ

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

مٹ گئے ان کے عمل دنیا میں اور آخرت میں اور وہی لوگ

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۙ ۞۶۶ اَلَمْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ مِنْ

پڑے نقصان میں کیا پہنچی نہیں ان کو خبر ان لوگوں کی جو ۶۶

قَبْلِهِمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٍ وَّثٰوْدَةَ وَّقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ

ان سے پہلے تھے قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور قوم ابراہیم کی اور

اَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اَتَلْتَهُمْ رَسٰلَهُمْ

مدین والوں کی اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئیں پھینچے ان کے پاس ان کے رسول

توفیق اور رحمت سے محروم کر دیا غفلت و عن ذکر و
ترک و اطاعتہ (فہم) فترکہ اللہ من توفیق
وہدایت فی الدنیا ورحمتہ فی الآخرۃ و ترکہم
فی عذابہ (مظہری ج ۴ ص ۲۶)

۶۵ وعد اللہ الہیہ منافقین اور کفار کے لئے تخریف
اخروی ہے کالذین من قبلکم ای انتم ایہا الکفار
کالذین من قبلکم فاستمتعوا بخلاقہم جو نبوی عیش
وتلذذ ان کے لئے مقدر تھا اس سے انہوں نے فائدہ اٹھایا
اور جو تمہارے لئے مقدر تھا اس سے تم نے فائدہ اٹھایا۔ و
خضعتہم کالذی خاصوا اور جس طرح وہ باطل شبہات
اور لہو و لعب میں منہمک ہو گئے اسی طرح تم منہمک ہو گئے۔
اولئک حبطت اعمالہم الہیہ دنیا اور آخرت میں ان کے
اعمال اکارت گئے اور ان پر وہ کسی اجر و ثواب کے مستحق
نہ تھے اور دنیا اور آخرت کا خسارہ اٹھایا۔ اے کفار!
بالکل اسی طرح تمہارے اعمال بھی بے نتیجہ و رضائع ہوں گے
اور آخرت میں خائب و خاسر ہو گے۔ ۶۶ اَلَمْ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ
یہ تخریف نبوی ہے اس میں خطاب سے غیبت کی طرف
التفات ہے اور ضمیر غائب سے کفار و منافقین مراد ہیں یعنی
کفار و منافقین کو اقوام سابقہ کے حالات سے عبرت حاصل
کرنا چاہیے کہ کس طرح ان کو ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ہلاک
کیا گیا۔ فما کان اللہ لیظلمہم الہیہ یعنی اللہ نے ان کو ہلاک
کر کے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ظالم تھے اور ضد و انکار
کی وجہ سے انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

موضح قرآن و یعنی بے اعتقاد کی صلاحیت کیا
مستبر ہے اس کو فاسق ہی گئے ۱۲ منہ

منہمک رہنے والے
یعنی انہوں نے تمہارے
عیش و تلذذ میں
جس طرح وہ باطل
شبہات اور لہو و لعب
میں منہمک ہو گئے
اسی طرح تم منہمک
ہو گئے۔

والتفات از خطاب
بوسبب غیبت مراد
کفار و منافقین ہیں

بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا

صاف حکم لے کر سو اللہ تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ اپنے اوپر

أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۴۰﴾ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ

آپ ظلم کرتے تھے اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ

ایک دوسرے کی مددگار ہیں بعض سے بعض بات اور

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ

منع کرتے ہیں بری بات سے اور قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں

الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ

زکوٰۃ اور حکم پہ پلتے ہیں اللہ کے اور اس کے رسول کے دی ہوگے ہیں جن پر رحم کرے گا

اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۴۱﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ

اللہ بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا وعدہ دیا ہے اللہ نے ایمان والے مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا کہہ رہی ہیں نیچے ان کے نہریں رہا کریں

فِيهَا وَمَسْكِنٌ طَيِّبٌ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ مَرْضًى وَأَنْ

انہی میں اور ستمگرے مکانوں کا رہنے کے باغوں میں اور رضامندی

مَنْ اللَّهُ أَكْبَرُ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۴۲﴾ يَا أَيُّهَا

اللہ کی ان سب سے بڑی ہے یہی ہے بڑی کامیابی اے

النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

نبی لڑائی کر کافروں سے ملاد اور منافقوں سے اور تند خوئی کر ان پر

وَمَا لَهُمْ حِمْيَرٌ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۴۳﴾ يَخْلِفُونَ

اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے یہ قسمیں کھاتے ہیں

۴۰ المؤمنون والمؤمنات المؤمنات الخ منافقین کے مقابلہ میں مؤمنین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں یعنی وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور بہادر ہیں۔ نیک کاموں کی ترغیب دیتے اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ نماز قائم کرتے، زکوٰۃ دیتے، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں اور اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ تاہم ذلک هو الفوز العظيم مؤمنین کے لئے بشارتِ آخری ہے۔

۴۱ یا ایہا النبئی جاهد الخ اس آیت میں کفار اور منافقین سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا۔ کافروں سے جہاد بالسیف اور منافقوں سے جہاد بالحجۃ والدلیل مراد ہے یعنی دلائل و براہین سے ان کے شہادت، اعتراضات اور مطاعن کا جواب دو حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا۔ منافقین اطرافِ مدینہ کے ساتھ جہاد بالسیف کرو اور جو منافقین مدینہ منورہ میں ہیں ان سے جہاد باللسان یعنی دلائل سے جہاد کرو تاکہ لوگ یہ الزام نہ لگائیں کہ یہ پیغمبر مسلمانوں کو مراء رہا ہے۔ قال ابن عباس موبی الجہاد مع الکفار بالسیف ومع المنافقین باللسان وشدة الزجر والتعلیظ (قطبی ج ۸ ص ۲۸۷)

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی بسیف -۱۲-

منافقین کے مقابلہ میں مؤمنین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں

منافقین کے مقابلہ میں مؤمنین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں

منافقین کے مقابلہ میں مؤمنین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں

۵۹۹ یحلفون باللہ الخ اس آیت میں دو قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ غزوہ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اس میں آپ نے ان منافقین کا ذکر کیا جو جہاد میں شریک نہیں ہوئے تھے آپ نے ان کو جس اور ناپاک فرمایا۔ یہ سکر ایک منافق جلاس بن سوید کہنے لگا اگر محمد سچ کہتا ہے تو ہم تو گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔ یہ بات ایک مخلص مومن عامر بن قیس نے سن لی۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کر دیا آپ نے جلاس کو بلا کر پوچھا تو اس نے قسم کھا کر انکار کر دیا کہ اس نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ لَعَنَ اللَّهُ لِقَابَ الَّذِي نَادَىٰ بِذِكْرِهِمْ فَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ فَكَتَبَ لَهُمْ اللَّهُ ذُنُوبَهُمْ فَالَمِيقَةُ الَّتِي كَانُوا يَعْلَمُونَ

التوبہ ۹

۴۴۶

واعلموا ۱۰

بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا

اللہ کی کہ ہم نے نہیں کہا ۴۴۶ اور بیشک کہا ہے انہوں نے لفظ کفر کا اور سکر ہو گئے

بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهُمْ وَابِلًا لِّمِائِةٍ أَوْ أَمَّا نَقُومُوا

مسلمان ہو کر اور قصد کیا تھا اس چیز کا جو ان کو نہ ملی اور یہ سب کچھ اسی

إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنْ

کا بدلہ تھا کہ دولت مند کر دیا ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے دلا اپنے فضل سے ۴۴۷ سو اگر

يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبُهُمْ

توبہ کر لیں تو بھلائی ان کے حق میں ۴۴۸ اور نہ اگر نہ مانیں گے تو عذاب دے گا انکو

اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ

اللہ عذاب دردناک دنیا اور آخرت میں اور نہیں ان کا

فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۴۴۹ وَمِنْهُمْ مَنْ

روئے زمین پر کوئی حمایتی اور نہ مددگار ۴۴۹ اور بعض ان میں وہ ہیں

عَهَدَ اللَّهُ لَكُمْ لِيَنْتَظِمْنَ مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ

کہ عہد کیا تھا اللہ سے اگر دوسرے ہم کو اپنے فضل سے تو ہم ضرور خیرات کریں اور

لَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ ۴۵۰ فَلَمَّا أَتَاهُمْ مِنْ

ہو رہے ہیں ہم نیکی والوں میں ۴۵۰ پھر جب دیا ان کو

فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ ۴۵۱

اپنے فضل سے تو اس میں بخل کیا اور پھر گئے ملا کر

فَاعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَ مَا

پھر اس کا اثر رکھ دیا نفاق ان کے دلوں میں جس دن تک کہ وہ اس سے ملیں گے اسوجہ کو

أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۴۵۲ أَلَمْ

کہ انہوں نے خلاف کیا اللہ کا جو وعدہ اس سے کیا تھا اور اس وجہ سے کہ بولتے تھے جھوٹ کیا وہ

منزل ۲

موضع قرآن ۱ اکثر منافق پیچھے پیچھے کراہت کرتے پیغمبر کی اور دین کی پھر پکڑے جاتے تو قسمیں کھاتے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ سورہ منافقوں میں بھی یہ ذکر آئے گا اور یہ جو فرمایا کہ فکر کیا تھا جو نہ ملایا یہ مراد ہے کہ لشکر میں خانہ جنگی ہوئی تھی۔ اس میں لگے اغوا کر کے کہ جہاد انصار میں پھوٹ ڈالیں حضرت نے اصلاح کر دی۔ سورہ منافقوں میں آوے گا یا یہ مراد ہے کہ بارہ شخص نے سفر میں آدمی دلت کو جمع ہو کر چاہا کہ حضرت پر ہاتھ چلائیں۔ ایک صحابی ساٹھ تھے۔ حذیفہ نے ان کو فرمایا ان کو مارو تب آگے سے بھاگے۔ حذیفہ سب کو پہچانتے تھے پڑتا ہر کرنا حکم نہ تھا۔ ۱۲۔

۱۲ مترجم گوید و اس نوعی از تحکم است۔ واللہ اعلم ۱۲

سید القاضی نے فرمایا ہے کہ منافقین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت اور عناد کیوں ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کو کیا ناراضگی ہے کیا ان کو یہ بات ناپسند ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے ان کو مالدار بنا دیا ہے۔ حاصل یہ کہ اللہ اور رسول کے تو ان پر احسان اور انعامات ہی ہیں جن کی موجودگی میں ان کو سوا اطاعت و تسلیم حکم کر دینا چاہیے تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اس وقت یہ منافقین نہایت تنگدستی کی زندگی بسر کر رہے تھے آپ کی تشریف آوری اور اموال غنیمت کی کثرت سے ان کی زندگی خوشحال ہو گئی۔ جلاس بن سوید مذکور کا ایک قریبی رشتہ دار قتل ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ روپیہ خیر نہ ہائے طور پر دلا یا جس سے وہ مالدار ہو گیا۔ انھیں کا نوا حین قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ فی ضلک من العیش لا یرکبون الخیل ولا یحوزون الغنیمۃ فاستغنوا بالغنائم وقتل للجلاس مولی فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدیتہ اثنی عشر لفا فاستغنی (مدارک ج ۲ ص ۲۸۸ - قطبی ج ۸ ص ۲۸۸) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقین کو غنی کر دینے سے بھی مراد ہے یعنی مال غنیمت سے ان کو غنی کر دیا اس سے مافوق الاسباب غائبانہ طور پر غنی کرنا مراد نہیں کذا فی مدارک وابن جریر وابن کثیر۔ ۴۴۶ فَإِنْ يَتُوبُوا أَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ يَتُوبُونَ إِلَهُمْ

واعلموا ۱۰

فتح الرحمن وای یعنی بمزدوری چیزی پیدا می کنند و سدقه می دهند ۱۲ و ۱۳ یعنی هر دو صورت یکسانست ۱۴

محرم ہوا حضرت نے پوچھا کہ ثعلبہ کیا ہوا لوگوں نے حال بیان کیا۔ فرمایا ثعلبہ خراب ہوا۔ پھر زکوٰۃ دینے کا وقت ہوا سب دینے لگے اس نے کہا یہ جو مال بھرنے لگا ہے دنیا بہانہ کر رہا لایا پھر حضرت پاس مال دیا زکوٰۃ میں حضرت نے قبول نہ کیا۔ بعد حضرت کے ابو بکرؓ و عمرؓ بھی اپنی خلافت میں اس کی زکوٰۃ نہ لیتے خلافت حضرت عثمانؓ میں مر گیا۔ ۱۲ منہ آف ایک بار حضرت نے تنقید کی خیرات پر عبدالرحمن بن عوف چار ہزار درہم لائے اور لوگ لانے لگے۔ عام چار سو چار لائے عبدالرحمن نے کہا آٹھ ہزار میں رکھتا تھا نصف اپنے رب کو قرض دیتا ہوں اور نصف حق عیال کا عام نے کہا مزدوری کر کر آٹھ سو چار لایا ہوں نصف خیرات کر رہا ہوں اور نصف حق عیال کا۔ منافق آپس میں کہنے لگے۔ عبدالرحمن کو منظور ہے مزدوری اور عام اپنے تمیں زور دیا اوری سے ملا تا بہ خیرات والوں میں ۱۲ منہ آف یہاں سے فرق نکلتا ہے بے اعتقاد کا اور گنہگار کا۔ گناہ ایسا کونسا ہے کہ پیغمبر کے بخشائے سے نہ بخشا جاوے اور بے اعتقاد کو پیغمبر کی سزا استغفار فائدہ نہ کرے اب جو بے اعتقاد لوگ بھروسہ نہ کریں پیغمبر کی شفاعت ذکر کریں دلیل

فتح الرحمن و۱ یعنی بمزدوری چیزی پیدای گفند و صدقه می دهند ۱۲ و ۱۳ یعنی هر دو صورت یکسانست ۱۴.

التَّوْبَةُ ٩

החל

واعلموا ۱۰

أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا

سخت گرم ہے کہ اگر ان کو سمجھ ہو تو سو وہ ہنس بیٹیں تو تو

وَلْيَكُوْا كَثِيْرًاۙ جَزَاءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَۙ ۭۙ فَاِنْ

اور رومی بہت سادہ اس کا جو دو کلمات تھے **رَجَعَكَ اللَّهُ إِلَى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُواكَ**

پھر لے جائے تجھ کو اللہ فقہ کسی فرقہ کی طرف ان میں سے پھر اجازت چاہیں تجھ سے
لِلْخُرُوجِ فَقُلْ لَنْ تَخْرُجُوا مَعِيَ ابَدًا اَوْ لَنْ

نیکوئی کی بات تو تو کہہ دینا کہ تم ہرگز نہ جھگڑے میرے ساتھ کبھی اور نہ

تَقَاتُوا مَعِيَ عِدًّا وَإِن لَّكُمْ رِجْزَتُمْ بِالْفَعْدِ ۚ وَأَوَّلُ

لڑو گے میرے ساتھ جو کسی دشمن سے تم کو پسند آیا بیٹھ رہنا پہلی

مَكْتَفٍ اَقْعَا وَاَمَعَ الْفَدَىٰ ۝۸۳ ۝ اَلْاَنْصَا عَلٰی

بار سو بیٹے رہو پیچھے رہنے والوں کے ساتھ اول اور نماز پڑھو

ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر وہ

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

وَلَا تَعْبُوكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ
اور تعجب نہ کر اے ان کے مال اور اولاد سے اللہ تو یہی

اللَّهُ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَتَرْهَقَ أَنْفُسُهُمْ

یاد رہے کہ عذاب میں رکھے ان کو ان چیزوں کے باعث دنیا میں اور نکلے ان کی جان

وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿٨٥﴾ وَإِذَا أَنْزَلْتَ سُورَةً أَنْ آمِنُوا

اور اس وقت تک اسرارِ ربیہ اور جب ماورائے اہل اہل جہنم کے اہل جہنم کے

مٹنگے کیونکہ ان کے دلوں میں کفر و نفاق ہے اگرچہ بظاہر وہ ایمان کے دعویدار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ منوالینا پیغمبر علیہ السلام کے اختیار میں نہیں استغفر امر مجنی خبر ہے عبداللہ بن ابی ریس لمنا فقیں جب مرض الموت میں مبتلا ہوا تو اس کا بیٹا جو مخلص مؤمن تھا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے باپ کے لئے استغفار کی درخواست کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں آپ کو ان کے لئے استغفار سے منع کر دیا گیا۔ صحیح مسلم میں ہے جب ابن ابی مرگیا تو حضور علیہ السلام اس کا جنازہ پڑھنے لگے تو حضرت عمرؓ نے آپ کا دامن تمام کر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ نے تو آپ کو اس کا جنازہ پڑھنے سے منع فرما دیا ہے اور میں اس کیلئے ستر سے بھی زیادہ بار استغفار کر رہا ہوں گا شاید اللہ سے معاف کر دے (ملک توطبی رحمہ اللہ) امام ابو نعیمہ

علامہ خازن ابن عباس سے ناقل ہیں کہ جب منافقین کے مایوسی
 مذکورہ بالا آیتیں نازل ہوئیں اور مسلمانوں پر ان کا نفاق ظاہر ہو گیا
 اس وقت منافقین نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر
 عرض کیا آپ ان کے لئے اللہ سے استغفار کریں۔ اس پر یہ آیت
 نازل ہوئی قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ان عند
 نزول الآیۃ الاولى فی منافقین قالوا یا رسول استغفر
 لنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما استغفر لكم
 واشتغل بالاستغفار لهم فنزلت هذه الآیۃ فنزل
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاستغفار اکبیر ^{مصحف}
۱۷۶ فرج المخلقون الخ المخلقون باب فیصل ہے۔

یعنی ان کو اللہ نے پیچھے چھوڑ دیا اور جہاد میں شریک ہونے کی ان کو توفیق نہ دی۔ اسی خلفہم اللہ ونبطہم (قرطبی ج ۸ ص ۲۱۷)
حضرت شیخ نے فرمایا ای المخلفون بقہم اللہ اس سے منافقین
مراد ہیں جو جنگ نبوک میں عہد شریک نہ ہوئے مقعد عہد
میمی ہے جو منافقین غزوہ نبوک میں شریک نہ ہوئے وہ بہت
خوش تھے کہ شہادت گرامیں وہ سفر کی تکلیفوں و صوبہ بنوں سے
بچ گئے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں مال جان سے جہاد کرنے
کو ناپسند کیا۔ وقالوا لا تنفروا فی الحزمنا فقہول نے آپس میں
ایک دوسرے سے کہا یا انہوں نے شہمنوں کو بد دل کرنے کی غرض سے ان
رمزادک ج ۲ ص ۲۸) کہ قل نادھم اللہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ

منزل ۲

ایک دوسرے سے کہا یا انہوں نے تمہو منوں کو بد دل کرنے کی غرض سے ان سچے کہا کہ اگر تمہیں یہ مت جاؤ اور اپنے گھروں میں آرام کرو قال بعضهم لبعض اوقالوا اللہ المؤمنین تشبیطاً (مذاہک ج ۲ ص ۲۸) **۷۷** قل ناد جہنم الخ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ ان آرام و راحت کے دلداد گان سے فرمادیں جہنم کی آگ جو آخرت میں ان کا ٹھکانا ہوگی دیا

موضع قرآن ۱۔ یہ جو فرمایا کہ اگر تمہارے جادے اللہ کی طرف سے کیطرت اس واسطے کہ آیت نازل ہوئی سفر میں وہ منافق تھے مدینہ میں اور فرقہ فرمایا اس واسطے کہ بعض منافق چھپے مر گئے اور سب بیٹھے والے منافق نہ تھے۔ بعض مسلمان بھی تھے کہ ان کی تفصیل معات ہوئی۔ ۱۲۔ امنہ

فتح الرحمن و ما از خبر است بآنکه در دنیا خواهند خندید و در آخرت خواهند گریست ۱۲۔ ۵ یعنی برائے احراز غنائم ۱۲

کی اس گرمی سے کہیں زیادہ سخت اور شدید ہوگی ۸؎ فلیضکواالحہ امر بنی خبر ہے۔ منافقین جہاد میں شریک نہ ہو کر بہت خوش ہیں اور منہس ہے ہیں لیکن دنیا کی خوشی اور منہسی اس افسوس اور رونے کے مقابلے میں بہت کم ہے جو آخرت میں ان کے حصے میں آئیں گے۔ اخبار عن عاجل امر بعد واجل من الضحك القليل في الدنيا والبقاء الكثير في الاخرة (روح ج ۱۰ ص ۱۰۸) ۹؎ فان رجعت الحہ اس میں بھی ان منافقین کا ذکر ہے جو غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوئے۔ منافقین کی شرارتوں اور ان کی عداوت اور دشمنی کو واشگاف کرنے کے بعد حضور علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ لوگ اس لائق ہی نہیں ہیں کہ آپ کی صحبت میں رہیں لہذا جب آپ بخیر وعافیت مدینہ واپس پہنچ جائیں اور اس کے بعد کوئی جنگ درپیش ہو اور منافقین اس میں شریک ہونے کے لئے آپ سے اجازت مانگیں تو آپ

ان کو غزوہ میں شریک ہونے کی ہرگز اجازت نہ دیں اور صاف فرمادیں کہ اب مجھے بھی تم ہمارے ساتھ جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے۔ بس اب گھروں ہی میں بیٹھے رہو ۱۰؎ ولا تقبل علی احد الحہ اگر ان منافقین میں سے کوئی مرحلے تو آپ کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کیلئے دعائے مغفرت کریں کیونکہ وہ اگرچہ بظاہر مسلمان ہیں لیکن دل سے کافر ہیں نہ خدا پران کا ایمان ہے نہ رسول پر اور وہ اسی کفر پر مر رہے ہیں ۱۱؎ ولا تعجبك الحہ اس کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو حاشیہ (۵۴) ص ۲۸۲ ۱۲؎ واذا انزلت الحہ یہ منافقین کی منافقت کی واضح علامت ہے کہ جب جہاد کا حکم نازل ہوتا ہے تو وہ مالی طاقت اور جسمانی قوت کے باوجود جہاد سے جی جراتے اور آپ کے پاس آکر اجازت مانگتے ہیں کہ انہیں جہاد کی شمولیت سے مستثنیٰ کر دیا جائے اور گھروں میں رہنے دیا جائے وہ جہاد میں شریک ہو کر جہاد و شجاعت کے جوہر دکھانے کے بجائے بزدلوں کی طرح مدینہ میں عورتوں کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں اور یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ ان کے دل ایمان سے خالی اور اللہ اور رسول کی محبت سے تہی ہیں۔ ان کے دلوں پر انکی بیعتوں کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اور وہ جہاد کے دینی اور دنیوی منافع سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ۱۳؎ لكن الرسول الحہ یہاں سے لیکر ذلک الفوز العظیم تک حضور علیہ السلام کے ساتھ مال و جان سے جہاد کرنے والے صحابہ کرام اور مخلص مومنین کی فضیلت اور ان کے لئے اخروی بشارت مذکور ہے ۱۴؎ وجاء المعذر و ان الحہ یہاں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جو واقعی معذور تھے اور اپنا عذر بیان کر کے حضور علیہ السلام سے تخلف عن الجہاد کی اجازت لیتے تھے اور اس سے بنی غفار کے لوگ مراد ہیں ثمر بن ثعلابہ نے حال ذوی الاعذار فی ترک الجہاد الذین جاءوا رسول الله

من جہاد سے پہلے والوں کو غزوہ تبوک کے مقابلے میں غزوہ کے حالات کا بیان ہے اسے جہاد الیوم

واعلموا ۱۰
۴۴۹
التوبہ ۹

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا جَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذِنُوا

اللہ پر اور اطاعت کرو اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جو تم سے رخصت مانگتے ہیں مقدور

الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُنْ مَعَ الْقُعْدِيِّينَ ۱۶

والے ان کے اور کہتے ہیں ہم کو چھوڑ دے کہ وہ جائیں ساتھ بیٹھے والوں کے

رَضُوا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خَوَّافٌ عَلَيْكَ

خوش ہوئے کہ وہ جائیں تم سے ڈرنے والی عورتوں کے ساتھ اور مہر کر دی گئی ان کے

قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۱۷

دل پر سوور نہیں سمجھتے لیکن رسول ص ۳۳ اور

الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ

جو لوگ ایمان لائے ہیں ساتھ اس کے وہ لڑے ہیں اپنے مال اور جان سے

وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ زَوْجًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۱۸

اور انہی کے لئے ہیں خیریاں اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

تیار کر رکھے ہیں اللہ نے ان کے واسطے باغ کہ بہتی ہیں ان کے نیچے

خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۱۹

رہا کریں ان میں یہی ہے بڑی کامیابی اور آئے

الْمُعْذِرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ

بہانے کرنے والے گنہگار تاکہ ان کو رخصت مل جائے اور

فَعَدَّ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ سَيُصِيبُ

بیٹھ رہے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اللہ سے اور اس کے رسول سے اب پہنچے گا

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۲۰

ان کو جو کافر ہیں ان میں عذاب دردناک نہیں ہے ۲۱

منزل ۲

صلی اللہ علیہ وسلم یغندرون الیہ ویبینون له ما هم فیہ من العف وعدم القدرۃ علی الخرج الحہ (ابن کثیر ج ۲ ص ۳) وقعد الذین کذبوا اللہ لیسکن منافقین نے پوری دبدبہ دلیری سے کام لیا اور کسی قسم کا کوئی عذر وہبانا پیش کئے بغیر جہاد میں شریک نہ ہوئے اور گھروں میں بیٹھ رہے سید صیب الذین کفروا اللہ یہ ان کے لئے تحریف اخروی ہے ۲۱؎ لیس علی الضعفاء الحہ یہاں ان عذروں کا بیان ہے جن کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہونے والے واقعی معذور ہیں الضعفاء یعنی بوڑھے، بچے اور عورتیں نیز لنگڑے اور اندھے بھی اس میں شامل ہیں ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون پہلے ان لوگوں کا ذکر تھا جو جسمانی طاقت کے فقدان کی وجہ سے معذور تھے یہاں مالی استطاعت نہ ہونے کا عذر بیان کیا گیا یعنی جن لوگوں کے پاس سامان جنگ و سفر خرچ کے لئے روپیہ نہیں وہ بھی معذور ہیں یعنی الفقراء العاجزین عن اہبة الغزو والجمہاد فلا یجدون

الضُّعْفَاءُ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى

ضعیفوں پر اور نہ مریضوں پر اور نہ

الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يَنْفِقُونَ حَرْجٌ إِذَا

ان لوگوں پر جن کے پاس نہیں ہے خرچ کرنے کو کچھ گناہ جب کہ

نَصَحُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ

دل سے صاف ہوں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ نہیں ہے نیکی والوں پر الزام کی

سَبِيلٌ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۹۱ وَلَا عَلَى الَّذِينَ

کوئی راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ ان لوگوں پر کہ

إِذَا مَا آتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا

جب تیرے پاس آئے تاکہ تو ان کو سواری دے تو نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں

أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَأَعْيَنُهُمْ تَفِيضٌ مِنْ

کرم کو اس پر سوار کروں تو اپنے پھرے اور ان کی آنکھوں سے بہتے تھے

الدَّمْعِ مَعَ حَزْنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يَنْفِقُونَ ۹۲ إِنَّمَا

السنو اس غم میں کہ نہیں پاتے وہ چیز جو خرچ کریں راہ

السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَادِرُّونَكَ وَهُمْ

الزام کی توان بد ہے کہ جو رخصت مانگتے ہیں تجھ سے اور وہ

أَغْنِيَاءُ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ

مالدار ہیں خوش ہوئے اس بات سے کہ رہ جائیں ساتھ

الْخَوَالِفَ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ

پیچھے رہنے والوں کے اور مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر

فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۹۳

سو وہ نہیں جانتے۔

۱۰۵۰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ هِيَ أَسَى طَرَحَ ان لَو كُؤ ل پُر پُجی تَخْلَفَ
عن الجہاد کی وجہ سے گناہ نہیں جو آپ کی خدمت میں حاضر
ہوئے تاکہ آپ ان کے لئے سواری کا انتظام فرمائیں لیکن
سواری نہ ہونے کی وجہ سے وہ مایوس ہو کر زار و قطار رہنے
لگے اس لئے کہ وہ جہاد میں شریک نہیں ہو سکیں گے اور
اس کے اجر سے محروم ہو جائیں گے۔ ۱۰۵۱
التَّسْبِيلُ الہ گرفت اور الزام کا راستہ ان منافقین پر ہے
جو طاقتور اور دولت مند ہونے کے باوجود محض آرام طلبی کی
خاطر جہاد میں شریک نہیں ہونا چاہتے۔ وہ اس قدر بزدل
اور پست بہت ہیں کہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے رہنا
پسند کرتے ہیں۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر جھوٹے
بہانے بنا کر اجازت مانگتے ہیں۔ وطبع اللہ الہ اللہ نے
ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جاریت ثبت
کر دی ہے کہ وہ جہاد کے دنیوی اور اخروی فوائد کو نہیں
سمجھ سکتے۔ (فہم لا یعلمون) مافی الجہاد من الخیر
فی الدنیا والآخرۃ (خازن ج ۳ ص ۱۱)

یعنی اللہ کی توفیق
بیان کرے اور پیچھے
رہنے کی وجہ سے
ماریٹی
کا راستہ

اور جو عداوتیں صحیح بھی نہیں ہوں اگر اس سے عرضی اعمال کا فرضی عقیدہ ثابت کیا جائے اور اس کے مقابل میں آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ و صحیحہ کو ترک کر دیا جائے تو یہ کہاں کا انصاف ہے ۵۹ سید خلیفون باللہ الخ اس میں بھی ان منافقین کا ذکر ہے جو بغیر کسی عذر کے جہاد میں شریک نہیں ہوئے تھے یعنی جب آپ واپس لوٹ کر ان کے پاس پہنچیں گے تو وہ نہیں کھاکھا کر اپنی سچائی اور معذوری بیان کریں گے تاکہ آپ ان سے درگزر کریں فاعرضوا عنہم تم ان سے منہ موڑ لینا کیونکہ وہ نہایت ناپاک لوگ ہیں اور تمہاری صحبت و مجلس کے لائق نہیں ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ ان کے اپنے ہی اعمال کی سزا ہوگی۔ ۶۰ سید خلیفون لکھا الخ وہ نہیں اس لئے کھائیں گے تاکہ تم لوگ ان سے راضی ہو جاؤ لیکن یاد رکھو یہ لوگ خدا کے سخت نافرمان اور باغی ہیں۔ اگر تم ان

التوبہ ۹

۴۵۲

يعتذرون ۱۱

رَسُولُهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۵۹ وَمِنَ الْأَعْرَابِ

اپنے رسول پر اور اللہ سب کچھ جانتے والا حکمت والا ہے اور بعضے ۶۰ گنوار ایسے ہیں

مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُّ بِكُمْ

کہ شمار کرتے ہیں اپنے حشر کرنے کو تادان اور انتظار کرتے ہیں تم پر

الدَّوَابِّ عَلَيْهِمْ ذَاكِرَةُ السَّوْعَةِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ

زمانہ کی گردشوں کا ۶۱ ان ہی پر آئے گردش بری اور اللہ سننے والا

عَلِيمٌ ۶۰ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

جانتے والا ہے اور بعضے گنوار وہ ہیں ۶۲ کہ ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور

الْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًا عِنْدَ اللَّهِ

قیامت کے دن پر اور شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو نزدیک ہونا اللہ سے

وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ إِلَّا أَنْهَا قُرْبٌ لِّمَنْ سِوَاهُمْ

اور دعا لینی رسول کی سنا ہے وہ ان کے حق میں نزدیک ہے داخل کرنا انکو

اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۶۱ وَالسَّبِقُونَ

اللہ اپنی رحمت میں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو لوگ قید ہیں

الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ

۶۲ سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو

اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا

ان کے پیرو ہوئے سنا اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے

عَنْهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اس سے اور تیار کر رکھے ہیں واسطے انکے باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۶۰ وَهُمْ

رہائیں انہی میں ہمیشہ یہی ہے بڑی کامیابی و اور بعضے

منزل ۲

سے راضی ہو جی گئے تو اللہ ان سے کبھی راضی نہیں ہوگا۔ اور صرف تمہاری رضامندی سے انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا ایضا کہ لا ینفیع لہم فعلا ان اللہ تعالیٰ ساخط علیہم ولا اشر لہم احد مع یخطئہ تعالیٰ (روح ج ۱ ص ۱۱۷) ۶۲

الاعراب اشذ الخ یہاں جنگل اور دیہات میں رہنے والوں کے احوال کا ذکر کیا گیا ہے ان میں جو کافر اور منافق ہیں وہ کفر و نفاق میں شہریوں کی نسبت زیادہ سخت ہیں اور خدا کے احکام و حدود سے بالکل ناواقف اور جاہل ہیں۔ ۶۳ ومن الاعراب الخ

منافقین اعراب میں سے کچھ ایسے ہیں جو جہاد یا صدقات خیرات میں خرچ کی ہوئی رقم کو محض تادان سمجھتے ہیں کیونکہ وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں ثواب کی نیت سے اور رضائے الہی کے لئے خرچ نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کے خوف یا ریاکاری کے لئے خرچ کرتے ہیں والمعنی ان من الاعراب من یعتقد ان الذی

ینفقہ فی سبیل اللہ غرامۃ لانه لا ینفق ذلک الا خوفاً من المسلمین او مراءۃ لہم ولم یرد بذلک الانفاق وجہ اللہ وثوابہ (خازن ج ۳ ص ۱۱۷) ۶۴ و

یتربص بکمال الخ اور وہ منافقین اعراب سل انتظار میں رہتے ہیں کہ تم حوادث زمان اور مصائب دوران میں مبتلا رہو۔ لیکن مصیبت اور رنج میں وہ خود مبتلا ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر جو بھی آرام و راحت اور فتح و ظفر کا موقع آتا ہے وہ ان بدخواہوں کے لئے مصیبت سے کم نہیں ہوتا۔ ۶۵ ومن الاعراب من یؤمن الخ یہاں

ان دیہات والوں کی تعریف فرمائی جو غلص مؤمن تھے۔ ان کا حال یہ تھا کہ وہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے تقرب اس کی رضا اور اللہ کے رسول کی دعا کا ذریعہ سمجھتے ہیں الا انہا قریبۃ لہم بے شک وہ ان کے لئے قریب و نندی کا ذریعہ ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ان کے اعتقاد کی تصدیق ہے۔

سید خلیفہ اللہ الخ یہ بشارت اخروی ہے۔ ۶۶ والسبقون الاولون الخ یہ مہاجرین و انصار اور انکے نقش پر چلنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔

۶۷ والسبقون الاولون الخ یہ مہاجرین و انصار اور انکے

نقش پر چلنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔

وضع قرآن یعنی ان کی طبع میں بے حکمی اور غرض ڈھونڈنی اور جاہلی پیدا ہے سو اللہ حکمت والا ہے ان سے وہ کام مشکل بھی نہیں چاہتا اور وہ درجے بلند بھی نہیں دیتا ۱۲۱

وضع قرآن جنگ بدر تک جو مسلمان ہوئے ہیں وہ قدیم ہیں ان کی ربانی ان کے تاج ۱۲ منہ ج

حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنْفِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ

تہا کے گرد کے ۴۵۳ گنواہ منافق ہیں اور بعض لوگ

الْمَدِينَةِ تَذَمَّرُونَ عَلَى النَّفَاقِ ۖ وَلَا تَعْلَمُهُمْ

مدینہ والے اڑ رہے ہیں نفاق پر تو ان کو نہیں جانتا

نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۖ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ

ہم کو وہ معلوم ہیں ان کو ہم عذاب دیں گے دوبارہ پھر وہ لوٹائے جائیں گے

إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ۝۱۰ وَأَخْرُوجُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ

بڑے عذاب کی طرف اور بعض لوگ ہیں کہ اقرار کیا انہوں نے اپنے گناہوں کا ۱۰

خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا ۚ عَسَىٰ اللَّهُ أَنْ

ملايا انہوں نے ایک کام نیک اور دوسرا بد قریب ہے کہ اللہ

يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۱۱ خُذْ مِنْ

معاف کرے ان کو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۱

أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّ

ان کے مال میں سے زکوٰۃ کہ پاک کرے تو ان کو اور بابرکت کرے تو ان کو اس کی وجہ سے اور پاک

عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝۱۲

ان کو بے شک تیری دعا ان کے لئے سکین ہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ۱۲

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ

کیا وہ براں نہیں تھے کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے

وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝۱۳

اور لیتا ہے زکوٰۃ اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۱۳

وَقُلْ عَمَلُوا أَفْسَرِي اللَّهِ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ۚ وَ

اور کہہ کہ عمل کے جاؤ افسوس پھر آگے دیکھو گا اللہ تمہارے کام کو اور اس کا رسول اور

منزل ۲

۴۵۳ وَمِنْ حَوْلِهَا يَمْدَنِي مَنُورُهُ ۚ أَوَّلُ اس کے گرد مَنُورُ

کے منافقین کا ذکر ہے لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ اس میں

خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ وہ نفاق اور اخلاف

حال میں اس قدر مابرا اور چابکدست ہیں کہ آپ کو ان کے

نفاق کا علم تک نہیں لیکن اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔ اس

آیت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کبھی غیب کا علم نہیں

تھا یعنی انہم بلغوا من المهادرة في النفاق والتنوق

في مراعاة التقية والتخامى عن مواقع الشهية ۱۱

جہت خفیہ علیہ مع کمال فطنت وصدق فراست

حالہم (روح ج ۱۱ ص ۱۱) ۴۵۳ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ

کے لئے تخریف دہری و آخری ہے۔ دو دفعہ کے عذاب سے

دنیا میں قتل یا قید و بند یا ظہور نفاق سے ذلت و رسوائی کا اور

مرنے کے بعد قبر کا عذاب مراد ہے اور عذاب عظیم آخرت کا

عذاب ہے (خازن معالجہ وغیرہ) ۴۵۹ وَأَخْرُوجُونَ

اخرجوا اللہ یہ ان پانچ صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جو

مخلص مومن تھے مگر غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوئے۔ بعد میں

سخت نادم ہوئے اور اپنے گناہوں سے باندھ لیا اور گرا

کر توبہ کی تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ خذ من أموالهم

اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے صدقات قبول کرنے سے

منع کر دیا گیا تھا۔ اب ان کی توبہ قبول ہو جانے کے بعد آپ کو

حکم ملا کہ آپ ان کے صدقات قبول کریں اور ان کے حق میں دعا

فرمائیے۔ کیونکہ آپ کی دعا ان کے لئے باعث آرام و سکون

ہے۔ بعض مفسرین نے ان کی تعداد دس، آٹھ اور چھ ذکر کی ہے

(قرطبی) ۱۱۱ وَقُلْ عَمَلُوا أَفْسَرِي اللَّهِ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ۚ وَ

ہیں جو وہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں کرتے تھے۔ یعنی تم کام

کئے جاؤ اللہ کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال و اقوال کو دیکھ

کر فیصلہ کر لیں گے کہ تم نے سچی توبہ کی ہے یا جھوٹی۔

موضح قرآن ۱۱ یعنی دنیا میں بھی تکلیف پر تکلیف

پاویں گے۔ پھر آخرت میں پکڑے جاویں

گے۔ وہ منافق کوئی اندھا ہوا کوئی کوڑھی کسی کے بدن میں

پیپ پڑی ۱۲ منہ ۱۱ یعنی جیسے بعضوں پر عتاب ہوا کہ بیشہ

ان کی زکات یعنی موقوف ہوئی ان پر عتاب نہیں ۱۲ منہ ۱۱

یعنی رسول بے اختیار ہے جس کے حق میں اللہ نے جو فرمایا وہ ادا کرتا

ہے۔ ۱۲ منہ ۱۱

فتح الرحمن ۱۱ یعنی درمیان مسلمانان ذلیل

شوندہ و دراموال و اولاد آفات

مبینہ ۱۲

۱۱۔ وَاٰخَرُونَ مَرْجُوْنَ اِلٰهِ اس میں ان میں مخلص صحابہ کا ذکر ہے جو قدرت کے باوجود محض سستی کی وجہ سے جنگ تبوک میں شریک نہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی واپسی پر کوئی معذرت نہ کی بلکہ ذرا تاخیر سے اپنے قصور کی معافی مانگی اور سچی توبہ کی۔ ان کی توبہ کچھ دن تاخیر سے قبول ہوئی۔ مذکورہ صدر پانچ صحابہ نے بلاتماخیر توبہ کی مگر نہ مینوں توبہ میں پیچھے رہے اس لئے قبولیت میں بھی تاخیر ہوئی۔ والفرق بین القسم الثانی و بین هذا الثالث ان اولیٰک سارعوا الی التوبۃ وھولاء لم یسارعوا الیھا قال ابن عباس رضی اللہ عنہما منزلت هذه الاية فی کعب بن مالک ومرد بن الربیع وھلال بن امیۃ (کبیر ج ۴ ص ۳۷) ۱۲۔ والذین اتخذوا النجیہا ان منافقین کا ذکر ہے جنہوں نے مسلمانوں کو نقصان

التوبہ ۹

۴۵۴

يعتذرون ۱۱

الْمُؤْمِنُونَ وَسُتْرُ دُونَ اِلٰی عِلْمِ الْغَيْبِ الشَّهَادَةُ

مسلمان اور نہ جلد لوٹائے جائے اس کے پاس جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں کا علم ہے

فِي نَبِيِّكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۱۵ وَاٰخَرُونَ مَرْجُوْنَ

پھر وہ جو تا دیکھا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ۱۵۔ اور پھر وہ جو لوگ ہیں کہ ان کا کام اچھا ہے

لَا مَرَّ لَہٗ اِمَّا يَعِدُ بِہُمْ وَاِمَّا يَتُوبُ عَلَیْہُمْ وَاَللّٰہُ

حکم پر اللہ کہ اے یا وہ ان کو عذاب دے اور یا ان کو معاف کرے اور اللہ

عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝۱۶ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضَرَارًا

سب کو جاننے والا حکیم ۱۶۔ اور جنہوں نے بنائی ہے کتبہ ایک مسجد مصلحت پر

وَكُفْرًا وَتَفْرِیقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَارْصَادًا لِّلَّذِیْنَ

اور کفر پر اور بھڑکے ڈالنے کو مسلمانوں میں اور گھات لگانے کو اس شخص

حَارِبَ اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ مِنْ قَبْلُ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ

کی جوڑ رہا ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے پہلے سے کتبہ اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ

اَرَدْنَا اِلَّا الْاِحْسَنَ ۝۱۷ وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّہُمْ لَکٰذِبُوْنَ ۝۱۸

ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں

لَا تَقْمِ فِیْہِ اَبَدًا لِّمَسْجِدٍ اُسِّسَ عَلٰی التَّقْوٰی

تو نہ کھڑا ہو اس میں کبھی کتبہ البستہ وہ مسجد جس کی بنیاد دھری گئی پرستیز گاری پر

مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُومَ فِیْہِ فِیْہِ رِجَالٌ

اول دن سے وہ لائق ہے کہ تو کھڑا ہو اس میں اس میں ایسے لوگ ہیں جو

یُحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاَللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطْہَرِیْنَ ۝۱۹

دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو

اَفَمَنْ اُسِّسَ بُنَیَانُہٗ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٍ

بھلا جس نے بنیاد رکھی اپنی عبادت کی کھلہ اللہ سے بہادری رضامندی پر

منزل ۲

کی عورتیں جہاد نہیں جب ان کے دل خوب پشیمان ہوئے تب معافی نازل ہوئی۔ آیت آگے ہے یہ ذکر ان کا فرمایا۔ ۱۲۔ منہ ج حضرت مکہ سے ہجرت کرتے تو مدینہ سے باہر اترے ایک محلہ بخانی عمر بن عوف کا بن چند روز کے شہر میں جگہ کھڑی اور مسجد نبوی تعمیر کی اس محلہ میں جہاں نماز پڑھتے تھے ان کے لوگوں نے مسجد بنا رکھی اور جماعت قائم رہی۔ مسجد قبة کثر مشہور ہے حضرت اکثر ہفتہ کے دن وہاں جاتے اور نماز پڑھتے۔ اس محلہ میں بسے منافقوں نے چاہا کہ اور مسجد بنا دیں پہلوں کی ضد پر اولاً اپنی جماعت جہاد ٹھہرائیں اور ایک اسباب بوعامر کہ اسلام کی ضد سے کل گیا تھا اس کو نفاق سے ہٹا کر وہاں سردار اور امام کریں حضرت سے چاہا کہ ایک بار اول آپ وہاں نماز پڑھیں تو ہم جماعت قائم کریں حضرت کو ان کی دغا معلوم نہ تھی وعدہ کیا کہ جنگ تبوک سے ہم پھر بیٹے تاول وہاں نماز پڑھیں شہر میں داخل ہوں گے حق نکلنے سے پیچھے خبردار کر دیا اور مسجد قبا کے لوگوں کی تعریف کی۔ آدمی خبردار ہے کہ ظاہر بعضی عبادت ہے اور نیت اس میں نفسانیت ہے اس کا یہ حال ہے۔

فتح الرحمن۔ جماعت از منافقان مجاہد ساختہ بر مذہب نیت فاسد تفریق مسلمین باشند و کمینگاہ کافران، خدا تعالیٰ بانہدام آل امر فرمود ۱۳

پہنچانے کفر کو تقویت دینے مسلمانوں میں تفریق ڈالتے اور دشمنان اسلام کو پناہ دینے کی خاطر مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی۔ جناراً، کفر، تفریق اور اصداد چاروں اتخذا والہ کے معقول لہ ہیں۔ ۱۳۔ لمن حارب اللہ والہ جنگ حین میں مشرکین کو شکست ہوئی تو ان کا ایک سر غنہ ابو عامر شام کی طرف بھاگ گیا اور منافقین مدینہ کو لکھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف قیصر روم سے فوجی امداد حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس لئے تم مسجد کے نام پر ایک عمارت بنا لو تاکہ اس میں بیٹھ کر اطمینان سے اسلام کے خلاف جنگی منصوبہ بندی کر سکو۔ نیز اس کی طرف سے جو قاصد آیا کرے وہ اسی عمارت میں ٹھہر سکے۔ چنانچہ انہوں نے ابو عامر کے ایسا پر مسجد بنائی اور حضور علیہ السلام سے اس میں نماز پڑھنے کی درخواست کی تاکہ آپ کی تشریف آوری سے ان کے نفاق پر پردہ پڑ سکے اس وقت آپ غزوہ تبوک کیلئے جا رہے تھے اس لئے آپ نے واپسی پر ان کی مسجد میں نماز پڑھنے کا وعدہ فرمایا۔ واپسی پر آپ کو وعدہ یاد آیا تو اللہ نے بذریعہ وحی آپ کو اصل حقیقت حال سے مطلع کر کے اس مسجد میں جانے سے روک دیا۔ (روح وغیرہ) ۱۴۔ لا تَقْمِ فِیْہِ اِلٰہ یعنی یہ مسجد خدا نہیں اس میں آپ نماز نہ پڑھیں بلکہ اسے مسمار کر دیں کیونکہ اس کی بنیاد خدا و رسول اور اسلام کی مخالفت پر رکھی گئی ہے۔ مسجد استسوا بلکہ وہ مسجد جس کی بنیاد خوف خدا پر رکھی گئی وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں اس سے مسجد قبا مراد ہے

موضع قرآن فابنی اس جہاد میں قصور ہوا تو آگے اور جہاد ہو

۱۲۔ منہ ۱۲۔ اوپر کی فرمتے مذکور ہوئے ایک منافق جھوٹے بہانے کرتے

ایک گنوار غرض کا وقت تلکتے ایک گنوار صاف دل سے رفیق اور

ایک جنہوں نے اپنا گناہ مان لیا ان کو معاف فرمایا مگر جو قدیم پاروں میں

بہن شخصوں نے اپنا گناہ مانا تھا ان کو ادب دینے کو پچاس دن و عیال میں

رکھا۔ اس بیچ میں حضرت اور سب مسلمان ان سے کلام نہ کرتے اور ان

خَيْرٌ اَمْرٍ مِّنْ اَسَسَ بُنْيَانَهُ عَلٰى شَفَا جُرْفٍ هَارٍ

وہ بہتر ہے یا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی کنارہ پر ایک کھائی کے

فَاَنْهَارُ يَهِيْ فِيْ نَارٍ جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۱۰

پھر اس کو بیکر دے پڑا دوزخ کی آگ میں اور اللہ راہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو وہ

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّا

ہمیشہ رہے گا اس عمارت سے جو انہوں نے بنائی تھی شبہ ان کے دلوں میں مگر

اَنْ تَقْطَعَ قُلُوْبُهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۱۱ اِنَّ اللّٰهَ

جب کاٹے ہو جائیں ان کے دل کے اور اللہ سب کچھ جانتے والا حکیم ہے اللہ نے

اَشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ

خرید لی ۱۰۰ مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر

لَهُمُ الْجَنَّةُ طَيِّقَاتُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ

کہ ان کے لئے جنت ہے طے ہے اللہ کی میں پھر مارتے ہیں اور

يَقْتُلُوْنَ قَفْوَعًا عَلَيْهِمْ حَقُّ الْتَّوْرَةِ وَالْاِنْجِيلِ

مرتے ہیں وعدہ ہو چکا ہے اس کے ذمہ پر سچا تورات اور انجیل

وَالْقُرْآنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهِ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوا

اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشحال کرو

بِیْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۱۲

اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے اور یہی ہے بڑی کامیابی

اَلتَّائِبُوْنَ الْعَبْدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُونَ

وہ توبہ کرنے والے ہیں بندگی کرنے والے شکر کرنے والے بے تعلق رہنے والے

الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْمُرَوِّعُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ

رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے نیک بات کا اور

۱۰ افسانہ اسس بنیاد کے بائوں کی تعریف

اور ان کے لئے بشارت ہے اور مسجد ضرار کے بائوں کی مذمت

اور ان کے لئے تحریف ہے فانہا ربہ میں بانقد کے لئے

ہے مسجد قبا والوں نے چونکہ اس کی بنیاد خوف خدا اور اللہ کی

رضا جوئی پر رکھی تھی۔ اس لئے وہ ان کے لئے دخول جنت کا باعث

بنی۔ اس کے برعکس مسجد ضرار والوں نے اس کی بنیاد جہنم کے کنارے

پر یعنی کفر و نفاق اور شر و فساد پر رکھی اس لئے وہ ان کو جہنم میں

لے گری۔ ۱۱ من اسس بنیادہ علی الاسلام خیر ام من

اسس بنیادہ علی الشرک والنفاق (قرطبی ج ۸ ص ۲۸۵)

۱۲ لا یزال بنیانہم الخ دیبہ سے شک و نفاق مراد

ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی عنہما سے منقول ہے (روح

قرطبی) مسجد ضرار بنا کر منافقین بہت خوش ہوئے لیکن جب

حضور علیہ السلام نے اسے گرا دینے کا حکم صادر فرمایا تو اس سے

ان کا کفر و نفاق اور زیادہ ہو گیا اس طرح مسجد ضرار دینی فائدے

کا باعث ہونے کے بجائے ان کے دلوں میں زیادتی نفاق کا سبب

بنی اور اب ان کے دلوں کو نفاق کی بیماری سے کبھی نجات نہیں

مل سکے گی البتہ کہ ان کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بے حس اور

بے شعور کر دیا جائے لا یزال ہدمہ سبب شک و نفاق

زائد اعلیٰ شکہم و نفاقہم لہما غاظہم من ذلک و عظم

علیہم (مداد ج ۲ ص ۱۱) ۱۳ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى الخ

یہاں سے لیکر و بشر المؤمنین تک اللہ کی راہ میں مال و

جان سے جہاد کرنے والوں، اللہ کے احکام و حدود کی پابندی کرنے

والوں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بجالانے والوں

کے لئے بشارت اخروی ہے۔

موضع قرآن ۱۴ یعنی بے انصافی کی شامت سے عمل

نیک بھی چاہیں تو بن نہیں آتا۔ ۱۵ یعنی

اس عمل بد کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ ان کے دل میں نفاق رہے گا۔

نفاق کو فرمایا۔ شبہ۔

فتح الرحمن ۱۶ عمارت ساختن بر اساس تقویٰ کنایت

است از اخلاص و اعمال و عمارت ساختن بر کنارہ و نور و خور و

کنایہ است از زیار و عجب و اعمال ۱۲ ۱۳ یعنی مسجد ضرار ۱۴

۱۰ ای بنیاد من مضاف
۱۱ عطف ہے یہاں کو
۱۲ مضاف بنیاد بنیاد
۱۳ مضاف بنیاد بنیاد
۱۴ مضاف بنیاد بنیاد
۱۵ مضاف بنیاد بنیاد
۱۶ مضاف بنیاد بنیاد

التوبة ٩

२५५

يعتزون

منع کرنے والے بری بات سے اور حفاظت کرینوالے ان حدود کے جو باندھیں لٹھیں اور

خوشخبری سنادے ایمان والوں کو | لائق نہیں نبی کو اور منہ ایمان والوں کو

کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اگرچہ وہ ہوں قرابت والے

جب کہ کھل چکا ان پر کہ دوہیں دوزخ والے

اور بخش ماگنا فہمہ ابراہیم کے واسطے سوزن تھا مگر وعدہ کے سبب کہ

وعدہ کر چکا تھا اس سے پھر جب کھل گیا ابراہیم نے کہ وہ دشمن سے اللہ کا تو اس سے

بےزار ہو گیا ۛ شک ابراہیم
 برہنہم دل نہ تھا تحمل گر نبی والا ۛ اور اللہ ایسا نہیں ہے

پیشکش عواما بعد از دھند احمد کے پیریں ہمارے

يَسْمَعُونَ إِنَّ اللَّهَ ذِي عَرْشٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَهُ

مَلِكِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَحْيِ وَيُمِيتُ وَمَا لَكُم

مَدِينَةُ اللَّهِ مَدِينَةُ الْقَوْمِ الْأَنْصَارِ (١١٩) أَفَقَدْ وَصَلْنَا

اللہ کے سوا **حمایتی** اور نہ مددگار **اللہ مہربان**

منزل ۲

میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب
اس کے لئے ہے جس کو اللہ تعالیٰ چاہے

بیان کر دے۔ اور منکرین جان بوجھ کر محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کریں۔ وما كان الله ليقوم الضلالة في قلوبهم بعد الهدى حتی یکون منهم الامم الذی به یستحق العذاب (کبیر ج ۴ ص ۵۵) ان الله له ملک السموات الخ زمین و آسمان کا مالک و ران میں مختار و متصرف صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی کسی کا ناصر و یار و مددگار۔

موضع قرآن و بے تعلق رہنا روزہ ہے یا ہجرت۔ یا دل نہ لگانا دنیا کے مزوں میں اور حدیث تھا منی یہ کہ خیر حکم شرع کوئی کام نہ کریں۔ ۱۲۔ منہ و قرآن میں جو ذکر ہو کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ کی بخشش مانگی شاید حضرت کے دلائل میں بھی آیا تھا اور مسلمانوں نے چاہا کہ اپنے قرابت والوں کے حق میں دعا کریں یہ منع آیا معلوم ہوا کہ شرک نجس نہیں جاتا۔ ۱۲۔ منہ و یعنی اسی واسطے تم فتح الرحمن و یعنی در حساب گمراہان نمی شمارو قومی را۔ ۱۲۔ و یعنی ناپسنا مبر نیاید و تبلیغ نکنند معذ و را ند۔ ۱۲۔

اللہ نے دستگیری فرما کر ان کے دلوں کو سکون و اطمینان اور صبر و استقلال کی دولت سے مالا مال کر دیا اور وہ خوشی خوشی جہاد میں شریک ہوئے ساعۃ العسوة سے غزوہ تبوک مراد ہے۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کو شہرت گرا، ثلث زاد و راحلہ اور دیگر تکلیفوں کی وجہ سے مشقتوں اور صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا کاناو فی شدۃ من الظهر و فی شدۃ من الزاد و فی شدۃ من الماء و فی شدۃ لعمان من حمالة العیة و من الحجد و من القحط و من هنا قیل لتلك الغزوة غزوة العسوة و لجیشہا جیش العسوة (روح باختصار ج ۱۱ ص ۱۱۱) اللہ کا دیز یغ الخ یعنی قریب تھا کہ ایک فریق کے دلوں میں وسوسہ پیدا ہو جاتا اس تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وسوسہ پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ وسوسے پہلے ہی اللہ نے دستگیری کی اور ان کو استقامت عطا فرما دی تو بقیہ علیہما ان تدارک قلوبہم حتی لا تزعج (قرطبی ج ۸ ص ۲۸۱) اللہ و علی الثلاثة الخ اس سے وہی تینوں صحابی مراد ہیں جن کا و اخرون مرجون الامر اللہ الخ (۱۳۶) میں پہلے ذکر ہو چکا ہے انہوں نے فوری طور پر معذرت نہیں کی تھی اس لئے قبولِ توبہ میں تاخیر ہوئی۔ تاخیر توبہ کی وجہ سے وہ اس قدر بے چین اور مضطرب رہے کہ زمین باس وسعت و پہنائی ان پر تنگ ہو گئی لیکن ان کا ایمان تھا کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی چارہ ساز اور پناہ دہندہ نہیں اس لئے اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اللہ ماکان لاهل المدینۃ الخ یہ زجر و تنبیہ ہے یعنی مسلمانوں کو یہ روا نہیں کہ وہ جہاد میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جائیں اور اپنے مال و جان اور اولاد کو آپ پر مقدم نہ کریں۔ کیونکہ توحید کی دولت انہیں حضور علیہ السلام ہی کی بدولت حاصل ہوئی ایسا رگز نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ خود تو آرام و راحت میں رہیں اور پیغمبر علیہ السلام تکلیف و مشقت میں ہوں۔ ای لا یرضوا لانفسہم بالخفض والدعة و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المشقة (قرطبی ج ۸ ص ۲۹)

२५८

بعثذرون ۱۱

رسول اللہ کے ساتھ سے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو چاہیں زیادہ رسول کی جان کو

ملفوظ ۲

موضع قرآن ۱ مہاجر اور انصار کو معاف کیا دل کے خطروں سے اور دوبار فرمایا مہربان ہوا پھر مہربان ہوا ۱۲ منہ ۲ مہاجرین و انصار کے ساتھ وہ تین شخص بھی داخل ہوئے پچاس دن میں ان پر سخت حالت گذری کہ موت سے بدتر ۱۲ منہ ۳ ۱۲ تین شخص فتح کہنے سے بخشے گئے انہیں تو منافقوں میں ملتے ۱۲ منہ ۴ حملہ اللہ فتح الرحمن ۱ یعنی بمقام قرب ۱۲

ہاں ذلک باتھہ لہ تا۔ احسن ما کانوا یعملون۔ یہ ماقبل کی علت ہے اور اس میں نہایت لمبی انداز میں جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب ہے۔ ظمًا پیاس نصیب تکلیف و مشقت حصصہ بھوک و لاینا لون من عدو نیلا دشمن سے قتل و نہ میت اٹھاتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں جہاد کے سفر میں اور عین معرکہ کارزار میں انہیں جو بھی چھوٹی بڑی تکلیف پہنی ہے، جہاد میں جو چھوٹی بڑی رقم وہ خرچ کرتے ہیں اور جتنا فاصلہ وہ طے کرتے ہیں وہ سب ان کے اعمال نامہ میں اعمال صالحہ کے عنوان سے درج کئے جاتے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ ان کو بہت اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ اللہ و ما کان المؤمنون الخ جملہ مترضہ ہے اور اس سے مسئلہ توجہ اور مسئلہ جہاد کی تعلیم کی ترغیب دینا مقصود ہے یعنی مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ توجہ و مسئلہ جہاد کی تعلیم حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جا کر ان کو ان مسائل کی تعلیم دے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس حد تک علم دین حاصل کرنا کہ قوم کا معلم اور پیشوا بن سکے ہر مسلمان پر فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے۔ البتہ جن احکام کا بجا لانا ہر فرد پر فرض ہے ان کا علم کھینا بھی ہر فرد پر فرض عین ہے **اللہ ۱۱ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْخَيْرُ لَكُمْ** سورت یعنی حکم قتال کا اعادہ ہے۔ الذین یلوونکم جو تمہارے قرب و جوار میں رہتے ہیں۔ غلطہ شدت و دشتی یعنی مشرکین کے ساتھ جرات و شجاعت اور صبر و استقلال کا ایسا مظاہرہ کرو کہ تمہارا رعب و جلال ان کے دلوں پر چھا جائے مقصد یہ ہے کہ مسلمان یہ اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔

موضع قرآن ۱۱ یعنی ہر قوم میں سے چاہیے کہ بعض لوگ پیغمبر کی صحبت میں رہیں تا علم دین سیکھیں اور بچپلوں کو سکھادیں۔ اس پیغمبر موجود نہیں لیکن علم دین موجود ہے۔ طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے۔ ۱۲ منہرج ۱۱ سختی معلوم کریں یعنی قوت جنگ یا سختی یعنی معاملات میں بے رخی پس کافر سے الفت و ملائت نہ کرے مگر جب دیکھے کہ دین کا رعب ہے۔ ۱۲ منہرجہ اللہ

فتح الرحمن ۱۱ یعنی بطلب علم ۱۲ یعنی طلب علم دین فرض کفایہ است۔ ۱۲

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخَصَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطُؤُنْ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نِيلاً إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِمْ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۱۰ وَلَا يَنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ يَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۱ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۱۲ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً وَعَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۱۳

یہ اس واسطے کہ اللہ جہاد کرنے والے نہیں پہنچتی ان کو پیاس اور نہ محنت اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہیں قدم رکھتے نہیں جس سے کہ خفا ہوں کافر اور نہ پہنچتے ہیں دشمن سے کوئی چیز مگر لکھا جاتا ہے ان کے واسطے اس کے بدلے نیک عمل ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ۱۰ اور نہ خیر کرتے ہیں بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا حق نبی کریم والوں کا اور نہ خرچ کرتے ہیں نفقہ صغیرہ و لا کبیرہ و لا یقطعون وادیًا لا کتب لہم یجزیہم اللہ احسن ما کانوا یعملون ۱۱ لکھا لیا جاتا ہے ان کے واسطے تاکہ بدلے ان کو اللہ بہتر اس کام کا جو کرتے تھے۔ وما کان المؤمنون لینفروا کافۃً فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون ۱۲ تاکہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب کہ لوٹ کر آئیں انکی طرف تاکہ وہ پہنچتے رہیں و لا یأیہا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیدعوا فیکم غلظۃ وعلیموا ان اللہ مع المتقین ۱۳ اپنے نزدیک کے کافروں سے اللہ چاہیے کہ ان پر معلوم ہو تمہارے اندر سختی اور جانو کہ اللہ ساتھ ہے ڈروالوں کے و لا

سورت کا اعادہ عی سبیل الجہاد و سورت

۱۵

۱۶

اِذَا مَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُوْلُ اِيْكُمْ زَادَتْ هٰذِهِ اٰيٰتًا

جب نازل ہوتی ہے ۱۱۸ کوئی سورت تو بعضے ان میں کہتے ہیں کس کام میں سے زیادہ کر یا اس سورت میں

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَهُمْ يَكْتُمُوْنَ ۱۱۹

سو جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کا زیادہ کر یا اس سورت نے ایمان اور وہ خوش وقت ہوتے ہیں اور

اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ وَ

جن کے دل میں مرض ہے سو ان کے لئے بڑھادی گندگی پر گندگی اور

مَا تُوَاوَهُمْ كُفْرُوْنَ ۱۲۰ اُولٰٓئِكَ رُوْنِ اَنَّهُمْ يَفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ

وہ مرنے تک کا سر ہی ہے فل کیا نہیں دیکھتے ۱۱۹ کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر برس میں

مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذْكُرُوْنَ ۱۲۱

ایک بار یا دو بار فل پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں اور

اِذَا مَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ هَلْ يَرٰكُمْ

جب نازل ہوتی ہے ۱۲۰ کوئی سورت فل تو دیکھنے لگتا ہے ان میں ایک دوسرے کی طرف کر کیا دیکھتا ہے کہ

مِنْ اَحَدِهِمْ الصَّرْفُوْا صَرَفَ اللّٰهِ قُلُوْبُهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا

کوئی مسلمان پھر چل رہے ہیں میرے ہیں اللہ نے دل ان کے اس واسطے کر وہ لوگ ہیں

يَفْقَهُوْنَ ۱۲۲ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

کہ سمجھ نہیں رکھتے فل آیہ تھا ہے اس رسول میں کہ تم میں کا

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچی حریص ہے تمہاری بھلائی پر ایمان والوں پر

رَعُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۱۲۳ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاَقْلَحْ سَبِيْلَ اللّٰهِ قُلْ لَا

نہایت شفیق مہربان ہے فل پھر بھی اگر منہ پھیریں ۱۲۲ تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۱۲۴

کی ہمدی نہیں سوائے اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا فل

منزل ۲

۱۱۸ واذا ما انزلت الہ منافقین بطور استہزاء آپس میں یہ گفتگو کرتے تھے فاما الذین امنوا الہ بشارت برائے مؤمنین واما الذین فی فہم مرض الہ زجر برائے منافقین

مرض سے ضد و عناد مراد ہے یعنی ان کے دلوں میں انابت الی

اللہ (اللہ کی طرف رجوع) نہیں۔ رجس گندگی مراد نفاق ہے

قرآن کی آیتوں کے نزول کے ساتھ ساتھ ان کے کفر و نفاق میں

اضافہ ہوتا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر نازل ہونیوالی آیت کو جھٹلاتے

ہیں ۱۱۹ اولا یرون انہم یفتنون الہ یہ زجر ہے۔ یہ

زجر اس سے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے کہ ہر سال نہیں یک

یا دو بار ضرور مبتلائے بلیات کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے گناہوں

کی معافی مانگیں اور آئندہ کے لئے شر و فساد سے باز آجائیں مگر

وہ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ہر سال جہاد کے موقع پر ایک بار

ضروران کو ابتلا پیش آتا ہے جس میں ان کی شرارتیں کھل کر سامنے

آجاتی ہیں اور قرآن میں ان کو وضاحت سے ذکر کیا جاتا ہے۔

جس سے انہیں انتہائی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے

والمعنی اولا یرون انہم یختبرون بالجہاد مع رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی عاینون ماینزل

علیہ من الایات لاسیما الایات الناعیۃ علیہم

قبائحہم (روح ج ۱۱ ص ۵) ۱۲۰ واذا ما انزلت الہ

تبلیغ وحی کے وقت منافقین کے حال کا بیان ہے۔ جب ان

کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر سناتی جاتی ہیں تو وہ ایک دوسرے

کی طرف مٹی خیز لگا ہوں سے دیکھتے ہیں جن سے ان کی غرض

یہ ہوتی ہے کہ موقع پا کر یہاں سے بھاگ نکلیں چنانچہ موقع

ملنے ہی چل پڑتے ہیں۔ یعنی ان کا مقصد ہر نازل ہونے والی

آیت کی ہنسی اور اس کا مذاق اڑانا ہے اس لئے وہ اس

مجلس سے جلد از جلد بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۱۲۱

لقد جاءکم الہ یہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب

ہے ما عنتم میں ما مصدر یہ ہے یعنی تمہارا مشقت

میں پڑنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گذرتا ہے بالموءنین

— رؤف رحیم مؤخر سے متعلق ہے۔ ۱۲۲ فان

تو لو الہ آخر میں سئلہ توحید کا اعادہ ہے جس کی خاطر

جہاد کا حکم دیا گیا۔

موضع قرآن ۱۱ کا ام اللہ جس مسلمان کے دل کے خطر

سے موافق پڑتا وہ کہتا کہ مجھ کو اس نے ایمان

زیادہ کیا۔ یہی لفظ بولنے منافق جب ان کو بیان کرتا سیکر

مسلمان کہتے خوش وقتی سے اور منافق کہتے شرمندگی سے پھر تو

صدق نہ لاتے چاہتے آگے سے اور زیادہ اپنا عیب چھپاویں۔ یہی ہے گندگی پر گندگی۔ عیب دار کو لازم ہے کہ نصیحت سنکر چھوڑ دیئے نہ یہ کہ اس نامح سے چھپانے لگے۔ ۱۲۰ منہ رح ۱۱ اکثر جنگ

جہاد کے وقت منافق معلوم ہو جاتے تھے ۱۲۰ منہ رح ۱۱ یعنی کلام اللہ میں جہاں عیب آئے منافقوں کے وہ آپس میں دیکھتے ہیں کہ مجلس میں کسی نے ہم کو پرکھا نہ ہو۔ پھر شتاب اٹھ جاتے ہیں

۱۲۰ منہ رح ۱۱ تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہوتی رہے۔ ۱۲۰ منہ رح

فتح الرحمن ۱۱ یعنی بالمرض و مصائب ۱۲۰ یعنی سورۃ تیکہ ۱۲۰ یعنی چنانچہ قادر راست عرش را نگاہ میدارد و مرا نیز نگاہ میدارد و از شر کافران و منافقان ۱۲

(فالحمد لله أولاً وآخره والصلاة والسلام على رسول الله المبدأ المآب وعلى جميع عباده الصالحين ليلاً ونهاراً.)

۱۔ سورۃ یونس علیہ السلام

ربط | باقی سورتوں کی طرح سورۃ یونس کو ماقبل کے ساتھ دو طرح کا ربط ہے۔ اول ربط اسمی۔ سورۃ توبہ میں فرمایا (فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ) (توبہ ۱) اور سورۃ یونس میں فرمایا (فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ أَمَنَتْ فَنَنفَعَهَا بِإِيمَانِهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ) (ع ۱۰) یعنی اب توبہ کرنے، ایمان لانے اور اعمال صالحہ بجالانے کا وقت ہے۔ اس لئے ایمان لے آؤ۔ ورنہ جب ہمارا عذاب آگیا تو پھر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا یہ صرف قوم یونس علیہ السلام تھی جس نے عذاب خداوندی دیکھ کر ایمان قبول کر لیا اور اس وقت کے ایمان لانے سے ان کو فائدہ پہنچ گیا۔ دوم ربط معنوی۔ اس کی دو تقریریں ہیں (۱) قرآن مجید میں نفی شرک کے مسئلہ میں دو باتوں پر زور دیا گیا ہے۔ اول یہ کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف نہیں۔ دوم یہ کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اس سے پہلی سورتوں میں مسئلہ توحید کے پہلو کو تفصیل سے بیان کر دیا گیا۔ اور دلائل عقلی و نقلی اور وحی سے ثابت کر دیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، متصرف و مختار اور مستحق نذر و نیاز نہیں۔ اب سورۃ یونس میں مشرکین کے اس خیال باطل کا رد فرمایا کہ اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب ہو جو اس کی مرضی کے خلاف اپنی بات منوائے۔

(۲) سورۃ بقرہ میں حسب ذیل مضامین خصوصیت سے مذکور ہوئے۔ (۱) توحید (۲) رسالت (۳) جہاد (۴) انفاق اور (۵) امور انتظامیہ و امور مصلحہ اس کے بعد سورۃ آل عمران میں ان مضامین میں سے توحید کے ایک پہلو یعنی نفی شرک اعتقادی رسالت، جہاد فی سبیل اللہ و انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر کیا گیا۔ پھر سورۃ نساء میں سورۃ بقرہ کے ایک مضمون (امور انتظامیہ مع امور مصلحہ) کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔ چودہ احکام رعیت اور نو احکام سلطانیہ۔ اس کے بعد سورۃ صافات اور انعام میں مسئلہ توحید کے دونوں پہلوؤں یعنی (نفی شرک اعتقادی کے ساتھ نفی شرک فعلی کو بھی واضح طور پر بیان کیا گیا۔ سورۃ مائدہ میں دعویٰ کی وضاحت پر اور سورۃ انعام میں دلائل عقلیہ پر زیادہ زور دیا گیا اور اس کے بعد سورۃ اعراف میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک اعتقادی پر زیادہ تر دلائل نقلیہ ذکر کئے گئے۔ اس کے بعد انفال اور توبہ میں قاتل مودھ سے مشرکین کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا اور جہاد فی سبیل اللہ کے تفصیلی احکام بیان کئے گئے۔ یہاں تک سورۃ بقرہ کے تمام مضامین تفصیل اور دلائل کے ساتھ مذکور ہو چکے۔ البتہ مسئلہ توحید کا صرف ایک پہلو باقی رہ گیا۔ یعنی نفی شفاعت قہری۔ اب سورۃ یونس میں شفاعت قہری کی نفی پر عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک اور مختار مطلق ہے۔ اور اس کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں اور اس کے فیصلے کے سامنے کوئی ملک مقرب اور کوئی نبی مرسل اور کوئی ولی مکرم دم نہیں مار سکتا نفی شفاعت قہری کا مضمون سورۃ یونس سے لیکر سورۃ کہف تک چلا گیا ہے۔

خلاصہ | سورۃ یونس میں تین جگہ دعوائے سورت مذکور ہے۔ اول اجمالاً مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهِ الخ (۱۶) یعنی اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں۔ اور آخرت میں جن انبیاء و صلحاء علیہم السلام کو شفاعت کی اجازت ملے گی صرف وہی شفاعت کر سکیں گے۔ اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو لب کشائی کی اجازت و جرات نہ ہوگی۔ دوم مِمَّنَّا وَيَقُولُونَ هُوَ كَاوْنُ شَفَاعَتِنَا عِنْدَ اللَّهِ (۲۷) ستوم تفصیلاً قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَكَلِمَةُ عَبْدٍ اِلٰلٰهٍ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُونِ اللَّهِ — تا — وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيْمُ (۱۱) اس دعویٰ پر گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ دس دلائل عقلیہ اور ایک دلیل وحی۔ دلائل عقلیہ میں سے ایک نفی شرک فی العلم پر۔ ایک نفی شرک فعلی پر اور آٹھ نفی شرک فی التصرف پر دال ہیں اور ان میں ایک دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ دلائل کے بمیان تین جگہ دلائل کا ثمرہ مذکور ہوا ہے اور ساتھ ساتھ حسب مواقع زجریں، بشارتیں، تنویہیں اور شکوے مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل | اِنَّ رَبَّكُمْ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ — تا — اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (ع ۱) ساری کائنات کا خالق و مالک اور مدبر و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے اس پر کسی کا زور اور دباؤ نہیں چل سکتا۔ اس دلیل کے ضمن میں دعوائے سورت بھی اجمالاً مذکور ہے۔ اور آخر میں ذَلِكُمْ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ دلائل کا ثمرہ ہے۔ یعنی وہ اللہ جو صفات مذکورہ سے متصف ہے وہ تمہارا معبود اور کارساز ہے اس لئے صرف اسی کو پرکار و لیجزی الٰہین آمنوا الخ بشارت اخروی اور وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَلَهُمْ شُرَکَآءُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ خروء ہے۔

دوسری عقلی دلیل | اَلَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاً وَالْقَمَرَ نُوْرًا۔ تا — لَا يَتَّخِذُ لِقَوْمٍ رِّبًّا — سارے جہان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ سارا نظام شمسی اسی کے اختیار و تصرف میں ہے اور وہی نظام عالم میں مدبر و متصرف ہے لہذا صرف اسی کو پرکار و۔ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُرْجُوْنَ لِقَاءَنَا الخ تنویہ اخروی ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ بشارت اخروی ہے۔ وَكَوَيْدُكَ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَلشُّدَّةُ اَسْتَعِجَالًا لَّهُمْ بِالْخَيْرِ الخ (۲۷) زجر ہے وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكَ الخ تنویہ دنیوی جس طرح پہلی قوموں نے ہمارے انبیاء علیہم السلام کی تذیب کی اور اس کی پاداش میں مبتلائے عذاب ہوئے اسی طرح اگر تم میرے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاؤ گے اور دعوائے توحید کا انکار کرو گے تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ وَاِذَا اُنْتَدٰى عَلَيْهِمْ اٰیٰتُنَا الخ شکوہ ہے۔ مشرکین نے کہا یہ قرآن تو ہم ماننے سے رہے کیونکہ اس میں ہمارے معبودوں کی توبین ہے البتہ تم کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسی میں ترمیم کر لو تو ہم مان لیں گے۔ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَبَدِّ لَہٗ مِنْ تَلَقَّآئِ نَفْسِیْ۔ جواب شکوی ہے۔ قرآن میں رد و بدل کرنا میرے اختیار میں نہیں۔ میں وہی کچھ کہہ سکتا ہوں جو اللہ کی طرف سے وحی ہو

ایسے معبودوں کو پکارتے ہیں جن کے اختیار میں نہ نقصان پہنچانا ہے نہ نفع دینا اور پھر ساتھ ہی کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ان کے سفارشی ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سفارش کرنے یا نفع و نقصان پہنچانے کا کوئی اختیار نہیں سونپا۔ **وَيَقُولُونَ كَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ شَكُوكِي هِيَ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ الْحُجُوبُ** شکوئی ہے۔

جب دریاؤں اور سمندروں میں اللہ تعالیٰ بلا شرکتِ غیرے ان کی مدد کرتا ہے تو دوسرے موقعوں پر وہ ان کی مدد کیوں نہیں کر سکتا؟ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ الْحَبَشَاتِ الْخُرُوفِيَّةِ - وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ الْخُرُوفِيَّةِ - وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا الْخُرُوفِيَّةِ تَخْوِيفِ الْخُرُوفِيَّةِ ہے اور دلائل ماقبل کا ثمرہ بھی دنیا میں تم جن کو خدا کے مہاں سفارشی سمجھ کر رکارتے ہو قیامت کے دن وہ خود کہیں گے مَا كُنْتُمْ رِائِيَانًا تَعْبُدُونَ اور اُن کُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ الْغَافِلِينَ یعنی ہم تو تمہاری دعا اور

پانچویں غفلت دلیل علی السبیل الاعتراف من الخصم | قُلْ مَنْ يَكْذِبُ عَنْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ — تَا — فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ (۴۷)

شکاوٹی ہے۔ مشرکین کہتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پاس سے قرآن بنا کر اللہ کے ذمہ لگا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ جواب دینے کا حکم دیا۔ اگر میں ایسا قرآن اپنے پاس سے بنا سکتا ہوں تو تم بھی کم از کم ایسی ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ کیونکہ تم بھی اہل زبان ہو اور اپنی امداد کے لئے اپنے تمام حامیوں کو بھی بلاؤ۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُونَ

[illegible]

جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ الْخَيْرِ يَتَرُغَّبُ إِلَى الْقُرْآنِ بِهِ

پیدا کئے۔ پھر تم نے اپنی مرضی سے ان کو حلال و حرام کرنا شروع کر دیا حالانکہ اللہ نے تمہیں اس کی کوئی اجازت نہیں دی۔

نورِ عقولِ لیل | آذَانَكَ لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ. تمام انبیاء و اولیاء اور ملائکہ کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے ملک اور تصرف میں ہیں اور سب اس

سو نب رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس قول کا یہاں رد فرمایا۔ قرآن شریف میں جہاں کہیں شفاعت قبری کی نفی کی گئی ہے وہاں مشرکین کے اس قول کا رد بھی فرمایا گیا ہے جیسا کہ سورہ بقرہ میں فرمایا۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَنَهُ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلُّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ (۱۳۶) سُبْحٰنَہٗ ۚ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمْدُ پانچ وجوہ سے

محولہ دیوبند کا دوسرا تفصیلی نمونہ۔ **فَإِنْ نَنْتَ فِي شَكٍّ مِنْهَا** اے اللہ! اگر میں اس بات پر شک میں ہوں کہ یہاں سے لوگوں کو توبہ کی طرف راہ دکھائی جائے۔ **فَلْيَايِهَا النَّاسُ فَدَجَّاءَ لِمَا أَحْسَنَ** (۱۱۴) سید کو توبہ کی راہ دکھائی جائے اور حق کو قبول کرنے کی ترغیب۔

۴۶۳ دلیل وحی

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ الْخُفَىٰ سورت کے اختتام پر دلیل وحی لائی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا کہ دعوائے توحید اور اس کے دلائل جو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمائے ہیں میں صرف انہی کا اتباع کروں گا اور اللہ تعالیٰ نے شرک کے حق میں کوئی دلیل نازل نہیں کی اس لئے شرک کی تمام انواع و اقسام باطل ہیں وَاصْبِرْ لِحُكْمِ اللَّهِ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی آپ پر جو وحی نازل کی گئی ہے آپ اس کی پیروی کریں اور مسئلہ توحید کی واضح گواہی تبلیغ فرمائیں اور مشرکین کی طرف سے آنے والی تمام تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر و استقلال کا دامن تھامے رہیں اور آپ کے عزم و ثبات میں تزلزل اور پائے استقلال میں جنبش نہ آنے پائے۔ آخر کار فیصلہ آپ ہی کے حق میں ہوگا۔ مشرکین ذلیل و خوار اور مغضوب و مقہور ہوں گے۔ اور آپ اور آپ کی جماعت اپنے موقف میں کامیاب اور دنیا و آخرت میں کامران و سرخرو ہوں گے۔

مختصر خلاصہ

دعوائے سورت :- نفی شفاعت قہری۔ یہ دعویٰ سورت میں تین جگہ مذکور ہے۔ پہلے اجمالاً (مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهِ) پھر دلیل کے ضمن میں (وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ) اور تیسری بار تفصیلاً (قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِيْنِي الْاِيْمَةِ) اس دعویٰ کے ثبوت میں گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ دس دلائل عقلیہ اور ایک دلیل وحی۔ دس دلائل عقلیہ میں سے ساتویں دلیل نفی شرک فعلی اور آٹھویں نفی شرک فی العلم کے لئے ہے اور باقی نفی شرک فی التصرف کے لئے ہیں۔ ان میں پانچویں دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ تینوں جگہوں میں دلائل کا ثمرہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سورت میں موقع بموقع خصوصی زہریں، شکوے، تجویزیں اور بشارتیں بھی مذکور ہیں۔

۱۰۔ الہ۔ یہ حروف مقطعات میں سے ہے اس کی صیغ مراد صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ سَلٰہ تِلْک الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس سورت میں مسئلہ توحید پر زیادہ تر دلائل عقلیہ ذکر کئے گئے ہیں۔ اس لئے ابتدا سورت میں بطور تمہید تِلْک اَیْتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ سے اس طرف اشارہ فرمایا۔ قرآن مجید کی جن سورتوں کی ابتدا میں کتاب کی صفت حکیم آئی ہے ان سورتوں میں زیادہ زور دلائل عقلیہ کے بیان پر دیا گیا ہے اور جن کی ابتدا کتاب کی صفت مبین وارد ہوئی ہے۔ ان سورتوں میں زیادہ تر دلائل نقلیہ مذکور ہیں۔ سورہ لقمان کے شروع میں فرمایا۔ اَللّٰہ تِلْکَ اَیْتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ۔ سورہ لقمان میں اگرچہ ایک دلیل نقلی بھی مذکور ہے مگر زیادہ زور دلائل عقلیہ پر دیا گیا ہے۔ اسی لئے کتاب کی صفت حکیم لائی گئی ہے۔ سورہ زخرف کی ابتدا

یونس ۱۰

۴۴

يعتزون ۱۱

وَرَدَةُ نَسْرُفِكِيَّةٌ وَهِيَ مِثْلُ تِسْعِ أَيْلٍ وَاحِدٍ زَكُونًا

سورہ یونس مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو نو آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الرَّفَقَةُ أَيْ الْكِتَابُ الْحَكِيمُ ① أَكَّانَ لِلنَّاسِ

یہ آئیں ہیں پچی کتاب کی کیا لوگوں کو سمجھ

عَجَبًا اِنْ اَوْحَيْنَا اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ

وَلَكُمْ الدِّينُ آمَنُوا إِنَّ لَهُمْ قَدَمَ صَدَقٍ عِنْدَ

اور خوشخبری سنا دے ایمان لانے والوں کو کہ ان کے لئے عیا ہے سچا ہے اپنے

رَبِّهِمْ قَالَ الْكَافِرُونَ إِنَّ هَذَا لَسِحْرٌ مُبِينٌ ⑥

رب کے یہاں کہنے لگے منکر ۵۰ بیشک یہ تو جادوگر ہے صدمہ

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

حقیق ہمارا رب اللہ ہے کہ جس نے بنائے آسمان اور زمین

فِي سِتْرٍ آيَاتٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يَدُ بَرٍّ

پہلے میں ہم پھر ہم ہوا ہے جس پر مدبیر کرنا

الْأَمْرُ مَا مِنْ سَفِيحٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَذِنَّهُ دَلِيلُ

اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۖ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٣﴾ إِلَيْهِ

اللہ ہے رب تمہارا۔ سو اس کی بندگی کرو گویا تم دھیان نہیں کرتے۔ اسی کی طرف

مَرْجِعَكُمْ جَمِيعًا وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ

لوٹ کر جانا ہے تم سب کو تلخ وعدہ ہے اللہ کا سچا وہی پیدا کرتا ہے اول بار

میں فرمایا حمزہ والکتاب المبین یعنی کتاب کی صفت مبین
فرمائی کیونکہ اس سورت میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہیں سورہ
شعرا کے شروع میں بھی ابکتاب کی صفت مبین
وارد ہوئی ہے کیونکہ اس میں دلائل نقلیہ ہی مذکور ہیں صرف
رکوع ۱ میں دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے۔ اس میں ترغیب کا
پہلو یہ ہے کہ یہ آیتیں ایسی کتاب کی ہیں جو ہر چیز کی حقیقت
ٹھیک ٹھیک بیان کرتی ہے اور جس کی تمام باتیں حکمت پر مبنی
ہیں اس لئے انہیں توجہ سے سنو اور ان پر عمل کرو۔ **هَٰذَا كُنَّا**
لِلنَّاسِ الخ یہ زجر ہے اور سیمزہ استفہام انکاری کے لئے ہے۔
حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت و نبوت سے سرفراز
فرمایا تو مشرکین عرب نے اس پر تعجب کیا کہ اللہ تعالیٰ تو بڑی
بلند و بالا شان کا مالک ہے اس لئے اس کا رسول بشر کیونکر ہو
ہو سکتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **قَالَ اللَّهُ اعْظَمُونَ**
اِنْ يَكُنْ رَسُوْلُهُ بَشَرًا فَاَنْزَلْ اِلَيْهِ اَنْزَالَ (آ کائن للناس)
تجرباً استفہام انکار للتعجب (خازن و معالجہ ج ۳ ص ۱۷)
و مظهری ج ۵ ص ۱۷) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے
اس تعجب پر انکار فرمایا کیونکہ تمام انبیاء سابقین بھی بشر ہی
تھے اس لئے آخری رسول کا بشر ہونا بھی کوئی انوکھی اور تعجب
کی بات نہیں۔ و کل واحد من هذه الامور ليس
بعجب لان الرسل لمبعوثين الى الامم لم يكونوا الا
بشراً امثلهم (مداد ج ۲ ص ۱۱) **هَٰذَا** اَنْزَلَ النَّاسَ
یخولیف خروی ہے اور وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت
اخروی ہے۔ اَنْ لَّهُمْ اٰی بَانَ لَهُمْ۔ حرف ہمار مقدر ہے
قَدْ صَدَقَ وہ اعمال صالحہ جو وہ پہلے بھیج چکے ہیں، یا
اس سے مراد بہت اونچا مقام اور بلند رتبہ ہے جس پر وہ فائز
ہوں گے۔ قَالَ مَجَاهِدٌ اَلْعَمَالُ لِصَالِحَةِ التَّحْقِیْقِ
(ابن کثیر ج ۲ ص ۱۷) و خازن ج ۳ ص ۱۷) وَقَالَ عَطَاءُ اِی
مَقَامَ صَدَقَ لَا زَوَالَ لَهُ وَلَا بَوَسْ فِيْهِ یَعْنِیْ مَنْزِلَۃً

منزل ۳

رفیعتہ یسبقون الیہا ویقیمون فیہا (مظہری ج ۵ ص ۱۵) قَالَ الْکُفْرُ وَنَیْرُ شَکْوٰی ہِے۔ ہَذَا اَسَے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے مشرکین مکہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی غارق عادت امور دیکھے اور آپ کی زبان مبارک سے کلام مجید سنا تو آپ کو جادوگر کہنا شروع کر دیا حالانکہ وہ واقعی طرح جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز جادوگر نہیں ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپ پر یہ جھوٹا الزم لگاتے تھے۔ یہ ان کے عجز کی واضح دلیل ہے۔ جب ایک شخص اپنے مد مقابل کی باتوں کا کوئی معقول جواب دینے سے عاجز ہو جاتا ہے تو اپنی غفٹ مٹانے اور رسوائی چھپانے کے لئے اوجھے ہتھیاروں پر اتر آتا ہے۔ یہی حال مشرکین مکہ کا تھا کہ وہ قرآن کا مثل پیش کرنے سے قاصر ہو گئے مگر حضور علیہ السلام کو (عیاذ باللہ) جادوگر کہنے لگے۔ وہود لیل عجزهم واعتوافهم بہ وان کانوا کاذبین فی تسمیۃ سحرًا (مدارک ج ۲ ص ۱۱) یعنی یہ کلام تو جادو ہے اس لئے ہم اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔

موضع قرآن و جتنی دیر لگے چھ دن کو اتنی میں بنائے آسمان و زمین اور اس ملک کا دیوار معطر یا غرش پر سب کام کی نذر ہیرواں سے جو۔ ۱۲

کہ اِنَّ رَبَّكُمْ الْخَبِيرُ عَلِيمٌ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر رسول ہونے پر وہ اس قدر حیران اور متعجب ہیں آخر وہ کہتا کیا ہے اور اللہ کے پاس سے پیغام کیا لایا ہے اس کی بات تو غور سے سنو وہ جو کچھ کہتا ہے عقل و فطرت کے عین مطابق اور حکمت و دانائی پر مبنی ہے۔ یہ توحید (نفی شرک فی التصرف) پر پہلی دلیل عقلی ہے یعنی تمہارا کارساز تو وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے چھ دن میں زمین و آسمان کو پیدا کیا اور پھر سارے عالم کا نظام کار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ زمین و آسمان کی حکومت تنہا اسی کے قبضہ میں ہے اور وہی سارے عالم میں متصرف و مختار ہے۔ اس نے نظام عالم کا کوئی شعبہ کسی کے اختیار و تصرف میں نہیں دے رکھا۔ ۵۵ فی سئلہ آیام زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کرنے کی تفصیل سورہ

حم سجدہ ۲۷ میں مذکور ہے۔ خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَدُونَ مِائَتِ سَنَةٍ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ زَمِينَ وَ آسَمَانَ كَوَّجَ دَن مِیْن پید اکی وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیً مِّنْ تَوَافِیْ وَ بَرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَا أَقْوَامَهَا فِیْ أَرْبَعَةِ آيَاتِهِمْ اَوْر دودن میں پہاڑ پیدا کئے اور زمین میں مختلف خاصیتیں اور قوتیں ودیعت فرمائیں۔ اس طرح زمین کی پیدائش ہر لحاظ سے چار دن میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِیْ یَوْمَئِذٍ سَاعَتِوْنِ آسمانوں اور پورے نظام شمسی کی تخلیق دودن میں مکمل ہوئی اس طرح زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سارے عالم کو آن واحد میں بھی پیدا کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ بالترتیب پیدا کیا تاکہ ہر چیز کی تخلیق میں اس کی قدرت کا ملہ اور صنعت بے مثال کا اظہار ہو۔ ۵۶ ثُمَّ اسْتَوَى الْاَلَمِ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ استواء علی العرش حکومت و سلطنت سے کنایہ ہے یعنی زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس کی حکومت و سلطنت اور سارا نظام عالم اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس نے نظام عالم کا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔ تفصیل سورہ اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو حاشیہ (۳۳) ص ۳۳۷، ۳۳۸ ماہر شفیق الخ یہ دعوائے سورت یعنی نفی شفاعت قہری کی بالاجمال صراحت ہے۔ جب زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے اور سب کچھ اسی کے اختیار و تصرف میں ہے تو پھر کون ہے جو اس کے سامنے دم مار سکے اور اس سے اپنی بات منوائے۔ یہاں دنیا اور آخرت میں شفاعت قہری کی نفی ہے اور آخرت میں شفاعت بالاذن کا اثبات ہے۔ مشرکین کا خیال تھا کہ وہ جن بزرگان خدا کو پکارتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے تمام کام کرادیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہاں اس شفاعت کی نفی فرمادی البتہ آخرت میں اللہ کے اذن سے شفاعت ہوگی اور وہ صرف ان گناہ گاروں کے لئے ہوگی جو دنیا سے ایمان لیکر رخصت ہوئے مشرکوں کے حق میں کوئی شفاعت نہیں ہوگی مسئلہ شفاعت کی مزید تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے حاشیہ (۵۰۱) ص ۱۲۵ ۱۲۶ ذرکم

تو چھ دن میں پید کر دینا

مذہب اثنی عشری کا نام

مذہب اثنی عشری کا نام

یونس ۱۰

۴۶۵

یعتذرہون ۱۱

ثُمَّ يَعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

پھر دوبارہ کرے گا اس کو تاکہ بدلہ دے ان کو جو ایمان لائے تھے اور کئے تھے

الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ

کام نیک انصاف کے ساتھ اور جو کافر ہوئے ان کو

شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ يَمَسُّ مَا كَانُوا

پینا ہے کھولت پانی اور عذاب دردناک اس لئے کہ

يَكْفُرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَ

کفر کرتے تھے وہی ہے جس نے بنایا سورج کو چمکتا اور

الْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَ مَنَازِلَ لِّتَعْلَمُوا أَعْدَادَ السِّنِينَ

چاند کو چاندنا اور مقرر کیں اس کے لئے منزلیں تاکہ پہچان لو گنتی برسوں کی

وَالْحِسَابِ ۚ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ

اور حساب یوں ہی نہیں بنایا اللہ نے یہ سب کچھ مگر تدبیر سے ظاہر کرتا ہے

الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ

نشانیوں ان لوگوں کے لئے جن کو سمجھ ہے البتہ بدلنے میں شب رات

وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور دن اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے آسمانوں اور زمین میں

لَا يَتَّبِعُهُمُ الْيَقِينُ ۝ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُرْجُونَ

نشانیوں میں ان لوگوں کو جو ڈرتے ہیں البتہ جو لوگ اللہ امید نہیں رکھتے

لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأْشَأُوا بِهَا

ہم سے ملنے کی اور خوش ہوئے دنیا کی زندگی پر اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور

الَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ مَا لَهُمْ

جو لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ایسوں کا ٹھکانا ہے

مائل ۲

اللہ الخ یہ دلیل مذکور کا ثمرہ اور نتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو مذکورہ بالا صفات سے متصف ہے وہی تمہارا کارساز ہے اس لئے صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کی پکار اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ ذلکم العظیم الموصوف بما وصف به (فاعبدوه) وحدوه ولا تشعروا به بعض خلقه من انسان او ملک فضلا عن جماد لا یضد ولا ینفع (مدارک ج ۲ ص ۱۱) ۱۱ اَلِیْهِ مَرْجِعُكُمْ الخ یہ مابعد کے لئے تمہیں ہے۔ مشرکین اگر مسئلہ توحید مان لیں تو ان کا فائدہ ہے کیونکہ ماننے والے اور نہ ماننے والے سب آخرت میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہوں گے۔ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّوْنِ کے لئے بشارت اخروی ہے۔ بِالْقِسْطِ یعنی انصاف کے ساتھ۔ حرف جار لِيَجْزِيَ سے متعلق ہے۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا الخ نہ ماننے والوں کے لئے تحذیف اخروی ہے۔ ۱۲ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الْخَبَرَ نَفْثًا فِي النُّفُورِ پھر دوسری عقلی دلیل ہے، خبر معرّفہ ہونے کی وجہ سے مفید حصہ ہے یعنی صلہ میں جن کاموں کا ذکر کیا گیا ہے ان سب کا فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ نظام شمسی نظام عالم کا سب سے اہم حصہ ہے۔ اس لئے یہاں خصوصیت

سے اس کا ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو پیدا کیا اور ان کو روشنی عطا فرمائی اور چاند کے دورے کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ اس کے دورے سے مہینوں اور سالوں کی تعداد معلوم ہو سکے۔ ماہ رمضان، ذی الحجہ اور دیگر مہینوں اور دنوں کی تعیین ہو سکے جن سے اسلامی احکام متعلق ہیں نیز دنیوی کاروبار اور معاملات کے اوقات کا اندازہ ہو سکے۔ سورج کو ضیاء اور چاند کو نور فرمایا کیونکہ لفظ نور عام ہے اور ضیاء خاص ہے یعنی نور کا سب سے قوی فرد بالفاظ دیگر روشنی کی کامل اور تمام کیفیت کا نام ضیاء ہے بعض نے کہا ہے ذاتی روشنی کو ضیاء اور مستعار روشنی کو نور کہا گیا۔ والنور اعم من الضوء فانه اقوى افراد النور وقيل ما بالذات ضوء وما بالعرض نور (مظہری ج ۵ ص ۵۷) فالنور اسم لاصل هذه الكيفية والضوء اسم لهذه الكيفية اذا كانت كاملة تامة قوبة فلم هذا حصل الشمس بالضياء لانها اقوى واكمل من النور وحصل القمر بالنور لانه اضعف من الضياء الخ (خازن ج ۳ ص ۳۷) لفظ الحق مختلف معنوں کیلئے آتا ہے (۱) بمعنی سچائی اور صداقت، باطل کے مقابلہ میں جیسا کہ فرمایا بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ (انبیاء ۲۴) (۲) کبھی لہو اور عبث کے مقابلہ میں آتا ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعِبَادٍ مَا خَلَقْنَاهَا إِلَّا بِالْحَقِّ الْآيَةِ (دخان ۲۶) یہاں دونوں معنوں کا احتمال ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان، شمس و قمر اور سارا نظام کائنات سب سے بڑی سچائی (توحید) کے ساتھ پیدا کیا ہے اور یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر شاہدِ عدل ہے۔ اگر باوجودی لام ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ سب کچھ حق و صداقت کے اظہار اور بیان کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ای لبيان الحق و الباطل (ابن عباس ص ۱۳) دوسرے احتمال پر مطلب یہ ہوگا کہ یہ ساری کائنات محض عبث اور بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی بلکہ اس کے پیدا کرنے میں بہت حکمتیں اور فوائد ہیں سب سے اہم و اعظم فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ بندگانِ خدا اس کارخانہ عالم کی ہر چیز میں غور و فکر کریں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی قدرت کاملہ اور حکمت تامہ پر استدلال کریں۔ یعنی للحق و اظهر ما قدرته ودلائل وحدانيته ولم يخلق ذلك باطلا ولا عبثا (خازن ج ۳ ص ۱۷) یہ دلیل ثانی کا تتمہ ہے یعنی رات دن کی آمد و رفت اور زمین و آسمان کی ساری مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی توحید پر بہت بڑی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو بنظر انصاف ان میں سوچ بچار کریں، ان کے دلوں میں انابت و طاعت کا جذبہ ہو اور ضد و عناد سے دور ہوں (لاذیت) لعلامات لوحدها

السرب (لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ) يطيعون (ابن عباس ص ۱۳) ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱

أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكَ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا كَذَلِكَ نَجْزِي

الرُّسُلَ الْغَافِلِينَ ۝۱۳ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلِيفَ فِي الْأَرْضِ

مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝۱۴ وَإِذَا تُتْلَىٰ

عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ لَقَالُوا لَظُلْمٌ ۝۱۵

أَنْتَ بَقَرٌ أَوْ بَدِّلْ آيَاتِنَا ۝۱۶

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ

الْبَيِّنَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ ۝۱۷

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ

کیا مطلب یہ ہے کہ ایمان و عمل صالح پر ثابت قدم رکھنا اور استقامت عطا کرنا مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان کے مخلصانہ ایمان کی بدولت ان کو صراط مستقیم اور ایمان پر ثابت قدم رکھنے کا ایسا سبب پیدا کرے کہ وہ استقامت علی سبیل السبیل السدید الی الشواب (مدارک ج ۲ ص ۱۱) یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان کی بدولت آخرت میں ان کو جنت کی راہ دکھائے گا اور وہ سیدھے جنت میں داخل ہوں گے۔ قال مجاہد یہ ہدیہ علی الصراط الی الجنة یجعل لہم نوراً یمشون بہ (خازن ج ۳ ص ۱۱) و مظہری ج ۵ ص ۱۱۵ دعویٰ کے معنی قول اور کلام کے ہیں یعنی جنت میں اہل جنت کا کلام اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس ہی کا ہے ای قولہم و کلامہم (خازن ج ۳ ص ۱۱) یا دعویٰ بمعنی دعا ہے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ یعنی اے اللہ تو پاک ہے اس سے کہ تیرے سامنے کوئی شیعہ غالب ہو و تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ جنت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے سلام کا تحفہ ملے گا مسئلہ توحید ماننے کی وجہ سے آج آخرت کے عذاب سے امن و سلامتی کی تمہیں بخشی دی جاتی ہے یا مطلب یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو امن و سلامتی کا تحفہ پیش کریں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ عِصِي صفات کار سازی اور صفات الوہیت اللہ تعالیٰ ہی مختص ہیں اور عبادت اور پرکار کے لائق وہی ہے۔ اہل جنت جب جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت شان ملاحظہ کریں گے اور جنت کی گونا گون نعمتیں دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور تعظیم و تجلیل بجا لائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے سلام کا تحفہ ملے گا۔ اس پر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کریں گے۔ (مظہری ص ۱۱) اول کلامہم التسبیح و آخرہ التمجید فیبتدؤن بتعظیم اللہ و تنزیہہ و ینقنون بالشکر و الثناء علیہ الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۱) یہ زجر ہے استعجاب کہہ منصوص بنزع خافض ہے اس سے پہلے کاف تشبیہیہ ہے ای کا استعجاب کہہ بعض دفعہ مشرکین اللہ تعالیٰ سے عذاب کا عتاب کرنے لگتے کہ اے اللہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا دین سچے ہیں تو ہمیں آسمان سے پھر برساکر یا کسی دوسرے عذاب سے ہلاک کر دے اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَامْطُرْ عَلَيْنَا مِجْرَارًا مِنَ السَّمَاءِ اَوْ اَنْتَ بَعْدَ اَبِیْ اَرْيَمَ (انفال ۴۶) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس طرح لوگ خیر اور بھلائی مانگنے میں عجلت کرتے ہیں اور انہیں بھلائی دی جاتی ہے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ ان کے شر اور عذاب کے مطالبے کو بھی پورا کر دیتا تو کبھی کافیصلہ ہو چکا ہوتا اور وہ ناگہانی عذاب سے تباہ و برباد کئے جاتے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ بطور استدراج

یستوی

عذاب

میرا

ان کو مہلت دیتا ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کی نافرمانی اور اس کے احکام سے سرکشی کر لیں اور آخر ان کو شدید ترین عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ یَعْمَهُونَ ای یلعبون او یتحیرون۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے جن کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان کے راہ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں۔ شکویہ ہے۔ انسان کیا احسان فراموش ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے واضح نشان دیکھ کر اور اس کی بے حساب نعمتیں ملاحظہ کر کے پھر بھی عقل و فکر سے کام نہیں لیتا اور اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ حالانکہ جب کبھی اس پر کوئی بہت بڑی مصیبت آ جاتی ہے تو اپنے تمام خود ساختہ معبودوں کو بھول کر یہ حالت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پرکارتا ہے۔ مشرکین عرب اپنی معمولی حاجات و مشکلات کے لئے تو اپنے معبودان باطلہ کو مومن قرآن فلا اس قرآن کا پند و نصیحت تو پسند کرتے اور بتوں کا باطل ہونا نہ مانتے تو کہتے اتنا بدل ڈال تو یہ کلام ہم سب قبول کر لیں۔ ۱۲۔ فلا یعنی اپنی طرف سے میں بنانا تو چاہیے برس کی عمر میں بنانا یا اس قسم کا خیال رکھنا۔ ۱۲۔

پکارتے تھے مگر جب کسی شدید ترین مصیبت میں مبتلا ہو جاتے تو سب کو چھوڑ بھاڑ کر صرف رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جل جلالہ کو پکارتے اور اس کی دوائی دیتے حضرت شیخ فرماتے ہیں وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے رہتے تھے کہ اگر مسئلہ توحید نہیں مانو گے تو اللہ تمہیں المناک عذاب سے ہلاک کر دے گا اس لئے جب وہ دریاؤں اور سمندروں پر کشتیوں میں سفر کرتے اور تند و تیز ہواؤں سے خوف ناک موجیں کشتیوں کو ڈالنا ڈول کر دیتیں تو فوراً پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد آجاتی اور وہ سمجھنے لگتے کہ شاید جس عذاب سے پیغمبر ڈراتا تھا، وہ اب آپہنچا ہے اس لئے خالصتہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے لگتے۔ جیسا کہ سورہ یونس ہی میں ہے جَاءَتْهُمْ رَيْحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الخ (ع) اور سورہ النعام رکوع ۴ میں ارشاد ہے قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ مُصْذِقِينَ بَلْ لَا يَأْكُلُ تَدْعُوتَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا كُنْتُمْ كُوفُونَ۔ اور سورہ النعام ہی میں ہے قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِّنْ ظُلُمَاتٍ الْبُرَىٰ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ لَّيِّنَ أَنْجِدَنَا مِنْ هَذِهِ لَيَّكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ (ع) مشرکین کا عقیدہ تھا کہ سارے عالم کا نظام تدبیر امور عظام اور حوادث شریہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں و عقیدہ اثبات خدای تعالیٰ و آنکہ خدا خالق آسمان و زمین است و مدبر حوادث عظام و قادر بر ارسال رسل و مجازاة عباد و براعمال ایشان و مقدر حوادث عظام است و قادر قبل از وقوع آن ... در میان ایشان (مشرکین) ثابت بود انوار البیہ باب اول فصل اول، لیکن جب ہم نے اس سے مصیبت دور کر دی تو وہ پھر سے اپنی پہلی راہ شرک پر گامزن ہو گیا اور اپنی تکلیف و مصیبت کو اس طرح بھول گیا کہ گویا اسے کوئی تکلیف آئی ہی نہ تھی جس کے لئے اس نے خدا کو پکارا تھا۔ ای مضی واستمر علی ما کان علیہ قبل ونسی حالة الجهد والبلاء (روح ج ۱ ص ۱۱۷) والمعنی انه استمر علی حالته الاولی قبل ان یسسه الضر ونسی ما کان فیہ من الجهد والبلاء والضیق والفقر (خازن ج ۳ ص ۱۴۵) المسرفین یعنی مشرکین وہ جو مشرک نہ اعمال و افعال بجا لاتے ہیں شیطان ان کے دلوں میں ان کی اچھائی کا تصور بٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور پکار سے اعراض کرنے مصیبت دور ہو جانے کے بعد پھر سے اپنے معبودان باطلہ کی پکار کو وہ بہت اچھا کام خیال کرتے ہیں۔ (مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) من الاعراض عن الذکر والدعاء والانہماک فی الشهوات (روح) ۱۳۳ تخویف دنیوی تخوف بذاک کفار مکہ (خازن) جو لوگ ایمان نہیں لاتے۔ توحید کا انکار کرتے اور رسالت و قیامت کی تکذیب کرتے ہیں وہ دنیا کی زندگی اور یہاں کی عیش و طرب پر مطمئن نہ ہوں اور یہ خیال نہ کریں کہ ان کا کچھ بگڑ نہیں سکتا۔ ان سے پہلے قوم نوح اور عاد و ثمود وغیرہ کا حشر ان کو اچھی طرح معلوم ہے ان کے پاس اللہ کے پیغمبر توحید کا پیغام لیکر آئے اور واضح اور روشن دلائل سے مسئلہ توحید کو بیان کیا مگر انہوں نے اس کا انکار کیا اور ماننے پر تیار نہ ہوئے تو ہم نے ان کو شدید ترین عذابوں سے نیست و نابود کر دیا۔ لَمَّا ظَلَمُوا یعنی جب انہوں نے اللہ کی توحید کا انکار کر کے اور اس کے پیغمبروں کو جھٹلا کر شرک کرنا شروع کر دیا۔ لَمَّا ظَلَمُوا یعنی لہذا انکار کو (خازن و مدارک ج ۳ ص ۱۱۹) ای کفر و اشرار کو (قرطبی ج ۸ ص ۲۱۲) کَذَلِکَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِینَ مجرموں سے ایسا سلوک کرنا ہماری سنت جاریہ ہے لہذا اگر مشرکین مکہ نے بھی عاد و ثمود کی طرح تکذیب کی اور شرک و کفر پھیلانے لگے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا یعنی کما اھلکنا الامم الخ لایہ لما کذبوا رسلہم کذلک نہلککم ایہا المشرکون بتکذیبکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۳ ص ۱۴۱) اقوام کڈ شہ کے بعد اب تمہاری باری ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس اپنا آخری پیغمبر پیغام توحید سے کر بھیجا ہے تاکہ تمہاری بھی آزمائش ہو جائے کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔ تمہارے ساتھ بھی حسب سابق معاملہ ہوگا۔ ماننے والے بڑے خیر کے مستحق ہوں گے اور منکرین عذاب شدید کے سزاوار۔ ۱۳۵ قَالَ الَّذِینَ لَا یَزِجُوتَ یہ شکوی ہے یعنی جب مشرکین کو ہمارا پیغمبر ہماری آیات بینات پڑھ کر سناتا ہے جن میں دلائل توحید اور رد شرک کا بیان ہوتا ہے اور جن میں ان کے معبودان باطلہ کی بے بسی اور بیجاری کا ذکر ہوتا ہے تو وہ بول اٹھتے ہیں یہ قرآن تو ہم ماننے سے رہے البتہ اگر اس قرآن کی جگہ کوئی دوسرا قرآن لے آویا اسی میں ترمیم کر ڈالو الغرض قرآن میں ہمارے معبودوں کی توہین و تحقیر کا مضمون نہ ہو اور نہ اس میں حشر و نشر کا ذکر ہو تو ہم سے بسر و چشم قبول کرنے کو تیار ہیں (قَدْ أَتَتْکُمْ عَلَیْہِمْ الْآیَاتُ) الدالۃ علی حقیقۃ التوحید و بطلان الشریک ... ۱۰۱ ائت بکتا بآخر نقرۃ لیس فیہ ما نستبعدہ من البعث والحساب والحزاء وما نکرہہ من ذم الھتنا ومعایبہا والوعید علی عبادتہا (ابو السعود ج ۴ ص ۴۷۸) اَوْ کَلَّ لُہُ بَانَ فَعِیْلَ مَکَانَ اَیۃ عَذَابِ اَیۃ رَحْمۃ وَتَسْقُطُ ذِکْرُ الْاِلَہِیۃ وَذِمَّ عِبَادَتَہَا (مدارک ج ۲ ص ۱۲۱) ضمیر کی جگہ موصول کو رکھ کر ان کے قول کی علت بیان کرنا مقصود ہے۔ نیز اس طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے اتنی بڑی بات اس لئے کہی کہ ان کے دلوں میں قیامت کے عذاب کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ وضع الموصول موضع الضمیر اشعاراً بعبادیہ فی حیث الصلۃ للعظیمۃ المحکمۃ عنہم وانہما اجتہدوا علیہا لعدم خوفہم من عقابہ تعالیٰ یوم اللقاء (ابو السعود ج ۴ ص ۴۷۹) ۱۳۶ یہ جواب شکوی ہے کوئی دوسرا قرآن لالے یا اسی قرآن میں ترمیم کرنے کا مجھ سے مطالبہ تو اس طرح کرتے ہیں کہ قرآن نازل کرنا میرے اختیار میں ہے یا میں اپنی مرضی سے قرآن لاسکتا ہوں حالانکہ مجھے ان باتوں کا اختیار نہیں میں تو صرف انہی احکام کی پیروی کرتا ہوں جو ذریعہ وحی میرے پاس اللہ کی طرف سے آتے ہیں میں اس معاملہ میں اللہ کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس کے احکام کی خلاف ورزی کروں اور اس کی کتاب کے احکام میں رد و بدل کروں تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے عذاب میں مبتلا کرے۔ اِنِّی اَخْشِی مِنَ اللّٰہِ انْ خَالَفتُ اَمْرَہٗ اَوْ غَیْرَہٗ اَحْکَمَ کِتَابَہٗ اَوْ بَدَلْتُہٗ فَعَصِیْتُہٗ بِذٰلِکَ اِنْ یَعِذْ بَنِی بَعْدَ اَیِّ عَظِیْمٍ فِی یَوْمٍ تَنْذِہْلَ کُلِّ مَوْضِعَۃٍ عَمَّا اَرْضَعْتَ (خازن ج ۳ ص ۱۴۱) ۱۳۷ یعنی سب کچھ اللہ کے اختیار و مرضی سے ہے میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مجھے نہ بھیجتا اور میں تم کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر نہ سناتا اور میری وساطت سے اللہ تعالیٰ تمہیں قرآن کی خبر نہ دیتا۔ والمعنی ان الامر کلہ منوط بمشیئۃ تعالیٰ و لیس لی منہ شئ قط (ابو السعود ج ۴ ص ۴۷۹) یعنی لو شاء اللہ لم یَنْزِلْ عَلٰی هٰذَا الْقُرْآنَ وَلَمْ یَأْمُرْنِیْ بِقِرَآءَتِہٖ عَلَیْکُمْ (خازن) ۱۳۸ یہ ماقبل کی دلیل ہے۔ نزول قرآن سے پہلے میں تم میں ایک طویل عرصہ یعنی چالیس برس رہ چکا ہوں میری امانت و دیانت تم بخوبی جانتے ہو اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے کسی سے لکھنا پڑھنا بھی نہیں سیکھا تو معلوم ہو کہ اب میں جو قرآن تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں یہ میرا خود ساختہ نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے حکم سے پیش کرتا ہوں ای من قبل القرآن تعرفوننی بالصدق والامانۃ لا اقرأ ولا اکتب ثم حیثکم بالمعجزات (قرطبی ج ۸ ص ۳۲۳) اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ تو کیا اب بھی تم نہیں سوچتے اور نہیں سمجھتے کہ یہ قرآن اور اس میں مذکور مسئلہ توحید میری اختراع نہیں بلکہ یہ سب کچھ میں جانب اللہ ہے۔ ۱۳۹ یہ زجر ہے۔ قَا الْفَرِیۃ یہ معنی جب دلائل عقلیہ قاہرہ سے شرک کی نفی اور ممانعت

لَا يُفْلِحُ الْجُرْمُونَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ

بیشک بھلا نہیں ہوتا گنہگاروں کا فل اور پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا اللہ

اللَّهُ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ

اس چیز کی جو نہ نقصان پہنچا سکے ان کو نہ نفع اور کہتے ہیں یہ تو

شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَتَسْتَبِئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا

ہمارے سفارشچی ہیں اللہ کے پاس تو کہہ کیا اللہ کو بتلاتے ہو سہ جو اس کو

يَعْلَمُ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى

معلوم نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک ہے اور برتر ہے

عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً

اس سے جس کو شریک کرتے ہیں فل اور لوگ جو ہیں سہ سوا ایک ہی امت

وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا وَلَوْ كَلَّمَهُ مُسَبِّحَتُ رَبِّكَ

ہیں یہ سچے جدا جدا ہو گئے اور اگر نہ ایک بات پہلے ہو چکتی تیرے رب کی

لَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُولُونَ

تو فیصلہ ہو جاتا ان میں جس بات میں کہ اختلاف کر رہے ہیں اور کہتے ہیں سہ

لَوْ لَا أَنزَلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا

کیوں نہ اتری اس پر ایک نشانی اس کے رب سے سو کہہ دے کہ سہ

الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِّن

غیب کی بات اللہ ہی جانے سو منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ

الْمُنْتَظِرِينَ ﴿۲۰﴾ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّن

انتظار کرتا ہوں فل اور جب چکھائیں ہم لوگوں کو مزا اپنی رحمت کا سہ

بَعْدُ ضَرَاءَ مَسْتَهْمِرًا إِذَا لَهُمْ مَكْرٌ فِي آيَاتِنَا ط

بعد ایک تکلیف کے جو ان کو پہنچی تھی اسی وقت بنائے لکھیں ہمارے قارئین میں مل

منزل ۳

ثابت ہو گئی تو اس کے بعد بھی جو شخص شرک نہ چھوڑے اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر افرار کرتا ہے یعنی ایک طرف تو شرک کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ اس کے فعل سے خوش ہے اور اللہ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو لپکانے کی اجازت دی ہے ایسا شخص یا وہ جو قرآن کے من جانب اللہ ہونے اور دلائل توحید کو بھٹلاتا ہے ان سے بڑھ کر دنیا میں کون ظالم ہو سکتا ہے۔ یعنی فرعون لہ شریک و ولد۔۔۔۔۔ کذب با یاتہ یعنی جحد بکون القرآن من عند اللہ وانکد لا لئلا لتوحید (معالم و خازن ج ۳ ص ۸۷) استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان سے بڑا ظالم کوئی نہیں استفہام معنی الجحد ای لا احدا ظلم من افتری الخ (قرطبی) ۱۳ یہ زبر ہے بطور شکوی اور توحید پر تیری

تھی ذیل ہے عقل سلیم کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت اور پرکار صرف ایسی ذات کے لئے جائز ہے جس کے اختیار و تصرف میں مخلوق کا نفع و نقصان ہو اور ایسی ذات سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ مشرکین جن کو نافع و ضار سمجھ کر لپکاتے ہیں وہ بالکل عاجز و بے بس ہیں۔ نفع و ضرر ان کے اختیار میں نہیں۔ لہذا ان کی عبادت و پرکار بھی جائز نہیں۔ یہاں دعویٰ سورت بھی صحتاً مذکور ہے یعنی مشرکین اپنے معبودان باطلہ کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ اختیار نہیں دیا۔ ۱۳ یہ مشرکین کی طرف سے اپنے فعل شرک کے ارتکاب کے لئے معذرت ہے۔ یعنی ہم اللہ کے جن نیک اور برگزیدہ بندوں کو لپکاتے ہیں انہیں متقل بالذات نافع و ضار یا متصرف و مختار نہیں سمجھتے بلکہ ان کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ وہ اللہ کے محبوب اور پیارے ہیں اور اللہ سے ہمارے کام کرا دیتے ہیں اس لئے ہم ان کو لپکاتے ہیں۔ ای تشفع لنا عند اللہ فی اصلاح معاشنا فی الدنیا (قرطبی ج ۲ ص ۲۳) یعنی دنیا میں خوشحالی اور معاشی فائز البالی ہمیں اپنی مومنوں کی سفارش کے صدقے حاصل ہوتی ہے۔ سفارش سے ذیوی سفارش مراد ہے کیونکہ مشرکین آخرت کے قائل ہی نہ تھے۔ بعض کے نزدیک آخرت میں شفاعت مراد ہے اور مطالب یہ ہے کہ اگر بغرض محال قیامت آگئی تو ہمارے معبود ہیں اللہ کے عذاب سے چھڑالیں گے جیسا کہ نصر بن حارث نے کہا تھا قیامت کے دن میرا معبودات میری سفارش کرے گا۔ عن النضر بن الحارث اذا کان یوم القیامة یشفع لی اللہ (ابو السعد ج ۴ ص ۲۵) مشرکین عرب اللہ کے جن برگزیدہ اور نیک بندوں کو لپکاتے تھے اور لپکاتے تھے ان میں کچھ تو اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے اور کچھ اولیاء کرام۔ انہوں نے ان بزرگوں کے بت بنا کر عبادت خانوں میں نصب کر رکھے تھے اور بظاہر عبادت کا برتاؤ انہی بتوں سے کرتے تھے۔ انہی کے آگے سجدے کرتے۔ انہی کے سامنے نذریں نیازیں رکھتے۔

ساز و بیل
اور توحید پر تیری
ذیل ہے
مذکر مشرکین

مذکر مشرکین
مذکر مشرکین

مذکر مشرکین
مذکر مشرکین

موضع قرآن یعنی اگر میں بناتا ہوں تو مجھ سے ظالم نہیں اور میں جو سپاہیوں کو بھٹلانے والوں پر یہی بات ہے ۱۲ فل جو مشرک ہے سو یہی کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور یہ شریک اس کی طرف سے ہم پر مختار ہیں سو فرمایا اگر اس نے مختار کئے ہوتے تو آپ ان سے منع کیوں کرتا اور جو کہیں کہ ہمارے دین میں منع نہیں کیا تم کو منع کیا ہو گا تو اگلی آیت میں اس کا جواب ہے کہ دین اللہ کا ایک ہے جب لوگ بچل گئے ہیں پھر ان کو بتادیا ہے اعتقاد میں کچھ فرق نہیں۔ اور جو کہیں کہ اگر تم سچے ہوتے تو ہم پر دنیا میں عذاب آتا اس کا جواب بھی آگے ہے کہ فیصلے کا دن آتا ہے ۱۲ فل یعنی اگر کہیں کہ ہم کیونکر جانیں کہ تمہاری بات سچ ہے فرمایا کہ آگے دیکھو حق تعالیٰ اس دین کو روشن کرے گا۔ اور مخالف ذلیل ہوں گے سو ویسا ہی ہوا۔ سچ کی نشانی ایک بار کافی ہے اور ہر بار مخالف ذلیل ہوں تو فیصلہ ہو جائے فیصلہ کا دن دنیا میں نہیں۔ ۱۲

فتح الرحمن فل یعنی بکفران نعمت ۱۲

اور انہی کے رویہ و کھڑے ہو کر اور گر کر اگر حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے دعائیں کرتے تھے مگر اس سے ان کا مقصد ان بے بس بتوں اور بے جان مجسموں کو معبود اور کارساز سمجھنا ہرگز نہ تھا بلکہ یہ بت تو محض توجہ کی یکسوئی کے لئے بطور قبلہ تھے ان کا مقصد یہ تھا جب وہ ان انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے بتوں کی عبادت و تعظیم بجا لائیں گے تو وہ اکابران سے خوش ہو کر خدا کے یہاں ان کی سفارش کریں گے انہم وضعوا هذه الاصنام علی صور انبیاء ہم و اکابر ہم وزعموا انہم متی اشتغلوا بعبادة هذه التماثيل فان اولئك الاکابر لیشفعون لهم عند الله تعالیٰ (ابو السعد ج ۳ ص ۴۸) مشرکین کا بتوں سے برتاؤ بعینہ ایسا ہی تھا جیسا کہ آج کل کے قبر پرستوں کا قبروں سے ہے۔

یونس ۱۰

۴۷۰

يعتدرون ۱۱

قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا

کہہ دے کہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلہ حقیقہ ہمارے فرشتے لکھتے ہیں حیلہ بازی

تَمْكُرُونَ ۲۱) هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

ہماری فلاح وہی تم کو پھراتا ہے جہل اور دریا میں

حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَبَئِهِ

یہاں تک کہ جب تم پہلے کشتیوں میں اور لیکر چلیں وہ لوگوں کو ابھی ہوا سے

وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ

اور خوش ہوئے اس سے آئی لہریوں پر ہوا تند اور آئی ان پر موج

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا

ہر جگہ سے اور جان لیا انہوں نے کہ وہ پھرنے پکارتے تھے

اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ لَئِنْ أَجَبْنَا مِنْ

اللہ کو خالص ہو کر اس کی بندگی میں اگر تو نے بجا لیا ہم کو

هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۲۲) فَلَمَّا أَجَبَهُمْ إِذَا

اس سے تو بیشک ہم رہیں گے شکر گزار پھر جب بجا لیا ان کو اللہ نے تھے

هُمْ يَبْعُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يَا أَيُّهَا النَّاسُ

شرارت کرنے اسی وقت زمین میں لا ناحی سب لوگوں کو

إِنَّمَا بَغْيَكُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ

ہماری شرارت ہے تمہی پر نفع اٹھالو دنیا کی زندگی کا

ثَمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۲۳)

پھر ہمارے پاس ہے تم کو لوٹ کرانا پھر ہم بتا دیں گے جو کچھ تم کرتے تھے

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ

دنیا کی زندگی کی وہی مثال ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے

مذہل ۲

آج کل بہت سے لوگ قبروں کی عبادت و تعظیم بجا لاتے ہیں قبروں کو سجا رہے کرتے اور ان پر نذرین منتیں چڑھاتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد قبروں کی عبادت و تعظیم نہیں ہوتا بلکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس طرح قبروں والے ہم سے خوش ہو کر اللہ کے یہاں ہماری سفارش کریں گے۔ امام رازی رحمہ اللہ نے مشرکین عرب اور اپنے زمانے (ساتویں صدی) کے مشرکین کے فعل کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ انہم وضعوا هذه الاصنام والاوثان علی صور انبیاء ہم و اکابر ہم وزعموا انہم متی اشتغلوا بعبادة هذه التماثيل فان اولئك الاکابر تكون شفعاء لهم ونظيره في هذا الزمان اشتغال كثير من الخلق بتعظيم قبور الاکابر علی اعتقاد انهم اذا اعظموا قبورهم فانهم يكونون شفعاء لهم عند الله (کبیر ج ۳ ص ۴۸) امام ابو السعد و حنفی اور امام رازی شافعی کے اقوال سے معلوم ہوا کہ یہ آیت پتھر کے بے جان ٹکڑوں کے بارے میں نہیں بلکہ انبیاء و اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں ہے۔ ۲۳ یہ مشرکین کے مذکورہ دعویٰ کا جواب ہے یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اگر ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا اور کتب سابقہ میں اس کا ذکر ہوتا مگر تم (مشرکین عرب) اللہ تعالیٰ کو ایک ایسی بات بتانا چاہتے ہو جس کو وہ نہیں جانتا کیونکہ تم سے اس کا وجود ہی نہیں۔ ان خبروں اللہ ان لہ شریکاً فی ملکہ اوشفیفا بغیر اذنه واللہ لا یعلم لنفسه شفیعاً فی السموات ولا فی الارض لانه لا شریک له فلذلك لا یعلمہ (قرطبی ج ۳ ص ۳۲) سُبْحَنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ ان شرکاء اور شفعا سے پاک ہے جن کو وہ اللہ کے شریک اور اس کے یہاں سفارشی مٹھرتے ہیں۔ ۲۴ فَاخْتَلَفُوا کے بعد کا مضمون مقدر ہے ای بعث الله النبیین الخ بقدر سورہ بقرہ کان الناس أممۃ واحدة کَ قَبَعَتْ اللہ النبیین الخ اور سورہ بقرہ میں قَبَعَتْ سے پہلے فَاخْتَلَفُوا مقدر ہے بقدر آیت زبیر جبکہ سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکا ہے (حاشیہ صفحہ ۴۷) لوگوں کے امت واحد ہونے اور مختلف گروہوں میں بٹ جانے کا مضمون قرآن مجید میں کئی جگہوں میں مذکور ہے۔ دنیا میں سب پہلے توحید تھی اور تمام لوگ توحید پر متفق تھے کیونکہ توحید دین فطرت ہے۔ اسکے بعد بدعمل اور بے دین لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا اور محض ضد کی وجہ سے سلسلہ توحید کی حقانیت کو جانتے ہوئے اس کا انکار کیا۔ اس اختلاف کو مٹانے اور سلسلہ توحید کو واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ قرآن مجید کی اس موضوع پر متعدد آیتوں کو یکجا کرنے سے حسب ذیل مواد واضح طور سے معلوم ہوتے ہیں (۱) موضع قرآن وال یعنی سختی کے وقت آدمی کی نظر اسباب سے اٹھ کر اللہ پر رہتی ہے۔ جب کام بن گیا لگا اسباب پر رکھنے سوڈر تا نہیں کہ پھر اللہ ایک اسباب کھڑا کرے اسی تکلیف کا اس کے ہاتھ میں سب اسباب تیار ہیں ایک اسی کی صورت آگے بیان فرمائی۔

مذہل ۲

مذہل ۲

مذہل ۲

فتح الرحمن ۱۱ بعد ازاں خدائے تعالیٰ بیان می فرماید کیفیت مکر و کفران نعمت ۱۲

(۱) اختلاف کن لوگوں نے کیا؟ غلط کار اور باغی عالموں نے (۲) اختلاف کب کیا گیا؟ جب آیات بنیات سے توحید کو واضح کر دیا گیا اور اختلاف کر بیوالوں کو مسئلہ توحید کی سچائی کا پورا پورا علم ہو گیا۔ یعنی علماء و سوء نے جان بوجھ کر عمدہ اور قصداً توحید میں اختلاف ڈالا۔ (۳) اختلاف کیوں پیدا کیا گیا؟ علماء و سوء نے محض ضد و عناد اور دنیوی ریاست کی وجہ سے مسئلہ توحید کے مقابلے میں شرک کا محاذ کھولا اور توحید سے اختلاف کیا۔ پہلی بات سورہ بقرہ میں مذکور ہے وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ (بقرہ ۲۵۶) یہاں اختلاف کو اہل علم کی جماعت میں مخصر کیا گیا۔ دوسری بات کو سورہ آل عمران اور شوری میں ذکر کیا گیا۔ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا فِي بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ (شوری ۲۶) ان دونوں آیتوں میں اہل کتاب کے اختلاف و تفرق کو مسئلہ توحید کا علم ہو جانے کے بعد کی حالت میں مخصر کر کے واضح کیا گیا ہے کہ اختلاف جہالت و نادانی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ دیدہ و دانستہ محض ضد و عناد اور راجح سے بغاوت کی بنا پر تھا۔ تیسری بات ان تینوں آیتوں میں لفظ بَغْيًا، اخْتَلَفَ اور تَفَرَّقُوا کا مفعول لہ ہے جو ان کے اختلاف و تفرق کی علت بیان کر رہا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ آل عمران ص ۱۳۸ حاشیہ ۳۵۷۔ یہ شکوی ہے آیہ یعنی ان کا منہ مانگا معجزہ مشرکین اگرچہ بڑے بڑے معجزے دیکھ چکے اور توحید کے واضح دلائل و براہین سن چکے تھے مگر ضد و عناد اور انتہائی سرکشی کی بنا پر ان میں غور و فکر نہ کیا اور مزید معجزہ لانے کا مطالبہ کر دیا۔ ارادہ آیہ من الرایات التي اقترحوها كأنهم لفطوا العتو والفساد و نهابة التملد في المكابرة والعناد لم يعيدوا البينات النازلة عليه عليه السلام من جنس لايت واقترحوا غيرها مع انه قد انزل عليه من الايات الباهرة والمعجزات المتكاثرة الخ (ابو السعود ج ۴ ص ۸۸) مشرکین کہتے تھے کہ پہاڑوں کو ہمارے لئے سونا بنا دو یا کم از کم تمہارا گھر ہی سونے کا ہو یا ہمارے فلاں فلاں باب داد کو زندہ کرو وغیرہ وغیرہ ای معجزہ غیر ہذا المعجزہ فیجعل لنا الجبال ذهباً و يكون له بيت من زخرف ويحيى لنا من مات من ابلنا (قرطبی ج ۴ ص ۳۳۲) یہ جواب شکوی ہے یعنی معجزہ لانا تو درکنار مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو کوئی اور معجزہ میرے ہاتھوں پر ظاہر کرنا منظور ہے تو وہ کب ظاہر ہوگا۔ یہ تو غیب کی بات ہے اور علم غیب ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ مجھے اس کا کوئی علم نہیں اور نہ وہ میرے بس کی بات ہے اور نہ معجزہ اپنے اختیار سے ظاہر کرنا جیسا کہ تم چاہتے ہو۔ نبوت و رسالت کے لوازم میں سے ہے والمعنون ما اقترحوه وزعمتم انه من لوازم النبوة وعلقتم ايها انكم بنزوله من الغيوب لمختصة بالله تعالى لا وقوف لي عليه (ابو السعود ج ۴ ص ۸۸) لہذا تم اپنے مطلوبہ معجزے کا انتظار کرتے رہو اور میں بھی منتظر ہوں کہ آیات بنیات کے انکار و مجھو اور بے جا مطالبے کی اللہ تعالیٰ تمہیں کیا سزا دیتا ہے۔ ۳۵۷ یہ زجر ہے انسان کی ناشکری اور احسان فراموشی کا یہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ تکلیف و مصیبت دور کر کے اسے راحت و خوشحالی سے ہمکنار کر دیتا ہے تو وہ کفر و سب کے سبائے اللہ کی آیتوں میں حیل و حجت کرنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو اللہ کا کلام ہی نہیں ای مکر و ابایاتنا بدفعها وانكارها (مدارک ج ۲ ص ۱۲) قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا یعنی اللہ تعالیٰ ان کے جھوٹے انکار پر ان کو بہت جلد عذاب دے سکتا ہے مشرکین نے اللہ کی نعمتوں کے مقابلے میں اس کی آیات کے انکار کی تدبیر سوچی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی سزا دینے کی ایک نہایت ہی لطیف تدبیر نکالی کہ کراماتیں کون کے تمام بڑے بھلے اعمال کی ڈامری لکھنے پر مامور فرما دیا اور اس کے مطابق انہیں پوری پوری سزا دی جائے گی۔ اور اس طرح وہ سر محشر ذلیل و رسوا ہوں گے۔ ان رسل الله يكتوبون مكرهم ويحفظونه و تعرض عليهم ما في بواطنهم الخبيثة يوم القيمة ويكون ذلك سبباً للفضيحة التامة والحزى والنكال فعوذ بالله تعالى منه (کبیر ج ۴ ص ۳۳۲) یہ توحید پر جو جتنی عقلی دلیل ہے جبرین بھیجے یہاں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے۔ یعنی پہلے مشرکین کو ضمیر خطاب سے مخاطب فرمایا اس کے بعد ضمیر خطاب کی جگہ ضمیر غائب استعمال فرمایا۔ جب مشرکین سمندوں اور دریاؤں میں سفر کرتے اور ہوا کا رخ موافق ہوتا تو بہت خوش ہوتے لیکن اگر ان کی کشتیاں طوفان باد و باران میں گھر جاتیں تو نہایت خلوص سے اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیتے اور معبودان باطلہ کو بھول جاتے اور ساتھ ہی یہ بھی عہد کرتے کہ اے اللہ! اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دیدی تو ہم تیرا شکر ادا کریں گے اور صرف تیری ہی عبادت کریں گے۔ اور ہر کام میں تجھے ہی پکارا کریں گے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ ان کی کشتیاں صحیح سلامت کنارے لگا دیتا تو وہ پھر شرک کرنے لگتے۔ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ اِي دَعْوَةٍ وَحْدَهُ وَتَرَكُوا مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ (قرطبی ج ۴ ص ۳۳۲) مشرکین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے کہ اگر مسئلہ توحید نہ مانو گے تو اللہ کا عذاب آئیگا جو تمہیں نیست و نابود کر دے گا۔ جب وہ دریاؤں کی غضبناک موجوں میں گھر جاتے تو انہیں خیال آتا شاید جس عذاب سے پیغمبر ڈراتا تھا وہ عذاب اس لئے خالصتہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے۔ ۳۵۹ یہ تنبیہ ہے اور اس سے دنیا کی تحقیر اور بے وقعتی کا بیان مقصود ہے متناع الحيوة منصوب بمنزلة خافض ہے ای فی متاع الحيوة الخ جس دنیا پر تم مغرور ہو کر حتیٰ کو نہیں مانتے ہو وہ بہت حقیر اور بالکل ناپائیدار ہے۔ اس چند روزہ دنیا میں تم اللہ کی نافرمانی کر کے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کر لو آخر قیامت کے دن میرے سامنے آگے جہاں اپنے کئے کی سزا پائو گے۔ ۳۶۰ یہ دنیا کی حقارت اور اس کی ناپائیداری کی تمثیل ہے۔ اختلاف کھڑا زیادہ اور گنجان ہو گئی زخرف ہما زبور یعنی سرسبز و شاداب کھیتوں اور بوقلمون پھولوں کی وجہ سے زمین مانند عروس خوبصورت ہو گئی۔ وَاذْكُرْ اَنَّكَ كَانْتَ لَحْدًا لَّغَنَ بِأَلْسِنٍ گویا کہ کل گزشتہ اس کا نام و نشان تک نہ تھا۔ جس طرح بارش برسنے کے بعد زمین سرسبز و شاداب اور رنگارنگ پھولوں سے مزین اور بارونق ہو جاتی ہے لیکن جو نہی کوئی بھلا آفت آتی بس پہلے تے کھیتوں اور باغوں کا ستیا ناس ہو گیا اور ایسے تباہ ہوئے کہ ان کا نام و نشان تک نہ رہا گویا کہ ہاں کچھ تھا ہی نہیں بالکل یہی حال اس کا رگاہ عالم کا ہے اس کی چہل پہل، زینت و آرائش اور رونق و زیبائش بالکل ناپائیدار اور چند روزہ ہے۔ اس لئے دنیا کی عیش و عشرت میں مہمک ہو کر اللہ کی توحید اور آخرت سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

۱۱۱ بشارت اخروی ہے دارالسلام سے مراد جنت ہے لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا خَيْرٌ مَّقَدِّمُ الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ معطوف علیہ مع معطوف مبتدا مؤخر زیادۃ سے دیدار الہی مراد ہے قَتَرٌ سیاہی اور بے رونقی یعنی جن لوگوں نے چند روزہ دنیا پر دین کو ترجیح دی اور پورے احلاس کے ساتھ توحید و رسالت کو مانا اور شعائر اسلام کی پیروی کی ان کیلئے آخرت میں جنت کا حتمی وعدہ ہے، ان کو ان کے تمام اعمال کی جزا ملیگی اور سب سے بڑا انعام جو انہیں وہاں ملے گا وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ جیسا کہ بہت سے صحابہ کرامؓ سے منقول ہے۔ (وزیادۃ) رؤیۃ الرب عزوجل کذا عن ابی بکر و حذیفۃ و ابن عباس و ابی موسیٰ الاشعری و عبد اللہ ابن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مدارک ج ۲ ص ۱۲۳) قیامت کے دن بدکاروں کی طرح ان کے چہرے سیاہ اور بے رونق نہیں ہوں گے اور نہ ذلت و رسوائی ہی کا انہیں سامنا ہوگا۔ بلکہ وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے شاہانہ ٹھاکھ اور خسر دانہ آن بان سے ۱۱۲ تخیف اخروی برائے مشرکین۔ جن لوگوں نے لذت دنیا میں منہمک ہو کر حق کو ٹھکرا دیا، بد اعمالیوں اور مشرکانہ افعال میں زندگی بسر کر دیں آخرت میں ان کا بہت برا حال ہوگا۔ میدان حشر میں ذلیل و رسوا ہونگے اور ان کے چہرے اس قدر سیاہ ہوں گے گویا کہ ان کے چہروں پر اندھیری رات کی تاریکی کی تہیں جمی ہوئی ہیں وہ جہنم کا ایندھن ہوں گے اور ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ مَكَاتِمَا أُغْشِيَتْ الْخَبَايِعُ كَأَمَّا الْبَسْتُ وَجُوهُهُمْ سَوَادٌ مِّنَ اللَّيْلِ الْمَظْلَمِ (مخازن ج ۳ ص ۱۸)

موضع قرآن یعنی روح آسمان سے بدن میں آئی بدن میں مل

کرنوت پکڑی پھر کام کئے انسانی اور حیوانی جب ہر چیز میں پورا ہوا اور اس کے متعلقوں کو اس پر بھروسہ ہوا ناگہاں موت آپہنچی... ہمہرا حکم پہنچا یعنی پک کر زرد ہو گئی پھر کٹی یا کوئی فوج آپڑی کہ کچی کاٹ ڈالی یعنی موت ناگہاں آتی ہے۔

فتح الرحمن مآ یعنی رؤیت خدا تعالیٰ ۱۲

یونس ۱۰

۴۷۲

یعتذر وہ ۱۱

فَاُخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَ

پھر رلا ملا نکلا اس سے سبزہ زمین کا جو کہ کھائیں آدمی اور

الْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا

جا لور یہاں تک کہ جب پکڑی زمین نے رونق

وَأَزْيَنَتْ وَظَنَ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَدِرُونَ عَلَيْهَا

اور مزین ہو گئی اور خیال کیا زمین والوں نے کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے گی ناگاہ

أَنَّهُمْ أَمْرٌ نَّالِيًّا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا

پہنچا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کر ڈالا اسکو کاٹ کر ڈھیر

كَأَن لَّهُمْ تَغْنٌ يَّالَاءُ مَسِيرٌ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ

گویا کل یہاں نہ تھی آبادی اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں نشانیوں

لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ

ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں فلا اور اللہ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف ۱۱۳

وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٢٤﴾ لِّلَّذِينَ

اور دکھاتا ہے جسے چاہے راستہ سیدھا جنہوں نے

أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ

کی بھلائی ان کے لئے ہے بھلائی اور زیادتی فلا اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر

قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا

سیاہی اور نہ رسوائی وہ ہیں جنت والے وہ اسی میں

خَالِدُونَ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ

رہا کریں گے اور جنہوں نے کمائیں برائیاں ۱۱۴ بدلائے برائی کا

بِمِثْلِهَا ۖ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ مَا لَهُمْ مِّنَ اللَّهِ مِن

اس کے برابر اور ڈھانک لے گی ان کو رسوائی کوئی نہیں ان کو اللہ سے

منزل ۳

عَاثِمٌ كَانَتْ اُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قَطْعًا مِّنَ

بچانے والا گویا کہ ڈھانک دیئے گئے ہیں ان کے چہرے اندھیری رات

الْبَلِّ مُظْلِمًا ۚ وَلَئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا

کے منکروں سے وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں

خُلِدُوْنَ ۚ ۲۵ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ

رہا کریں گے اور جس دن جمع کریں گے ہم ان سب کو ساتھ پھر

نَقُولُ لِلَّذِينَ اَشْرَكُوا امَّا كُنتُمْ اَنْتُمْ وَا

کہیں گے شرک کرنے والوں کو کھڑے ہو اپنی اپنی جگہ تم اور

شُرَكَاءُكُمْ ۚ فَرِيقًا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاءُ هُمْ

ہمارے شریک پھر ٹوٹا دیں گے ہم آپس میں ان کو اور کہیں گے ان کے شریک ہمارے

مَا كُنْتُمْ اِيَّا نَا تَعْبُدُوْنَ ۚ ۲۸ فَكَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا

تم ہماری تو بندگی نہ کرتے تھے سوال اللہ کافی ہے شاہد

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغْفِلِينَ ۚ ۲۹

ہمارے اور تمہارے بیچ میں ہم کو تمہاری بندگی کی خبر نہ پہنچتی تھی

هٰذَا لَكَ تَبْلُو اَكْلُ نَفْسٍ مَّا اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْا اِلٰی

وہاں جا بچ لے گا وہ ہر کوئی جو اس نے پہلے کیا تھا اور رجوع کریں گے

اِلٰلٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقُّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

اللہ کی طرف جو سچا مالک ہے ان کا اور جاتا رہے گا ان کے پاس سے جو

يَفْتَرُوْنَ ۚ ۳۰ قُلْ مَنْ يَّرْسُفْكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ

جھوٹ باندھا کرتے تھے تو پوچھ کون روزی دیتا ہے تم کو سم آسمان سے اور

الْاَرْضِ اَمْ مِّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارُ وَمَنْ

زمین سے یا کون مالک ہے کان سم اور آنکھوں کا ما اور کون

۴۳ تخویف اخروی مع بیان ثمرہ دلیل مَنَّكَ كُمْ سے پہلے فعل ناصب محذوف ہے آی الزموا مذکورہ بالا دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مشرکین جن معبودان باطلہ کی عبادت کرتے اور جن کو عند اللہ شفع غالب خیال کرتے ہیں وہ محض عاجز و درماندہ ہیں اور ان کے اختیار میں کسی کا نفع و ضرر نہیں یہاں بطور نتیجہ اور ثمرہ آخرت کا منظر پیش کیا گیا کہ دیکھ لو جن کو تم متصرف و کارساز اور سفارشی سمجھتے ہو قیامت کے دن وہ تمہارے کام تو کیا آئیں گے یا تمہاری سفارش تو کیا کریں گے بلکہ وہ دوسرے سے تمہاری عبادت اور پکاری کا انکار کر دیں گے اور میدانِ حشر میں علی رؤس الاشہاد خدا کی قسم کھا کر اعلان کریں گے کہ وہ تمہاری عبادت اور پکاری سے بالکل بے خبر تھے اور انہیں اس بات کا قطعاً کوئی علم نہیں کہ کون ان کی قبر پر آیا کس نے ان کی قبروں پر سجدے کئے، کون ان کے نام کی نذرین منتیں دیتا رہا اور کون انہیں حاجت روائی کے لئے پکارتا رہا۔

اس سے سماع موتی کی نفی مفہوم ہے کہ کمالا یحیف علی من لا دنی فہم و تدبر ۴۴ شرکاء سے یہاں فرشتے، پیغمبر اور اولیاء اللہ مراد ہیں جن کے مجسے بنا کر مشرکین انکی عبادت کرتے ہیں یا جن مردان حق کی قبروں پر جا کر انکو پکارتے ہیں قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب طلبی ہوگی کہ کیا یہ لوگ دنیا میں تمہیں پکارتے تھے اور کیا تم نے انہیں اس بات کی تسلیم دی تھی یا ان شرکاء افعال کا ان کو حکم دیا تھا تو وہ صاف انکار کریں گے بارے خدا یا! ہم نے انکو شرک کی تعلیم ہرگز نہیں دی، نہ اس پر راضی تھے بلکہ ہمیں تو ان کے مشرکاء افعال کا علم بھی نہیں قیل امرا دبا لشہوکاء الملئکۃ والمسیح فانہم ما امروا بہا ولا رضوا بہا (مظہری ج ۱ ص ۲۸۷) و امرا دبا لشہوکاء قیل الملئکۃ وعزیر والمسیح وغیرہم جن عبد من اولی العلم الخ (ابو سعید ج ۱ ص ۸۲) یہ مضمون قرآن مجید میں اور کئی جگہوں میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ سورۃ الفرقان ۲۴ میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان نیک لوگوں سے فرمائے گا جن کی دنیا میں عبادت کی گئی آء اَنْتُمْ اَصْلَلْتُمْ عِبَادَتِیْ هُوَ لَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبیلَ کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا تھا اور انہیں شرک کی تعلیم دی تھی یا وہ خودی گمراہ ہوئے تو نیک لوگ جواب دیں گے سُبْحٰنَكَ مَا کَانَ یَدْبَعِیْ لَنَا اَنْ تَتَّخِذَ مِنْ دُونِکَ مِنْ اَوْلِیَآءِ اے اللہ تو ہر شرک سے پاک ہے ہم نے دنیا میں اپنی ذات کیلئے تیرے سوا کسی کو کارساز نہیں بنایا تو اوروں کو ہم کیونکر شرک کی راہ پر ڈال سکتے تھے اس طرح ایک جگہ فرشتوں کے بارے میں ارشاد ہے وَ یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ یَقُولُ لِلْمَلٰئِکَۃِ اَهْلُوْا لَآءِ اِیَّاكُمْ کَا نُوْا یَعْبُدُوْنَ ۚ قَا نُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِّنْ دُوْنِهِمْ بَلْ کَا نُوْا یَعْبُدُوْنَ الْحٰجِنَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنُوْنَ (سجاء) ۴۵ یہ ظرف زمان ہے یا ظرف مکان تَمَلُّوْا لِیْکَا جَان لَے گا یا چھ لے گا مَا کَا نُوْا یَفْتَرُوْنَ جن معبودان باطلہ کو انہوں نے کارساز

مشرکین نے ان کی عبادت کرتے ہیں یا جن مردان حق کی قبروں پر جا کر انکو پکارتے ہیں قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب طلبی ہوگی کہ کیا یہ لوگ دنیا میں تمہیں پکارتے تھے اور کیا تم نے انہیں اس بات کی تسلیم دی تھی یا ان شرکاء افعال کا ان کو حکم دیا تھا تو وہ صاف انکار کریں گے بارے خدا یا! ہم نے انکو شرک کی تعلیم ہرگز نہیں دی، نہ اس پر راضی تھے بلکہ ہمیں تو ان کے مشرکاء افعال کا علم بھی نہیں قیل امرا دبا لشہوکاء الملئکۃ والمسیح فانہم ما امروا بہا ولا رضوا بہا (مظہری ج ۱ ص ۲۸۷) و امرا دبا لشہوکاء قیل الملئکۃ وعزیر والمسیح وغیرہم جن عبد من اولی العلم الخ (ابو سعید ج ۱ ص ۸۲) یہ مضمون قرآن مجید میں اور کئی جگہوں میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

مشرکین نے ان کی عبادت کرتے ہیں یا جن مردان حق کی قبروں پر جا کر انکو پکارتے ہیں قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب طلبی ہوگی کہ کیا یہ لوگ دنیا میں تمہیں پکارتے تھے اور کیا تم نے انہیں اس بات کی تسلیم دی تھی یا ان شرکاء افعال کا ان کو حکم دیا تھا تو وہ صاف انکار کریں گے بارے خدا یا! ہم نے انکو شرک کی تعلیم ہرگز نہیں دی، نہ اس پر راضی تھے بلکہ ہمیں تو ان کے مشرکاء افعال کا علم بھی نہیں قیل امرا دبا لشہوکاء الملئکۃ والمسیح فانہم ما امروا بہا ولا رضوا بہا (مظہری ج ۱ ص ۲۸۷) و امرا دبا لشہوکاء قیل الملئکۃ وعزیر والمسیح وغیرہم جن عبد من اولی العلم الخ (ابو سعید ج ۱ ص ۸۲) یہ مضمون قرآن مجید میں اور کئی جگہوں میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

اور سفارشی سمجھ رکھا تھا وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی بھی ان کے کام نہ آ سکے گا۔ (مَا کَا نُوْا یَفْتَرُوْنَ) من ان الہتہم تشفع لہم اوما کانوا یدعون انہا الہتہ (ابو السعد ج ۱ ص ۸۲) انہم کانوا یدعون فیما یعبدونہ انہم شفعاء وان عبادتہم مقربۃ الی اللہ تعالیٰ فنبہ تعالیٰ علی ان ذلک یزول فی الآخرۃ و یعلمون ان کل ذلک باطل افتراء واختلاق (کبیر ج ۱ ص ۸۲) یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراض من الخضم یعنی ایسے عقلی امور کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے جو فرقی مخالف یعنی مشرکین کے نزدیک مسلم ہیں اور فرقی مخالف انکو مانتا ہے۔ یہ دلیل ایسے چھ امور پر مشتمل ہے جن کو مشرکین تسلیم کرتے تھے یہ دلیل سابقہ دلیلوں سے بطور ترقی ہے یعنی یہ ایسے امور ہیں کہ مخالف بھی ان کا اقرار کرتے ہیں۔ کما قیل اصح الشہادات موضع قرآن و جتنے مشرک ہیں اپنے خیال کو بوجہ ہیں یا شیطان کو اور نام کرتے ہیں نیکیوں کا وہ اس کام سے بیزار ہیں آخرت میں معلوم ہوگا۔ فتح الرحمن و یعنی خالق گوش و چشم باشند ۱۲

صاحبِ مہذبہ الاعداء جب کافران باتوں کو مانتے اور اللہ تعالیٰ کی مذکورہ صفات کا اقرار کرتے ہیں تو پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات کا رسانی کو بھی مان لینا چاہیے کہ وہی مالک و مختار اور متصرف و کارساز ہے۔ اول زمین و آسمان سے تمام بنی آدم بلکہ تمام جاندار مخلوق کی روزی کا انتظام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ دوم سننے کی قوت بھی اللہ ہی نے سب کو عطا کی ہے۔ سوم اسی طرح دیکھنے کی طاقت بھی اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے اور وہ ان دونوں قوتوں کو سلب کر لینے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ چہارم بے جان انڈے اور نطفہ سے جاندار پیداکرنا اور پختہ جاندار یعنی انسان اور پرندے سے بے جان نطفہ اور انڈا پیداکرنا اسی کا کام ہے۔ پامیت سے مراد کافر ہے کیونکہ وہ ایمان سے محروم ہونے کی وجہ سے مردہ ہے اور سخی سے مراد مؤمن جو دولت ایمان کی برکت سے زندہ جاوید ہے یا سخی سے مراد کھیتی اور میت سے مراد زمین ہے ای النبات

يعتذر دون ۱۱ ۴۷۴ یونس ۱۰

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدِيرِ الْأُمُورَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ

لکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو

الْحَيِّ وَمَنْ يُدِيرِ الْأُمُورَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ

زندہ سے خدا اور کون تدبیر کرتا ہے کاموں کی سوبول انھیں گے کہ اللہ

فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۲۱ ۱۱ قَدْ لَكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ

تو تو کہہ بھڑکتے نہیں ہو سو یہ اللہ ہے تمہارے رب تمہارا

الْحَقُّ فَمَاذَا أَبَعَدَ الْحَقُّ إِلَّا الضَّلَالُ فَإِنِّي

سچا پھر کیا رہ گیا پیچ کے پیچھے مگر بھٹلنا سو کہاں سے

تُصْرَفُونَ ۲۲ كَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى

لوٹے جاتے ہو اسی طرح ٹھیک آئی بات تیرے رب کی ان

الَّذِينَ فَسَقُوا أَتَهُمُ لَا يُؤْمِنُونَ ۲۳ قُلْ هَلْ

نافرمانوں پر کہ یہ ایمان نہ لائیں گے فلا پوچھ کوئی ہے

مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدُو الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ

تمہارے شریکوں میں سے جو پیدا کرے خلق کو پھر دوبارہ زندہ کرے

قُلْ اللَّهُ يَبْدُو الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ فَإِنِّي

تو کہہ اللہ پہلے پیدا کرتا ہے پھر اس کو دہرائے گا سو کہاں سے

تُؤْفَكُونَ ۲۴ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ

پلٹے جاتے ہو پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو

يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ قُلْ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَنْ

راہ بتلائے صحیح تو کہہ اللہ راہ بتلاتا ہے صحیح نواب جو

يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَفَمَنْ يَتَّبِعُ أَمَّنْ لَا يَهْدِي

راہ بتلائے نہ صحیح اس کی بات ماننی چاہیے یا اس کی جو آپ نہ پائے راہ

منزل ۳

من الارض والانس من النطفة والسنبلة من الحبة والطير من البيضة والمؤمن من الكافر (قرطبی ج ۸ ص ۳۵۸) حق بات یہ ہے کہ جملہ اپنی جامعیت کے اعتبار سے ان تمام اشیاء کو شامل ہے۔ ششم زمین و آسمان کا سارا کاروبار اور نظام عالم اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے تدبیر عالم میں وہ یکتا و یگانہ ہے اور اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ یعنی جب تم یہ ساری باتیں جانتے اور مانتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کرتے ہو تو پھر شرک سے کیوں نہیں بچتے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز اور متصرف علی الاطلاق کیوں نہیں مانتے ہو افلا تَتَّقُونَ الشُّرَكَاءِ فِي الْعِبَادَةِ اِذَا اعترفتم بالربوبية رمدارک ج ۲ ص ۱۲۴) مشرکین مکہ کا عقیدہ تو یہ تھا کہ مذکورہ بالا امور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہیں اور ان کے مفعول معبودوں میں ان کاموں کی طاقت نہیں یعنی انہم یعتزفون ان فاعل هذه الاشياء هو الله تعالى (خازن ج ۳ ص ۱۵۸) یعنی لایققدرون علی اسناد هذا الامر الی ما یدعونہ الہمة لظہور بطلانہ (مظہری ج ۵ ص ۵۵) مگر آجکل کے مشرک ان سے بھی بازی لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اعتراف کیا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی مدبر عالم نہیں مگر چودہویں صدی کے ایک مدعی اسلام نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بر ملا مدبر عالم کا خطاب دیا ہے۔ ذی تصرف بھی ہے ماؤن بھی ہے مختار بھی ہے کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد لقادر (حدائق بخشش حصہ اول)

۲۷ بھلا بتلاؤ تو وہی کہ رازق کون ہے اور مالک سمع و بصر کون ہے۔ وہ جواب دیں گے کہ اللہ تو پھر اسی کو پکارو اور ان کو کہیں پکارنے پر آممن میں ام منقطع ہے (رضی) اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلی بات غلط ہے اور اس سے اعراض کیا گیا ہے بلکہ یکساں سے دوسرے امر کی طرف انتقال مراد ہے یعنی بتاؤ نہیں روزی کون دیتا ہے اچھا اسے رہنے دو ایک اور بات بتاؤ کہ مالک سمع و بصر کون ہے۔

ای ہذا الذی یفعل هذه الاشياء هو رب كما الحق لهما اشركتم معه (قرطبی ج ۸ ص ۳۵۸) قَاتِي تُصْرَفُونَ یعنی مسئلہ واضح ہو جانے کے بعد پھر کس وجہ سے حق سے پھرے جا رہے ہو الَّذِينَ فَسَقُوا فسق سے درجہ کاملہ یعنی کفر مراد ہے اور جملہ لَا يُؤْمِنُونَ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ كایان ہے جو لوگ مسئلہ توحید کی اس قدر وضاحت کے بعد بھی نہ مانیں اور ضد و عناد سے کفر پراڑے رہیں ایسے لوگوں کے بارے میں خداوند تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ مہر حجابیت کی وجہ سے انہیں ایمان کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ۲۹ اس سورت میں زجروں کے بیان پر پراضحیح قرآن و یعنی اللہ نے ازل سے ان کی قسمت میں یقین نہیں لکھا اور سبب اس کا بے حکمی ان کی۔

فتح الرحمن و یعنی حیوان را از نطفہ و نطفہ را از حیوان ۱۲

یونس ۱۰

سید ابوبکر کی ۱۲

ایسا ہوا اسحٰبام لہکاروں ف اور پچھلے ن میں یسین لڑیں گے

منزل ۳

جیسا کہ علامہ تفتازانی نے تلویح شرح توضیح میں مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں اختلافوا فی جہۃ اعجاز القرآن مع الاتفاق علی کونہ معجزا فقیل انہ بیدلاغتہ وقیل باخبارہ عن المغیبات وقیل بأسلوبہ وقیل بصرف اللہ تعالیٰ العقول عن المعارضۃ الخ (تلویح ص ۱۵۱) انہوں نے قرآن کے مضامین میں غور و فکر نہیں کیا نہ ان کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کی ہے اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کی تکذیب کسی معقول سبب پر مبنی ہو اور انہوں نے قرآنی مضامین میں کوئی شبہ پایا ہو بلکہ وہ محض ضد و عناد کی بنا پر تکذیب کر رہے ہیں۔ یعنی ان کلام مہم و احکا رہم للقرآن لیس مبتنیاً علی التحقیق والتفکر و مظہرہ ج ۵ ص ۲۵۷، ۲۵۸ یہ جملہ حالیہ ہے یعنی ابھی تک ان کو وعید کا مصداق (عذاب) نہیں آیا۔ حاصل یہ کہ قرآن کے مقابلہ میں سورت بنا کر لانا تو درکنار ان میں اتنا عقل و فہم کہاں وہ تو ایک ایسی بات کی تکذیب کر رہے ہیں جس کے بطلان کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ابھی ان کو اس تکذیب کی سزا نہیں ملی وہ پہلے لوگوں کا

موضح قرآن اس کی حقیقت نہیں آئی یعنی جو وعدہ ہے اس قرآن میں وہ ابھی ظاہر نہیں ہوا۔

یونس ۱۰

۴۷۶

يَعْتَذِرُونَ ۝

قرآن کا اور بعض یقین نہ کریں گے اور تیرا رب خوب جانتا ہے

شرارت والوں کو اور اگر تجھ کو جھٹلائیں تو کہہ میرے لئے میرا کام اور

ہمتارے لئے ہمتاراکام تم پر ذمہ نہیں میرے کام کا اور مجھ پر

ذمہ نہیں جو کم کرتے ہو اور بعضے ان میں ۵۵ کان رکھتے ہیں

بیری طرف کیا تو سنائے گا بہروں کو اگرچہ ان کو سمجھ نہ ہو

اور بعضے ان میں سے نگاہ کرتے ہیں تیری طرف کیا تو راہ دکھائے گا اندھوں کو اگرچہ

كَانُوا لَا يَبْصِرُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يُظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّهْدِي اللَّهُ سَبِيلَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّضَلُّ اللَّهُ سَبِيلَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ ذُو الْقُدْرَةِ الْعَظِيمَةِ

لیکن لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں کہ اور جس دن ان کو جمع کر دیا

كَانَ لَمْ يَلْبِتُوا إِلَّا السَّاعَةَ مِنَ النَّهَارِ يَبْعَارُونَ

وَبِشْرٍ طَيِّبٍ ۚ إِنَّكَ إِنشَاءُ وَإِنْ تَقْضِ الْوَعْدَ الْمَعْلُومَ ۚ

پہچانیں گے۔ بیشک خباہے میں پڑے جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو اور نہ آئے وہ

مہتدین (۴۵) و اما لرینک بعض الدی بعدہم

(The following text is partially obscured by a redacted area)

منزل ۳

موضح قرآن **و** یعنی اگر تجھ کو پہنچاؤں حکم اللہ کا تو میں گنہگار ہوں تم نہیں اور اگر میں سچ لاؤں پھر نہ کرو تو گناہ تم پر ہے تو انہی میں تمہارا نقصان نہیں کسی طرح۔ **و** یعنی کان کھٹے ہیں یا نگاہ کرتے ہیں اس توقع پر کہ ہمارے دل میں تصرف کر دیں جیسا بعضوں پر ہو گیا سو یہ بات اللہ کے ہاتھ ہے۔ **و** یعنی بعضوں کے دل میں اثر نہیں دیتا سوان کی تفصیر سے کہ دل صاف کر کے نہیں سنتے **و** یعنی تیرے دن ایک ٹھری بھر معلوم ہوگا۔

دیکھو یہی جو ص ۳۱، ۳۲ تحریف دیہوی ہے منکرین اور معاندین کو ذلیل و رسوا کرنے کا ہم نے آپ سے جو وعدہ کر رکھا ہے اسکی بعض صورتیں اگر ہم دنیا ہی میں ظاہر کر دیں اور آپ کو دکھادیں تو ہم اس پر بھی فائدہ ہیں اور اگر دنیا میں ان کی سزا اور سوائی کی تمام صورتوں کے ظہور سے قبل ہی ہم آپ کو وفات دیدیں تو انکی مزید ذلت و رسوائی آپ میدانِ مشرق میں مشاہدہ فرمائیں گے۔ اُمّی دامائے نرپنک بعض الذی نعمهم فی الدنیا فذلک اونتو فینک قبل ان نریکہ فتحن نریکہ فی الآخرۃ (مدارک ج ۷ ص ۱۲) شہداء اللہ الخ میں شہ تر اخی کیلئے نہیں بلکہ محض تعقیب ذکر کی کیلئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں حاضر و ناظر ہے قیامت کی کیا خصوصیت ہے یا شہ بمعنی واؤ ہے یا شہادت سے مراد اس کا لازم ہے یعنی جزاء و سزا دینا اس صورت میں شہ تعقیب زمانی کیلئے ہوگا ہی علی الاول للتراخی الرتبی و علی الشافی علی الظاہر (روح ج ۵ ص ۲۹) تحریف دیہوی ہے۔ تمام ام سابقہ کا بالا جمال ذکر کر دیا کہ ہم نے ہر قوم میں اپنا رسول بھیجا جس نے ان کو پیغام حق سنایا اور دعوت توحید دی لیکن جب انہوں نے انکار کیا تو عین عدل و انصاف کے مطابق ان کو ٹہس نہس کر دیا گیا۔ لے مشرکین مکہ انہم بھی سن لو نہ مانو گے تو اوام سابقہ کا سا حشر ہو گا۔ ۶۱۵ یہ شکوی ہے۔ مشرکین مکہ فرط انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرنے کہ جس عذاب یا قیامت سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ کہاں ہے اور کب آئے گا اسے جلدی لاؤ۔ یزید کفار مکہ لغرو انکار ہم واستعجل لہم العذاب ای متی العقاب او متی الساعة التي يعدنا محمد (قرطبی ج ۸ ص ۳۹) ۶۱۶ یہ جواب شکوی بر بیل ترقی ہے یعنی تم مجھ سے عذاب یا قیامت لانے کا مطالبہ کرتے ہو یہ تو بہت بڑی بات ہے میں تو اپنے نفع اور نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔ ہر چیز کا مالک و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے عذاب الانامیرے بس کی بات نہیں لہذا استعجلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالعداب قال اللہ له قل لہم یا محمد لا املک لنفسی فمرأولا نفعاً ای لیس

۱۰. مخوف دیوی
۱۱. مخوف دیوی
۱۲. مشکوی
۱۳. باب مشکوی

۴۷۷

يَعْمَدُونَ ۥ

یا وفات دیں جُھ کو سو ہماری ہی طرف ہے ان کو لوٹنا پھر اللہ شاہد ہے اُن

کاموں پر جودہ کرتے ہیں مگر فرقہ کا ایک رسول ہے ﷺ پھر جب پہنچا ان

کے پاس رسول ان کا فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے اور ان پر ظلم نہیں ہوتا ہے

اور کہتے ہیں کہ کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو

تو کہہ لے میں مالک نہیں اپنے واسطے بُرے کا نہ بھلے کا مگر جو چاہے

اللہ ہر فرقہ کا ایک وعدہ ہے جسے جب آپہنچے گا ان کا وعدہ پورا نہ

پچھے سرک سکیں گے ایک کھڑی اور نہ آجے سرک سکیں گے تو کہہ

جہلا دیصوبوئے الہیہ پر عذاب اس کا راتوں رات یا دن کو لوگیا کریں گے

اس سے پہلے کتبہ جاری کیا پھر حبیب عذاب واقع ہو چکا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَبْهَمَ الْاَسْمَاءُ مِنْ اَرْوَاحِ الْمَوْتِ

۱۔ ایسے - ۲۔ افسانہ نگار - ۳۔ پڑھنے والے

مَنْزِل ۳

فتح الرحمن **۱۱** یعنی رسل و اتباع ایشان نجات یابند و کافران هلاک شوند **۱۲** **۱۱** و **۱۲** یعنی باستیلا و تکیذ **۱۲**

نہیں بٹ سکتا ہے تو پھر تمہارے مطالبے پر وقت سے پہلے میں کیسے لاسکتا ہوں؟ لَا يَسْتَقْدِرُونَ جملہ استغاثہ ہے یا اِذَا احْتَاءَ پر معطوف ہے لیکن لَا يَسْتَقْدِرُونَ پر معطوف نہیں کیونکہ جب معین وقت آجائے تو پھر اس پر تقدم ممکن نہیں اس لئے نفی تقدم کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا درود ۳ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اِذَا کی جزاء محذوف ہے فَاِذَا احْتَاءَ اجلہم بعد سون جب ان کے عذاب کی اجل پہنچے گی اس وقت وہ مبتلائے عذاب ہو جائیں گے اور اس میں تقدم و تاخر نہیں ہوگا یعنی عذاب اپنے وقت معین سے نہ پہلے آئے گا نہ اس سے پیچھے۔ ۵۸ زجر مع تنویف دنیوی بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا منصوب علی الظرفیۃ ہیں ای فی وقت بیات اوفی نہار۔ مَا ذَا اِسْتَعْلَمْنَاهُ الْمَجْرُمُونَ۔ مَا ذَا بَعْنٰ اٰی شَیْءٍ ہے شرکین بہت عجلت کرتے اور عذاب کے

یعتذرون ۱۱ ۴۷۸ یونس ۱۰

هَلْ تَجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۵۲ وَلَا يَسْتَنْبِذُونَ

دہی بدلا ملتا ہے جو کچھ کماتے تھے اور تجھ سے ٹبر پوچھتے

اَحَقُّ هُوَ ظَلُّ رَاٰی وَرَبِّیْ اِنَّہٗ لَحَقُّ ۵۳ وَمَا اَنْتُمْ

ہیں کیا سچ ہے یہ بات کہہ تو کہہ البتہ تم میرے رب کی یہ سچ ہے اور تم

بِعُجْزٍ ۵۴ وَلَوْ اَنَّ لِّکُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی

متکا نہ سکو گے وں اور اگر ہو ہر شخص گنہگار کے پاس سے جتنا کچھ ہے

الْاَرْضِ لَا فُتْدَتْ بِہٖ ۵۵ وَاسْرُ وَالْاَدَامَةُ لَمَّا

زمین میں البتہ دے ڈالے اپنے بدلے میں اور چھپے چھپے پہچنائیں گے جب

رَاَوْا الْعَذَابَ ۵۶ وَقَضٰی بَیْنَهُمُ بِالْقِسْطِ وَهُمْ

دیکھیں گے عذاب اور ان میں فیصلہ ہوگا انصاف سے اور ان پر

لَا يُظْلَمُونَ ۵۷ اَلَا اَنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ

ظلم نہ ہوگا سُن رکھو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور

الْاَرْضِ اَلَا اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَلٰکِنْ اَکْثَرُهُمْ

زمین میں سے سُن رکھو وعدہ اللہ کا سچ ہے بہت لوگ

لَا یَعْلَمُونَ ۵۸ هُوَ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُونَ ۵۹

نہیں جانتے وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ

اے لوگو! تمہارے پاس آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور

شِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدٰی وَرَحْمَةٌ ۶۰

شفاء دلوں کے روگ کی اور ہدایت اور رحمت

لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۶۱ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ

مسلمانوں کے واسطے کہہ اللہ کے فضل سے اور اس کی مہربانی سے ہے سوا سی پر

منزل ۳

جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں اگر انہوں نے رات یا دن میں جبکہ وہ اپنے کاروبار میں مصروف ہوں اچانک ہی اللہ کا عذاب آجائے تو یہ مجرم اور بدکردار لوگ جلدی کر کے اس سے بچاؤ کیلئے کیا جیلہ یا تدبیر عمل میں لائیں گے؟ استفہام انکاری ہے یعنی اس سے بچنے کا کوئی جیلہ نہیں کر سکیں گے تو پھر اس کا وقت پوچھنے سے کیا فائدہ یا مطلب یہ ہے کہ عذاب کو کسی خوشی کی چیز سے جسکے جلدی آنے کا مجرمین مطالبہ کرتے ہیں اس صورت میں استفہام تعجب کے لئے ہوگا کہ ان مجرمین پر تعجب ہے کہ وہ کیسی خوفناک اور ہلاکت خیز چیز کو جلدی طلب کر رہے ہیں (روح و موضوع قرآن) ۵۹ یہاں تقدیم و تاخیر سے اصل میں یوں تھا اِذَا مَا وَقَعَ ثُمَّ اَمْنٌ لَّہُمْ اور ثمر استبعاد کے لئے ہے یعنی تم عذاب کو اس طرح جلدی مانگتے ہو گویا جب عذاب آجائے گا تو پھر تم ایمان لے آؤ گے یہ بات تو پہلے سے بھی زیادہ تعجب انگیز اور بعید از عقل ہے۔ اِذَا مَا وَقَعَ الْعَذَابِ وَحَلَّ بِکُمْ حَقِیْقَةُ اَمْنَتِہٖ... و جئ بشم دلالت علی زیادۃ الاستبعاد (روح ج ۱ ص ۱۳۳) ۶۰ اس سے پہلے یقال مقدر ہے اور اس کے بعد امنت یعنی جب عذاب آگیا اور منکرین عذاب دیکھ کر ایمان لے آئے تو ان سے کہا جائے گا کہ اب عذاب دیکھ کر ایمان لاتے ہو اور ایسے ایمان سے نفع کی امید رکھتے ہو حالانکہ تم اس عذاب کو بطور استہزاء و مسخر جلدی مانگتے تھے یہ تو بیخ و بہدید کے طور پر کہا جائے گا۔ اَلَّذِیْنَ تَوَلَّوْا تَرْجُوْنَ الْاِنْتِفَاعَ بِالْاِیْمَانِ مَعَ اَنْکُمْ کُنْتُمْ قَبْلَ ذٰلِکَ بِہٖ تَسْتَحْجِلُوْنَ عَلٰی سَبِیْلِ السَّخْرِیَّةِ وَالْاِسْتِہْزَاءِ دیکھو ج ۱ ص ۱۳۳) ۶۱ یہ شکوی ہے منکرین آپ سے پوچھتے ہیں کہ واقعی عذاب یا قیامت کا اتنا حق ہے۔ قُلْ اِنِّیْ وَرَقِیْ اَنْہِیْ جَوَاب شکوی ہے میرے بغیر آپ ان کے جواب میں فرمادیں کیوں نہیں مجھے اپنے رب کی قسم وہ حق ہے اور اس کا وقوع ناگزیر ہے اور تم اس کے لانے والے کو عاجز نہیں پاؤ گے اور نہ خود کو اس سے بچا سکو گے۔ ۶۲ تنویف اخروی ہے قیامت کے دن مشرکین عذاب الہی سے بچنے کی آرزو کریں گے یہاں تک کہ اس دن اگر دنیا کی ساری دولت اور زور و جاہر کے خزانے ان کے قبضہ میں ہوں تو عذاب سے بچنے کیلئے وہ سب کچھ فدیہ میں دینے کو تیار ہوں گے۔ وَاسْأَلُوْا اور قیامت کے دن وہ عذاب کو دیکھ کر دنیا کی بدعالیوں پر پھپھٹائیں گے اور سخت پشیمان اور آزرده ہوں گے اور اپنی ایشیائی کو چھپانے کی کوشش کریں گے مگر وہ چھپی نہ رہے گی۔ یَا اَسْمٰہُ فَاْمَعْنٰی اَظْہَرُوْا ہے کیونکہ یہ لفظ اضداد میں سے ہے وفی القاموس اَيْضًا اسرارہ کتمہ و اظہرہ (روح ج ۱ ص ۱۳۳) یعنی قیامت کے دن عذاب کو دیکھ کر وہ سخت پھپھٹائیں گے اور اپنی بد اعمالیوں پر ندامت اور ایشیائی کا اظہار کریں گے ۶۳ یہ توحید پر مبنی عقلی دلیل ہے اور یہ بھی شرک فعلی کے لئے تمہید ہے جو الکی دلیل میں مذکور ہے زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ہے، ہر چیز اس کے تصرف و ملک اور اس کی قدرت کے تحت ہے۔ هُوَ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ اِنِّیْ وَہ ایسا قادر و متصرف ہے کہ موت و حیات بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ جب وہی مالک و مختار اور متصرف ہے تو پھر اسکی پیدا کی ہوئی اور اسکی مملوکہ اشیاء میں سے غیروں کے حصے کیوں مقرر کرتے ہو؟ اور موضح قرآن و یعنی بھاگ کر عاجز نہ کر سکو گے۔

مرا شکوی ۱۲

وقف النبی علیہ السلام

مرا شکوی ۱۲

مرا شکوی ۱۲

فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿۵۸﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ

ان کو خوش ہونا چاہیے یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو جمع کرتے ہیں تو کہہ بھلا دیکھو تو ان

مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ

اللہ نے جو اتاری تمہارے واسطے روزی پھر تم نے ٹھہرائی اس میں سے

حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ اللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ

کوئی حرام اور کوئی حلال کہہ کہا اللہ نے حکم دیا تم کو یا اللہ پر

تَفْتَرُونَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى

افتراء کرتے ہوں اور کیا خیال ہے عہ مجھوت باندھنے والوں کا

اللَّهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ

اللہ پر قیامت کے دن اللہ تو فضل کرتا ہے

عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۶۰﴾ وَمَا

لوگوں پر اور لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے اور نہیں

يَكُونُونَ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا

ہوتا تو کسی حال میں عہ اور نہ پڑھتا ہے اس میں سے کچھ متران اور نہیں

تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ

کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تمہارے پاس جب

يَفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ

تم مصروف ہوتے ہو اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ

ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ

بھر زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ چھوٹا

ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿۶۱﴾ أَلَا إِنَّ

اس سے اور نہ بڑا جو نہیں ہے کھلی ہوئی کتاب میں یاد رکھو جو

ایروں کے لئے تحریکات کیوں کرتے ہو لہذا تمہاری خود ساختہ تحلیل و تحریم ہے جا ہے۔ اَلَا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ اَلَمْ تَرَ جَب وہی مالک و مختار ہے تو وہ اپنا وعدہ پورا کرنے پر بھی قادر ہے اس لئے جو وعدہ بھی اس نے کیا ہے خواہ منکرین کے لئے عذاب کا یا مومنین کیلئے ثواب کا وہ لا محالہ پورا ہو کر رہے گا۔ ۵۸۔ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب آچکی ہے جو سراپا ہدایت و رحمت ہے، نصیحت و حکمت سے لبریز اور تمام روحانی بیماریوں کے لئے پیغام شفا ہے وہ توحید، دیگر عقائد حقہ اور احکام شرعیہ بیان کرتی اور شرک و بدعت اور اعمال جاہلیہ و روکتی ہے۔ اس لئے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اسکی ہدایات پر عمل کرو تاکہ شرک و بدعت اور اخلاق رذیلہ سے پاک ہو جاؤ۔ ۵۹۔ فصل سے مراد قرآن اور رحمت سے توفیق ایمان و اسلام مراد ہے

یاد دونوں سے مراد قرآن ہی ہے اس آیت میں نہایت تاکید اور اہتمام سے قرآن کے ساتھ جوا اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت ہے خوش ہونے کا

حکم دیا گیا ہے اس آیت کی فصاحت و بلاغت کا کمال یہ ہے کہ لفظی تکرار کے بغیر اس میں معنوی تکرار اور تاکید موجود ہے چنانچہ یہاں

تین بار اس کی تاکید ہے (۱) بِفَضْلِ اللّٰهِ کا متعلق محذوف ہے اصل میں تھا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهِ فَلْيَفْرَحُوا (۲) فَبِذَلِكَ

فار اس پر دلالت کرتی ہے کہ بِذَلِكَ کا متعلق محذوف ہے جو بقرینہ مابعد لیفرحو ہے (۳) فَلْيَفْرَحُوا جملہ ہے جس کا

متعلق بِذَلِكَ مقرر ہے اس طرح فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا دو مستقل جملے ہوں گے اور اصل کلام یوں ہوگا فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا

فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا پہلے جملہ سے فَلْيَفْرَحُوا اور دوسرے جملہ سے بِذَلِكَ محذوف ہوگا فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا میں ظرف

کی فعل پر تقدیم مفید ہے اسی ہی کے ساتھ انہیں خوش ہونا چاہئے نہ کسی دوسری کتاب یا دیوی مال و منال سے۔ قالہ اشخ وحمد اللہ تعالیٰ

دیگر مفسرین نے صرف دو جملے بنائے ہیں ایک بفضل اللہ و بمرحمۃہ

فلیفرحوا دوم فَبِذَلِكَ فلیفرحوا امام رازی فرماتے ہیں و تقدیرہ بفضل اللہ و بمرحمۃہ فلیفرحوا ثانی بقول مرۃ

اُخری (فَبِذَلِكَ فلیفرحوا) والتکراس للتأكيد

دکبیر جراحہ، کذا فی الروح و المدارک۔ ۶۰۔ یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اور اس سے بھی شرک فعلی کی نفی مقصود ہے اور یہ

چھٹی دلیل سے متعلق ہے جب یہ بات ثابت ہوگی کہ زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور ان میں وہی متصرف و مختار ہے تو

اب تم بتاؤ اللہ نے رزق کی جو انواع و اقسام تم کو عطا فرمائی ہیں ان میں تم نے اپنی مرضی سے تحلیل و تحریم کیوں کی ہے کیا اللہ نے تم کو اسکی اجازت

دی ہے یا تم اپنے فعل کو اللہ کی طرف منسوب کر کے اس پر بہتان تراشی کرتے ہو مشرکین بعض اوقات اپنے مشرک و افعال کو اللہ کی طرف منسوب کر کے

کہہ دیتے تھے کہ اللہ نے ہمیں ان کا حکم دیا ہے اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنَا بِهٰذَا

حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ پر سراسر افتراء ہے۔ مشرکین اپنے معبودوں کی خوشنودی کے لئے کئی قسم کے چوپائے نامزد کر کے چھوڑ دیتے اور کھیتوں اور غلوں سے

بھی اپنے معبودوں کا حصہ مقرر کر دیتے ان چوپایوں (سائے بھر وغیرہ) اور غلہ کے حصوں کا استعمال حرام قرار دیتے بعض مادہ جانوروں کے بارے میں وہ اعلان کر دیتے کہ ان سے زندہ بچہ پیدا ہو تو وہ مردوں کے لئے

حلال ہو اور تو ان کیلئے حرام ہے اور اگر مردہ پیدا ہو تو سب کے لئے حلال جیسا کہ اسکی تفصیل سورہ مائدہ (۶۰) میں گذر چکی ہے یہاں مشرکین کو اسی خود ساختہ تحلیل و تحریم پر سرزنش فرمائی۔ فَبِعَلَّامْتُمْ مِنْهُ حَلَالَ

و حَرَامًا وَقَالَ مِمَّا هُوَ حَرَامٌ وَقَالَ لِفَصْحَاكِ هُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَجَعَلُوا لِلَّهِ مَا ذَرَأَ مِنْ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ لِيُصِيبَهُمْ (توبہ) ج ۴ ص ۲۵۵، معالرج ۱۹ ص ۱۹۱ ای فبعضتمو وقسمتمو الی حرام و حلال و قلتم (هذه الأنعام و حرث حرج) و (ما فی بطنون هذه) الأنعام و خالصه لذلک کورنا و نحو ما علی (الزاجا) الی غیر ذلک (نوح ص ۱۲۲) ۶۱۔ یہ توفیق و تہدید ہے یَوْمَ الْقِيَمَةِ مفعول فیہ ہے کُلُّنَ کا یعنی یوم قیامت کے بارے میں ان انحراف کرنے والے مشرکین کا کیا گمان ہے کہ میں انکے ساتھ کیا کرنے والا ہوں۔ موضح قرآن و سورہ مائدہ و انعام میں اس کا ذکر ہو چکا۔

یاد توجہ یہاں ان کے لئے

یاد توجہ یہاں ان کے لئے

یاد توجہ یہاں ان کے لئے

یاد توجہ یہاں ان کے لئے

یاد توجہ یہاں ان کے لئے

یاد توجہ یہاں ان کے لئے

یاد توجہ یہاں ان کے لئے

یاد توجہ یہاں ان کے لئے

یاد توجہ یہاں ان کے لئے

یاد توجہ یہاں ان کے لئے

يعتزون ۲



--	--

اور وہ متقی ہوں یعنی ان کے تمام اعمال و اخلاق شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ہوں۔ کتب عقائد میں اس کی تفصیل موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے ولی اللہ من یكون أنبیا بالاعتقاد الصحيح المبني علی الدلیل ویكون أنبیا بالاعمال الصالحة علی وفق ما وردت به الشریعة (دکبیر ج ۱، ص ۱۷۷) اور لیار اللہ کے لئے دنیا اور آخرت میں جنت کی خوشخبری ہے اور اللہ کی طرف سے پختہ وعدہ ہے دنیا میں خوشخبری سے مراد وہ بشارتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرمائی ہیں مثلاً یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ (توبہ ۳۶) اور وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ الْخَالِدِينَ (بقرہ ۳۶) قال الحسن ہی ما یبشرهم اللہ تعالیٰ فی کتابہ من جنتہ وکریم ثوابہ بقوله یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ الْخ (قطبی ج ۸ ص ۱۷۷) یا دنیا میں خوشخبری سے مراد رویائے صالحہ ہے جیسا کہ حدیث مرفوعہ میں واقع ہے ہی الروایا الصالحة یرواها المسلم ادبوی لہ (رد ادوار ج ۲ ص ۱۷۷) اور آخرت میں خوشخبری سے مراد یہ ہے کہ موت کے بعد یا قبروں سے نکلنے کے بعد فرشتے انکو جنت فتح الرحمن مل یعنی ہر بار صالحہ ۱۲

السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ إِنَّ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ

آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں نہیں تمہارے پاس کوئی سند

بِهٰذَا أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۹۸﴾ قُلْ

اس کی کیوں جھوٹ کہتے ہو اللہ پر جس بات کی تم کو خبر نہیں کہہ

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿۹۹﴾

جو لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ بھلائی نہیں پاتے

مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نَذِقُهُم

معمور اسلئے اٹھا لینا دنیا میں پھر ہماری طرف ہے ان کو لوٹنا پھر چکھائیں گے ہم ان کو

الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿۱۰۰﴾ وَاتْلُ

سخت عذاب بدلا ان کے کفر کا اور سننا

عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ إِنَّ كَانَ كَبُرَ

ان کو حال نوح کا کہ جب کہا اللہ نے اپنی قوم کو اسے قوم اگر بھاری ہوا ہے

عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذَكِّرُنِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ

تم پر میرا کھڑا ہونا اور نصیحت کرنا اللہ کی آیتوں سے تو میں نے اللہ پر

تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ

بھروسہ کیا اب تم سب مل کر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے شریکوں کو پھر نہ رہے تم

أَمْرَكُمْ عَلَيْكُمْ غَمًّا ثُمَّ أَقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ ﴿۱۰۱﴾

کو اپنے کام میں شہر پھر کر گدرو میرے ساتھ اور مجھ کو جہلت نہ دو

فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاءَ لَكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنَّ أَجْرِي إِلَّا

پھر اگر منہ پھیرو گے تو میں نے نہیں چاہی تم سے مزدوری اللہ میری مزدوری ہے

عَلَى اللَّهِ وَأَمْرُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۱۰۲﴾ فَكَذَّبُوهُ

اللہ پر اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں فرماں بردار پھر اس کو جھٹلایا

ما چوتھا عنوان ۱۲

ما چوتھا عنوان ۱۲

ما چوتھا عنوان ۱۲

ما چوتھا عنوان ۱۲

ما چوتھا عنوان ۱۲

ما چوتھا عنوان ۱۲

ما چوتھا عنوان ۱۲

ما چوتھا عنوان ۱۲

ما چوتھا عنوان ۱۲

ما چوتھا عنوان ۱۲

ما چوتھا عنوان ۱۲

ما چوتھا عنوان ۱۲

کی بشارت دیں گے۔ ۹۸ اللہ تعالیٰ کے ارشادات میں رد و بدل نہیں ہو سکتا کلمات سے اقوال مراد ہیں خواہ احکام و اخبار ہوں یا مواعد یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام اٹل ہیں ان میں ترمیم و تبدیل نہیں ہو سکتی مثلاً توحید ہے جو ناقابل تبدیل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف ناممکن ہے۔ ای لا تغیر لافقوالہ الہی من جملہ تھا مواعد کا الخ (روح ۱۱۱ ص ۱۱۱) ۹۹ یہ انکسرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے، إِنَّ الْعِزَّةَ الْكَبْرٰیَا قَبْلُ کے لئے علت ہے یعنی اسے میرے پیغمبر آپ مشرکین کی ایذا رسانی اور ان کے توہین آمیز سلوک سے دل برداشتہ اور کین نہ ہوں اس سے وہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے کیونکہ عزت و ذلت تو اللہ کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں عزت و آبرو دینے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وہی ہر بات کو سننے اور جاننے والا ہے اور کوئی نہیں اس سے مقصود شرک

فی العلم کی نفی ہے گویا یہ دلیل نہم کا مقدمہ ہے جس سے نفی شرک فی التفرق مقصود ہے۔ ۱۰۰ یہ توحید پر لوس عقلی دلیل ہے جس سے شرک فی التفرق کی نفی مقصود ہے دلیل ششم میں فرمایا تھا ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے لہذا تم اپنی طرف سے تحریم و تحلیل نہ کرو یہاں فرمایا زمین و آسمان کی تمام ذوی العقول مخلوق جن و بشر اور فرشتے سب اللہ تعالیٰ کے مملوک و محکوم اور اس کے عاجز بندے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ہر بات کو سننے اور جاننے والا نہیں اس لئے ان میں سے کوئی بھی دعا اور پکار کے لائق نہیں جو لوگ اللہ کے نیک بندوں کو حاجات و مشکلات میں پکارتے ہیں ان کے بارے میں ان کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ وہ عالم الغیب ہیں اور ان کی تمام باتوں کو سننے اور جاننے ہیں اس لئے پہلے اعلان کر دیا گیا کہ ہر بات کو سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۰۱ یہ زجر ہے اَلَّذِیْنَ مَعَ صَلٰوةٍ یَّشْرِكُونَ کافرا ہے اور یدعون کا مفعول محذوف ہے ای شریکاء اور شریکاء جو مذکور ہے وہ یثربیع کا مفعول ہے یعنی جو لوگ اللہ سے درے اور شرکاء کو پکارتے ہیں حقیقت میں وہ اللہ کے شرکاء کو نہیں پکارتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے شریک فی الربوبیت کا تو وجود ہی محال ہے۔ وَمَا یَشْرَبُونَ حقیقۃ الشریکاء ان کا سننا یسمونہا شریکاء لان شریکۃ اللہ فی الربوبیۃ محال (مداد ۱۲ ص ۱۲) اصل بات یہ ہے کہ مشرکین اپنے ظن و تخمین سے بندگان خدا کو خدا کے شریک سمجھتے ہیں اور پھر اپنے ظن و خیال باطل کی پیروی کرتے ہوئے حاجات میں ان کو پکارتے ہیں حالانکہ فی الواقع اللہ تعالیٰ کا شریک نہ موجود ہے نہ اس کا وجود ممکن ہے۔ ۱۰۲ توحید پر دوسری عقلی دلیل یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے کہ اس نے رات کو تمہارے آرام کے لئے اور دن کو تمہارے کاروبار کے لئے بنایا تو کیا پھر اس کے سوا کوئی اور کار ساز یا متصرف و مختار ہو سکتا ہے؟ معطوف علیہ میں جَعَلَ کا مفعول ثانی محذوف ہے اصل میں متنا جعل لکم اللیل

مظلمًا لتسکنوا فیہ یعنی اس نے رات کو تاریک بنایا تاکہ تم اس میں آرام و سکون حاصل کرو اور معطوف میں مفعول ثانی کا متعلق محذوف ہے۔ ای والذہار مبصر التبرصوا فیہ اور دن کو روشن بنایا تاکہ تم دیکھ سکو اور معاش و غیرہ کا انتظام کر سکو۔ (مداد ۱۲ ص ۱۲) معطوف علیہ میں متعلق کا ذکر معطوف میں اس کے حذف کا قرینہ ہے علی ہذا معطوف میں مفعول ثانی کا ذکر معطوف علیہ میں اس کے مقدر ہونے پر قرینہ ہے یہ ایجاز اور بلاغت بھی قرآن کا اعجاز ہے۔ ۱۰۳ یہ شکوی ہے۔ وَلَوْ سَئِئًا مَرَضًا لَکُنَّا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ جیسا کہ اللہ تَعَالٰی وَلَوْ سَئِئًا مَرَضًا لَکُنَّا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کی تعبیر سے ظاہر ہے یعنی اللہ نے بیٹا بنالیا والا لئلا ذہم یح فی التبتی (روح ۱۱۱ ص ۱۱۱) اور مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بایں معنی نہیں کہتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صلی اولاد ہیں بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح محبوب ہیں جس طرح بیٹے باپ کو محبوب ہوتے ہیں، جس طرح باپ اپنے پیارے بیٹوں اور اپنی بہن بیٹیوں کی ہر بات مانتا موضع قرآن و یعنی سمجھانے سے برامانتے ہو تو جو کر سکو میرا کر ڈالو

ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے محبوب اور برگزیدہ بندوں کی کوئی بات رد نہیں فرماتا نیز اللہ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں اللہ تعالیٰ نے بعض مافوق الاسباب امور میں ان کو اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ ۵۹۔ جواب شکوی ہے مشرکین کے مذکورہ بالا قول باطل کو پانچ عنوانوں سے رد کیا گیا ہے (۱) مَسْبُوحَتُهُ یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اس عیب سے مبرا ہے کہ اسے بیٹے کی ضرورت ہو۔ (۲) هُوَ الْحَقُّ وہ بے نیاز ہے اور بیٹے کی ضرورت احتیاج کی دلیل ہے (۳) لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وہ ساری کائنات کا مالک و مختار ہے اس لئے اسے بیٹے اور نائب کی حاجت نہیں (۴) اس قول باطل پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اس لئے یہ دعویٰ بلا دلیل باطل اور ناقابل تسلیم ہے (۵) اَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ تم اللہ تعالیٰ کی طرف ایک ایسی

یونس ۱۰

۴۸۲

يعتذرون ۱۱

فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلِّ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلِيفَ

سو ہم نے بچا لیا اسکو اور ہم اس کے ساتھ تھے کشتی میں اور ان کو قائم کر دیا جگہ پر

وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

اور ڈبا دیا ان کو جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو سو دیکھ لے کیسا ہوا

عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۵۹ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا

انجام ان کا جن کو ڈرایا تھا پھر بھیجے ہم نے نوح کے بعد سے کتنے پیغمبر

إِلَى قَوْمِهِمْ فَبَاءُوا بِآيَاتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

ان کی قوم کی طرف پھر لائے ان کے پاس کھلی دلیلیں سوان سے یہ نہ ہوا کہ ایمان لے لیں

بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ كَذَلِكَ نَطْبَعُ عَلَى قُلُوبِ

اس بات پر جس کو جھٹلا چکے تھے پہلے سے اسی طرح ہم ہر کار دیتے ہیں دلوں پر

الْمُعْتَدِينَ ۶۰ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِم مُوسَى وَ

زیدانی والوں کے پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے موسیٰ اور

هَارُونَ إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا

ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس ہی لٹائیاں دے کر پھر تکبر کرنے لگے

وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۶۱ فَلَمَّا جَاءَهُمْ الْحَقُّ

اور وہ تھے لوگ گنہگار پھر جب پہنچی ان کو حق سچی بات

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ هَذَا السِّحْرُ مِثْلُ بَعْدِ

ہمارے پاس سے کہنے لگے یہ تو جادو ہے کھلا کہا

مُوسَى اتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ أَسِحْرٌ هَذَا

موسیٰ نے کیا تم کہتے ہو حق بات کو جب وہ پہنچے تمہارے پاس کیا یہ جادو ہے

وَلَا يَفْلَحُ السَّاحِرُونَ ۶۲ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَلْفِتْنَا

اور سحرانہ نہیں پاتے جادو کرنے والے بولے اے کیا تو آیا ہے کہ تو ہم کو بھرنے اس سے

منزل ۲

بے دلیل بات منسوب کرتے ہو جو سراسر تمہاری جہالت اور نادانی پر مبنی ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنا نائب متصرف نہیں بنا رکھا۔ ۵۹۔ زجر مع تخویف اخروی۔ ایسے لوگ جو اللہ کی طرف ایسی من گھڑت باتیں منسوب کرتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پائیں گے نہ اللہ کے عذاب سے بچ سکیں گے۔ ای لا یفوتون ولا یأمنون قرطبی ج ۸ ص ۸۳، ص ۸۳۴، ص ۸۳۵، ص ۸۳۶، ص ۸۳۷، ص ۸۳۸، ص ۸۳۹، ص ۸۴۰، ص ۸۴۱، ص ۸۴۲، ص ۸۴۳، ص ۸۴۴، ص ۸۴۵، ص ۸۴۶، ص ۸۴۷، ص ۸۴۸، ص ۸۴۹، ص ۸۵۰، ص ۸۵۱، ص ۸۵۲، ص ۸۵۳، ص ۸۵۴، ص ۸۵۵، ص ۸۵۶، ص ۸۵۷، ص ۸۵۸، ص ۸۵۹، ص ۸۶۰، ص ۸۶۱، ص ۸۶۲، ص ۸۶۳، ص ۸۶۴، ص ۸۶۵، ص ۸۶۶، ص ۸۶۷، ص ۸۶۸، ص ۸۶۹، ص ۸۷۰، ص ۸۷۱، ص ۸۷۲، ص ۸۷۳، ص ۸۷۴، ص ۸۷۵، ص ۸۷۶، ص ۸۷۷، ص ۸۷۸، ص ۸۷۹، ص ۸۸۰، ص ۸۸۱، ص ۸۸۲، ص ۸۸۳، ص ۸۸۴، ص ۸۸۵، ص ۸۸۶، ص ۸۸۷، ص ۸۸۸، ص ۸۸۹، ص ۸۹۰، ص ۸۹۱، ص ۸۹۲، ص ۸۹۳، ص ۸۹۴، ص ۸۹۵، ص ۸۹۶، ص ۸۹۷، ص ۸۹۸، ص ۸۹۹، ص ۹۰۰، ص ۹۰۱، ص ۹۰۲، ص ۹۰۳، ص ۹۰۴، ص ۹۰۵، ص ۹۰۶، ص ۹۰۷، ص ۹۰۸، ص ۹۰۹، ص ۹۱۰، ص ۹۱۱، ص ۹۱۲، ص ۹۱۳، ص ۹۱۴، ص ۹۱۵، ص ۹۱۶، ص ۹۱۷، ص ۹۱۸، ص ۹۱۹، ص ۹۲۰، ص ۹۲۱، ص ۹۲۲، ص ۹۲۳، ص ۹۲۴، ص ۹۲۵، ص ۹۲۶، ص ۹۲۷، ص ۹۲۸، ص ۹۲۹، ص ۹۳۰، ص ۹۳۱، ص ۹۳۲، ص ۹۳۳، ص ۹۳۴، ص ۹۳۵، ص ۹۳۶، ص ۹۳۷، ص ۹۳۸، ص ۹۳۹، ص ۹۴۰، ص ۹۴۱، ص ۹۴۲، ص ۹۴۳، ص ۹۴۴، ص ۹۴۵، ص ۹۴۶، ص ۹۴۷، ص ۹۴۸، ص ۹۴۹، ص ۹۵۰، ص ۹۵۱، ص ۹۵۲، ص ۹۵۳، ص ۹۵۴، ص ۹۵۵، ص ۹۵۶، ص ۹۵۷، ص ۹۵۸، ص ۹۵۹، ص ۹۶۰، ص ۹۶۱، ص ۹۶۲، ص ۹۶۳، ص ۹۶۴، ص ۹۶۵، ص ۹۶۶، ص ۹۶۷، ص ۹۶۸، ص ۹۶۹، ص ۹۷۰، ص ۹۷۱، ص ۹۷۲، ص ۹۷۳، ص ۹۷۴، ص ۹۷۵، ص ۹۷۶، ص ۹۷۷، ص ۹۷۸، ص ۹۷۹، ص ۹۸۰، ص ۹۸۱، ص ۹۸۲، ص ۹۸۳، ص ۹۸۴، ص ۹۸۵، ص ۹۸۶، ص ۹۸۷، ص ۹۸۸، ص ۹۸۹، ص ۹۹۰، ص ۹۹۱، ص ۹۹۲، ص ۹۹۳، ص ۹۹۴، ص ۹۹۵، ص ۹۹۶، ص ۹۹۷، ص ۹۹۸، ص ۹۹۹، ص ۱۰۰۰، ص ۱۰۰۱، ص ۱۰۰۲، ص ۱۰۰۳، ص ۱۰۰۴، ص ۱۰۰۵، ص ۱۰۰۶، ص ۱۰۰۷، ص ۱۰۰۸، ص ۱۰۰۹، ص ۱۰۱۰، ص ۱۰۱۱، ص ۱۰۱۲، ص ۱۰۱۳، ص ۱۰۱۴، ص ۱۰۱۵، ص ۱۰۱۶، ص ۱۰۱۷، ص ۱۰۱۸، ص ۱۰۱۹، ص ۱۰۲۰، ص ۱۰۲۱، ص ۱۰۲۲، ص ۱۰۲۳، ص ۱۰۲۴، ص ۱۰۲۵، ص ۱۰۲۶، ص ۱۰۲۷، ص ۱۰۲۸، ص ۱۰۲۹، ص ۱۰۳۰، ص ۱۰۳۱، ص ۱۰۳۲، ص ۱۰۳۳، ص ۱۰۳۴، ص ۱۰۳۵، ص ۱۰۳۶، ص ۱۰۳۷، ص ۱۰۳۸، ص ۱۰۳۹، ص ۱۰۴۰، ص ۱۰۴۱، ص ۱۰۴۲، ص ۱۰۴۳، ص ۱۰۴۴، ص ۱۰۴۵، ص ۱۰۴۶، ص ۱۰۴۷، ص ۱۰۴۸، ص ۱۰۴۹، ص ۱۰۵۰، ص ۱۰۵۱، ص ۱۰۵۲، ص ۱۰۵۳، ص ۱۰۵۴، ص ۱۰۵۵، ص ۱۰۵۶، ص ۱۰۵۷، ص ۱۰۵۸، ص ۱۰۵۹، ص ۱۰۶۰، ص ۱۰۶۱، ص ۱۰۶۲، ص ۱۰۶۳، ص ۱۰۶۴، ص ۱۰۶۵، ص ۱۰۶۶، ص ۱۰۶۷، ص ۱۰۶۸، ص ۱۰۶۹، ص ۱۰۷۰، ص ۱۰۷۱، ص ۱۰۷۲، ص ۱۰۷۳، ص ۱۰۷۴، ص ۱۰۷۵، ص ۱۰۷۶، ص ۱۰۷۷، ص ۱۰۷۸، ص ۱۰۷۹، ص ۱۰۸۰، ص ۱۰۸۱، ص ۱۰۸۲، ص ۱۰۸۳، ص ۱۰۸۴، ص ۱۰۸۵، ص ۱۰۸۶، ص ۱۰۸۷، ص ۱۰۸۸، ص ۱۰۸۹، ص ۱۰۹۰، ص ۱۰۹۱، ص ۱۰۹۲، ص ۱۰۹۳، ص ۱۰۹۴، ص ۱۰۹۵، ص ۱۰۹۶، ص ۱۰۹۷، ص ۱۰۹۸، ص ۱۰۹۹، ص ۱۱۰۰، ص ۱۱۰۱، ص ۱۱۰۲، ص ۱۱۰۳، ص ۱۱۰۴، ص ۱۱۰۵، ص ۱۱۰۶، ص ۱۱۰۷، ص ۱۱۰۸، ص ۱۱۰۹، ص ۱۱۱۰، ص ۱۱۱۱، ص ۱۱۱۲، ص ۱۱۱۳، ص ۱۱۱۴، ص ۱۱۱۵، ص ۱۱۱۶، ص ۱۱۱۷، ص ۱۱۱۸، ص ۱۱۱۹، ص ۱۱۲۰، ص ۱۱۲۱، ص ۱۱۲۲، ص ۱۱۲۳، ص ۱۱۲۴، ص ۱۱۲۵، ص ۱۱۲۶، ص ۱۱۲۷، ص ۱۱۲۸، ص ۱۱۲۹، ص ۱۱۳۰، ص ۱۱۳۱، ص ۱۱۳۲، ص ۱۱۳۳، ص ۱۱۳۴، ص ۱۱۳۵، ص ۱۱۳۶، ص ۱۱۳۷، ص ۱۱۳۸، ص ۱۱۳۹، ص ۱۱۴۰، ص ۱۱۴۱، ص ۱۱۴۲، ص ۱۱۴۳، ص ۱۱۴۴، ص ۱۱۴۵، ص ۱۱۴۶، ص ۱۱۴۷، ص ۱۱۴۸، ص ۱۱۴۹، ص ۱۱۵۰، ص ۱۱۵۱، ص ۱۱۵۲، ص ۱۱۵۳، ص ۱۱۵۴، ص ۱۱۵۵، ص ۱۱۵۶، ص ۱۱۵۷، ص ۱۱۵۸، ص ۱۱۵۹، ص ۱۱۶۰، ص ۱۱۶۱، ص ۱۱۶۲، ص ۱۱۶۳، ص ۱۱۶۴، ص ۱۱۶۵، ص ۱۱۶۶، ص ۱۱۶۷، ص ۱۱۶۸، ص ۱۱۶۹، ص ۱۱۷۰، ص ۱۱۷۱، ص ۱۱۷۲، ص ۱۱۷۳، ص ۱۱۷۴، ص ۱۱۷۵، ص ۱۱۷۶، ص ۱۱۷۷، ص ۱۱۷۸، ص ۱۱۷۹، ص ۱۱۸۰، ص ۱۱۸۱، ص ۱۱۸۲، ص ۱۱۸۳، ص ۱۱۸۴، ص ۱۱۸۵، ص ۱۱۸۶، ص ۱۱۸۷، ص ۱۱۸۸، ص ۱۱۸۹، ص ۱۱۹۰، ص ۱۱۹۱، ص ۱۱۹۲، ص ۱۱۹۳، ص ۱۱۹۴، ص ۱۱۹۵، ص ۱۱۹۶، ص ۱۱۹۷، ص ۱۱۹۸، ص ۱۱۹۹، ص ۱۲۰۰، ص ۱۲۰۱، ص ۱۲۰۲، ص ۱۲۰۳، ص ۱۲۰۴، ص ۱۲۰۵، ص ۱۲۰۶، ص ۱۲۰۷، ص ۱۲۰۸، ص ۱۲۰۹، ص ۱۲۱۰، ص ۱۲۱۱، ص ۱۲۱۲، ص ۱۲۱۳، ص ۱۲۱۴، ص ۱۲۱۵، ص ۱۲۱۶، ص ۱۲۱۷، ص ۱۲۱۸، ص ۱۲۱۹، ص ۱۲۲۰، ص ۱۲۲۱، ص ۱۲۲۲، ص ۱۲۲۳، ص ۱۲۲۴، ص ۱۲۲۵، ص ۱۲۲۶، ص ۱۲۲۷، ص ۱۲۲۸، ص ۱۲۲۹، ص ۱۲۳۰، ص ۱۲۳۱، ص ۱۲۳۲، ص ۱۲۳۳، ص ۱۲۳۴، ص ۱۲۳۵، ص ۱۲۳۶، ص ۱۲۳۷، ص ۱۲۳۸، ص ۱۲۳۹، ص ۱۲۴۰، ص ۱۲۴۱، ص ۱۲۴۲، ص ۱۲۴۳، ص ۱۲۴۴، ص ۱۲۴۵، ص ۱۲۴۶، ص ۱۲۴۷، ص ۱۲۴۸، ص ۱۲۴۹، ص ۱۲۵۰، ص ۱۲۵۱، ص ۱۲۵۲، ص ۱۲۵۳، ص ۱۲۵۴، ص ۱۲۵۵، ص ۱۲۵۶، ص ۱۲۵۷، ص ۱۲۵۸، ص ۱۲۵۹، ص ۱۲۶۰، ص ۱۲۶۱، ص ۱۲۶۲، ص ۱۲۶۳، ص ۱۲۶۴، ص ۱۲۶۵، ص ۱۲۶۶، ص ۱۲۶۷، ص ۱۲۶۸، ص ۱۲۶۹، ص ۱۲۷۰، ص ۱۲۷۱، ص ۱۲۷۲، ص ۱۲۷۳، ص ۱۲۷۴، ص ۱۲۷۵، ص ۱۲۷۶، ص ۱۲۷۷، ص ۱۲۷۸، ص ۱۲۷۹، ص ۱۲۸۰، ص ۱۲۸۱، ص ۱۲۸۲، ص ۱۲۸۳، ص ۱۲۸۴، ص ۱۲۸۵، ص ۱۲۸۶، ص ۱۲۸۷، ص ۱۲۸۸، ص ۱۲۸۹، ص ۱۲۹۰، ص ۱۲۹۱، ص ۱۲۹۲، ص ۱۲۹۳، ص ۱۲۹۴، ص ۱۲۹۵، ص ۱۲۹۶، ص ۱۲۹۷، ص ۱۲۹۸، ص ۱۲۹۹، ص ۱۳۰۰، ص ۱۳۰۱، ص ۱۳۰۲، ص ۱۳۰۳، ص ۱۳۰۴، ص ۱۳۰۵، ص ۱۳۰۶، ص ۱۳۰۷، ص ۱۳۰۸، ص ۱۳۰۹، ص ۱۳۱۰، ص ۱۳۱۱، ص ۱۳۱۲، ص ۱۳۱۳، ص ۱۳۱۴، ص ۱۳۱۵، ص ۱۳۱۶، ص ۱۳۱۷، ص ۱۳۱۸، ص ۱۳۱۹، ص ۱۳۲۰، ص ۱۳۲۱، ص ۱۳۲۲، ص ۱۳۲۳، ص ۱۳۲۴، ص ۱۳۲۵، ص ۱۳۲۶، ص ۱۳۲۷، ص ۱۳۲۸، ص ۱۳۲۹، ص ۱۳۳۰، ص ۱۳۳۱، ص ۱۳۳۲، ص ۱۳۳۳، ص ۱۳۳۴، ص ۱۳۳۵، ص ۱۳۳۶، ص ۱۳۳۷، ص ۱۳۳۸، ص ۱۳۳۹، ص ۱۳۴۰، ص ۱۳۴۱، ص ۱۳۴۲، ص ۱۳۴۳، ص ۱۳۴۴، ص ۱۳۴۵، ص ۱۳۴۶، ص ۱۳۴۷، ص ۱۳۴۸، ص ۱۳۴۹، ص ۱۳۵۰، ص ۱۳۵۱، ص ۱۳۵۲، ص ۱۳۵۳، ص ۱۳۵۴، ص ۱۳۵۵، ص ۱۳۵۶، ص ۱۳۵۷، ص ۱۳۵۸، ص ۱۳۵۹، ص ۱۳۶۰، ص ۱۳۶۱، ص ۱۳۶۲، ص ۱۳۶۳، ص ۱۳۶۴، ص ۱۳۶۵، ص ۱۳۶۶، ص ۱۳۶۷، ص ۱۳۶۸، ص ۱۳۶۹، ص ۱۳۷۰، ص ۱۳۷۱، ص ۱۳۷۲، ص ۱۳۷۳، ص ۱۳۷۴، ص ۱۳۷۵، ص ۱۳۷۶، ص ۱۳۷۷، ص ۱۳۷۸، ص ۱۳۷۹، ص ۱۳۸۰، ص ۱۳۸۱، ص ۱۳۸۲، ص ۱۳۸۳، ص ۱۳۸۴، ص ۱۳۸۵، ص ۱۳۸۶، ص ۱۳۸۷، ص ۱۳۸۸، ص ۱۳۸۹، ص ۱۳۹۰، ص ۱۳۹۱، ص ۱۳۹۲، ص ۱۳۹۳، ص ۱۳۹۴، ص ۱۳۹۵، ص ۱۳۹۶، ص ۱۳۹۷، ص ۱۳۹۸، ص ۱۳۹۹، ص ۱۴۰۰، ص ۱۴۰۱، ص ۱۴۰۲، ص ۱۴۰۳، ص ۱۴۰۴، ص ۱۴۰۵، ص ۱۴۰۶، ص ۱۴۰۷، ص ۱۴۰۸، ص ۱۴۰۹، ص ۱۴۱۰، ص ۱۴۱۱، ص ۱۴۱۲، ص ۱۴۱۳، ص ۱۴۱۴، ص ۱۴۱۵، ص ۱۴۱۶، ص ۱۴۱۷، ص ۱۴۱۸، ص ۱۴۱۹، ص ۱۴۲۰، ص ۱۴۲۱، ص ۱۴۲۲، ص ۱۴۲۳، ص ۱۴۲۴، ص ۱۴۲۵، ص ۱۴۲۶، ص ۱۴۲۷، ص ۱۴۲۸، ص ۱۴۲۹، ص ۱۴۳۰، ص ۱۴۳۱، ص ۱۴۳۲، ص ۱۴۳۳، ص ۱۴۳۴، ص ۱۴۳۵، ص ۱۴۳۶، ص ۱۴۳۷، ص ۱۴۳۸، ص ۱۴۳۹، ص ۱۴۴۰، ص ۱۴۴۱، ص ۱۴۴۲، ص ۱۴۴۳، ص ۱۴۴۴، ص ۱۴۴۵، ص ۱۴۴۶، ص ۱۴۴۷، ص ۱۴۴۸، ص ۱۴۴۹، ص ۱۴۵۰، ص ۱۴۵۱، ص ۱۴۵۲، ص ۱۴۵۳، ص ۱۴۵۴، ص ۱۴۵۵، ص ۱۴۵۶، ص ۱۴۵۷، ص ۱۴۵۸، ص ۱۴۵۹، ص ۱۴۶۰، ص ۱۴۶۱، ص ۱۴۶۲، ص ۱۴۶۳، ص ۱۴۶۴، ص ۱۴۶۵، ص ۱۴۶۶، ص ۱۴۶۷، ص ۱۴۶۸، ص ۱۴۶۹، ص ۱۴۷۰، ص ۱۴۷۱، ص ۱۴۷۲، ص ۱۴۷۳، ص ۱۴۷۴، ص ۱۴۷۵، ص ۱۴۷۶، ص ۱۴۷۷، ص ۱۴۷۸، ص ۱۴۷۹، ص ۱۴۸۰، ص ۱۴۸۱، ص ۱۴۸۲، ص ۱۴۸۳، ص ۱۴۸۴، ص ۱۴۸۵، ص ۱۴۸۶، ص ۱۴۸۷، ص ۱۴۸۸، ص ۱۴۸۹، ص ۱۴۹۰، ص ۱۴۹۱، ص ۱۴۹۲، ص ۱۴۹۳، ص ۱۴۹۴، ص ۱۴۹۵، ص ۱۴۹۶، ص ۱۴۹۷، ص ۱۴۹۸، ص ۱۴۹۹، ص ۱۵۰۰، ص ۱۵۰۱، ص ۱۵۰۲، ص ۱۵۰۳، ص ۱۵۰۴، ص ۱۵۰۵، ص ۱۵۰۶، ص ۱۵۰۷، ص ۱۵۰۸، ص ۱۵۰۹، ص ۱۵۱۰، ص ۱۵۱۱، ص ۱۵۱۲، ص ۱۵۱۳، ص ۱۵۱۴، ص ۱۵۱۵، ص ۱۵۱۶، ص ۱۵۱۷، ص ۱۵۱۸، ص ۱۵۱۹، ص ۱۵۲۰، ص ۱۵۲۱، ص ۱۵۲۲، ص ۱۵۲۳، ص ۱۵۲۴، ص ۱۵۲۵، ص ۱۵۲۶، ص ۱۵۲۷، ص ۱۵۲۸، ص ۱۵۲۹، ص ۱۵۳۰، ص ۱۵۳۱، ص ۱۵۳۲، ص ۱۵۳۳، ص ۱۵۳۴، ص ۱۵۳۵، ص ۱۵۳۶، ص ۱۵۳۷، ص ۱۵۳۸، ص ۱۵۳۹، ص ۱۵۴۰، ص ۱۵۴۱، ص ۱۵۴۲، ص ۱۵۴۳، ص ۱۵۴۴، ص ۱۵۴۵، ص ۱۵۴۶، ص ۱۵۴۷، ص ۱۵۴۸، ص ۱۵۴۹، ص ۱۵۵۰، ص ۱۵۵۱، ص ۱۵۵۲، ص ۱۵۵۳، ص ۱۵۵۴، ص ۱۵۵۵، ص ۱۵۵۶، ص ۱۵۵۷، ص ۱۵۵۸، ص ۱۵۵۹، ص ۱۵۶۰، ص ۱۵۶۱، ص ۱۵۶۲، ص ۱۵۶۳، ص ۱۵۶۴، ص ۱۵۶۵، ص ۱۵۶۶، ص ۱۵۶۷، ص ۱۵۶۸، ص ۱۵۶۹، ص ۱۵۷۰، ص ۱۵۷۱، ص ۱۵۷۲، ص ۱۵۷۳، ص ۱۵۷۴، ص ۱۵۷۵، ص ۱۵۷۶، ص ۱۵۷۷، ص ۱۵۷۸، ص ۱۵۷۹، ص ۱۵۸۰، ص ۱۵۸۱، ص ۱۵۸۲، ص ۱۵۸۳، ص ۱۵۸۴، ص ۱۵۸۵، ص ۱۵۸۶، ص ۱۵۸۷، ص ۱۵۸۸، ص ۱۵۸۹، ص ۱۵۹۰، ص ۱۵۹۱، ص ۱۵۹۲، ص ۱۵۹۳، ص ۱۵۹۴، ص ۱۵۹۵، ص ۱۵۹۶، ص ۱۵۹۷، ص ۱۵۹۸، ص ۱۵۹۹، ص ۱۶۰۰، ص ۱۶۰۱، ص ۱۶۰۲، ص ۱۶۰۳، ص ۱۶۰۴، ص ۱۶۰۵، ص ۱۶۰۶، ص ۱۶۰۷، ص ۱۶۰۸، ص ۱۶۰۹، ص ۱۶۱۰، ص ۱۶۱۱، ص ۱۶۱۲، ص ۱۶۱۳، ص ۱۶۱۴، ص ۱۶۱۵، ص ۱۶۱۶، ص ۱۶۱۷، ص ۱۶۱۸، ص ۱۶۱۹، ص ۱۶۲۰، ص ۱۶۲۱، ص ۱۶۲۲، ص ۱۶۲۳، ص ۱۶۲۴، ص ۱۶۲۵، ص ۱۶۲۶، ص ۱۶۲۷، ص ۱۶۲۸، ص ۱۶۲۹، ص ۱۶۳۰، ص ۱۶۳۱، ص ۱۶۳۲، ص ۱۶۳۳، ص ۱۶۳۴، ص ۱۶۳۵، ص ۱۶۳۶، ص ۱۶۳۷، ص ۱۶۳۸، ص ۱۶۳۹، ص ۱۶۴۰، ص ۱۶۴۱، ص ۱۶۴۲، ص ۱۶۴۳، ص ۱۶۴۴، ص ۱۶۴۵، ص ۱۶۴۶، ص ۱۶۴۷، ص ۱۶۴۸، ص ۱۶۴۹، ص ۱۶۵۰، ص ۱۶۵۱، ص ۱۶۵۲، ص ۱۶۵۳، ص ۱۶۵۴، ص ۱۶۵۵، ص ۱۶۵۶، ص ۱۶۵۷، ص ۱۶۵۸، ص ۱۶۵۹، ص ۱۶۶۰، ص ۱۶۶۱، ص ۱۶۶۲، ص ۱۶۶۳، ص ۱۶۶۴، ص ۱۶۶۵، ص ۱۶۶۶، ص ۱۶۶۷، ص ۱۶۶۸، ص ۱۶۶۹، ص ۱۶۷۰، ص ۱۶۷۱، ص ۱۶۷۲، ص ۱۶۷۳، ص ۱۶۷۴، ص ۱۶۷۵، ص ۱۶۷۶، ص ۱۶۷۷، ص ۱۶۷۸، ص ۱۶۷۹، ص ۱۶۸۰، ص ۱۶۸۱، ص ۱۶۸۲، ص ۱۶۸۳، ص ۱۶۸۴، ص ۱۶۸۵، ص ۱۶۸۶، ص ۱۶۸۷، ص ۱۶۸۸، ص ۱۶۸۹، ص ۱۶۹۰، ص ۱۶۹۱، ص ۱۶۹۲، ص ۱۶۹۳، ص ۱۶۹۴، ص ۱۶۹۵، ص ۱۶۹۶، ص ۱۶۹۷، ص ۱۶۹۸، ص ۱۶۹۹، ص ۱۷۰۰، ص ۱۷۰۱، ص ۱۷۰۲، ص ۱۷۰۳، ص ۱۷۰۴، ص ۱۷۰۵، ص ۱۷۰۶، ص ۱۷۰۷، ص ۱۷۰۸، ص ۱۷۰۹، ص ۱۷۱۰، ص ۱۷۱۱، ص ۱۷۱۲، ص ۱۷۱۳، ص ۱۷۱۴، ص ۱۷۱۵، ص ۱۷۱۶، ص ۱۷۱۷، ص ۱۷۱۸، ص ۱۷۱۹، ص ۱۷۲۰، ص ۱۷۲۱، ص ۱۷۲۲، ص ۱۷۲۳، ص ۱۷۲۴، ص ۱۷۲۵، ص ۱۷۲۶، ص ۱۷۲۷، ص ۱۷۲۸، ص ۱۷۲۹، ص ۱۷۳۰، ص ۱۷۳۱، ص ۱۷۳۲، ص ۱۷۳۳، ص ۱۷۳۴، ص ۱۷۳۵، ص ۱۷۳۶، ص ۱۷۳۷، ص ۱۷۳۸، ص ۱۷۳۹، ص ۱۷۴۰، ص ۱۷۴۱، ص ۱۷۴۲، ص ۱۷۴۳، ص ۱۷۴۴، ص ۱۷۴۵، ص ۱۷۴۶، ص ۱۷۴۷، ص ۱۷۴۸، ص ۱۷۴۹، ص ۱۷۵۰، ص ۱۷۵۱، ص ۱۷۵۲، ص ۱۷۵۳، ص ۱۷۵۴، ص ۱۷۵۵، ص ۱۷۵۶، ص ۱۷۵۷، ص ۱۷۵۸، ص ۱۷۵۹، ص ۱۷۶۰، ص ۱۷۶۱، ص ۱۷۶۲، ص ۱۷۶۳، ص ۱۷۶۴، ص ۱۷۶۵، ص ۱۷۶۶، ص ۱۷۶۷، ص ۱۷۶۸، ص ۱۷۶۹، ص ۱۷۷۰، ص ۱۷۷۱، ص ۱۷۷۲، ص ۱۷۷۳، ص ۱۷۷۴، ص ۱۷۷۵، ص ۱۷۷۶، ص ۱۷۷۷، ص ۱۷۷۸، ص ۱۷۷۹، ص ۱۷۸۰، ص ۱۷۸۱، ص ۱۷۸۲، ص ۱۷۸۳، ص ۱۷۸۴، ص ۱۷۸۵، ص ۱۷۸۶، ص ۱۷۸۷، ص ۱۷۸۸، ص ۱۷۸۹، ص ۱۷۹۰، ص ۱۷۹۱، ص ۱۷۹۲، ص ۱۷۹۳، ص ۱۷۹۴، ص ۱۷۹۵، ص ۱۷۹۶، ص ۱۷۹۷، ص ۱۷

مسلب کر لیتے ہیں۔ ۹۵ یہ تحریف دنیوی کا دوسرا تفصیلی نمونہ ہے، حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعون اور اسکی قوم کے پاس آیات، بینات اور دلائل و معجزات دیکر بھیجا گیا مگر فرعون اور اس کی قوم جو حکومت و دولت کے نشہ میں بدست تھے پیغام حق اور دعوت توحید کو ٹھکرا دیا اور اللہ کے پیغمبر کے ساتھ محاذِ حربہ پر اتر آئے آخر جب اللہ نے ان کے مطالبہ کے مطابق ان پر اپنی حجت قائم کر دی تو بھی وہ ایمان نہ لائے اور تکذیب و انکار پر مصر رہے جس کا انجام انہوں نے اپنی عبرت ناک تباہی کی صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ۹۶ جب قوم فرعون کے پاس ہمارے پیغمبر معجزات لے کر پہنچے تو انہوں نے معجزات کو جادو قرار دیا اور ان کے من جانب اللہ ہونے سے انکار کیا وَقَالَ مُوسَىٰ الْخَرَانِ كَيْفَ اس قولِ باطل کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم اللہ کے دئے ہوئے معجزات کو

جو سراپا حق ہیں جادو کہہ رہے ہو کیا یہ معجزے جادو ہیں جو پوری تہذیب اور جہلجگہ کے ساتھ تمہارے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں حالانکہ جادو گروں میں ایسی جرأت و جسارت کہاں کہ وہ اس طرح تہذیب کریں اور پھر کامیاب بھی ہو جائیں کیونکہ جادو ایک فریب ہے جو چل نہیں سکتا۔ یعنی حاصل السحر تمویہ و تخییل و صاحب ذلك لا یفلح (خازن ج ۳ ص ۲۷) ۹۷ ہر سر اقتدار لوگوں کو ہمیشہ اپنا وقار و اقتدار بحال رکھنے کی فکر دامن گیر رہتی ہے اور وہ اپنے ملک میں اٹھنے والی تنظیم کا اسی نقطہ نگاہ سے جائزہ لینے نہیں کہ یہ تنظیم ان کے اقتدار کے لئے کس قدر مفید یا نقصان رساں ہے فرعون نے بھی محسوس کر لیا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کی دعوت توحید قبول کر لی گئی تو اسکی خدائی اور ربوبیت ختم ہو جائیگی۔ بات تحفظ اقتدار کی تھی مگر فرعون اور قوم فرعون نے مذہب کی آڑ میں دعوت توحید کی مخالفت کی اور کہا کیا تو ہمیں ہمارے آباء و اجداد کے دین سے منحرف کرنے آیا ہے اور تمہارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ سننا، ماموصلہ سے مراد دین ہے۔ انکی بے نیازی، سرداری اور حکومت۔ ۹۸ آخر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے مقابلے کی ٹھان لی اور ملک کے تمام ماہر جادو گروں کو بلائے کے احکام جاری کر دیئے فَكَلَّمْنَا سَاجِدَ السَّحَرَةِ الْخَالِکَ کے نامی گرامی جادو جمع ہو گئے جب مقابلے کیلئے آئے سامنے ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو کمر و فریب لائے ہو پیش کر دو فَكَلَّمْنَا الْقَوَائِمَ جب انہوں نے اپنے جادو کی لالچیاں اور رسیاں زمین پر ڈال دیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ تو محض جادو اور کمر و فریب ہے جو ابھی باطل ہوا چاہتا ہے، تم لوگ میرا مقابلہ کر کے دعوت توحید کو روکنا اور شرک کو پھیلنے کا موقع دینا چاہتے ہو جو سراسر فساد فی الارض ہے اور اللہ تعالیٰ فساد یوں کے منصوبوں کو ناکام بناتا ہے وَ لَیَحْشُرَنَّ الْخَسْفُ اور واضح دلائل و براہین سے توحید کو غالب اور برتر فرماتا ہے۔ اس کے بعد اندماج ہے یعنی پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لالچی چینی جوان کی تمام لالچیبوں اور رسیوں کو نکل گئی یہ دیکھ کر تمام جادو گر سجدہ ریز ہو گئے ایچ

یونس ۱۰

۴۸۳

یعتذرون ۱۱

وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونُ لَكُمُ الْكِبْرِيَاءُ فِي

جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو اور تم دونوں کو سرداری مل جائے

الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمُ بِمُؤْمِنِينَ ۴۸ وَقَالَ

اس ملک میں اور ہم نہیں ہیں تم کو ماننے والے اور بولا

فِرْعَوْنُ اُتُونِي بِكُلِّ سِحْرِ عَلِيمٍ ۴۹ فَكَلَّمَا جَاءَ

فرعون ۵۰ لاؤ میرے پاس جو جادو گر ہو پڑھا ہوا پھر جب آئے

السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمُ مُوسَىٰ اَلْقُوا مَا اَنْتُمْ مُّقْلِفُونَ ۵۰

جادو گر کہا اس کو موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو

فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهٖ السَّحَرٰتِ ۵۱

پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ بولا کہ جو تم لائے ہو سو جادو ہے اب

اللَّهِ سَيُبْطِلُہٗ ۵۱ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۵۱

اللہ اس کو بگاڑتا ہے بے شک اللہ نہیں سنوارتا شرمیروں کے کام کو

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۵۲

اور اللہ سچا کرتا ہے حق بات کو اپنے حکم سے اور پڑے ہوا مانیں گنہگار

فَمَا اٰمَنَ لِمُوسٰی اِلَّا ذَرِیَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰی

پھر کوئی ایمان نہ لایا موسیٰ پر ۵۳ مگر کچھ لڑکے اس کی قوم کے

خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَٓئِہٖمَ اَنْ یَّفْتِنَہُمْ طَوٰنٌ

ڈرتے ہوئے فرعون سے اور اس کے سرداروں سے کہ انہیں ان کو بھلا نہ دے اور

فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِی الْاَرْضِ وَاِنَّہٗ لَیْسَ الْمُسْرِفِیْنَ ۵۴

فرعون پر طرہ رہا ہے ملک میں اور اس نے ہاتھ چھوڑ رکھا ہے

وَقَالَ مُوسٰی یَقُوْمُ اِنْ کُنْتُمْ اٰمِنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلِیْہِ

اور کہا موسیٰ نے سنو اے میری قوم اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر تو اسی پر

المنزل ۳

۹۹ مِّنْ قَوْمِہٖ کی ضمیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے، فرعون اور اس کی قوم اسرائیلیوں کو یاد نہیں دیتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت بنی اسرائیل کے لئے فرعون کی غلامی سے نجات کا پیغام بھی اپنے اندر رکھتی تھی اس لئے وہ دل سے ان کے حامی تھے مگر فرعون اور اس کی قوم کے ڈر سے وہ علانیہ ان کی حمایت نہیں کر سکتے تھے مگر اس کے باوجود کچھ نوجوانوں نے ہمت کر کے ایمان کا اظہار کر دیا اور علانیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر آ گئے۔ ۱۰۰ جب بنی اسرائیل فرعون اور فرعون یوں کے مظالم و شدائد سے تنگ آ گئے اور ان کے صبر کا پیمانہ پُر ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکوی کیا کہ آپ کی آمد سے پہلے اور اس کے بعد ہم یکساں طور پر فرعون کی طرف سے مصائب و آلام میں مبتلا ہیں کیا ہم ہمیشہ اسی حال میں رہیں گے اَوْ ذَرِیَّةً مِّنْ قَبْلِہٖ اَنْ تَاْتِیْنَا وَہِیْنَ مَا جِئْنَا (اعراف ۱۵۶) اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو تسلی دی کہ جب تم اللہ پر ایمان لا چکے ہو تو اللہ پر بھروسہ کرو اور تسلیم و رضا سے کام لو اللہ تمہاری مدد کرے گا، تمہارے دشمن کو ہلاک کر کے اس کے تمام مقبوضات کو تمہارے قبضہ میں دیدے گا۔ پھر تمہارا بھی پتہ چل جائے گا کہ تم کس ڈگر پر چلتے ہو۔

۱۰۔ قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلقین پر صبر و استقامت اور توکل علی اللہ کا عہد کر لیا اور اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ ہمیں اس مشرک اور فاسق و فاجر قوم سے نجات عطا فرما اور ہمیں ان کے ہاتھوں ذلت و رسوائی سے بچا۔ ۱۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے قبل بنی اسرائیل اپنی مسجدوں میں عبادت کرتے تھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مبعوث ہو کر توحید کی دعوت دی تو فرعون اسرائیلیوں پر برہم ہو گیا اور ان کے تمام عبادت خانے گرا دیے اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو وحی بھیجی کہ اپنی قوم کو حکم دے دو وہ شہر میں اپنے کچھ گھروں کو عبادت کیلئے مخصوص کر لیں اور انہی میں عبادت بجالائیں اور نماز قائم کریں اور ساتھ ہی ان کو فرعون سے نجات کی خوشخبری بھی سنائیں (قرطبی و مظہری) ۱۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معجزات ظاہرہ و باطنیہ کا ہر سے دعوت توحید کو واضح اور ملم فشرح کر دیا مگر قوم جو رد و انکار اور ضد و عناد پر پھر رہی اور وہ ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اب ان کے لئے بد دعا کی اور بد دعا کرنے کی وجوہات بھی بیان کر دیں کہ اے اللہ تو نے ان کو دنیوی مال ملنے اور شان و شوکت عطا کی ہے اور وہ خب مال و جاہ کی وجہ سے تیری توحید کو نہیں مانتے۔ اے اللہ جن لوگوں کی وجہ سے وہ مغرور ہیں ان کو تباہ و برباد کر دے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دے کہ وہ ایمان کی طرف راغب نہ ہو سکیں کیونکہ اب تیری سنت جاریہ کے مطابق وہ اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ان کے دلوں پر مہر جہاریت لگا دی جائے اور ان سے توفیق ایمان سلب کر لی جائے۔ اے اللہ ان کو قاسیہ و اطمع علیہما حق لا تنشرح لایمان کما ہو قضیۃ شاتمہم (روح ج ۱ ص ۱۱۷) رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا اِيْنَ رَبَّنَا كَا اَعَادَه بُعِدَ عَهْدُكِ وَهَمَّ سَهَبٌ۔ ۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول دعا کی خوشخبری سنائی گئی کہ تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے لیکن ابھی چند دن صبر و استقامت سے کام لینا ہو گا وَ لَا تَتَّبِعِنَّ الْكُفْرَ بَعْدَ مَا بَعَرْتُمْ وَ رُكُوْا وَ اِنَّا وَهَدُوْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْجَوْنَ۔ ۱۴۔ اللہ تعالیٰ کے امور و احکام کی محنتوں اور مصلحتوں سے بے خبر ہوتے ہیں وہ اللہ کے وعدوں کے ہرے میں طرح طرح کی قباس آرائیاں کرتے رہتے ہیں اور صبر و استقامت کے بجائے غلبت اور بے مبری کا اظہار کرتے ہیں اے موسیٰ و ہارون ایسے بے خبر لوگوں کی سی کوئی حرکت تم سے ہرگز سرزد نہ ہونے پائے۔ وَ حَا وَرْنَا بِبَنِي إِسْرَآءِيلَ

موضع قرآن
پہنچا تب حکم ہوا کہ اپنی قوم ان میں شامل نہ رکھو اپنا عمل جدا بساؤ کہ آگے ان پر آفتیں پڑنی ہیں یہ قوم آفت میں شریک نہ ہوں وہ سے ایمان کی ان سے امید نہ تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانیں گے اس میں عذاب تمہارا کام فیصل نہ ہوتا دعا اس واسطے ماننی کہ یہ جھوٹا ایمان نہ لادیں دل ان کے سخت رہیں تا عذاب پڑ چکے اور کام فیصل ہو۔ وہ یعنی شستانی نہ کرو حکم کی راہ دیکھو۔
فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی مساجد البیت بنا گئے ۱۲

یونس ۱۰

۴۸۳

يعتذرون ۱۱

تَوَكَّلُوا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۱۰۳ فَقَالُوا عَٰلِی اللّٰهِ

پھر دوسرے کرو اگر ہو تم فرما نبردوار تب وہ بولے ہم نے اللہ پر

تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۱۰۴ وَ

بھروسہ کیا ایلہ اے رب ہمارے نہ آزمائے ہم پر نہ در اس ظالم قوم کا اور

يَجْعَلْنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۱۰۵ وَ اَوْحَيْنَا

چھڑا دے ہم کو مہربانی فرما کر ان کافر لوگوں سے اور حکم بھیجا ہم نے

اِلٰی مُّوْسٰی وَ اَخِيْهِ اَنْ تَبُوْا الْقَوْمَ مَكْمًا بِمِصْرَ بَيُّوْا وَ

موسیٰ کو ایلہ اور اس کے بھائی کو کہ مقرر کرو اپنی قوم کے واسطے مصر میں سے گھر اور

اجْعَلُوْا بَيُّوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِمُوا الصَّلٰوةَ ط وَ بَشِّرِ

بناد اپنے گھر قبلہ رو دے اور قائم کرو نماز اور خوشخبری دے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۱۰۶ وَقَالَ مُّوْسٰی رَبَّنَا اِنْ كُنَّا اَتَيْنَا

ایمان والوں کو اور کہا موسیٰ اے ایلہ اے رب ہمارے تو نے دی ہے

فِرْعَوْنَ وَ مَلَآٓئِكَةً زَيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

فرعون کو اور اس کے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی زندگی میں

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ

اے رب اس واسطے کہ بہکادیں تیرے راہ سے اے رب مٹا دے ان کے مال

وَ اَشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰی يَرُوْا الْعَذَابَ

اور سخت کر دے ان کے دل کہ نہ ایمان لائیں جب تک دیکھ لیں عذاب

الْاٰلِیْمِ ۱۰۷ قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَعْوُكُمْ فَاَسْتَقِيْمُوا وَ

دردناک ہے فرمایا قبول ہو چکی دعا تمہاری ایلہ سو تم دونوں ثابت ہو

لَا تَتَّبِعِنَّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۱۰۸ وَ حَا وَرْنَا

مت چلو راہ ان کی جو نادان ہیں کہ اور پار کر دیا ہم نے

منزل ۳

البحر جب اللہ کے وعدے کے مطابق بنی اسرائیل کی نجات اور فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کا وقت آگیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات شہر سے روانہ ہو گئے جب فرعون کو پہنچا تو وہ بھی اپنے لادشکر کے ساتھ ان کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ بنی اسرائیل جب دریا کے کنارے پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں اپنا عصا ڈالا تو اس میں بارہ راستے بن گئے اسرائیلی بحیرت پار ہو گئے ان کے پیچھے فرعون بھی مع لادشکر دریا میں گھس گیا اللہ نے پانی کو روانی کا حکم دیدیا اور فرعون مع قوم غرق ہو کر ہلاک ہو گیا۔ قَالَ اٰمَنْتُ الْخِمْ جِبِ فِرْعَوْنَ ذُوْب

رہا تھا تو اس نے اپنے ایمان کا اعلان کیا کہ میں اس اللہ پر ایمان لے آیا جس کے سوا کوئی عباد اور پکار کے لائق نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ فرعون کا ایمان عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد تھا اس لئے قبول نہ ہوا۔ اَلَمْ تَنْ وَقَدْ عَصَيْتَ الْخِمْ جِبِ اِيْمَانِ لَانِ اللّٰهَ كِي

عبادت و طاعت کا وقت تھا اس وقت تو نے انکار کیا اور اللہ کی نافرمانیاں کیں اور شرک پھیلایا

کر دنیا کو شر و فساد سے بھر دیا اس لئے اب ایمان لانے سے کیا فائدہ۔ قَالُوْهُمْ مِّنْ جِحِيْكَ يٰ

نجوة (اوپنی جگہ) سے ماخوذ ہے یعنی آج ہم تیری لاش کو اوپنی جگہ ڈالیں گے تاکہ تو باقی ماندہ لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت کا نشان بن جائے

نَلْقَيْكَ مِنْ جِحِيْكَ بِنَجْوَةٍ مِّنَ الْاَرْضِ (مدارک ج ۷ ص ۲۸۳) یہ مطلب نہیں کہ تیری لاش کو تیرا تک محفوظ رکھوں گا۔ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر و استقامت کی ہدایت

بہت بڑے بڑے نعمات فرمائے ان کو فرعون کی غلامی سے نجات دی اور ملک شام اور مصر ان کے قبضہ میں دیدیئے اور قہم کی فراخی عیش سے ان کو متمتع کیا مگر انہوں نے نعمات الہی کی قدر نہ کی، ان کا شکر ادا نہ کیا اور جس دین توحید کی خاطر انہیں یہ سب کچھ ملا تھا اسکی حفاظت

نہ کی بلکہ اسے بدل ڈالا۔ قَدْ اٰخْتَلَفُوْا اَلْمَاسَ كَسَافَةً بَغْيًا كِي قِيْدٌ مَّوْجِيْ بَقَرِيْنَهٗ وَمَا تَفَرَّقُوْا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ

الْعِلْمُ بَغْيًا لِّبَيْتِهِمْ (شوری ۲۶) یعنی انہوں نے دلائل و براہین سے مسئلہ توحید

واضع ہوجانے کے بعد محض ضد و عناد اور بغاوت و کج روی سے اس میں اختلاف کیا۔ مزید تفصیل پہلے گزر چکی ہے ملاحظہ تفسیر سورہ بقرہ ص ۱۲۱ حاشیہ نمبر ۱۰

موضح قرآن و لایہ اللہ فرماتا ہے یعنی ساری عمر مخالف رہا اب عذاب دیکھ کر یقین لایا اس وقت کا یقین لانا کیا معتبر۔ و وہ جیسا ہے وقت ایمان لایا ہے فائدہ ایسا ہی اللہ نے

مرکے پیچھے اس کا بدن ڈیا میں سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور عبرت چمکیں۔ اسکو بدن بچنے سے کیا فائدہ؟ و یعنی ملک شام دیکھ کوئی مخالف اُن کا نہ رہا۔

فتح الرحمن و یعنی ہر دی آب آریم نرا ۱۲ ص ۱۲ یعنی بغیر تغیر ۱۲۔

منزل ۳

یونس ۱۰

۴۸۵

یعتزرون ۱۱

بَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا حَتَّىٰ إِذَا أَذْرَكَهُ الْغَرَقُ اس کے لشکر نے شرارت سے اور تعدی سے یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بولا یقین کر لیا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر کہ ایمان لائے بَنُو إِسْرَءِيلَ وَآنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۹۰ لَنْ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۹۱ اور و نافرمانی کرتا رہا اس سے پہلے اور رہا گمراہوں میں و قَالُوْهُمْ مِّنْ جِحِيْكَ يٰ نَجْوَةٌ مِّنَ الْاَرْضِ (مدارک ج ۷ ص ۲۸۳) یہ مطلب نہیں کہ تیری لاش کو تیرا تک محفوظ رکھوں گا۔ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر و استقامت کی ہدایت بہت بڑے بڑے نعمات فرمائے ان کو فرعون کی غلامی سے نجات دی اور ملک شام اور مصر ان کے قبضہ میں دیدیئے اور قہم کی فراخی عیش سے ان کو متمتع کیا مگر انہوں نے نعمات الہی کی قدر نہ کی، ان کا شکر ادا نہ کیا اور جس دین توحید کی خاطر انہیں یہ سب کچھ ملا تھا اسکی حفاظت نہ کی بلکہ اسے بدل ڈالا۔ قَدْ اٰخْتَلَفُوْا اَلْمَاسَ كَسَافَةً بَغْيًا كِي قِيْدٌ مَّوْجِيْ بَقَرِيْنَهٗ وَمَا تَفَرَّقُوْا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا لِّبَيْتِهِمْ (شوری ۲۶) یعنی انہوں نے دلائل و براہین سے مسئلہ توحید

واضع ہوجانے کے بعد محض ضد و عناد اور بغاوت و کج روی سے اس میں اختلاف کیا۔ مزید تفصیل پہلے گزر چکی ہے ملاحظہ تفسیر سورہ بقرہ ص ۱۲۱ حاشیہ نمبر ۱۰

موضح قرآن و لایہ اللہ فرماتا ہے یعنی ساری عمر مخالف رہا اب عذاب دیکھ کر یقین لایا اس وقت کا یقین لانا کیا معتبر۔ و وہ جیسا ہے وقت ایمان لایا ہے فائدہ ایسا ہی اللہ نے

مرکے پیچھے اس کا بدن ڈیا میں سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور عبرت چمکیں۔ اسکو بدن بچنے سے کیا فائدہ؟ و یعنی ملک شام دیکھ کوئی مخالف اُن کا نہ رہا۔

يعتدرون ۱۱

اسلمیہ کے مختصر
علی التعلیم و العلم

کی نجاست سے ملوث رہتے ہیں۔ اللہ آپ ان کو زمین و آسمان کی عجائب المخلوقات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیں مگر یہ تکوینی دلائل اور انبیاء و رسل علیہم السلام کی آسمانی تعلیم ایسے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دیتی جن سے مہر جہاریت کی وجہ سے توفیق ایمان سلب کر لی گئی ہو۔ اللہ یہ تخویف دینوی ہے۔ ضدی اور معاند لوگوں پر دلائل و آیات کا کوئی اثر نہیں ہوتا بس ان کے لئے یہی ایک راہ باقی ہے کہ گزشتہ معاند قوموں کا جو حشر ہوا یہ بھی اپنے لئے اسی انجام کا انتظار کریں لہذا تم بھی اس وقت کا انتظار کرو اور میں بھی اس کا انتظار کرتا ہوں تاکہ حق و باطل اور صادق و

کاذب کا فیصلہ ہو جائے۔ اللہ تراخی کے لئے نہیں بلکہ تعقیب ذکر کی کیلئے ہے اور یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔

اللہ یہ دعوائی سورت کا علی سبیل تفصیلی بیان ہے، جب سب کچھ کرنے والا، اور ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی ہر بات سننا اور ہر چیز کو

جانتا ہے اور اس کے سامنے کوئی شفع غالب نہیں تو پھر حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب غائبانہ صرف اسی کو پکارو اور کسی کو نہ پکارو۔ فَلَا أَعْبُدُ الْخَلْقَ مَعْبُودَانِ

باطلہ کے استحقاق عبادت اور ان کی الوہیت کی نفی ہے یعنی کلمہ توحید کے جز اول لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا مضمون اس میں بیان کیا گیا ہے وَلَكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ یہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا مضمون ہے

یعنی اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات جب تک تمام معبودان باطلہ کی نفی اور ایک اللہ کی الوہیت کا اثبات نہ کیا جائے اس وقت تک توحید کامل نہیں ہو سکتی۔ اللہ

یہ اُن آگؤں پر معطوف ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ خالصتہً دین حنیف یعنی وہ دین جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اس کی طرف اپنا رخ سیدھا رکھوں اور شرک کی جانب

ادنی میلان بھی نہ کروں۔ وَلَا تَدْعُ الْخَلْقَ بِطِلَ فَلَا أَعْبُدُ میں عبادت غیر اللہ کی نفی کی گئی عبادت کا جزو اعظم چونکہ دعا اور پکار ہے اس لئے یہاں بالاستقلال غیر اللہ کی پکار سے

ممانعت فرمائی۔ یعنی تیرا نفع اور نقصان جن کے قبضہ و اختیار میں نہیں انہیں حاجات میں ہرگز نہ پکار، پکار کے لائق

صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے ہر چیز جس کے اختیار و تصرف میں ہے۔ فَلَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ وَلَا رُجُوعَ فِي الدِّارِ اِلَی اللّٰہ (کعبہ) یہ خطاب بھی ہر انسان سے ہے اگرچہ بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی مخاطب ہیں کیونکہ آپ کی ذات ہے تو غیر اللہ کو پکارنے کا ادنیٰ امکان بھی نہیں والمعنی وَلَا تَدْعُ اِیْہَا الْاِنْسَانُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ مَالَا

یَنْفَعُکَ الْخَلْقَ (خازن ج ۳ ص ۲۱۵) مَوْضِعُ قُرْآنٍ وَ کھینچ لیتا ہے یعنی موت دینا ہے یہ صفت سب لوگ اللہ کی سمجھتے ہیں اس واسطے یہ بتا دیا۔

یعتزرون ۱۱

۳۸۷

یونس ۱۰

تَوْمِنَ الْاَبَادِیْنَ اللّٰہُ وَ یَجْعَلُ الرَّجْسَ عَلٰی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ۱۰ قُلْ اَنْظُرُوْا مَا ذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَ التَّنْذِرُ عَنْ قَوْمٍ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۱۱

ایمان لائے مگر اللہ کے حکم سے اور وہ ڈالتا ہے گندگی ان پر جو

نہیں سوچتے تو کہہ دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اللہ

اور کچھ کام نہیں آتیں نشانیوں اور ڈرانے والے ان لوگوں کو جو نہیں مانتے

فہل یَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَیَّامِ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِہِمۡ قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّیۡ مَعَکُمْ مِّنَ السَّٰتِرِیْنَ ۱۲ ثُمَّ نُنْجِیْ رُسُلَنَا وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَہ دیکھتا ہوں پھر ہم بچا لیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان کو جو ایمان لائے

کَذٰلِکَ حَقًّا عَلٰی نَاۡسِجِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۱۳ قُلْ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیۡ شَکٍّ مِّنۡ دِیْنِیۡ فَلَا اَعْبُدُ لَکُمْ ۱۴

اسی طرح اللہ ذمہ ہے ہمارا بچا دیں گے ایمان والوں کو کہہ دے اے لوگو! اللہ اگر تم شک میں ہو میرے دین سے تو میں عبادت نہیں کرتا

الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ اَعْبُدُ اللّٰہَ الَّذِیۡ یَتَوَفَّکُمْ وَ اَمَرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۱۵

جو کھینچ لیتا ہے تم کو اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں ایمان والوں میں وَاَنْ اَقِمَّ وَجْہَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا وَ لَا تَکُوْنَنَّ مِنَ

اور یہ کہ سیدھا کر منہ اپنا دین پر حنیف ہو کر اللہ اور مت ہو

منزل ۳

مذہب تخویف دینوی

مذہب دعوائی سورت کا تفصیلی ذکر ۱۲

ہاں یہ ماقبل کے لئے بمنزلہ دلیل ہے یعنی نفع اور نقصان تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر تو کسی مصیبت اور تکلیف میں گرفتار ہو تو اس کو اللہ کے سوا اور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے بہتری اور بھلائی عطا کرنے کا ارادہ فرمائے تو اسے روکنے کی کسی کو مجال نہیں وہ جسے چاہے تکلیف دے اور جس کو چاہے آرام و راحت عطا فرمائے جب نفع و ضرر اس کے اختیار و تصرف میں ہے تو پھر اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو (وَرَأَى كَيْفَ يَمْسَسُكَ اللَّهُ بِضُرٍّ) تقریباً اور در فی حلیۃ الصلۃ من سلب النفع من المعبودات الباطلة وتصویر اخفصا۔

یونس ۱۰

۳۸۸

یعتزدون ۱۱

الْمُشْرِكِينَ ۝ لَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا

شُرک والوں میں فل اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ

يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ

بھلا کرے تیرا اور نہ بُرا پھر اگر تو ایسا کرے تو تو بھی ہو اس وقت

الظَّالِمِينَ ۝ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا

ظالموں میں اور اگر پہنچا دیوے تجھ کو اللہ ہلکے تکلیف تو کوئی نہیں

كَاشِفٌ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ

اس کو ہٹانے والا اس کے سوا اور اگر پہنچانا چاہے تجھ کو کچھ بھلائی تو کوئی پھرے فلا

لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ

نہیں اس کے فضل کو پہنچائے اپنا فضل جس پر چاہے اپنے بندوں میں اور وہ ہے

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ

بخشنے والا مہربان کہہ دے اے لوگو اللہ

حَبَأَ كُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اهْتَدَىٰ

پہنچ چکا حق تم کو تمہارے رب سے اب جو کوئی راہ پر گئے

فَأَسْمَأْ يَهْتَدَىٰ لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ ضَلَّٰ فَاثِمًا

سو وہ راہ پاتا ہے اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا پھرے سو

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ۝ وَالْبَعْ

بہکا پھرے گا اپنے بڑے کو اور میں تم پر نہیں ہوں مختار اور توکل

مَا يُؤْتِي إِلَيْكَ وَأَصْبِرْ حَتَّىٰ يَخُصَّكَ اللَّهُ ۚ

اس پر جو حکم پہنچے تیری طرف اللہ اور صبر کر جب تک فیصلہ کرے اللہ

وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝

اور وہ ہے سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا

منزل ۳

بہ سبحانہ الخ (روح ج ۱۱ ص ۱۱۶)

یہ مسئلہ توحید مان لینے کی ترغیب ہے۔

لوگو! اللہ کی طرف سے حق تمہارے پاس

آچکا ہے اور دلائل سے واضح ہو چکا ہے

اس لئے اسے قبول کر لو اس میں تمہارا ہی

مخالفہ ہے جو شخص توحید اور دین حق کو قبول

کرتا ہے وہ اپنے ہی بھلے کا کام کرتا ہے اور

جو اس کا انکار کرتا ہے وہ انکار و جحود کا

نتیجہ اور اس کا ضرر بھی خود ہی پائے گا۔

وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ میرا کام تبلیغ

حق ہے میں نے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کر دیا باقی

رہا تم سے منوانا تو وہ میرا کام نہیں۔

اللہ یہ توحید پر دلیل وحی ہے۔ یعنی مجھے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے

کہ میں اس چیز کی پیروی کروں جو میری

طرف وحی کی گئی ہے اور مسئلہ توحید

جس طرح دلائل کے ساتھ میں نے بیان

کیا ہے بالکل بعینہ اسی طرح ذریعہ وحی

مجھ پر نازل ہوا ہے۔ وَأَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

کے لئے تسلی ہے یعنی اتباع وحی کی وجہ

سے اگر آپ کو کوئی تکلیف یا گزند پہنچے تو

آپ صبر و ثبات کا دامن ہاتھ سے نہ

چھوڑیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ

کے اور آپ کے دشمنوں کے درمیان

آپ کو کامیاب و کامران اور ان کو ناکام

اور ذلیل و خوار کر کے اپنا آخری فیصلہ

فرمادے۔ وَالْمَعْنَى أَنَّهُ تَعَالَىٰ أَمْرُهُ

بِاتِّبَاعِ الْوَحْيِ وَالتَّنْزِيلِ فَإِنْ وَصَلَ

إِلَيْهِ بِسَبَبِ ذَلِكَ أَتْبَاعَ مَكْرُوهٍ

فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ إِنْ أُنِيجَ اللَّهُ فِيهِ

وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ (کبیر ج ۱ ص ۱۱۶)

وَلَا يَخْفَىٰ مَا فِي هَذِهِ الْآيَاتِ مِنَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَتَسْلِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَعْدِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْوَعِيدِ لِلْكَافِرِينَ (روح ج ۱۱ ص ۱۱۶)

موضع قرآن و حنیف نام ہے ابراہیم کے دین والوں کا اور عرب شرک کرتے اور آپ کو حنیف کہے جاتے۔

سہ ما قبل کے منزل

سہ مسئلہ توحید مان لینے کی ترغیب

سہ توحید پر دلیل وحی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کے درمیان آپ کو کامیاب و کامران اور ان کو ناکام اور ذلیل و خوار کر کے اپنا آخری فیصلہ فرمادے۔

سُورَةُ يُونُسَ کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

- ۱۔ اِنَّ رَبَّكُمْ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ — تا — ذَلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (۱ع) نفی شرک اعتقادی و نفی شفاعت قبری۔ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ۔ یہ اس سورت کی خصوصیت ہے۔
- ۲۔ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسُ ضِیَآءً — تا — لَا یَلِیْتُ لِقَوْمٍ یَّتَشَقَّقُوْنَ (۱۶ع) نفی شرک فی التصرف۔
- ۳۔ وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ — تا — سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ (۲۶ع) نفی شرک فی التصرف و نفی شفاعت قبری جو اس سورت کی خصوصیت ہے۔
- ۴۔ وَ یَوْمَ تَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا — تا — مَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ (۳۶ع) دنیا میں جن کو کارساز سمجھ رکھا ہے آخرت میں وہ اپنے پجاریوں کی دعا اور پکار سے لاعلمی کا اظہار کریں گے۔
- ۵۔ هُوَ الَّذِیْ یُخَسِّیْطُ لَکُمُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ — تا — فَتَنْبِئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۳۷ع) نفی شرک فی التصرف۔ مشرکین مشکل ترین کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے۔ یہ بھی اس سورت کی خصوصیت ہے۔
- ۶۔ قُلْ هَلْ مِنْ شَرِّکَآءِکُمْ — تا — فَمَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ (۴۳ع) جن کو تم نے خدا کے شریک بنا رکھا ہے وہ بالکل عاجز اور بے بس ہیں اس لئے الوہیت کے لائق نہیں ہیں۔
- ۷۔ اَلَا اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ — تا — وَ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (۶۴ع) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ قُلْ اَرَاَیْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ — تا — اَمْ عَلٰی اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ (۶۷ع) نفی شرک فعلی، تحریمات غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔ یہ سورت کی خصوصیت ہے۔
- ۹۔ وَ مَا تَتْلُوْا مِنْہٗ مِنْ قُرْاٰنٍ — تا — اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (۷۷ع) نفی شرک فی العلم۔
- ۱۰۔ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ اللَّیْلَ — تا — لِقَوْمٍ لَّیْسَ بِہُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (۷۷ع) نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۱۔ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ — تا — وَ هُوَ الْخَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۱۱۱ع) نفی شرک فی التصرف۔

آج بتاتے ہیں کہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۳ بجے بعد دوپہر سورۃ یونس کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔